UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226432
UNIVERSAL
LIBRARY

TIGHT BINDING BOOK

22642

Osmania University Library

Call No. 825.17 Accession No. 14768

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ ۔ فَاِذَا قَرَاْنٰہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ

مکمل بیان القرآن سنہ ۱۳۷۴ھ

"مطابق اصل بیان القرآن تھانہ بھون"

مسائل السلوک
من
کلام ملک الملوک
(فی العربیۃ)

و

رفع الشکوک
ترجمہ
مسائل السلوک
(فی الہندیۃ)

و

وجوہ المثانی
و
توجیہ الکلم والمعانی
(فی العربیۃ)

از

مکتبہ نشاۃ ثانیہ
جامعہ ملیہ

حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر:- شعبہ اشرف العلوم ادارہ ہادی دیوبند یوپی
(محمدی پریس دیوبند)

U4100
297.13 ۲۹۷.۱۳ ق
A

خطبۂ تفسیر بیان القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمه البيان هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله وکفی بالله شهیدا محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم ترٰهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من الله ورضوانا سیماهم فی وجوههم من اثر السجود ذٰلک مثلهم فی التورٰة ومثلهم فی الانجیل کزرع اخرج شطئه فازره فاستغلظ فاستوی علی سوقه یعجب الزراع لیغیظ بهم الکفار وعد الله الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت منهم مغفرة واجرا عظیما ۝

اما بعد:- یہ ابجد خوانِ مکتب قرآنی مظہر مدعا ہے کہ بہت روز سے خود بھی اور احباب کے اصرار سے بھی گاہ گاہ خیال ہوا کرتا تھا کہ کوئی مختصر تفسیر قرآن مجید کی لکھی جاوے جو ضروریات کو حاوی اور زوائد سے خالی ہو مگر تفاسیر و تراجم کی کثرت دیکھکر اس کو امر زائد سمجھا جاتا تھا۔ اسی اثناء میں نئی حالت یہ پیش آئی کہ بعض لوگوں نے محض تجارت کی غرض سے نہایت بے احتیاطی سے قرآن کے ترجمے شائع کرنے شروع کئے جن میں بکثرت مضامین خلاف قواعد شرعیہ بھر دیئے جن سے عام مسلمانوں کو بہت مضرت پہنچی ہر چند کہ چھوٹے چھوٹے رسالوں سے اُن کے مفاسد پر اطلاع دیکر ان مضرتوں کی روک تھام کرنے کی کوشش کی گئی مگر چونکہ کثرت سے ترجمہ بینی کا مذاق پھیل گیا ہے وہ رسالے اس غرض کی تکمیل کے لئے کافی ثابت نہ ہوئے تاوقتیکہ ابنائے زمانہ کوئی ترجمہ بھی نہ بتلایا جاوے جس میں مشغول ہو کر ان تراجم بلا بدعۂ مخترعہ سے بے التفات ہو جاویں۔ ہر چند کہ تراجم و تفاسیر محققین سابقین بالخصوص خاندانِ عزیزیہ کے ہر طرح کافی ووافی ہیں مگر ناظرین کی حالت وطبیعت کو کیا کیا جاوے کہ بعض تفاسیر میں عربی یا فارسی نہ جاننے کی مجبوری بعض تراجم میں اختصار یا زبان بدل جانے کا عذر مانع دلچسپی ہوا۔ تامل ومشورے سے بھی ضرورت ثابت ہوئی کہ ان لوگوں کو کوئی نیا ترجمہ دیا جاوے جس کی زبان وطرز بیان وتقریر مضامین میں اُن کے مذاق وضرورت کا حتی الامکان پورا لحاظ رہے اور ساتھ ہی اس کے کوئی ضروری مضمون خواہ جزو قرآن ہو یا اس کے متعلق ہو رہ نہ جاوے چند روز تک بہ رائے صورت تجویز و پیرایہ تذکرہ میں رہی۔ آخر جب احباب کا تقاضا زیادہ ہوا اور خود بھی اس کی ضرورت روزانہ مشاہدہ ومعائنہ میں آنے لگی آخر بنام خدا محض توکلا علی اللہ پھر اس اطمینان برکہ اگر میں کسی قابل نہیں ہوں تو کیا ہوا بزرگان عصر اصلاح فرما کر اس کو دیکھنے کے قابل کر دیں گے، آخر ربیع الاول ۱۳۳۲ھ میں اس کو شروع[1] کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے امید تمام اور نفع انام رکھتا ہوں۔ اب جن امور کی اس میں رعایت اور لحاظ کیا گیا ہے

[1] پہلی جلد کا ربع پارہ لکھنے کے بعد اتفاقاتِ وقت سے درمیان میں توقف مدید واقع ہو کر دوبارہ وسط ۱۳۳۳ھ سے سلسلۂ تحریر کا شروع ہوا واللہ الموفق ۱۲ منہ

مسائل السلوک

(من کلام ملک الملوک)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اما بعد۔ الحمد للہ والصلوٰۃ فان من العلوم القرآنیہ کثیر مسائل التصوف وما ذکرہ الصوفیۃ قدس اسرارھم فی کتبھم قد رجعت الی القرآن وجدت ما ذکروہ قسمان قسم دل علیہ القرآن بوجوہ الدلالات المعتبرۃ عند اھل العلم الاجتہاد وھو ما یسمی تفسیرا او استنباطا ویسمی بعضھا والکلام فی کون ھذا القسم مدلولا للقرآن اما التضمنی فظاھر واما الاستنباط فلما تقرر من ثبوت القیاس مظہرا ومثبتا وقسم لا دلالۃ للقرآن علیہ ولکنہ مبنی علی ما یناسبہ بنحو من المناسبۃ ویسمی بعضھا عنیا وھذا القسم ما تکلموا فیہ لانہ مدلول لہ فکم من مثبت لہ وھو ظاھر وصنیع کثیر من الصوفیۃ کذلک ومن نافٍ لہ وھو ظاھر کلام جملۃ العلوم الظاھرۃ والعقول الفضل فی الباب للنبی حتی ان ارید بعد لا لتزکون ذلک وتعقی

(بقیہ برصفحہ آئندہ)

اُن کو اختصار کے ساتھ عرض کرتا ہوں **اوّل** قرآن مجید کا آسان ترجمہ کیا ہے جس میں قابل فہم ہونے کے ساتھ تحت لفظی کی بھی رعایت ہے **دوم** ترجمہ میں خالص محاورات استعمال نہیں کئے گئے۔ دو وجہ سے اوّل تو میں فصیحانی ہوں محاورات پر جمود نہیں، دوسرے یہ کہ محاورات ہر مقام کے جُدا جُدا ہوتے ہیں اگر دہلی کے محاورات لئے جاتے تو اہلِ لکھنؤ نہ سمجھتے یہاں کے محاورات وہاں نہ سمجھتے ان دونوں کے محاورے جبدر آباد اور مدراس والے نہ سمجھتے، غرض ایسے محاورات عام فہم نہیں ہوتے اور اردو ترجمہ کم از کم ایسا تو ہو کہ قریب قریب ہندوستان کے سب حصے تو اس کو سمجھ جاویں اس لئے کتابی زبان لی ہے کہ فصاحت کے ساتھ اس میں سلاست بھی ہے۔ **سوم** نفس ترجمہ کے علاوہ جس مضمون کو بہت ضروری دیکھا کہ اس کی توضیح ترجمہ کی موقوف ہے یا کوئی شبہ خود قرآن کے مضمون سے ظاہراً پیدا ہوتا تھا اس کا جواب یا مضمون قرآنی کسی مشہور تحقیقات کے خلاف معلوم ہوتا تھا اس کی تحقیق یا اسی قسم کی کوئی ضروری بات ہوئی اس کو **ف** بنا کر بڑھا دیا باقی لطائف وٹکات یا طویل عریض حکایات یا فضائل یا بہت سے مسائل وغیرہا سے تفسیر کو طویل نہیں کیا گیا، غرض یہ کہ مضامین کا جمع کرنا مقصود نہیں بلکہ محض حل قرآن و رفع ضرورت۔ لیکن باوجود اتنی رعایت کے بھی غیر علماء و طلباء کے لئے بہت سے مقامات میں علماء سے استفتاء نہیں ہو سکتا لہٰذا مناسب بلکہ اجب یہ ہے کہ ایسے حضرات صرف اپنے مطالعہ و فہم پر اعتماد نہ فرماویں بلکہ حسب ضرورت علماء یا منتہی طلبہ سے اس کو سبقاً سبقاً سمجھ کر پڑھ لیں ورنہ اقل درجہ اتنا تو ضرور ہے کہ مطالعہ کے وقت جہاں ذرہ برابر بھی اشتباہ رہے وہاں خود غور کر کے نہ نکالیں بلکہ پنسل سے نشان کر کے علماء سے وہ عبارت دکھلا کر حل کر لیں اور بدون اس کے احتمال بلکہ یقین غلط فہمی کا ہے **چہارم** جس آیت کی تفسیر میں بہت سے اقوال مفسرین کے ہیں ان میں سے جس کو ترجیح معلوم ہوئی صرف اس کو لے لیا بقیہ سے تعارض نہیں کیا **پنجم** مطلب قرآنی کی تقریر کہیں اس طرح کی ہے کہ مضمون کا ارتباط خود ظاہر ہو جاوے اور کہیں ایک سرخی ربط کی لکھ کر اس کی تقریر کر دی گئی ہے **ششم** اختلافیات کی

(بقیہ صفحہ گذشتہ)

مقصودا بلا واسطہ کا لمنصوص او بواسطۃ کالثانی بالقیاس او الاتمام حتی منقول من السلف او ان ارید بہ بالدلالۃ ما ھو اعم من ثبوتہ باحد الطریقین المذکورین ومن ثبوت الشیٔ من اصلہ او من الائمۃ الاربعۃ فی قرآن نقصد مما اقول باداۃ المعقول انا نظن ان بطلان ھذا المعنی باطل وکھاب الحمد للہ الباطنیۃ الضالۃ ولنسمعہا ما یدل علی جمیع ما اردنا علیہا اما ان لھذا الصنع اصلا من السلف فقد روی ذلک عن ابن عباس فی قولہ تعالی اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا قال ابن العلم بعد موتھا الحجۃ منیبۃ یجلی القلوب المیتۃ بالعلم والحکمۃ والا فقد علم ان الارض مشاھد تتساقط فتقول ابن عباس موضع فی مصحفنا وتاویل الارض تابعۃ وھل ھذا الا الذی یسلکہ الصوفیۃ بل ظاھر ینفی ظاھر التفسیر لکن لما کان ھذا التفسیر بعیدا یصرف قولہ عن المتبادر الی ان مرادہ ان ایۃ تنفی ان السامع ان اخذ بظاھر الایۃ علی ظاھرھا وان کان مقصودا بل یعتبر وینتقل الی حال القلب ھذا ما ابدی الی فی اعتبار علم الاعتبار وابلغ من ھذا ما فوہ شیخ مشائخنا انت ولی اللہ المحدث ھم

لہ اور بعض امور مرعیہ فی التفسیر کا بیان بذیل سرخی "ذکر بعض امور مرعیہ فی تقریر تفسیرنا" صـ۵ پر ملاحظہ ہو ۱۲ سے قولہ تحت لفظی کی بھی رعایت ہے۔ لکن التزاما للتزاوف مرۃ ما خالفنا ما تقدم اخروی ولقد جرانی علیہ صنیع صحیح مشائخنا المسلم عندھا بالشاہ عبد القادر الدہلوی رحمہ اللہ تعالی ولنسر ولو اختلف من ترجمتہ قولہ تعالی ما انزل الیک ترجمہ جو کچھ اترا تجھ پر تعریف المجہول المقدمی بالمعرف واللام قولہ تعالی اولم یکف علی ھدی بربھم ترجمہ انھوں نے پائی ہے راہ اپنے رب کی تعریف الخبر الاسمی بالفعل ثم مادۃ الوجدان جزء مذکورۃ فی القرآن ثم ھدی بھدی معنا قال الرب فی القرآن قولہ تعالی ھما المفلحون ترجمہ مراد کو پہنچے تعریف اسم الفاعل بالماضی قولہ تعالی انا نحن مصلحون ترجمہ ہمارا کام تو سنوارنا ہے تعریف الجزء بالجزء فانا شانا الاصلاح وکم من بون بینھما واشتمال ذلک کثیرا فی ترجمۃ رحمہ اللہ تعالی لمن تتبعھا ۱۲ سے ومنہا نکات اختلاف العنوانات مع اتحاد المعنون کما تکلفوا فی قولہ تعالی فی البقرۃ واذ قلنا ادخلوا ھذہ القریۃ الآیۃ وقولہ تعالی فی الاعراف واذ قیل لھم اسکنوا ھذہ القریۃ الآیۃ من بیان النکات فی اختلاف العنوانات بین الآیتین فان امثال ھذہ النکات تکلفات وتعسفات والجواب الصحیح والحق الصریح فی جمیع ھذہ الامور وما حاکما ما نقلہ فی روح المعانی عن الزمخشری من انہ لا باس باختلاف العبارتین اذا لم یکن ھناک تناقض ولا تناقض بین ھذہ العنوانات وبالجملۃ التفنن فی التعبیر لیس بعیب اذ لیس المقصد الا الافادۃ وھو فیہ من الدلالۃ علی رفعۃ شان المتکلم مالا یخفی والقرآن الکریم مملوء من ذلک بل رام بیان سر کل ما وقع فیہ من تقدیم وتاخیر بالاسبیل الیہ الا بالکشف الصحیح والعلم اللدنی واللہ یؤتی فضلہ من یشاء وسبحان من لا یحیط باسرار کتابہ الا ھو ۱۲ سے مبنی علی الاعتبار الاتی من الارتباط والمناسبۃ فیما بین الآیات والدلیل الثانی علیہ عندی انہ لو لم یعتبر المناسبۃ بینہا لما اختلف ترتیب النزول اللازم منتف التوقیف کما نص علیہ غیر واحد ما فی روح المعانی تحت آیۃ واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ فی روایۃ اخری عن ابن عباس رضی اللہ علیہ وسلم قال جاءنی جبرئیل فقال اجعلوھا علی رأس مائتین وثمانین آیۃ من البقرۃ آہ وروی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اجعلوا بین آیۃ الربوا وآیۃ الدین وغیرہ فی التفسیر المظہری ودلالۃ علی ما ادعیناہ من التوقف وکذا الارتباط بین السور المترتبۃ معتبر لکن لا بالتوقیف بل باجتہاد الصحابۃ رضی اجماعہم علیہ فی ما یظہر والدلیل لہ ما اخرجہ احمد والترمذی وابو داود والنسائی وابن حبان والحاکم عن ابن عباس قال قلت لعثمان ما حملکم علی ان عمدتم الی الانفال وہی من المثانی والی براءۃ وہی من المئین فقرنتم بینہما ولم تکتبوا بینہما سطر بسم اللہ الرحمن الرحیم ووضعتموہا فی السبع الطول الحدیث فہذا یدل علی ان الاجتہاد دخل فی ترتیب السور والیہ اشار ردت روایات مرفوعۃ وموقوفۃ مختلفۃ فی ترتیب السور فدل علی کونہ خیر توقیفی ترکنا المشارع مسکوتا عنہ ثم رجوا علی

---

۳ الدہلوی قیاس سازی فی کون ھذا المعنی معتبرا فی کتابہ الفوز الکبیر فی اصول التفسیر حیث قال باللسان القیاسی واعتبارات اپنی بحقیقت از فن تفسیر نیست بلکہ نزدیک استماع قرآن چیزہا بدل سالک ظاہر میگردد و در بیان نظم قرآن وحدیث کہ آں سالک را در یا مے فنیک کند (بقیہ برصفحہ آیندہ)

تفسیر میں صرف مذہب حنفی لیا گیا ہے اور دوسرے مذاہب بشرط ضرورت حاشیہ میں لکھ دیئے گئے۔ مقدم چونکہ نفع عوام کے ساتھ خواص کا بھی خیال آگیا اس لئے ان کے فائدہ کے واسطے ایک حاشیہ بڑھایا ہے جس میں لغت و مدنیت سور و آیات و غیر مشہور لغات و ضروری وجوہ بلاغت و متعلق ترکیب و خفی الاستنباط فقہیات و کلامیات و اسباب نزول و روایات و اختلاف قرات مغیرہ ترکیب یا حکم و توجیہ ترجمہ و تفسیر بیجاز کے ساتھ مذکور ہیں جس کو متوسط درجہ کا طالب علم بلا تکلف سمجھ سکتا ہے۔ یہ حاشیہ درس و تدریس کے وقت بہت کام آسکتا ہے، اس حاشیہ کی عبارت عربی اس لئے تجویز کی ہے کہ عوام اس کے دیکھنے کی ہوس ہی نہ کریں ورنہ جب زبان سمجھتے اور مضامین نہ سمجھتے بہت پریشان ہوتے اب اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ تفسیر مختصر یا ترجمہ مطول کہہ دیجئے عوام و خواص سب کے کام کا ہوگا اور اگر اہل علم اول صرف قرآن کا مطالعہ کریں گے بطور خود غور کریں اور اس میں جو امور ذہن میں مجمل رہیں یا جو اشکالات واقع ہوں ان کو مستحضر کر کے پھر اس تفسیر کا ملاحظہ فرماویں تو انشاء اللہ تعالیٰ دو بالا لطف اور حظ حاصل ہو۔ امید ناظرین سے یہ ہے کہ اس کو مطالعہ فرما کر میرے واسطے مغفرت و رحمت کی دعا مانگیں کہ بڑا الح اس مشقت سے یہی ہے ؎ اے کہ بر ما میروی و امن کشاں کہ از سر خلاص الحمد نخواں۔

الحاقات اس تفسیر کے یہ ہیں کہ جو عبارت خطوط ہلالیہ سے خارج ہے وہ ترجمہ ہے اور جو خطوط ہلالیہ کے اندر محصور ہے وہ ترجمہ سے زائد ہے اور باوجود کافی ہونے اس فارق کے زیادت احتیاط و توضیح کے لئے ترجمہ پر خط بھی کھینچ دیا ہے جو علامت متن کی ہے اور ترجمہ میں اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اوپر جہاں قرآن لکھا ہے اس کے نیچے بھی ترجمہ لکھ دیا ہے اور ایک التزام یہ بھی کیا گیا ہے کہ تفسیر کے اندر جہاں آیت کی علامت ہے وہاں نمبر شمار آیات کا بالترتیب لکھ دیا ہے کہ آیت کا حوالہ دینے میں غایت سہولت ہو جاوے اور حاشیہ عربیہ میں جہاں کسی کتاب کی بعینہ عبارت لی گئی وہاں اس کتاب کا نام لکھ دیا ہے اور جہاں کچھ مناسب تصرف ہوا ہے وہاں نام کتاب کے قبل لفظ من بڑھا دیا ہے، جہاں استاذی لکھا ہے اس سے مراد حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں جہاں مرشدی لکھا ہے اس سے مقصود حضرت مولانا الحاج محمد امداد اللہ صاحب قدس اللہ سرہٗ ہیں، جہاں کوئی ماخذ نہیں لکھا وہ احقر نے اپنی رائے و یادداشت سے لکھ دیا ہے

سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین - فقط

الراقم

محمد اشرف علی التھانوی عفی عنہ

(بقیہ صفحہ گذشتہ)

متولدی شود چنانچہ قصد مجنون و لیلیٰ شنود و معشوقہ خود را یاد کند و معاملہ کہ در میان وے و محبوب رفتہ بیگانہ را مستحضر سازد و در بیخانہ الآیت

اہم آنست بایدانست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فنی اعتبار را مستثنیٰ اشتہ و در ان راہ سلوک فرمودہ اند ناصحت باشد اما کمال امت و فرح طریقے باشد علوم مرتبہ الیشاں را اما سد آنکہ آیہ فاما من اعطیٰ واتقیٰ و مسئلہ قدر تخیلیہ خواند اگر بہ معنی منطوق آیہ آست کہ ہر کہ ایں کار با کردہ است او را راہ جنت و نسیم نعیم و ہر کہ اضداد ایں اعمال کردہ است او را راہ دوزخ و تعذیب بکشایم لیکن بطریق اعتبار نہ الدلالت کہ ہر کسے را بر اے حالتے آفریدہ اند و آں حالت بر وے جاری می کند من حیث یدری او لا یدری پس بایں اعتبار آیہ بمسئلہ قدر ربطے واقع شد نہ بخیں آیہ و فحشاہا منی مطلوب آنست کہ بر تہ اعم مطلع ساخت لیکن خلق صورت علمیہ بر واحکم را بایں بندہ اکم اجبا در وقت تفخ روح مشاکلت ہوئی ہست (باقی بر صفحہ آئندہ)

لہ یعنی کہ اس خلہ کے متعلق بھی بعض مضامین اسی قسم کے حاشیہ میں لکھے گئے ہیں ۱۲ سہ ومن البلاغۃ بعض المتاخرین ورود بعض المعانی فی صورۃ المتشابہات فان صاحب التلویح مد بالکنایات کما قال واما حضرۃ الباری فلان الکنایۃ لفظ قصد بہا معنی ثان ملزوم لہ ای لفظ استعمل فی معناہ الموضوع لہ لکن لا یستعمل بالاثبات والمعنی ویرید بالبید الصدق والکذب بل لینتقل منہ الی ملزومہ فیکون ہو مناطا بالاثبات والنفی ویرجع الیہ الصدق والکذب کما یقال فلان طویل نجادہ قصد بطول النجاد طول القامۃ فجمیع الکلام وان لم یکن لہ نجاد وقامۃ واستحال بعض المحسوسۃ کما فی قولہ تعالیٰ والسموٰت مطویات بیمینہ وقولہ تعالیٰ الرحمٰن علی العرش استوی واشالی ذلک فان ہذہ کنایات عن المتشابہات من غیر لزوم کذب لان استعمال اللفظ فی معناہ الحقیقی او المجازی مطلب الدلالۃ علیہ لا ان المقصود الاصلی ہو ہذا الاستعمال آخر وبہذا یستعمل الکنایۃ فی المعنی الثانی لکن مع جواز ارادۃ المعنی الاول ای حتی خرج خلاف المجاز فانہ من حیث انہ مجاز مشروط باقتران القرینۃ الموضوع لہ ای قلت لوا لت المتشابہات کما ذہب الیہ الاکثر المتاخرین نہیں بالاحری علی الاذہان الضعیفۃ فالذی ذکرہ ہنا افاضل قریب لتاویلہ وہو اعلم تاویل لما ہو مذہب السلف اخذ بالاحوط والاعلم فالیلیب من فاہم ۱۲ سہ الحاصل ربط بعض مختلف بین الروایات فی سبب النزول وجہ الجمع منہا ان لسبب صحیحا والاخری متضمن لبیان تحول الحکم الخاص فی عموم الآیۃ لا بیان سبب النزول السیوطی فی لباب النقول عن الزرکشی قال فی البرہان قد یعبر عن عادۃ الصحابۃ والتابعین ان احدہم یقول نزلت ہذہ الآیۃ فی کذا فانہ یرید بذلک انہا تتضمن ہذا الحکم لا ان ہذا کان السبب الذی نزلت فیہا فہو من قبیل الاستدلال علی الحکم بالآیۃ لا من قبیل النقل لما وقع ۱۲ ھ ۵ اور ایک صورت جمع کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آیت بعد واقعات متعددہ کے نازل

ذکر بعضے امور مرعیہ ملتزمہ در تحریر تفسیر ہذا

ان میں بعضے امور تو خطبۂ تفسیر میں مذکور ہوئے ہیں اور بعض اُمور اُن کے علاوہ ہیں۔

(۱) اس تفسیر کے لکھنے کے وقت یہ کتابیں میرے پاس رہتی تھیں۔ بیضاوی، جلالین۔ تفسیر رحمانی، القان۔ معالم التنزیل۔ روح المعانی۔ مدارک۔ خازن۔ تفسیر فتح المنان۔ تفسیر ابن کثیر۔ لباب۔ درمنثور۔ کشاف۔ قاموس۔ بعض ترجمہ قرآن۔ ان میں سے بعض کتابیں اول سے پاس رہیں اور بعض کچھ لکھنے کے بعد آئیں اور بعض بالکل اخیر میں آئیں چنانچہ حوالوں سے اس کی تفصیل و تعیین معلوم ہو سکتی ہے اور ضرورت کے وقت کتب حدیث و فقہ و سیر کی مراجعت بھی کی جاتی تھی۔

(۲) قرآن مجید کے اول سے آخر تک ہر سورت اور ہر آیت کا ربط ماقبل کے ساتھ نہایت سہل اور قریب تقریر میں لازم بیان کیا گیا اور اکثر سورتوں کے شروع میں ان سورتوں کا خلاصہ بھی بیان کر دیا گیا۔

(۳) جتنی آیتوں کی تفسیر بوجہ اتحاد یا تقارب باہم مناسب مضامین کے ایک جگہ مجتمع کر کے لکھی گئی ہے ان کے اول میں اُن مضامین کا ایک جامع عنوان بطور سرخی کے لکھ دیا گیا ہے جس سے اجمالاً اُن تمام آیات کا خلاصہ ذہن میں مستحضر ہونے کے بعد مفصل تفسیر سے جو کچھ نفع اور حظ حاصل ہوگا۔ اس کو ناظرین خود دیکھیں گے پھر اُن آیات کی تفسیر ایسے طور پر کی گئی ہے کہ سب ایک مسلسل تقریر معلوم ہوتی ہے۔

(۴) جن روایات پر تفسیر کو مبنی کیا ہے ان میں التزام کیا گیا ہے کہ وہ صحیح روایتیں ہوں البتہ جہاں تفسیر کسی روایت پر مبنی نہ تھی اور لفظ قرآنی فی نفسہٖ بھی اس وجہ کو محتمل تھا۔ تقویت احتمال کے لئے اشتراط صحت میں تسامح کیا گیا۔

(۵) شبہات کے جواب دینے میں صرف ان شبہات کو خاص کیا ہے جن کا منشا کوئی دلیل صحیح تھی جیسے کوئی آیت یا کوئی حدیث یا کوئی امر ثابت بالعقل یا بالحس، اور جن کا منشا کوئی امر صحیح نہیں ہے بلکہ وہ شبہ خود دعویٰ بلا دلیل ہے اس کے جواب میں چونکہ طلب دلیل کافی ہے اس لئے اس سے تعارض نہیں کیا گیا اور بہت سے شبہات نفس تقریر ہی سے مندفع ہو گئے ہیں۔

(۶) کوئی مضمون ضرورت سے زائد نہیں لکھا مگر شاذ و نادر کسی خاص فائدہ کے لئے۔

(۷) ترجمہ میں ترکیب کی رعایت زیادہ کی گئی ہے بہ نسبت اتباع محاورہ کے۔

(۸) چونکہ حقر کو مباحث متعلقہ کتب سماویہ سابقہ پر بالکل نظر نہیں ہے اس لئے ایسے مضامین میں تفسیر حقانی سے نقل کر دیا گیا ہے

(۹) غالباً تمام تفسیر میں دو یا تین مقام ایسے ہیں کہ وہاں جیسا جی چاہتا تھا ویسا شرح صدر نہیں ہوا اس موقع پر حقر نے اس کی تصریح کر دی ہے تاکہ اگر کسی کو اس سے اچھی تقریر و تفسیر میسر ہو جاوے اُس کو راجح سمجھے۔

(۱۰) مسائل فقہیہ و کلامیہ کی مر آیت کے متعلق اسی قدر تحقیق پر اکتفا کیا گیا ہے جس پر تفسیر قرآن کی موقوف تھی۔

(۱۱) جو مضامین قابل زیادہ تفصیل و تحقیق کے کئی جگہ آئے ہیں ان کو ایک جگہ مفصل لکھکر دوسری جگہ اس پہلی جگہ کا

(بقیہ صفحہ گذشتہ)
پس باعتبار ہی تو ان ہا یں آیہ ربط استشہاد کرد (قلت وتوقیل اعتضاد مکان استشہاد کان اولیٰ ۱۲) واللہ اعلم (صـ ۴۲ و صـ ۴۵)
وقلت والحدیث شان اللذان اشار الیہما الشیخ صاحب ان فالاول ما عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منکم من احد الا وقد کتب مقعدہ من النار و مقعدہ من الجنۃ قالوا یا رسول اللہ افلا نتکل علی کتابنا ونترک العمل قال اعملوا فکل میسر لما خلق لہ اما من کان من اہل السعادۃ فسییسر لعمل السعادۃ واما من کان من اہل الشقاوۃ فسییسر لعمل الشقاوۃ ثم قرأ فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی الایہ متفق علیہ (مشکوٰۃ باب القدر) والحدیث الثانی ما عن عمران بن حصین ان رجلین من مزینۃ قالا یا رسول اللہ ارأیت ما یعمل الناس الیوم ویکدحون فیہ اشیٔ قضی علیہم ومضی فیہم من قدر سبق او فیما یستقبلون بہ مما اتاہم بہ نبیہم وثبتت الحجۃ علیہم فقال لا بل شیٔ قضی علیہم ومضی فیہم تصدیق ذلک فی کتاب اللہ عز وجل ونفس وما سواہا فالہمہا فجورہا وتقواہا۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ کتاب القدر)
فثبت بہذا التقریر کون ذلک الطریق لہ اصلا وما کان ابطال المعنی الظاہر بالکلیۃ فی روح المعانی تحت آیۃ انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ الخ (باقی برصفحہ آیندہ)

حوالہ دے دیا گیا ہے یا پہلی جگہ اس دوسری جگہ کا وعدہ کیا گیا ہے۔

(۱۲) ہر جگہ تفسیر میں اتباع سلف صالح کا کیا ہے، متاخرین کے اقوال کو جو سلف کے خلاف تھے نہیں لیا۔

(۱۳) جہاں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں اُن میں سے جس کو روایت یا ذوق عربیت سے راجح سمجھا صرف اسی کو اختیار کر لیا گیا سب کو نقل نہیں کیا البتہ کہیں کہیں اگر دونوں وجہیں متساوی معلوم ہوئیں دونوں کو نقل کر دیا ہے۔

(۱۴) تقریر مدلول آیات میں قواعد میزانیہ منطقیہ کی پوری طور سے مراعات کی گئی ہے جس کا لطف اذکیاء اور علماء کے جی سے پوچھنا چاہیئے۔

(۱۵) مجھکو معلوم ہے کہ کہیں کہیں تقریر کسی قدر تنگ ہے لیکن اس کی کفایت میں کوئی خلل نہیں البتہ کم استعداد لوگوں کو اہل علم سے اس کے حل اور توضیح کی حاجت ہوگی۔ اسی طرح بعض جگہ ایسے مضامین بھی آگئے ہیں کہ ان کا سمجھنا خصوص اہل علم کے ساتھ ہے اس لئے میرے نزدیک مطلقاً ضروری ہے کہ اس تفسیر کو اول سے آخر تک کسی عالم سے سبق کے طور پڑھ لیا جاوے اور جو مضمون اس پر بھی سمجھ میں نہ آوے اسکو علوم درسیہ پر موقوف سمجھا جاوے۔ اور یہ امر یقینی ہے کہ اس سے پورا لطف حاصل ہونے کی شرط علوم متعارفہ میں مہارت اور اس میں بھی کسی مقام پر تخیر مراجعت تفاسیر کے بعد اس تفسیر کو ملاحظہ کرنا ہے۔

(۱۶) اور بہت سے امور ضروریہ و لطیفہ ترجمہ و تفسیر میں ایسے ملیں گے جو بیان سے خیال میں نہیں آسکتے مطالعہ پر اُن کو حوالہ کیا جاتا ہے

(۱۷) لطائف و نکات جن کو تفسیر میں دخل نہ تھا نہ وہ مقصود بالقرآن تھے بالکلیہ مہجور کر دیئے گئے مقصود اصلی قرآن کو رکھا گیا ہے

(۱۸) جن آیات کی تفسیر میں حدیث مرفوع آئی ہے۔ اس کے مقابلہ میں کسی کا قول نہیں لیا گیا۔

(۱۹) چونکہ التزامات مذکورہ کی ضرورت خیال میں تدریجاً آتی رہی اس لئے ممکن ہے کہ اول کے اجزاء میں بعض التزامات کی رعایت متروک ہو گئی ہو۔

(۲۰) جو مضامین حواشی عربیہ میں لکھے ہیں وہ مخصوص ہیں اہل علم کے ساتھ اُن کے التزامات پر تنبیہ کرنے کی اس مقام پر حاجت نہیں۔ باقی ان سب معروضات کے بعد جو ناظرین کی مصلحت سے ظاہر کئے گئے اپنی خاص حالت کے اعتبار سے یہ معروض ہے ؎ نہ بنقش بستہ مشوشم نہ بحرف ساختہ سرخوشم ؎ نفسے بیاد تو میکشم چہ عبارت و چہ معانیم۔

کتبہ
محمد اشرف علی عفی عنہ

(نوٹ:) بعض جگہ مسائل السلوک اس صفحہ کے حاشیہ پر نہیں آسکا۔ اس وجہ سے اس کو یکجائی صفحہ کا حوالہ دیکر لکھدیا ہے۔ آئندہ اس غلطی کا انشاء اللہ خیال رکھا جائے گا کہ ایسا نہ ہو۔ ناظرین معاف فرمائیں۔ (المؤلف)

(بقیہ صفحہ گذشتہ)

من سورۃ الرعد ما نصہ قال ابن عطیۃ روی عن ابن عباس انہ قال فی قولہ تعالیٰ انزل من السماء ماء الزبد بالماء الشیح والدین بالاودیۃ القلوب یعنی سیلھا بقدر ما احتمل بجفلہ والیقین عطفہ ثم قال وھذا قول لا یصح (واللہ تعالیٰ اعلم) عن ابن عباس لانہ یحوالی قول اصحاب الرموز وقد تمسک بہ الغزالی واھل ذلک الطریق وفیہ احراج اللفظ عن مفھوم کلام العرب بصیرورۃ اکثرہ الی ذلک وان صح ذلک عن ابن عباس فیقال فیہ انما قصد بہ ان قولہ تعالیٰ کذلک یضرب اللہ الحق والباطل معناہ الحق یقر فی القلوب والباطل الذی یمر بھا کالزبد وھی تقول ان صح ذلک فیخصص الحبر من الاشارۃ وان کان یرد غیر ظاھر فیہ وھذا کما استدل الغزالی علیہ الرحمۃ استدلالہ علی اھل الرموز الغافلین بان الظاھر لیس مراد اللہ تعالیٰ کما لا یخفی علی متتبعی کلامھم وقد اتی الامام الغزالی بالقول الصراح والفصل الوضاح فی المسئلۃ فی کلیھا مشکورۃ الانوار حیث قال ولا تظنن من ھذہ الامور وجہ وطریق ضرب المثال رخصۃ منی فی رفع الظواھر واعتقاد فی ابطالھا حتی اقول مثلا لم یکن مخاطبا موسیٰ علیہ السلام فعلا ان ولم یسمع الخطاب بقول اخلع نعلیک حاشا اللہ فان ابطال الظواھر رأی الباطنیۃ الذین نظروا بالعین العوراء الی احد العالمین ولم یعرفوا الموازنۃ بینھما ولم یفھموا وجھہ کما ان ابطال الاسرار مذھب الحشویۃ فالذی یجمع والظاھر حشوی والذی یجرد الباطن باطنی والذی یجمع بینھما کامل ولذلک قال صلی اللہ علیہ وسلم (باقی برصفحہ آئندہ)

(بقیہ مسائل سلوک صفحہ گذشتہ) ظاہر و باطن وحد و مطلع و بدا نقل ھذا عن علیؓ موتو قبل ان تموتوا فھم موسیٰ علیہ السلام من خلع النعلین الطرح الکونین فامتثل الامر ظاھرا بخلع نعلیہ بالطراح الخلعین فھمن اھمر الاعتبار ای العبور من الشیٔ الی غیرہ ومن الظاھر الی الدر وفرق بین من یسمع قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب فیقتنی الکلب فی بیتہ ویقول لیس الظاھر مرادا بل المراد تخلیۃ بیت القلب عن کلب الغضب لانہ یمنع المعرفۃ التی ھی من انوار الملئکۃ اذ الغضب غول العقل وبین من یمتثل الامر فی الظاھر ثم یقول الکلب لیس کلیا الصورۃ بل معناہ وھی السبعیۃ والعداوۃ فلذا کان حفظ البیت الذی ھو القلب مقر الجواھر الحقیقی الخالص عن سر الکلبیۃ اولی فانا اجمع بین الظاھر اسر جمیعا فھذا ھو الکامل وھو الموفق یقول لھم الکامل من لا یطفی نور معرفتہ نور ورعہ ولئن لک تری الکامل لا تسمح نفسہ بترک شیٔ من حدود الشرع مع کمال البصیرۃ اھ (تحفۃ الاخوان فی التفرقۃ بین الکفر والایمان ص۲۳) وقریب منہ ما فی روح المعانی واما کلام السادۃ الصوفیۃ من القرآن فھو من باب الاشارات الی دقائق تنکشف علی ارباب السلوک وممکن التطبیق بینھما وبین الظواھر المرادۃ وذلک من کمال الایمان ومحض العرفان لا انھم اعتقدوا ان الظاھر غیر مراد اصلا وانما المراد الباطن فقط اذ ذاک اعتقاد الباطنیۃ الملاحدۃ توصلوا الی نفی الشریعۃ بالکلیۃ وحاشا سادتنا من ذلک کیف وقد حضوا علی حفظ التفسیر الظاھر وقالوا لا بد منہ اولا اذ لا یطمع فی الوصول الی الباطن قبل قبل احکام الظاھر ومن ادعی فھم اسرار القرآن قبل احکام التفسیر الظاھر فھو کمن ادعی البلوغ الی صدر البیت قبل ان یجاوز الباب اھ (ج ۱ ص۲) وقد اثبتت بھذا التقریر مع زیادۃ تحقیق حدیث ان لکل ایۃ ظھرا وبطنا مما لعلک لم تسمع من غیری فی المجلد الاول من کلیر مثنوی (ص۳۳) ان اشتغلت الیہ فاطلع علیہ ومجموع ما نقلنا ظھر مجموع ما لو علینا سابقا من اعتبار فی الاعتبار مع بقاء الظاھر علی ما ھو علیہ ولطالما احدث نفسی بجمع جملۃ کافیۃ من جنس تلک المسائل من القرآن لکن کل امر مرھون بوقتہ فحان الآن ان وفقت لہ وقد جعلت تفسیر روح المعانی فی ھذا المقصد اصلا اصیلا لجمعہ القدر الکافی منہ وحیث ما افتقر الیہ شیئا من غیرہ ابتدئہ بقولی قال العبد الضعیف واختمہ بقولی انتھی القول وقد زدت للربط او لتوضیح فی بعض المواضع کلمۃ او جملۃ احطتھا بقوسین وایضا لم ات بما کان من الصراحۃ بمثابۃ لا یحتاج فیھا الی التنبیہ وھو اکثر الاعمال التی تسمی بالمقامات کالحب والذکر والشکر والصبر والزھد والتوکل وغیرھا التی استلاء القرآن منھا اوضح من الشمس فی نصف النھار ھذا والمامول من الکریم الوھاب ان یجعل ھذا الکتاب کافیا شافیا فی القدر الضروری من الباب واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فی کل ذھاب وایاب وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد سید اولی الالباب مع آلہ والاصحاب وجمیع اتباعہ والاحباب الی یوم النشور والحساب۔

نمقہ العبد الحقیر اشرف علی عفی عنہ الصغیر والکبیر فی الثانی والعشرین من رجب المکین سنہ ۱۳۳۵ من ھجرۃ سید نا النبی الامین

سورۃ الفاتحۃ مکیۃ وھی سبع اٰیات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ① الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ② مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ③

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے۔ جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔ جو مالک ہیں روز جزا کے

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ④ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ⑤

ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں۔ بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا۔

سورۃ الفاتحۃ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ① سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے۔ ف مخلوقات کی الگ الگ جنس ایک ایک عالم کہلاتا ہے مثلاً عالم ملائکہ، عالم انسان، عالم جن۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ② جو مالک ہیں روز جزا کے۔ ف۔ روز جزا سے مراد قیامت کا دن ہے کہ اس میں سب اپنے کئے ہوئے کا بدلہ پاویں گے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ④ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں ف یہ بندے کی طرف سے جناب باری میں خطاب ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ⑤ بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا ف مراد دین کا رستہ ہے

اللغات قولہ تعالیٰ احمد ناہل یعتبر فی الدلالۃ الایصال ام لا فیہ خلاف للمتاخرین من اہل اللسان فقرنی خصہا بالدلالۃ الموصولۃ واخرون بالدلالۃ علی ما یوصل ۱۲ روح المعانی۔

النحو قولہ تعالیٰ الحمد للہ الام للاستحقاق کما مثل بجلد لرسول فی قولہ علی شرح العوامل لنفعہ ۱۲

البلاغۃ قولہ تعالیٰ الحمد للہ ارتفاع الحمد بالابتداء وخبرہ الظرف الذی ہو للہ واصلہ النصب باضمار فعل اللہ من مصادر التی تنصب الغرب بافعال مضمرۃ فی معنی الاخبار کقولہم شکرا وکفرا وعجبا وسبحانک ومعاذ اللہ وتعدل بہا عن النصب علی الرفع علی الابتداء للدلالۃ علی ثبات المعنی واستقرارہ ومنہ قولہ تعالیٰ قالوا سلاما قال سلام رفع السلام الثانی للدلالۃ علی ان ابراہیم علیہ السلام حیاہم تحیۃ احسن من تحیتہ ایاہم لان الرفع دال علی معنی ثبات السلام لہم دون تجدد وحدوث قولہ تعالیٰ الرحمن الرحیم فی الکشاف فان قلت فلم عدل عن لفظ الغیبۃ الی لفظ الخطاب قلت ہذا یسمی الالتفات فی علم البیان وذلک علی عادۃ افتنانہم فی الکلام وتصرفہم فیہ ولان الکلام اذا نقل من اسلوب الی اسلوب کان ذلک احسن تطریۃ لنشاط السامع والقائہ الاصغاء الیہ من اجرائہ علی اسلوب واحد وقد یخص ہذا الموضع انہ اذکر المحقق بالمجری علیہ تلک الصفات العظام التی یستحق بہا ان یحمد لہ العالم کلہم علی الاستمرار فخوطب لذلک المعلوم ۱۲ کشاف وفی قولہ تعالیٰ ایاک نستعین فی الآیۃ ایجاز حذف ای لنفعل المعنی ای علی عبادتہ وعلی امورنا کلہا ۱۲ اتقان قولہ تعالیٰ الصراط المستقیم

ایاتہا ۷ رکوعہا ۱ کلماتہا ۲۵ حروفہا ۱۴۳

مسائل السلوک

بسم اللہ الرحمن الرحیم سالکین کا مقام ایاک نعبد پر ہم عبادتیں ایاک نستعین سے مکین کا طالب ہوکر مدد کی تعالیٰ حرکت کو کیونکہ جیسا کہ مرکب اور اسکا قلب جعلی ہوتا ہے پھر اس میں انوار عارضی جو کہ مقام ولایت کا موجب ہے فنا ہوں ہیں تو نفس مزکی مطلب کے لئے خالص ہوجاتا ہے یوں ہی واہ راہ العالمین کو کامل اور اس کے اتباع کو

سورۃ الفاتحۃ مکیۃ وھی سبع اٰیات بسم اللہ الرحمن الرحیم ط سورۃ الفاتحۃ سالکین کا مقام ایاک نعبد پر ہم عبادتیں ایاک نستعین سے مکین کا طالب ہوکر مدد کی تعالیٰ حرکت کو کیونکہ جیسا کہ مرکب اور اسکا قلب جعلی ہوتا ہے پھر اس میں انوار عارضی جو کہ مقام ولایت کا موجب ہے فنا ہوں ہیں تو نفس مزکی مطلب کے لئے خالص ہوجاتا ہے یوں ہی واہ راہ العالمین کو کامل اور اس کے اتباع کو

ما ہو ابلغ من الوصفین علیہا ہو دونہ والقیاس الترقی من الادنی الی الاعلی کقولہم فلان عالم نحریر شجاع باسل وجواد فیاض۔ قلت لما قال الرحمن فتناول جلائل النعم وعظائہا وما صغر منہا وہو الرحیم کالتتمۃ والردیف لیتناول ما دق منہا ۱۲ منہ قولہ تعالیٰ ایاک نعبد وایاک نستعین تقدیم المفعول لقصد الاختصاص کقولہ تعالیٰ افغیر اللہ تامرونی اعبد فعل ایہا الجاہل ریاء وطلب المعنی تخصک بالعبادۃ وہو تخصک بطلب المعونۃ فان قلت لم عدل عن لفظ الغیبۃ الی لفظ الخطاب قلت ہذا یسمی الالتفات فی علم البیان وذلک علی عادۃ افتنانہم فی الکلام وتصرفہم فیہ ولان الکلام اذا نقل من اسلوب الی اسلوب کان ذلک احسن تطریۃ لنشاط السامع والقائہ الاصغاء الیہ من اجرائہ علی اسلوب واحد وقد یخص ہذا الموضع انہ اذکر المحقق بالمجری علیہ تلک الصفات العظام التی یستحق بہا ان یحمد لہ العالم کلہم علی الاستمرار فخوطب لذلک المعلوم ۱۲ کشاف وفی قولہ تعالیٰ ایاک نستعین فی الآیۃ ایجاز حذف ای لنفعل المعنی ای علی عبادتہ وعلی امورنا کلہا ۱۲ اتقان قولہ تعالیٰ الصراط المستقیم

ف۱ قولہ بڑے مہربان الخ بعض لوگوں نے یہ شبہ لکھا ہے کہ بسم اللہ وغیرہ کے ترجمہ میں ذات باری کی طرف ضمیر جمع کیوں عائد کی حالانکہ ضرور ہے کہ خدا کا کلام اس اندازسے کیا جائے کہ توحید پر دلالت ہو۔ اس کے جواب میں ارشاد فرمایا الاول توحی بانہا جاری چاہا کہ خدا کا کلام عظیم ہو یا جاوے رہی تعلیم تو اسکا مسلم ہو کر اپنے عنوان میں ایسا محفوظ رکھنے کی چنداں ضرورت نہیں دوسرے یہ کہ کلام مجید میں خدا تعالیٰ نے اپنے لئے جا بجا صیغہ جمع کا ارشاد فرمایا ہے انا نزلنا نحن نزلنا الذی کو وغیرہ وغیرہ اور ایک مقام پر خطاب کے موقع پر بھی فرمایا ہے ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض الخ اور دیگر تفاسیر کا ایک مفسر یہ بھی ہے کہ بنا بر تعظیم بصیغہ جمع باری تعالیٰ کو خطاب ہے ۱۲ بیان دیگر یہ ایک مختصر مجموعہ ہے اطراف کی سعی تقریبات کا جو بیسویں صدی ہجری مولوی سید احمد مرحوم نے مجموعہ تفاسیر کے مطالعہ کرنے وقت ضبط کرلی تھیں مگر ان کی وفات ہوجانے سے اسکی تکمیل کی نوبت نہ آئی۔ احقر

ف۲ غرض کہ گئی کہ سورۃ فاتحہ کی آیات میں تعریف ربط کیوں نہیں فرمائی عمومی ارشاد فرمایا کہ اس سورت کی آیات میں ربط ظاہر ہی ہے غیر ضروری سمجھے وقت بندہ اس تقریر

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ ع

رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے ۔ نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے ۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے ف مراد دین کا انعام ہے ان انعام والوں کا پتہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں دوسری جگہ بتلا دیا ہے کہ وہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں وہ آیت یہ ہے ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہدآء والصالحین ۔ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ ع

نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے ۔ ف راہِ ہدایت کے چھوٹنے کی دو وجہ ہوا کرتی ہیں ۔ ایک تو یہ کہ اس کی پوری تحقیقات نہ کرے ۔ ضالین سے مراد ایسے لوگ ہیں ۔ دوسری وجہ یہ کہ باوجود تحقیقات کے اس پر عمل نہ کرے مغضوب علیہم سے مراد ایسے لوگ ہیں کیونکہ اچھی طرح جان بوجھکر خلاف کرنے میں زیادہ ناراضی ہوا کرتی ہے ۔

البلاغۃ قولہ تعالیٰ صراط الذین انعمت بدل من الصراط المستقیم وہو فی حکم تکریر العامل کما قال للذین استضعفوا لمن آمن منہم فان قلت ما فائدۃ البدل وہلا قیل ایاہ صراط الذین انعمت علیہم قلت فائدۃ التوکید والاشعار بان صراط المستقیم تفسیر صراط المسلمین فیکون ذلک شہادۃ لصراط المسلمین بالاستقامۃ علی ابلغ وجہ واکدہ ۔

الروایات ۔ سورۃ الفاتحہ تکیۃ عند الاکثر وہو المروی عن علی وابن عباس وقتادۃ (الاتقان صحیح ۱۲ روح المعانی عن ابن عباس) الحمد للہ الشکر للہ رب العالمین الخلق کلہم ۱۲ الفاتحہ

ترجمہ دیکھتا ہے سو اس پردہ حمد کرتا ہے اور ذکر کو اختیار کرتا ہے ، پس سرا پردہ ہائے عزت کے پیچھے سے اس کے لئے رب العلمین کے معنی کا حجاب منکشف ہو جاتا ہے ، اس وقت وہ ماسوی اللہ کو محل فنا میں اور اپنے کو تربیت میں بقاء و ہمہ کا محتاج دیکھتا ہے ، پس وہ وحشت اعراض اور ظلمت سکون الی الاغیار سے نہ اصی حاصل کرنیکی طلب کے لئے ترقی کرتا ہے پس اس پروردگار مقدس کی ہواؤں سے رحمن رحیم کے الطاف کے جھونکے چلتے ہیں ، پھر وہ سرا پردہ ہائے جمال کے آگے سے برق ہائے جلال کی چمک کے واسطے سے مالک حقیقی کی طرف رجوع کرتا ہے پھر وہ مقام لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار میں (یعنی مقام توحید میں) بیان اضطرار پکارتا ہے کہ میں نے اپنا نفس آپ کے سپرد کر دیا اور میں ہمہ تن آپ پر متوجہ ہو گیا اور اس مقام میں پہنچکر وہ لجہ وصول میں گھس گیا ، مقام عین تک گم گشتہ جس سوا اس نے نسبت عبودیت کو محقق کر لیا اور کہنے لگا ۔ ایاک نعبد (یہ بیان مقام مالک کی انتہا ہے) جیسا شروع تقریر میں کہا گیا کہ سید الخلق وحبیب حق صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر نہیں کرتے بلکہ آپ اس مقام کو کس طرح الفاظ سے تعبیر کیا گیا سبحان الذی اسری بعبدہ کہ لیلا اس کے بندہ نے ایاک نستعین سے تمکین کی درخواست کی جیسا شروع تقریر میں اس کا بھی ذکر ہے) اور اہدنا الصراط المستقیم سے بھی (ف) کا طالب ہوا ، اور اس قول سے کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تلوین سے پناہ مانگی ، پس طالب کمال ہو کر اس نے صعود کیا اور کامل ہو کر اس نے رجوع (ونزول) کیا اور گویا اس (لطیفہ) کے سبب نماز کو معراج مومن کہا گیا ۔

مسائل السلوک

(بقیہ صفحہ گذشتہ)

علی ذلک واخذ فی الذکر فتکشف لہا الحجاب من وراء استتار العزۃ عن معنی رب العلمین فشاہد تلاشی ماسوی اللہ سبحانہ علی شرف الفناء مفتقرا الی التربیۃ فی البقاء محتاجا الی الرحمۃ فی الطیران الخلاص من وحشۃ الادبار وظلمۃ السکون الی الاغیار فہبت لہا من نسمات جلال اللہ من نسائم الطاف الرحمن الرحیم فہرجت تتسعا ابوارق الجلال من وراء ہجاف الجمال الی الملک الحقیقی فنادت بلسان الاضطرار فی مقام لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار اسلمت نفسی الیک وابتلت بکلیتی علیک وہتاک خاضعۃ لجۃ الوصول وانتہت الی مقام العین فحققت نسبۃ العبودیۃ فقال ایاک نعبد وہہنا انتہاء مقام السالک الاخری الی سید الخلق وحبیب الحق کیف عبر عنہ ہہنا بعبدہ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا وکیف طلب التمکین بقولہ ایاک نستعین واہدنا الصراط المستقیم راستعلم من التلوین بقولہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فتعین مستند ورجع مکملا وکان لہذا سمیت الصلوۃ معراج المؤمن

آیاتہا ۲۸۶
رکوعاتہا ۴۰
کلماتہا ۶۱۰۲
حروفہا ۲۵۰۰۰
الجزء الاول

سورۃ البقرۃ مدنیۃ کلہا وھی مائتان وست وثمانون اٰیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

ع الٓمّٓ ① ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ②

یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں۔ راہ بتلانیوالی ہر خطا سے روکنے والوں کو

سورۃ البقرۃ سورۂ فاتحہ سے اس سورت کا ربط یہ ہے کہ اس میں راہِ ہدایت کی درخواست کی گئی تھی اور اس میں اس درخواست کی منظوری ہے کہ یہ کتاب ہدایت ہے اس پر چلو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔ الٓمّٓ ① ف ان حروف کے معانی سے عام لوگوں کو اطلاع نہیں دی گئی۔ شاید[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلا دیا گیا ہو کیونکہ اللہ و رسول نے اتنا کہہ دینا ہی کافی سمجھا کہ کوئی حرج دین میں واقع ہوتا ہو اور ان کے نہ جاننے سے کوئی حرج نہ تھا اس لئے ہم کو بھی ایسے امور کی تفتیش چاہیئے۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں۔ ف یعنی قرآن مجید ایسی کتاب ہے جس کے منجانب اللہ ہونے میں کچھ شک نہیں مطلب کے یہ بات واقع میں یقینی ہے گو کوئی نافہم اس میں شبہ رکھتا ہو کیونکہ یقینی بات کسی کے شبہ کرنے سے بھی حقیقت میں یقینی ہی رہتی ہے صفات مؤمنین هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ② راہ بتلانے والی ہے خدا سے ڈرنے والوں کو۔ ف کیونکہ جس کو خوفِ خدا نہ ہو وہ قرآن کا بتلایا ہوا طریقہ نہیں دیکھتا۔

اللغات الریب حدث ریب اذا حصل منک الریبۃ وحقیقۃ الریبۃ قلق النفس واضطرابہا ومنہ حدیث الکذب ریبۃ لانہ مما یقلق النفس لاستقرۃ وکونہ صادقا فالشی لا یکون ریبا ولکن ربما یظن الشخص او یتخیل الشخص انہ مکذوب من اجلہ۔ قولہ المتقی اسم فاعل من قولہم وقاہ فاتقی والوقایۃ فرط الصیانۃ ویکون من الخوف فاتقی فیہ کما فی قولہ تعالیٰ الا ان تتقوا منہم تقاۃ قولہ تعالیٰ اتقوا اللہ ۱۲ کشاف

البلاغۃ قولہ تعالیٰ ذلک الکتاب الاشارۃ بذلک للتعظیم ۱۲ جلالین و لطف وجوہ فی کون الاشارۃ للبعید ان البقرۃ مدنیۃ والکثیر من نزولہا بعید فاخبروا فی التوراۃ بنزول ہذا القرآن فاخبر بذلک لیکون ذلک للکتاب الموعود لما کان ذکرہ خبرہ قد مضی اعتبارا بالبعد کذا فی المغنی عن الامام رشید احمد المحدث الکنکوہی رحمہ اللہ تعالیٰ و لم نفہمہ۔ و (قولہ الحاصل) المتحصل فحذف بجاز التقدیر ای الحاصل ان الحاصل بعد العذال الی المتقوی وزیدت من لتوالی الحذف الاکتفاء وہو ان یقتضی المقام ذکر شیئین منہما کلازم وان یقتصر علی احدہما عن الآخر لکتفۃ والتقدیر ہدی للمتقین والکافرین رویدہ قولہ ہدی للناس حذف منہ للعلم بعد انتفاء غیرہ ۱۲ اتقان

الروایات سورۃ البقرۃ مدنیۃ ۱۲ روح المعانی فی باب النزول اخرج الفریابی وابن جریر عن مجاہد قال اربع آیات من اول البقرۃ نزلت فی المؤمنین وآیتان فی الکافرین وثلث عشرۃ آیۃ فی المنافقین اہ قولہ تعالیٰ الجلال البغوی عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی کل کتاب سر وسر اللہ تعالیٰ فی القرآن اوائل السور وقال علی رضی اللہ عنہ ان لکل کتاب صفوۃ وصفوۃ ہذا الکتاب حروف التہجی وحکاہ الثعلبی عن ابی بکر وعن علی وکثیر وحکاہ البرفندی عن عمر وعثمان وابن مسعود رضی اللہ عنہم ۱۲ مظہری عن ابن عباس لا ریب فیہ لا شک فیہ ۱۲ للمتقین للمؤمنین الذین یتقون الشرک یعملون بطاعتی ۱۲ اتقان۔

---

[1] شاید کا لفظ اس لئے بڑھایا کہ علماء اس باب میں مختلف الاقوال ہیں رہا ایک قول پر بعث کے جب حضورؐ کو بھی نہیں بتلایا تو اوروں کا ذکر ہی کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ خاص نفع کے انتفاء سے مطلق نفع کا انتفاء لازم نہیں آتا ممکن ہو کہ علاوہ تعلیم نبوی کے اس میں اور کوئی نفع ہو اگر وہ نفع ہم کو معلوم نہ ہو تو ہمارے نہ جان سکنے سے عدم وجود لازم نہیں آتا ۱۲ تبیان۔

[2] مقصود اس سے بیان عذر ہے مقطعات کے کچھ معنی نہ سمجھنے کا کیونکہ اس باب میں علماء کا اختلاف ہے وہ اختلاف واقع میں لفظی ہے حقیقی نہیں کیونکہ جو لوگ علم کی نفی کرتے ہیں تفسیر یعنی مراد کے رہے ہیں نفی کرتے ہیں تاویل یعنی احتمال اور دور ہیں ثابت کرتے ہیں۔ پس جس درجہ کے بیانی ہیں اس کے دانستہ نہیں اور جس درجہ کو وہ ثابت کرتے ہیں اس کی یہ نفی نہیں کرتے ۱۲ تبیان۔

[3] ای حاصل لہ التیقن (المعہد المجہول) الذی ہو صفۃ سواء فیہ راکب احد ام لا لان کون احد راکبا فی امر لا یستلزم کون ذلک الامر غیر متیقن فی الواقع ۱۲ تبیان۔

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ ڈرنے والوں کو اقول فعلی ہذا یکون التقوی علی ما فی الحقیقی وحاصلہ الخوف الذی یکون قبل الایمان وہو یحوی الایمان ویؤید تفسیر التقوی بالایراد فی مقابلۃ الاستغناء فی قولہ تعالیٰ فانت عنہ تلہی وانت الآیۃ فی حاصل التقوی الاہتمام وحاصل الاستغناء عدم الاہتمام وہذا من الہوا یہ لمحمد اللہ المنعم الوہاب ۱۲

[2] لغۃ تقویٰ سے بعضی معنی مراد لئے ہیں۔ پس ایسے معنی میں متقی ہونا حاصل نہ ہوا (دہلی ہوتا) ۔ ان نکتہ کے جوانوں کی ضرور اور یہ بھی ممکن ہے کہ تقویٰ سے اصطلاحی تقویٰ مراد لیا جاوے مگر عند المتکلم اور معنی یہ ہوں گے کہ جو لوگ وقت تکلم متقی ہیں ان کو یہ تقویٰ اس کلام کی وجہ سے حاصل ہوا۔ پس متقی میں تحاشی نہ ہوگا ۱۲ اتقان

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳

وہ لوگ جو ایسے ہیں کہ غیب کی چیزوں پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ

اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ جو کتاب آپ کی طرف اتاری گئی ہے اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری جا چکی ہیں ایمان رکھتے ہیں اور آخرت پر بھی وہ لوگ

يُوْقِنُوْنَ ۝۴ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵

یقین رکھتے ہیں۔ بس یہ لوگ ہیں سیدھی راہ پر جو اُن کے پروردگار کی طرف سے ملی ہے اور یہ لوگ ہیں پورے کامیاب

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وہ خدا سے ڈرنیوالے لوگ ایسے ہیں کہ یقین لاتے ہیں چھپی ہوئی چیزوں پر یعنی جو چیز اُن کے حواس و عقل سے پوشیدہ ہیں صرف اللہ و رسول کے فرمانے سے اُن کو صحیح مان لیتے ہیں وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ اور قائم رکھتے ہیں نماز کو ف قائم رکھنا یہ ہے کہ اس کو پابندی سے ہمیشہ ادا کرتے ہیں اور اس کے شرائط اور ارکان کو پورا پورا بجا لاتے ہیں وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳ اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں ف یعنی نیک کاموں میں وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں اُس کتاب پر بھی جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے اور اُن کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری جا چکی ہیں۔ ف مطلب یہ کہ اُن کا ایمان قرآن پر بھی ہے اور پہلی کتابوں پر بھی مثل توریت و انجیل کے مسئلہ ایمان سمجھنے کو کہتے ہیں عمل کرنا دوسری بات ہے پس ضمنی کتابیں اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء علیہم السلام پر نازل کی ہیں سب کو سچا سمجھنا فرض اور شرط ایمان ہے یعنی یوں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح نازل فرمائی بغیر تصرف صحیح ہیں خود غرض لوگوں نے جس قدر اس میں تغیر و تبدل کر دیا وہ غلط ہے۔ رہ گیا عمل سو وہ صرف قرآن پر ہوگا پہلی کتابیں منسوخ ہو گئی ہیں اس لئے اُن پر عمل جائز نہیں۔ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۴ اور آخرت پر بھی وہ لوگ یقین رکھتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ یہ لوگ ہیں ٹھیک راہ پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ملی ہے وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور یہ لوگ ہیں پورے کامیاب ف یعنی ایسے لوگوں کو دنیا میں یہ نعمت ملی کہ راہ حق نصیب ہوا اور آخرت میں یہ دولت نصیب ہوگی کہ ہر طرح کی کامیابی ان کے لئے ہے۔ ایمان تک ان لوگوں کا ذکر تھا جو زبان اور دل سے قرآن اور دین کو مانتے ہیں آگے ان لوگوں کا بیان فرماتے ہیں جو نہ زبان سے مانتے تھے نہ دل سے ایسے لوگ اصطلاح قرآن میں کافر کہلاتے ہیں۔

مسائل السلوک

سورۃ البقرۃ

قولہ تعالیٰ ومما رزقناھم ینفقون قال ابن مسعود قبل وما رزقناھم من انوار المعرفۃ یفیضون نعمھا لنوق الاشقیا وھو کثیر وقالوا الرزق ھو ھذا الذی رزقناکہ من قبل سبحانہ وقد حمی علی اللہ علیہ وسلم کثیرا من الاعمال الیتہ صدقۃ۔

قولہ تعالیٰ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک قال المبرد نصب یقیمون علیہ ان ما سمی الاتقا مجمیع المشاق المحققین منزل الاعتقاد مع شیخ نعم الاتباع لایکون الا لشیخ کما فی الملخص علیہ بعینہ انتھی النقول

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ومما رزقناھم ینفقون اس کے شروع میں یہی اصل ہے کہ جو کچھ ان کو حق تعالیٰ نے انوار معرفت عطا فرمائے ہیں وہ ان کا فیض پہنچاتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک اسی پر قیاس کیا جاوے گا کہ اتباع و تمام متاع اہل حق کا ساتھ ایسا ہی رکھنا چاہئے جیسے اپنے شیخ کے ساتھ اتباع صرف اپنے شیخ کا ہوتا ہے جب یہ بھی حکم ہے انبیاء علیہم السلام میں۔

اللغات المخلص الخالص بالفتح کالذی اخلصت لربی ظلمہ ولم تشتمل علیہ بالضم الجمیع خلدہ ومنہ قولہم للطلقۃ البتۃ بلک بالھا ولھم الکبیل علی معنی لتسوید فلک اعوانی فی اعدائی والمعین کفوانی ذلہ علی ۱۲ کشاف

البلاغۃ قولہ یؤمنون بالغیب ای یؤمنون بالغیب ای یؤمنون بالاشیاء الغائبۃ عنھم بالشھادۃ ای بالایمان بالشھادۃ من غیر عکس وھو ایمان المنافقین وقولہ تعالیٰ اولئک علی ھدی وفی ثم لاشارۃ الی ما ھو اولئک ایمان ان یاتیہ عتیق کذکر قبل لاکتسابہ من اجل الخصال التی عدت لھم ومعنی الاستعلاء فی قولہ علی ھدی تشبیہ تمکنھم من الھدی واستقامۃ امرھم علیہ فشبھ حالھم بحال من اعتلی الشیء ورکبہ ونحوہ ھو علی الحق وعلی باطل وقد صرح بذلک فی قولہ حیث اخوانہ ترکبوا متن الحق وارکبوا متن الباطل وافتقد غارب ابی ۔ وذکر ھدی بصیغۃ ضرب مبھما لابلیغ کتبہ لانہ اقتدر کلامہ قبل علی ھدی کما تقول لوالد فلان ما ابصرت رجلا ارضی منک بدلک علیہ علی ابلغ ما تمدحت بہ الاشارۃ بالھدی فھی نائبۃ بھم عن الفلاح بخلصت کل واحدۃ من الاثرین فی تصویر ھم بما ھی عنوانہ

الکلام قولہ اولئک واولئک ھم المفلحون المراد بالفلاح الکمال المستفاد من الاطلاق کما ھو المتبادر للفلاح المطلق الاطلاق افادت الفلاح بالاعمال کالفلاح فی المعترک کما فی الحدیث ممکنہ المتبادر ان المحصر دل علی حصرہ کل نکرۃ فی الماہیۃ وان المراد المفلحون الکاملون فی الفلاح ولزم منہ عدم کمال فلاح لمن لیس منھم لا عدم الفلاح مطلقا

الروایات یقیمون الصلوٰۃ یقولون عن ابن عباس یقیمون الصلوٰۃ اتمام الرکوع والسجود والتلاوۃ والخشوع والاقبال علیھا بنحوہ ۱۲ ان

ملحقات الترجمہ قولہ پورے کامیاب ولفظ الفلاح فی کلام من کون الفلاح

فان قلت لم جاء بحرف العطف وما الفرق بینہ وبین قولہ اولئک لھم عذاب الیم قلت لان الجملۃ الاولی وقعت صفۃ لقولہ الذین یؤمنون فکانت داخلۃ فی حکم الصلۃ والجملۃ الثانیۃ مستقلۃ فاحتاجت الی حرف العطف لیکون ھذا مثل ذاک فی ان کلا منھما جملۃ مستقلۃ لان التسجیل علیھم بالفلاح یشتمل علیھم بالایمان شیء واحد وکذلک الجملۃ الثانیۃ مقررۃ لما فی الاولی فھی من العطف بمنزلۃ التوکید ۱۲ کشاف۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝٦

بے شک جو لوگ کافر ہو چکے ہیں برابر ہے ان کے حق میں خواہ آپ ان کو ڈرائیں۔ یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہ لاویں گے۔

خصال کافرین - إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝٦ بے شک جو لوگ کافر ہو چکے ہیں برابر ہے ان کے حق میں خواہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہ لاویں گے ف کوئی یوں شبہ نہ کرے کہ کافر تو بہت سے ایمان لے آتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اس آیت میں سب کافروں کا بیان نہیں ہے بلکہ خاص ان کافروں کا ذکر ہے جن کی نسبت خدا تعالیٰ کو معلوم ہے کہ ان کا خاتمہ کفر پر ہوگا اور اس آیت سے یہ غرض نہیں کہ ان کو عذاب الٰہی سے ڈرانے اور احکام سنانے کی ضرورت نہیں یہ تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص منصبی کام تھا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ ان کے ایمان لانے کی فکر نہ کریں اور ان کے ایمان نہ لانے سے مغموم نہ ہوں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ پھر ایسوں کو احکام سنانا عبث ہوا تو عبث فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں پر دہوا بات یہ ہے کہ عبث اس کو کہتے ہیں جس میں کوئی بھی فائدہ نہ ہو یہاں اگر ان لوگوں کو فائدہ نہ ہوگا نہ ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو تو فائدہ ہوگا کہ ادائے پیغام کا ثواب ملیگا پھر عبث کیسے ہوا تنبیہ کوئی یوں نہ سمجھے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی نسبت یوں خبر دیدی اور خدا تعالیٰ کی خبر کے خلاف واقع ہونا محال ہے تو اب ایمان نہ لانے میں ان کو معذور سمجھنا چاہیئے۔ بات یہ ہے کہ یہ فرمانا تو ایسا ہے جیسے طبیب حاذق کسی مریض مبتلائے دق کی نسبت کہے کہ اس کی دق درجۂ جہام میں پہنچ گئی ہے یہ اب اچھا نہ ہوگا سو ظاہر ہے کہ وہ مریض اس طبیب کے اس کہنے سے مدقوق نہیں ہو گیا مدقوق تو اپنی کسی بے احتیاطی کے سبب پہلے سے ہے، بلکہ طبیب کا یہ کہنا خود اس کے مدقوق

النحو قولہ سواء علیھم سواء اسم بمعنی الاستواء وصف بہ کما یوصف بالمصادر ومنہ قولہ ان کلمۃ سواء اقتفاء علی اخبر ان وانذرتھم فی موضع المرتفع بہ علی الفاعلیۃ کانہ قیل ان الذین کفروا مستوعلیھم انذارک وعدمہ کما تقول ان زیدا منطلق ابوہ وابن عمرو ویکون انذرتھم ام لم تنذرھم فی موضع الابتداء وسواء خبرا مقدما بمعنی سواء علیھم انذارک وعدمہ مبتدا مؤخرا ان۔ فان قلت کیف مع الاخبار عن الفصل، قلت ھو من جنس الکلام المجور فیہ جانب اللفظ الی جانب المعنی وقد وجد العرب مسلوبین من مواضع من الکلام مع المعانی جیلا میا من ذلک قولھم انا اکل السمک وشرب اللبن معناہ لایکن منک اکل السمک وشرب اللبن وان کان ظاہرا للفظ علی مالا یخفی من عطف الاسم علی الفعل والجملۃ ام مجوزان لمعنی الاستواء وقد اشیع عنھا معنی الاستفہام راسا وعنی الاستواء واستوائھما فی علم المستفہم عنھما لا قد علم ان احدھما ین کائن انا الانذار او انا عدمہ ولکن لا یجیئہ وکلاھما معلوم لعلم عینین۔ فان قلت ما موقع لا یؤمنون فلت اما ان یکون جملۃ مؤکدۃ للجملۃ قبلھا او خبرا ان والجملۃ قبلھا اعتراض ۱۲ کشاف

البلاغۃ قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا الآیۃ فان قلت لم قلت لھم الکفار عن فقتہ المؤمنین لم تعطف کفروا ان الابرار علی نعیم وان الفجار علی جحیم جو من الملائی الکثیرۃ قلت لیش ان یاتی المقتضیین وزان ما ذکرت لان الاولی فیما نحن فیہ مسوقۃ لذکر الکتاب وانہ ہدی للمتقین ونیفت الثانیۃ لان الکفار من صفتھم کیت کیت فبین الطائفتین تباین فی الغرض والاسلوب وبما علی حد لا یخفی فیہ للعاطف ۱۲ وانشریف فی الذین کفروا ایجوزان یکون للعھد ویراد بھم ناس باعیانھم کابی لہب وابی جہل والولید بن المغیرۃ واضرابھم ان یکون للجنس فتناول کل من صمم علی کفرہ تصمیما لا یرجی عودہ ودل علی تناولہ للمصرین الحاقہم بھم باستواء الانذار وترکہ ۱۲ کشاف

الروایات اخرج ابن جریر من طریق ابن اسحاق عن محمد بن ابی محمد مولی عکرمۃ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس فی قولہ ان الذین کفروا الآیتین نزلتا فی یہود المدینۃ واخرج عن الربیع بن انس قال ہاتان نزلتا فی قادۃ الاحزاب ان الذین کفروا الی قولہ عذاب الیم ۱۲ لباب

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ

بند لگادیا ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر

غِشَاوَةٌ ۫ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۧ

پردہ ہے اور اُن کے لئے سزا بڑی ہے۔

ہونے کی وجہ سے ہوا ہے۔ اسی طرح یہاں سمجھنا چاہیئے کہ اس کافر کا ناقابل ایمان ہونا اللہ تعالیٰ کی اس خبر دینے سے نہیں ہوا بلکہ خود اللہ تعالیٰ کا یہ خبر دینا اس کافر کے ناقابل ایمان ہونے کی وجہ سے واقع ہوا ہے اور ناقابل ایمان ہونے کی صفت خود اس کی شرارت و عناد و مخالفت حق کے سبب پیدا ہوئی ہے جیسا کہ مشاہدہ میں آتا ہے کہ جب آدمی کسی کی مخالفت پر آمادہ و کمربستہ ہو جاتا ہے اور ہر وقت اُسی کی کوشش میں رہتا ہے تو صلاحیت و استعداد موافقت و مصالحت کی گھٹتی جاتی ہے حتیٰ کہ بالکل نیست و نابود ہو جاتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر شخص میں اس کی پیدائش کے ساتھ استعداد قبول حق کی رکھی ہے جیسا حدیث میں آگیا ہے، مگر یہ شخص خود اپنی ہوائے نفسانی و خود غرضی کی وجہ سے حق کی مخالفت کرتا ہے حتیٰ کہ ایک روز وہ استعداد فنا ہو جاتی ہے۔ اُس وقت وہ ایسی حالت میں ہوتا ہے کہ طبیب روحانی یوں کہہ سکے کہ اب یہ حق کو قبول نہ کرے گا کیونکہ اُس کی استعداد ہی سمت نہیں رہی پس اب اس میں کوئی اشکال عقلی نہ رہا

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۫ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۧ ⑦ بند لگا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر اور اُن کے کانوں پر اور اُن کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے سزا بڑی ہے ف اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب خود اُن کے حواس کو ماؤف کر دیا تو پھر وہ معذور رہیں گے۔ بات یہ ہے کہ اُوپر بیان ہو چکا ہے کہ انہوں نے شرارت و عناد کر کے باختیار خود اپنی استعداد برباد کر لی ہے سو اس تباہی استعداد کے کاسب فاعل تو وہ خود ہی ہیں مگر چونکہ بندوں کے جمیع افعال کا خالق اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے اس لئے اس آیت میں اپنے خالق ہونے کا بیان فرما دیا کہ جب وہ تباہی استعداد کے فاعل ہوئے اور اس کو بقصد خود

اللغات الختم والکتم اخوان ۱۲ کشاف

البلاغة فان قلت ما معنی الختم علی القلوب والاسماع وتغشیة الابصار قلت لا ختم ولا تغشیة ثمة علی الحقیقة وانما هو من باب المجاز وبحتمل ان یکون من کلا النوعین مجازا لاستعارة والتمثیل کشاف ۱۲ قولہ تعالیٰ علی قلوبهم الآیة جمع القلوب والابصار وحد السمع لان الاسماع لما کانت مجتمعة فی ادراکها کانت کشیٔ واحد بخلاف الباقین فانها متعاقب ادراکها ۱۲ منہ۔ استاذی ولما کان السمع والقلب من الجهات جعل ما فیهما من جنس واحد وهو الختم بخلاف البصر فانه مختص بالمقابلة فجعل ما فیها الغشاوة المختصة بجهة المقابلة ۱۲ منظری

الکلام قولہ تعالیٰ ختم اللہ الآیة فی الآیة رد علی المعتزلة حیث نفوا اسنادہ الی اللہ تعالیٰ الا مجازا فان الاصل فی الاسناد ہو الحقیقة حیث لا عارف ولا صارف ۱۲

الروات عن ابن عباس ختم اللہ علی قلوبهم طبع علیها ۱۲ اتقان

اختیار کرنا چاہا ہم نے بھی وہ بداستعدادی کی کیفیت اُن کے قلوب وغیرہا میں پیدا کردی بند لگنے سے اسی بداستعدادی کا پیدا کرنا مراد ہے۔ سو یہاں بھی اُن کا یہ فعل اس ختم کا سبب ہوا ختم الٰہی اس فعل کا سبب نہیں ہوا پس ان کی معذوری کی کوئی وجہ نہیں۔ اس فرمانے کی ایسی مثال ہے جیسے کسی امیر کریم نے براہ ترحم کسی مفلس کی سَو روپیہ تنخواہ مقرر کردی ہو مگر وہ ناقدر شناس جب وہ سَو روپے آتے ہیں فوراً ہی ان کو کسی کنویں یا دریا میں پھینک آتا ہو جس میں نہ اس کے کام آویں نہ دوسروں کے اُس امیر نے چند بار اس نامعقول حرکت سے منع بھی کیا مگر اس نے ایک نہ سنی اور نہ امید ہی کہ وہ مانے گا چونکہ ایسے شخص کو روپیہ دینے سے کوئی بھی فائدہ نہ دیکھا اس لئے اس نے وہ تنخواہ بند کرلی اور افسوس ہے کہ اس شخص کو اس تنخواہ بند کرنے کا بھی کچھ غم و افسوس نہ ہوا نہ اس نے کچھ معذرت کی اُس وقت وہ امیر اپنی رعایا کو اطلاع دینے کے لئے کہے کہ اس نمک حرام نے ہمارے عطیہ کی جب ایسی بے قدری کی ہم نے بھی وہ تنخواہ بند کرلی ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس مثال میں مورد ملامت وہی نمک حرام ہوگا نہ آقائے کریم اسی طرح اس مضمون کو سمجھ لینا چاہیئے۔ اب فعل و خلق کی حقیقت اور ان میں جو فرق ہے اس کو دریافت کرنا ضرور ہے اُس کو ایک محسوس مثال میں سمجھو کہ ایک بڑا بھاری پتھر ہے کہ زید جو کہ آقا ہے اُسکو تنہا آسانی سے اٹھا سکتا ہے مگر عمر جو کہ غلام ہے اُس سے ہلتا تک بھی نہیں زید نے عمرو سے کہا کہ اس پتھر کا اُٹھانا ہمارے قانون میں جرم ہے اور گو اس کو کوئی اُٹھا نہیں سکتا۔ مگر ہم نے امتحان کے لئے اپنا معمول مقرر کیا ہے کہ جو اس کے اٹھانے کے ارادہ سے اس کو ہاتھ لگاتا ہے ہم اُٹھوا دیتے ہیں مگر یہ اُٹھانا اس کی طرف بایں وجہ منسوب کیا جاتا ہے کہ اُس نے ارادہ کیوں کیا جس پر ہمارا اُٹھانا مرتب ہوا۔ اگر وہ ارادہ نہ کرتا ہم اس پتھر کو نہ اُٹھاتے اور وہ مجرم نہ قرار دیا جاتا۔ غرض زید کے اس قانون اور معمول پر مطلع ہونے کے بعد عمرو نے پتھر کے پاس پہنچ کر اُس کو بارادہ اُٹھانے کے ہاتھ لگایا اور اُٹھانے پر آمادہ ہوا زید نے حسب اپنے معمول کے فوراً وہ پتھر اُٹھوا دیا۔ اب ظاہر ہے کہ ہر عاقل اس صورت میں عمرو ہی کو مجرم قرار دے گا زید پر کسی قسم کا الزام نہیں رکھ سکتا۔ بس اسی طرح حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے بندے کو ارادہ و قوت کسب عطا فرمائی مگر وہ بجا فعل کے لئے کافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا معمول مقرر کیا ہے کہ جب بندہ کسی فعل کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس فعل کو پیدا کردیتا ہے پس مطابق مثال مذکور کے جو کچھ اعتراض ہے ہمارے پر ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ منزہ و پاک ہے۔ اگر یہ شبہ ہو کہ قبیح کا فاعل ہونا اگر قبیح ہے تو خالق ہونا بھی قبیح ہونا چاہیئے۔ اُس کا حل یہ ہے کہ یہ قیاس غلط ہے فعل قبیح اس لئے قبیح ہے کہ اُس میں مفاسد غالب ہیں اور اس کے فعل میں کوئی حکمت واقعیہ صحیحہ نہیں بخلاف خلق قبیح کے کہ اُس میں ہزاروں مصلحتیں اور حکمتیں ہوتی ہیں۔ البتہ اُن حکمتوں کا مفصلاً علم ہر ایک کو نہیں ہوتا۔ مگر کسی شئے کے علم نہ ہونے سے اُس کا معدوم ہونا لازم نہیں آتا فعل قبیح میں حکمت نہ ہونے اور خلق قبیح میں حکمت ہونے پر صرف بہ اجمالی دلیل کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ باتفاق اہل عقل و نقل حکیم ہے اور حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا اور فعل قبیح کو اس نے منع کیا ہے تو ضرور فعل قبیح خالی از حکمت ہے اسی واسطے حکیم نے منع کردیا اور خلق قبیح خود اُنکا

حال استعداد بدگونی

توضیح صفت خلق و فعل

دفع شبہ خلق قبیح کے فعل

فعل ہے تو ضرور اس خلق میں کوئی حکمت ہوگی اسی لئے اس کو اختیار کیا اس فرق کے دریافت کرنے سے بہت شبہات بآسانی دفع ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ شبہ ہو کہ اگرچہ خلق قبیح ارادہ عبد پر مرتب ہے اور اس لئے خالق پر الزام نہیں مگر اس فعل کے ساتھ جو ارادۂ خداوندی کا تعلق ہے وہ تو ارادہ عبد پر مرتب نہیں بلکہ ارادہ عبد خود اس پر مرتب ہے تو اب اشکال پھر عود کر آوے گا۔ سو یہ شبہ بھی اسی تقریر بالا سے جو عنقریب مذکور ہوئی زائل ہو گیا۔ کیونکہ وہ ارادہ خداوندی مشتمل ہزار ہا مصالح پر ہے اس لئے وہ قبیح نہیں بخلاف فعل عبد کے کہ بوجہ مفاسد کے قبیح ہے اگر یہ شبہ ہو کہ گو ارادہ خلق خداوندی میں کوئی قباحت نہیں لازم آئی۔ مگر بندہ کا غیر مختار ہونا تو لازم آگیا تو اس کا دفعیہ یہ ہے کہ ارادہ خداوندی خاص اس طریق سے متعلق ہوا ہے کہ بندہ باختیار خود یہ فعل کرے گا سو اختیار عبد تو اور زیادہ مؤکد و ثابت الوجود ہو گیا۔ یہ نہیں کہ مسلوب و معدوم ہو گیا ہو جیسا خود ارادہ خداوندی افعال خداوندی کے ساتھ یقیناً متعلق ہے اور پھر بھی باتفاق اہل ملت اللہ تعالیٰ اپنے افعال میں غیر مختار نہیں ہے۔ پس بفضلہ تعالیٰ سب اشکالات متعلق تقدیر کے رفع دفع ہو گئے مگر فہم و انصاف و طلب حق شرط ہے۔ یہ تفصیل اس شخص کی رعایت سے لکھی گئی ہے جس کو از خود شبہ پیدا ہو جاوے۔ ورنہ خالی الذہن کے لئے اس تفصیل کی حاجت نہیں۔ اسی طرح اس تفصیل کے بعد بھی جس کو وسوسہ آوے اس کو بھی آگے تفتیش جائز نہیں بلکہ ان دونوں قسم کے شخصوں کے لئے اجمالاً اس قدر اعتقاد کر لینا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک ہے اور مالک کو بحیثیت مالک ہونے کے اپنے ملک میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار کامل حاصل ہے۔ جیسے کوئی شخص کسی قطعہ زمین میں کوئی مکان بناوے جس میں مختلف درجات ہوں کسی حصہ میں اپنی نشستگاہ بنائے جس کو ہزاروں آلات و فروش سے آراستہ کرے دوسرے حصہ میں پاخانہ بناوے جہاں سینکڑوں من نجاست روزمرہ ڈالی جاوے پاخانہ پر سوال نہیں کرتا کہ میں نے کیا جرم کیا تھا جو اس سزا کا مستحق ہوا اور فلاں حصہ زمین نے کیا انعام کا کام کیا تھا جو اس عنایت کا مورد بنا۔ ہر عاقل اس سوال کا جواب یہی دے گا کہ مالک کو اختیار ہے۔

یہاں پہنچکر ان لوگوں کا بھی ذکر ختم ہو گیا جو قرآن و دین کو نہ زبان سے مانتے تھے نہ دل سے اب آگے ان لوگوں کا بیان آتا ہے جو کسی مصلحت یا دباؤ کے سبب زبان سے مانتے تھے مگر دل سے بالکل نہ مانتے تھے ایسے لوگوں کو شریعت کے محاورہ میں منافق کہا جاتا ہے۔

فائدہ: دفع شبہ جبر و اختیار عبد

فائدہ: دفع شبہ عقلی بتقریر بعلم خداوندی

فائدہ: دفع شبہات متعلق تقدیر بتقریر بالا

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور لوگوں میں بعضے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخری دن پر حالانکہ وہ بالکل ایمان والے نہیں

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا

چالبازی کرتے ہیں اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں اور واقع میں کسی کے ساتھ بھی چالبازی نہیں کرتے بجز اپنی ذات کے اور وہ

يَشْعُرُوْنَ ۝ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ

اس کا شعور نہیں رکھتے ان کے دلوں میں بڑا مرض ہے سو اور بھی بڑھا دیا اللہ تعالیٰ نے انکو مرض اور ان کے لئے سزا ہے دردناک ہے

احوال منافقین

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ ۸ اور لوگوں میں بعضے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخری دن پر حالانکہ وہ بالکل ایمان والے نہیں ف بلکہ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ چالبازی کرتے ہیں اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں ف یعنی محض چالبازی کی راہ سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ ۹ اور واقع میں کسی کے ساتھ بھی چالبازی نہیں کرتے بجز اپنی ذات کے اور وہ اسکا شعور نہیں رکھتے ف یعنی اس چالبازی کا انجام بد خود اپنے ہی کو بھگتنا پڑے گا فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ ان کے دلوں میں بڑا مرض ہے سو اور بھی بڑھا دیا اللہ تعالیٰ نے ان کو مرض ف مرض میں انکی بد اعتقادی وحسد اور ہر وقت کا اندیشہ وخلجان سب آگیا چونکہ اسلام کو روز افزوں رونق ہوتی جاتی تھی اس لئے ان کے دلوں میں ساتھ ساتھ یہ امراض ترقی پاتے جاتے تھے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ اور ان کے لئے سزا ہے دردناک ہے

اللغات

قولہ تعالیٰ یخدعون اللہ الخدع ان یوہم صاحبہ خلاف ما یرید بہ من مکروہ من قولہم ضب خادع خدع اذا مر الحارش یدہ علی باب جحرہ اوہما قال علیہ السلام الحرب خدعۃ من باب آخر ۱۲ کشاف

البلاغۃ قولہ تعالیٰ باللہ وبالیوم الآخر فان قلت لم حققن لذکر الایمان باللہ وبالیوم الآخر قلت اختصاصہما بالذکر کشف عن افراطہم فی الجہل لان القوم کانوا یعرفون ایمان الیہود وانہ لیس بایمان لقولہم عزیر ابن اللہ وکذلک یعلمون انہم لا یؤمنون بالیوم الآخر لانہم یعتقدون خلاف ذلک فقد کانوا یعدون انفسہم بہذا الصدر بعدہم لاہل دین النفاق فہو کفر فلیت اذا قالوا علی وجہ النفاق کان کفرا الی کفر ۱۲ کشاف قولہ تعالیٰ وما ہم بمؤمنین انکار لما ادعوہ وکان اصلہ وما ہم منہ وحق بطابق قولہم فی تصریح الفصل دون الفاعل فکانہ عکس مبالغۃ فی التکذیب لان اخراجہم من المؤمنین ابلغ من نفی الایمان فی ماضی الزمان ولذلک اکد النفی بالباء ۱۲ مظہری فان قلت فلم جاء الایمان مطلقا فی الثانی وہو مقید فی الاول قلت یحتمل ان یراد التقیید ویترک لدلالۃ المذکور علیہ او ان یراد بالاطلاق انہم لیسوا من الایمان فی شیء قط لا من الایمان باللہ وبالیوم الآخر ولا بغیرہما ۱۲ کشاف قولہ تعالیٰ یخدعون اللہ فان قلت کیف ذلک وخداعہ اللہ والمؤمنین لا یصح لان العالم الذی لا تخفی علیہ خافیۃ لا یخدع والحکیم الذی لا یفعل قبیحا لا یخدعہ المؤمنون وان جہلوا ان یخدعوا اقلت کانت صورۃ صنعہم مع اللہ تعالیٰ حیث یتظاہرون بالایمان وہم کافرون صورۃ صنع الخادعین وصورۃ صنع اللہ معہم حیث امر باجراء احکام المسلمین علیہم وہم عندہ فی عداد اشرار الکفرۃ قد ادخل الدرک الاسفل من النار صورۃ صنع الخارج وکذلک صورۃ صنع المؤمنین معہم حیث استشفی صدر اللہ منہم بجعل احکامہم ۱۲ من کشاف قلت ولا بعد ان یقال بتقدیر مجرد الاستفہام لانکارہ والتوبیخ علیہ ای ایخادعون اللہ فارتفع الاشکال رأسا واساسا قولہ تعالیٰ وما یخدعون الا انفسہم فان قلت المراد بقولہ وما یخدعون الا انفسہم قلت براد وما یعاملون تلک المعاملۃ المشبہۃ بمعاملۃ المخادعین الا انفسہم لان ضرر ذلک لحقہم وکم یاتیہم بہ لک التقول فلان یصلد فلانا وما یضار الا نفسہ ۱۲ من کشاف

اختلاف القراءۃ قولہ تعالیٰ وما یخدعون عون فی قراءۃ وما یخادعون ای ہم فی ذلک یخدعون انفسہم حیث یمنونہا الاباطیل ویکذبونہا فیما یحدثونہا بہ انفسہم کذلک تمنیہم وتحدثہم بالامانی او یراد بہ وما یخدعون فجئ بہ علی لغۃ بقیۃ علون البلغۃ ۱۲ من الکشاف

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ یخادعون اللہ و الذین اٰمنوا قال العبد الضعیف فی ذکر اسم اللہ مع اسبحانہ تومہ مخادعۃ اشارۃ الی ان المجاملۃ مع اہل اللہ کھی مع اللہ اسھی المقول

قولہ تعالیٰ فی قلوبہم مرض الآیۃ قال العبد الضعیف بہ اثبات الامراض قلب ھی المعاصی ما شاع فی اطلاق صوفیۃ انتہی المقول

ترجمہ

قولہ تعالیٰ یخادعون اللہ والذین اٰمنوا میں اشارہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کوئی ملکر مذاق شرارت و دغا وغیرہ جیسا ہی حق تعالیٰ کے ساتھ

قولہ تعالیٰ فی قلوبہم مرض اس میں اثبات ہے مرض قلب کا اور وہ معاصی ہیں جیسا حضرات سے اطلاق ہوا ہے

بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا

بسوجہ سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ فساد مت کرو زمین میں تو کہتے ہیں ہم تو

نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ۝

اصلاح ہی کرنے والے ہیں۔ یاد رکھو بیشک یہی لوگ مفسد ہیں لیکن وہ اس کا شعور نہیں رکھتے

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۗ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی ایسا ہی ایمان لے آؤ جیسا ایمان لائے ہیں اور لوگ تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لاویں گے جیسا ایمان بے سمجھ

أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ۝

یاد رکھو بے شک یہی ہیں بے وقوف لیکن اس کا علم نہیں رکھتے

بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝۱۰ اسوجہ سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے ف یعنی ایمان کا جھوٹا دعویٰ کیا کرتے تھے۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝۱۱ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ فساد مت کرو زمین میں تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح ہی کرنے والے ہیں ف یعنی اُن کی ان منافقانہ کارروائیوں سے جب انواع انواع فساد و فتنہ و وقوع میں آنے لگے جیسا کہ مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ دو رو شخص سے ہمیشہ فساد ہی پڑھتا ہے اور کسی خیر اندیش نے ہمائش کی کہ ایسی کارروائی موجب فساد ہوا کرتی ہے اس کو چھوڑو تو اس کے جواب میں اپنے کو مصلح بتلاتے ہیں غرض اُن کی عناد یا شرارت اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ فساد کو اصلاح سمجھتے ہیں۔ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ۝۱۲ یاد رکھو بیشک یہی لوگ مفسد ہیں لیکن وہ اس کا شعور نہیں رکھتے ف بوجہ اپنی عناد یا شرارت کے ان لوگوں کی ایک جہالت تو اس سے معلوم ہوئی کہ اپنے عیب کو ہنر سمجھتے ہیں آگے اُن کی دوسری جہالت کا بیان ہے کہ اوروں کے ہنر کو کہ وہ ایمان خالص ہے عیب اور حقیر سمجھتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی ایسا ہی ایمان لے آؤ جیسا ایمان لائے ہیں اور لوگ تو کہنے لگے کیا ہم ایمان لاویں جیسا ایمان لائے ہیں بے وقوف۔ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ۝۱۳ یاد رکھو بیشک یہی ہیں بیوقوف لیکن اس کا علم نہیں رکھتے ف منافقین ایسی بے باکانہ گفتگو غریب مسلمانوں کے روبرو کر گذرتے تھے جن سے

اللغات قولہ تعالیٰ ھم السفھاء السفہ سخافۃ العقل وخفۃ الحلم کما فی البلاغۃ قولہ تعالیٰ انما نحن مصلحون انما تقصر الحکم علی شیٔ ومعنی انما نحن مصلحون ان صفۃ المصلحین خلصت لنا وتحققت من غیر شائبۃ فساد وجہ ذلک من وجہ من وجوہ الفساد ورد اللہ علیہم ذلک وجوہ من الانتظام فی جملۃ المصلحین ابلغ رد وادل علی سخط عظیم المبالغۃ فیہ من جہۃ الاتیان وما فی کلتا الکلمتین الاولیین من التاکید وتوسیط الفصل ۱۲ کشاف قولہ تعالیٰ ولکن لا یعلمون فان قلت فلم فصلت ہذہ الآیۃ بلا یعلمون والتی قبلہا بلا یشعرون قلت لان امر الدیانۃ والوقوف علی ان المؤمنین علی الحق وہم علی الباطل یحتاج

الی نظر واستدلال فما النفاق وما یدعو الیہ من النہی المودی الی الفتنۃ والفساد فی الارض فامر ظہری یہتدی الیہ العادات معلوم عندہ ان من فعلہ کذا لمحسوس المشاہد ۱۲ **اختلاف القراءۃ** قولہ تعالیٰ یکذبون وفی قراءۃ یکذبون من التکذیب ای یکذبون اللہ والرسول ۱۲ **الفقہ** دل علی حرمۃ الکذب الذی شأنہ ہذا ولا دلالۃ فیہ علی حرمتہ مطلقا فان من الکذب مباحا ومستحبا وواجبا کما فصلوا ۱۲ **الروایات** عن ابن عباس مرض نفاق عذاب الیم وکانوا یکذبون یبدلون یکفرون ۱۲ اتقانی

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا

اور جب ملتے ہیں وہ منافقین انکی لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب خلوت میں پہنچتے ہیں اپنے شریر سرداروں کے پاس

اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ

تو کہتے ہیں کہ ہم بیشک تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف استہزا کیا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی استہزا کر رہے ہیں اُن کے ساتھ اور

يَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

ڈھیل دیئے چلے جاتے ہیں اُنکو کہ وہ اپنی سرکشی میں حیران سرگردان ہو رہے ہیں۔

اُن کو کچھ اندیشہ نہ تھا اور باوجہ مسلمانوں کے سامنے تو یہی نفاق و خوشامد کی باتیں کرتے تھے اس تقریر سے یہ شبہ رفع ہو گیا کہ وہ لوگ تو اپنے کفر کو چھپاتے تھے پھر ایسی کفر کی باتیں مسلمانوں سے کیونکر کہہ سکتے تھے وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ (۱۴) اور جب ملتے ہیں وہ منافقین اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب خلوت میں پہنچتے ہیں اپنے شریر سرداروں کے پاس کہتے ہیں کہ ہم بیشک تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف استہزا کیا کرتے ہیں ف یعنی ہم مسلمانوں سے براہ مذاق کہدیتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں ورنہ ہم دل سے تو تمہارے ہی مشرب میں ہیں اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اُن کا یہ قول کہ "ہم ایمان لے آئے" نقل فرمایا ہے اور یہاں پھر نقل کیا ہے سو اس کو تکرار نہ سمجھیں تکرار وہ ہے کہ جہاں اعادہ میں کوئی اور غرض جدید نہ ہو سو یہاں ایسا نہیں ہے پہلے مقام میں صرف ان کا عقیدہ بیان کرنا مقصود تھا کہ گو وہ زبان سے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں مگر دل میں اُن کے ایمان نہیں ہے اور یہاں اُن کا برتاؤ مسلمانوں سے اور اپنے مجمع سے بتلانا منظور ہے غرض ایک جگہ اُنکا اعتقاد مذکور ہے۔ دوسری جگہ اُن کا کل سو تکرار نہ ہوا اور قرآن مجید میں جہاں جہاں تکرار معلوم ہوتا ہے وہاں البداہی تفاوت اغراض میں ہے آگے اُن کے استہزا کا جواب دیا ہے کہ وہ بے چارے مسلمانوں سے کیا استہزا کرتے ہیں اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (۱۵) اللہ تعالیٰ ہی استہزا کر رہے ہیں اُن کے ساتھ اور ڈھیل دیتے چلے جاتے ہیں اُن کو کہ وہ اپنی سرکشی میں حیران سرگردان ہو رہے ہیں ف وہ استہزا یہی ہے کہ ان کو مہلت دی گئی ہے کہ جب خوب کفر میں کامل ہو جاویں

اللغات قولہ تعالیٰ مستھزئون الاستہزاء السخریۃ والاستخفاف واصل الباب الخفۃ من الہزء وہو القلق السریع ہ کشاف قولہ تعالیٰ یعمھون العمہ مثل العمی لان العمی عام فی البصر والعمہ فی الرای خاصۃ وہو التحیر والتردد ہ کشاف البلاغۃ قولہ تعالیٰ انا معکم فان قلت لم کانت مخاطبتہم المؤمنین بالجملۃ الفعلیۃ ومخاطبتہم بالاسمیۃ محققۃ بان قلت لیس ہا ہنا طریق المؤمنین جدیرا بالتوکید القوی الکلام معہم واوکد بانا لہم فی ادعاء حدوث الایمان منہم ولشیء من قبائحہم الفعلیۃ ادعاء الہم او حدیثہم فی الایمان غیر مشفوق فیہ غیر ہم ولذلک اکدت ان تنبیہہم لاساعدہم علیہ فلیس ہم من عقائدہم باعث ومحرک کجفاکل قول لم یصدر عن اریحیۃ وصدق رغبۃ واعتقاد وانما لا یروج علیہم

وقالوہ علی لفظ التاکید والمبالغۃ وکیف یقولونہ وبطمانی فی ورائہم ہم مبین ظہرانی المہاجرین والانصار وانما مخاطبتہم ایاہم ہنا فہما اخبروا بہ عن انفسہم فی الثبات علی الیہودیۃ واظہار ما علی اعتقاد الکفر والبعد من ان یزالوا عنہ علی صدق رغبۃ وفور نشاط وارتیاح للتکلم بہ وما قالوہ من ذلک فہو ایہم عنہم متقبل منہم کان منطقہ التحقیق ومنہ التاکید ہ کشاف قولہ تعالیٰ یستہزئ بہم فہلا قیل اللہ مستہزء بہم لیکون طبقا للاول انما عدل الی المستقبل لان یستہزئ یفید حدوث الاستہزاء وتجدده وقتا بعد وقت وکذلک کانت کلمات اللہ تجیء بلایاء المنازل یہم اولا یدرون انہم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم ہم کانوا یخلون فی اکثر اوقاتہم من تہتک ستار وتکشف اسرار یحذر المنافقون

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ ص فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ

یہ وہ لوگ ہیں کہ انھوں نے گمراہی لے لی بجائے ہدایت کے تو سودمند نہ ہوئی اُن کو یہ تجارت

وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ج فَلَمَّا أَضَاءَتْ

اور نہ یہ ٹھیک طریقہ پر چلے ان کی یہ حالت اس شخص کی حالت کے مشابہ ہے جس نے کہیں آگ جلائی ہو۔ پھر جب روشن کر دیا

مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ۝

اس آگ نے اس شخص کے گرد اگرد کی سب چیزوں کو ایسی حالت میں سلب کر لیا ہو اللہ تعالیٰ نے انکی روشنی کو اور چھوڑ دیا ہو انکو اندھیروں میں

اور جرم سنگین ہو جائے اُس وقت دفعتاً پکڑ لئے جاویں چونکہ یہ معاملہ اُن کے استہزاء کے مقابلہ میں تھا اس لئے اسکو بھی استہزاء کہہ دیا گیا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ ص فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝

یہ وہ لوگ ہیں کہ انھوں نے گمراہی لے لی بجائے ہدایت کے تو سودمند نہ ہوئی اُن کی یہ تجارت اور نہ یہ ٹھیک طریقہ پر چلے ف یعنی اُن کو تجارت کا سلیقہ نہ ہوا کہ کیسی اچھی چیز چھوڑی اور گمراہی کیسی بُری چیز لی مثال اول منافقین مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ج فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ۝ اُن کی حالت اُس شخص کی حالت کے مشابہ ہے جس نے کہیں آگ جلائی ہو پھر جب روشن کر دیا ہو اُس آگ نے اُس شخص کے گرد اگرد کی سب چیزوں کو ایسی حالت میں سلب کر لیا ہو اللہ تعالیٰ نے اُن کی روشنی کو اور چھوڑ دیا ہو اُن کو اندھیروں میں کہ کچھ دیکھتے بھالتے نہ ہوں ف تو جس طرح یہ شخص اور اُس کے ہمراہی روشنی ہونے کے بعد اندھیرے میں رہ گئے اسی طرح منافقین حق واضح ہونے کے بعد ظلمۃ ضلالت میں جا پھنسے اور جس طرح اس اندھیرے میں ان آگ جلانے والوں کے چشم و گوش و زبان سب بے کار ہو گئے اسی طرح ظلمت و ضلالت میں پھنسکر ان لوگوں کی یہ حالت ہو گئی کہ

ملحقات الترجمہ

ف تو اُنکی تجارت مثلاً للاضافۃ الی المعہد ۱۲

اللغات

قولہ تعالیٰ اشتروا ھو معنی اشتراء الضلالۃ بالھدیٰ اختیارھا علیہ واستبقاءھا علی سبیل الاستعارۃ لان الاشتراء فیہ اعطاء بدل فی احد الجانبین ۱۲ کشاف

قولہ تعالیٰ فما ربحت تجارتھم فان قلت کیف اسند الخسران الی التجارۃ وھو لا یلحقھا قلت ھو من الاسناد المجازی ۱۲ کشاف قولہ تعالیٰ ذھب اللہ بنورھم فان قلت فھلا قیل ذھب اللہ بضوئھم فقولہ فلما اضاءت قلت ذکر النور اوقع لان الضوء فیہ دلالۃ علی المزایدۃ فلو قیل ذھب اللہ بضوئھم لاوھم الذھاب بالزیادۃ وبقاء اصل النور او

والغرض ازالۃ النور عنھم رأسا وطمسہ اصلا ۱۲ کشاف فی اتمام الدلالۃ للسیوطی فی اقسام الاستعارۃ او قرنت بما یلائم المستعار منہ فرشحۃ کقولہ تعالیٰ اولئک الذین اشتروا الآیۃ استعیر الاشتراء للاستبدال ثم رشح بما یلائم الاشتراء من الربح والتجارۃ اھ قال صاحب الکشاف والصحیح الذی علیہ علماء البیان لا یخلو ان التمثیلین جمیعا من جملۃ التمثیلات المرکبۃ دون المفرقۃ لا یشکل لو احد واحد شیٔ بقدر شبہ بہ وھو القول المحمل المذھب الجمیل وصف وقرع المنافقین فی ضلالتھم واخطائھم من الحیرۃ والدھشۃ فشبہت حیرتھم وشدۃ الامر علیھم بما یکابدہ من طفئت نارہ بعد ایقاد وبقی فی ظلمۃ اللیل کذلک من اخذۃ السماء فی اللیلۃ المظلمۃ مع رعد وبرق وخوف من الصواعق اھ کشاف

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ

بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں سو یہ اب رجوع نہ ہوں گے یا ان منافقوں کی ایسی مثال ہے جیسے بارش ہو آسمان سے

ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ

اس میں اندھیری بھی ہو اور رعد و برق بھی ہو۔ جو لوگ اس بارش میں چل رہے ہیں وہ ٹھونسے لیتے ہیں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں

الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۭ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝

کڑک کے سبب اندیشہ موت سے اور اللہ تعالیٰ احاطہ میں لئے ہوئے ہیں کافروں کو

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ (۱۸) بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں سو یہ اب رجوع نہ ہوں گے یعنی حق سے بہت بعید ہو گئے ہیں کہ اُن کے کان حق بات سُننے کے قابل نہ رہے زبان اُن کی حق بات کہنے کے لائق نہ رہی آنکھیں راہِ حق دیکھنے کے کام کی نہ رہیں سو اب ان کے حق کی طرف رجوع ہونے کی کیا امید ہے۔ منافقین میں دو قسم کے لوگ تھے۔ بعضے تو خوب دل کھول کر کفر کو اختیار کئے ہوئے تھے۔ یہ مثال مذکور تو اُن کی تھی کہ بالکل اندھیروں میں رہ جانے والوں کے مشابہ قرار دیئے گئے۔ بعضے ایسے تھے کہ کبھی اُن کو اسلام کے حق ہونے میں کبھی کبھی تردد ہوتا تھا اور اس کی خوبیاں دیکھ کر کچھ کچھ ادھر میلان ہونے لگتا تھا مگر پھر جب غلبہ نفسانی کا غلبہ ہوتا پھر وہ میلان مبدل بہ انکار ہو جاتا آگے اُن کی مثال دیتے ہیں۔ **مثال دوم منافقین**

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۭ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ (۱۹) یا اُن منافقوں کی ایسی مثال ہے جیسے بارش ہو آسمان کی طرف سے اس میں اندھیری بھی ہو اور رعد و برق بھی ہو جو لوگ اس بارش میں چل رہے ہیں وہ ٹھونسے لیتے ہیں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں کڑک کے سبب اندیشہ موت سے اور اللہ تعالیٰ احاطہ کئے ہوئے ہیں کافروں کو ف سو جس طرح یہ لوگ طوفانِ باراں میں کبھی چلنے سے رک جاتے ہیں کبھی موقع پا کر آگے چلنے لگتے ہیں اسی طرح یہ ذبذبہ منافقین ہجوم آثار غلبۂ اسلام میں کبھی نورِ اسلام کی جھلک دیکھ کر اُدھر کو بڑھنے لگتے ہیں اور کبھی خود غرضی کی ظلمت میں پڑ کر پھر سوئے کفر لوٹ جاتے ہیں اسی مضمون کے ضمن میں اور اخیر میں ان کو ایک تسلی بھی دیدی گئی کہ اللہ تعالیٰ سب کو احاطۂ قدرت میں لئے ہوئے ہیں

اللغات قولہ تعالیٰ صم بکم الآیۃ فان قلت ہل یسمی مافی الآیۃ استعارۃ قلت مختلف فیہ والمحققون علی انہ تشبیہ بلیغ لان المستعار یکون مذکورہ ہہنا والمنافقون لا استعارۃ انما تطلق حیث یذکر المستعار لکلام خلوا عنہ ہذا الحالان یراد المنقول عنہ والمنقول الیہ ولا یراد الحال وذیوی الکلام کما فی الکشاف قولہ تعالیٰ صم بکم فیہ ایجاز بحذف حذف المبتدا ای ہم او المنافقون صیانۃ اللسان عن ذکرہ تحقیرا لہ من اتقان النحو قولہ تعالیٰ یجعلون اصابعہم جاز جمع الضمیر فی یجعلون الی اصحاب الصیب مع کونہ مفردا فانما مقطوعۃ بصیب لان المحذوف باق معناہ وان سقط لفظہ ۱۲ کشاف قولہ تعالیٰ من الصواعق متعلق بیجعلون ای من اجل الصواعق

البلاغۃ قولہ تعالیٰ او کصیب الآیۃ فان قلت لم عطف احد التشبیہین علی الآخر بحرف الشک قلت اوفی اصلہا للتخییر بین شیئین فصاعدا فی الشک ثم اتسع فیہا فاستعیرت للتساوی فی غیر الشک فصاعدا وان التشبیہین سواء فی استقلال کل احد منہما بوجہ التمثیل فہما بہما شئتہا کانت مصیب ان شئتہا بہما جمیعا فکذلک فی تذکیر مصیب لانہ ابہم نوع من المطر شدید ہائل فکأنہ قیل او کنوع من انواع التمثیل الاول فان قلت قولہ من السماء ما الفائدۃ فی ذکرہ قلت الفائدۃ فیہ جاز بالسماء معرفۃ فتفہم بان یقصد من سماء ای من افق واحد من بین سماء الآفاق لان کل افق من آفاقہا سماء کما ان کل طبقۃ من الطبقات سماء الی قولہ تعالیٰ وہو الذی فی کل سماء امرہا والدلیل علیہ

تحقیقات الترجمۃ ۱۲ قولہ جو لوگ اس بارش میں قولہ جیسے بارش ہو آسمان کی طرف سے قولہ کڑک کے سبب قولہ مذبذبین الخ قولہ اس میں اندھیری الخ

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ۖ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيهِ ۖ

برق کی یہ حالت ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اُن کی بینائی اُس لے لی - جہاں ذرا انکو بجلی کی چمک ہوئی تو اُسکی روشنی میں چلنا شروع کیا

وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ

اور جب ان پر تاریکی ہوئی پھر کھڑے کے کھڑے رہ گئے - اور اگر اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے تو اُن کے گوش و چشم سب سلب کر لیتے

وَأَبْصَارِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

بلاشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ۖ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيهِ ۙ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ برق کی یہ حالت ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اُن کی بینائی اُس نے لی - جہاں ذرا ان کو بجلی کی چمک ہوئی تو اُس کی روشنی میں چلنا شروع کیا اور جب ان پر تاریکی ہوئی پھر کھڑے کے کھڑے رہ گئے اور اگر اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے تو ان کے گوش و چشم سب سلب کر لیتے بلاشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں - **ف** اور ان کے چشم و گوش کے سلب کر لینے پر پوری قدرت ہے مخلوق کو چھوڑ کر اُن کو مطمئن نہ ہونا چاہیئے - یہاں تک تینوں قسم کی جماعتوں کا بیان ہو چکا اب سب کو خطاب میں جمع کر کے وہ کام بتلایا جاتا ہے جس کے انجام دینے کے لئے یہ کتاب مقدس نازل کی گئی ہے جس کے دو اصول ہیں توحید اور تصدیق رسالت - اول توحید کا مضمون ارشاد ہوتا ہے -

مسائل السلوک متعلقہ منہ ۲ واللہ یحیط بالکفرین ۱۲ منہ

۲ ع ۳ ۲ من احاط نظائر المحلف واذا من عدم انصال واکد بکل عدا ضفا اسمی الھوا ۱۲ منہ

قولہ تعالیٰ واللہ محیط بالکفرین ۱۲ منہ اس دلیل ہے قول صوفیہ کا کہ حق تعالیٰ اپنی مخلوق کا محیط بدون اتصال کسی کیفیت کے وجودی کے ۱۲ منہ

باقی حاشیہ صفحہ ۱۶ کا کلام من حقیقتہما لامکان الاجتماع بین القولین بان یکون ہذا ۱۲ الصوت والدمعان تارۃ بہذا وتارۃ بذلک فافہم حق الفہم او یقال ان لکل شئ صورۃ وحقیقۃ فالصورۃ ما قالت الحکما، والحقیقۃ ما ورد بہ الروایات کما ان المتکلم والسامع ہو النفس الناطقۃ واللسان والاذن ہما آلۃ ۱۲ منہ

البلاغۃ کلما اضاء لہم فان قلت کیف قبل مع الاضافۃ کلما ومع الاظلام اذا قلت لا یہم حراص علی وجود ہا ہم معقود من امکان الشئ فانہ کثیرا ما یوافق فرصۃ انتہزوہا ولیس کذلک الموقف والتعبیر بکلما فی الروایات اخرج ابن جریر من طریق السدی الکبیر عن ابی مالک ابی صالح عن ابن عباس عن مرۃ عن ابن مسعود وناس من الصحابۃ قالوا کان رجلان من المنافقین من اہل المدینۃ سمعا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المشرکین فصیبہما ہذا المطر الذی ذکر اللہ فیہ رعد شدید وبرق فجعلا کلما اضاء الصواعق جعلا اصابعہما فی آذانہما من الفرق ان تدخل الصواعق فی مسامعہما فتقتلہما اذا لمع البرق مشیا فی ضوءہ واذا الم یلمع یبصرا فاتیا مکانہما یمشیان فجعلا یقولان لیتنا قد صبحنا فاتی محمد فمنع ایدینا فی یدہ فاسلما وحسن اسلامہما فضرب اللہ شان ہذین المنافقین الحاضرین مثلا لمنافقین الذین بالمدینۃ کان المنافقون اذا حضروا المجلس النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعلوا اصابعہم فی اذانہم فرقا من کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ینزل فیہم شئ او یذکروا شیئا فیفتضحوا کما کان ذلک المنافقان الحاضران یجعلان اصابعہما فی آذانہما کلما اضاءلہم مشوا فیہ فاذا کثرت اموالہم وولدہم واصابوا غنیمۃ او فتحا مشوا فیہ وقالوا ان دین محمد صدق حاستقاموا علیہ کما کان ذلک المنافقان یمشیان اذا اضاءلہم البرق واذا اظلم علیہم قاموا کما کانوا اذا ہلکت اموالہم وولدہم واصابہم بلاء قالوا ہذا من اجل دین محمد وارتدوا کفارا کما قام ذلک المنافقان حین اظلم البرق علیہما ۱۲ لباب وعن ابن عباس کصیب المطر ۱۲ منہ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ

اے لوگو عبادت اختیار کرو اپنے پروردگار کی جس نے تم کو پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی کہ تم سے پہلے گذر چکے ہیں عجب نہیں کہ تم

تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۖ وَّاَنْزَلَ

دوزخ سے بچ جاؤ۔ وہ ذات پاک ایسی ہے جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت اور برسایا

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ

آسمان سے پانی پھر پردۂ عدم سے نکالا بذریعہ اس پانی کے پھلوں سے غذا کو تم لوگوں کے واسطے اب تو مت ٹھہراؤ اللہ پاک کے مقابل اور

تَعْلَمُوْنَ ۝

تم تو جانتے بوجھتے ہو

تعلیم توحید يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (۲۱) اے لوگو عبادت اختیار کرو اپنے پروردگار کی جس نے تم کو پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی کہ تم سے پہلے گذر چکے ہیں عجب نہیں کہ تم دوزخ سے بچ جاؤ[۱] شاہی محاورہ میں "عجب نہیں" کا لفظ وعدہ کے موقع میں بولا جاتا ہے اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۖ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وہ ذات پاک ایسی ہے جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت اور برسایا آسمان سے پانی پھر پردۂ عدم سے نکالا بذریعہ اس پانی کے پھلوں سے غذا کو تم لوگوں کے واسطے فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۲۲) اب تو مت ٹھہراؤ اللہ پاک کے مقابل اور تم جانتے بوجھتے ہو[۲] یعنی اس بات کو جانتے ہو کہ ان تصرفات کا بجز خدا تعالیٰ کے کوئی کرنے والا نہیں تو اس صورت میں کب زیبا ہے کہ خدا کے مقابلہ میں دوسروں کو معبود بناؤ۔ اس کے بعد رسالت کا مسئلہ بیان فرماتے ہیں۔ یہ بات قابل لحاظ ہے کہ نبوت کی صاف بے غبار دلیل معجزہ ہوا کرتا ہے چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بے شمار معجزے عطا ہوئے جن میں سب سے بڑا معجزہ قرآن شریف ہے کہ اثبات نبوت کی بڑی دلیل ہے اس کے معجزہ ہونے میں مخالفین کو یہ شبہ تھا کہ شاید اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود تصنیف کر لیا کرتے ہوں تو اس صورت میں اس کا معجزہ ہونا

اللغات قولہ بناء البناء مصدر سمی بہ المبنی بنا کالی اوقبۃ اوخباء او طرافا وابنیۃ العرب الجبہم ومنہ بنی علی امراتہ لانہم کانوا اذا اترد وا حاضروا بیتا بناء جدیدا ۱۲ کشاف

النحو قولہ تعالیٰ الذی جعل لکم الارض وہو فی محل النصب علی انہ صفۃ ثانیۃ لربکم او فی محل الرفع علی المدح والتعظیم لمقدر والمبتدأ ۱۲ ابو السعود قولہ من الثمرات التبعیض ویجوز ان تکون للبیان ۱۲ مظہری

الکلام

قولہ تعالیٰ جعل لکم الارض فراشا قلت بل فیہ دلیل علی ان الارض مسطحۃ ولیست بکرویۃ قلت لیس فیہ الا ان الناس یفرشونہا ویقعدون علیہا ونیامون ویتقلبون کما یتقلب احدہم علی فراشہ وبساطہ وجہادہ سواء کانت علی شکل المسطح او شکل اکرۃ فلا فرق غیر مستنکر ولا مدفوع لعظم جرمہا واتساع اجزائہا وبتاعد اطرافہا ۱۲ من کشاف الروایات من ابن عباس

ملحقات المترجم

[۱] قولہ شاہی محاورہ میں فی الکشاف والمعنی من دیدن المملوک ما علیہ ضناع مولاہم وسوء ہم ان یقصروا فی مواجبکم ای لو طنون انفسہم علی ان ذلک یقع منہم فی یسیر من الکلمات او یخلوا باخلال یظفر بہم بالرمزۃ او الابتسامۃ او النظرۃ الحلوۃ فاذا عفر علی شیء من ذلک لم یبق للطالب لما عندہم شک فی النجاح والفوز بالمطلوب فعلی مثلہ درد کلام مالک الملک ذی العزۃ والکبریاء ۱۲

[۲] قولہ وہ ذات پاک ایسی ہے حملا للذی علی لفظ ربکم المبتدأ کما مر ۱۲ [۳] قولہ پھلوں کی غذا حملا لمن فی من الثمرات علی التبیین ۱۲

[۴] رضی اللہ تعالیٰ عنہا اتحاد الاشتباہ والاحتمال ۱۲ من القال

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ

اور اگر تم لوگ کچھ جھجکو جو اس کتاب کی نسبت جو ہم نے نازل فرمائی ہے اپنے بندۂ خاص پر تو اچھا پھر تم بنا لاؤ ایک محمد وڈکڑا جو اس کا ہم پلہ ہو

وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا

اور بلا لو اپنے حمایتیوں کو جو خدا سے الگ ہیں اگر تم سچے ہو پھر تم اگر یہ کام نہ کر سکے

وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝

اور قیامت تک بھی نہ کر سکو گے تو پھر ڈر اپنے بچتے رہو دوزخ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار ہوئی رکھی ہے کافروں کے واسطے

محل کلام میں ہو گیا پس دلیل نبوت مشتبہ ہو گئی اس لئے اللہ تعالیٰ اس اشتباہ کو اگلی آیت میں رفع فرماتے ہیں تاکہ اس کا معجزہ ہونا ثابت ہو جاوے پھر نبوت پر قطعی دلیل بن سکے برہان رسالت وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۲۳) اور اگر تم لوگ کچھ جھجکو جو اس کتاب کی نسبت جو ہم نے نازل فرمائی ہے اپنے بندۂ خاص پر تو اچھا پھر تم بنا لاؤ ایک محمد وڈکڑا جو اس کا ہم پلہ ہو دیکھو کہ اگر تم بھی عربی زبان دان ہو بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تو مشاق بھی نہیں اور تم مشاق ہو جب باوجود اس کے نہ بنا سکیں گے تو بشرط انصاف بلا تامل ثابت ہو جاوے گا کہ یہ معجزہ منجانب اللہ ہے اور بلاشبہ آپ پیغمبر ہیں اور یہی مقصود تھا) اور بلا لو اپنے حمایتیوں کو جو خدا سے الگ (تجویز کر رکھے ہیں اگر تم سچے ہو۔ انذار کافرین فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ (۲۴) پھر تم اگر یہ کام نہ کر سکے اور قیامت تک بھی نہ کر سکو گے تو پھر ڈر اپنے بچتے رہو دوزخ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار ہوئی رکھی ہے کافروں کے واسطے

فائدہ سن کر کہ قیامت تک بھی نہ کر سکو گے کیسا کچھ جوش و خروش فوج و تاب نہ آیا ہوگا اور کوئی دقیقہ حمی کا کیوں اٹھا رکھا ہوگا پھر عاجز ہو کر اپنا سا منہ لیکر بیٹھ رہنا قطعی دلیل ہے کہ قرآن مجید معجزہ ہے اور یہ امر عادۃً محال ہے کہ کسی

اللغات قولہ شہداء کم والشہداء جمع شہید بمعنی الحاضر او القائم بالشہادۃ او الناصر ۱۲ ابو السعود ان کلا منہم شہداء ای یحضر الواحد یوم القیامۃ الخصوم

النحو قولہ تعالیٰ من مثلہ صفۃ سورۃ ای کائنۃ من مثلہ والضمیر للمنزل ومن للتبعیض والتبیین او زائدۃ ای مثلہ فی ارتفاع طبقاتہ وتمکن الفصاحۃ او صدقا وصلاحا او بلاغۃ والاول اولی لکمال ایجازہ مع کونہ جامعا لما فی الثانی والثالث من غیر عکس والمعنی ان عجزتم انتم وفصحاؤکم ولن تجتمعوا کلکم علی ذلک فلا یرد ان عجز الواحد لا یستلزم عجز الجماعۃ من حیث ہی جماعۃ ۱۲ ابو السعود قولہ تعالیٰ من دون اللہ متعلق بادعوا او بشہداء کم فان خلقت لتشہد ادعوا الذین اتخذتموہم آلہۃ من دون اللہ او ادعوا شہداء کم من دون اولیاء ہ من غیر المؤمنین وان خلقت بالدعاء فمناہ وادعوا من دون اللہ من شاء کم فی الاستعانۃ بہم فی المعارضۃ لا تستعینوا باللہ ولا تعتمدوا علیہ فی ان یشہد انہ معجزۃ حتی کما یقولہ المعاند عنادا

الہیئۃ علی صدورہ او ادعوا شہداء کم من الناس الذین شہادتہم تنفع بہا الاعادی عند الحکام وہذا الخیر بہم ۱۲ کشاف قولہ تعالیٰ فان لم تفعلوا ذکر اللہ الذی لا شک فیہ ولا ریب فیہ ولا یکون کذلک الا اذا علم اللہ تعالیٰ انہ لم یکن ولا یکون ابدا وحطا بہ علمہ علی حسب ما یعلم من الغیوب فان الجن والانس لو علم اللہ تعالیٰ انہم یقدرون علی ان یاتوا بمثل القرآن او بما یقرب منہ فی البلاغۃ لکان ذلک مما یعلمہ اللہ تعالیٰ ویخبر بہ ولکنہ علم انہم لا یقدرون علی ذلک ولا یکون ابدا فاخبر بہ ۱۲ منہ قولہ تعالیٰ ان کنتم صادقین ای فی ان القرآن لیس من عند اللہ فان قلت فلم جاء ان الموصول ہہنا وما فی سورۃ یونس من مثلہ ۱۲ منہ قولہ تعالیٰ فاتقوا النار فان قلت فلم جاء فرقہا ہہنا وما فی سورۃ ہود فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم اللہ ۱۲ منہ قولہ تعالیٰ اعدت للکافرین ای ہیئت لہم ولم تزل مذ خلقت کذلک ۱۲ منہ قولہ تعالیٰ علی عبدنا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ ۱۲ منہ قولہ تعالیٰ من مثلہ ای من رجل امی مثلہ فی انہ لا یقرأ ولا یکتب ولم یعاشر احدا من العلماء ولم یطالع کتبہم ۱۲ منہ قولہ تعالیٰ وادعوا شہداء کم ای الذین یشہدون لکم عند المحاکمۃ ۱۲ منہ قولہ تعالیٰ ان کنتم صادقین فی ان القرآن لیس من عند اللہ ۱۲ منہ قولہ تعالیٰ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا اعلم فی الآیۃ دلیل علی ان القرآن موجودۃ الآن ۱۲ مظہری

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ کچھ جھجکو حملا للتنوین بر سبیل التقلیل

۲ بندہ خاص لکون الاضافۃ للتشریف

۳ قیامت تک بھی اٰہ دون لما سیاتی النفی

۴ قولہ ذرا بچتے رہو حملا للامر علی المتوقع وحملہ صاحب الکشاف علی الکنایۃ عن ترک التعاند وتحقیق الایمان ۱۲

۵ من التشریف والتنویہ مالا یخفی ۱۲ ابو السعود

الکلام

ولن تفعلوا ہذہ جملۃ باہرۃ حیث اخبر بالغیب الخاص علمہ بعزوجل وقد وقع الامر کذلک کیف لا ولو عارضوہ بشیء یدانیہ فی الجملۃ لنقل الرواۃ خلفا عن سلف ۱۲ ابو السعود قولہ تعالیٰ اعدت فی الآیۃ دلیل علی ان النار موجودۃ الآن ۱۲ مظہری

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اور خوشخبری سنا دیجئے آپ اے پیغمبر ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور کام کئے اچھے اس بات کی کہ بیشک ان کے واسطے بہشتیں ہیں کہ چلتی ہوں گی نیچے ان کے نہریں

كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا

جب کبھی دیئے جاویں گے وہ لوگ ان بہشتوں میں سے کسی پھل کی غذا تو کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہم کو ملا تھا اس سے پیشتر اور ملیگا بھی ایسا ہی

بِهٖ مُتَشَابِهًا ۭ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

دونوں بار کا پھل ملتا جلتا اور ان کے واسطے ان بہشتوں میں بیبیاں ہونگی صاف پاک کی ہوئی اور وہ لوگ ان بہشتوں میں ہمیشہ کو بسنے والے ہونگے۔

کچھ لکھا ہوا اور گم ہو گیا ہو کیونکہ قرآن مجید کے حامی ہر زمانہ میں کم رہے ہیں جب یہ محفوظ چلا آتا ہے تو اس تحریر کے حامی و مددگار تو قرآن کی مخالفت میں ہر زمانہ میں حامیان قرآن سے تعداد میں زائد ہی تھے وہ کیسے ضائع ہو سکتا اس لئے یہ احتمال بالکل لغو ہے ف۔ اس آیت مذکورہ میں منکرین قرآن کے لئے وعید مذکور تھی اب آگے تسلیم کرنے والوں کو بشارت سنائی جاتی ہے **بشارت مؤمنین** وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ۭ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ اور خوشخبری سنا دیجئے آپ اے پیغمبر اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور کام کئے اچھے اس بات کی کہ بے شک اُن کے واسطے بہشتیں ہیں کہ چلتی ہوں گی اُن کے نیچے سے نہریں جب کبھی دیئے جاویں گے وہ لوگ اُن بہشتوں میں سے کسی پھل کی غذا تو کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہم کو ملا تھا اس سے پیشتر اور ملیگا بھی اُن کو دونوں بار کا پھل ملتا جلتا اور ان کے واسطے اُن بہشتوں میں بیبیاں ہوں گی صاف پاک کی ہوئی اور وہ لوگ ان بہشتوں میں ہمیشہ کو بسنے والے ہوں گے ف شروع سورۃ میں جو اہل ایمان کا ذکر تھا وہاں قرآن مجید کی بزرگی و برکت کا بیان کرنا مقصود تھا کہ اس کتاب پاک سے ایسے ایسوں کو ہدایت ہوتی ہے تو ایمان کے فضائل کا ضمناً بیان آگیا تھا اور اس مقام پر خود ایمان کے فضائل و

النحو قولہ تعالیٰ کلما رزقوا کل منصوب علی الظرف نقالوا ورزقا مفعول ومن الاولیٰ للابتداء والثانیۃ للبیان ای کل حین رزقوا ای اطعموا مرزوقا ہذا ای الجنۃ حال کون ذلک المرزوق ثمرۃ ۱۲ مظہری قولہ تعالیٰ واتوا بہ الضمیر یرجع الی الرزق ۱۲ کشاف

البلاغۃ قولہ تعالیٰ وبشر الخ فان قلت علام عطف ہذا الامر ولا سبیل لصحیح عطفہ علیہ قلت لیس لذی اعتمد بالعطف ہو الامر حتی یطلب لہ مشاکل من امر او نہی یعطف علیہ انما المعتمد بالعطف ہو جملۃ وصف ثواب المؤمنین فہی معطوفۃ علی جملۃ وصف عقاب الکافرین کما تقول زید یعاتب بالقید طلاق و بشر عمرا بالعفو والاطلاق ۱۲ کشاف قولہ تعالیٰ جنت تجری من تحتہا الانہار فان قلت لم نکرت الجنات وعرفت الانہار قلت انما نکرت الجنات فلان الجنۃ اسم لدار المثواب کلہا وہی مشتملۃ علی جنان کثیرۃ مرتبۃ ترتیبا علی حسب مراتب العاملین فکل طبقۃ منہم جنات من تلک الجنان وانما عرفت الانہار فان جرہا الجنس کما تقول لفلان بستان فیہ الماء الجاری والنخیل والعنب لوان العنوا کہا یشیر الی الاجناس التی فی علم المخاطب یراد انہار ہا المعہودۃ التعریف باللام من تعریف الاضافۃ ۱۲ من الکشاف قولہ تعالیٰ ازواج مطہرۃ فان قلت ہلا قیل طاہرۃ قلت فی مطہرۃ فخامۃ لصفتین فی طہارۃ وہی الاشعار بان مطہرا طہرہن ولیس ذلک الا اللہ عز وجل ۱۲ کشاف اختلاف القراءۃ مطہرۃ وفی قراءۃ مطہرۃ من الافعال یعنی متعدی

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ کلما رزقوا منہا الخ
ثمرۃ رزقا قالوا ہذا الذی رزقنا من قبل وقولہ اتوا بہ متشابہا وقولہ الا الذین عملوا الصالحات بالقلب بان یکون رزقوا من ہذا الطعام والمعارف التی یہتدی بہا اصحاب النظر والعقول السلیمۃ وہذا اجزاء متشابہا اذ الہدایۃ کلہا من اللہ تعالیٰ کالجزاء الذی ہو صنع فی قولہ تعالیٰ وقولوا لہم قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی وقولہ ہذا الذی رزقنا من قبل ہذا جزاء من جزاء ربہ فالمسبب ہو اللہ تعالیٰ والسبب ہو التیسیر فی ذلک ان الجنۃ بما فیہا من فنون الملاذ ہی جزاء الاعمال ان خیرا فخیر وان شرا فشر

قولہ تعالیٰ کلما رزقوا منہا من ثمرۃ رزقا قالوا ہذا الذی رزقنا من قبل (باقی آئندہ صفحہ پر)

ملحقات الترجمہ
ف قولہ تو ہر بار میں دلیل عموم کلما ۱۲ ف قولہ دونوں بار کا پھل اعادۃ للضمیر الی مجموع ما رزقوا فی المرتین ۱۲

الروایات اخرج ابن ابی حاتم والحاکم فی المستدرک وصححہ من طریق ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ لہم فیہا ازواج مطہرۃ قال من المنی الخالیۃ من الاذی والقذر والمخاط والبزاق وعن ابن عباس مطہرۃ

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِۦٓ أَن يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا

ہاں واقعی اللہ تعالیٰ تو نہیں شرماتے اس بات سے کہ بیان کردیں کوئی مثال بھی خواہ مچھر ہو خواہ اس سے بھی بڑھی ہوئی ہو

ثمرات کا قصداً بیان فرمانا مدنظر ہے پس مضمون میں حقیقۃً تکرار نہ رہا۔ اور یہ جو فرمایا کہ ان کو ملتا جلتا پھل ملے گا سو اکثر لطف کے واسطے ایسا ہوگا کہ دونوں بار کی پھلوں کی صورت ایک سی ہوگی جس سے وہ یوں سمجھیں گے کہ پہلی ہی قسم کا پھل ہے مگر کھانے میں مزا دوسرا ہوگا جس سے حظ و سرور مضاعف ہوجاوے گا۔

یہاں تک قرآن مجید کا کلام الٰہی ہونا مع اس کے متعلقات کے ثابت ہوگیا۔ اب سمجھنا چاہیئے کہ مدعی کے ذمہ دو حق ہوتے ہیں ایک اپنے دعوی پر دلیل قائم کرنا دوسرے مخالف کی دلیل کا جواب دینا سو یہاں قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا دعوی کیا گیا اُس پر دلیل تو قائم ہوچکی کہ اس کے مقابلہ سے تمام افراد بشر عاجز ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ ہی کا کلام ہوگا۔ اب بعض مخالفین اس کے کلام الٰہی نہ ہونے پر یوں استدلال کرتے تھے کہ اس میں بعضی بہت ہی حقیر چیزوں کا ذکر ہے۔ جیسے مکھی مکڑی کہ بتوں اور بت پرستوں کی تمثیل میں ان کا ذکر آیا ہے اگر یہ اللہ کا کلام ہوتا تو ایسی ذلیل و خسیس چیزوں کا اس میں کیوں ذکر آتا سو مقتضی مقام کا یہ ٹھیرا کہ اپنی دلیل قائم کرنے کے بعد مخالفین کی اس دلیل کا جواب دیا جائے اور چونکہ معترضین نے اس عنوان سے اعتراض کیا تھا کہ تو بر تو بہ محمد کے رب ایسی چیزوں کے ذکر کرنے سے شرماتے نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے جواب بھی اسی عنوان سے دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں **تحقیق ضرب المثل** إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِۦٓ أَن يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ہاں واقعی اللہ تعالیٰ تو نہیں شرماتے اس بات سے کہ بیان کردیں کوئی مثال بھی خواہ مچھر ہو خواہ اس سے بھی بڑھی ہوئی ہو خواہ یعنی حقیر ہونے میں۔

اللغات قولہ تعالیٰ یضرب ضرب المثل اعتقاده وصنعه من ضرب اللبن وضرب الخاتم ۱۲ کشاف واصله دفع شیئ علی آخر ۱۲ مظہری قولہ بعوضة من البعض وہو القطع کانه قطع منه قطعة صغیرة علی فعول کالقطوع فضلت ۱۲ کشاف والتاء للوحدة ۱۲ مظہری

النحو قولہ تعالیٰ ان یضرب مثلا ما الا ان یصلها الفرد عند الخلیل باضافة من ومنصوب عند سیبویه باضمار الفعل الیه بعد حذفها وابهامیة تزید النکرة ابهاما او عرفة وصحت لان یذکر من غیر ما تتزید له قوة و البعوض عطف بیان لمثلا ۱۲ مظہری

اختلاف القراءة

قولہ بعوضة وفی قراءة بعوضة بالجر علی انه خبر ابتدا محذوف ای ہو بعوضة ۱۲ ابن السعود

الکلام فی اسناد بعض الیه تعالیٰ والاصل فیه الحقیقة ۱۲ رد علی المعتزلة ۱۲

المروایات

اخرج ابن جریر عن السدی باسنادیه لما ضرب الله ومن المثلین الماضیین قولہ شہلوقولہ کصیب قال المنافقون الله اعلی اجل من ان یضرب هذه الامثال فانزل الله ان الله لا یستحی الی قولہ الخاسرون وقال عبد الرزاق فی تفسیره اخبرنا معمر عن قتادة قال ذکر لنا ان الله العنکبوت والذباب فقال المشرکون ما بال العنکبوت والذباب یذکران فانزل الله هذه الآیة واخرج ابن ابی حاتم عن الحسن نحوه قلت المغوالی الاول اسنادا واسب بما تقدم اول السورة وذکر المشرکین بالایمان کون الآیة مدنیة والاولی من قتادة والحسن حکایة ما ذکره السدی باسناده بقاله قالت الیهود وهو انسب ۱۲ لباب قول الاسلم کون ذکر المشرکین غیر ملائم ۳۲

مسائل السلوک (متعلقہ صفحہ ۲۳)

المجرد امکا لا یخفی او هو استعارة بتشبیه المقارد والاخبار کما یعلم ما تقدم فجیاد کروض الجنة تجیان یظهر فیها اعمال الذین کانوا یشهد الیه بعینی الاثر فتحزنه فتنبه فتدبر۔

ترجمہ

قبل واقوا بہ مطلقا یا ایک مجمل اس آیت میں جو کہ مرزوق سے مراد طاعات و معارف ہیں جن کو اصحاب فطرت و عقول سلیمہ رزقہ ظاہری کا فرزیادہ) فرزند بھجتے ہیں اور جنت میں ان کی عرض میں ان کو جزا دیئے وہ ان طاعات و معارف کے ساتھ لذت میں مشابہ ہوں گے (اس لئے وہ اس طرح کہیں گے) جیسا اس کی ضد کی جزا دی (یعنی اس ضد کے مشابہ ہوگی جس) اس آیت میں (رزقنا کلما رزقوا منها من ثمرة رزقا قالوا هذا الذی رزقنا من قبل واتوا به متشابها) کہ جب ان کو پھل دیا جاوے گا تو کہیں گے کہ یہ وہی ہے جو پہلے ہم کو دیا گیا تھا (باقی صفحہ آئندہ پر)

ھو لون الآیة مدنیة لان المثلین کان یلیق بکل طائر کونہ مکیا وقتها فلا یخفی ان المشرکین کانوا یعبدون الاصنام ویکون قولہم تدفع ۱۲ کما یعبدون الاصنام ویعبدها ان یعبدون مثلا ۱۲ ابن السعود۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

سو جو لوگ ایمان لائے ہوئے ہیں خواہ کچھ ہی ہو وہ تو یہی یقین کریں گے کہ بیشک مثال بہت ہی موقع کی ہے اُن کے رب کی جانب سے اور رہے وہ لوگ جو کافر ہو چکے ہیں

فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ

سو چاہے کچھ ہی ہو جائے وہ یوں ہی کہتے رہیں گے وہ کون مطلب ہوگا جسکا قصد کیا ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس حقیر مثال سے گمراہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُس مثال کی وجہ سے بہتوں کو

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ سو جو لوگ ایمان لائے ہوئے ہیں خواہ کچھ ہی ہو وہ تو یہی یقین کریں گے کہ بے شک یہ مثال بہت[1] ہی موقع کی ہے اُن کے رب کی جانب سے **ف** وجہ اس کی ظاہر ہے کہ مثال کو مناسبت اس چیز سے ہونا چاہیئے جس کی وہ مثال ہے نہ کہ مثال دینے والے سے مناسبت ہونا ضروری کہا جاوے کیونکہ مثال سے غرض کسی شئے کی حالت کی توضیح ہوا کرتی ہے سو جب تک اُس شئے کے مناسب نہ ہوگی اُس کی حالت کی توضیح کے لئے کافی نہ ہوگی سو قرآن شریف میں جہاں مکھی مکڑی کا ذکر آیا ہے وہاں بُت پرستی کا نتیجہ ہونا اور بتوں کا عاجز و درماندہ ہونا بیان کیا ہے سو اس کی مثال میں حقیر و ضعیف چیزوں کا لانا مناسب ہوگا یا عرش و کرسی کا لانا زیبا ہوگا جو مناسب عظمت شان حق سبحانہ و تعالیٰ کے ہے جو مثال دینے والے ہیں جس کو ذرا بھی عقل ہوگی اُس کے نزدیک یہ بات بدیہی ہے۔ اس تقریر سے جو "انہ الحق" کی تفسیر ہے معترضین کا شبہ کافور ہو گیا اور دعوی حقانیت قرآن کا معارض سے سالم و محفوظ رہا وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا اور رہے وہ لوگ جو کافر ہو چکے ہیں سو چاہے کچھ ہی ہو جاوے وہ یوں ہی کہتے رہیں گے وہ کون مطلب ہوگا جس کا قصد کیا ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس[2] حقیر مثال سے **ف** چونکہ غرض اور مقصد ایسی مثال سے کہ توضیح مثال والی چیز کی ہے بہت بدیہی ہے اور وہ لوگ اس سے ناواقف نہ تھے نہ اس غرض سے یہ سوال تھا بلکہ محض شرارت کی راہ سے حکمت مثال کا نفی کرنا اور اس کے ساتھ تمسخر کرنا مقصود تھا اس وجہ سے جواب میں حکمت کا بیان کرنا جس کا بیان جملہ انہ الحق میں ہو بھی چکا ہے ضروری نہ ٹھیرا اس لئے اللہ تعالیٰ نے جواب میں دوسرا طرز اختیار فرمایا ہے جس کا اختیار کرنا ایسے ضدی معاند لوگوں کے مقابلہ میں مناسب ہے، سو فرماتے ہیں کہ تم یہ پوچھتے ہو کہ ایسی مثالوں کے بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ کا کیا مطلب ہے سو ہم سے مطلب سنو وہ یہ ہے يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا گمراہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُس مثال کی وجہ سے بہتوں کو اور ہدایت کرتے ہیں اُسکی وجہ سے بہتوں کو **ف** اس مضمون کی ایسی مثال ہے

النحو قولہ تعالیٰ ماذا اراد اللہ الخ ما استفہامیۃ مبتدأ وذا بمعنی الذی مع صلتہ خبرہ ومثلا منصوب علی التمیز ۱۲ مظہری

البلاغۃ قولہ تعالیٰ فاما الذین اٰمنوا الخ اما حرف فیہ معنی الشرط وذلک یجاب بالفاء وفائدتہ فی الکلام ان یعطیہ تفصیل تاکید تقول زید ذاہب فاذا افصدت توکید ذلک قلت اما زید فذاہب وانما دخلت الفاء لان الحالۃ ذاہب ذاہب بالبصار والذہاب

واما من عبارۃ قلت انا زید فذاہب ففی ایراد ہذہ الجملتین مصدرتین بر احمد عظیم لظاہر المؤمنین واعتداد لعلمہم انہ الحق ونفی علی الکافرین اعتقادہم خطیم وعنادہم ورمیہم بالکلیۃ الحمقاء ۱۲ قولہ تعالیٰ بہذا مثلا ای فی ہذا الاستحقار ۲ مظہری

مسائل السلوک (متعلقہ صفحہ ۲۵)

ترجمہ

جامعہ اس عبارت سے کہ ثمارہ فوائد کو طاعات و معارف کی سالک لذت میں تشبیہ دیا ہے اور [illegible] کہا ہے اور جنت ماسوی اللہ سے اس میں اعمال و خیالات کا کمال خلوص ظاہر ہوگا جیسا بعض روایات میں ہے پس عمر نیم ہی ہے جس کو دنیا میں بویا تھا اور اس کا پھل نہیں کیا اصل جنت خالی ہے بلکہ مطلقاً کہ اعمال کے حق میں گویا کہ خالی ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ کون شخص کے ظاہر اعمال صالحہ دل ہوں گے اس لئے تخت کون اعمال کی صورت مثالیہ جاری فرمائے وغیرہ ہے فی الحال بھی آیا کرتا ہے۔)

(متعلقہ صفحہ ۲۵)

قولہ تعالیٰ

ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ کمل الصحاح الصحیحۃ فلہ صل لصحیح الصحۃ فی الامثلۃ حیث یاتون بمثل ظاہرہ بخلاف ذلک من غیر مبالاۃ الخ النبی

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یستحی الخ اس میں اصل ہے عادۃ صوفیہ کی کہ مثالیں لاتے ہیں جو ظاہر میں کی برابر نہیں کرتے

اضافات المترجم

[1] قولہ بہت ہی موقع کی ہے دلیل تفسیر بیضاوی الخ بات الخ ۱۲ [2] قولہ یا حقیر مثل کو ان فی ہذا الاستحقار کما مر ۱۲

وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

اور گمراہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اس مثال سے کسی کو مگر صرف بے حکمی کرنیوالوں کو جو کہ توڑتے رہتے ہیں اس معاہدہ کو جو اللہ تعالیٰ سے کر چکے تھے اس کے

مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ

استحکام کے بعد اور قطع کرتے رہتے ہیں ان تعلقات کو کہ حکم دیا اللہ نے ان کو وابستہ رکھنے کا اور فساد کرتے رہتے ہیں زمین میں۔

ملحقات الترجمہ

قولہ توڑتے رہتے ہیں۔ لافادۃ الجملۃ الفعلیۃ التجدد ۱۲

کہ کسی طبیب شفیق نے عینک کے بہت سے شیشے تراش تراش کر رکھے کہ اپنے ضعیف البصر مریضوں کو تقسیم کرے گا کہ باریک چیزوں کے اور دور کی چیزوں کے دیکھنے میں معین ہوں گے ان مریضوں میں سے ایک کور مغز مریض نے یہ کہنا شروع کیا کہ چشمے تو کسی کام کے نہیں بلکہ یہ ٹکڑے شیشے کے آنکھ کو پھوڑ دیتے ہیں طبیب نے یہ سنکر اسے سمجھا دیا کہ یہ اس کام کے ہیں مگر پھر بھی وہ اپنی ہی کٹائے جاتا ہے اور جان بوجھکر طبیب کی ضد میں یہی پوچھے جاتا ہے کہ صاحب ان شیشوں کے بنانے سے آپ کا کیا مطلب ہے اس صورت میں اس جاہل بدمغز کو یہی جواب دیا جاتا کہ مطلب ان شیشوں سے یہی ہے کہ فلانے کی آنکھ کی روشنی بڑھا دیں اور تیری آنکھیں پھوڑ دیں حالانکہ غرض اصلی صرف روشنی ہی ہے اسی طرح مقصود اصلی یہاں صرف ہدایت ہی ہے جس کے واسطے قرآن نازل ہوا مگر یہ دوسرا نتیجہ اس بدمغز کی عناد و جہالت کا جواب ہے۔ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ اور گمراہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اس مثال سے کسی کو مگر صرف بے حکمی کرنے والوں کو (کہ بے حکمی کی نحوست سے حق طلبی کی عادت نہیں رہتی) جو کہ توڑتے رہتے ہیں اس معاہدہ کو جو اللہ تعالیٰ سے کر چکے تھے اس کے استحکام کے بعد (جس کا ذکر قرآن مجید میں دوسری جگہ آیا ہے کہ آدم علیہ السلام کی پشت سے سب کو نکال کر ان کو فہم و گویائی عطا کر کے ان سے توحید کا اقرار لیا) اور قطع کرتے رہتے ہیں ان تعلقات کو کہ حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو وابستہ رکھنے کا (اس میں تمام تعلقات شرعیہ جو درمیان عبد اور رب کے ہیں یا باہم اقارب ہیں ہیں یا عام اہل اسلام یا بنی آدم سے ہیں یا باہم انبیاء علیہم السلام میں ہیں جن کا اعتقاد رکھنا واجب ہے لا نفرق بین احد من رسلہ سے داخل ہو گئے) اور فساد کرتے رہتے ہیں زمین میں (ویسے ظاہری فساد بھی کرتے تھے کسی پر ظلم کر گذرے کسی کی بے آبروئی کر دی۔ کسی کی حق تلفی کر دی اور باطنی فساد میں تو تمام وقت ہی صرف کرتے تھے کفر کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت

اللغات قولہ تعالیٰ من بعد میثاقہ اسم لما یتاکد بہ الوثاقۃ والاحکام وامامصدر بمعنی التوثقۃ کالمیعاد بمعنی الوعد فعلی الاول ان یرجع الضمیر الی العہد کان المراد بالمیثاق ما توثقوہ بہ من القبول والالتزام وان یرجع الی لفظ الجلالۃ بمعنی ایاد آیاتہ وکتبہ وانذار رسلہ علیہم السلام والمضاف محذوف علی الوجہین ای من بعد تحقق میثاقہ وعلی الثانی ان یرجع الضمیر الی العہد والمیثاق مصدر من المبنی للفاعل فالمعنی من بعد ان عاہدوا بالقبول والالتزام او من بعد ان وثقہ اللہ عزوجل بالرسل الکتب او رسلہ الرسل وان کان مصدرا من المبنی للمفعول فالمعنی من بعد کونہ موثقا ما بتوثیقہم ایاہ بالقبول وما بتوثیقۃ تعالیٰ ایاہ بانزال الکتب وارسال الرسل ۱۲ ابو السعود قولہ تعالیٰ امر اللہ الامر ہو القول الطلب المفصل وہو الامر الذی ہو احد الامور التسعۃ المفعول بالمصدر فاذا مامور بہ کما یقال لزید ضرب وہو المقصد المطلب لما ان اثر للشان ولکنہ ایقال لہ الشیٔ وہو مصدر شاء لما ان اثر للمشیۃ ۱۲ ابو السعود

النحو قولہ تعالیٰ ان یوصل محلہ النصب علی انہ بدل من الموصول والضمیر علی انہ بدل من ضمیرہ والظاہر ان اولی لفظا ومعنی ۱۲ ابو السعود

البلاغۃ قولہ تعالیٰ ینقضون النقض فسخ ونکث المرکب فان قلت من این سلغ استعمال النقض فی ابطال العہد قلت من حیث تشبیہ العہد بالحبل علی سبیل الاستعارۃ المکنیۃ وفی ہذہ الکلمۃ استعارۃ تخییلیۃ وتبعیۃ ۱۲ من اتقان

۴ وہ شیشے اٹھا اٹھا کر اپنی آنکھوں میں پھوٹنے شروع کئے جس سے رہی سہی آنکھیں بھی پھوٹ گئیں اور ۱۲ م م اور جو اثر اس بدمغز مریض پر ظاہر ہوا یہ اس کے سوء استعمال کا نتیجہ ہے

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا

بس یہ لوگ ہیں پورے خسارہ میں پڑنے والے ۔ بھلا کیونکر ناسپاسی کرتے ہو اللہ کے ساتھ حالانکہ تھے تم محض بے جان

فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

سو تم کو جاندار کیا پھر تم کو موت دیں گے پھر زندہ کریں گے پھر ان ہی کے پاس لے جائے جاؤ گے ۔

وحسد کرنا تو مسلموں کو بھکاتے رہنا) اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (۲۷) بس یہ لوگ ہیں پورے خسارہ میں پڑنے والے (کہ دنیا کی راحت و آخرت کی نعمت سب ہاتھ سے دے بیٹھے کیوں کہ عداوت وحسد میں دنیا کا عیش بھی تلخ ہو جاتا ہے، ہر وقت اسی اُدھیڑ بُن میں رہتا ہے کہ اپنے دشمن کو کس طرح گزند پہنچاؤں اسکی ترقی کس طرح روکوں) ربط یہاں تک اس شبہ کے جواب کا سلسلہ تھا جو کہ کفار نے پیش کیا تھا کہ کلام الٰہی میں ایسی کم قدر چیزوں کا ذکر کیوں آیا جس کو جواب مذکور سے خوب صاف کر دیا گیا اب اس مضمون کی طرف رجوع کرتے ہیں جو اس سے اوپر آیت یا ایہا الناس اعبدوا میں متعلق توحید کے مذکور ہوا تھا جس میں ساتھ ساتھ توحید کی دلیل بھی بیان فرمائی گئی تھی اس آیت میں الذی جعل لکم الارض الخ پس اسی مضمون پر کلام کو مرتب فرماتے ہیں اور اس دلیل کو بھی دوسرے رنگ میں پھر اعادہ فرماتے ہیں انکار پر کفر یعنی جب اللہ تعالیٰ کا مربی اور خالق اور رازق اور محسن ہونے میں یکتا و یگانہ ہونا تم کو دلائل سے ثابت ہو چکا تو پھر كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (۲۸) بھلا کیونکر ناسپاسی کرتے ہو اللہ کے ساتھ (کہ اس کے احسانوں کو بھلائے دیتے ہو اور غیروں کا کلمہ پڑھتے ہو) حالانکہ (اس کے استحقاق عبادت میں یکتا ہونے پر دلائل قائم ہیں کہ) تھے تم محض بے جان (نطفہ میں جان پڑنے سے پہلے) سو تم کو جاندار کیا پھر تم کو موت دیں گے پھر زندہ کریں گے (یعنی قیامت کے دن) پھر ان ہی کے پاس لیجائے جاؤ گے (یعنی میدان قیامت سے حساب و کتاب کے لئے اجلاس پر حاضر کئے جاؤ گے ۔

ربط اس کے بعد کچھ اپنے انعام و احسان کا مذکور فرماتے ہیں کہ اگر دلائل سے کام نہیں لیتے جس میں قوت عقلیہ صرف کرنے کی حاجت ہے اور یہ محنت کا کام کون کرے تو خیر محسن کا حق ماننا تو طبعی امر ہے یہی سمجھ کر خدا تعالیٰ کی طرف رجوع ہو جاؤ۔ اس لئے اپنی عام اور خاص نعمتوں کو یاد دلاتے ہیں سو عام

البلاغۃ قولہ تعالیٰ کیف تکفرون باللہ معنی الہمزۃ التی فی کیف مثلہا فی قولک أتکفرون باللہ ومعکم ما یصرف عن الکفر ویدعو الی الایمان وہو الانکار والتعجب ونظیرہ قولک انظر یغیر جذم کیف تظہر بغیر جناح ۱۲ کشاف قولہ تعالیٰ فاحیاکم ثم الخ فان قلت لم کان العطف الاول بالفاء والاعقاب

ثم قلت لان الاحیاء الاول قد تعقب الموت بغیر تراخ واما الموت فقد تراخی عن الاحیاء الثانی کذلک متراخ عن الموت ۱۲ کشاف

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی

وہ ذات پاک ایسی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے فائدہ کیلئے جو کچھ بھی زمین میں موجود ہے پھر توجہ فرمائی آسمان کی طرف

السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ ع

سو درست کر کے بنا دیئے اُن کو سات آسمان اور وہ تو سب چیزوں کے جاننے والے ہیں

نعمت تو یہ ہے بیان نعم عامہ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ع وہ ذات پاک ایسی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے فائدہ کیلئے جو کچھ بھی زمین میں موجود ہے سب کا سب (خواہ کسی قسم کا فائدہ ہو کھانے پینے کا پہننے کا نگاہ کو تازگی بخشنے کا نفس یا روح کو حظ دینے کا کسی چیز کو دیکھکر علم صحیح توحید کے حاصل ہو جانے کا اس تقریر پر کوئی چیز ایسی نہ رہی جس میں کوئی فائدہ نہ معلوم ہو اور فرضاً اگر معلوم بھی نہ ہو تو کیا ہوا بہت چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ ایک شخص کو اُس کا فائدہ معلوم نہیں ہوتا دوسرے کو معلوم ہوتا ہے سو ممکن ہے کہ کوئی ایسی بھی چیز ہو جس کا فائدہ کسی مخلوق کو نہ معلوم ہو اور خالق وسبحانہ تعالیٰ کو معلوم ہو اور بدون ہمارے معلوم کرائے ہوئے ہم کو اس کا فائدہ پہنچ رہا ہو کیا بچہ کو جن چیزوں سے فائدہ پہنچایا جاتا ہے سب کا معلوم ہونا کچھ ضرور ہے ہرگز نہیں۔ اور اس پر کوئی یوں شبہ نہ کرے کہ پھر سب چیزیں حلال ہونا چاہیئے کیونکہ سب میں کچھ نہ کچھ تو فائدہ ہے ہی بات یہ ہے کہ صرف کوئی سا فائدہ ہونے سے اس چیز کا قابل استعمال ہونا لازم نہیں آتا کیا سمیات قاتلہ میں بھی کچھ نہ کچھ نفع نہیں ہوتا پھر اطباء ان کے استعمال سے کیوں روکتے ہیں فقط اسی طرح تو کہ گو اس میں نفع ضرور ہے مگر غالب ضرر ہے اسی واسطے محرمات شرعیہ کو سمجھیئے کہ گو اس میں کچھ نفع بھی سہی مگر چونکہ غالب ضرر تھا جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا جاننا کافی ہے ہمارے جاننے کی ضرورت نہیں جس طرح وہاں طبیب کا جاننا کافی ہے عوام کا آگاہ ہونا ضرور نہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو ممنوع الاستعمال ٹھیرا دیا) پھر توجہ فرمائی آسمان کی طرف (یعنی اُس کی تکمیل تخلیق کی طرف) سو درست کر کے بنا دیئے اُن کو سات آسمان اور وہ تو سب چیزوں کے جاننے والے ہیں ف یوں تو زمین و آسمان کی پیدائش کا قرآن مجید میں صدہا مقام پر ذکر آیا ہے مگر ترتیب کا بیان کہ پہلے کیا بنایا پیچھے کیا بنایا یہ صرف غالباً تین جگہ آیا ہے اس آیت میں

اللغات قولہ تعالیٰ استوی الاستواء الاعتدال والاستقامۃ یقال استوی العود وغیرہ اذا قام واعتدل ثم قیل استوی الیہ کالسہم المرسل اذا قصد قصداً مستویاً من غیر ان یلوی علی شیٔ ومنہ استعیر قولہ ثم استوی الی السماء ای قصد الیہا بامادتہ ۱۲ کشاف قولہ تعالیٰ فسوٰھن وسمی تسویتین تعدیل خلقہن وتقویمہ واخلاءہ من العوج والفطور او اتمام خلقہن ۱۲ کشاف

النحو قولہ تعالیٰ فسوٰھن ضمیرہم وسبع سموات تفسیرہ کقولہم ربہ رجلا وقیل الضمیر راجع الی السماء والسماء فی معنی الجمع ۱۲ کشاف

الکلام دل اکثر الآیات علی خلق السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام وحدیث مسلم الذی فیہ خلق آدم بعد العصر من یوم الجمعۃ فی آخر الخلق وآخر ساعۃ النہار فیما بین العصر الی اللیل یدل علی کون المدۃ سبعۃ ایام والجواب ما قالہ المظہری لادلیل فی الحدیث علی ان المراد بالجمعۃ التی خلق فیہا آدم اول جمعۃ بعد خلق الارض لعل ذلک الجمعۃ بعد الدہور آہ قلت وزال بہ اشکال آخر انہ کیف یتصور مکث الجن زمانا طویلا فی الارض بعد خلق الارض والسموات وقبل خلق آدم علیہ السلام ۱۲

الفقہ قولہ تعالیٰ خلق لکم استدل بہ علی ان الاشیاء خلقت فی الاصل مباحۃ مطلقا ۱۲ کشاف

الروایات عن الحسن خلق اللہ الارض فی موضع بیت المقدس کہیئۃ الغثر علیہا دخان فارتفع فسما فسوٰھن وخلق منہ السموات

ع ۳

ملحقات الترجمہ

ل قولہ ممنوع الاستعمال ٹھیرا دیا۔ حسبک قولہ تعالیٰ واثمہما اکبر من نفعہما ۱۲

م وامسک الضمیر فی موضعہا وبسط منہا الارض فذلک قولہ تعالیٰ والارض بعد ذلک دحاہا وہو الانتزاق ۱۲ کشاف قلت ہذا مؤید صریح لما فی ترتیب خلق السموات والارض وما بینہما واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا

اور جس وقت ارشاد فرمایا آپکے رب نے فرشتوں سے کہ ضرور میں بناؤں گا زمین میں ایک نائب ۔ فرشتے کہنے لگے کیا آپ پیدا کریں گے

مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ

ان میں جو لوگ جو فساد کریں گے اور خوں ریزیاں کریں گے اور ہم ہمہ تسبیح کرتے رہتے ہیں بحمدہٖ اور تقدیس کرتے رہتے ہیں آپ کی

قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں اُس بات کو جس کو تم نہیں جانتے ۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ
واذ قال ربك للملٰئكة
انی جاعل فی الارض
خلیفة ۔ قالوا اتجعل فیها
من یفسد فیها ۔ الخ
قال انی اعلم ما لا تعلمون
فیہ دلیل علی ان الاصل
الخلافة هو العلم و
الفهم بنوط ان الاتیان
عملا الا الاوتادی
العمل وهو بین ما یزا
مشائخ الطریق فی الاستدلال
اعنی القول

ترجمہ

قولہ تعالیٰ واذ قال
ربك للملٰئكة الخ
یہ دلیل ہے اس کی کہ مدار
خلافت علم و فہم ہے نہ کہ
بدعمل نہ ہونا مجاہدہ احوال
میں اور مشائخ طریقت تبلیغ
فہمانے کے وقت اسی کی زیادہ
رعایت کرتے ہیں ۱۲

ہمارے سجدہ میں دالنا غلط میں اور سرسری نظر میں ان سب کے مضامین میں کچھ اختلاف سا بھی معلوم ہوتا ہے سو سب آیتوں میں غور کرنے سے میرے خیال میں تو یہ آتا ہے کہ یوں کہا جاوے کہ اوّل زمین کا مادہ بنا اور ہنوز اُس کی ہیئت موجودہ نہ بنی تھی کہ اُسی حالت میں آسمان کا مادہ بنا جو صورۃ دخان میں تھا اس کے بعد زمین ہیئت موجودہ پر پھیلادی گئی پھر اُس پر پہاڑ و درخت وغیرہ پیدا کیے گئے پھر اُس مادہ دخانیہ سیالہ کے سات آسمان بنا دیئے ۔ اُمید ہے کہ سب آیتیں اس تقریر پر منطبق ہو جاویں گی آگے حقیقت حال سے اللہ تعالیٰ ہی خوب واقف ہیں اگر کسی کو اس کا افسوس ہو کہ مفصل کیفیت پیدائش زمین و آسمان کی بیان نہ فرمادی تو اس سورت کے شروع میں الٓمّٓ کے متعلق جو مضمون لکھا گیا ہے وہ ملاحظہ فرمالیں باوجود اختصار کے انشاء اللہ تعالیٰ تسکین بخش ہوگا ربط :۔ جاننا چاہیئے کہ نعمت دو قسم کی ہوتی ہے ایک صوری یعنی محسوس جیسے کھانا ۔ پانی ۔ روپیہ ۔ پیسہ ۔ مکان جائداد ۔ دوسری معنوی جیسے عزت ۔ آبرو ۔ مسرت ۔ علم ۔ سو یہاں تک نعمت صوریہ کا بیان تھا کہ ہم نے تمہارے لئے یوں زمین و آسمان بنائے اُس میں ہر قسم کا سامان پیدا کیا ۔ اب نعمت معنویہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ ہم نے تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو دولتِ علم دی اور مسجود ملائکہ بنایا اور تم کو اُن کی اولاد میں ہونے کا فخر دیا اس تقریب سے اس قصہ کو شروع سے ختم تک پورا بیان فرماتے ہیں قصہ آدم علیہ السلام وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ۳۰ اور جس وقت ارشاد فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے تاکہ وہ اپنی رائے ظاہر کریں ورنہ اللہ تعالیٰ تو باطن کو بھی جانتے ہیں اور حقیقت میں اُن سے مشورہ لینا نہ تھا اس کی حاجت ہی کیا ہے بلکہ اس کا تو احتمال بھی محال ہے غرض اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے یہ فرمایا) کہ ضرور میں بناؤنگا زمین میں ایک نائب (یعنی وہ میرا نائب ہوگا کہ اپنے احکام شرعیہ کے اجراء و انفاذ کی خدمت اس کے سپرد کروں گا) فرشتے کہنے لگے کیا آپ پیدا کریں گے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد

اللغات قولہ تعالیٰ لِلْمَلٰٓئِكَةِ جمع ملاک علی الاصل کما تشاءل فی جمع شمائل والحاق التاء لتاءنیث الجمع ۱۲ کشاف و انتقاق من ملک ما فیہ من معنی الشدۃ فالہمزۃ مزیدۃ وتدل علی ان المفعول من الملوکۃ وہی

الرسالۃ ۱۲ ابو السعود

النحو قولہ تعالیٰ واذ قال نصب باضمار اذکر ویجوز ان ینتصب بقالوا ۱۲ کشاف قولہ تعالیٰ ونحن الواو للحال کما تقول احسن الی فلان وانا احسن

کرینگے اس میں اور خوں ریزیاں کریں گے اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں بحمد اللہ اور تقدیس کرتے رہتے ہیں آپ کی (مطلب یہ کہ ہم تو سب کے سب آپ کے مطیع و فرماں بردار ہیں اور ان میں کوئی کوئی مفسد و سفاک بھی ہوگا سو اگر یہ کام ہمارے سپرد کیا جاوے تو ہم سب لگ لپٹ کر اس کو انجام دینگے اور وہ لوگ سب اس کام کے نہ ہوں گے البتہ جو مطیع ہوں گے وہ جان و دل سے اس میں لگ جاویں گے مگر جو مفسد و ظالم ہوں گے ان سے کیا امید ہے کہ وہ اس کو انجام دیں۔ خلاصہ یہ کہ جب کام کرنے والوں کا ایک گروہ موجود ہے تو ایک نئی مخلوق کو جن میں کوئی کام کا ہوگا کوئی نہ ہوگا اس خدمت کے لئے تجویز فرمانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بطور اعتراض کے نہیں کہا نہ اپنا استحقاق جتلایا جو ان مقدس خدمت گذاروں پر شبہات پیدا ہوں بلکہ یہ ایسی بات ہے کہ کوئی حاکم کوئی نیا کام تجویز کرکے اس کے لئے ایک مستقل عملہ بڑھانا چاہے اور اپنے قدیمی عملہ سے اس کا اظہار کرے وہ لوگ اپنی جان نثاری کی راہ سے عرض کریں کہ حضور جو لوگ اس نئے کام کے لئے تجویز ہوئے ہیں ہم کو کسی طرح پر تحقیق ہوا ہے کہ بعض بعض تو اس کو بخوبی انجام دے سکیں گے اور بعض بالکل ہی کام بگاڑ دیں گے جس سے حضور کا مزاج ناخوش ہوگا۔ آخر ہم کس مرض کی دوا ہیں۔ ہر وقت حضور پر جان قربان کرنے کو تیار ہیں اور حضور کی جان و مال کو دعا دیتے رہتے ہیں کیسا ہی کام کیوں نہ ہو حضور کے اقبال سے اُس کو انجام دے نکلتے ہیں کبھی کسی خدمت میں ہم غلاموں نے عذر نہیں کیا اگر وہ نئی خدمت بھی ہم کو عنایت ہوگی تو ہم کو کیا عذر و انکار ہوگا اور حضور کی مرضی موافق اسکو انجام دیں گے اسی طرح فرشتوں کی عرض معروض اظہار نیازمندی کے واسطے تھی اور یہ بات اُن کو کسی طرح اللہ تعالیٰ نے معلوم کرادی ہوگی کہ بنی آدم میں بھلے بُرے سب طرح کے ہونگے، حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں اُس بات کو جس کو تم نہیں جانتے (یعنی جو امر تمھارے نزدیک مانع تخلیق بنی آدم ہے یعنی اُن میں سے بعض کا مفسد و سفاک ہونا وہی امر واقع میں باعث اُن کی تخلیق کا ہے۔ کیونکہ اجرائے احکام و انتظام تو جب ہی وقوع میں آسکتا ہے جب کوئی اعتدال سے تجاوز کرنے والا بھی ہو ؎

ہر کجا پستی است آب آں جا رود ہر کجا مشکل جواب آں جا رود
ہر کجا دردے دوا آں جا رود ہر کجا رنجے شفا آں جا رود

تو یہ مقصود خاص تم فرماں برداروں کے جمع ہونے سے پورا نہیں ہو سکتا۔ اب رہی یہ بات کہ جن لوگوں سے پہلے موجود تھے اور ان میں نافرمان بھی تھے تو یہ مجموعہ اُن کے موجود ہونے سے حاصل تھا پھر انسان میں نئی بات کیا ہوئی سو بات یہ ہے کہ اصلاح کے لئے جیسے کسی محل کی ضرورت ہے کہ موصوف بفساد ہو اسی طرح اُس محل کی قابلیت فساد بھی کی بھی ضرورت ہے ورنہ زیادہ حصہ اصلاح وسعی کا بے کار جاتا ہے۔ سو یہ قابلیت جنوں میں بہت ضعیف ہے پس ملائکہ میں تو فساد ہی نہ تھا اور جنوں میں اصلاح کی قابلیت ضعیف تھی انسان ایک ایسی چیز ہے جس میں فساد اور قابلیت تامہ اصلاح دونوں مناسب طور سے موجود ہیں اسلئے اس مقصود

ناقابل ترجمہ

ملحقات الترجمہ

ف قولہ معلوم کرادی ہوگی ولا یبعد ان فہموا من قولہ تعالیٰ المذکور فی سورۃ الحجر انی خالق بشرا من طین فقا سوا الکل علی الاصل الظلمانی ۱۲

ف حکمت تخلیق بنی آدم وعدم تکمیل آں امر ملائکہ

ف حکمت تخلیق بنی آدم

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ

اور علم دیدیا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے اسماء کا پھر وہ چیزیں فرشتوں کے روبرو کردیں۔ پھر فرمایا کہ بتلاؤ

بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

مجھکو اسماء ان چیزوں کے اگر تم سچے ہو

کی تکمیل کے لئے انسان کو پیدا کیا اور ملائکہ اور جن ہر دو نا کافی قرار دیئے گئے۔ اب رہی یہ بات کہ خود ایسی اصلاح ہی کی کیا ضرورت ہے جو موقوف ہو وجود فساد پر۔ سو اس سوال کا حاصل حکمت تکوین کا دریافت کرنا ہے سو یہ دریائے خون ہے اس میں قدم رکھنا اپنے کو ہلاکت عظیم میں سپرد کرنا ہے اور اس کی وجہ یہ نہ سمجھی جائے کہ اس میں کوئی حکمت معقول نہیں ہے۔ ضرور ہے اور بے شک ضرور ہے مگر ہماری عقلیں اُس کے ادراک سے عاجز ہیں اس لئے ؎ بدر یاد رمنافع بے شمار ست ❊ اگر خواہی سلامت برکنار ست۔ اس لئے شریعت نے براہ شفقت ایسے امور کی تفتیش سے روک دیا ہے اور ضروری کاموں میں لگا دیا ہے۔ ؎ حدیث مطرب ومے گو ورازِ دہر کمتر جو ❊ کہ کس نہ کشود ونکشاید بہ حکمت ایں معمّا را۔ شروع سورت بقرہ میں الٓمٓ کے ذیل میں یہی مضمون اختصار سے عرض کیا ہے وہ پھر ملاحظہ کرلیا جاوے۔ یہاں تک یہ تو معلوم ہوا کہ تخلیق انسان میں یہ حکمت ہے کہ اُن کے ہونے سے اصلاح وانتظام شرعی متحقق ہوگا گو کوئی مخالف اس قوت واستعداد کی جو اس کو کامل مقدار کے ساتھ عطا ہوئی ہے بے قدری کرکے اس سے منتفع نہ ہو مگر سامان کے جمع کردینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی۔ اب اس میں فرشتوں کی جانب سے اس احتمال کی گنجائش رہگئی تھی کہ خیر انسان کو پیدا کردیا جائے اور ان کی اصلاح کی خدمت ہم کو دیدی جاوے۔ اس لئے اب اس بات کو ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ان آدمیوں کی اصلاح بھی آدمی ہی سے ہوسکتی ہے کیونکہ مصلح کے لئے علم کی ضرورت ہے اور جس خاص علم کی ضرورت ہے وہ ملائکہ کی استعداد سے خارج ہے اگلی آیت میں یہی حکایت ہے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٣١

اور علم دیدیا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو (انکو پیدا کرکے) سب چیزوں کے اسماء کا (مع اُن چیزوں کے خواص وآثار کے غرض تمام موجودات روئے زمین کے اسماء وخواص کا علم دیدیا) پھر وہ چیزیں فرشتوں کے روبرو کردیں پھر فرمایا کہ بتلاؤ مجھکو اسماء ان چیزوں کے (یعنی مع اُن کے آثار وخواص کے) اگر تم سچے ہو ف یعنی اپنے

اللغات قولہ تعالیٰ وعلم التعلیم حقیقۃ عبارۃ عن فعل یترتب علیہ العلم بلا تخلف عنہ ولا یحصل ذلک بمجرد افاضۃ المعلم بل یتوقف علی استعداد المتعلم لقبول الفیض وتلقیہ من جہتہ وھو السر فی اشارہ علی الاعلام والایثار فافہم ۱۲ البیضاوی قولہ تعالیٰ الاسماء کلہا اسم الشیٔ بالکسر الصغر وسمہ وسماہ مثلثین علامتہ ۱۲ قاموس قال صاحب الکشاف فان قلت فما معنی تعلیم اسماء المسمیات قلت المراد الاجناس التی خلقہا علی ان ہذا اسمہ فرس وہذا اسمہ بعیر وہذا اسمہ کذا وعلمہا احوالہا وما یتعلق بہا من المنافع الدینیۃ والدنیویۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ الاسماء ای اسماء المسمیات فحذف المضاف الیہ لکونہ معلوما ولولا علمہ بذکر الاسماء لان الاسم لا یدل من مسمی ۱۲ کشاف قولہ تعالیٰ عرضہم ای المسمیات وانما ذکر لان فی المسمیات العقلاء فغلبہم ۱۲ کشاف

ملحقات الترجمہ

قولہ سب چیزوں کے بنی علی حذف المضاف ای فی الاسماء ۱۲

قولہ تمام اسماء کا مع الخ بنی علی ان المراد بالاسماء المعنی اللغوی العام للذوات والصفات ۱۲

دفع شبہ بر ضرورت حکمت مذکورہ

اس خیال میں کہ ہم اصلاح طبائع و انتظام شرائع کی خدمت جس کے لئے نائب کی تجویز ہو رہی ہے انجام دے سکیں گے۔ تحقیق مقام کی یہ ہے کہ ہر منتظم اور مصلح کو ضرور ہے کہ جس چیز کا انتظام اور اصلاح کرنا چاہے اس کی اصل و حقیقت اور اس کے ہر قسم کے تشعیب و فراز سے پورا واقف و ماہر ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اگر حاکم اپنی رعایا کی عادات و رسوم و مزاج اور مصالح و مضار سے واقف نہ ہو کبھی اس کے ہاتھوں اُن کا انتظام درست نہیں ہو سکتا اسی طرح یہاں خلیفہ خداوندی کو جب طبائع کی اصلاح کا کام کرنا پڑے گا تو لابد طبائع کی کیفیات اور خصوصیات اور اُن کے تغیر و تبدل سے اس کو پورا آگاہ ہونا چاہیئے یہ تو باطنی انتظام ٹھیرا اور ظاہری انتظام شریعت کا کہ فلاں چیز حلال ہے اور فلاں چیز حرام ہے اس میں بھی ضرورت ہو گی اُن چیزوں کے بہت سے حالات و خواص و منافع و مضار دریافت کرنے کی مثلاً نشہ کی چیز حرام ہے تو اب جو شخص نشہ کی حقیقت اور آثار کو نہ جانتا ہو گا اس کے سامنے کوئی شراب پیکر بدمست بھی ہو جاوے تو وہ اس کو زجر و تنبیہ و نہی عن المنکر نہیں کر سکتا کیونکہ وہ عذر کر سکتا ہے کہ مجھکو نشہ ہی نہیں ہوا اور یہ شخص اس کی تکذیب نہیں کر سکتا۔ بخلاف اس شخص کے جو جانتا ہو کہ نشہ دار چیز کی کیا خاصیت ہے اور اُس کے پینے سے کیا حالت ہو جاتی ہے وہ شخص اُس پر احتساب و احتجاج کر سکتا ہے۔ یا مثلاً رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء میں جو برتن شراب رکھنے کے تھے اس میں شربت رکھنے کو بھی منع فرما دیا۔ کیونکہ آپ طبائع کی حالت جانتے تھے کہ بعضے چالاک شربت کے بہانے سے شراب پینے لگیں گے۔ پھر آپ کو جب اطمینان ہو گیا کہ اب لوگوں کے دلوں میں اس سے نفرت ہو گئی ہے آپ نے اجازت دیدی سو اگر آپ طبائع کے ان خواص سے واقف نہ ہوتے تو ہرگز یہ احکام خاص صادر نہ فرما سکتے تھے اس سے ثابت ہو گیا کہ مصلح کو اس جماعت کے احوال متعلقہ سے پوری واقفیت ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح لغات و محاورات کے تغیر و تبدل سے احکام میں تفاوت ہو جاتا ہے جس کی واقفیت کے لئے اُن سے اختلاط کی ضرورت ہے اور ظاہر ہے کہ احوال بشریہ سے جس قدر بشر واقف ہو سکتا ہے ملائکہ یا جن ہرگز واقف نہیں ہو سکتے۔ ملائکہ تو اس لئے کہ وہ خود طبائع متغیرہ سے منزہ ہیں وہ اس کے انقلابات سے کیونکر آگاہ ہو سکتے ہیں مثلاً فرشتہ کو جب بھوک نہیں لگتی تو وہ بھوک کی حقیقت و خاصیت کو کیسے جان سکتا ہے۔ رہ گئے جن سو گو وہ طبیعت متغیرہ رکھتے ہیں مگر چونکہ ان کے طبائع میں شر غالب ہے اس لئے انسان میں جو قوی جاذب الی الخیر ہیں اُن کی کشش اور جنبش سے انسان کے برابر ماہر نہیں ہو سکتے تو اُن قوی کی تعدیل و تربیت و ترقی کے متکفل وہ کب ہو سکتے ہیں اس لئے انسان کی کامل اصلاح انسان ہی کر سکتا ہے اگر کوئی کہے کہ اگر ملائکہ اصلاح انسان کے لئے بوجہ فقدان طبائع کے کافی نہیں تو اُن کے متعلق وحی کا لانا کیونکر کیا گیا۔ وحی تو مبدأ اصلاح کا ہے۔ اور دوسرا سوال یہ ہے کہ جیسے جن اصلاح کے لئے بوجہ تخالف طبائع کے کافی نہیں اسیطرح انسان جن کی اصلاح کے لئے کیسے کافی ہو گا کیونکہ تخالف طبائع تو باقی ہے۔ پہلے شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ علم خاص یعنی مہارت تامہ مذکورہ اسی مصلح کیلئے

تحقیق و تعیین علیکہ موقوف علیہ اصلاح انسان است و مخصوص آن بانسان

ضروری ہے جو تالیقی کی حالت رکھتا ہو جیسے حضرات انبیاء علیہم السلام کی شان ہے کہ امم کی خصوصیات اصلاح تربیت اُن کی رائے و اجتہاد پر مبنی کی گئی ہے اور ملائکہ علیہم السلام کی شان محض سفارت کی ہے کہ ایک معین عبارت یا مضمون انبیاء علیہم السلام کو پہنچا دیا اس میں اس مہارت کی ضرورت نہیں۔

دوسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ انسان اور جن میں تو وہ غلبۂ شر تو مشترک ہے صرف قوۃ غلبۂ خیر میں تخالف ہے اس لئے جنوں کی طبیعت کے آثار سے انسان ناواقف نہیں ہے وہ ان کی تربیت کر سکتا ہے۔ اگر یہاں کسی کو خلجان ہو کہ جس طرح آدم علیہ السلام کو تعلیم فرما دینے سے انکو وہ علم خاص حاصل ہو گیا اور صلاحیت خلافت کی حاصل ہو گئی اگر ملائکہ کو تعلیم فرما دیتے تو ان کو بھی وہ علم اور اس کے ساتھ صلاحیت خلافت میسر ہو جاتی سو آدم علیہ السلام پر اس کا ظاہر فرمانا اور فرشتوں سے پوشیدہ کرنا آدم علیہ السلام کو ترجیح دینے کے لئے کافی نہیں ہو سکتا بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تو ہر چیز پر حاصل ہے مگر عادۃ اللہ یوں جاری ہے کہ اکثر حوادث کو اسباب و شرائط کے ساتھ مرتبط و متعلق فرمایا ہے سو جس علم کی یہاں بحث ہے اس کے حصول کے لئے ایک استعداد خاص کی ضرورت ہے جیسا ہر علم میں اس کا مشاہدہ ہوتا ہے لذت جماع کے علم کے لئے استعداد رجولیت کی شرط ہے عنین مادرزاد کو اُس لذت کا علم حاصل ہونا عادۃً ممتنع ہے سو اس علم خاص کی استعداد آدمی میں تو پیدا کی گئی ہے اور ملائکہ میں پیدا نہیں کی گئی جیسا اوپر کی تقریر میں اجمالاً اس کا بیان بھی ہوا ہے کہ احوال طبائع بشریہ کے ادراک کے لئے طبائع بشریہ کا ہونا ضروری ہے جو خاصہ بشر کا ہے اور ملائکہ میں وہ مفقود ہے سو آدم علیہ السلام کی تعلیم کے وقت ملائکہ سے اس علم کے پوشیدہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں نہ اس دعویٰ کی کوئی دلیل ہے۔ جب اُن میں اس علم کی استعداد ہی نہیں۔ اگر تعلیم آدم کے وقت اول سے آخر تک وہ حاضر بھی رہے ہوں تو اُن کو اُس کا حاصل ہونا کب ممکن ہے اگر کسی طالب علم کو اقلیدس کی کوئی شکل سمجھائی جاوے اور عام مجمع ہو مگر جن کو اس فن سے مناسبت نہیں اس تقریر سے کچھ بھی نہیں سمجھ سکتے۔ اگر یہ کہا جاوے کہ پھر وہ استعداد جو شرط حصول اس علم خاص کی ہے فرشتوں کو کیوں نہ دیدی۔ بات یہ ہے کہ وہ استعداد خاصہ بشر کا ہے اگر ملائکہ میں وہ استعداد پیدا کر دی جاتی تو وہ فرشتے فرشتے نہ رہتے جیسے حس و حرکت خاصہ حیوان کا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے کہ جمادیں یہ صفت پیدا کر دیں۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ وہ اس وقت جماد نہ رہے گا حیوان ہو جاوے گا۔ تو اس سوال کا حاصل گویا یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن فرشتوں کو بشر کیوں نہ بنا دیا۔ سو ظاہر ہے کہ یہ سوال بالکل بے معنی ہے اور اس کا جواب صاف ہے کہ اس صورت میں جو حکمت تخلیق ملائکہ میں ہے وہ معطل ہو جاتی۔

غرض تقریر بالا سے ثابت ہو گیا کہ فرشتے فرشتے ہی رہ کر اُس علم کو حاصل نہیں کر سکتے اسی وجہ سے

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○

فرشتوں نے عرض کیا کہ آپ تو پاک ہیں ہم کو کوئی علم نہیں مگر وہی جو کچھ ہم کو آپ نے علم دیا بیشک آپ بڑے علم والے ہیں حکمت والے ہیں۔

قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم بتلا دو اُن کو ان چیزوں کے اسماء

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾ فرشتوں نے عرض کیا کہ آپ تو پاک ہیں (اس الزام سے کہ آدم علیہ السلام پر اُس علم کو ظاہر فرما دیا ہم سے پوشیدہ رکھا آپ کی طرف سے تو کوئی اخفا یا دریغ نہیں ہوا مگر) ہم کو ہی علم نہیں مگر وہی جو کچھ کہ آپ نے علم دیا (یعنی جس قدر ہماری پیدائش میں استعداد رکھی ہے اور اس کے موافق ہم کو علم عنایت ہوا اس کے سوا ہم کو دوسرے علم سمجھنے کی قوت نہیں ہے) بے شک آپ بڑے علم والے ہیں (کہ آپ کو سب علوم حاضر ہیں ہماری اور آدمیوں کی معلومات سب حضور پر منکشف ہیں) حکمت والے ہیں (کہ جس قدر جس کے لئے مصلحت جانا اسی قدر فہم و علم عطا فرمایا) ربط اس گفتگو سے فرشتوں کو اپنے عاجز ہونے کا تو مشاہدہ ہو گیا۔ اب حق سبحانہ و تعالیٰ کو منظور ہوا کہ آدم علیہ السلام میں اس علم خاص کی قوت و مناسبت کا ہونا بھی ملائکہ میسانا دیکھ لیں اس لئے قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم بتلا دو ان کو ان چیزوں کے اسماء ف یعنی مع حالات کے اور یہ خلجان نہ ہو کہ جب ملائکہ میں اُس علم خاص کی مناسبت ہی نہ تھی تو بتلانے سے کیا فائدہ اور اگر بتلانے سے وہ سمجھ سکتے ہیں تو یہ دعویٰ صحیح نہ رہا کہ ان کو اس سے مناسبت نہ تھی۔ بات یہ ہے کہ بعض اوقات خود تو آدمی ایک علم کو نہیں سمجھتا مگر دوسرے کو تقریر کرتے ہوئے دیکھکر قرائن مقام سے یہ یقیناً سمجھ لیتا ہے کہ یہ شخص واقعی اس علم میں بڑا ماہر ہے مثلاً اُستاد نے کہ دو طالب علموں کے روبرو کسی دقیق مسئلہ کی تقریر کی پھر دونوں کا امتحان لیا ایک تو بیان نہ کر سکا دوسرے نے فر فر تقریر شروع کر دی ممکن ہے کہ وہ دوسرا طالب علم باوجودیکہ اب بھی اس مسئلہ کو نہ سمجھا ہو مگر اس کی برجستگی اور رکھیں نہ رُکنے سے یہ یقیناً سمجھ سکتا ہے کہ یہ اس مسئلہ کو واقعی خوب سمجھ گیا ہے پس بتلا دو کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ان کے ذہن میں پہنچا دو انکو سمجھا دو بلکہ مراد یہ ہے کہ اُن کے روبرو اس کا اظہار اور بیان کر دو گو بوجہ مناسبت نہ ہونے کے اس کو سمجھ نہ سکیں اب یہ خلجان جاتا رہا کہ اگر مناسبت نہ تھی تو بتلانے سے کیا فائدہ ہم بھی کہیں گے کہ مناسبت تو نہ تھی مگر فائدہ تو یہ ہوا کہ ملائکہ اس قدر سمجھ گئے کہ آدم علیہ السلام ضرور اس علم سے ماہر ہو گئے۔

ملحوظات الترجمہ
لہ قولہ معنی یہ نہیں کہ اُن کے ذہن میں اتارا قولہ بیان کر دو الخ قولہ علی الاظہار علی التعلیم الخ قولہ علی جمیع الخ کما مر عن ابی السعود ۱۲

النحو

قولہ سُبْحٰنَكَ قیل ہو علم للتسبیح ولا یکاد یستعمل الا مضافا وقیل انہ مصدر منکر کغفران لا اسم مصدر ومعناہ علی الاول نسبحک وعلی الثانی ننزہت عن ذلک ۱۲ ابو السعود اقول السہل ان یقال اصلہ نسبحک سبحانا فحذف العامل واضیف السبحان الی الکاف ۱۲

فَلَمَّآ اَنۢبَاَهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكُمۡ اِنِّيۡٓ اَعۡلَمُ

سو جب بتلا دیئے ان کو آدم علیہ السلام نے اُن چیزوں کے اسما، تو حق تعالیٰ نے فرمایا میں تم سے کہتا نہ تھا کہ بے شک میں جانتا ہوں تمام

غَيۡبَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَمَا كُنۡتُمۡ تَكۡتُمُوۡنَ ۝

پوشیدہ چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی اور جانتا ہوں جس بات کو ظاہر کر دیتے ہو اور جس کو دل میں رکھتے ہو

فَلَمَّآ اَنۢبَاَهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكُمۡ اِنِّيۡٓ اَعۡلَمُ غَيۡبَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَمَا كُنۡتُمۡ تَكۡتُمُوۡنَ ۝۳۳ سو

جب بتلا دیئے اُن کو آدم علیہ السلام نے اُن چیزوں کے اسما، تو حق تعالیٰ نے فرمایا (دیکھو[۱]) میں تم سے کہتا نہ تھا کہ بے شک میں جانتا ہوں تمام[۲] پوشیدہ چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی اور جانتا ہوں جس بات کو ظاہر کر دیتے ہو اور جس کو دل میں رکھتے ہو[ف] کیونکہ ہر شخص کے تمام حالات انھیں دو میں منحصر ہیں مطلب یہ ہے کہ تمام حالات آفاقی و انفسی پر مجھ کو اطلاع ہے۔ یہ مضمون[۳] انی اعلم مالا تعلمون کی تفصیل ہے وہاں اور الفاظ تھے یہاں اور الفاظ ہیں مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔ جب دلائل سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ صلاحیت خلافت کے لئے جن علوم کی ضرورت ہے وہ آدم علیہ السلام میں سب مجتمع ہیں اور ملائکہ کو ان میں سے صرف بعض علوم حاصل ہیں اور جنوں کو تو بہت ہی کم حصہ ان علوم کا حاصل ہے جیسا اوپر تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے اور اس حیثیت خاص سے کہ ملائکہ و جن ہر دو گروہ کے علوم کے یہ جامع ہیں ان کا شرف ہر دو گروہ پر ظاہر ہو گیا۔ اب حق تعالیٰ کو منظور ہوا کہ اس مقدمہ کو معاملہ سے بھی ظاہر فرما دیا جائے اور ملائکہ اور جنوں سے ان کی کوئی خاص تعظیم کرائی جائے جس سے یہ ظاہر ہو کہ یہ ان دونوں سے کامل اور مصداق "آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری" کے ہیں اور آدم علیہ السلام ان امور خاصہ میں ملائکہ اور جن ہر دو گروہ سے کامل اور دونوں کے علوم و قویٰ کو جامع ہیں جیسا مفصل طور پر مذکور ہوا۔ اب حق تعالیٰ کو منظور ہوا اُن غیر کاملوں سے اُس کامل کی کوئی ایسی تعظیم کرائی جائے کہ عملاً بھی یہ امر ظاہر ہو جائے کہ یہ ان دونوں سے کامل اور جامع ہیں جب تو یہ دونوں ان کی تعظیم کر رہے ہیں اور گویا بزبان حال کہہ رہے ہیں کہ جو اوصاف ہم میں الگ الگ ہیں وہ اُن کے اندر یکجا ہیں اس لئے جو عمل تعظیمی تجویز فرمایا گیا اس کی حکایت ذکر فرماتے ہیں۔

ملحقات المترجمہ

[۱] قولہ دیکھو لالاستفہام علی التقریر کما قالوا بو السعود ۱۲

[۲] قولہ تمام پوشیدہ چیزیں لعموم الغیب ۱۲

[۳] قولہ یہ مضمون انی اعلم مالا تعلمون کی الکشاف قولہ الم اقل لکم استفسار لقولہ انی اعلم مالا تعلمون الا انہ جاء علی جہۃ البسط من ذلک اشرح ۱۰ اقول فلا دلیل علی کونہ تعریضا للملائکۃ فی ابدائہم اعتقادہم للاولویۃ وکتمانہم لکونہم اکرم عند اللہ ۱۲

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ

اور قائم کرو تم لوگ نماز کو اور دو زکوٰۃ کو اور عاجزی کرو عاجزی کرنے والوں کے ساتھ کیا حضب ہے کہ کہتے ہو اور لوگوں کو

بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾

نیک کام کرنے کو اور اپنی خبر نہیں لیتے حالانکہ تم تلاوت کرتے رہتے ہو کتاب کی تو پھر کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔

امر بعبادات فرعیہ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اور قائم کرو تم لوگ نماز کو (یعنی مسلمان ہو کر) اور دو زکوٰۃ کو اور عاجزی کرو عاجزی کرنے والوں کے ساتھ ف فروع اسلامیہ یعنی اعمال دو قسم کے ہیں اعمال ظاہری اعمال باطنی پھر اعمال ظاہری دو قسم کے ہیں عبادت بدنی عبادت مالی تو یہ تین کلیات ہوئیں ان تینوں کلیات میں سے ایک ایک جزئی کو ذکر کر دیا نماز عبادت بدنی ہے زکوٰۃ عبادت مالی ہے، خشوع وخضوع عمل باطنی ہے چونکہ تواضع باطنی میں اہل تواضع کی معیت کو بڑا دخل اور تاثیر عظیم ہے اس لئے مع الراکعین بڑھانا نہایت برمحل ہوا یہ تینوں عمل علاوہ عظیم الشان ہونے کے بنی اسرائیل کی حالت کے بہت مناسب تھے اس لئے ذکر میں ان کی تخصیص فرمائی کیونکہ نماز سے اُن کی جب جاہ کم ہوگی۔ زکوٰۃ سے حب مال گھٹے گی تواضع باطنی سے حسد وغیرہ میں کمی آوے گی یہی مرض اُن میں زیادہ تھے چنانچہ اس کا مستقل علاج بھی آگے اُن کو بتلا دیں گے۔ اس آیت میں واستعینوا بالصبر والآیۃ یہاں تک اسلامی اصول وفروع سب کی تاکید اور ترغیب اُن کو دی گئی۔ اب یہاں موقع ہے کہ کسی کو یہ خیال ہو کہ شاید مخاطبین کو حضور پرنور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کا ثبوت اور علم ہی نہ ہوا ہو اور اس لئے کسی درجہ میں معذور ہو سکیں اس لئے اس خیال کے رفع کرنے کے واسطے اُن لوگوں کا اس مسئلہ صدق دعویٰ رسالت سے آگاہ ہونا ظاہر فرماتے ہیں۔ قصہ یہ ہے کہ ان علماء بنی اسرائیل کے بعض اقارب اسلام قبول کر چکے تھے تو ان سے جب کبھی اس مقدمہ میں گفتگو آتی تو خفیہ طور پر اُن سے یہی کہتے کہ بے شک حضور پُرنور پیغمبر برحق ہیں ہم لوگ تو کسی مصلحت سے اسلام قبول نہیں کر سکتے مگر تم اس مذہب اسلام کو مت چھوڑنا اس سے صاف ثابت ہوا کہ یہ لوگ مسئلہ صدق دعویٰ رسالت سے بخوبی آگاہ تھے اللہ تعالیٰ اسی بنا پر فرماتے ہیں **زجر عالم بے عمل** اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ کیا حضب ہے کہ کہتے ہو اور لوگوں کو نیک کام کرنے کو (نیک کام سے مراد ہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہے) اور اپنی خبر نہیں لیتے حالانکہ تم تلاوت کرتے رہتے ہو کتاب کی (یعنی توریت کی اور اس میں جابجا ایسے عالم بے عمل کی مذمتیں مذکور ہیں جو تلاوت کے وقت تمہاری نظر سے گذرتی ہیں) تو پھر کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے (کہ ہم بھی ان مذمتوں کے مصداق بنے جاتے ہیں) ف مسئلہ اس سے یہ نہیں نکلتا کہ بے عمل کو واعظ بننا جائز نہیں بلکہ یہ نکلتا ہے کہ واعظ کو بے عمل بننا جائز نہیں ان دونوں

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ عاجزی کرو لان الرکوع الخضوع قال الاضبط بن قریع السعدی ؎ لاتحقرن الضعیف عل ان ترکع یوما والدہر قد رفعہ ۱۲ من ابی السعود

۲ قولہ کیا حضب ہے لان الہمزۃ للتقریر مع التوبیخ والتعجیب من حالہم ۱۲ کشاف

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَي الْخٰشِعِيْنَ ۝۴۵

اور مدد لو صبر اور نماز سے اور بیشک وہ نماز دشوار ضرور ہے مگر جن کے قلوب میں خشوع ہو اُن پر کچھ بھی دشوار نہیں ۱۲ حاشیہ

باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ غرض یہ بات ثابت ہوگئی کہ ان کے پاس کوئی معقول عذر ایمان لانے کے باب میں نہیں ہے اور ایمان لانا بلاشبہ اُن کے ذمہ واجب ہے۔ اب سمجھنا چاہیئے کہ گو اُن کے پاس کوئی عذر قابل پذیرائی نہ تھا مگر دو خصلتیں ان کو ایمان نہ لانے دیتی تھیں ایک حُبّ مال دوسرے حُبّ جاہ اور انہیں دو سے حسد بھی پیدا ہو گیا تھا بار بار یہی خیال ہوتا تھا کہ اگر ہم نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اختیار کر لیا پھر کہاں تو یہ آمدنی اور کہاں یہ قدر و منزلت خود آپ کی غلامی کرنی پڑے گی اور چونکہ مال و جاہ کی محبت خوب جی میں گھس گئی تھی آپ کے فتوحات و شوکت کی ترقی کو اپنے تنزل کا سبب سمجھ کر مارے حسد کے جلے مرتے تھے۔ غرض اصل مرض یہ دو تھے اور ان کی وجہ سے ایمان لانا دشوار ہو رہا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اس مشکل کے آسان ہو جانے کا طریقہ بتلاتے ہیں علاج حُبّ مال و جاہ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَي الْخٰشِعِيْنَ ۝۴۵ اور مدد لو (اگر تم کو حُبّ مال و جاہ کے غلبہ سے ایمان لانا دشوار معلوم ہو) صبر اور نماز کا التزام کرو کہ صبر سے حُبّ مال گھٹ جاویگی کیونکہ مال اسی وجہ سے محبوب ہے کہ ذریعہ حصول لذات و شہوات کا ہے جب ان ہی کے ترک کی ہمت باندھ لوگے تو مال بھی محبوب نہ رہیگا اور نماز سے حُبّ جاہ کم ہوگی۔ کیونکہ نماز میں ہر طرح کی پستی و خاکساری ہی ہے جب یہ عادت پختہ ہو جاوے گی تو حُبّ جاہ گھٹے گی یہی مادہ فساد کا تھا اس کی اصلاح سے اب ایمان میں دشواری نہ ہوگی۔ اب سمجھو کہ صبر میں بعض شہوات کو صرف ترک کرنا پڑتا ہے اور نماز میں بہت سے افعال کا واقع کرنا ہے اور ہمیشہ عقلی طبعی قاعدہ سے ترک سے فعل دشوار ہوتا ہے خصوص نماز کہ بوجہ انتشار خیالات کے اُس کی تقیدات بہت ہی گراں گذرتی ہیں اس لئے صبر میں تو چنداں مشقت نہ ہوگی البتہ نماز میں ضرور دشواری ہوگی اور اس کو مانع قرار دیا ہے حُبّ جاہ کا مگر خود اُس کی دشواری کا کیا علاج ہونا چاہیئے تو اُس کی نسبت فرماتے ہیں۔ اور بے شک وہ نماز دشوار ضرور ہے مگر جن کے قلوب میں خشوع ہو اُن پر کچھ بھی دشوار نہیں (اُس میں تدبیر تلاوتی نماز کے آسان ہونے کی کہ اس کے سبب کی تشخیص کر کے اس کے ازالہ کا طریق بتلا دیا۔ حاصل یہ ہے کہ نماز میں دشواری کا سبب دیکھنا چاہیئے کہ کیا ہے۔ سو ظاہر ہے کہ انسان کا قلب خوگر ہے میدان خیال میں آزاد پھرنے کا اور جوارح تابع قلب کے ہیں تو وہ جوارح کے آزاد رہنے کا بھی مقتضی ہوتا ہے اور نماز میں پوری پوری تقیدات کہ نہ ہنسو، نہ بولو، نہ کھاؤ، نہ پیو، نہ چلو، نہ پھرو وغیرہ وغیرہ۔ ان تقیدات سے اول جوارح مقید ہوتے ہیں اور ان کی قید کا اثر قلب پر ہوتا ہے کہ دقتنگ ہوتا ہے غرض علت اس گرانی و دشواری کی

الروایات عن ابن عباس الخٰشعین المصدقین بما انزل اللہ ۱۲ اتقان

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ لما امر هو سبحانه وتعالیٰ بترک الضلال والاضلال والتزام الشرائع وکان ذالک شاقا علیهم لما فیهن فوات محبوبهم فحصل مطلوبهم عالم من علم هٰذا الخطاب قال ابن العربی الضمیر فی الجلالین وفی الخطاب للیهود وما عاتبهم علی الایمان الشاق وحث بالصبر فامروا بالصبر وهو الصوم لانه یکسر الشهوۃ والصلوٰۃ لانها مورثۃ الخشوع وستفی الکبرا انتهی القول

ترجمہ

قولہ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ جب ان کو ترک ضلال والتزام شرائع کا حکم فرمایا اور یہ ان کو شاق تھا چونکہ اس میں ان کا محبوب و مطلوب فوت ہوتا تھا پس ان کے اس مرض کا اس خطاب علاج فرمایا اور جلالین جلالی طرح تفسیر کی کہ جب ان کو حرص مال اور حُبّ جاہ نے ایمان سے مدد کا ان کو حکم فرمایا کہ وہ صوم کا حکم فرمایا کہ وہ شہوت کو توڑتا ہے اور صلوٰۃ کا حکم ہوا کہ وہ موجب خشوع اور میل کی ہے

(باقی برصفحہ آئندہ ۵)

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا

اور جو لوگ کفر کریں گے اور تکذیب کریں گے ہمارے احکام کی یہ لوگ ہوں گے دوزخ والے وہ اس میں

خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ

ہمیشہ کو رہیں گے اے بنی اسرائیل یاد کرو تم لوگ میرے ان احسانوں کو جو کہ بھیجا نے تم پر

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾

اور پورا کرو تم میرے عہد کو پورا کروں گا میں تمہارے عہد کو اور صرف مجھی سے ڈرو

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ اور جو لوگ کفر کریں گے اور تکذیب کریں گے ہمارے احکام کی یہ لوگ ہوں گے دوزخ والے وہ اس میں ہمیشہ کو رہیں گے۔ ربط یہاں تک بیان تھا نعمت عامہ معنویہ کا جس کے ضمن میں حضرت آدم علیہ السلام کا پورا قصہ بیان فرمایا گیا ہے آگے نعمت خاصہ کا بیان فرماتے ہیں جو خاص اس وقت کے علما کو عطا ہو رہی تھی اور مشرکین عرب میں تو اہل علم تھے نہیں اہل کتاب میں البتہ لکھے پڑھے لوگ موجود تھے ان میں بھی بنی اسرائیل کی کثرت تھی جن پر پشتہا پشت سے انعام و احسان ہوتے آئے تھے اور ان کو حسب و نسب و ریاست و پیرزادگی سب طرح کا فخر و اقتدار حاصل تھا۔ اس لئے بنی اسرائیل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور وہ نعمتیں ان کو یاد دلاتے ہیں تاکہ متنبہ ہو کر ایمان لاویں اور چونکہ یہ اہل علم تھے اُن کے ایمان لانے سے دوسرے عوام پر اچھا اثر پڑے سو ان نعمتوں کو اولاً اجمالاً یاد دلاتے ہیں پھر اگلے رکوع سے تفصیلاً ان کا ذکر ختم پارہ کے قریب تک چلا جاوے گا اور فہرست انعامات کی خاتمہ پر بھی اسی قسم کی عبارت ہوگی۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ جو مقصود اعظم ہوتا ہے کلام کو شروع بھی اُسی سے کیا کرتے ہیں اور دلائل وغیرہ قائم کرکے پھر نتیجہ کے طور پر اسکو ختم پر بھی لایا کرتے ہیں۔ سو ارشاد ہے تذکیر نعم بنی اسرائیل يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ اے بنی اسرائیل (یعنی اولاد حضرت یعقوب علیہ السلام کی) یاد کرو تم لوگ میرے ان احسانوں کو جو کئے ہیں میں نے تم پر (تاکہ ایمان لاناکہ اس نعمت کا حق ادا کرنا بے آسان ہو جاوے آگے اس یاد کرنے کی مراد بتلاتے ہیں) اور پورا کرو تم میری عہد کو (یعنی تم نے جو مجھ سے عہد کیا تھا توریت میں جس کا بیان اس آیت میں ہے ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا الی قرضا حسنا) پورا کروں گا میں تمہارے عہد کو (یعنی میں نے جو عہد تم سے کیا تھا ایمان لانے پر جیسا آیت مرقومہ میں مذکور ہے لاکفرن عنکم سیاتکم الی قولہ سواء السبیل) اور صرف مجھی سے ڈرو ف اپنے عوام الناس معتقدین سے مت ڈرو کہ اُن کو اعتقاد نہ رہے گا۔ اُن سے آمدنی بند ہو جاوے گی۔ آگے اس ایفاء عہد کا مطلب صاف لفظوں میں بیان فرماتے ہیں

البلاغۃ:- قولہ وایای فارھبون وھو وکذا فی افادۃ الاختصاص من ایاک نعبد ۱۲ کشاف

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

اوفوا بعھدی اوف بعھدکم ولا یخفی ان الوفاء مرضاۃ یضاف الی المراتب الظاھرۃ منھا والخفیۃ کالتھلی والتحلی ومتی تعالی حقن الدماء والمال ونحوھا منا الفناء وحتی عن الفناء ومنہ تعالیٰ التخلیۃ بالاوزار الصفات والاسماء فتدروی من الآثار علی اختلاف اسانیدھا حسنہ وضعفانی بیان الوفاء بالعھد بن فیا النظر الی المراتب المتوسطۃ وھی لعمری کثیرۃ وذلک ان تقول اول المراتب مشاھدۃ وجود الافعال واوسطھا وجود الصفات واخرھا توحید الذات ومنہ تعالیٰ ما یفیضہ علی السالک فی کل مرتبۃ بما تقتضیہ تلک المرتبۃ من المعارف والاخلاق ۱۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ اوفوا بعھدی اوف بعھدکم۔ مراتب تو ان میں نہایت وسعت ہے پس ہماری جانب سے اول مرتبہ اوفوا کا شہادت ہے اور وفا کی طرف سے جان و مال کی حفاظت اور اخیر مرتبہ ہماری طرف سے فنا ہے یہاں (باقی اگلے صفحہ پر)

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ کفر کریں گے۔ دلالۃ قرینۃ المقام من مقابلۃ بقولہ فمن تبع و صدر بالکلام قبل الایمان و الکفر ۱۲

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۪ وَلَا

اور ایمان لے اُس کتاب پر جو میں نے نازل کی ہے ایسی حالت میں کہ سچ بتلانے والی ہے اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے اور تم سب سے پہلے انکار کرنے والے اس قرآن کے

تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۫ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ

بمقابلہ میرے احکام کے معاوضہ حقیر کو اور خاص میری سے پورے طور پر ڈرو اور مخلوط مت کرو حق کو ناحق کے

بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾

ساتھ اور پوشیدہ بھی مت کرو حق کو جس حالت میں کہ تم جانتے بھی ہو۔

نہی از کفر و دین فروشی وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۪ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۫ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ اور ایمان لے آؤ اس کتاب پر جو میں نے نازل کی ہے (یعنی قرآن مجید پر اور تم کو تو اس سے وحشت نہ ہونا چاہیئے کیونکہ اس کو تو نازل کیا ہے) ایسی حالت میں کہ وہ سچ بتلانے والی ہے اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے (یعنی توریت کے کتاب الٰہی ہونے کی تصدیق کرتی ہے چنانچہ جا بجا قرآن مجید میں امنا بالذی انزل الینا وانزل الیکم اور وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ اور یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک اور اس قسم کی آیات بکثرت موجود ہیں۔ ہاں جس قدر اس میں تحریف ہو گئی ہے وہ خود توریت و انجیل ہونے ہی سے خارج ہے) اور تم سب سے پہلے انکار کرنے والے اس قرآن کے (یعنی تمہارے دیکھا دیکھی جتنے انکار کرتے جاویں گے اُن سب میں اول باقی تم ہو گے تو قیامت تک تمام کے انکار کا وبال تمہارے نامۂ اعمال میں بھی درج ہوتا رہے گا) اور مت بیچو بمقابلہ میرے احکام کے معاوضہ حقیر کو اور خاص مجھی سے پورے طور پر ڈرو ف یعنی میرے احکام چھوڑ کر اور ان کو بدل کر اور چھپا کر عوام الناس سے دنیائے ذلیل و قلیل کو وصول مت کرو جیسا کہ ان کی عادت تھی چنانچہ آگے تصریح فرماتے ہیں وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ اور مخلوط مت کرو حق کو ناحق کے ساتھ اور پوشیدہ بھی مت کرو حق کو جس حالت میں کہ تم جانتے بھی ہو ف کیا یہ بُری بات ہے۔ خود غرض لوگ احکام شرعیہ کی تبدیل و دو طرح کیا کرتے ہیں ایک تو یہ کہ اگر قابو چلا تو سکو ظاہری نہ ہونے دیا یہ کتمان ہے اور اگر اُن کے چھپائے نہ چھپ سکا اور ظاہری ہو گیا تو پھر اس میں خلط ملط کرنا چاہتے ہیں کہیں سہو کاتب بتلا دیا کہیں مجاز کا بہانہ پیش کر دیا کہیں محذوف و مقدر نکال دیا یہ لبس ہے۔ حق تعالیٰ نے دونوں سے منع کر دیا۔ ربط یہاں تک تو ایمان لانے کا اور کفر کی باتیں چھوڑنے کا حکم تھا جو کہ منجملہ اصول ہے اب بعض عظیم الشان فروع اسلامیہ کا حکم فرماتے ہیں تاکہ مجموعہ سے تکمیل اسلام کا مقصود و مامور بہ ہونا حاصل ہو جاوے۔

البلاغۃ قولہ تعالیٰ ولا تلبسوا فان قلت لبسہم وکتمانہم لیسا بفعلین متحدین حتی ینہوا عن الجمع بینہما لانہم اذا لبسوا الحق بالباطل فقد کتموا الحق۔ قلت یمکن تصویر ان لان لبس الحق بالباطل کتمانہم فی التوراۃ فالبس ہنا وکتمانہم الحق ان یغلطوا الاجنبی فی النعوت او صفۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم او حکم کذا او نحو ذلک ممکتبوہ علی خلاف ما ہو علیہ ۱۲ کشاف

الروایات

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ تلبسوا تخلطوا ۱۲ اتقان

مسائل السلوک (متعلقہ صفحہ ۴۱) (ترجمہ بقیہ صفحہ گزشتہ) تک کہ وہ خدا سے بجز فنا ہو جاتا اور حق تعالیٰ کی طرف سے بقا عطا ہوگی اور اس آیت کریمہ و بشارت کی تفسیر میں جو آثار صحابہ و تابعین کے ہیں وہ مباحث مراتب متوسط کے ہیں اور وہ بھی کثرت ہیں اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اولاً یہ تبشیر ہماری طرف سے توجہ الی اللہ کی ہے اور اوراد و اذکار مجددیہ صفات اور آخر توجہات اور ظل تعالیٰ کی طرف سے وہ معارف و اخلاق ہیں جو ہر مرتبہ میں علیحدہ علیحدہ اس مرتبہ کے سالک پر فائز کئے جاتے ہیں۔

ملحقات الترجمہ

قولہ پورے طور پر ڈرو لان التقویٰ غایۃ الرہبۃ کما ان الرہبۃ مقدمۃ التقویٰ ہذا ما ذکرہ المفسر ثم رأیت فی النہایۃ ۱۲ من المظہری وجہ ظاہر ہو سن اللغۃ لان التقویٰ ہو الوقایۃ بخصوص بالخوف الذی یکون ہو المحافظۃ عن المعاصی ولا یکون الا بکمال الخوف ۱۲

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾

بعد ازاں حاصل کر لئے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند الفاظ تو اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی ان پر بیشک وہی ہیں بہت توبہ قبول کرنے والے

سزا تو ظاہری ہوئی کہ یہاں سے زمین پر جاؤ۔ دوسری سزائے باطنی ہے کہ بعضوں میں باہم عداوتیں بھی قائم رہنگی جس سے لطف زندگی بہت کچھ کم ہو جاوے گا اگر شیطان اس وقت تک زمین پر نہیں آیا ہے جیسا کسی نوکر کو نوکری سے برطرف کر دیا جائے۔ مگر جو آقا کریم ہوتے ہیں اس کا بور یہ بستر فوراً ہی نہیں پھکوا دیا کرتے بتدریج نکال دیتے ہیں تو اسی خطاب میں وہ بھی داخل ہے اور آدم و حوا کو خطاب کا شامل ہونا ظاہر ہی ہے اور اگر زمین پر آچکا ہے تو یہ خطاب آدم و حوا کو مع ان کی اولاد کے ہے چونکہ ان کی اولاد ہونے والی تھی ہی اسی لئے آدم و حوا کو سنانا منظور ہے کہ تمہاری اولادیں بھی باہم عداوت ہوگی چونکہ اولاد کی نااتفاقی سے والدین کو ضروری صدمہ پہنچتا ہے اس لئے ان کو یہ بات سنانا مقتضائے حالت موجودہ کا تھا۔ اگر کسی کو خیال ہو کہ جو خطا تاویل سے ہو وہ اس قدر دارو گیر کے قابل نہیں۔ جواب یہ ہے کہ جس قدر فہم و خصوصیت زیادہ ہوتی ہے اس پر ملامت زیادہ ہوتی ہے اور اسی جگہ سے کہا گیا ہے کہ تم نے زیادہ غور سے کیوں نہیں کام لیا۔ تو یہ دارو گیر عین دلیل کمال آدم اور ان کی مقبولیت کی ہے۔

ترجمہ اور تم کو زمین پر جانے سے ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ایک میعاد معین تک **ف** یعنی وہاں بھی جا کر دوام نہ ملے گا بعد چندے وہ گھر بھی چھوڑنا پڑے گا آدم علیہ السلام نے یہ خطاب و عتاب کہاں سنے تھے نہ ایسے سنگدل تھے کہ اس کی مار کر جاتے بے چین ہو گئے اور فوراً ہی معافی کی التجا کرنے لگے چنانچہ ارشاد ہے۔ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ بعد ازاں حاصل کر لئے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند الفاظ (یعنی معذرت کے کلمات کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی سے حاصل ہوئے تھے اور ایسے موقع پر جب خطاوار اپنی خطا پر سخت نادم و بے چین ہو کلمات معذرت کا تلقین کر دینا دنیا میں رائج ہے بعض اوقات دیکھا جاتا ہے کہ نوکر اپنی خطا پر نادم ہو کر منہ بنا کر ہاتھ جوڑ کر گردن جھکا کر رد برو خاموش کھڑا ہو جاتا ہے اور مار کہیبت و انفعال کے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کہے ڈرتا ہے کہ خدا جانے منہ سے کوئی ایسی بات بے تمیزی کی نہ نکل جاوے جس سے اور زیادہ عتاب ہونے لگے یا اس خطا کو اس قدر عظیم سمجھتا ہے کہ الفاظ معذرت کے اس کے لئے کافی نہیں ملتے اس وقت آقا کو جوش کرم ہوتا ہے اور مہربان ہو کر کہتا ہے کہ کیا چاہتا ہے کچھ منہ سے تو کہہ وہ جب کچھ بھی کچھ نہیں کہتا تو کہتے ہیں کہ اچھا عہد کر کہ پھر ایسی حرکت نہ کرو گے۔ وہ اس کی تلقین کے موافق وہی الفاظ عرض کرتا ہے۔ اس وقت کہہ دیتے ہیں کہ جا معاف کیا پھر مت کرنا اسی طرح یہاں ندامت آدم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوئی اور خود اس معذرت کے الفاظ تلقین فرما دیئے۔ چنانچہ آدم علیہ السلام نے وہ کلمات عرض کئے، تو اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی اُن پر یعنی توبہ قبول کر لی بیشک وہی ہیں بڑے

اللغات: تلقّٰی معنی تلقی للکلمات استقبلها بالاخذ والقبول عاصل بہا معین علیہا ۱۲ کشاف

البلاغۃ: قولہ فتلقی وانتفی بذکر توبۃ آدم دون توبۃ حوا لانہا کانت بتعالہ کما طوی ذکر النساء فی اکثر القرآن والسنۃ لذلک قد ذکرہا فی

مسائل السلوک (متعلقہ ص۳۵) للمعصیۃ والثانی ان معصیت... لمعصیت... ہو مالا... الدنیۃ... (بما ہی العقول) ترجمہ... مرے پر کان کی غلطی دوسروں کی معصیت سے مثل نہیں سمجھتے ان کو لوگ ایسے دیے کی توقیر ہوتی کو... وں کو نہیں ہوتی

لمحقات الترجمہ

لہ قولہ... آدم وحوا کو ظاہر القرآن برجعہ قولہ... ای فی علمہ تعالیٰ ہبطا منہا جمیعا الایۃ ۱۲

ھ قولہ وہا تلقنا الفتا ۱۲ کشاف اختلاف القراءۃ فی قراءۃ ینصب آدم ورفع کلمات علی ابہا استعملت بان بلغتہ وانصاب ۱۲ کشاف

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ

ہم نے حکم فرمایا نیچے جاؤ اس بہشت سے سب سے سب ۔ پھر اگر آوے تمہارے پاس میری طرف سے کسی قسم کی ہدایت سو جو شخص پیروی کرے گا

هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾

میری اس ہدایت کی تو نہ تو کچھ اندیشہ ہوگا اس پر اور نہ ایسے لوگ غمگین ہوں گے

توبہ قبول کرنے والے بڑے مہربان (اور حضرت حوا کی توبہ کا بیان سورۂ اعراف میں ہے قالا ربنا ظلمنا انفسنا سو وہ بھی توبہ میں اور اس کے قبول ہونے میں آدم علیہ السلام کے ساتھ شریک ہیں) ف مگر چونکہ ان کے روئے زمین پر آنے میں اور بھی ہزاروں حکمتیں اور مصلحتیں مثل اقامت حدود و اجرا احکام شرعیہ مضمر تھیں چنانچہ قبل تخلیق ہی یہ امر تجویز فرما دیا گیا تھا جاعل فی الارض خلیفہ اس لئے معاف فرمانے کے بعد بھی اس حکم ہبوط کو منسوخ نہیں فرمایا ۔ البتہ طرز اس کا بدل دیا کہ وہ پہلا حکم عالمانہ طرز پر تھا اور یہ دوسرا حکم حکیمانہ طریق پر ہوا چنانچہ ارشاد ہے ۔ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ ہم نے حکم فرمایا نیچے جاؤ اس بہشت سے سب کے سب ۔ پھر اگر آوے تمہارے پاس میری طرف سے کسی قسم کی ہدایت (یعنی احکام شرعیہ بذریعہ حضرات انبیاء علیہم السلام کہ سو جو شخص پیروی کرے گا میری اس ہدایت کی تو نہ تو کچھ اندیشہ ہوگا اس پر اور نہ ایسے لوگ غمگین ہونگے ف یعنی قیامت کے روز یہ ثمرہ ان کو ملیگا اور یہ خلجان نہ ہو کہ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روز بڑے بڑے مقبول و مقرب لوگ خوف زدہ ہوں گے ۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوں نہیں فرمایا کہ وہ خوف ناک نہ ہوں گے تاکہ اس شبہ کی گنجائش ہو بلکہ اس طرح فرمایا ہے کہ ان پر کچھ اندیشہ و خوف ہوگا یعنی ان پر کوئی خوف ناک واقعہ نہ پڑے گا خود اپنے دل میں وہ کتنا ہی ڈر اکریں اس کی ایسی مثال ہے کہ کسی شخص کا مقدمہ کسی حاکم کے اجلاس میں ہو اور وکیل فانون داں یوں کہے کہ اس مقدمہ میں کوئی خطرہ و اندیشہ نہیں ہے تو مطلب یہی ہے کہ اس شخص پر کوئی آفت ایسی آنے والی نہیں جس کا اندیشہ ہو اور یہ ہرگز مطلب نہیں ہوتا کہ خود اس کے دل میں خوف طبعی بھی نہیں ہے اور چونکہ ان پر کوئی آفت و کلفت واقع نہ ہوگی اس لئے حزن و غم کی مطلقاً نفی فرما دی کیونکہ حزن اسی کیفیت کو کہتے ہیں جو بعد وقوع کسی مضرت کے قلب میں پیدا ہوتی ہے ۔ بخلاف خوف کے کہ ہمیشہ وقوع کے قبل ہوا کرتا ہے گو وقوع کبھی بھی نہ ہو غرض یہ ان لوگوں کا حال ہوا جو ہدایت کی پیروی کرنے والے ہونگے ۔ اب ان کے مقابلین کا حال بیان فرماتے ہیں ۔

حرکت فی الارض بعد قبول توبہ

لطائف الترجمہ

قولہ کسی قسم کی ہدایت حملا للتنوین علی الاطلاق والابہام ۱۲

قولہ میری اس ہدایت کی لکون الاضافۃ للعہد ۱۲

البلاغۃ قولہ تعالیٰ قلنا اهبطوا فان قلت لم کرر قلنا اهبطوا قلت للتاکید ولیلائم بین زیادۃ قولہ فاما یاتینکم

کشاف قلت الاظہر ان یقال ان الاول للقدر والثانی للقضاء کما جاء فی باب الملوک والاول حکما والثانی حکمۃ کما اختیر فی المتن ۱۲

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ

اور جس وقت حکم دیا ہم نے فرشتوں کو کہ سجدے میں گر جاؤ آدم کے سامنے سو سب سجدے میں گر پڑے بجز ابلیس کے کہ اُس نے کہنا نہ مانا اور غرور میں

وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا

آ گیا اور ہو گیا کافروں میں سے اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم رہا کرو تم اور تمہاری بی بی بہشت میں پھر کھاؤ

مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾

دونوں اس میں سے با فراغت جس جگہ سے چاہو اور نزدیک جاؤ اس درخت کے ورنہ تم بھی انھیں میں شمار ہو جاؤ گے جو اپنا نقصان کر بیٹھتے ہیں

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ اور

جس وقت حکم دیا ہم نے فرشتوں کو اور جنوں کو بھی جیسا کہ روایات میں آیا ہے مگر غالباً فرشتوں کو بلا واسطہ حکم کیا ہوگا اور جنوں کو کسی فرشتہ وغیرہ کے ذریعہ سے کہا گیا ہوگا اور قرآن مجید میں بجز ابلیس کے دوسرے جنوں کے مامور بالسجود ہونے کے ذکر کا اہتمام شاید اس لئے نہ کیا گیا ہو کہ عقلاً سمجھ ہی جاویں گے کہ جب فرشتے ایسے مقربین سے آدم علیہ السلام کی تعظیم کرائی گئی تو جن جو اُن کے سامنے کچھ بھی رتبہ نہیں رکھتے اس تعظیم کے مکلف کیوں نہ ہوئے ہونگے غرض ان سب کو یہ حکم ہوا کہ سجدہ میں گر جاؤ آدم کے سامنے سو سب سجدہ میں گر پڑے بجز ابلیس کے کہ اُس نے کہنا نہ مانا اور غرور میں آگیا اور ہو گیا کافروں میں سے ف اس پر تکفیر کا فتویٰ اسلئے دیا گیا ہے کہ اس نے حکم الٰہی کے مقابلہ میں تکبر کیا اور اُس کے قبول کرنے میں عار کیا اور اس کو خلاف حکمت و خلاف مصلحت ٹھیرایا جیسا دوسرے مقام پر اس کا قول مذکور ہے کہ میں ناری الاصل ہونے کی وجہ سے اس ترابی الاصل سے افضل ہوں اور افضل سے مفضول کی تعظیم کرانا بے موقع ہے مسئلہ جو شخص اس طرح حکم شرعی کے ساتھ روگردانی کرے سے پیش آوے وہ کافر ہے۔ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم رہا کرو تم اور تمہاری بی بی (حوا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آدم علیہ السلام کی پسلی سے کوئی مادہ لیکر بنایا تھا) بہشت میں پھر کھاؤ دونوں میں سے با فراغت جس جگہ سے چاہو اور نزدیک نہ جانا اس درخت کے ورنہ تم بھی انھیں میں شمار ہو جاؤ گے جو اپنا نقصان کر بیٹھتے ہیں ف خدا جانے وہ کیا درخت تھا مگر اُس کے کھانے سے منع فرما دیا۔ اور ہر آقا کو اختیار ہوتا ہے کہ اپنے گھر کی چیزوں میں سے غلام کو جس چیز کے برتنے کی چاہے اجازت دیدے جس چیز کو چاہے منع کر دے۔

اللغات : قولہ تعالیٰ رغدا وصف للمصدر ای اکلا رغدا واسعا راہنما کشاف

النحو قولہ الا ابلیس استثناء متصل لانہ کان جنیا واحدا بین

اظہر الا لوف من الملائکۃ معہم ابلیس فغلبوا علیہ فی قولہ فسجدوا تم استثنی منہم استثناء واحدا منہم فکونہ ان بعض منقطعا ۱۲ الحسینیہ

الروایات عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رضی اسقا

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولا تقربا ھذہ الشجرۃ الا قال العبد الضعیف عفہ اصل العادۃ المشائخ المحققین فی النہی عن بعض المباحات لمحافہ جر الی المعصیۃ فان ھذا الشجر ملعون کما منعوا عاعنہ فی نفسہ انتہی القول

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ولا تقربا ھذہ الشجرۃ اس میں اصل وہ مشائخ محققین کی اس عادت کی کہ بعض مباحات سے اس لئے روکدیتے ہیں کہ غیر مباح کی طرف منجر نہ ہو جاوے چنانچہ قرب شجرہ فی نفسہ ممنوع نہ تھا صرف اکل ممنوع تھا۔

تحقیقات الترجمہ

قولہ اور جنوں کو بھی الخ اصیار القول (ان قال ان الجن ایضا کانوا مامورین بالسجود کما یدل علیہ ذکر الملائکۃ عن ... کما فی ابی السعود ویؤید ... ما عن ابن عباس ان من الملائکۃ جنسا سموا الجن بقال لہم الجن فلت لا عجب ... رضی اللہ عنہ اصطلح علی کون الملائکۃ شاملا للجن ... والا لیشکل لامر ابلیس لم یؤمر بالسجود کیف یعن بالابا ... فانہم ۱۲ قولہ ... قال لو بجوابا للنبی ... قال الاخر ... لزوم عطفا علی تقریر ۱۲ کشاف

فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ

پس لغزش دیدی آدم وحوا کو شیطان نے اُس درخت کی وجہ سے سو برطرف کرکے رہا اُن کو اُس عیش سے جس میں وہ تھے

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ إِلٰى حِيْنٍ ﴿٣٦﴾

اور ہم نے کہا کہ نیچے اترو تم میں سے بعضے بعضوں کے دشمن رہیں گے اور تم کو زمین پر جنبے ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ایک میعاد معین تک

فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ إِلٰى حِيْنٍ ﴿٣٦﴾ پس لغزش دیدی آدم وحوا کو شیطان نے اُس درخت کی وجہ سے سو برطرف کرکے رہا ان کو اُس عیش سے جس میں وہ تھے ف شیطان انکا رسجدہ کے جرم میں ملعون ومردود ہو چکا تھا اور اُس جماعت ملائکہ سے نکال دیا گیا تھا اور چونکہ یہ زخم اُس کو آدم علیہ السلام کی وجہ سے پہونچا تھا اس لئے اُن کا جانی دشمن ہو گیا تھا۔ جب اُس نے دیکھا کہ میں تو یوں مردود کیا گیا اور ان کا یوں اعزاز ہوا ہے اب اس فکر میں لگا کہ کسی طرح آدم کو مع اُن کی بیوی کے اس عیش وعشرت سے جُدا کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بھی اُس کی عداوت وفکر آزار رسانی سے آگاہ فرما دیا تھا۔ غرض یہ آدم علیہ السلام کے پیچھے پڑا اور اُن کو جس طرح بن پڑا بہکانا شروع کیا کہ اصل میں اس درخت کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے کھانے سے حیات ابدی یا ملکیت حاصل ہو جاتی ہے مگر جس وقت اللہ تعالیٰ نے تمکو منع کیا تھا اس وقت تمھاری حالت کے مناسب یہی تھا کہ ملکیت یا خلود کے اسباب کا ارتکاب نہ کیا جاوے اُس وقت استعداد ضعیف تھی۔ ضعیف المعدہ کو غذائے قوی سے ممانعت ہوا ہی کرتی ہے اور اب ماشاء اللہ تمھاری استعداد اپنی کمال قوت کو پہنچگئی ہے اس حالت کے لئے ممانعت بھی نہیں ہے کیونکہ جب علت نہیں رہتی معلول بھی نہیں رہا کرتا۔ جیسے ضعف معدہ رفع ہونے کے بعد پھر وہ ممانعت سابقہ باقی نہیں رہتی اور اس مضمون پر قسمیں کھا گیا چونکہ تاویل بڑی تمکین تھی اُدھر اللہ کی قسمیں کھا گیا جس کا نام سنکر محبت والے تو گھل ہی جاتے ہیں پھر لالچ دلایا حیات دائمی وملکیت کا جس کا کمالات موجودہ پر مزید ہو جانا نعم العدلان ونعم العلاوہ کا اور نور علیٰ نور کا مصداق تھا برخسار کا لطف دیتا تھا اور پھر ممکن ہے کہ اس موذی ظالم کو پہچانا بھی نہ ہو کسی نئی شکل میں ملا ہو یا "عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد"۔ کو پیش نظر رکھکر انظرنی الی ما قال ولا تنظر الی من قال کو دستور العمل بنایا ہو یا اس نے بے ملے ہی اپنی قوت جنبہ سے ممیز وہم والوں کی طرح دور ہی سے انی الکبیر جس سے آدم علیہ السلام کے خیال میں یہ بات پڑ گئی ہو اور یہ خدشہ بھی نہ ہوا ہو کہ یہ خیال کسی بدخواہ کا اثر پہنچایا ہوا ہے غرض اسباب ایسے جمع ہو گئے کہ اس درخت کے کھانے کو اس وقت احاطۂ ممانعت سے خارج سمجھ گئے اور کھا لیا یہ حقیقت ہے لغزش میں آجانے کی۔ بفضلہ تعالیٰ اس تقریر کی بنا پر اس قصہ میں کوئی عقلی ونقلی اشکال باقی نہ رہا۔ الحاصل درخت کا کھانا تھا اور سبب عیش وآرام کا رخصت ہونا اس وقت بہشت سے باہر آنے کا حکم ہوا چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔ اور ہم نے کہا کہ نیچے اترو تم میں سے بعضے بعضوں کے دشمن رہیں گے ف یعنی ایک

مسائل السلوک
لہ تعالیٰ
فازلھما الشیطن (الآیۃ) دال
والصواب انہ سعی فیہ
علی انہ لا یأبی
منھی عنہ ما مر تحقیقہ
فاہ لا سبیل فی ذلک اذ
علیہ السلام کالملائکۃ
بعد اھ۔ وبین عثر
وان احدھما ان
حفظھما اللہ تعالیٰ من
الکفر وان اسفل

ترجمہ
فرزلھما
الشیطن عنھا
کر بھی بھی کہ شیطان سے
ماموں نہیں خانچہ آدم علیہ
اسلام کے اس وقت کامل
ہونے میں کوئی شک نہیں
ہاد وجود اس کے ان
دونوں میں
دونوں میں ایک یہ کہ وہ
کرنے سے محفوظ تھے

ملحقات الترجمہ
ف فوائد اس درخت
کی وجہ سے دلیل ہو کر
عن قریب ۱۲ ف فوائد
جس طرح بن پڑا اسناد دیدیا
بالعصیان الی نسبۃ بن الامر
ولا انکرہ الامر لم یعرف بہ
الصرح النسائی ۱۲
ف فوائد دشمن رہیں گے لہ تعالیٰ
اجملہ اجمعہ بقولہ لبعض عدو
علی الاستمرار اللہ ۱۲

اللغات فوامتاع
متمتع بعیش واکثاف
النحو فوازلھما عنھا الخ
التجزۃ ای ازلھما الشیطان
علی الزلۃ بسبب اھ فحقیقۃ
فوصدھما الشیطان وتسببھما

الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ يٰبَنِيْٓ

وہ لوگ ہیں جو خیال رکھتے ہیں اس کا کہ وہ ملنے والے ہیں اپنے رب سے اور اس بات کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ اے اولاد

اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾

یعقوب علیہ السلام کی تم لوگ میری اُس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم کو انعام میں دی تھی اور اسکو بھی میں نے تم کو تمام دنیا جہان والوں پر فوقیت دی تھی۔

ع ربع

مسائل السلوک (متعلقہ صفحہ گزشتہ)

قلب کی حرکت فکر ہے تو اس کا علاج سکون سے ہونا چاہیئے چنانچہ خشوع کو کہ حقیقت اُسکی سکون قلب ہے علت آسانی کی فرمایا گیا اور خود سکون قلب کی حقیقت حرکتِ قلب کے مقابلہ سے معلوم ہو گئی جب فکر یعنی حرکت اس کی حرکت ہے تو قطع فکر اس کا سکون ہے۔ اب یہ سمجھیئے کہ یہ بات تجربہ سے ثابت ہو گئی ہے کہ اگر افکار مختلفہ وخیالات متفرقہ کو کوئی شخص براہِ راست قلب سے نکالنا چاہے قریب محال ہے اس کی صرف ایک تدبیر ہے وہ یہ کہ چونکہ نفس ایک آن میں دو طرف متوجہ نہیں ہو سکتا اس لئے اس کو اگر کسی ایک خیال میں مستغرق کر دیا جائے تو دوسرے خیالات وافکار از خود منعدم و فنا ہو جاتے ہیں اس لئے خشوع کے بعد اس خیال کو بتلاتے ہیں جس میں غرق ہو جانے سے دوسرے خیالات دفع ہوں اور اُن کے دفع ہونے سے حرکت قلب منقطع ہو اور اس کے انقطاع سے قلب کو سکون ہو اور اس کے سکون سے نماز میں آسانی ہو اور اس میں آسانی ہونے سے وہ ہمیشہ ادا ہوا کرے اور اُس کے ہمیشہ پڑھنے سے حب جاہ کم ہو اور اس کی کمی سے مانع اثباتِ علی الایمان مرتفع ہو اور مانع ذکر مرتفع ہو یہی ثبات علی الایمان کی توفیق ہو۔ سبحان اللہ کیسا باقاعدہ مرتب علاج اور مطب ہے اس لئے اس خیال مذکور کی تعیین کی تعلیم فرماتے ہیں) اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ ع وہ خاشعین وہ لوگ ہیں جو خیال رکھتے ہیں اس کا کہ وہ بے شک ملنے والے ہیں اپنے رب سے (تو اُس وقت اُس خدمت کا خوب انعام ملیگا) اور اس بات کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف واپس جانے والے ہیں (تو اس وقت اس کا حساب کتاب بھی دینا ہوگا۔ ان دونوں خیالوں سے رغبت اور رہبت پیدا ہوگی۔ اول تو ہر خیال محمود میں غرق ہو جانا قلب کو نیک کام کے لئے مجتمع کر دیتا ہے خصوصاً رغبت اور رہبت کا خیال کہ اس کو تو خاص طور پر دخل ہے نیک کام میں مستعد و سرگرم کر دینے کے لیئے) ربط یہی مضمون جس کا بنی اسرائیل کو مخاطب بنایا ہے کہ اپنی نعمتیں یاد دلا کر اُن کی ناسپاسیاں بتلائیں یہاں تک بالکل اجمالی ہے اب اسی کو خوب تفصیل سے بیان فرماتے ہیں يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ (یعنی) اے اولاد یعقوب علیہ السلام کی تم لوگ میری اُس نعمت کو یاد کرو (تاکہ شکر اور اطاعت کی تحریک ہو) جو میں نے تم کو انعام میں دی تھی اور اس (بات) کو (یاد کرو) کہ میں نے تم کو (خاص خاص) تمام دنیا جہان والوں پر فوقیت دی تھی (اور یہ ترجمہ بھی ہو سکتا ہے کہ) میں نے تم کو ایک بڑے حصہ مخلوق پر فوقیت دی تھی (مثلاً اُس زمانہ کے لوگوں پر) ان خاص برتاؤوں کا بیان ایک آیت کے بعد سے شروع ہوا ہے اور زیادہ حصہ ان برتاؤوں کا ان مخاطبین کے

تحفات الترجمہ

قولہ سکون قلب ... الخ

قولہ ۵۲ قولہ ... الخ

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ

اور ڈرو تم ایسے دن سے کہ نہ تو کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے کچھ مطالبہ ادا کرسکتا ہے اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی سفارش قبول ہوسکتی ہے اور نہ کسی شخص کی طرف

مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ

کوئی معاوضہ لیا جاسکتا ہو اور نہ ان لوگوں کی طرفداری چل سکے گی ﴿۴۸﴾ اور جبکہ ہم نے تم کو متعلقین فرعون سے جو فکر میں لگے رہتے تھے تمہاری سخت

الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾

آزادی کے گلے کاٹتے تھے تمہاری اولاد ذکور کے اور زندہ چھوڑ دیتے تھے تمہاری عورتوں کو اور اس میں ایک امتحان تھا تمہارے پروردگار کی جانب سے بڑا بھاری

باپ دادا کے ساتھ ہوا ہے لیکن یقینی بات ہے کہ باپ کے ساتھ جو احسان کیا جاوے ایک گونہ انتفاع اس سے اولاد کو ضرور پہنچتا ہے چنانچہ مشاہدہ ہے اور اس آیت میں تو اطاعت کی ترغیب ہے اب اطاعت نہ کرنے پر ترہیب یعنی دھمکی بتلاتے ہیں۔ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ (یعنے) اور ڈرو تم ایسے دن سے کہ نہ تو کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے کچھ مطالبہ ادا کرسکتا ہے اور نہ کسی شخص کی طرف کوئی سفارش قبول ہوسکتی ہے (جبکہ خود اس شخص میں ایمان نہ ہو جس کی سفارش کرتا ہے) اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی معاوضہ لیا جاسکتا ہے اور نہ ان لوگوں کی طرف داری چل سکے گی ف یہ دن قیامت کا ہوگا مطالبہ ادا کرنا یہ کہ مثلاً کسی کے ذمہ نماز روزہ کا مطالبہ ہو دوسرا کہدے کہ میرا نماز و روزہ لے کر اس کا حساب سے باق کردیا جاوے اور معاوضہ یہ کہ کچھ مال وغیرہ داخل کرکے بچالاوے سو دونوں باتیں نہ ہوں گی اور بدون ایمان کے سفارش قبول نہ ہونے کو جو فرمایا ہے اور آیتوں سے معلوم ہوا کہ اس کی صورت یہ ہوگی کہ ایسوں کی خود سفارش ہی نہ ہوگی جو قبول کی گنجائش ہو اور طرفداری یہ کہ کوئی زور دار حمایت کرکے نکال لاوے مطلب یہ کہ دنیا میں جتنے طریقے مدد کرنے کے ہوتے ہیں بدون ایمان کے کچھ نہ ہوگا۔ اب یہاں سے وُو تک اُن مذکور خاص برتاؤں کا بیان چلا ہے معاطلہ اول وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جبکہ رہائی دی ہم نے تم (لوگوں کے آباء و اجداد) کو متعلقین فرعون سے جو فکر میں لگے رہتے تھے تمہاری سخت آزاری کے گلے کاٹتے تھے تمہاری اولاد ذکور کے اور زندہ چھوڑ دیتے تھے تمہاری عورتوں کو (یعنی لڑکیوں کو کہ زندہ رہ کر بڑی عورتیں ہو جائیں) اور اس (واقعہ) میں ایک امتحان تھا تمہارے پروردگار کی جانب سے بڑا بھاری ف کسی نے فرعون سے پیشین گوئی

اللغات قال القفال الاصل فی جزی عند اہل اللغۃ قضی اہ واصل العدل من معادلۃ الشیٔ تقول العدل للقاضی احدای لاری نظیرا کبیرا السوم اصلہ من سام السلعۃ اذا طلبہا کانہ بمعنی یسومونکم المسوء القبیح والمعنی اشدہ ہ وقال الکشاف البلاء اصلا الاختبار وہو نارۃ تکون بالمسار لیشکر وبالمضارۃ بالمضار لیصبر اہ والمراد علی الاول النعمۃ وعلی الثانی المحنۃ اہ روح المعانی

النحو قولہ شیئا مفعول بہ مصدر ای قلیلا من الجزاء والعائد الی الموصوف محذوف ای فیہ قولہ ولا ہم ای ولا دلت علیہ النفس المنکرۃ من النفوس الکثیرۃ والتذکیر بمعنی العباد اہ کشاف

البلاغۃ قولہ نفس الاولی بمعنی التنکیر ان نفسا من الانفس لا تجزی عن نفس (کافرۃ) شیئا من الاشیاء وبعد الاتفاق طلاقی قولہ یذبحون تفخیم الذبح لانہ اصعب لامور عند الناس ان کان قتلا لاستیفاء اعظم من القتل لدی الغیور اہ روح المعانی ویذبحون بیان لقولہ یسومونکم ولذلک ترک العاطف اہ کشاف

مسائل السلوک

قولہ تعالی لبنی اسرائیل واتقوا یوما الخ اس میں دلالت ہے اس پر کہ بعض متعلقین کی طرف منسوب ہونا نافع ایمان و عمل صالح کے نافع نہیں کیونکہ یہ لوگ انبیاء علیہم السلام کی اولاد تھے پھر دیکھئے ان پر کسقدر لتاڑ ہوئی ہے۔

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ (یعنی) یہ بات ہے فاندفع الاشکال باتم کیف خولسی بنعمۃ اتم بہا علی غیرہم ۔

ہم قولہ بکم بسبب کم جاء الین

الکلام

ا مستدل المعتزلۃ بقولہ تعالی لا تقبل منہا شفاعۃ علی نفی الشفاعۃ وجوابہ بان ہذا فی حق الکفار خاصۃ کما اشرت الیہ فی الترجمۃ ۱۲

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾

اور جب شق کر دیا ہم نے تمہاری وجہ سے دریا کو پھر بچا لیا تم کو اور غرق کر دیا متعلقین فرعون کو اور تم معائنہ کر رہے تھے۔

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾

اور جبکہ وعدہ کیا تھا ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا پھر تم لوگوں نے تجویز کر لیا گوسالہ کو موسیٰ کے بعد اور تم نے ظلم پر کمر باندھ رکھی تھی

کردی تھی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں تیری سلطنت جاتی رہے گی اس لئے اُس نے نوزائیدہ لڑکوں کو قتل کرنا شروع کر دیا اور چونکہ لڑکیوں سے کوئی اندیشہ نہ تھا اس لئے اُن سے کچھ تعرض نہیں کیا دوسرے اپنا ایک مطلب بھی تھا کہ اُن سے ماما گری اور خدمتگری کا کام لیتا تھا۔ سو یہ عنایت بھی اپنے مطلب کے لئے تھی اور مراد اس واقعہ سے یا تو یہ ذبح و قتل مذکور ہے مصیبت میں صبر کا امتحان ہوتا ہے اور یا رہائی دینا مراد ہے جو کہ ایک نعمت ہے نعمت میں شکر کا امتحان ہوتا ہے اور اس نجات دینے کی تفصیل آئندہ آیت میں ہے معاملہ دوم وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾

اور (وہ زمانہ یاد کرو) جبکہ شق کر دیا ہم نے تمہارے (رستہ دینے کی) وجہ سے دریائے شور کو پھر ہم نے (ڈوبنے سے) بچا لیا تم کو اور غرق کر دیا متعلقین فرعون کو (مع فرعون کے) اور تم (اُس کا) معائنہ کر رہے تھے ف یہ قصہ اُس وقت ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام پیدا ہو کر پیغمبر ہو گئے اور مدتوں فرعون کو سمجھاتے رہے جب کسی طرح نہ مانا تو حکم ہوا کہ بنی اسرائیل کو خفیہ لیکر یہاں سے چلے جاؤ۔ راستہ میں سمندر ملا اور اُسی وقت پیچھے سے فرعون مع لشکر آپہنچا۔ حق تعالیٰ کے حکم سے دریا شق ہو گیا اور بنی اسرائیل کو راستہ مل گیا یہ تو پار ہو گئے فرعون کے پہنچنے تک دریا اسی طرح رہا وہ بھی تعاقب کی غرض سے اندر گھس گیا۔ اُس وقت سب طرف سے پانی سمٹ کر دریا اپنے حال سابق پر ہو گیا اور فرعون اور فرعونی سب وہاں ہی ختم ہو گئے معاملہ سوم وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ اور (وہ زمانہ یاد کرو جبکہ وعدہ کیا تھا ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) سے (توریت دینے کا ایک مدت گذرنے پر جس میں دس رات کا اضافہ ہو کر) چالیس رات کا (زمانہ ہو گیا تھا) پھر تم لوگوں نے (پرستش کے لئے) تجویز کر لیا گوسالہ کو موسیٰ (علیہ السلام) کے (جانے کے) بعد اور تم نے اس تجویز میں (صریح) ظلم پر کمر باندھ رکھی تھی (کہ ایسی بے جا بات کے قائل ہو گئے تھے) ف یہ قصہ اس وقت ہوا جب فرعون کے غرق ہونے کے بعد بنی اسرائیل بقول بعض مصر میں واپس آکر رہنے لگے یا بقول بعض کسی اور مقام پر ٹھہر گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اب ہم بالکل مطمئن ہو گئے اگر کوئی شریعت ہمارے لئے مقرر ہو تو اس کو اپنا دستور العمل بنا دیں موسیٰ علیہ السلام کی عرض پر حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ تم کو طور پر آکر ایک مہینہ ہماری عبادت میں مشغول رہو تو ایک کتاب تم کو دیں گے۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اور توریت مل گئی

اتخذتم انتم العجل ای اتیتم بمعاصم

اختلاف القراءة واعدنا فی قراءة وعدنا فعلی قراءة قد تکون من الواحد کطرقت الفحل ۱۲ حسام

الکلام دل فی الجملة علی صدور المخالفة عن الانبیاء علیهم السلام ولا علی اقتراحها عنادا للمنکر کما انکر بها متفسفوا زماننا تقلیدا للملاحدة الا قدیما وحدیثین ۱۲

مسائل اسلوک

قولہ تعالیٰ واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلة فان العدد الضعیف الاتة اصل لاربعین من اعمال السالکین وهی ان کانت قصة موسیٰ معلوکن اما یذکر علیها کانت حجة لنا لا سیما وقد ورد به الحدیث انتهی القول۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلة و آیت اہل سلوک کے چلہ کی اصل ہے اور گویا وہ کا علیہ السلام کا قصہ ہے لیکن جب اس کو نقل کر کے اس پر انکار نہیں کیا گیا تو یہ ہمارے لئے حجت ہو گیا خصوصاً جبکہ اس باب میں حدیث بھی آئی ہے۔

تنخیقات المترجم

۱ قولہ ایک مدت گذرنے پر الخ مقرر الما واعدنا موسیٰ ثلثین لیلة واتممنا ہا بعشر فتم میقات ربه اربعین لیلة ۱۲ حسام

۲ قولہ فی قراءة وعدنا الخ ای فی قراءة من معاصم الفتح

۳ قولہ توریت دی گئی ہذا قول المولوی محمد علی المراد آبادی فی کتابه تنظیم المبین عن تسخ التوراة الخ منها

۴ قولہ موسیٰ علیہ السلام الطور الخ وروایت قد اخبرنی السید المحدث رحمة الله تعالیٰ بان صحیح ما عندنا ان الذی اتیٰ موسیٰ هو الطور تا اللہ تعالیٰ ما انزل علیه التوراة فی الشهر وحکم زمانه وقال

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

پھر بھی ہم نے درگذر کیا تم سے اتنی بڑی بات ہونے پیچھے اس توقع پر کہ تم احسان مانو گے ۔ اور جب دی ہم نے موسیٰ کو

الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾

کتاب اور فیصلہ کی چیز اس توقع پر کہ تم راہ پر چلتے رہو

مگر دس روز اور عبادت میں مشغول رہنے کا اس لئے حکم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک ماہ روزے رکھنے کے بعد کہیں مسواک کر لی تھی ۔ اللہ تعالیٰ کو روزہ دار کے منہ کا رائحہ جو کہ خلوئے معدے کی تبخیر سے پیدا ہو جاتا ہے پسند ہے ۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ دس روزے اور رکھیں تاکہ وہ رائحہ پھر پیدا ہو جاوے اُن کے واسطے یہی حکم شرعی تھا ۔ ہماری شریعت محمدیہ میں مسواک کی روزہ میں اجازت ہے اس طرح یہ چالیس روز ہو گئے ۔ موسیٰ علیہ السلام تو یہاں رہے اور وہاں سامری ایک شخص تھا اُس نے چاندی یا سونے کا ایک بچھڑے کا قالب بنا کر اُس کے اندر ایک مٹی جو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کے نیچے سے اُٹھائی ہوئی اس کے پاس تھی ڈالدی ۔ اُس میں جان پڑ گئی ۔ بہلائے بنی اسرائیل نے اس کی پرستش شروع کر دی ۔

معاملہ چہارم ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ پھر بھی ہم نے تمہاری توبہ کرنے پر، درگذر کیا تم سے اتنی بڑی بات ہونے پیچھے اس توقع پر کہ تم احسان مانو گے ف اس توبہ کا بیان اس آیت سے تیسری آیت میں مذکور ہے اور اس توقع کا یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو شک تھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ درگذر کرنا ایسی چیز ہے کہ دیکھنے والوں کو مظنہ توقع تشکر گذاری کا ہو سکتا ہے **معاملہ پنجم** وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب دی ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (توریت) اور فیصلہ کی چیز اس توقع پر کہ تم راہ پر چلتے رہو ۔ ف فیصلہ کی چیز یا تو اُن احکام شرعیہ کو کہا جو توریت میں لکھے ہیں شرع سے تمام تر اعتقادی اور عملی اختلافات کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور یا مجرموں کو کہا کہ ان سے سچے جھوٹے دعوے کا فیصلہ ہوتا ہے یا خود توریت ہی کو کہدیا کہ اس میں کتاب ہونے کی بھی صفت ہے اور فیصل ہونے کی صفت بھی ۔

اللغات العفو الدرس والمحو ۱۲ روح المعانی ۔

البلاغۃ ثم لتفاوت مابین تعلیم الصبیح والطفہ تعالیٰ فی شانہم فلایکون من بعد ذلک تکرارا وذلک موضوع موضع ذلکم وایثارہا لکمال العنایۃ تمییزہ کان یجعل ظلمہم شاہدا بہم وصیغۃ البعد مع قربہ لتعظیمہ ۱۲ روح المعانی لعل لانشاء توقع امر مترددبین الوقوع وعدمہ مع رجحان الاول وذلک تقدیر تحققہ بالفعل اما من جہۃ المتکلم وہو الشائع واما من جہۃ المخاطب تنزیلا لہ منزلۃ المتکلم فی التلبس بالکلام فقد یعتبر تحققہ بالقوۃ بضرب من التجوز اذا کان ذلک الامر فی نفسہ مظنۃ للتوقع ۱۲ روح المعانی ۔

الکتاب والفرقان یعنی الجامع بین کونہ کتابا ممتازا وفرقانا یفرق بین الحق والباطل یعنی التوراۃ کقولک رایت العینت واللبیث تزید الرجل الجامع بین الجود والجراۃ ۱۲ کشاف

ملحقات الترجمہ

ف قولہ پھر بھی وقولہ اتنی بڑی بات ماخذہما فی روح المعانی فی تحقیق البلاغۃ ۱۲

ف قولہ راہ پر چلتے رہو مستفاد من صیغۃ الاستمرار والتجدد ۱۲

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ

اور جب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اپنی قوم سے کہ اے میری قوم بے شک تم نے اپنا بڑا نقصان کیا اپنے اس گوسالہ کی تجویز سے

فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ

سو تم اب اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو - پھر بعض آدمی بعض آدمیوں کو قتل کرو - یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا تمہارے خالق کے نزدیک -

فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ

پھر حق تعالیٰ تمہارے حال پر متوجہ ہوئے بیشک وہ توبہ بہت ہی قبول کرنیوالے اور عنایت فرمانے والے ہیں - اور جب تم لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ ہم ہرگز نہ مانیں گے

حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾

تمہارے کہنے پر یہاں تک کہ ہم دیکھ لیں اللہ تعالیٰ کو علانیہ طور پر سو آپکڑی تم پر کڑک بجلی اور تم آنکھوں سے دیکھ رہے تھے -

معاملہ ششم وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اپنی قوم سے کہ اے میری قوم بے شک تم نے اپنا بڑا نقصان کیا اپنے اس گوسالہ (پرستی) کی تجویز سے سو تم اب اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو (یعنی بعض آدمی (جنھوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی بعض کو) قتل کردیں (عملدرآمد تمہارے لئے بہتر ہوگا تمہارے خالق کے نزدیک پھر (اس عملدرآمد کرنے سے) حق تعالیٰ تمہارے حال پر (اپنی عنایت سے) متوجہ ہوئے بے شک وہ تو ایسے ہی ہیں کہ توبہ قبول کرلیتے ہیں اور عنایت فرماتے ہیں **ف** یہ بیان ہے اس طریق کا جو اس کے لئے تجویز ہوا یعنی مجرم لوگ قتل کئے جاویں جیسا ہماری شریعت میں بعض گناہوں کی سزا باوجود توبہ کے بھی قتل و جاں ستانی مقرر ہے مثلاً قتل عمد کے عوض میں قتل اور ثبوت زنا بالشہادۃ پر رجم کہ توبہ سے ساقط نہیں ہوتا چنانچہ ان لوگوں نے اس پر عمل کیا اس سے آخرت میں مورد رحمت وعنایت ہوگئے معاملہ ہفتم وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب تم لوگوں نے (یوں) کہا کہ اے موسیٰ ہم ہرگز نہ مانیں گے تمہارے کہنے سے (کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ کا ہے) یہاں تک کہ ہم (خود) دیکھ لیں اللہ تعالیٰ کو علانیہ طور پر سو (اس گستاخی پر) آپکڑی تم پر کڑک بجلی اور تم (اس کا آنا) آنکھوں سے دیکھ رہے تھے **ف** یہ قصہ اس طرح ہوا تھا کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور سے توریت لاکر پیش کی کہ یہ کتاب ہے اللہ تعالیٰ کی تو بعض گستاخوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ خود ہم سے کہدیں کہ یہ ہماری کتاب ہے تو بے شک ہم کو یقین آجائے - موسیٰ علیہ السلام نے باذن الٰہی فرمایا کہ چلو کوہ طور پر یہ بات بھی ہوجائے گی - بنی اسرائیل نے ستر آدمی اس کام کے لئے منتخب کرکے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوہ طور پر روانہ کئے - وہاں پہنچنے پر اللہ تعالیٰ کا کلام ان لوگوں نے خود سنا تو اس وقت

البلاغۃ قولہ فتوبوا الخ فان قلت ما الفرق بین الفاءات قلت الاولی للتسبیب لاحتیاج الظلم سبب التوبۃ والثانیۃ للتعقیب لان المعنی فامروا علی التوبۃ فاقتلوا او یجوز ان یکون القتل تمام توبتہم فیکون المعنی فتوبوا بان یقتل بعضکم بعضا والتوبۃ الفضل تمۃ لتوبتکم - والثالثۃ متعلق بمحذوف ای فعظیم فتاب علیکم وفی ذکر الباری دون الخالق تفریع بما کان منہم من ترک اعبادۃ المحکم الذی برأہم بریا من التفاوت

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل قال الضعیف قد دل علی امتناع المحلول علی اللہ تعالیٰ وانہ لو کان لکان ینبغی ان یدخل سقر ویرد لحطامہ فی موضع الخطاء وقد کانوا اعتقدوا حلول اللہ تعالیٰ فی العجل انتہی القول -

ترجمہ قولہ تعالیٰ انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل اس میں دلیل ہے کہ حق تعالیٰ کی جناب میں محال ہے وہ بنی اسرائیل جو حق تعالیٰ کے حلول کے معتقد تھے معذور ہوتے کیونکہ یہ ان کی فعلی جہل میں ہوتی -

تحقیقات التفسیر

قولہ ہم پر بجلی گری یا فنا کردیا گیا کما فی روح المعانی وغیرہ علیہم احاطات بکم ۱۲

۱۲ الی عبادت العجل الخ کما فی علی ابی البقاء ۱۲ منہ کشاف

الکلام

استدل المعتزلۃ ابو فروع اصحابنا علیہم علی استحالۃ رؤیۃ اللہ تعالیٰ والا لما عرقبا واجتحثہم سورا وہم او لکون الرؤیۃ لا توجب المعنی الدنیویۃ ولم یلزم منہ الاستحالۃ لان اللہ تعالیٰ یراہ ولا فی الآخرۃ کما اشعرت الیہ فی ف بقولی چونکہ

۱۲

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ

پھر ہم نے تم کو زندہ کر اٹھایا تمہارے مرجانے کے بعد اس توقع پر کہ تم احسان مانو گے اور سایہ کیا ہم نے تم پر ابر کو

وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا

اور بھیجا ہم نے تمہارے اس تر انجبین اور بٹیریں ۔ کھاؤ نفیس چیزوں سے جو کہ ہم نے تم کو دی ہیں اور انھوں نے

ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾

ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے

اور رنگ لائے کہ کچھ تو کلام سننے سے قناعت نہیں ہوتی خدا جانے کون بول رہا ہوگا۔ اگر خدا کو دیکھ لیں تو بیشک مان لیں چونکہ دنیا میں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی قوت نہیں رکھتا۔ اس لیے اس گستاخی پر ان پر بجلی آپڑی اور سب ہلاک ہو گئے جیسا آیت آیندہ میں ہے **معاملہ** ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ پھر ہم نے (موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے) تم کو زندہ کر اٹھایا تمہارے مرجانے کے بعد اس توقع پر کہ تم احسان مانو گے **ف** لفظ موت سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس بجلی سے مر گئے تھے اور اس کا یہ قصہ ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ بنی اسرائیل یوں ہی بدگمان رہتے ہیں کہیں گے کہ کہیں لے جا کر غصہ میں خود میں نے کسی تدبیر سے اُن کا کام تمام کرا دیا ہوگا مجھکو اس تہمت سے محفوظ رکھیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اُن لوگوں کو پھر زندہ کر دیا **معاملہ** ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ اور سایہ فگن کیا ہم نے تم پر ابر کو (میدان تیہ میں) اور (غذا غیب سے) بھیجا ہم نے تمہارے پاس ترنجبین اور بٹیریں (اور تم کو اجازت دی کہ) کھاؤ نفیس چیزوں سے جو کہ ہم نے تم کو دی ہیں (مگر وہ لوگ اس میں بھی خلاف بات کر بیٹھے) اور (اس سے) انھوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے **ف** یہ دونوں قصے وادی تیہ میں ہوئے ہیں۔ وادی تیہ کی حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا اصلی وطن ملک شام ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے وقت میں مصر آئے تھے اور یہاں ہی رہ پڑے۔ اور ملک شام پر ایک قوم تھی عمالقہ انکا تسلط ہو گیا۔ جب فرعون غرق ہو چکا اور یہ لوگ مطمئن ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کا اُن کو حکم ہوا کہ عمالقہ سے جہاد کرو اور اپنی اصلی جگہ کو اُن کے قبضہ سے چھڑا لو بنی اسرائیل مصر سے اس ارادہ سے چلے۔ اُن حدود میں پہنچکر عمالقہ کے زور و قوت کو تحقیق کر کے ہمت ہار بیٹھے اور جہاد سے صاف انکار کر دیا اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ سزا دی کہ چالیس برس تک ایک میدان میں سرگردان پریشان پھرتے رہے گھر بھی پہنچنا نصیب نہ ہوا۔ تیہ کے معنی ہیں سرگردانی۔ اس میدان کو وادی تیہ کہتے ہیں وہ کھلا میدان تھا نہ عمارت نہ مکان بنی اسرائیل نے دھوپ کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک سفید رقیق ابر کا سایہ کر دیا اور بھوک کا تقاضہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے درختوں پر ترنجبین جو ایک شیریں چیز ہے بکثرت پیدا کر دی۔ یہ لوگ اُس کو جمع کر لیتے اور بٹیریں اُن کے پاس جمع ہو جاتیں اور

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

وظللنا علیکم الغمام الی قولہ کانوا انفسھم یظلمون قال العینی الضعیف فیہ دلیل علی ان تواتر النعوم مع العصیان استدراج وخطر وکثیر من جھلۃ الصوفیۃ ؒ غروا منہ حیث یزعمون کثرۃ المال والجاہ امارۃ للقبول عنداللہ تعالیٰ القول

قولہ تعالیٰ وظللنا علیکم الغمام الی قولہ کانوا انفسھم یظلمون اس میں دلیل ہے کہ باوجود معاصی کے نعمتوں کا جاری رہنا استدراج اور خطرہ اور بہت سے جاہل صوفی اس بارہ میں دھوکہ کریں یہی کہ وہ کثرت مال وجاہ کو مقبولیت کی علامت سمجھتے ہیں۔

لغات الترجمہ

لہ قولہ خزاز غیب سے لانا اصل الانزال النقل الشیٔ من الاعلی الی الاسفل کما فی البیضاوی وفی جمہ ہہنا ان ملن فی جدوۃ بکثرۃ والسلوی فی عدم توحشہ اخرون ضاتان للعادۃ والخوارق تنسب الی عالم الغیب الذی ھو اعلی حساوسنی کما استشیر الیہ فی ف ۱۲

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا

اور جب ہم نے حکم کیا کہ تم لوگ اس آبادی کے اندر داخل ہو پھر کھاؤ اس سے جس جگہ تم رغبت کرو بے تکلفی سے اور دروازے

الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۵۸

میں داخل ہونا جھکے جھکے اور کہتے جانا کہ توبہ ہے ہم معاف کردیں گے تمہاری خطائیں اور ابھی ابھی مزید برآں اور دیں گے دل سے نیک کام کرنے والوں کو

اُن سے بھاگتی نہ تھیں یہ ان کو پکڑ لیتے اور دونوں لطیف چیزوں سے پیٹ بھر لیتے چونکہ ترکیبین کی کثرت معمول سے زائد تھی اور بیماروں کا وحشت نہ کرنا بھی معمول کے خلاف ہے لہذا اس حیثیت سے دونوں چیزیں خزانۂ غیب سے قرار دی گئیں اور ان لوگوں کو یہ بھی حکم ہوا تھا کہ بقدر خرچ لے لیا کریں آئندہ کے لئے جمع کرکے نہ رکھیں مگر اُن لوگوں نے حرص کے مارے اس میں بھی خلاف کیا تو رکھا ہوا گوشت سڑنا شروع ہوا اسی کو فرمایا ہے کہ اپنا ہی نقصان کرتے تھے **معاملہ دہم** وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۵۸

اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب ہم نے حکم کیا کہ تم لوگ اس آبادی کے اندر داخل ہو پھر کھاؤ اُس (کی چیزوں میں) سے جس جگہ تم رغبت کرو بے تکلفی سے اور (یہ بھی حکم دیا کہ جب اندر جانے لگو تو) دروازہ میں داخل ہونا (عاجزی سے) جھکے جھکے اور (زبان سے یہ کہتے جانا کہ توبہ ہے (توبہ ہے) ہم معاف کردیں گے تمہاری (پچھلی) خطائیں (سب کی) اور ابھی ابھی مزید برآں اور دیں گے (دل سے) نیک کام کرنے والوں کو قف بقول شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ قصہ بھی زمانۂ وادی تیہ کا ہے کہ جب من وسلویٰ کھاتے کھاتے اُکتا گئے اور اپنے معمولی کھانوں کی درخواست کی جیسا اس آیت سے چوتھی آیت میں آوے گا تو ان کو حکم ہوا تھا ایک شہر میں جانے کا کہ وہاں اور معمولی چیزیں کھانے پینے کی ملیں گی سو یہ حکم اُس شہر کے اندر جانے کے متعلق ہے اسمیں قولی اور فعلی ادب داخل ہونے کا تعلیم کیا گیا اور اندر جاکر کھانے پینے میں توسیع کی گئی۔ اُس قول پر بہت سے بہت یہ کہنا پڑے گا کہ آگے کا قصہ پیچھے اور پیچھے کا قصہ آگے بیان ہوا سو اس میں اشکال اس وقت ہوتا جبکہ قرآن مجید میں خود قصوں کا بیان کرنا مقصود اصلی ہوتا اور جبکہ نظر نتائج پر ہے تو ایک قصہ کے اجزاء میں ہر ایک جزو کا جُدا نتیجہ ہو اور اُن نتائج کے کسی اثر کا اعتبار کرکے جزو مقدم کو متأخر اور جزو متأخر کو متقدم کردیا جاوے تو اس میں کوئی مضائقہ واشکال نہیں۔ اور دوسرے مفسرین نے اس حکم کو اُس شہر کے متعلق سمجھا ہے جس پر جہاد کرنے کا حکم ہوا تھا اور بعد مدت تیہ کے پھر اس پر جہاد ہوا اور وہ فتح ہوا۔ اس وقت یوشع علیہ السلام نبی تھے یہ حکم اُن کی معرفت اس شہر کے بارہ میں ہوا تھا۔ اور قول اول پر پچھلی خطاؤں میں وہ درخواست بھی داخل کرلینا مناسب ہے جو کہ من وسلویٰ چھوڑ کر معمولی کھانوں کے متعلق کی گئی تھی مطلب یہ ہوگا کہ درخواست تھی تو گستاخی لیکن خیر اگر اس ادب

اللغات حطة ضد من حط کالجلسة ہی جز مبتدا محذوف ای مسئلتنا حطة والاصل النصب انما رفعت لتدل علی معنی الثبات ۱۲

اختلاف القراءۃ قولہ نغفر لکم وفی قراءۃ بالیاء وبالتاء مبنیا للمفعول فیہما فالخطایا نائب الفاعل ۱۲

ترجمہ

قولہ رغدا کھلی سے مانی الی السعۃ وضعہ علی المصدریۃ او الحالیۃ من ضمیر الخاطبین ۱۲

قولہ جھکے جھکے ہو احد الوجوہ فی تفسیر الباب کمافی الی السعۃ متظاہرین مجتہدین ۱۲

قولہ دل سے نیک کام کرنے والوں کو باعتبار مافی الی السعۃ ان تبدلہ کاک تاکد الامر

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ

سو بدل ڈالا ان ظالموں نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمہ کے جس کی ان سے فرمائش کی گئی تھی اس پر ہم نے نازل کی ان ظالموں پر ایک

ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ

آفت سماوی اس وجہ سے کہ وہ عدول حکمی کرتے تھے اور جب موسیٰ نے پانی کی دعا مانگی اپنی قوم کے لئے

فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ

اس پر ہم نے حکم دیا کہ اپنے اس عصا کو فلاں پتھر پر مارو۔ بس فوراً اس سے پھوٹ نکلے بارہ چشمے معلوم کر لیا

كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۶۰﴾

ہر ہر شخص نے اپنے پانی پینے کا موقع۔ کھاؤ اور پیو اللہ تعالیٰ کے رزق سے اور حد سے مت نکلو فساد کرتے ہوئے سرزمین میں

اور حکم کو بجا لائے تو اُس کو معاف کر دیں گے اور ہر قول پر یہ معافی تو سب کہنے والوں کے لئے عام ہوگی اور جو اخلاص سے اعمال صالحہ کریں گے اُن کا انعام اُس کے علاوہ ہے **معاملہ یازدہم** فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ سو بدل ڈالا ان ظالموں نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اُس کلمہ کے جس (کے کہنے) کی اُن سے فرمائش کی گئی تھی۔ اس پر ہم نے نازل کی اُن ظالموں پر ایک آفت سماوی اس وجہ سے کہ وہ عدول حکمی کرتے تھے ف یہ تتمہ ہے آیت سابقہ کا اور وہ کلمہ خلاف یہ تھا کہ حطۃ بمعنی توبہ کی جگہ براہ تمسخر حبۃ فی شعیرۃ یعنی دانہ درمیان جو کے کہنا شروع کیا اور وہ آفت سماوی طاعون تھا جو بروئے احادیث بے حکموں کے لئے عذاب اور حکم برداروں کے لئے رحمت ہے اس شرارت پر اُن میں طاعون بھوٹ پڑا اور بہت آدمی فنا ہو گئے **معاملہ دوازدہم** وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۶۰﴾ اور وہ وقت یاد کرو جب (حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے پانی کی دعا مانگی اپنی قوم کے واسطے اس پر ہم نے (موسیٰ علیہ السلام کو) حکم دیا کہ اپنے اس عصا کو فلاں پتھر پر مارو (اس سے پانی نکل آوے گا) بس (مارنے کی دیر تھی) فوراً اس سے پھوٹ نکلے بارہ چشمے (اور بارہ ہی خاندان تھے بنی اسرائیل کے چنانچہ) معلوم کر لیا ہر ہر شخص نے اپنے پانی پینے کا موقع (اور ہم نے یہ نصیحت کی کہ کھانے کو کھاؤ اور (پینے کی) پیو اللہ تعالیٰ کے رزق سے اور حد (اعتدال) سے مت نکلو فساد (و فتنہ) کرتے ہوئے سرزمین میں ف یہ قصہ بھی وادی تیہ میں ہوا وہاں پیاس لگی تو پانی مانگا موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو ایک خاص پتھر سے صرف عصا کے

اللغات الرجز فی الاصل ما یعاف عنہ وکذلک الرجس ۱۲ بیضاوی وہو العذاب ہنا المراد بہ الطاعون ۱۲ مدح المعانی العنق الاعتدال وقد یوصف بہ الیبس بفساد ۱۲ خفاجی حاشیہ بیضاوی وبہ فسر فی البیت ۔ وروح المعانی وقیل ان الحال علی ہذا مقدرۃ ای مقدرین حراز حالیس بفساد وکمقابلۃ النظام للعقد

البلاغۃ - وفی تکریر الذین ظلموا زیادۃ فی تقبیح امرہم وایذان بان انزال الرجز علیہم لظلمہم ۱۲ کشاف وفیہ تہویل علیہم من حیث وضع الظاہر موضع المضمر ۱۲ انصاف حاشیۃ الکشاف فانبجرت انفجرت متعلقۃ بمحذوف ای فضرب فانبجرت او فان ضربت فقد انبجرت وہی علی ہذا فانبجست لا تقبح ۱۲

ملحقات الترجمہ

ف قولہ ان ظالموں پر وقولہ ان ظالموں پر وجہ حمل الموصل علی الہہ ۱۲

ف قولہ فی ترجمۃ الفاء اشعر بان ہذہ الکلمۃ فی لسانہا تعقیب المعقب بالفاء ۱۲

ف قولہ اس عصا کو فلاں پتھر پر افادہ التعریف من الاضافۃ واللام ۱۲

ف قولہ فورا لان الفاء للتعقیب بلا مہلۃ ۱۲

ف الالی کلام بلیغ کثیر المعانی ۱۲

الروایات

روی الترمذی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ وغلوا مترجمین علی اوکعبہم

مقطعات جدی شیرۃ ۱۲

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا

اور جب تم لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر کبھی نہ رہیں گے آپ ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کریں کہ وہ

مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ

ہمارے لئے ایسی چیزیں پیدا کریں جو زمین سے اگا کرتی ہیں۔ ساگ ککڑی گیہوں مسور پیاز

قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا

آپ نے فرمایا کیا تم عوض میں لینا چاہتے ہو ادنیٰ درجہ کی چیزوں کو اس چیز کے مقابلہ میں جو اعلیٰ درجہ کی ہے۔ کسی شہر میں اترو البتہ

فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ

تم کو وہ چیزیں ملیں گی جن کی تم درخواست کرتے ہو۔ اور جم گئی ان پر ذلت اور پستی

مارنے سے بارہ چشمے بقدرت خداوندی نکل پڑے اور اُن کے بارہ خاندان اس طرح تھے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ فرزند تھے ایک ایک کی اولاد ایک ایک کا خاندان تھا اور اُن کو انتظامی معاملات میں علیحدہ علیحدہ ہی رکھا جاتا تھا اور سب کے لئے بھی جُدا جُدا تھے اس لیے چشمے بھی بارہ نکلے اور کھانے سے مراد من وسلویٰ کا کھانا ہے اور پینے سے یہی پانی پینا ہے اور فساد وفتنہ فرمایا نافرمانی اور ترک احکام کو فائدہ۔ قاضی بیضاوی فرماتے ہیں کہ ایسے خوارق کا انکار کرنا بڑی غلطی ہے جب بعضے پتھروں میں خلاف قیاس وبعید از عقل اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ لوہے کو جذب کرتا ہے تو اگر اس پتھر میں یہ تاثیر پیدا کردی ہو کہ اجزاء زمین سے پانی کو جذب کرلے اور اس سے پانی نکلنے لگے تو کیا محال ہے ہمارے زمانہ کے عقلاء کو اس تقریر سے منتفع ہونا چاہیئے اور یہ نظیر بھی محض سطحی نظر والوں کے لئے ہے ورنہ تو اگر اس پتھر کے اجزاء میں پانی پیدا ہوجائے تو بھی کوئی محال لازم آتا ہے جو حضرات ایسے امور کو محال کہتے ہیں حد نہایت تک محال کی حقیقت ہی نہیں سمجھے معاملہ یہ ہے وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ ۔ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب تم لوگوں نے (یوں) کہا کہ اے موسیٰ دو روز کے روز) ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر کبھی نہ رہیں گے (یعنی من وسلویٰ پر) آپ ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لئے ایسی چیزیں پیدا کریں جو زمین میں اُگا کرتی ہیں ساگ (ککڑی) گیہوں (چنا) مسور (پیاز) پیاز (ہو) آپ نے فرمایا کیا تم عوض میں لینا چاہتے ہو ادنیٰ درجہ کی چیزوں کو اس چیز کے مقابلہ میں جو اعلیٰ درجہ کی ہے (اچھا اگر یہیں مانتے تو) کسی شہر میں (جا کر) اترو (وہاں) البتہ تم کو وہ چیزیں ملیں گی جن کی تم درخواست کرتے ہو اور (ایسی ایسی گستاخیوں سے ایک زمانہ میں جا کر نقش کی طرح) جم گئی ان پر ذلت (کہ دوسروں

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

واذ قلتم یموسیٰ لن نصبر علیٰ طعام واحد (الی قولہ) وباؤا بغضب من اللہ وحقا العارف من ھذہ الآیات ان الانتقال من حال الی حال ھو الذی لہ موسوا باقتضاء طبعہ ویشکو الی اللہ فاقتہ ولہ یصبروا علی البلوی کما کلف صوب علیھم ذل الطعام قبل وجود الاکوان وتعلیھم بلطائف المکنۃ فی بیداء الحرمان والیس فاوھم حب الدنیا واھبطھم من الدار الیٰ الدار السفلیٰ۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ واذ قلتم یموسیٰ لن نصبر علیٰ طعام واحد (الی قولہ) وباؤا بغضب من اللہ عارف کو اس آیت سے عبرت پکڑنے چاہیئے کہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا ہی ہوتا ہے اور صحیح سالک کو مشکلات پر صبر کرنا چاہیئے دیکھئے کس طرح ان بنی اسرائیل کو ان کی بزدلی طبیعت کی وجہ سے بغیر کسی تکلیف کے من وسلویٰ کا کھانا ملتا تھا اور ان کو اس کی عادت ہوگئی اور ان کو ذرا سی تکلیف برداشت نہ ہوئی اور شکایت کرنے لگے اور ان کی اس بزدلی طبیعت کی وجہ سے ان پر ذلت اور مسکنت جم گئی اور ان کو دوسری جگہ بھیج دیا گیا۔ (تالیف حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی)

اللغات حضرت لردم الارض الفروۃ لسکنہ ۱۲ جلالین البلاغۃ قولہ ضربت علیھم مسکنۃ استعارۃ بالکنایۃ حیث شبہ ملازمۃ الذلۃ لھم بملازمۃ المسکنۃ علی الدار وھو اشارۃ الی تشبیہ الاول بالثانی فی اللزوم والثبات الفریدیہ ۱۲ کما بین قولہ اھبطوا الھبوط المستقل فی الاستقبال من غیر خلل ما ورد کما فی الروح تحت قولہ تعالیٰ الخ ۱۲

وَبَآءُو بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ

اور مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے یہ اس وجہ سے کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام الٰہیہ

اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ

سے اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق اور یہ اس وجہ سے کہ ان لوگوں نے اطاعت

كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ ع

نہ کی اور دائرہ اطاعت سے نکل نکل جاتے تھے۔

کی نگاہ میں قدر نہ رہی) اور پستی (کہ خود اُن کی طبائع میں اولوالعزمی نہ رہی) وَبَآءُو بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ ع اور مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے (اور) یہ (ذلت و غضب) اس وجہ سے (ہوا) کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام الٰہیہ کے اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو (کہ وہ قتل خود اُن کے نزدیک بھی) ناحق (ہوتا تھا) اور (نیز) یہ (ذلت و غضب) اس وجہ سے (ہوا) کہ اُن لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ (اطاعت) سے نکل نکل جاتے تھے ف یہ قصہ بھی وادی تیہ کا ہے۔ من وسلویٰ سے اُکتا کر اُن ترکاریوں اور غلّوں کی درخواست کی۔ اُس میدان کے داخل حدود میں کوئی شہر آباد تھا وہاں جا کر رہنے کا حکم ہوا کہ بوٹ جو تو کماؤ کھاؤ۔ اور منجملہ ذلت و مسکنت کے یہ بھی ہے کہ یہودیوں سے سلطنت قرب قیامت تک کے لئے چھین لی گئی البتہ بالکل قیامت کے قریب محض لیڈروں کا سا بے ضابطہ تھوڑا زور و شور دجّال یہودی کا کل چالیس دن کے لئے ہو جاوے گا اس کو کوئی عاقل سلطنت نہیں کہہ سکتا اور اُن سے یہ امر موسیٰ علیہ السلام کی معرفت جتلا دیا گیا تھا کہ اگر بے حکمی کرو گے تو ہمیشہ دوسری قوموں کے محکوم رہو گے جیسا سورۂ اعراف میں مذکور ہے واذ تاذن ربك ليبعثن عليهم الى يوم القيمة من يسومهم سوء العذاب الآية اور بہت سے پیغمبر مختلف اوقات میں یہودیوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے جس کو وہ لوگ بھی دل میں سمجھتے تھے کہ ہمارا یہ فعل ناحق ہے۔ لیکن عناد اور ضد نے اندھا بنا رکھا تھا اور انتزاع سلطنت یہود کے متعلق ایک شبہ کا جواب سورۂ آل عمران کی آیت اذ قال الله يعيسى انى متوفيك کے تحت میں مذکور ہے وہاں ملاحظہ کر لیا جاوے ربط اس مقام میں یہود کی شرارتوں کا حال معلوم کر کے سامعین کو یا خود کسی یہودی کو خیال گذر سکتا ہے کہ اب تو شاید اگر معذرت کر کے ایمان بھی لانا چاہیں تو حق تعالیٰ کے نزدیک غالباً قبول نہ ہو اس خیال کے دفع کرنے آیت آئندہ میں اس کے متعلق ایک قانون کلی ارشاد فرماتے ہیں

اللغات باءو انجعوا یہ اوصاد احتقاد فتضبه من باب فلان بفلان اذا كان حقيقا بان يقتل به اصل البوء المساواة ۱۲ بیضاوی

مسائل السلوک (متعلقہ ص ۵۳)

قولہ تعالیٰ قال انسبن اون الله ری هو اراد فی الاولیٰ و ردهم علیه حلاله قال المجد

الصحیفہ ع دلیل علی ان تغایر الصد ع

معاملہ اللہ تعالیٰ معہ من ابتغا المتوکل الکسلی المکتسب تارک الکسب بلاضرورۃ بجاب المغفت فانهم ما منعوا من دفعهم من غیر الکسب فطلبوا الاسباب انتهی القول

ترجمہ اس سے دلیل پکڑ کر بعض صوفیہ کرام نے جو بندہ کا حال سکر کا ہو بدلنا خلاف توکل کا کہا کہ تلاش اور اختیار صاحب کسب کا بلا ضرورت ترک کسب کرنا حق تعالیٰ کی ناخوشی کا سبب ہوتا ہے جیسا ان لوگوں کو بلا کسب فی ملتا تھا مگر انہوں نے اسباب کو طلب کیا۔

متعلق ضمنی بہ قولہ تعالیٰ ذٰلك بما عصوا وكانوا يعتدون اشارة الى الكفر والقتل الواقعين سببا لما نقلوا والمعنى ان الذى حملهم على الكفر بايات الله تعالى وقتل بعض الانبياء ما هو تقدم عصيانهم واعتدائهم وما اورثهم الحقد والتعصب فيغلو الى حد يحملهم على الكفر والقتل بغير حق كما يحكى عن بعضهم وقال عليه الصلوٰة والسلام ذلك

ترجمہ قولہ تعالیٰ ذلك بما عصوا وكانوا يعتدون ذلك كانوا

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ

یہ تحقیقی بات ہے کہ مسلمان اور یہودی اور نصاریٰ اور فرقہ صابئین جو شخص یقین

بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا

رکھتا ہو اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر اور کارگذاری اچھی کرے ایسوں کے لئے ان کا حق الخدمت بھی ہے اُن کے پروردگار کے پاس اور

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾

کسی طرح کا اندیشہ بھی نہیں اُن پر اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔

قانون إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾

یہ تحقیقی بات ہے کہ مسلمان اور یہودی اور نصاریٰ اور فرقہ صابئین (ان سب میں) جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ تعالیٰ (کی ذات وصفات) پر اور روز قیامت پر اور کارگذاری اچھی کرے (موافق قانون شریعت) ایسوں کے لئے اُن کا حق الخدمت بھی اُن کے پروردگار کے پاس (پہنچکر) اور (وہاں جاکر کسیطرح کا اندیشہ بھی نہیں اُن پر اور نہ وہ مغموم ہونگے ف حاصل قانون کا ظاہر ہے کہ ہمارے دربار میں کسی کی تخصیص نہیں جو شخص پوری اطاعت اعتقاد اور اعمال میں اختیار کرے گا خواہ وہ پہلے سے کیسا ہی ہو ہمارے یہاں مقبول اور اس کی خدمت مشکور ہے اور ظاہر ہے کہ بعد نزول قرآن کے پوری اطاعت محمدی یعنی مسلمان ہونے میں منحصر ہے مطلب یہ ہوا کہ جو مسلمان ہو جاوے گا مستحق اجر دنیا اخروی ہوگا۔ اس میں اُس خیال کا جواب ہو گیا یعنی ان قراردنوں کے بعد بھی اگر مسلمان ہو جاویں ہم سب معاف کردیں گے اور صابئین ایک فرقہ تھا جس کے معتقدات و طرز عمل کے باب میں اسوجہ سے کہ کسی کو پورا پتہ نہیں لگا مختلف اقوال ہیں واللہ اعلم اور اس قانون میں مسلمانوں کے ذکر کی ظاہر میں ضرورت نہیں کیونکہ وہ تو مسلمان ہیں ہی لیکن اس سے کلام میں ایک خاص بلاغت اور مضمون میں ایک خاص وقعت پیدا ہو گئی اسکی ایسی مثال ہے کہ کوئی حاکم یا بادشاہ کسی ایسے ہی موقع پر یوں کہے کہ ہمارا قانون عام ہے خواہ کوئی موافق ہو یا مخالف جو شخص اطاعت کرے گا وہ مورد عنایت ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ موافق تو اطاعت کر ہی رہا ہے سُنانا ہی اصل میں مخالف کو لیکن اس میں نکتہ یہ ہوتا ہے کہ ہم کو جو موافقین پر عنایت ہے سو اُس کی علت اُن سے کوئی ذاتی خصوصیت نہیں بلکہ اُن کی صفت موافقت مدار ہے ہماری عنایت کا سو مخالف بھی اگر اختیار کرے وہ بھی اس موافق کے برابر ہو جاوے گا اس لئے مخالف کے ساتھ موافق کو بھی ذکر کر دیا گیا۔ اور ہمارے ترجمہ میں اس قید سے کہ (وہاں جاکر) یہ شبہ بھی رفع ہو گیا کہ مقبول بندے تو اکثر خائف اور حزین رہا کرتے ہیں وجہ رفع کی ظاہر ہے کہ یہ

اللغات

الصابئین طائفۃ من الیہود والنصاریٰ ۱۲ جلالین قوم بین النصاریٰ المجوس وقیل ہم عبدۃ الملائکۃ وقیل عبدۃ الکواکب ۱۲ بیضاوی وہم عبدۃ الاصنام ۱۲ روح المعانی وہو ان کان عربیا فمن صبأ اذا خرج وقرأ بالہمزۃ اولانہ من صبا اذا مال لانہم مالوا من سائر الادیان الی دینہم ۱۲ بیضاوی

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ

اور جب ہم نے تم سے قول وقرار لیا اور ہم نے طور پہاڑ کو اٹھا کر تمہارے اوپر معلق کر دیا کہ قبول کرو جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے

بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾

مضبوطی کے ساتھ اور یاد رکھو جو احکام اس میں ہیں جس سے توقع ہے کہ تم متقی بنجاؤ

خوف اور حزن نہ ہوگا قیامت کے دن بوجہ بشارت ملائکہ کے ہوگا۔ جیسا کہ سورۂ انبیاء میں ارشاد ہے لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ سو اگر قبل بشارت کسی وقت کچھ خوف وغیرہ قیامت میں بھی ہو جاوے تو اشکال لازم نہیں آتا اور اس آیت کے ربط اور مضمون کی ایک اور تقریر بھی ہو سکتی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں معمول ہے کہ کفار کے ذکر کے ساتھ تتمیم مضمون اور تسلی مؤمنین کے لئے اہل ایمان کا بھی ذکر کیا جاتا ہے اس لئے بعد ذکر کفار کورین کے اہل ایمان کا بیان ہوتا ہے کہ ان مختلف فرقوں میں اپنی اپنی شریعت کے زمانہ میں جو شخص دین حق پر علماً وعملاً قائم تھا ماجور اور ناجی ہوگا اب خاتمیت محمدیہ سے اور سب منسوخ ہو گئے۔ اب بعد بیان قانون یا تتمیم مضمون پھر بنی اسرائیل کے معاملات کا بقیہ مذکور ہوتا ہے۔ معاملہ جبار وہم وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب ہم نے تم سے قول وقرار لیا (کہ توراۃ پر عمل کریں گے) اور (اس قول وقرار لینے کے لئے) ہم نے طور پہاڑ کو اٹھا کر تمہارے اوپر (معاینۃ معلق) معلق کر دیا (اور اس وقت کہا) کہ (جبراً ہی) قبول کرو جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے (یعنی توراۃ) مضبوطی کے ساتھ اور یاد رکھو جو (احکام اس (کتاب) میں ہیں جس سے توقع ہے کہ تم متقی بنجاؤ

ف جب موسیٰ علیہ السلام کو طور پر کتاب توریت عطا ہوئی اور آپ نے واپس تشریف لا کر قوم کو دکھلائی سنائی تو اس میں احکام ذرا شدید تھے اور ان لوگوں کی حالت کے مناسب بھی تھے۔ ایسے ہی احکام تو اول توریت کے بھی تھے کہ خود اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں یہ میری کتاب ہے جب مانیں گے۔ جس کا قصہ اوپر قریب ہی گذرا ہے کہ اس کام کے لئے ستر آدمی منتخب کئے گئے۔ غرض ان ستر آدمیوں نے جب شہادۃ دی گو اس شہادت میں اتنی آمیزش بھی کر دی کہ اللہ تعالیٰ نے اخیر میں یہ بھی فرما دیا تھا کہ تم سے جس قدر عمل ہو سکے کرنا جو نہ ہو سکے معاف ہے تو کچھ تو بسبب شرارت کچھ احکام کی مشقت کچھ اس آمیزش سے ایک جملہ ملا۔ غرض صاف کہدیا کہ ہم سے تو اس کتاب پر عمل نہیں ہوتا حق تعالیٰ نے فرشتہ کو حکم دیا کہ طور پہاڑ کا ایک بڑا ٹکڑا اٹھا کر ان کے سروں پر معلق کر دیا کہ یا تو مانو۔ ورنہ ابھی گرا۔ آخر چار ناچار ماننا پڑا۔ اور یہاں کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ دین میں تو اکراہ نہیں یہاں اکراہ کیسے کیا گیا جواب نہایت واضح ہے کہ دین میں اکراہ نہ ہونے کے معنی تو یہ ہیں کہ ابتداءً قبول دین میں اکراہ نہیں یعنی عام کافروں پر یہ اکراہ نہ کریں گے کہ تو مسلمان ہو ورنہ تجھ کو

ملحقات الترجمہ

ف قولہ فی ف عام کا فسر ولیا بر احتراز عن کفار العرب علی مذہب ابی حنیفۃ حیث لا یقبل منہم الا الاسلام او السیف فدلیل شرعی خاص عندہ یخصص عموم الاکراہ فافہم ۱۲

ف جبراً ہی کر کو اولی الامر کی تفسیر شاہد ہے

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ

پھر تم اس قول وقرار کے بعد بھی پھر گئے سو اگر تم لوگوں پر خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم نہ ہوتا تو ضرور تم

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ

تباہ ہو جاتے اور تم جانتے ہی ہو ان لوگوں کا حال جنھوں نے تم میں سے تجاوز کیا تھا دربارہ یوم ہفتہ کے سو ہم نے ان کو کہدیا

كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴿۶۵﴾ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا

کہ تم بندر ذلیل بنجاؤ پھر ہم نے اس کو ایک عبرت بنا دیا اُن لوگوں کے لئے بھی جو اس قوم کے معاصر تھے اور ان لوگوں

وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۶﴾

کے لئے بھی جو بعد زمانہ میں آئے اور موجب نصیحت متدینوں کے لئے۔

مارڈالیں گے اسی لئے جہاد میں ایک جزو جزیہ ہی ہے کہ اس سے قبول کرنے سے بھی جہاد رک جاتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ مقصود بالجہاد قبول اسلام نہیں بلکہ ایک مشترک بین الاسلام والجزیہ ہے اور وہ اطاعت قانون عدل شرعی ہے جو مومنین اور کفار سب کے حق میں عام ہے اور اس مقام میں یہ لوگ پہلے بطوع ورغبت ایمان لا چکے تھے ایسے شخص کو بقاء علی الایمان اور بجاآوری احکام پر ضرور مجبور کیا جاوے گا جس کی نفی پر کوئی دلیل نقلی یا عقلی قائم نہیں۔ معاملہ پانزدہم ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۴﴾ پھر تم اس قول وقرار کے بعد بھی (اُس سے) پھر گئے سو اگر تم لوگوں پر خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم نہ ہوتا تو (اس عہد شکنی کا مقتضا تو یہ تھا کہ) ضرور تم (فوراً) تباہ (اور ہلاک) ہو جاتے ف مگر ہماری عنایت و رحمت عامہ ہے کہ حیات مستعار کے ختم ہونے تک مہلت دے رکھی ہے۔ لیکن کب تک آخر بعد مرگ وبال اعمال میں مبتلا ہوگے اور یہ رحمت الٰہیہ عامہ دنیا میں مومن کافر سب پر ہے جس کا اثر عافیت و راحت دنیوی ہے اور آخرت میں رحمت خاصہ کا ظہور ہوگا جس کا اثر نجات وقرب ہے اور ظاہراً مخاطب اس آیت کے اخیر جزو کے وہ یہودی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھے چونکہ حضور پر ایمان لانا بھی منجملہ عہد شکنی ہے اس لئے ان کو بھی عہد شکنوں میں داخل کرکے اتنا فرمایا گیا کہ اس پر بھی ہم نے تم پر دنیا میں کوئی ایسا عذاب نازل نہیں کیا جیسا پہلے بے ایمانوں پر ہوتا رہا ہے یہ محض خدا کی رحمت ہے اور چونکہ اب ایسے عذابوں کا آنا بروئے احادیث برکت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس لئے بعض مفسرین نے فضل و رحمت کی تفسیر بعثت محمدیہ سے کردی ہے اور اس مضمون کی تائید کے لئے اگلے بے ایمانوں کا ایک واقعہ بطور نظیر کے آیت آئندہ میں پیش کیا جاتا ہے کہ اس کو مستبعد نہ سمجھیں ایسا ہو چکا ہے اور تم کو بھی خبر ہے معاملہ شانزدہم وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴿۶۵﴾ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۶﴾ اور تم جانتے ہی ہو ان لوگوں کا حال جنھوں نے تم میں سے (شرع سے) تجاوز کیا تھا دربارہ

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولقد علمتم الذین ۵ قولہ) وموعظۃ للمتقین وحظ الاول عن حصن ۵ الفضل ان یعرف ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ خلق الناس لعبادتہ جملہم بحیث لا یعلمون ترکوا او خلوا بینہم وبین طباعہم لتوجہ اوامرہ کوا فی اللذات الجسمانیۃ وانہماکہم الظلمۃ فرضہم اللہ تعالیٰ العبادۃ فرمی علیہم تکالیفا فی الاوقات المعینۃ لیزدان عبہم جہادہم فی الطاعۃ المکلفۃ فی اوقات التکلیف وظلمۃ الشہوات الحائلۃ فی ازمنۃ ارتکاب الشہوات وحبل بہما من اباء الاسبوع خصوصا للاجتماع علی العبادۃ وامر التفرقۃ وردعۃ ظلمۃ الاشتغال بالامور الدنیویۃ ضن لجزیرۃ ع صفۃ الاجتماع والموانعات اصلا زال نورا استعد ادہ وہی معاصم فوادہ وسمع کما مسح اعجاز نبت لان قلب علیہ صفا من ادناس الحیوانات و مسح فیہ بحیث ازال استعدادہ ۵ ومکن فی ترجمہ قولہ تعالیٰ ولقد علمتم الذین (الی قولہ) وموعظۃ للمتقین اس مقبیہ عارف کو سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے قبل حکم حاضرہ وقات میں معین فرمائے اگر انکی تعمیلات ہمیشہ دور ہوں سو جو شخص ان میں دقت کی رعایت نہیں کرتا لاستکار استعداد

بقیہ برصفحہ

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا

اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ حق تعالیٰ تم کو حکم دیتے ہیں کہ تم ایک بیل ذبح کرو وہ لوگ کہنے

اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۶۷﴾

لگے کہ آیا آپ ہم کو مسخرا بناتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا نعوذ باللہ جو میں ایسی جہالت والوں کا سا کام کروں۔

(اس حکم کے جو یوم ہفتہ کے متعلق تھا کہ اس روز مچھلی کا شکار نہ کریں) سو ہم نے اُن کو (اپنے حکم قہری تکوینی سے مسخ کرنے کے لئے) کہدیا کہ تم بندر ذلیل بنجاؤ (چنانچہ وہ بندروں کے قالب میں مسخ ہو گئے) پھر ہم نے اس کو ایک (واقعہ) عبرت (انگیز) بنا دیا اُن لوگوں کے لئے بھی جو اُس قوم کے معاصر تھے اور ان لوگوں کے لئے بھی جو مابعد زمانہ میں آتے رہے اور (نیز اس واقعہ کو موجب نصیحت (بنایا خدا سے) ڈرنے والوں کے لئے ف یہ قصہ بھی بنی اسرائیل کا حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت میں ہُوا۔ بنی اسرائیل کیلئے ہفتہ کا دن معظم اور عبادت کے لئے مقرر تھا اور مچھلی کا شکار بھی اُس روز ممنوع تھا یہ لوگ سمندر کے کنارے آباد تھے اور مچھلی کے شوقین جزر (رجال ڈال کر شکار کرتا تھا سو کیا اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ عذاب شکل کے مسخ کرنے کا نازل ہوا اور تین دن پیچھے وہ سب مر گئے اور دیکھنے سُننے والے اس واقعہ کے دو قسم کے لوگ تھے۔ نافرمان تو اُن کو تو یہ واقعہ نافرمانی سے توبہ کرنے والا تھا اس کو نکال فرمایا۔ اور دوسرے فرمانبردار اُن کو یہ واقعہ فرمانبرداری پر قائم رکھنے والا تھا اس کو موعظت فرمایا واللہ اعلم۔ اور اس مسخ کو اگر کوئی محال سمجھے دلیل استحالہ کی پیش کرے اور جب فلاسفہ جدیدہ بندر کا ترقی کر کے آدمی بنجانا ممکن کہتے ہیں تو آدمی کا تنزل کر کے بندر بنجانا کیوں محال ہوگا اور آنی اور زمانی ہونے کا فرق قابل التفات نہیں معاملہ ہفتہ ہم وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۶۷﴾ اور وہ زمانہ یاد کرو جب (حضرت) موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ حق تعالیٰ تم کو حکم دیتے ہیں کہ (اگر اس لاش کے قاتل کا پتہ لگانا چاہتے ہو تو) تم ایک بیل ذبح کرو وہ لوگ کہنے لگے کہ آیا آپ ہم کو مسخرہ بناتے ہیں (کہاں قاتل کی تحقیق کہاں جانور کا ذبح کرنا) موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا نعوذ باللہ جو میں ایسی جہالت والوں کا سا کام کروں (کہ احکام خداوندی میں تمسخر کرنے لگوں) ف یہ قصہ اس طرح ہوا کہ بنی اسرائیل میں ایک خون ہو گیا تھا جس کی وجہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں یہ لکھی ہے کہ کسی شخص نے اس مقتول سے اس کی کسی لڑکی کے ساتھ درخواست خادی کی کی تھی اس نے انکار کیا اس نے اس کو قتل کر ڈالا لیکن اس وقت قاتل کا پتہ نہ لگتا تھا معالم میں کلبی کا قول ہے کہ اُس وقت تک اس کے متعلق توریت میں کوئی قانون شرعی بھی نازل نہ ہوا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ نزول توراۃ کے قبل کا تھا۔ غرض بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام

مسائل السلوک (متعلقہ ص ۵۷) طباعۃ مارصورۃ ذاتہ لکا لفاعل الذی منہ معنی الکلیۃ مثلا اطلق علیہ اسم ذلک الحیوان حتی کان مادۃ طباعۃ نفسہ نفسہ قلبہ ہی الہوی علی حفظ النفس و تدابیرہ و تجاربہ الادویۃ الشریفۃ و المعاجین الحکمیۃ و لصت نفسہ بالموعظۃ الوعدیۃ والوعیدیۃ۔ ترجمہ رائل چوچاتا ہاں وہ اسکا بہ لبت کی طرح مچ ہو جاتا ہے اور کہیں جانور کے (دھاں اس میں اسح لوقت اسی کی طبیعت ہی میں پیدا ہو جاتی ہے (گو اس میں مسخ صفت ہو) سو انسان تو ارادۃ شریعت سوائی انسانیت کے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

لطیفات الترجمہ
لہ قولہ ایک بیل نفخہ قولہ تعالیٰ لا ذلول تثیر الارض والبقرۃ فی الاصل یعم الذکر والانثی من ہذا الجنس ۱۲
لہ قولہ مسخرہ الخ فی الجاہلین ہیرو اپنا ۱۲

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ

وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ درخواست کیجئے ہمارے لئے اپنے رب سے ہم سے بیان کردیں کہ اس کے کیا اوصاف ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ یہ فرماتے ہیں کہ وہ ایسا بیل ہو کہ

لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۸﴾

نہ بالکل بوڑھا ہو (دیہات بچہ ہو) نہ بچھا ہو دونوں عمروں کے وسط میں سو اب کر ڈالو جو کچھ تم کو حکم ملا ہے۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ

کہنے لگے کہ درخواست کر دیجئے ہمارے لئے اپنے رب سے ہم سے یہ بیان کردیں کہ اسکا رنگ کیسا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ ایک زرد رنگ کا بیل ہو

فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ لا

جس کا رنگ تیز زرد ہو کہ ناظرین کو فرحت بخش ہو۔ کہنے لگے کہ ہماری خاطر اپنے رب سے دریافت کر دیجئے کہ ہم سے بیان کردیں کہ اس کے اوصاف کیا کیا ہوں

عرض کیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ قاتل کا پتہ لگے آپ نے بحکم خداوندی ایک بیل کے ذبح کا حکم فرمایا جس سے قاتل کے سراغ لگنے کا طریقہ آخر قصہ میں معلوم ہوگا۔ اس پر انھوں نے اپنی جہالت کے موافق حجتیں نکالنا شروع کیں چنانچہ آیات آئندہ میں اس کی تفصیل آتی ہے **تفتیش بنی اسرائیل** قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۸﴾ وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ درخواست کیجئے ہمارے لئے اپنے رب سے ہم سے بیان کردیں کہ اس (بیل) کے کیا اوصاف ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ (میری درخواست کے جواب میں) یہ فرماتے ہیں کہ وہ ایسا بیل ہو کہ نہ بالکل بوڑھا ہو نہ بہت بچہ ہو (بلکہ) بچھا ہو دونوں عمروں کے اوسط میں سو اب (زیادہ حجت مت کیجیو بلکہ) کر ڈالو جو کچھ تم کو حکم ملا ہے **ف** حدیث میں ہے کہ اگر وہ حجتیں نہ کرتے تو اتنی قیدیں اُن کے ذمہ نہ ہوتیں جو بقرہ ذبح کر دینے کافی ہو جاتا۔ **مکرر تفتیش** قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿۶۹﴾ کہنے لگے کہ (اچھا بھی) درخواست کر دیجئے ہمارے لئے اپنے رب سے ہم سے بہ (بھی) بیان کردیں کہ اس کا رنگ کیسا ہو آپ نے فرمایا کہ (اس کے متعلق) حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ ایک زرد رنگ کا بیل ہو جس کا رنگ تیز زرد ہو کہ ناظرین کو فرحت بخش ہو۔ **سہ بارہ تفتیش** قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ لا کہنے لگے کہ (اب کی بار اور) ہماری خاطر اپنے رب سے دریافت کر دیجئے کہ (اوّل بار کے سوال کا جواب ذرا اور واضح) ہم سے بیان کردیں کہ اُس کے اوصاف کیا کیا ہوں

اللغات قولہ تعالیٰ فاقع فی الکشاف الفقوع اشد ما یکون من الصفرۃ والصبغۃ یقال فی تاکید اصفر فاقع ودارس کما یقال اسود حالک واحمر قانی وابیض یقق ولہق واحمر قانی وزہری واخضر ناظر ومدہام وادرق خطبانی وادرک بوانی ۱۲

النحو

ارتفع اللون بفاقع ارتفاع الفاعل ۱۲ کشاف

البلاغۃ

فی الکشاف فان قلت فہلا قیل صفراء فاقع ما فائدۃ فی ذکر اللون قلت افادۃ فیہ التوکید لان اللون اسم للہیئۃ التی یعرض فی الصفرۃ فکانہ قیل شدید الصفرۃ صفرتہا فحسب من قولک جد جدہ و جنونک مجنون ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ انہا بقرۃ صفراء الخ قال العبد المضعیف مثل الصفرۃ النفسی بعد البقرۃ ویزید فی المناسب بینہما کون البقرۃ صفراء وکذلک یکون نوعا ما نفسی فیہا یکاشفون بہ انتہی المقول

ترجمہ قولہ تعالیٰ انہا بقرۃ صفراء الخ حضرت نے نفس کو اس بقرہ سے تشبیہ دی ہے اور اس سے اور مناسبت بڑھانے کی یہ ہے کہ یہ گائے اصفر بھی ہو اور ایسی کاشت نرم نفس کو بھی اصفر بتاتے ہیں۔

تحقیقات الترجمہ

سلہ قولہ کیا اوصاف ہیں لما فی البیضاوی ای ما حالہا وصفتہا وکان حقہ ان یقال ای بقرۃ ہی رکبت ہی لان السائل یبحث عن الجنس غالبا لکنہ لما راد ما اجراہ علی حالہا لم یوجد ہا حتی کمن جنسہ اجراہ مجری عالم لیر فوا حقیقتہ ولم یرد استفہ ۱۲

سلہ قولہ اول بار کے سوال کا جواب لما فی الکشاف والبیضاوی ای ہی سنۃ ثانیۃ تکویر للسوال الاول عن ساعاتہا وسنتہا واستکمالہا زائد ۱۲

إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا ۚ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ﴿۷۰﴾ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ

کیونکہ ہم کو اس بیل میں اشتباہ ہے اور ہم ضرور انشاء اللہ تعالیٰ ٹھیک سمجھ جاویں گے موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ

إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۖ مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا ۚ

کہ وہ نہ تو ایسا بیل ہو جس سے زمین جوتی جاوے اور نہ اس سے زراعت کی آبپاشی کی جاوے سالم ہو اور اس میں کوئی داغ نہ ہو۔

قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ﴿۷۱﴾ وَإِذْ قَتَلْتُمْ

کہنے لگے کہ اب آپ نے پوری بات فرمائی پھر اس کو ذبح کیا اور کرتے ہوئے معلوم ہوتے نہ تھے اور جب تم لوگوں نے ایک

نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا ۖ وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿۷۲﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ

آدمی کا خون کر دیا پھر ایک دوسرے پر اس کو ڈالنے لگے اور اللہ تعالیٰ کو اس امر کا ظاہر کرنا منظور تھا جس کو تم مخفی رکھنا چاہتے تھے اسلئے ہم نے حکم دیا کہ اس کو

بِبَعْضِهَا ۚ كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۷۳﴾

کوئی سے ٹکڑے سے چھوا دو۔ اسی طرح حق تعالیٰ مردوں کو زندہ کر دیتے اور اللہ تعالیٰ اپنے نظائر تم کو دکھلاتے ہیں اس توقع پر کہ تم عقل سے کام لیا کرو

إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا ۚ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ﴿۷۰﴾ کیونکہ ہم کو (اس) بیل میں (قدرے) اشتباہ (یہ باقی) ہے

(کہ وہ معمولی بیل ہوگا یا کوئی اور عجیب غریب جس میں تحقیق قاتل کا خاص اثر ہو) اور ہم ضرور انشاء اللہ تعالیٰ

(اب کی بار) ٹھیک سمجھ جاویں گے جواب تفتیش اخیر قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ

وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا ۚ قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ﴿۷۱﴾

موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ یوں فرماتے ہیں کہ وہ (کوئی عجیب غریب جانور نہیں ہے یہی

معمولی ہے البتہ عمدہ ہونا چاہیئے کہ اوصاف مذکورہ کے ساتھ) نہ تو ایسا ہو جس سے زمین جوتی

جاوے اور نہ (کنویں میں جوڑا گیا ہو کہ) اس سے زراعت کی آبپاشی کی جاوے (غرض ہر قسم کے عیب سے)

سالم ہو اور اس میں (کسی طرح کا) کوئی داغ نہ ہو (یہ سنکر) کہنے لگے کہ (ہاں) اب آپ نے پوری (اور صاف)

بات فرمائی (الغرض ایسا جانور تلاش کر کے خریدا) پھر اس کو ذبح کیا اور (ان کی حجتوں سے تو ظاہرا) کرتے

ہوئے معلوم ہوتے نہ تھے معاملہ ہشدہم ثم بعدہم وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا ۖ وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا

كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿۷۲﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۚ كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ

تَعْقِلُونَ ﴿۷۳﴾ (اور وہ زمانہ یاد کرو) جب تم لوگوں (میں سے کسی) نے ایک آدمی کا خون کر دیا پھر (ایک دوسرے

برأت کرنے لگے ایک دوسرے پر اس کو ڈالنے لگے اور اللہ تعالیٰ کو اس امر کا ظاہر کرنا منظور تھا جس کو تم

(میں کے مجرم و مشتبہ لوگ) مخفی رکھنا چاہتے تھے اس لئے (ذبح بقرہ کے بعد) ہم نے حکم دیا کہ اس (مقتول کی

لاش) کو اس (بقرہ) کے کوئی سے ٹکڑے سے چھوا دو (چنانچہ چھوانے سے وہ زندہ ہو گیا۔ آگے اللہ تعالیٰ

بمقابلہ منکرین قیامت کے اس قصہ سے استدلال اور نظیر کے طور پر فرماتے ہیں کہ اسی طرح حق تعالیٰ

ملحقات الترجمہ

سلہ قولہ پوری اور صاف الزمانی رفع الضمانی لحق رہنا بمعنی التحقیق وعلم برید ذا

ع ۸

ان ما سبق لم یکن حقا ۱۲ سلہ قولہ تم لوگوں میں سے۔ کما فی الکشاف خوطبت الجماعۃ لوجود القتل فیہم ۱۲

سلہ قولہ ایک دوسرے پر ھذا ھو المذکور فی الکشاف نفی ذا فادارأتم بمعنی طرح قتلہا بعضکم علی بعض فدفع المطروح علیہ الطارح او دان الطرح فی نفسہ دفع او دفع بعضکم بعضا عن ابراءۃ و التہمۃ ۱۲

النحو قولہ الخ وجہ فان قلت کیف اعمل مخرج وھو فی معنی المضی قلت وقد حکی ما کانت ستقبلا فی وقت الاخبار ۱۲ منہ الکشاف اضربوہ اضربوہ فی الحال یوضح ان النفس الذی کبر حتی ھم بقتل نفسہ الاولی نفس واحدۃ فالقتیل لما دل علیہ من قولہ ما کنتم تکتمون ۱۲

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ط

ایسے ایسے واقعات کے بعد تمھارے دل پھر بھی سخت ہی رہے تو ان کی مثال پتھر کی سی ہے یا سختی میں ان سے زیادہ ۔

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی ف ترتیب بدلنے میں الخ ماخذہ الکشاف ۱۲

ٹہ قولہ فی ترجمۃ او بلکہ بکذا فی روح المعانی

(قیامت میں) مردوں کو زندہ کر دینگے اور اللہ تعالیٰ اپنے نظائر (قدرت) تم کو دکھلاتے ہیں اس توقع پر کہ تم عقل سے کام لیا کرو (اور ایک نظیر سے دوسری نظیر کے انکار سے باز آؤ) ف اس مقتول نے زندہ ہو کر اپنے قاتل کا نام بتلا دیا اور فوراً پھر مر گیا۔ اور جو شخص مضغۂ جان میں جان پڑنے کے طریق میں غور کرے گا کہ اسکی کل حقیقت ایک بخار لطیف کا مضغہ سے مس کرنا اور منفصل ہو جانا ہے وہ اس طریق خاص مذکور فی القصہ کو کسی طرح قدرت حق سے مستبعد نہ سمجھے گا اور دونوں انفصالوں میں کوئی معقول فرق عقلی بیان نہ کر سکیگا اور اس سے کوئی نہ سمجھے کہ محض مقتول کا بیان تعیین قاتل کے باب میں کافی دلیل ہے بلکہ اس موقع خاص پر روحی سے معلوم ہو گیا تھا کہ اس کا بیان مطابق واقع کے ہوگا اور دوسرے مواقع پر یہ مطابقت للواقع کسی دلیل صحیح سے ثابت نہیں فافترقا اور اس آیت کا مضمون آیات بالا کے قصہ کی ابتدائیہ۔ ترتیب ٹہ بدلنے میں ایک خاص نکتہ ہے وہ یہ کہ دور سے بنی اسرائیل کی بے عنوانیوں کا ذکر چلا آرہا ہے اور یہی ذکر مقصود اصلی ہے اور اس قصہ کے ضمن میں دو بے عنوانیوں کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ ایک قتل کر کے اخفاء واردات کی کوشش کرنا دوسرے احکام خداوندی میں خواہ مخواہ کی حجتیں نکالنا۔ سو اگر قصہ بالترتیب بیان کیا جاتا ممکن تھا کہ ناظرین جزو اول کو مقصود سمجھتے اور جزو دوم کو محض قصہ کی تتمیم خیال کرتے اور ترتیب بدلنے سے صاف معلوم ہو گیا کہ دونوں ہی جزو مقصود ہیں ورنہ دونوں کے مقصود نہ ہونے کی تقدیر پر ترتیب کیوں بدلی جاتی۔ اور کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ حق تعالیٰ کو تو ویسے ہی زندہ کرنے کی قدرت تھی یا بے زندہ کئے قاتل کو بتلا سکتے تھے پھر اس سامان کی کیا ضرورت ہے۔ بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا کوئی فعل ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ مصلحت اور حکمت کے لئے ہوتا ہے اور پوری حکمتیں ہر واقعہ کی حق تعالیٰ ہی کے احاطۂ علمی میں آسکتی ہیں دوسروں کو اس فکر میں پڑنا اضاعت عمر عزیز ہے کیونکہ جو حکمت بیان کی جاوے گی وہ بھی ایک فعل ہوگا اور وہی سوال اس میں بھی ہوگا۔ اس لئے طریق اسلم سکوت و تسلیم ہے ؎ حدیث از مطربے گو و راز دہر کمتر جو ؎ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معما را آگے ان واقعات سے متاثر نہ ہونے پر شکایت فرماتے ہیں۔ شکایت ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ط ایسے ایسے واقعات کے بعد (چاہیئے تھا کہ تم لوگوں کے دل بالکل نرم اور حق تعالیٰ کی عظمت سے پُر ہو جاتے لیکن) تمھارے دل پھر بھی سختی ہی رہے (یوں کہنا چاہیئے کہ) ان کی مثال پتھر کی سی ہے ٹہ یا یوں کہیئے کہ وہ (ان سے بھی) زیادہ (ہیں)

البلاغۃ قولہ تعالیٰ اشد قسوۃ وانما یقال قسی لما فی اشد من المبالغۃ والدلالۃ علی مشتد او القسوتین واشتمال المفضل علی زیادۃ ۱۲ کذا فی الجلالین

وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾

اور جیسے پتھر تو ایسے ہیں جن سے نہریں پھوٹ کر چلتی ہیں ۔ اور انہیں پتھروں میں جیسے ایسے ہیں کہ پھٹ جاتے ہیں پھر ان سے پانی نکل آتا ہے ۔ اور انہی پتھروں میں جیسے ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے خوف سے اوپر سے نیچے لڑھک آتے ہیں ۔ اور حق تعالیٰ تمہارے اعمال سے بیخبر نہیں

وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ اور زیادہ سخت اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ،

بعضے پتھر تو ایسے ہیں جن سے (بڑی بڑی) نہریں پھوٹ کر چلتی ہیں اور اُن ہی پتھروں میں بعضے ایسے ہیں کہ جو شق ہو جاتے ہیں پھر اُن سے (اگر زیادہ نہیں تو تھوڑا ہی) پانی نکل آتا ہے اور اُن ہی پتھروں میں بعضے ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے خوف سے اوپر سے نیچے لڑھک آتے ہیں (اور تمہارے قلوب میں کسی قسم کا اثر ہی نہیں ہوتا) اور (اس قساوت سے جو اعمال بد صادر ہوتے ہیں) حق تعالیٰ تمہارے (اُن) اعمال سے بیخبر نہیں ہیں (بہت جلد تم کو سزا کو پہنچا دیں گے) ف پتھروں کے تین افراد اس مقام پر بیان کئے ہیں ۔ ایک اُن سے زیادہ پانی نکلنا ۔ دوسرے کم پانی نکلنا اس میں تو کسی کو شبہ نہیں پڑتا ۔ تیسرے خدا تعالیٰ کے خوف سے نیچے آگرنا ۔ اسمیں شاید کسی کو شبہ ہو کیونکہ اُن کو عقل اور حس نہیں ہے سو سمجھ لینا چاہیئے کہ خوف کیلئے عقل کی تو ضرورت نہیں چنانچہ حیوانات لاعقل میں خوف کا مشاہدہ کیا جاتا ہے ۔ البتہ حس کی ضرورت ہے لیکن جمادات میں اتنی حس بھی نہ ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ حس موقوف ہے حیات پر اور ممکن ہے کہ اُن میں ایسی حیات لطیفہ ہو جس کا ہم کو ادراک نہ ہوتا ہو جیسا جوہر دماغ کے احساس کا بہت عقلاء کو ادراک نہیں ہوا لیکن بہت سے عقلاء دلائل سے اُس کے قائل ہوئے تو ظاہر نص قرآن اُن دلائل طبیہ سے دلالۃ اور قوت میں کم نہیں ہے اور ہم کو اس دعوے کی ضرورت نہیں کہ ہر پتھر کے گرنے کی علت یہی خوف ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ بعضے پتھر اس وجہ سے گر جاتے ہیں سو ممکن ہے کہ گرنے کے اسباب مختلف ہوں اُن میں بعض طبعی ہوں اور ایک سبب یہ ہو ۔ اور اس مقام پر ان پتھروں کے اقسام سہ گانہ میں ترتیب نہایت لطیف اور افادۂ مقصود میں نہایت بلیغ ہے یعنی بعض پتھروں میں ایسا تاثر ہے جس سے انہار جاری ہوتی ہیں جن سے مخلوق کو بڑا نفع پہنچتا ہے اگر قلوب ایسے بھی نہیں ۔ بعض پتھروں میں اس سے کم تاثر ہے جس سے کم نفع پہنچتا ہے تو یہ پتھر بہ نسبت اول قسم کے کم نرم ہوئے ۔ لیکن اُن کے قلوب اُن سے بھی سخت ہیں اور بعض پتھروں میں گو اس درجہ کا اثر نہیں مگر کچھ بھی اُن میں ایک اثر ہے تو یہ قسم بوجہ اس کے کہ تسمین اولین میں آثار مذکورہ کے ساتھ خوف بھی موجود ہے سب سے اسفل اور انزل اور انفعال میں اضعف اور اقل ہے مگر ان کے قلوب میں یہ انفعال اضعف بھی نہیں ۔ سبحان اللہ حقیقت میں بڑی پاکیزہ ترتیب اور بیان ہے ۔ یہاں تک یہود کے حالات

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ
وان منہا لما یہبط من خشیۃ اللہ
قال المبد الضعیف فیہ دلیل لما قالت بہ الصوفیۃ من اثبات شعور للجمادات بعضہا تطیع بہ اللہ تعالیٰ تنکی القول

ترجمہ
قولہ تعالیٰ وان منہا لما یہبط من خشیۃ اللہ ۔ اس میں دلیل ہے قول صوفیہ کی کہ جمادات کے لئے اتنا شعور ثابت کرتے ہیں جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں

ملخصات الترجمہ
لہ قولہ اقسام سہ گانہ میں ترتیب ماخذہ روح المعانی ۱۲

اختلاف القراءۃ فی قراءۃ ہما یعملون بالیاء والتغییر للیہود ۱۲

أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ

کیا اب بھی تم توقع رکھتے ہو کر یہ تمہارے کہنے سے ایمان لے آویں گے حالانکہ ان میں کچھ لوگ ایسے تھے جو سنتے تھے

اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٥﴾

کلام اللہ کا پھر اسکو کچھ کا کچھ کر ڈالتے تھے اسکو سمجھنے کے بعد اور جانتے تھے۔

دکھلا کر سنا کر مسلمانوں کو جو اُن کے مومن بنانے کی فکر و کوشش میں کلفت پیش آتی تھی اُس کی اس امید کو قطع کر کے ان کی کلفت دفع کرتے ہیں آیت آئندہ میں۔ معاملہ نوزدہم متضمن دفع کلفت مومنین

أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٥﴾ (اے مسلمانو) کیا (یہ سارے قصے سُنکر) اب بھی تم توقع رکھتے ہو کہ یہ (یہودی) تمہارے کہنے سے ایمان لے آویں گے حالانکہ (ان سب مذکورہ قصوں سے بڑھکر ایک اور بات بھی اُن سے ہو چکی ہے کہ) انہیں کے کچھ لوگ ایسے گذرے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنتے تھے اور پھر اس کو کچھ کا کچھ کر ڈالتے تھے (اور) اُس کو سمجھنے کے بعد (ایسا کرتے) اور (لطف یہ کہ یہ بھی) جانتے تھے (کہ ہم بُرا کر رہے ہیں محض اغراض نفسانیہ اس کارروائی کا باعث ہوتیں) ف مطلب یہ کہ جو لوگ ایسے بے باک اور اغراض نفسانیہ کے اسیر ہوں وہ کسی کے کہنے سے کب باز آنیوالے اور کسی کی کب سننے والے ہیں اور کلام اللہ سے مراد یا تو تورات ہے اور سماع سے مراد بواسطہ انبیاء علیہم السلام کے اور تحریف سے مراد اس کے بعض کلمات یا تفاسیر یا دونوں کو بدل ڈالنا اور یا کلام سے مراد وہ کلام ہے جو اُن ستر آدمیوں نے تصدیق موسیٰ علیہ السلام کے مقدمہ میں طور پر سُنا تھا۔ اور سماع سے مراد بلا واسطہ اور تحریف سے مراد قوم سے یہ نقل کر دینا کہ اخیر میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ جو حکم تم سے ادا نہ ہو سکے وہ معاف ہے جیسا آیت واذ اخذنا میثاقکم کی تفسیر میں بیان ہو چکا اور گو بعض امور مذکورہ کا صدور یہود معاصرین پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ ہوا ہو لیکن یہ لوگ بھی اپنے اسلاف کے ان اعمال پر انکار اور نصرت نہ رکھتے تھے۔ اس لئے حکماً یہ بھی ویسے ہی ہوئے۔

العربیۃ

فی البیضاوی ان یؤمنوا لکم ان یصدقوکم او یئمنوا لاجل دعوتکم فی حاشیۃ الشیروانی علی الاول الایمان بمعناہ اللغوی وہو التصدیق واللام صلۃ بتضمین معنی الاذعان او الاستجابۃ وعلی الثانی بمعناہ الشرعی واللام للتعلیل ۱۲

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا

اور جب ملتے ہیں مسلمانوں سے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب تنہائی میں جاتے ہیں بعضے دوسرے بعضے یہودیوں کے پاس تو کہتے ہیں کہ

اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۷۶

تم کیا مسلمانوں کو وہ باتیں بتلا دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر منکشف کر دی ہیں تمہیں یہ ہوگا کہ وہ لوگ تم کو حجت میں مغلوب کر دینگے کہ یہ مضمون اللہ کے پاس سے کیا تم

اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝۷۷

کیا ان کو اس کا علم نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کو سب خبر ہے ان چیزوں کی بھی جنکو وہ مخفی رکھتے ہیں اور ان کی بھی جنکا وہ اظہار کر دیتے ہیں۔

معاملہ ۱۰ متضمن تمہید رفع کلفت مومنین وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۷۶ اور جب ملتے ہیں (منافقین یہود) مسلمانوں سے تو (اُن سے تو) کہتے ہیں کہ ہم (بھی) ایمان لے آئے ہیں اور جب تنہائی میں جاتے ہیں، یہ بعضے (منافق یہودی) دوسرے بعضے (علانیہ) یہودیوں کے پاس (تو اُن سے اُن کی معیت ہم مشربی کے مدعی ہوتے ہیں اُس وقت) وہ (دوسرے یہودی) اُن سے کہتے ہیں کہ تم (یہ) کیا (مغضب کرتے ہو کہ) مسلمانوں کو (خوشامد میں) وہ باتیں بتلا دیتے ہو جو (اُن کے مفید مذہب) اللہ تعالیٰ نے (توریت میں) تم پر منکشف کر دی ہیں (مگر ہم بمصلحت پوشیدہ رکھتے ہیں) نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ لوگ تم کو حجت میں مغلوب کر دیں گے کہ (دیکھی یہ مضمون اللہ کے پاس سے تمہاری کتاب میں آیا ہے کیا تم (اتنی موٹی بات) نہیں سمجھتے ف منافقین کبھی ایک آدھ بات خوشامد میں اپنا صدق ایمان جتلانے کے لئے مسلمانوں سے کہدیتے کہ توریت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ہے یا قرآن مجید کی خبر ہے ونحو ذلک اس پر دوسرے لوگ ملامت کرتے آخر تو جیہ دفع کلفت کی یہ ہے کہ جو لوگ ایسے جہالاک اور چاند پر خاک ڈالنے والے ہیں وہ تمہاری کیا مانیں گے اور منافقین کا یہ قول سورۂ بقرہ کے شروع میں بھی آیا ہے لیکن چونکہ وہاں ان کا بتلانا مومنین کے ساتھ بتلانا منظور تھا اور یہاں قطع امید ایمان کرانا مقصود ہے اختلاف مقصود سے تکرار دفع ہو گیا اور اکثر جگہ مکرر ات قرآنی اسی قبیل سے ہیں اور اگر کہیں مقصود واحد بھی ہو جب بھی تاکید عجوبہ ایک گونہ مقصود جدید اور مطمح نظر بلیغا اور مہتم بالشان ہے آیت آئندہ میں اللہ تعالیٰ ان منافقین اور ان ملامت گروں کی حماقت پر تنبیہ فرماتے ہیں ع تحمیق یہود اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝۷۷ کیا ان کو اس کا علم نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کو سب خبر ہے اُن چیزوں کی بھی جنکو وہ مخفی رکھتے ہیں اور ان کی بھی جنکا وہ اظہار کر دیتے ہیں ف تو اگر ان منافقین نے اپنا کفر مومنین سے چھپایا تو کیا اور اگر ان ملامت گروں نے حضور کی بشارات وغیرہ کے متعلق مضامین چھپائے تو کیا حق تعالیٰ کو تو سب خبر ہے چنانچہ حق تعالیٰ نے دونوں مضمونوں سے مسلمانوں کو جابجا مطلع فرمادیا ان آیات میں یہود کے خواندہ لوگوں کا ذکر ہو چکا تو آیت آئندہ میں اُن کے ناخواندہ لوگوں کا ذکر فرماتے ہیں۔

العربیۃ ۔ عند ۔ بکونی روح المعانی ۔ فی کتابہ وکتبہ عصابۃ بدل من ہ ضمیر کو ۔ بدل الکل من الکل ۔ ابدال منہ ۔ ابدال نائب حمزہ بدل منہ ۔ ابدال الکل ۔

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ تو ان سے ان کی معیت الاحقۃ ملتوقف ظہور نفاقہم علیہ والقرینۃ علی المقدر یقولہ تعالیٰ قالوا انا معکم انا لم نصرح باقامۃ الدلیل مقام المدلول لان مقام المجاہرین ایاہم یدل علی کونہم جمیعا علی ملۃ واحدۃ والمکان ذکر ہذا الدلیل یفید فائدۃ جدیدۃ خوابۃ قطع الطمع فی ایمانہم کان ذکر ما دل من الدلیل المفہوم فی ضمنہ ان العکس فافہم ۱۲ سے

قولہ نتیجہ اشارۃ الی کون اللام المعاقبۃ ۱۲

۱۲ ان قدر صیغۃ اسم الفاعل او بدل اشتمال ان قد مصدر او فائدۃ بیان جہۃ الاحتجاج یا فتح اللہ تعالیٰ فان الاحتجاج یرجع علی وجوہ شتی کما قیل لطالبوکم بکونہ فی کتابہ اے یقولوا اتدکورنی کتابہ الذی استترتم بہ ۱۲ منہ

اولا یعلمون ۱۲ او بلا ہمزۃ للعطف تقدیر الکلام ایقعدون کذا ولا یعلمون ۱۲ استاذی مولانا محمد یعقوب رح

ف اور آیت کی ایک تفسیر یہ بھی ہو سکتی ہے کہ متکلم و مخاطب سب منافقین ہی ہوں جنمیں بعضے جو ان مضامین کو مسلمانوں پر بیان نہ کرتے تھے اپنے ایسے لوگوں کو ملامت کرتے تھے جو مسلمانوں کو ان مضامین کو بیان کر دیتے تھے

وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾

اور ان میں بہت سے ناخواندہ ہیں جو کتابی علم نہیں رکھتے لیکن دل خوش کن باتیں اور وہ لوگ اور کچھ نہیں خیالات پکا لیتے ہیں۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ

تو بڑی خرابی اُن کی ہوگی جو لکھتے ہیں کتاب کو اپنے ہاتھوں سے پھر کہہ دیتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے

اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ

غرض یہ ہوتی ہے کہ اس ذریعہ سے کچھ نقد قدرے قلیل وصول کریں۔ سو بڑی خرابی ہوگی اُنکو اُنکی بدولت جسکو اُنکے ہاتھوں نے لکھا تھا۔ اور بڑی خرابی ہوگی اُنکو

مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾

اُس کی بدولت جسکو وہ وصول کر لیا کرتے تھے۔

حال عوام یہود وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾ اور ان (یہودیوں) میں بہت سے ناخواندہ (بھی) ہیں جو کتابی علم نہیں رکھتے لیکن (بلاسند) دل خوش کن باتیں (بہت یاد) ہیں، اور وہ لوگ کچھ نہیں (ویسے ہی بے بنیاد) خیالات پکا لیتے ہیں ف وجہ یہ کہ تو اُن کے علما کی تعلیم ناقص اور مخلوط اور اوپر سے اُن میں فہم کی کمی پھر بجز بے بنیاد خیالات کے حقائق و واقعیہ کی تحقیق کہاں نصیب بقول شخصے "کریلا اور نیم چڑھا" اس میں شیرینی کہاں اور چوں کہ اُنکی اس توہم پرستی کا بڑا سبب اِن کے علما کی خیانت ہے اِس لئے اُن کا شناعت میں اِن عوام سے بڑھکر ہونا آیت آئندہ میں بیان فرماتے ہیں گو پہلے کچھ ان کا حال آ بھی چکا ہے۔ **شناعت علما یہود** فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ جب عوام مذکورین قابلِ زجر و طرد ہیں اور اصلی سبب اُن کے جہل کا اُن کے علما ہیں، تو بڑی خرابی اُن کی ہوگی جو لکھتے ہیں (بدل مبدل کر) کتاب (تورات) کو اپنے ہاتھوں سے (اور) پھر (عوام سے) کہہ دیتے ہیں کہ یہ (حکم) خدا کی طرف سے (یوں ہی آیا) ہے (اور) غرض (صرف) یہ ہوتی ہے کہ اس کے ذریعہ کچھ نقد قدرے قلیل وصول کریں سو بڑی خرابی (پیش آوے گی) اُن کو اُس (مبدل کتاب) کی بدولت (بھی) جس کو اُن کے ہاتھوں نے لکھا تھا اور بڑی خرابی ہوگی اُن کو اُس (نقد) کی بدولت (بھی) جس کو وہ وصول کر لیا کرتے تھے ف عوام کی رضاجوئی کے واسطے غلط سلط مسئلے بتا دینے سے اُن سے کچھ وصول بھی ہو جاتا تھا اور ان کی نظر میں وقعت اور وجاہت بھی رہتی تھی اسی غرض سے لفظاً یا معناً توریت میں کچھ پھیر پھار بھی کرتے رہتے تھے اس آیت میں اسی حرکت پر وعید سنائی ہے۔

اللغات سـ امانی جمع اُمنیۃ و اصلہا امنویۃ خفف بہ ہوتی الف اصل ما یقدر الانسان فی نفسہ من منی اذا قدر ولذلک تطلق علی الکذب وعلی ما یتمنی (راغب ۱۲ روح المعانی) الظن و قد یطلق الظن علی ما یقابل العلم (یعنی عن دلیل قابل سواء قطع بغیر دلیل او بدلیل غیر صحیح او لم یتطرق الیہ شیء فافہم ۱۲ منہ) الکتب الکتابۃ اما التوراۃ ۱۲ (بیضاوی) و اشرت الی الجمع بمبانی الزجر

نصف

ملحقات الترجمہ

ف قولہ بدل مبدلہ کما فی البیضاوی یعنی الحرف ۱۲

البلاغۃ بایدیہم تاکید کقولہم کتبہ بیمینہ (بیضاوی) و فی الاتحاف ان فائدۃ تصویر الحالۃ فی النفس کما وقعت حتی یکاد السامع لذلک ان یکون مشاہدا للہیئۃ

الکلام

فویل للذین الخ اتی بالفصل بالایجاز علی صدر حجیۃ الظن فی الشرعیات فلا تصادم الآیۃ صدر حجیۃ الظن بالمعنی الذی ابدیناہ من عدم الاستناد الی دلیل صحیح بل و علی خلاف الدلیل القطعی و الکلام زجر عن ہذا الظن فلا تزاحم صدر حجیۃ حسب المقام و الثابتۃ فی الشرع ۱۲

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

اور یہودیوں نے کہا ہرگز ہم کو آتش دوزخ چھوئے گی نہیں مگر تھوڑے روز جو شمار کر لئے جا سکیں۔ آپ یوں فرما دیجئے کیا تم لوگوں نے حق تعالیٰ سے

عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾

کوئی معاہدہ لیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے معاہدہ کے خلاف نہ کریں گے۔ یا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کی کوئی علمی سند اپنے پاس نہیں رکھتے۔

معاملہ بست و یکم وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾ اور یہودیوں نے (یہ بھی) کہا کہ ہرگز ہم کو آتش (دوزخ) چھوئے گی (بھی) نہیں (ہاں) مگر (بہت) تھوڑے روز جو (انگلیوں پر) شمار کر لئے جا سکیں (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ (اُن سے) یوں فرما دیجئے کیا تم لوگوں نے حق تعالیٰ سے (اس کے متعلق) کوئی معاہدہ لیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے معاہدہ کے خلاف نہ کریں گے یا (معاہدہ نہیں لیا بلکہ ویسے ہی) اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کی کوئی علمی سند اپنے پاس نہیں رکھتے۔ ف یہود کے اس قول کی مفسرین نے مختلف تقریریں کی ہیں۔ لیکن احقر کے قلب میں یہ تقریر آتی ہے کہ یہ امر محقق ہے کہ مؤمن اگر عاصی ہو تو گو معاصی سے دوزخ میں معذب ہو لیکن ایمان کی وجہ سے خلود نہ ہوگا بعد چندے نجات ہو جاوے گی۔ پس حاصل دعوی یہود کا یہ تھا کہ چونکہ دین موسوی بزعم اُن کے منسوخ نہیں ہے۔ لہٰذا وہ مؤمن ہیں انکار نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام و جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کافر نہیں ہوئے پس اگر کسی عصیان کے سبب دوزخ میں چلے بھی گئے پھر نکال لئے جاویں گے اور چونکہ یہ دعوی محض بنا الفاسد علی الفاسد ہے کیونکہ دعوی تابید شریعت موسویہ کا خود غلط ہے اس لئے انکار نبوت مسیحیہ و محمدیہ سے وہ لوگ کافر ہونگے اور کفار کے لئے بعد چندے نجات ہو جانا کسی کتاب سماوی میں نہیں جس کو حق تعالیٰ نے عہد سے تعبیر فرمایا۔ پس ثابت ہوا کہ دعوی بے دلیل بلکہ خلاف دلیل ہے آگے رد کے ساتھ ایک ضابطہ کا بیان ہے جس کی رو سے یہ لوگ خالد فی النار رہیں گے۔

النحو

ام تقولون قال البیضاوی ام معادلۃ لہمزۃ الاستفہام بمعنی ای الامرین کائن علی سبیل التقریر للعلم بوقوع احدہما لا علی سبیل الشک بل المتقولون علی التقدیر والتقریع ۱۲

الکلام

وقالوا لن تمسنا الآیۃ۔ ولت الآیۃ علی بطلان التخلف فی الوعد وعدا کان او وعیدا او ما یوہم من التخلف فی بعض الوعید فلا ان الوعید مقید بعدم مشیۃ العفو فمشیۃ رفع الوعید ورفع الوعید فلا وعید فلا خلف ۱۲

. . . . . .

. . . . . .

. . . . . .

. . . . . .

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

کیوں نہیں جو شخص قصداً بُری باتیں کرتا رہے اور اس کو اس کی خطا احاطہ کرے۔ سو ایسے لوگ اہل دوزخ ہوتے ہیں۔

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور جو لوگ ایمان لاویں اور نیک کام کریں ایسے لوگ اہل

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع

بہشت ہوتے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

ع ۹ ۱۱ ۹

ضابطہ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ بمعنی چند روز کے تکو آتش دوزخ) کیوں نہیں (لگے گی بلکہ ابدالآباد تک اُس میں رہنا ضرور ہے کیونکہ ہمارا ضابطہ یہ ہے کہ) جو شخص قصداً بُری باتیں کرتا رہے اور اس کو اس کی خطا (وقصور اس طرح) احاطہ کرلے (کہ کہیں نیکی کا اثر تک نہ رہے) سو ایسے لوگ اہل دوزخ ہوتے ہیں (اور) وہ اُس میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے اور جو لوگ (اللہ و رسول پر) ایمان لاویں اور نیک کام کریں ایسے لوگ اہل بہشت ہوتے ہیں (اور) وہ اُس میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے۔ ف خطاؤں کے احاطہ کرنے کے جو معنی احقر نے ترجمہ میں ظاہر کردیئے ہیں۔ احاطہ بایں معنی کفار کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ کفر کی وجہ سے کوئی عمل صالح قبول نہیں ہوتا بلکہ اگر کچھ کفر کے قبل کے اعمال ہوں وہ بھی حبط اور ضبط ہوجاتے ہیں اس وجہ سے کفار میں سب بدی ہی بدی ہوگی بخلاف اہل ایمان کے کہ اولاً اُن کا ایمان خود ایک اعظم اعمالِ صالحہ ہے۔ ثانیاً اور اعمال فرعیہ بھی ان کے نامۂ اعمال میں درج ہوتے ہیں اس لئے وہ نیکی کے اثر سے خالی نہیں۔ پس یہ احاطۂ مذکور ان کی حالت پر صادق نہیں آتا خوب سمجھ لو۔ حاصل استدلال استحقاقِ یہود للخلود کا اس ضابطہ سے یہ ہوا کہ جب اس ضابطہ کی رو سے کفار کا خالد ہونا ثابت ہے اور موسیٰ علیہ السلام خاتم النبیین نہیں ہیں بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نبی ہیں اور یہود ان حضرات کی نبوت کے منکر ہیں اور انکار نبوتِ انبیاء کفر ہے۔ پس یہودی کافر ٹھہرے اس لئے اس ضابطہ کی رو سے خالد فی النار ہوں گے تو اُن کا دعویٰ مذکور دلیل قطعی سے باطل ٹھہرا۔ اور جاننا چاہیئے کہ اس مقام پر کافر اور مومن نیک عمل کا ضابطہ بیان ہوا ہے اور مومن بد عمل کا ضابطہ دوسری آیات و احادیث میں ہے مثلاً اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ اور اس مشیت کا وقوع اس آیت میں مذکور ہے فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ اور احادیث تو بہت ہی صریح ہیں اور فی نفسہ صحیح ہیں۔

الکلام بلیٰ من کسب الآیۃ المقترنۃ بالآیۃ علی خلود الساعی فی النار والآیۃ المقترنۃ ثنائیۃ فمن لم یعمل الصالحات دخل فی من کسب الذی یستحق الخلود وھذا ظاہر

ملحقات الرحیم

لہ قولہ ایمان لاویں وجہ الوصول تخصص بالمخاطب وتنکیر للماضی مستقبلا

ف ای الجواب بتفسیر الاحاطۃ وحمل الفقرۃ الثانیۃ ذکر مہنا اشنان ولم یذکر الثالث

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۫ وَبِالْوَالِدَيْنِ

اور جب لیا ہم نے قول وقرار بنی اسرائیل سے کہ عبادت مت کرنا بجز اللہ تعالیٰ کے اور ماں باپ کی

اِحْسَانًا وَّذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا

اچھی طرح خدمت گذاری کرنا اور اہل قرابت کی بھی اور بے باپ کے بچوں کی بھی اور غریب محتاجوں کی بھی اور عام لوگوں سے بات اچھی طرح کہنا

وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ

اور پابندی رکھنا نماز کی اور ادا کرتے رہنا زکوٰۃ۔ پھر تم اس سے پھر گئے بجز معدودے چند کے اور تمہاری تو عمومی

مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ

عادت ہے اقرار کرکے ہٹ جانا۔ اور جب ہم نے تم سے قول وقرار لیا کہ باہم خوں ریزی مت کرنا اور ایک

اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾

دوسرے کو ترک وطن مت کرانا پھر تم نے اقرار بھی کر لیا اور اقرار بھی ایسا جیسا تم شہادت دیتے ہو۔

معاملہ ہشتم وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۫ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب لیا ہم نے (توریت میں) قول وقرار بنی اسرائیل سے کہ عبادت مت کرنا کسی کی بجز اللہ تعالیٰ کے اور ماں باپ کی اچھی طرح خدمت گذاری کرنا اور اہل قرابت کی بھی اور بے باپ کے محتاجوں کی بھی اور عام لوگوں سے (جب کوئی بات کہنا ہو تو) اچھی طرح (خوش خلقی سے) کہنا اور پابندی رکھنا نماز کی اور ادا کرتے رہنا زکوٰۃ پھر تم (قول وقرار کرکے) اس سے پھر گئے بجز معدودے چند کے اور تمہاری تو عمومی عادت ہے اقرار کرکے ہٹ جانا۔ ف یہ معدودے چند وہ ہیں جو توریت کے پورے پابند رہے کہ قبل نسخ توریت شریعت موسویہ پر قائم رہے اور بعد نسخ توریت شریعت محمدیہ کے متبع ہو گئے **ثم میثاق مذکور** وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب ہم نے تم سے فعل (اقرار بھی) لیا کہ (خانہ جنگی کرکے) باہم خونریزی مت کرنا اور ایک دوسرے کو ترک وطن مت کرانا پھر (ہمارے اس اقرار لینے پر) تم نے اقرار بھی کر لیا اور (اقرار بھی ف ضمناً نہیں بلکہ ایسا جیسے) اس پر تم شہادت (بھی) دیتے ہو۔ ف چونکہ بعض اوقات کسی کی تقریر سے کسی امر کا اقرار مترشح ومفہوم ہوا کرتا ہے صاف اقرار نہیں ہوتا گو عقلاً وعرفاً وہ بھی اقراری ہوتا ہے لیکن یہاں اس قید اخیر سے اس شبہ کو بھی رفع کر دیا اور بتلا دیا کہ اقرار مذکور ایسا صریح تھا جیسے شہادت واضح اور صاف ہوا کرتی ہے اور ترک وطن کرانے کی ممانعت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کو آزار پہنچا کر ایسا تنگ مت کرنا کہ بے چارہ ترک وطن پر مجبور ہو۔ آگے اس حکم خاص کے متعلق اُن کی عہد شکنی کا ذکر فرماتے ہیں۔

العربیۃ لا تفید دن اخبار فی معنی النہی وہو اینع من صریح النہی لما فیہ من ایہام ان النہی صار ع الی الانتہاء فہو کجزمہ قولہ احسانا متعلق بمصدر تقدیرہ وتحسنون او احسنوا ۱۲

ملحقات المرجع

ل قولہ توریت میں لمافی روح المعانی احد الاقوال لمافی اخذ علیہم فی التوراۃ ل قولہ اقرار بھی ضمناً نہیں لمافی روح المعانی وانتم تشہدون حال مؤکدۃ لرافعۃ احتمال ان یکون الاقرار ذکر امر آخر للکنہ تعضیتہ ۱۲

ل المسکین مفعیل من المسکون کان الفقر اسکنہ قولہ حسنا ای حسنا ذا حسن فہو تولیدہ علی طریقۃ الاسناد المجازی قولہ تشہدون معرضون لوم علیکم الاعراض عن الوفاء والطاعۃ وعلی الاخیر فہو من المواجہۃ الی الغیبۃ لغرض ۱۲ بیضاوی ۱۲ الناجیہ ۱۲

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ

پھر تم یہ موجود ہو کہ باہم قتل وقتال بھی کرتے ہو اور ایک دوسرے کو ترک وطن بھی کراتے ہو

تُظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ

ان اپنوں کے مقابلہ میں امداد کرتے ہو گناہ اور ظلم کے ساتھ اور اگر ان لوگوں میں سے کوئی گرفتار ہو کر تم تک پہنچ

وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ

جاتا ہے تو ایسوں کو کچھ خرچ کر کر اکر کرا دیتے ہو حالانکہ یہ بات ہے کہ تم کو ان کا ترک وطن کرا دینا نیز ممنوع ہے۔

عہد شکنی ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ پھر (اس اقرار صریح کے بعد تم (جیسے ہو) یہ (آنکھوں کے سامنے ہو جو ہی) ہو کہ باہم قتل وقتال بھی کرتے ہو اور ایک دوسرے کو ترک وطن بھی کراتے ہو (اس طور پر کہ) اُن اپنوں کے مقابلہ میں (اُن کی مخالف قوموں کی) امداد کرتے ہو گناہ اور ظلم کے ساتھ (سو ان دونوں حکموں کو تو یوں غارت کیا) اور (ایک تیسرا حکم جو سہل سا سمجھا اُس پر عمل کرنے کو خوب تیار رہتے ہو کہ) اگر اُن لوگوں میں سے کوئی گرفتار ہو کر تم تک پہنچ جاتا ہے تو ایسوں کو کچھ خرچ کر کر اکر رہا کرا دیتے ہو حالانکہ یہ بات (بھی معلوم) ہے کہ تم کو اُن کا ترک وطن کرا دینا (اور قتل تو اور بھی بدرجۂ اولیٰ) نیز ممنوع ہے۔ ف اس باب میں اُن پر تین حکم واجب تھے۔ اوّل قتل نہ کرنا۔ دوم اخراج نہ کرنا۔ سوم اپنی قوم میں سے کسی کو گرفتار و بندی دیکھیں تو روپیہ خرچ کر کے چھڑا دینا۔ سو ان لوگوں نے حکم اول و دوم کو تو ضائع کر دیا تھا اور سوم کا اہتمام کیا کرتے تھے اور صورت اس کی یہ ہوئی تھی کہ اہل مدینہ میں دو قومیں تھیں۔ اَوس اور خزرج اور اُن میں باہم عداوت رہتی تھی۔ اور کبھی کبھی قتال کی نوبت بھی آتی تھی اور مدینہ کے گرد و نواح میں دو قومیں یہود کی بستی تھیں بنی قریظہ اور بنی نضیر۔ اور اَوس اور بنی قریظہ باہم دوست تھے، اور خزرج اور بنی نضیر باہم یار تھے تو جب اَوس اور خزرج کی باہم لڑائی ہوتی تو دوستی کی وجہ سے بنی قریظہ تو اَوس کے مددگار ہوتے اور بنی نضیر خزرج کے حامی بنتے تو جہاں اوس و خزرج مارے مارے جاتے اور خانماں آوارہ ہوتے اُن کے دوستوں کو بھی یہ مصیبت پیش آتی اور ظاہر ہے کہ بنی قریظہ کے قتل و اخراج میں بنی نضیر کا ضرور اثر اور دخل ہوتا تھا اور بالعکس بھی۔ البتہ یہود کی دونوں جماعتوں میں سے اگر کوئی جنگ میں اسیر ہو جاتا تو ہر جماعت اپنے دوستوں کو مال سے راضی کر کے اس اسیر کو رہائی دلا دیتے اور جو کوئی پوچھتا تو کہتے کہ اسیر کو رہا کرانا ہم پر واجب ہے اور اگر قتل و اخراج کے معین بننے پر کوئی اعتراض کرتا تو کہتے کہ کیا کریں اپنے دوستوں کا ساتھ نہ دینے سے عار آتی ہے حق تعالیٰ نے اسی کی شکایت فرمائی ہے اور جن مخالف قوموں کی امداد کا ذکر فرمایا ہے مراد اُن قوموں سے اوس و خزرج ہیں کہ اَوس بنی قریظہ کی

العربیۃ: ۔ ثم انتم هؤلاء كما في البيضاوي ثم استبعادا لما ارتكبوه بعد الميثاق والاقرار ۱۲

ملحقات الترجمہ

ف قولہ انکھوں کے سامنے الخ فی الکشاف ثم بعد ذلک ہؤلاء المشاہدون یعنی انکم قوم آخرون غیر اولئک المقرین تنزیلا لتغیر الصفۃ منزلۃ تغیر الذات کما نقول راجعت بغیر الوجہ الذی خرجت ۱۲

ف۲ قولہ تیسرا حکم الخ فی روح المعانی روی محی السنۃ عن السدی ان اللہ تعالیٰ اخذ علی بنی اسرائیل فی التوراۃ ان لا یقتل بعضہم بعضا ولا یخرج بعضہم بعضا دیارہم وایما عبد او امۃ وجدتموہ من بنی اسرائیل فاشتروہ وہو ما ہم علیہ الخ فاستقوہ ۱۲ ف۳ قولہ یہ بات ہے فی الکشاف ضمیر الشان ۱۲ ف۴ قولہ اور قتل تو اور بھی ای ارجع الی حرمۃ القتل بدلالۃ النفس لما فی روح المعانی وتخصیصہ بالتعیید دون القتل الی قولہ لکونہ اقل خطرا بالنسبۃ الی القتل فتدبر فطنۃ السائل ۱۲

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ

کیا تو کتاب کے بعض پر تم ایمان رکھتے ہو اور بعض پر ایمان نہیں رکھتے۔ سو اور کیا سزا ہو ایسے شخص کی جو تم لوگوں

ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ

میں سے ایسی حرکت کرے بجز رسوائی کے دنیوی زندگانی میں۔ اور روز قیامت کو بڑے سخت عذاب میں ڈالے جاویں گے

الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾

اور اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں ہیں تمہارے اعمال سے

موافقت میں بنی نضیر کے مخالف تھے اور خزرج بنی نضیر کی موافقت میں بنی قریظہ کے مخالف تھے اور گناہ اور ظلم دو لفظ لانے میں اشارہ ہو سکتا ہے کہ اس میں دو حق ضائع ہوتے ہیں۔ حق اللہ بھی کہ حکم الٰہی کی تعمیل نہ کی اور حق العبد بھی کہ دوسرے کو آزار پہنچا۔ آگے اس عہد شکنی پر شکایت و ملامت کی مع بیان سزا تصریح ہے **ملامت و وبال** اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ کیا تو (بس یوں کہو کہ) کتاب (توریت) کے بعض (احکام) پر تم ایمان رکھتے ہو اور بعض (احکام) پر ایمان نہیں رکھتے سو اور کیا سزا ہو (ناچاہیئے) ایسے شخص کی جو تم لوگوں میں سے ایسی حرکت کرے بجز رسوائی کے دنیوی زندگانی میں اور روز قیامت کو بڑے سخت عذاب میں ڈالدیئے جاویں گے اور اللہ تعالیٰ (کچھ) بے خبر نہیں ہیں تمہارے اعمال (زشت) سے۔ **ف** ہر چند کہ یہ یہودی جن کے قصہ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے بوجہ انکار نبوت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کافر ہی تھے لیکن اس مقام پر یہ کفر مذکور نہیں بلکہ بعضے احکام پر عمل نہ کرنے کو کفر سے تعبیر فرمایا ہے حالانکہ جب تک حرام کو حرام سمجھے آدمی کافر نہیں ہوتا سو وجہ اس کی یہ ہے کہ جو گناہ بہت شدید ہوتا ہے اس پر محاورات شرعیہ میں تغلیظاً کفر کا اطلاق کر دیا جاتا ہے جس طرح ہمارے محاورات عرفیہ میں کسی ذلیل حرکت کرنے والے کو کہدیں کہ تو بالکل چمار ہے حالانکہ مخاطب یقیناً چمار نہیں مقصود اس سے تنفیر شدید اس امر سے اور اس کی سخت تقبیح ہوتی ہے۔ یہی معنی ہیں ایسی حدیثوں کے مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ ونحو ذلک۔ اور اس مقام پر دو سزاؤں کا ذکر ہے ایک دنیوی یعنی رسوائی و ذلت سو اس کا وقوع اس طرح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ہی میں مسلمانوں کے ساتھ نقض معاہدہ کرنے کے سبب بنی قریظہ قتل و قید کئے گئے اور بنی نضیر ملک شام کی طرف ہزار خواری کے ساتھ نکالدیئے گئے چنانچہ بنی قریظہ کا قصہ سورۂ احزاب کے

ص ۱ اشد جمیع انواع العذاب لکن بالنسبۃ الی عذاب من لم یعقل ہذا العصیان ویدل علیہ قولہ تعالیٰ من یفعل ذلک منکم

اللغات قولہ یردون ای یصیرون الیہ فلا یلزم کینونتہم قبل ذلک فی اشد العذاب ۱۲ روح المعانی

العربیۃ ۱۔ افتومنون الاستفہام للتہدید وہو عطف علی محذوف ای تفعلون ما ذکر فتؤمنون ۱۲ روح المعانی۔

الکلام وبتوجیہہ للتسمیۃ المعصیۃ کفرا اندفع احتجاج المعتزلۃ علی کون العاصی غیر المؤمن والخوارج علی کونہ کافرا السوال من الرازی کیف یکون عذاب الیہود اشد من الدہریۃ الجواب من روح المعانی المراد بہ الخلود فی النار او شدیۃ من حیث لا انقطاع لہ او المراد ۲

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ

یہ وہ لوگ ہیں کہ انھوں نے دنیوی زندگانی کو لے لیا ہے بعوض آخرت کے سو نہ تو ان کی سزا میں تخفیف دیجاوے گی

الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٨٦﴾ ع وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا

اور نہ کوئی اُن کی طرفداری کرنے پاویگا اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی اور اُن کے بعد

مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ ۖ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ

یکے بعد دیگرے پیغمبروں کو بھیجتے رہے - اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو واضح دلائل عطا فرمائے اور ہم نے اُن کو روح القدس سے

الْقُدُسِ ۗ أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ

تائید دی - کیا جب کبھی کوئی پیغمبر تمھارے پاس ایسے احکام لائے جنکو تمھارا دل نہ چاہتا تھا تم نے تکبر کرنا شروع کر دیا -

فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ﴿٨٧﴾

سو بعضوں کو تو تم نے جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو قتل ہی کر ڈالتے تھے -

نصف پارہ اور بنی نضیر کا قصہ سورۂ حشر کے آغاز میں قرآن ہی میں وارد ہے ثم وبال مع علت أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٨٦﴾ (اور وجہ اس سزا کی ان کے لئے یہ ہے کہ) یہ وہ لوگ ہیں کہ انھوں نے (احکام کی مخالفت کرکے) دنیوی زندگانی کے حظوظ کو لے لیا ہے بعوض (نجات) آخرت کے (جس کا ذریعہ اطاعت ہے) سو نہ تو (مجوز کی طرف سے) ان کی سزا میں (کچھ) تخفیف دیجاوے گی اور نہ کوئی (وکیل مختار یا دوست رشتہ دار) اُن کی طرف داری (پیروی) کرنے پاوے گا - معاملہ بست وسوم وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ ۖ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ۗ أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ﴿٨٧﴾ اور ہم نے (بنی اسرائیل تمھاری ہدایت کے لئے ہمیشہ سے بڑے بڑے سامان کیے سب سے اول) موسیٰ علیہ السلام کو کتاب (توراۃ) دی اور (پھر) اُن کے بعد (درمیان میں) یکے بعد دیگرے (برابر مختلف) پیغمبروں کو بھیجتے رہے اور (پھر اُس خاندان کے سلسلہ کے اخیر میں) ہم نے (حضرت) عیسیٰ بن مریم کو (نبوت کے) واضح دلائل (انجیل اور معجزات) عطا فرمائے اور ہم نے اُن کو روح القدس (جبریل علیہ السلام) سے (جو) تائید دی (سو الگ جو بجائے خود ایک دلیل واضح تھی تو) کیا تعجب کی بات نہیں کہ اس پر بھی تم سرکشی کرتے رہے اور (جب کبھی بھی) کوئی پیغمبر تمھارے پاس ایسے احکام لائے جنکو تمھارا دل نہ چاہتا تھا (جب ہی) تم نے (اُن پیغمبر کی اطاعت سے) تکبر کرنا شروع کر دیا سو (اُن پیغمبروں میں سے) بعضوں کو تو (نعوذ باللہ) تم نے جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو (بیدھڑک) قتل ہی کر ڈالتے تھے ف روح القدس قرآن وحدیث میں جا بجا حضرت جبریل علیہ السلام کو کہا گیا ہے جیسے قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ میں اور

العربیۃ قولہ ولا هم ينصرون وتقديم المسند اليه لرعاية الفاصلة والحصر اذ ليس المقام مقام ولذا لم يقل فلا عنهم يخفف العذاب ۱۲ روح

المعانی) قفينا بقال قفاه اذا اتبعه وقفاه به اتبعه اياه (بيضاوی) واصل الكلام وقفينا موسى بالرسل فزرك المفعول واقيم من بعده ومقامه

ملحقات الترجمہ

ع قولہ بجوز کی طرف سے ثم قولہ طفا - نہ کوئی دلیل الخ وبہذا التقریر حصل التغایر بین المعطوفین بحیث افاد الترتیب المباینۃ والا کیلاں التخفیف علی التقدیر الثانی ۱۲ هو المتاسب لمقام الخ

۲ قولہ کہ یہ دیگر لمافی الجلالین ای اسد رسولا فی اثر رسول ۱۲

۵ (حاشیہ البیضاوی) بروح القدس ای بالروح المقدس سمی کقولک حاتم الجود (رجل صدق ۱۲ بیضاوی) افکلما الخ قولہ استکبرتم عن اتباعہ جواب کلما وهو محمول الاستفہام

۱۱ المراد بالتوبیخ ۱۲ تقتلون المضارع لحکایۃ الحال الماضیۃ ای قتلتم ۱۲ جلالین لان الامر شنیع فاريد استحضاره فی النفوس وتصویره فی القلوب ۱۲ کشاف

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے قلوب محفوظ ہیں بلکہ اُن کے کفر کے سبب اُن پر خدا کی مار ہے سو بہت ہی تھوڑا سا ایمان رکھتے ہیں۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ

اور جب ان کو ایک ایسی کتاب پہنچی جو منجانب اللہ ہے اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو اُنکے پاس ہے حالانکہ اُس کے

قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ

قبل بیان کیا کرتے تھے کفار سے

مسائل السلوک (متعلقہ صلہ، قولہ تعالیٰ)

فکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم فریقا کذبتم وفریقا تقتلون فیہ دلالۃ علی ان الاستکبار ھو الاصل لا کفر المعاصی فان اللہ تعالیٰ قد رتب التکذیب والقتل علی الاستکبار وھما تھوی القلوب۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ فکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم (اس پر بھی) اس پر کہ کفر معاصی کی وجہ سے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تکذیب اور قتل کو استکبار پر مرتب فرمایا ہے۔

اور جیسے یہ شعر حضرت حسان کا حدیث میں ہے وَجِبْرِيْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْنَا وَرُوْحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهٗ كِفَاءٌ اور جبریل علیہ السلام کے واسطے سے عیسیٰ علیہ السلام کا مؤید ہونا کئی طور پر ہوا۔ اوّل وقت ولادت مسِّ شیطان سے حفاظت کی گئی۔ پھر اُن کے دم کرنے سے مثل عیسوی قرار پایا۔ پھر یہود کثرت سے آپ کے دشمن تھے جبریل علیہ السلام حفاظت کے لئے ساتھ رہتے۔ حتیٰ کہ آخر میں اُن کے ذریعہ سے آسمان پر اُٹھوا لئے گئے اور یہود نے بہت پیغمبروں کی تکذیب کی ہے حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بھی اور حضرت یحییٰ و زکریا علیہما السلام کو قتل بھی کیا معاملہ بست و چہارم:۔ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اور وہ (یہودی افتخاراً) کہتے ہیں کہ ہمارے قلوب (ایسے) محفوظ ہیں (کہ اُس میں مخالف مذہب کا کہ اسلام ہے اثر ہی نہیں ہوتا تو مذہب پر ہم خوب پختہ ہیں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ محفوظی اور پختگی نہیں ہے) بلکہ ان کے کفر کے سبب ان پر خدا کی مار ہے (کہ اسلام جو مذہب حق ہے اُس سے نفور اور مذہب منسوخ پر مصر ہیں) سو بہت ہی تھوڑا سا ایمان رکھتے ہیں (اور تھوڑا ایمان مقبول نہیں پس وہ کافر ہی ٹھیرے)۔ ف یہ تھوڑا سا ایمان اُن اُمور کا ہے جو اُن کے مذہب اور اسلام میں مشترک ہیں مثلاً خدا کا قائل ہونا۔ قیامت کا قائل ہونا کہ ان اُمور کے وہ بھی قائل تھے لیکن خود نبوت محمدیہ اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے کے منکر تھے اس لئے پورا ایمان نہ تھا اور اس تھوڑے ایمان کو لغت کے اعتبار سے ایمان کہدیا کہ بھی مطلق یقین کے ہے گو بعض ہی اشیاء کے ساتھ متعلق ہو اور شرعاً ایمان نہیں جس کے معنی کُل اُمور واردۃ فی الشرع کا یقین کرنا ہے۔

معاملہ بست و پنجم وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ۔ اور جب اُن کو ایک ایسی کتاب پہنچی (یعنی قرآن) جو منجانب اللہ ہے (اور) اُس (کتاب) کی (بھی) تصدیق کرنے والی ہے جو (پہلے سے) اُن کے پاس ہے (یعنی توراۃ) حالانکہ اس کے قبل (خود) بیان کیا کرتے تھے (اور) کفار سے (یعنی مشرکین عرب سے کہ ایک نبی آنے والے ہیں اور ایک کتاب لانیوالے ہیں مگر

اللغات غُلْف جمع اغلف مستعار من الاغلف الذی لم یختن ای ہی مغشاۃ باغشیۃ لا یکاد یصل الیہا ما جاء بہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم الی قولہ قال الکلبی یعنون ان قلوبنا لا تصل الیہا حدیثک لانہا وعاء وکان فی حدیثک خیر لو عتہ ایضا وحاصل الرد انہا بعد ہم من رحمۃ اللہ فلذلک لا یقبلون الحق المودی الیہا ۱۲ من ابن السعود

یستفتحون یفتحون علیہم من قولہم افتح اللہ علیک فاعلہ کما فی قولہا تفوہ بہا فتح اللہ علیکم

العربیۃ واسین فی یستفتحون اذا کا بمعنی یفتحون زائدۃ للمبالغۃ کانہم طلبوا ابعد طلبہ من تضمین ۱۲ روح المعانی قولہ ولما جاءھم جواب لما محذوف دل علیہ جواب لما الثانیۃ ۱۲ (بیضاوی)

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

پھر جب وہ چیز آپہنچی جسکو وہ پہچانتے ہیں تو اس کا انکار کر بیٹھے سو خدا کی مار ہو ایسے منکروں پر۔

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ

وہ حالت بُری ہے جسکو اختیار کر کے وہ اپنی جانوں کو پہچانا چاہتے ہیں یہ کہ انکار کرتے ہیں اس چیز کا جو حق تعالیٰ نے نازل فرمائی محض ضد پر کہ اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ

اپنے فضل سے جس بندہ پر اسکو منظور ہو اس کو نازل فرمائے سو وہ لوگ غضب بالائے غضب کے مستحق ہو گئے۔

وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾

اور ان کفر کرنے والوں کو ایسی سزا ہوگی جس میں ذلت ہے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ پھر جب وہ چیز آپہنچی جس کو وہ خوب جانتے پہچانتے ہیں تو اس کا (صاف) انکار کر بیٹھے سو (بس) خدا کی مار ہو ایسے منکروں پر (کہ جان بوجھکر محض تعصب کے سبب انکار کریں) ف قرآن کو جو مصداق توراۃ فرمایا اسکی وجہ یہ ہے کہ توراۃ میں جو پیشین گوئیاں متعلق بعثت محمدیہ اور نزول قرآن کے تھیں ان سے اُن کا صدق ظاہر ہو گیا۔ سو توراۃ کا ماننے والا تو قرآن اور صاحب قرآن کی تکذیب کر ہی نہیں سکتا۔ ورنہ تکذیب توراۃ کی لازم آتی ہے جیسا ظاہر ہے اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ جب حق کو حق جانتے تھے تو ان کو مومن کہنا چاہیئے پھر اُن کو کافر کیسے کہا گیا۔ جواب یہ ہے کہ جس طرح حق کو باطل جاننا کفر ہے اسی طرح باوجود حق جاننے کے انکار کرنا بھی کفر ہے بلکہ بشہادت عقل و شرع یہ اول سے بھی قبیح تر ہے دوسرے یہ جاننا اضطراری تھا جس سے وہ کار نہ تھے اور ایمان تصدیق اختیاری کا نام ہے جس میں طوع و تسلیم ہو گیونکہ مامور بہ اور مامور بہ کا اختیاری ہونا ضرور ہے آگے اس کا بھی بیان ہے کہ جان بوجھکر پھر امر واقعی کا انکار کرنے کی کیا وجہ حاصل جواب یہ ہے کہ حسد اس کا سبب ہے چنانچہ ارشاد ہے بسبب انکار یہود بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وہ حالت (بہت ہی) بُری ہے جس کو اختیار کر کے (وہ بزعم خود) اپنی جانوں کو (عقوبت آخرت سے) چھڑانا چاہتے ہیں (اور وہ حالت) یہ (ہے) کہ کفر (و انکار) کرتے ہیں اس چیز کا جو حق تعالیٰ نے (ایک سچے پیغمبر پر) نازل فرمائی (یعنی قرآن اور وہ انکار بھی) محض (اس) ضد پر کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس بندہ پر اسکو منظور ہو (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ) نازل فرمائے سو (اس حسد بالائے کفر سے) وہ لوگ غضب بالائے غضب کے مستحق ہو گئے اور (آخرت میں) ان کفر کرنے والوں کو ایسی سزا ہوگی جس میں (تکلیف کے علاوہ) ذلت (بھی) ہے۔ ف ایک غضب تو کفر پر تھا ہی دوسرا غضب اُن کے حسد پر ہو گیا اور عذاب میں مہین کی قید سے تخصیص کفار کی ہو گئی کیونکہ مومن عاصی کو عذاب تطہیر عن الذنوب کے لئے ہوگا۔ آگے انکا ایک قول بیان فرماتے ہیں جس سے کفر ثابت ہوتا ہے اور حسد بھی مترشح ہوتا ہے۔

العربیۃ قولہ علی الکفرین ای علیہم وانما بالمظہر للدلالۃ علی ما بہم لتعنوا الکفر بہم فیکون اللام للعہد (بیضاوی) (قلت وانظر الی ۱۲

۱۲ العہد فی الترجمۃ ۱۲

النحو واللغة

بئسما - ماکرۃ بمعنی شیء ممیزۃ لفاعل بئس المستکن واشتروا صفۃ ومعناہ باعوا انفسہم بحسب ظنہم فانہم لم یشتروا بہا حقیقۃ بما فرطوا ان یکفروا بہ ای الخصوص بالذم بغیا طلبا لما لیس لہم وحسدا وجملۃ یکفروا وما اشتروا بہ الفصل ان ینزل اللہ ای لان ینزل ای حسدوا علی ان ینزل ۱۲ بیضاوی

قلت واخرج فی اسباب النزول الثعلبی والواحدی فی اسنادہما الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لما قدم عبد اللہ بن صوریا الاعور واکعب بن الاشرف المدینۃ من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتیاہ فقالا یا محمد لقد عرفت انک رسول اللہ ولکنک لست منا فنتبعک ولا نعلم انہ جاء نبی قط کما ذکر لنا انک تجد فی التوراۃ صفتک ونعتک وانہ لم یجئ فنعلم انک ہو فما یمنعک من اتباعک الا ما نرد من سنک وان نبیا سئل عن امتہ کم یملک من السنین فقال ثلثین سنۃ وانما امتک احداث فی السنین کثیر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہل غیر ذلک فقالا نعم قال ما ذا قالا المص فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اعطیت سبعین سنۃ فقالا ہل غیر ذلک فقالا نعم قال ما ذا قالا الر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اعطیت مائۃ واحدی وسبعین سنۃ فقالا ہل غیر ذلک فقالا نعم قال ما ذا قالا المر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اعطیت مائتین واحدی وسبعین سنۃ فقالا لقد تشابہ علینا امرہ فلا ندری ایہما اکثر فقال ابو یاسر بن اخطب ہکذا ما علمنا حتی ساعتنا ہذہ فقالا یا محمد ہل مع ہذا غیرہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم المص فقال ہذہ اثقل واطول ہذہ احدی وستون ومائۃ ثم قال ہل غیر ہذا فقالا نعم قال ما ذا قالا الر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذہ اثقل واطول ہذہ مائتان واحدی وثلثون ثم قال ہل غیر ہذا فقالا نعم قال ما ذا قالا المر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذہ اثقل واطول ہذہ مائتان واحدی وسبعون فقالا لقد تشابہ علینا امرہ فلا ندری ایہما اکثر فقال ابو یاسر بن اخطب ہکذا ما علمنا حتی ساعتنا ہذہ فقالا یا محمد ہل مع ہذا غیرہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم المص فقال ہذہ اثقل واطول ہذہ احدی وستون ومائتان

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَ

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ اُن کتابوں پر جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس کتاب پر ایمان لاویں گے جو ہم پر نازل کی گئی

يَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۚ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۗ قُلْ فَلِمَ

جتنی اُس کے علاوہ ہیں ان کا وہ انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ بھی حق ہیں اور تصدیق کرنے والی بھی ہیں اُس کی جو اُن کے پاس ہے۔ آپ کہیے کہ پھر

تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾

کیوں قتل کیا کرتے تھے اللہ کے پیغمبروں کو اُس کے قبل کے زمانہ میں اگر تم ایمان رکھنے والے تھے۔

دلیل کفر و حسد یہود مع رد۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۚ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۗ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ اور جب اُن (یہودیوں سے) کہا جاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ اُن (تمام) کتابوں پر جو اللہ تعالیٰ نے (متعدد پیغمبروں پر) نازل فرمائی ہیں (اور اُن تمام کتابوں میں قرآن بھی ہے) تو (جواب میں) کہتے ہیں کہ ہم (تو صرف) اُس (ہی) کتاب پر ایمان لاویں گے۔ جو ہم (لوگوں) پر بواسطۂ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے، نازل کی گئی ہے (یعنی توراۃ) اور (باقی) جتنی (کتابیں) اُس کے علاوہ ہیں (جیسے انجیل اور قرآن) اُن (سب) کا وہ انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ (توراۃ کے ماسوا کتابیں) بھی (فی نفسہٖ) حق (اور واقعی) ہیں اور (فی نفسہٖ حق ہونے کے علاوہ) تصدیق کرنے والی بھی ہیں اُس (کتاب) کی جو اُن کے پاس ہے (یعنی توراۃ کی) آپ (یہ بھی) کہیے کہ (اچھا تو) پھر کیوں قتل کیا کرتے تھے اللہ کے پیغمبروں کو اس کے قبل کے زمانہ میں اگر تم (توراۃ پر) ایمان رکھنے والے تھے۔ **ف** یہود کے اس قول کا کفر ہونا تو صریح ہے کہ اقرار کر لیا کہ ہم صرف توراۃ پر ایمان لاویں گے دوسری کتب پر ایمان نہ لاویں گے اور اس عنوان سے کہ ہم پر نازل کی گئی حسد بھی مترشح ہے جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اور کتابیں چونکہ ہم پر نازل نہیں کی گئیں اس لئے ایمان نہیں لاتے اور اللہ تعالیٰ نے اِن پر اس قول میں تین طرح رَدّ فرمایا۔ اوّل یہ کہ جب اور کتابوں کی حقیت اور واقعیت بھی دلیل قطعی سے ثابت ہے پھر اُس کے انکار کی کیا وجہ البتہ اُس دلیل میں اگر کچھ کلام تھا اُس کو پیش کر کے تشفی کر لیتے باقی انکار محض کی کیا وجہ۔ دوسرے جب اور کتابیں مثلاً قرآن ہی کو لو جب توراۃ کی مصدّق ہیں تو اُس کے اِنکار و تکذیب سے تو خود توراۃ کا انکار و تکذیب بھی لازم آتا ہے جیسا اُوپر عنقریب آیت وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ الخ کی تفسیر میں بھی اس کی تقریر آچکی ہے۔ تیسرے یہ کہ انبیاء علیہم السّلام کو قتل کرنا تمام کتب سماویّہ کی رو سے کفر ہے پھر تمہارے گروہ کے لوگوں نے جو بہت سے نبیوں کو قتل کیا جن کی تعلیم بھی توراۃ ہی کے احکام کے ساتھ خاص تھی اور قاتلین کو تم مقتدا اور پیشوا سمجھتے ہو یہ تو برملا و راست توراۃ کے ساتھ کفر ہے اس سے تو دعوی ایمان بالتوراۃ کا بھی غلط ٹھیرتا ہے۔ غرض ہر پہلو سے تمہارا یہ قول اور فعل بے ٹھکانے ہے آگے یہود کے اسی قول کو اور وجوہ سے بھی رَدّ فرماتے ہیں۔

النحو واللغۃ: ۔ وداء فی الاصل مصدر جعل ظرفا ویضاف الی الفاعل فیراد بہ ما یتواری وہو خلاف وراء المفعول فیراد بہ ما یلوری وہو قفاہ لذلک ضد من الاضداد وہو ہیضاوی

مسائل السلوک (متعلقہ صفحہ)

قولہ تعالیٰ

اَنْ یُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ قال العبد الضعیف فیہ دلیل علی ان الاخوات الموہوبۃ ھو محض الفضل والمشیت من اللہ تعالیٰ لا مدخل فیہا للمجاہدۃ انتہی القول

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ان ینزل اللہ من فضلہ علی من یشاء اس میں دلیل ہے اس پر کہ احوال وہبیہ محض فضل و مشیت سے میسر ہوتی ہے ان میں مجاہدہ کو کچھ دخل نہیں۔

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تم لوگوں کے پاس صاف صاف دلیلیں لائے اس پر بھی تم لوگوں نے گوسالہ کو تجویز کر لیا موسیٰ علیہ السلام کے

ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ

بعد اور تم (اس تجویز میں) ستم ڈھا رہے تھے ف اس بینات سے مراد وہ دلائل ہیں جو اس قصہ سے پہلے کہ اُس وقت تک

اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ

دیتے ہیں ہمت کے ساتھ اور سنو اُنھوں نے کہدیا کہ ہم نے سُن لیا اور ہم عمل نہ ہوگا - اور اُن کے قلوب میں دی

الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ

گوسالہ پیوست ہو گیا تھا - اُن کے کفر کی وجہ سے -

تتمہ ردِ دعوی ایمان یہود وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تم لوگوں کے پاس صاف صاف دلیلیں (توحید و رسالت کی) لائے (مگر) اس پر بھی تم لوگوں نے گوسالہ کو (معبود) تجویز کر لیا موسیٰ علیہ السلام کے (طور پر جانے کے) بعد اور تم (اس تجویز میں) ستم ڈھا رہے تھے ف اس بینات سے مراد وہ دلائل ہیں جو اس قصہ سے پہلے کہ اُس وقت تک تورات نہ ملی تھی صدق حضرت موسیٰ علیہ السلام پر قائم ہو چکی تھیں مثلاً عصا اور ید بیضا اور فلق بحر و نحو ذلک حاصل تقریر رد کا ظاہر ہے کہ تم دعوی کرتے ہو ایمان کا اور یہ فعل صریح شرک تھا جس سے موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب خدا کی تکذیب صریحاً لازم آئی جس طرح اُوپر کے عمل سے تورات کی تکذیب لازم آئی تھی اور چونکہ اس کے قبل اتخاذ عجل کے قصہ سے صرف اُن کے معاملات قبیحہ کا بیان کرنا مقصود تھا اور یہاں اُن کے دعوے کی تکذیب کرنا لہذا بتجدد تعدد فائدے کے سبب تکرار نہیں ہے اور یہی تقریر سمجھو آیت آئندہ میں جس میں اخذ میثاق کا ذکر ہے جو اُوپر بھی آچکا ہے اور حاضرین زمانۂ نزول قرآن پر اتخاذ عجل سے رد کرنا اسی بنا پر ہے کہ یہ لوگ اُن کے طرفدار اور حامی رہتے تھے - اور خواہ مقصود کی تقریر اس طرح کیجائے کہ جن کے سلف نے کفر بموسیٰ کیا اُن کے خلف سے کفر بمحمد چنداں عجیب نہیں - تتمہ رد مذکور وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب ہم نے تمہارا قول و قرار لیا تھا اور (اس قول و قرار لینے کے لئے) طور کو تمہارے (سروں کی) اوپر لا کھڑا کیا تھا (اور اُس وقت حکم دیا تھا کہ) لو جو کچھ (احکام) ہم تم کو دیتے ہیں ہمت اور پختگی کے ساتھ اور (اُن احکام کو دل سے) سنو (اُس وقت) اُنھوں نے (ڈر کے مارے زبان سے تو) کہدیا کہ ہم نے (قبول کر لیا اور) سُن لیا اور (چونکہ واقع میں یہ بات دل سے نہ تھی اس لئے گویا بزبانِ حال یوں بھی کہہ رہے تھے کہ ہم سے عمل نہ ہوگا اور (وجہ اُن کی اس بددلی کی یہ تھی کہ) اُن کے قلوب (کے ریشہ ریشہ) میں وہی گوسالہ پیوست ہو گیا تھا اُن کے کفر سابق کیوجہ

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ بزبان حال ماخوذ احد الاقوال المذکورۃ فی رد المعانی ۱۲

اللغات ۱۲

اشربوا اتداخلہم حبہ ورسخ فی قلوبہم صورۃ بفرط شغفہم بہ کما یتداخل الصبغ الثوب والشراب اعماق البدن ۱۲ بیضاوی

العربیۃ فی قولہم بیان لمکان الاشراب کقولہ تعالیٰ انما یاکلون فی بطونہم نارا ۱۲ بیضاوی

قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَتْ

آپ یہ فرما دیجئے کہ یہ افعال تو بہت برے ہیں جن کی تعلیم تمہارا ایمان تم کو کر رہا ہے اگر تم (اہلِ) ایمان ہو۔ آپ کہہ دیجئے کہ

لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا

عالمِ آخرت محض تمہارے ہی لئے نافع ہے بلاشرکت غیرے تو تم موت کی تمنا

الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ

کر کے دکھلا دو اگر تم سچے ہو اور وہ ہرگز کبھی اس کی تمنا نہ کریں گے بوجہ ان اعمال کے جو اپنے

اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾

ہاتھوں سمیٹے ہیں اور حق تعالیٰ کو خوب اطلاع ہے ان ظالموں کی۔

سے (جبکہ دریائے شور سے اُتر کر انھوں نے ایک بت پرست قوم کو دیکھکر درخواست کی تھی کہ ہمارے لئے کوئی ایسا ہی معبود تجویز کر دیا جائے) قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ آپ فرما دیجئے کہ (دیکھ لیا تم نے اپنے ایمان مزعوم کے افعال کو سو) یہ افعال تو بہت بُرے ہیں جن کی تعلیم تمہارا ایمان تم کو کر رہا ہے اگر تم (بزعم خود اب بھی) اہلِ ایمان ہو (یعنی یہ ایمان نہیں ہے) ف حاصل ترتیب اسباب و مسببات مندرجہ آیت ۹۳ مختلف ہوتے ہیں اعلیٰ درجہ کی تو یہ ہے کہ نہ ہونے سے اس کی ظلمت کچھ قلب میں باقی رہ گئی وہ ترقی پاکر گوسالہ پرستی کا سبب ہوا پھر اس کی توبہ میں بعض تو قتل ہی ہو گئے اور شاید بعضوں کی بلا قتل معافی ہو گئی ہو جیسا بعض مفسرین نے نقل کیا ہے اُن کی توبہ بھی کچھ ضعیف ہوئی ہو گی اور جو گوسالہ پرستی سے محفوظ رہے تھے ان کو گوسالہ پرستوں سے جس قدر نفرت واجب تھی اُس میں کوتاہی ہونے سے ایک گونہ اثر اس معصیت شرکیہ کا بسبب ایک شعبۂ رضا کے اُن کے قلب میں باقی تھا بہرحال ضعف توبہ یا بقائے اثر عدم نفرت نے پھر قلوب میں سستی دین پیدا کی جس سے اخذ میثاق میں رفع طور کی نوبت آئی اور قبول میں بھی مثقال اور حال موافق نہ ہوئے۔ معاملہ سبت و ششم قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾ (بعض یہودی دعویٰ کرتے تھے کہ آخرت کی نعمتیں خالص ہمارا ہی حق ہیں حق تعالیٰ نے اس کے باطل کرنے کے لئے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ (ان لوگوں سے) کہہ دیجئے کہ اگر (بقول تمہارے) عالمِ آخرت محض تمہارے ہی لئے نافع ہے بلاشرکت غیرے تو تم (اسکی تصدیق کے لئے ذرا) موت کی تمنا کر کے دکھلا دو اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو اور (ہم ساتھی یہ بھی کہے دیتے ہیں کہ وہ خاص مدعی) ہرگز کبھی اس (موت کی تمنا نہ کریں گے بوجہ خوفِ سزا اُن اعمال کفریہ) کے جو اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں اور حق تعالیٰ کو خوب اطلاع ہے ان ظالموں کے حال کی (جب تاریخ معقد مسکی آئے گی فرد قرارداد

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ قل ان کانت لکم الدار الاخرۃ عند اللہ خالصۃ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین قال ابو الحسن ھذہ الآیۃ تدل علی ان من اعمالات الموت طلبہ عقلاً علی انقطاع احوال الدنیا وتنقل بقوں ترجمہ

قولہ تعالیٰ قل ان کانت لکم الدار الاخرۃ عند اللہ خالصۃ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین اس آیت میں یہود کو خطاب کر کے ان کے دعوے پر کہ جنت خاص انہی کے لئے ہے یہ علامات قائم کی ہیں جن سے ان کے دعوے کی تکذیب ہو جاتی ہے خواہ وہ علامات ہوں یا نہ ہوں جب تقدیر ثم ارادہ

ملحقات الترجمہ
۱؎ قولہ وہ ہست کی کی فی سورۃ الاعراف اجمل ۱۲ الخ ۱۲
۲؎ قولہ ترجیح ہے ارطاق ۱۲ منہ عفی عنہ

۹۴ کا بیچ کہ دریائے شور سے اُتر کر ان لوگوں سے ایک کلمہ کفر صادر ہوا ہر چند کہ حضرت موسیٰ کی جوتو بیخ سے توبہ کر لی لیکن توبہ کے مراتب بھی

جرم سنا کر سزا کا حکم کر دیا جاوے گا) ف یہود کا یہ دعویٰ ان آیات سے بھی مفہوم ہوتا ہے لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۔ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ۔ وَاَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ وغیرہا۔ حاصل ان سب دعووں کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم دین حق پر ہیں لہٰذا آخرت میں ہم کو نجات تو ضرور ہوگی۔ پھر ہم میں گنہگار ہیں اُن کو چند سزائے دوزخ بھگتنا پڑے گی! اور جو تائب یا مرحوم ہیں وہ ابتداءً ہی جنت میں داخل ہو جاویں گے اور جو مطیع ہیں مثل انبیاء و احباء کے محبوب و مقرب ہیں اور یہ سب دعویٰ قطع نظر قبیح بعض عنوانات کے فی نفسہٖ کسی شخص کے دین حق پر قائم ہونے کی صورت میں صادق ہیں چونکہ وہ لوگ بوجہ منسوخ ہو جانے اُن کے دین کے واقع میں دین حق پر نہ تھے اس لئے حق تعالیٰ نے جا بجا مختلف وجوہ و طرق سے اُن کی تکذیب فرمائی ہے منجملہ اُن طرق کے ایک طریق یہ ہے جو یہاں مذکور ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ تم لوگ اگر طریق معتاد یعنی مناظرہ سے فیصلہ نہیں کر سکتے تو ایک طریق غیر معتاد و خارق عادت سے فیصلہ کر لو جس میں علم و فہم و نظر غائر کی بھی ضرورت نہیں صرف زبان ہلانے کا کام ہے وہ یہ کہ ہم پیشین گوئی کرتے ہیں کہ تم لوگ ہرگز زبان سے اتنا نہیں کہہ سکتے کہ ہم موت کے متمنی ہیں۔ اس پیشین گوئی کے ساتھ اب ہم تم سے درخواست کرتے ہیں کہ بھلا اتنا کلمہ کہہ تو دو۔ اگر کہہ دیا تو ہم ہارے تم جیتے اور اگر نہ کہہ سکے تو پھر تو ہمارا صادق تمہارا کاذب ہونا ثابت ہو جاوے گا۔ اور یہ طریق اس تقدیر پر اگر شرط جزا میں مناسبت بھی نہ ہوتی تب بھی کافی تھا لیکن مناسب سے احتجاج کے علاوہ لطافت اور بلاغت اور مزید ہو گئی وجہ مناسبت ظاہر ہے کہ جس شخص کو آخرت میں قرب یا اقل درجہ نجات ہی کا یقین ہو جیسا دین حق کے ہونے کا مقتضا ہے تو اس کو آخرت میں پہنچنا فی نفسہٖ ضرور مرغوب و محبوب ہونا چاہیئے جس کی سڑک صرف موت ہے اس لئے اس سڑک پر پڑ جانا بھی اس اعتبار خاص سے ضرور اس کا متمنی ہوگا گو طبعاً موت سے وحشت کرتا ہو یا سزائے معاصی سے خائف ہو سو اس وحشت طبعیہ یا خوف عقوبت کا اثر اتنا ضرور ہو سکتا ہے کہ بے ضرورت تمنائے موت نہ کرے گا لیکن جب کوئی ایسا ضروری داعی پیش آوے جو کہ اپنی قوت و اثر سے طبع پر غالب آ جاوے اور اس عقوبت کی طرف ملتفت نہ رہنے دے یا اس معصیت کا کفارہ ہو جانا متوقع ہو تو اس وقت وہ توحش طبعی اور وہ خوف ضرور زائل ہو جاویگا۔ اور اس مرغوبیت و محبوبیت فی نفسہٖ کا ظہور ہو پڑے گا چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جن حضرات پر کوئی کیفیت باطنی مثل شوق وغیرہ کے غالب ہو جاتی ہے تو اس قدر بے دھڑک موت وغیرہ کے آرزومند ہو جاتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ جس کو عین موت کے وقت جب بشارت رحمت و مغفرت و رضائے حق کی مکشوف ہوتی ہے اس وقت بھی مشتاق موت کا ہو جاتا ہے جیسا احادیث میں ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایسے اسباب سے تمنائے موت کی شرعاً ممانعت بھی نہیں ہے جیسا حدیثوں میں ممانعت کو بضرر دنیوی کے ساتھ مقید کرنا صاف اس پر دال ہے جب یہ سب ذہن نشین

ملخص الترجمہ

ف قولہ زبان سے اتنا فی روح المعانی والمراد بها نفس قول الشخص لیت کذا ولیس من اعمال القلب ۱۲

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ

اور آپ اُن کو حیات کا حریص اور آدمیوں سے بڑھکر پاویں گے۔ اور مشرکین سے بھی

يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ۗ

اُن میں کا ایک ایک اس ہوس میں ہے کہ اُسکی عمر ہزار برس کی ہو جاوے۔ اور یہ امر عذاب سے تو نہیں بچا سکتا کہ عمر ہو جاوے

ہو گیا تو اب سمجھئے کہ یہود اگر بزعم خود حق پر ہیں تو گو موت کی کراہت و وحشت طبعیہ پر وہ قابل الزام نہیں لیکن جب ہی تک کہ کوئی داعی قوی پیش نہ آئے اور اس سے بڑھکر کیا داعی ہوگا کہ دلائل عقلیہ و سمعیہ سے فیصلہ نہ ہونے پر مدار فیصلہ صرف اتنا امر قرار پایا ہو کہ زبان سے اظہار تمنا کر دو۔ سو اول تو دین جس درجہ اہل دین کو محبوب ہوتا ہے اس کا مقتضا تو یہ ہے کہ اگر اعلاء دین اور اس کے اثبات حقیت وجود علیہ کے لئے سچ مچ جان نذر ہو جاوے تو عین شہادت و غایت مطلوب ہے جیسا جاں بازیسے اوقات میں جاں بازی کر ہی گذرتے ہیں تو اگر سچ مچ وہ مر بھی جاتے مگر دین کا بول بالا ہو جاتا جب بھی کوئی وجہ پس و پیش کی نہ تھی اور یہاں تو صرف زبان ہی ہلانا پڑتا تھا مگر چونکہ اضطرار اپنا باطل اور کفر پر اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مومنین کا حق اور ایمان پر ہونا خوب جانتے تھے جیسا کہ بمقتضا مت ایدیھم میں یہی مراد ہے اس لئے کچھ ایسی ہیبت چھائی کہ زبان ہی نہ اٹھی و رنہ جس درجہ حضورؐ سے ان کو عداوت و مخالفت تھی اس کی وجہ سے تو آپ کی اس پیشین گوئی پر بڑا جوش آنا چاہیئے تھا اور ضرور کہہ ڈالتے لیکن کچھ ایسے کھوئے گئے کہ دیوار بولے تو وہ بولیں۔ درحقیقت یہ بڑا ہی معجزہ ہے۔ جو اثبات حقانیت اسلام کے لئے نہایت کافی ہے اور اس تقریر سے بفضلہ تعالیٰ مقام میں کوئی اشکال نہ رہا مثلاً یہ کہ موت سے تو کراہت طبعیہ ہوتی ہے یا بعد موت خوف سزائے معصیت ہوتا ہے اسلئے تمنا نہ کی ہو یا یہ کہ تمنائے موت تو ممنوع ہے پھر ان سے کیوں درخواست کی گئی سو تقریر بالا سے واضح ہو گیا کہ جو حالت درپیش تھی اس میں نہ طبعی کراہت ہے نہ اُس خوف کی طرف التفات ہے نہ شرعی ممانعت ہے اب دو امر اور سمجھ لیجئے ایک تو یہ کہ احتجاج[ح] خاص ان یہودیوں کے ساتھ تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب تھے ہر زمانہ کے یہودیوں سے یہ خطاب نہیں ہے اور ابداً انھیں کی عمر کے اعتبار سے فرمایا ہے۔ دوسرے یہ کہ شبہ نہ کیا جاوے کہ شاید کسی نے اظہار تمنا کیا ہو مگر خبر نہ پہنچی ہو۔ جواب یہ ہے کہ مخالفین قرآن ہمیشہ ناصرین سے زیادہ رہے ہیں اگر ایسا ہوتا منقول و مشہور ہونا ضرور تھا آگے اُن کے تمنا نہ کرنے کا تتمہ مضمون کا ذکر ہے مع اشارہ ثبوت اُن کے کذب دعوی کے تتمہ مضمون سابق وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ

اور (وہ لوگ موت کی تمنا کیا خاک کرتے) آپ (تو انکو حیات (دنیویہ) کا حریص اور (عام) آدمیوں سے (بھی) بڑھکر پاویں گے اور (اوروں کا تو کیا ذکر حیرت تو یہ ہے کہ بعض) مشرکین سے بھی (بڑھکر آپ ان کو حریص حیات کا دیکھیں گے جن کی یہ کیفیت ہے کہ) ان میں کا ایک ایک شخص (اس ہوس میں ہے کہ اُس کی عمر ہزار برس کی ہو جاوے اور (بھلا بالفرض

ملحقات الترجمہ

[ح] قولہ قولہ تعالیٰ آخر یا احتجاج خاص اُن یہودیوں کے ساتھ تھا الخ لما فی روح المعانی فی قصۃ طویلۃ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال توہم ہذا الکلب اللعین الجاہل ان ہذا لکل یہودی او الیہود فی کل وقت لا انما ہو لاولئک الذین کانوا یعاندون ویجحدون نعمان عرفوا الخ ۱۲

النحو

من الذین اشرکوا فی الکشاف محمول علی المعنی لان معنی احرص من الناس احرص من الناس و ما ھو قیل الضمیر لما دل علیہ یعمر من مصدرہ وان یعمر بدل منہ وقیل ان یکون مبتدا وان یعمر موصوفہ فان قلت ھو احدھم ما موقعہ قلت ھو بیان لزیادۃ حرصھم علی طریق الاستیناف فان قلت کیف افصل بغیر یود احدھم قلت ھو حکایۃ لود ھم ولو فی معنی التمنی وکان القیاس لو اعمر لانہ حمل علی لفظ الغیبۃ لقولہ یود احدھم کقولک حلف باللہ لیفعلن ۱۲

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى ع ۱۱

اور حق تعالیٰ کے سب پیش نظر ہیں اُن کے اعمال - آپ یہ کہیئے کہ جو شخص جبریلؑ سے عداوت رکھے سو انھوں نے یہ قرآن آپ کے

قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾

قلب تک پہنچا دیا ہے خداوندی حکم سے اس کی یہ حالت ہے کہ تصدیق کر رہا ہے اپنے سے قبل والی کتابوں کی اور رہنمائی کر رہا ہے اور خوشخبری سُنا رہا ہے

اگر اتنی عمر ہو بھی گئی تو کیا) وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ ع یہ امر عذاب سے تو بچا نہیں سکتا کہ (کسی کی بڑی) عمر ہو جاوے اور حق تعالیٰ کے سب پیش نظر ہیں اُن کے اعمالِ (بد جس پر اُنکو عذاب ہونیوالا ہے) ف حیرت اور استبعاد کی وجہ یہ ہے کہ مشرکین عرب آخرت کے منکر تھے اس لئے ان کی بہار اور عیش جو کچھ ہے دنیا ہی ہے وہ اگر طولِ عمر کی تمنا کریں عجیب نہیں مگر یہود تو آخرت کے قائل اور بزعم خود اُس کی نعمت کے خود مستحق پھر دنیا میں ہمیشہ رہنا چاہیں یہ نہایت مستبعد ہے۔ پس باوجود اعتقادِ آخرت کے طول عمر کی تمنا صاف دلیل ہے کہ یہ اختصاص استحقاق نعمتِ آخرت کا دعویٰ ہی دعویٰ ہے دل میں خوب سمجھتے ہیں کہ وہاں پہنچکر جہنم ہی نصیب ہونا ہے اس لئے جب تک بچے رہیں جب ہی تک سہی معاملہ بست و تم قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ (بعض یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنکر کہ جبریل علیہ السّلام وحی لاتے ہیں کہا کہ ان سے تو ہماری عداوت ہے احکام شاقہ اور واقعات ہائلہ ان ہی کے ہاتھوں آیا کئے ہیں۔ میکائیل خوب ہیں کہ بارش اور رحمت اُن کے متعلق ہے اگر وہ وحی لایا کرتے تو ہم مان لیتے حق تعالیٰ اس پر رد فرماتے ہیں کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ (ان سے) یہ کہیئے کہ جو شخص جبریل سے عداوت رکھے (وہ جانے لیکن اس امر کو قرآن کے نہ ماننے میں کیا دخل کیونکہ اس میں تو وہ سفیر محض ہیں) سو (سفارت کے طور پر) اُنھوں نے یہ قرآن آپ کے قلب تک پہنچا دیا ہے خداوندی حکم سے (تو لانیوالے کی خصوصیت کیوں دیکھی جاتی ہے البتہ خود قرآن کو دیکھو کہ کیسا ہے سو) اُس کی (خود) یہ حالت ہے کہ تصدیق کر رہا ہے اپنے سے قبل (سماوی) کتابوں کی اور رہنمائی کر رہا ہے (مصالح ضروریہ کی) اور خوشخبری سُنا رہا ہے ایمان والوں کو (کتب سماویہ کی یہی شان ہوتی ہے پس قرآن ہر حال میں کتاب سماوی قابلِ اتباع ٹھہرا پھر جبریل علیہ السّلام کی عداوت سے اُس کو نہ ماننا پوری حماقت ہے اب رہا خود مسئلہ عداوتِ جبریل کا سو اُس کا فیصلہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے نزدیک خود اللہ تعالیٰ سے عداوت رکھنا یا اس کے دوسرے ملائکہ سے یا اس کے رسولوں سے یا خود میکائیل سے جن کی دوستی کا دم بھرتے ہیں ان سب سے عداوت رکھنا اور جبریل سے عداوت رکھنا یہ سب یکساں شمار کئے جاتے ہیں اور ان سب عداوتوں کا قانون یہ ہے کہ)

تحفۃ الترجمہ

ف قولہ مشرکین عرب وجہ التخصیص ان بعض المشرکین من مشرکی العجم وجدوا یقولون بالثواب والعقاب بعد الموت ۱۲ ف قولہ وہ جانے اشارۃ الی حذف جزاء من کان و حذف جملۃ معللۃ بقولہ فانہ نزلہ وہذا ھو المرضی عندی ۱۲

البلاغۃ نزلہ الضمیر للقرآن وکذا ھذا الاضمار فیہ لمکانۃ الشان صاحبہ حیث یحمل لفرط شہرتہ کانہ یدل علی نفسہ ۱۲ قولہ علی قلبک فان قلت کان حق الکلام ان یقال علی قلبی قلت جاءت علی حکایۃ کلام اللہ تعالیٰ کما تکلم بہ کانہ قیل قل ما تکلمت بہ من قولی من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علی قلبک ۱۲ کشاف

الروایات:- قولہ بعض یہود الخ اخرجہ فی لباب النقول عن احمد والترمذی والنسائی واسحق بن راہویہ وابن جریر بالفاظ مختلفۃ ۱۲

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ

جو شخص خدا تعالیٰ کا دشمن ہو اور فرشتوں کا اور پیغمبروں کا اور جبریل کا اور میکائیل کا

فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾

تو اللہ تعالیٰ دشمن ہے ایسے کافروں کا

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾ جو کوئی شخص خدا تعالیٰ کا دشمن ہو تو، اور فرشتوں کا (ہو تو) اور پیغمبروں کا (ہو تو) اور جبریل کا (ہو تو) اور میکائیل کا (ہو) تو ان سب کا وبال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دشمن ہے ایسے کافروں کا ف آیت اول کی تقریر کا تتمہ یہ ہے کہ سفارت کے صادق ہونے کے لئے سفیر میں دو صفتوں کا ہونا کافی ہے اول مامور ہو دوسرے امین ہو۔ سو امین ہونے سے تو یہود کو ظاہری انکار بھی نہ تھا صرف عناداً ظاہر میں اس کا انکار کرتے تھے کہ قرآن کی تنزیل من اللہ ہوئی ہو۔ اس لئے یہاں اسی کا اثبات کیا گیا۔ اور نیز ایک دوسرے نکتہ سے بھی یہ تخصیص اس مقام کے مناسب ہے کیونکہ مامور سے کوئی معاملہ کرنا عرفاً آمر تک متعدی ہوتا ہے سو اُن کی عداوت کا مستلزم عداوت مع اللہ ہونا خوب مؤکد ہو گیا اور یہ بھی مقاصد مقام سے ہے اور آیت ثانیہ میں علیٰ قلبک سے کسی کو یہ وسوسہ نہ ہو کہ الفاظ قرآنی منزل من اللہ نہیں صرف معانی ہی منزل ہیں وجہ دفع کی یہ ہے کہ قلب جس طرح معانی کا ادراک کرتا ہے اسی طرح الفاظ کا بھی تو ادراک کرتا ہے بلکہ واقع میں مدرک ہی ہے اور کان وغیرہ حواس تو محض اس کے آلات ہیں جس طرح آنکھ کے سامنے جبتک کہ آنکھ کی معین تو ضرور ہے لیکن مدرک تو آنکھ ہی ہے۔ خوب سمجھ لو بالخصوص حالت وحی میں بے خودی کے طاری ہونے سے حواس ظاہری فاعل نہیں رہتے۔ اس وقت بلاواسطہ گوش کے الفاظ بھی قلب ہی پر وارد ہوں گے۔ جس طرح سے اونگھتے یا سوتے میں کوئی خواب دیکھے اور اس میں کسی سے کچھ سنے تو ظاہر ہے کہ گوش ظاہری معطل محض ہے ورنہ اور باتیں بھی سنائی دیتیں مگر یقینی بات ہے کہ اس میں الفاظ بھی ہوتے ہیں چنانچہ بعض اوقات خواب بیان کرنے کے وقت یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ یہ الفاظ تھے۔ بلکہ بعض اوقات بعض الفاظ غیر معروف المعنی بھی ہوتے ہیں جنکی نسبت پوچھا جاتا ہے کہ خدا جانے اس لفظ کے کیا معنی ہوں گے۔ خواب سے زیادہ کشف و ریاضت والے اس کو سمجھ سکتے ہیں اور وحی کی شان تو ان سب سے ارفع اور اتصال عالم باطن میں وہ سب سے اقویٰ ہے کہ ہم لوگ اس کی پوری حقیقت بھی نہیں سمجھ سکتے پس ایسے امر غیب کے باب میں کسی شئے ثابت بالنص کی نفی محض قیاس یا عدم فہم سے کرنا غلطی عظیم ہے اور قرآن میں خود جا بجا نزول کے ساتھ لسان عربی کی قید مذکور ہے اس لئے اس وسوسہ کی ہرگز گنجائش نہیں۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

من کان عدواً للہ و ملئکتہ و رسلہ و جبریل و میکئیل فان اللہ عدو للکفرین قال العباد الضعیف دلت ھذہ الایۃ علی ان عداوۃ اھل اللہ تقلب عداوۃ اللہ انتھی النقول

ترجمہ

قولہ تعالیٰ من کان عدواً للہ (الی قولہ) فان اللہ عدو للکفرین اس میں دلالت ہے اس پر کہ اہل اللہ کی عداوت اللہ کی عداوت کا سبب بنجاتی ہے

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾

اور ہم نے تو آپ کے پاس بہت سے دلائل واضح نازل کئے ہیں - اور کوئی انکار نہیں کیا کرتا مگر صرف وہی لوگ جو عدول حکمی کے عادی ہیں -

اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

کیا اور جب کبھی بھی ان لوگوں نے کوئی عہد کیا ہوگا - اس کو اُن میں سے کسی نہ کسی فریق نے نظر انداز کر دیا ہوگا - بلکہ ان میں زیادہ تو ایسے ہی نکلیں گے

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

جو یقین ہی نہیں رکھتے -

معاملہ بست و ہشتم وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اور (بعض یہود نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ آپ پر کوئی ایسی دلیل واضح نازل نہ ہوئی جس کو ہم بھی جانتے پہچانتے اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ وہ تو ایک ہی واضح دلیل کو لئے پھرتا ہے) ہم نے تو آپ کے پاس بہت سے دلائل واضح نازل کئے ہیں (جن کو وہ بھی خوب جانتے پہچانتے ہیں سو ان کا انکار نہ جاننے سے نہیں بلکہ یہ انکار عدول حکمی کی عادت کی وجہ سے ہے) اور (قاعدہ کلیہ ہے کہ) کوئی انکار نہیں کیا کرتا (ایسے دلائل کا) مگر صرف وہی لوگ جو عدول حکمی کے عادی ہیں - **معاملہ بست و نہم** اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ (بعض یہود کو جو وہ عہد یاد دلایا گیا جو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے باب میں تورات میں لیا گیا تھا تو انہوں نے خود عہد لینے ہی سے صاف انکار کر دیا اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ) کیا (اس عہد لینے سے اُن کو انکار ہے) اور (اُن کی تو یہ حالت ہے کہ اُنھوں نے اپنے مسلّم عہدوں کو بھی کبھی پورا نہیں کیا بلکہ) جب کبھی بھی اُن لوگوں نے (دین کے متعلق) کوئی عہد کیا ہوگا (ضرور) اُس کو اُن میں سے کسی نہ کسی فریق نے نظر انداز کر دیا ہوگا بلکہ اُن (تعمیلِ عہد نہ کرنے والوں) میں زیادہ تو ایسے ہی نکلیں گے جو (سرے سے اُس عہد کا) یقین ہی نہیں رکھتے (سو تعمیل نہ کرنا تو فسق ہی تھا یہ یقین نہ کرنا اُس سے بڑھکر کفر ہے) **ف** اور ایک جماعت کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ بعضے اُن میں کے اُن عہود کو پورا بھی کرتے رہے تھے کہ اخیر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لے آئے آگے ایک خاص عہد شکنی کا ذکر فرماتے ہیں جس میں اس مقام پر کلام تھا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانا -

ملحقات الرسم

لہ قولہ جن کو وہ بھی خوب جانتے پہچانتے ہیں لقولہ تعالیٰ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم ۱۲

مہ قولہ اس عہد لینے سے اشارۃ الی تقدیر المعطوف علیہ ای اکفروا اذ کلما عاھدوا الخ ۱۲

اللغات قولہ نبذ ۱۲ اصل النبذ الطرح لکنہ غلب فیما ینبذ بہ ظہری ۱۲

الروایات - فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم من طریق سعید او عکرمۃ عن ابن عباس قال قال ابن صوریا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم یا محمد ما جئتنا بشیء نعرفہ ما انزل اللہ علیک من آیۃ بینۃ فانزل اللہ فی ذلک ولقد انزلنا الیک آیات بینات الآیۃ وقال مالک بن صیف حین بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وذکرما اخذ علیہم من المیثاق وما عہد الیہم فی محمد واللہ ما عہد الینا فی محمد ولا اخذ علینا میثاقا فانزل اللہ تعالیٰ او کلما عاھدوا الآیۃ

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا

اور جب ان کے پاس ایک پیغمبر آئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تصدیق بھی کر رہے ہیں اس

مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ

کتاب کی جو ان لوگوں کے پاس ہے۔ ان والی کتاب میں کے ایک فریق نے خود اس کتاب اللہ ہی کو

وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

پس پشت ڈال دیا جیسے اُن کو گویا اصلا علم ہی نہیں۔

تتمہ سابق وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ اور جب اُن کے پاس ایک (عظیم الشان[1]) پیغمبر آئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ جو (رسول ہونیکے ساتھ) تصدیق بھی کر رہے ہیں اُس کتاب کی جو اُن لوگوں کے پاس ہے (یعنی توراۃ کی کیونکہ اس میں آپ کی نبوت کی خبر ہے تو اس حالت میں آپ پر ایمان لانا عین تورات پر عمل تھا جس کو وہ بھی کتاب اللہ جانتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے بھی اِن اہل کتاب میں کے ایک فریق نے خود اس کتاب اللہ ہی کو اس طرح پس پشت ڈال دیا جیسے اِن کو (اُس کے مضمون کا یا کتاب اللہ ہونے کا) گویا اصلا علم ہی نہیں۔

ملحقات سابقہ

[1] قولہ عظیم الشان افادہ تنوین رسول ۱۲

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ

اور انھوں نے ایسی چیز کا اتباع کیا جس کا جرچا کیا کرتے تھے شیاطین حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت میں۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا

وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ

مگر شیاطین کفر کیا کرتے تھے اور حالت یہ تھی کہ آدمیوں کو بھی سحر کی تعلیم کیا کرتے تھے اور اس کا بھی جو کہ ان دونوں فرشتوں پر نازل

بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ

بابل میں جن کا نام ہاروت اور ماروت تھا اور وہ دونوں کسی کو نہ بتلاتے جبتک نہ کہدیتے کہ ہمارا وجود بھی ایک امتحان ہے سو تو کہیں

فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ

کافر مت بن جایئو سو لوگ ان دونوں سے اس قسم کا سحر سیکھ لیتے تھے جسکے ذریعہ سے کسی مرد اور اسکی بیوی میں تفریق پیدا کر دیتے تھے

وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ

اور وہ لوگ اس کے ذریعہ سے کسی کو بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے مگر خدا ہی کے حکم سے اور ایسی چیز سیکھ لیتے ہیں جو انکو ضرر رسان ہے

وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۭ

اور انکو نافع نہیں ہیں اور ضرور اتنا بھی جانتے ہیں کہ جو شخص اس کو اختیار کرے ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۲ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا

اور بیشک بری ہے وہ چیز جس میں وہ لوگ اپنی جان سے رہے ہیں کاش ان کو عقل ہوتی اور اگر وہ لوگ ایمان

ع ۱۲ ۱۲ ۱۲

وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۳ ع

اور تقوی کرتے تو خدائے تعالی کے یہاں کا معاوضہ بہتر تھا۔ کاش ان کو عقل ہوتی۔

تاکید تتمہ بیان اتباع یہود سحر را وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۭ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۲ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۳ ع اس مقام کی خصوصیت مقتضی ہے کہ ترجمہ و تفسیر سے پہلے ایک مضمون بطور مقدمہ

اللغات تتلوا من التلاوۃ تقرا او من التلو تتبع شرا (بحر المحیطین البیع والشرا ۱۲ بیضاوی وحاشیہ۔

النحو - واتبعوا عطف علی نبذ ای نبذوا کتاب اللہ واتبعوا کتب السحر علی ملک سلیمان ای عہدہ وما انزل عطف علی السحر والمراد بہما واحد والعطف لتغایر الاقتران او نوع آخر اقوی منہ او علی ما تتلوا ببابل ظرف او حال من ملکین او الضمیر فی انزل لمثوبۃ جواب لو واللام لتاکید المثوبۃ ۱۲ بیضاوی ؛

البلاغۃ علی ملک سلیمان فی ۱۲ الحاشیۃ علی البیضاوی تتلوا حکایۃ حال ماضیۃ لمثوبۃ حذف الفعل ورکب الباقی جملۃ اسمیۃ لیدل علی ثبات المثوبۃ والجزم بخیریتہا وحذف المفضل

۱۲ علیہ (حاشیہ) اجلال المفضل من ان ینسب الیہ تذکیر المؤنث لان المعنی شیء من الخیر خیر لو کانوا یعلمون جہلہم لرک التدبر او العمل بالعلم ۱۲ بیضاوی قولہ خیر وہب ابوجہل الی ان خیر بہم للتفضیل لا للافضلیۃ علی حد فہم کما لشر کما فی قولہ تعالی ایہم اشد ۱۲ روح المعانی

الکلام الا باذن اللہ دل علی ان الاسباب غیر مؤثرۃ بالذات بل بامرہ تعالی وجعلہ ۱۲ من البیضاوی وہو اقبح خطا متفلسفۃ زماننا المنتحلین الی الاسلام بلا فہم اللہ تعالی۔

الروایات اخرج ابن جریر عن ابن بن حوشب قال قالت الیہود انظروا الی محمد یخلط الحق بالباطل یذکر سلیمان مع الانبیاء انما کان ساحرا یرکب الریح فانزل اللہ تعالی واتبعوا ما تتلوا الشیاطین الآیۃ ۱۲ لباب

کے لکھدوں تاکہ فہم تفسیر میں سہولت ہو اور ذہن میں گنجلک پڑنے کی نوبت ہی نہ آوے۔ **مقدمہ** ایک زمانہ میں جس کی تعیین کی پوری تحقیق مجکو نہیں دنیا میں بالخصوص بابل میں جادو کا زیادہ چرچا ہو گیا تھا اور اس کے آثار عجیبہ دیکھکر جہلا کو اُس کی حقیقت اور معجزات انبیاء علیہم السلام کی حقیقت میں غلط و اشتباہ ہونے لگا اور بعضے ساحروں کو مقدس و متبوع سمجھنے لگے اور بعضے اسکو نیک عمل سمجھ کر سیکھ سیکھ کر اس پر عمل کرنے لگے جیسا بعینہ یہ سب معاملے مسمریزم کے مقدمہ میں واقع ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس غلط اور غلطی کے رفع کرنے کے لئے بابل میں دو فرشتے ہاروت ماروت نام اس کام کے لئے بھیجے کہ لوگوں کو سحر کی حقیقت اور شعبوں سے مطلع کر دیں تاکہ اشتباہ رفع ہو جاوے اور سحر پر عمل کرنے سے اور ساحروں کی اتباع کرنے سے اجتناب کر سکیں اور جس طرح انبیاء کی نبوت کو معجزات و دلائل سے ثابت کر دیا جاتا ہے اسی طرح اُن کے فرشتہ ہونے پر دلائل قائم کر دیئے گئے تاکہ اُن کے ارشاد کی اطاعت ممکن ہو اور یہ کام حضرات انبیاء علیہم السّلام سے اس واسطے نہیں لیا گیا کہ اوّل تو خود اُن کا ساحرین سے فصل کرنا مقصود تھا اس حیثیت سے گویا وہ ایک فریق تھے سو حکم علاوہ فریقین کے کوئی ثالث ہونا مناسب تھا۔ دوسرے اس کام کی تکمیل بدون نقل و حکایت ان اقوال و افعال سحریہ کے عادۃً ہو نہ سکتی اور ہر چند کہ نقل کفر کفر نباشد عقلاً و نقلاً مسلم ہے۔ لیکن پھر بھی ان حضرات کا مظہر ہدایت ہونا کسی قدر اس کام لینے سے آبی تھا لہذا فرشتے تجویز کئے گئے کیونکہ کارخانۂ تکوین میں جو کہ مشتمل ہے خیر و شر سب پر اُن سے ایسے کام بھی لئے جاتے ہیں جو مجموعۂ عالم کے اعتبار سے تو بوجہ ترتب مصالح عامہ خیر ہوں لیکن فی ذاتہ بوجہ لزوم مفسدہ خاص شر ہوں جیسے کسی ظالم کا نشو و نما دینا یا کسی موذی جانور کا تربیت کرنا کہ تکویناً محمود ہے اور تشریعاً مذموم بخلاف انبیاء علیہم السّلام کے کہ ان سے خاص تشریعات کا کام لیا جاتا ہے جو خصوصاً و عموماً خیر ہی خیر ہیں اور ہر چند کہ یہ نقل و حکایت غرض مذکور سے ایک تشریعی کام تھا لیکن تاہم بوجہ احتمال قریب اس امر کے کہ اس میں عمل بالسحر کا تسبب نہ ہو جائے۔ جیسا کہ واقع میں ہوا ان حضرات کو سبب بواسطہ بنانا بھی پسند نہیں کیا گیا۔ البتہ کلیات شرعیہ سے حضرات انبیاء علیہم السلام سے بھی اس مقصود کی تکمیل کر دی گئی۔ چنانچہ وہ قواعد کلیہ بعد تفسیر آیت کے سحر کی علت و حرمت کے بیان میں احقر بھی نقل کرے گا تفصیل جزئیات بوجہ احتمال فتنہ کے اُن کے ذریعہ سے نہیں کی گئی اُس کی ایسی مثال ہے جیسے انبیاء علیہم السّلام نے بتلایا ہے کہ رشوت لینا حرام ہے اور اُس کی حقیقت بھی بتلا دی لیکن یہ جزئیات نہیں بتلائے کہ ایک طریقہ رشوت کا یہ ہے کہ صاحب معاملہ سے یوں چال کر کے فلاں بات کہے و علیٰ ہذا کیونکہ اس سے تو لوگ اور نزکیبیں سیکھ سکتے ہیں یا مثلاً اقسام سحر ہی میں مثال فرض کیجئے کہ قواعد کلیہ سے یہ بتلا دیا گیا کہ دست غیب کا عمل جن میں زیر تکیہ یا جیب میں روپیہ ملجائے ناجائز ہے لیکن یہ نہیں بتلایا کہ فلاں عمل اس طرح پڑھنے سے روپے ملنے لگتے ہیں۔ آگے اللہ تعالیٰ صاحب حکمت و قدرت ہیں محض تفہیم کے لئے ظنا اتنا لکھدیا گیا۔ حاصل یہ کہ انھوں نے بابل میں آکر اپنا کام کرنا شروع کیا۔ کہ سحر کے اصول و فروع ظاہر کر کے لوگوں کو اس کے عمل بد سے بچنے کے اور ساحرین سے نفرت و دوری رکھنے کی تنبیہ اور تاکید کی جیسے کوئی عالم دیکھے کہ جہلا اکثر ناواقفی سے کفر کے کلمات بک جاتے ہیں۔ اس لئے وہ تقریراً یا تحریراً اُن کلمات کو جو اس وقت شائع ہیں جمع کر کے عوام کو مطلع کر دے کہ دیکھو یہ کلمات بچنے کے قابل ہیں ان سے احتیاط رکھنا۔ اب وقتاً فوقتاً مختلف لوگوں کی اُن کے پاس آمد و رفت شروع ہوئی اور درخواست کرنے لگے کہ ہم کو بھی ان اصول و فروع سے مطلع کر دیجئے تاکہ ناواقفی سے کسی اعتقادی یا عملی فساد میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

اس وقت انھوں نے اختیاطاً و ارشاداً و اصلاحاً یہ التزام کر لیا کہ قبل از اطلاع اُن اصول و فروع کے یہ کہدیا کرتے کہ دیکھو حق تعالیٰ کو ہماری اس اطلاع کے ذریعہ سے اپنے بندوں کی آزمائش بھی مقصود ہے کہ دیکھیں اس پر مطلع ہو کر کون شخص اپنے دین کی اصلاح اور حفاظت کرتا ہے کہ شر سے آگاہ ہو کر اس شر سے بچے اور کون شخص اپنا دین خراب کرتا ہے کہ اس شر سے مطلع ہو کر خود ہی اس شر کو اختیار اور اس پر عمل کرنے لگے جس کا انجام کفر ہے خواہ اعتقاداً یا عملاً سو دیکھو ہم تم کو نصیحت کئے دیتے ہیں کہ اچھی نیت سے اطلاع حاصل کیجیو اور پھر بھی اس نیت پر ثابت رہیو ایسا نہ کرنا کہ ہم سے تو یہ کہکر کہ میں بچنے کی غرض سے مطلع ہونا چاہتا ہوں دریافت اور تحقیق کر لو۔ پھر اس کی خرابی میں خود ہی مبتلا ہو کر ایمان برباد کر لو اور ظاہر ہے کہ وہ اس سے زیادہ اور کیا خیر خواہی کر سکتے تھے غرض جو کوئی اس طرح اُن سے عہد و پیمان کر لیتا وہ اس کے روبرو سب اصول و فروع سحر کے بیان کر دیتے اور کام ہی اُن کا یہ تھا۔ اب اگر کوئی عہد شکنی کرے اپنے ارادہ اور اختیار سے فاجر یا کافر بنے وہ جانے۔ چنانچہ بعضے ان عہد پر قائم نہ رہے اور اس سحر کو ذریعہ ایذا رسانی خلق کا بنا لیا جو فسق تو یقیناً ہے اور بعضے طریقے اس کے استعمال کے کفر بھی ہیں اس طرح فاجر کافر بن گئے اس ارشاد اصلاحی اور پھر مخاطب کے خلاف کرنے کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص کسی جامع عالم باعمل کے پاس جاوے کہ مجھکو فلسفہ قدیمہ یا جدیدہ پڑھا دیجئے تاکہ خود بھی شبہات سے محفوظ رہوں اور مخالفین کو جواب دے سکوں۔ اور اس عالم کو احتمال ہو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھکو مثلاً دھوکا دیکر پڑھا دے پھر خود ہی تفویت باطل میں اس کا استعمال کرنے لگے اور اس احتمال کی وجہ سے اس کو نصیحت کرے کہ ایسا مت کرنا اور وہ وعدہ کرلے اور اس لئے اس کو پڑھا دیا جاوے لیکن پھر وہ شخص درحقیقت قصداً اسی سوء استعمال مستعمل میں مبتلا ہو جاوے۔ تو ظاہر ہے کہ اسکے سوء استعمال سے اس معلم پر کوئی ملامت یا قبح عائد نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اس اطلاع سحر سے اُن فرشتوں پر کسی شبہ و وسوسہ کی گنجائش نہیں اور اس خدمت کی تکمیل کے بعد غالباً وہ فرشتے آسمان پر بلا لئے گئے ہوں واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ اب بعونہ تعالیٰ آیت کی تفسیر لکھتا ہوں۔

تفسیر

اور (یہودی ایسے بے عقل ہیں کہ) اُنھوں نے (کتاب اللہ کا اتباع تو نہ کیا) اور (ایسی چیز کا (یعنی سحر کا) اتباع (اختیار) کیا جس کا چرچا کیا کرتے تھے شیاطین (یعنی خبیث جن) حضرت سلیمان علیہ السلام کے (عہدِ) سلطنت میں اور (بعضے بے وقوف جو حضرت سلیمان علیہ السلام پر گمان سحر رکھتے ہیں بالکل ہی لغو بات ہے، کیونکہ سحر تو اعتقاداً یا عملاً کفر ہے اور) حضرت سلیمان علیہ السلام نے (نعوذ باللہ کبھی) کفر نہیں کیا مگر (ہاں) شیاطین (یعنی خبیث جن بیشک) کفر (کی باتیں اور کام یعنی سحر) کیا کرتے تھے اور حالت یہ تھی کہ (خود

تو کرتے تھے ہی اور) آدمیوں کو بھی (اس) سحر کی تعلیم کیا کرتے تھے (سو وہی سحر متوارث چلا آرہا ہے اُس کا اتباع یہ یہودی کرتے ہیں) اور (اسی طرح) اُس (سحر) کا بھی (یہ لوگ اتباع کرتے ہیں) جو کہ اُن دونوں فرشتوں پر (ایک خاص حکمت کے واسطے) نازل کیا گیا تھا (جو شہر) بابل میں (رہتے تھے) جن کا نام ہاروت و ماروت تھا اور وہ دونوں (وہ سحر) کسی کو نہ بتلاتے جب تک (احتیاطاً پہلے یہ) نہ کہدیتے کہ ہمارا وجود بھی (خلق کے لئے) ایک امتحان (خداوندی) ہے (کہ ہماری زبان سے سحر پر مطلع ہو کر کون پھنستا ہے اور کون بچتا ہے) سو تو (اس پر مطلع ہو کر) کہیں کافر مت بن جائیو (کہ اُس میں پھنس جاوے) سو (بچتے) لوگ اُن دونوں (فرشتوں) سے اس قسم کا سحر سیکھ لیتے تھے جس کے ذریعہ سے (عمل کرکے) کسی مرد اور اُس کی بیوی میں تفریق پیدا کردیتے تھے اور (اس سے کوئی وہم اور خوف میں نہ پھنس جاوے کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ) یہ (ساحر) لوگ اس (سحر) کے ذریعہ سے کسی کو (ذرہ برابر) بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے مگر خدا ہی کے (تقدیری) حکم سے اور (ایسا سحر حاصل کرکے بس) ایسی چیز یں سیکھ لیتے ہیں جو (خود) اُن کو (بوجہ گناہ کے) ضرر رساں ہیں اور (کسی معتد بہ درجہ میں) اُن کو نافع نہیں ہیں (تو یہودی بھی اتباع سحر سے بڑے ضرر میں ہوں گے اور (یہ بات کچھ ہمارے ہی کہنے کی نہیں بلکہ) صرف (یہودی) بھی اتنا جانتے ہیں کہ جو شخص اس (سحر) کو (کتاب اللہ کے عوض) اختیار کرے ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ (باقی) نہیں اور بے شک بُری ہے وہ چیز (یعنی سحر و کفر) جس میں وہ لوگ اپنی جان کھو رہے ہیں کاش اُن کو (اتنی) عقل ہوتی اور اگر وہ لوگ (بجائے اِس کفر و بدعملی کے) ایمان اور تقویٰ اختیار کرتے تو خدا تعالیٰ کے یہاں کا معاوضہ (اس کفر و بدعملی سے ہزار درجہ) بہتر تھا کاش اُن کو (اتنی) عقل ہوتی۔

ف۱ یہ بے وقوف لوگ جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سحر کی نسبت کرتے تھے یہود ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے بیچ میں اُن کی براءۃ بھی ظاہر فرمادی۔ ف۲ مقصود ان آیتوں سے تقبیح ہے یہود کی کیونکہ ان میں سحر کا بھی چرچا تھا۔ اور ان آیتوں کے متعلق ایک لمبا چوڑا زہرہ کا قصہ مشہور ہے جو کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں۔ جن علماء نے اس کو قواعد شرعیہ کے خلاف سمجھا ہے رد کردیا ہے اور جنھوں نے کسی تاویل سے خلاف نہیں سمجھا رد نہیں کیا۔ احقر کو اُس کے صحیح اور غلط ہونے سے اس وقت قصداً کچھ بحث نہیں البتہ اس قدر ضرور کہنا ہے کہ ان آیات کی تفسیر اس قصہ پر موقوف نہیں جیسا ناظرین نے تفسیر مع مضمون مقدمہ پڑھکر دیکھ لیا ہوگا۔ ف۳ اور سحر کے فسق یا کفر وغیرہ ہونے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اُس میں کلمات کفریہ ہوں مثل استعانت بشیاطین یا کواکب وغیرہ تب تو کفر ہے خواہ اس سے کسی کو ضرر پہنچایا جاوے یا نفع پہنچایا جاوے اور اگر کلمات مباحہ ہوں تو اگر کسی کو خلاف اذن شرعی کسی قسم کا ضرر پہنچایا جاوے یا اور کسی غرض ناجائز میں استعمال کیا جاوے تو فسق اور معصیت ہے اور اگر ضرر نہ پہنچایا جاوے نہ اور کسی غرض ناجائز میں استعمال کیا جاوے تو اُس کو عرف میں سحر نہیں کہتے بلکہ عمل یا

التحقیقات الترجمیہ

ف۱ قولہ فی ترجمانہ ہذا وہو بھی لم یترجم بالحصر لاشتمال تعلیمہا علی حکم اخری مذکورۃ فی مقدمۃ تفسیر الآیۃ غرۃ ہ الفقہ وصرح فی روح المعانی فی تفسیر انا نحن مصدون عن البرہان الحصر فی انا بفہم من سیاق ولم تدل علیہ صراحۃ وذہلت عن الحصر ایضا بکون الحصر لاضافۃ اہل بکونہ من تعلیما جوازہ فلا ینافی الحکم المذکور فافہم ۱۲

ف۲ قولہ فی ترجمتہ فیتعلمون بیضہ ان یضر بہ لیس نص فی العموم و عدت علی الخصوص بشہادۃ الواقع ۱۲

قولہ فی ترجمتہ باذن اللہ تقدیری حکمہ لان السحر لیس باذن فیہ شرعا فلم یتوقف علی التکوین کسائر المنہیات

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۗ وَ

اے ایمان والو تم راعنا مت کہا کرو اور انظرنا کہہ دیا کرو اور سن رکھو اور

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

کافروں کو سزائے دردناک ہوگی۔

عویمت یا تعویذ گنڈا کہتے ہیں اور مباح ہے۔ البتہ لغت میں لفظ سحر اس کو بھی شامل ہے کہ ہر تصرف عجیب کو کہا جاتا ہے، اور اگر کلمات مفہوم نہ ہوں تو وہ بوجہ احتمال کفر ہونیکے واجب الاحتراز ہے۔ اور یہی تفصیل ہے تمام تعویذ گنڈوں اور نقش وغیرہ میں کہ غیر مفہوم نہ ہوں اور غیر مشتمل رموز نہ ہوں اور غیر جائز میں استعمال نہ ہوں اتنی شرطوں سے جائز ہیں ورنہ ناجائز اور کفر عملی کا اطلاق ہر ناجائز پر صحیح ہے۔ ف۴ اور ان آیات سے بعض لوگ یہ سمجھ گئے کہ سحر میں تفریق زوجین یا اسی کی مثل اور قریب قریب آثار سے زیادہ اثر نہیں ہے اور یہ سمجھنا بالکل غلط ہے کیونکہ تخصیص ذکری سے نفی غیر مذکور کی لازم نہیں تخصیص ذکری کے بہت اسباب اور مرجحات حسب اختلاف مقام ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ ممکن ہے کہ یہ سحر خاص ایسا ہی ہو اور مدعی کے پاس اس پر کوئی عقلی دلیل بھی نہیں ف۵ اور ہیہو باوجود سب باتوں کو جاننے کے چونکہ عمل خلاف علم کرتے تھے اور تدبر نہ کرتے تھے اس لئے اول اُن کے جاننے کی خبر دی پھر آخر میں یہ کہکر اُس کی نفی بھی کر دی کہ کاش اُن کو علم و عقل ہوتا۔ کیونکہ جس علم پر عمل نہ ہو اور تدبر نہ ہو وہ مثل جہل کے ہے۔ معاملہ ۳۱ یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۗ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ (بعضے یہودیوں نے ایک شرارت ایجاد کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اگر لفظ راعنا سے آپ کو خطاب کرتے جس کے معنی اُن کی عبرانی زبان میں بُرے ہیں اور اسی نیت سے کہتے اور عربی میں اس کے معنی بہت اچھے ہیں کہ ہماری مصلحت کی رعایت فرمایئے۔ اِس لئے عربی داں اِس شرارت کو نہ سمجھ سکتے اور اس اچھے معنی کے قصد سے بعضے مسلمان بھی حضور کو اس کلمہ سے خطاب کرنے لگے اِس سے ان شریروں کو اور گنجائش ملی حق تعالیٰ نے اِس گنجائش کے قطع کرنے کو مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ) اے ایمان والو تم (لفظ) راعنا مت کہا کرو اور (اگر اُس کے ظاہری مطلب عرض کرنے کی ضرورت پڑا کرے تو لفظ) اُنظُرْنَا کہہ دیا کرو (کہ اسکے بھی یہی معنی ہیں) کہ ہماری مصلحت پر نظر فرمایئے، اور (اس حکم کو اچھی طرح) سُن لیجیو (اور یاد رکھیو) اور (ان) کافروں کو (تو) سزائے دردناک ہو (ہی) گی (جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسی گستاخی اور وہ بھی چالاکی کے ساتھ کرتے ہیں) ف اِس حکم سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اگر اپنے کسی فعل مباح سے کسی کو گنجائش گناہ کرنے کی ملے تو وہ فعل خود اُس کے حق میں بھی مباح نہیں رہتا جیسے مثلاً عالم کے کسی فعل سے کوئی جاہل سند لیکر خلاف شرع کام کرنے لگے تو اگر وہ فعل ضروری نہ ہوگا تو خود اُس عالم کے لئے منع ہو جائے گا ربط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہود کا برتاؤ بیان کرکے آگے مسلمانوں کے ساتھ اُن کا برتاؤ بتلاتے ہیں۔

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ
یٰایھا الذین اٰمنوا لا تقولوا راعنا ... الخ
فی العین الصعبۃ فی آیۃ ... السبع من المحرم ... وھو احد ... التسع التی ... الرسول
ترجمہ
قولہ تعالیٰ یٰایھا الذین اٰمنوا لا تقولوا راعنا
اس آیت میں ادب شیخ کی تعلیم ہے کہ جب حرمت ادب شیخ میں مثل پڑھنے کا شبہ بھی ہو اس سے بھی بچنا چاہئے

اللغات - راعنا ای راقبنا وکان بنائی ... حتی نفھمہ ... من الرعن ... الحمق ... الفقہ ... سد الباب وقطعا للذریعۃ ... روح المعانی ... کذلک ... الروایات - فی روح المعانی اخرج ابو نعیم فی الدلائل ... کانوا یقولون ... الرسول ... وھو سب ... الیھود علیھم ... بھولون ... بھولون ذلک ... قولہ تعالیٰ ... الآیۃ ۱۲

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ

ذرا بھی پسند نہیں کرتے کافر لوگ ان اہل کتاب میں سے اور مشرکین میں سے اس امر کو کہ تم کو کسی طرح کی

مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو

بہتری نصیب ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ جس کو منظور ہوتا ہے مخصوص فرما لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے

الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۭ

فضل والے ہیں۔ ہم کسی آیت کا حکم جو موقوف کر دیتے ہیں تو ہم اس آیت سے بہتر یا اس آیت ہی کی مثل لے آتے ہیں

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھتے ہیں۔

معاملہ سی ویکم مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ (بعضے یہودی بعض مسلمانوں سے کہنے لگے کہ بخدا ہم دل سے تمہارے خیر خواہ ہیں اور ہمزاد جان سے پسند کرتے ہیں کہ تم کو دینی احکام ہمارے دینی احکام سے بہتر عنایت ہوں تو ہم بھی ان کو قبول کریں مگر کیا کیا جاوے کہ تمہارا دین ہمارے دین سے اچھا ثابت نہیں ہوا۔ حق تعالیٰ اس دعوی خیر خواہی کی تکذیب فرماتے ہیں کہ ذرا بھی پسند نہیں کرتے کافر لوگ (خواہ) ان اہل کتاب میں سے ہوں) اور (خواہ) مشرکین میں سے اس امر کو کہ تم کو کسی طرح کی بہتری (بھی) نصیب ہو حالانکہ (ان کے اس حسد سے کچھ بھی نہیں ہوتا کیونکہ) اللہ تعالیٰ اپنی رحمت (و عنایت) کے ساتھ جس کو منظور ہوتا ہے مخصوص فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل کرنے والے ہیں۔ ف ان کے دو دعوے تھے یہودیت کا بہتر ہونا اسلام سے۔ یہ اول تو ثابت نہیں کر سکے اور نرے دعوے سے کیا ہوتا ہے۔ دوسرے یہ بھی فضول بات۔ کیونکہ ناسخ کے آنے سے منسوخ چھوڑ دیا جاتا ہے افضل غیر افضل کے فرق پر موقوف نہیں۔ لہذا اس کا جواب بوجہ نہایت ظاہر ہونے کے یہاں ذکر نہیں کیا گیا صرف دوسرے دعوے خیر خواہی میں کلام کیا گیا اور مشرکین کا یہاں تقویت مضمون کے لئے ذکر کیا کہ جس طرح وہ یقیناً تمہارے خیر خواہ نہیں اسی طرح ان کو سمجھو۔ **معاملہ سی ودوم** مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۭ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (یہودی قبلہ کا حکم بدل جانے پر جس کا ذکر قریب آتا ہے طعن کیا تھا۔ اور مشرکین بھی بعضے حکموں کے منسوخ ہو جانے پر زبان درازی کرتے تھے حق تعالیٰ اس طعن اور اعتراض کا جواب دیتے ہیں کہ) ہم کسی آیت کا حکم جو موقوف کر دیتے ہیں (گو آیت قرآن میں یا ذہنوں میں باقی رہے) یا اس آیت (ہی) کو (ذہنوں سے) فراموش کر دیتے ہیں تو (ہر) کوئی بات اعتراض کی نہیں کیونکہ اس میں بھی مصلحت ہوتی ہے چنانچہ) ہم اس آیت

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ
ما ننسخ من آیۃ ۱۲
تفسیرات عثمانیہ
متلہا قال العلماء
ویفھم من الآیۃ
الاخفاء قال
بین ھب ویعلب بلا
اختیار لعبد یھب
اللہ تعالیٰ حوامنہ
او مثلہ فلا یحصر
علیہ انتھی القول
ترجمہ
قولہ تعالیٰ ما ننسخ من
آیۃ او ننسھا نات بخیر
منھا او مثلھا الآیۃ یعنی
اس طرح بھی اشارہ کیا جا
سکتا ہے او ردلالۃ اضیا
جیسا کہ اہل یا معلوم ہو جاتے
حق تعالیٰ اس سے بہتر یا
ویسی مثل عطا فرما دیتا ہے
اس بندہ کو اس پر حمد
کرنا چاہیے۔

تحقیقات الترجمہ
قولہ یعنی یہودی
الخ کما فی مسلم والترمذی
قولہ حالانکہ اشارۃ
الی ان الواو للحال
قولہ یہودی الخ
والجملۃ نور تعالیٰ یتعلق
قولہ مشرکین کہیں

انما تحقیقات الصحیح
الاستدلال بالیہود فی الی
واما ذکر مع الاظہر
ان یقال الثانی اصل
الخ قولہ ما ننسخ
شرطیہ جازمۃ مبتدء
علی المعتمد ۱۲ منہ

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ط وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

کیا تجھکو یہ معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ایسے ہیں کہ خاص اُن ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی - اور تمھارا حق تعالیٰ کے سوا

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۱۰۷ أَمْ تُرِيْدُوْنَ أَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ

کوئی یار مددگار بھی نہیں - ہاں کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے درخواستیں کرو جیسا کہ اس کے

مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ط

قبل حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی درخواستیں کی جا چکی ہیں -

سے بہتر یا اُس آیت ہی کی مثل (بجائے) اُس کے دوسری چیز) لے آتے ہیں (اے معترض)، کیا تجکو یہ معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھتے ہیں (پس ایسے قادر کو رعایت مصالح کیا مشکل ہے اور) أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ط وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۱۰۷ کیا تجھکو یہ معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ایسے ہیں کہ خاص اُنھیں کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی (جب اُن کی اس قدرت وسلطنت میں کوئی شریک وسہیم نہیں ہے تو ان مصلحتوں کی رعایت کرکے دوسرا حکم دیدینے میں کون مزاحمت کرسکتا ہے غرض حکم ثانی کی تجویز سے بھی کوئی مانع نہیں اور اُس حکم کے جاری کردینے میں بھی کوئی مانع نہیں) اور (یہ بھی سمجھ رکھو کہ) تمھارا حق تعالیٰ کے سوا کوئی یار مددگار بھی نہیں (پس جب وہ یار ہیں تو احکام میں مصلحت کی ضرور رعایت کریں گے اور جب مددگار ہیں تو اُن احکام پر عمل کرنے کے وقت تمھارے مخالفین کی ضرر ومزاحمت سے بھی محفوظ رکھیں گے البتہ اگر اس ضرر سے بھی بڑھکر کوئی نفع اُخروی ملنے والا ہو تو ظاہرا مخالفت کا مسلط ہوجانا اور بات ہے۔ ف۱ حکم ثانی کا مصلحت میں بہتر یا مثل ہونا کبھی باعتبار ثواب کے ہوتا ہے کبھی باعتبار آسانی کے کبھی دوسرا حکم یہی تجویز ہوتا ہے کہ بالکل ہی معاف کردیا یہ بھی ایک حکم ہے اگر حدیث سے کوئی حکم قرآنی منسوخ ہو وہ بھی خدا ہی کی دی ہوئی ہے غرض نسخ کی سب قسمیں اسمیں آگئیں ف۲ حکم ثانی کے لئے یا اُمور عقلاً ضروری ہیں اس کا قرین مصلحت ہونا حاکم کا قادر ہونا دوسرے کسی کا مزاحم نہ ہوسکنا حاکم کا محکومین کے لئے خیرخواہ ہونا اگر کوئی اُن سے مزاحمت کرے تو اُن کی امداد کرنا ان آیتوں میں حق تعالیٰ نے سب شرطوں کو جمع فرمادیا واللہ اعلم۔ ف۳ قانون بدلنا گاہے اس وجہ سے ہوتا ہے کہ مریض کی حالت بدلنے سے مصلحت بدل گئی جیسے مریض کی حالت کے بدلنے پر نسخہ بدل دیا جاتا ہے ایسا نسخ واقع اور جائز ہے اور کوئی اشکال عقلی یا نقلی اس میں نہیں ہے۔ معاملہ سی وسوم أَمْ تُرِيْدُوْنَ أَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ط (بعض یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عناداً عرض کیا کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام پر دفعۃً واحدۃً توریت نازل ہوئی اسی طرح آپ قرآن مجموعی طور پر لائیے اس پر ارشاد ہوتا ہے کہ) ہاں کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول (وقت سے (بجائے) درخواستیں کرو جیسا کہ اس کے قبل (تمھاری بزرگوں کی طرف سے) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی (ایسی ایسی) درخواستیں کی جا چکی ہیں (معاذ اللہ تعالیٰ کو علانیہ دیکھنے

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ بے حضرتی بکذا فی روح المعانی

مہ قولہ اُن ہی کی ہے افادہ تقدیم لہ ۱۲ منہ

نہ قولہ معاف ولما کان ہذا احکاما مدلولا علیہا بحق ما دخل فی المالکی ۱۲ منہ

ان ہذا لغیر ہالکی فافہم ۱۲ منہ

سہ قولہ بعض یہود کما قال تعالیٰ یسئلک اہل الکتاب ان تنزل علیہم کتابا من السماء الخ وکذا فی المعالم ۱۲ منہ

عہ قولہ اپنے رسول وقت کو الخ یرد ما لم یرد ما سنوا بتطابقا منے الاضافۃ ۱۲ منہ

ف قولہ بجائے کا تنبیہ فی کونہا متعاقدین عن الحد فلیتامل قولہ تعالیٰ فقد سألوا موسیٰ اکبر من ذلک ۱۲

اللغات قولہ من ولی ولا نصیر الفرق بین لولی النصیر ان الولی قد یضعف عن النصرۃ والنصیر قد یکون اجنبیا عن المنصور ۱۲ (بیضاوی) النسخ ۱۲ تبدیل دین ہی منقطعۃ بمعنی بل للاضراب عن الکلام السابق والہمزۃ بمعنی الی لالاحق واشرت الیہ بزیادۃ کلمۃ۔ بآں کما لا یخفی علی اہل اللسان ۱۲ منہ تنبیہ فی المظہری ان ام قد تکون

ف۱ اول باقی قانون سے کوئی فرد کلاً منسوخ ہوگئی تھی ایسی تبدیل در نسخ احکام آلہیہ میں محال ہے اور گاہے اسوجہ سے ہوتا ہے کہ محکوم ۔ فقہ تالیف فاسمی۔

وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾ وَدَّ كَثِيْرٌ

اور جو شخص بجائے ایمان لانے کے کفر کرے بلاشک وہ شخص راہِ راست سے دور جا پڑا ان اہل کتاب

مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ

میں سے بہتیرے دل سے یہ چاہتے ہیں کہ تم کو تمہارے ایمان لانے پیچھے پھر کافر کر ڈالیں محض حسد کی وجہ سے جو کہ

عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ

خود اُن کے دلوں ہی سے ہے حق واضح ہوئے پیچھے جبر معاف کرو اور درگذر کرو جب تک حق تعالیٰ

اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾

اپنا حکم بھیجیں اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں ۔

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ دور جا پڑا لما فی البیضاوی الضلال العدول عن الطریق السوی عمداً او خطأً ۱۲

ثلثۃ ارباع

لہ قولہ دل سے لدلالۃ ود علیہ ۱۲

لہ قولہ پھر کافر فزاد لدلالۃ یردونکم علیہ

صہ عند انفسہم بخوزان متعلق بحلای عندا بالفا بنفسا من اصل نفوسہم بعض الروایات فی باب النقول اخرج ابن ابی حاتم من طریق سعید او عکرمۃ عن ابن عباس قال کان بحی بن اخطب من اشد یہود حسدا للعرب او جہلہم اللہ برسولہ وکانا جاہدین فی رد الناس عن الاسلام ما استطاعا فانزل اللہ فیہما وکثیر من اہل الکتاب الخ ۱۲

۱۰۸ خود اُن کے دلوں ہی سے جو کہ تمہاری جانب سے کسی امر کے سبب پیدا نہیں ہوا بلکہ ۔ محمد آصف قاسمی

اللغات :- العفو ترک عقوبۃ المذنب والصفح ترک تثریب ۱۲ بیضاوی **النحو** :- لو ینوب من ان فی المعنی دون اللفظ من ۱۲

ی درخواست کی تھی جس کا پہلے ذکر آچکا ہے اور ایسی درخواستیں جس سے صرف رسول پر اعتراض کرنا اور مصالح الٰہیہ میں مزاحمت کرنا ہی مقصود ہو۔ اور ایمان لانیکا پھر بھی ارادہ نہ ہو بیشک کفر کی باتیں ہیں)

وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾ اور جو شخص بجائے ایمان لانے کے کفر (کی باتیں) کرے بلاشک وہ شخص راہ راست سے دور جا پڑا **لف** یہ درخواست بے جا اس واسطے تھی کہ ہر فعل میں حق تعالیٰ کی حکمتیں جدا ہوتی ہیں پھر بندے کو اُن میں تعیین طریق کا کیا استحقاق ہے کہ اس طرح ہو اس طرح نہ ہو بلکہ اُس کا فرض تو یہ ہے ؎ زبان تازہ کردن باقرار تو ۔ نیندیختن علت از کار تو ۔ معاملہ سی و چہارم :- وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (بعض یہود شب و روز مختلف تدبیروں سے دوستی اور خیر خواہی کے پیرایہ میں مسلمانوں کو اسلام سے پھیرنے کی کوشش کیا کرتے تھے اور باوجود ناکامی کے اپنی دُھن سے باز نہ آتے تھے ۔ حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس پر متنبہ فرمادیا کہ) اِن اہلِ کتاب (یعنی یہود) میں سے بہتیرے دل سے یہ چاہتے ہیں کہ تم کو تمہارے ایمان لانے پیچھے پھر کافر کر ڈالیں (اور یہ چاہنا کچھ خیر خواہی سے نہیں جیسا وہ اظہار کرتے ہیں صہ خود اُن کے دلوں ہی سے (جوش مارتا) بغض (اور یہ بھی نہیں کہ اُن کو حق واضح نہ ہوا ہو بلکہ) حق واضح ہوئے پیچھے (یہ حالت ہے اب اس پر مسلمانوں کو اُن پر غصہ آنے کا محل تھا اس لئے ارشاد ہوتا ہے کہ) خیر (اب تو) معاف کرو اور درگزر کرو جب تک حق تعالیٰ (اس معاملہ کے متعلق) اپنا حکم (قانونِ جدید) بھیجیں (اشارۃً بتلادیا کہ اُن کی شرارتوں کا علاج قانون انتظام امن عام یعنی قتال و جزیہ سے ہم جلدی کرنے والے ہیں اس پر مسلمانوں کو اپنا ضعف اور اُن کی قوت دیکھکر اس اجرا کے متعلق تعجب کا موقع تھا اس لئے ارشاد ہوتا ہے کہ تم تعجب کیوں کرتے ہو) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر (خواہ وہ معمولی ہو خواہ عجیب ہو) قادر ہیں ۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ

اور نمازیں پابندی سے پڑھتے جاؤ اور زکوٰۃ دیتے جاؤ - اور جو نیک کام بھی اپنی بھلائی کے واسطے جمع کرتے رہو گے حق تعالیٰ کے پاس

اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۱۱۰ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ

اسکو پالو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کئے ہوئے کاموں کو دیکھ بھال رہے ہیں - اور یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ بہشت میں ہرگز کوئی

كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۭ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

داخل نہ ہوگا بجز اُن لوگوں کے جو یہودی ہوں یا اُن لوگوں کے جو نصرانی ہوں - یہ دل بہلانے کی باتیں ہیں - آپ کہیئے کہ اپنی دلیل لاؤ اگر تم

صٰدِقِيْنَ ۝۱۱۱

اگر تم سچے ہو -

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۱۱۰ اور (سردست صرف نمازیں پابندی سے پڑھے جاؤ اور (جن پر زکوٰۃ فرض ہے) زکوٰۃ دیتے جاؤ (اور جب یہ قانون آجاوے گا ان اعمال کے ساتھ اس کو بھی اضافہ کر لینا) اور (یہ سمجھو کہ جب تک جہاد کا حکم نہ آوے صرف نماز روزہ سے کچھ ثواب میں کمی رہے گی نہیں بلکہ) جو نیک کام بھی اپنی بھلائی کے واسطے جمع کرتے رہو گے حق تعالیٰ کے پاس (پہنچکر) اُس کو (پورا پورا مع صلہ کے) پالو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کئے ہوئے کاموں کو دیکھ بھال رہے ہیں (اُن میں کا ایک ذرہ بھی ضائع نہ ہونے پاوے گا - ف) اس وقت حالتِ موجودہ کا یہی مقتضا تھا پھر حق تعالیٰ نے اس وعدہ کو پورا فرمایا اور آیاتِ جہاد نازل فرمادیں جس کے بعد یہود کے ساتھ بھی وہ قانون برتا گیا اور ناشائستہ لوگوں کے ساتھ حسبِ حیثیت اُن کے فساد کے قتل یا اخراجِ وطن یا تقرر محصول عملدرآمد کیا گیا - معاملہ سی و پنجم باشتراک نصاریٰ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۭ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۱۱۱ (اس مضمون میں یہود کے ساتھ نصاریٰ بھی شریک تھے اس لئے ان کو بھی ذکر میں لے لیا گیا) اور یہود اور نصاریٰ (یوں) کہتے ہیں کہ بہشت میں ہرگز کوئی نہ جانے پاوے گا بجز اُن لوگوں کے جو یہودی ہوں (یہ تو یہود کا قول ہے) یا اُن لوگوں کے جو نصرانی ہوں (یہ نصاریٰ کا قول ہے - حق تعالیٰ رد فرماتے ہیں کہ) یہ (خالی) دل بہلانے کی باتیں ہیں (اور حقیقت کچھ بھی نہیں) آپ (ان سے یہ تو) کہیئے کہ (اچھا) اپنی دلیل لاؤ اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو -

البلاغۃ - قالوا - لف بین المقولین لفّ بان السامع یردالی کل فریق قولہ وامنّا من الالباس لما علم من التعادی بین الفریقین و تضلیل کل واحد منہما لصاحبہ وقالوا کونوا ہودا او نصاریٰ تہتدوا والہود جمع ہائد کعائد وعوذ وہو الاسم علی لفظ من وجمع الخبر علی معناہ فان قلت تلک امنیتہ واحدۃ فلم قیل تلک امانیہم قلت غیر بہا الی الامانی المذکورۃ من ان لا ینزل علی المؤمنین

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

وقالوا لن یدخل الجنۃ (الی قولہ) بلی من اسلم الخ قال الحسن البصری رحمہ اللہ تعالیٰ ان القرآن بالاکثر یجیب الاصناف فان مبنی دعاوی الخیر یقیم علی اربعۃ مقطعۃ منہا نصف الاکثار کما دلا علیہ المشاہد فی زماننا انتہی القرطبی

ترجمہ

قولہ تعالیٰ وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ہودا او نصاریٰ تلک امانیہم الخ یعنی ان اسلام اس سے منتفی ہے بوجہ کہ ظاہر کتاب سے بھی ثابت ہے کہ جو یہودی و نصرانی کہلاتے ہیں وہ اصل یہود و نصاریٰ نہیں ہیں بلکہ ان کی حالت ایسی ہے جیسی زمانہ حال کے مسلمانوں کی حالت ہے -

تحقیقات الترجمہ

لہ قولہ یہ سمجھو کہ جب تک قید ہذا الخ الخ اللہ المستعان الی الحکم بما ظاہرہ فلا بد من التزام ہذا او اتباع المجتہد الاستحسانی الحنفی

صہ من یہود او من بعد ایہا ہذا ان (ان راجع علی الجنۃ علی المعنی ای دار یعنی تلک الجنۃ لا فیہا علی حد ما قال اللہ تعالیٰ) متعددۃ وہو ہا ضمیر رجل قال الفراء انما ذکر باعتبار الجمیع ای کثیرۃ ۱۲

بَلٰی ق مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ص وَلَا خَوْفٌ

ضرور ردوسرے موقع جاویں گے جو کوئی شخص بھی اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو تو ایسے شخص کو اس کا عوض ملتا ہے پروردگار

عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ ص وَّ

لوگوں پر کوئی اندیشہ کا اور نہ ایسوں کو غم ہونے والا ہے۔ اور یہود کہنے لگے کہ نصاریٰ کسی بنیاد پر نہیں اور

قَالَتِ النَّصٰرٰی لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ ص وَّهُمْ یَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ

نصاریٰ کہنے لگے کہ یہود کسی بنیاد پر نہیں حالانکہ یہ سب کتابیں پڑھتے ہیں۔

بَلٰی ق مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ص وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

(سو وہ تو کیا دلیل لاویں گے کیونکہ دلیل ہے ہی نہیں اب ہم اس کے خلاف کا اول دعویٰ کرتے ہیں کہ) ضرور ردوسرے لوگ جاویں گے (پھر اس پر دلیل لاتے ہیں کہ ہمارا قانون جو باتفاق اہل ملل سماویہ کے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے یہ ہے کہ) جو کوئی شخص بھی اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دے (یعنی فرمانبرداری اختیار کرے عقائد میں بھی اعمال میں بھی اور اس کے ساتھ) وہ مخلص بھی ہو (کہ دل سے فرماں برداری اختیار کی ہو محض خالی مصلحت سے ظاہر داری نہ ہو) تو ایسے شخص کو اس (کی اس فرماں برداری) کا عوض ملتا ہے پروردگار کے پاس پہنچکر اور نہ ایسے لوگوں پر (قیامت میں) کوئی اندیشہ (ناک واقعہ پڑنے والا) ہے اور نہ ایسے لوگ (اس روز) مغموم ہونے والے ہیں (چونکہ فرشتے ان کو بشارتیں سنا کر بے فکر کردیں گے) ف حاصل استدلال کا یہ ہوا کہ جب یہ قانون مسلم ہے تو اب صرف یہ دیکھ لو کہ یہ مضمون کس پر صادق آتا ہے۔ سو ظاہر ہے کہ بعد منسوخ ہو جانے کسی حکم سابق کے اس پر چلنے والا کسی طرح فرماں بردار نہیں کہا جا سکتا۔ پس یہودی نصرانی فرماں بردار نہ ہوئے بلکہ حکم ثانی پر عمل کرنا فرمانبرداری شمار ہوگی اور یہ شان مسلمانوں کی ہے کہ نبوت و شریعت محمدیہؐ کو قبول کر لیا۔ پس یہی جنت میں داخل ہونے والے ثابت ہوئے اور مخلص کی قید سے منافقین نکل گئے کہ وہ شرعاً کفار ہی میں داخل اور مستحق نار ہیں معاملہ سی و ششم

ایضاً باشتراک نصاریٰ و مشرکین وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ ص وَّقَالَتِ النَّصٰرٰی لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ ص وَّهُمْ یَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اور ایک بار کچھ یہود کچھ نصاریٰ جمع ہو کر مذہبی مباحثہ کرنے لگے سو یہود تو اپنے اعتقاد کے موافق نصاریٰ کے دین کو اصل سے باطل بتلاتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رسول ہونے کا اور انجیل کے کتاب اللہ ہونے کا انکار کرتے تھے۔ مگر نصاریٰ بھی تعصب میں آکر یہود کے دین کو اصل سے باطل کہنے لگے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رسول ہونے کا اور توریت کے کتاب اللہ ہونے کا انکار کرنے لگے خدا بچاوے ایسے تعصب سے اللہ تعالیٰ اس قصہ کو نقل کر کے رد فرماتے ہیں کہ یہود کہنے لگے کہ نصاریٰ (کا مذہب) کسی بنیاد پر (قائم) نہیں (یعنی سرے ہی سے غلط ہے) اور (اسی

الروایات ۱- اخرج ابن ابی حاتم من طریق سعید او عکرمۃ عن ابن عباس قال لما قدم اہل نجران من النصاریٰ علی رسول اللہ صلی اللہ

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وقالت الیہود لیست النصاریٰ علی شیء الخ

قال الصدر الشہید یقاس علیہ مقالۃ بعض جہلۃ الصوفیۃ فی زماننا حیث ینتقص الجہلۃ النقشبندیۃ وبالکلی انتہی القول

ترجمہ

قولہ تعالیٰ وقالت الیہود لیست النصاریٰ علی شیء الخ

(اس پر قیاس کیا جاتا ہے بعض جہلاء صوفیہ کا اس گفتگو کرنا کہ جہلاء نقشبندیہ کی تنقیص کرتے ہیں اور بالکلی الخ)

ملحقات الترجمہ

قولہ ضرور دوسرے

قولہ مخلص

قولہ فرماں برداری

قولہ الخ

الروایات ۱- اخرج ابن ابی حاتم من طریق سعید او عکرمۃ عن ابن عباس قال لما قدم اہل نجران من النصاریٰ علی رسول اللہ صلی اللہ

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

اسی طرح یہ لوگ جو کہ بے علم ہیں انکا سا قول کہنے لگے سو اللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان فیصلہ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ

کردیں گے قیامت کے روز ان تمام مقدمات میں جن میں وہ باہم اختلاف کر رہے تھے۔ اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا

اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ

تعالیٰ کی مسجدوں میں ان کا ذکر کیے جانے سے بندش کرے اور ان کے ویران ہونے میں کوشش کرے ان لوگوں کو تو کبھی بے ہیبت

اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَاۗىِٕفِيْنَ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

ہو کر اُن میں قدم بھی نہ رکھنا چاہیئے تھا ان لوگوں کو دنیا میں بھی رسوائی ہوگی اور ان کو آخرت میں بھی

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

سزائے عظیم ہوگی۔

طرح نصاریٰ کہنے لگے کہ یہود (کا مذہب) کسی بنیاد پر (قائم) نہیں (یعنی سرے ہی سے غلط ہے) حالانکہ یہ سب (فریقین کے لوگ آسمانی) کتابیں (بھی) پڑھتے (پڑھاتے) ہیں (یعنی یہودی توریت کو اور عیسائی انجیل کو پڑھتے اور دیکھتے ہیں اور دونوں کتابوں میں دونوں رسولوں کی اور دونوں کتابوں کی تصدیق موجود ہے جو کہ دونوں مذہب کی اصل بنیاد ہے گو بوجہ منسوخ ہونے کے وہ معمول بہ نہ ہوں یہ اور بات ہے اور اہل کتاب تو ایسے دعوے کرتے ہی تھے اُن کو دیکھکر مشرکین کو بھی جوش ہوا اور كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ اسی طرح (سے) یہ لوگ (بھی) جو کہ (محض ہی) بے علم ہیں اُن (ہی اہل کتاب) کا (سا) قول کہنے لگے (کہ اُن یہود و نصاریٰ سب کا دین بے بنیاد ہے ہم ہی حق پر ہیں) سو (یہاں سب اپنی اپنی ہانک لیں) اللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان (عملی) فیصلہ کردیں گے قیامت کے روز اُن تمام مقدمات میں جن میں وہ باہم اختلاف کر رہے تھے۔ ف عملی فیصلہ یہ کہ اہل حق کو جنت میں اور اہل باطل کو دوزخ میں بھیجدیں گے اور یہ فیصلہ اس لئے لگائی کہ قولی اور برہانی فیصلہ تو حق و باطل کے درمیان میں دلائل نقلیہ و عقلیہ سے دنیا میں بھی ہو چکا ہے۔ معاملہ سی وہفتم ایضاً باشتراک نصاریٰ و مشرکین وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ

البلاغۃ:۔ قال ابو السعود وانما وقع المنع علی المساجد و ان کان الممنوع ھو الناس لما ان فعلھم من طرح الاذی و القذر ونحوھما متعلق بالمسجد لا بالناس مع کونہ علی حالۃ قال فی روح المعانی فاستشکل بان ھذا الترکیب قد تکرر فی القرآن کمن اظلم ممن ذکر بآیات ربہ ثم اعرض عنھا وکھذہ الآیۃ مثلاً فعلی ھذا لزم التناقض وبجاب بان ذلک لا یدل علی نفی التسویۃ فی الاظلمیۃ اولئک المذکورین فیھما ممن عداھم وان جلت ذلک الکلام مخرج المبالغۃ فی الشہرۃ اھ

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ پڑھتے پڑھاتے زاد اللفظ الثانی لتوضیح المعنی یتلون والا فاللفظ الاول یستعمل فی معاد رالثانی فی معنی التعلم وھو غیر مراد ۱۲

ھ والزجر مع قطع النظر عن نفی المساواۃ او الزیادۃ فی نفسہ الامر کما قیل محکما العرف (یعنی زوال الاشکال او رفع التعقیل والقال ۱۲

الفقہ قال البیضاوی قیل معنا النہی عن تمکینھم من الدخول فی المسجد واختلف الائمۃ فیہ فجوزہ ابو حنیفۃ ومنع مالک وفرق الشافعی بین المسجد الحرام وغیرہ ۱۲ اقول المختار ما جوزہ ابو حنیفۃ بدلیل ھذہ الآیۃ فانہا تفید جواز دخولھم بخشیۃ وخشوع ۱۲

يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۱۱۴) (یہود تو حکم قبلہ بدلنے کے وقت طرح طرح کے اعتراض کرکے کم سمجھ لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرتے تھے اگر وہ شبہات عام طور سے قلوب میں اثر کرتے تو نتیجہ لازمی اُن کا انکار رسالت و ترک صلوٰۃ ہوتا اور ترک صلوٰۃ سے مسجد کی ویرانی ظاہر ہے تو گویا یہ یہودی اس طور پر ترک صلوٰۃ اور ویرانی مسجد خصوصاً مسجد نبوی میں بھی ساعی تھے۔ اور بعض سلاطین روم کے کہ نصاریٰ کے اسلاف تھے اور نصاریٰ اُن کے فعل پر انکار نہ کرتے تھے گو وہ نصرانی نہ ہوں کسی وقت یہود شام پر چڑھ آئے تھے قتل و قتال جو ہوا۔ تو بعض جہلا کے ہاتھ سے مسجد بیت المقدس کی بے حرمتی بھی ہوئی اور بوجہ بدامنی کے نماز وغیرہ کا بھی اُس میں اہتمام نہ ہوا اس طور پر نصاریٰ کے اسلاف ترک صلوٰۃ و ویرانی مسجد کے بانی ہوئے اور نصاریٰ پر بوجہ عدم انکار اس کا الزام دیا گیا اس بادشاہ کا نام طیطس تھا مفصل قصہ اس کا شروع سورۂ بنی اسرائیل کی تفسیر میں آوے گا اور نصاریٰ کو یہ قصہ اس لئے ناگوار نہ تھا کہ اس میں یہود کی تذلیل ہوئی تھی اور یہود سے یہ عداوت رکھتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل فتح مکہ جب عمرہ کرنے کے لئے مکہ معظمہ میں داخل ہو کر چاہا کہ مسجد الحرام میں طواف اور نماز ادا فرماویں تو مشرکین مکہ نے آپ کو نہ جانے دیا یہاں تک کہ اس سال آپ واپس تشریف لائے پھر سال آئندہ بوجہ صلح و معاہدہ کے عمرہ ادا فرمایا تو اس طرح سے مشرکین و بیرانی مسجد حرام میں ساعی ہوئے حق تعالیٰ صیغہ عموم سے اس کی قباحت ظاہر فرماتے ہیں یعنی) اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں (جس میں مکہ کی مسجد مدینہ کی مسجد بیت المقدس کی مسجد اور سب مسجدیں آگئیں) ان کا ذکر (اور عبادت) کئے جانے سے بندش کرے اور ان (مساجد) کے ویران (اور معطل) ہونے (کے بارہ) میں کوشش کرے ان لوگوں کو تو کبھی بے ہیبت (اور بے باک) ہو کر اُن (مساجد) میں قدم بھی نہ رکھنا چاہیئے تھا (بلکہ جب جاتے نہایت عظمت و حرمت و ادب سے جاتے جب بے باک ہو کر اندر جانے تک کا استحقاق نہیں تو اُس کی ہتک حرمت کا تو کب حق حاصل ہے اسی کو ظلم فرمایا گیا) ان لوگوں کو دنیا میں بھی رسوائی (نصیب) ہوگی اور ان کو آخرت میں بھی سزائے عظیم ہوگی۔ ف یہ رسوائی دنیا میں تو یہ ہوئی کہ جب تو میں سلطنت اسلام کی رعایا اور باج گذار ہوئیں اور آخرت میں کافر ہونے کی وجہ سے معذب ہونا ظاہر ہے اور سعی ویرانی مساجد سے وہ عذاب اور شدید ہو جاوے گا اور اوپر کی آیت میں جو ان تینوں فرقوں کے دعوے اپنے اپنے حق پر ہونے کے مذکور ہیں اس قصہ سے اس دعویٰ کا بھی ایک گونہ رد مفہوم ہو گیا کہ ایسے ایسے افعال کرکے صاحب حق ہونے کا دعویٰ کرنا شرم کی بات ہے اور جن نصاریٰ نے ایسا کیا تھا وہ اگرچہ گذر گئے تھے لیکن اُن کے خلف اُن کے اس فعل سے نفرت و انکار ظاہر نہ کرتے تھے جو ایک طور پر رضا و شرکت

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ یہود تو حکم قبلہ الخ ذکر اعراض الیہود وجہالتہم وقول الامام ابوبکر فی الکبیر وقصتہ غزو ططس الروم یہود الشام لہ رفع عیسیٰ علیہ السلام وقصتہ عمر بن عبدالعزیز فی تفسیرہ وقصتہ منع قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الحدیبیۃ فی لباب النقول عن ابن ابی حاتم ۱۲

۲ قولہ بعض جہلا الخ وقد ورد بوجہ بدامنی کے کما ہو فی من اہتک حرمۃ المسجد الحدیث بادی عسکر یزید عام الحرۃ مع کونہم مسلمین فلیراجع ما اورد فی الکبیر ان النصاریٰ یعتقدون فی تعظیم بیت المقدس مثل اعتقاد الیہود واکثر تکلیف عالم اہل تحریفہم وایضا قصۃ النصاریٰ مغایر لغزو بخت نصر بیت المقدس فلیراجع الیہا وہو ان بخت نصر کان قبل المسیح والنصاریٰ بعد المسیح فلا یتم وعلی التنزل الاول فلا ثبوت انتفاء بعض الوجوہ لکفی فی الاثبات ثبوت بعضہا ۱۲

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ق فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ

اور اللہ ہی کے مملوک ہیں مشرق بھی اور مغرب بھی تو تم لوگ جس طرف بھی منہ کرو اُدھر اللہ تعالیٰ کا رُخ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ

عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

محیط ہیں کامل العلم ہیں۔

کی دلیل ہے اس لئے ملامت کرنا بالکل بجا اور برمحل ہے جیسا یہود کے معاملات کے ضمن میں چند بار مضمون مذکور ہو چکا ہے۔ معاملہ سی وہشتم وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ق فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ یہود نے احکم تبدیل قبلہ پر اعتراض کیا تھا کہ مسلمان اس جہت سے دوسری جہت کی طرف کیوں بدل گئے۔ حق تعالیٰ جواب دیتے ہیں یعنی) اور اللہ ہی کی مملوک ہیں (سب جہتیں) مشرق بھی اور مغرب بھی (اور وہ اس کا مکان نہیں پس جب وہ مالک ہیں جس جہت کو چاہیں قبلہ مقرر کردیں کیونکہ حکمت تعیین قبلہ میں مثلاً اتفاق ہیئت واجتماع خاطر عابدین ہے اور یہ حکمت ہر جہت سے حاصل ہو سکتی ہے جس کا حکم کردیں وہ متعین ہو جاوے گی۔ البتہ اگر معبود کی ذات نعوذ باللہ کسی جہت خاص کے ساتھ مقید ہوتی تو بالضرورۃ قبلۂ عبادت بننا اُسی جہت میں منحصر ہونا زیبا تھا لیکن وہ ذات پاک کسی جہت کے ساتھ مقید و محدود نہیں جب یہ بات ہے) تو تم لوگ جس طرف بھی منہ کرو اُدھر ہی) اللہ تعالیٰ (کی ذات پاک) کا رُخ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ (خود تمام جہات اور اشیاء کو) محیط ہیں (جس طرح کا احاطہ اُن کی شان کے لائق ہے لیکن باوجود محیط وغیر محدود ہونے کے پھر بھی جہت عبادت کو متعین اس لئے فرمایا کہ وہ) کامل العلم ہیں (کہ ہر شئے کے مصالح کو خوب جانتے ہیں چونکہ اُن کے علم میں یہ تعیین متضمن مصالح تھی اس لئے اس کا حکم دیدیا۔ ف احقر نے جو تعیین قبلہ کی ایک خاص حکمت مثالی کے طور پر بیان کی ہے اس سے بعض مخالفین اسلام کا یہ اعتراض کہ مسلمان کعبہ پرست ہیں بالکل اُٹھ گیا حاصل جواب یہ ہوا کہ پرستش تو خاص حق سبحانہ وتعالیٰ کی ہے لیکن چونکہ پرستش کے وقت یکسوئی قلب کی ضرورت ہے ونیز عابدین کی ہیئت اجتماعیہ کو بھی اس یکسوئی میں دخل ہے چنانچہ دونوں امر تجربہ و مشاہدہ سے ثابت ہیں اس یکسوئی اور اجتماع ہیئت کی تحصیل کے لئے یہ جہت مشروع ہوئی۔ پس اس شبہہ کی ذرہ برابر گنجائش نہیں اور اگر اس پر کوئی اپنی برأت کے لئے یہ دعویٰ کرے کہ ہم بھی اصنام کو

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم من طریق علی بن ابی طلحۃ عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اجرای المدینۃ امرہ اللہ ان یستقبل بیت المقدس ففرحت الیہود فاستقبلہا بضعۃ عشر شہرا وکان یحب قبلۃ ابراہیم وکان یدعو اللہ وینظر الی السماء فانزل اللہ تولوا وجوہکم شطرہ فعاتب فی ذلک الیہود وقالوا وہم عن قبلتہم التی کانوا علیہا فانزل اللہ قل للہ المشرق والمغرب وقال فاینما تولوا فثم وجہ اللہ استفادہ قوی والمعنی ایضا یساعدہ علیہ قولہ ولا یبالی فی ہذا السبب اورد فیہ من روایات اخری فقد قال فی لباب النزول عن الزرکشی قد عرف من عادۃ الصحابۃ والتابعین ان احدہم اذا قال نزلت ہذہ الآیۃ فی کذا فانہ یرید بذلک انہا تتضمن ہذا الحکم لا ان ہذا کان السبب فی نزولہا فہو جنس لا استدلال

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ قال السید الضعیف فیہ دلیل علی ان اللہ تعالیٰ غیر متقید بجہۃ دون جہۃ فہی العقول

ترجمہ

قولہ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔

اس میں دلیل ہے اس پر کہ اللہ تعالیٰ کسی جہت کے ساتھ مقید نہیں۔

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ تعالیٰ ہی سب جہتیں پر بندلک قولہ الحیاۃ کلہا للمشرق والمغرب کما فی تفسیر البیضاوی ہیہ بہا یا حیثی [illegible] کہا [illegible] محیط ہیں جس طرح کا [illegible] طلق الاحاطۃ سواء کان ذاتیا او وصفیا او جہیۃ الاطلاق قولہ ایضا واسع باطلاقہ الاشیاء او برحمتہ واسعۃ لقولہ جس طرح اللہ ما ہب الیہ المحققون فی المتشابہات من حملہا علی المطابق مع [illegible] عتقاد مہیں [illegible] وغیرہ ۱۲

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اولاد رکھتا ہے۔ سبحان اللہ بلکہ خاص اللہ تعالیٰ کے مملوک ہیں جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب

قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ

ان کے محکوم ہیں موجد ہیں آسمانوں اور زمین کے ۔ اور جب کسی کام کا ہونا کرنا چاہتے ہیں تو بس اس کو فرما دیتے ہیں کہ

كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾

ہو جا۔ پس وہ ہو جاتا ہے۔

سامنے رکھنے سے یہی قصد رکھتے ہیں سو اول تو اس براءت کے دعوے سے اہل سلام پر اعتراض مذکور عود نہیں کرتا وہ بحالہ مرتفع رہا جو کہ اس مقام پر مقصود اصلی ہے ثانیاً عام مسلمانوں اور عام کفار کی حالت تفتیش کرنے سے اس عدم پرسش کی نیت کے دعویٰ میں مسلمانوں کا راست گو اور دوسروں کا دروغ گو ہونا ہر وقت ہر شخص کو معلوم ہو سکتا ہے۔ تیسرے علی سبیل التنزل کہا جاتا ہے کہ بر تقدیر راستی اس دعوی کے پھر بھی اس تعیین اور تقیید کے لئے کسی شریعت غیر منسوخہ کا حکم پیش کرنا لازم ہے اور یہ بجز اہل سلام کے دوسروں کے پاس مفقود ہے اور احقر نے جو بیان حکمت میں ترجمہ و تفسیر کے ضمن میں لفظ مثلاً اضافہ کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ احکام خداوندی کی حکمتیں انحصار اور استیعاب کے ساتھ کسی کے ادراک میں نہیں آسکتیں سو اس حکم میں بھی ہزاروں حکمتیں ہوں گی ایک دو کے سمجھ جانے سے ان میں انحصار اور دوسری کی نفی نہیں ہو سکتی۔ ف۲:۔ اور یہ جو فرمایا ہے کہ اُدھر ہی اللہ تعالیٰ کا رُخ ہے اور اسی طرح یہ جو فرمایا ہے کہ وہ محیط ہیں اور ایسے مضامین جو ہوں ان سب میں زیادہ کھود کرید نہ کرنا چاہیئے کیونکہ جیسے حق تعالیٰ کی ذات کا پورا ادراک کسی بندہ سے ممکن نہیں اسی طرح انکی صفات کی حقیقت فہم سے خارج ہے اجمالاً ان سب پر ایمان لے آوے اس سے زیادہ کا انسان مکلف نہیں آگے اپنے کام میں لگنا چاہیئے ؎

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں — کانجا ہمیشہ باد بدست است دام را

معاملہ سی و نہم ایضاً باشتراک نصاریٰ و مشرکین:۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾ (بعض یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے جیسا مختلف آیات میں ان اقوال کی خبر دی گئی ہے حق تعالیٰ اس قول کی قباحت اور بطلان کا بیان فرماتے ہیں یعنی) اور یہ لوگ (مختلف عنوانوں سے) کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اولاد رکھتا ہے سبحان اللہ

اللغات:۔ قانتون منقادون بدیع الابداع اختراع شئی لا عن شئی وقیل عن مثل قضی اے اراد شیئاً واصل القضاء اتمام الشئ قولہ تعالیٰ فقضاھن سبع سموات ۱۲ بیضاوی

اختلاف القراءۃ:۔ قرأ ابن عامر فیکون بالنصب ۱۲ بیضاوی قال الحشی وھو مشکل لان جواب الامر یقتضی ان یکون للمکون کونان احدھما سبب للآخر فنصبہ حملاً علی صورۃ اللفظ وان کان معناہ الجر ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ بعض یہود ہی ظاہر دلائل انہ لم یوجد ہذا القول فی الیھود لامکان نقول بعض العامۃ بذلک علی خلاف مذہبھم ۱۲

۲ قولہ سبحان اللہ یشیر الی انہ للتعجب ۱۲

(کیا مہمل بات ہے) بلکہ (اُن کے تو اولاد ہونا عقلاً ممکن نہیں کیونکہ دو حال سے خالی نہیں یا تو اولاد غیر جنس ہوگی اور باہم جنس ہوگی۔ اگر غیر جنس ہو تب تو نا جنس اولاد ہونا عیب ہے اور حق تعالیٰ عیب سے پاک ہیں عقلاً بھی جیسا مسلم ہے اور نقلاً بھی جیسا سبحانہ[1] مذکور کا بھی مدلول ہے اور اگر ہم جنس ہو تو اس لئے باطل ہے کہ حق تعالیٰ کا کوئی ہم جنس نہیں کیونکہ جو صفات کمال لوازم ذات واجبہ سے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص اور غیر اللہ میں معدوم ہیں اور انتفاء لازم دلیل ہے انتفاء ملزوم کی اس لئے غیر اللہ ذات واجب نہ ہوگا اور وجوب خود عین حقیقت یا لازم حقیقت ہے پس کوئی غیر اللہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشارک فی الحقیقت نہ ہوا پس مجانست باطل ہوگئی اب صفات کمال کے حق تعالیٰ کے ساتھ مختص ہونے کی دلیلیں مذکور ہوتی ہیں اول یہ کہ) خاص اللہ تعالیٰ کے مملوک ہیں جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں (موجودات) ہیں (اور دوسرے یہ کہ مملوک ہونے کے ساتھ) سب ان کے محکوم (بھی) ہیں یعنی کہ اُن کے تصرفات قدرت کو جیسے مارنا جلانا، بیمار کرنا وغیرہ کوئی نہیں ہٹا سکتا گو احکام شرعیہ کو کوئی ٹال دے اور تیسرے یہ کہ حق تعالیٰ موجد (بھی) ہیں آسمانوں اور زمین کے اور (چوتھے یہ کہ ایجاد کی بھی قدرت ایسی عظیم اور عجیب ہے کہ) جب کسی کام کا (مثلاً پیدا ہی کرنا ہے) پورا کرنا چاہتے ہیں تو بس (اتنی بات ہے کہ اس کام کی نسبت (اتنا) فرما دیتے ہیں کہ ہو جا بس وہ (اسی طرح) ہو جاتا ہے (اُن کو آلات و اسباب اور صناعوں اور معینوں کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اور یہ چاروں امر بحز حق تعالیٰ کے کسی میں نہیں پائے جاتے اور یہ مدعیان اولاد کے بھی مسلمات سے تھا پس دلیل سے مقدمہ اختصاص بھی ثابت ہو کر حجت تمام ہوگئی) ف[2] اس کن کہنے میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ مجاز ہو سرعت تکوین اور جلدی بنا دینے سے۔ دوسرے یہ کہ حقیقۃً حق تعالیٰ کی یہی عادت ہو۔ اس پر دو شبہے کئے گئے ہیں ایک یہ کہ جب وہ شے موجود نہیں تو کُن کس کو کہا۔ جواب یہ ہے کہ علم میں موجود ہے۔ دوسرے یہ کہ خود کُن بھی حادث ہے ورنہ قدیم مکون کا لازم آوے گا اور اس کے لئے اگر کُن ہو تو تسلسل لازم ہے۔ جواب یہ ہے کہ صرف لفظ کُن کو بدون کُن کے پیدا کر دیا ہو اور اگر قدیم بھی مان لیا جاوے تب بھی تعلق کے حدوث سے مکون محدث رہے گا۔ رہا خود اس تعلق حادث کے ایجاد کے لئے ایک دوسرا تعلق حادث ہونا اس لئے ضرور نہیں کہ تعلق لاموجود و لامعدوم ہے لہٰذا نہ ایجاد کی ضرورت ہے اور نہ علت ایجاد بننے میں کوئی اشکال رہا۔ کلام اس تعلق کے مرجح میں سو وہ ذات حق ہے اور بوجہ وجود صفت ارادہ کے جس کی ذاتیات یا لوازم سے ترجیح و تخصیص متی شاء ہے۔ یہ ترجیح و تخصیص بلا مرجح و مخصص بھی نہیں بلکہ وجہ ترجیح کا سوال کرنا تخلل جعل بین الذات والذاتی یا بین الملزوم واللازم کا تجویز کرنا ہے وہ باطل۔ **التماس عام**۔ حضرات ناظرین اس مقام پر مجھکو اس خاص طرز

ملحقات المترجم

[1] قولہ سبحانہ مکہ کا بھی مدلول ہے یشیر الی کون التنزیہ مدلولا باشارۃ النص اما عبارۃ النص فللتجسیم ۱۲

[2] قولہ کام کی نسبت کما فی قولہ تعالیٰ قال الذین کفروا للذین آمنوا لو کان خیرا ۱۲

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ

اور جاہل یوں کہتے ہیں کہ ہم سے کیوں نہیں کلام فرماتے اللہ تعالیٰ - یا ہمارے پاس کوئی اور ہی دلیل آجاوے - اسیطرح وہ لوگ بھی کہتے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ

چلے آئے ہیں جو ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان ہی کا سا قول - ان سب کے قلوب باہم ایک دوسرے کے مشابہ ہیں - ہم نے تو بہت سی دلیلیں صاف

لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

صاف بیان کر دی ہیں ان لوگوں کے لئے جو یقین چاہتے ہیں -

پر طالب علمانہ تحریر میں بوجہ ضرورت تفہیم فلسفی مزاج صاحبوں کے معذور فرمادیں اور خود صرف ترجمہ کے ملاحظہ فرمانے پر قناعت کریں ان الفاظ میں غور نہ کریں - ف۱ اور خاص خاص کاموں پر خاص خاص ملائکہ کا مقرر فرمانا اور اسی طرح اسباب اور مواد اور قوی سے کام لینا یہ سب حکمت کے لئے ہے حاجت و استعانت کے لئے نہیں ہے - ف۲ بیضاوی نے کہا ہے کہ پہلی شرائع میں اللہ تعالیٰ کو سبب اول ہونے کی وجہ سے باپ کہا کرتے جاہلوں نے ولادت کے معنی سمجھ لیے اس لئے کفر ٹھہرا اب وقع فساد کے لئے اصلا اس کی اجازت نہیں - معاملہ جہلم ایضا باشتراک نصاری و مشرکین :- وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اور (بعضے) جاہل (یہودی اور نصرانی اور مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں) یوں کہتے ہیں کہ (خود) ہم سے کیوں نہیں کلام فرماتے اللہ تعالیٰ خواہ بلا واسطہ فرشتوں کے جس طرح خود فرشتوں سے کلام فرماتے ہیں یا بواسطہ فرشتوں کے جس طرح پیغمبروں سے بطور وحی کے کلام فرماتے ہیں اور اس کلام میں یا تو خود ہم کو احکام بتلادیں تو دوسرے رسول کی ہم کو ضرورت ہی نہ رہے یا کم از کم اتنا ہی کہدیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے رسول ہیں تو ہم اُن کی ہی رسالت کے قائل ہو کر اُن کی اطاعت کرنے لگیں) یا (کلام نہیں کرتے تو) ہمارے پاس کوئی اور ہی دلیل (ثبوت رسالت کی) آجاوے (حق تعالیٰ اولاً اس بات کا جاہلانہ رسم ہونا بتلاتے ہیں کہ) اسی طرح وہ جاہل لوگ بھی کہتے چلے آئے ہیں جو اُن سے پہلے ہو گذرے ہیں ان ہی کا سا (جاہلانہ) قول (سو معلوم ہوا کہ یہ قول کوئی با وقعت اور باریک بینی پر مبنی نہیں یوں ہی ہانک دیا جاتا ہے - پھر ثانیاً اس قول کا منشاء اور سبب بیان فرماتے ہیں کہ) ان سب (اگلے پچھلے جاہلوں) کے قلوب (کج فہمی میں) باہم ایک دوسرے کے مشابہ ہیں (اس لئے سب سے بات بھی ایک ہی سی پیدا ہوئی - پھر ثالثاً اُس قول کا جواب دیتے ہیں اور چونکہ

الروایات

الذین لا یعلمون فی المعالم قال ابن عباس رض الیہود قال مجاہد النصاری و قال قتادۃ مشرکوا العرب ۱۲

العربیۃ - قال البیضاوی ہو قنون یطلبون الیقین واثر الیہ فی الزجر - فی روح المعانی قد بینا الایات ای نزلناہا بینۃ بان جعلناہا کذلک فنصب فہو علی حد سکان من صغر البعوض وکبرہ الفیل فی المعالم کل ما فی القرآن لولا فہو ہلا الا واحط وہو قول فضولا انہ کان من المسجعین معناہ تعلم یکن ۱۲ اختلاف القراءۃ قرا، ناضع ولا تسئل علی صیغۃ النہی ایۃ انا بکسر شدۃ عقوبۃ الکفار وتہویلہا لہا اے انہ نہایۃ فظاعۃ ماحل بہ لا یستطاع ان یسمع ۱۲ روح المعانی

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ ﴿١١٩﴾

ہم نے آپ کو ایک سچا دین دیکر بھیجا ہے کہ خوشخبری سناتے رہیئے اور ڈراتے رہیئے اور آپ سے دوزخ میں جانیوالوں کی باز پرس نہ ہوگی

اس قول کا جزو اوّل حماقت محض تھا کہ اپنے کو اس لیاقت پر ہم پلہ ملائکہ اور انبیاء کا بنانا چاہتے تھے جو بالکل ہی بدیہی البطلان ہے اس لئے بقول مسلم ؎ پس جواب احمقی آمد سکوت ؛ اس کا جواب نظر انداز کرکے صرف دوسرے جزو کا ارشاد ہوتا ہے کہ تم تو ایک دلیل کو لئے پھرتے ہو ہم نے تو بہت سی دلیلیں (رسالت محمدیہ کے ثبوت میں) صاف صاف بیان کردی ہیں (مگر وہ) اُن لوگوں کے لئے (نافع و کافی ہوسکتی ہیں) جو یقین (اور اطمینان حاصل کرنا) چاہتے ہیں (اور چونکہ معترضین کو محض ضد اور کد ہی مقصود ہے اس لئے نظر حق طلبی سے ان کو تحقیق ہی منظور نہیں سو ایسوں کی تسلی و تشفی کا کون ذمہ دار بنے۔ ف یہود و نصاریٰ کو باوجود اہل کتاب و اہل علم ہونے کے جاہل اس لئے کہدیا گیا کہ یہ بات جاہلوں کی سی کہی تھی کہ باوجود دلائل قویہ قطعیہ کثیرہ قائم ہوچکنے کے ابھی تک جحود کئے جاتے ہیں۔ ربط چونکہ یہاں اس کا محل تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنکی اس جہالت اور عناد سے تنگی ہوجاتی اور ان کے ایمان لانے کی کوئی صورت سمجھ میں نہ آنے سے غم ہوتا اس لئے حق تعالیٰ آیت آئندہ میں آپ کی تسلی فرماتے ہیں۔ تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ ﴿١١٩﴾ (اے رسول) ہم نے آپ کو ایک سچا دین دیکر (خلق کیطرف) بھیجا ہے کہ (ماننے والوں کو) خوشخبری سناتے رہیئے اور (نہ ماننے والوں کو سزا سے) ڈراتے رہیئے اور آپ سے دوزخ میں جانے والوں کی باز پرس نہ ہوگی (کہ ان لوگوں نے کیوں نہیں قبول کیا اور کیوں دوزخ میں گئے آپ اپنا کام کرتے رہیئے آپ کو کسی کے ماننے نہ ماننے کی کیا فکر) ربط یہاں تک یہود کی چالیس قبائح جنمیں سے بعض میں نصاریٰ بھی شریک ہیں بیان فرمائی گئیں آگے یہ بتلانا مقصود ہے کہ ایسے ہٹ دھرم لوگوں سے امید ایمان نہ رکھنا چاہیئے سو یہ مضمون ماسبق کا نتیجہ بھی ہے جس سے اُن کے قبائح مذکورہ کی اور تاکید ہوگئی کہ جو شخص ایسا کج طبع ہو اس کی کبھی کم ہوجاتی ہے اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ وسلم کا ازالۂ فکر و غم بھی ہے کہ آپ ان کے عام طور پر ایمان لانے سے مایوس ہوجایئے اور پریشانی اور کلفت دل سے دور کیجئے تو اس میں مضمون تسلی کی بھی تاکید ہوگئی اور علاوہ ان مضامین کے تاکیدوں کے خود مستقل ان کی ایک قباحت کا اور بھی بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنے کی تو ان کو کیا توفیق ہوتی وہ یہاں تک بلند پروازی کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ کو اپنی راہ پر چلانے کی فکر محال میں ہیں اور قالاً یا حالاً اُن کی زبان یا معاملہ سے بھی ان کی یہ کوشش ظاہر اور مفہوم ہوتی ہے تو اس تقریر پر یہ ان کا اکتالیسواں معاملہ قبیحہ ہوگا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بعض اوقات

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ
انا ارسلناک بالحق بشیرا ونذیرا ولا تسئل عن اصحاب الجحیم قال ابن الضیف ان الآیۃ اصل لعلاج من یساء انا الصلوٰۃ فی عدم قصد ایہام المؤمن بردا اخلاص نفسہ انتہی الفضل

ترجمہ
قولہ تعالیٰ انا ارسلناک بالحق بشیرا ونذیرا ولا تسئل عن اصحاب الجحیم یہ آیت اصل ہے اس کے علاج کی جو شخص صوفیہ کی اس عادت کی جو شخص اپنی اصلاح نہ چاہے اس کے درپے نہیں ہوتے

تحقیقات التراجم
لہ قولہ جزو اول حماقت الخ اخذہ روح المعانی ۱۲ ؎؎

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى

اور کبھی خوش نہ ہوں گے آپ سے یہ یہود اور نہ یہ نصاریٰ جب تک کہ آپ اُن کے مذہب کے پیرو نہ ہو جاویں۔ آپ کہدیجئے کہ

اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَاۗءَكَ مِنَ

حقیقت میں تو ہدایت کا وہی راستہ ہے جو خدا نے بتلایا ہے اور اگر آپ اتباع کرنے لگیں اُن کے غلط خیالات کا علم آچکنے کے بعد

الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۱۲۰

تو آپ کا کوئی خدا سے بچانے والا نہ یار نکلے نہ مددگار۔

مباحثہ میں اول اول اہل کتاب کی بغرض انکی ملاطفت و تالیف کے موافقت فرمالیتے تھے۔ اس میں اس پر بھی دلالت ہے کہ آپ اس قصہ کو جانے دیجئے اس سے جو آپ کی غرض ہے کہ کچھ نرم ہو کر اسلام لے آویں وہ بخیر ہے بہرحال یہ مضمون آئندہ چند فوائد پر مشتمل ہے اور قدر مشترک مایوس کرنا ہے ان خاص لوگوں کے مسلمان ہونے سے پس ارشاد ہے۔ **مایوسی کلی از ایمان مخالفین خاص** وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۱۲۰ اور کبھی خوش نہ ہوں گے آپ سے یہ یہود اور نہ یہ نصاریٰ جب تک کہ آپ (خدانخواستہ) اُن کے مذہب کے (بالکل) پیرو نہ ہو جاویں (اور یہ محال ہے پس اُن کا راضی ہونا محال ہے اور اگر کبھی اس قسم کی بات انکی زبان یا حال سے مترشح ہو تو آپ (صاف) کہدیجئے کہ (بھائی) حقیقت میں ہدایت کا تو وہی راستہ ہے جس کو خدا نے (یہ ہدایت کا راستہ) بتلایا ہے (اور دلائل سے ایسا راستہ صرف اسلام ہونا ثابت ہو چکا ہے پس راہ ہدایت وہی رہا) اور (رہا یہ امر کہ آپ نعوذ باللہ اُن کے مذہب کے پیرو ہو جاویں محال اس لئے ہے کہ اس سے ایک محال لازم آتا ہے کیونکہ) اگر آپ اتباع کرنے لگیں اُن کے غلط خیالات کا (جسکو وہ اپنا مذہب سمجھتے ہیں مگر کچھ تحریف سے اور کچھ منسوخ ہونے سے اب وہ محض چند خیالات کا مجموعہ رہ گیا ہے اور پھر اتباع بھی کیسی حالت میں کہ) علم (قطعی ثابت بالوحی) آچکنے کے بعد تو (ایسی حالت میں تو) آپ کا کوئی خدا سے بچانے والا نہ یار نکلے نہ مددگار (بلکہ توبہ تو بڑا جرم قہر میں گرفتار ہو جانا لازم آوے اور یہ لازم محال ہے کیونکہ دلائل قطعیہ سے دوام رضائے حق تعالیٰ آپ سے ثابت ہے پس غضب محال۔ اور اتباع مذکور سے یہ لازم آیا تھا اس لئے اتباع مذکور بھی محال اور بدون اتباع کے انکا راضی ہونا غیر ممکن تو ایسے امر کی امید کرنے کی کوئی گنجائش نہیں اس لئے اس سے دل کو خالی کر لینا چاہیئے۔

لطائف الترجمہ

۱ قولہ یہود اشارۃ الی کون الکلام المعبد لاجل التکفل ببیان کفر النصاریٰ والیہود ۲ قولہ لانہ کان یلاطف کل فریق رجاء ان یسلموا فنزلت ۱۲

اللغات فی روح المعانی الملۃ فی الاصل ہم من املت الکتاب سمی الملیۃ ثم نقلت الی اصول الشرائع باعتبار انہا یملیہا النبی ثم قیل علی الباطل ایضا ۱۲

البلاغۃ:۔ فی روح المعانی وحدت الملۃ وان کان لہم ملتان لانہما (او لانہا یجمعہا الکفر وہو ملۃ واحدۃ ۱۲

الروایات:۔ المتعلقۃ بہذہ آیت ولن ترضی الخ فی الصحیحین وذلک انہم کانوا یسلمون (ای صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء ویطمعون ان اہلتہم اتبعوا فانزل اللہ تعالیٰ ہذہ الآیۃ معاذ اللہ ان یداہنہم فلا یرضیہم الخ

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی بشرطیکہ وہ اس کی تلاوت کرتے رہے جس طرح کہ تلاوت کا حق ہے۔ ایسے لوگ ہی پر ایمان لاتے ہیں

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا ع ۱۴

اور جو شخص نہ مانے گا خود ہی ایسے لوگ خسارہ میں رہیں گے اے اولاد یعقوب علیہ السلام میری ان

نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾

نعمتوں کو یاد کرو جن کا میں نے تم پر انعام کیا اور اس کو کہ میں نے تم کو بہت لوگوں پر فوقیت دی۔

ملحقات الترجمہ

ل قولہ بشرطیکہ اشارۃ الی کون الجملۃ حالیۃ لکنہا مقدرۃ لانحفۃ وما بعدہ خبر للموصول ۱۲

ق قولہ اس دین حق ہذا اعادۃ الضمیر الی الحق المذکور فیما قبل فی قولہ انا ارسلناک بالحق وقولہ لعلماء الذی جاءک من العلم فی التفسیر العزیزی ۱۲

ربط یہاں تک معاندین اہل کتاب کا ذکر تھا اس کے بعد حسب عادت قرآن منصفین اہل کتاب کا بیان ہے جنھوں نے بعد وضوح حق کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور آپ کا اتباع اختیار کر لیا پس ارشاد ہے۔ ذکر منصفین اہل کتاب۔ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ جن لوگوں کو ہم نے کتاب (توراۃ وانجیل) دی بشرطیکہ وہ اس کی تلاوت (اس طرح) کرتے رہے جس طرح تلاوت کا حق ہے (کہ قوت علیہ کو فہم مضامین میں صرف کیا اور قوت ارادیہ کو عزم اتباع حق میں استعمال کیا) ایسے لوگ (البتہ آپ پر) اس (دین حق اور علم وحی) پر ایمان لے آتے ہیں اور جو شخص نہ مانے گا (کس کا نقصان کرے گا) خود ایسے لوگ خسارہ میں رہیں گے (کہ ثمرات ایمان پر عطا ہوتے ان سے محروم رہیں گے) ربط اس مقام پر بنی اسرائیل کے متعلق جن مضامین خاصہ کا بیان کرنا مقصود تھا ان کا خاتمہ ہوا۔ اب ان مضامین کی جو آغاز کی تمہید تھی جس کے اجمال کے یہ سب مضامین تفصیل تھے ختم پر پھر اسکو مکرر لاتے ہیں جس میں اس کا مضمون خاص یعنی ترغیب کے لئے انعام عام وخاص کا یاد دلانا اور ترہیب کے لئے قیامت کا پیش نظر کر دینا بوجہ تکرار کے خوب ذہن نشین ہو جاوے کیونکہ مقصود اعظم کلیات ہوتے ہیں جن کا خود استحضار بوجہ انکے اختصار کے سہل ہوتا ہے اور بوجہ جامعیت اور انطباق کے ان کے ذریعہ سے ان کے جزئیات کا محفوظ رکھنا آسان ہوتا ہے اور محاورات میں یہ طرز بلیغ بھی اعلیٰ درجہ کا سمجھا جاتا ہے کہ مفصل اور مطول بات کرنے کے قبل دل ایک مجمل عنوان سے اس کی تقریر کر دی جس کا قدر مشترک تمام تفاصیل کے فہم میں معین ہو اور اخیر میں بطور خلاصہ اور نتیجہ تفصیل مذکور کے اسی مجمل عنوان کا پھر اعادہ کر دیا۔ مثلاً یہ کہا جاوے کہ تکبر بڑی مضر خصلت ہے۔ دیکھو اس میں ایک ضرر یہ ہے۔ دوسرا یہ ہے۔ تیسرا یہ ہے۔ دس بیس مضرتوں کی تقریر کر کے پھر آخر میں کہدیا کہ غرض تکبر بڑی مضر خصلت ہے اسی طور پر آیت ہا ہی اسرائیل کا اعادہ فرمایا جاتا ہے اعادہ تمہید بطور تلخیص يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ اے اولاد یعقوب علیہ السلام میری ان نعمتوں کو یاد

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا

اور تم ڈرو ایسے دن سے جس میں کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے نہ کوئی مطالبہ ادا کرنے پاوے گا اور نہ کسی کی طرف سے کوئی معاوضہ قبول

تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

کیا جاوے گا اور نہ کسی کو کوئی سفارش مفید ہوگی اور نہ اُن لوگوں کو کوئی بچا سکیگا۔

کرو جن کا میں نے تمہیر (وقتاً فوقتاً) انعام کیا اور اسکو بھی یاد کرو، کہ میں نے تم کو بہت لوگوں پر (بہت سی باتوں میں) فوقیت دی۔ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ اور تم ڈرو ایسے دن سے (یعنی روز قیامت سے جس میں کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے نہ کوئی مطالبہ (اور حق واجب) ادا کرنے پاوے گا اور نہ کسی کی طرف سے کوئی معاوضہ (بجائے حق واجب کے) قبول کیا جاوے گا اور نہ کسی کو کوئی سفارش (جبکہ ایمان نہ ہو) مفید ہوگی اور نہ اُن لوگوں کو کوئی (بزور) بچا سکے گا۔ ف۔ اس کے متعلق ضروری امور اوپر اس آیت کی تفسیر میں گذر چکے ہیں اگر ضرورت ہو وہاں ملاحظہ فرمائے جاویں۔ ربط یہاں تک بنی اسرائیل کے قبائح اور بے عنوانیوں کا بیان تھا منجملہ ان کے ایک بے عنوانی یہ بھی تھی کہ بعض احکام کے نسخ پر خصوصاً حکم تحویل قبلہ پر اُن کا اعتراض تھا۔ جس کا جواب اوپر کی بعض آیات میں بضمن تقریر معاملہ سبی و دوم و سبی و ہشتم بقدر کافی مذکور بھی ہوا ہے چونکہ اس حکم خاص میں ان لوگوں کا شور و شغب زیادہ تھا نیز ضعیف الاعتقاد لوگوں پر اس مخالفت کا اثر ہو جانا بھی چنداں عجیب نہ تھا اور نماز خود رکن اعظم اسلام کا ہے۔ اس مبحث کو اُس سے تعلق تھا۔ اس لئے یہ اسباب مقتضی تھے کہ اس مادہ خاص میں کسی قدر مفصل و مطول کلام کیا جاوے وہ مفصل کلام یہاں سے شروع ہو کر تقریباً چار رکوع تک ممتد ہوا ہے جس کی ترتیب بھی نہایت خوش اسلوب واقع ہوئی ہے کہ اول بانی کعبہ کی فضیلت اور ان کا امام خلق ہونا بیان کیا۔ پھر کعبہ کی فضیلت اور اس کی بنا کا قصہ ذکر فرمایا اور اس کے سیاق و سباق میں بہت سے مضامین اس کے مناسب اور مؤید لائے گئے۔ پھر حاکمانہ اختیار سے اس کعبہ کا قبلہ بنانا بیان کیا۔ پھر اس میں جو حکیمانہ مصالح مرعی ہیں اُن کو ذکر فرمایا اور درمیان درمیان میں اور مضامین مناسب مقام ارشاد ہوئے جن میں امام القبلتین صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق و خصوصیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اور آپ کا کافۂ خلق کے لئے قسمت عظمیٰ ہونا بھی بتلا دیا گیا تاکہ ہر مذاق پر ہر پہلو سے مضمون کی تتمیم ہو جاوے۔

مسائل السلوک (متعلقہ ص ۱۰۳)
قال الی جاعلك للناس اماما (الی قولہ) الظالمین قال العبد الضعیف فیہان الخلیفۃ الارشادیۃ الخصوص مع الخلیفۃ العمل انتھی القول

ترجمہ
قولہ تعالیٰ قال انی جاعلك للناس اماما (الی قولہ) الظالمین اس میں دلالت ہے کہ خلافت ارشاد بغیر عمل کے ساتھ صحیح نہیں ہوتی۔ ۱۲

البلاغۃ۔ سئل استاذی رحمۃ اللہ علیہ عن النکتۃ فی تقدیم الشفاعۃ فی السابق وتاخیرہا ہہنا فاجاب بان القوم کانوا اولاد الانبیاء والائمۃ فکانوا یشفعون بالشفاعۃ اکثر من الشفاعۃ بغیرہا۔ فکان الابتداء بنفیہا والانتہاء بہ اولی حسما لزعمہم واللہ اعلم ۱۲

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ

اور جس وقت امتحان کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اُن کے پروردگار نے چند باتوں میں اور وہ اُن کو پورے طور سے بجا لائے

اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾

مقتدا بناؤں گا۔ اُنھوں نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے بھی کسی کو بنا دیجو اگر میرا عہدہ خلاف ورزی کرنے والوں کو نہ ملے گا۔

فضیلت حضرت ابراہیم علیہ السلام بانی کعبہ

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ اور جس وقت امتحان کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اُن کے پروردگار نے چند باتوں میں (اپنے احکام میں سے) اور وہ اُن کو پورے طور سے بجا لائے (اُسوقت) حق تعالیٰ نے (اُن سے) فرمایا کہ میں تم کو (اس کے صلہ میں نبوت دیکر یا اُمت بڑھا کر) لوگوں کا مقتدا بناؤں گا اُنھوں نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے بھی کسی کسی کو (نبوت دیجیے) ارشاد ہوا کہ (آپ کی یہ درخواست منظور ہے مگر اُس کا ضابطہ سُن لیجیے کہ میرا (یہ) عہدہ (نبوت) خلاف ورزی (قانون) کرنے والوں کو نہ ملیگا سو ایسے لوگوں کو تو صاف جواب ہے البتہ اطاعت کرنے والوں میں سے بعض کو نبوت دیجاوے گی) ف امتحان دو غرض سے ہوتا ہے کبھی تو اس واسطے کہ امتحان کرنے والا خود اُس شخص کی حالت و لیاقت دریافت کرنا چاہتا ہے۔ سو یہ امتحان لینا تو ذات حق میں محال ہے کیونکہ اُن کو سب کچھ پہلے ہی معلوم ہے اور کبھی امتحان لینے والا خود تو جانا کرتا ہے۔ لیکن اور دیکھنے والوں کی نظر میں اُس کا پیش کرنا منظور ہوتا ہے تاکہ امتحان دینے والے کی عظمت مثلاً ثابت ہو جاوے اور دوسروں کو شکایت محرومی یا ترجیح کا موقع نہ رہے یا اگر امتحان کسی مجرم کا ہے تو خود وہ بھی اپنے دل میں انصاف کرلے اور دوسرے بھی شبہ جور و تعدی کا نہ کر سکیں تو ایسا امتحان لینا حق تعالیٰ کی شان کے خلاف نہیں جہاں کہیں حق تعالیٰ کا بندوں کو امتحان کرنا مذکور ہے وہاں یہی دوسری قسم مراد ہے۔ چنانچہ اس مقام پر بھی یہی دوسری قسم مراد ہے اور وہ باتیں کتابوں میں کئی طرح لکھی ہیں بہرحال کچھ احکام تھے اور یہ امتحان اگر ایسے وقت تھا کہ ہنوز خلقت کو احکام پہنچانے کا آپ کو حکم نہ ہوا تھا تو امامت للناس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کو احکام پہنچانے کا کام دیا جاوے گا جو حاصل ہے نبوت کا پس اس قول پر اُس وقت وحی تو نازل ہو گئی تھی لیکن اُس وحی کی تبلیغ کا امر نہ ہوا تھا اور اگر یہ امتحان ایسے وقت تھا کہ تبلیغ وحی کا کام بھی کرنے لگے تھے تو امامت للناس کے معنی یہ ہوں گے کہ اب جتنی امت ہے اس سے اور ترقی دو گنا۔ مثلاً آپ کے زمانہ ہی میں اور لوگ بھی ایمان بکثرت لاویں گے یا یہ کہ آپ کی شریعت آپ کے بعد بھی مدتوں تک رہے گی جو کہ سبب ہے تضاعف اجر و ثواب کا کیونکہ نیک راہ پر چلنے کے ثواب میں اس راہ کا بتلانے والا بھی شریک ہوتا ہے جیسا احادیث میں بھی ہے تو یہ امر بھی اُسی

اللغات - قال البیضاوی والکلمات قد یطلق علی الکلمۃ الذی ہی لفظ او جملۃ مفیدۃ او غیر مفیدۃ قلبت واو ہا الفا لتحرکہا و انفتاح ما قبلہا کما فی قال

تقضیت من الذر بمعنی التفریق او فعیلۃ قلبت یاء ہا الثانیۃ بالف کما فی من الذر بمعنی الخلق۔

ملخص الترجمہ

۱ قولہ فی ترجمۃ فاتمھن اور الواو للاستیناف فی لسانہا موقع الفا الجبانا

۲ قولہ فی ترجمۃ عہدی عہدہ لان معنی العہدۃ فی لسانہا ہو معنی العہد فی العزنی بعینہ ۱۲ ۳ قولہ فی ترجمۃ الظلم خلاف ورزی لان الظلم وضع الشئ فی غیر محلہ وہو حاصل ہذہ الکلمۃ ۱۲

النحو - قال البیضاوی قال وان لصعبت اذ اقیل فالمجموع جملۃ معطوفۃ علی ما قبلہا ۱۲ قولہ ومن ذریتی عطف علی الکاف ای ولبعض ذریتی کما تقول وزید انی جوابہ سار کم تمت ۱۲

الکلام احتج بعض ائمۃ المعتزلۃ بالآیۃ علی عصمۃ الائمۃ من اہل البیت وقت تعلمہا مع تفسیر الامامۃ بالنبوۃ وہی مرتبۃ الاحتمال لا یصح الاستدلال بہا علی ثبت التصور لو تامت فی الفاظ الآیۃ تحقیقہ فنقول المعنی ان اللہ تعالیٰ اسند ہذا الجعل الی نفسہ

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۖ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ

اور جس وقت ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کا معبد اور امن مقرر کیا۔ اور مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالو

مُصَلًّى ۖ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ

اور ہم نے حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی طرف حکم بھیجا کہ میرے گھر کو خوب

لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾

پاک رکھا کرو بیرونی اور مقامی لوگوں کے واسطے اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے واسطے۔

نبوت کے آثار سے ہے۔ بہرحال ہر صورت میں حاصل اس کا نبوت کی تکمیل ہے اور اس میں یہ قید لگانا کہ جس کو نبوت ملیگی وہ ظالم نہ ہو دلیل سے حضرات انبیاء علیہم السلام کے معصوم اور بے گناہ ہونے کی کیونکہ ہر گناہ خلاف ورزی ہے احکام کی اور یہی حقیقت ہے ظلم کی اور دونوں کا جمع نہ ہونا صراحۃً ارشاد ہوا ہے پس جو حضرات نبوت سے مشرف ہو چکے ہیں یقیناً وہ گنہگار نہ تھے نہ قبل نبوت نہ بعد نبوت۔ اور جن قصوں میں ایسے امور مذکور ہیں وہ واقع میں گناہ نہیں ہیں چنانچہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر قصہ کے موقع پر اس کی تفسیر دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے جن میں ایک قصہ حضرت آدم علیہ السلام کا گذر بھی چکا ہے وہاں دیکھکر اسکی تصدیق کیجاوے اور لفظ عصیان یا ظلم وغیرہ جو کہیں وارد ہوا ہے اس کے معنی مجازی مراد ہیں کیونکہ یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ جب حقیقی معنی کسی دلیل سے متعذر ثابت ہوں تو مجاز پر محمول کرنا واجب ہے اور دلیل تعذر کی جس سے عصمت انبیاء علیہم السلام ثابت ہے ابھی بیان ہو چکی خوب سمجھ لو۔ ربط فضیلت بانی کے بعد آگے فضیلت بنا کا بیان فرماتے ہیں۔ **فضیلت کعبہ** وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۖ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۖ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے کہ) جس وقت ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کا معبد اور (مقام) امن (ہمیشہ سے) مقرر رکھا اور (آخر میں امت محمدیہ کو حکم دیا کہ برکت حاصل کرنے کے لئے) مقام ابراہیم کو (کبھی کبھی) نماز پڑھنے کی جگہ بنالیا کرو اور ہم نے (بنا کعبہ کے وقت) حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی طرف حکم بھیجا کہ میرے (اس) حکم کو خوب پاک صاف رکھا کرو بیرونی اور مقامی لوگوں کی (عبادت کے واسطے اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے واسطے ف مقام امن دو وجہ سے فرمایا ایک تو یہ کہ اسمیں حج و عمرہ و نماز و طواف

اللغات مثابة۔ مرجعا یثوب الیہ اجیان الزوار ۱۲ بیضاوی عہدنا الیہ الموثق ولاعہدی بالی کان معناہ التوصیۃ کذا فی التاج ولما کان ہذا التوصیۃ بطریق الامر فسرہ بالامر ۱۲ ع الطائفین والعاکفین فی روح المعانی ۱۲ الافوال العزیزا الوافدون الی البلد الحرام المقیمون ۱۲

النحو امنا موضع امن واتخذوا فعل ارادۃ القول ۱۲ بیضاوی **الروایات**۔ فی روح المعانی اخرج ابونعیم من حدیث ابن عمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بید عمر فقال یا عمر ہذا مقام ابراہیم فقال عمر افلا نتخذہ مصلی فقال لم اؤمر بذلک فلم تغب الشمس حتی نزلت ہذہ الآیۃ وقال الامر فیہ للاستحباب عند المتبادر من الصلوٰۃ موضع الصلوٰۃ مطلقا ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ نہ قبل نبوت نہ بعد نبوت ثم اتفقوا الکبائر وبعد الصغائر متفق علیہ بین اہل الحق نعم اختلفوا فی الصغائر قبل النبوۃ فعلی ای معنی حملت الظلم نقیضہ و للظلم مراتب ۱۲ منہ

۲ قولہ فی ترجمۃ مثابۃ معبد ہذہ اللفظۃ مجازیۃ لیفی بالمثابۃ محل الثواب والمرجع لان المعبد یکون مرجعا للعابدین ۱۲ منہ

۳ قولہ برکت حاصل اشار الی استحباب الاتخاذ والدلیل علی تخصیصہ برکنی الطواف لیرد النقض بوجوبہا علی الاستحباب ۱۲ منہ

۴ قولہ مقام ابراہیم کو اشار الی کون من مقام ابراہیم کما نقل فی روح المعانی عن الاخفش ۱۲ منہ

۵ قولہ پاک صاف رکھا کرو۔ اشار الی ان التطہیر کما یطلق علی احداثہ یطلق علی ابقاء کما فی قولہ تعالیٰ وثیابک فطہر الرجز فاہجر ۱۲ منہ

۶ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہذہ الآیۃ حین دار رکتین بعد الطواف لا یقتضی تخصیصہ بہا وقال فی المعالم ہو الحجر الذی رفع علیہ ابراہیم علیہ السلام رجلیہ حین غسلت من رفع الحجارۃ التی کان ولدہ اسماعیل یناولہ ایاہا فی بناء البیت ولہذہ الرقعۃ قال ابن عباس وجابر وقتادہ وغیرہم واخرج البخاری وجہد

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ

اور جس وقت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اسکو ایک شہر بنا دیجئے امن والا اور اس کے رہنے والوں کو

الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ

پھلوں سے بھی عنایت کیجئے۔ اُن کو جو کہ اُن میں سے اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہوں۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور اس شخص کو بھی جو کہ

قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٢٦﴾

کافر ہے سو ایسے شخص کو تھوڑے روز تو خوب آرام برتاؤنگا پھر اس کو ناچار کشاں کشاں عذاب دوزخ میں پہنچاؤنگا۔ اور ایسی جگہ پہنچنے کی بڑی بُری

ادا کرنے سے عذاب دوزخ سے امن ہوتا ہے۔ دوسرے اس وجہ سے کہ اگر کوئی خونی حدود کعبہ میں جس کو حرم کہتے ہیں جا گھسے تو وہاں اُس کو سزائے موت نہ دیں گے البتہ رسد وغیرہ اُس کی بند کر دیں گے یہاں تک باہر نکل آوے۔ پھر پکڑ لیں گے اور سوا خونی کے اور مجرموں کا اور حکم ہے اور یہ مذہب امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔ دوسرے اماموں کے کچھ اور قول ہیں تو اس صورت میں امن من کا وقوع نہیں بتلاتے۔ بلکہ قانون بتلاتے ہیں۔ اور مقام ابراہیم ایک خاص پتھر کا نام ہے جس پر کھڑے ہو کر آپ نے کعبہ کی عمارت بنائی ہے وہ کعبہ کے پاس ایک محفوظ جگہ رکھا ہے اور وہاں نفلیں پڑھنا ثواب ہے اور جب طواف کرے تو اس وقت دو رکعت پڑھنا امام ابوحنیفہ کے نزدیک واجب ہے آگے حدود کعبہ یعنی حرم اور اُس کے سکان کے لئے دعاء ابراہیمی کا ذکر ہے کہ وہ بھی دلیل ہے اُس کی فضیلت کی دعائے ابراہیمی برائے حرم واہل حرم۔ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٢٦﴾ اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے کہ) جس وقت ابراہیم علیہ السلام نے (دعا میں) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اس (موقع) کو ایک (آباد) شہر بنا دیجئے (اور شہر بھی کیسا) امن (امان) والا اُس کے بسنے والوں کو پھلوں (کی قسم) سے بھی عنایت کیجئے (اور میں سب بسنے والوں کو نہیں کہتا بلکہ خاص) اُنکو (کہتا ہوں) جو کہ اُن میں سے اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہوں (باقیوں کو آپ جانیں) حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (کہ چونکہ رزق ہمارا خاص نہیں ہے اس لئے ثمرات سب کو دونگا مومن کو بھی) اور اُس شخص کو بھی جو کہ کافر ہے (البتہ نجات آخرت چونکہ اہل ایمان کے ساتھ خاص ہے) سو (اسواسطے) ایسے شخص کو جو کہ کافر ہے (تھوڑے روز (یعنی دنیا میں) تو خوب آرام برتاؤنگا (لیکن) پھر (بعد مرگ) اُسکو کشاں کشاں عذاب دوزخ میں پہنچاؤنگا اور ایسی پہنچنے کی جگہ تو بہت بُری ہے (اللہ بچاوے) ف شہر ہونے کی دعا اسواسطے کی تھی کہ اس وقت یہ موضع بالکل جنگل تھا پھر اللہ تعالیٰ نے شہر کر دیا اور اس مقام پر امن اور آبادی کے متعلق دعا

النحو ف۔ ومن کفر عطف علی من آمن ای وارزق من کفر ای فاطلب لہ الخیر حتی یکون من ذریتی فاخرجہ ای ہذا العطف لا یصح لانہ یقتضی التشریک فی اصل فیصیر قال ابراہیم وارزق فیدنا فیہ بعید وذلک ان یجعل العطف علی محذوف ای ارزق من آمن ومن کفر

ملحقات الترجمہ ۵۱
قولہ فی ف قانون تبلاتے ہیں فلا یلزم الکذب لو نقض حد مذا الامن ۱۲ ۵۲
قولہ پھلوں کی قسم سو کما فی روح المعانی ای من انواعہا ۱۲ ۵۳ قولہ سب بسنے والوں کو نہیں کہتا۔ اشارۃ الی ان المقصود لیس اخراجہم عن الدعا بل المقصود عدم ادخالہم فیہ وشتان ما بینہما کما فی روح المعانی احترز من الدعا لمن لیس مرضیا عندہ تعالیٰ ۱۲

۵۴ بلفظ الجزو ومن لا یقول بالعطف التلقینی لو جب ذلک قلیلا صفۃ لمحذوف ای متاعا او نرمانا قلیلا ۱۲ کلہ من روح المعانی۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ۭ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا

اور جبکہ اٹھا رہے تھے ابراہیم علیہ السلام دیواریں خانہ کعبہ کی اور اسمٰعیل علیہ السلام بھی اے ہمارے پروردگار قبول فرمایئے

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾

بلاشبہ آپ خوب سننے والے جاننے والے ہیں۔

قبول ہونے کا ذکر تصریحاً نہیں فرمایا۔ کیونکہ قانون امن کا منظور ہو جانا تو اس سے اوپر کی آیت میں مذکور ہو چکا ہے اور جب یہ فرمایا کہ یہاں کے رہنے والوں میں جو کافر ہونگے انکو بھی ثمرات ملیں گے اس سے خود مفہوم ہو گیا کہ یہ جگہ لوگوں کے رہنے کی ہو گی جو حاصل ہے شہر آباد ہونے کا اور پھلوں کے ملنے کی یہ صورت کر دی کہ دُور دُور سے ہر قسم کی چیز اُس شہر میں آتی ہے اور خاص نزدیک ہی دو منزل پر طائف ہے اُس سرزمین کو خوب سبز و شاداب بنایا ہے وہاں سے سب طرح کی چیزیں میوے ترکاری بکثرت روز کی روز پہنچتی رہتی ہیں اور ابراہیم علیہ السلام نے جو کافروں کے لئے دعائے رزق نہیں مانگی غالباً وجہ اسکی یہ ہوئی کہ پہلی دعاء کے جواب میں حق تعالیٰ نے ظالمین کو ایک نعمت کی صلاحیت سے خارج فرما دیا تھا اس لئے اب اس دعاء میں ان کو شامل نہیں کیا کبھی مرضی کے خلاف ہو۔ ربط آگے بنا کعبہ اور اس بنا میں بانی کے اخلاص اور اُس کے ضمن میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت کے اختصاص کا بانی کعبہ کے ساتھ ذکر ہوتا ہے۔ قصہ بنائے کعبہ و اخلاص و دعاء بانی وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ۭ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ اٹھا رہے تھے ابراہیم علیہ السلام دیواریں خانہ کعبہ کی اور (ان کے ساتھ) اسمٰعیل علیہ السلام بھی (اور یہ کہتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار (یہ خدمت) ہم سے قبول فرمایئے۔ بلاشبہ آپ خوب سننے والے جاننے والے ہیں (ہماری دعا کو سنتے ہیں ہماری نیتوں کو جانتے ہیں)

ف: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شرکت دو طرح ہو سکتی ہے۔ یا تو پتھر گارا دیتے ہوں گے یا کسی وقت چنائی بھی کرتے ہوں گے۔

اللغات القاعدة هي الاساس ورفعها البناء عليها فانه ينقلها عن هيئة الانخفاض الى هيئة الارتفاع ويحتمل ان يراد بها ساقات البناء فان كل ساق قاعدة لما يوضع فوقه وبرفعها بناءه ۱۲ بيضاوي

فان قلت لم قيل فواعد البيت وای فرق بين العبارتين قلت في ابهام القواعد وتبيينها بعد الابهام ما ليس في اضافتها اليه من الايضاح بعد الابهام من تفخيم شان المبين ۱۲

البلاغة

يرفع حكاية حال ماضية ۱۲ بيضاوي۔ وفي الكشاف

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ص وَاَرِنَا

اے ہمارے پروردگار اور ہم کو اپنا اور زیادہ مطیع بنا لیجیے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک (خاص) جماعت پیدا کیجیے جو آپ کی مطیع ہو - اور ہم کو

مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ج اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ

حج کے احکام بھی بتلا دیجیے اور ہمارے حال پر توجہ رکھیے - اور فی الحقیقت آپ ہی ہیں توجہ فرمانے والے مہربانی کرنے والے - اے ہمارے پروردگار اور

فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ

اس جماعت کے اندر (جس کی ہی میں) ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کیجیے جو اُن لوگوں کو آپ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کریں اور اُن کو کتاب کی اور (خوش

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾

بلاشبہ آپ ہی ہیں غالب القدرۃ کامل الانتظام

ثمہ دعائے مذکور - رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ص وَاَرِنَا
مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ج اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا
مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ط اِنَّكَ اَنْتَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ اے ہمارے پروردگار اور (ہم دونوں یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ) ہم کو اپنا اور زیادہ مطیع
بنا لیجیے - اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت پیدا کیجیے جو آپ کی مطیع ہو اور (نیز) ہم کو
ہمارے حج (وغیرہ) کے احکام بھی بتلا دیجیے اور ہمارے حال پر (مہربانی کے ساتھ) توجہ رکھیے اور فی
الحقیقت آپ ہی ہیں توجہ فرمانے والے مہربانی کرنے والے اے ہمارے پروردگار اور (یہ بھی دعا ہے کہ)
اُس جماعت کے اندر (جس کے پیدا ہونے کی دعا اپنی اولاد میں سے کر رہے ہیں ان ہی میں کا ایک ایسا
پیغمبر بھی مقرر کیجیے جو اُن لوگوں کو آپ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کریں اور اُن کو (آسمانی) کتاب کے
مضامین کی اور (اُس میں) خوش فہمی (کا سلیقہ حاصل کرنے) کی تعلیم دیا کریں اور اُن کو (اس تلاوت و تعلیم
کے ذریعہ سے جہالت کے خیالات اور اعمال سے) پاک کر دیں بلاشبہ آپ ہی ہیں غالب القدرۃ (کہ سب
درخواستیں پوری کر سکتے ہیں) کامل الانتظام (کہ جو کام کرتے ہیں اُس میں کوئی فروگذاشت نہیں ہوتی)

ف جس جماعت کا اس آیت میں ذکر ہے وہ صرف بنی اسماعیل ہیں - جن میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے - پس یہاں جن پیغمبر کے لئے دعا ہے اُس سے مراد بھی صرف آپ ہوئے کیوں کہ یہ دعا دونوں صاحبوں نے کی ہے تو وہی جماعت مراد ہو سکتی ہے جو دونوں کی اولاد میں ہو اور پیغمبر کے ذکر میں کہا گیا ہے کہ وہ اس جماعت میں سے ہوں تو وہ جماعت بنی اسماعیل ہوئی اور پیغمبر آپ ہوئے - جو کہ بنی اسماعیل میں سے ہیں اسی واسطے حدیث صحیح میں ارشاد نبوی ہے کہ میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ظہور ہوں اور ہر چند کہ یہ لقب

ملحقات الترجمہ

۱۵ قولہ زیادہ مطیع کما فی البیضاوی المراد طلب الزیادۃ فی الاخلاص ۱۲

۱۵ قولہ ج وہو زاد اللفظ الاظہر جمعا بین الاقوال المختلفۃ فی التفسیر المناسک ۱۲

۱۵ قولہ توجہ رکھیے فلا حاجۃ الی التاویل تعلیم الامۃ او الحمل علی التواضع ۱۲

۱۵ قولہ یہ بھی دعا ہے اشارۃ الی کونہ معطوفا علی ما قبلہ من الدعاء ۱۲

۱۵ قولہ کامل الانتظام کما فی البیضاوی الحکم لما یریہ ۱۲

اور صفت مسلم کی تمام امت محمدیہ کے لئے حاصل ہے جیسا مشاہدہ ہے اور سورۂ انبیاء کے آخر میں ھو سماکم المسلمین کی توجیہ بھی یہی ہے۔ لیکن تخصیص اولاد کی اس لئے ہے کہ اور لوگوں میں یہ اسلام ان کی اولاد کی بدولت شائع ہوگا۔ اس طور پر اس صفت میں یہ اصل ہوئے چنانچہ واقع بھی ایسا ہی ہوا کہ بنی اسماعیل سے اسلام کی اشاعت ہوئی ان کی سعی بدنی سے بھی اور تدبیر انتظامی سے بھی اور یہی حکمت ہے خلافت کے خاص ہونے میں قریش کے ساتھ جو کہ بنی اسماعیل ہیں۔ اور خوش فہمی کا سلیقہ ہے کہ بات میں سے بات نکال لیں اصل سے فرع کا حکم سمجھ لیں ایک نظیر کو دوسری نظیر پر برعایت اصول صحیحہ قیاس کرلیں۔ جس کو اصطلاح میں اجتہاد اور تفقہ کہتے ہیں۔ چنانچہ اتباع محمد میں بہت اکابر اس صفت سے ممتاز ہوئے اور ان کی برکات سے آج عامۂ مسلمین دین میں منتفع ہو رہے ہیں اور اسی طرح جو پیغمبر میں تخصیص کی گئی کہ ان ہی میں سے ہوں۔ اس میں بھی یہ مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ وہ لوگ بہ نسبت دوسرے خاندانوں کے ایسے پیغمبر کی جو ان ہی کے خاندان سے ہوں دیانت و امانت و صدق اور نیز دوسرے مآثر جمیلہ و مفاخر جلیلہ کو زیادہ سمجھیں گے۔ ایسوں کی تصدیق اور اتباع کو دوسروں کے اطمینان و یکسوئی خیالات و رفع خلجان و شبہات میں زیادہ اثر اور دخل ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ عام عرب قریش کے ایمان کے منتظر تھے انھوں نے جو اطاعت اختیار کی جوق جوق اسلام میں داخل ہونے لگے جس کی طرف سورۂ اذا جاء میں بھی اشارہ ہوا ہے ربط اوپر کی ان آیتوں سے ضمناً حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مذہبی طریقہ بھی معلوم ہو گیا کہ اسلام اور اطاعت حق ہے جیسا واجعلنا مسلمین میں منصوص ہے۔ اس مناسبت سے آیت آئندہ میں ان لوگوں کی غلط کاری بیان فرماتے ہیں جو باوجود دعویٰ اتباع ابراہیمی کے اُن کے اس مذہبی طریقہ کو چھوڑے بیٹھے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد آپ کا اتباع اختیار نہیں کرتے اور اس سے اس طریقہ کا چھوڑنا اس طرح لازم آیا کہ حاصل اس طریقہ کا یہ ہے کہ احکام الٰہیہ کی اطاعت کی جاوے اب جس زمانہ کے لئے جو حکم ہو سو دلائل نقلیہ یعنی شہادت کتب سابقہ و وصایا انبیاء سابقین اور دلائل عقلیہ برہانیہ جب سب متفق ہیں ثبوت رسالت محمدیہ پر تو اب حکم کی اطاعت یہی ہے کہ آپ کا اتباع اختیار کیا جاوے جب بعد قیام برہان و وضوح حق کے بھی اتباع اختیار نہ کیا ظاہر ہے کہ اس طریقہ کا ترک لازم آیا چنانچہ سبب نزول بھی اس آیت آئندہ کا ایسا ہی قصہ ہے جیسا لباب النقول میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام نے جو کہ یہودی سے مسلمان ہوئے تھے اور بڑے عالم تھے اپنے دو بھتیجوں سے جن کا نام سلمہ اور مہاجر تھا یہ فرمایا کہ تم کو خوب معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توراۃ میں فرمایا ہے کہ بنی اسماعیل سے ایک نبی برپا کروں گا جو الاہوں جن کا نام احمد ہوگا اور جو شخص آپ پر ایمان لاوے گا وہ راہ ہدایت پر ہوگا اور جو ایمان نہ لاوے گا وہ ملعون ہوگا یہ سنکر سلمہ نے تو اسلام قبول کر لیا اور مہاجر نے انکار کر دیا اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی سو اس اعتبار سے یہاں تک بھی سلسلہ قبائح یہود کے ذکر کا جاری ہے۔

مسائل السلوک (متعلقہ کشف) قولہ تعالیٰ ربنا واجعلنا مسلمین الخ قال العبد الضعیف ھذا مما نقل عن بعض شیوخنا عن مشیخہ عن طریق سلسلتھم وھو اجعلنا انتھی القول

ترجمہ قولہ تعالیٰ ربنا واجعلنا الخ اس میں اصل ہے اس کی جو کہ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ اپنے اپنے سلسلہ کے باقی رہنے کی تمنا کرتے ہیں

تحقیق ملت ابراہیمی و انحصار دین در اتباع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ

اور ملت ابراہیمی سے تو وہی روگردانی کرے گا جو اپنی ذات ہی سے احمق ہو ۔ اور ہم نے ان کو دنیا میں

فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ

منتخب کیا اور وہ آخرت میں بڑے لائق لوگوں میں شمار کیے جاتے ہیں جبکہ ان سے ان کے پروردگار نے فرمایا کہ تم اطاعت

قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾

انھوں نے عرض کیا کہ میں نے اطاعت اختیار کی رب العلمین کی

غلط کاری تارک ملت ابراہیمی کہ در اسلام منحصر شدہ وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ اور ملت ابراہیمی سے تو وہی[۱] روگردانی کرے گا جو اپنی ذات[۲] ہی سے احمق ہو اور (ایسی ملت کے تارک کو کیونکر[۳] احمق نہ کہا جاوے جس کی یہ شان ہو کہ اسی کی بدولت ہم نے ان (ابراہیم علیہ السلام) کو (عہدہ رسالت کے لئے) دنیا میں منتخب کیا اور (اسی کی بدولت) وہ آخرت میں بڑے لائق[۴] لوگوں میں شمار کیے جاتے ہیں (جن کے لئے سب ہی کچھ ہے اور یہ انتخاب عہدہ رسالت کے لئے اس وقت ہوا تھا) جبکہ ان سے ان کے پروردگار[۵] (بطور الہام کے) فرمایا کہ تم (حق تعالیٰ کی) اطاعت اختیار کرو انھوں نے عرض کیا کہ میں نے اطاعت اختیار کی رب العلمین کی (پس اس اطاعت کے اختیار کرنے پر ہم نے ان کو شرف نبوت دیدیا خواہ اسی[۶] وقت ہو یا بعد چنیدے)۔ ف اس سے کوئی یہ شبہ نکرے کہ جب اسوقت اطاعت اختیار کی تو نعوذ باللہ کیا اس سے پہلے مخالف اور عاصی تھے ۔ جواب یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام پر مخالفت کا تو کسی وقت بھی احتمال نہیں البتہ ایک ایسا زمانہ گذرنا ان پر بھی ممکن ہے جس میں وہ خالی الذہن رہے ہوں مثلاً جس وقت تک ہوش نہ سنبھالا ہو یا دلائل کی طرف التفات نہ فرمایا ہو اور خلو ذہن کو مخالفت وعصیان کہنا سراسر باطل ہے ۔ مخالفت کہتے ہیں وضوح حقیقت کے بعد اس پر عمل نہ کرنے کو ۔ پھر جب ذہن میں حق کا ورود ہوتا ہے وہ خلو زائل ہو جاتا ہے اور وہ حضرات فوراً اسکو قبول کر لیتے ہیں اس ورود اور قبول کو اطاعت فرمایا گیا ہے پس وقت اطاعت سے قبل غایت ما فی الباب خلو ذہن[۷] لازم آیا اور اس میں کوئی اشکال نہیں عصیان وخلاف معاذ اللہ منہ لازم نہیں آیا خوب سمجھ لو ۔ **ربط** جس ملت کا فضل وشرف اوپر مذکور ہوا ہے اسی کے فضل و شرف کی تاکید کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام وحضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنی اولاد کو اسی ملت کی وصیت فرمانا آئندہ میں ارشاد فرماتے ہیں جس میں یہود کی خود ایک تقبیح بھی ہے کہ تم مثل ابراہیم علیہ السلام کے خود

اللغات الاصطفاء اتخاذ صفوۃ الشیء ای خالصہ ۱۲ روح المعانی **البلاغۃ** ۔ ولقد اصطفیناہ الخ فی روح المعانی (ایراد الجملۃ الاولی ماضویۃ لمضیہا من وقت الاخبار والثانیۃ اسمیۃ لدوم تقییدہا بالزمان لان انتظامہ فی زمرۃ صالحی اہل الآخرۃ امر مستمر فی الدہر لانہ یکسبہ فی الآخرۃ ۲

ملحقات الترجمہ

۵۱ قولہ ہی روگردانی الا استفہم من الحصر بالنفی و الاستثناء ۱۲ ۵۲ قولہ اپنی ذات ہی سے ماخوذ ہ احد الوجہین فی البیضاوی سفہ فی نفسہ فنصب نزع الخافض ۱۲ ۵۳ قولہ کیونکر احمق نہ کہا جاوے ۔ قال البیضاوی ولقد اصطفیناہ بجمیع ما یکون بہ الانسان کذلک ۱۲ ۵۴ قولہ لائق لوگوں میں الیاقۃ ہہنا لیست بمعنی الاستعداد بل تطلق فی لسانہا بمعنی اتصاف بالخیرات الکمالات والفضل والتحلی بما یزین الفتی ۔ کذا فی مجمع البحار و الاصطلاحی وافاد کونہ من بین جملۃ بقرائن اشارۃ کما فی روح المعانی فی زمرۃ الصالحین ۱۲ ۵۵ قولہ (بطور الہام فلا یرد انہ ان کان قبل النبوۃ فکیف الخطاب وان کان بعد النبوۃ فما معناہ لان الاسلام یکون قبل النبوۃ یتعین ۱۲ ۵۶ قولہ خواہ اسی وقت لا فصل لو حین الخطاب قبیل النبوۃ او قبلہا بکثیر کما فی الصاوی ۱۲ ۵۷ قولہ خلو ذہن لازم آیا فلا حاجۃ الی ارتکاب المجاز فی الکلام لدلیل علی امتناع حملہ علی الحقیقۃ ۱۲ منہ عفا اللہ عنہ ۔ ہذا علی عصمتہ الانبیاء علیہم السلام کما قال فی شرح المعانی وجہ عدم الاحتیاج ان لزوم ہو الخلو و الذہول العدی لا ینافی العصمۃ ۱۲ منہ عفا اللہ عنہ

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ

اور اسی کا حکم کر گئے ہیں ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹوں کو اور یعقوب علیہ السلام بھی۔ میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے اس دین کو تمہارے لئے منتخب فرمایا ہے

فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ

سو تم بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا کیا تم خود موجود تھے جس وقت یعقوب علیہ السلام کا آخری

الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۭ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ

وقت آیا۔ جس وقت انھوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ تم لوگ میرے بعد کس چیز کی پرستش کرو گے انھوں نے جواب دیا کہ ہم اس کی پرستش

اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾

کریں گے جس کی آپ اور آپ کے بزرگ ابراہیم اسمٰعیل و اسحٰق پرستش کرتے آئے ہیں یعنی وہی معبود جو واحد لاشریک ہے اور ہم اسی کی اطاعت پر رہیں گے۔

یعقوب علیہ السلام کے بھی خلاف کر رہے ہو۔ **قصۂ وصیت یعقوبیہ باسلام** وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اور اسی (ملت موصوفہ پر قائم رہنے) کا حکم کر گئے ہیں ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹوں کو اور (اسی طرح) یعقوب علیہ السلام بھی (اپنے بیٹوں کو جس کا مضمون یہ تھا کہ) میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے اس دین (اسلام و اطاعت حق) کو تمہارے لئے منتخب فرمایا ہے سو تم (دم مرگ تک اسکو مت چھوڑنا اور) بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا۔ **ربط** اوپر ثابت کیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے مثل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے بیٹوں کو اسلام پر قائم رہنے کی وصیت فرمائی تھی چونکہ یہود بلکہ نصاریٰ بھی ان دونوں حضرات کو اور ان کی وصیت کے موافق اُن کی اولاد کو یہودی یا نصرانی بتلاتے تھے بعد چند آیات کے مذکور ہے اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى اور یہ دعویٰ مضمون مذکور اخبار وصیت کے خلاف تھا اس لئے حق تعالیٰ آیت آئندہ میں اسکی نفی ایک خاص طرز سے فرماتے ہیں اور اسمیں صرف یعقوب علیہ السلام کی تخصیص ذکر میں بایں وجہ کہ بنی اسرائیل اُن کی خاص اولاد ہیں فرماتے ہیں **تاکید وصیت مذکورہ** اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۭ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ کیا تم لوگ کسی معتبر صحیح نقل سے دعویٰ مذکورہ کرتے ہو یا تم خود (اُس وقت) موجود تھے جس وقت یعقوب علیہ السلام کا آخری وقت آیا (اور) جس وقت انھوں نے اپنے بیٹوں سے (تجدید معاہدہ کے لئے) پوچھا کہ تم لوگ میرے (مرنے کے) بعد کس چیز کی پرستش کرو گے انھوں نے (بالاتفاق)

اللغات: - قال البیضاوی النوصیۃ ھو التقدم الی الغیر بفعل فیہ صلاح وقربۃ واصلھا الوصل یقال وصاہ اذا وصلہ فکانہ اذا فعلہ کان الموصی یصل فعلہ بفعل الموصی قال المحشی سواء کان حالۃ الاحتضار اولا وسواء کان ذلک التقدم بالقول والدلالۃ وان کان الشائع فی العرف استعمالہا فی القول المخصوص عن الاقتضاء النحو:- امکنتم شھداء او قال البیضاوی منقطعۃ او متصلۃ ای۔ وا حضرتم المقدمات وقدرت التستدون الی المشاہدۃ ۱۲

مسائل السلوک (متعلقہ ص ۱۶۰) **قولہ تعالیٰ** ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ قال البیضاوی ھو اصل لقولھم من عرف نفسہ فقد عرف ربہ وتقریرہ مذکور فی شرح الحدیث الاخیر من کرامۃ المنکث القدسیۃ الیاس القنول۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ اس میں اس قول کی اصل ہے ان عرف نفسہ فقد عرف ربہ اور اسکی تقریر المکنت القدسیۃ میں اخیر حدیث کی شرح میں مذکور ہے

البلاغۃ فلا تموتن من ۱۰ وفائدۃ موتکم الا وانتم مسلمون کونوا علی الاسلام فانی فی الساعۃ عن ھم وانتم علی الاسلام فاذا ماتوا کذلک لا تفصل الواو التی ھی لواو الحال الا لکون من ارکان الجملۃ الحالیۃ فی حال صالحۃ وان فات فائدۃ مکنونی او دون حرف النبی علی اوراوۃ (یہ بھی عبارات المکنۃ فانظر ان الصلوٰۃ الی لا حشمۃ بہا کالصلوٰۃ فکان قال انہا کانہا انام تصلہا علی ہذہ الحالۃ وکذلک المعنی فی الآیۃ ۱۲ کاشف

الھاد احد ا فائدۃ التعبیر بالتوجیہ دون الترہیم الخ ۱۲ منہ من تاکید ان فی الاول دون الثانی

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا

یہ ایک جماعت تھی جو گذر چکی اُن کے کام اُن کا کیا ہوا آویگا اور تمہارے کام تمہارا کیا ہوا آویگا اور تم سے اُن کے کئے ہوئے

كَانُوا يَعْمَلُونَ (۱۳۴)

کی پوچھ بھی تو نہ ہوگی

جواب دہاکہ ہم اُس (ذات پاک) کی پرستش کریں گے جس کی آپ اور آپ کے بزرگ[۱] (حضرات) ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق علیہم السلام پرستش کرتے آئے ہیں یعنی وہی معبود جو وحدہ لاشریک ہے اور ہم (احکام میں) اسی کی اطاعت پر قائم[۲] رہیں گے۔ ف کسی امر منقول کے دعوی کی صحت دو ہی طریق سے ہو سکتی ہے یا نقل صحیح یا اپنا مشاہدہ یہاں دونوں مفقود تو دعوی محض بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل عقلاً بھی فقلنا بھی دلیل عقلی کے خلاف تو اس واسطے کہ یہود و نصرانیت حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت سے شروع ہوئیں اور یہ حضرات سابقین ان دونوں صاحبوں سے بزمانہ و از متقدم ہیں جیسا آیت یا اھل الکتب لم تحاجون فی ابراھیم وما انزلت التورٰۃ والانجیل الا من بعدہ افلا تعقلون میں یہی مضمون ہے اور دلیل نقلی کے خلاف اس لئے کہ خبر صادق یعنی قرآن کے خلاف اور جو صادق کے خلاف ہو کاذب ہے چنانچہ آیت قل أأنتم اعلم ام اللہ میں جو عنقریب آتی ہے یہی مضمون ہے۔ اگر کسی کو شبہ ہو کہ اسی طرح اسلام شروع ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے اور آپ اُن حضرات سے بہت بعد ہیں پھر اسلام اُن حضرات کی ملت کب ہو سکتی ہے جواب اس کا اوپر جو اسلام کے معنی عام کے کہے گئے ہیں اس سے ظاہر ہے، جس سے تمام انبیاء علیہم السلام کا ملت اسلام پر ہونا ثابت ہے بخلاف یہودیت یا نصرانیت کے کہ وہ خاص مذہب موسیٰ یا مذہب عیسیٰ کا نام ہے اور اگر اسکو کوئی لغۃً یا اصطلاحاً عام کہنے لگے جس سے کہ اوپر اسلام کا ہونا ثابت ہوا تو ہم مناقشہ نہیں کرتے لیکن یہ معنی عام اتباع محمدی کے منافی نہ ہوں گے۔ پس اس دعوی سے ترک اتباع محمدی میں یہود و نصاریٰ کو کچھ نفع نہ ہوگا اور نہ محمدیوں کو وجوب اتباع محمدی کے دعوی میں کوئی ضرر ہوگا خوب سمجھ لو ربط اور ان سب حضرات انبیاء محمد و حسین کا ملت اسلام پر ہونا اور یہود و نصاریٰ کا بوجہ ترک اتباع محمدی اس ملت سے اعراض کرنا ثابت ہو چکا تو اس سے ان کا عند اللہ غیر مقبول ہونا بھی لازم آگیا مگر ان لوگوں کو پیغمبروں کی اولاد میں ہونے کا یا مذہباً اُن سے نامزد ہونے کا زعم اور اس پر فخر تھا اور اس انتساب کو باوجود مخالفت طریقہ کے قالاً یا حالاً اپنی نجات آخرت میں کافی سمجھتے تھے جیسا آیت وقالت الیھود والنصاری نحن ابناء اللہ و احباءہ کلیہما مدلول ہے اس لئے اس خیال کا غلط ہونا اور انتساب محض کا ناکافی ہونا آیت آیندہ میں ارشاد فرماتے ہیں عدم کفایت انتساب بمقبولین در نجات۔ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۱۳۴) یہ (اُن بزرگوں کی) ایک جماعت تھی جو (اپنے زمانہ میں) گذر چکی اُن کے کام اُنکا کیا ہوا آویگا اور تمہارے کام تمہارا کیا ہوا آوے گا اور تم سے ان کے کئے ہوئے کی پوچھ بھی نہ ہوگی (اور خالی تذکرہ بھی تو وہ ہوگا سو اس سے تم کو نفع پہنچنا یہ تو بڑی دور ہے) ف انتسب

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ بزرگ لان الاباء ھھنا یعم لکون اسماعیل علیہ السلام عما لیعقوب علیہ السلام ۱۲ منہ

[۲] قولہ پرستش کرتے آئے ہیں لان الالائی اللغۃ المعبود ۱۲

[۳] قولہ قائم رہیں گے افادہ الجملۃ الاسمیۃ للدوام والثبات ۱۲

اللغات (۱۷۶)

فی روح المعانی الامۃ الجماعۃ بمعانی المراد بہا ہہنا الجماعۃ من الناس بمضی قصد ۱۲

البلاغۃ

فی روح المعانی وتقدیم المسند للقصر المسند الیہ علی المسند ولکن ان یحمل الجملۃ الاولی علی معنی لہا ما کسبتہ لا یخطہا الی غیرہا والثانیۃ علی معنی ولکم ما کسبتموہ لا ما کسبہ غیرکم فیختلف القصر لاقتضاء المقام ذلک ۱۲

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم لوگ یہودی ہو جاؤ یا نصرانی ہو جاؤ تم بھی راہ پر پہونچ جاؤ گے ۔ آپ کہہ دیجئے کہ ہم تو ملت ابراہیم پر رہیں گے جس میں کجی کا نام نہیں

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾

اور ابراہیم علیہ السلام مشرک بھی نہ تھے ۔

بالمقبولین کا نافع نہ ہونا اس شخص کے لئے ہے جو عقائد قطعیہ میں بھی اُن مقبولین کا مخالف ہو گو طبعاً ان حضرات سے محبت بھی رکھتا ہو اور یہود و نصاریٰ ایسے ہی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت جو عقائد قطعیہ سے ہے اور سب انبیاء اسکے مصدق تھے یہ لوگ اسی میں مخالف تھے اور جو شخص ایسے عقائد میں موافق و متبع ہو گو کسی امر جزئی میں عاصی بھی ہو ایسے شخص کو اس انتساب کا کسی درجہ میں نافع ہونا خواہ شفاعت سے یا محبت سے یا بنا بر معیت کے محض مشیت سے یہ نصوص صحیحہ سے ثابت ہے اور اسی انتساب کو نسب سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے خلاصہ یہ کہ یہ انتساب مومنین کو نافع ہوگا نہ کہ کفار کو اور نسب اس معنی کے اعتبار سے نافع ہے نہ کہ شرافت بالمعنی العرفی کے اعتبار سے خوب سمجھ لو اب سب نصوص و دلائل متطابق و متوافق ہو گئے مثل آیت والذین امنوا واتبعتهم ذریتهم بایمان الحقنا بهم ذریتهم و آیت فلا انساب بینهم یومئذ و آیت ان اکرمکم عند اللہ اتقکم و حدیث شفاعت و حدیث المرء مع من احب و حدیث یا فاطمة انقذی نفسك من النار لا اغنی عنك من اللہ شیئا ۔ رہا دنیا میں تفاوت انساب اپنے آثار کے اعتبار سے بلاشبہ متضمن مصالح کثیرہ مشاہدہ ہے لیکن اپنا تفاخر اور دوسرے کی تحقیر حرام ہے ۔

ربط :- اوپر ملت اسلام کا حق ہونا اور یہودیت و نصرانیت کا دورہ نبوت محمدیہ میں موجب نجات نہ ہونا مذکور ہے آیت آئندہ میں یہودیت و نصرانیت کیطرف بلانے والوں کے قول کا جواب ارشاد ہے ۔ **جواب دعویٰ یہودیت و نصرانیت** وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ اور یہ (یہودی و نصرانی) لوگ (مسلمانوں سے) کہتے ہیں کہ تم لوگ یہودی ہو جاؤ (یہ تو یہود نے کہا تھا) یا نصرانی ہو جاؤ (یہ نصاریٰ نے کہا تھا) تم بھی راہ (حق) پر پڑ جاؤ گے (اے محمد صلی اللہ آپ جواب میں کہہ دیجئے کہ ہم تو (یہودی نصرانی کبھی نہ ہوں گے بلکہ) ملت ابراہیم (یعنی اسلام) پر رہیں گے جس میں کجی کا نام نہیں (بخلاف یہودیت و نصرانیت کے جس میں علاوہ محرف ہونے کے اُسکے منسوخ ہو چکنے کے سبب بھی کجی آگئی) اور ابراہیم علیہ السلام مشرک بھی نہ تھے ۔ **ف** اس اخیر کے جملہ سے یا تو یہ مقصود ہے کہ علاوہ منسوخ ہونے کے یہودیت نصرانیت میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ کہ اس میں شرک کی آمیزش ہو گئی جیسا آیت وقالت الیهود عزیر ابن اللہ وقالت النصٰری المسیح ابن اللہ وغیرہا سے مفہوم ہوتا ہے اور حضرت ابراہیم موحد خالص تھے اس لئے بھی یہودیت و نصرانیت قابل اختیار کرنے کے نہیں رہی اس صورت میں یہ جملہ خود ایک مستقل دعویٰ کی دلیل

النحو: بل ملة ای نکون ملة ابراهیم ای اهل ملة حنیفا حال من المضاف او المضاف الیه ۱۲ بیضاوی

الروایات ۔ فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم من طریق سعید او عکرمة عن ابن عباس قال قال ابن صوریا للنبی صلی اللہ

ملحقات الترجمہ

۱ تو راہ پر رہیں گے لمافی البیضاوی نکون ملة ابراهیم ای اهل ملة ۱۲

۲ قولہ کجی کا نام نہیں جمع فیہ بین التعلیل المذکور فی روح المعانی اے مستقیما او مائلا عن الباطل الی الحق ۔ ۱۲

۳ علیہ وسلم ما الهدی الا ما نحن علیه فاتبعنا یا محمد تهتد و اوقالت النصاری مثل ذلک فانزل اللہ فیهم ۱۲

تحقیق اعتبار نسب و آخرت و دنیا

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ

کہدو کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر بھی جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحٰق اور

وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ

حضرت یعقوب علیہ السلام اور اولاد یعقوبؑ کی طرف بھیجا گیا اور اس پر بھی جو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا اور پھر بھی جو کچھ اور انبیا علیہم السلام کو

مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

ان کے پروردگار کیطرف سے اس کیفیت سے کہ ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ تعالیٰ کے مطیع ہیں۔

ہوجاوے گا۔ اور یا مشرکین عرب پر رد کرنا مقصود ہے جو کہ بعض اعمال ملت ابراہیمی مثل ختنہ وحج وغیرہ کی وجہ سے اپنے کو متبع ملت ابراہیمی کا سمجھتے تھے تو یہود و نصاریٰ کے ساتھ استطراداً اُن پر بھی رد فرمادیا کہ تم میں اور ان میں جب شرک و توحید کا تفاوت ہے سو صرف بعض اعمال فرعیہ کی شرکت سے اتباع کا دعویٰ کب صحیح ہوسکتا ہے۔ **ف۲** اور کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو نبی مستقل صاحب شریعت مستقلہ ہیں پھر آپ کے ملت ابراہیمی پر ہونے کے کیا معنی۔ اور اس سے بڑھکر بعض آیات میں جو آپ کو امر ہے اتباع ابراہیم کا اس کے کیا معنی۔ جواب یہ ہے کہ ملت ابراہیم کی تفسیر اوپر آچکی ہے کہ اطاعت حق ہے جو کہ ملت مشترکہ ہے جمیع انبیاء علیہم السلام میں اور اطاعت حق کے خصوصیات ہر شریعت جدیدہ کے زمانہ میں بدلتے رہے حتیٰ کہ اب شریعت محمدیہ میں آکر منحصر ہوگیا۔ پس ملت ابراہیم ایک لفظ ہے شریعت محمدیہ کا سو یہ کہنا کہ ہم ملت ابراہیم پر رہیں گے یا یہ کہنا کہ تم ملت ابراہیم کا اتباع کرو مرادف اور ہم معنی اس کلام کے ہے کہ کہا جاوے کہ ہم شریعت محمدیہ پر رہیں گے اور تم شریعت محمدیہ کا اتباع کرو چنانچہ ایک آیت میں اسی توجیہ سے سب انبیاء کے اتباع کا حکم فرمادیا فبھداھم اقتدہ پس کوئی اشکال نہ رہا۔ رہا یہ امر کہ جب ملت ابراہیم یعنی اسلام ملت مشترکہ بین الانبیاء ہے تو اس کو ملت موسیٰ اور ملت عیسیٰ سے بھی ملقب کرسکتے ہیں پھر اس لقب کی تخصیص کیوں کی گئی سو اسکی وجہ دو ہیں ایک یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہود اور نصاریٰ اور مشرکین سب مانتے تھے سو دو وجہی تعبیر میں بعض کو وحشت ہوتی۔ دوسرے یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بہت سے فروع عملیہ میں بھی ایک سا طریق ہے بخلاف اور شرائع کے کہ ان سے اصول و عقائد میں تو اتحاد ہے اور فروع میں اکثر تفاوت ہے خوب سمجھ لو۔ **ربط** آگے اس ملت ابراہیمی کا خلاصہ بعنوان اقرب الی التسلیم ارشاد فرماتے ہیں۔ **خلاصہ ملت ابراہیم** قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ (مسلما نو یہود و نصاریٰ کے جواب میں جو تم نے اجمالاً کہا ہے کہ ہم ملت ابراہیم پر رہیں گے اس ملت کی تفصیل بیان کرنے کے لئے) کہدو کہ (اس ملت پر رہنے کا حاصل یہ ہے کہ) ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس (حکم) پر جو ہمارے پاس (بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) بھیجا گیا اور اس (حکم) پر بھی جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب

اللغات

الاسباط جمع سبط وھو الحافدۃ بحفدۃ یعقوب اولاد ہ وذراریہم فافہم

(۱۶۹) البلاغۃ اوتی موسیٰ وعیسیٰ افرد ھما بذکر لان النزاع وقع فیھما احد نوعیہ فی سیاق النفی عام فساغ ان یضاف الیہ ما ۱۲

دفع اشکال مرتبط باتباع ملت ابراہیم علیہ السلام

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي
سو اگر وہ بھی اسی طریق سے ایمان لے آویں جس طریق سے تم ایمان لائے ہو تب تو وہ بھی راہ پر لگ جاویں گے اور اگر وہ روگردانی کریں تو وہ لوگ تو ہیں ہی مخالفت
شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾
میں ہی تو آپ کی طرف سے عنقریب ہی نمٹ لیں گے اُن سے اللہ تعالیٰ۔ اور اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں۔

علیہم السلام اور اولاد یعقوب میں جو نبی گذرے ہیں اُن) کی طرف (بواسطہ وحی کے) بھیجا گیا اور اُس (حکم اور معجزہ) پر بھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا اور اُس پر بھی جو کچھ اور انبیاء علیہم السلام کو دیا گیا اُن کے پروردگار کیطرف سے (سو ہم ان سب پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان بھی) اُس کیفیت سے کہ ہم ان (حضرات) میں سے کسی ایک میں بھی (دوسرے سے ایمان لانے میں) تفریق نہیں کرتے (کہ کسی پر ایمان رکھیں کسی پر نہ رکھیں) اور ہم اللہ تعالیٰ کے مطیع ہیں (اُنھوں نے ہم کو دین بتلایا ہم نے اختیار کر لیا پس یہ حاصل ہے اُس ملت کا جس پر ہم قائم ہیں جس میں کسی کو اصلاً انکار و سرتابی کی گنجائش نہیں) **ف** حکم میں صحیفے اور کتابیں اور خالی وحی سب داخل ہیں سو ان حضرات میں سے بعض تو صاحب کتاب ہیں جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کچھ صحیفے ملے ہیں جیسا اس آیت میں ہے صحف ابراھیم الخ حاصل مضمون یہ ہوا کہ دیکھو ہمارا دین کیسا انصاف اور حق کا ہے کہ سب انبیاء کو مانتے ہیں سب کی کتابوں کو سچا جانتے ہیں سب کے معجزات کو حق بجانتے ہیں گو بوجہ منسوخ ہونے کے اکثر احکام کے دوسری مستقل شریعت محمدیہ پر عمل کرتے ہیں لیکن انکار اور تکذیب کسی کی نہیں بخلاف یہود و نصرانیت کے کہ منسوخ ہونے کے علاوہ اب اس میں کسی کی تصدیق ہے کسی کی تکذیب اور اخیر جملہ میں پھر اس ملت کے عنوان کی طرف اشارہ کر دیا وھن لہ مسلمون سو ایسے حق اور انصاف کا دین تو ہمارے مخاطبین کو بھی قبول کر لینا چاہیئے

ربط یہاں تک دین حق کا ملت ابراہیمی میں منحصر ہونا ثابت ہو چکا آگے اس انحصار پر تفریع اور اس کے ساتھ فریق مخالف کو قبول حق نہ کرنیکی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرمائی جاتی ہے **تفریع بر مضمون سابق** فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾ (یعنی جب اور طریق اسلام میں دین حق کا منحصر ہونا ثابت ہو چکا) سو اگر وہ (یہود و نصاریٰ) بھی اسی طریق سے ایمان لے آویں جس طریق سے تم (اہل اسلام) ایمان لائے ہو تب تو وہ بھی راہ (حق) پر لگ جاویں گے اور اگر وہ (اُس سے) روگردانی کریں تو (تم اُن کی روگردانی سے کچھ تعجب نہ کرو کیونکہ) وہ لوگ تو (ہمیشہ سے) برسر مخالفت ہیں ہی (اور اگر اُن کی مخالفت سے کچھ اندیشہ ہو) تو (سمجھ لیجیے کہ) آپ کی طرف سے عنقریب ہی نمٹ لیں گے اُن سے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ (تمھاری اور اُن کی باتیں) سنتے ہیں (اور تمھارے اور اُن کے برتاوے) جانتے ہیں (تمھاری فکر و غم کی

اللغات: الشقاق قال البیضاوی ھو المناواۃ والمخالفۃ فان کل واحد من المتخالفین فی شق غیر شق الآخر ۱۲

النحو والبلاغۃ بمثل قال البیضاوی قیل الباء للآلۃ ولیست صلۃ للایمان بدون التعدیۃ والمعنی ان عرفوا الایمان بطریق یہدی الی الحق مثل طریقکم آہ واعترض ہذا الوجہ فی الترجمۃ فلا حاجۃ الی القول بزیادۃ الباء والمثل وحقیقۃ ہذا الوجہ ان المومن بہ متحد متفرد والایمان بہ متعدد لانہ عرض یتعدد بتعدد المحال الذین ہم المومنون فالایمان زید مثلا لیس عین ایمان عمرو بل مثلہ وکذا کیفیۃ کل من الایمانین تماثلان من غیر اتحاد فافہم ۱۲

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ یعنی جو نبی گذرے ہیں۔ قد فسرت بالمحترز عن الاختلاف فی جوۃ نبی یعقوب اصلیۃ ۱۲

لہ قولہ اس کیفیت سے اشارت ہے الی کونہ حالا من آمنا ۱۲

(۱۴۰) لہ قولہ تعجب کرو اشارۃ الی حذف المفعول ۱۲

لہ قولہ ہمیشہ سے افادہ الجملۃ الاسمیۃ ۱۲

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ قُلْ

ہم اس حالت پر رہیں گے جس میں اللہ تعالیٰ نے رنگ دیا ہے اور کون ہے جس کے رنگ دینے کی حالت اللہ تعالیٰ سے خوب تر ہو اور ہم اسی کی غلامی اختیار

اَتُحَآجُّوْنَنَا فِى اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ

کیا تم لوگ ہم سے حجت کئے جاتے ہو حق تعالیٰ کے معاملہ میں حالانکہ وہ ہمارا اور تمہارا رب ہے اور ہمکو ہمارا کیا ہوا ملیگا اور تم کو تمہارا کیا ہوا ملیگا اور ہم نے بقول تعالیٰ لہ الدین ۱۲

لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا

حق تعالیٰ کے لئے اپنے کو خالص کر رکھا ہے یا کہے جاتے ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب

هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ

یہود یا نصاریٰ تھے

کوئی ضرورت نہیں) ف چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں یہود اور نصاریٰ اور بھی سب کفار کو مغلوب کر دیا جیسا تواریخ متواترہ میں بھی منقول ہے۔ ربط اس دین حق کا لقب اور پر حو ملت ابراہیم آیا ہے اس میں اضافت ایک نبی کی طرف ہے آگے اس کا مزید شرف ظاہر کرنے کو اس کی اضافت اللہ تعالیٰ کیطرف فرمائی جاتی ہے نیز اس میں توحید کا بھی زیادہ اہتمام ہے کہ دین کا حقیقی مضاف الیہ حق تعالیٰ ہی ہیں اور نبی کیطرف اضافۃ بلا بستہ واسطہ تبلیغ ہونیکے ہے مزید اظہار شرف اسلام صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ (اے مسلمانو! کہدو کہ ہم نے جو اوپر تم لوگوں کے جواب میں کہا ہے کہ ہم ملت ابراہیم پر رہیں گے اس کلام کی حقیقت یہ ہے کہ ہم (دین کی) اس حالت پر رہیں گے جس میں (ہم کو) اللہ تعالیٰ نے رنگ دیا ہے (اور رنگ کی طرح ہمارے رگ ریشہ میں بھر دیا ہے) اور (دوسرا کون ہے) جس کے رنگ دینے کی حالت اللہ تعالیٰ کے رنگ دینے کی حالت سے خوب تر ہو (جب اور کوئی دوسرا ایسا نہیں تو ہم نے اور کسی کا دین بھی اختیار نہیں کیا) اور (اسلیے) ہم اسی کی غلامی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ربط اوپر کی آیتوں میں یہود و نصاریٰ پر پورے طور پر حجت قائم ہو چکی پھر بھی وہ لوگ وہی دعویٰ بلا دلیل برابر کئے جاتے تھے کہ مسلمان باطل پر ہیں ان کو آخرت میں نجات نہ ہوگی اور ہم حق پر ہیں کیونکہ جس طریق پر ہم ہیں یہ سب انبیاء اسی پر تھے حق تعالیٰ نے پہلے ان دونوں امر کی تحقیق فرما دی ہے اب پھر دوسرے طرز پر جواب کی تعلیم ہوتی ہے تعلیم جواب دعویٰ اہل کتاب قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ۗ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ۗ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِىَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِىْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۴۴﴾ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۴۵﴾ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِى اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ (آپ ان یہود و نصاریٰ سے فرما دیجئے کہ کیا تم لوگ (اب بھی) ہم سے حجت کئے جاتے ہو حق تعالیٰ (کے معاملہ) میں (کہ وہ ہم کو قیامت میں نہ بخشیں گے) حالانکہ وہ ہمارا اور تمہارا (سب کا) رب (اور مالک) ہے (سو ربوبیت میں تو تمہارے ساتھ کوئی خصوصیت نہیں جیسا تمہارا بعض دعووں سے اختصاص مفہوم ہوتا ہے مثل نحن ابناء اللہ) اور ہم کو ہمارا کیا ہوا ملیگا اور تم کو تمہارا کیا ہوا ملیگا (یہاں تک تو تمہاری نزدیک بھی مسلم ہے) اور (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ) ہم نے صرف حق تعالیٰ کی (خوشنودی) کے لئے اپنے (دین) کو (شرک بغیرہ سے) خالص کر رکھا ہے (بخلاف تمہارے طریقہ موجودہ کے کہ علاوہ منسوخ ہونیکے خود شرک سے بھی مخلوط ہے جیسا ان کے اقوال عزیر ابن اللہ و المسیح ابن اللہ سے ظاہر ہے اور اس میں ہم کو اللہ نے ترجیح دی ہے پھر ہم کو نجات نہ ہونیکے کیا معنی) یا (اب بھی اپنے حق پر ہونیکے) دعوے کرتے ہو کہ (ہم) کہے جاتے ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب (تمہارے جو انبیاء گذرے ہیں وہ سب متفرد) یہود یا نصاریٰ تھے (اور اس سے بواسطہ موافقت طریق کے اپنا حق پر ہونا

ملحقات الراجح

قولہ اپنے دین کو اشارۃ الی التقدیر بقولہ تعالیٰ لہ مخلصون ۱۲

الخوض البلاغۃ صبغۃ اللہ قال البیضاوی نصبہا قیل علی البدل من ملۃ ابراہیم اذ ہو کما تقول علیک زیدا ۱۲ فی روح المعانی بالکسر علی صیغ الی الکاۃ التی یقع علیہا الصبغ عربیا عن الخلیل ایران بما ذکر علی الزجاج

الذی فصل لا یظہر اثرہ علیہم الا بعد

فی العصبیۃ و تفاصل فی فہم تحقیقیۃ تقریر الغرۃ فی ہذہ الحجۃ لانک قلت و ہو من الحاجۃ فی ایراد الحجۃ فی ابراز الحاجۃ ۔ قلت انہ ولم انہ فی تعلیل ۔ بالاشعر من کونہا جوابا بالقلم لہم انک لو کنت تہیئ لکنت مالا تطلق بالنبوۃ الزمان السیلی حکم بہم شوہ کمافی روح المعانی

ام تقولون ام المنقطعۃ معادلۃ للہمزۃ وہی منقطعۃ مقدرۃ بہل والہمزۃ دالۃ علی الاضراب و الانتقال من توبیخ الی توبیخ و قرا

قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہدیجئے کہ تم زیادہ واقف ہو یا حق تعالیٰ - اور ایسے شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو ایسی شہادت کا اخفا کرے جو اسکے پاس منجانب اللہ پہنچی ہو

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ

اور اللہ تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے سے بے خبر نہیں ہیں - یہ ایک جماعت تھی جو گذر گئی - ان کے کام ان کا کیا ہوا آوے گا اور تمہارے

وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾

کام تمہارا کیا ہوا آوے گا - اور تم سے اُن کے کئے ہوئے کی پوچھ بھی تو نہ ہوگی -

ثابت کرتے ہو سو اس کے جواب میں) قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ایک اتنی مختصر سی بات ان سے) کہدیجئے کہ (اچھا یہ بتلاؤ کہ) تم زیادہ واقف ہو یا حق تعالیٰ (اور ظاہر ہے کہ خدا ہی زیادہ واقف ہے اور وہ ان انبیاء کا ملت اسلام پر ہونا ثابت کر چکے ہیں جیسا ابھی اوپر گذر چکا ہے) اور (جانتے وہ بھی ہیں مگر چھپاتے ہیں سو) ایسے شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو ایسی شہادت کا اخفا کرے جو اسکے پاس منجانب اللہ پہنچی ہو اور (اے اہل کتاب) اللہ تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے سے بے خبر نہیں ہیں (پس جب یہ حضرات یہود و نصاریٰ نہ تھے سو تم طریقۂ دین میں ان کے موافق کب ہوئے پھر تمہارا حق پر ہونا بھی ثابت نہ ہوا) ف اخبار اخلاص سے دعویٰ کمال کا مقصود نہیں - بلکہ مناظرہ مذہبی میں اپنے طریق دین کا اظہار مقصود ہے جو کہ امر ضروری ہے **ربط** اوپر آیات ومن یرغب سے الٰھکم الٰہ واحد اور نحن لہ مسلمون اول تک جیسا ان حضرات انبیاء علیہم السلام کا ملت اسلام پر ہونا اور یہود و نصاریٰ کا اس ملت سے اعراض کرنا اور اس وجہ سے ان کا عند اللہ غیر مقبول ہونا بیان ہوا تھا اور اس کے بعد ان لوگوں کے اس فخر و زعم کا کہ ان مقبولین سے انتساب نجات آخرت کے لئے کافی ہے جواب دینے کے لئے آیۃ تلک امۃ ارشاد فرمائی گئی تھی وہی مضمون بوجہ اختلاف غرض کہ سابق میں انکو ابتدائی جواب دینا مقصود تھا اور یہاں آخری جواب جیسا تقریر بالا سے واضح ہوا اس مقام پر بھی وارد ہوا ہے جس پر اسی فخر و زعم مذکور کا پھر موقع تھا اس لئے تاکید اور ان کے اس زعم میں غلط کاری کی تجدید کیلئے وہی آیت تلک امۃ مکرر ارشاد فرماتے ہیں - **تکرار مضمون عدم کفایت بمقبولین در نجات آخرت** - تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾ یہ (ان بزرگوں کی) ایک جماعت تھی جو (اپنے زمانہ میں) گذر گئی انکے کام ان کا کیا ہوا آوے گا اور تمہارے کام تمہارا کیا ہوا آویگا اور تم سے ان کے کئے ہوئے کی پوچھ بھی تو نہ ہوگی (اور جب خالی تذکرہ بھی نہ ہوگا تو اس سے تم کو کچھ نفع پہونچنا تو درکنار) ف اس مضمون کے متعلق فائدہ پہلے مقام پر گذر چکا - **ربط** احقر نے اوپر آیت واذ ابتلی ابراھیم کی وجہ ربط میں بیان کیا ہے کہ اعتراض تحویل قبلہ کا جواب چند اجزاء پر مشتمل ہے - انمیں سے بعض اجزا تو یہاں تک مع اپنے مضامین متعلقہ کے بیان ہوتے ہوئے آئے اور بعض اجزاء باقی ہیں ان میں سے ایک جزو ہے حاکمانہ جواب سو وہ آیت آئندہ سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ میں مذکور ہوتا ہے اور اس جواب کی تمہید میں اُن کے جاہلانہ اعتراض کی بھی تصریح فرمائی گئی ہے -

الحمد للہ علی احسانہ کہ پارہ اول کی تفسیر یہاں تک پوری ہوگئی - یہ اور ملنے کا پتہ - مکتبہ ہادی دیوبند ضلع سہارنپور یوپی

وجوہ المثانی متعلقہ پارۂ الٓمٓ جلد اول بیان القرآن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی کرمنا بالقرآن العظیم ومنّ علینا بتیسیر تلاوتہ وحفظہ بفضلہ العمیم ؛ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد الواسطۃ فی ھذہ البرکات ؛ وعلی عترتہ ورفقتہ وائمۃ امتہ الذین بذلوا جھدھم فی ھذہ الخدمات ؛ **امّا بعد** فلطالما کان یختلج فی قلبی ان اجمع رسالۃ وجیزۃ تکفل للقرأت السبعۃ المتواترۃ مع توجیہ معانیھا و اعاریبھا تکون الکتب الدرسیۃ فی الھند حالیۃ عن ھذا الکتاب ؛ وتکون الکتب الکافلۃ لھذا الخطب اما منتفرقۃ او مطنبۃ غایۃ الاطناب ؛ وعلی اللہ توکل وبہ اعتصم ؛ فی ھذا المھم وفی کل مھم **مقدمۃ** مشتملۃ علی امور الاول لا اجتنب فیہ عن التکرر ؛ لما فیہ من التیسیر ؛ الا ماکثر وروہ کالمد والقصر ؛ **الثانی** اقدم الکلمۃ القرآنیۃ ثم اذکر الوجوہ فیھا مع ذکر اسم کل شیخ اورد ثم اذکر توجیہ ما یحتاج الی توجیہہ صرفا ونحوا وتفسیرا **الثالث** اسماء القرأ السبعۃ ورواتھم ھذہ - فاولھم نافع المدنی ورد اباہ قالون وورش والثانی ابن کثیر المکی ورد اباہ عن اصحابہ البزی وقنبل الثالث ابو عمرو البصری ورد اباہ الدوری والسوسی عن الیزیدی عنہ الرابع ابن عامر الشامی ورد اباہ عن اصحابہ ھما ھشام وابن ذکوان - الخامس عاصم الکوفی ورد اباہ شعبۃ وحفص المشھور ورد ابنہ بالھند - السادس حمزۃ الکوفی ورد اباہ خلف وخلاد عن سلیم عنہ السابع الکسائی الکوفی ورد اباہ ابو الحارث والدوری الراوی عن ابن عمرو ایضا **الرابع** ماخذ ھذہ الرسالۃ الکتاب المکرر فی القراءات وتفسیر روح المعانی فی التوجیہات فی الاکثر وغیرھما فی الاقل الا ندر **الخامس** لما فرغت عن الاختلاف فی الفرش الحقت باخرہ ندرا ضروریا من الاصول علی الکافی فی کثیر وعن غیرہ فی الیسیر ؛ ومن ارادۃ الزیادۃ فعلیہ بکتب الفن وسمیتہ **توجیہ المثانی مع توجیہ الکلمات والمعانی**

الفرش ، **سورۃ الفاتحۃ** **قولہ تعالیٰ** ملک یوم الدین - فیہ قراءتان الاولی مالک بالف بعد المیم لعاصم الکسائی والثانیۃ ملک بغیر الف للباقین وتوجیہ الکل ظاھر - **قولہ تعالیٰ** الصراط - فیہ قراءات الاولی بالاشمام وھو ان ینطق القاری بحرف متولد بین الصاد والزای لخلف والثانیۃ بالسین لقنبل والثالثۃ بالصاد الخالصۃ للباقین واصل اللغۃ بالسین من السرط وھو اللقم والصاد لغۃ قریش والزای الخالصۃ لغۃ لعذرۃ وکلب وبعض الفتح توجیہا لقراءات **قولہ تعالیٰ** علیھم فیہ قراءات الاولی بضم الھاء وسکون المیم وقفا ووصلا لحمزۃ والثانیۃ بواو بعد المیم صلا وسقوط الواو وقفا لابن کثیر والثالثۃ التخییر بین الواو وسقوطھا لقالون والرابعۃ بالسکون للباقین -

سورۃ البقرۃ

قولہ تعالیٰ - فیہ ھُدی - فیہ قراءتان الاولی وصل الھاء بالیاء فی الوصل لابن کثیر والثانیۃ عدم الصلۃ للباقین **قولہ تعالیٰ** یؤمنون بالغیب - فیہ قراءتان الاولی بابدال الھمزۃ المسکنۃ واوا لورش والسوسی وکذا الحمزۃ فی الوقف الثانیۃ ابقاھا للباقین **قولہ تعالیٰ** بالاخرۃ - فیہ قراءتان الاولی نقل حرکۃ الھمزۃ الی الساکن قبلھا لورش وکذا الحمزۃ فی الوقف بخلاف عنہ الثانیۃ ھذا للباقین - **قولہ تعالیٰ** أأنذرتھم - فیہ قراءات الاولی تسھیل الثانیۃ بین الھمزۃ والالف وادخال الف بینھما لقالون الی غیر وھو وجہ لھشام الثانیۃ تسھیل الثانیۃ وعدم ادخال الف بینھما لورش وابن کثیر والثالثۃ ابدال الثانیۃ حرف مد وھو وجہ لورش الرابعۃ تحقیق الھمزۃ الثانیۃ وادخال الف بینھما لھشام فی وجہ الخامسۃ التحقیق والقصر للباقین واما الھمزۃ الاولی فالکل متفقون علی تحقیقھا **قولہ تعالیٰ** علی ابصارھم - فیہ قراءات الاولی امالۃ الالف قبل الراء المکسورۃ المتطرفۃ امالۃ محضۃ لابی عمرو والدوری عن الکسائی الثانیۃ الامالۃ المحضۃ والفتح وتکون الی الفتح اقرب لورش الثالثۃ الفتح للباقین - **قولہ تعالیٰ** غشاوۃ وقفا - فیہ قراءتان الاولی الامالۃ للکسائی والثانیۃ عدمھا للباقین **قولہ تعالیٰ** من یقول - فیہ قراءتان الاولی ادغام النون فی الیاء بغیر غنۃ لخلف

لہ وقصد رسمی الخط فی تنقیط الطبع حیث جملتہ اثنین و ۱۲ منہ

وجوہ المثانی متعلقہ پارۂ الٓمٓ جلد اول بیان القرآن - ھذا ما تحرر لی وقت تنقیط الاوراق تراجعت فیہ قراءتان الاولی تقصیر المدۃ فی نحو ما لا یعلمہ الا اللہ تعالیٰ نقصیر المدۃ

والثانية بضم الباقين **قوله تعالى** ومايخدعون - فيه قراءتان الاولى بضم الياء وفتح الخاء والف بعدها وكسر الدال لنافع و ابن كثير والبصريين والثانية بفتح الياء وسكون الخاء ولا الف بعدها وفتح الدال للباقين وهو على الاول من المخادعة وعلى الثانية من الخدع **قوله تعالى** بما كانوا يكذبون - فيه قراءتان الاولى بضم الياء وفتح الكاف وتشديد الذال لنافع وابن كثير وابى عمرو وابن عامر والثانية بفتح الياء وسكون الكاف وتخفيف الذال للباقين وكلاهما ظاهر توجيها **قوله تعالى** و اذا قيل لهم - فيه قراءتان الاولى باشمام القاف قبل الياء لهشام والكسائى والثانية بلا اشمام للباقين والاشمام ههنا ان تضم القاف قبل الياء **قوله تعالى** خلقكم - فيه قراءتان الاولى بادغام القاف فى الكاف لابى عمرو وخلاف عنه والثانية بلا ادغام للباقين **قوله تعالى** وهو - فيه قراءتان الاولى بسكون الهاء لقالون وابى عمرو واللكسائى والثانية بضمها للباقين **قوله تعالى** الى اعلم فى الموضعين - فيه قراءتان الاولى بفتح الياء لنافع وابن كثير وابى عمرو والثانية بسكونها للباقين **قوله تعالى** فازلهما - فيه قراءتان الاولى بالف بين الزاى وتخفيف اللام لحمزة والثانية بغير الف بعد الزاى وتشديد اللام للباقين والاول من الازلال والثانى من الزلل - **قوله تعالى** آدم من ربه كلمات - فيه قراءتان الاولى بنصب الميم من ادم و رفع التاء من كلمات لابن كثير والثانية برفع الميم وكسر التاء للباقين وتوجيه الاول فاعلية كلمات ومفعولية ادم - والثانى على العكس وكلاهما ظاهر المعنى لان التلقى يكون من الجانبين **قوله تعالى** ولا تقبل منها شفاعة - فيه قراءتان الاولى بالتاء على التانيث لابن كثير وابى عمرو والثانية بالياء على التذكير للباقين **قوله تعالى** وعدنا - فيه قراءتان الاولى بغير الف بين الواو والعين لابى عمرو والثانية بالف بينهما للباقين والاول من الوعد والثانى من المواعدة **قوله تعالى** نغفر لكم خطاياكم - فيه قراءات الاولى بياء مضمومة على التذكير مع فتح الفاء لنافع والثانية بتاء مضمومة على التانيث مع فتح الفاء ايضا لابن عامر والثالثة بنون مفتوحة مع كسر الفاء للباقين وتوجيه الاولين كون الخطايا مفعولا مالم يسم فاعله والثالث كونه مفعولا به **قوله تعالى** تعاثوا عن ما تنهون - فيه قراءتان الاولى بالياء على الغيبة لابن كثير والثانية بالتاء على الخطاب للباقين - **قوله تعالى** احاطت به خطيئته - فيه قراءتان الاولى بالجمع لنافع والثانية بالتوحيد للباقين **قوله تعالى** لا يعبدون - فيه قراءتان الاولى بالياء على الغيبة لابن كثير وحمزة والكسائى والثانية بالتاء على الخطاب للباقين **قوله تعالى** للناس حسنا - فيه قراءتان الاولى بفتح الحاء والسين لحمزة والكسائى والثانية بضم الحاء وسكون السين للباقين والاول صفة والثانى مصدر بمعنى الصفة مبالغة **قوله تعالى** تظاهرون - فيه قراءتان الاولى بتخفيف الظاء لعاصم حمزة والثانية بتشديد ها للباقين والاول مخفف احد التائين والثانى بابدال الظاء طاء وادغامها فى الظاء - **قوله تعالى** اسرى - فيه قراءتان الاولى بفتح الهمزة و سكون السكون والف بعد السين لحمزة والثانية بضم الهمزة وفتح السين وتاء بعدها للباقين **قوله تعالى** تفدوهم - فيه قراءتان الاولى بضم التاء وفتح الفاء بعدها الف لابن عامر وعاصم والكسائى والثانية بفتح التاء وسكون الفاء ولا الف بعدها للباقين **قوله تعالى** عما يعملون - فيه قراءتان الاولى بالياء على الغيبة لنافع وابن كثير وشعبة والثانية بالتاء على الخطاب للباقين **قوله تعالى** بروح القدس - فيه قراءتان الاولى بسكون الدال حيث جاء لابن كثير وابى عمرو والثانية بضمها للباقين **قوله تعالى** ان ينزل - فيه قراءتان الاولى بسكون النون وتخفيف الزاى لابن كثير وابى عمرو والثانية بفتح النون وتشديد الزاى للباقين **قوله تعالى** واذا قيل لهم - فيه قراءات ثلث الاولى بالاشمام لهشام والكسائى والثانية بالادغام لابى عمرو والثالثة بلا اشمام ولا ادغام للباقين **قوله تعالى** اخراجهم - فيه قراءتان الاولى باظهار الذال عند التاء لابن كثير وحفص والثانية بادغامها للباقين **قوله تعالى** لجبريل - فيه قراءات اربعة الاولى بفتح الجيم والراء وهمزة بعد الراء مكسورة ممدودة اى بعدها ياء خفيفة لحمزة والكسائى والثانية كذلك لكن بحذف الياء بعد الهمزة لشعبة و الثالثة بضم الجيم وكسر الراء من غير همزة ومن كثير وابى عمرو بكسر الجيم والراء من غير همزة بعد الراء للباقين - **قوله تعالى** وميكال - فيه قراءات ثلث الاولى بغير همز ولا ياء بين الالف واللام لابى عمرو وحفص والثانية همزة بعد الالف ولا ياء بعد الهمزة لنافع والثالثة همز بعد الالف وياء للباقين **قوله تعالى** ولكن الشياطين - فيه قراءتان

الاولی بکسر النون من لکن مخففۃ ورفع نون الشیاطین لابن عامر وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بفتح النون من لکن مشددۃ ونصب نون الشیاطین للباقین **قولہ تعالیٰ** ان ینزل - فیہ کما فی ینزل المذکور بعد روح القدس **قولہ تعالیٰ** ما ننسخ - فیہ قراءتان الاولی بضم النون الاولی وکسر السین لابن عامر والثانیۃ بفتح النون والسین للباقین - **قولہ تعالیٰ** ننسہا - فیہ قراءتان الاولی بفتح النون الاولی وفتح السین وہمزۃ ساکنۃ بعد السین لابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ بضم النون وکسر السین ولا ہمزۃ بعد السین للباقین والاول من نساء بمعنی اخرای نوخرانزالہا فلا ننزلہا او نؤخرہا ونعبدہا عن الذہن بحیث لا یتذکرلفظہا ولا معناہا والثانی افعال من النسیان - **قولہ تعالیٰ** واسع علیم - وقالوا فیہ قراءتان الاولی بغیر واو وفی القاف لابن عامر والثانیۃ بواو وللباقین **قولہ تعالیٰ** کن فیکون - فیہ قراءتان الاولی بنصب النون من فیکون لابن عامر علی جواب الامر صورۃ ویرفعہا للباقین علی الاستیناف - **قولہ تعالیٰ** ولا تسئل فیہ قراءتان الاولی بفتح التاء وسکون اللام علی النہی لنافع والثانیۃ بضم التاء والاسم علی النفی للباقین - **قولہ تعالیٰ** ابراہیم - فیہ قراءتان ابراہام لابن عامر وابراہیم للباقین **قولہ تعالیٰ** عہدی - فیہ قراءتان الاولی بسکون الیاء لحفص وحمزۃ والثانیۃ بفتحہا للباقین ومن اسکن الیاء اسقطہا فی الوصل **قولہ تعالیٰ** واتخذوا - فیہ قراءتان الاولی بفتح الخاء لنافع وابن عامر علی المضی والثانیۃ بکسرہا للباقین علی الامر - **قولہ تعالیٰ** یبنی فیہ قراءتان الاولی بفتح الیاء لنافع وہشام وحفص والثانیۃ بسکونہا للباقین - **قولہ تعالیٰ** فامنعہ - فیہ قراءتان الاولی بسکون المیم وتخفیف النون لابن عامر والثانیۃ بفتح المیم وتشدید النون واما الہمزۃ بعد المیم فالجمیع اتفقوا علی ضمہا والاول من الافعال والثانی من التفعیل - **قولہ تعالیٰ** امرنا - فیہ ثلث قراءات الاولی بسکون الراء وتخفیف المیم لابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ باختلاس حرکۃ الراء للباقین وروی عن ابی عمرو والثالثۃ بالحرکۃ الکاملۃ للباقین ووجہ الاول انہ شبہ المنفصل بالمتصل فعومل معاملۃ فخذ فی اسکانہ للتخفیف - **قولہ تعالیٰ** ووصی - فیہ قراءتان الاولی اوصی من الایصاء لنافع وابن عامر والثانیۃ ومتی من التوصیۃ للباقین - **قولہ تعالیٰ** - ام تقولون - فیہ قراءتان الاولی بالتاء علی الخطاب لابن عامر وحفص وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالیاء علی الغیبۃ للباقین -

قد تمت بحمد اللہ وجوہ المتشابہ المتعلقۃ بجزء الف من البیان القرآن

بچوں کی تعلیم

اہل نظر جانتے ہیں کہ بچوں کی تعلیم کا مسئلہ کس درجہ نازک اور اہم ہے، اس کی حیثیت ان کے مستقبل کے لئے سنگ بنیاد کی سی ہے، خدا کا شکر ہے کہ حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب مدظلہم کی تجربہ کار نگرانی کی مسلسل کوششوں نے چند ایسے نصابات مرتب کر دیئے ہیں جن کے بچوں میں کم وقت میں زیادہ استعداد پیدا ہوتی ہے اور ان کے پڑھنے کے بعد بچے کو پڑھاتے ہیں علماء کرام کا عام پسندیدگی کے بعد ان نصابوں کو بے شمار اسکولوں نے اپنے کورس میں داخل کیا اور تجربہ نے انھیں بتایا کہ اس سے بہتر، مفید کم خرچ بالا نشین نصابات فی الوقت موجود نہیں ہیں۔

بہت کم قیمت، بہت آسان اور بہت دل نشین

فرانسیسی آسان نصاب		فارسی آسان نصاب		عربی آسان نصاب	
زبان آسان خورد ۱ و ۲	۱۲	فارسی زبان کا قاعدہ	۸	عربی زبان کا قاعدہ	۶
تا مومل اردو قاعدہ حصہ اول	۳	رہبر فارسی ۵ لطائف فارسی	۱۰	علم الصرف اولین و آخرین	۱۲
نماز آسان ۱ و ۲ روزہ آسان	۴	صرف نحو فارسی دوم	۱۲	علم النحو ۱ و ۲ عوامل النحو	۶
انشائے جدید	۴	لغات فارسی حصہ اول ۸ دوم	۱۰	عربی کا نگو نامہ ۱۲ عربی صفوۃ المصادر	۱۲
	۴	گلستان	۱۲	رد نصۃ الادب	۱۲

مذکورہ نصابات اور ہر قسم کے قرآن مجید وحمائلیں کے فائدے، ہمارے اور ہر قسم کی کتب دینیہ ملنے کا پتہ

مدنی کتب خانہ کوچہ پنڈت - لاہور۔

بڑے افسوس کا مقام ہے آپ "قرآنی نعمت" سے محروم ہیں

آپ بھی قرآن پاک کی تفسیر کی اشاعت میں حصّہ لیجئے

خدا تعالیٰ کا ہزار بار شکر ہے کہ قرآن پاک کا پہلا پارہ آپ حضرات کے دست مبارک کی زینت بنا ہوا ہے۔ اس پارہ کی تیاری میں جو تاخیر ہوئی اس میں ہمارے تساہل کا دخل نہیں، بلکہ اتنے عظیم الشان کام کی ابتدا کرنے کے لئے کافی وقت لگ جانا ایک قدرتی امر تھا۔ چونکہ یہ ابتدائی کام تھا ذہنی اعتبار سے کہیں پارہ کے نشست حاشیہ میں بعض خامیاں محسوس ہوئی ہیں آئندہ اس کا مکمل لحاظ رکھا جائیگا

شعبہ اشرف العلوم کے قیام اور ترقی کے سلسلہ میں جن لوگوں نے ہمارا ہاتھ بٹایا اور یکمشت رقمیں مرحمت فرمائیں کارکنان ادارہ ان کے بدل شکر گذار ہیں اور کامل یقین رکھتے ہیں کہ آئندہ بھی وہ اپنے بے لوث دینی جذبہ کے ماتحت ممکنہ تعاون سے دریغ نہ فرمائیں گے، جو لوگ اس شعبہ کے باقاعدہ ممبر بنکر ۸ رقمی کس ممبری ادا کر چکے ہیں ان سے ہماری درخواست ہے کہ پندرہ روز کے درمیانی عرصہ میں وہ اس سلسلہ کے جتنے ممبر بنا سکیں بکجائی ان کی فیس بذریعہ منی آرڈر اور تفصیل بذریعہ ڈاک ارسال فرمادیں۔ اب تک جتنے احباب اس شعبہ سے منسلک ہوئے ہیں ان کی تعداد ابھی تک اتنی نہیں پہنچی جتنی اس کو پروان چڑھانے میں ضرورت ہے۔ اگر ممبر سازی میں تاخیر کی گئی تو دوسرا پارہ بھی قدرے تاخیر سے طبع ہوگا۔ جو آپ جیسے "حضرت" کے پروانوں کے لئے موجب انقباض بنے گا۔

آج ہی ممبر سازی کے کام میں لگ جایئے اور تفصیلات سے ادارہ کو مطلع کیجئے !!

تعاون کی چند صورتیں

۱ :- اپنے حلقۂ اثر کو ممبری قبول کرنے کے لئے تیار کیا جائے اور فیس ممبری آٹھ آنے (۸/) کے حساب یکجائی بھیجدی جائے۔

۲ :- مال دار حضرات کو متوجہ کیا جائے کہ وہ تفسیر پاک کے متعدد نسخے طلب کرکے مزبا میں تقسیم کریں۔ یا بدوں زکوٰۃ زیادہ سے زیادہ نسخے منگا کر مستحق زکوٰۃ مسلمانوں کو دیدیا کریں۔ یہ ایک ایسا صدقہ جاریہ ہوگا جو ان کے لئے پشتہا پشت وجہۂ آخرت بنا رہے گا۔

۳ :- اپنے شہر کی ہر ایک مسجد کے لئے فی مسجد کم از کم ایک پارہ منگا یا جائے اور کسی نماز کے بعد تفسیر پاک کے ایک یا دو رکوع پڑھکر سنائے جائیں

آئندہ کے ارادے اگر آپ حضرات نے اس مبارک گاڑی کو چلانے کے لئے اپنے زرّیں وقت کا کم از کم ایک ہفتہ اپنی بستی کے لئے وقف کر دیا اور ممبروں کی مطلوبہ تعداد پوری کرادی تو ہمیں یقین ہے کہ بہت جلد الحمد کے پارہ کے بعد عمّ پھر سیقول اسکے بعد یکے بعد دیگرے تاریخ مقررہ پر ہر ماہ ایک پارہ کے حساب سے آپ کے پاس پہنچتے رہیں گے۔ اور جو لوگ قرآنی احکام سے غافل ہوگئے ہیں ہم اور آپ ملکر انہیں ایک مرتبہ اوج ترقی پر پہنچا کے دم لیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ ؎

یہ بیڑا غرق ہو کر کیا عجب ہے پھر اُبھر آئے کہ ہم نے انقلاب چرخ گردوں یوں بھی دیکھے ہیں

فارم ممبری اور شعبہ کا مکمل پروگرام منگانے کے لئے مفصل رجسٹرڈ پتہ پر لکھیئے۔

آپ کا مخلص مسعود احمد قاسمی ناظم شعبہ اشرف العلوم ادارہ ہادی دیوبند (یوپی)

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ ۚ فَاِذَا قَرَاْنٰہُ
فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ

مکمل بیان القرآن

سنہ ۱۳۷۱ھ

مطابق اصل بیان القرآن تھانہ بھون

مع

مسائل السلوک
من
کلام ملک الملوک
(فی العربیۃ)

و

رفع الشکوک
مع
مسائل السلوک
(فی الھندیۃ)

و

وجوہ المثانی
مع
توجیہ الکلمات والمعانی
(فی العربیۃ)

پارۂ سیقول

از

حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر:- شعبہ اشرف العلوم ادارۂ ھادی دیوبند۔ یوپی

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کا ایک آسان طریقہ

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ

تفسیر پاک کا پہلا اور آخری پارہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں اور

دوسرا پارہ سپقول آپ کے زیر نظر ہے۔ گویا اب تک تین پارے پیش خدمت کئے جا چکے ہیں۔ اگرچہ ہم اس مقدس خدمت کے اہل نہیں ہیں لیکن یہ خدا تعالیٰ کا انعام ہے کہ ہم جیسے گنہگاروں کے ذریعہ یہ خدمت لی جا رہی ہے۔ اور یقین ہے کہ انشاء اللہ مکمل تفسیر رفتہ رفتہ ناظرین کی خدمت میں پیش کر سکیں گے۔

● جو لوگ "شعبہ اشرف العلوم" کے ساتھ والہانہ عقیدت رکھتے ہیں وہ برابر ہماری اعانت فرما رہے ہیں اور ممبر سازی کی رفتار امید افزا ہے۔ خدام ادارہ اپنے تمام محسنین کے لئے دعا گو ہیں کہ حق تعالیٰ ان کی مساعی قبول فرمائیں۔ اور آئندہ بھی اشاعت قرآن کریم میں حصہ لینے کا مزید بے لوث جذبہ باقی رکھیں "آمین"

● آپ کو تعجب ہوگا کہ قرآن پاک جیسی مقدس کتاب کے ممبران کی تعداد ابھی تک اتنی نہیں پہنچی تھی کہ اس سلسلہ کو باقی رکھنے کے لئے ضروری ہے حالانکہ یہ وہ مقدس صحیفہ عالیہ ہے جس کا ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں پہنچنا ضروری ہے اور اسکی اشاعت میں حصہ لینا تمام مسلمانوں کا اہم فریضہ ہے۔

● ضرورت اس بات کی ہے کہ جو حضرات اس مبارک سلسلہ میں اپنا اسم گرامی درج کرا چکے ہیں وہ پوری دلچسپی سے اپنا تعلق باقی رکھیں اور روپئے واپس کر کے تیرہ آنے کا ادارہ کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اور نیز یہ کہ جتنے ممبران اب تک بن چکے ہیں ان میں کا ہر ایک شخص کم از کم پانچ پانچ نئے ممبر بنائے، ممبر سازی کا سلسلہ بدستور جاری رہے۔ اگر ہماری یہ اپیل رائیگاں نہ گئی تو یقین ہے کہ ایک ہی ماہ میں نہ صرف مطلوبہ تعداد پوری ہو جائے گی بلکہ اس سے کہیں زیادہ ہمارے عزائم اور انتظام میں سہولت ہوگی۔

● جو حضرات تعاون کے سلسلہ میں کوئی بڑی رقم ارسال فرمانا چاہیں تو یہ ان کے لئے ایسا صدقہ جاریہ ہوگا کہ جب تک اشاعت اور مطالعہ کا سلسلہ جاری رہے گا برابر اس کا ثواب انھیں ملتا رہے گا۔

● فیس ممبری جو صرف ایک مرتبہ داخل کرنا ہے وہ صرف آٹھ آنے (۸) ہے اور جو لوگ اس کے ممبر بن جاتے ہیں ان کے پاس ہر ایک پارہ بجائے ۸ آنہ ہدیہ کے صرف ۴ آنہ ہدیہ کے علاوہ محصول ڈاک بھیجا جاتا ہے۔

● مفصل معلومات حاصل کرنے کیلئے لکھئے

مسعود احمد قاسمی ناظم شعبہ اشرف العلوم دیوبند یو۔پی

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ

اب تو بے وقوف لوگ ضرور کہیں ہی گے کہ ان کو ان کے قبلہ سے

قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ۚ قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي مَنْ

جس طرف پہلے متوجہ ہوا کرتے تھے کس بات نے بدل دیا آپ فرما دیجئے کہ سب مشرق اور مغرب اللہ ہی کی ملک ہیں جس کو خدا

يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (۱۴۲)

ہی چاہیں سیدھا طریق بتلا دیتے ہیں۔

جواب حاکمانہ شبہہ تحویل قبلہ سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ۚ قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (۱۴۲)

(جب کعبہ قبلہ نماز مقرر ہو کر یہود کا قبلہ متروک ہو گیا تو بوجہ ناگواری کے) اب تو (یہ[۱] بے وقوف لوگ ضرور کہیں ہی گے کہ ان (مسلمانوں) کو اُن کے (سابق سمت) قبلہ سے (کہ بیت المقدس تھا) جس طرف پہلے متوجہ ہوا کرتے تھے کس بات نے (دوسری سمت کی طرف) بدل دیا آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ سب (سمتیں خواہ) مشرق (ہو) اور (خواہ) مغرب (ہو) سب اللہ ہی کی ملک ہیں (خدا تعالیٰ کو مالکانہ اختیار ہے جس سمت کو چاہیں مقرر فرما دیں کسی کو منصب علت دریافت کرنے کا نہیں ہے اور سیدھا طریق احکام شرعیہ کے باب میں یہی اعتقاد ہے لیکن بعضوں کو اس راہ کے اختیار کرنے کی توفیق نہیں ہوتی خواہ مخواہ علتیں ڈھونڈتے پھرا کرتے ہیں البتہ جس کو خدا ہی (اپنے فضل سے) چاہیں (یہ) سیدھا طریق بتلا دیتے ہیں۔ ف جس امر کو اس مقام پر صراط مستقیم کہا گیا ہے فی الحقیقت سلامتی اور امن اسی طریق میں ہے اس وقت میں اکثر نوخیز طبائع نے اس صراط مستقیم کو چھوڑ دیا ہے اور احکام کی علل کی تفتیش میں لگ گئے ہیں جن میں بعض کی غرض تو نعوذ باللہ احکام شرعیہ کی توہین یا تکذیب اور اُس پر اعتراض کرنا ہوتا ہے اور بعض کو اسی بہانہ سے اپنی جان عمل سے بچانا مقصود ہوتا ہے اور بعض کی گو غرض فاسد نہیں ہوتی۔ لیکن فہم عالی اور دقیق کافی نہ ہونے سے نتیجہ اُس کا اکثر بد دینی اور بد اعتقادی ہوتا ہے۔ اس مقام پر بھر وہ شعر دوہراتا ہوں ؎

زبان تازہ کردن باقرار تو ننگیختن علت از کار تو

واللہ الموفق۔ ربط۔ قبول احکام شرعیہ کے باب میں جس امر کو اوپر صراط مستقیم فرمایا گیا ہے چونکہ جماعت محمدیہ بے چون وچرا اسکو اختیار کر لیا اس لئے آیت آئندہ کے آغاز پر بطور جملہ معترضہ کے اس جماعت کی مدح اور فضیلت بیان فرماتے ہیں اور پھر مطالب اصلی کیطرف رجوع فرمائیں گے۔

اللغات وَهُمْ صرفہ واصلہ ان الوی وہو صول الثانی بعد الاول من غیر فصل ۱۲ روح المعانی ولا یخفی ثانی الترجمۃ من رعایۃ اصل اصل الماخذ مع الفصاحۃ محاورۃ ولسنۃ المحبر ۱۲

النحو - فی روح المعانی عن القفال ان لفظ سیقول یراد منہ الماضی وان الآیۃ نزلت بعد تحویل القبلۃ قلت وبہا عدہ الروایۃ التی سوق کما سنری والسین للمجرد التاکید ۱۲ منہ

ملحقات الترجمۃ

[۱] قولہ یہ حملا للام السفہاء علی العہد وفسرتہ بالیہود لروایۃ البخاری ۱۲

[۲] بتوفیقہ تعالیٰ فی ترجمۃ الہو المستقبل لفظا والماضی معناہ للتاکید تردت لفظہ ۱۲

الروایات فی روح المعانی روی البخاری عن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ صلی نحو بیت المقدس ستۃ عشر شہرا او سبعۃ عشر شہرا وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب ان توجہ الی الکعبۃ فانزل اللہ تعالیٰ قد نری تقلب وجہک فی السماء الی آخر الآیۃ فقال السفہاء وہم الیہود وہو قولہ ما ولاہم عن قبلتہم التی کانوا علیہا الآیۃ ۱۲

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ

اور ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنادی ہے جو نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو۔ ور

يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ

تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہ ہوں۔

مدح اُمّت محمدیہ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ اور (اے متبعان محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جمعیت بنادی ہے جو (ہر پہلو سے) نہایت اعتدال پر ہے تاکہ (دنیا میں شرف امتیاز حاصل ہونے کے علاوہ آخرت میں بھی تمہارا بڑا اشرف ظاہر ہو کہ تم (ایک بڑے مقدمہ میں جس میں ایک فریق حضرات انبیاء علیہم السلام ہوں گے اور فریق ثانی اُنکی مخالف قومیں ہونگی اُن مخالف) لوگوں کے مقابلہ میں گواہ (تجویز) ہو اور (شرف بالائے شرف یہ ہو کہ) تمہارے (قابل شہادت اور معتبر ہونے کے) لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہ ہوں (اور اس شہادت سے تمہاری شہادت معتبر ہونے کی تصدیق ہو پھر تمہاری شہادت سے اُس مقدمہ کا حضرات انبیاء علیہم السلام کے حق میں فیصلہ ہو اور مخالفین مجرم قرار پاکر سزایاب ہوں اور اس امر کا اعلیٰ درجہ کی عزت ہونا ظاہر ہے) ف حدیثوں میں اس کی یہی تفسیر آئی ہے کہ امم سابقہ کے کفار حق تعالیٰ سے کہدیں گے کہ ہم کو آپ کے احکام ہی کی اطلاع نہیں ہوئی۔ انبیاء علیہم السلام دعویٰ کریں گے کہ ہم نے اطلاع دیدی تھی انبیاء سے گواہ طلب کئے جاویں گے وہ حضرات امت محمدیہ کو اپنا گواہ بتلاویں گے اس امت کو بلاکر پوچھا جاویگا۔ یہ نبیا کے موافق گواہی دینگے ان سے پوچھا جاوے گا تم کو کیونکر واقفیت ہوئی وہ کہیں گے کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اس واقعہ کے ثبوت کے دلائل قطعیہ پہونچے ہم کو اس لئے واقفیت ہے پھر انسداد جرح مدعا علیہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاکر اُن گواہوں کے معتبر ہونے کے متعلق سوال ہوگا

النحو وكذلك في روح المعاني اعتراض من كلامين وقع خطابا له صلى الله عليه وسلم استطرادا لمدح المؤمنين بوجه آخر وقوله أي كذلك كثيرا ما يقصد بها تثبيت ما بعدها وذلك لان وجه الشبه كما قرر في محله في الجملة الخبرية كقولك هذا الثوب كهذا الثوب في كونه خزا أو بزا وهذا التشبيه يستلزم وجود مشبه وثبوته في ضمن نوع قرر به على طريق الكناية مجردا لثبوت لما بعده ولما كانت الجملة تدل على الثبوت كانت معنا ما موجودا بدونها وهي مؤكدة له فكانت كالكلمة الزائدة وهذا معنى قولهم ان الكاف مقحمة لا انها زائدة كما يوهمه كلامهم آه فلت ہو تحقیق عجیب ینبغی ان یضبط منه الاذہان وقد تاملت فی ترجمتی لوجدتنا مرعیا فیها ہذا الخ بس دلالت حضرت گنگوہی ان یقال ان المشبہ ہذا الجعل الکلی والمشبہ ہو الجعل الجزئی لہذا الکلی تامل۔ اے کما ان جعلا کلیا فی ذہنک حصل ہذا الجعل مثل ذلک یحب یصدق ذلک الکلی علی ہذا الجزئی کما یقال فی لسانا۔ اہ لیکن ایسا نظام کردیا ہے مکان قولہ یہ انتظام کردیا ہے علیکم فی روح المعانی وکلمۃ الاستعلاء لما فی الشہید من معنی الرقیب لمشاکلۃ ما قبلہ وآخرت صلۃ الشہادۃ اولا وقدمت آخرا لان المراد فی الاول اثبات شہادتہم علی الامم وفی الثانی اختصاصہم بکون الرسول شہیدا علیہم آ ۱۲

الروایات ۔ فی روح المعانی اخرج الامام احمد وغیرہ عن ابن سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجی النبی یوم القیامۃ ومعہ الرجل والنبی ومعہ الرجلان واکثر من ذلک فیدعی قومہ فیقال لہم ہل بلغکم ہذا فیقولون لا فیقال لہل بلغت قال فیقول نعم فیقال لہ من یشہد لک فیقول محمد امتہ فیدعی محمد وامتہ فیقال لہم ہل بلغ ہذا فیقولون نعم فیقال لہم وما علمکم فیقولون جاءنا نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرنا ان الرسل قد بلغوا فذلک قولہ تعالیٰ وکذلک جعلناکم امۃ وسطا وفی روایۃ نبوئی بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم فیسال عن حال امتہ فیزکیہم فیشہد بعدالتہم وذلک قولہ عزوجل ویکون الرسول علیکم شہیدا واسند نحوہ فی فتح العزیز عن البخاری وغیرہ قلت وبہ یتعین تفسیر الآیۃ بہذا ۱۲

حقائق الترجمہ

۵ قولہ نہایت اعتدال افادہ کلمۃ وسط وافادہ تحریک الواو من وسکون الوسط ورکن فافہم ۱۲

۵ ہل بلغکم ہذا فیقولون لا فیقال ہل بلغت فیقول نعم فیقال من یشہد لک فیقول محمد امتہ فیدعی محمد وامتہ فیقال لہم ہل بلغ ہذا فیقولون نعم فیقال وما علمکم فیقولون جاءنا نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرنا ان الرسل قد بلغوا فذلک قولہ تعالیٰ وکذلک جعلناکم امۃ وسطا وفی روایۃ نبوئی بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم فیسال عن حال امتہ فیزکیہم فیشہد بعدالتہم وذلک قولہ عزوجل ویکون الرسول علیکم شہیدا واسند نحوہ فی فتح العزیز عن البخاری وغیرہ قلت وبہ یتعین تفسیر الآیۃ بہذا ۱۲

آپ اُن کے معتبر و قابلِ شہادت ہونے کی تصدیق فرمادیں گے اس پر اجلاس اعلیٰ حکم الحاکمین سے فیصلہ کردیا جاوے گا اس روایت پر جو مبنی تفسیر کا ہے بظاہر چند شبہے ہو سکتے ہیں اول یہ کہ امتِ محمدیہ انبیاء سے زائد معتبر نہیں ہیں پھر اُن کے صدق کو اِن کی شہادت سے ثابت کرنا کیا معنی۔

جواب یہ ہے کہ زیادہ معتبر تو وہی حضرات ہیں لیکن چونکہ اس مقدمہ میں فریق ہو گئے۔ لہذا دوسرے گواہ درکار ہوں گے۔ گو وہ اُن سے ادنیٰ ہوں البتہ معتبر ہوں۔ چنانچہ دنیا کی عدالتوں میں شب و روز یہی قصہ ہوتا ہے کہ اگر تحصیلدار جو خود بھی صاحب اجلاس ہوتا ہے کسی گستاخ مخالف چپراسی کا کسی مقدمہ میں فریق بنجاوے تو حاکم اعلیٰ کے اجلاس میں تحصیلدار سے گواہ طلب کئے جاویں گے گو وہ تحصیلدار سے ادنیٰ درجہ کے ہوں۔ دوسرا شبہہ یہ کہ وہ لوگ امت محمدیہ کی شہادت پر بھی تو کہہ سکتے ہیں کہ جب ہم انبیاء کو نعوذ باللہ راست گو نہیں سمجھتے تو اُن لوگوں کو کیوں راست گو سمجھیں گے جواب یہ ہے کہ یہ امر بھی دنیوی عدالتوں کے معاملہ سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ گواہوں پر ایسا اجمالی جرح کرنے کا مدعیٰ علیہ کو اختیار حاصل نہیں مثلاً مثال مفروض میں وہ گستاخ چپراسی حاکم اعلیٰ سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ جب میں تحصیلدار صاحب کو سچا نہیں سمجھتا تو اُن کے اس گواہ کو کیوں سچا مانوں گا۔ بالخصوص اگر وہ گواہ بھی سرکاری ہو جیسا کہ اُس روز امت محمدیہ اسی حیثیت سے گواہی میں پیش کئے جاویں گے۔ تیسرا شبہہ یہ ہے کہ جب امت محمدیہ نے اس واقعہ کو معائنہ نہیں کیا تو اول تو یہ شہادت کیسے دیں گے پھر وہ لوگ اسی بنا پر اچھا خاصہ جرح کر سکتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ مدار شہادت کا طریق صحیح مفید یقین سے یقین حاصل ہو جاتا ہے چونکہ محسوسات غیر ثابت بالوحی ہیں وہ طریق منحصر ہے مشاہدہ میں لہذا مشاہدہ مدار ہے شہادت کا اور محل نزاع میں گو واقعہ محسوسات سے ہے لیکن ثابت بالوحی ہونے کی وجہ سے بواسطہ طریق وحی کے اُس کا یقین حاصل ہے جو اصلی مدار ہے شہادت کا لہذا گواہی برحق ہے اور اس میں مجال جرح نہیں جیسے کوئی ڈاکٹر کسی مردہ کو جس کے بدن پر کوئی ظاہری علامت زخم وغیرہ نہیں ہے دیکھکر اپنی مہارت فن کے ذریعہ سے اظہار کرے کہ یہ شخص مرض سے نہیں مرا بلکہ کسی ضرب شدید سے مرا ہے اور اس بنا پر قاتل کی تحقیقات کا سرکاری حکم ہو جاوے سو باوجودیکہ اس مقام پر گواہی ڈاکٹر کی بنا بر معائنہ کے نہیں لیکن چونکہ قواعد صحیحہ کے ذریعہ سے ضرب شدید تشخیص کی گئی لہذا اس کا اعتبار کیا گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کا فائدہ معلوم ہو ہی چکا ہے اس میں کوئی سوال کی بات نہیں رہی۔ اور ہر پہلو سے معتدل جو کہا گیا ہے اس کا مصداق اس حکم خاص تحویل قبلہ میں مثلاً یہ ہے کہ نہ ایسے عامی کہ اگر احکام کی حکمت بتلائی جاوے تب بھی نہ سمجھیں نہ ایسے فلسفی کہ اگر نہ بتلائی جاوے تو بدون اُس کے طے کئے ہوئے حکم ہی کو نہ مانیں۔ چنانچہ یہاں حکمت نہیں بتلائی ویسے مان لیا آگے بعض حکمتیں بتلادیں اُن کو بھی لے لیا اور جو شخص ایسا معتدل الطبع ہوگا وہ ضرور اچھا ہوگا اس لئے دنیا و آخرت میں صاحب شرف ہوگا۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ

اور جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں وہ تو محض اس کے لئے تھا کہ ہم کو معلوم ہو جاوے کہ کون تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اختیار کرتا ہے اور کون

يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ

پیچھے کو ہٹتا جاتا ہے اور یہ قبلہ کا بدلنا ہوا بڑا ثقیل مگر جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١٤٣﴾

اور اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ تمہارے ایمان کو ضائع کردیں۔ واقعی اللہ تعالیٰ تو لوگوں پر بہت ہی شفیق مہربان ہیں۔

رجوع بمطلب سابق بحث قبلہ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١٤٣﴾ (اور اصل میں تو شریعت محمدیہ کے لئے ہم نے کعبہ ہی کو قبلہ تجویز کر رکھا تھا) اور جس سمت قبلہ پر آپ (چند روز قائم) رہ چکے ہیں (یعنی بیت المقدس) وہ تو محض اس (مصلحت) کے لئے تھا کہ ہم کو (ظاہری طور پر بھی) معلوم ہو جاوے کہ (اس کے مقرر ہونے سے یا بدلنے سے یہود اور غیر یہود میں سے) کون تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے کو ہٹتا جاتا ہے (اور نفرت اور مخالفت کرتا ہے اس امتحان کے لئے اس عارضی قبلہ کو مقرر کیا تھا پھر اصلی قبلہ سے اسکو منسوخ کر دیا) اور یہ قبلہ کا بدلنا (منحرف لوگوں پر) ہوا بڑا ثقیل (ہاں) مگر جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے (سیدھے طریق کی) ہدایت فرمائی ہے (جس کا بیان اوپر آچکا ہے کہ احکام الٰہیہ کو لے چون وچرا قبول کر لینا ان کو کچھ بھی گراں نہیں ہوا جیسا پہلے اس کو خدا کا حکم سمجھتے تھے اب اس کو سمجھنے لگے) اور (ہم نے جو کہا ہے کہ بیت المقدس قبلہ غیر اصلی تھا اس سے کوئی شخص یہ وسوسہ نہ لاوے کہ بس تو جتنی نمازیں اور عرصہ ہی ہیں نہیں ثواب بھی کم ملا ہوگا کیونکہ اصلی قبلہ کی طرف نہ تھیں سو اس وسوسہ کو دل میں نہ لانا کیونکہ) اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ تمہارے ایمان (کے متعلق اعمال مثلاً نماز کے ثواب) کو ضائع (اور ناقص) کردیں (اور) واقعی اللہ تعالیٰ تو ایسے لوگوں پر بہت ہی شفیق (اور) مہربان ہیں (تو ایسے شفیق مہربان پر یہ گمان کب ہو سکتا ہے

النحو مع التوجیہ وما جعلنا القبلة فی روح المعانی احد الوجوہ ہی صخرۃ بیت المقدس والتی مفعول ثان جعل لا صفۃ القبلۃ والمفعول الثانی محذوف ای قبلۃ اہ فی الکشاف یعنی ان اصل الامر کان تستقبل الکعبۃ وان استقبالک بیت المقدس کان امرا عارضا فرض وانما جعلنا القبلۃ التی کنت علیہا لنعلم وفلک ہذا وی) بیت المقدس لنمتحن الناس ونظہر من یتبع الرسول منہم ومن لا یتبعہ ویظہر منہ ان کانت لکبیرۃ ہی ان المخففۃ اتی تلزمہا اللام فارقت ضمیر فی کانت لما دخل علیہ فرقا بینہا وبین التی کانت علیہا ان الزائدۃ او التحقیقیۃ

او الجملۃ ویجوز ان یکون للقبلۃ خبر ومن ینقلب فی روح المعانی فی من یتبع للفصل کالتی فی قولہ تعالیٰ واللہ یعلم المفسد من المصلح ۱۲

البلاغۃ۔ قدم رؤف علی رحیم لان الرافۃ مبالغۃ فی رحمۃ خاصۃ و رفع المکروہ واذا کان الضرر والرحمۃ اہم منہ ومن الافضال ودفع الضرر اہم من جلب النفع مرح المعانی ۱۲ والکلام من باب الاستعارۃ التخییلیۃ بجامع ان المتقلب یترک ما فی یدیہ ویدبر عنہ علی سبیل التشبیہ اہ والمرجع ۱۲

الروایات۔ فی باب المنقول عن ابن اسحٰق عن البراء قال رجال من

تحقیق الترجمۃ

۱ قولہ بعض من مصلحت ہذا حصر اضافی لا یبقی ان فیما شرعہ اللہ تعالیٰ حکما لا تعلمہ للذی یقرب من الاحکام دیا سب فی کرہ المقام ہو ہذا واعلم ایضا ان ہذہ الحکمۃ یست للتعلیل بل للجعل المنسوخ فلا یاتی ذکرہا فی تقریر الارتباط المتعلق بآیۃ واذا تامل من کون بیان حکمۃ التحویل بتلوان من قولہ ہ نزی ۱۲ ۲ قولہ ظاہری طور پر الخ محصل ہذا ان الوجہ ان المراد بالعلم ہہنا علم المعاد بحصول ان فینا والی کانوا یعلمون بحصول ان اعتقادا کلیا وان استقربت الآیۃ المذکورۃ فی ہذا الحکمت انشاء اللہ تعالیٰ وجہت بکونہ اقرب من سائر ہا واللہ اعلم ۱۲ ۳ قولہ یہود وغیر یہود میں سے الی قولہ افتیت رکرتا ہے ماخوذہ ما فی البیضاوی لما ہاجر صلعم المدینۃ امر بالصلوۃ الی الصخرۃ تالفا للیہود ۱۲ ۴ قولہ ایمان کے متعلق اشارۃ الی ان فی الکلام مجازا بالحذف تقدیرہ الصلوۃ ایمانکم لصلاتکم

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ

ہم آپ کے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اُٹھنا دیکھ رہے ہیں - اس لئے ہم آپ کو اُسی قبلہ کیطرف متوجہ کریں گے جسکے لئے آپ کی مرضی ہو پھر

وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ

اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کیا کیجئے - اور تم سب لوگ جہاں کہیں بھی موجود ہو اپنے چہروں کو اسی کی طرف کیا کرو -

کیونکہ کسی قبلہ کا اصلی یا غیر اصلی ہونا تو ہم ہی جانتے ہیں تم نے تو دونوں کو ہمارا حکم سمجھکر قبول کیا اس لئے ثواب بھی کسی کا کم نہ ہوگا) ف :- مفسرین نے لکھا ہے کہ بیت المقدس کا قبلہ بننا بعض عرب پر گراں ہوا تھا کہ وہ کعبہ کو مانتے تھے اور اُس کا منسوخ ہونا یہود پر گراں ہوا کہ وہ کعبہ کو نہ مانتے تھے حتیٰ کہ بعضے خام اعتقاد لوگ اسلام سے بھی پھر گئے تھے - اور یہ جو کہا گیا کہ ظاہری طور پر وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو تو سب امور پہلے ہی سے حقیقۃً معلوم ہیں اور اہل حق اجمالاً اس کا اعتقاد بھی رکھتے ہیں لیکن قبل ظہور یا وقوع چونکہ بندوں کو خود اُس واقعہ کا علم نہیں ہوتا اس لئے بالتعیین والتفصیل خاص طور پر یہ اعتقاد نہیں ہوتا کہ یہ واقعہ خاصہ علم الٰہی میں تھا اور بعد ظہور و وقوع یہ حکم بھی کر دیا جاتا ہے ظاہری طور پر علم ہونے سے یہ مراد ہے اب اس میں کوئی اشکال نہ رہا

ربط حاکمانہ جواب دیکر اب حکیمانہ جواب شروع ہوتا ہے جس میں کئی حکمتوں کی طرف اشارہ ہے -

حکمت اول - قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ آپ جو دل سے کعبہ کے قبلہ ہونے کی خواہش رکھتے ہیں اور امید وحی میں بار بار آسمان کی طرف نگاہ اُٹھا کر بھی دیکھتے ہیں کہ شاید فرشتہ حکم لے آوے سو) ہم آپ کے منہ کا (یہ) بار بار آسمان کی طرف اُٹھنا دیکھ رہے ہیں (اور چونکہ ہم کو آپ کی خوشی پوری کرنا منظور ہے) اس لئے ہم (وعدہ کرتے ہیں کہ) آپ کو اُسی قبلہ کی طرف متوجہ کر دیں گے جس کے لئے آپ کی مرضی ہے (لو، پھر حکم ہی دیئے دیتے ہیں کہ) اب سے اپنا چہرہ (نماز میں) مسجد حرام (کعبہ) کی طرف کیا کیجئے اور (یہ حکم کچھ تخصیصی نہیں بلکہ قانون عام ہے کہ تم سب لوگ (پیغمبر بھی امتی بھی) جہاں کہیں بھی موجود ہو (خواہ مدینہ میں یا اور جگہ حتیٰ کہ خود بیت المقدس کے اندر بھی ہر جگہ نماز کے اندر اپنے چہرے (مسجد حرام) کی طرف کیا کرو

اللغات :- فلنولینك فلنجعلنك من استقبلها من قولك ولیته کذا اذا جعلته والیا او فلنجعلنك تلی جهتها دون جهة بیت المقدس من ولیته نامه وولیته ایاه اوجهته منه والتولیة اذا کانت متعدیة بنفسها الی تمام المفعولین کانت مستعملة باحد المعنیین المتقدمین واذا کانت متعدیة الی واحد فمعناها الصرف اما عن الشیٔ او الی الشیٔ ۱۲ روح المعانی -

البلاغۃ :- فلنولینك وجاء هذا الوعد قبل الامر لتشوف النفس بانه ماذا یکون امره وهو ایذان بالعنایة ۱۲ روح المعانی

الروایات :- فی روح المعانی اخرج النسائی عن ابی سعید بن المعلی قال کنا قعودا فی المسجد فمر زیاد ما رسول صلی اللہ علیہ وسلم قاعد علی المنبر فقلت حدث امر فجلست فقرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ قد نری تقلب وجهك فی السماء الآیة فقلت لصاحبی تعالی نرکع رکعتین قبل ان ینزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنکون اول من صلی فصلینا بها ثم نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی للناس نظیر ما سمته فما اشتهیت من نزول الصلوٰة وتحول علیہ السلام فیها لما یحول علیہ کما ہو مصرح فی المعانی وغیرہ ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فلنولینك قبلة ترضاها قال العبد الضعیف فیه اصل للمرادیة انتهی القول

ترجمہ

قولہ تعالیٰ فلنولینك قبلة ترضاها۔ اس میں اصل ہے مقام مرادیت کی

ملحقات الترجمہ

ل قولہ مفسرین نقد کی الکبیر ولو اخذت الانقلاب عاما فی الارتداد والبقاء علی الکفر کما یفهم من الکبیر باعتبار ترکه الدلائل کانت الآیة علامة ظاهرة بین و انتباتین علی الکفر لاسیما الیهود وکان من اجزاء المعنی یا عنبر حال هؤلاء ان هذا الجعل انما کان لامتحان الیهود لیهم یؤمن بناء علی الموافقات فی اعظم الامور الدین فلما لم یرا فقره لم یرج منهم قبول الاسلام وتحقیق امرهم فی العناد فحولناه الی قبلة الاصلیة

ع قولہ فی ترجمۃ فا فلنولینك اس لئے لافادۃ الغایۃ الترتیب

وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَ

اور یہ اہل کتاب بھی یقیناً جانتے ہیں کہ یہ بالکل ٹھیک ہے ان کے پروردگار ہی کی طرف سے اور

مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ

اللہ تعالیٰ اُن کی کارروائیوں سے کچھ بے خبر نہیں ہے اور اگر آپ اہل کتاب کے سامنے

بِکُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ

تمام دلیلیں پیش کردیں جب بھی یہ آپ کے قبلہ کو قبول نہ کریں۔

وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾

اور (اس قبلہ کے مقرر ہونے کے متعلق) یہ اہل کتاب بھی (بالعموم اپنی کتابوں کی پیشین گوئی کی وجہ سے کہ نبی آخر الزماں کا قبلہ اس طرح ہوگا) یقیناً جانتے ہیں کہ یہ (حکم) بالکل ٹھیک ہے (اور) اُن کے پروردگار ہی کی طرف سے (ہے مگر عناداً مانتے نہیں) اور اللہ تعالیٰ اُن کی ان کارروائیوں سے کچھ بے خبر نہیں ہے۔ ف - اس آیت سے بیت المقدس کا منسوخ کرنا اور کعبہ کو مقرر کرنا منظور ہے اور باوجودیکہ یہ حکم اُس میں موجود بھی ہے۔ پھر بھی اُس کے جزو اول میں وعدہ فرمایا گیا تاکہ وعدہ سُنکر اول وعدہ کی خوشی ہو اور بعد انتظار کے ساتھ کے ساتھ ایفا ہونے سے پھر دوسری خوشی ہو تو دوگونہ مسرت ہو۔ اور یہ طرز مسرت انگیز اس مقام کے کہ اُسمیں ایک حکم کی بنا آپ کی رضا پر بیان کی گئی ہے زیادہ مناسب ہے۔ حاصل اس حکمت کا یہ ہوا کہ ہم کو آپ کی خوشی منظور تھی اور آپ کی خوشی کعبہ کے قبلہ مقرر ہونے میں دیکھی اس لئے اسی کو قبلہ مقرر کردیا۔ رہا یہ کہ آپ کی خوشی اس میں کیوں تھی وجہ اسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ کی علامات نبوت میں سے ایک علامت یہ بھی تھی کہ آپ کا قبلہ کی یہ جہت ہوگی اللہ تعالیٰ نے آپ کے نورانی قلب میں اسی کے موافق خواہش پیدا کردی۔

ربط اوپر فرمایا ہے کہ وہ اہل کتاب اس قبلہ کا حق اور منجانب اللہ ہونا دل میں جانتے ہیں آگے اُن کا عناداً نہ ماننا بیان فرمایا جاتا ہے۔ عناد اہل کتاب در باب حکم قبلہ وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ بِکُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ - اور (باوجود اُن لوگوں کے سب کچھ سمجھنے کے اُن کی ضد کی یہ حالت ہے کہ اگر آپ (ان) اہل کتاب کے سامنے تمام (دنیا بھر کی) دلیلیں (جمع کرکے) پیش کردیں جب بھی یہ (کبھی) آپ کے قبلہ کو قبول نہ کریں۔

النحو - ولئن اتیت الذین الخ عطف علی وان الذین وما اللہ بغافل عما یعملون اعتراض بین الکلامین ۱۲ روح المعانی

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ یہ اہل کتاب اشارۃ الی کون المرصول للعہد وفیہم ورد قولہ تعالیٰ الآتی ما تبعوا قبلتک فلا ینقض بایمان البعض منہم وورود کلہ بالعموم بقرینۃ ما یاتی من قولہ وما بعضہم تابع قبلۃ بعض ۱۲ منہ الیہود والنصاری

وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۭ وَلَىِٕنِ

اور آپ بھی اُن کے قبلہ کو قبول نہیں کر سکتے اور اُن کا کوئی فریق بھی دوسرے کے قبلہ کو قبول نہیں کرتا اور اگر آپ

اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ

اُن کے نفسانی خیالات کو اختیار کریں آپ کے پاس علم آئے پیچھے تو یقیناً آپ

الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۴۵ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۭ

ظالموں میں شمار ہونے لگیں۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں

وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۴۵ اور (ان کی موافقت کی امید اس لئے نہ رکھنا چاہیے کہ آپ کا قبلہ بھی منسوخ ہونے والا نہیں اس لئے) آپ بھی اُن کے قبلہ کو قبول نہیں کر سکتے (پس کوئی صورت موافقت کی باقی نہیں رہی) اور (جیسا ان اہل کتاب کو آپ سے ضد ہے انہیں باہم بھی موافقت نہیں کیونکہ) انکا کوئی (فریق) بھی دوسرے (فریق) کے قبلہ کو قبول نہیں کرتا (مثلاً یہود نے بیت المقدس کو رکھا تھا اور نصاریٰ نے مشرق کی سمت کو قبلہ بنا رکھا تھا) اور (خدانخواستہ آپ تو کسی طرح اُن کے قبلہ منسوخہ غیر مشروعہ کو لے ہی نہیں سکتے کیونکہ) اگر آپ اُن کے (اُن نفسانی خیالات کو (گو وہ اصل میں حکم آسمانی رہے ہوں لیکن اب بوجہ منسوخ ہونے کے اپنے عمل کرنا محض نفسانی تعصب ہے سو اگر آپ ایسے خیالات کو) اختیار کرلیں (اور وہ بھی) آپ کے پاس علم (قطعی یعنی وحی) آئے پیچھے تو یقیناً آپ (نعوذ باللہ) ظالموں میں شمار ہونے لگیں (جو کہ تارکین حکم ہیں اور آپ کا ظالم ہونا بوجہ معصوم ہونے کے محال ہے اس لئے یہ امر کہ آپ اُن کے خیالات کو کہ منجملہ اُن کے اُن کا قبلہ بھی ہے قبول کرلیں نیز محال ہے) **ربط** اوپر اہل کتاب کا قبلہ مسلمین کو دل میں حق جاننے اور زبان سے نہ ماننے کا ذکر تھا آگے ان ہی اہل کتاب کا صاحب قبلہ یعنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح دل میں حق جاننے اور زبان سے نہ ماننے کا مذکور ہے۔ **عناد اہل کتاب در باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ جن لوگوں کو ہم نے کتاب (توراۃ و انجیل) دی ہے وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت رسالت بوجہ بشارات مندرجہ ایسا بے شک و شبہ پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو (اُن کی صورت سے) پہچانتے ہیں (کہ بیٹے کی صورت دیکھکر کبھی شبہہ نہیں ہوتا کہ یہ کون شخص ہے مگر پہچان کر بھی سب مسلمان نہیں ہوتے بلکہ بعض

النحو:- یعرفونہ الضمیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان لم یسبق ذکرہ لدلالۃ الکلام علیہ التشبیہ یشہد لہ ویؤیدہ قول عبداللہ بن سلام انا اعلم بمنی ۱۲

البلاغۃ:- فی الکشاف فان قلت کیف قال وما انت بتابع قبلتہم ولم قبلتان قلت کانتا بقبلتین مختلفۃ لعنایۃ الحق فکانتا بحکم الاتحاد فی البطلان قبلۃ واحدۃ کما یعرفون ابناءھم فی باب المعانی ہو تشبیہ لمعرفۃ العقلیۃ الحاصلۃ من معاملۃ الکتب السماویۃ بالمعرفۃ الحسیۃ فی ان کلا منہما یتعذر معہ الاشتباہ فیہ ۱۲

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ لے رکھا تھا الی قولہ رکھا تھا یعنے ان مذاکان علمہم مختلفو اہل کان نص حذہم اواجتہادہم ۱۲

وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ اَلْحَقُّ

اور بعضے اُن میں سے امر واقعی کو باوجودیکہ خوب جانتے ہیں اخفا کرتے ہیں۔ یہ امر واقعی

مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

من جانب اللہ ہے سو ہرگز شک وشبہہ لانے والوں میں شمار نہ ہونا۔

تو ایمان لے آئے) وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ اور بعضے اُن میں سے (ایسے ہیں کہ اس) امر واقعی کو باوجودیکہ خوب جانتے ہیں (مگر) اخفا کرتے ہیں (حالانکہ) یہ امر واقعی من جانب اللہ (ثابت ہو چکا ہے) سو (ایسے امر واقعی ثابت من اللہ میں ہر ہر فرد کو کہا جا سکتا ہے کہ) ہرگز شک وشبہہ لانیوالوں میں شمار نہ ہونا۔ ف۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہچاننے کو جو بیٹوں کے پہچاننے سے تشبیہ دی ہے اس میں ایک بنا پر اہل علم کو اور ایک بنا پر غیر اہل علم کو ایک شبہہ ہو سکتا تھا وہ یہ کہ بعض اوقات کسی وجہ سے بیٹے کے بیٹا ہونے میں شبہہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ واقعات اس پر شاہد ہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے جو پہلے بڑے علمائے یہود سے تھے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت کا شرف حاصل کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ بیوی میں تو احتمال خیانت کا بھی ہے جس سے بیٹا ہونے میں شبہہ ہو سکتا ہے اور آپ کی نبوت میں تو اتنا بھی شبہہ نہیں آہ پس یہ تشبیہ امر یقینی کی امر محتمل مشتبہ کے ساتھ ہوئی جس سے مشبہ کا یقینی ہونا سست ہو گیا۔ احقر نے اس شبہہ کے دفع کرنے کے واسطے بین الفوسین اس قید کا (اُنکی صورت سے) اضافہ کر دیا جس سے تقریر جواب کی ظاہر ہو گئی کہ تشبیہ میں بیٹے کا بیٹا ہونا ملحوظ نہیں بلکہ بیٹے کی صورت ملحوظ ہے سو چونکہ بیٹا گود میں پرورش پاتا ہے ہر وقت آدمی اس کو دیکھتا ہے اس لئے اس کی صورت میں عادۃً شبہہ نہیں ہوتا کہ یہ فلاں لڑکا ہے یا فلاں لڑکا۔ چنانچہ اثنائے تفسیر میں خود اس کی توضیح بھی کر دی گئی اور اسی نکتہ کی وجہ سے بیٹوں کی معرفت سے تشبیہ نہیں دی۔ کیونکہ عرفاً بیٹا زیادہ پیارا ہوتا ہے اُس کو باپ اپنے ساتھ زیادہ رکھتا ہے اور اسی نکتہ سے یہ نہیں فرمایا کہ جیسا اپنی ذات کو جانتے ہیں کیونکہ انسان پر ایسا زمانہ تو گذرتا ہے جس میں اُس کو اپنی معرفت حاصل نہیں ہوتی جیسا بالکل بے ہوشی کی عمر بخلاف اپنے بیٹے کے کہ وہاں اس کی نوبت نہیں آتی۔ یہ سب روح المعانی میں ہے۔

النحو:۔ الحق من ربك كلام مستانف والحق مبتدا وخبره من ربك واللام للعهد والمراد بما نهي عن الامتراء التحقيق

الامر دائر بحيث لا يشك فيه ناظر ۱۲ من البيضاوي قلت واشرت الى هذا كله في تقرير التفسير فافهم ۱۲

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ

اور ہر شخص کے واسطے ایک ایک قبلہ رہا ہے جس کی طرف وہ منہ کرتا رہا ہے سو تم نیک کاموں میں تنگا پو کرو - تم خواہ کہیں ہوگے اللہ تعالیٰ

اللَّهُ جَمِيعًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٤٨﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ

تم سب کو حاضر کردیں گے - بالیقین اللہ تعالیٰ ہر امر پر پوری قدرت رکھتے ہیں - اور جس جگہ سے بھی آپ باہر جاویں

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۗ وَمَا

تو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف رکھا کیجئے اور یہ بالکل حق ہے من جانب اللہ اور اللہ تعالیٰ

اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٩﴾

تمہارے کئے ہوئے کاموں سے اصلاً بے خبر نہیں -

حکمت نسخ تحویل قبلہ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٤٨﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٩﴾ اور (دوسری حکمت تحویل قبلہ میں یہ ہے کہ عادت اللہ جاری ہے کہ) ہر (مذہب والے) شخص کے واسطے ایک ایک قبلہ رہا ہے جس کی طرف وہ (عبادت میں) منہ کرتا رہا ہے چونکہ شریعت محمدیہ بھی ایک مستقل دین ہے اس کا قبلہ بھی ایک خاص ہوگیا جب حکمت سب پر ظاہر ہو چکی) سو (مسلمانو) تم (اب اس بحث کو چھوڑ کر اپنے دین کے) نیک کاموں میں تنگا پو کرو (کیونکہ ایک روز اپنے مالک سے ساتھ پڑنا ہے چنانچہ) تم خواہ کہیں ہوگے (لیکن) اللہ تعالیٰ تم سب کو (اپنے اجلاس میں) حاضر کردیں گے (اس وقت نیکیوں پر جزا اور اعمال بد پر سزا ہوگی اور) بالیقین اللہ تعالیٰ ہر امر پر پوری قدرت رکھتے ہیں اور (اسی حکمت کا مقتضا بھی یہی ہے کہ جس طرح حضر میں کعبہ کی طرف رخ ہوتا ہے - اسی طرح اگر مدینہ سے یا اور کہیں سے) جس جگہ سے بھی (کہیں سفر میں) آپ باہر جاویں تو (بھی) اپنا چہرہ (نماز میں) مسجد حرام (یعنی کعبہ) کی طرف رکھا کیجئے (غرض حضر و سفر سب حالتوں کا یہی قبلہ ہے) اور یہ (حکم عام قبلہ کا) بالکل حق (اور صحیح ہے) (اور) من جانب اللہ (ہے) اور اللہ تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے کاموں سے اصلاً بے خبر نہیں -

النحو

هو موليها قال البيضاوي احد المفعولين محذوف اي موليها وجهه ۱۲

ف ۲ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ملحقات الترجمہ

ف ۱ قولہ البحث کو چھوڑ کر اخذ تہ من روح المعانی ۱۲

ف ۲ قولہ پوری قدرت افادہ صیغۃ المبالغۃ ۱۲

ف ۳ قولہ حکم عام اشارۃ الی عدم التکرار ۱۲

ف ۴ قولہ اصلاً افادہ الباقی خبرہا ۲

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَحَيْثُ

اور آپ جس جگہ سے بھی باہر جاویں اپنا چہرہ مسجد حرام کیطرف رکھیے اور تم لوگ جہاں

مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۗ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۗ

کہیں ہو اپنا چہرہ اُسی کی طرف رکھا کرو تاکہ لوگوں کو تمہارے مقابلہ میں گفتگو نہ رہے۔

إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي ۗ وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي

مگر اُن میں جو بے انصاف ہیں تو ایسے لوگوں سے اندیشہ نہ کرو اور مجھ سے ڈرتے رہو۔ اور تاکہ تم پر جو میرا انعام ہو

عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٠﴾

اس کی تکمیل کردوں اور تاکہ تم راہ پر رہو۔

حکمت سوم تحویل قبلہ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۗ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۗ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي ۗ وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٠﴾ اور (مکرر کچھ کہا جاتا ہے کہ) آپ جس جگہ سے بھی (سفر میں) باہر جاویں (اور حضر میں تو بوجہ اس کے کہ تحویز قبلہ نون کے وقت آپ مقیم ہی تھے بدرجہ اولیٰ) اپنا چہرہ (نماز میں) مسجد حرام (یعنی کعبہ) کیطرف رکھیے اور (اسی طرح اور سب مسلمان بھی سُن لیں کہ) تم لوگ جہاں کہیں (موجود) ہو اپنا چہرہ (نماز میں) اسی (مسجد حرام) کیطرف رکھا کرو (اور یہ حکم اس لئے مقرر کیا جاتا ہے) تاکہ (ان مخالف) لوگوں کو تمہارے مقابلہ میں (اس) گفتگو (کی مجال) نہ رہے (کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہی نبی موعود آخر الزماں ہوتے تو اُنکی علامات میں تو یہ بھی ہے کہ اُن کا اصلی قبلہ کعبہ ہوگا اور یہ تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے ہیں اس حکمت کے واسطے بھی ہم نے تحویل قبلہ کیا ہے ہاں) مگر اُن میں جو (بالکل ہی) بے انصاف ہیں (وہ اب بھی کچھ حجتی نکال لیں گے کہ یہ کیسے نبی ہیں جو اتنے نبیوں کے خلاف کعبہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں لیکن جب ایسے مہمل اعتراضوں سے دین حق کو کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا) تو ایسے لوگوں سے (اصلا) اندیشہ نہ کرو (اور ان کے اعتراضوں کے جواب کی فکر میں مت پڑو) اور مجھ سے ڈرتے رہو (کہ میرے احکام کی مخالفت نہ ہونے پاوے کہ یہ مخالفت البتہ تم کو مضر ہے) اور (ہم نے ان سب احکام مذکورہ پر عمل کرنے کی توفیق بھی دی) تاکہ تم پر (مجھ) میرا انعام (اکرام متوجہ) ہے (تم کو آخرت میں اعلیٰ

النحو ومن حيث خرجت فی روح المعانی من ای بلد من البلاد وفی الخروج اصل الفصل منه وهو المشی ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن جریر عن طریق ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لما صرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحو الکعبة قال یهود ما ولاهم عن قبلتهم التی کانوا علیها فانزل اللہ تعالیٰ سیقول السفهاء من الناس ما ولاهم عن قبلتهم التی کانوا علیها قل للہ المشرق والمغرب یهدی من یشاء الی صراط مستقیم ۱۲

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ
ولاتم نعمتی علیکم ولعلکم تهتدون
قال الصبی الصغیر فی هذا الخطاب للمهتدی دلالة علی انه لا ینتهی الترقی فیه الی ان یقال سیر الی اللہ السیر فی اللہ انتهی القول۔

ترجمہ
قولہ تعالیٰ
ولعلکم تهتدون
ایسے لوگوں کو خطاب کرنا جو پہلے سے مہتدی ہیں اس پر دلیل ہے کہ ترقی کی کہیں انتہا نہیں پس سیر الی اللہ کے بعد سیر فی اللہ ہے۔

تلخیصات الترجمہ
۱ قولہ مکرر اشارة الی حمل علی التکرار للتاکید الاعضاء الثمان الفضلیٰ ۱۲
۲ قولہ اتنے نبیوں کے فیہ مہد الان بطلان لما یقال کان ابراہیم علیہ السلام کان قبلته الکعبة وهو یصلی جهة بیت المقدس لانه کان من الیهود الخ ۱۲ منه (الطیبیہ فانه علیہ السلام اصل ہو لا الا لانبیاء الذین کان قبلتهم الصخرة ۱۲
۳ قولہ تومین بھی ذکر اشارة الی تقدیر عامل فی اللام ای وتکمل نعمتی علیکم لتقبلوا دینی واعمل بہ لام ۱۲

بہشت کرکے، اس کی تکمیل کردوں اور تاکہ (دنیا میں) تم راہ (حق) پر (کہ اسلام ہے قائم رہنے والوں میں) رہو (جس پر وعدہ تکمیل نعمت مرتب ہوتی ہے) ف چونکہ امر قبلہ نہایت مہتم بالشان تھا اور نیز اس میں مخالفین کا شغب بھی زیادہ تھا اور نیز اس کے بعض جزئیات خاصہ کی تعیین احکام میں تردد بھی ہو سکتا تھا۔ اس لئے کئی کئی پہلوؤں سے بیان کیا اور حکمتیں بھی متعدد ارشاد ہوئیں اور حضر و سفر کے لئے عام عنوان حیث ما کنتم بھی لائے اور حکم حضر کی تخصیص کا اشارہ الگ کیا اور اس کے ساتھ سفر کے حکم کی الگ تصریح کی تاکہ حضر میں توجہ الی الکعبہ کے حکم سے وہم مقصود بیت جہت جنوب کا جو طرف مدینہ سے کعبہ واقع ہے نہ پڑ جاوے اور سفر کا موقع زیادہ شبہہ کا تھا کہ شاید راہ کا حکم جدا ہو منزل کا جدا ہو اس لئے اس کو مکرر لائے۔ اور عربی میں کلمۂ من ابتدا کے لئے ہے جس کے مدلول سے واضح ہو گیا کہ شروع سفر سے یہی حکم ہے راہ اور منزل سب کا حکم معلوم ہو گیا پھر خطاب خاص الگ کیا اور خطاب عام الگ کیا۔ حضر کے متعلق بھی اس خاص و عام کو لائے اور سفر کے متعلق بھی لائے اور آیۂ قدقری میں ایک بار اس کے حق ہونے کی تصریح فرمائی۔ پھر رکوع کے ختم پر دوبارہ یہی تصریح کی۔ پھر آیۃ ومن حیث خرجت موقع اول میں سہ بارہ بھی تصریح فرمائی اور اس حکم کے قبول کرنے والوں کے باہدایت ہونے سے اس مضمون کو شروع بھی فرمایا یھدی من یشاء اور اسی پر ختم بھی فرمایا لعلکم تھتدون اور فلا تخشوھم میں مجادلہ و منازعت سے یکسو اور بے غم ہونے کی طرف اشارہ سے دلالت کرکے اس حکم کی غایت وضوح پر بھی دلالت فرمادی جیسا کہ تقریر تفسیر سے معلوم ہوا اور اس کے ضمن میں یہ تعلیم بھی ہو گئی کہ جب معترض کا عناد قرائن سے معلوم ہو جائے۔ پھر اس کا جواب دینا لاحاصل ہے اگر کسی طالب حق کو اس اعتراض سے شبہہ ہو جاوے اس کی اصلاح ضرور کردی جاوے۔ **ربط** یہاں تک بحث قبلہ کی چلی آرہی ہے اب اسکو ایسے مضمون پر ختم فرمانا چاہتے ہیں جو اس بحث کی تمہید کے آغاز میں بضمن دعائے ابراہیم علیہ السلام بانیٔ کعبہ کے مذکور ہوا تھا یعنے مبعوث ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اولاد ابراہیم میں سے ایک خاص شان کے ساتھ پس آغاز و انجام کی اتحاد میں اشارہ ہو گیا کہ کعبہ کا ان نبی کی شریعت میں قبلہ مقرر ہونا مقام تعجب نہیں کیونکہ کعبہ بناء ابراہیمؑ ہے اور یہ نبی ابن ابراہیمؑ ہیں اور اس بناء کے قبول ہونے کی اور اس ابن کے رسول ہونے کی انھوں نے دعا بھی کی تھی ہم نے ان کی دونوں دعائیں منظور فرمائیں اور کعبہ کو اس نبی کی شرع مؤبد الی القیامۃ میں قبلہ مقرر کر دیا جو کہ منجملہ آثار عظیمہ قبول بناء ہے اور اس اشارہ سے یہ اتحاد آغاز و انجام کا نہایت ہی مستحسن ہو گیا۔ پس ارشاد ہے۔

ملحقات الترجمۃ

ل۱ قولہ بہشت لحدیث معاذ بن جبل ان تمام النعمۃ دخول الجنۃ ذکرہ فی روح المعانی من الادب المفرد للبخاری ۱۲

ل۲ قولہ تاکہ دنیا میں ماخذہ تفسیر البیضاوی باراۃ کم باستعارۃ لعل للارادۃ کما صرح بہ عبد الحکیم ۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَ

جس طرح تم لوگوں میں ہم نے ایک رسول کو بھیجا تم ہی میں سے ہماری آیات پڑھ پڑھ کر تم کو سناتے ہیں اور تمہاری صفائی کرتے رہتے ہیں اور

يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

تم کو کتاب اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور تم کو ایسی باتیں تعلیم کرتے رہتے ہیں جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾

ان نعمتوں پر مجھکو یاد کرو میں تم کو یاد رکھوں گا اور میری شکرگذاری کرو اور میری ناسپاسی مت کرو۔

مع ۳ ع ۱۸ ۵ ۲

اخبار بعثت محمدیہ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ یعنی ہم نے کعبہ کو قبلہ مقرر کرکے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک دعا جو درباب مقبولیت بنا کعبہ تھی اس طرح قبول کی) جس طرح (اُن کی دوسری دعا جو درباب بعثت محمدیہ کے تھی قبول کی کہ) تم لوگوں میں ہم نے ایک (عظیم الشان) رسول کو بھیجا (جو کہ) تم ہی میں سے (ہیں اور وہ) ہماری آیات (واحکام) پڑھ پڑھ کر تمکو سناتے ہیں اور (خیالات ورسوم جہالت سے) تمہاری صفائی کرتے رہتے ہیں اور تم کو کتاب (الٰہی) اور (فہم کی باتیں) بتلاتے رہتے ہیں اور تم کو ایسی (مفید) باتیں تعلیم کرتے رہتے ہیں جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی (اور نہ کتب سابقہ یا عقل اُن کے لئے کافی تھی اور اسی شان کے رسول کے مبعوث ہونے کی ابراہیم علیہ السلام کی دُعا تھی سو اُس کا ظہور ہوگیا) ف اس آیت کے اکثر الفاظ پہلی آیت میں ہیں وہاں تفسیر دیکھ لینا چاہیئے۔ **ربط** چونکہ اوپر کی آیات میں حق تعالیٰ کی بڑی بڑی نعمتوں کا مذکور تھا کعبہ کا قبلہ بنانا۔ اس وجہ سے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ خاص تعلق ہونا۔ ملت میں ابراہیم علیہ السلام وجمیع انبیاء علیہم السلام کے ساتھ موافقت ہونا تحویل قبلہ کے وقت طریق اطاعت پر ثابت رہنا۔ ایسے رسول کی امت اور تابع ہونا اس لئے آیت آئندہ میں منعم کے ذکر اور اُن کی نعمت کے شکر کا حکم فرما کر آیات مذکورہ کے مضمون کی بوجہ احسن تکمیل اور تتمیم فرماتے ہیں۔ حکم ذکر وشکر۔ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ ان (مذکورہ نعمتوں) پر مجھکو (منعم ہونے کی حیثیت سے) یاد کرو میں تم کو (عنایت سے) یاد رکھوں گا اور میری (نعمت کی) شکرگذاری کرو اور (انکار نعمت یا ترک اطاعت سے) میری ناسپاسی مت کرو

ربط تحویل قبلہ پر جو مخالفین کی طرف سے اعتراض تھا اُسکے دو اثر تھے ایک مذہب اسلام پر کہ اعتراض کے مذہب حقانیت میں شبہہ پیدا کیا جایا کرتا ہے اوپر کی آیتوں میں اس اعتراض کا جواب دیکر اس اثر کا دفع کرنا مقصود تھا۔ دوسرا اثر طبائع اہل اسلام پر کہ اعتراض سے بالخصوص جواب دینے کے بعد بھی اس پر

اللغات واشكروا لي واشكروني بمعنی ولی وفیہ ۱۲ روح ملخصاً

البلاغۃ فی روح المعانی فیکم متعلق بارسلنا وقدم علی المفعول الصریح تعجیلا بما دخل السرور علیٰنا فی صفاتہ من الشمول وایثار صیغۃ المتکلم مع الغیر فی ارسلنا بالنظر الوجود فی اتم افتنان وجریان علی سنن الکبریاء ۱۲ منہ

الی عظم نعمۃ ہذا الارسال وبانہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تیلو صفۃ رسولا دفیہ اشارۃ الی طریق اثبات نبوتہ صلی اللہ علیہ وسلم لان تلاوۃ الامی الآیات الخ ربط عن طوق البشر باعتبار بلاغتہا واستثنا لہا علی الاخبار بالمغیبات والمصالح التی ینتظم بہا امر المعاد والمعاش اقوی دلیل علی نبوتہ آھ ۱۲

لمحقات الترجمہ

۱ قولہ اس طرح قبول کی اشارۃ الی تعیین المشبہ بہ وہو العامل فی الکاف ای استجبنا دعاء ابراہیم فی قبول بناء بحلہ قبلۃ مستمرۃ لکم استجبنا دعاءہ فی بعثۃ ہذا الرسول الذی ہو موعب تلک القبلۃ ۱۲ رسالۃ یا ۱۲ منہ

۲ قولہ عظیم الشان افادہ تنوین لرسول ۱۲

۳ قولہ لان مذکورہ نعمتوں پر لان الفصل الترتیب المستفاد من الفاء ۱۲

۴ قولہ عنایت سے فائدۃ الاشکال باستحالۃ النسیان علیہ تعالیٰ وجہ الدفع ظاہر لان انتفاء الذکر المقید لا یستلزم انتفاء الذکر المطلق وانتفاء المطلق ہو النسیان فلم یلزم النسیان ۱۲

۵ فاذکروني واعتنام بہذا الکلام الذی اعتد من قولہ اذا بتلی بانعم بالکلام السابق علیہ فی خطاب بنی اسرائیل فتح یعنی من اذکر الذکر المراد بالشکر فیہ من الاذکر المذکور فیما یحفنی ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ

اے ایمان والو | صبر اور نماز سے سہارا حاصل کرو۔ | بلاشبہ حق تعالیٰ صبر کرنے والوں

الصّٰبِرِيْنَ (۱۵۳)

کے ساتھ رہتے ہیں۔

بے جا اصرار کرنے سے قلب میں رنج اور صدمہ پیدا ہوتا ہے۔ آیت آئندہ میں تخفیف حزن کا طریقہ کہ صبر وصلوٰۃ ہے بتلا کر اس دوسرے اثر کو زائل فرماتے ہیں تعلیم صبر وصلوٰۃ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (۱۵۳) اے ایمان والو (طبیعتوں میں سے غم ہلکا کرنے کے بارہ میں) صبر اور نماز سے سہارا (اور مدد) حاصل کرو بلاشبہ حق تعالیٰ (ہر طرح سے) صبر کرنے والوں کے ساتھ رہتے ہیں (اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ تو بدرجۂ اولیٰ) ف وجہ یہ کہ نماز سب سے بڑی عبادت ہے جب صبر میں یہ وعدہ ہے تو نماز جو اس سے بڑھکر ہے اس میں تو بدرجۂ اولیٰ یہ بشارت ہوگی اور صبر کو تخفیف حزن میں دخل اور اثر ہونا تو ظاہر اور مشاہد ہے رہا یہ کہ نماز کو اس میں کیا دخل ہے سو اول تو جیسے بعض ادویہ فاعل بالخاصہ ہوتی ہیں اور تجربہ سے اس خاصیت کا حکم کیا جاتا ہے اسی طرح سے اگر بعض اعمال بھی فاعل بالخاصہ ہوں تو اس میں تعجب کیا ہے چنانچہ نماز جو حضور قلب کے ساتھ ہو جس کے بدون نماز مثل دوائے کہنہ کے ہے اس میں جسکا جی چاہے اس خاصیت کا تجربہ کرکے دیکھ لے کہ مشاہدہ کے بعد سوال ہی کی گنجائش نہ رہے گی اور اگر مثل دوا یہ فاعل بالکیفیۃ کے نماز میں اس اثر کی لم اور علت ہی تحقیق کرنے کا شوق ہو تو اس کی توجیہ بھی سمجھ میں آسکتی ہے کہ مدار تخفیف حزن کا قلب کو دوسری شئی کی طرف متوجہ کر دینے پر ہے اس سے بہت جی بہل جاتا ہے پس جب نماز میں حضور قلب کے ساتھ مشغولی ہوگی اس سے عبادت ومعبود کی طرف یکسوئی اور توجہ ہوگی اور اس عمل کی تکرار سے وہ واقعہ غم انگیز متخیلہ سے غائب اور اس کا اثر ضعیف ہونا شروع ہوگا۔ ربط اوپر ایک خاص ناگوار واقعہ میں صبر کی تعلیم اور صابرین کی فضیلت بیان فرمائی تھی۔ آیات آئندہ میں اور بھی بعض واقعات خلاف طبع کی تفصیل اور اس میں صبر کی ترغیب اور فضیلت بیان فرماتے ہیں جن میں قتل وقتال مع الکفار کا مضمون مقدم فرماتے ہیں دو وجہ سے اول بوجہ اعظم ہونے کے کہ اعظم پر صبر کرنے والا اصغر پر بدرجہ اولیٰ صبر کریگا دوسرے خاص طور پر مناسب مقام ہونے کی وجہ سے کیونکہ معتمر ضین مذکورین کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا۔

ملحقات الترجمہ ف قولہ بدرجۂ اولیٰ ہکذا فی روح المعانی فالحاجۃ الی ادخال الصلوٰۃ فی الصبر کما ہو المشہور ۱۲

مسائل السلوک متعلقہ صفحہ سابقہ قولہ تعالیٰ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون قال العبد الضعیف دل علی ان بعد تعلیم الکتاب والحکمۃ قسما اخر من التعلیم یتوقف علی العجلۃ انتہی القول

ترجمہ قولہ تعالیٰ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون یہ اس پر دال ہے کہ کتاب وحکمت کی تعلیم کے بعد تعلیم کی ایک اور قسم بھی ہے اور وہ عجلت پر موقوف ہے۔

قولہ تعالیٰ فاذکرونی اذکرکم قال العبد الضعیف ھذہ ثمرۃ اصلیۃ لمن ذکرہا استحضرہا لا بتشویق ابدا انتہی القول

ترجمہ قولہ تعالیٰ فاذکرونی اذکرکم یہ ذکر اللہ کا اعلیٰ ثمرہ ہے کہ اگر اس کو مستحضر رکھا جاوے تو کبھی تشویش نہیں ہو۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّ

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں اُن کی نسبت یوں بھی مت کہو کہ وہ مردے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں

لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

لیکن تم حواس سے ادراک نہیں کر سکتے۔

فضیلت قتل فی سبیل اللہ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں (یعنی دین کے واسطے) قتل کئے جائیں اُن (کی ایسی فضیلت ہے کہ اُن) کی نسبت یوں بھی مت کہو کہ وہ (معمولی مُردوں کی طرح) مُردے ہیں بلکہ وہ لوگ (ایک ممتاز حیات کے ساتھ) زندہ ہیں لیکن تم (ان) حواس سے (اُس حیات کا) ادراک نہیں کر سکتے۔ ف ایسے مقتول کو شہید کہتے ہیں اور اس کی نسبت گو یہ کہنا کہ وہ مرگیا صحیح اور جائز ہے لیکن اُس کی موت کو دوسرے مُردوں کی سی موت سمجھنے کی ممانعت کی گئی ہے وجہ اُس کی یہ ہے کہ بعد مرنے کے گو برزخی حیات ہر شخص کی روح کو حاصل ہے اور اُسی سے جزا و سزا کا ادراک ہوتا ہے لیکن شہید کو اس حیات میں اور مُردوں سے ایک گونہ امتیاز ہے اور وہ امتیاز یہ ہے کہ اس کی یہ حیات آثار میں اوروں سے قوی ہے جس طرح انملہ یعنی سر انگشت میں ذکا حس کہ آثار حیات سے ہے بہ نسبت عقب یعنی پاشنہ کے طبًا و حسًا قوی ہے حتیٰ کہ شہید کی اس حیات کی قوت کا ایک اثر برخلاف معمولی مردوں کے اُس کے جسدِ ظاہری تک بھی پہنچا ہے کہ اس کا جسد باوجود مجموعۂ گوشت و پوست ہونے کے خاک سے متاثر نہیں ہوتا اور مثل جسد زندہ کے صحیح سالم رہتا ہے جیسا کہ احادیث اور مشاہدات شاہد ہیں۔ پس اس امتیاز کی وجہ سے شہداء کو احیاء کہا گیا۔ اور اُن کو دوسرے اموات کے برابر اموات کہنے کی ممانعت کی گئی اور یہی حیات ہے جس میں حضرات انبیاء علیہم السلام شہداء سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں حتیٰ کہ بعد موت ظاہری کے سلامتِ جسد کے ساتھ ایک اثر اُس حیات کا اس عالم کے احکام میں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مثل ازواج احیاء کے اُن کی ازواج سے کسی کو نکاح جائز نہیں ہوتا اور اُن کا مال میراث میں تقسیم نہیں ہوتا۔ پس اس حیات میں سب سے قوی تر انبیاء علیہم السلام ہیں پھر شہداء پھر اور معمولی مُردے۔ البتہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اولیاء و صالحین بھی اس فضیلت میں شہداء کے شریک ہیں سو مجاہدۂ نفس میں مرنے کو بھی معنیٔ شہادت میں داخل سمجھیں گے اس طور پر وہ بھی شہداء ہوئے یا یوں کہا جاوے کہ تخصیص شہداء کی عام مردوں کے اعتبار سے اضافی ہیں ان خواص کے اعتبار سے حقیقی نہیں اور اگر کسی شخص نے کسی شہید کی لاش کو خاک خورد کیا یا ہو تو سمجھ لے کہ ممکن ہے اس کی نیت خالص نہ ہو

اللغات الشعور الاحساس ومشاعر الانسان حواسہ و اصلہ الشعر ومنہ الشعار ۱۲ بیضاوی

النحو اموات ای ہم اموات ۱۲ بیضاوی

الروایات :- فی روح المعانی اخرج ابن مندۃ عن ابن عباسؓ

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ اُن کی نسبت فاللام فیہ کاللام فی قولہ قال الذین کفروا للذین اٰمنوا لو کان خیرا ۱۲

۲ قولہ خاک خورد یا ہو تو سمجھ لے الخ فاندفع بہذا الجواب نفی صاحب روح المعانی ہذا الاثر من حرمۃ اجسادہم علی الارض الوارد بالاحادیث ۱۲

۳ فی شہداء بدر وکانوا عدۃ لیالیہ ثمانیۃ من الانصار وستۃ من المہاجرین رضی اللہ عنہم ونزلت الآیۃ فیہم ۱۲

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ

اور ہم تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے اور فاقہ سے اور مال اور جان اور

وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ

پھلوں کی کمی سے اور آپ ایسے صابرین کو بشارت سنا دیجئے کہ اُن پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو

قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ

اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں اور ہم سب اللہ تعالیٰ ہی کے پاس جانے والے ہیں ان لوگوں پر خاص خاص رحمتیں بھی اُن کے پروردگار

مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾

کی طرف سے ہوں گی۔ اور عام رحمت بھی ہوگی۔ اور یہی لوگ ہیں جن کی رسائی ہو گئی۔

جس پر مدار ہے قتل کے شہادت ہونے کا اور صرف قتل شہادت نہیں ہے اور چونکہ برزخ جو اس کا مدرک نہیں ہوتا اس لئے لا تشعرون فرمایا گیا۔ ربط مواقع صبر میں سے بڑے واقعہ کو بیان کرکے اُس سے چھوٹے واقعات کا آگے بیان فرماتے ہیں جس سے یہ بھی معلوم ہو جاوے گا کہ ہمارے دربار میں صبر کی اعلیٰ قسم کی طرح اُس سے ادنیٰ قسم کی بھی قدر ہے فضیلت صبر و بعضے مواقع آن

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾
الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ
مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾ اور (دیکھو) ہم (صفت رضا و تسلیم میں
جو کہ مقتضا ایمان کا ہے) تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے (جو کہ ہجوم مخالفین یا نزول حوادث
و شدائد سے پیش آوے) اور (کسی قدر) فاقہ سے اور (کسی قدر) مال اور جان اور پھلوں کی
کمی سے (مثلاً مواشی مر گئے یا کوئی آدمی مر گیا یا بیمار ہو گیا یا پھل اور کھیتی کی پیداوار تلف ہو گئی) اور (جو
لوگ ان امتحانوں میں پورے اتر آویں اور مستقل رہیں تو) آپ ایسے صابرین کو بشارت سنا دیجئے
(جن کی یہ عادت ہے) کہ اُن پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ (دل سے سمجھ کر یوں) کہتے ہیں کہ
ہم تو (مع مال و اولاد حقیقۃً) اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں (اور مالک حقیقی کو اپنی ملک میں ہر طرح کے
تصرف کا اختیار حاصل ہے اُس سے مملوک کو تنگ ہونا کیا معنی) اور ہم سب (دنیا سے) اللہ تعالیٰ
ہی کے پاس جانے والے ہیں (سو یہاں کے نقصانوں کا بدلہ وہاں جاکر مل رہیگا اور جو مضمون
بشارت کا انکو سنایا جاوے گا وہ یہ ہے کہ) ان لوگوں پر (جو ایسا امتحان خاص) رحمتیں بھی اُن کے پروردگار
کی طرف سے (مبذول) ہوں گی اور (سب پر بالاشتراک) عام رحمت بھی ہوگی اور یہی لوگ ہیں
جن کی (حقیقت حال تک) رسائی ہو گئی (کہ حق تعالیٰ کو مالک اور نقصان کا تدارک کر دینے والا

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ کسی قدر
مرارا الان العطف
حکمۃ کثیر العامل ۱۲

۲ قولہ ایسے
صابرین فاللام
للعہد ۱۲

۳ قولہ ہم توسع
مال و اولاد اشارۃ
الی ان الحکم مع
الغیر شامل کل ما یہتم بہ

۴ قولہ ملک حقیقی
فلا یرد ان مع
کونہا مالکین لبعض
الاشیاء لا یجوز
لنا ان نتصرف
فیہ کیف نشاء
کتسلط عبدنا
مثلاً ۱۲

۵ قولہ خاص
خاص الی قولہ عام
لم یقع التکرار و القرینۃ
علی حمل الاول علی
خاص خاص حسب مقتضاہ
الصابرین والثانی فی
علی الہم جمیع الصلوٰت
ورحمۃ لم یقیدہ
الصلوٰۃ عن الرحمۃ کما

سمجھ گئے، ف۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بندوں کا امتحان ہوتا ہے اس کی حقیقت آیت واذ ابتلی ابراھیم ربہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے اور قبل وقوع واقعات خبر دیدینے میں یہ فائدہ ہوا کہ صبر آسان ہو جاتا ہے ورنہ دفعتاً کوئی صدمہ پڑنے سے زیادہ پریشانی ہوتی ہے اور یہ خطاب ساری امت کو ہے تو سب کو سمجھ لینا چاہیئے کہ دنیا دار المحن ہے یہاں حوادث کو عجیب اور بعید نہ سمجھنا چاہیئے تو بے صبری نہ ہوگی اور چونکہ یہ لوگ نفس عمل صبر میں سب مشترک ہیں اس لئے اس کا صلہ مشترکہ تو عام رحمت ہے جو نفس صبر پر موعود ہے اور چونکہ مقدار اور شان اور خصوصیت ہر صابر کے صبر کی جدا ہے ان خصوصیات کا صلہ جدا جدا خاص عنایتوں سے ہوگا جو ان خصوصیات پر موعود ہیں جیسے دنیا میں مواقع انعام پر دعوت طعام تو عام ہوتی ہے پھر روپے اور جوڑے ہر ایک کو علی قدر الحیثیت والخدمت دیئے جاتے ہیں اور جو مضمون صابرین کی طرف سے نقل فرمایا ہے حقیقت میں مقصود اس کی تعلیم ہے اور یہ مضمون علاوہ مشرثواب ہونے کے اگر دل سے سمجھا جاوے تسکین قلب میں بھی نہایت قوی الاثر ہے۔

ربط آیات متقدمہ میں واذ ابتلی سے دو رنگ خانہ کعبہ کا مفصل مذکور ہوا ہے جن کے اول میں خانہ کعبہ کے معبد ہونے کا بیان تھا اور اس سے آگے دعائے ابراہیمی کی حکایت تھی کہ انھوں نے اس کے متعلق تعلیم مناسک کی درخواست کی تھی اور مناسک میں حج وعمرہ بھی داخل ہے پس بیت اللہ کا معبد ہونا جیسے اس کے قبلۂ نماز بننے سے ہے ایسی ہی اس کے مقصد حج و عمرہ ہونے سے بھی پس جب آیات متقدمہ کے آخر میں جو ابھی گذری ہیں۔ اس کے قبلہ ہونے کی بحث مذکور ہوئی اور اسی سلسلہ میں فضائل صابرین کے بیان کر دیئے گئے اب آیت آئندہ میں اس کے مقصد حج وعمرہ بننے کے متعلق ایک مضمون کا بیان ہے وہ یہ کہ صفا و مروہ دو پہاڑیاں مکہ میں ہیں حج وعمرہ میں کعبہ کا طواف کر کے ان کے درمیان میں بھی دوڑتے چلتے ہیں جس کو سعی کہتے ہیں چونکہ زمانہ جاہلیت میں بھی یہ سعی ہوتی تھی۔ اس لئے بعض مسلمانوں کو شبہہ پڑ گیا کہ شاید یہ افعال جاہلیت سے ہو اور موجب گناہ ہو اور بعض جاہلیت میں ہی گناہ سمجھتے تھے ان کو یہ شبہہ ہوا کہ شاید اسلام میں بھی گناہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کو یہ شبہہ دفع فرمانا مقصود ہے پس مضمون سابق کعبہ کے قبلۂ نماز ہونے پر اعتراض کفار کا دفع کرنا تھا۔ اور مضمون لاحق کعبہ کے مقصد حج وعمرہ ہونے کے ایک متعلق امر یعنی صفا و مروہ کی سعی پر شبہہ مؤمنین کا ازالہ فرمانا ہے یہ وجہ دونوں مضمونوں میں ربط کی ہے۔

مسائل السلوک متعلقہ صفحہ ۱۰۷

قولہ تعالیٰ ولنبلونکم بشیٔ الخ قال العبد الضعیف دل علی کون المجاھد فی الاضطرابیۃ نافعۃ ایضاً انتھی القول

ترجمہ قولہ تعالیٰ ولنبلونکم بشیٔ الخ اس میں دلالت ہے کہ مجاہدہ اضطراریہ بھی نافع ہوتا ہے

قولہ تعالیٰ انا للہ وانا الخ قال العبد الضعیف ھو علاج بالمعائب ومنھا القبض انتھی القول

ترجمہ قولہ تعالیٰ انا للہ وانا الیہ راجعون بر تمام مصائب کا علاج ہے ان میں سے قبض بھی ہے۔

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ
تحقیقا صفا اور مروہ بجملہ یادگار خداوندی ہیں سو جو شخص حج کرے بیت اللہ کا یا
اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَن تَطَوَّعَ
عمرہ کرے اسپر ذرا بھی گناہ نہیں ان دونوں کے درمیان کی آمدورفت کرنے میں اور جو شخص خوشی سے
خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٥٨﴾
کوئی امر خیر کرے تو حق تعالےٰ قدردانی کرتے ہیں

ازالہ شبہ بر سعی صفا و مروہ - إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٥٨﴾ (صفا و مروہ کی سعی میں کوئی شبہ نہ کرو کیونکہ) تحقیقا صفا اور مروہ (اور ان کے درمیان میں سعی کرنا) منجملہ یادگار (دین) خداوندی ہیں سو جو شخص حج کرے بیت (اللہ) کا یا (اسکی) عمرہ کرے اسپر ذرا بھی گناہ نہیں (ہوتا جیسا تم کو شبہ ہو گیا) ان دونوں کے درمیان (حسب قاعدہ معلومہ) آمد و رفت کرنے میں (جس کا نام سعی ہے اور گناہ کیا بلکہ ثواب ہوتا ہے کیونکہ یہ سعی تو شرعاً امر خیر ہے) اور (ہمارے یہاں کا ضابطہ ہے کہ) جو شخص خوشی سے کوئی امر خیر کرے تو حق تعالیٰ (اسکی بڑی) قدردانی کرتے ہیں (اور اس خیر کرنیوالے کی نیت و خلوص) خوب جانتے ہیں (پس اس ضابطہ کی رو سے سعی کرنیوالے کو علی قدر الخلوص ثواب عنایت ہوگا) **ف** حج اور عمرہ اور سعی کا طریقہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے اور یہ سعی امام احمدؒ کے نزدیک سنت مستحبہ ہے اور مالک رح و شافعی رح کے نزدیک فرض ہے، اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک واجب ہے کہ ترک سے ایک بکری ذبح کرنا پڑتی ہے **ربط** اوپر بحث قبلہ کے ضمن میں صاحب قبلہ کی نبوت کے متعلق اہل کتاب کے کتمان حق کرنے کا مضمون مذکور تھا اس آیت میں الذین اتینھم الکتب یعرفونہ الی قولہ لیکتمون الحق آگے اسی مضمون کی تتمیم کے واسطے کتمان حق کرنیوالوں کی اور اس پر اصرار کرنیوالوں کی وعید اور توبہ کرنے پر معافی کا وعدہ ارشاد فرماتے ہیں،

النحو قولہ تطوع خیرا قال البیضاوی خیرا انتصب علی انہ صفۃ مصدر محذوف او بحذف الجار و ایصال الفعل الیہ او بتعدیۃ الفعل لتضمنہ معنی اتی او فعل ۱۲

الفقہ استدل احمد علی الندب بنفی الجناح و المتبادر منہ عدم اللزوم و علم کونہ مندوبا بالقولہ شعائر اللہ و الجواب ان فائدۃ ھذا العنوان نفی ظنھم الجناح فیہ و علم وجہ بہ بدلیل آخر کما

اخرج الطبرانی عن ابن عباس قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اللہ تعالیٰ کتب علیکم السعی فاسعوا غیر ان الشافعی و مالکا حملاہ علی الرکنیۃ و ابو حنیفۃ للثنیۃ سندہ حسن علی الوجوب من روح المعانی۔

الرد و ایات فی باب المنقول عن البخاری قال عاصم بن سلیمان سالت انسا عن الصفا و المروۃ قال کنا نری انہما من امر الجاھلیۃ

ملحقات الترجمہ

ف۱ قولہ ذرا ان اللہ لا الی المنفی الجنس ۱۲

ف۲ قولہ قدردانی کرتے ہیں حملا اسم الفاعل علی الکمال ۱۲

فلما جاء الاسلام امسکنا عنہا فانزل اللہ تعالیٰ ان الصفا و المروۃ و عن البخاری فی حدیث طویل عن عائشۃ ان الانصار قبل ان یسلموا کانو یھلون لمناۃ الطاغیۃ و کان من اھل لہا یتحرج ان یطوف بین الصفا و المروۃ فسألوا عن ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا رسول اللہ انا کنا نتحرج الی قولہ فانزل اللہ تعالیٰ آہ۔ قلت و اشرت فی تقریر الرد الی کلا الوجھین فافہم ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِن
جو لوگ اخفا کرتے ہیں اُن مضامین کا جنکو ہم نے نازل کیا ہے جو کہ واضح ہیں اور ہادی ہیں اس حالت کے
بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَ
بعد اس کے کہ ہم اُن کو کتاب میں عام لوگوں پر ظاہر کر چکے ہوں ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت فرماتے ہیں اور
يَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ﴿١٥٩﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا
لعنت کرنے والے بھی اُن پر لعنت بھیجتے ہیں مگر جو لوگ توبہ کرلیں اور اصلاح کر دیں اور ظاہر کر دیں تو
فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ
ایسے لوگوں پر میں متوجہ ہو جاتا ہوں اور میری تو بکثرت عادت ہے توبہ قبول کر لینا اور مہربانی فرمانا، البتہ جو لوگ
كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَ
اسلام نہ لاویں اور اسی حالت غیر اسلام پر مر جاویں ایسے لوگوں پر لعنت اللہ تعالیٰ کی اور
الْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٦١﴾ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ لَا يُخَفَّفُ
فرشتوں کی اور آدمیوں کی بھی سب کی، وہ ہمیشہ ہمیشہ کو اسی میں رہینگے، ان سے عذاب
عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿١٦٢﴾
ہلکا نہ ہونے پاوے گا اور نہ ان کو مہلت دیجائے گی،

وَعِيدٌ كِتْمَانِ حَقٍّ وَاصْرَارٌ بِرَآنْ مَعَ وَعْدِهِ عَفْوًا تَأْسُّبٌ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ
مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ
اللَّاعِنُونَ ﴿١٥٩﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٠﴾
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٦١﴾
خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿١٦٢﴾ جو لوگ اخفا کرتے ہیں اُن مضامین
کا جنکو ہم نے نازل کیا ہے جو کہ[۱] (اپنی ذات میں) واضح ہیں اور (دوسروں کو) ہادی ہیں۔
(اور اخفا بھی) اس (حالت) کے بعد کہ ہم اُن[۲] (مضامین) کو کتاب (الٰہی توراۃ و انجیل)
میں (نازل فرماکر) عام لوگوں پر ظاہر کر چکے ہوں ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت فرماتے
ہیں (کہ اپنی رحمت خاصہ سے اُن کو بعید کر دیتے ہیں) اور (دوسرے بہتیرے[۳]) لعنت کرنے
والے بھی (جن کو اس فعل سے نفرت ہے) ان پر لعنت بھیجتے ہیں (کہ ان پر بددعا کرتے
ہیں مگر) جو لوگ (اُن اخفا کرنیوالوں میں اپنی اس حرکت سے) توبہ (یعنی حق تعالےٰ
کے روبرو گذشتہ سے معذرت) کرلیں اور (جو کچھ اُنکے اس فعل سے خرابی ہو گئی تھی آئندہ
کیلئے اسکی) اصلاح کر دیں اور (اُس اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ اُن اخفا کئے ہوئے مضامین کو

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ
ان الذین یکتمون ما انزلنا الآیۃ قال العبد الضعیف دل علی ذم من یکتم علوم المعاملۃ من غیر مرین بہا فانہا مما انزل اللہ نعم یومر بکتم علوم المکاشفۃ فانہا لیست منزلۃ الخ

ترجمہ قولہ تعالیٰ
ان الذین یکتمون ما انزلنا الخ اس میں دلالت ہے اس شخص کی مذمت پر جو اپنی مریدوں کے سواد و سرمیں سو علوم معاملہ کو چھپا دے کیونکہ یہ علوم ما انزل اللہ میں داخل ہیں البتہ علوم مکاشفہ کے چھپانیکا امر کیا جاوے گا کیونکہ وہ منزل نہیں (اور بعض اوقات اس کو اظہار میں فتنہ ہو جاتا ہے)

تحقیقات الترجمہ [۱] قولہ جو کہ اپنی ذات میں الخ اشارۃ الی الفرق بین البینات والہدیٰ بان الاول صفۃ للکتاب باعتبار نفسہ الثانی باعتبار غیرہ من المکلفین فما کان الدلائل الواضحۃ طریقا الی الخ یکون حمد ان لحمد اطرق الیہ وقولہ لہم اشارۃ الی ان من بیانہ وقولہ ہادی اشارۃ الی ان المصدر بمعنی اسم الفاعل [۲] قولہ ان مضامین ترجیع لضمیر الواحد فی المنزلۃ الخ [۳] قولہ بہتیرے اشارۃ الی ان من تستعمل فی مرتبۃ ما [۴] قولہ طریقہ یحتمل اشارۃ الی کون الخ تقدیر

الروایات فی ذلک اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم من طریق سعید وعکرمۃ عن ابن عباس قال سال معاذ بن جبل وسعید بن معاذ رضی

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾

اور جو تم سب کے معبود بننے کا مستحق ہے وہ تو ایک ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں رحمن ہے رحیم ہے

عام طور پر) ظاہر کردیں (تاکہ سبکو اطلاع ہو جاوے اور اُنپر بار اضلال نہ رہے اور اظہار معتبر عند الشرع یہ ہے کہ اسلام لے آویں کیونکہ اسلام نہ لانے میں نبوۃ محمدیہ کے متعلق عوام پر پھر بھی حق مخفی رہیگا وہ یہی سمجھینگے کہ اگر نبوۃ حق ہوتی تو یہ کتاب جاننے والے لوگ کیوں نہ اعتقاد لاتے خلاصہ یہ کہ یہ لوگ مسلمان ہو جاویں) تو ایسے لوگوں (کے حال) پر میں (عنایت سے) متوجہ ہو جاتا ہوں (اور اُنکی خطا معاف کر دیتا ہوں) اور میری تو بکثرت عادت ہے توبہ قبول کر لینا اور مہربانی فرمانا (کوئی توبہ کرنیوالا ہونا چاہیئے) البتہ جو لوگ (ان میں سے) اسلام نہ لاویں اور اسی حالت غیر اسلام پر مر جاویں ایسے لوگوں پر (وہ) لعنت (مذکورہ) اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں اور آدمیوں کی بھی سبکی (ایسے طور پر ہر شاکر یقین کرے) وہ ہمیشہ ہمیشہ کو اسی (لعنت) میں رہینگے (حاصل یہ کہ وہ جہنم میں ہمیشہ کے لئے داخل ہوں گے اور ہمیشہ کا جہنم میں رہنے والا ہمیشہ ہی خدا کی خاص رحمت سے دور بھی رہیگا اور ہمیشہ ملعون رہنا بھی ہے اور ہمیشگی لعنت کے ساتھ یہ بھی ہے کہ داخل ہونیکے بعد کسیوقت اُن (پر) سے (جہنم کا) عذاب ہلکا (بھی) نہ ہونے پاویگا اور نہ (داخل ہونیکے قبل) انکو (کسی میعاد تک) مہلت دیجائیگی (کیونکہ میعاد اس وقت دیجاتی ہے جبکہ مقدمہ میں کچھ گنجایش ہو اور گنجایش نہ ہونے میں اول ہی پیشی میں حکم سزا ہو جاتا ہے۔ **ربط** آیت بالا میں گمان حق پر جو وعید مذکور ہوئی ہر چند کہ ہر امر حق کے باب میں لفظاً عام ہے لیکن بقرینہ جملہ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم اس کی مذکور تفسیر کے اعتبار سے باقتضاء خصوصیت مقام زیادہ مقصود بالنظر مسئلہ رسالۃ محمدیہ علی صاحبہا الف الف سلام وتحیہ ہے پس اس لحاظ سے آیت بالا میں اثبات ہوا مسئلہ رسالت کا چونکہ اعتقاد توحید و اعتقاد رسالت دونوں اعتبار شرع میں متلازم ہیں اس لئے آیت آیندہ میں مسئلہ توحید کی تقریر فرمائی جاتی ہے **تقریر توحید** وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ اور (اے معبود) جو تم سب کے معبود بننے کا مستحق ہے وہ تو ایک معبود (حقیقی) ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لایق نہیں (وہی) رحمان ہے رحیم ہے (اور کوئی ان صفات میں کامل نہیں اور بدون کمال صفات معبودیت کا استحقاق باطل پس بجز معبود حقیقی کے کوئی اور مستحق عبادت نہ ہوا۔

ربط مشرکین عرب نے جو یہ آیت وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اپنے عقیدے کے خلاف سنی تو کہنے لگے کہ کہیں سارے جہان کا ایک معبود بھی ہو سکتا ہے اور اگر یہ دعوی صحیح ہے تو کوئی دلیل پیش کرنا چاہیئے حق تعالیٰ آگے دلیل توحید فرماتے ہیں۔

ملحقات الترجمہ ع ۱۱ ۱۳

۱ قولہ اسلام لے آویں والقرینۃ علیہ مقابلۃ بقولہ کفروا بما بعد مع قیام الدلائل الشرعیۃ علیہ ۱۲ ۲ قولہ مذکورہ حملا للمضاف علی المضاف الیہ ۱۲ ۳ قولہ سبکی۔ یکون اجمیز مفید للجموع لا فراد ہا و ہذا المجموع ہو المراد بقولہ الاعون ۱۲ ۴ قولہ ایسے طور پر راجع فیہ کونہ حالا ۱۲ ۵ قولہ برسا کریگی۔ حملا للجملۃ الاسمیۃ علی الشبہات ذالد دام ۱۲ ۶ قولہ جہنم کا عذاب یکون اللام للعہد المعہود ہو المد اول بقولہ لعنۃ فانہا ملزومۃ لہ ۱۲ ۷ قولہ تم سب کے معبود بننے کا مستحق قال البیضاوی خطاب عام ای المستحق الوقال عبد الحکیم اشارۃ الی توحید الحکم بالوحدۃ مع تعدد الالہۃ ۱۲ ۸ قولہ اور کوئی ان صفات میں کامل اخذ من البیضاوی قال الرحمن الرحیم کالمجمع علیہما ۱۲

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَ

بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور ایک بعد دیگرے رات اور دن کے آنے

النَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ

میں اور جہازوں میں جو کہ سمندر میں چلتے ہیں آدمیوں کی نفع کی چیزیں لے کر

وَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ

اور پانی میں جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے برسایا پھر اس سے زمین کو تر و تازہ کیا

بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَّتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَ

اس کے خشک ہونے پیچھے اور ہر قسم کے حیوانات اس میں پھیلا دیئے اور ہواؤں کے بدلنے میں اور

السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيٰتٍ

ابر میں جو زمین و آسمان کے درمیان مقید رہتا ہے دلائل ہیں ان

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُونَ (۱۶۴)

لوگوں کیلئے جو عقل رکھتے ہیں

دلیل توحید إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَّتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُونَ ۝ بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور ایک بعد دیگرے رات اور دن کے آنے میں اور جہازوں (کے چلنے) جو کہ سمندر میں چلتے ہیں آدمیوں کے نفع کی چیزیں (اور اسباب) لیکر اور بارش کے) پانی میں جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے برسایا پھر اس (پانی) سے زمین کو تر و تازہ کیا اس کے خشک ہوئے پیچھے (یعنی اس میں نباتات پیدا کئے) اور (اُن نباتات سے) ہر قسم کے حیوانات اس (زمین) میں پھیلا دیئے (کیونکہ حیوانات کی زندگی اور توالد و تناسل اسی غذائے نباتی کی بدولت ہے) اور ہواؤں کی (سمتیں اور کیفیتیں) بدلنے میں (کہ کبھی پروا ہے کبھی پچھوا کبھی گرم کبھی سرد) اور ابر (کے وجود) میں جو زمین و آسمان کے درمیان مقید (اور معلق) رہتا ہے (ان تمام چیزوں میں) دلائل (توحید کے موجود) ہیں اُن لوگوں کے (استدلال کے) لئے جو عقل (سلیم) رکھتے ہیں۔ **فائدہ** اس استدلال عقلی کا مختصر طریق یہ ہے کہ یہ اشیاء مذکورہ سب ممکن الوجود ہیں بعض تو بداہۃً بسبب مشاہدہ وجود بعد العدم یا تغیر و تبدل احوال کے اور بعض بدلیل ترکیب من الاجزاء یا افتقار بعض الی البعض کے اور ممکن بوجہ متساوی الوجود والعدم ہونیکے

تحقیق الترجمہ

لہ قولہ تعد تازہ کیا حملا علی المجاز ۱۲

الروایات

فی لباب النقول اخرج سعید بن منصور فی سننہ والفریابی فی تفسیرہ والبیہقی فی شعب الایمان عن ابی الضحیٰ قال لما نزلت وإلٰهكم إله واحد الآیۃ الرحمٰن الرحیم تعجب المشرکون وقالوا کیف یکون الٰہ واحدا لئن کان صادقا فلیأتنا بآیۃ فانزل اللہ تعالیٰ إن فی خلق السموات و الارض الی قولہ لقوم یعقلون ثم احمد لشاہدین عن ابن ابی حاتم وابی الشیخ و ابن مردویہ ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ لآیات لقوم یعقلون قال العلماء لتعجب فیہ اہل للمراقبۃ التفکر العقول

ترجمہ

قولہ تعالیٰ لآیات لقوم یعقلون اس میں اہل مراقبہ کی دلیل ہے کیونکہ یہ استدلال بالمصنوع علی الصانع تامل پر موقوف ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ

اور ایک آدمی وہ ہیں جو علاوہ خدا تعالیٰ کے اوروں کو بھی شریک قرار دیتے ہیں ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں

كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ

جیسی محبت اللہ سے ہے اور جو مومن ہیں انکو اللہ تعالیٰ کیساتھ نہایت قوی محبت ہے اور کیا خوب ہوتا اگر

ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ

یہ ظالم جب کسی مصیبت کو دیکھتے تو یہ سمجھ لیا کرتے کہ سب قوۃ حق تعالےٰ ہی کو ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کا

شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾

عذاب سخت ہو گا ؛

محتاج ہوتا ہے کسی مرجح کا وہ مرجح اگر ممکن ہے تو اس میں پھر یہی کلام ہوگا تو قطع تسلسل محال کیلئے انتہا واجب ہے کسی واجب الوجود کیطرف یہ تو دلیل ہے وجود صانع کی آگے رہا اسکا واحد ہونا سو اس کی تقریر یہ ہے کہ اگر نعوذ باللہ متعدد مثلاً دو فرض کیے جاویں تو ان میں سے کسی کا عاجز ہونا ممکن ہے یا دونوں کا قادر ہونا ضرور ہے شق اول محال ہے کیونکہ عجز سلبی وجوب وجود کے اور شق ثانی پر اگر انمیں سے ایک نے کسی امر کا مثلاً ایجاد زید کا ارادہ کیا تو دوسرا اسکے خلاف کا ارادہ کر سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں کر سکتا تو اسکا عجز لازم آویگا جو سلبی وجوب وجود کے ہے اور اگر کر سکتا ہے تو اسپر ترتب مراد کا ضروری ہے یا نہیں اگر ضرور نہیں تو تخلف مراد کا ارادہ قادر مطلق سے لازم آویگا جو کہ محال ہے اور اگر ضروری ہے تو تردد مختلف مرادوں کا اجتماع لازم آویگا کیونکہ ایک واجب کا ارادہ پر ایک مراد مرتب ہوا دوسرے واجب کا ارادہ پر دوسرا مراد اس مراد اول کی ضد مرتب ہوا تو اجتماع ضدین لازم آیا اور وہ محال اور مستلزم محال کو محال ہے تو تعدد واجب کا محال ہے پس وحدت واجب ہے اور یہی مطلوب تھا خوب سمجھلو، **ف۲** ۔ اسلام کے اصول یعنی توحید و رسالت مسائل عقلی ہیں جیسا آیت میں یعقلون اسطرف اشارہ ہے اور فروع عقلی کا ہونا ضروری نہیں البتہ کسی دلیل عقلی قطعی کیخلاف ہونا ضرور ہے افسوس ہے آجکل نوخیز طبائع ان دونوں کو مخلوط کر کے عجب چکر میں پڑ جاتی ہیں جسکا اخیر انجام بددینی ہے خوب سمجھلو **ف۳** آسمانوں کا وجود ثابت ہے اور نفی کی دلیل کسی کے پاس نہیں ہاں یہ ممکن ہے کہ نظام طلوع و غروب میں آسمان کو دخل نہ ہو لیکن اس سے نفی وجود کی لازم نہیں آتی **ربط** اوپر کی آیات میں توحید کا اثبات تھا آگے مشرکین کی غلطی اور وعید کا بیان فرماتے ہیں۔ **ذم مشرکین** وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اور ایک آدمی وہ (بھی) ہیں جو علاوہ خدا تعالےٰ کے

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونھم کحب اللہ قال العبد الضعیف فہذا اصل لاھلا فانھم اشرکہ فی الحب انتھی (قول)

قولہ تعالیٰ والذین امنوا اشد حبا للہ قال العبد الضعیف فیہ دلیل علی عدم تنافی مطلق محبۃ الغیر لمحبۃ اللہ تعالیٰ انتھی القول

ترجمہ قولہ تعالیٰ ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونھم کحب اللہ اس میں اصل ہے اس کی کہ شرکت فی المحبت پر اطلاق شرک کا کر دیتے ہیں

قولہ تعالیٰ والذین امنوا اشد حبا للہ اس میں دلالت ہے کہ مطلق محبت غیر اللہ کی محبت الٰہیہ کی منافی نہیں

وجود آسمان و خلاف معتزلہ

یہ لفظ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ کسی درجہ میں دوسرے کی بھی محبت ہے

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ

جبکہ وہ لوگ جنکے پیچھے دوسرے چلتے تھے ان لوگوں سے صاف الگ ہو جاویں جو انکے پیچھے چلتے تھے اور سب عذاب مشاہدہ کر لیویں

اوروں کو بھی شریک (خدائی) قرار دیتے ہیں (اور ان کو اپنا کارساز سمجھتے ہیں اور) انسے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے (رکھنا ضروری) ہے (یہ حالت تو مشرکین کی ہے) اور جو مومن ہیں انکو (صرف) اللہ تعالیٰ کیساتھ نہایت قوی محبت ہے (کیونکہ اگر کسی مشرک کو یہ ثابت ہو جاوے کہ میرے معبود سے مجھپر کوئی ضرر پڑیگا تو فوراً محبت منقطع ہو جاوے اور مومن باوجود اس کے کہ نافع وضار حق تعالیٰ ہی کو اعتقاد کرتا ہے لیکن پھر بھی محبت و رضا اس کی باقی رہتی ہے و نیز اکثر مشرکین مصیبت شدیدہ کے وقت اپنے شرکاء کو چھوڑ دیتے تھے اور مومنین من حیث الایمان مصیبت میں بھی خدا کو نہ چھوڑتے تھے اور محاورات میں ایسے قضایا باعتبار حالت غالبہ کے بھی صادق ہوتی ہیں) اور کیا خوب ہوتا اگر یہ ظالم (مشرکین) خب (دنیا میں) کسی مصیبت کو دیکھتے تو (اسکے وقوع میں غور کرکے) یہ سمجھ لیا کرتے کہ سب قوت حق تعالیٰ ہی کو ہے (اور دوسرے سب اس کے سامنے عاجز ہیں چنانچہ اس مصیبت کو نہ کوئی روک سکا نہ ٹال سکا اور نہ ایسے وقت میں کوئی یاد رہا) اور (اس مصیبت کی شدت میں غور کرکے) یہ (سمجھ لیا کرتے) کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب (آخرت میں) کس قدر الجزاء ہے اور بھی) سخت ہوگا (تو اسطرح غور کرنیسے تو اشد معبودوں کا عجز اور حق تعالیٰ کی قدرت وعظمت منکشف ہو کر توحید وایمان اختیار کر لیتے) **ف** غور کرنیکے واسطے جو مصیبت کا وقت ذکر میں خاص کیا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے ہی وقت میں غیر اللہ کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ کیطرف رجوع ہو جاتے تھے اسی لئے اسوقت کو یاد دلا کر متنبہ فرماتے ہیں کہ جیسے اس وقت کسی قدر روبراہ ہو جاتے ہو اگر قدرے نظر صحیح سے کام لو تو اسوقت ضرور توحید کا حق ہونا منکشف ہو جاوے اور توحید پر ثبات نصیب ہو۔ **ربط** اوپر عذاب آخرت کو سخت فرمایا ہے آگے اس سختی کی کیفیت کا بیان فرماتے ہیں۔ **شدت عذاب آخرت**۔ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ

ملحقات الترجمہ ۱؎ قولہ جیسی محبت اللہ سے ضروری ہے، فمعنی حب اللہ الحب الذی یجب ان یحصل کما قالوا فی قولہ تعالیٰ الذین اتخذوا دینہم لہوا ای الدین الذی کان یجب ان یکونوا علیہ وہذا التشبیہ باعتبار حالۃ النفع لانہم کانوا لا یذکرون اللہ فی النفع فلا یرد ان الحب الذی یجب حصولہ ہو ماذکر فی التفسیر الا شدۃ

من الرضا فی الشدائد ایضا ولم یکونوا محبین للانداد بہذہ المثابۃ فکیف یشبہ محبتہم للانداد بالحب الذی یجب حصولہ وجہ عدم الورود ان المشبہ بہ لیس مطلق الحب الواجب بل الحب الواجب فی حالۃ النفع خاصۃ فکان المعنی ان المشرکین یحبون اعدادہم فی حالۃ النفع کما یجب ان یحبوا اللہ تعالیٰ فی ہذہ الحالۃ واما حالۃ الضر فلیس فیہم

ہو حب ہم وانا ہو للمومنین خاصۃ فافہم واحسن ۱۲۔

۲؎ قولہ کیا خوب ہوتا علا الکلمۃ لو علی التمنی الکثیر الاستعمال بکذا فسرہ استاذی رحمۃ اللہ تعالیٰ فلا حاجہ الی تقدیر فافہم ۱۲ ۳؎ قولہ یہ بہ فسرہ مولانا عبد العزیز رحمانی قولہ لیعلم ہم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر وفی قولہ ولو کان لہ لیعلمہم الآیۃ فیکون یرون بمعنی البصریۃ و یکون یری قلبیۃ فافہم ۱۲ ۴؎ قولہ کسی مصیبت ۵؎ علا اللام علی تضمین الفعل معنی الخبر ۶؎ الخ دلویری الذین ظلموا قراءۃ دلوبری بالغوثانیۃ ای نصر یا محمد الذین ظلموا مفعول اذ یرون بالبناء للفاعل و المفعول یبصرون العذاب لرأیت امرا عظیما واذ بمعنی ان ۷؎ ان ای لان

وتقطعت بهم الاسباب ﴿۱۶۶﴾ وقال الذين اتبعوا لو ان لنا

اور باہم انمیں جو تعلقات تھے اسوقت سب قطع ہوجاوینگے اور یہ تابع لوگ یوں کہنے لگیں گے کہ کسیطرح ہم سب کو ذرا ایکدفعہ

كرة فنتبرء منهم كما تبرءوا منا كذلك يريهم الله

جانا ملجاوے تو ہم بھی ان سے صاف الگ ہوجاویں جیسا یہ ہمسے صاف الگ ہوگئے اللہ تعالے یوں ہی انکی

اعمالهم حسرات عليهم وما هم بخارجين من النار ﴿۱۶۷﴾

بداعمالیوں کو طالی ارمان کرکے انکو دکھلا دینگے اور ان کو دوزخ سے نکلنا کبھی نصیب نہ ہوگا،

وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ (وہ سختی عذاب کی اس وقت معلوم ہوگی) جبکہ (ان مشرکین میں سے) وہ (ذی اثر) لوگ جنکے کہنے پر دوسرے (عوام) چلتے تھے ان (عام) لوگوں سے صاف الگ ہوجاوینگے جو انکے کہنے پر چلتے تھے اور سب (خواص وعوام) عذاب کا مشاہدہ کرلینگے اور باہم ان میں جو تعلقات تھے (کہ ایک تابع تھا دوسرا متبوع تھا وغیرہ وغیرہ اسوقت) سب قطع ہوجاوینگے (جیسے دنیا میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ جرم میں سب شریک ومتفق ہوتے ہیں اور تنقیح مقدمہ کے وقت سب الگ الگ بچنا چاہتے ہیں حتے کہ باہم دگر شناخت تک سے منکر ہوجاتے ہیں) اور (جب) یہ تابع لوگ (ان متبوعوں کی یہ طوطا چشمی دیکھینگے تو بڑے جھنجھلاوینگے اور تو کچھ ہو نہ سکیگا مگر جھلاکر) یوں کہنے لگیں گے کسیطرح ہم سب کو (دنیا میں) بس ذرا ایکدفعہ جانا ملجاوے تو ہم بھی ان سے (اتنا بدلہ تو لیلیں کہ اگر یہ پھر ہم کو اپنے تابع ہونے کی ترغیب دیں تو ہم بھی ان سے) صاف (ٹکا سا) جواب دیکر) الگ ہوجاویں جیسا یہ ہمسے (اسوقت) صاف الگ ہوبیٹھے (اور کہدیں کہ جناب آپ وہی ہیں کہ عین موقع پر دیدہ شوئی کی تھی اب ہمسے کیا غرض حق تعالے فرماتے ہیں کہ ان تجویزوں اور سوچ بچاروں سے کیا ہاتھ آویگا فقط) اللہ تعالی یوں ہی انکی بداعمالیوں کو خالی ارمان (کے پیرایہ میں) کرکے انکو دکھلا دینگے اور ان (تابعین ومتبوعین سب) کو دوزخ سے نکلنا کبھی[۲] نصیب نہوگا (کیونکہ شرک کی سزا خلود فی النار ہے) **ف** اس عذاب میں کسی طرح کی شدت ثابت ہوئی اول عذاب دوزخ کا خود حسا شدید ہے دوسرے ان متبوعین کی خشک جواب دینے سے اور اسوقت تابعین کو بجز غیظ غضب اور تمنا سے انتقام کے کچھ نہ بن پڑنے کیوجہ سے اور بالاشتراک سب پر حسرت واقع ہونیسے جو کہ روحانی عذاب ہے

الکلام قولہ تعالی وما هم بخارجين دل تقديم المسند انا طلبت كذا قال مولانا عبد العزيز رح ۱۲

الفقہ استدل بقوله اعمالهم على كون الكفار مخاطبين بالفروع واجيب بتخصيص الاعمال بالشركية دا لكفرية ۱۲ منه

مسائل السلوک

قولہ تعالی
كذلك يريهم الله
اعمالهم حسرات
قال العبد الضعيف
فيه اصل على نحص
التفاسير مما يقولو
من تمثيل الاحوال
انكهى العقول

ترجمہ

قولہ تعالی
كذلك يريهم الله
حسرات
میں بعض تفاسیر کی بنا
پر اصل ہے ان کی
تمثیل وغیرہ کے قائل
ہوئے ہیں۔

ملحقات المترجم

[۱] قولہ کسی طرح کی
اسکا کا حاصل یہ
سمجھنا چاہیے ۱۲

[۲] قولہ کبھی
البارئ خیرہا

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا
اے لوگو جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے حلال پاک چیزوں کو کھاؤ اور شیطان کے
خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ
قدم بقدم مت چلو، بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے وہ تو تمکو ان ہی باتوں کی تعلیم کریگا
بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾
جو کہ بری اور گندی ہیں اور یہ کہ اللہ کے ذمہ وہ باتیں لگاؤ جس کی تم سند بھی نہیں رکھتے،

اس عذاب حسی میں معنوی شدت اور بڑھ گئی **ربط** اوپر اہل شرک کے عقیدے کا بطلان تھا آگے اہل شرک کے بعض اعمال کا بطلان ہے جیسے سانڈ کی تعظیم وغیرہ۔ **ابطال تعظیم سوائب** يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ بعض مشرکین بتوں کے نام پر جانور چھوڑتے تھے اور ان سے منتفع ہونیکو باعتقاد انکی تعظیم کے حرام سمجھتے تھے اور اپنے اس فعل کو حکم الٰہی اور موجب رضاء حق و وسیلۂ تقرب الی اللہ بواسطہ شفاعت ان بتوں کو سمجھتے تھے حق تعالےٰ اس باب میں خطاب فرماتے ہیں کہ) اے لوگو جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے (شرعی) حلال پاک چیزوں (کے نسبت اجازت ہے کہ ان) کو کھاؤ (برتو) اور (اس نامزد کرنیسے ان کی تحریم کا ارتکاب کرکے یا تحریم بطریق تعظیم کو حکم حق اور موجب قرب و رضائے حق الٰہی اعتقاد کرکے) شیطان کے قدم بقدم مت چلو فی الواقع وہ (شیطان) تمہارا صریح دشمن ہے (کہ ایسے ایسے خیالات و جہالات سے تم کو خسران ابدی میں گرفتار کر رکھا ہے اور دشمن ہونے کی وجہ سے) وہ تو تم کو ان ہی باتوں کی تعلیم کریگا جو کہ (شرعاً) بری اور گندی ہیں اور یہ (بھی تعلیم کریگا) کہ اللہ کے ذمہ وہ باتیں لگاؤ جسکی تم سند بھی نہیں رکھتے (مثلاً یہی کہ ہمکو خدا تعالےٰ کا اسیطرح حکم ہے) **ف** سانڈ وغیرہ جو بتوں وغیرہ کے نام چھوڑ دیے جاتے ہیں یا اور کوئی جانور بکرا مرغا وغیرہ کسی بزرگ یا اور کسی غیر اللہ کے نام نذر کر دیا جاتا ہے اسکا حرام ہونا ابھی چار آیتوں کے بعد مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں آتا ہے اس آیت یا ایھا الناس میں ایسے جانور کے حرام ہونے کی نفی کرنا

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ کلوا مما فی الارض (الی قولہ) ولا تتبعوا خطوات الشیطن قال العبد الضعیف فیہ ابطال للغلو فی المجاھدۃ انتھی القول ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ کلوا مما فی الارض حلالا طیبا ولا تتبعوا خطوات الشیطان اس میں ابطال ہے غلو فی المجاہدہ کا۔

ملحقات الترجمہ
لہ قولہ اجازت ہے حملا للامر علی الاباحۃ لان المقصود النہی عن التحریم وادنی مایرفعہ الاباحۃ ۱۲
سہ قولہ قدم بقدم رای فیہ کون الخطوات جمعا ۱۲ **سہ** قولہ فی الواقع ہذہ الکلمۃ مستعملۃ فی لسانا بمعنی التحقیق ۱۲
سہ قولہ مثلاً یہی الخ قولہ تعالیٰ واذا فعلوا فاحشۃ قالوا وجدنا علیہا آبائنا واللہ امرنا بہا ۱۲

اللغات حلالا طیبا لیستطیبہ الشرع ۱۲ بیضاوی فہو توضیح للحلال ۱۲ عصام خطوات وہو ما بین قدمی الحاطی بیناتم استعمل فی الاقتداء وان لم یکن ثمۃ خطوۃ ۱۲ حاشیہ السوء والفحشاء ما انکرہ العقل واستقبحہ الشرع والعطف لاختلاف الوصفین فانہ سوء لاغتمام العاقل بہ وفحشاء لاستقباحہ ایاہ بیضاوی

البلاغۃ یامرکم استعیر الامر لتزیینہ ودعوتہ لہم علی الشر ۱۲ بیضاوی **الروایات** فی روح المعانی نزلت فی المشرکین الذین حرموا علی انفسہم البحیرۃ والسائبۃ والوصیلۃ والحام کما ذکرہ ابن جریر وابن عباس رضی ۱۲

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا

اور جب کوئی ان لوگوں سے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم بھیجا ہے اسپر چلو تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اسی پر چلیں گے

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّ

جسپر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور

لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

نہ ہدایت رکھتے ہوں۔

منظور نہیں جیسا بعضوں کو شبہ ہو گیا ہے بلکہ اس آیت میں ایک خاص طور پر حرام کرنے کی نہی کرنا مقصود ہے یعنی تم جو ایسا فعل کرتے ہو جس سے حرمت ہو جائے یا اس تحریم سے غیر اللہ کی تعظیم کرتے ہو اور اس عمل کو موجب برکت و تقرب سمجھتے ہو اور اس منتفع ہونے کو موجب بے ادبی سمجھتے ہو پھر اس تحریم کو غیر قابل رفع یعنی مؤبد جانتے ہو یہ سب ممنوع اور منہی عنہ ہے پس نہ ایسے فعل کا جیسے خود سانڈ وغیرہ بتوں کے نام چھوڑنا یا کسی اور غیر اللہ کے نامزد کرنا ارتکاب کرو بلکہ اس کے حال پر رکھکر کھاؤ پیو اور نہ اس کو مشروع سمجھو اور اگر ایسی حرکت جہالت سے ہو جائے تو ایمان و توبہ و اصلاح نیت سے اس تحریم کو مرتفع سمجھو اور ظاہر ہے کہ تعریم للکرامۃ سے نہی اور تحریم للنجاسۃ کے اشیاء میں کچھ تعارض نہیں احقر نے تفسیر کی جو تقریر کی ہے اسمیں بھی اس کو صاف کر دیا ہے اور ہم نے جو حلال اور گندی چیزوں میں شرعاً کی قید لگا دی ہے اس سے کسیکو قیاس دوڑانے کی گنجائش نہیں رہی۔ **ربط** آیت گذشتہ میں بطلان طریق مشرکین کا بیان تھا آگے بطلان اس طریق کے برہان کا بیان ہے **بطلان دلیل مشرکین** وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ اور جب کوئی ان سے (مشرک) لوگوں سے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم (اپنے پیغمبر کے پاس) بھیجا ہے اسپر چلو تو (جواب میں) کہتے ہیں کہ (نہیں) بلکہ ہم تو اسی (طریقہ) پر چلیں گے جسپر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے (کیونکہ وہ لوگ اس طریقہ کے اختیار کرنے میں مامور من اللہ تھے عن تعالیٰ اپنے رسول سے فرماتے ہیں کہ) کیا (ہر حالت میں یہ لوگ اپنے باپ دادا

التحاور لو کان اٰباؤھم لو دعایۃ واحدۃ مقدرۃ قبل ما بعدہ ہمزۃ ای ایتبعونہم وان کان اٰباءہم الخ وقیل غیر ذلک ۱۲ البلاغۃ واذا قیل لھم قال البیضاوی لتناسق عدد الجملۃ عنہم للنداء علی ضلالتہم کانہ اشیر الی العقل وقالہم انظروا الی ہؤلاء الحمقی ماذا یجیبون آہ ۱۲ الروایات قال البیضاوی

نزلت فی الیہود حین دعوا الی الایمان وقیل فی طائفۃ من الیہود آتوا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا بل نتبع ما وجدنا علیہ آباءنا فانزل اللہ تعالیٰ وقیل فی المشرکین عامۃ وقیل فی طعمۃ بن ابیرق وقیل فی رجل من الانصار دعاہ رجل الی الاسلام فقال دعنی اشاور قومی فقالوا نحن نتبع ما وجدنا علیہ آباءنا فانزل اللہ تعالیٰ ھذہ الآیۃ وقوی روایۃ کمافی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم من طریق سعید وعکرمۃ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادعوا الیہود الی الاسلام فابوا فدعاہم فلم یجبہ احد منہم فقال رافع بن حرملۃ ومالک بن عوف

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ تم جواب شک کرتے ہو فالتحریم استقلالی تارۃ یعنی مباشرۃ ۱۲ یوجب الحرمۃ کمافی قولہ لحرم ما اصل عدیک وتارۃ یستعمل بمعنی اعتقاد الحرمۃ کمافی قولہ لکم لا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ فالاول ہہنا ان کان بمعنی الاول فلا اشکال ولا یعاقب التحریم المستفاد من قولہ تم وما اہل بہ لغیر اللہ والا کان الثانی فیختص بما عتقاد الحرمۃ الخاصۃ التی منشأہا التعظیم للاباء الخ اعتقاد الجہۃ التی منشأہا الاہانۃ والنجاسۃ فافہم فان المقام مزلۃ الاقدام

لہ قولہ گنجایش نہیں کہی لان الحلۃ والحرمۃ شرعیان ۱۲

لہ قولہ کیونکہ وہ لوگ الی قولہ ماموریں اللہ تعالیٰ علت بدلیل قولہ تعالیٰ الاعراف واذا فعلوا فاحشۃ قالوا وجدنا علیہا آباءنا واللہ امرنا بہا وضمیر البیضاوی حیث فسر التفسیر فقولہم بل نتبع لیفید ان اتباع لما نزل اللہ معلقا بان لا ینزل اللہ علی نبیہ

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً

اور ان کافروں کی کیفیت اس کیفیت کے مثل ہے کہ ایک شخص ہے وہ ایسے جانور کے پیچھے چلا رہا ہے جو بجز بلانے اور پکارنے کے کوئی بات

وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾

نہیں سنتا۔ یہ کفار بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں سو سمجھتے کچھ نہیں۔

ہی کے طریقہ پر چلیں گے) اگرچہ ان کے باپ دادا (دین کی) نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ (کسی آسمانی کتاب کی) ہدایت رکھتے ہوں **ف** مطلب یہ کہ خود وہ باپ دادا ہی متمسک بامر اللہ نہ تھے، اور تمسک کی دو صورتیں ہوتی ہیں صریح لفظاً کتاب سے جسکو ہدایت سے تعبیر فرمایا اور علت حکم کتاب سے بواسطہ قیاس کے جسکو عقل سے تعبیر فرمایا سو دونوں سے عاری تھے پس ایسی شخص کی تقلید کی کیا گنجائش ہے اور پھر تقلید بھی محل متروک عنہ میں نہ ہاں بلکہ مردود دلیل میں اور خلاف دلیل کے اور اس سے یہ بھی مفہوم ہو گیا کہ اگر کسی بزرگ کی نسبت دلیل صحیح معتبر سے یہ ثابت ہو جائے کہ اسکا قول مستند الی الدلیل الشرعی ہوتا ہے خواہ وہ دلیل شرعی نص ہو یا قیاس وہ شخص شرعاً اتباع اور تقلید کے قابل ہوتا ہے جبتک کہ اس کے قول کا کسی دلیل صحیح صریح سے معارض ہونا ثابت نہ ہو جاوے پس تقلید ائمہ مجتہدین کی مذمت میں اس آیت کو پڑھ دینا محض بے محل ہے بلکہ اس سے تو اور اس تقلید مجتہدین فی الدین کی تائید اور تقویت ہوتی ہے جیسا ابھی تقریر کر چکا ہوں۔ **ربط** اوپر ان مشرکین کی بدفہمی کا بیان تھا جو منشا ہے حق قبول نہ کرنیکا اسکے اس بدفہمی کے باب میں انکی ایک مثال مذکور ہوتی ہے **مثال سوء فہم مشرکین** وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ اور ان کافروں کی کیفیت (نا فہمی میں) اس (جانور) کی کیفیت کے مثل ہے جسکا ذکر اس مثال میں کیا جاتا ہے) کہ ایک شخص ہے وہ ایسے (جانور) کے پیچھے چلا رہا ہے جو بجز بلانے اور پکارنے کے کوئی بات نہیں سنتا (اسیطرح) یہ کفار (بھی ظاہری بات چیت تو سنتے ہیں لیکن کام کی بات سے بالکل) بہرے ہیں (گویا سنتا ہی نہیں) گونگے ہیں (کہ کبھی ایسی بات زبان ہی پر نہیں آتی) اندھے ہیں (کہ نفع نقصان نظر ہی نہیں آتا) سو (جب سارے ہی حواس مختل ہیں تو) سمجھتے (سمجھاتے) کچھ نہیں۔ **ربط** اوپر کل طیبات کے امر میں مشرکین کی غلطی ظاہر فرمانے سے ان کی اصلاح مقصود تھی آگے اہل ایمان کو اس غلطی میں ان کفار کی موافقت کرنے سے ممانعت، اور اس ضمن میں اسی امر سے اہل ایمان پر اپنا انعام ظاہر فرمانا اور اس انعام پر ان کو ادائے

ملحقات الترجمہ ۱؎ قولہ جسکا ذکر اس مثال میں ہے اسی اشارۃ الی توجیہ الکلام بوجہ غریب حاصلہ ہذا ومثل الذین کفروا کمثل ہذا المجموع باعتبار احد اجزاءہ والمجموع ہو رجل ینعق بالبہیمۃ وذلک المجموع ہو البہیمۃ وہذا کثیر ایستعمل فی کلامہ ۱۲ ۴

مسائل السلوک متعلقہ صفحہ ۲۷

او لو کان اٰباءھم لا یعقلون شیئا ولا یہتدون قال العبد الضعیف فیہ ان من ثبت کونہ عاقلا مہتدیا اجمالا کفی متابعۃ مطلقا وھذا ھو الاصل لاتباع المشائخ بل تلعثم ولا تردد انتہی القول

قولہ تعالیٰ

صم بکم الخ قال العبد الضعیف فیہ اثبات للنفس ترکات الروحانیۃ انتہی القول

ترجمہ

قولہ تعالیٰ او لو کان اٰباءھم لا یعقلون شیئا ولا یہتدون اس میں دلالت ہے اس پر کہ جس شخص کا صاحب تعقل و اہتداء ہونا اجمالاً بھی ثابت ہو جاوے اس کا اتباع مطلقاً جائز ہے اور یہ اصل ہے بلا تردد و تامل کے اتباع کرنے کی۔

قولہ تعالیٰ

صم بکم عمی ان میں مدرکات روحانیہ کا اثبات ہے

۱؎ صحیح الاسنۃ فلا یحتاج الی تقریر شرعی لتیسر التشکر ۱۲

۲؎ قولہ جانور کے پیچھے اس فیہ اشارۃ الطیبی فی شرح المعانی الدقیقۃ التابع فی التصویب علی ابہام المرجع ۱۲

۳؎ قولہ پر مضمونات نہیں سنتا فالمشبہ یکون للمسموع کما ہو ظاہر الاستثناء لا للفہم کما ذکرہ ۱۲ ۴

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا

اے ایمان والو جو پاک چیزیں ہم نے تم کو مرحمت فرمائی ہیں ان میں سے کھاؤ اور حق تعالیٰ کی شکرگذاری

لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ

کرو اگر تم خاص ان کے ساتھ غلامی رکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تو تم پر صرف حرام کیا ہے مردار کو

وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ

اور خون کو اور خنزیر کے گوشت کو اور ایسے جانور کو جو غیر اللہ کے نام زد کیا گیا ہو پھر بھی جو شخص بیتاب ہو جاوے

غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾

بشرطیکہ نہ تو طالب لذت ہو اور نہ تجاوز کرنیوالا ہو تو اس شخص پر کچھ گناہ نہیں ہوتا واقعی اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے رحیم ہیں

شکر کا حکم فرمانا مقصود ہے **اظہار نعمت بر مومنین مع حکم شکر** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اے ایمان والو ہماری طرف سے تم کو اجازت ہو کہ (جو شرع کی رو سے) پاک چیزیں ہیں ہم نے تم کو مرحمت فرمائی ہیں ان میں سے (جو چاہو) کھاؤ (برتو) اور (اس اجازت کے ساتھ یہ حکم ہے کہ) حق تعالیٰ کی شکر گذاری کرو (زبان سے بھی ہاتھ پاؤں سے خدمت و طاعت بجا لا کر بھی اور دل سے ان نعمتوں کو منجانب اللہ سمجھ کر بھی) اگر تم خاص انکے ساتھ غلامی (کا تعلق) رکھتے ہو (اور یہ تعلق مسلم اور ظاہر ہے) پس وجوب شکر بھی ثابت ہے) ربط اوپر تو اسکا بیان تھا کہ حلال کو حرام مت کرو آگے یہ مذکور ہوتا ہے کہ حرام کو حلال مت سمجھو جیسا کہ مشرکین اسمیں بھی مبتلا تھے چنانچہ میتہ و مذبوح باسم غیر اللہ و غیرہ دکھایا کرتے تھے اور ان حرام چیزوں کے بیان کرنیسے مضمون مذکور کی بھی تائید مقصود ہے کہ دیکھو حرام یہ چیزیں ہیں اپنی طرف سے حلال چیزوں کو حرام مت کرو **ما کولات محرمہ** اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾ اللہ تعالیٰ نے تو تم پر صرف (ان چیزوں کو) حرام کیا ہے (یعنی کہ تم اپنی طرف سے حلال چیزوں کو حرام کر لو جیسا گذرا یعنی) مردار (جانور) کو (جو باوجود واجب الذبح ہونے کے بلا ذبح شرعی مرجاوے) اور خون کو (جو بہتا ہو) اور خنزیر کے گوشت کو (اسی طرح اس کے سب اجزاء کو بھی) اور ایسے جانور کو جو (بقصد تقرب) غیر اللہ کے نام زد کر دیا گیا ہو (ان سب کو بیشک حرام کیا ہے) پھر بھی (اس میں اتنی آسانی رکھی ہے کہ) جو شخص (بھوک سے بہت ہی) بیتاب ہو جائے بشرطیکہ نہ تو (کھانے میں) طالب لذت ہو اور نہ (قدر ضرورت و حاجت سے) تجاوز کرنیوالا ہو تو (اسحالت میں

البلاغۃ ان کنتم ایاہ تعبدون فی روح المعانی بمنزلۃ التعلیل لطلب الشکر کانہ قیل واشکروا لانکم مختصون بالعبادۃ الخ ۱۲ ۱۲ ۶۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ مرتو لمافی روح المعانی کلوا لعموم جمیع وجوہ الانتفاع دلالۃ او عبارۃ ۱۲ ۲ قولہ اجازت حملا للامر علی الاباحۃ ۱۲ ۳ قولہ حکم ہے حملا للامر علی الایجاب ۱۲ ۴ قولہ زبان سے بھی الخ لعموم مفہوم الشکر ۱۲ ۵ قولہ یہ ربط الخ اشارۃ الی کون الحصر اضافیا لا حقیقیا لیرد المنع بحرمۃ اشیاء لم تذکر ۱۲ ۶ قولہ باوجود واجب الذبح الخ وقولہ بہتا ہو دلیلہا الاجماع المستند الی الحدیث الذی اخرجہ ابن ماجۃ والحاکم من حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعا احلت لنا میتتان ودمان السمک والجراد والکبد والطحال وحل الصید مخصوص علیہ فی القرآن کذا فقیید الدم بالمسفوح و یفید ہذا الاطلاق فی حرمۃ بالاجماع ۱۲ ۷ قولہ سب اجزاء۔ الاجماع المستند الی

قولہ فمن رجس ای عینا او خص اللحم بالذکر لکونہ معظم المقصود منہ ۸ قولہ طالب لذت الخ ہکذا فی المدارک وہو مبنی علی مذہب الحنفیۃ وقال یغفر قول من قال غیر باغ

ان حرام چیزوں میں سے کھانے میں بھی) اس شخص پر کچھ گناہ نہیں ہوتا واقعی اللہ تعالیٰ ہیں بڑے غفور رحیم (کہ ایسے وقت میں یہ برعت فرمائی کہ گناہ کی چیز میں گناہ اٹھا دیا) **فائدہ** اس مقام کے متعلق چند مسائل فقہیہ ہیں **مسئلہ** جس جانور کا ذبح کرنا شرعاً ضروری ہو اور وہ بلا ذبح ہلاک ہو جاوے وہ حرام ہوتا ہے اور جس کا ذبح کرنا ضروری نہیں ہے وہ دو طرح کے ہیں ایک ٹڈی اور مچھلی دوسرے وحشی جیسے ہرن وغیرہ جبکہ اس کے ذبح پر قدرت نہ ہوئے تو اسکو دور ہی سے تیر یا اور کسی تیز ہتھیار سے اگر بسم اللہ کہہ کر زخمی کیا جاوے تو حلال ہو جاتا ہے البتہ بندوق کا شکار بدون ذبح کئے ہوئے حلال نہیں کیونکہ گولی میں دھار نہیں ہوتی، **مسئلہ** خون جو بہتا نہ ہو اس سے دو چیزیں مراد ہیں جگر اور طحال یہ حلال ہیں، **مسئلہ** خنزیر کے سب اجزاء لحم وشحم وپوست واعصاب سب حرام بھی ہیں اور نجس بھی ہیں، **مسئلہ** جس جانور کو غیر اللہ کے نامزد اس نیت سے کر دیا ہو کہ وہ ہم سے خوش ہونگے اور ہماری کارروائی کر دینگے جیسا اکثر عام جاہلوں کی عادت ہے کہ اسی نیت سے بکرا مرغا غیرہ مقرر کر دیتے ہیں وہ حرام ہو جاتا ہے اگرچہ ذبح کے وقت اسپر اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہو البتہ اگر اس طرح نامزد کرنے کے بعد اس سے توبہ کرلے پھر وہ حلال ہو جاتا ہے **تنبیہ** اس مسئلہ میں بعض خواندہ لوگوں کو غلطی ہو گئی ہے اور وجہ غلطی کی دو ہیں اول یہ کہ آیت سابقہ یعنی اِنَّمَا الشَّاۃُ کا شان نزول یہ لکھا ہے کہ جو لوگ سانڈہ وغیرہ کی تحریم کرتے تھے ان کی رد میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ سانڈہ وغیرہ حلال ہے اسکا جواب یہ ہو کہ ان لوگوں کی تحریم اور اس تحریم مدعی میں چند فرق ہیں اول یہ کہ وہاں تحریم کے معنے ہیں ایسا فعل کرنا جس سے حرمت پیدا ہو جاوے جیسے خود سانڈہ وغیرہ چھوڑنا اور یہاں تحریم کے معنے ہیں کہ جب کوئی ایسا فعل کرے تو حرمت کا حکم ہو جاویگا دوسرے ان کی تحریم اس جانور کے تعظیم اور ادب کے اعتقاد سے تھی اور یہ تحریم اس جانور کے خبث و نجاست سے ہے تیسری وہ تحریم ان کے اعتقاد میں مؤبد تھی کہ کسیطرح قابل انتفاع نہ تھی اور یہ تحریم غیر مؤبد ہے کہ جب توبہ کرے مرتفع ہو جاوے اور مرتفع کر دینا واجب بھی ہے پس اس تحریم کی نفی یا نہی یا انکار سے اس تحریم کی نفی لازم نہیں آتی، دوسری وجہ غلطی کی یہ ہے کہ اکثر مفسرین نے اُہِلَّ کی تفسیر ذبح علی اسم غیر اللہ کی ہے معلوم ہوا کہ وہی جانور مراد ہے جس کو بجائے بسم اللہ کے غیر اللہ کا نام لیکر ذبح کیا ہو، جواب اسکا یہ ہے کہ اس تفسیر سے حصر لازم نہیں آتا بلکہ یوں کہا جاویگا کہ اسی حرام کی ایک فرد یہ بھی ہے چونکہ جاہلیت میں اسکا زیادہ رواج تھا اسلئے یہ تفسیر کر دیگئی بخلاف ثانی الباب یہ تفسیر مذکور دوسری فرد سے ساکت رہیگی سو اس میں

مسائل سلوک متعلقہ صفحہ ۳۰ قولہ تعالیٰ

کلوا من طیبات ما رزقنکم واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون

لصعیف فیہ ان حلال الطیبات فرض اوواجب للہ تعالیٰ واشکروا للہ بمستحسن انتہی

ترجمہ

قولہ تعالیٰ کلوا من طیبات ما رزقنکم واشکروا للہ ہر حال ہو اس پر کہ طیبات مستلذات کا سادل کرنا کبھی حق تعالیٰ کی محبت اور نشانہ کی پہچان ہے اس طرح وہ مستحسن ہوگا۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ

(بیشک جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب کا اخفا کرتے ہیں اور اس کے معاوضہ میں

کچھ ضرر نہیں جبکہ اور دلائل حرمت کے موجود ہیں جن میں ایک تو یہی آیت ہے کیونکہ اہلال لغۃً عام ہے مطلق نامزد کرنے میں خواہ کسی کے نام پر ذبح ہو پھر دوسری آیت اس سے زیادہ صریح ہے سورۂ مائدہ میں کہ بعد مَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ کے مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ جدا فرمایا ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ جس ذبح سے تقرب و تعظیم غیر اللہ مقصود ہو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ تیسرے صحیح مسلم میں حدیث مرفوع لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ اور ظاہر ہے کہ ایسی ذبح متنازع فیہ پر ذبح لغیر اللہ صادق آتا ہے چنانچہ کتب مذہب میں یہانتک مصرح ہے کہ اگر کسی حاکم کے آنے پر بطور بھینٹ کے ذبح کرے گو اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو مگر وہ ما اہل لغیر اللہ میں داخل ہو کر حرام ہو جاتا ہے کذا فی الدر المختار وغیرہ اور نووی نے بھی حدیث مذکور کی شرح میں ایسے مذبوح لقدوم الامیر کی حرمت اسی بنا پر شیخ ابراہیم مروزی شافعی سے نقل کی ہے، بعض لوگوں کو تفسیر احمدی کی عبارت سے یہ شبہ ہو گیا ہے اسکا جواب اس کے منہیہ سے ظاہر ہے کہ انہوں نے تاویل ایصال ثواب کی بنا پر حلت کا حکم فرمایا ہے اور بلا تاویل حلال نہیں کہتے جیسا اسی قسم کی تاویل سے نووی نے ابراہیم مروزی کے قول کے بعد رافعی کا قول نقل کیا ہے تو جہاں یہ تاویل یقیناً منفی ہو اس کو کیسے حلال کہا جاویگا اور عوام کا یہ فعل یقیناً قابل تاویل نہیں دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر اس جانور کے بدلے اس سے دونی قیمت کی چیز ان کو دے کر کہا جاوے کہ بجائے اس جانور کے اس چیز سے ایصال ثواب کر دو ہرگز وہ گوارہ نہ کریں اور استبدال میں اندیشہ ناراضی ان بزرگوں کا کریں جس سے فساد نیت یقینی ہے اور یہی مدار تھا حرمت کا خوب سمجھ لو، ربط اوپر محرمات حسیہ کا مذکور تھا آیت آئندہ میں محرم معنوی کا بیان ہے جو عادت تھی علماء یہود کی کہ احکام غلط بیان کر کے عوام سے رشوت لیتے اور کھاتے تھے نیز اس میں تعلیم ہے علماء امت محمد یہ کو کہ ہم نے جو احکام بیان کئے ہیں کسی نفسانی غرض[1] اور منفعت سے ان کے بیان و تبلیغ میں کوتاہی مت کرنا **تحریم دین فروشی** إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی وجہ رجحانہا، غرض منفعت، اشارۃ الی جواز الکتمان لخوف ضرر شدید کما ہو المقرر فی کتب الفقہ

الروایات فی اسباب النزول اخرج الثعلبی عن طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس قال نزلت ہذہ الآیۃ فی رؤساء الیہود وعلمائہم کانوا یصیبون من سفلتہم الہدایا والفضل وکانوا یرجون ان یکون النبی المبعوث منہم فلما بعث اللہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم من غیرہم خافوا ذہاب ما کانت فی ایدیہم وزوال ما کانوا یصیبون منہم فعمدوا الی صفۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فغیروہا ثم اخرجوہا الیہم وقالوا ہذہ صفۃ النبی الذی یخرج فی آخر الزمان لا یشبہ صفۃ ہذا النبی فانزل اللہ ان الذین یکتمون ما انزل اللہ من الکتاب الآیۃ ۱۲

ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ

متاع قلیل (وصول کرتے ہیں ایسے لوگ اور کچھ نہیں اپنے شکم میں آگ بھر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے

اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٤﴾ أُولَٰئِكَ

نہ قیامت میں کلام کریں گے اور نہ ان کی صفائی کریں گے اور ان کو سزا دردناک ہوگی یہ ایسے لوگ ہیں

الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ

جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر ضلالت اختیار کی اور مغفرت چھوڑ کر عذاب

فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ ۗ

سو دوزخ کے لئے کیسے باہمت ہیں یہ اس وجہ سے ہیں کہ حق تعالیٰ نے کتاب کو ٹھیک ٹھیک بھیجا تھا

وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿١٧٦﴾

اور جو لوگ کتاب میں بے راہی کریں وہ ظاہر ہے کہ بڑی دور کے خلاف میں ہوں گے،

ثمنا قليلا أولئك ما يأكلون في بطونهم إلا النار ولا يكلمهم الله يوم القيمة ولا يزكيهم ولهم عذاب أليم ﴿١٧٤﴾ أولئك الذين اشتروا الضلالة بالهدى والعذاب بالمغفرة فما أصبرهم على النار ﴿١٧٥﴾ ذلك بأن الله نزل الكتب بالحق ۗ وإن الذين اختلفوا في الكتب لفي شقاق بعيد ﴿١٧٦﴾

ثمنا قلیلا اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَی النَّارِ ۝ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ ۗ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْکِتٰبِ لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ ۝

ثمنا قلیلا (۱) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب (کے مضامین) کا اخفا کرتے ہیں اور اس (خیانت) کے معاوضہ میں (دنیا کی) متاع قلیل وصول کرتے ہیں ایسے لوگ اور کچھ نہیں اپنے شکم میں آگ (کے انگارے) بھر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے نہ تو قیامت میں (لطف کے ساتھ) کلام کریں گے اور نہ (گناہ معاف کرکے) ان کی صفائی کریں گے اور ان کو سزائے دردناک ہوگی یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے (دنیا میں تو) ہدایت چھوڑ کر ضلالت اختیار کی اور (آخرت میں) مغفرت چھوڑ کر عذاب (سر پر لیا) سو (شاباش ہے ان کی ہمت کو) دوزخ (میں جانے) کے لئے کیسے باہمت ہیں (اور) یہ (ساری مذکورہ سزائیں ان کو) اس وجہ سے ہیں کہ حق تعالیٰ نے (اس) کتاب کو ٹھیک ٹھیک بھیجا تھا اور جو لوگ (ایسی ٹھیک ٹھیک بھیجی ہوئی) کتاب میں بے راہی (اختیار) کریں وہ (ظاہر ہے کہ) بڑی دور (و دراز) کی خلاف (ورزی) میں (مبتلا) ہوں گے (اور ایسی خلاف ورزی پر ضرور ایسی سخت سزاؤں کا استحقاق ہوگا) ربط شروع سورت سے یہاں تک کہ تقریباً نصف سورہ بقرہ ہے زیادہ روی سخن منکرین

مسائل السلوک، قولہ تعالیٰ مایاکلون فی بطونھم الا النار

قال الصدیق فیہ ما قال فی عفائق النحل النھی الفوری

ترجمہ قولہ تعالیٰ مایاکلون فی بطونھم الا النار اس میں اسل ہے اس کی کہ جس کے متعلق اعمال میں قابل ہوئے ہیں۔

لمحقات الترجمہ

۱ قولہ اس میں کوئی شبہ نہیں یشتمل بمعنی الاخفاء فی لسانا ۱۲ ۲ قولہ لطف کے ساتھ اشارۃ الی المقام والا فالکلام المنفی واقع علی قولہ تعالیٰ فان اخشی ولا تکلمون ۱۲ ۳ قولہ شاباش ھذا یشتمل فی لسانا للتعجب والتعجیب ۱۲

اللغات

اختلفوا فی روح المعانی تفلوا عن طریق سلوک الحق فیھا ۱۲ قلت وبہ ترجمت ۱۲

البلاغۃ

الا النار امانی الحال کما ھو اصل المضارع لانھم اکلوا ما یتلبس بالنار وھو الرشی فلکونھا عقوبۃ لھا فیکون فی الآیۃ استعارۃ او السببیۃ وامانی المآل ای لما یاکلون فی الاخرۃ الا النار ۱۲

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ

کچھ سارا کمال اسی میں نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق کو کرلو یا مغرب کو لیکن کمال تو یہ ہے کہ کوئی

مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ ۚ

شخص اللہ تعالےٰ پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور پیغمبروں پر اور

وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَ

مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور

ابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ

مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں اور نماز کی پابندی رکھتا ہو اور زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہو

کیطرف تھا کیونکہ سب سے اول قرآن کی حقانیت کا اثبات کیا اس ضمن میں اسکا ماخذ ماخذ قرآن کا ذکر کیا پھر توحید و رسالت کو ثابت کیا پھر نعم عامہ و خاصہ بنی اسرائیل کا اذا بتلی ابراھیم تک بیان فرمایا وہاں سے قبلہ کی بحث چلی اور اسکو بیان کرکے صفا و مروہ کی بحث پر ختم کیا پھر توحید کے اثبات بعد شرک کے اصول و فروع کا ابطال کیا اور یہاں تک یہی بیان ہوا اور ان سب مضامین میں ظاہر ہے کہ منکرین کی زیادہ تنبیہ ہے اور ضمناً کوئی خطاب مسلمانوں کو ہو جاتا ہے اب آیات آئندہ میں کہ قریب نصف بقرہ ہے زیادہ مقصود مسلمانوں کو بعض اصول و فروع کی تعلیم کرنا ہے گو ضمناً غیر مسلمین کو کوئی خطاب ہو جاوے اور یہ مضمون ختم سورت تک چلا گیا ہے جسکو شروع کیا گیا ہے ایک مجمل عنوان برسے جو کہ تمام طاعات ظاہری و باطنی کو عام ہے اور اول آیت میں الفاظ جامعہ سے مثل ایمان باللہ و ایتاء مال علی حبہ و وفاء عہد و صبر حین البأس جو تمام احکام کتاب کے انواع انفاق و عہود نکاح و معاملات و جہاد وغیرہا کو شامل ہیں ایک کلی تعلیم کیگئی ہے آگے اس کی تفصیل چلی ہے جس میں سے بہت سے احکام باقتضاء وقت و مقام مثل قصاص و وصیت و صیام و حج و انفاق و حیض و ایلاء و یمین و طلاق و نکاح و عدت و مہر و تکرار ذکر جہاد و انفاق فی سبیل اللہ و بعض معاملات تجارت و شراء و شہادت بقدر ضرورت بیان فرما کر بشارت و وعدہ رحمت و مغفرت پر ختم فرمادیا سبحان اللہ کیا بلیغ ترتیب ہے پس چونکہ ان مضامین کا حاصل بر کا بیان ہے اجمالاً و تفصیلاً اس لئے اگر اس مجموعہ کا لقب ابواب البر رکھا جاوے تو نہایت زیبا ہے واللہ الموفق۔ **ابواب البر۔ اصول بر** لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ ۚ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ ۖ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ

۴ واللہ ہو الی عاصم لہ واما للعہد الی یس الامر العظیم الذی ہو الخوض فیہ الآن ولکن البر علی حذف مضاف ای بر من آمن ابن السبیل الطارق او المجتاز لانہ یضاف الیہ لملابستہ ایاہ ان کان مقیما فی بلد والسفر والحضر صفۃ طائفۃ من الناس کما فی قولہ تعالیٰ منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرۃ وقولہ تعالیٰ ومنکم من یرد الی ارذل العمر الرقاب جمع رقبۃ وہی العنق حقوق فی المال غیر مقدرۃ سوی الزکوٰۃ اخذ الترمذی مرفوعا ان فی المال حقا سوی الزکوٰۃ ثم قرأ الآیۃ وقد تمسک بہ الفریقۃ مبالغۃ فی الحث علیہا قلت واشیر الی ہذا المراد فی ترجمۃ اتی الزکوٰۃ ۱۲ البر والبار فی اللغۃ کل فعل مرضی ۱۲ النحو علی حبہ۔ فی موضح الحال ۱۲ بیضاوی البلاغۃ قولہ قبل المشرق والمغرب فی روح المعانی ۱۲

الاقوال المراد من ذکر المشرق والمغرب التعمیم لا تعیین الجہتین والحقیقۃ البر اما للجنس فیفید القصر المقصود نفی اشتغالہم بالبر بزعمہم القبیح مطلقا علی ما یقتضیہ الحال من کثرۃ الاشتغال والاہتمام بذلک ۱۲

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ

اور جو اپنے خاص اپنے عہدوں کو پورا کرنیوالے ہوں جب عہد کریں اور وہ لوگ مستقل رہنے والے ہوں فقر و سختی میں اور

الضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝۱۷۷

بیماری میں اور لڑائی میں یہ لوگ ہیں جو سچے ہیں اور یہی لوگ ہیں جو متقی ہیں

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝۱۷۷ بجز سارا کمال اسی میں نہیں آگیا کہ تم اپنا منہ مشرق کو کرلو یا مغرب کو (کرلو) لیکن (اصلی) کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالےٰ کی ذات وصفات پر یقین رکھے اور (اسیطرح) قیامت کے دن (آنے) پر (بھی) اور فرشتوں (کے وجود) پر (بھی) اور (سب) کتب (سماویہ) پر (بھی) اور (سب) پیغمبروں پر (بھی) اور (وہ شخص) مال (دیتا ہو اللہ کی محبت میں (اپنے حاجتمند) رشتہ داروں کو اور (نادار) یتیموں کو (یعنی جن بچوں کو ان کا باپ نابالغ چھوڑ کر مرگیا ہو) اور (دوسرے غریب) محتاجوں کو (بھی) اور (بے خرچ) مسافروں کو اور (لاچاری میں) سوال کرنیوالوں کو اور قیدیوں اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں (بھی مال خرچ کرتا ہو) اور (وہ شخص) نماز کی پابندی (بھی) رکھتا ہو اور (مقررہ) زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہو اور جو اشخاص (کہ ان عقائد و اعمال کیساتھ یہ اخلاق بھی رکھتے ہوں کہ) اپنے عہد و قول پورا کرنیوالے ہوں جب (کسی امر جائز کا) عہد کرلیں اور (اس صفت خاصہ وصیت کیساتھ کہو نکا کہ) وہ لوگ (ان مواقع میں) مستقل (مزاج) رہنے والے ہوں (ایک تو) تنگدستی میں اور (دوسرے) بیماری میں اور (تیسرے معرکہ) قتال (کفار) میں (یعنی پریشان اور کم ہمت نہوں بس) یہ لوگ ہیں جو سچے (کمال کیساتھ موصوف) ہیں اور یہی لوگ ہیں جو (سچے) متقی (کہے جاسکتے) ہیں (غرض اصلی مقاصد اور کمالات دین کے یہ ہیں نماز میں کسی سمت کو منہ کرنا ان ہی کمالات مذکورہ میں سے ایک کمال خاص یعنی اقامت صلوٰۃ کے توابع اور شرائط میں سے ہے اور اسکے حسن سے اسمیں بھی حسن آگیا ورنہ اگر نماز نہ ہوتی تو کسی خاص سمت کو منہ کرنا بھی عبادت نہ ہوتا) ف۱ خاص سمتوں کا قصہ یہاں اسلئے مذکور ہوا کہ تحویل قبلہ کے وقت تمام بحث یہود و نصاریٰ کی اسمیں لگی تھی اسلئے متنبہ فرمایا کہ اس سے بڑھکر کام اور ہیں انکا اہتمام کرو ف۲ شریعت میں کل احکام کا دار و مدار تین چیزوں میں عقائد اعمال اخلاق اور تمام جزئیات ان ہی کلیات کے تحت میں داخل ہیں اور اس آیت میں اقسام سہ گانہ کے بڑے بڑے شعبے ارشاد فرمائے گئے ہیں اس اعتبار سے یہ آیت مجملہ جوامع الکلم کے ہے ۱۲

اللغات الباساء والضراء عن الازہری الباسار فی الاموال کالفقر والضر فی النفس کالمرض کما فی البیضاوی **البلاغۃ** والموفون لربط ماقبلہ بما بعدہ اشارۃ الی وجہ استحقاقہم لما نالوہ والصابرین نصب علی المدح بتقدیر اخص او اعنی

وغیرہ مما قبلہ تنبیہا علی فضیلۃ الصبر ومزیتہ علی سائر الاعمال حتی کانہ لیس من جنس الاعمال قلت واشرت الی ہذا المعنی فی توضیح الترجمۃ وحین الباس ہذا من باب الترقی فی الصبر من الشدید الی الاشد لان المرض علی المرض وفوق الصبر علی الفقر والصبر علی القتال فوق ذلک

مسائل السلوک متعلقہ صفحہ ۳۳۳

قولہ تعالیٰ لیس البر ان تولوا الخ قال ابن الضعیف فیہ ان الصورۃ لا تعتبر بل المعنی الکلی المقول

قولہ تعالیٰ وآتی المال علی حبہ الخ قال ابن الضعیف ان عاد الضمیر الی المال یدل علی عدم علویۃ حب المال مطلقا وان عاد الی اللہ تعالیٰ دل علی طریق العشاق انہم یحبون اللہ تعالیٰ فقط لا یعبدونہ لو کان ثواب انتہی المقول

ترجمہ قولہ تعالیٰ لیس البر ان تولوا الخ اس میں دلیل ہے اس پر کہ صیغہ حصر مدعوں معنی کے حق میں

قولہ تعالیٰ وآتی المال علی حبہ الخ اگر ضمیر مال کی طرف راجع ہو تو آیت دلیل نہیں ہو سکتی کہ حب مال مطلقاً مضر نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہو تو آیت دلیل ہو طریق عشاق پر کہ وہ صرف حسن تعالیٰ ہی سے محبت رکھتے ہیں (خرچ میں صرف اسی کی محبت کو کرتے ہیں) غیر اللہ سے محبت (بالذات) نہیں کرتے اگرچہ وہ ثواب ہو

ف۱ الصبر علی المرض وعلی الصبر علی الاولیٰ وعلی الاعلیٰ الانسان من الصدوحین اذا صبر علی شیء من ذلک فالاولیٰ عاد الفقر والمرض کما نظر الی الاول

ف۲ الفقر والمرض کما نظر الی الاول

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۭ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ

اے ایمان والو تم پر قصاص فرض کیا جاتا ہے مقتولین کے بارہ میں ۔ آزاد آدمی آزاد آدمی کے عوض میں

بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۭ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ

غلام کے عوض میں اور عورت عورت کے عوض میں ۔ ہاں جس کو اس کے فریق کی طرف سے کچھ معافی ہو جاوے تو معقول طور پر

بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاۗءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ۭ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۭ

مطالبہ کرنا ۔ اور خوبی کے ساتھ اس کے پاس پہنچا دینا یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تخفیف ہے اور ترحم ہے

فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

پھر جو شخص اس کے بعد تعدی کا مرتکب ہو تو اس شخص کو بڑا دردناک عذاب ہوگا ۔

ربط ان اصول برّ کے بعد آگے کچھ فروع بر یعنی احکام جزئیہ کا بیان ہوتا ہے حسب ضرورت واقعات کے جو اس وقت پیش آئے تھے **فروع بر** یعنی بعضے احکام جزئیہ **حکم اوّل قصاص** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (الی قولہ تعالیٰ) فَمَنْ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اے ایمان والو تم پر (آقانون) قصاص فرض کیا جاتا ہے مقتولین (بقتل عمد) کے بارہ میں (یعنی ہر) آزاد آدمی (قتل کیا جاوے ہر دوسرے) آزاد آدمی کے عوض میں اور (اسی طرح ہر) غلام (دوسرے ہر) غلام کے عوض میں اور (اسی طرح ہر) عورت (دوسری ہر) عورت کے عوض میں (گو یہ قاتلین بڑے درجہ کے اور مقتولین چھوٹے درجے کے ہوں جب بھی سب کو برابر سمجھکر قصاص لیا جاوے گا یعنی قاتل کو سزا میں قتل کیا جاوے گا) ہاں جس (قاتل کو اس کے فریق (مقدمہ) کی طرف سے کچھ معافی ہو جاوے (مگر پوری معافی نہ ہو) تو (اس سے سزائے قتل ہٹ تو بری ہو گیا لیکن دیت یعنی خون بہا کے طور پر ایک معین مقدار سے مال بذمہ قاتل واجب ہو جاوے گا تو اس وقت فریقین کے ذمہ ان دو امر کی رعایت ضروری ہے مدعی یعنی وارث مقتول کے ذمہ تو (معقول طور پر (اس مال کا مطالبہ کرنا (کہ اس کو زیادہ تنگ نہ کرے) اور (مدعا علیہ یعنی قاتل کے ذمہ) خوبی کے ساتھ (اس مال کا) اس (مدعی) کے پاس پہنچا دینا (کہ مقدار میں کمی نہ کرے خواہ مخواہ ٹالے نہیں) یہ قانون دیت و عفو تمہارے پروردگار کی طرف سے (سزا میں) تخفیف ہے اور (شاہانہ) ترحم ہے (ورنہ بجز سزائے قتل کے کوئی گنجائش ہی نہ ہوتی) پھر جو شخص اس (قانون) کے (مقرر ہوئے) بعد تعدی کا مرتکب ہو (مثلاً کسی پر جھوٹا یا اشتباہ میں دعوی قتل کا کر دے یا معاف کر کے پھر قتل کی پیروی کرے) تو اس شخص کو (آخرت میں) بڑا اور دناک عذاب ہوگا

الفقہ استدل بعض الشافعیۃ بالآیۃ علی ان لایقتل الحر بالعبد والذکر بالانثی ولقد انصف البیضاوی فیما قال لا تدل علی ان لایقتل الحر بالعبد والذکر بالانثی کما لا تدل علی عکسہ فان المفہوم حیث لم یظہر للتخصیص غرض سوی اختصاص الحکم وقد بینا ما کان الغرض ای المنع من التعدی واثبات المساواۃ بین حر حر وعبد وعبد ولقد اجاد صاحب روح المعانی فی جوابہ بقولہ ومقتضی ہذا ان لایقتل الحر بالعبد والذکر بالانثی والخالف لم یذہب الیہ استدلت الحنفیۃ بقولہ تعالیٰ ان النفس بالنفس وقولہ علیہ السلام المسلمون تتکافأ دماہم رواہ اصحاب الصحاح ۱۲

الروایات فی المعالم عن سعید بن جبیر کانت بین اوس والخزرج وکان لاحدالحیین علی الآخر طول فی الکثرۃ والشرف فاقسموا لنقتلن بالعبد منا الحر منہم وبالمرأۃ منا الرجل منہم وہ

ص بالرجل منا الرجلین منہم وبالرجلین منا المائۃ رجال منہم الی قولہ فانزل اللہ تعالیٰ ہذہ الآیۃ و امر بالمساواۃ فرضوا اہ قلت وکان النظر الاصلی الی المساواۃ نفیا لقولہم بالرجل منا الرجلین الخ لانفیا للقصاص بین الرجل والمرأۃ فافہم او یقال لما کان المقصود بقولہم بالعبد منا الحر منہم وبالمرأۃ منا الرجل منہم ان لایقتل بالعبد منہم الحر منا وبالمرأۃ منہم الرجل منا صح نفی ہذا القول ایضا فافہم

العربیۃ من عفی لہ من اخیہ شیء فی الکتاب معناہ فمن عفی لہ من حق اخیہ شیء ومن للعفو کقولک سیر بزید بعض السیر لیصح ان یکون فی معنی المفعول بہ لان عفا لا یتعدی الی مفعول بہ الا بواسطۃ وتتعدی بعن الی الجانی والی الذنب فاذا تعدی الی الذنب الجانی معاقیل عفوت لفلان عما جنی کما تقول عفرت لزید ذنبہ فکانہ قیل فمن عفی لہ عن جنایۃ فاستغنی عن ذکر الجنایۃ فلما حذفت اتصل الخ ۱۲

ملحقات المرجیہ

قولہ ہاں فی ترجمۃ فاء فمن فان ہذہ الکلمۃ یستعمل تارۃ فی لسانا ومعنی التعقیب الذکری ۱۲

قولہ فی ترجمۃ اخیہ فریق ہو احد الزوجین المذکورین

فی الکشاف قال واخوہ ہو ولی المقتول وقیل لہ اخوہ لانہ لابسہ من قبل الدین والدم ومطالبہ بہ کما تقول للرجل قتل لصاحبک کذا من ہینہ وبینہ ولی ملابسۃ ۱۲

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ كُتِبَ

اور فہیم لوگو قصاص میں تمھاری جانوں کا بڑا بچاؤ ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ تم لوگ پرہیز رکھو گے۔ تم پر فرض

عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۨ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ

کیا جاتا ہے کہ جب کسی کو موت نزدیک معلوم ہونے لگے بشرطیکہ کچھ مال بھی ترکہ میں چھوڑا ہو تو والدین اور اقارب کے لئے معقول

وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝

طور پر کچھ کچھ بتلا جاوے۔ جن کا خدا کا خوف ہے ان کے ذمہ یہ ضروری ہے۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اور فہیم لوگو (اس قانون) قصاص میں تمھاری جانوں کا بڑا بچاؤ ہے (کیونکہ اس قانون کے اجراء کے خوف سے ارتکاب قتل سے ڈریں گے تو کئی جانیں بچیں گی) ہم امید کرتے ہیں کہ تم لوگ (ایسے قانون امن کی خلاف ورزی سے) پرہیز رکھو گے۔ ف اس مقام کے متعلق چند مسائل ہیں مسئلہ قتل عمد وہ ہے کہ ارادہ کر کے کسی کو کسی آہنی سلاح سے یا ایسی چیز سے جس سے گوشت پوست خون بہ سکے قتل کیا جاوے قصاص یعنی سزائے قتل سی قتل کے جرم میں خاص ہے مسئلہ ایسے قتل میں جیسا آزاد آدمی آزاد کے عوض میں قتل کیا جاتا ہے ایسا ہی غلام کے عوض میں بھی اور جس طرح عورت کے عوض میں عورت ماری جاتی ہے اسیطرح مرد بھی عورت کے مقابلہ میں قتل کیا جاتا ہے مسئلہ اگر قتل عمد میں قاتل کو پوری معافی دیدی جاوے مثلاً مقتول کے وارث صرف اس کے دو بیٹے تھے اور دونوں نے اپنا حق معاف کر دیا تو قاتل پر کوئی مطالبہ نہیں رہا اور اگر پوری معافی نہ ہو مثلاً صورت مذکورہ میں دو بیٹوں میں سے ایک نے معاف کیا دوسرے نے معاف نہیں کیا تو سزائے قصاص سے تو قاتل بری ہو گیا لیکن معاف نہ کرنے والے کو نصف دیت یعنی خوں بہا دلایا جاوے گا۔ اور خوں بہا شرع میں پچیس سو اونٹ یا ہزار دینار یا دس ہزار درم ایک دینار دس درم کا ہوتا ہے اور درم کی مقدار سکہ مروجہ حال سے سوا چار آنے اور ساڑھے چار آنے کے درمیان ہے اور ان اونٹوں کی عمریں وغیرہ کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہیں۔ مسئلہ جس طرح تمام معافی سے مال واجب ہوتا ہے اسی طرح اگر باہم کسی مقدار مال پر مصالحت ہو جاوے تب بھی قصاص ساقط ہو کر مال واجب ہو جاتا ہے لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ اگر اونٹ یا اشرفیوں یا روپیوں پر صلح ٹھہرے تو ان اشیاء کی جو مقدار اوپر مذکور ہوئی اس سے زیادہ پر معاملہ نہ ہوا البتہ اگر اور کسی جنس پر صلح ہو جاوے مثلاً کوئی غلہ یا کپڑا یا گھوڑا تو جس قدر قیمت کی بھی ہوں صلح جائز ہے پھر چاہے یہی مقررہ چیزیں لے لے اور چاہے ان مقررہ چیزوں کے عوض میں برضامندی اشرفیاں یا روپیہ گو یہ اشرفیاں یا روپے اس اوپر والی مقدار سے زیادہ ہو لے سب جائز ہے۔ مسئلہ قتل عمد میں جو دیت یا صلح سے مال واجب ہو وہ صرف قاتل کے مال میں واجب ہوتا ہے مسئلہ مقتول کے جتنے وارث شرعی ہوں گے ان ہی سہاموں پر قصاص اور اسی طرح مال دیت سب میں مشترک ہو گا یہ سب مسائل ہدایہ میں ہیں

حکم دوم وصیت۔ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۨ الوصیۃ (الی قولہ تعالیٰ) حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝ (شروع اسلام میں جب تک میراث کے حصے شرع سے مقرر نہ ہوئے تھے یہ حکم تھا کہ ترکہ کے ایک ثلث تک مرد اپنے والدین اور دوسرے رشتہ داروں کو جتنا جتنا مناسب سمجھے بتلا جاوے اتنا ان لوگوں کا حق تھا باقی جو کچھ رہتا وہ سب اولاد کا حق ہوتا تھا اس آیت میں یہ حکم مذکور ہے یعنی) تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب کسی کو (آثار سے) موت نزدیک معلوم ہونے لگے بشرطیکہ کچھ مال

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

ولکم فی القصاص حیوۃ قال العینی الضعیف فسرھا بعضھم بالحیوۃ الاخرویۃ فالمعنی ان القاتل اذا اقتص منہ فی الدنیا لم یواخذ بحق المقتول فی الآخرۃ اما بطلقا عند ابی حنیفہ واما بعد تسلیم لقاتل نفسہ عند الحنفیۃ فیوید علی ھذا التفسیر کون البقاء فی الفناء التمثلی القول۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ ولکم فی القصاص حیوۃ

بعض نے اس کی تفسیر حیوۃ اخرویہ کے ساتھ کی ہے پس معنی یہ ہوں گے کہ قاتل کو جب دنیا میں قصاص دے لیا جاوے پھر اس کو حق مقتول کا آخرت میں مواخذہ نہ ہو گا جمہور کے نزدیک تو مطلقاً اور حنفیہ کے نزدیک قاتل کے تسلیم نفس کے بعد جس اس تفسیر پر یہ آیت مثل ہو گی فناء کے اندر بقاء ہونے پر۔

قولہ تعالیٰ

ان ترک خیرا ای مالا قال العینی ضعیف فی بعض التعبیر ان ملک المال لا یبالی النووی کامل مع ایجاب حقوقہم یبقی مقبول۔ ترجمہ قولہ تعالیٰ ان ترک خیرا ای مالا الخ اس تعبیر میں دلالت ہے اس پر کہ مال کا مالک ہونا تقوی کامل کے منافی ہے جبکہ اس کے حقوق ادا ہوتے ہیں

لغات الترجمہ

لہ بڑا بچاؤ ہذا اشارۃ الی ترک القصاص او ابقاء القاتل حیا بعد الاقتصاص منہ او ترک القتل او ایجاب الدیۃ او الاعم منھا ومن غیرھا لتنوین التفخیم ولیۃ لتنوین التعظیم ولیۃ لتنوین التعظیم وھو الاولی لما کان الوصیۃ مصدرا مبنیا للمفعول جاز تذکیر الفعل المسند الیہ بالاولی تذکیر الفعل المسند الی المؤنث الحقیقی حقا قال البیضاوی مصدر مؤکد لما دل علیہ الجملۃ من معنی الوجوب کذلک حقا ذلک حقا فلت و ھذا ای حق ذلک حقا اشارۃ الی تقدیر المضاف ای ایجاب الوصیۃ او الی تقدیر الفعل ای اوجبت الوصیۃ حقا

فی روح المعانی خیرا ای مالا وقیل اکثر ھنا ۱۲ منہ (باقی اگلے صفحہ پر) عند ابی حنیفہ کما فی الاصل وظاہر ان ملفظ فی لا بد منہ فی خبر ان اذا تقدم ۱۲ منہ

فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَمَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
پھر جو شخص سُن لینے کے بعد اس کو تبدیل کرے گا تو اس کا گناہ ان ہی لوگوں کو ہوگا جو اس کو تبدیل کریں گے ۔ اللہ تعالیٰ تو یقیناً

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ
سنتے جانتے ہیں ہاں جس شخص کو وصیت کرنے والی کی جانب سے کسی بے عنوانی کی یا کسی جرم کے ارتکاب کی تحقیق ہوئی

فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
ہو پھر یہ شخص ان میں باہم مصالحت کرادے تو اس پر کوئی گناہ نہیں بیشک اللہ تعالیٰ تو معاف فرمانے والے ہیں اور رحم کرنے والے ہیں

وقوع اثم التبدیل علی غیر المبدل لعم کان المحتمل وقوع اثم

۲۲ ع ۶ الائتلاف علی الحاکم والحکم فنفاہ بالحصر واشرت الی ہذا الکلام فی تقریر الترجمۃ فافہم ۱۲

بھی چھوڑا ہو تو (اپنے) والدین اور (دیگر) اقارب کے لئے معقول طور پر (کہ مجموعہ ایک ثلث سے زیادہ نہ ہو) کچھ کچھ بندوبست (اس کا نام وصیت ہے) جن کو خدا کا خوف ہے ان کے ذمہ یہ ضروری (کیا جاتا) ہے ۔ فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَمَا سَمِعَهٗ (الیٰ قولہ تعالیٰ) اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ پھر (جن لوگوں نے اس وصیت کو سُنا ہے ان میں سے) جو شخص (بھی) سُن لینے کے بعد اس (کے مضمون) کو تبدیل کرے گا (اور باہمی تقسیم و فیصلہ کے وقت غلط اظہار دے گا اور اس کے موافق فیصلہ ہونے سے کسی کا حق تلف ہو جاوے گا) تو اس (حق تلفی) کا گناہ اُن ہی لوگوں کو ہوگا جو اس (مضمون) کو تبدیل کریں گے (حاکم عدالت یا ثالث کو گناہ نہ ہوگا کیونکہ) اللہ تعالیٰ تو یقیناً سنتے جانتے ہیں (تو تبدیل کرنے والے کی اظہار بھی سنتے ہیں اور حاکم کا بے خبر اور معذور ہونا بھی جانتے ہیں) ہاں (ایک طرح کی تبدیل کی اجازت بھی ہے وہ یہ کہ) جس شخص کو وصیت کرنے والے کی جانب سے (وصیت کے بارہ میں غلطی سے) کسی بے عنوانی کی یا (قصداً قانون وصیت کے کسی دفعہ کی خلاف ورزی سے) کسی جرم کے ارتکاب کی تحقیق ہوئی ہو (اور اس بے ضابطہ وصیت کی وجہ سے اس مردے کے پس ماندوں یعنی مستحقان ترکہ و مستحقان مال وصیت میں نزاع کا احتمال یا وقوع معلوم ہو) پھر یہ شخص ان میں باہم مصالحت کرادے (گو وہ مصالحت اس مضمون وصیت کے خلاف ہو جو ظاہراً تبدیل وصیت ہے) تو اس (شخص) پر کوئی (بار) گناہ نہیں ہے (اور) واقعی اللہ تعالیٰ تو (خود گناہوں کے) معاف فرمانے والے ہیں اور (گناہ گاروں پر) رحم کرنے والے ہیں (اور یہ شخص تو اس اصلاح میں مطیع حکم ہے تو اس پر تو کیوں رحمت نہ ہوگی) ۔ ف اس حکم کے بیان جز ہو تھے ۔ ایک بجز اولاد کے دوسرے ورثہ کے حصص و حقوق ترکہ میں معین نہ ہونا ۔ دوم ایسے اقارب کے لئے وصیت کا واجب ہونا ۔ تیسرے وصیت کی اجازت نہ ہونا ۔ پس پہلا جزو تو آیت میراث سے منسوخ ہے دوسرا جزو حدیث سے جو کہ مؤید بالاجماع ہے منسوخ ہے اور وجوب کے ساتھ جواز بھی منسوخ ہو گیا یعنی وارث شرعی کے لئے وصیت مالیہ باطل ہے ۔ تیسرا جزو اب بھی باقی ہے ثلث سے زائد میں بدون رضاء ورثہ بالغین کے وصیت باطل ہے ۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) بانہ ینبغی ان یکون الموصی بہ حلالا طیبا لاخبیثا لان الخبیث یجب ردہ الی اربابہ وہا ہم بالوصیۃ فیہ ۱۲ الروایات فی انکمالین عن البخاری عن ابن عباس قال کان

المال للولد والوصیۃ للوالدین فنسخ اللہ من ذلک ما احب وجعل للذکر مثل حظ الانثیین ۔ وفی الجلالین عن الترمذی حدیث لا وصیۃ لوارث فی الکمال قال الشافعی ان ہذا المتن متواتر ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی ترجمۃ فانما اثمہ تو اس حق تلفی کا گناہ ولما کان التبدیل الذی ہو سبب ہذا الاتلاف مذکورا

کان کذکر ہذا السبب وانما قدرت الکلام ہکذا اظہر من کون المرجع المقصود ہو التبدیل لان الحصر یکون لنفی شیٔ محتمل ہناک ولا یحتمل ۱۲

قولہ فی آخر الترجمۃ اس پر کیوں نہ رحمت ہوگی ذکر ہذا الوجہ مما لا بلغیۃ فی روح المعانی ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰي

اس توقع پر کہ تم متقی بن جاؤ تھوڑے دنوں روزہ رکھ لیا کرو پھر جو شخص تم میں بیمار ہو یا

سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ ۭ طَعَامُ

سفر میں تو دوسرے ایام کا شمار رکھنا ہے اور جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہوں ان کے ذمہ فدیہ ہے کہ وہ ایک

مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

غریب کا کھانا دے اور جو شخص خوشی سے خیر کرے تو یہ اس شخص کے لئے اور بھی بہتر ہے۔ اور تمہارا روزہ رکھنا زیادہ بہتر ہے اگر تم خبر رکھتے ہو

حکم سوم صوم - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ (الی قولہ تعالیٰ) وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے (امتوں کے) لوگوں پر فرض کیا گیا تھا اس توقع پر کہ تم (روزہ کی بدولت رفتہ رفتہ) متقی بن جاؤ (کیونکہ روزہ رکھنے سے عادت پڑے گی نفس کو اس کے متعدد تقاضوں سے روکنے کی اور اسی عادت کی پختگی بنیاد ہے تقویٰ کی) سو (تھوڑے دنوں روزہ رکھ لیا کرو (ان تھوڑے دنوں سے مراد رمضان ہے جیسا اگلی آیت میں آتا ہے) پھر (اس میں بھی اتنی آسانی ہے کہ) جو شخص تم میں (ایسا) بیمار ہو (جس کو روزہ رکھنا مشکل یا مضر ہو) یا (شرعی) سفر میں ہو تو (اس کو رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور بجائے ایام رمضان کے) دوسرے ایام کا (اتنا ہی) شمار (کر کے ان میں روزہ) رکھنا (اس پر واجب) ہے اور (دوسری آسانی جو بعد میں منسوخ ہو گئی یہ ہے کہ) جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہوں (اور پھر بھی روزہ رکھنے کو دل نہ چاہے تو) انکے ذمہ صرف روزے کا یہ ہے کہ وہ ایک غریب کا کھانا (کھلا دینا یا دیدینا) ہے اور جو شخص خوشی سے (زیادہ) خیر[ف] (خیرات) کرے (کہ زیادہ فدیہ دیدے) تو یہ اس شخص کے لئے اور بھی بہتر ہے اور (گو ہم نے آسانی کے لئے ان حالتوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت دے دی ہے لیکن) تمہارا روزہ رکھنا (اس حال میں بھی) زیادہ بہتر ہے اگر تم (کچھ روزے کی فضیلت کی) خبر رکھتے ہو۔

ف پہلی امتوں میں سے نصاریٰ پر روزہ فرض ہونے کا بیان ایک حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ نصاریٰ پر ماہ رمضان

اللغات الصیام کالصوم مصدر صام ۱۲ روح المعانی

النحو ایاما معدودات فی روح المعانی انتصاب یاما لیس بالصیام کما قیل لوقوع الفصل بینہما بأجنبی بل بمضمر دل ہو علیہ ای صوموا عدۃ من ایام اخر ای فعلیہ صوم عدۃ ایام المرض والسفر من ایام اخر ان الفطر وحذف الشرط والمضاف ان للعلم بہما ۱۲ روح المعانی -

البلاغۃ کما کتب فیہ تاکید للحکم وترغیب فیہ وتطییب لانفس المخاطبین فان الامور الشاقۃ اذا عمت طابت ایاما معدودات قلیلات ان بالقلیل یسہل عدہ فیعد الکثیر یوخذ جزافا علی سفر راکب سفر مستعل علیہ بان اشتغل بہ قبل الفجر فیہ بہا ای ان من سافر فی اثنا الیوم لم یفطر وہذا المعنی اوثر علی مسافرا ۱۲ روح المعانی -

اختلاف القراءۃ قرا نافع وابن عامر باضافۃ فدیۃ الی طعام وجمع المسکین والاضافۃ حینئذ من اضافۃ الشیٔ الی جنسہ کخاتم فضۃ لان طعام المسکین یکون فدیۃ وغیرہا وجمع المسکین لانہ جمع فی الذین یطیقونہ مقابل لجمع بالجمع فلم یجمع فدیۃ لانہا مصدر ۱۲ روح المعانی

الروایات - اخرج البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی والطبرانی واخرون عن سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما نزلت ہذہ الآیۃ وعلی الذین یطیقونہ کان من شاء منا صام ومن شاء افطر وافتدی فعل ذلک حتی نزلت الآیۃ التی بعدہا فنسختہا فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ ۱۲ روح المعانی

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ کتب علیکم الصیام الی قولہ لعلکم تتقون قال العبد الضعیف فیہ بیان ثمرۃ المجاہدۃ ففیہ مسئلتان احدہما کون المجاہدۃ نافعۃ ثانیتہما کون بیان ثمراتہا مشروعۃ کما یلیق للشیوخ اذا رأوا فیہ مصلحۃ انتہی القول

ترجمہ

قولہ تعالیٰ کتب علیکم الصیام الی قولہ لعلکم تتقون اس میں بیان ہے ثمرۂ مجاہدہ کا پس اس میں دو مسئلے ہیں ایک مجاہدہ کا نافع ہونا دوسرا اس کے ثمرات کے بیان کا مشروع ہونا جیسا کہ شیوخ جب مصلحت دیکھتے ہیں اس کو بیان کرتے ہیں۔

ملحقات الترجمہ

ل قولہ متقی بن جاؤ اخذ من روح المعانی ان یکون المفعول منزلا منزلۃ اللازم لئلا تفصلوا بذلک الی زبدۃ القوی ۱۲

ف قولہ خیر کرے الی قولہ بہتر ہے اخذ للجزء الاول مصدرا والثانی اسم تفضیل خفیف الحمل بلام یۃ ۱۲ کذا فی روح المعانی

کا روزہ فرض ہوا تھا، ان کا کوئی بادشاہ بیمار ہوا تو اس کی قوم نے نذر مانی کہ اگر بادشاہ کو شفا ہو جاوے تو ہم دس روزے اور اضافہ کر دیں گے۔ پھر اور کوئی بادشاہ بیمار ہوا۔ اس کی صحت پر سات کا اور اضافہ ہوا پھر تیسرا بادشاہ ہوا اس نے تجویز کیا کہ پچاس میں تین ہی کی کسر رہ گئی ہے لاؤ تین اور بڑھا لیں اور ایام ربیع میں سب رکھ لیا کریں ذکرہ فی روح المعانی بروایۃ ابن حنظلۃ والنحاس والطبرانی عن معقل بن حنظلۃ مرفوعًا اور لعلکم تتقون میں روزہ کی ایک حکمت کا بیان ہے جس کی تقریر اثناء ترجمہ میں کر دی گئی۔ لیکن حکمت کا اسی میں انحصار نہیں ہو گیا خدا جانے اور کیا کیا ہزاروں حکمتیں ہوں گی۔ پس کسی کو یہ کہنے کی گنجائش نہیں کہ جب مقصود روزہ کا معلوم ہو گیا تو یہ مقصود اگر دوسرے طریق سے حاصل کر لیں تو روزہ کی یا قید رمضان کی کیا ضرورت ہے، وجہ گنجائش نہ ہونے کی یہ ہے کہ ممکن ہے کہ روزے میں کچھ خاص حکمتیں اور ثمرات ایسے ہوں کہ وہ بدون ان خاص قیود مقررہ شرعیہ کے حاصل نہ ہو سکیں خوب سمجھ لو اور اس مقام پر چند مسائل ہیں۔

مسئلہ۔ جس بیماری میں روزہ رکھنا نہایت شاق ہو یا مضر مرض ہو اس میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

مسئلہ۔ سفر شرعی حنفیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اپنی جائے قیام سے تین منزل کے قصد سے سفر کرے تو دستہ میں تو یہ مسافر ہو گیا اب منزل مقصود پر پہنچکر اگر پندرہ روز یا زیادہ قیام کا ارادہ کر لیا تو مسافر نہ رہا اور اگر پندرہ روز سے کم کے قیام کا ارادہ کیا تو پھر بھی مسافر ہے۔ غرض جو شخص شرعی مسافر ہو اس کو جائز ہے کہ باوجود روزہ رکھ سکنے کے روزہ نہ رکھے لیکن ایسی حالت میں زیادہ افضل یہی ہے کہ رکھے۔

مسئلہ۔ یہ مریض اور مسافر جن کا ذکر کیا گیا اگر اس روزے کی نیت نہ کر چکے تھے تو روزہ نہ رکھنا درست ہے اور اگر نیت کر چکے ہوں تو بلا تکلیف شدید روزہ توڑنا جائز نہیں۔

مسئلہ۔ یہ مریض اور مسافر جتنے دن روزہ نہ رکھیں ان دنوں کا شمار یاد رکھیں اور جب مرض اور سفر ختم ہو جاوے بعد رمضان گذر جانے کے اتنے دنوں کا روزہ بہ نیت قضا رکھیں اور یہ قضا کے روزے خواہ ایک دم سے رکھیں اور خواہ ایک ایک دو دو کر کے متفرق رکھیں اور بعد ختم ہونے سفر اور مرض کے اگر کچھ رمضان بھی باقی ہے تو بقیہ رمضان کا روزہ ادا کر کے اس کے گذرنے کے بعد یہ قضا روزے رکھ سکتے ہیں۔

مسئلہ۔ شروع اسلام میں جب لوگوں کو بتدریج روزہ کا خوگر کرنا منظور تھا یہ حکم ہو گیا تھا کہ باوجود استطاعت روزہ کے فدیہ کی اجازت تھی اب یہ حکم منسوخ ہے، البتہ جو شخص بہت بوڑھا ہو یا ایسا بیمار ہو کہ اب صحت کی توقع نہیں ایسے لوگوں کے لئے یہ حکم اب بھی ہے کہ فی روزہ یا تو ایک مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیں یا خشک جنس دینا چاہیں تو فی روزہ آدھی کے سیر سے ایک مسکین کو پونے دو سیر گیہوں دیدیا کریں، اگر اتنے گیہوں دو مسکین کو دیں گے درست نہیں۔ یا ایک تاریخ میں ایک مسکین کو دو دن کا فدیہ دیں گے تب بھی درست نہیں اور اگر فدیہ دینے کے بعد اس شخص میں طاقت آگئی یا وہ مرض جاتا رہا تو ان روزوں کو پھر قضا کرنا ہو گا اور اس فدیہ کا ثواب الگ ملے گا۔ مگر یہ فدیہ بجائے روزوں کے نہ رہے گا۔ اور اگر کسی کو فدیہ دینے کی بھی وسعت نہ ہو تو بجائے فدیہ کے وہ صرف استغفار کرے اور نیت رکھے کہ جب ہو سکے ادا کروں گا

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ

ماہ رمضان ہے جس میں قرآن مجید بھیجا گیا ہے جس کا وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور واضح الدلالۃ ہے مجملہ

مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ۖ وَ

ان کتب کے جو کہ ہدایت ہیں اور فیصلہ کرنے والی ہیں سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو ضرور اس میں روزہ رکھنا چاہیئے اور

مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ۭ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ

جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا شمار رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ آسانی کرنا

وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ

منظور ہے اور تمہارے ساتھ دشواری منظور نہیں

ربط اوپر ارشاد ہوا تھا کہ تھوڑے دنوں روزہ رکھ لیا کرو آگے ان تھوڑے دنوں کا بیان ہے۔

تعیین ایام صیام شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ (الی قولہ تعالیٰ) یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (وہ تھوڑے ایام جن میں روزے کا حکم ہوا ہے) ماہ رمضان ہے جس میں (ایسی برکت ہے کہ اس میں یعنی اس کے ایک خاص حصہ میں کہ شب قدر ہے) قرآن مجید (لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر) بھیجا گیا ہے جس کا (ایک) وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لئے (ذریعہ) ہدایت ہے اور (دوسرا وصف یہ ہے کہ ہدایت کے طریقے بتلانے میں اس کا جو جزو) واضح الدلالۃ ہے (اور ان دونوں وصفوں میں) منجملہ ان کتب (سماویہ) کے (ہے) جو کہ (ان ہی دو وصفوں سے موصوف ہیں یعنی ذریعہ) ہدایت (بھی) ہیں اور (وضوح دلالت کی وجہ سے حق و باطل کے درمیان) فیصلہ کرنے والی (بھی) ہیں سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو ضرور اس میں روزہ رکھنا چاہیئے (اور فدیہ کی اجازت جو اوپر مذکور تھی منسوخ و موقوف ہوئی) اور (مریض اور مسافر کے لئے جو اوپر قانون تھا وہ البتہ اب بھی اسی طرح باقی ہے کہ) جو شخص (ایسا) بیمار ہو (جس میں روزہ رکھنا مشکل یا مضر ہو) یا (شرعی) سفر میں ہو تو (اس کو رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور بجائے ایام رمضان کے) دوسرے ایام کا (اتنا ہی) شمار (کر کے اُن میں روزہ) رکھنا (اس پر واجب) ہے اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ (احکام میں) آسانی (کی رعایت) کرنا منظور ہے (اس لئے ایسے احکام مقرر کئے جن کو تم آسانی سے بجا لا سکو چنانچہ سفر اور مرض میں کیسا آسان قانون مقرر کر دیا) اور تمہارے ساتھ احکام و قوانین میں (مقرر نہیں) دشواری منظور نہیں (کہ سخت احکام تجویز کر دیتے)

النحو شهرُ رمضان خبر مبتدا محذوف تقدیرہ ذلکم الوقت ۱۲ روح المعانی قلت واشرت الیہ فی الترجمۃ هدی وبینات حالان لازمان من القرآن العامل فیہما انزل ۱۲ روح المعانی واشرت الیہ فی الترجمۃ بقولی وصف الخ

البلاغۃ شهرُ رمضان هو المراد بالایام واختار ذلک ابن عباس والحسن ابو مسلم فیکون اللہ سبحانہ قد اخبر اولا انہ کتب علینا الصیام ثم بینہ بقولہ عزوجل ایاما معدودات فزال بعض الابہام ثم بینہ بقولہ عز من قائل شهرُ رمضان توطئۃ للنفس علیہ ۱۲ روح المعانی قولہ هدی للناس وبدا ذکرت فی ترجمتہ لم یلزم التکرار فی الهدی ای مع قولہ من الهدی وکذلک فی بینات مع قولہ الفرقان فافہم وظہر ان المبینات والفرقان متحدان مقصودا وانما غایر العنوان اشارۃ الی ان کون الشیٔ بینا لا یقصد الا لکونہ فرقانا بخلاف کونہ هدی فانہ مقصود بنفسہ ولذا لم یغیر فیہ العنوان واشرت الی النکتۃ فی ایراد البینات جمعا بقولی فی الترجمۃ جزو جزو وقد فسر صاحب الکشاف وروح المعانی ص

ص الهدی والفرقان بالکتب المتقدمۃ تقول تعالی وانزل التورٰۃ والانجیل من قبل هدی للناس وانزل الفرقان الذی انزل فیہ قال البیضاوی فیہ اشعار بان الانزال فیہ بسبب اختصاصہ بوجوب الصوم فیہ او بفضیلۃ عبادۃ المکلف بہ او لما خص بہذا الشہر من عظیم النعم کان ذلک صالحا لاختصاصہ باحمز انواع العبودیۃ شکر اعلیہ ۱۲ قولہ ومن کان مریضا الخ مخصص لمن شہد و تکرارہ لذلک التخصیص اولا لانہ توہم نسخہ کما شیع قرینہ ۱۲ روح المعانی

الکلام استدل المعتزلۃ بقولہ تعالیٰ یرید اللہ الخ علی انہ قد یقع من العبد بالا یرید اللہ تعالیٰ وذلک لان المریض والمسافر اذا صاما حق اجہدہما الصوم فقد فعلا خلاف ما اراد اللہ تعالیٰ ورد بان التیسیر باہظۃ الغیر وقد تحصل من غیر تخلف ۱۲ روح المعانی

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

اور تاکہ تم لوگ شمار کی تکمیل کر لیا کرو اور تاکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کیا کرو اس پر کہ تم کو طریقہ بتلا دیا اور تاکہ تم لوگ شکر ادا کیا کرو

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اور (یہ احکام مذکورہ ہم نے خاص خاص مصلحتوں سے مقرر کئے چنانچہ اولاً روزہ ادا رکھنے کا اور کسی شرعی عذر سے رہ جاوے تو اور ایام میں قضا کرنے کا حکم تو اس لئے کیا) تاکہ تم لوگ (ایام ادا یا قضا کی) شمار کی تکمیل کر لیا کرو (تاکہ ثواب میں کمی نہ رہے) اور (خود قضا رکھنے کا حکم اس لئے کیا) تاکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی (اور ثنا) بیان کیا کرو اس پر کہ تم کو (ایک ایسا) طریقہ بتلا دیا (جس سے تم برکات و ثمرات صیام رمضان سے محروم نہ ہو ورنہ اگر قضا کا حکم وجوباً نہ ہوتا تو بہت کم لوگ اس کا اہتمام کرتے) اور (عذر سے خاص رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت اس لئے دیدی) تاکہ تم لوگ (اس نعمت آسانی پر اللہ تعالیٰ کا) شکر ادا کیا کرو (ورنہ اگر یہ اجازت نہ ہوتی تو سخت مشقت ہوتی)

ف - قرآن مجید میں دوسری آیت میں آیا ہے کہ ہم نے قرآن مجید شب قدر میں نازل فرمایا اور یہاں رمضان شریف میں نازل کرنا فرمایا ہے سو وہ شب قدر رمضان کی تھی اس لئے دونوں مضمون موافق ہو گئے اور اگر یہ شک ہو کہ قرآن مجید تو کئی سال میں تھوڑا تھوڑا کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے پھر رمضان یا شب قدر میں نازل فرمانے کے کیا معنی اس وسوسہ کے جواب کی طرف احقر نے اثنا ء ترجمہ میں اشارہ کر دیا ہے یعنی لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر دفعۃً رمضان کی شب قدر میں نازل ہو چکا تھا پھر آسمان دنیا سے دنیا میں بتدریج کئی سال میں نازل ہوا پس اس میں بھی تعارض نہ رہا چنانچہ روح المعانی میں حضرت ابن عباس اور ابن جبیر اور حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی قول نقل کیا ہے انہ نزل فیہ جملۃ الی السماء الدنیا ثم نزل منجما فی ثلث وعشرین ترجمہ اس کا وہی ہے جو احقر اوپر لکھ چکا ہے اور یہی معنی ہیں اس حدیث کے جو امام احمد اور طبرانی نے بروایت واثلۃ بن الاسقع کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی ہے کہ صحف ابراہیم رمضان کی اول شب میں اور تورات چھٹی شب میں اور انجیل تیرھویں شب میں اور قرآن مجید چوبیسویں شب میں اسی رمضان کی نازل کئے گئے کذا فی روح المعانی واللہ اعلم۔

۱۲ واللغا ومجازا لکونہ فرد امنہ و لذلک عدی بعلی ۱۲

النحو ولتکملوا اعلل لفصل محذوف دل علیہ فمن شہد الخ ای وشرع لکم جملۃ ما ذکر الخ روح المعانی قلت اشرت الیہ ایضا فی الترجمۃ ۱۲

البلاغت، ولتکملوا فی روح المعانی ہذا نوع من اللطف لطیفۃ المسلک قلما یہتدی الیہ لان مقتضی الظاہر ترک الواو ولکونہا علۃ لما سبق وجہ اختیارہ لما فیہ من مزید الاعتناء بالاحکام السابقۃ مع عدم التکلف۔ قلت وجہ الاعتناء انہ فصل الافعال اولا ثم جمل ذلک المفصل بالفصل المقدر ای شرع ثم فصل علل تلک الافعال کما ہو ظاہر ۱۲۔ لتکبروا اللہ علی فی روح المعانی المراد من التکبیر المجد ۱۲

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ

اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو میں قریب ہی ہوں ۔ منظور کر لیتا ہوں عرضی درخواست کرنے والے کی

اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ○

جب کہ وہ میرے حضور میں درخواست دے سو ان کو چاہیئے کہ میرے احکام کو قبول کیا کریں اور مجھ پر یقین رکھیں امید ہے کہ وہ لوگ رشد حاصل کر سکیں گے

ربط ۔ اوپر احکام صوم میں جن مصلحتوں کی رعایت فرمائی گئی ہے اسی طرح آئندہ بھی بعض احکام کے مصالح اور رعایت سہولت کا ذکر ہے ان سب سے حق تعالیٰ کا بندے کے حال پر توجہ اور عنایت فرمانا معلوم ہوتا ہے لہذا مضمون قرب و اجابت کا ذکر مناسبت مقام فرماتے ہیں ۔ **قرب و اجابت باری تعالیٰ** وَاِذَا سَاَلَكَ (الی قولہ تعالیٰ) لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ○ اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ سے میرے بندے میرے (قرب اور بُعد کے متعلق دریافت کریں تو آپ میری طرف سے اُن سے فرما دیجئے کہ) میں قریب ہی ہوں (اور باستثناء نامناسب درخواست کے) منظور کر لیتا ہوں (ہر) عرضی درخواست کرنے والے کی جبکہ وہ میرے حضور میں درخواست دے سو (جس طرح میں اُن کی عرض و معروض کو منظور کر لیتا ہوں) اُن کو چاہیئے کہ میرے احکام کو (بجا آوری کے ساتھ) قبول کر لیا کریں (اور چونکہ ان احکام میں کوئی حکم نامناسب نہیں اس لئے اس میں استثناء ممکن نہیں) اور مجھ پر یقین رکھیں (میری ہستی پر بھی میرے حاکم ہونے پر بھی میرے حکیم ہونے اور رعایت مصالح پر بھی اس طرح) امید ہے کہ وہ لوگ رشد (و فلاح) حاصل کر سکیں گے ۔ **ف** یہ جو فرمایا کہ جب دریافت کریں سو ایک شخص نے دریافت کیا تھا اور یہ جو فرمایا کہ میں قریب ہوں تو جیسے حق تعالیٰ کی ذات کی حقیقت بے چون و چگون ہونے کی وجہ سے ادراک نہیں کی جا سکتی اسی طرح ان کی صفات کی حقیقت بھی معلوم نہیں ہو سکتی لہذا ایسی مباحث میں زیادہ تفتیش جائز نہیں اجمالاً اتنا سمجھ لیں کہ جیسی ان کی ذات ہے اُن کی شان کے مناسب ان کا قرب بھی ہے اور احقر نے جو "باستثناء نامناسب درخواست" کی قید ظاہر کر دی اس سے وہ مشہور وسوسہ اجابت دعا کے متعلق دفع ہو گیا کہ بعض اوقات دیکھا جاتا ہے کہ دعا قبول نہیں ہوتی ۔ حاصل جواب یہ ہے کہ وہ دعا اس شخص کے مناسب حال نہیں ہوتی اور یہ ضرور نہیں کہ جو چیز واقع میں نامناسب ہو اس کے نامناسب ہونے کی اطلاع خود اس شخص کو بھی ہو جایا کرے اور کسی ملحد کو اس شبہہ کے نکالنے کی بھی گنجائش نہیں ہے کہ جیسے وہ ہماری صرف بعض باتیں قبول کرتے ہیں ہم بھی ان کے صرف بعض احکام مان لیں گے وجہ گنجائش نہ ہونے کی یہ ہے کہ ہماری تو بعض درخواستیں نامناسب ہوتی ہیں اور ان کے احکام تو سب مناسب ہیں ۔ چنانچہ احقر نے ترجمہ میں بھی اس کو ظاہر کر دیا ہے ۔

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابو الشیخ و غیرہم من طرق انہ جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اقریب ربنا فنناجیہ ام بعید فنناديہ فانزل اللہ تعالیٰ واذا سالک عبادی الآیت ۱۲

اللغات

استجاب و اجاب وہ احد معناہ قطع مسئلۃ بتبلیغہ مراۃ من الجوب بمعنی القطع ۱۲ روح المعانی ۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

فانی قریب قال ابن العربی الضمیر ظاہرہ یعود علی الاحاطۃ الذاتیۃ و القرب الذاتی انتہی النقول ۔

ترجمہ **قولہ تعالیٰ**

فانی قریب اس کا ظاہر احاطہ ذاتیہ قرب ذاتی پر دلالت کرتا ہے

ملحقات الترجمہ

۱ **قولہ** میری طرف سے توجہ بعنوان الجواب ۱۲

۲ **قولہ** میرے احکام کو لما کان المقصود کالملفوظ اظہرہ فی الترجمۃ ۱۲

۳ **قولہ** رشد و فلاح عطف تفسیری اخذا مما فی روح المعانی ان اصل الباب اصابۃ الخیر ۱۲

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ

تم لوگوں کے واسطے روزہ کی شب میں اپنی بیبیوں سے مشغول ہونا حلال کر دیا گیا۔ کیونکہ وہ تمھارے اور تم ان کے

لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا

اوڑھنے بچھونے ہو۔ خدا تعالیٰ کو اس کی خبر تھی کہ تم خیانت کے گناہ میں اپنے کو مبتلا کر رہے تھے۔ خیر اللہ تعالیٰ نے تم پر عنایت فرمائی اور

عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا

تم سے گناہ کو دھو یا سو اب ان سے ملو ملاؤ۔ اور جو تمھارے لئے تجویز کر دیا ہے اس کا سامان کرو اور کھاؤ اور پیو

حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ

اس وقت تک کہ تم کو سفید خط صبح کا متمیز ہو جاوے سیاہ خط سے

ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ

پھر رات تک روزہ کو پورا کیا کرو۔

حکم چہارم تمتع بمفطرات در شب صیام أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ (الی قولہ تعالیٰ) ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ تم لوگوں کے واسطے روزہ کی شب میں اپنی بیبیوں سے مشغول ہونا حلال کر دیا گیا (اور پہلے جو اس سے ممانعت تھی وہ موقوف کی گئی) کیونکہ (بوجہ قرب اتصال) وہ تمھارے (بجائے) اوڑھنے بچھونے (کے) ہیں اور تم ان کے (بجائے) اوڑھنے بچھونے (کے) ہو خدا تعالیٰ کو اس کی خبر تھی کہ تم (حکم الٰہی میں) خیانت (کر) کے گناہ میں اپنے کو مبتلا کر رہے تھے (مگر) خیر (جب تم معذرت سے پیش آئے تو) اللہ تعالیٰ نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے گناہ کو دھو دیا سو (جب اجازت ہو گئی تو) اب ان سے ملو ملاؤ اور جو (قانون اجازت) تمھارے لئے تجویز کر دیا ہے (بے تکلف) اس کا سامان کرو اور (جس طرح شب صیام میں بی بی سے ہم بستری کی اجازت ہے اسی طرح یہ بھی اجازت ہے کہ) کھاؤ (بھی) اور پیو (بھی) اس وقت تک کہ تم کو سفید خط (کہ وہ نور ہے) صبح (صادق) کا (جب کہ وہ بالکل شروع ہی شروع میں طلوع ہوتی ہے) متمیز ہو جاوے سیاہ خط سے (کہ عبارت ہے تاریکی کی اس حد فاصل سے جو کہ خط نور صبح کی بالکل محسوس ہوتا ہے مراد متمیز ہونے سے یہ کہ صبح صادق طلوع ہو جاوے) پھر (صبح صادق سے) رات (آنے) تک روزہ کو پورا کیا کرو۔ ف۔ شروع اسلام میں یہ حکم تھا کہ رات کو ایک دفعہ نیند آجانے سے آنکھ کھلنے کے بعد کھانا پینا بی بی کے پاس جانا حرام ہو جاتا تھا بعض صحابہ سے غلبہ میں اس حکم کے انتثال میں کوتاہی ہو گئی پھر نادم ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اطلاع کی ان کی ندامت اور توبہ پر حق تعالیٰ نے رحمت فرمائی اور اس حکم کو منسوخ کر دیا اور حقر نے جو خط تاریکی اور خط نور کے ملنے کو محسوس ہونے سے تعبیر کیا ہے وجہ اس تعبیر کی یہ ہے کہ واقع میں وہ دو خط نہیں بلکہ ایک ہی خط ہے جو سطح نور و سطح ظلمت دونوں کے درمیان میں مشترک اور فاصل ہے

النحو قال عبد الحکیم ناصب لیلۃ الرفث المقدر الدال علیہ الرفث المذکور او ہو المصدر لا یتقدم معمولہ علیہ قولہ وکلوا عطف علی باشروھن فالغایۃ ثلث ۱۲ **البلاغت** قال البیضاوی الرفث کنایۃ عن الجماع لانہ لا یکاد یخلو من رفث وھو الافصاح والتصریح بما یجب ان یکنی عنہ وعدی بالی لتضمنہ معنی الافضاء (والافاضل لرفث بتعدی بالباء) وایثارہ ھہنا لتقبیح ما ارتکبوہ ولذلک سماہ خیانۃ ھن لباس لکم الخ

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث قال العلی الصفی فیہ تعدیل المجاھدۃ انتھی القول

ترجمہ قولہ تعالیٰ۔ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث اس میں مجاہدہ کی تعدیل ہے

صہ البیضاوی لما کان الرجل والمرأۃ یشتملان ویشتمل کل منہما علی صاحبہ شبہ باللباس او لان کلا منہما لستر حال صاحبہ ویمنعہ من الخروج وعلمت او نقلتہ الصبر عنہن لشدۃ الملابسۃ قولہ الخیط الابیض شبہ اولی ما یبدو من الفجر المعترض فی الافق وما یمتد معہ من الضیاء یحیط بالکتفی بیان الخیط الاسود لدلالۃ علی الآخر بذلک علا عن الاستعارۃ الی التمثیل اھ فاندفع ما قیل ان الصبح الصادق مستطیر فکیف شبہ بالخیط وجہ الدفع اذ اول ما یبدو یشبہ الخیط وکذا ما قیل ان الظلام کثیرۃ فکیف یشبہ الخیط وجہ الدفع ان یقارن خیط الصبح ہو الذی یشبہ

الروایات فی لباب النقول اخرج البخاری عن البراء قال لما نزل صوم شہر رمضان کانوا لا یقربون النساء رمضان کلہ وکان رجال یخونون انفسہم فانزل اللہ علم اللہ انکم کنتم الخ

(باقی حاشیہ کل صفحہ پر)

ملحقات الترجمہ

قولہ معذرت سے کیا فائدہ البیضاوی ۱۲ **قولہ** وھو یا کافی المعنون الخ

کلا ۱۲ دیر لبعانا ہذہ ۱۲ **قولہ** ملو ملاؤ ہی اصل خلطہ المباشرۃ فاہا الرواق البشرۃ فاہا الجامعۃ ۱۲ **قولہ** تعالیٰ سے تجویز کیا ہوا خدا عالی روح المعانی عن قتادہ

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ

اور ان بیبیوں سے اپنا بدن بھی مت ملنے دو جس زمانہ میں کہ تم لوگ اعتکاف والے ہو مسجدوں میں۔ یہ خداوندی ضابطے ہیں

اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

سو ان سے نکلنے کے نزدیک بھی مت ہونا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکام لوگوں کے واسطے بیان فرمایا کرتے ہیں اس امید پر کہ

يَتَّقُوْنَ ۝ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى

وہ لوگ پرہیز رکھیں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق مت کھاؤ۔ اور ان کو حکام کے یہاں اس غرض

الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ع

سے رجوع مت کرو کہ لوگوں کے مالوں کا ایک حصہ بطریق گناہ کے کھا جاؤ اور تم کو علم بھی ہو۔

ہے جیسا اہل ریاضی جانتے ہیں۔ **حکم پنجم اعتکاف** وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ (اور ان بیبیوں (کے بدن) سے اپنا بدن بھی (شہوت کے ساتھ) مت ملنے دو جس زمانہ میں کہ تم لوگ اعتکاف والے ہو (جو کہ) مسجدوں میں (ہوا کرتا ہے) **ف** مسئلہ حالت اعتکاف میں بی بی کے ساتھ صحبت اور اسی طرح بوس وکنار سب حرام ہے پھر اگر بوس وکنار میں انزال بھی ہوگیا تو وہ اعتکاف جاتا رہے گا اور بجائے اس کے دوسرا قضا کرنا ہوگا اور اگر بلا شہوت اس نے اس کو یا اس نے اس کو ہاتھ لگا دیا یا بدن دبا دیا تو درست ہے۔ مسئلہ اعتکاف صرف ایسی مسجد میں جائز ہے جس میں پانچوں وقت جماعت سے نماز کا انتظام ہو۔ مسئلہ جو اعتکاف رمضان میں نہ ہو اس میں بھی روزہ شرط ہے۔ مسئلہ اعتکاف والے کو مسجد سے کسی وقت باہر نکلنا درست نہیں البتہ جو کام بہت ہی لاچاری کے ہیں جیسے پیشاب پاخانہ یا کوئی کھانا لانے والا نہ ہو تو گھر سے کھانا لانے آنا یا جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کے لئے جانا بس ایسی ضرورت کے لئے باہر جانا درست ہے لیکن گھر میں یا رستہ میں ٹھیرنا درست نہیں۔ مسئلہ اگر عورت اعتکاف کرنا چاہے تو جو جگہ اس کی نماز پڑھنے کی مقرر ہے اسی جگہ اعتکاف بھی درست ہے۔ **تاکید احکام مذکورہ** تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ یہ (سب احکام مذکورہ) خداوندی ضابطے ہیں سو ان (ضابطوں سے نکلنا تو کیسا) نکلنے کے نزدیک بھی مت ہونا (اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ احکام بیان کئے ہیں) اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے (اور) احکام (بھی) لوگوں کی (اصلاح) کے واسطے بیان فرمایا کرتے ہیں اس امید پر کہ وہ لوگ (احکام پر مطلع ہو کر ان احکام کے خلاف کرنے سے) پرہیز رکھیں۔ **حکم ششم منع مال حرام** وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (الی قولہ تعالیٰ) وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اور آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق (طور پر مت کھاؤ اور ان (کے جھوٹے مقدمے) کو حکام کے یہاں اس غرض سے رجوع مت کرو کہ (اس کے ذریعہ سے) لوگوں کے مالوں کا ایک حصہ بطریق گناہ (یعنی ظلم) کے کھا جاؤ اور تم کو (اپنے جھوٹ اور ظلم کا) علم بھی ہو

اللغات الرفث الجماع وقیل ما یکون بین الرجل وامرأتہ فی مجامعۃ من قبلۃ ولمسۃ ونحوہما من الرسل بالضم الجماع وقیل الفحش من الکلام والمراد ہنا الاول لانہ لا یصلح للنہی الا ہو ولا یطلق علی الثانی الا بقرینۃ الخصومۃ والجدال الحج القصد وشرعا قصد مخصوص فی وقت مخصوص الی مکان مخصوص الاحکام ج حکم وہو من حکم علیہ اذا منعہ من الظلم ومن کان فی طاعۃ الشہوۃ والجہل یحتاج الی منعہ بالزجر فہو حاکم والعمل بشرائع الدین فہو متصرف فی غیرہ بالحق فقیہ وان یتعاطاہ وان یقرب احد الذی یحکم الحاجز بین شیئین والباطل لغۃ الذاہب فی الباطل وان یکون فی الواسطۃ تنبیہا علی ان المرء لا یتوصل الی حقہ بالباطل وان یتوسط بین الخصمین فی الحکم تدلوا بہا ترشوا بہا الحکام جمع حاکم وہو القاضی والمراد ہنا ما یعم القاضی وغیرہ من الولاۃ والفریق الطائفۃ من الناس والاثم الذنب والمراد ہنا ما یوجب الحد او التعزیر

ع ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷

الروایات فی باب النقول اخرج ابن جریر عن قتادہ قال کان الرجل اذا اعتکف فخرج من المسجد جامع ان شاء فرخص اللہ لہم فنزلت ولا تباشروہن وانتم عاکفون فی المساجد الآیۃ وفی باب النقول اخرج ابن ابی حاتم عن سعید بن جبیر قال ان امرأ القیس ابن حالیۃ عبد ان ابن شرح الحضرمی اختصما الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ارض فاقام امرأ القیس البینۃ ان یحلف فہمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یحلف فنزلت ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الآیۃ

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ مت ملنے دو اولت بالمعنی المعنوی لعموم الحکم لعلم فیہ الشہوۃ بالاولی ج ۱۲ ۲ قولہ جس زمانہ تمہید فائدۃ الجواب عما اورد من المشکل اذ اخرج من المسجد فلیس بمعتکف حقیقۃ حال کونہ فیہ جاز ان یطلق علیہ المعتکف مجازا باعتبار ما کان ۱۲ منہ ۳ قولہ جو کہ مسجدوں میں اشارت ہے الی ان المباشرۃ حال کونہ فیہ جائز بخلاف ما لو باشر حال کونہ خارجا لما اخرج من المسجد لقضاء الحاجۃ فہذا القول باق ۱۲

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ (الروایات) وابن جریر وابن ابی حاتم من طریق عبد اللہ بن کعب بن مالک عن ابیہ قال کان الناس فی رمضان اذا صام الرجل فامسی حرم علیہ الطعام والشراب النساء حتی یفطر فجرح عمر من عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد کمر عندہ فاراد امرأتہ فقالت انی قد نمت وظن انہا تصنع کعب مثل ذلک فخدعہا فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فنزلت الآیۃ۔ وفی روح المعانی عن ابن جریر عن البراء قال عمر یا رسول اللہ انی اعتذر الیک

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ط قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ط

آپ سے چاندوں کی حالت کی تحقیقات کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ وہ چاند آلۂ شناخت اوقات ہیں لوگوں کے لئے اور حج کے لئے۔

حکم ہفتم اعتبار حساب قمری در حج وغیرہ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ط قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ط (بعضے آدمی) آپ سے (ان) چاندوں کے (ہر مہینے گھٹنے بڑھنے کی) حالت (اور اس میں جو فائدہ ہے اس فائدہ کی تحقیقات کرتے ہیں) آپ فرما دیجئے کہ (فائدہ اس کا یہ ہے کہ) وہ چاند (اپنے اس گھٹنے بڑھنے کے اعتبار سے لوگوں کے) آلۂ شناخت اوقات ہیں لوگوں کے (اختیاری معاملات مثل عدت ومطالبہ حقوق کے) لئے اور (غیر اختیاری عبادات مثل) حج (وزکوٰۃ وروزہ وغیرہ) کے لئے۔ ف مطلب یہ کہ سورج تو اپنے تشکل کے اعتبار سے ہمیشہ ایک حالت پر رہتا ہے گو مطالع ومغارب کے اعتبار سے ہر روز وہ بھی مختلف ہوتا رہتا ہے لیکن وہ امر خفی ہے اور ایک مدت تک اس کا فرق ظاہر نہیں ہوتا اور کسوف دائم اور معین نہیں بخلاف چاند کے کہ جلد جلد اس کے تشکلات مختلف ہوا کرتے ہیں پھر ہر ماہ میں ایک ہی ضابطہ پر ہوتے رہتے اور وہ اختلاف ایسا بیّن ہے کہ ہر کوئی بے تکلف اس کو محسوس کرتا ہے اس لئے عام طور پر مختلف طبقات اور درجات کے آدمیوں کو جیسا قمری حساب سے اوقات کا انضباط اور انتظام سہل ہے شمسی حساب سے ممکن نہیں لہٰذا شریعت نے بالاصالۃً قمری حساب پر احکام وعبادات کا مدار رکھا ہے کہ سب کا اجتماع واتفاق ان امور میں سہولت سے ممکن ہو پھر بعض احکام میں تو اس حساب کو لازم کر دیا ہے کہ ان میں دوسرے حساب پر مدار رکھنا جائز ہی نہیں جیسے حج وروزہ رمضان وعیدین وزکوٰۃ وعدت وطلاق (وامثالہا) اور بعض میں گو اختیار دیا ہے جیسے کوئی چیز خریدی اور وعدہ ٹھیرا کہ اس وقت سے ایک سال شمسی گذرنے پر رہن بے باق کریں گے اس میں شرع نے مجبور نہیں کیا کہ سال قمری ہی پر مطالبہ کا حق ہو جاوے گا لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر ابتداءً قمری پر مدار رکھا جائے تو عام طور پر بہر سہولت اسی میں ہے احقر نے جو لزوماً یا سہولۃً اثنائے ترجمہ میں لکھ دیا ہے وہ اسی مضمون مفصل کا اجمال ہے اور اختیاری غیر اختیاری جو اثنائے ترجمہ میں واقع ہوا ہے اس سے مراد شرعاً ان کا موقت یا غیر موقت ہونا ہے ورنہ باعتبار فعل کے سب اختیاری ہیں ورنہ شرعاً ان کا امری نہ ہونا خوب سمجھ لو۔ اور جاننا چاہیئے کہ اپنے روزمرہ کے مکاتبات ومخاطبات میں ہر چند کہ شمسی حساب کا استعمال کرنا شرعاً ناجائز تو نہیں ہے لیکن غور کرنے سے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بوجہ خلاف ہونے وضع صحابہ وسلف صالح کے خلاف اولیٰ ضرور ہے ونیز چونکہ مدار احکام شرعیہ کا حساب قمری پر ہے اس لئے اس کا محفوظ ومنضبط رکھنا یقیناً فرض علی الکفایہ ہے اور سہل طریق انضباط کا یہ ہے کہ روزمرہ اسی کا استعمال رکھا جاوے اور ظاہر ہے کہ فرض کفایہ عبادت ہے اور عبادت کی حفاظت کا آلہ یقیناً بایں درجہ میں عبادت ہے پس حساب قمری کا استعمال اس درجہ میں مطلوب شرعی

اللغات المواقیت جمع میقات من الوقت صیغۃ آلۃ اے مایعرف بہ الوقت ۱۲ من البیضاوی وعبدالحکیم قلت واشرت الیہ فی الترجمۃ ۱۲

البلاغۃ جمع بین الاہلۃ والہلال کل یوم بزیادۃ ونقصان بہلال آخر جزاہ اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ باعتبار تعدد الشہور واخرت الوجہ الثانی فی الترجمۃ

لرجحانہ عند ذوی وعطف الخ یمکن ان یبنی علی تغایر جہتہ وہی المعطوف علیہ بان یقال ان قولہ للناس بیان لمواقیت الحج فی باعتبارہم وقولہ والحج اشارۃ الی المواقیت التی علیہا اللہ للعبادات المؤقتۃ الا ان خص الحج بالذکر من بینہا لکونہا ادعی شیٔ الی الوقت لانہ یحتاج الیہا اداءً وقضاءً ان یبنی المعطوف علیہ الخ منہ

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ

یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت قال العبد الضعیف فیہ دلیل علی ان للمفضول ان یتصدی للفاضل وعلی ان للشیخ ان ینہی عن بعض الاسئلۃ او یجیب عن غیر ما سألہ انتہی المقول۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت اس میں اعراض عن الافضل بدلیل ہے اور اسی طرح کسی کو حق ہے کہ بعض سوالات سے منع کر دے خواہ صریحاً خواہ اس طور سے کہ جو اس سے پوچھا گیا ہو اس کا جواب دے (دوسرا جواب دیدے۔

ھو وعبد الحکیم قلت عقبہ فی الترجمۃ الصوم علی المتاع مخصوص بالمقام الصوم المفصل

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم عن ابی صالح قال بلغنا انہم قالوا یا رسول اللہ لم خلقت الاہلۃ فانزل اللہ تعالیٰ یسئلونک عن الاہلۃ۔

قلت فظہر ان السوال کان عن الحکمۃ وہو ظاہر من الجواب فلا یحتاج الی التکلف بکون الجواب علی اسلوب الحکیم کما مر وفی ان معاذ بن جبل سال ما بال الہلال یبدو دقیقا ثم یزید فی فسرہ علی ما فی روح المعانی ضعیف علی انہ یمکن حمد علی السوال عن الحکمۃ کما لا یخفی

ملحقات الترجمہ

قولہ بالاصالۃ ردہ علیہم

اجمال لسبق السنۃ شمسیہ فانہ بعد ما کون الفصول مؤثرۃ فی المزاج والاخلاط ۱۲ **قولہ** الخ درجہ میں عبادت المراد بہ الصلاۃ یا غیرہ ۲

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ

اور (اس میں کوئی فضیلت نہیں کہ گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے آیا کرو ہاں لیکن فضیلت یہ ہے کہ کوئی

اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

شخص حرام سے بچے۔ اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو امید ہے کہ تم

تُفْلِحُوْنَ ○

کامیاب ہو

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ ولیس البر بان تاتوا البیوت من ظہورہا قال العبد الضعیف عبد ذم التشبہ باھل الباطل فی العادات و الرسوم انتہی القول۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ ولیس البر بان تاتوا البیوت من ظہورہا اس میں مذمت ہے تشبہ باہل باطل کی اگرچہ رسوم عادات ہی میں ہو۔

پھر اس مسلمان سے بہت بعید ہے کہ ایک جانب ایک امر مطلوب شرعی ہو دوسری جانب دوسرا امر کسی درجہ میں مزاحم اس شرعی کا ہو پھر مطلوب کو چھوڑ کر بلا ضرورت اس کے مزاحم کو اختیار کرے خصوصاً اس طور پر کہ اس مطلوب سے کوئی خاص تعلق اور دلچسپی بھی نہ رہے اور غیر مطلوب کو راجح قرار دینے لگے۔

حکم ہشتم اصلاح طریقہ بخانہ در آمدن در احرام۔ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا (الی قولہ تعالیٰ) وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ بعض لوگ قبل اسلام کے حالت احرام حج میں اگر کسی ضرورت سے گھر جانا چاہتے تو دروازہ سے جانا ممنوع جانتے تھے اس لئے پشت کی دیوار میں نقب دیکر اس میں سے اندر جاتے تھے اور اس عمل کو فضیلت سمجھتے تھے حق تعالیٰ اس کے متعلق بعد ذکر حج کے ارشاد فرماتے ہیں) اور اس میں کوئی فضیلت نہیں کہ گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے آیا کرو ہاں لیکن فضیلت یہ ہے کہ کوئی شخص حرام (چیزوں) سے بچے اور (چونکہ گھروں میں دروازوں کی طرف سے آنا حرام نہیں ہے اس لئے اس سے بچنا بھی ضرور نہیں سو اگر آنا چاہو تو گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ اور (اصل الاصول تو یہ ہے کہ) خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو (اس سے البتہ) امید ہے کہ تم (دارین میں) کامیاب ہو۔

ف۔ اس سے ایک بڑے کام کی بات معلوم ہوئی کہ جو شے شرعاً مباح ہو اس کو طاعت و عبادت اعتقاد کر لینا اسی طرح اس کو معصیت اور محل ملامت اعتقاد کر لینا شرعاً مذموم ہے اور بدعت میں داخل ہے چنانچہ گھروں میں دروازے سے آنا مباح تھا اس کو ان لوگوں نے معصیت سمجھا تھا اور دروازہ چھوڑ کر کسی اور طرف سے آنا بھی فی نفسہ مباح ہے اس کو ان لوگوں نے عبادت و فضیلت سمجھا تھا اس پر حق تعالیٰ نے ان پر رد فرمایا اور ان کے اس اعتقاد کو باطل اور مخالف تقویٰ کے ٹھہرایا اور تقویٰ کو واجب فرمایا تو ضرور جس چیز سے واجب کا ترک اور خلاف لازم آوے گا وہ گناہ ہوگی، پس ان کے یہ دونوں اعتقاد گناہ ہوئے اس قاعدہ سے ہزاروں اعمال کا حکم معلوم ہو گیا جو کہ عوام بلکہ بعض خواص میں بھی شائع ہیں اللہ تعالیٰ رحم فرماویں۔

الروایات۔ روی البخاری عن البراء قال کانوا اذا احرموا فی الجاہلیۃ اتوا البیت من ظہرہ فانزل اللہ ولیس البر الخ باب التفسیر

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اور تم لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں کے ساتھ جو تمہارے ساتھ لڑنے لگیں اور حد سے مت نکلو واقعی اللہ تعالیٰ

لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ

حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ اور ان کو قتل کرو جہاں ان کو پاؤ اور ان کو نکال باہر

مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا

کرو جہاں سے انھوں نے تم کو نکلنے پر مجبور کیا ہے اور شرارت قتل سے بھی سخت تر ہے اور ان کے

تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ

ساتھ مسجد حرام کے قریب میں قتال مت کرو جب تک کہ وہ لوگ وہاں تم سے خود نہ لڑیں۔

حکم نہم متعلق قتال کفار وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ (الی قولہ تعالیٰ) حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ (ذی قعدہ ۶ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ادائے عمرہ کے قصد سے مکہ معظمہ تشریف لے چلے اس وقت تک مکہ معظمہ مشرکین کے قبضہ اور حکومت میں تھا ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہیوں کو مکہ کے اندر نہ جانے دیا اور عمرہ رہ گیا آخر بڑی گفتگو کے بعد یہ معاہدہ قرار پایا کہ سال آئندہ تشریف لا کر عمرہ ادا فرماویں چنانچہ ذی قعدہ ۷ھ میں پھر آپ اسی قصد سے تشریف لے چلے لیکن اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ شاید مشرکین اپنا معاہدہ پورا نہ کریں اور آمادہ مقابلہ و مقاتلہ نہ ہو جاویں تو ایسی حالت میں نہ تو سکوت مصلحت ہے اور اگر مقاتلہ پر اقدام کیا جاوے تو بعد میں کہ اس وقت تک اس میں اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب میں قتل و قتال ممنوع تھا اور اس لئے یہ چار مہینے اشہر حرم کہلاتے تھے قتل لازم آتا ہے غرض مسلمان اس تردد سے پریشان تھے حق تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں کہ گو اور کفار کی طرح ان خاص معاہدہ کرنے والوں کے ساتھ بوجہ باہمی معاہدہ کے تم کو اپنی جانب سے ابتداءً قتل کرنے کی اجازت نہیں لیکن اگر وہ لوگ خود عہد شکنی کریں اور تم سے لڑنے کو آمادہ ہو جاویں تو اس وقت تم کسی طرح کا اندیشہ دل میں مت لاؤ) اور (بے تکلف تم بھی) لڑو اللہ کی راہ میں (یعنی اس نیت سے کہ یہ لوگ دین کی مخالفت کرتے ہیں) اُن لوگوں کے ساتھ جو (نقض عہد کر کے) تمہارے ساتھ لڑنے لگیں اور (از خود) حد معاہدہ سے مت نکلو (کہ عہد شکنی کر کے لڑنے لگو) واقعی اللہ تعالیٰ حد (قانون شرعی) سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے اور جس حالت میں وہ خود عہد شکنی کریں تو اس وقت دل کھول کر (انکو) قتل کرو جہاں (انکو) پاؤ اور (خواہ) انکو (مکہ سے) نکال باہر کرو جہاں سے انھوں نے تم کو (تنگ کر کے اور ایذائیں پہنچا کر) نکلنے (اور ہجرت کرنے) پر مجبور کیا ہے اور (تمہارے اس قتل و اخراج کے بعد بھی عقلاً الزام ان ہی پر رہے گا کیونکہ عہد شکنی جو ان سے واقع ہوگی بڑی شرارت کی بات ہے اور (یہ) شرارت (ضرر میں) قتل و اخراج سے بھی سخت تر ہے (کیونکہ اس قتل و اخراج کی نوبت اس شرارت ہی کی بدولت پہنچی ہے پس یہ شرارت اصل اور قتل و اخراج اس کی فرع ہے) اور (علاوہ معاہدہ کے ان کے ساتھ ابتداءً قتال کرنے سے ایک اور امر بھی مانع ہے وہ یہ کہ حرم شریف یعنی مکہ اور اس کا گرداگرد اجمالاً محترم جگہ ہے اور اس میں

---

۳ بذلک ۱۲ ۴ یصدون عن المسجد الحرام ویقاتلونہم وکرہ اصحابہ قتالہم فی الشہر الحرام فانزل اللہ ذلک ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ ان خاص معاہدہ کرنے والوں الخ فلا حاجۃ الی ما یقال یکون الآیۃ منسوخۃ بجواز ابتداء القتال مع الکفار بعد ان حللہ علی المعاہدین فافہم ۱۲ ۲ قولہ فی ترجمۃ والفتنۃ ایسی شرارت و قولہ فی ترجمۃ جزاء الکفرین ایسے کافروں کی للعہد فیما ۱۲ ۳ قولہ علاوہ معاہدہ فلا یتوہم ان التغییر یدل علی کون الموانع عہد امع قطع النظر عن کونہم فی الحرم فما معنی مانعیۃ الحرم ۱۲

الروایات فی لباب المنقول من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس قال نزلت ہذہ الآیۃ فی صلح الحدیبیۃ وذلک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما صد عن البیت ثم صالح المشرکون علی ان یرجع عامہ القابل فلما کان العام القابل تجہز ہو واصحابہ عمرۃ القضاء فی ذی القعدۃ من داخل خرجتہ ۳

فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ

ہاں اگر وہ خود ہی لڑنے کا سامان کرنے لگیں تو تم ان کو مارو ایسے کافروں کی ایسی ہی سزا ہے پھر اگر وہ لوگ باز آجاویں تو

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ

اللہ تعالیٰ بخشدیں گے اور مہربانی فرماویں گے۔ اور ان کے ساتھ اس حد تک لڑو کہ فساد عقیدہ نہ رہے اور دین اللہ ہی کا

الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝

ہو جاوے اور اگر وہ لوگ باز آجاویں تو سختی کسی پر نہیں ہوا کرتی بجز بے انصافی کرنے والوں کے۔

قتال کرنا اس کے احترام کے خلاف ہے اس لئے بھی حکم دیا جاتا ہے کہ) ان کے ساتھ مسجد حرام (یعنی کعبہ) کے قریب[۱] نواح میں (کہ حرم کہلاتا ہے) قتال مت کرو جب تک کہ وہ لوگ وہاں تم سے خود نہ لڑیں۔ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (الی قولہ تعالیٰ) فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ ہاں اگر وہ (کفار) خود ہی لڑنے کا سامان[۲] کرنے لگیں تو (اس وقت پھر تم کو اجازت ہے کہ) تم (بھی) انکو مارو (دھاڑو) ایسے کافروں کی (جو حرم میں) لڑنے لگیں (ایسی ہی سزا ہے پھر اگر (بعد شروع قتال کے بھی) وہ لوگ (اپنے کفر سے) باز آجاویں (اور اسلام قبول کرلیں) تو (ان کا اسلام بے قدر نہ سمجھا جاوے گا بلکہ) اللہ تعالیٰ (ان کے گذشتہ کفر کو) بخشدیں گے اور (مغفرت کے علاوہ انواع نعم دیکر ان پر) مہربانی (بھی) فرماویں گے اور (اگر وہ لوگ اسلام نہ لاویں تو گو اور کفار سے جزیہ دینے کے اقرار پر قتال سے دست کش ہونے کا حکم ہے لیکن یہ خاص کفار چونکہ اہل عرب ہیں ان کے لئے قانون جزیہ نہیں ہے بلکہ ان کے لئے اسلام ہے یا قتل اس واسطے) ان کے ساتھ اس حد تک لڑو کہ (ان میں) فساد[۳] عقیدہ (یعنی شرک) نہ رہے اور (اُن کا) دین (خالص[۴]) اللہ ہی کا ہو جاوے (اور کسی کے دین و مذہب کا خالصاً اللہ کے لئے ہو جانا موقوف ہے قبول اسلام پر تو حاصل یہ ہوا کہ شرک چھوڑ کر اسلام اختیار کرلیں) اور[۵] اگر وہ لوگ (کفر سے) باز آجاویں (جس کا ذکر ابھی بھی ہے) تو (آخرت میں مغفرت و رحمت کے مستحق ہونے کے ساتھ دنیا میں ان کے لئے تم کو یہ قانون بتلایا جاتا ہے کہ سزا کی) سختی کسی پر نہیں ہوا کرتی بجز بے انصافی کرنے والوں کے (جو براہ بے انصافی خدائی احسانات کو بھول کر کفر و شرک کرنے لگیں اور جب یہ لوگ اسلام لے آئے تو بے انصاف نہ رہے لہٰذا ان پر سزائے قتل کی سختی نہ رہی اور مسلمانو تم کو جو ان کے نقض عہد کی صورت میں یہ تردد ہے کہ شہر احرام یعنی ذیقعدہ میں لڑنا پڑے گا سو اس سے بھی بے فکر رہو کیونکہ

۱؎ روح المعانی عن قتادۃ والسدی وہذا ینطبق علی مذہب الحنفیۃ واما علی مذہبہم فمحمولۃ علی الاطاعۃ وترک المقاتلۃ ولو بمقبول الجزیۃ ۱۲

۲؎ قولہ خاص لما یشعر بہ اللام ہکذا فی روح المعانی ۱۲

۳؎ قولہ فی ترجمۃ فان انتہوا الخ اور حملا للفاء علی مطلق العطف نظرا الی ان انتہوا الاول وصحیح التعقیب نظرا الی قاتلوہم ۱۲

لمحات الترجمہ ۱؎ قولہ فی ترجمۃ عند قرب فاشتمل الحرم کلہ ۱۲ ۲؎ قولہ سامان کرنے لگیں حملا علی المجاز بضرورۃ الاجماع علی عدم توقف جواز قتالہم علی ہذا ۱۲ ۳؎ قولہ فی ترجمۃ لا تکون فتنۃ فساد عقیدہ یعنی شرک کما فصل فی

الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى

حرمت والا مہینہ ہے بعوض حرمت والے مہینہ کے اور یہ حرمتیں تو عوض معاوضہ کی چیزیں ہیں۔ سو جو تم پر زیادتی کرے

عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا

تو تم بھی اس پر زیادتی کرو جیسی اس نے تم پر زیادتی کی ہے اور ڈرتے

اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝

رہو اللہ تعالیٰ سے اور یقین کرلو کہ اللہ تعالیٰ ان ڈرنے والوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ (الی قولہ تعالیٰ) وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ

حرمت والا مہینہ (تم کو قتال کفار سے مانع ہو سکتا ہے بعوض (اس کے کہ اس) حرمت والے مہینے کے (سبب وہ بھی تم سے قتال نہ کریں) اور (وجہ یہ ہے کہ) یہ حرمتیں تو عوض معاوضہ کی چیزیں ہیں سو (جو تم سے انکی رعایت کرے تو تم بھی رعایت رکھو اور) جو تم پر (ایسی حرمتوں کی رعایت نہ کرکے) زیادتی کرے تو تم بھی اس پر زیادتی کرو جیسی اس نے تم پر زیادتی کی ہے اور (ان سب احکام مذکورہ کے برتاؤ میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اگر کسی امر میں حد قانونی سے تجاوز نہ ہونے پاوے) اور یقین کرلو کہ اللہ تعالیٰ (اپنی عنایت و رحمت سے) ان ڈرنے والوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ف۔ ان آیتوں کے متعلق چند مسائل ہیں مسئلہ اوّل کفار کے ساتھ جبکہ شرائط جواز کے پائے جاویں ابتداءً قتال شروع کرنا درست ہے اور اس مقام میں جو ابتداءً بالقتال سے ممانعت فرمائی ہے تو وہ صرف بوجہ معاہدہ کے ہے تو معاہدہ میں ابتدا ناجائز ہے البتہ اگر معاہدہ کا باقی رکھنا مصلحت نہ ہو تو صاف اطلاع کردیجاوے کہ ہم وہ معاہدہ باقی نہیں رکھتے پھر قتال جائز ہے اسی طرح اگر وہ لوگ خود معاہدہ توڑ دیں تب بھی قتال جائز ہے چنانچہ جن لوگوں کے باب میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں انھوں نے آخر میں جب نقض عہد کردیا تو ان سے یہاں تک قتل و قتال ہوا کہ مکہ فتح ہو کر دار الاسلام بن گیا مسئلہ دوم جزیرۂ عرب کے اندر جس میں حرم بھی آگیا کفار کو وطن بنانے کی اجازت نہیں اور اگر مزور رہنا چاہیں تو غیر حرم میں تو قتال کرکے بھی دفع کردینا جائز ہے اور حد حرم کے اندر اول قتال نہ کریں گے بلکہ ان کو دوسری طرح تنگ کریں گے جس میں وہ خود چھوڑ دیں اور اگر کسی طرح نہ چھوڑیں اور دفع کرنے سے آمادہ قتال ہو جاویں تو اس وقت قتال جائز ہے اور یہی حکم ہے اسکا جو کوئی جرم قتل وغیرہ کا مرتکب ہو کر حرم کے اندر جا گھسے اس کو تنگ کرکے باہر نکالکر قصاص وغیرہ لیں گے اور اس مقام میں جو نقض عہد نہ کرنے کی صورت میں ان سے تعرض نہ کرنے کا حکم مفہوم ہوتا ہے سو اس وقت یہ ممانعت جزیرۂ عرب میں بسنے کی نہ ہوئی تھی۔ پھر آخر میں یہ حکم مقرر ہو گیا مسئلہ سوم جمہور ائمۂ دین کا اجماع ہے کہ اشہر حرم میں اب قتل و قتال جائز ہے اور جن آیات سے ممانعت معلوم ہوتی ہے وہ منسوخ ہیں۔ لیکن افضل اب بھی یہی ہے کہ اشہر حرم میں ابتداءً بالقتال نہ کرے مسئلہ چہارم کفار عرب اگر اسلام نہ لاویں تو ان کے لئے صرف قتل کا قانون ہے اگر وہ جزیہ دینا چاہیں نہ لیا جاوے یہ سب مسائل درمختار و در المختار وغیرہما کتب فقہ حنفی سے منقول ہیں۔

ملخصات الترجمہ

ف قولہ وجہ یہ ہے قال البیضاوی احتجاج علیہ آہ ای باندراج الاحتجاج فیہ لانہ مقصود بالذات الا تعلما صح الواو وھامش عبد الحکیم ف قولہ اس پر زیادتی کرو من غیر ان یقید بقولہ ایسی ہی حملا للمبادلۃ علی المزاوجۃ کما فی المدارک وفتح الرحمٰن عفا اللہ عنا وعنہم آمین

ای فی نفوسکم عدوانا لان المراد نفس القتال بقرینۃ المقام ولا یجب فیہ المماثلۃ اجماعا فلا تعرض لآیۃ المماثلۃ

الضمان او المماثلۃ فی القصاص مالکیہ کما ذہب الیہ الشافعی فافہم

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ

اور تم لوگ خرچ کیا کرو اللہ کی راہ میں اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو اور کام اچھی طرح کیا کرو

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۭ فَاِنْ

بلاشبہ اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں اچھی طرح کام کرنے والوں کو اور حج و عمرہ کو اللہ تعالیٰ کے واسطے پورا پورا ادا کیا کرو پھر اگر

اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ ۚ

روک دیئے جاؤ تو قربانی کا جانور جو کچھ میسر ہو۔

حکم دہم انفاق فی الجہاد وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ اور تم لوگ جان کے ساتھ مال بھی) خرچ کیا کرو اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو (کہ ایسے مواقع میں جان و مال خرچ کرنے سے جبن یا بخل کرنے لگو جس کا نتیجہ تمہارا ضعیف اور مخالف کا قوی ہو جانا ہے جو کہ عین تباہی ہے) اور (جو) کام (کرو) اچھی طرح کیا کرو (مثلاً اسی موقع پر خرچ کرنا ہے دل کھول کر خوشی سے اچھی نیت کے ساتھ خرچ کرو) بلاشبہ اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں اچھی طرح کام کرنے والوں کو۔ ف اور یہ جو فرمایا کہ اپنے ہاتھوں الخ اس قید کا حاصل یہ ہے کہ باختیار خود کوئی امر خلاف حکم نہ کرے اور جو بلا قصد و اختیار کچھ ہو جاوے وہ معاف ہے کذا فی روح المعانی **حکم یازدہم متعلق حج و عمرہ** وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۭ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ ۚ اور (جب) حج یا عمرہ کرنا ہو تو (اس) حج اور عمرہ کو اللہ تعالیٰ کے (خوش کرنے کے) واسطے پورا پورا ادا کیا کرو (کہ افعال و شرائط بھی سب بجا لاؤ اور نیت بھی خالص ثواب ہی کی ہو) پھر اگر (کسی دشمن کی جانب سے یا کسی مرض کے سبب سے حج و عمرہ کے پورا کرنے سے) روک دیئے جاؤ تو (اس حالت میں یہ حکم ہے کہ) قربانی کا جانور جو کچھ میسر ہو (ذبح کرے اور حج و عمرہ کی جو وضع اختیار کر رکھی تھی موقوف کرے اسکو احرام کھولنا کہتے ہیں جس کا طریقہ شرع میں سر منڈانا ہے اور بال

اللغات الاملاک ۱۲ فی الاصل انتہا الشیء فی الفساد و الانقطاع یتعدی و لازم و یاتی بمعنی الانتہاء ۱۲ بیضاوی

البلاغۃ - الباء مزیدۃ و المراد بالایدی الانفس ای لا تلقوا انفسکم فی الہلاک و قیل معناہ لا تحملوا انفسکم علی الہلاک (فالایدی بالمعنی المتقدم) ای لا تجعلوا التہلکۃ فاعلۃ بایدیکم (فایدیکم مفعول بہ) او لا تلقوا بایدیکم انفسکم نہیا فی المفعول ۱۲ بیضاوی - جملت و اخرت الوجہ الآخر فی الترجمۃ ۱۲

الفقہ استدل الشافعیۃ بقولہ اتموا علی وجوب العمرۃ کالحج و بالجواب ان وجوب الاتمام لا یستلزم وجوب الابتداء ثم یکفی ان یحمل الامر فیہ متوجہا الی الفعل اعنی تامین بمعنی اجعلوا لوجہ اللہ خالصین لہ کما فی قولہ علیہ السلام ہبوا سوارقلت و اشرت الیہ فی ترجمتی و دلیل الحنفیۃ ما اخرجہ الترمذی و صححہ کما فی روح المعانی ان رجلا سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الحج اواجبۃ ہی قال لا و ان تعتمروا خیر لکم سئل ابو عیسیٰ عن ہذا الحدیث فقال ہو حدیث حسن صحیح علی لون ہذا لا نعلم احدا

الروایات فی لباب النقول روی البخاری عن حذیفۃ قال نزلت ہذہ الآیۃ فی النفقۃ - و اخرج ابوداود و الترمذی و صححہ ابن حبان و غیرہم عن ابی ایوب الانصاری قال نزلت ہذہ الآیۃ فینا معشر الانصار لما اعز اللہ الاسلام و کثر ناصرہ قال بعضنا لبعض سرا ان اموالنا قد ضاعت و ان اللہ اعز الاسلام فلو اقمنا فی اموالنا فاصلحنا ما ضاع منہا فانزل اللہ علینا یرد علینا ما قلنا و انفقوا فی سبیل اللہ و لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ فکانت التہلکۃ الاقامۃ علی الاموال و اصلاحہا و ترکنا الغزو ۱۲ فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم عن صفوان بن امیۃ قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم متضمخا بالزعفران علیہ جبۃ فقال کیف تامرنی یا رسول اللہ فی عمرتی فانزل اللہ و اتموا الحج والعمرۃ للہ فقال این السائل عن العمرۃ قال انا فقال لہ اخلع عنک ثیابک ثم اغتسل بما استطعت ثم اصنع فی عمرتک کما کنت صانعا فی حجک فلصنعہ فی عمرتک ۱۲

مع

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ قال بعض الضعفاء فسر بترک الغزو و الانفاق فدل علی ان عدم الانفاق و ترکہ فی الصورۃ حیث سمی ما ہو سبب التہلکۃ صورۃ تہلکۃ بالمآل انتہی انقول

ترجمہ قولہ تعالیٰ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ اس کی تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ غزوہ اور انفاق فی الغزوہ ست چھوڑو پس یہ دلیل ہے اس پر کہ اعتبار معنوی کو صورت پر ترجیح ہے کہ چیز صورتاً تہلکہ کی ضد ہو اس کو کہنے کا اظہار کرکے تہلکہ فرمایا گیا

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ جان کے ساتھ دلیلہ العطف علی قالہ کما فی روح المعانی وہو الدلیل فی عموم تفسیر قولہ تعالیٰ لا تلقوا الخ لترک القتال بالانفاق فہو متعلق بمجموع المعطوف والمعطوف علیہ کما فی روح المعانی ایضا ۱۲

وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ

اور اپنے سروں کو اس وقت تک مت منڈاؤ جب تک کہ قربانی اپنے موقع پر نہ پہنچ جائے۔ البتہ اگر کوئی تم سے بیمار ہو یا اس کے

مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ

سر میں کچھ تکلیف ہو تو فدیہ دے دے روزہ سے یا خیرات دینے سے یا

نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ۪ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ

ذبح کر دینے سے۔ پھر جب تم امن کی حالت میں ہو تو جو شخص عمرہ سے اسکو حج کے ساتھ ملا کر منتفع ہوا ہو تو جو کچھ قربانی

الْهَدْيِ ۚ

میسر ہو

کٹوا دینے کا بھی یہی اثر ہے) وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ (الی قولہ تعالیٰ) فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ اور (یہ نہیں کہ فوراً روک ٹوک کے ساتھ ہی تم کو احرام کھولنا درست ہو جاوے بلکہ) اپنے سروں کو (احرام کھولنے کی غرض سے) اس وقت تک مت منڈاؤ جب تک کہ (وہ) قربانی (کا جانور جس کے ذبح کا اس حالت میں حکم تھا) اپنے موقع پر نہ پہنچ جاوے (اور وہ موقع حرم ہے کہ قربانی کا جانور وہاں اگر خود نہ جا سکے تو کسی کے ہاتھ بھیجا جاوے اور ذبح کیا جاوے) البتہ اگر کوئی تم میں سے (کچھ بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ (زخم یا درد یا جوؤں وغیرہ کی) تکلیف ہو (اور اس بیماری یا تکلیف کی وجہ سے پہلے ہی سر منڈانے کی ضرورت پڑ جاوے) تو (اس کو اجازت ہے کہ وہ سر منڈا لے (یعنی اس کا شرعی بدلہ) دیدے (خواہ تین) روزے سے یا (چھ مسکینوں کو فی مسکین صدقۂ فطر کی برابر یعنی نصف صاع گیہوں) خیرات (کے طور پر) دے دینے سے یا (اقل درجہ ایک بکری) ذبح کر دینے سے پھر جب تم امن کی حالت میں ہو (خواہ تو پہلے ہی سے کوئی خوف و مزاحمت پیش نہیں آیا یا ہو کر جاتا رہا) تو (اس صورت میں حج و عمرہ کے متعلق قربانی کرنا ہر ایک کے ذمہ نہیں ہے بلکہ خاص) جو شخص عمرہ سے اس کو حج کے ساتھ ملا کر منتفع ہوا ہو (یعنی ایام حج میں عمرہ بھی کیا ہو تو (فقط اس کو ضرور ہے کہ) جو کچھ قربانی میسر ہو (ذبح کرے اور جس نے صرف عمرہ کیا ہو یا صرف حج کیا ہو اس پر حج یا عمرہ کے متعلق کوئی قربانی نہیں)

النحو قولہ فمن یہ وقولہ فما استیسر فی موضعین وقولہ فصیام کلہا مبتداء محذوف الخبر علیہ قولہ فمن تمتع الخ اے تنفع بالتقرب الی اللہ تعالیٰ بالعمرۃ الی وقت الحج اے قبل الانتفاع بالحج فی اشہرہ کذا فی روح المعانی ویجوز ان یکون تقدیرہ تمتع بالعمرۃ مقرونۃ مضمومۃ الی الحج وقد اشرت الیہ فی الترجمۃ ۱۲

الفقہ۔ استدل الشافعیۃ بقولہ امنتم علی کون ہذا الحکم خاصا بالعدو او المرض فلا بد لہم من الاشتراط بناء کون المراد بہ حصر العدو فان الامن لغۃ فی مقابلۃ الخوف ویراد عند ابی حنیفۃ

ما یسہل اخرج ابو داؤد والترمذی وحسنہ والنسائی وابن ماجۃ والحاکم کما فی روح المعانی من حدیث الحجاج بن عمرو من کسر او عرج فحلیلہ حج من قابل وا لقولہ ستۃ فصیام لہ فی اذا زال مرضہ بری امن کما روی ذلک عن ابن مسعود وابن عباس من طریق ابراہیم ہکذا فی روح المعانی بل اکثر یستعمل لاحصار فی المرض کالحصر فی العدو، واحدیث الاحصار تدل علی کون الاشتراط شرطا وقولہ تعالیٰ حتی یبلغ الہدی یدل علیہ حملہ الشافعی علی الزمان لانہ صلی اللہ علیہ وسلم ذبح باقرنہ

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۭ

پھر جس شخص کو قربانی کا جانور میسر نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں حج میں اور سات ہیں جبکہ حج سے تمہارے لوٹنے کا وقت

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ

آجاوے یہ پورے دس ہوئے یہ اس شخص کے لیے ہے جس کے اہل مسجد حرام کے قرب میں نہ رہتے ہوں

الْحَرَامِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ع ۝

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہو اور جان لو کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ سزائے سخت دیتے ہیں۔

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ (الی قولہ تعالیٰ) اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ع ۝ پھر (ایام حج میں حج و عمرہ کو جمع کرنے والوں میں سے) جس شخص کو قربانی کا جانور میسر نہ ہو (مثلاً غریب ہے) تو (اس کے ذمہ بجائے قربانی کے) تین دن کے روزے ہیں (ایام) حج میں (کہ آخر ان ایام کا نویں تاریخ ذی الحجہ کی ہے) اور سات (دن کے) ہیں جبکہ حج سے تمہارے لوٹنے کا وقت آجاوے (یعنی حج کر چکو خواہ لوٹنا ہو یا کہ وہاں رہنا ہو) یہ پورے دس (دن کے روزے) ہوئے (اور یہ بھی یاد رکھو کہ ابھی جو حج و عمرہ کے ملانے کا ذکر ہوا ہے) یہ (ملانا ہر ایک کو درست نہیں بلکہ خاص) اس شخص کے لیے (درست) ہے جس کے اہل (و عیال مسجد حرام (یعنی کعبہ) کے قرب (نواح) میں نہ رہتے ہوں (یعنی قریب ہی کا وطن دار نہ ہو) اور (ان سب احکام کی بجاآوری میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (کہ کسی امر میں خلاف نہ ہو جاوے) اور (خوب) جان لو کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بے باکی اور مخالفت کرنے والوں کو) سزائے سخت دیتے ہیں

ف مسئلہ جس شخص کو استطاعت ہو اس پر تو حج ابتداءً ہی فرض ہے اور جس شخص کو استطاعت نہ ہو اور وہ شروع کر دے یعنی احرام باندھ لے اس پر پورا کرنا فرض ہو جاتا ہے اور عمرہ کرنا فرض و واجب نہیں بلکہ سنت مؤکدہ ہے البتہ شروع کرنے سے اس کا بھی پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے اسی واسطے حقر نے آیت کی تفسیر میں کہا ہے (کہ حج یا عمرہ کرنا ہو) تاکہ فرض و واجب نہ ہونے کی صورت بھی آجاوے اور حج اور عمرہ اور احرام کا طریق کتب فقہ میں دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ مسئلہ اگر حج و عمرہ کسی عذر سے پورا نہ کر سکے خواہ ماہ میں بدامنی ہو گئی یا بیماری نے مجبور کر دیا ایسے شخص کو چاہیئے کہ کسی معتبر شخص سے کہدے کہ فلاں تاریخ حد حرم کے اندر میری طرف سے ایک جانور کہ اقل درجہ ایک بکری ہے اور قران و تمتع میں جن کا ذکر عنقریب آتا ہے دو بکری ذبح کر دینا اور جب وہ تاریخ آوے گو ایام قربانی سے پہلے کی تاریخ ہو اور گمان غالب ہو کہ اب جانور ذبح ہو گیا ہو گا تو سر منڈھ

البلاغت تلك عشرة فان قلت فما فائدة الفذلكة قلت الواو قد تحذف بغير قرينة في نحو قولك جالس الحسن ابن سيرين فقد ذلك فنبأ تحتهم فاذا قيل فتلك فائدة الفذلكة في على حساب ان فيعلم العدد جملة كي علم تفصيلا بحاجة من جهتين كذا في الكشاف ۱۲ قولہ حاضري المراد من حضور الاهل حضور المحرم وهو بان الغالب على الرجل كما يأتي ان يسكن حيث اهله ساكنون ۱۲

اللغت قولہ في الحج استدل بعضهم به على صوم ايام التشريق لانها

ایام الحج والحنفية محمولون على احاديث النهي وقد صوما على رواية الاباحة والجواب عن الاستدلال بالايام ظاهر لان الحج معظم الوقوف ويشتبه بوجه التاسع فجاءه وليست ايام الحج الا مجازا فافهم قوله اذا رجعتم استدل الشافعي به على عدم اجزاء هذه الثلثة ايام بترجع الى وطنه ثم لو نوى الاقامة هناك فله حكم الراجع قلنا معنى الرجوع كما في الخازن الانتهاء في الرجوع وانه وقت الفراغ فلا يتم الاستدلال قوله لمن لم يكن قال الحنفية دل اللام التي للجواز على ان

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وذلك اشارة الى التمتع عند الحنفية اذ لا متعة ولا افراد للمكي وانما هما للآفاقي فقط

ع ۱۳ ۸ ۸

قال العبد الضعيف وللعمل في حكمتها بعد الوقت واخلاء البيت للطواف للعباد بين دل على ان الحاضرين في حدمة الشيخ عليهم ان يراعوا المسافرين الواردين عليه انتهى

القول ۱۲ ترجمہ قولہ تعالیٰ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وذلک کا مشار الیہ حنفیہ کے نزدیک تمتع ہے اور اسی کے حکم میں قران ہے) سو مکی کے لیے قران اور تمتع نہیں کہ وہ دونوں صرف آفاقی کے لئے ہیں بندہ کہتا ہے کہ اگر اس کا تمتع میں پہ کہا جاوے کہ مقصود آفاقیوں کے لیے وقت کا پانی رکھنا اور بیت کا خالی رکھنا ہے تو اس بنا پر یہ آیت اس پر دلالت کرے گی کہ جو لوگ شیخ کی خدمت میں رہ کر حاضر ہیں ان کو چاہیئے کہ ان مسافروں کی رعایت کریں جو شیخ کے پاس آتے ہیں۔

۱۲ الشاہ ولی اللہ قدس سرہ لک التمتع بین الحج وبینها العام للمقرن ۱۲

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ

حج چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں سو جو شخص ان میں حج مقرر کرے تو پھر نہ کوئی فحش بات ہے اور نہ کوئی بے حکمی ہے اور نہ کسی قسم کا نزاع

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ فلا رفث ولا فسوق الخ قال العبد الضعیف فیہ دلالۃ ان علی الحواس ما لیس علی العوام کما ان بعض الرفث والفسوق والجدال فی الحج فیہ علی العوام ما لیس فیہ فی غیر الحج انتہی المقصود

تتمہ قولہ تعالیٰ فلا رفث ولا فسوق الخ اس میں دلالت ہے اس پر کہ خواص کے ذمہ بعضی ایسی چیزیں لازم ہوتی ہیں جو عوام کے ذمہ نہیں ہوتیں جیسا کہ بعضی شرم کی باتیں اور اسی طرح فسوق وجدال ان میں حالانکہ حج میں ایسی مناسبت ہے کہ غیر حج میں نہیں

یا بال کٹا دے اس سے احرام کھل جاوے گا اور جو جو امور احرام باندھنے سے ممنوع ہو گئے تھے سب درست ہو جاویں پھر اس حج یا عمرہ کو قضا کرنا پڑے گا مسئلہ عورت کو سر منڈانا احرام ہے وہ صرف ایک ایک انگل بال کاٹ ڈالے مسئلہ اگر حج و عمرہ پورا کرنے سے مجبوری نہیں ہوئی یا نہیں ہوئی لیکن اور کسی عذر سے سر منڈانے کی ضرورت پڑی تو اس کو تین باتوں کا برابر اختیار ہے خواہ سر منڈا کر تین روزے رکھ لے خواہ چھ مسکینوں کو ہر ہر مسکین کو بقدر صدقہ فطر دیدے یعنی گیہوں پونے دو سیر آٹے کے یا جس برتن میں اتنے گیہوں سما جاویں اس برتن کو دو بار بھر کر جو دیدے یا ایک بکری ذبح کر کے مسکینوں کو تقسیم کر دے اور گو یہ حکم اس جگہ محصر کے بیان کے ساتھ مذکور ہے مگر عموم لفظ سے عام ہے اور ذبح کے لئے تو حد حرم معین ہے اور روزہ اور صدقہ کے لئے معین نہیں اور ایک مسکین کو ایک ہی حصہ دینا چاہئے اگر دو حصے دیئے تو ایک ہی ہو گا مسئلہ حج تین طرح کا ہوتا ہے افراد کہ ایام حج میں صرف حج کیا جاوے اور تمتع اور قران جن میں ایام حج میں عمرہ اور حج دونوں کئے جاویں تمتع اور قران میں ایک جانور ذبح کرنا ایام قربانی میں حد حرم کے اندر واجب ہوتا ہے اور جس کو مقدور نہ ہو تو اس کے عوض میں دس روزے رکھنے ضرور ہیں تین روزے تو دسویں ذی الحجہ سے پہلے ختم کر دے اور جب حج کر چکے سات اس وقت رکھ لے خواہ وطن آ کر رکھ لے یا وہاں ہی رکھ لے اور اگر دسویں سے پہلے تین روزے نہ رکھ سکا تو اب قربانی ہی کرنا پڑے گی۔ مسئلہ افراد شخص کو جائز ہے اور تمتع اور قران صرف ان لوگوں کو جائز ہے جو میقات کے حدود سے باہر رہتے ہوں اور جو لوگ میقات کے اندر رہتے ہیں ان کے لئے تمتع و قران کی اجازت نہیں ہے۔ اب میقات کی حقیقت سمجھو۔ اپنے ملکوں سے چلکر جب مکہ کو جاتے ہیں تو راہ میں ہر طرف کے لوگوں کو کچھ معین مقامات ملتے ہیں جن کی نسبت شرعی حکم ہے کہ ان مقامات پر سے حج یا عمرہ کی نیت باندھ کر آگے مکہ کا ارادہ کیا جاوے ان مقامات کا نام میقات ہے آیت میں ان حدود سے باہر کے لوگوں کو اس عنوان سے تعبیر فرمایا گیا ہے کہ اس کے اہل و عیال مسجد حرام کے قرب و نواح میں رہتے ہوں۔ اس قرب و نواح سے مراد یہی میقات ہیں اور یہ سب مسائل فقہ حنفی کے موافق ہیں تتمہ سابق و حج و تاکید زاد راہ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ (زمانہ افعال) حج (کا) چند مہینے ہیں جو (مشہور و) معلوم ہیں (ایک شوال دوسرا ذی قعدہ تیسرا دس تاریخیں ذی الحجہ کی) سو جو شخص ان (ایام) میں (اپنے ذمہ) حج مقرر کرے (کہ حج کا احرام باندھے) تو پھر (اس شخص کو) نہ کوئی فحش بات (جائز) ہے اور نہ کوئی بے حکمی (درست) ہے اور نہ کسی قسم کا نزاع (و تکرار) زیبا ہے (بلکہ اس کو چاہیئے

النحو الحج ۱۲ وقتہ ۱۲

البلاغۃ فی الحج والاظہار فی مقام الاضمار لاظہار کمال الاعتناء بشانہ والاشعار بعلۃ الحکم فان زیارۃ البیت المعظم من موجبات ترک الامور المذکورۃ

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ

اور جو نیک کام کروگے خدا تعالیٰ کو اس کی اطلاع ہوتی ہے اور خرچ ضرور لے لیا کرو کیونکہ سب سے بڑی بات خرچ

وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۝

اور اے ذی عقل لوگو مجھ سے ڈرتے رہو۔

کہ ہر وقت نیکی کاموں میں لگا رہے) وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ (الی قولہ تعالیٰ) وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ اور جو نیک کام کروگے خدا تعالیٰ کو اس کی اطلاع ہوتی ہے (سو اس کا ثمرہ تم کو عنایت ہوگا اور جب حج کو جانے لگو تو) خرچ ضرور (ساتھ) لے لیا کرو کیونکہ سب سے بڑی بات (اور خوبی[1] خرچ میں) دگدا گری سے بچا رہنا ہے اور اے ذی عقل لوگو (ان احکام کی تعمیل میں) مجھ سے ڈرتے رہو (اور کسی حکم کے خلاف مت کرو)۔ ف مسئلہ افعال حج شروع ہوتے ہیں احرام سے سو شوال کے مہینے سے احرام باندھ لینا بلا کراہت درست ہے اور اس سے پہلے مکروہ ہے اسی لئے شوال سے حج کے مہینے شروع سمجھے گئے اور افعال حج میں جو چیزیں فرض ہیں ان میں اخیر فعل طواف زیارت ہے وہ دسویں تاریخ ذی الحجہ کی ہوتا ہے اس لئے اس تاریخ کو ختم قرار دیا گیا اور بعضے افعال واجب پھر بھی رہ جاتے ہیں جو بعد کی تاریخوں میں ادا ہوتے ہیں مسئلہ فحش بات تو دو طرح کی ایک وہ جو پہلے ہی سے حرام ہے وہ حج کی حالت میں زیادہ حرام ہوگی دوسرے وہ کہ پہلے سے حلال تھی جیسے اپنی بی بی سے بے حیائی اور بے حجابی کی باتیں کرنا حج میں یہ بھی درست نہیں اسی طرح بے حکمی دو طرح کی ہے ایک وہ جو پہلے سے بھی حرام ہے جیسے تمام گناہ یہ حج کی حالت میں زیادہ حرام ہو جاوے گی دوسرے وہ امور جو خاص حج کی وجہ سے ممنوع ہوگئے جیسے خوشبو لگانا بال کٹانا وغیرہ سو حج میں یہ امور ناجائز ہوتے ہیں۔ اسی طرح رفیقوں سے لڑنا جھگڑنا یوں بھی برا ہے مگر حج میں اور بھی زیادہ برا ہے مسئلہ بے خرچ لئے ہوئے حج کو جانا ایسے شخص کو درست نہیں جس کے نفس میں قوت توکل نہ ہو۔ اور اس کو غالب گمان ہو کہ میں شکایت و بے صبری میں مبتلا ہو جاؤں گا اور سوال کر کے لوگوں کو پریشان کروں گا۔

البلاغۃ

قولہ من خیر حث علی الخیر عقیب النہی عن الشر ولہذا حض متعلق بمسلم من ان تعالیٰ عالم بجمیع ما یصلون من خیر او شر کذا فی روح المعانی ۱۲

الروایات

روی البخاری وغیرہ عن ابن عباس قال کان اہل الیمن یحجون ولا یتزودون ویقولون نحن متوکلون فانزل اللہ وتزودوا فان خیر الزاد التقوی کذا فی لباب النقول ۱۲

تحقیق الترجمہ

[1] قولہ خوبی خرچ میں الخ فالتزود بمعناہ الحقیقی والتقوی بالمعنی اللغوی کما فی روح المعانی قلت و الخیر بمعنی الاصلح والمعنی ظاہر ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فان خیر الزاد التقوی قال الصبی الضعیف ہذہ حکمۃ الامر بالزاد لتقریر المطلوب اما الزاد فہو التقوی والتقوی زاد یبلغ بہ الزاد مطلوب الواجب فہو واجب لیتوقف علیہ الواجب وواجب فذلک الآیۃ تدل علی ان مقدمۃ الواجب واجبۃ وہذا اصل کبیر ینکشف من مسائل کثیرۃ منہا ان المعصوم صالحین الیہ اہل الظالم لیتم دفع ظلمہ انتہی المقول۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ واتقون یا اولی الالباب بامر بالزاد کے لئے عقل مقدمہ ثانیہ کے ہے اور تقویٰ مطلق کی وجہ کر دو مسئلے تقوی اور تقوی والے سیکھ کر نکلا کہ زاد سبب واجب کا ہوتا ہے اور سبب کا ہونا واجب کا مقدمہ واجب ہے اور مقدمہ واجب ہونا اس طریق سے آٹھ مسئلے پر دال ہوا اگر مقدمہ واجب کا واجب

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ

تم کو اس میں بھی ذرا گناہ نہیں کہ معاش کی تلاش کرو جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے پھر جب تم لوگ عرفات سے

عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ ۚ

واپس آنے لگو تو مشعر حرام کے پاس خدا تعالیٰ کی یاد کرو اور اس طرح یاد کرو جس طرح تم کو بتلا رکھا ہے

وَإِن كُنتُم مِّن قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ۝ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ

اور حقیقت میں قبل اس کے تم محض ہی ناواقف تھے۔ پھر تم سب کو ضرور ہے کہ اسی جگہ ہو کر واپس آؤ

أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

جہاں اور لوگ جا کر وہاں سے واپس آتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کردیں گے اور مہربانی فرماویں گے

تجارت در حج و وقوف عرفات و مزدلفہ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۔ الی قولہ تعالیٰ، إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (اور اگر حج میں کچھ اسباب تجارت ہمراہ لے جانا مصلحت سمجھو تو) تم کو اس میں بھی ذرا گناہ نہیں کہ (حج میں) معاش کی تلاش کرو جو (تمہاری قسمت میں) تمہارے پروردگار کی طرف سے (لکھی) ہے پھر جب تم لوگ عرفات (میں ٹھیر کر وہاں) سے واپس آنے لگو تو مشعر حرام کے پاس (یعنی مزدلفہ میں آکر شب کو وہاں قیام کر کے خدا تعالیٰ کی یاد کرو اور (یاد کرنے کے طریقے میں اپنی رائے کو دخل مت دو بلکہ) اس طرح یاد کرو جس طرح تم کو اللہ تعالیٰ نے) بتلا رکھا ہے اور حقیقت میں قبل اس بتلانے کے تم محض ہی ناواقف تھے پھر (اس میں اور بات بھی یاد رکھو کہ جیسا قریش نے دستور نکال رکھا تھا کہ تمام حجاج تو عرفات ہو کر پھر وہاں سے مزدلفہ کو آتے تھے اور یہ مزدلفہ ہی میں رہ جاتے تھے عرفات نہ جاتے تھے یہ جائز نہیں بلکہ) تم سب کو (خواہ قریش ہوں یا غیر قریش) ضرور ہے کہ اسی جگہ ہو کر واپس آؤ جہاں اور لوگ جا کر وہاں سے واپس آتے ہیں اور (احکام حج میں پرانی رسموں پر عمل کرنے سے) خدا تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کردیں گے اور مہربانی فرماویں گے۔ ف حج کے واسطے مکہ سے عرفات کو جا کر نویں کو وہاں ٹھیرتے ہیں راہ میں منیٰ اور مزدلفہ پڑتے ہیں پھر اسی راہ کو لوٹتے ہیں اور شب دہم کو اول مزدلفہ ملتا ہے اس میں صبح تک ٹھیرتے ہیں اور یہاں مغرب و عشا دونوں نمازیں عشاء کے وقت اکٹھی پڑھی جاتی ہیں اور یہ جمع کرنا واجب ہے آیت میں جو حکم یاد کا فرمایا ہے اس میں یہ نمازیں بھی داخل ہیں پس یہ ذکر تو واجب ہے باقی ذکر جو کچھ کرے مستحب ہے اور یہ جو کہا گیا کہ جس طرح بتلا رکھا ہے اس طرح یاد کرو اس سے یہ فائدہ ہے کہ مثلاً اس جمع کرنے ہی میں کوئی شخص قیاس کو دخل دینے لگتا اس سے روک دیا مشعر حرام اسی مزدلفہ میں ایک پہاڑ ہے اس کے پاس کی راہ اور سارا مزدلفہ ہے باستثناء ایک خاص میدان کے جس کو وادی محسر کہتے ہیں اور جس جگہ ٹھیر جاویں درست ہے زمانہ

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

لیس علیکم جناح ان تبتغوا۔ قال قال العینی یستفاد منہ ما یدل علی ان الاستعانۃ بالدنیا علی الدین طاعۃ انتہی القول

قولہ کنانی

لیس علیکم جناح ان تبتغوا اس میں دلالت ہے اس پر کہ دنیا سے دین پر استعانت کرنا بھی طاعت ہے

الروایات

فی باب النقول روی البخاری عن ابن عباس قال کانت عکاظ ومجنۃ وذوالمجاز اسواقا فی الجاہلیۃ فتاثموا ان یتجروا فی الموسم فسألوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلک فنزلت لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم فی مواسم الحج اخرجہ ابوداؤد فی مراسیلہ والحاکم فی المستدرک وصححہ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کانت قریش ومن دان دینہا یقفون بالمزدلفۃ وکانوا یسمون الحمس وکانت سائر العرب یقفون بعرفات فلما جاء الاسلام امر اللہ تعالیٰ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یاتی عرفات ثم یقف بہا ثم یفیض منہا لقولہ سبحانہ ثم افیضوا الخ

الخطاب ان کنتم (الکم کنتم فخففت ان وحذف الاسم واہملت عن العمل لزم اللام فیما بعدہ ہکذا فی روح المعانی ۱۲

البلاغۃ واذکروہ کما ھدٰکم مکرر والتشبیہ لبیان الحال افادۃ التقیید ای اذکروہ علی ذلک الطور ولا تعدلوا عنہ بعد ہدایتہ والتخلل بین

کلموں کا نہ دو ذہب بعضہم الی ان الکاف للتعلیل ولا حاجۃ الیہ ای بسبب ہدایتہ ایاکم ایذانا بالتفاوت بین الہدایتین فی الرتبۃ بان احدہما موہوبۃ والاخری عطائیۃ کذا فی روح المعانی قلت ویصح ان یکون للتراخی الذکری کما حملت علیہ فی الترجمۃ ۱۲

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ

پھر جب تم اپنے اعمال حج پورے کر چکا کرو تو حق تعالیٰ کا ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آباؤ کا ذکر کیا کرتے ہو۔ بلکہ یہ ذکر اس سے بڑھکر

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝

ہو سو بعضے آدمی ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں دیدیجئے اور ایسے شخص کو آخرت میں کوئی حصہ نہ ملے گا

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا

اور بعضے آدمی ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجئے اور آخرت میں بھی بہتری دیجئے اور ہم کو

عَذَابَ النَّارِ ۝

عذاب دوزخ سے بچایئے۔

جاہلیت میں قریش چونکہ اپنے کو مجاور حرم سمجھتے تھے اور مزدلفہ حرم میں ہے اور عرفات حرم سے باہر ہے، اس لئے یہ لوگ عرفات میں نہ جاتے تھے مزدلفہ ہی میں ٹھیر کر وہاں سے لوٹ آتے تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان احکام کا عام ہونا بتلا دیا اور تجارت کی اجازت کی تصریح اس لئے فرمائی کہ قبل اسلام کے ان ایام میں تجارت کیا کرتے تھے بعد اسلام کے شبہہ ہوا کہ شاید گناہ ہو اس لئے گناہ نہ ہونا بتلا دیا پس مباح تو یقیناً ہے اب رہی یہ بات کہ اخلاص کے خلاف تو نہیں سو اس میں اس کا حکم مثل اور مباحات کے ہے کہ دار و مدار نیت پر ہوتا ہے اگر اصلی مقصود حج سے تجارت ہی ہے یا حج اور تجارت دونوں مساوی درجہ میں ہیں تو بے شک اخلاص کے خلاف ہے اور حج کا ثواب کم ہو جاوے گا اور اگر اصلی مقصود حج ہے اس طور پر کہ اگر سامان تجارت کا نہ رہے تب بھی حج کو ضرور جائے اور تجارت محض تابع ہو تو اخلاص کے خلاف نہیں بلکہ اگر اس کے ساتھ یہ نیت ہو کہ تجارت کے نفع سے حج میں اعانت ہوگی تو اور اوپر سے تجارت میں ثواب ملے گا **وقوف منی و اقسام حج** فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ (الی قولہ تعالیٰ) وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ جاہلیت میں بعضوں کی تو عادت تھی کہ حج سے فارغ ہو کر منیٰ میں جمع ہو کر اپنے آباؤ اجداد کے مفاخر و فضائل بیان کیا کرتے حق تعالیٰ بجائے اس بیہودہ شغل کے اپنے ذکر کی تعلیم کے لئے فرماتے ہیں کہ پھر جب تم اپنے اعمال حج پورے کر چکا کرو حق تعالیٰ کا (تشکر و عظمت کے ساتھ) ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آباؤ (و اجداد) کا ذکر کیا کرتے ہو بلکہ یہ ذکر اس سے (بدرجہا) بڑھکر ہونا چاہیئے اور بعضوں کی عادت تھی کہ حج میں ذکر تو اللہ تعالیٰ ہی کا کرتے تھے لیکن چونکہ آخرت کے قائل نہ تھے لہٰذا تمام تر ذکر ان کا صرف دنیا کے لئے دعا مانگنا ہوتا تھا۔ حق تعالیٰ صرف دنیا طلبی کی مذمت بیان فرما کر بجائے اس کے خیر دارین طلب کرنے کی ترغیب دینے کے لئے فرماتے ہیں: سو بعضے آدمی (جو کہ کافر ہیں) ایسے ہیں جو (دعا میں یوں) کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو (جو کچھ دینا ہو) دنیا میں دیدیجئے (پس سو ان کو جو کچھ ملنا ہوگا دنیا ہی میں مل رہیگا) اور ایسے شخص کو آخرت میں (بوجہ انکار آخرت کے) کوئی حصہ نہ ملے گا اور بعضے آدمی (جو کہ مومن ہیں) ایسے ہیں جو (دعا میں یوں) کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجئے (اور) آخرت میں بھی بہتری دیجئے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچایئے

مسائل سلوک قولہ تعالیٰ

فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم قال الاصبلی لضعیف فیہ اصل للتشبیہ الحق بالخلق کتشبیہ ذکر بذکرھم انتھی لقولہ ترجمہ قولہ تعالیٰ فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم اس میں اصل ہے تشبیہ حق بالخلق کی جیسا کہ ذکر حق کو ذکر خلق سے تشبیہ دی گئی ۱۲

ھ عطف علی الکاف ای اذکروا اللہ ذکرا شدا ذکارکم فی کونہ ذکرا فافہم ۱۲

البلاغت الثانی فی الدنیا قال البیضاوی اجعل ایتائنا ومختانی الدنیا قال عبد الحکیم یعنی ان المفعول الثانی منزل منزلۃ اللازم ذہابا الی العموم لعقلی آہ قلت واشرت الیہ فی ترجمتی ۱۲

الروایات فی باب المنقول اخرج ابن جریر عن مجاہد قال کانوا اذا قضوا مناسکہم وقفوا عند الجمرۃ فذکروا آباءہم فی الجاہلیۃ افخر بآبائہم فانزلت الآیۃ واخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال کان قوم من الاعراب یجیئون الی الموقف فیقولون اللھم اجعل عامنا ھذا عام غیث وعام مصبۃ عام ولاد حتی لا یذکرون من امر الآخرۃ شیئا فانزل اللہ فیہم فمن الناس من یقول ربنا آتنا فی الدنیا وما لہ فی الآخرۃ من خلاق وکان یسمع آخرون من المؤمنین یقولون ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ الخ ۱۲

الوجہ الرابع انتصب حاجۃ فی قولک ہو احسن منہ وجہا فکانہ قال واشد ذکرا کذکرکم آباءکم

الوجہ الخامس ذکر ابو حیان فی الاقتطاف حاشیۃ الکشاف یحتمل ان یکون من باب ما ذکرہ سیبویہ قال وھو یرون ہو اشجع ان من رجلا وانتصب

أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ وَاذْكُرُوا اللَّهَ

ایسے لوگوں کو بڑا حصہ ملے گا بدولت ان کے اس عمل کے اور اللہ تعالیٰ جلدی ہی حساب لینے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا

فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَن تَأَخَّرَ

ذکر کرو کئی روز تک پھر جو شخص دو دن میں تعجیل کرے اس پر بھی کچھ گناہ نہیں اور جو شخص دو دن

فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ لِمَنِ اتَّقَىٰ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝

میں تاخیر کرے اس پر بھی کچھ گناہ نہیں اس شخص کے واسطے جو ڈرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور خوب یقین رکھو کہ تم سب کو خدا ہی کے پاس

أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۚ (الی قولہ تعالیٰ) وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ سو یہ لوگ اوپر کے لوگوں کی طرح بے بہرہ نہیں بلکہ ایسے لوگوں کو دونوں جہان میں بڑا حصہ ملے گا بدولت ان کے اس عمل (یعنی طلب خیر داریں) کے اور اللہ تعالیٰ جلدی ہی حساب لینے والے ہیں (کیونکہ قیامت میں حساب ہوگا اور قیامت نزدیک آتی جاتی ہے جب حساب جلدی ہونے والا ہے تو وہاں کی بہتری کو مت بھولو) اور دینی میں خاص طریقے سے بھی اللہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کئی روز تک (وہ خاص طریقہ کنکریوں کا خاص تین پتھروں پر مارنا ہے اور وہ کئی روز دسویں گیارھویں بارھویں تاریخیں ذی الحجہ کی ہیں یا تیرھویں بھی کہ ان میں کنکریاں ماری جاتی ہیں) پھر جو شخص (کنکریاں مار کر دسویں تاریخ کے بعد) دو دن میں (مکہ واپس آنے میں) تعجیل کرے اس پر بھی کچھ گناہ نہیں اور جو شخص (ان) دو دن میں (واپسی مکہ میں) تاخیر کرے (یعنی بارھویں کو نہ آوے بلکہ تیرھویں کو آوے) اس پر بھی کچھ گناہ نہیں (اور یہ سب باتیں) اس شخص کے واسطے (ہیں) جو (خدا سے) ڈرے (اور نہ ڈرنے والے کو تو گناہ ثواب ہی سے غرض نہیں) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور خوب یقین رکھو کہ تم سب کو خدا ہی کے پاس جمع ہونا ہے۔ ف اس آیت سے ہمارے زمانہ کے طالبان دنیا کو شبہ پڑ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طالبان دنیا کی مدح کی ہے جبکہ وہ طالب آخرت کے بھی ہوں اور یہ بڑی غلطی ہے کیونکہ آیت میں آتنا کا مفعول بہ حسنہ ہے اور دنیا مفعول فیہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا ظرف طلب ہے خود مطلوب نہیں بلکہ مطلوب حسنہ ہے، خلاصہ یہ کہ وہ لوگ اس کے طالب ہیں کہ ہم کو دنیا میں رہتے ہوئے حسنہ یعنی وہ حالت جو آپ کے نزدیک مستحسن اور پسندیدہ ہو عنایت کی جاوے اور اصل پسندیدہ اعمال حسنہ ہیں پس بالذات وہ مطلوب ہوئے اور دنیا کے جس قدر حصہ کو ان اعمال حسنہ میں دخل ہے خواہ مال ہو یا صحت ہو وہ البتہ اس حسنہ کے تابع ہو کر بالعرض و بالغیر مطلوب ہو جاوے گا بخلاف اس وقت کی تعلیم و طرز عمل کے جس میں دنیا کو مطلوب بالذات اور آخرت کو محض برائے نام قرار دے رکھا ہے حاشا و کلا اس کو آیت سے مس بھی نہیں غایت مافی الباب اگر طلب دنیا میں حلال و حرام کے حدود شکستہ نہ کئے جاویں تو اباحت کا حکم کر دیا جاوے گا، لیکن مباح شرعی ہونے سے مطلوب شرعی ہونا لازم نہیں آتا خوب سمجھ لو

ف اگر شبہ ہو کہ بعض صلحاء کو دنیا کے منتعات سے محروم دیکھا جاتا ہے جواب یہ ہے کہ حسنہ کی جو تفسیر فائدہ میں کی گئی ہے اس سے یہ شبہ دفع ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

مسائل سلوک قولہ تعالیٰ ومن تاخر فلا اثم علیہ قال العبد الضعیف فیہ مساواۃ الرخصۃ للعزیمۃ اذا کان فیھا مصلحۃ حیث ساوی بین عنوانی التعجیل والتاخیر انتھی القول ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ ومن تاخر فلا اثم علیہ اس میں رخصت کا عزیمت کے ساتھ مساوی ہونا ہے جبکہ اس میں کچھ مصلحت ہو چنانچہ یہاں تعجیل و تاخیر میں مساوات فرمائی۔

اللغات الحشر الجمع النحو قولہ واذکروا اللہ عطف علی فاذکروا اللہ فھو تخصیص بعد تعمیم کما اشیر الیہ فی الترجمۃ بقولی امنی میں خاص طریقہ سے بھی الخ قولہ لمن اتقی خبر حذف مبتداء ای الذی ذکر من الاحکام لمن اتقی لانہ الخ التحقیق والمنتفع بہ ۱۲ من البیضاوی

البلاغۃ مما کسبوا قال البیضاوی من اجل کفولہ مما خطیئاتھم اغرقوا

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا

اور بعضا آدمی ایسا بھی ہے کہ آپ کو اس کی گفتگو جو محض دنیوی غرض سے ہوتی ہے مزہ دار معلوم ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو حاضر جان

فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ

کر اپنے مافی الضمیر پر حالانکہ وہ مخالفت میں شدید ہے۔ اور جب پیٹھ پھیرتا ہے تو اس دوڑ دھوپ میں پھرتا رہتا ہے کہ شہر میں فساد

فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝

کرے اور کھیت اور مواشی کو تلف کردے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتے

مسئلہ مزدلفہ سے منیٰ میں دسویں تاریخ آکر وہاں تین پتھر ہیں ان میں بڑا پتھر جو جمرہ عقبہ کہلاتا ہے اسکو سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہنا مستحب ہے اور اس کنکری مارنے کا وقت طلوع صبح صادق سے شروع ہوجاتا ہے پھر گیارہویں بارھویں تاریخوں میں تینوں پتھروں کو سات سات کنکری مارے اور ان دنوں میں کنکری مارنے کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے پھر اگر چاہے مکہ چلا آوے جائز ہے اور اگر وہاں تیرھویں تاریخ کی صبح ہوگئی تو اس روز پھر تینوں پتھروں کو کنکریاں مارنا ضرور ہے البتہ مثل پہلے دن کے اس میں بھی بعد طلوع صبح صادق کے اس کا وقت آجاتا ہے آیت میں سبیل اور تا خیر اسی کو فرمایا ہے۔ ربط اوپر کی آیت میں دعا مانگنے والے آدمیوں کی دو قسمیں بھرائی تھیں ایک کافر کہ منکر آخرت ہے اس لئے صرف دنیا مانگتا ہے دوسرا مؤمن کہ معتقد آخرت ہے اس لئے دنیا کی بھلائی کے ساتھ آخرت کی بھلائی بھی مانگتا ہے۔ اب اگلی آیت میں اسی طرح کی تقسیم نفاق و اخلاص کے اعتبار سے فرماتے ہیں کہ بعض منافق ہوتے ہیں اور بعض مخلصین بیان منافق وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (الی قولہ تعالیٰ) وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ (کوئی شخص تھا خنس ابن شریق بڑا فصیح و بلیغ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر قسمیں کھا کھا کر جھوٹا دعویٰ اسلام کا کیا کرتا اور مجلس سے اٹھ کر جاتا تو فساد و شرارت و ایذا رسانی خلق میں لگ جاتا اس منافق کے باب میں فرماتے ہیں) اور بعضا آدمی ایسا بھی ہے کہ آپ کو اس کی گفتگو جو محض دنیوی غرض سے ہوتی ہے (کہ اظہار اسلام سے مسلمانوں کی طرح قرب خصوصیت کے ساتھ رہوں گا اس کی فصاحت و بلاغت کی وجہ سے) مزہ دار معلوم ہوتی ہے اور وہ (اپنا اعتبار بڑھانے کو) اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر بتاتا ہے اپنے مافی الضمیر (کے راست ہونے) پر حالانکہ (بالکل جھوٹا ہے کیونکہ واقع میں) وہ (آپ کی) مخالفت میں (نہایت) شدید ہے اور (جس طرح آپ کا مخالف ہے اسی طرح اور مسلمانوں کو بھی ایذا پہنچاتا ہے چنانچہ) جب (آپ کی مجلس سے) پیٹھ پھیرتا ہے تو اس دوڑ دھوپ میں پھرتا رہتا ہے کہ شہر میں (کوئی) فساد کردے اور (کسی کی) کھیت اور مواشی کو تلف کردے (چنانچہ ایک مسلمان کا اس طرح نقصان کر دیا تھا) اور اللہ تعالیٰ فساد (کی باتوں) کو پسند نہیں فرماتے۔

العربیۃ الخصام المخاصمۃ کذا قال البیضاوی ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن جریر عن السدی قال نزلت فی الاخنس ابن شریق اقبل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واظہر له الاسلام فاعجبه ذلک منه ثم خرج فمر بزرع قوم من المسلمین وحمر فاحرق الزرع وعقر الحمر فانزل اللہ تعالیٰ الآیۃ ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ دنیوی غرض سے ماخذ قول البیضاوی فی معنی الدنیا فانہا مرادہ من ادعاء الایمان والمحبۃ وروح المعانی من قبیل توہم المخاطب فی کذا کذا المقصود من ذلک ۱۲

۲ قولہ نہایت شدید ناد کلمۃ نہایت لاقتضاء المحاورۃ المہندیۃ ذلک لانکون الاداۃ اسم تفضیل فان مؤنثہ لداد وجمعہ لد کما قال عصام ۱۲

۳ قولہ شہر میں حملا للام الارض علی المعہد ای المدینۃ ۱۲

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ

اور جب اس سے کوئی کہتا ہے کہ خدا کا تو خوف کر تو نخوت اس کو اس گناہ پر آمادہ کر دیتی ہے۔ سو ایسے شخص کی کافی سزا جہنم ہے

وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ

اور وہ برا ہی آرام گاہ ہے اور بعضا آدمی ایسا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں اپنی جان تک صرف کر ڈالتا ہے

مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۝

اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے حال پر نہایت مہربان ہیں

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ (الی قولہ تعالیٰ) وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ اور (اس مخالفت و ایذا رسانی کے ساتھ مغرور اس درجہ ہے کہ) جب اس سے کوئی کہتا ہے کہ خدا کا تو خوف کر تو (اس سے نخوت کرتا ہے اور وہ) نخوت اس کو اس گناہ پر (دو نا) آمادہ کر دیتی ہے سو ایسے شخص کی کافی سزا جہنم ہے اور وہ برا ہی آرام گاہ ہے۔ **بیان مخلص** ۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۝ اور بعضا آدمی ایسا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں اپنی جان تک صرف کر ڈالتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے حال پر نہایت مہربان ہیں **ربط** اوپر مخلص کی مدح تھی بعض اوقات اس اخلاص میں غلطی سے غلو اور افراط ہو جاتا ہے یعنی قصد تو ہوتا ہے زیادہ اطاعت کا مگر وہ اطاعت بنظر غائر حد شریعت و سنت سے متجاوز ہوتی ہے اس کو بدعت کہتے ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ وغیرہ جو پہلے علما یہود سے تھے اور اس مذہب میں ہفتہ کا روز معظم تھا اور اونٹ کا گوشت حرام تھا ان صاحبوں کو بعد اسلام کے یہ خیال ہوا کہ شریعت موسوی میں ہفتہ کی تعظیم واجب تھی اور شریعت محمدیہ میں اس کی بے تعظیمی واجب نہیں اسی طرح شریعت موسویہ میں اونٹ کا گوشت کھانا حرام تھا اور شریعت محمدیہ میں اس کا کھانا فرض نہیں سو اگر ہم بدستور ہفتہ کی تعظیم کرتے رہیں اور اونٹ کا گوشت باوجود حلال اعتقاد رکھنے کے صرف عملاً ترک کر دیں تو شریعت موسویہ کی بھی رعایت ہو جاوے اور شریعت محمدیہ کے بھی خلاف نہ ہو اور اس میں خدا تعالیٰ کی زیادہ اطاعت اور دین کی زیادہ رعایت معلوم ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس خیال کی اصلاح آیت آئندہ میں کسی قدر اہتمام سے فرماتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ اسلام کامل فرض ہے اور اس کا کامل ہونا جب ہے کہ جو امر اسلام میں قابل رعایت نہ ہو اس کی رعایت دین ہونے کی حیثیت سے نہ کی جاوے اور ایسے امر کو دین سمجھنا یہ ایک شیطانی لغزش ہے اور بسبب ظاہری معاصی کے اس کے اشد ہونے کے سبب یہ عذاب کا زیادہ مظنہ ہے

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

واذا قیل لہ اتق اللہ قال العبد الضعیف فیہ اصل لترک الوعظ للمتکبرین انتھی المقول

ترجمہ

قولہ تعالیٰ

واذا قیل لہ اتق اللہ اس میں اصل ہے متکبرین کو وعظ و نصیحت کرنے کی

الملتقط قولہ تعالیٰ

ومن الناس من یشری الخ قال العبد الضعیف فیہ فناء النفس فان حاصلہ ترک دواعیھا انتھی المقول۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ

ومن الناس من یشری الخ اس میں فنا نفس پر دلالت ہے کیونکہ اس کا حاصل دواعی نفس کا ترک کرنا ہے۔

العربیۃ اخذتہ العزۃ بالاثم قال البیضاوی حملتہ الحمیۃ علی الاثم الذی یؤمر بالتقائہ فجاء من فوک اخذہ بکذا اذا حملتہ علیہ والاستفہام فی روح المعانی ولبئس المھاد فیہ تہکم ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج الحرث بن ابی اسامۃ فی مسندہ وابن حاتم عن سعید بن المسیب قال اقبل صہیب مہاجراً الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتبعہ نفر من قریش فنزل عن راحلتہ وانتثل ما کنانتہ ثم قال یا معشر قریش لقد علمتم انی من ارماکم رجلا وایم اللہ

لا تصلون الی حتی ارمی کل سہم معی فی کنانتی ثم اضرب بسیفی ما بقی فی یدی منہ شیء ثم افعلوا ما شئتم وان شئتم دللتکم علی مالی بمکۃ وخلیتم سبیلی قالوا نعم فلما قدم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ قال ربح البیع ابا یحیی ربح البیع ابا یحیی ونزلت ومن الناس من یشری نفسہ الآیۃ ۱۲

تحقیقات الترجمہ ۱ قولہ جان تک ای فضلا عن المال فحملت الشری علی البیع ومع ذلک طابق شان النزول ویقال ان ھذا الا فتداء وان کان اشتراء بظاہرہ ۱۲

ا لکن کان المقصود من البذل فی محل آخر من مرضیاتہ تعالیٰ فکان بذلا بہذا المعنی وانا لم احملہ علی الاشتراء لان المدح علیہ بذل النفس لا تخلیصہ فافہم ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ

اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو اور شیطان کے قدم بقدم

الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا

مت چلو واقعی وہ تمہارا کھلا دشمن ہے پھر اگر تم بعد اس کے کہ تم کو واضح دلیلیں پہنچ چکی ہیں لغزش

جَاۗءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ هَلْ

کرنے لگو تو یقین کر رکھو کہ حق تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں یہ لوگ

يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَ

صرف اس بات کے منتظر ہیں کہ حق تعالیٰ اور فرشتے بادل کے سائبانوں ان کے پاس آویں

الْمَلٰۗىِٕكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

اور سارا قصہ ہی ختم ہو جاوے اور یہ سارے مقدمات اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کئے جاویں

اصلاح مبتدع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ (الی قولہ تعالیٰ) وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو (یہ نہیں کہ کچھ کچھ یہودیت کی بھی رعایت کرو) اور (یہ) ایسے خیالات میں پڑ کر شیطان کے قدم بقدم مت چلو واقعی وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (کہ ایسی پٹی پڑھا دیتا ہے کہ ظاہر میں تو سراسر دین معلوم ہو اور فی الحقیقت دین کے بالکل خلاف ہو) پھر اگر تم بعد اس کے کہ تم کو واضح دلیلیں (احکام و شرائع اسلام کی) پہنچ چکی ہیں (پھر بھی صراط مستقیم سے) لغزش کرنے لگو تو یقین کر رکھو کہ حق تعالیٰ (بڑے) زبردست ہیں (سخت سزا دیں گے گو چندے سزا نہ دیں تو اس سے دھوکا مت کھانا کیونکہ وہ) حکمت والے (بھی) ہیں (کسی حکمت و مصلحت سے کبھی سزا میں دیر بھی کر دیتے ہیں معلوم ہوتا ہے) یہ لوگ (جو کہ بعد وضوح دلائل حق کے کج راہی اختیار کرتے ہیں) صرف اس امر کے منتظر ہیں کہ حق تعالیٰ اور فرشتے بادل کے سائبانوں میں ان کے پاس (سزا دینے کے لئے) آویں اور سارا قصہ ہی ختم ہو جاوے (یعنی کیا اس وقت امر حق قبول کریں گے)

النحو فی روح المعانی کافۃ فی الاصل صفۃ من کف بمعنی منع لکن بمعنی الجمع لحقتہ تاء التانیث لا للمبالغۃ کما فی علامۃ ونسابۃ اذ لا معنی لہا ہنا وانما ہی للتانیث او النقل من ما لوصفیۃ الی الاسمیۃ کعامۃ وخاصۃ والطالب لغۃ وہو ہنا حال من الضمیر فی ادخلوا ای ادخلوا فی الاسلام بکلیتکم ولا تدعوا شیئا من ظاہرکم او باطنکم الا والاسلام یستوعبہ بحیث یبقی مکان لغیرہ من شریعۃ موسیٰ علیہ السلام ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن جریر عن عکرمۃ قال قال عبد اللہ بن سلام وثعلبۃ وابن یامین وابن سعید وابن سعید ابنا کعب واسد بن عمرو وقیس بن زید کلہم من الیہود یا رسول اللہ یوم السبت یوم نعظمہ فدعنا فلنسبت فیہ فنزلت یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا الآیۃ وزاد فی روح المعانی وکرہوا لحکم الامثل ۱۲

۱۲ مذکور و مشہود ہیں ظاہر ہے کہ اگر کوئی اس کا قائل ہو جاوے کہ حق تعالیٰ جس طرح چاہے ظہور فرما سکتا ہے اور وہ عین حالت ظہور میں بھی اپنے اطلاق پر باقی ہے یہاں تک کہ قید اطلاق سے بھی مطلق منزہ ہے جیسا کہ سلف امت کا مذہب تھا اور جیسا کہ حضرات صوفیہ کا مسلک ہے تو وہ شخص ان تاویلات و تکلفات کا محتاج نہ ہوگا پس آیت دلیل ہے مسئلہ مظہریت کے صحیح ہونے پر ۱۲ **ملحقات الترجمہ** ۱؎ قولہ فی ترجمہ ہل ینظرون صرف اس امر کے الخ افادہ النفی المفہوم من الاستفہام والاستثناء ۱۲ ۲؎ قولہ سارا قصہ ہی ختم ہو جاوے الخ اشارۃ الی ان تاویل یہ من الایاک ما فیہ ما فی الجلالین ثم امرہ بلاکم ۱۲

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالیٰ ولا تتبعوا خطوات الشیطان قال العبد الضعیف فیہ بعد اعتبار سبب النزول اصل لتشدد الصوفیۃ علی المناسبی دون الاجمال انتہی القول

ترجمہ قولہ تعالیٰ ولا تتبعوا خطوات الشیطان سبب نزول کے لحاظ کرنے کے بعد اس میں اصل ہے صوفیہ کے تشدد کرنے کے اعمال میں زیادہ

ع ۲۵ ۱۴ ۹

حاشیہ اعمال میں

المتن قولہ تعالیٰ ہل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام الآیۃ (قال بعد ذکر توجیہات لایمان اللہ تعالیٰ) ولا یخفی ان من علم ان للہ تعالیٰ ان یظہر بما شاء وکیف شاء ومتی شاء وانہ فی حال ظہورہ باق علی اطلاقہ حق عن قید الاطلاق منزہ عن التقیید مبرا عن الاتحاد کما ذہب الیہ سلف الامۃ وارباب القلوب من سادات الصوفیۃ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم لم یحتج الی ہذہ التکلفات ولم یحوج ہذہ التاویلات (فضل الآیۃ علی حجۃ مسئلۃ المظہر)

ترجمہ قولہ تعالیٰ ہل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام

اس آیت کی تفسیر میں جو تاویلات

سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ اٰیَةٍۭ بَیِّنَةٍ ؕ

آپ بنی اسرائیل سے پوچھیے ہم نے ان کو کتنی واضح دلیلیں دی تھیں

جس وقت کا قبول کرنا مقبول تھی ہوگا اور یہ سارے (جزا و سزا کے) مقدمات اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کئے جاویں گے (کوئی دوسرا صاحب اختیار نہ ہوگا سو ایسے زبردست کے ساتھ مخالفت کرنے کا انجام بجز خرابی کے کیا ہو سکتا ہے) ف۱ - روح المعانی میں بسند ابن مردویہ بروایت ابن مسعود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیث نقل کی ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تمام اولین و آخرین کو جمع فرمائیں گے اور سب منتظر حساب کتاب کے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ابر کے سائبانوں میں عرش سے تجلی فرمائیں گے اور ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے کہ ان سائبانوں کے گرد اگرد ملائکہ ہوں گے سو آیت میں اس قصہ کی طرف اشارہ ہے مطلب یہ ہوا کہ قیامت کے منتظر ہیں پھر اس وقت کیا ہو سکتا ہے۔ ف۲ اللہ تعالیٰ کے لئے آنا وغیرہ جہاں مذکور ہے اس کی تفتیش حقیقت کے درپے ہونا جائز نہیں کیونکہ جس طرح ان کی ذات کی حقیقت کسی کو مدرک نہیں ہوئی اسی طرح ان کی صفات و افعال کی کنہ معلوم نہیں ہو سکی۔ البتہ وجود اور وقوع پر اجمالاً بلا تعیین کیفیت ایمان لے آنا چاہیے کہ اس سے زیادہ کی فکر میں پڑنا مالا یطاق کا قصد کرنا ہے خوب کہا ہے ؎

عنقا شکار کس نہ شود دام باز چیں — کاینجا ہمیشہ باد بدست است دام را

ف۳ - آیت کی تفسیر ملاحظہ فرمانے سے معلوم ہوا ہوگا کہ بدعت ہر کس درجہ ملامت و مذمت و رد و انکار فرمایا گیا ہے اور حدیثوں میں اس سے زیادہ صاف الفاظ میں سخت سخت وعیدیں آئی ہیں اور واقع میں اگر غور سے کام لیا جاوے تو بدعت ایسی ہی مذموم چیز ہونا چاہیے کیونکہ خلاصہ حقیقت بدعت کا غیر شریعت کو شریعت بنانا ہے اور شریعت کا من اللہ ہونا ضرور اور لازم ہے تو یہ شخص ایسے امر کو جو من اللہ نہیں ہے اپنے اعتقاد میں من اللہ بناتا ہے اور دعوی سے من اللہ بتاتا ہے جس کا حاصل اور مرجع افتراء علی اللہ اور ایک گونہ ادعاء نبوت ہے سو اس کے عظیم و ثقیل ہونے میں کیا شبہ ہے یہ تو شناعت ہے اس کی حقیقت کے اعتبار سے اور آثار کے اعتبار سے ایک بڑی شناعت اس میں یہ ہے کہ اس سے توبہ کمتر نصیب ہوتی ہے کیونکہ جب اس کو مستحسن سمجھ رہا ہے تو توبہ کیوں کرے گا۔ البتہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس جہل ہی سے نجات بخشدیں کہ اس کی نظر میں وہ استحسان مبدل باستہجان ہو جاوے تو اور بات ہے اور پھر توبہ سہل ہے، افسوس ہے جہلائے صوفیہ اس بلائے بدعت میں بکثرت مبتلا ہیں بہت سے ان میں عابد زاہد تارک دنیا بھی ہیں مگر برکات سنت سے محروم ہیں۔ **ربط** اوپر فرمایا تھا کہ بعد دلائل واضحہ آجانے کے حق کی مخالفت کرنا موجب سزا ہے آگے اس کی دلیل بیان فرماتے ہیں کہ جیسے بعض بنی اسرائیل کو ایسی ہی مخالفت پر سزا دی گئی۔ **عقوبت مخالفت حق** سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ اٰیَةٍۭ بَیِّنَةٍ ما آپ (علماء بنی اسرائیل سے (ذرا) پوچھیے (تو سہی)، ہم نے ان کو (یعنی ان کے بزرگوں کو) کتنی واضح دلیلیں دی تھیں (مگر ان لوگوں نے بجائے اس کے کہ اس سے ہدایت حاصل کرتے اور الٹی گمراہی پر کمر باندھی پھر دیکھو سزائیں بھی

ملحقات ترجمہ

ف۱ قولہ (رجوع) ان کے سمجھ میں گے الخ اے الی اللہ تصیر الامور المعاد فی الآخرۃ والمراد انہ الجزاء علی الاعمال بالثواب و العقاب واخرت الی ہذا کلہ فی الترجمۃ واللہ اعلم

ف۲ قولہ ذرا پوچھیے تو سہی اشارۃ الی کون السوال للتقریع کما قال البیضاوی ۱۲

ف۳ قولہ سزائیں بھی بھگتیں۔ کما فی التفسیر الکبیر بدیہ ہو لہ الحاضرین علی انہم لو زلوا عن آیات اللہ لوقعوا فی العذاب کما وقع اولئک المتقدمون

وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بدلتا ہے اس کے پاس پہنچنے کے بعد تو یقیناً حق تعالیٰ سخت سزا دیتے

الْعِقَابِ ۝ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ

ہیں دنیوی معاش کفار کو آراستہ پیراستہ معلوم ہوتی ہے اور ان مسلمانوں سے تمسخر

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ

کرتے ہیں حالانکہ یہ جو کفر و شرک سے بچتے ہیں ان کافروں سے اعلیٰ درجہ میں ہوں گے قیامت کے روز۔ اور روزی تو

مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

اللہ تعالیٰ جسکو چاہتے ہیں بے انداز دے دیتے ہیں

بھگتیں مثلاً تورات ملی۔ چاہیئے تھا اس کو قبول کرتے مگر انکار کیا آخر طور گرانے کی ان کو دھمکی دی گئی اور مثلاً حق تعالیٰ کا کلام سُنا۔ چاہیئے تھا سر آنکھوں پر رکھتے مگر شبہات نکالے آخر بجلی سے ہلاک ہوئے اور مثلاً دریا کو شگافتہ کر کے فرعون سے نجات دی گئی۔ احسان مانتے مگر گوسالہ پرستی شروع کی سزائے قتل دی گئی اور مثلاً من وسلویٰ نازل ہوا شکر کرنا چاہیئے تھا لے حکمی کی وہ سڑنے لگا اور اس سے نفرت ظاہر کی تو وہ موقوف ہوگیا اور کھیتی کی مصیبت سر پر پڑی اور مثلاً انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ اُن میں جاری رہا غنیمت سمجھتے ان کو قتل کرنا شروع کیا انتزاع سلطنت کی سزا دی گئی وعلیٰ ہذا بہت سے معاملات اسی سورۂ بقرہ کے شروع میں بھی مذکور ہو چکے ہیں) وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (اور ہمارا قانون ہی یہ ہے کہ) جو شخص اللہ تعالیٰ کی (ایسی بڑی) نعمت (یعنی دلائل واضحہ) کو بدلتا ہے اس کے پاس پہنچنے کے بعد (یعنی بجائے اس کے کہ اس سے ہدایت حاصل کرے اور الٹا گمراہ بنتا ہے) تو یقیناً حق تعالیٰ (ایسے شخص کو) سخت سزا دیتے ہیں ف یہ سزا کبھی دنیا میں بھی ہو جاتی ہے کبھی آخرت میں ہوگی۔

ربط اوپر مخالفت حق کا بیان تھا آگے اس کی اصلی علت اکثریہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی محبت ہے جس کے آثار میں سے اہل دین کو حقیر سمجھنا بھی ہے کیونکہ جب حُبِّ دنیا کا غلبہ ہوتا ہے دین کی طلب نہیں رہتی بلکہ جب دین کو مخل دنیا دیکھتا ہے تو دین کو بھی ترک کر بیٹھتا ہے اور دوسرے طالبان دین پر ہنستا ہے چنانچہ بعض رؤسائے بنی اسرائیل مثل جہلائے مشرکین کے غرباء مسلمین کے ساتھ باستہزاء پیش آیا کرتے تھے ان لوگوں کا بیان فرماتے ہیں۔ آثار حُبِّ دنیا زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا الی قولہ تعالیٰ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (دنیوی معاش کفار کو آراستہ پیراستہ معلوم ہوتی ہے اور (اسی وجہ سے) ان مسلمانوں سے تمسخر کرتے ہیں حالانکہ یہ (مسلمان) جو کفر و شرک سے بچتے ہیں ان کافروں سے اعلیٰ درجہ (کی حالت) میں ہوں گے قیامت کے روز کیونکہ کفار جہنم میں ہوں گے اور مسلمان جنت میں) اور (آدمی کو محض فراغ معاش پر مغرور نہ ہونا چاہیئے کیونکہ) روزی تو اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے انداز (یعنی بکثرت) دے دیتے ہیں (پس اس کا مدار قسمت پر ہے نہ کہ کمال اور مقبولیت پر سو یہ ضرور نہیں کہ جو روزی میں بڑا ہو وہ اللہ کے نزدیک بھی معزز ہو اور بڑی عزت وہی ہے پھر محض اس کے اوپر اپنے کو معزز اور دوسرے

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی تغییر بدل یعنی بجائے اس کے کہ اس سے ہدایت کما فی البیضاوی بجعلہا سببا لضلالتہ وازدیاد الرجس ۱۲ ۲ قولہ فی ترجمۃ ان اللہ شدید العقاب ایسے شخص کو کما فی روح المعانی ہوا الجواب بتقدیر المضاف ای شدید العقاب لہ ۱۲ ۳ قولہ فی وجہ الربط چنانچہ بعض رؤساء الخ کما فی المعالم قیل نزلت فی مشرکی العرب بالی جہل واصحابہ قال مقاتل نزلت فی المنافقین عبد اللہ بن ابی و صحابہ قال عطاء نزلت فی رؤساء الیہود من بنی قریظۃ والنضیر وبنی قینقاع حزنا من فقراء المہاجرین فوعدہم اللہ ان یطعمہم اموال بنی قریظۃ والنضیر بغیر قتال ویسخرون من الذین اسلموا فقراء ۱۲ ۴ قولہ ان مسلمانوں سے الخ حملا علی الوصول علی العہد کما فی المعالم عن ابن عباس انا جاء الذین امنوا عبد اللہ بن مسعود وصہیبا وعمار بن یاسر وبلالا وخبابا واشباہہم ۱۲ ۵ قولہ جو کفر و شرک سے الخ اشار الی اتحاد الملۃ والمتقی المفہوم من تفسیر العنوان للاشارۃ الی علۃ الحکم ۱۲

البلاغۃ قولہ من بعد ما جاءتہ فی روح المعانی فائدۃ ہذہ الزیادۃ وان کان تبدیل الآیات مطلقا مذموما التعریض بانہم بدلوا بعد العلم بحکمہا وفیہ تہدید عظیم لہم ونعی علی ثلۃ جہلہم واستہتارہم علی استعظام العذاب الشدید حیث بدلوا بعد المعرفۃ وبہذا اندفع ما یتراءی من ان التبدیل لا یکون الا بعد العمی فما الفائدۃ فی ذکرہ ۱۲

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً ۟ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ

سب آدمی ایک ہی طریق کے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا جو (حق کی) سنانے والے اور ڈر دانے تھے

وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ

اور ان کے ساتھ کتاب بھی ٹھیک طور پر نازل فرمائیں اس غرض سے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں میں ان کے امور اختلافیہ میں فیصلہ فرما دیویں

وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ

اور اس کتاب میں اختلاف اور کسی نے نہیں کیا مگر صرف ان لوگوں نے جن کو وہ کتاب ملی بعد اس کے کہ ان کے پاس دلائل (صحیحہ) پہنچ چکے تھے (باہم)

کو ذلیل سمجھتا ہے دقوفی ہے) ربط اور پر دین حق سے اختلاف کرنے کی صحت حب دنیا کو بتایا ہے آگے اسی مضمون کی تائید فرماتے ہیں کہ مدت سے یہی قصہ چلا آرہا ہے کہ ہم دلائل واضحہ دین حق پر قائم کرتے ہیں اور طالبان دنیا اپنی دنیوی اغراض کے سبب اس سے اختلاف کرتے رہے۔ تاثیر اثر حب دنیا كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً (الی قولہ تعالیٰ) بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ (ایک زمانہ میں) سب آدمی ایک ہی طریق کے تھے (کیونکہ اول دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام مع اپنی بی بی کے تشریف لائے اور جو اولاد ہوتی گئی ان کو دین حق کی تعلیم فرماتے رہے اور وہ ان کی تعلیم پر عمل کرتے رہے ایک مدت اسی حالت میں گذر گئی پھر اختلاف طبائع سے اغراض میں اختلاف ہونا شروع ہوا حتی کہ ایک عرصہ کے بعد اعمال و عقائد میں اختلاف کی نوبت آگئی) پھر (اس اختلاف کے رفع کرنے کو اللہ تعالیٰ نے (مختلف) پیغمبروں کو بھیجا جو کہ (حق ماننے والوں کو خوشی (کی وعدے) سناتے تھے اور (نہ ماننے والوں) کو عذاب سے) ڈراتے تھے اور اُن (پیغمبروں کی مجموعی جماعت) کے ساتھ (آسمانی) کتابیں بھی ٹھیک طور پر نازل فرمائیں (اور اُن کتابوں کا بھیجنا اور کتابوں کا نازل فرمانا) اس غرض سے تھا کہ اللہ تعالیٰ (ان رسل و کتب کے ذریعہ سے اختلاف کرنے والے) لوگوں میں (ان امور اختلافیہ (مذہبی) میں فیصلہ فرما دیویں (کیونکہ رسل و کتب امر واقعی کا اظہار کر دیتے ہیں اور امر واقعی کے متعین ہونے سے ظاہر ہے کہ غیر واقعی کا غلط ہو جانا معلوم ہو جاتا ہے اور یہی فیصلہ ہے اور ان پیغمبروں کے ساتھ کتاب اللہ آنے سے چاہیئے تھا کہ اس کتاب کو قبول کرتے اور اس پر مدار کار رکھکر اپنے سب اختلافات مٹا دیتے مگر بعضوں نے خود اس کتاب ہی کو نہ مانا اور خود اسی میں اختلاف کرنا شروع کر دیا) اور اس کتاب میں (یہ) اختلاف اور کسی نے نہیں کیا مگر صرف ان لوگوں نے جن کو (اولاً) وہ کتاب ملی تھی (یعنی اہل علم و اہل فہم نے کہ اوّل مخاطب ہی لوگ ہوتے ہیں دوسرے عوام ان کے ساتھ لگ لیا کرتے ہیں اور اختلاف بھی کیسے وقت کیا) بعد اس کے کہ ان کے پاس دلائل واضحہ پہنچ چکے تھے (یعنی ان کے ذہن نشین ہو چکے تھے اور اختلاف کیا کس وجہ سے صرف باہمی ضد اضدی کی وجہ سے (اور اصلی وجہ ضد اضدی کی حب دنیا ہوتی ہے حب مال ہو یا حب جاہ پس مدار علت مخالفت حق کا

النحو فی الجلالین من بعد ما جاءتهم متعلق باختلف وهی وما بعدها مقدم علی الاستثناء فی المعنی آه فی، لکما ہیں لا یاتوه ولما کان یرد علیہ ما قبل الاصل فیما بعدها دخول وہی اذ لفت فتقدیر الکلام ما فی الکتاب من واختلف فیہ من بعد مجیئ البینات الا من بعد ما جاءهم الخ الذین اوتوا الکتاب فلا یقال ان الاستثناء یہا شیان آه والاقرب ما قال الشارح ولی اللہ فی انعم التکمیل واصل ما اختلف فیہ الذین اوتوہ فی تضاعیف الکلام لیتنظم جملۃ بعض بہا الضمیر اختلفوا وایذانا بان المراد من الاختلاف ہہنا ہی الاختلاف المراتم فی امۃ الدعوۃ بعد نزول الکتاب بیان من بعض رکوعہ بعض آیہ ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ مجموعی طور پر اراد ان بعضہم لم ینزل علیہ الکتاب ۱۲

۲ قولہ کتابیں اشارۃ الی کون اللام للجنس ۱۲

۳ قولہ فی ترجمۃ بالحق ٹھیک طور پر اشارۃ الی تعلقہ بانزل ۱۲

۴ قولہ ان پیغمبروں کا بھیجنا کا اشارۃ الی دفع ایراد وہو ان لما کان الغرض من بعث الرسل رفع الاختلاف فکیف ارسل بعضہم قبل الاختلاف وجواب ان کون رفع الاختلاف غرضا بعث الذین بعثوا حین لا ینافی بعث بعضہم لمصالح آخر کآدم علیہ السلام بعث لئلا یختلفوا ثم لما وقع الاختلاف بعث بعضہم لرفعہ ۱۲ منہ

۵ قولہ اس غرض سے تھا یرد بہ فی لسانا المعنی العرفی اے الفائدۃ والمآل الحقیقی الراجع الی الفاعل ۱۲

۶ قولہ اس کتاب میں یہ اختلاف باختیار تعالیٰ دفع ایراد وہو ان المفہوم من اول الآیۃ ان الاختلاف مقدم علی البعث ومن آخرہا ان الاختلاف وقع بعد البعث وجواب ان الاختلاف المنفی کان فی بعض امورہم ولا اختلاف المتاخر کان فی الکتاب فالاختلاف نوعان کما کان البعث فی نوعان کما اجاب عن الایراد الاول منہ

فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ

پھر اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو وہ امر حق جس میں اختلاف کیا کرتے تھے بفضلہ تعالیٰ بتلا دیا۔ اور اللہ

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا

تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اس کو راہ راست بتلا دیتے ہیں دوسری بات سنو کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ جنت میں

الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ

جا داخل ہو گے حالانکہ تم کو ہنوز ان لوگوں کا سا کوئی عجیب واقعہ پیش نہیں آیا جو تم سے پہلے ہو گذرے ہیں۔ ان پر ایسی ایسی تنگی اور سختی واقع

الضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ

ہوئی اور ان کو یہاں تک جنبشیں ہوئیں کہ پیغمبر تک اور جو ان کے ہمراہ اہل ایمان تھے بول اٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی امداد کب ہو گی

وہی حُب دنیا تھیری اور یہی مضمون تھا سابق میں) فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الی قولہ تعالیٰ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ پھر (یہ اختلاف کفار کا کبھی اہل ایمان کو مضر نہیں ہوا بلکہ) اللہ تعالیٰ نے (ہمیشہ) ایمان والوں کو وہ امر حق جس میں (مختلفین) اختلاف کیا کرتے تھے بفضلہٖ تعالیٰ (رسولوں اور کتابوں پر ایمان لانے کی بدولت) بتلا بتلا دیا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اس کو راہ راست بتلا دیتے ہیں۔ **ربط** اوپر کی آیت میں کفار کا ہمیشہ سے انبیاء و مؤمنین کے ساتھ اختلاف اور خلاف کرتے رہنے کا مذکور تھا جس میں ایک گونہ مسلمانوں کو اس طور پر تسلی دینا بھی مقصود تھا جن کو استہزاء کفار سے ایذا ہوتی تھی کہ یہ خلاف تمہارے ساتھ نیا نہیں ہے ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے آگے ان کفار مخالفین سے انبیاء و مؤمنین کو انواع انواع ایذائیں اور شدائد پہنچنے کی حکایت بیان فرماتے ہیں اور اس سے بھی مسلمانوں کو تسلی دلاتے ہیں کہ تم کو بھی کفار سے جو ایذائیں پہنچتی ہیں ان پر صبر کرنا چاہیئے کیونکہ کامل راحت آخرت کی محنت ہی اٹھانے سے ہے ترغیب مسلمانان بر تحمل شدائد اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ (الی قولہ تعالیٰ) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ دوسری بات سنو کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ جنت میں (بے مشقت) جا داخل ہوں گے حالانکہ (ابھی) کچھ مشقت تو اٹھائی ہی نہیں کیونکہ) تم کو ہنوز اُن (مسلمان) لوگوں کا سا کوئی عجیب واقعہ پیش نہیں آیا جو تم سے پہلے ہو گذرے ہیں اُن پر (مخالفین کے سبب ایسی ایسی تنگی اور سختی واقع ہوئی اور (مصائب سے) یہاں تک جنبشیں ہوئیں کہ (اس زمانہ کے) پیغمبر تک اور جو ان کے ہمراہ اہل ایمان تھے (بیقرار ہو کر) بول اٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی امداد (موعود) کب ہو گی (جس پر انکو جواب ہی تسلی

النحو مثل لذین علی حذف المضاف ای مثل لذین بکسر المیم وسکون المثلثۃ فی الاول والفتحتین فی الثانی ۱۲

الروایات قال عبدالرزاق انبانا معمر عن قتادہ قال نزلت ہذہ الآیۃ (ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ) فی یوم الاحزاب اصاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ بلاء وحصر کذا فی لباب النقول

ملحقات الترجمہ سلہ قولہ بفضلہ تعالیٰ لما فی روح المعانی باذنہ بتوفیقہ ۱۲ سکہ قولہ دوسری بات اشارۃ الی کون ام منقطعۃ بمعنی بل والہمزۃ بل للاضراب المفسر بقولہ المذکور ۱۲ سلہ قولہ ابھی اشارۃ الی ما فی الکشاف ان نفی لما معنی التوقع وہی المنفی نظیرہ قد فی الاثبات والمعنی ان ذکر متوقع منتظر ۱۲ سکہ قولہ عجیب ای اکمل لان الفضل بالعجیب ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ وفی الآیۃ اشارۃ الی ان الوصول الی الحقائق لا یتیسر الا بعد فنی اللذات ومکابدۃ المشاق کما ینبئ عنہ خبر حفت الجنۃ بالمکارہ و النار بالشہوات واخرجہ الحاکم وصححہ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ یحب احدکم یا بلال وہو علیہ کما یحب احدکم ذہبہ بالنار فیخرجہ منہ خالصا فکذلک الذی یخرج من صلبہ من یحبہ کالذی اسود من ذلک الذی فتنتہ الاسود من ذلک الذی قد نجاہ اللہ تعالیٰ من ایسا ومنہم من یخرج کالذی فتنتہ الاسود من ذلک الذی قد نجاہ اللہ تعالیٰ من ایسا ومنہم من یخرج کالذی فتنتہ الاسود من ذلک الذی قد نجاہ اللہ تعالیٰ من ایسا

المتن قولہ تعالیٰ حتی یقول الرسول قال ابن الفصیح فیہ اثبات الطبائع للکاملین انتہی القول ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ

ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ بارگاہ قدس تک رسائی بدون ترک لذات و تحمل مجاہدات میسر نہیں اور حدیث حفت الجنۃ بالمکارہ سے اسکی تائید ہوتی ہے۔

قولہ تعالیٰ حتی یقول الرسول والذین اٰمنوا معہ متی نصر اللہ الآیۃ اس آیت میں اس پر دلالت ہے کہ انبیاء علیہم السلام جس بھی رہتے ہیں یہاں تک کہ انبیاء کا بھی اکمل استعمال نصرت سے ہے

اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ○ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ط قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ

یاد رکھو بے شک اللہ تعالیٰ کی امداد نزدیک ہے۔ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز خرچ کیا کریں آپ فرما دیجئے کہ جو کچھ مال تم کو صرف

خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ط

کرنا ہو سو ماں باپ کا حق ہے اور قرابت داروں کا اور بے باپ کے بچوں کا اور محتاجوں کا اور مسافر کا

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ○

اور جو نسا نیک کام کروگے سو اللہ تعالیٰ کو اس کی خوب خبر ہے۔

کی گئی کہ) اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ○ یاد رکھو بے شک اللہ تعالیٰ کی امداد (بہت) نزدیک (ہونے والی) ہے۔

ف:- انبیاء اور مؤمنین کا اصطراح کہنا نعوذ باللہ شک کی وجہ سے نہ تھا بلکہ وجہ یہ تھی کہ وقت امداد اور غلبہ کا بمقابلہ مخالفین میں ان جھنجھلاہٹ کو نہ ٹالا گیا ابہام وقت سے ان کو جلدی ہونے کا انتظار رہتا تھا جب انتظار سے تھک جاتے تب اس طرح عرض و معروض کرنے لگتے جس کا حاصل دعاء ہے الحاح کے ساتھ اور الحاح خلاف رضا و تسلیم کے نہیں ہے بلکہ جب الحاح کا پسندیدہ ہونا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ثابت ہے تو الحاح عین رضا، حق سے رضا ہی البتہ خلاف رضاء وہ دعاء ہے جس کے قبول نہ ہونے سے دعا کرنے والا ناراض ہو سو معاذ اللہ اس کا انبیاء و مؤمنین کاملین میں نہ ثبوت ہے نہ احتمال۔ اور یہ جو فرمایا ہے کہ کیا جنت میں بے مشقت چلے جاؤ گے سو مشقت کے درجات مختلف ہیں جس کا ادنیٰ درجہ نفس اور شیطان سے مزاحمت کر کے یا مخالفین دین کے ساتھ خلاف کر کے عقائد کا درست کرنا ہے جو ہر مؤمن کو حاصل ہے آگے اوسط اور اعلیٰ درجات ہیں اسی طرح دخول جنت کے مختلف مراتب ہیں پس جس درجہ کی مشقت اسی درجہ کا دخول جنت پس آیت میں یہ اشکال نہیں لازم آتا کہ بعضے عاصی محض فضل سے داخل جنت ہو جاویں گے ان پر کوئی مشقت بھی نہ ہوگی تقریر جواب یہ ہے کہ ان کو بھی ادنیٰ درجہ کی مشقت ہوئی ہے البتہ صحابہ چونکہ درجات عالیہ کے طالب تھے اور ہر مسلمان کو ہونا چاہیئے اس لئے ان درجات کے لئے بڑی مشقتیں جھیلنے کو شرط فرمایا گیا فقط۔ آگے پھر سلسلہ احکام کا شروع ہوتا ہے حکم دوازدہم مصارف انفاق يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ط (الیٰ قولہ تعالیٰ) فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ○ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ (ثواب کے واسطے) کیا چیز خرچ کیا کریں (اور کس موقع پر صرف کیا کریں) آپ فرما دیجئے کہ جو کچھ مال تم کو صرف کرنا ہو سو (اس کی تعیین تو تمہاری ہمت پر ہے مگر ہاں موقع ہم بتلائے دیتے ہیں کہ) ماں باپ کا حق ہے اور قرابت داروں کا اور بے باپ کے بچوں کا اور محتاجوں کا اور مسافر کا اور جو نسا نیک کام کروگے (خواہ راہ خدا میں خرچ کرنا ہو یا اور کچھ ہو) سو اللہ تعالیٰ کو اس کی خوب خبر ہے (وہ اس پر ثواب دیں گے) ف مسئلہ ماں باپ کو زکوٰۃ اور دوسرے صدقات واجبہ دینا درست نہیں اس آیت میں مثل خیرات کا بیان ہے۔

البلاغۃ یسئلونک ماذا ینفقون قال علی الحکیم والعالم یذکر سؤال المصرف فی الآیۃ للایجاز فی النظم تعویلا علی الجواب اتفاقا

ص فی بیان المنفق علیہم اجمالی الذی تضمنہ قولہ خیر وہو کونہ حلالا فان المنفق انما یطلق خیرا اذا کان حلالا من غیر تعریض للتفصیل کما فی بیان المصرف الآتی ۱۲ الی کونہ اہم فعلی ہذا لا یخرج عن اسلوب الحکیم حشہ اجیب عن السؤال عن المصروف صرح بہ وعن المذکور تبعا ۱۲

الروایات فی سبب نزول الآیۃ اخرج ابن جریر عن ابن جریج قال سأل المؤمنون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم این یضعون اموالہم فنزلت یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر الآیۃ واخرج ابن المنذر عن ابن حبان ان عمرو بن الجموح سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ماذا ننفق من اموالنا واین نضعہا ۱۲ منہ

ملحقات الترجمہ ۵۱ قولہ ثواب کے واسطے اشارۃ الی کون الآیۃ فی التطوع ۱۲

۵۲ قولہ کس موقع کما دل علیہ سبب النزول ۱۲

۵۳ قولہ حق ہے حملا للام علی الاستحقاق ۱۲

۵۴ قولہ بچوں لان الیتیم قبل الاحتلام ۱۲

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ

جہاد کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے اور وہ تم کو گراں ہے اور یہ بات ممکن ہے کہ تم کسی امر کو گراں سمجھو اور وہ

خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ

تمہارے حق میں خیر ہو۔ اور یہ ممکن ہے کہ تم کسی امر کو مرغوب سمجھو اور وہ تمہارے حق میں خرابی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں

لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ

جانتے لوگ آپ سے شہر حرام میں قتال کرنے کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ اس میں خاص طور پر قتال کرنا

حکم سیزدہم فرضیت جہاد كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ (الی قولہ تعالیٰ) وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

جہاد کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے اور وہ تم کو (طبعاً) گراں (معلوم ہوتا) ہے اور یہ بات ممکن ہے کہ تم کسی امر کو گراں سمجھو اور (واقع) میں وہ تمہارے حق میں خیر (اور مصلحت) ہو اور یہ (بھی) ممکن ہے کہ تم کسی امر کو مرغوب سمجھو اور (واقع میں) وہ تمہارے حق میں (باعث) خرابی (کا) ہو اور (ہر شئے کی حقیقت حال کو) اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم (پورا پورا) نہیں جانتے (اس لئے اپنی رغبت و کراہت پر کبھی عمل نہ کرو جو کچھ حکم ہو جائے اسی کو اجمالاً مصلحت سمجھ کر اس پر کاربند رہا کرو) ف جہاد فرض ہے جبکہ اس کے شرائط پائے جاویں جو کتب فقہ میں مذکور ہیں اور فرض دو طرح کا ہوتا ہے فرض عین اور فرض کفایہ سو اعداء دین جب مسلمانوں پر چڑھ آویں تب تو فرض عین ہے۔ ورنہ فرض کفایہ اور طبعاً کی قید اس لئے ظاہر کر دی گئی کہ مسلمان کو احکام شرعیہ میں عقلاً کراہت کبھی نہیں ہوتی اس آیت سے ہمارے نو خیز مسلمان فلسفیوں کو سبق لینا چاہیئے کہ ہر حکم کی مصلحت باوجود واقعیت کے ہمارے احاطہ علمی سے خارج ہے **حکم چہاردہم تحقیق قتال در شہر حرم** يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ (الی قولہ تعالیٰ) قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کا ایک سفر میں اتفاق سے کفار کے ساتھ مقابلہ ہو گیا ایک کافر ان کے ہاتھ سے مارا گیا اور جس روز یہ قصہ ہوا رجب کی پہلی تاریخ تھی، مگر صحابہ اس کو جمادی الاخری کی تیس سمجھے تھے اور رجب اشہر حرم سے ہے کفار نے اس واقعہ پر طعن کیا کہ مسلمانوں نے شہر حرام کی حرمت کا بھی خیال نہیں کیا مسلمانوں کو اس کی فکر ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور بعض روایات میں ہے کہ خود بعض کفار قریش نے بھی حاضر ہو کر اعتراضاً سوال کیا اس کا جواب ارشاد ہوتا ہے) لوگ آپ سے شہر حرام میں قتال کرنے کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس میں خاص طور پر (یعنی عمداً) قتال کرنا جرم عظیم ہے (مگر اس طور پر قتال کرنا مسلمانوں سے صادر نہیں ہوا بلکہ تاریخ تحقیق نہ ہونے کے سبب غلطی

اللغات كُرْهٌ مصدر نعت بہ للمبالغۃ او فعل بمعنی مفعول کالخبز، بیضاوی **البلاغۃ** قال البیضاوی واذا قال عسی لان النفس اذا ذکر عسی تستکبل لامر علیہا، **الفقہ** قال عبد الحکیم حرمۃ القتال مع المشرکین منسوخ بقولہ تعالیٰ فی سورۃ برأۃ فاذا انسلخ الاشہر

الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم فان المراد الاشہر الحرم المعینۃ التی امنح للمشرکین السیاحۃ فیہا بقولہ فسیحوا فی الارض اربعۃ اشہر، التقیید بہا یفید ان قتلہم بعد انسلاخہا ماموربہ فی جمیع الامکنۃ الا ما ورد فی الروایات فی لباب المنقول اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ عسی ان تکرہوا شیئا قال المبرد الضعیف عام للضعیف وغیرہ القول ترجمہ قولہ تعالیٰ عسی ان تکرہوا شیئا وہو خیر لکم یہ لفظ خیر قبض کر بھی عام ہے (پس اسیمیں بھی منافع ہوتے ہیں)

ع ۲۶ ۱۰

ع ۱ اخرج الطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی سننہ عن جندب بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث رہطا وبعث علیہم عبد اللہ بن جحش فلقوا ابن الحضرمی فقتلوہ وہم یعدون وذلک یوم من رجب او من جمادی فقال المشرکون للمسلمین قتلتم فی الشہر الحرام فانزل اللہ تعالیٰ یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ الآیۃ وفی البیضاوی عن ابن جریج کما قاتلوہم فی ذلک غرۃ رجب وہم یظنونہ من جمادی الآخرۃ اہم وفی روح المعانی بروایۃ الزہری عن عروۃ انہ بلغ کفار قریش ذلک فعظموہ رکب فہم حتی قدموا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ایحل القتال فی الشہر الحرام فانزل اللہ تعالیٰ الآیۃ قلت واحسن الی الروایات کلہا فی تقریر ترجمۃ الآیۃ ۱۲

علوم احاطہ عبد صالح الحکم ۱

ملحقات الترجمہ

قولہ خاص طور پر الخ افادہ النکرۃ فی موضع الاثبات ولانہم عمومہا بالوصف لان الوصف لیس بعام وتبادہ تقریری بدا بالکبیر روح المعانی فافہم فانہ عزیز ۱۲

وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ

اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روک ٹوک کرنا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام کے ساتھ اور جو لوگ مسجد حرام کے اہل تھے ان کو

اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَلَا يَزَالُوْنَ

اس سے خارج کر دینا جرم اعظم ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک - اور فتنہ پردازی کرنا قتل سے بدرجہا بڑھکر ہے - اور یہ کفار تمہارے ساتھ

يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ

ہمیشہ جنگ رکھیں گے اس غرض سے کہ اگر قابو پاویں تو تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں -

سے ایسا ہو گیا یہ تو تحقیقی جواب ہے) وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ط اور (الزامی) جواب یہ ہے کہ کفار و مشرکین کا تو کسی طرح منہ ہی نہیں مسلمانوں پر اعتراض کرنے کا کیونکہ اگرچہ شہر حرام میں لڑنا جرم عظیم ہے لیکن ان کفار کی جو حرکتیں ہیں یعنی) اللہ تعالیٰ کی راہ (دین) سے (لوگوں کو) روک ٹوک کرنا (یعنی اسلام پر تکلیفیں پہنچانا کہ ڈر کے مارے لوگ مسلمان نہ ہوں) اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام (یعنی کعبہ) کیساتھ (جو کہ اللہ تعالیٰ کا معبد ہے کفر کرنا کہ وہاں بہت سے بت رکھ چھوڑے تھے اور بجائے خدا کی عبادت کے ان کی عبادت اور طواف کرتے تھے) اور جو لوگ مسجد حرام کے اہل تھے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے مؤمنین) ان کو (تنگ اور پریشان کر کے) اس (مسجد حرام) سے خارج (ہونے پر مجبور) کر دینا (جس سے نوبت ہجرت یعنی ترک وطن کی پہنچی سو یہ حرکتیں شہر حرام میں قتال کرنے سے بھی زیادہ) جرم عظیم ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک (کیونکہ یہ حرکتیں دین حق کے اندر فتنہ پردازی کرنا ہے) اور (ایسی) فتنہ پردازی کرنا (اس) قتل (خاص) سے (جو مسلمانوں سے صادر ہوا) بدرجہا قباحت میں) بڑھ کر ہے (کیونکہ اس قتل سے دین حق کو تو کوئی مضرت نہیں پہنچی بہت سے بہت اگر کوئی جان کر کے خود ہی گنہگار ہو گا اور ان حرکتوں سے تو دین حق کو ضرر پہنچتا ہے کہ اسکی ترقی رکتی ہے) فاخلاصہ جواب یہ ہوا کہ اول تو مسلمانوں نے کوئی گناہ نہیں کیا اور علی سبیل الفرض اگر کیا ہے تو معترضین اس سے بڑے بڑے گناہ یعنی کفر و مزاحمت دین حق میں مبتلا ہیں پھر ان کو مسلمانوں پر اعتراض کرنیکا کب منصب ہے ف۳ روح المعانی اور کبیر میں اس آیت کے ذیل میں اور بیضاوی میں سورۂ براءت کے پہلے رکوع کی تفسیر میں شہر حرام میں حرمت قتال کے منسوخ ہونے پر اجماع امت کا نقل کیا ہے - ربط اوپر دین حق میں انکی مزاحمت کرنے کا بیان تھا اسی مضمون کی آگے تاکید فرماتے ہیں تاکید مضمون مزاحمت دین وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا اور یہ کفار تمہارے ساتھ ہمیشہ جنگ (و جدل کا سلسلہ جاری ہی) رکھیں گے اس غرض سے کہ اگر (خدا نکرے) قابو پاویں تو تم کو تمہارے دین (اسلام) سے پھیر دیں (ان کی اس فعل سے دین کی مزاحمت ظاہر ہے) ربط آگے مسلمانوں کو احتیاطاً متنبہ فرماتے ہیں کہ یہ کفار جو دین حق

البلاغۃ آ ابو حنین اللہ والمعنی علیہ محذوف ای ما لعلتہ السریۃ خطائی الاجتہاد و جوہ اصل لنفس فی ذلک فضل مبنی علی الزعم کذا فی روح المعانی **تحقیقات الترجمہ** سلہ قولہ اور (الزامی) قالوا و فی وصد لعطف جواب علی جواب فافہم ۱۲ سلہ قولہ دین سے روک ٹوک کرنا دلم یحمل علی صد المسلمین عام الحدیبیۃ لان، لحدیث بعثہ ۸ ھ وہذہ ۱۰ الآیۃ نزلت بعد ۱۲ سلہ قولہ اور مسجد حرام کے ساتھ کفر کرنا اخرت عطف المسجد علی الضمیر

۱۴ الجور فی بہ الحاکمانی بانہ علی خلاف ما اشتہر عن البصریین لما قال ابو حیان والعطف علی ضمیر الجرور وان لم یجز عند البصریین لا باعادۃ الجار فقد اجاز ذلک الکوفیون و یونس والاخفش و ابو علی و لسنا مقلدین لاہل البصرۃ بل نتبع الدلیل و قد ثبت ذلک فی لسان العرب نظما و نثرا باختلاف حروف العطف کزانی الکماملین علی قولہ تعالیٰ تساءلون بہ والارحام و ایہ فی الکبیر ۱۲ سلہ قولہ اہل تھے کقولہ تعالیٰ ان اولیاؤہ الا المتقون ۱۲ سلہ قولہ ایسی فتنہ پردازی حملا للام علی العہد فلا دلالۃ علی کون کل فتنۃ اشد من کل قتل سلہ قولہ فی ترجمۃ حتی اس غرض سے لما فی البیضاوی حتی للتعلیل کقولک اجد اللہ حتی ادخل الجنۃ لقولہ ان استطاعوا وہو استبعاد لاستطاعہم کقول الواثق بقوتہ علی قرنہ ان ظفرت بی فلا تبق علی۔ و ابدا ان یاہم لا یردونہم آہ قلت وقد اشرنا الی معنی الاستبعاد بقولنا خدا نکرے ۱۲ سلہ قولہ فی وجہ الربط۔ احتیاطاً لئلا یعارض الاستبعاد و المستفاد من قولہ ان استطاعوا ۱۲

وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ

اور جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے پھر کافر ہی ہونے کی حالت میں مرجاوے تو ایسے لوگوں کے

اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

اعمال دنیا اور آخرت میں سب غارت ہوجاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہیں یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے

کی مزاحمت میں سعی کر رہے ہیں اگر اس سعی کا کوئی اتباع کر بیٹھے یعنی دین حق سے پھر جاوے تو اس کا کیا انجام ہے

انجام ارتداد وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ (الی قولہ تعالیٰ) هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ اور جو شخص تم میں سے اپنے دین (اسلام) سے پھر جاوے پھر کافر ہی ہونے کی حالت میں مرجاوے تو ایسے لوگوں کے (نیک) اعمال دنیا اور آخرت میں سب غارت ہوجاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہیں (اور) یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے **ف** دنیا میں اعمال کا ضائع ہونا یہ ہے کہ اس کی بی بی نکاح سے نکلجاتی ہے اگر اس کا کوئی مورث مسلمان مرے اس شخص کو میراث کا حصہ نہیں ملتا حالت اسلام میں نماز روزہ جو کچھ کیا تھا سب کالعدم ہوجاتا ہے مرنے کے بعد جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جاتی مسلمانوں کے مقابر میں دفن نہیں ہوتا اور آخرت میں ضائع ہونا یہ ہے کہ عبادات کا ثواب نہیں ملتا ابدالآباد کے لئے دوزخ میں داخل ہوتا ہے **مسئلہ** اگر یہ شخص پھر مسلمان ہوجاوے تو آخرت میں دوزخ سے بچ جانا اور دنیا میں آئندہ کے لئے احکام اسلام کے جاری ہونا تو یقینی ہے لیکن دنیا میں اگر حج کرچکا تھا تو بشرط وسعت پھر دوبارہ اسکا فرض ہونا نہ ہونا اور آخرت میں پچھلے نماز روزہ کا ثواب کا عود کرنا نہ کرنا اس میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہؒ دوبارہ حج کو فرض کہتے ہیں اور گذشتہ نماز روزہ پر ثواب ملنے کے قائل نہیں اور امام شافعی دونوں امر میں اختلاف کرتے ہیں **مسئلہ** لیکن جو کافر اصلی ہو اور اس حالت میں کوئی نیک کام کرے اس کا ثواب معلق رہتا ہے اگر کبھی اسلام لے آیا سب پر ثواب ملتا ہے اور اگر کفر پر مرگیا تو سب بے کار جاتا ہے حدیث میں اسلمت علی ما اسلفت من خیر اسی معنی میں وارد ہے **مسئلہ** غرض مرتد کی حالت کافر اصلی سے شنیع تر ہے اسی واسطے کافر اصلی سے جزیہ قبول ہوسکتا ہے اور مرتد اگر اسلام نہ لاوے اگر مرد ہے قتل کردیا جاتا ہے اگر عورت ہے دوام حبس کی سزا دی جاتی ہے کیونکہ اس سے اسلام کی اہانت ہوئی ہے سرکاری اہانت اسی سزا کے لائق ہے **ربط** شہر حرام میں قتال کرنے کے بارہ میں مسلمانوں کو جواب مذکور سنکر گناہ نہ ہونے کا تو اطمینان ہوگیا تھا مگر اس خیال سے دل شکستہ تھے کہ ثواب تو ہوا ہی نہ ہوگا آگے اس میں بھی نسلی کیگئی۔

م مطلق الارتداد فاہم ۱۲

مسئلۃ ثانیۃ دلیلہ حدیث اسلمت علی ما اسلفت من خیر رواہ مسلم ۱۲

الفقہ مسئلۃ اذا فی حج الحنفیۃ باطلاق قولہ تعالیٰ فی المائدۃ ومن یکفر الخ فان قیل لما کان مطلق الارتداد سببا لحبط الاعمال فما الفائدۃ فی التقلید بالموت قلت فائدتہ ان مجموع الاحباط والخلود مرتب علی الموت مرتدا الا علی	

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۙ

حقیقۃً جو لوگ ایمان لائے ہوں اور جن لوگوں نے راہِ خدا میں ترکِ وطن کیا ہو اور جہاد کیا ہو

أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ يَسْأَلُونَكَ عَنِ

ایسے لوگ تو رحمتِ خداوندی کے امیدوار ہوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ معاف کر دینے والے اور رحمت کرنے والے ہیں۔ لوگ آپ سے شراب اور

الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ۗ

قمار کی نسبت دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کو فائدے بھی ہیں اور گناہ کی باتیں ان فائدوں

وعدۂ ثواب بر اخلاصِ نیت إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا (الی قولہ تعالیٰ) وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ حقیقۃً جو لوگ ایمان لائے ہوں اور جن لوگوں نے راہ[۱] خدا میں ترکِ وطن کیا ہو اور جہاد کیا ہو ایسے لوگ تو رحمتِ خداوندی کے امیدوار ہوا کرتے ہیں (اور تم لوگوں میں یہ صفات علی سبیل[۲] منع الخلو موجود ہیں چنانچہ ایمان اور ہجرت تو ظاہر ہے رہا اس جہاد خاص میں شبہہ ہو سکتا ہے سو چونکہ تمہاری نیت تو جہاد ہی کی تھی لہٰذا ہمارے نزدیک وہ بھی جہاد ہی میں شمار ہے پھر ان صفات کے ہوتے ہوئے تم کیوں ناامید ہوتے ہو) اور اللہ تعالیٰ (اس غلطی کو) معاف کر دیں گے اور (ایمان و ہجرت و جہاد سے تم پر) رحمت کریں گے

حکم پانزدہم متعلق شراب و قمار يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ (الی قولہ تعالیٰ) وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ۗ لوگ آپ سے شراب اور قمار کی نسبت دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں (چیزوں کے استعمال) میں گناہ[۳] کی بڑی بڑی باتیں بھی (پیدا ہو جاتی) ہیں اور لوگوں کو (بعضے) فائدے بھی ہیں اور (وہ[۴]) گناہ کی باتیں ان فائدوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں (اس لئے دونوں قابلِ ترک ہیں) ف پہلے یہ دونوں چیزیں حلال تھیں سب سے پہلے آیت شراب و قمار کے متعلق یہ نازل کی گئی اور اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ ان دونوں چیزوں کا استعمال خود گناہ ہے بلکہ مطلب یہ تھا کہ ان کے استعمال سے اکثر اوقات دوسری باتیں گناہ کی پیدا ہو جاتی ہیں کیونکہ شراب سے عقل جاتی رہتی ہے اور وہی مانع تھی ارتکابِ معاصی سے اور قمار سے مال کی حرص بڑھی ہے اور حرص سے چوری وغیرہ کی عادت[۵] ہو جاتی ہے اور منافع ان میں تحصیلِ لذات اور تحصیلِ مال ہیں پس اس آیت سے اُن دونوں کی حرمت فی نفسہ کا بیان کرنا مقصود نہیں تھا بلکہ محض بعض عوارض[۶] غیر لازمہ سے ان دونوں کے ترک کا مشورہ دینا مطلوب تھا کہ جتنا نقصان ہو جاتا ہے اتنا نفع نہیں کیونکہ نفع تو حالی اور غیر باقی اور لازمی ہے اور ضرر مآلی اور ممتد اور متعدی ہے یہی وجہ تھی کہ اس آیت کو سنکر بعض نے تو فوراً دونوں کو ترک کر دیا کہ گو حرام نہیں کہا مگر شرور و مفاسد کا ذریعہ ہونا تو ثابت ہوا اور بعض نے کہا کہ جب حرام نہیں ہے تو ان مفاسد کا

الروایات فی لباب المنقول تمت ما سبق فقد علم منہم ان لم یکونوا اصلا وفرا فلیس لہم اجر فانزل اللہ ان الذین امنوا الی رحیم۔ فی لباب المنقول روی احمد عن ابی ہریرۃ قال قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ وہم یشربون الخمر ویاکلون المیسر فسألوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنہا فانزل اللہ تعالیٰ ویسئلونک عن الخمر والمیسر الآیۃ فقال ان اس ما حرم علینا انما قال فیہما اثم کبیر کانوا یشربون الخمر حتی کان یوم

---

۱ یا ایہا الذین امنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون ثم نزلت آیۃ انما الخمر والمیسر الی قولہ فہل انتم منتہون فقالوا انتہینا ربنا الحدیث ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ راہ خدا میں اشارۃ الی ان فی سبیل اللہ متعلق بکلا قریبہ ہاجروا وجاہدوا ۱۲ ۲ قولہ علی سبیل منع الخلو لانہ لان فی السریۃ من ہو غیر جاہد حسی ۱۲ ۳ قولہ گناہ کی بڑی بڑی باتیں اثم اطلاقا للسبب علی المسبب ولذا لم یقل فیہما اثم کبیر کما قال فیہما اثم ۱۲ ۴ قولہ اور وہ گناہ کی باتیں ہو حلا للاضافۃ علی العہد ۱۲ ۵ قولہ عوارض غیر لازمہ قید بہذا الوصف لان ہذہ العوارض ہذا کانت لازمۃ عقلا او عادۃ اشرت فی تحریم الخمر دیسمی ہذا النوع حراما لغیرہ وہو فی الحرمۃ کالحرام لعینہ سوا فافہم ۱۲

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ قُلِ الْعَفْوَ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

اور لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کتنا خرچ کیا کریں آپ فرما دیجئے کہ جتنا آسان ہو اللہ تعالیٰ اسی طرح احکام کو

الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ

صاف صاف بیان فرماتے ہیں تاکہ تم دنیا و آخرت کے معاملات میں سوچ لیا کرو

ہم کچھ انتظام کر کے تحصیل منافع کے لئے استعمال کیا کریں گے اگر یہ عنوان مفید حرمت کا ہوتا تو اہل لسان بکثرت اتنی بڑی غلطی میں نہ پڑتے پھر اس آیت کے بعد بعض نے شراب پیکر نماز پڑھی اور غلط پڑھی تو نماز کے اوقات میں پینا بالکل ممنوع ہو گیا پھر بعد چند مطلقاً حرام کر دی گئی اور یہی آخری حکم ہے جس نے پہلے احکام کو منسوخ کر دیا حکم شانزدہم مقدار انفاق وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ (الی قولہ تعالیٰ) فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ اور لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ (خیر خیرات میں) کتنا خرچ کیا کریں آپ فرما دیجئے کہ جتنا آسان (کہ اس کے خرچ کرنے سے خود پریشان ہو کر دنیوی تکلیف میں یا کسی کا حق ضائع کر کے اخروی تکلیف میں نہ پڑ جاوے) اللہ تعالیٰ اسی طرح احکام کو صاف صاف بیان فرماتے ہیں تاکہ تم (کو ان احکام کا علم حاصل ہو جاوے اور اس علم کی وجہ سے ہر عمل کے کرنے سے پہلے) دنیا و آخرت کے معاملات میں (ان احکام کو) سوچ لیا کرو (اور سوچ کر ہر معاملہ میں ان احکام کے موافق عمل کیا کرو) ف مثلاً خرچ ہی کرنے کے باب میں جس کو دنیا و آخرت دونوں کے ساتھ تعلق ہے دنیا کے ساتھ بوجہ آلۂ حوائج ہونے کے اور آخرت کے ساتھ بوجہ آلۂ ثواب ہونے کے پہلے سوچ لیا کرو یہ خرچ کرنا موافق حکم الٰہی کے ہے یا نہیں اگر ہو خرچ کیا ورنہ نہ کیا اور اس حکم کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی معصیت میں خرچ کرتا ہے تو مطلقاً ناجائز اور اگر اطاعت میں خرچ کرتا ہے تو اگر وہ طاعت حد وجوب و فرضیت تک پہنچی ہے مثلاً زکوٰۃ وغیرہ تو خرچ کرنا فرض و واجب ہے اور اگر حد نفل تک ہے جیسے معمولی خیر خیرات تو اگر کسی عیال وغیرہ کا اس میں حق ضائع ہوتا ہو تو خرچ کرنا ناجائز اور اگر کسی کا حق ضائع نہیں ہوتا لیکن خود پریشان ہو کر صبر نہ کر سکے گا تو بھی ناجائز ورنہ جائز اور اگر وہ محل نہ طاعت ہے نہ معصیت بلکہ مباح ہے جیسے فوارہ ولذائذ میں تو اگر نیت تقویت علی الطاعت کی ہے تو ثواب ہے اور اگر نیت تقویت علی المعصیت کی ہے تو گناہ ہے اور اگر محض دل ہی خوش کرنا ہے تو مباح ہے اس آیت میں نفل صدقات کا حکم مذکور ہے اس کی جو شرطیں ہیں احقر نے اثنا ترجمہ میں بی ان کی طرف اجمالاً اشارہ کر دیا ہے اور اس تقریر میں تفصیلاً لکھ دیا ہے واللہ اعلم ف۲ اور پہلے جو حکم دوازدہم میں اس قسم کا سوال آچکا اور جواب میں بیان مصارف کے ساتھ ضمناً اس کا حکم بھی معلوم ہو چکا ہے کہ جو کچھ ہمت ہو صرف کرو اس میں یہ بات پوچھنے کے قابل تھی کہ اگر جوش میں آکر سب دے ڈالنے کی ہمت ہو تو اس ہمت کا اعتبار ہے یا نہیں یہاں اس کے متعلق تحقیق مقصود ہے۔

اللغات العفو قال البیضاوی ای التیسیر من قبض الید ومنہ یقال للارض السہلۃ عفو ان یسر لہ بذل ولا یبلغ منہ الجہد قال ع خذی العفو منی تستدیمی مودتی ۱۲ اھ قلت وحمل التفسیر بالاخص ایضا

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم من طریق سعید او عکرمۃ عن ابن عباس ان نفرا من الصحابۃ جاءوا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا لا ندری ما ہذہ النفقۃ التی ص

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قل العفو قال العبد الضعیف فیہ اصل لعدم ادخار اتمثالی لقول

ترجمہ قولہ تعالیٰ

قل العفو اس میں اصل ہے ذخیرہ نہ رکھنے کی (جیسا بہت سے بزرگوں کا مذاق ہوا ہے)۔

ما امرتانی اموالنا فانفق منہا فانزل اللہ ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو الخ یعنی ان بلغہ ان معاذ بن جبل و ثعلبۃ اتیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالا یا رسول اللہ ان لنا فارا وابلین فما ننفق من اموالنا فانزل اللہ ہذہ الآیۃ (ای و یسئلونک ماذا ینفقون)

ملخصات الترجمہ

قولہ ان احکام کو سوچ لیا کرو الخ حاصل تتفکرون فی الآیات فی امر الدنیا والآخرۃ فالجار بعد تقدیر المضاف متعلق بتتفکرون بعد تقییدہ بالوان کذا فی روح المعانی فافہم

۱۲

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ

اور لوگ آپ سے یتیم بچوں کا حکم پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ ان کی مصلحت کی رعایت رکھنا زیادہ بہتر ہے اور اگر تم

فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ

ان کے ساتھ خرچ شامل رکھو تو وہ تمہارے بائی ہیں اور اللہ مصلحت کے ضائع کرنے والے کو اور مصلحت کی رعایت رکھنے والے کو جانتے ہیں اور

لَاَعْنَتَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو تم کو مصیبت میں ڈال دیتے اللہ تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔

حکم ہفدہم مخالطت یتیم وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۭ (الی قولہ تعالیٰ) اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ چونکہ ابتداءً میں مثل ہندوستان کے عرب میں بھی یتیموں کا حق دینے میں پوری احتیاط نہ تھی اس لئے یہ وعید سنائی گئی تھی کہ یتیموں کا مال کھانا ایسا ہے کہ جیسا دوزخ کے انگارے پیٹ میں بھرنا تو سننے والے ڈر کے مارے اتنی احتیاط کرنے لگے کہ ان کا کھانا بھی الگ پکوانے الگ رکھواتے اور اتفاق سے اگر بچہ کم کھاتا تو کھانا بچتا اور سڑتا اور پھینکنا پڑتا اس طرح بالکل علیحدہ اٹھانے رکھنے میں تکلیف بھی ہوتی اور یتیم کے مال کا بھی نقصان ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے اور لوگ آپ سے یتیم بچوں (کے خرچ علیحدہ یا شامل رکھنے) کا حکم پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ (اصل مقصود ہمارا ان کے اموال کھانے کی ممانعت سے یہ ہے کہ ان کی مصلحت کو ضائع نہ کیا جاوے اور جب خرچ شامل رکھنے میں ان کی مصلحت ہے تو) ان کی مصلحت کی رعایت رکھنا (علیحدہ خرچ کرنے سے جو کہ خلاف مصلحت ہے) زیادہ بہتر ہے اور اگر تم ان کے ساتھ خرچ شامل رکھو تو (کچھ ڈر کی بات نہیں کیونکہ وہ (بچے) تمہارے (دینی) بھائی ہیں (اور بھائی بھائی شامل رہا ہی کرتے ہیں) اور اللہ مصلحت کے ضائع کرنے والے کو اور مصلحت کی رعایت رکھنے والے کو (الگ الگ) جانتے ہیں (پس مخالفت اس قسم کی نہ ہونا چاہیئے جس میں انکی مصلحت ضائع ہو جاوے مثلاً برائے نام اپنا تھوڑا سا ملا دیا باقی سب ان ہی کا کھایا جو ایسا کرے گا اللہ تعالیٰ سے اس کی بدنیتی مخفی نہیں رہ سکتی اور جو مخالطت میں ان کی مصلحت کی رعایت رکھے بالفرض اگر بلا علم و بلا قصد کچھ کمی بیشی بھی ہو جاوے تو چونکہ اللہ تعالیٰ کو اس کی خوش نیتی معلوم ہے اس لئے اس پر مواخذہ نہ ہوگا) اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو (اسی باب میں سخت قانون مقرر کر کے) تم کو مصیبت میں ڈال دیتے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ زبردست ہیں (جو حکم چاہیں دے سکتے ہیں مگر سہل قانون مقرر فرمایا کیونکہ) حکمت والے (بھی) ہیں (ایسا حکم نہیں دیتے جو ہو نہ سکے) ف۱ جو چیز سڑنے بسنے والی ہو اس میں اپنے ساتھ یتیم کا خرچ اندازے سے شامل رکھنا درست ہے اور دوسری چیزوں کا حساب الگ رکھنا واجب ہے ف۲ چونکہ اس وقت اکثر مسلمانوں کے پاس مسلمان ہی یتیم تھے اس لئے اخوانکم فرمایا ورنہ اگر دوسرے مذہب کا بچہ بھی اپنی تربیت میں ہو اس کا بھی بعینہٖ یہی حکم ہے اور اس کی دلیل دوسری آیات و احادیث ہیں جو الفاظ عامہ سے وارد ہیں مثلاً لا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ہی احسن اور احسن ہونا مخالطت کا بشرط رعایت مصلحت ظاہر ہے بلکہ اس کے ساتھ مذہبی

ملحقات الترجمہ

ف۱ قولہ الگ الگ ان مثل ہذا التراکیب ہی بقید التمییز کما قال سبحانہ فی قولہ تعالیٰ لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ انہ وضع العلم موضع التمییز المسبب عنہ ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج ابوداؤد والنسائی والحاکم وغیرہم عن ابن عباس قال لما نزلت ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ہی احسن وان الذین یاکلون اموال الآیۃ انطلق من کان عندہ یتیم فعزل طعامہ من طعامہ وشرابہ من شرابہ فجعل یفضل لہ الشیٔ من طعامہ فیحبس لہ حتی یاکلہ او یفسد فاشتد ذلک علیہم فذکروا ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ تعالیٰ ویسئلونک عن الیتمیٰ الآیۃ ۱۲

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ

اور نکاح مت کرو کافر عورتوں کے ساتھ جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جاویں - اور مسلمان عورت لونڈی بہتر ہے کافر عورت

مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ

سے گو وہ تم کو اچھی ہی معلوم ہو اور عورتوں کو کافر مردوں کے نکاح میں مت دو جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جاویں اور مسلمان

مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚۖ

بہتر ہے کافر مرد سے گو وہ تم کو اچھا ہی معلوم ہو یہ لوگ دوزخ کی تحریک دیتے ہیں

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ

اور اللہ تعالیٰ جنت اور مغفرت کی تحریک دیتے ہیں اپنے حکم سے اور اللہ تعالیٰ اس واسطے آدمیوں کو اپنے

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

احکام بتلا دیتے ہیں تاکہ وہ لوگ نصیحت پر عمل کریں -

رعایت اتنی اور زیادہ ہے کہ اس بچہ پر بعد بلوغ کے قبول اسلام کے لئے جبر نہیں کیا جاتا مذہبی آزادی دی جاتی ہے

حکم ہشت دہم مناکحت کفار وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ الی قولہ تعالیٰ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

اور نکاح مت کرو[۱] کافر عورتوں کے ساتھ جب تک کہ وہ مسلمان[۲] نہ ہو جاویں اور مسلمان عورت (چاہے)

لونڈی (کیوں نہ ہو وہ ہزار درجہ[۳] بہتر ہے کافر عورت سے (چاہے وہ آزاد بی بی ہی کیوں نہ ہو) گو وہ (کافر

عورت بوجہ مال یا جمال کے) تم کو اچھی ہی معلوم ہو (مگر پھر بھی واقع میں مسلمان ہی عورت اس سے اچھی ہے)

اور (اسی طرح آپنے[۴] اختیار کی) عورتوں کو کافر مردوں کے نکاح میں مت دو جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جاویں

اور مسلمان مرد (چاہے) غلام ہی کیوں نہ ہو وہ ہزار درجہ) بہتر ہے کافر مرد سے (چاہے وہ آزاد ہی کیوں نہ ہو)

النحو ولو اعجبتكم قال البیضاوی الواو للحال ولو للمبالغة وهو كثير قال عبده الحكيم هذا ما اختاره صاحب الكشاف فی الواو الداخلة علی ان ولو لوصليتين وكلمة ان ولو للجزاء والغرض مجردة عن معنی الشرطية ولذا الايكتفی الی الجزاء فالتقدير معروضا اعجابها كم بالحسن الشمائل وبعضهم اعتراضية يقع فی وسط الكلام آخره وعلی التقادير فالجملة السابقة وعندالبعض اعتراضية يقع فی وسط الكلام آخره وعلی التقادير فالجملة السابقة وعندالبعض اعتراضية يقع فی وسط الكلام آخره دل علیه الجملة السابقة وعندالبعض اعتراضية يقع فی وسط الكلام آخره وعلی التقادير برا ثبات للحكم فی نقيض الشرط بالطريق الاولی لثبت فی جميع

الروايات فی اسباب النزول قوله تعالیٰ ولا تنكحوا الآية

اخرج ابن المنذر وابن ابی حاتم والواحدی عن مقاتل قال نزلت هذه الآية فی ابن ابی مرثد الغنوی حين استاذن النبی صلی الله عليه وسلم فی عناق ان يتزوجها وهی مشركة وكانت ذا خطر من الی فنزلت قوله تعالیٰ ولامة مؤمنة الآية - اخرج الواحدی من طريق السدی عن ابی مالک عن ابن عباس قال نزلت هذه الآية فی عبدالله بن رواحة كانت له امة سوداء وانه غضب عليها فلطمها ثم انه فزع فاتی النبی صلی الله عليه وسلم فاخبره وقال لاعتقنها ولاتزوجنها ففعل فطعن عليه ناس وقالوا ينكح امة فانزل الله هذه الآية واخرجه ابن جرير عن السدی مطلقا آه قلت واورد علی الرواية الاولی بان هذه القصة سبب لنزول آية النور الزانی لاينكح وعلی الرواية الثانية بانها اذا تعددت لم تبق امة والذی فسر بعضهم الامة بالمرأة مطلقا فی هذا من اباء الله تعول بجميع هذه الاولی بانه لاتعارض فی الروايتين فانه يصح ان تكون القصة الواحدة سبب النزول الآيتين جميعا وعن الثانی بانها تسمیت امة باعتبار ما كانت اوحسب قول الناس محقرين لها فافهم ۱۲

ملحقات الترجمہ [۱] قولہ فی ترجمۃ المشرکت والمشرکین تمام کافر اعم من الکتابی وغیر الکتابی یعنی الحکم عام ہے

صحیح جزء منہ بسورۃ المائدۃ والاالاصح الی دلیل مستقل لبطلان نکاح المؤمنۃ مع الکتابی فان قلت کیف یصح ہذا التفسیر مع ان الکتابی لیس بمشرک بنیۃ قلت سماہ مشرکا لمجاز الاقتران معاملۃ المؤمن مع مقابل المؤمن وہو الکافر مطلقا ۲۷ ع ۵ ۱۱ تعالیٰ وقالت الیہود عزیر ابن اللہ وقالت النصاری المسیح ابن اللہ فالمشرک افا فسمان تقی الحکم فی القسم الواحد ونسخ فی جزء من القسم الآخر فافہم ۱۲

[۲] قولہ جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جاویں زاد کلمۃ النفی لماخذہ فی ترجمۃ حتی یلسنا ۱۲

[۳] قولہ ہزار درجہ بہتر ہے مستعملۃ فی التفضیل یلسنا وقد افاد خیرا التفضیل ۱۲

[۴] قولہ اپنے اختیار کی ای عرفا فلا یصح الاحتجاج بالآیۃ علی اشتراط الولی فی نکاح الثیب مطلقا ۱۲

گو وہ (کافر مرد بوجہ مال[1] یا جاہ کے) تم کو اچھا ہی معلوم ہو (مگر پھر بھی واقع میں مسلمان ہی مرد اس سے اچھا ہے اور وجہ ان کافروں کے بُرا ہونے کی اور وہی اصلی سبب ہے ان سے نکاح کرنے کی ممانعت کا یہ ہے کہ یہ (کافر) لوگ دوزخ (میں جانے) کی تحریک دیتے ہیں (کیونکہ کفر کی تحریک دیتے ہیں اور اس کا انجام دوزخ ہے) اور اللہ تعالیٰ جنت اور مغفرت (کے حاصل کرنے) کی تحریک دیتے ہیں اپنے حکم سے (اور اس[2] حکم کا اس طرح خلوہوا کہ کفار کے باب میں یہ حکم صادر فرمادیا کہ ان سے نکاح نہ کیا جاوے تاکہ اُن کی تحریک کے اثر سے پوری حفاظت رہ سکے اور اس سے محفوظ رہ کر جنت اور مغفرت حاصل ہو جاوے) اور اللہ تعالیٰ اس[3] طرح آدمیوں کو اپنے احکام بتلا دیتے ہیں[4] تاکہ وہ لوگ نصیحت پر عمل کریں (اور مستحق جنت و مغفرت کے ہو جاویں)

ف اس آیت میں دو حکم ہیں ایک یہ کہ کافر مردوں سے مسلمان عورت کا نکاح نہ کیا جاوے سو یہ حکم تو اب بھی باقی ہے حتیٰ کہ مرتد کافر اور عورت کے مسلمان ہونے کی صورت میں پہلا نکاح جائز بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ مثلاً کوئی مسلمان مرد "نعوذ باللہ" کافر ہو جاوے اور اس کے نکاح میں پہلے سے کوئی مسلمان عورت تھی نکاح فوراً ٹوٹ جاوے گا اور یہ عورت عدت پوری کرکے دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے اور مثلاً کوئی کافر عورت بہدایت الٰہی مسلمان ہو جاوے اور وہ پہلے سے کسی کافر مرد کے نکاح میں تھی اور وہ مرد اسلام قبول نہ کرے اسی وقت وہ نکاح ٹوٹ جاوے گا اس میں اتنی تفصیل ہے کہ اگر وہ جگہ دارالاسلام ہے تو مرد سے تعرضاً پوچھیں گے کہ تو اسلام قبول کرتا ہے یا نہیں اگر وہ قبول کرلے تو نکاح نہ ٹوٹے گا اور اگر انکار کردے تو اب ٹوٹ جاوے گا اور اگر وہ جگہ دارالحرب ہے تو خاوند سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ عورت کے اسلام لانے کے بعد جب تین حیض گذر جاویں یا اگر اس کو حیض نہ آتا ہو تو جب تین مہینے گذر جاویں اور اگر حاملہ ہو تو جب بچہ پیدا ہو جاوے اس شوہر کے نکاح سے باہر ہو جاوے گی اور ہر صورت میں نکاح ٹوٹنے کے بعد پھر عدت واجب ہوگی کذا فی الدر المختار و رد المحتار بہرحال جس وقت سے نکاح ٹوٹتا ہے اس وقت سے عدت طلاق کی پوری کرکے دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے اور یہ جو اکثر لوگوں کی عادت ہے کہ ایسی عورت کے مسلمان ہوتے ہی فوراً کسی سے نکاح کر دیتے ہیں اور عدت واجبہ کو پورا نہیں کرتے یہ محض ناجائز ہے اور یہ دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ غرض یہ کہ ایک حکم تو آیت کا اس طرح باقی ہے۔ دوسرا حکم یہ کہ مسلمان مرد کا کافر عورت سے نکاح نہ کیا جاوے اس حکم میں دو جزو ہیں ایک جزو یہ کہ وہ کافر عورت کتابی یعنی یہودی یا نصرانی نہ ہو اور کوئی مذہب کفر کا رکھتی ہو سو اس جزو میں بھی اس آیت کا حکم باقی ہے چنانچہ ہندو عورت یا آتش پرست عورت سے نکاح مسلمان کا نہیں ہو سکتا دوسرا جزو یہ کہ وہ کافر عورت کتابیہ ہو یعنی یہودیہ یا نصرانیہ ہو اس خاص جزو میں اس آیت کا حکم باقی نہیں بلکہ ایک آیت سورۂ مائدہ میں اس مضمون کی ہے کہ کتابی عورتوں سے نکاح درست ہے سو اس آیت سے اس آیت کا یہ خاص جزو منسوخ ہو گیا چنانچہ یہود یہ

تحقیقات الترجمہ

[1] قولہ مال یا جاہ وقال فی النساء مال و جمال لان العرف بکذا فی النساء والرجال ۱۲

[2] اور اوس حکم کا الخ وہذا ہو التوفیق والتیسیر الذی نسروبہ قولہ باذنہ ۱۲

[3] قولہ فی ترجمۃ لعل تاکہ ماخذہ البیضاوی لکنہ تذکر وفی حاشیۃ ع یعنی ان لعل مستعار بمعنی الطلب آہ ۱۲

یا نصرانیہ سے نکاح درست ہو جاتا ہے بشرطیکہ اسلام سے مرتد ہو کر یہودی یا نصرانی نہ ہوئی ہو مسئلہ گو کتابی عورت سے نکاح درست ہے لیکن اچھا نہیں۔ حدیث میں دیندار عورت کے حاصل کرنے کا حکم ہے تو بد دین عورت کا حاصل کرنا اس درجہ میں ناپسند ہوگا مسئلہ جو قوم اپنی وضع وطرز سے اہل کتاب سمجھے جاتے ہوں لیکن عقائد تحقیق کرنے سے کتابی ثابت نہ ہوں اس قوم کی عورتوں سے نکاح درست نہیں جیسے آج کل عموماً انگریزوں کو عام لوگ عیسائی سمجھتے ہیں حالانکہ تحقیق سے بعض کے عقائد بالکل ملحدانہ ثابت ہوئے ہیں کہ نہ خدا کے قائل نہ عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے معتقد نہ انجیل کی نسبت کتاب آسمانی ہونے کا اعتقاد رکھیں سو ایسے لوگ عیسائی نہیں ہیں اور ایسی جماعت میں کی جو عورت ہو اس سے نکاح درست نہیں، لوگ بڑی غلطی کرتے ہیں کہ بے تحقیق ولایت سے میمیں بیاہ لاتے ہیں مسئلہ اسی طرح جو سر دظاہری حالت سے مسلمان سمجھا جاوے لیکن عقائد اس کے کفر تک پہنچے ہوں اس سے مسلمان عورت کا نکاح درست نہیں اور اگر نکاح ہونے کے بعد ایسے عقائد ہو جاویں تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے جیسے آج کل بہت سے آدمی اپنے مذہب سے ناواقف سائنس کے اثر سے اپنے عقائد تباہ کر لیتے ہیں لڑکی والوں پر واجب ہے کہ پیغام آنے کے وقت اوّل عقائد کی تحقیق کر لیا کریں جب اس سے اطمینان ہو جاوے تب زبان دین اور عورتوں کو چاہیئے کہ اگر بعد نکاح لے ایسے عقائد شوہر کے ثابت ہوں تو ان سے کنارہ کریں اور جس طرح بن پڑے ان کو ہم بستر نہ ہونے دیں اور سرپرستوں کو بھی اس میں عورتوں کی امداد واجب ہے **سوال** جیسا کافروں کا مسلمانوں کو کفر کی طرف بلانا علت ہو سکتا ہے کفار سے مناکحت کی ممانعت کی جس کا اعتبار فرمانا اس آیت سے مفہوم ہوتا ہے اسی طرح مسلمانوں کا کافروں کو اسلام کی طرف بلانا علت ہو سکتی ہے کفار سے مناکحت کی اجازت کی تو اس کا اعتبار کیوں نہیں فرمایا گیا تھا **جواب** شارع چونکہ علیم وحکیم قادر ومختار ہے ایک علت کو دوسری پر اعتبار میں ترجیح دینا اسی طرح تمام علل ومصالح کا احاطہ کرنا اور مجموعہ کا جو مقتضا ہو اس پر حکم کو بنا فرمانا یہ سب ان کے کمالات خاصہ سے ہے کسی کو حق سوال مقال نہیں پہنچتا۔ اور ثانیاً عقلاً جلب منفعت سے دفع مضرت اہم اور اقدم ہے جہاں دونوں احتمال ہوں وہاں بہ نسبت دوسرے کی اصلاح کے اپنی حفاظت زیادہ ضروری ہے، ثالثاً ایمان مقتضا ہے عقل کا اور کفر مقتضا ہے نفس کا اور عقل جب ضعیف ہوتی ہے نفس اس پر غالب آجاتا ہے اور ابتدائے اسلام میں اکثر قوت عقلیہ ضعیف تھی اس لئے بہ نسبت اصلاح کفار کے افساد مؤمنین کا احتمال زیادہ تھا اس لئے اکثر کی حالت کے اعتبار سے ممانعت کی گئی۔ اجازت نہیں دی گئی **دوسرا سوال** اس آیت کا جو جزو منسوخ ہو چکا ہے علت ممانعت تو اب بھی بظاہر باقی ہے یعنی تحریک کفر کی کرنا پھر بقائے علت کے ساتھ ارتفاع حکم کی کیا صورت ہے **جواب** علت کا باقی رہنا مسلم نہیں کیونکہ علت صرف تحریک نہیں بلکہ اس تحریک سے متاثر ہونے کا احتمال اور اس تاثر کی علت ہے ضعف جب اسلام کے قواعد اصول وفروع خوب گوش زد وذہن نشین ہو گئے تو قوت عقلیہ اکثر کی قوی ہو گئی اور اب احتمال نہ رہا کہ نفس اس پر غالب آکر کفر کی طرف مائل کر سکے لہٰذا وہ جزو منسوخ ہو گیا **تیسرا سوال** پھر چاہیئے تھا کہ عورت مشرکہ سے نکاح جائز ہوتا اسی طرح مسلمان عورت کا کافر مرد سے نکاح جائز ہوتا **جواب** ایک علت یہ بھی ہے کہ محل نکاح میں شر ہے اور شر میں دو مرتبے ہیں کتابی کے شر کو شرع نے خفیف سمجھا ہے غیر کتابی کے خبث وشر سے اس لئے غیر کتابیہ کو شرف نکاح مسلم کا محل ہی قرار نہیں دیا یہ تو وجہ ہے غیر کتابیہ سے نکاح درست نہ ہونے کی۔ ضعف جیسا داخلی ہوتا ہے جسکو عقلی کہا گیا ہے۔ اسی طرح خارجی بھی ہوتا ہے اور زوجہ طبعاً وفطرۃً مرد کے زیر حکومت ہے

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ

اور لوگ آپ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ گندی چیز ہے تو حیض میں تم عورتوں سے علیحدہ رہا کرو اور

وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ

ان سے قربت مت کیا کرو جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جاویں پھر جب وہ اچھی طرح پاک ہو جاویں تو ان کے پاس آؤ جاؤ جس جگہ سے

اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝

تم کو خدا تعالیٰ نے اجازت دی ہے بیشک اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتے ہیں صاف پاک رہنے والوں سے

پس یہ ضعف بھی علت تاثر کی ہو سکتا ہے اس لئے مسلمہ کا نکاح کافر سے جائز نہیں کیا گیا اور مسلم کے نکاح میں کافرہ کے ساتھ یہ ضعف مفقود ہے لہذا وہ جائز قرار پایا اور چونکہ اکثر کی حالت کا یہ تقاضا تھا اور قانون میں ہمیشہ ایسی ہی حالت کا اعتبار ہوتا ہے لہذا قانون اصلی تو یہ مقرر ہوا لیکن اگر کہیں مسلم کو کتابیہ سے نکاح کرنے میں غالب ظن بگڑ جانے کا ہو وہاں نذیرہ کے درجہ میں اس کو بھی شدت کے ساتھ ممنوع کہیں گے حکم نوزدہم حرمت جماع در حیض وشرائط اجازت در پاکی وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ (الی قولہ تعالیٰ) اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ○ اور لوگ آپ سے حیض (کی حالت میں صحبت وغیرہ کرنے) کا حکم پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ (حیض) گندی چیز ہے تو (حالت حیض میں تم عورتوں (کے ساتھ صحبت کرنے) سے علیحدہ رہا کرو اور (اس حالت میں) ان سے قربت مت کیا کرو جب تک کہ وہ (حیض سے) پاک نہ ہو جاویں پھر جب وہ (عورتیں) اچھی طرح پاک ہو جاویں (کہ ناپاکی کا شک وشبہہ نہ رہے) تو ان کے پاس آؤ جاؤ (یعنی ان سے صحبت کرو) جس جگہ سے تم کو خدا تعالیٰ نے اجازت دی ہے (یعنی آگے سے) یقیناً اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں سے (مثلاً اتفاقاً یا بے احتیاطی سے حالت حیض میں صحبت کر بیٹھا پھر متنبہ ہو کر توبہ کر لی) اور محبت رکھتے ہیں صاف پاک رہنے والوں سے (جو حالت حیض میں صحبت کرنے سے اور دوسرے منہیات سے بچتے ہیں اور حالت پاکی میں اجازت صحبت کی دینا اور پھر اس قید سے اجازت دینا کہ آگے کے موضع

اللغات قال البیضاوی المحیض مصدر کالمجیء و المبیت وفی روح المعانی اصلہ السیلان اھ قلت فالمسئول عنہ حقیقۃ اتیان النساء فی المحیض ولا یحتاج الی حذف المضاف لا فی السوال ولا فی الجواب ۱۲

البلاغۃ فاعتزلوا ولا تقربوا کنایۃ عن ترک مجامعتہن دائما واسند الفعل الی الذات للمبالغۃ وانما لم یعتبر ایلاما لاعتزال وعدم القرب مطلقا لان التعلیل بالاذی کاف فی عدم کون ہذا الاعتزال مرادا فان کل بدنہا لیس محلا للاذی فافہم فانہ عزیز

الفقہ حتی یطہرن ہی عند الشافعیۃ الاغتسال بعد الانقطاع

قالوا ویدل علیہ صریحا قراءۃ حمزۃ والکسائی یطہرن بالتشدید ای یتطہرن وصیغۃ المبالغۃ یستفاد منہ الطہارۃ الکاملۃ ویدل علیہ فاتوا قطہرن بالغا وصیغۃ المبالغۃ وقالت الحنفیۃ ان الطرائتین بمنزلۃ الآیتین فحملوا احداہما علی ما دون العشرۃ والاخری علی تمام العشرۃ والقارئ لا ارتباط من غیر وجود معنی التاخر فیہ الخ لانسلم ان التطہر لیس الا بالاغتسال فانہ یمکن حملہ علی یتیقن الانقطاع و عدم بقاء الریب فیہ کما اشرت الیہ فی الترجمۃ وکذا الطہارۃ لا یدل علی الاغتسال کما زعم البعض ففی روح المعانی عن تاج البیہقی طہرت خلاف طمثت وعن شمس العلوم امرأۃ طاہر غیر

ع انقطع وہما دمن الاساس امرأۃ طاہر ونساء طواہر طہرن من المحیض ۱۲

الروایات فی باب النقول روی مسلم والنسائی عن انس ان الیہود کانوا اذا حاضت المرأۃ منہم لم یواکلوہا ولم یجامعوہا فی البیوت فسأل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ ویسئلونک عن المحیض الآیۃ فقال اصنعوا کل شیء الا النکاح ۱۲

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۖ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ ۖ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ ۚ

تمہاری بیبیاں تمہارے لئے کھیت ہیں سو اپنے کھیت میں جس طرف سے ہو کر چاہو آؤ اور آئندہ کے واسطے اپنے لئے کچھ

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ○

کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یہ یقین رکھو کہ بے شک تم اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے والے ہو اور ایسے ایماندار لوگوں کو

میں صحبت ہو اس لئے ہے کہ) نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ (الی قولہ تعالیٰ) وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ○ تمہاری بیبیاں تمہارے لئے (بمنزلہ) کھیت (کے) ہیں (جسمیں نطفہ بجائے تخم کے اور بچہ بجائے پیداوار کے ہے) سو اپنے کھیت میں جس طرف سے ہو کر چاہو آؤ (اور جس طرح کھیتوں میں اجازت ہے اسی طرح بیبیوں کے پاس پاکی کی حالت میں ہر طرف سے آنے کی اجازت ہے خواہ کروٹ سے ہو یا پیچھے یا آگے بیٹھ کر ہو یا اوپر یا نیچے لیٹ کر ہو یا جس ہیئت سے ہو مگر آنا ہو ہر حال میں کھیت کے اندر کہ وہ خاص آگے کا موقع ہے کیونکہ پیچھے کا موقع کھیت کے مشابہ نہیں اس میں صحبت نہ ہو) اور (ان لذات میں ایسے مشغول مست ہو جاؤ کہ آخرت ہی کو بھول جاؤ بلکہ) آئندہ کے واسطے (بھی) اپنے لئے کچھ (اعمال صالحہ) کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے (ہر حال میں) ڈرتے رہو اور یہ یقین رکھو کہ بے شک تم اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے والے ہو اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے ایمانداروں کو (جو نیک کام کریں خدا سے ڈریں خدا تعالیٰ کے سامنے جانے کا یقین رکھیں) خوشی کی خبر سنا دیجئے (کہ ان کو آخرت میں ہر طرح کی نعمتیں ملیں گی) ف مسئلہ حالت حیض میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن کو دیکھنا اور ہاتھ لگانا بھی درست نہیں مسئلہ اگر حیض پورے دس دن گذرنے پر موقوف ہو تو فوراً ہی صحبت درست ہے اور اگر دس دن سے پہلے حیض موقوف ہو جاوے مگر عادت کے موافق موقوف ہو تو صحبت جب درست ہوتی ہے کہ عورت یا تو غسل کرلے یا ایک نماز کا وقت ختم ہو جاوے اور اگر دس دن سے پہلے موقوف ہوا اور ابھی عادت کے دن بھی نہیں گذرے مثلاً سات دن حیض آیا کرتا تھا اور چھ ہی دن میں موقوف ہو گیا تو بدون ایام عادت کے گذرے ہوئے صحبت درست نہیں۔ مسئلہ اگر غلبۂ شہوت سے حالت حیض میں صحبت ہو گئی تو خوب توبہ کرنا واجب ہے اور اگر کچھ خیرات بھی دیدے تو زیادہ بہتر ہے۔ مسئلہ پیچھے کے موقع میں اپنی بی بی سے بھی صحبت کرنا حرام ہے۔

اللغات قال فی روح المعانی الحرث القاء البذر فی الارض و ہو غیر الزرع لانہ انبات و ہو خبر عما قبلہ اما بحذف المضاف ای موضع الحرث او التجوز و التشبیہ البلیغ ۱۲

البلاغۃ نساؤکم کحرث لکم فی روح المعانی ہذہ الجملۃ مبتدئۃ لقولہ تعالیٰ فاتوہن من حیث امرکم اللہ ۱۲ وقد اشرت الی نحو ہذا فی

اللطائف قولہ تعالیٰ فاتوا حرثکم دل علی تحریم الاتیان فی الادبار ولا یرد الاتیان فی الساق او الفخذ بناء علی انہ لیس عرفا لان التقیید بالحرث لیس لمطلق الاستمتاع بل للاتیان فقط و للاتیان فی الساق او الفخذ لیس اتیانا عرفا فالمعنی الوطی ۔ ۱۲ استدلال الخصم بقولہ تعالیٰ انی شئتم فلا تتوہم مع ہذہ القرینۃ الصارفۃ عن حمل الی علی تعمیم المواضع فہو اذا لتعمیم الجہات من القدام و الخلف و الفواق لہم

ص او التحت و الیمین و الشمال مع احتمال کون انی بمعنی کیف و متی کما ذکر عن مجاہد الضحاک لا سیما و قد تقدم نقل وجوب الاعتزال فی المحیض و علل باذاذی مستقذر و العلۃ مشترکۃ لا یقال ما فی الحائض من الفضلۃ یدم الاستحاضۃ لان الانتفاع بین و ایضا فی وجوب الاعتزال عن الاستحاضۃ من الحرج ما لیس فی الحیض و الحائض کما لا یخفی و ما روی عن بعض السلف غیر مسموع فی مقابلۃ النص و الاجماع ہذا کلہ من روح المعانی و سائح خاطری ۱۲

الروایات روی الشیخان و ابو داؤد و الترمذی عن جابر قال کانت الیہود تقول اذا جامعہا من ورائہا جاء الولد احول فنزلت نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم الخ ۱۲

تحقیقات الترجمہ

ل قولہ اپنے کھیت میں (یعنی قولہ) اسی طرح بیبیوں کے پاس (الخ) فیہ حمل الحرث علی معنی الحقیقی لکن لا لنفسہ بل للانتقال الی المجازی فہو کنایۃ و فیہ ما لا یخفی من اللطافۃ ۱۲

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ

اور اللہ کو اپنی قسموں کے ذریعہ سے ان امور کا حجاب مت بناؤ کہ تم نیکی کے اور تقویٰ کے اور اصلاح فیما بین

النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ

خلق کے کام کرو اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتے جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم پر داروگیر نہ فرماویں گے تمھاری قسموں میں بیہودہ

وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

قسم پر لیکن داروگیر فرماویں گے اس پر جس میں تمھارے دلوں نے ارادہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں۔

حکم بستم منع سوگند بر ترک خیر وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ (الی قولہ) وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

اور اللہ (کے نام) کو اپنی قسموں کے ذریعہ سے ان امور کا حجاب مت بناؤ کہ تم نیکی کے اور تقویٰ کے اور اصلاح فیما بین خلق کے کام کرو (یعنی اللہ کے نام کی یہ قسم نہ کھاؤ کہ ہم یہ نیک کام نہ کریں گے) اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتے جانتے ہیں (تو زبان کو سنبھال کر بات کرو اور دل میں بُرے خیالات مت لاؤ) ف جس بات سے آدمی قسم کھالیتا ہے اس سے رک جاتا ہے تو جب اس نے ایسے امور میں اللہ کی قسم کھائی تو گویا قسم کھا کر ان کاموں کا حجاب اللہ کے نام کو بنا دیا حالانکہ اللہ کے نام سے تو نیک کام زیادہ کرنے چاہییں اس نے الٹا زیادہ کیا اس لئے ایسی بات پر قسم کھانا اور زیادہ بُرا ہوا اور یوں نیک کام کا ترک کرنا ویسے بلا قسم بھی بُرا ہے

حکم بست و یکم گناہ سوگند دروغ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ (الی قولہ تعالیٰ) وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ اللہ تعالیٰ تم پر (آخرت میں) داروگیر نہ فرماویں گے تمھاری قسموں میں (ایسی) بیہودہ قسم پر (جس میں بلا قصد جھوٹ بولا گیا) لیکن داروگیر فرماویں گے اس (جھوٹی) قسم پر جس میں تمھارے دلوں نے (جھوٹ بولنے کا) ارادہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں (کہ ایسی بیہودہ قسم پر داروگیر نہ فرمائی) حلیم ہیں (کہ قصداً جھوٹی قسم کھانے کی سزا میں آخرت تک مہلت دی) ف لغو قسم کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ کسی گذری ہوئی بات پر جھوٹی قسم بلا ارادہ[۱] نکل گئی یا نکلی تو ارادہ سے مگر اس کو اپنے گمان میں راست سمجھتا ہے جیسے زید واقع میں آیا تھا مگر اس کو خبر نہ تھی اور قسم کھا بیٹھا کہ وہ نہ آیا تھا یا آئندہ بات پر اس طرح قسم نکل گئی کہ کہنا چاہتا تھا کچھ اور بے ارادہ منہ سے قسم نکل گئی اس میں گناہ نہیں ہوتا اور اس کو اسی واسطے لغو کہتے ہیں کہ مواخذہ اُخروی یعنی گناہ کے بارہ میں یہ ساقط الاعتبار ہے اور اس کے مقابلہ میں جس پر مواخذہ ہونے کا ذکر فرمایا ہے یہ وہ قسم ہے جو قصداً جھوٹی سمجھکر کھائی ہو اس کو عموس کہتے ہیں اس میں گناہ ہوتا ہے مگر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک

العربیۃ العرضۃ فعلۃ بمعنی المفعول کالقبضۃ والعرفۃ وہی ہہنا من عرض الشیٔ من باب نصر اوضرب جعلہ معترضا والایمان مسلی حقیقتہا واللام للتعلیل وان لابد وانی تعدیۃ یرلان ویکون صلۃ للفعل والعرضۃ والمنع لاتجعلوا اللہ حاجزا لاجل حلفکم عن البر والتقوی والاصلاح اھ بکذا فی روح المعانی واشرت

الی ہذا الکل فی الترجمۃ وفی الآیۃ توجیہات اخر لم اذکرہا للاحتفاء

الفقہ اختلف الشافعیؒ فی معنی اللغو ودلیلہ ما روی عن عائشۃ مرفوعا انہ قول الرجل کلا واللہ وبلی واللہ ودلیل الحنفیۃ ما رواہ مالک فی الموطأ احسن ما سمعت فی ہذا ان اللغو الحلف علی الشیٔ یستیقن انہ کذلک ثم یوجد علی غیر ذلک وبہ قال احمد ولہ فی الکافی

---

۱ الی عائشۃ وابن عباس ومجاہد والزہری والحسن والنخعی ومعنی الحدیث المرفوع حمد علی الخاطی الذی سبق علی لسانہ من غیر قصد کما فی فتح القدیر اوتقییدہ بالماضی جمعا بین الادلۃ فافہم ۱۲۔

الروایات فی الباب النقول اخرج ابن جریر من طریق ابن جریج قال حدثت ان قولہ تعالیٰ ولا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم الآیۃ نزلت فی ابی بکر فی قطاعہ مسطح وفی روح المعانی کما نزلت فی عبد اللہ بن رواحۃ حین حلف علی ختنہ بشیر بن النعمان ان لا یدخل علیہ ابدا ولا یکلمہ ولا یصلح بینہ وبین امرأتہ ابدا وکان طلقہا وارادہ المرجوع الیہا فاصلح معہا ۱۲۔

ملتقطات الترجمہ ۱ قولہ فی ف بلا ارادہ نکل گئی ذکرہ فی روح المعانی ولابد منہ وان لم یتیسر ضوابط فی کتب الفقہ ولم یتفوہ تقتضیہ القواعد وکذا قولہ یا آئندہ بات پر الی قولہ بے ارادہ ذکرہ فی فتح القدیر بحث واللہ منہ ۱۲۔

۲ قولہ فی وجہ تسمیۃ اللغو ساقط الاعتبار ذکرہ فی الکشاف

۱۲

لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ

جو لوگ قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی بیبیوں سے ان کے لئے چار مہینے تک کی مہلت ہے سو اگر یہ لوگ رجوع کر لیں تب تو

غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○

اللہ تعالیٰ معاف کر دیں گے رحمت فرماویں گے اور اگر بالکل ہی چھوڑ دینے کا پختہ ارادہ کر لیا ہو تو اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں۔

کفارہ نہیں آتا اور لغو بالمعنی المذکور میں بدرجہ اولیٰ کفارہ نہیں اس آیت[۱] میں ان ہی دونوں کا بیان ہے دوسرے معنی لغو کے یہ ہیں جس پر کفارہ نہ ہو اور اس کو لغو اس واسطے کہیں گے کہ مواخذہ دنیوی یعنی کفارہ کے بارے میں یہ ساقط الاعتبار ہے اور لغو بایں معنی عموس کو بھی شامل ہے کیونکہ اس میں کفارہ نہیں گو گناہ ہو اور اس کے مقابلہ میں وہ قسم ہے جسمیں کفارہ آتا ہے اس کو منعقدہ کہتے ہیں حقیقت اس کی یہ ہے کہ قصداً یوں قسم کھائے کہ میں فلانا فعل کرونگا یا فلاں کام نہ کرونگا اس میں خلاف کرنے سے کفارہ آتا ہے ان دونو کا یعنی لغو بالمعنی الثانی اور منعقدہ کا بیان سورۂ مائدہ میں مع تفصیل کفارہ مذکور ہے۔ پس عموس ہمیشہ امر ماضی پر ہوتا ہے اور لغو بالمعنی الاول کبھی ماضی پر ہوتا ہے کبھی آئندہ پر اور منعقدہ ہمیشہ امر آئندہ پر ہوتی ہے اور لغو بالمعنی الثانی کوئی جدا قسم نہیں اس کی ایک قسم لغو بالمعنی الاول ہے اور دوسری قسم عموس ہے اور ان دونوں کا مفہوم اور حکم معلوم ہو چکا۔ حکم بست و دوم ایلاء لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ (الی قولہ تعالیٰ) فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○ جو لوگ (بلا قید مدت یا چار ماہ یا زائد مدت کے لئے) قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی بیبیوں (کے پاس جانے) سے ان کے لئے چار[۲] مہینے تک کی مہلت ہے، سو[۳] اگر (ان چار ماہ کے اندر) یہ لوگ (اپنی قسموں کو توڑ کر) رجوع کر لیں تب تو (نکاح باقی رہے گا اور) اللہ تعالیٰ (ایسی قسم کے توڑنے کا گناہ کفارہ سے) معاف کر دیں گے (اور چونکہ اب بی بی کے حقوق کو ادا کرنے لگا اس پر) رحمت فرماویں گے اور اگر بالکل چھوڑ ہی دینے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے (اور اس لئے[۴] چار ماہ کے اندر قسم توڑ کر رجوع نہیں کیا) تو چار ماہ گذرتے ہی قطعی طلاق پڑ جاوے گی اور اللہ تعالیٰ (اُن کی اس قسم کو بھی) سنتے ہیں (اور ان کے اس پختہ ارادہ کو) جانتے ہیں (اس[۵] لئے اس کے متعلق حکم مناسب ارشاد فرمایا) ف اگر کوئی قسم کھالے کہ اپنی بی بی سے صحبت نہ کروں گا اس کی چار صورتیں ہیں۔ ایک[۱] یہ کہ کوئی مدت معین نہ کرے۔ دوم[۲] یہ کہ چار مہینہ کی مدت کی قید لگا دے۔ سوم یہ کہ چار ماہ سے زیادہ کی مدت کی قید لگا دے۔ چہارم یہ کہ چار ماہ سے کم کی مدت کا نام لے۔ پس صورت اول و دوم و سوم کو شرع میں ایلاء کہتے ہیں اور اس کا حکم یہ ہے کہ اگر چار ماہ کے اندر اپنی قسم توڑ ڈالے اور بی بی کے پاس چلا آوے تو قسم کا کفارہ دے اور

اللغات فی القاموس فاء من امرأته کفر عن یمینه ورجع الی امرأته اھ قلت متعدی بعن والی کقولہ تعالیٰ یتغیؤ ظلالہ عن الیمین قولہ تفیٔ الی امر اللہ واخذت فی ترجمۃ معنی کلیھما ۱۲

الفقہ تعبیر عدم الفیٔ علی ما یقتضیہ التقابل بعزم الطلاق بمعنی القطع والجزم لا القصد دلیل علی ان عدم الفیٔ تطلیق وبہ قالت الحنفیۃ ونقلہ فی فتح القدیر بسند عبد الرزاق وابن ابی شیبۃ والدارقطنی عن عثمان وزید بن ثابت وعلی وابن مسعود وابن عباس وابن عمر وکثیر من التابعین ۱۲

ملحقات الترجمہ [۱] قولہ اس آیت میں ان ہی دونوں کا الخ ولما دخل المعقودۃ فی ما کسبت لانہ لا ضرورۃ فیہ ۳

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فان فاؤا قال الحسن الضمیر ای الی النکاح ففیہ دلالۃ لنا الی ان النکاح لا یبانی الفقر انتھی والمعقول

ترجمہ قولہ تعالیٰ فان فاؤا الخ مراد رجوع الی النکاح ہے پس یہ دال ہوا اس پر کہ نکاح منافی نہیں درویشی کے۔

[۱] فالاقرب ان یراد بالمواخذۃ الاثم بقرینۃ عدم تقییدہ بالکفارۃ کالمائدۃ والمطلق ینصرف الی الکامل وھو الاخروی وھو فی العموس وفی اللغو بالمعنی الاول وعلی ھذا المتقدر لم یصح ادخال المعقودۃ فیما کسبت لانہا بنفسہا غیر مؤثمۃ وانما للائم فیہا یکون بعدم الحنث بخلاف العموس فلہذا بنفسہا مؤثمۃ ۱۲

[۲] قولہ چار مہینے تک کی اشارۃ الی وجہ تقدیر العبارۃ ای التربص الی اربعۃ اشہر بان یکون الغایۃ خارجۃ ولو سلم تقدیرہ بالتربص فی اربعۃ اشہر لما اضر الحنفیۃ لانہ لا دلالۃ علی الاستیعاب ویدل علی عدم الاستیعاب قراءۃ ابن مسعود فان فاؤا فیہن فالطلاق متقدم علی الساکت ۱۲ [۳] قولہ سو اگر الخ اشارۃ الی کون الفاء للتعقیب الذکری والتفصیل لحکم الا التعقیب الوقوعی ۱۲ [۴] قولہ اس لئے اس کے متعلق اشارۃ الی تقدیر الجواب ای فاذا

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ

اور طلاق دی ہوئی عورتیں اپنے آپ کو روکے رکھیں تین حیض تک اور ان عورتوں کو یہ بات حلال نہیں

يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ

کہ خدا تعالیٰ نے جو کچھ ان کے رحم میں پیدا کیا ہو اس کو پوشیدہ کریں اگر وہ عورتیں اللہ تعالیٰ پر اور یوم قیامت پر یقین رکھتی ہیں

وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ

اور ان عورتوں کے شوہر ان کے پھر لوٹا لینے کا حق رکھتے ہیں اس عدت کے اندر بشرطیکہ اصلاح کا قصد رکھتے ہوں اور عورتوں

مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ

کے بھی حقوق ہیں جو کہ مثل ان ہی حقوق کے ہیں جو ان عورتوں پر ہیں قاعدہ کے موافق۔ اور مردوں کا ان کے مقابلہ میں

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ع ۝

کچھ درجہ بڑھا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ زبردست ہیں حکیم ہیں۔

ع ۱۲ ۲۸

نکاح باقی ہے اور اگر چار ماہ گذر گئے اور قسم نہ توڑی تو اس عورت پر قطعی طلاق پڑ گئی یعنی بلا نکاح رجوع کرنا درست نہیں رہا البتہ اگر دونوں رضامندی سے پھر نکاح کر لیں درست ہے اور حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی اور چوتھی صورت کا حکم یہ ہے کہ اگر قسم توڑے تو کفارہ لازم ہوگا اور اگر قسم پوری کر لی جب بھی نکاح باقی ہے۔

حکم بست و سوم و چہارم عدت مطلقہ و مدت رجعت وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ (الی قولہ تعالیٰ) وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ ع اور طلاق دی ہوئی عورتیں (جن میں اتنی صفتیں ہوں خاوند نے ان سے صحبت یا خلوت صحیحہ کی ہو۔ ان کو حیض آتا ہو آزاد ہوں یعنی شرعی قاعدہ سے لونڈی نہ ہوں) اپنے آپ کو (نکاح سے) روکے رکھیں تین حیض (ختم ہونے) تک (اور اس کو عدت کہتے ہیں) اور ان عورتوں کو یہ بات حلال نہیں کہ خدا تعالیٰ نے جو کچھ ان کے رحم (بچہ دان) میں پیدا کیا ہو (خواہ حمل یا حیض) اس کو پوشیدہ کریں (کیونکہ اس کے پوشیدہ کرنے سے عدت کا حساب غلط ہو جاوے گا) اگر وہ عورتیں اللہ تعالیٰ پر اور یوم قیامت پر یقین رکھتی ہیں (بوجہ اس کے کہ اس یقین کا مقتضایہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں کہ قیامت میں نافرمانی پر سزا نہ ہو جاوے) اور ان عورتوں کے شوہر (جبکہ ان کو طلاق رجعی ملی ہو جس کا بیان آگے آوے گا) ان کے (بلا تجدید نکاح) پھر لوٹا لینے کا حق رکھتے ہیں اس عدت کے اندر (اور اس لوٹا لینے کو رجعت کہتے ہیں) بشرطیکہ (رجعت کرنے سے) اصلاح کا قصد رکھتے ہوں (ورنہ تنگ کرنے کے لئے رجعت کرنا حاصل ہے گو رجعت تو ہو ہی جاوے گی) اور (یہ حکم اصلاح کا اس لئے کیا گیا کہ) عورتوں کے بھی حقوق

اللغات البعولة جمع بعل والہاء زائدۃ والاشتقاق سماعیۃ ۱۲ کذا فی روح المعانی **البلاغة** اصل باب الرجال القوۃ والغلبۃ واتی بالمظہر بدل المضمر للتنویہ بذکر الموجبۃ التی بہا ظہرت المزیۃ للرجال علی النساء کذا فی روح المعانی **احق** بمعنی حقیق جبر عنہ بصیغۃ التفضیل للمبالغۃ والظاہر کما فی الکماین ما قال النفتازانی انہم احق بالرجعۃ متعینین بالاباء وبعولتہن المضمر لہم اعتبارا قید ۱۲

۱۲ الرجعی اخص من المرجوع الیہ لاشتراع فیہ کما اذا کرر الطلاق مرتین ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج ابوداؤد وابن ابی حاتم عن اسماء بنت یزید بن السکن الانصاریۃ قالت طلقت علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یکن للمطلقۃ عدۃ فانزل اللہ العدۃ للطلاق المطلقات

یتربصن بانفسہن الآیۃ ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ترجمتہن ولا یحل لہن ان عورتوں کو جا بضمیر الی المطلقات ۱۲

۲ قولہ یوجہ اس کے کہ اس یقین کا مقتضی ہے اشارۃ الی فائدۃ التقیید بالشرط من التنبیہ علی انہ بنافی الایمان فی التحقیق فنفی الکمل بالایمان کذا قال البیضاوی ۱۲

۳ قولہ ورنہ تنگ کرنے کے لئے الخ ایضا فیہ اشارۃ الی ان فائدۃ التقیید ہو التحریض علیہ والمنع من قصد الضرار ولیس الغرض ان الاصلاح شرط لصحۃ الرجعۃ ۱۲

ہیں (مردوں پر بروجہ (نفس وجوب ہیں مثل ان ہی حقوق کے ہیں جو ان عورتوں پر ہیں (مردوں کے کہ ان کو قاعدۂ (شرعی) کے موافق (ادا کیا جاوے) اور (اتنی بات ضرور ہے کہ) مردوں کا ان کے مقابلہ میں کچھ درجہ بڑھا ہوا ہے (اس لئے ان کے حقوق کی نوعیت عورتوں کے حقوق کی نوعیت سے بڑھی ہوئی ہے) اور اللہ تعالیٰ زبردست (حاکم) ہیں (جو احکام چاہیں مقرر کرنے کا حق رکھتے ہیں اور) حکیم (بھی) ہیں (کہ نہایت مصلحت کے ساتھ احکام مقرر فرماتے ہیں) قولہ ان مطلقات مذکورہ میں جو چند صفتوں کی قید لگائی گئی اس کی وجہ یہ ہے کہ جن میں یہ صفتیں نہ ہوں گی ان کا اور حکم ہے چنانچہ ان مسائل سے واضح ہے مسئلہ جس عورت سے شوہر نے صحبت یا خلوت صحیحہ نہ کی ہو اور اس کو طلاق دیدے اس پر بالکل عدت لازم نہیں اور خلوت صحیحہ کی توضیح کتب فقہ میں مذکور ہے۔ مسئلہ جس مطلقہ کو حیض نہ آتا ہو اس کی تین صورتیں ہیں یا تو نابالغ ہے اس لئے حیض نہیں آیا یا بہت بوڑھی ہے اس لئے حیض آنا موقوف ہو گیا سو ان دونوں کی عدت تین مہینے ہے اور یا اس کو حمل ہے اس کی عدت یہ ہے کہ بچہ پیدا ہو جاوے اور جو ان غیر حاملہ ہو مگر مرض استحاضہ وغیرہ سے اس کو حیض نہ آتا ہو اس کے حکم کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے مسئلہ جو مطلقہ شرعی قاعدہ سے لونڈی ہو اس کو اگر حیض آتا ہو تو اس کی عدت دو حیض ہے اگر عدم بلوغ یا پیرانہ سالی سے حیض نہ آتا ہو تو اس کی عدت ڈیڑھ ماہ ہے۔ مسئلہ عدت کے اندر نکاح دوسرے شوہر سے درست نہیں مسئلہ مطلقہ پر واجب ہے کہ اپنے حاملہ یا حاملہ وغیرہ ہونیکی حالت ظاہر کرے تاکہ اس کے موافق عدت کا حساب ہو۔ مسئلہ طلاق کی کئی قسمیں ہیں ایک ان میں رجعی ہے یعنی خاوند ایک بار یا دو بار صریح لفظ سے طلاق دے اس کا بیان اگلی آیت میں آوے گا اس کا حکم یہ ہے کہ اگر شوہر اس عورت سے صحبت یا خلوت صحیحہ کر چکا تھا تو عدت گذرنے سے پہلے اس عورت سے رجعت کرے یعنی زبان سے کہدے کہ میں نے تجھ سے رجعت کی یا اس سے ہم بستری یا بوس و کنار کرلے اس رجعت سے پہلا ہی نکاح قائم رہتا ہے۔ مسئلہ مرد پر خاص حقوق عورت کے یہ ہیں۔ اپنی وسعت کے موافق اس کو کھانا کپڑا۔ رہنے کا گھر دے۔ مہر دے اس کو تنگ نہ کرے۔ اور عورت پر مرد کے خاص حق یہ ہیں۔ اس کی اطاعت کرے۔ اس کی خدمت کرے۔ اس قاعدۂ شرعی سے یہی تفصیل مراد ہے۔ پس صرف اتنے امر میں تو مرد و عورت دونوں برابر ہیں کہ اس کا حق اس پر واجب اور اس کا حق اس پر واجب۔

احقر نے جو نفس وجوب کہا ہے اس کا یہی مطلب ہے۔ لیکن حقوق کے نوع میں اور ان کے چھوٹے بڑے ہونے میں فرق ہے۔ چنانچہ تفصیل مذکور سے دونوں امر ظاہر ہیں۔ احقر نے تفاضل نوعیت اسی کو کہا ہے۔

ملحقات الترجمہ
لہ قولہ فی المدۃ الاخیرۃ فی ف خاص حقوق زاد ف لان الحقوق المشترکۃ من قصد النصح و الاعانۃ علی الدین ونحوہا مما لا یجری فیہ التفاضل ۱۲

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ص فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ ط

وہ طلاق دو مرتبہ ہے پھر خواہ رکھ لینا قاعدہ کے موافق خواہ چھوڑ دینا خوش عنوانی کے ساتھ

حکم بست و پنجم عدد طلاق رجعی اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ص فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ ط وہ طلاق (جس میں رجوع کرنا درست ہے) دو مرتبہ (کی) ہے پھر (دو مرتبہ طلاق دینے کے بعد دو اختیار ہیں) خواہ (رجعت کرکے عورت کا) رکھ لینا قاعدے کے موافق خواہ (تیسرا طلاق آئندہ طہر میں دے کر یا عدت کے اندر رجعت[۱] نہ کرکے اس کا) چھوڑ دینا خوش عنوانی کے ساتھ۔ ف اس طلاق کو رجعی کہتے ہیں کہ دو مرتبہ سے زائد نہ ہو اور اس میں یہ بھی قید ہے کہ صاف[۲] لفظوں سے ہو اور قاعدہ سے مراد یہ ہے کہ طریقہ بھی اس کا شرع کے موافق ہو جیسا اس سے پہلے کی آیت میں بضمن مسائل مذکور ہوا ہے اور نیت بھی اس میں شرع کے موافق ہو یعنی رجعت سے یہ قصد ہو کہ اس کے حقوق ادا کریں گے یہ مقصود نہ ہو کہ بی بی کو رکھکر تنگ کریں گے اور خوش عنوانی سے بھی مراد یہ ہے کہ طریقہ اس کا شرع کے موافق ہو جیسا کہ اثنا ترجمہ میں بیان ہوا یعنی یا تو دو طلاق نہ دے حتی کہ عدت گذر جاوے وہ خود نکاح سے نکل جاوے گی۔ یا تیسرا طلاق اس طرح دے کہ دو طلاقوں کے بعد جب حیض آکر پاک ہو جاوے اور اس کو طہر کہتے ہیں اس وقت تیسرا طلاق دے دے بلکہ یہ دونوں طلاق بھی اسی طرح ہونا مسنون ہے کہ اول طہر میں ایک طلاق دے پھر اگر دوسرا طلاق دینا چاہے تو دوسرے طہر کا انتظار کرے اور اگر ایک ہی طلاق دے کر پھر دوسرا تیسرا نہ دے تو سب سے احسن ہے اور نیز خوش عنوانی سے چھوڑنے کیلئے ضرور ہے کہ نیت بھی شرع کے موافق ہو یعنی دفع نزاع مقصود ہو یہ قصد نہ ہو کہ اس کی دل شکنی کریں اس کو ذلیل کریں۔ اس لئے نرمی و دلجوئی کی رعایت ضرور ہے۔

الروایات فی لباب النقول اخرج الترمذی الحاکم وغیرہما عن عائشۃ قالت کان الرجل یطلق امرأتہ ما شاء ان یطلقہا وہی امرأتہ اذا راجعہا وہی فی العدۃ وان طلقہا مائۃ مرۃ او اکثر حتی قال رجل لامرأتہ واللہ لا اطلقک فتبینی منی ولا آویک ابدا قالت وکیف ذلک قال اطلقک فکلما ہمت عدتک ان تنقضی راجعتک فذہبت امرأۃ فاخبرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسکت حتی نزل القرآن الطلاق مرتان الآیۃ ۱۲

تحقیقات الترجمہ [۱] قولہ وہ طلاق علامۃ تام حسی العہد والمعہود الرجعی ۱۲

[۲] قولہ رجعت ذکر کرکے لا یخفی ما روی ابو داؤد ان رجلا قال یا رسول اللہ این الثالثۃ فقال التسریح باحسان ہو الثالثۃ اہ لانہ لا دلیل علی انحصر التسریح فی عدم احد نوعیہ الطلقۃ الثانیۃ والاخر عدم الرجعۃ ۱۲

[۳] قولہ صاف لفظوں میں۔ یمکن ان یستدل علی ہذا القید بقولہ الطلاق المتبادر منہ الصریح ۱۲

مسائل السلوک قولہ تعالی

الطلاق مرتان

قال العبد الضعیف فیدل لالۃ علی ان التجمیل فی ترک التعلقات خلاف المصلحۃ فانہ قد یعرض الندامۃ انتہی القول ۱۲

ترجمہ قولہ تعالی الطلاق مرتان ای مرۃ بعد مرۃ اس میں اس پر دلالت ہے کہ ترک تعلقات میں تجمیل کرنا خلاف مصلحت ہے۔ کیونکہ اس میں کبھی ندامت ہوتی ہے۔

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَنْ

اور تمہارے لئے یہ بات حلال نہیں کہ کچھ بھی لو اس میں سے جو تم نے ان کو دیا تھا - مگر یہ کہ میاں بی بی دونوں کو احتمال ہو کہ

لَا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا

اللہ تعالیٰ کے ضابطوں کو قائم نہ کر سکیں گے - سو اگر تم لوگوں کو یہ احتمال ہو کہ وہ دونوں ضوابط خداوندی کو قائم نہ کر سکیں گے تو

جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا

دونوں پر کوئی گناہ نہ ہوگا اس میں جس کو دے کر عورت اپنی جان چھڑا لے یہ خدائی ضابطے ہیں - سو تم ان سے باہر مت نکلنا

وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ○

اور جو شخص خدائی ضابطوں سے باہر نکل جاوے سو ایسے ہی لوگ اپنا نقصان کرنے والے ہیں -

حکم بست و ششم خلع وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا (الی قولہ تعالیٰ) فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ○ اور تمہارے لئے یہ بات حلال نہیں کہ (بیبیوں کو چھوڑنے کے وقت ان سے) کچھ بھی لو (گو وہ لیا ہوا) اس (مال) میں سے (کیوں نہ ہو) جو تم (ہی) نے ان کو (مہر میں) دیا تھا مگر (ایک صورت میں البتہ حلال ہے وہ) یہ کہ (کوئی) میاں بی بی (ایسے ہوں کہ) دونوں کو احتمال ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ضابطوں کو (جو دربارہ ادائے حقوق زوجیت ہیں) قائم نہ کر سکیں گے سو اگر تم لوگوں کو (یعنی میاں بی بی کو) یہ احتمال ہو کہ وہ دونوں ضوابط خداوندی کو قائم نہ کر سکیں گے تو دونوں پر کوئی گناہ نہ ہوگا اس (مال کے لینے) میں جس کو دیکر عورت اپنی جان چھڑا لے (بشرطیکہ مہر سے زیادہ نہ ہو) یہ (سب احکام) خدائی ضابطے ہیں سو تم ان سے باہر مت نکلنا اور جو شخص خدائی ضابطوں سے باہر نکل جاوے سو ایسے ہی لوگ اپنا نقصان کرنے والے ہیں ف عورت سے مال ٹھیرا کر چھوٹنا اس کی دو صورتیں ہیں - ایک خلع - دوسرا طلاق علی مال - خلع یہ کہ عورت کہے کہ تو اتنے مال پر مجھ سے خلع کر لے اور مرد کہے مجھکو منظور ہے اس کے کہتے ہی گو لفظ طلاق نہ کہے طلاق بائن واقع ہو جاوے گا - جس کو مسائل ایلاء میں قطعی طلاق کے عنوان سے بیان کیا گیا ہے اور اسی قدر مال عورت کے ذمہ واجب ہو جاوے گا - اور طلاق علی مال یہ کہ مرد عورت سے کہے کہ تجھکو اس قدر مال کے عوض طلاق ہے - اس کا حکم یہ ہے کہ اگر عورت منظور نہ کرے تو طلاق واقع نہیں ہوتا اور اگر منظور کر لے منظور کرتے ہی طلاق بائن واقع ہو جاوے گا اور اس قدر مال عورت کے ذمہ واجب ہو جاوے گا - مسئلہ اگر ناموافقت زوجین میں قصور عورت کا ہے

الفقہ الخلع فسخ عند الشافعی واحتج بقولہ تعالیٰ فان طلقہا فان تعقیبہ للخلع بعد ذکر الطلقتین یقتضی ان یکون طلقۃ رابعۃ لو کان الخلع طلاقا والاظہر انہ طلاق والیہ ذہب اصحابنا وہو قول للشافعیۃ فحینئذ یکون فان طلقہا مستعقبا لقولہ سبحانہ الطلاق مرتان فتخییر لقولہ تعالیٰ او تسریح باحسان لا متعقبا لآیۃ الخلع لیلزم المحذور ویکون ذکر الخلع اعتراضا لبیان ان الطلاق یقع بہا تارۃ وبعوض اخری والمعنی فان طلقہا بعد الثنتین او بعد الطلاق الموصوف بما تقدم آہ روح المعانی قلت ای مع قید کونہ ثنتین الا وقفت قد روی عبد الرزاق عن سعید بن المسیب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل الخلع تطلیقۃ قلت وصاحب فتح القدیر فی حاشیۃ الہدایۃ قولہ فیما افتدت بہ قلت مادۃ الفداء وہو الموضوع للمساواۃ یدل علی کون بدل الخلع مساویا للنفس وغیرہ النفس بہا المہر شرعا فدل علی کراہۃ الزیادۃ علی المہر فافہم وہو من سوانح خاطری فاعلم

اختلاف القراءت فی قراءۃ یخافا بالبناء للمفعول فی

ملحقات الترجمہ

ف قولہ بیبیوں کو چھوڑنے کے وقت عبر بالعنوان العامل لیشمل الخلع والطلاق علی مال ۱۲

ف قولہ تم لوگوں کو یعنی میاں بی بی کو اشارۃ الی ان الخطاب للازواج والی بصیغۃ الجمع المذکر تغلیبا کما فی ما قبلہ ایضا الخطاب للازواج لاحکام کذائی الجلالین فلا یحتاج الی توجیہات بعیدۃ ۱۲

ف قولہ فی ترجمہ لا جناح گناہ نہ ہوگا ترجم بالمستقبل لکونہ جزاء ۱۲

ف لا یقیما بدل اشتمال من الضمیر اہ جلالین ۱۲

الروایات

فی باب النقول اخرج ابن جریر عن ابن جریج قال نزلت ہذہ الآیۃ فی ثابت بن قیس وفی حبیبۃ وکانت اشتکتہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اتردین علیہ حدیقتہ قالت نعم فدعاہ فذکر ذلک لہ قال وتطیب لی بذلک قال نعم قال قد فعلت فنزلت ولا یحل لکم الآیۃ ۱۲

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ فَإِنْ

پھر اگر کوئی طلاق دیدے عورت کو تو پھر وہ اس کے لئے حلال نہ رہے گی اس کے بعد یہاں تک کہ وہ اس کے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ

طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۗ

یہ اس کو طلاق دیدے تو ان دونوں پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ بدستور پھر ملجاویں بشرطیکہ دونوں غالب گمان رکھتے ہوں کہ خداوندی ضابطو

اور خود ہی درخواست خلع کی کرتی ہے گنہگار ہوگی اور مرد مال لینے میں گنہگار نہ ہوگا البتہ مہر سے زیادہ لینا مکروہ ہوگا مسئلہ اور اگر ناموافقت میں قصور مرد کا ہے تو خلع کا مال مطلقاً لینے سے مرد گنہگار ہوگا جیسا کہ احقر نے مما اتیتموھن میں اشارہ بھی کر دیا ہے کہ مہر لینا بھی مکروہ ہے چہ جائیکہ اتنا مال لینے لگے کہ اس نے دیا بھی نہیں اور عورت مال دینے سے گنہگار نہ ہوگی مسئلہ اور اگر مرد تو عورت کا قصور سمجھتا ہے اور عورت مرد کا قصور سمجھتی اور ہر شخص اپنی رائے میں اپنے کو مظلوم اور دوسرے کو ظالم سمجھتا ہے تو نہ مرد کو لینے میں گناہ ہوگا لیکن مہر سے زیادہ لینا مکروہ ہے جیسا احقر نے اثنا و ترجمہ میں ظاہر بھی کر دیا ہے اور نہ عورت کو خلع کی درخواست میں گناہ ہوا اور اس آیت میں دونوں کے احتمال کے معنی احقر کے نزدیک یہی ہیں کیونکہ یہ احتمال مظلوم ہی کو ہوا کرتا ہے اس سبب سے کہ دوسرے کا ظلم دفع کرنا اختیار سے خارج ہوتا ہے اور اس میں احتمال ہوتا ہے کہ شاید یہ ظلم کر باز نہ آوے اور انتقام لینے میں مجھ سے کوئی زیادتی نہ ہو جائے بخلاف ظالم کے کہ اس کو اس احتمال کی نوبت نہیں آتی اس سبب سے کہ ظلم کا ترک کر دینا ہر وقت اختیاری ہے پھر حقوق زوجیت کے ضائع ہونے کے اندیشہ کے کچھ معنی نہیں۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اس صورت میں فرمایا کہ دونوں پر گناہ نہ ہوگا بخلاف پہلے دو مسئلوں کے کہ ان میں ایک ایک کو گناہ ہوتا ہے اور یہ جو فرمایا ہے کہ البتہ ایک صورت میں حلال ہے وہ یہ کہ دونوں کو ایسا احتمال ہو اس سے مقصود نفی حلت کی مرد کے ظالم ہونے کی صورت میں ہے نہ کہ عورت کے ظالم ہونے کی صورت میں کہ اس میں تو بدرجۂ اولیٰ حلال ہے پس حصر اضافی ہے حقیقی نہیں خوب سمجھ لو مسئلہ اور مال کے لینے میں گناہ ہونا یا نہ ہونا اس میں طلاق علی مال کا حکم بھی مثل خلع کے ہے مسئلہ جس صورت میں مرد گنہگار رہو یا عورت گنہگار رہو خلع جب بھی صحیح و نافذ ہو جاوے گا گو گناہ کے ساتھ ہی حکم بست و ہفتم حلالہ و رطلاق ثالث فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۗ پھر اگر (دو طلاقوں کے بعد) کوئی (تیسری) طلاق (بھی) دے دے عورت کو تو پھر وہ (عورت) اس (تیسرے طلاق دینے والے) کے لئے حلال نہ رہے گی اس کے بعد یہاں تک کہ وہ اس (خاوند) کے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ (عدت کے بعد) نکاح کرے (اور اس سے ہم بستری بھی ہو) پھر اگر یہ (دوسرا خاوند) اس (عورت) کو طلاق دیدے (اور عدت بھی گذر جائے) تو ان دونوں پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ (دوبارہ نکاح کر کے) بدستور پھر ملجاویں بشرطیکہ دونوں غالب گمان رکھتے ہوں کہ (آئندہ) خداوندی ضابطوں کو قائم رکھیں گے (ورنہ پھر دوبارہ منازعت

الروایات

فی لباب النقول اخرج ابن المنذر عن مقاتل بن حیان نزلت ہذہ الآیۃ فی عائشۃ بنت عبد الرحمن کانت عند رفاعۃ فطلقھا بائنا فتزوجت عبد الرحمن بن الزبیر فطلقھا فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت انہ طلقنی قبل ان یمسنی افارجع الی الاول قال لا حتی تمس وتزل فیھا فان طلقھا الآیۃ ۱۲

وَتِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ

اور یہ خداوندی ضابطے ہیں حق تعالیٰ ان کو بیان فرماتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے جو دانشمند ہیں۔ اور جب تم نے عورتوں کو طلاق دی ہو پھر

فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ص

وہ اپنی عدت گذرنے کے قریب پہنچ جاویں تو تم ان کو قاعدہ کے موافق نکاح میں رہنے دو یا قاعدہ کے موافق ان کو رہائی دو۔

وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ط

اور ان کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے مت رکھو اس ارادہ سے کہ اُن پر ظلم کیا کروگے اور جو شخص ایسا کرے گا سو وہ اپنا ہی نقصان کریگا

واتلاف حقوق کے گناہ میں مبتلا ہونا کیا فائدہ) وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○ اور یہ خداوندی ضابطے ہیں حق تعالیٰ انکو بیان فرماتے ہیں ایسے لوگوں کے (کار آمد کے) لئے جو دانشمند ہیں (کیونکہ دانشمند ہی عمل کرتے ہیں اور جو بے دانشی سے عمل نہیں کرتے اُن کے لئے یہ ضوابط اُلٹے ثبوت جرم کے دلائل ہو جاتے ہیں)

ف اس کو حلالہ کہتے ہیں جب کوئی شخص اپنی بی بی کو تین طلاق دے گا پھر دوبارہ اس کے ساتھ نکاح کرنے کے لئے۔ یہی حلالہ کا طریق شرط ہے اور جن دو طلاق کے ساتھ یہ تیسری طلاق ہوگی خواہ وہ دونوں طلاق رجعی ہو یا بائن یا ایک رجعی ایک بائن پھر یہ تیسری بھی خواہ صریح لفظ سے ہو یا غیر صریح لفظ سے جس کو کنایہ کہتے ہیں اور اس میں عند اللہ نیت کی ضرورت ہے پھر یہ تینوں طلاق خواہ بدفعات ہوں یا دفعتاً ہوں اور ایک ہی کلمہ سے ہوں یا متعدد کلمات سے سب کا حکم یہی ہے۔ ربط اوپر آیت الطلاق مرتان میں امساک بالمعروف اور تسریح باحسان کا ذکر فرمایا ہے آیت آئندہ میں اس کو مکرر اس لئے ذکر فرماتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں اس میں بہت کوتاہی کرتے تھے پس تکرار سے اہتمام اور تاکید اور مبالغہ حاصل ہوگیا اور نیز ایک مقصود مستقل بھی ہے وہ یہ کہ آیت بالا میں گو امساک اور تسریح مذکور ہے مگر وہ ذکر تبعاً ہے اور مقصود اصلی بیان کرنا عدد طلاق رجعی کا ہے اور آیت آئندہ میں مقصود اصلی امساک اور تسریح کا مفید کرنا ہے معروف کے ساتھ پس مقصود متغایر ہوگیا پس ارشاد ہی حکم بست و ہشتم تمہ مضمون حکم بست و پنجم مع نہی از لعب بالاحکام وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ص وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ط اور جب تم نے عورتوں کو (رجعی) طلاق دی ہو پھر وہ اپنی عدت گذرنے کے قریب پہنچ جاویں (اور عدت ختم نہ ہوئی ہو) تو تم (پر واجب ہے کہ یا تو) ان کو قاعدہ کے موافق (رجعت کرکے) نکاح میں رہنے دو یا قاعدہ کے موافق ان کو رہائی دو اور ان کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے مت رکھو اس ارادہ سے کہ ان پر ظلم کیا کروگے اور جو شخص ایسا (برتاؤ) کریگا سو وہ (آخرت میں) اپنا ہی نقصان کرے گا (کہ ظلم کی سزا بھگتے گا)

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا قال العبد الضعیف فیہ ان ما افضی الی المذموم مذموم وھذا اصل کبیر لکثیر من فروع التصوف انتھی القول

ترجمہ قولہ تعالیٰ ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا اس میں اس پر دلالت ہے کہ جو امر مفضی الی المذموم ہو وہ مذموم ہے چنانچہ امساک بغرض اعتداء اسی طرح ہے اور یہ تصوف کے فروع کثیرہ کی اصل ہے۔

تحقیقات المترجمہ

۱ قولہ اتلاف حقوق کے گناہ میں الخ اشارالی ان الاستزاط لنفی الاثم قالوا ان لم یوجد الشرط یلزم الاثم لا لنفی صحۃ النکاح ۱۲

۲ قولہ تمہ مضمون الخ شاراالی ان اللام فی قولہ لفائدۃ لا للصلۃ فان التبیین عام لکل احد لکن فائدۃ تخصیص اولی العلم ۱۲ ۳ قولہ آخرت میں لان الاضرار فی الدنیا کونہ ظالما غیرہ لا لنفسہ ۱۲

البلاغۃ قولہ بلغن قال البیضاوی البلوغ ھو الوصول الی الشیٔ وقد یقال للدنو منہ علی الاتساع وھو المراد فی الآیۃ لیصح ان یترتب علیہ فامسکوھن لتعتدوا واللام متعلقۃ بالضرار اذا المراد تقییدہ ۱۲ بیضاوی ذا لامساک الضرار فلا صلاح لیس منہی عنہ بل مرتا بذلک ۱۲ حف

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن جریر عن السدی قال نزلت فی رجل من الانصار یدعی ثابت بن یسار طلق امرأتہ حتی اذا انقضت عدتہا الا یومین او ثلاثۃ راجعہا ثم طلقہا مضارۃ فانزل اللہ و لا تمسکوھن ضرارا الآیۃ ۱۲

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۚ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ

اور حق تعالیٰ کے احکام کو لہو و لعب مت سمجھو۔ اور حق تعالیٰ کی جو تم پر نعمتیں ہیں ان کو یاد کرو اور اس کتاب اور حکمت

عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ

کو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر اس حیثیت سے نازل فرمائی ہیں کہ تم کو ان کے ذریعہ سے نصیحت فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے

اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

رہو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔

ع ۲۹ ۳ ۱۳ الف

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا (الی قولہ تعالیٰ) وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اور حق تعالیٰ کے احکام کو لہو و لعب (کی طرح بے وقعت) مت سمجھو (کہ جس طرح چاہا کر لیا اور چاہا نہ کیا) اور حق تعالیٰ کی جو نعمتیں ہیں ان کو یاد کرو اور (خصوصًا) اس کتاب اور حکمت (کی باتوں) کو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر اس حیثیت سے نازل فرمائی ہیں کہ تم کو ان کے ذریعہ سے نصیحت فرماتے ہیں (اور یہ سب سے بڑی نعمت ہے پس ان نعمتوں کے یاد کرنے سے احکام منعم کی وقعت قلب میں ہوگی) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں (جب یہ خوف اور یقین ہوگا تو احکام پر عمل ہوگا) ف قاعدہ کے موافق رکھنا اور قاعدہ کے موافق چھوڑنا اس کا بیان آیۃ الطلاق مرتان کی تفسیر میں آچکا ہے ملاحظہ فرما لیا جاوے اور احکام پر عمل کرنے کو جو لہو و لعب بنانا فرمایا ہے یہ مجاز ہے جو کہ صرف معصیت ہے گو شدید ہے اور اگر حقیقتًا کوئی شخص احکام الٰہیہ کے ساتھ استہزا کرے وہ کافر ہو جاتا ہے خواہ عقیدہ بھی فاسد ہو یا عقیدہ صحیح رہے کیونکہ دین کی تحقیر تو دونوں حالتوں میں کی اور یہی علت ہے اس کے کفر ہونے کی اور بعض مفسرین نے لا تتخذوا آیات اللہ ھزوا کی اور طرح پر تفسیر کی ہے وہ یہ کہ بعض لوگ ایسا کرتے تھے کہ طلاق دیدیا پھر کہدیا کہ ہم نے تو یونہی دل لگی میں کہدیا تھا اسی طرح غلام آزاد کر دیا پھر کہدیا کہ ویسے ہی براہ ہزل کہدیا تھا اس کی ممانعت اللہ تعالیٰ نے فرمائی یعنی یہ احکام محل ہزل نہیں ہیں حدیث میں اس کو زیادہ مفصل فرمادیا گیا کہ طلاق اور اور بھی بعضے امور فرمائے یہ ایسے ہیں کہ اگر ان کو کوئی براہ ہزل بھی زبان سے کہدیگا تو بیچ میں واقع ہو جاویں گے پھر غیر واقع سمجھنا اور بدستور سابق اس عورت سے برتاؤ رکھنا گناہ ہوگا اسی واسطے آگے اتقوا اللہ وغیرہ فرمایا پس اس تفسیر پر مناسب ہے کہ حکم بست و ہشتم اس کو کہا جاوے اور تفسیر سابق پر حکم بست و ہشتم بیان امساک و تسریح استقلالًا ہو جاوے گا، اسی واسطے احقر نے عنوان اس مضمون کا ذو وجہین لکھا ہے مسئلہ ہزل اس کو کہتے ہیں کہ لفظ تو کہے ارادہ سے لیکن اس کے ساتھ یہ مقصود ہو کہ اس لفظ کا اثر واقع نہ ہو سو بعض تصرفات ایسے ہیں کہ ان میں اس مقصود کا ارادہ بے کار ہے اور وہ تصرفات محض تکلم کو واقع ہو جاویں گے ان میں سے طلاق بھی ہے اور ایک صورت خطا کی ہے وہ یہ کہ منہ سے کہنا چاہتا تھا کچھ اور نکل گیا طلاق۔ فتح القدیر میں لکھا ہے کہ اس میں عند اللہ طلاق واقع نہ ہوگی۔

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ خصوصًا اشارۃ الی ان عطف ما انزل علی النعمۃ من الخاص علی العام ۱۲ لہ قولہ فی ف التغییر الثانی الخ احکام محل ہزل نہیں اشارۃ الی ان الاضافۃ للعہد فان البیع والخلع وغیرہما مما یقع فیہ الہزل ۱۲

الروایات اخرج ابن ابی عمر فی مسندہ وابن مردویہ عن ابی الدرداء قال کان الرجل یطلق ثم یقول لعبت ویعتق ثم یقول لعبت فانزل اللہ ولا تتخذوا آیات اللہ ہزوا ۱۲

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ

اور جب تم میں ایسے لوگ پائے جاویں کہ وہ اپنی بیبیوں کو طلاق دیدیں پھر وہ عورتیں اپنی میعاد بھی پوری کرچکیں تو تم ان کو اس

اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ

جب کہ باہم سب رضامند ہوجاویں قاعدہ کے موافق اس مضمون سے نصیحت کی جاتی ہے

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ

اس شخص کو جو تم میں سے اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہو۔ اس نصیحت کا قبول کرنا تمہارے لئے

اَطْهَرُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

زیادہ صفائی اور زیادہ پاکی کی بات ہے اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔

حکم بسبب وہم نہی منع زن از نکاح ثانی وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ (الی قولہ تعالیٰ) وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اور جب تم میں[۱] ایسے لوگ پائے جاویں کہ وہ اپنی بیبیوں کو طلاق دیدیں پھر وہ عورتیں اپنی میعاد (عدت[۲]) بھی پوری کرچکیں (اور عدت پوری کرکے کسی سے نکاح کرنا چاہیں خواہ پہلے ہی شوہر سے یا کسی دوسری جگہ) تو تم ان کو اس امر سے مت روکو کہ وہ اپنے (تجویز کئے ہوئے) شوہروں سے (خواہ وہ اوّل ہو یا ثانی ہو) نکاح کرلیں جبکہ باہم سب رضامند ہوجاویں قاعدہ کے موافق اس مضمون سے نصیحت کی جاتی ہے اس شخص کو جو تم میں سے اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہو (یعنی ماننے کی ان ہی سے امید ہے اور یوں تو نصیحت سب ہی کو ہے) اس[۳] نصیحت کا قبول کرنا تمہارے لئے زیادہ صفائی اور زیادہ[۴] پاکی کی بات ہے اور اللہ تعالیٰ (مصلحتوں کو) جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے (اس لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے اپنی رائے پر عمل مت کیا کرو) ف بعضی جگہ تو خود شوہر ہی طلاق دینے کے بعد جب وہ کہیں دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتی تو اپنی ذلت سمجھ کر نکاح نہ کرنے دیتا اور بعضی جگہ عورت کے اور عزیز و قریب اپنی کسی دنیوی غرض سے اس کو نکاح نہ کرنے دیتے۔ اور ایک جگہ ایسا ہوا کہ وہ عورت اور اس کا پہلا شوہر پھر نکاح کرنے پر رضامند ہوگئے تھے مگر اس عورت کے بھائی نے غصہ میں آکر روکا تھا اس آیت میں سب صورتیں داخل ہیں اور ہر صورت میں روکنے

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فلا تعضلوھن الی قولہ ذلکم ازکی لکم قال العبد الضعیف فیہ ان المباح لا ینبغی التشدد فی المنع عنہ اذا لم یفض الی مفسدۃ لا سیما اذا انتفی الامتناع عنہ الی مفسدۃ انتھی القول۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ فلا تعضلوھن (الی قولہ) ذلکم ازکی لکم اس میں اس پر دلالت ہے کہ امر مباح سے منع کرنے میں تشدد نہ کیا جاوے جب اس مباح میں کوئی مفسدہ نہ ہو اور خصوص جبکہ اس کے ترک میں کوئی مفسدہ ہو۔

البلاغۃ قولہ من کان خصہ لانہ المنتفع والمنتفع بہ والعبرۃ الیہ فی الترجمۃ ویمکن ان یبنی علی عدم کون الکفار مخاطبین بالفروع فافہم قولہ ذلک یوعظ الخ قال البیضاوی الخطاب للجمع علی تاویل التفصیل او لکل احد وان الکاف لمجرد الخطاب الفرق بین الحاضر والمنقضی وکون تعیین المخاطبین او لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للدلالۃ علی ان حقیقۃ المشار الیہ لما لا یکاد یتصورہ کل احد آھ اے بالاستقلال فتنبہ ۱۲ منہ

الفقہ استدل الشافعیۃ بالسیاق الفضل الی الاولیاء علی توقف نکاحہا علیہم واجابت الحنفیۃ بانہ لا دلیل علی کون ہذا الفضل شرعیا بل ربما یکون حسیا یظلم الخزع خصوصا مع اسناد النکاح الیہن فی ینکحن فانہ یقتضی کون امر نکاح الیہن لا الی الاولیاء فافہم ۱۲ منہ

الروایات فی باب المفعول روی البخاری وابو داؤد والترمذی عن

---

۱۲ اتحاد المخاطبین فی طلقتم ولا تعضلوہن لئلا یلزم انتشار الضمائر والوجہ انہ خطاب لجمیع الناس ای اذا وجد فیکم التطلیق فلا یوجد فیکم العضل کذا یفہم من کلام الزمخشری ۱۲

۲ قولہ عدت بھی پوری کرچکیں فالبلوغ ھھنا محمول علی الحقیقۃ کما فی لبی قبلہ علی الجاز کما نقل الزمخشری عن الشافعی وقول سیاتی الکلامین علی افراق البلوغین ۱۲

۳ قولہ نصیحت کا قبول کرنا فالمشار الیہ بذلکم ھو الشاء الیہ بذلک علی حذف المضاف ای العمل بما ذکر ۱۲

۴ قولہ صفائی اور زیادہ پاکی۔ کذا اختارہ الزمخشری ویکون فائدۃ التوکید واخذہ بعضہم من الزکار بمعنی النمو لا بمعنی التزکیۃ اے الکیع ۱۲

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ

اور مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل دودھ پلایا کریں یہ مدت اس کے لئے ہے جو کوئی شیر خوارگی کی تکمیل

يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۭ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ

کرنا چاہے اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ ہے ان کا کھانا اور کپڑا قاعدہ کے موافق -

کو منع فرمایا ہے اور یہ جو فرمایا کہ رضامندی قاعدہ کے موافق ہو اس قاعدہ کی تفصیل ان مسائل سے معلوم ہوگی مسئلہ جس شخص سے عورت نے نکاح تجویز کیا ہے وہ غیر کفو نہ ہو مہر مثل سے کم مہر مقرر نہ ہو ورنہ عورت کے ولی کو روکنے کا حق حاصل ہے اور اگر عورت نے اس طرح نکاح کر لیا تو ولی کو یہ حق حاصل ہے کہ قاضی یعنی مسلمان حاکم سے رجوع کرے اور وہ حاکم اس نکاح کو توڑ دے اور یہی ظاہر روایت ہے ولیکن متاخرین نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ نکاح ہی صحیح نہ ہوگا مسئلہ اگر بدون شرعی گواہوں کے کوئی نکاح کرنے لگے یا نابالغہ بدون ولی کے نکاح کرے یا کسی ایسے شخص سے نکاح کرے جس سے نکاح جائز نہیں یہ سب نکاح باطل ہیں ہر مسلمان کو خواہ وہ شوہر اول ہو یا عورت کے عزیز قریب ہوں یا محض اجنبی ہوں شرعاً اس نکاح سے روکنے کا حق حاصل ہے مسئلہ پہلے شوہر سے نکاح جب درست ہے جبکہ اس نے تین طلاق نہ دی ہوں ورنہ بدون حلالہ درست نہیں اور اس میں بھی سب کو روکنے کا حق حاصل ہے مسئلہ دوسرے نکاح کے لئے عدت کا گذرنا اس وقت شرط ہے جبکہ کسی دوسری جگہ نکاح کرنا چاہیئے اور اگر پہلے ہی شوہر سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو عدت کے اندر بھی درست ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو عدت گذرنے کی قید لگائی ہے یا تو دوسرے خاوند کے ساتھ نکاح کرنے کے اعتبار سے ہے اور اگر پہلے ہی خاوند کے اعتبار سے کہا جاوے تو وجہ یہ ہے کہ اس قصہ میں اتفاق سے عدت گذر چکی تھی اس لئے واقعہ کے طور پر بیان فرما دیا اور یہ جو فرمایا کہ اس میں پاکی اور صفائی زیادہ ہے اس کی وجہ عموماً تو یہ ہے کہ احکام الٰہیہ کا ماننا سبب ہے گناہوں سے پاک ہونے اور پاک رہنے کا اور خصوصاً وجہ یہ ہے کہ ایسے موقع پر کہ مرد و عورت باہمد گر ایک دوسرے کی طرف راغب ہوں وہاں صفائی اور پاکی اسی میں ہے کہ نکاح سے نہ روکا جاوے ورنہ خرابی اور فتنہ آلودگی کا اندیشہ ہے البتہ اگر بے قاعدہ نکاح ہوتا ہو وہ نکاح ہی نہیں اس سے روکنا نکاح سے روکنا نہیں ہے حکم سی ام رضاع وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۭ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ اور مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل دودھ پلایا کریں (خواہ نکاح باقی ہو یا طلاق ہو چکا ہو) یہ مدت اس کے لئے ہے جو کوئی شیر خوارگی کی تکمیل کرنا چاہے (اور جو تکمیل نہ کرنا چاہے دو سال سے کم میں بھی چھڑا دینا درست ہے جیسا عنقریب آتا ہے) اور جس کا (شرعاً نسب کے اعتبار سے) بچہ ہے (یعنی باپ) اس کے ذمہ ہے ان (ماؤں) کا کھانا اور کپڑا قاعدہ کے موافق (جب کہ وہ نکاح یا عدت میں ہوں اور زوجہ کے نان نفقہ کا قاعدہ اور مسئلے مشہور ہیں)

لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ

کسی شخص کو حکم نہیں دیا جاتا مگر اس کی برداشت کے موافق۔ کسی ماں کو تکلیف نہ پہنچانا چاہیئے اس کے بچہ کی وجہ سے اور نہ کسی باپ کو

لَّهُ بِوَلَدِهِ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ ۗ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَن تَرَاضٍ

تکلیف دینی چاہیئے اس کے بچہ کی وجہ سے اور مثل طریق مذکور کے اس کے ذمہ ہے جو وارث ہو۔ پھر اگر دونوں دودھ چھڑانا چاہیں اپنی رضامندی

مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَإِنْ أَرَدتُّمْ أَن تَسْتَرْضِعُوا

اور مشورے سے تو دونوں پر کسی قسم کا گناہ نہیں اور اگر تم لوگ اپنے بچوں کو کسی اور انا کا دودھ پلوانا چاہو

أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُم مَّا آتَيْتُم بِالْمَعْرُوفِ ۗ

تب بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جبکہ ان کے حوالہ کردو جو کچھ ان کو دینا کیا ہے قاعدہ کے موافق۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

اور حق تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ حق تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے کاموں کو خوب دیکھ رہے ہیں۔

لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ کسی شخص کو (خدا کی طرف سے کوئی) حکم نہیں دیا جاتا مگر اس کی برداشت کے موافق (سو عورتوں کو دودھ پلانا سہل تھا ان کو اس کا حکم دیا گیا اور مردوں کو خرچ کرنا آسان ہے اس لئے ان کو اس کا حکم دیا گیا) کسی ماں کو تکلیف نہ پہنچانا چاہیئے اس کے بچہ کی وجہ سے اور نہ کسی باپ کو تکلیف دینی چاہیئے اس کے بچہ کی وجہ سے (یعنی بچہ کے ماں باپ آپس میں کسی بات پر ضد اضدی نہ کریں مثلاً ماں دودھ پلانے سے معذور ہو اور باپ اس پر رحم سمجھ کر زبردستی کرے کہ آخر اس کا بھی تو بچہ ہے جھک مارے گی اور پلاوے گی یا کہ باپ مفلس ہے اور ماں کو کوئی معذوری بھی نہیں پھر دودھ پلانے سے یہ سمجھ کر انکار کرے کہ اس کا بھی تو بچہ ہے جھک مار کر کسی سے دودھ پلوائے گا) اور (اگر باپ زندہ نہ ہو تو) مثل طریق مذکور کے (بچہ کی پرورش کا انتظام) اس (محرم قرابت دار) کے ذمہ ہے جو (شرعاً بچہ کے) وارث (ہونے کا حق رکھتا) ہو (عنقریب اس کی تفصیل ف میں آتی ہے) پھر (یہ سمجھ لو کہ) اگر دونوں (ماں باپ دو سال سے کم میں) دودھ چھڑانا چاہیں اپنی رضامندی اور مشورے سے تو (بھی) دونوں پر کسی قسم کا گناہ نہیں (مشورہ کی یہ ضرورت ہے کہ بچہ کی مصلحت میں نظر کریں) اور اگر تم لوگ (ماں کے ہوتے ہوئے بھی کسی مصلحت ضروریہ سے مثلاً یہ کہ ماں کا دودھ اچھا نہیں بچہ کو ضرر ہوگا) اپنے بچوں کو کسی اور انا کا دودھ پلوانا چاہو تب بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ ان کے حوالہ کردو خواہ پیشگی یا بعد میں جس طرح معاہدہ ٹھیر جائے) جو کچھ ان کو دینا کیا ہے قاعدہ کے موافق (اور اگر اجرت نہ آگے دے نہ پیچھے تو یہ بات نہ رہے گی کہ تم پر کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ اجرت نہ دینے کا گناہ لازم رہے گا) اور حق تعالیٰ سے (ان سب احکام کے بارہ میں) ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ حق تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے کاموں کو خوب دیکھ رہے ہیں ف مسئلہ ماں اگر کسی وجہ سے معذور نہ ہو تو اس کے ذمہ دیانۃً یعنی عند اللہ واجب ہے

النحو ان تسترضعوا اولادکم بحذف المفعول الاول ای المراضع اولادکم کذا فی روح المعانی قلت ولما کان المحذوف کالملفوظ اظہرت فی الترجمۃ ۱۲

البلاغۃ اسلمتم الے ضمنتم والتزمتم ففیہ مجاز ۱۲

الفقہ قولہ فان ارادا لما استدل ابوحنیفۃ علی کون مدۃ الرضاع حولین ونصفا بقولہ تعالیٰ وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا الاعلی التقریر المشہور بل علی تقدیر الحمل بالحمل بالاکف الذی یکون فی زمان الرضاع الی انفصال صبح عندہ کون الفاء للتعقیب ای علی الرضاع حولین کما ہو الظاہر وادا قولہ تم الرضاعۃ فکون الحولین والنصف اتم وقال بعضہم ان الحولین للارضاع بلا اجرۃ وعند الجمہور الفاء لتفصیل احکم المذکور اجمالا فی قولہ تم الرضاعۃ قولہ وعلی الوارث استدل الحنفیۃ بہ علی وجوب الانفاق علی فقیر ذی رحم بعد الارث بشرط کونہ محرما لقرابۃ ابن مسعود وعلی الوارث ذی الرحم المحرم مثل ذلک کذا فی التفسیر المظہری والہدایہ ۱۲

اختلاف القراءۃ قرا ابن کثیر اتیتم من اتی الیہ احسانا اذا فعلہ کذا فی روح المعانی ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱۵

قولہ خوب دیکھ رہے ہیں لان الصیغۃ للمبالغۃ ۱۲

کہ بچہ کو دودھ پلاوے جب کہ وہ منکوحہ ہو یا عدت میں ہو اور اجرت لینا درست نہیں والوالدات بوضعن میں یہی مسئلہ مذکور ہے اور اگر طلاق کے بعد عدت گذر چکی تو اس پر بلا اجرت دودھ پلانا واجب نہیں چنانچہ دونوں صورتوں میں اجرت مانگنے کا حکم آگے آتا ہے اور والوالدات اگرچہ لفظا اس دوسری صورت کو بھی عام ہے مگر اگلے جملہ وعلی المولود لہ رزقھن وکسوتھن کے سبب سے یہ وجوب ارضاع مقید ہو گیا وجوب رزق وکسوت کے ساتھ اور وجوب رزق وکسوت دو حالت میں ہے نکاح میں اور عدت میں لہذا یہ وجوب ارضاع بھی نکاح اور عدت کی حالت میں ہوگا کذا فی فتح القدیر مسئلہ اگر ماں دودھ پلانے سے انکار کرے تو ہم یوں سمجھیں گے کہ یہ غالبا معذور ہوگی اس لئے اس پر جبر نہ کیا جاوے گا لاتضار والدۃ میں یہ مسئلہ بھی ہے البتہ اگر بچہ کسی کا دودھ ہی نہیں لیتا نہ اوپر کا دودھ پیتا ہے تو ماں کو مجبور کیا جاوے گا لامولود لہ میں یہ مسئلہ بھی داخل ہے مسئلہ ماں دودھ پلانا چاہتی ہے اور اس کے دودھ میں کوئی خرابی بھی نہیں تو باپ کو جائز نہیں کہ اس کو نہ پلانے دے اور دوسری انا کا دودھ پلوادے اور یہ مسئلہ بھی لاتضار والدۃ میں داخل ہے مسئلہ ماں دودھ پلانے پر رضامند ہے لیکن اس کا دودھ بچہ کو مضر ہوگا باپ کو جائز ہے کہ اس کو دودھ نہ پلانے دے اور کسی انا کا پلوادے وان اردتم ان تسترضعوا میں یہی مسئلہ ہے مسئلہ ماں دودھ پلانے کی اجرت مانگتی ہے سو اگر ابھی شوہر کے نکاح میں ہے یا یہ کہ طلاق ہو گئی لیکن عدت نہیں گذری ان دونوں حالتوں میں اجرت لینا جائز نہیں بلکہ قضاءً بھی مجبور کی جاوے گی کہ دودھ پلاوے لامولود لہ بولدہ میں یہ مسئلہ داخل ہے۔ مسئلہ اور اگر طلاق کے بعد عدت گذر گئی پھر اجرت مانگتی ہے تو باپ کو اجرت دینا پڑے گی مسئلہ اسی صورت میں یعنی جب کے طلاق کے بعد عدت گذر جاوے اور وہ اجرت مانگتی ہے اگر باپ دوسری انا سے اتنی ہی اجرت پر پلوانا چاہے تب تو ماں مقدم ہے دوسری انا سے پلوانے کا حق نہیں ہے لاتضار والدۃ میں یہ مسئلہ بھی داخل ہے اور اگر دوسری انا اس ماں سے کم اجرت پر راضی ہے تو ماں کو یہ حق حاصل نہیں کہ خود پلاوے اور زیادہ اجرت لے لامولود لہ میں یہ مسئلہ بھی داخل ہے البتہ اگر ماں درخواست کرے تو اتنا حق رکھتی ہے کہ اس انا کو اس کے پاس رکھا جاوے گا تاکہ بچہ سے جدائی نہ ہو مسئلہ باپ کے ہوتے ہوئے بچہ کی پرورش کا خرچ صرف باپ کے ذمہ ہے اور جب باپ مرجاوے اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر بچہ مالک مال کا ہے تب تو اسی مال میں اس کا خرچ ہوگا اور اگر مالک مال کا نہیں تو اس کے مالدار عزیزوں میں جو اس کے محرم ہیں یعنی اس بچہ سے ان کا ایسا رشتہ ہے کہ اگر اس رشتہ دار اور بچہ میں سے ایک کو مرد ایک کو عورت فرض کریں تو باہم نکاح درست نہ ہو اور محرم ہونے کے علاوہ شرعا اس کے مستحق میراث بھی ہیں یعنی اگر یہ بچہ مرجاوے تو محرم رشتہ داروں میں دیکھا جاوے کہ اس کا مال میراث میں کس کس کو کتنا کتنا پہنچتا ہے پس ایسے محرم وارث رشتہ داروں کے ذمہ اس کا خرچ واجب ہوگا اور ان رشتہ داروں میں ماں بھی داخل ہے، مثلاً ایک ایسے بچہ کی ایک ماں ہے ایک دادا ہے تو اس کے خرچ کا ایک ثلث ماں کے ذمہ ہے اور دو ثلث دادا کے ذمہ کیونکہ دونوں محرم بھی ہیں اور بچہ کی میراث اسی نسبت سے پا سکتے ہیں مسئلہ کھانے کپڑے پر کسی کو نوکر رکھنا درست نہیں، لیکن دودھ پلائی کو اس طرح نوکر رکھنا درست ہے لیکن پھر بھی کھانے کپڑے کی حیثیت اچھی طرح کھول کر ٹھیرالے اور حیثیت کی تصریح نہ کرنے میں اوسط درجہ کا واجب ہوگا اور اگر نقد ٹھیرا ہے تو اس کی مقدار اور آگے پیچھے دینے کی شرط خوب صاف صاف بیان کردے بالمعروف کا یہی مطلب ہے یہ سب مسئلے ہدایہ و درمختار میں ہیں بحر۔ مسئلہ مستنبط

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ

اور جو لوگ تم میں وفات پاجاتے ہیں اور بیبیاں چھوڑ جاتے ہیں وہ بیبیاں اپنے آپ کو روکے رکھیں

اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا

چار مہینے اور دس دن پھر جب اپنی میعاد ختم کرلیں تو تم کو کچھ گناہ نہ ہوگا ایسی بات میں کہ

فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

وہ عورتیں اپنی ذات کے لئے کچھ کارروائی کریں قاعدہ کے موافق اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام افعال کی خبر رکھتے ہیں۔

آیت والذین الخ دوسرے رکوع سے ہے مگر ہمارے قواعد بھی اس سے آبی نہیں مسئلہ اکثر کا فتویٰ اسی پر ہے کہ مدۃ رضاع دو سال ہے۔ حکم سی و یکم عدت وفات زوج وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ (الی قولہ) وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ اور جو لوگ تم میں وفات پاجاتے ہیں اور بیبیاں چھوڑ جاتے ہیں وہ بیبیاں اپنے آپ کو (نکاح وغیرہ سے) روکے رکھیں چار مہینے اور دس دن پھر جب اپنی (عدت کی) میعاد ختم کرلیں تو تم کو (بھی) کچھ گناہ نہ ہوگا ایسی بات (کے جائز رکھنے) میں کہ وہ عورتیں اپنی ذات کے لئے کچھ کارروائی (نکاح کی) کریں قاعدہ کے موافق (البتہ اگر کوئی بات خلاف قاعدہ شرع کے کریں اور تم باوجود روک سکنے کے نہ روکو تو تم بھی شریک گناہ ہوگے) اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام افعال کی خبر رکھتے ہیں ف یہ عدت اس بیوہ کی ہے جس کو حمل نہ ہو اور اگر حمل ہو تو بچہ پیدا ہونے تک اس کی عدت ہے خواہ جنازہ لے جانے سے پہلے ہی پیدا ہوجاوے یا چار مہینے دس دن سے بھی زیادہ میں ہو یہ مسئلہ سورۂ طلاق میں آوے گا مسئلہ جس کا خاوند مرجاوے اُس کو عدت کے اندر خوشبو لگانا، سنگار کرنا۔ سرمہ اور تیل بلاضرورت دوا لگانا۔ مہندی لگانا۔ رنگین کپڑے پہننا درست نہیں اور صریح گفتگو کرنے نکاح ثانی بھی درست نہیں جیسا اگلی آیت میں آتا ہے اور رات کو دوسرے گھر میں رہنا بھی درست نہیں ترجمہ میں نکاح کے ساتھ جو وغیرہ کہا گیا ہے اس سے یہی امور مراد ہیں اور یہی حکم ہے اُس عورت کا جس پر طلاق بائن واقع ہو یعنی جس میں رجعت درست نہیں مگر اس کو اپنے گھر سے دن کو بھی بدون سخت مجبوری کے نکلنا درست نہیں۔ مسئلہ اگر چاند رات کو خاوند کی وفات ہوئی ہو تب تو یہ مہینے خواہ انتیس کے ہوں خواہ تیس کے چاند کے حساب سے پورے کئے جاویں گے اور اگر چاند رات کے بعد وفات ہوئی ہے تو یہ مہینے تیس تیس دن کے حساب سے پورے کئے جاویں گے پس کل ایک سو تیس دن پورے کریں گے اس مسئلہ سے بہت لوگ غافل ہیں اور جس وقت وفات ہوئی ہو جب یہ مدت گذر کر وہی وقت آوے گا عدت ختم ہوجاوے گی اور یہ جو فرمایا کہ اگر عورتیں قاعدہ کے موافق کچھ کریں تو تم کو بھی گناہ نہ ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کوئی کام خلاف شرع کرے تو اوروں پر بھی واجب ہوتا ہے کہ بشرط قدرت اس کو روکیں ورنہ یہ لوگ بھی گنہگار ہوتے ہیں اور قاعدے کے موافق سے یہ مراد ہے کہ جو نکاح تجویز ہو وہ شرعاً صحیح اور جائز ہو تمام شرائط حلت کے وہاں جمع ہوں۔

النحو الذین یتوفون مبتدأ یذرون خبرہ والرابط محذوف ای لهم اربعة اشهر وعشر ذکرا بوجیان ان قاعدة تذکیر العدد وتانیثه انما اذا ذکر المعدود اما عند حذفه فیجوز الامران مطلقاً کذا فی روح المعانی ۱۲

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنتُمْ

اور تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا جو ان مذکورہ عورتوں کو پیغام دینے کے بارہ میں کوئی بات اشارۃً کہو یا اپنے دل میں

فِي أَنفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِن لَّا

پوشیدہ رکھو اللہ تعالیٰ کو یہ بات معلوم ہے کہ تم ان عورتوں کا ذکر مذکور کرو گے لیکن ان سے نکاح کا وعدہ

تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَن تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۚ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ

مت کرو مگر یہ کہ کوئی بات قاعدہ کے موافق کہو اور تم تعلق نکاح کا ارادہ بھی مت کرو

النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي

یہاں تک کہ عدت مقررہ اپنی ختم کو پہنچ جاوے اور یقین رکھو اس کا کہ اللہ تعالیٰ کو اطلاع ہے تمہارے دلوں

أَنفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَّلِيمٌ ۝

کی بات کی سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ معاف بھی کرنے والے ہیں حلیم بھی ہیں۔

حکم سی و دوم پیغام نکاح در عدت وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ (الی قولہ) وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَّلِيمٌ ۝ اور تم پر کوئی گناہ نہ ہوگا جو ان مذکورہ عورتوں کو (جو کہ عدت وفات میں ہیں) پیغام (نکاح) دینے کے بارہ میں کوئی بات اشارۃً کہو (مثلاً یہ کہ مجھ کو ایک نیک عورت سے نکاح کی ضرورت ہے اور مثل اس کے) یا اپنے دل میں (آئندہ نکاح کر لینے کے ارادہ کو) پوشیدہ رکھو (جب بھی گناہ نہیں اور وجہ اس اباحت کی یہ ہے) اللہ تعالیٰ کو یہ بات معلوم ہے کہ تم ان عورتوں کا ضرور (ذکر مذکور کرو گے (سو جو چیز ذکر مذکور کرنے) لیکن ان سے (صاف لفظوں میں) نکاح کا وعدہ (اور گفتگو) مت کرو مگر یہ کہ کوئی بات قاعدہ کے موافق کہو (مضائقہ نہیں اور وہ بات قاعدہ کے موافق یہی ہے کہ اشارۃً کہو) اور تم تعلق نکاح (فی الحال) کا ارادہ بھی مت کرو یہاں تک کہ عدۃ مقررہ اپنے ختم کو نہ پہنچ جاوے اور یقین رکھو اس کا کہ اللہ تعالیٰ کو اطلاع ہے تمہارے دلوں کی بات کی سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو (اور ناجائز امر کا دل میں ارادہ بھی مت کرو) اور (یہ بھی) یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ معاف بھی کرنے والے ہیں (سو اگر کسی ناجائز امر کا ارادہ کیا تھا پھر توبہ کر لی تو معاف کر دیتے ہیں اور) حلیم بھی ہیں (سو اگر توبہ نہ کرنے والے کو سزا دست سزا نہ دیں تو اس کی وجہ حلم سمجھو دھوکہ مت کھاؤ) ف یہاں عدت کے اندر چار فعل مذکور ہیں دو زبان کے اور دو دل کے اور ہر ایک کا جدا حکم ہے اول زبان سے تصریحاً پیغام دینا یہ حرام ہے لَا تُوَاعِدُوهُنَّ دوم زبان سے اشارۃً کہنا یہ جائز ہے لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اور قولاً معروفاً میں اس کا ذکر ہے سوم دل سے یہ ارادہ کرنا کہ ابھی یعنی عدت کے اندر ہی نکاح کر لیں یہ بھی حرام ہے کیونکہ عدت کے اندر نکاح کرنا حرام

اللغات سر انکاحا فانہ عبر بہ او لان الولی لا یسر بہ عن العقد لانہ سبب فیہ او بمعنی وطی الکنایۃ ۱۲ بیضاوی ص ۱۰۰ ج ۱ العقدۃ موضع العقد وہنا یعتقد علیہ جاز وح المعانی ص ۱۴۰ ج ۲ لا تضایقا

النحو تقدیر الکلام کردنا ھن فاذکروہن ولکن لا تواعدوھن سرا مواعدۃ الا مواعدۃ معروفۃ مذکورۃ بقولہ ان تقولوا قولا معروفا ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولا جناح علیکم فیما عرضتم الآیۃ قال ابن الضعف فیہ ان ہذا من باب ضعف الطالب فی الامر بالمجاہدۃ انتہی القول

ترجمہ قولہ تعالیٰ ولا جناح علیکم فیما عرضتم میں اس پر دلالت ہے کہ امر بالمجاہدہ میں طالب کے ضعف کی رعایت ضروری ہے

ع ۳ ۱۴

ملخص التفسیر ربع قولہ مذکورہ عورتوں کو حلقاً نام فی النساء علی المہر ۱۲

ف فی ان لا جناح علیکم امور قولہ معروفا اظہار کہ مرتین للتاکید لان المحل لاجل تعلق حق الزوج السابق کالمانع فان سبب کالمانع بالکبر بہ فی التقیید بالتعریض مرۃ وبالترک مرتین علی وجوب الاحتیاط البالغ فی ہذا الامر فان التعریض لغۃ الاذن فی التصریح والمعروف دل علی کون التصریح غیر معروف ہذا ما سنح لی واللہ اعلم قد تقع المعانی بالضد فی الکلام ای الا ان تقولوا قولا معروفا فالتصریح بما فہم من لا جناح علی وجہ لوکد ذلک الرفع وہو نوع من الطرد والعکس حسن اہم لکنی لم افہم ہذا الکلام حق الفہم فمن فہم فلیفد

قولہ وہو ما تنتصح بہ الخ فی تقریر لطف المقام فاذکرہ تتمۃ للفائدۃ وہو ہذا العکس ان التعریض فی الکلام جزاء ہم العکس فتقدم ما اخرت وتوخر ما قدمت کما ہو المذکور فی علم البدیع وفائدۃ التکریر ان

۹۲ ہذا الصنعۃ وان لم تذکر ہہنا لفظا لکن ذکر معنی وتقریرہ ان نفی الجناح فی التعریض ہذا الکلام وکان فی التعریض ما یخطر ببال السامع ذکر بعض الکلام

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ

تم پر کچھ مواخذہ نہیں اگر بیبیوں کو ایسی حالت میں طلاق دیدو کہ نہ انکو تم نے ہاتھ لگایا ہے اور نہ ان کے لئے کچھ مہر مقرر کیا ہے

فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ

اور ان کو فائدہ پہنچاؤ صاحب وسعت کے ذمہ اس کی حیثیت کے موافق ہے اور تنگدست کے ذمہ اس کی حیثیت کے

مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ○

ایک قسم کا فائدہ پہنچانا جو قاعدہ کے موافق واجب ہے خوش معاملہ لوگوں پر

ہے اور ارادہ حرام کا حرام ہے لاتعزموا میں اس کا ذکر ہے۔ چہارم دل سے یہ ارادہ کرنا کہ عدت کے بعد نکاح کریں گے یہ جائز ہے اکننتم فی انفسکم میں اس کا ذکر ہے مسئلہ جو عورت طلاق بائن کی عدت میں ہو اس کا بھی یہی حکم ہے حکم سی وسوم وجوب یا عدم وجوب مہر در طلاق قبل الدخول۔ ف طلاق قبل الدخول کی دو صورتیں ہیں یا تو اس نکاح کے وقت مہر مقرر نہیں ہوا یا ہوا ہے صورت اولیٰ کا حکم اولاً مذکور ہے۔ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ (الی قولہ تعالیٰ) حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ○ تم پر (مہر کا) کچھ مواخذہ نہیں اگر بیبیوں کو ایسی حالت میں طلاق دیدو کہ نہ انکو تم نے ہاتھ لگایا ہے اور نہ ان کے لئے کچھ مہر مقرر کیا ہے (سو اس صورت میں مہر اپنے ذمہ مت سمجھو) اور (صرف) ان کو (ایک) فائدہ پہنچاؤ۔ صاحب وسعت کے ذمہ اس کی حیثیت کے موافق ہے اور تنگ دست کے ذمہ اس کی حیثیت کے موافق ہے ایک خاص قسم کا فائدہ پہنچانا جو قاعدہ کے موافق واجب ہے خوش معاملہ لوگوں پر (یعنی سب مسلمانوں پر کیونکہ خوش معاملگی کا بھی سب ہی کو حکم ہے مراد اس سے ایک جوڑا دینا ہے) ف مسئلہ اگر نکاح کے وقت مہر مقرر نہ کیا جاوے نکاح ہو جاتا ہے مسئلہ اگر ایسی عورت کو قبل صحبت اور خلوت صحیحہ کے طلاق دیدے تو مہر کچھ دینا نہیں پڑتا بلکہ ایک جوڑا تین کپڑوں کا جس میں ایک کرتہ نہ ہو ایک سربند اور ایک اتنا بڑا چادر جس میں سر سے پاؤں تک لپٹ سکے واجب ہوتا ہے قال الزیلعی فی نصب الرایہ اخرجہ البیہقی عن ابن عباس مسئلہ ہدایہ میں صحیح اسی قول کو کہا ہے کہ اس جوڑے میں حیثیت مرد کی معتبر ہے عورت کی حیثیت کا لحاظ نہیں اور کرخی نے عورت کے حال کا اعتبار کیا ہے تو وہ آیت کو وصول بالفعل پر محمول کرتے ہیں اور باقی کو دین رکھتے ہیں مسئلہ ایسی عورت کو ایسا جوڑا دینا واجب اور قائم مقام مہر کے ہے مسئلہ یہ جوڑہ قیمت میں پانچ درہم سے کم نہ ہو اور ایسی عورت کے مہر مثل کے نصف سے زیادہ نہ ہو

اللغات فریضۃ بمعنی مفعول والتاء لنقل اللفظ من الوصفیۃ الی الاسمیۃ ویحتمل المصدر (۱۲ بیضاوی)

الخیاد تفرضوا ای اولم تفرضوا ہ جلالین عطف علی الشرط المجزوم ولم ح لنفی احد الامرین لا بعینہ وہو نکرۃ فی سیاق النفی فیفید العموم ای مالم یکن منکم مسیس ولا فرض علی حدۃ ولا قطع نظم آنما اذکرہ ارلا حاجۃ الی القول بان او بمعنی الواو اہ روح المعانی قلت قد اخذت بکلہ فی الترجمۃ قولہ متنا عا ای تمتیعا مصدر لفعل مطلق واشار بترجمۃ الی ان تنوینہ للتنویع کما صرح بہ فی المطول ۱۲

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ عدت کے بعد نکاح کریں گے وانما صرح بنفی الجناح فیہ مع انہ لا تحل لہا الزوم الجناح فیہ لان المحل لما کان ضیقا کان مخیرا بعید ان یحسب احد ان الکلام النفسی عسی ان یکون فی حکم الکلام اللفظی وہذا لا یجوز بالصیغۃ الصریحۃ فلصون ذلک لا یجوز ایضا فافہم

لہ قولہ مہر کا کچھ مواخذہ نہ فالجناح دنیوی کما صرح بہ المصنون بقرینۃ مقابلتہ لقولہ نصف ما فرضتم ۱۲

لہ قولہ مہر اپنے ذمہ مت سمجھو اشارۃ الی تقدیر المعطوف علیہ ۱۲

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً

اور اگر تم ان بیبیوں کو طلاق دو قبل اس کے ان کو ہاتھ لگاؤ اور اُن کے لئے کچھ مہر بھی مقرر کر چکے تھے تو جتنا مہر تم نے

فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ

مقرر کیا ہو اس کا نصف دو مگر یہ کہ وہ عورتیں معاف کر دیں یا یہ کہ وہ شخص رعایت کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کا تعلق

النِّكَاحِ ۭ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۭ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۭ

ہے اور تمہارا معاف کر دینا تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور آپس میں احسان کرنے سے غفلت مت کرو

اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

بلاشبہہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو خوب دیکھتے ہیں۔

تتمہ حکم مذکور صورت ثانیہ کا حکم یہ مذکور ہے وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ (الی قول) اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ اور اگر تم ان بیبیوں کو طلاق دو قبل اس کے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ اور ان کے لئے کچھ مہر بھی مقرر کر چکے تھے تو (اس صورت میں) جتنا مہر تم نے مقرر کیا ہو اس کا نصف (واجب) ہے (اور نصف معاف ہے) مگر (دو صورتیں) اس مجموعی حکم سے مستثنیٰ ہیں ایک صورت تو) یہ کہ وہ عورتیں (اپنا نصف) معاف کر دیں (تو اس صورت میں نصف بھی واجب نہ رہا) یا (دوسری صورت) یہ (ہے) کہ وہ شخص رعایت کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کا تعلق (رکھنا اور توڑنا) ہے (یعنی خاوند پورا مہر اس کو دیدے تو اس صورت میں نصف کو معاف نہیں کرایا) اور (اہل حقوق) تمہارا (اپنے محقق کو) معاف کر دینا (بہ نسبت وصول کرنے کے) تقویٰ سے زیادہ قریب ہے (کیونکہ معاف کرنے سے ثواب ملتا ہے اور ثواب کا کام کرنا ظاہر ہے کہ تقویٰ کی بات ہے) اور آپس میں احسان (اور رعایت) کرنے سے غفلت مت کرو (بلکہ ہر شخص دوسرے کے ساتھ رعایت کرنے کا خیال رکھا کرے) بلاشبہہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو خوب دیکھتے ہیں (تو تم اگر کسی کے ساتھ رعایت و احسان کرو گے اللہ تعالیٰ اس کی جزائے خیر تم کو دیں گے)

ف مسئلہ جس عورت کا مہر نکاح کے وقت مقرر ہوا ہو اور اس کو قبل صحبت و خلوت صحیحہ کے طلاق دیدی ہو تو مقرر کئے ہوئے مہر کا نصف مرد کے ذمہ واجب ہوگا البتہ اگر عورت معاف کر دے یا مرد پورا دیدے تو اختیاری بات ہے مسئلہ کسی کے ساتھ سلوک و احسان کرنا یا کسی کو اپنا حق معاف کر دینا اس کا فی نفسہٖ موجب اجر ہونا ظاہر اور معلوم ہے البتہ کسی خاص عارض کی وجہ سے رعایت نہ کرنے کو ترجیح ہو جاوے وہ اور بات ہے مثلاً یہ کہ رعایت کرنے والا خود مفلس ہے اور رعایت کر کے پھر تنگدستی پر صبر نہ کر سکے گا اور خود کسی معصیت میں مبتلا ہو جاوے گا سو کسی شے کا فی نفسہٖ مستحسن ہونا اور کسی عارض سے غیر مستحسن ہونا انمیں باہم تعارض و

اللغات الفضل التفضیل والاحسان ۱۲

النحو فنصف ما فرضتم ای فلهن او فالواجب ۱۲ بیضاوی

قولہ الا ان یعفون الخ مرجع الاستثناء الی منع النقصان فی احدهما ومرجع الزیادة فی الاخر ای فلهن به المقدار بلا زیادة ولا نقصان فی جمیع الاحوال الا الخ فنصف غیر ما احد فیه الوجوب واما علی تقدیر الوجوب فالاستثناء منقطع لان فی صورة عفوهن

مسائل سلوک

المتن قولہ تعالیٰ وان تعفوا اقرب للتقوی قال العبد الضعیف فیہ تعلیم لعلو الهمة وترک الاشراف انتهی القول۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ وان تعفوا اقرب للتقوی اس میں تعلیم ہے علو ہمت اور ترک اشراف کی کہ مرد کو تو ترغیب دی تکمیل مہر کی اور یہ کہ عورتوں کے معاف کرنے کا انتظار کریں

ہ الزوج لا یتصور الوجوب اھ من روح المعانی ۱۲ البلاغة او یعفوا الذی تسمیة عفوا اما علی المشاکلة واما لانهم لیسوا تون المهر الی النساء عند الزوج ۵ فمن طلق قبل المسیس استحق نصف المفروض فاذا لم یسترده فقد عفا عنه اھ بیضاوی وان تعفوا اذا خطاب للرجال والنساء جمیعا وغلب المذکر للشرف وکذا فیما بعد اھ روح المعانی الروایات الذی بیده عقدة النکاح هو الزوج المالک لعقد النکاح وهذا عند ابی حنیفة وکثیر من العلماء وهو التفسیر المأثور عن رسول الله صلی الله علیه وسلم کما اخرجه ابن جریر وابن ابی حاتم والطبرانی فی الاوسط والبیهقی بسند حسن عن ابن عمر مرفوعا وبه قال جمع من الصحابة ۱۲

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ق وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝

محافظت کرو سب نمازوں کی اور درمیان والی نماز کی اور کھڑے ہوا کرو اللہ کے سامنے عاجز ہو کر

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا

پھر اگر تم کو اندیشہ ہو تو تم کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے پڑھ لیا کرو۔ پھر جب تم کو اطمینان ہو جاوے تو تم خدا تعالیٰ

عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝

کی یاد اس طریق سے کرو جو تم کو سکھلایا ہے جس کو تم نہ جانتے تھے۔

منافات نہیں حکم سی وچہارم محافظت صلوٰۃ اس سے آگے پیچھے طلاق وغیرہ کے احکام ہیں درمیان میں نماز کے احکام بیان فرمانا اشارہ اس طرف ہے کہ مقصود اصلی توجہ الی الحق ہے اور معاشرات و معاملات کے احکام سے علاوہ اور مصلحتوں کے اس توجہ کی حفاظت اور ترقی بھی مقصود ہے چنانچہ جب ان کو خدائی احکام سمجھ کر عمل کیا جاوے گا توجہ لازم ہوگی پھر یہ کہ ان احکام میں ادائے حقوق عباد بھی ہے اور حقوق عباد کے ملائی سے درگاہ الٰہی سے دوری ہوتی ہے جس کے لوازم میں سے حق وعبد دونوں کی طرف سے بے توجہی ہے چونکہ نماز میں یہ توجہ زیادہ ظاہر ہے اس لئے اس کے درمیان میں لانے سے اس توجہ کے مقصود ہونے پر زیادہ دلالت ہوگئی تاکہ عبد اس توجہ کو ہر وقت پیش نظر رکھے۔ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ (الی قولہ) مَا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ محافظت کرو سب نمازوں کی (عموماً) اور درمیان والی نماز (یعنی عصر) کی (خصوصاً) اور (نماز میں) کھڑے ہوا کرو اللہ کے سامنے عاجز بنے ہوئے پھر اگر تم کو (باقاعدہ نماز پڑھنے میں کسی دشمن وغیرہ کا) اندیشہ ہو تو تم کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے (جس طرح بن سکے خواہ قبلہ کی طرف بھی منہ نہ ہو اور گو رکوع وسجود صرف اشارہ ہی سے ممکن ہو) پڑھ لیا کرو (اس حالت میں بھی اس پر محافظت رکھو اس کو ترک مت کرو) پھر جب تم کو (بالکل) اطمینان ہو جاوے (اور اندیشہ جاتا رہے) تو تم خدائے تعالیٰ کی یاد (ادائے نماز) اس طریق سے کرو جو تم کو (اطمینان کی حالت میں) سکھلایا ہے (جس کو تم (پہلے سے) نہ جانتے تھے ف کثرت سے علماء کا قول بعض احادیث کی دلیل سے یہ ہے کہ وسطیٰ والی) نماز عصر ہے کیونکہ اس کے ایک طرف دو نمازیں دن کی ہیں فجر اور ظہر اور ایک طرف دو نمازیں رات کی ہیں مغرب وعشاء اس کی تاکید خصوصیت کے ساتھ اس لئے کی کہ اکثر لوگوں کو یہ وقت کام کی بھیڑ بھاڑ کا ہوتا ہے اور بعاجزی کی تفسیر حدیث میں خاموشی کے ساتھ آئی ہے اسی آیت سے

النحو كما علمكم ما لم تكونوا يشهد دون في عالم تكونوا موضع المظهر موضع المضمر اے ذكركم الله كالذي علمكموني الآن من الركوع والسجود والاستقبال ونحوها ۱۲

الفضل ... بدليل ما ثبت فيه محافظة الخواص ما شيا على صحة ... عذره ... وقت المسايفة الضرب واجاب علماؤنا بانه جمع راجل بمعنى الكائن على رجليه لو واقفا فانه مشترك معنوي بين الماشي والواقف فلما

كان المشي عملا كثيرا ولم يبدل نفس على تجويزه كان مفسدا للصلوٰة للاطلاق ولما لم يصح ماشيا لو خرج وقت البحر والمسايفة كما اخر عليه السلام يوم الاحزاب وقد نزلت صلوٰة الخوف قبل ذلك في غزوات الرقاع كما نقله في روح المعاني عن ابن اسحٰق وغيره من اهل السير ۱۲

الروايات في باب القنوت اخرج احمد والبخاري في تاريخه و ابو داؤد والبيهقي وابن جرير عن زيد بن ثابت ان النبي صلى الله

مسائل لسلوک

قولہ تعالیٰ فرجالا او رکبانا مال التخفیف العبد الضعیف فیہ فی الاعمال عدۃ وھیئۃ انتھی القول

ترجمہ قولہ تعالیٰ فرجالا او رکبانا اس میں اصل پر تخفیف اعمال کی عادۃ الٰہی اور ہیئۃ بھی (کہ فرض نصف ہوا اور ہیئت میں توسیع ہوگیا)

صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی الظہر بالہاجرۃ وکانت اثقل الصلوات علی اصحابہ فنزلت حافظوا علی الصلوات و الصلوٰۃ الوسطیٰ واخرج الائمۃ الستۃ وغیرہم عن زید ابن ارقم قال کنا نتکلم علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوٰۃ یکلم الرجل منا صاحبہ وھو الی جنبہ فی الصلوٰۃ حتی نزلت قوموا للہ قانتین فامرنا بالسکوت ونہینا عن الکلام اھ قلت وعلی ھذا الروایۃ الاولی ذہب الشافعی الی انہا الظہر اجابت الحنفیۃ بانہ لعل منا یاوی انہا سبب النزول لا یخص بحکم قولہ علیہ السلام کما اخرج مسلم عن حدیث علی یوم الاحزاب شغلونا عن الصلوٰۃ الوسطیٰ صلوٰۃ العصر الحدیث ویکون ان یجاب عنہ بانہ لعلہ کان ذہب عنہم ما یاوی انہا من الراوی ولم یشتغل

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚ وَّصِيَّةً

اور جو لوگ وفات پا جاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیبیوں کو وہ وصیت کر جایا کریں اپنی

لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ

ان بیبیوں کے واسطے ایک سال منتفع ہونے کی اس طور پر کہ وہ گھر سے نکالی نہ جاویں ہاں اگر خود نکل جاویں تو تم کو کوئی

عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○

گناہ نہیں اس قاعدہ کی بات میں جس کو اپنے بارہ میں کریں اور اللہ تعالیٰ زبردست ہیں اور حکمت والے

نماز میں باتیں کرنے کی ممانعت ہوئی پہلے درست تھا اور یہ نماز کھڑے کھڑے اشارہ سے جب صحیح ہوگا جب ایک جگہ کھڑا ہو سکے اور اس میں سجدہ کا اشارہ ذرا زیادہ پست کرے اور چلنے سے نماز نہیں ہوگی البتہ جب ایسا ممکن نہ ہو مثلاً عین لڑائی کا وقت ہے تو نماز کو قضا کر دیا جاوے گا دوسرے وقت پڑھ لیں گے **حکم سی و پنجم وصیت سکونت برائے بیوہ** وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ (الی قولہ تعالیٰ) وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○

اور جو لوگ وفات پا جاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیبیوں کو (ان کے ذمہ لازم ہے کہ) وہ وصیت کر جایا کریں اپنی ان بیبیوں کے واسطے ایک سال تک (نان و نفقہ اور گھر میں سکونت رکھنے سے) منتفع ہونے کی اس طور پر کہ وہ گھر سے نکالی نہ جاویں ہاں اگر (چار مہینے دس دن کے بعد یا وضع حمل کے بعد عدت گذار کر) خود نکل جاویں تو تم کو کوئی گناہ نہیں اس قاعدہ کی بات میں جس کو اپنے بارہ میں (تجویز کریں جیسے نکاح وغیرہ) اور اللہ تعالیٰ زبردست ہیں (ان کے خلاف حکم مت کرو) اور حکمت والے ہیں (کہ تمام احکام میں تمہاری مصلحتیں ملحوظ رکھی ہیں گو تمہاری فہم میں نہ آسکیں) فائدہ جاہلیت میں وفات زوج کی عدت ایک سال تھی اسلام میں بجائے ایک سال کے چار مہینے دس دن مقرر ہوئے جیسا حکم سی و یکم میں مذکور ہو چکا مگر اس میں عورت کی اتنی رعایت رکھی گئی تھی کہ چونکہ اس وقت تک میراث کا حکم نازل نہ ہوا تھا اور بی بی کا کوئی حصہ میراث میں مقرر نہ ہوا تھا بلکہ اوروں کے حق کا مدار محض مردہ کی وصیت پر تھا جیسا آیت کتب علیکم اذا حضر کی تفسیر میں معلوم ہو چکا ہے اس لیے یہ حکم ہو گیا تھا کہ اگر اپنی مصلحت سے خاوند کے ترکہ کے گھر میں رہنا چاہے تو سال بھر تک اس کو رہنے کا حق حاصل ہے اور اسی کے ترکہ سے اس عدت میں اسکو نان و نفقہ بھی دیا جاوے اس آیت میں اسی کا بیان ہے اور خاوندوں کو حکم ہے کہ اس طرح کی وصیت

۲ والذین یتوفون منکم و یذرون ازواجا وصیۃ الآیۃ قال جعل اللہ لہا تمام السنۃ سبعۃ اشہر و عشرین لیلۃ وصیۃ ان شاءت سکنت فی وصیتہا و ان شاءت خرجت فالعدۃ کما ہی واجب علیہا آتم فی الحال نسخہ ۱۲ ایل علی ان مجاہدا لا یری نسخ الآیۃ ۱۲ منہ قلت ای نسخ الآیۃ اللاحقۃ تلاوۃ بالسابقۃ فی الحد قا و ان کانت منسوخۃ بالمیراث فی الوصیۃ ۱۲

الخ و صیۃ تقدیرہ یوصون وصیۃ والجملۃ خبر الذین یتوفون و فی قراءۃ وصیۃ بالرفع ای وصیۃ الذین الخ قولہ متاعا نصب بیوصون ان اصمرت والا بالوصیۃ قولہ غیر اخراج حال من ازواج ای غیر مخرجات ۱۲ بیضاوی

الروایات فی لباب النقول اخرج اسحٰق بن راہویہ فی تفسیرہ عن مقاتل بن حیان ان رجلا من اہل الطائف قدم للمدینۃ و لہ اولاد و عیال و امرأۃ و معہ ابوہ و امرأۃ تمام بالمدینۃ فرفع ذلک الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاعطی الوالدین و اعطی اولادہ بالمعروف و لم یعط امرأۃ شیئا غیر اجرہم امروا ان یغفروا علیہا من ترکتہ زوجہا الی الحول فیہ نزلت والذین الآیۃ و روی البخاری عن مجاہد والذین یتوفون منکم و یذرون ازواجا یعنی الآیۃ قال کانت ہذہ العدۃ تعتد عند اہل زوجہا واجبا فانزل اللہ ۲

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ

اور سب طلاق دی ہوئی عورتوں کے لئے کچھ کچھ فائدہ پہنچانا قاعدہ کے موافق مقرر ہوا ہے ان پر جو پرہیز کرتے ہیں اسی طرح

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ ع

حق تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام بیان فرماتے ہیں اس توقع پر کہ تم سمجھو

ع ۱۵

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن جریر عن ابن زید قال لما نزلت وصیتہم الی الحولین قال جعل ان احبت فعلت وان لم ارد لم افعل فانزل اللہ وللمطلقات اے المتقین آہ قلت والتقوی واجب فلم یبق ما توہم وقلت ایضاً لا بیانی خصوص السبب عموم الحکم کما تقرر ۱۲

کر جایا کریں اور چونکہ یہ حق عورت کا تھا اس کو اس کے وصول کرنے نہ کرنے کا اختیار حاصل تھا اس لئے وارثوں کو تو گھر سے نکالنا جائز نہ تھا لیکن خود اس کو جائز تھا کہ اس گھر میں نہ رہے اور اپنا حق ورثہ کو چھوڑ دے بشرطیکہ عدت پوری ہو چکے اور نکاح وغیرہ سب درست تھا اور یہی مراد ہے قاعدہ کی بات سے البتہ عدت کے اندر نکلنا اور نکاح کرنا وغیرہ سب گناہ تھا عورت کے لئے بھی اور جو منع کر سکے اور نہ روکے اس کے لئے بھی پھر جب آیت میراث کی نازل ہو گئی گھر باہر سب ترکہ میں سے عورت کا حق ملگیا سوا اپنے حصہ میں رہے اور اپنے حصہ سے خرچ کرے یہ آیت منسوخ ہو گئی تتمہ حکم متاع مذکور در شمار سی و سوم و سی و پنجم - ایک متاع کا بیان سی و سوم میں ہوا ہے اور ایک متاع کا سی و پنجم میں اب بعض اقسام متاع کے اور باقی ہیں ان کا بیان فرماتے ہیں - وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ (الی قولہ) لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ اور سب طلاق دی ہوئی عورتوں کے لئے کچھ کچھ فائدہ پہنچانا (کسی درجہ میں مقرر ہے) قاعدہ کے موافق (اور یہ) مقرر ہوا ہے ان پر جو (شرک و کفر سے) پرہیز کرتے ہیں (یعنی مسلمانوں پر خواہ یہ مقرر ہونا وجوب کے درجہ میں ہو یا استحباب کے مرتبہ میں) اسی طرح حق تعالیٰ تمہارے (عمل کرنے کے) لئے اپنے احکام بیان فرماتے ہیں اس توقع پر کہ تم (ان کو) سمجھو (اور عمل کرو) فائدہ سی و سوم میں دو قسم کے مطلقات کا بیان تھا جن کو قبل دخول طلاق ہوئی تھی ایک کو فائدہ پہنچانا یہ تھا کہ جو زر دیا دوسری کو فائدہ پہنچانا یہ تھا کہ آدھا مہر دیا اب وہ طلاق والیاں رہ گئیں جن کو دخول کے بعد طلاق دی جاوے سو ان میں جس کا مہر مقرر کیا گیا ہو اس کو فائدہ پہنچانا یہ ہے کہ پورا مہر دینا چاہیئے - اور جس کا مہر مقرر نہ کیا جاوے اس کے لئے بعد دخول کے مہر مثل واجب ہے، یہ متاع بمعنی مطلق فائدہ پہنچانا اس تفصیل سے تو واجب ہے اور اگر متاع سے مراد فائدہ خاص یعنی جوڑہ ہی دینا ہو تو ایک مطلقہ کو تو دینا واجب ہے جس کا ذکر سی و سوم کے شروع میں ہے اور باقی سب اقسام میں مستحب اور اگر متاع سے مراد نفقہ لیا جاوے تو جس طلاق میں عدت ہے اس میں عدت گذرنے تک واجب ہے خواہ طلاق رجعی ہو یا بائن غرض آیت اپنے الفاظ عامہ سے سب صورتوں کو شامل ہے اور قاعدہ سے مراد یہی تفصیل ہو جاوے گی اور ہر صورت کے وجوب و استحباب کا فرق دوسرے دلائل سے ثابت کیا جاوے گا اور حقا کو واجب کے معنی میں نہ لیں گے بلکہ ثابت کے معنی میں لیں گے اور علی الزام کے لئے نہ ہوگا بلکہ محض

تاکد کے لئے ہوگا گو درجۂ استحباب ہی میں سہی فتح احکام نکاح و طلاق وغیرہ میں جا بجا اتقوا اللہ اور حدود اللہ اور سمیع علیم اور عزیز حکیم اور بصیر اور خبیر اور ہم الظالمون اور فقد ظلم نفسہ وغیرہا کا آنا جو کہ مشعر ہیں مخالفت کی حالت میں وعید پر دلیل قطعی ہے کہ یہ سب احکام شریعت میں مقصود اور واجب ہیں بطور مشورہ کے نہیں جن میں ترمیم و تبدیل کرنے کا یا عمل نہ کرنے کا ہم کو نعوذ باللہ اختیار حاصل ہو۔ ربط منجملہ ابواب البر کے یہاں تک بیالیس حکم مختلف انواع کے مذکور ہوئے بعض ان میں متعلق بعبادات ہیں گو بضمن سیاست ہوں جیسے قصاص اور روزہ اور جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ اور حج و حرمت خمر و قمار و نماز اور مثل ان کے اور بعض متعلق بمعاشرت ہیں جیسے احکام یتامی و نکاح و رضاع و طلاق و مہر وغیرہ کے اور بعض احکام متعلق بمعاملات مثل ربوا و دین و شہادت و رہن کے ختم سورت کے قریب آویں گے اور ان سب سے جیسا کہ بذیل حکم سی و چہارم بیان ہوا مقصود اصلی توجہ الی الحق ہے اور یہ معنی عبادات میں زیادہ صراحت کے ساتھ موجود ہیں لہذا زیادہ مطمح نظر احکام متعلق بعبادات ٹھہرے اور پھر عبادات بھی دو طرح کے ہیں ایک وہ جنکا نفع لازمی ہو دوسرے وہ جن کا نفع متعدی ہو اور ثانی الذکر سے زیادہ انفع ہے اور ان عبادات مذکورہ میں سے دو عبادتیں اس معنی میں زیادہ اکمل و اقوی ہیں جیسا کہ ظاہر ہے ایک جہاد کہ بذل نفس ہے سبیل اللہ میں دوسرے انفاق فی الخیر کہ بذل مال ہے سبیل اللہ میں اس لئے ان دو مضمونوں کے بیان کا اہتمام اس سورت میں اسی طرح اور مواقع میں بھی بہ نسبت اور مضامین کے بہت زیادہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ گذشتہ آیات میں بھی متعدد مواقع پر مختلف عنوانات سے سب احکام کے درمیان درمیان میں کہ سب جگہ پھیلے ہوئے معلوم ہوں بیان ہوا ہے جیسا وآتوا الصابون الی قولہ وحین البأس میں اور وقاتلوا فی سبیل اللہ میں اور کتب علیکم القتال الی قولہ یرجون رحمت اللہ میں صراحۃً اور فان خفتم فرجالا میں ضمناً جہاد کا بیان ہوا ہے۔ اور آتی المال میں اور انفقوا فی سبیل اللہ میں اور دو موقع پر یسئلونک ماذا ینفقون میں انفاق کا بیان ہوا ہے اسی اہتمام کی وجہ سے آئندہ آیات میں بھی ان دونوں کا بیان پھر تفصیل کے ساتھ ہوتا ہے۔ چنانچہ آیت وقاتلوا فی سبیل اللہ میں جو ذرا آگے آتی ہے جہاد کا حکم مصرحاً مذکور ہے اور اسی کے تمہید کے لئے سیاق کی آیت الم ترالی الذین خرجوا الخ بھی آتی ہے اور اس کی تکمیل کے لئے سیاق کی آیتیں الم ترالی الملاء الخ جن میں طالوت و جالوت کا قصہ مذکور ہے نیز لائی گئی ہیں اور آیت من ذا الذی یقرض اللہ میں جو قاتلوا کے بعد آتی ہے اور چار رکوعوں کی ابتدا میں جو کہ قصہ مذکور کے ختم کے بعد ہیں انفاق کی تاکید اور فضیلت اور اس کے آداب ظاہری و باطنی وغیرہ وغیرہ مضامین مذکور ہیں یہ توجیہ ہے ارتباط مضامین آیات کی واللہ اعلم۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ

کیا تجھکو ان لوگوں کا قصہ تحقیق نہیں ہوا جو کہ اپنے گھروں سے نکل گئے تھے اور وہ لوگ ہزاروں ہی تھے موت سے بچنے کو لئے

فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ

سو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے فرمادیا کہ مرجاؤ۔ پھر اُن کو چلا دیا بے شک اللہ تعالیٰ بڑا فضل کرنے والے

عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ○

ہیں لوگوں پر ہیں لوگوں پر مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

قصہ گریزندگان از موت بغرض تمہید تشجیع بر قتال اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ (الی قولہ تعالیٰ) وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ○ (اے مخاطب، کیا تجھکو ان لوگوں کا قصہ تحقیق نہیں ہوا جو کہ اپنے گھروں سے نکل گئے تھے اور وہ لوگ ہزاروں ہی تھے موت سے بچنے کے لئے سو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے (حکم) فرمادیا کہ مرجاؤ (سب مرگئے) پھر ان کو جلادیا بے شک اللہ تعالیٰ بڑا فضل کرنے والے ہیں لوگوں (کے حال) پر مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ف۱ یہ پہلی امتوں میں سے کسی کا قصہ ہے کسی ایسے حادثہ سے بھاگے تھے جس میں موت کا اندیشہ تھا مشہور یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت تھی اور طاعون یا جہاد سے بھاگے تھے خدا تعالیٰ نے ان کو یہ بات دکھلادی کہ موت وحیات سب خدا کے قبضۂ قدرت میں ہے چنانچہ ان کو ایک دم سے موت آگئی، پھر خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اور مشہور یہ ہے کہ حضرت حزقیل علیہ السلام پیغمبر کی دعا کے بعد ان کو زندہ کردیا تاکہ بلا سبب موت اور بلا سبب حیات دونوں کا ان کو مشاہدہ ہوجاوے اور فضل سے یا تو یہی مراد ہے خواہ زندہ کرنا یا عقلاً درست کردینا اور یا امت محمدیہ کو اس قصہ کو سنانا مراد ہے کیونکہ ایسی بات بتلادینا جس سے اصلاح عقیدہ اور عمل کی ہو بلاشبہ بڑا فضل ہے چنانچہ یہ قصہ اسی لئے سنایا گیا ہے کہ جہاد وغیرہ سے بسبب خوف موت کے پسپا نہ ہوں اور موت وحیات سب قبضۂ الٰہی میں سمجھیں مسئلہ جس طرح جہاد سے بھاگنا حرام ہے اسی طرح طاعون سے بھاگنا حرام ہے ف۲ مرکر زندہ ہوجانے سے تناسخ کا شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ وارد فی الشرع اس دعویٰ کا باطل کرنا ہے کہ حیات سابقہ کی جزا وسزا کی غرض سے موت کے بعد دوسرا بدن دیا جاوے اور یہاں دوسری حیات بغرض جزا وسزا نہ تھی اور مسخ کی صورت میں موت کا تخلل درمیان میں نہیں ہوتا اس لئے اس پر بھی شبہ نہیں ہوسکتا اور یہ حیات ثانیہ ان آیات کے بھی منافی نہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرکر قیامت سے پہلے دنیا میں آنا نہیں ہوتا کیونکہ ان آیات میں نفی عادت کی مقصود ہے اور یہ حیات بطور خرق عادت کے احیاناً ہوئی ہے لہذا کوئی تعارض نہیں رہا آگے اس تمہید سے جو مقصود تھا اسکی تصریح فرماتے ہیں اور گو یہ مقصود پہلے بھی چند جا آچکا ہے لیکن غرض ہر موقع کی جدا ہے چنانچہ قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم میں خاص حرم اور احرام میں قتال جائز ہونے کا شبہ رفع کرنا تھا اور کتب علیکم القتال میں قتال کی فرضیت بیان کرنا تھا الخ تشجیع اور ہمت دلانا بقرینہ سباق وسیاق مقصود ہے پس اس میں

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ بڑا فضل حملاً للنفوس علی التعظیم ای لذو فضل کبیر ۱۲

البلاغۃ

قال البیضاوی تعجیب وتقریر لمن سمع نقصتهم من اہل الکتاب وارباب التواریخ وتذکیر بخاطب به من لم یسمع فانه صار مثلاً فی التعجیب ۱۲

قرار من الطاعون

دفع دخل در اینکہ تناسخ کی نفی تعارض بعض آیات

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○ مَنْ ذَا الَّذِیْ

اور اللہ کی راہ میں قتال کیا کرو اور یقین رکھو اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والے اور خوب جاننے والے ہیں کون شخص ہے جو اللہ

یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ؕ وَاللّٰهُ

تعالیٰ کو قرض دے اچھے طور پر قرض دینا پھر اللہ تعالیٰ اس کو بڑھا کر بہت سے حصے کر دیوے اور اللہ

یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

کمی کرتے ہیں اور فراخی کرتے ہیں اور تم اسی کی طرف لے جائے جاؤ گے

اور بقیہ مقامات میں فرق ظاہر ہے تشجیع بر قتال وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (اس قصہ مذکورہ میں غور کرو) اور اللہ کی راہ میں قتال کرو اور یقین کر رکھو اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والے اور جاننے والے ہیں (جہاد کرنے اور نہ کرنے والوں کی باتیں سنتے ہیں اور ہر ایک کی نیت جانتے ہیں اور سب کو جزا سزا دیں گے) ربط جہاد میں جان خرچ کرنے کے ساتھ آگے مال خرچ کرنے کا بیان فرماتے ہیں اور گو انفاق کا بیان اوپر بھی آچکا ہے اور آگے بھی آوے گا لیکن ہر مقام کا مقصود بالبیان جدا گانہ امر ہے چنانچہ ذرا غور سے معلوم ہو سکتا ہے ترغیب انفاق در خیر جہاد وغیرہ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا الی قولہ تعالیٰ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ کون شخص ہے (ایسا) جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اچھے طور پر قرض دینا (یعنی اخلاص کے ساتھ) پھر اللہ تعالیٰ اس (قرض کے ثواب) کو بڑھا کر بہت سے حصے کر دیوے اور (اس کا اندیشہ مت کرو کہ خرچ کرنے سے مال کم ہو جائے گا کیونکہ یہ تو) اللہ (ہی کے قبضہ میں ہے وہی) کمی کرتے ہیں اور (وہی) فراخی کرتے ہیں (کچھ خرچ کرنے یا نہ کرنے پر اس کا اصلی مدار نہیں) اور تم اسی کی طرف (بعد مرنے کے) لے جائے جاؤ گے (سو اس وقت نیک کام میں خرچ کرنے کی جزا اور واجب موقع پر خرچ نہ کرنے کی سزا تم کو ملے گی۔) ف قرض مجازاً کہدیا ورنہ سب خدا ہی کی ملک ہے مطلب یہ ہے کہ جیسے قرض کا عوض ضروری دیا جاتا ہے اسی طرح تمہارے انفاق کا ضرور عوض ملیگا اور بڑھانے کا بیان ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک خرما اللہ کی راہ میں خرچ کیا جاوے تو خدا تعالیٰ اس کو اتنا بڑھاتے ہیں کہ وہ احد پہاڑ سے بڑا ہو جاتا ہے آہ اور ہر شخص جانتا ہے کہ اگر احد پہاڑ کے ٹکڑے خرما کے برابر کئے جاویں تو بے شمار ہوں گے تو اس حساب سے فزونی کی حد سات سو تک نہیں رہی اور شان نزول سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ جب وہ سات سو والی آیت نازل ہوئی تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے رب میری امت کو اور زیادہ دیجئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی لباب النقول میں بسند ابن حبان و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ بروایت حضرت ابن عمرؓ اس کو نقل کیا ہے ربط مقصود و مقام میں زیادہ ترغیب قتال کی ہے اوپر کا قصہ اسی کی تمہید ہے انفاق کا مضمون اسی کی تائید ہے آگے طالوت

مسائل السلوک المحاشیۃ قولہ تعالیٰ

واللہ یقبض ویبصط والیہ ترجعون قال العبد الضعیف دل بعموم الالفاظ علی ان المرجع فی القبض والبسط ھو اللہ تعالیٰ فکلاھما مضافان لکونہ موصلا الی اللہ تعالیٰ ومراۃ لظھور تجلیاتہ تعالیٰ انتھی القول

ترجمہ قولہ تعالیٰ واللہ یقبض ویبصط والیہ ترجعون اس میں طرف بھی رمز ہے کہ مرجع قبض اور بسط دونوں میں حق تعالیٰ ہے کیونکہ دونوں موصل الی اللہ اور اس کے ظہور تجلیات کے آئینے ہیں پس دونوں محمود ہیں

ص جواب الاستفہام حملا علی المعنی فان من ذا الذی یقرض اللہ فی معنی الیقرض اللہ احد وفی قراءۃ بالرفع عطفا علی یقرض وفی قراءۃ یضعفہ بالتشدید من التفعیل من البیضاوی الاقصہ العطف

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ عود کرد اشارۃ الی تقدیر المعطوف علیہ ۱۲

۲ قولہ اخلاص کیساتھ کذا فی البیضاوی ۱۲

اللغات الضعف المثل کذا فی روح المعانی ۱۲

النحو قرضا حسنا ای اقراضا مفعول مطلق فیضاعفہ ای جزء علی حذف المضاف اضافا حال من الضمیر المنصوب او المفعول الثانی لتضمن المضاعفۃ معنی التصییر من البیضاوی ۱۲

البلاغۃ یضاعفہ اخرج علی صورۃ المغالبۃ للمبالغۃ البیضاوی

اختلاف القراءۃ فیضاعفہ قراءۃ عاصم بالنصب علی

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ

کیا تجھکو بنی اسرائیل کی جماعت کا قصہ جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا ہے تحقیق نہیں ہوا جبکہ ان لوگوں نے اپنے ایک پیغمبر

لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ

سے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیجیے کہ ہم اللہ کی راہ میں قتال کریں ان پیغمبر نے فرمایا کہ کیا یہ احتمال ہے اگر تم کو جہاد کا

عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ۭ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

حکم دیا جائے کہ تم جہاد نہ کرو۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ ہمارے واسطے ایسا کون سبب ہوگا کہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد

وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَاۗىِٕنَا ۭ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا

نہ کریں حالانکہ ہم اپنی بستیوں اور اپنے فرزندوں سے بھی جدا کر دیئے گئے ہیں۔ پھر جب ان لوگوں کو جہاد کا حکم ہوا تو باستثناء ایک

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ○

قلیل مقدار کے سب پھر گئے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتے ہیں۔

و جالوت کا قصہ اسی کی تاکید ہے قصہ طالوت وجالوت اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى (الی قولہ تعالیٰ) وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ (اے مخاطب) کیا تجھکو بنی اسرائیل کی جماعت کا قصہ جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا ہے تحقیق نہیں ہوا (جس سے پہلے ان پر جالوت کافر غالب آچکا تھا اور ان کے کئی صوبے اس نے دبا لئے تھے) جبکہ ان لوگوں نے اپنے ایک پیغمبر سے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیجیے کہ ہم (اس کے ساتھ ہو کر) اللہ کی راہ میں (جالوت سے) قتال کریں اُن پیغمبر نے فرمایا کہ کیا یہ احتمال ہے اگر تم کو جہاد کا حکم دیا جاوے کہ تم (اس وقت) جہاد نہ کرو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہمارے واسطے ایسا کون سبب ہوگا کہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد نہ کریں حالانکہ (جہاد کے لئے ایک اور محرک بھی ہے وہ یہ کہ) ہم (اُن کافروں کے ہاتھوں) اپنی بستیوں اور اپنے فرزندوں سے بھی جدا کر دیئے گئے ہیں (کیونکہ ان کی بعض بستیاں بھی ان کافروں نے دبا لی تھیں اور ان کی اولاد کو بھی قید کر لے گئے تھے) پھر جب ان لوگوں کو جہاد کا حکم ہوا تو باستثناء ایک قلیل مقدار کے (باقی) سب پھر گئے (جیسا کہ آگے جہاد کی غرض سے بادشاہ کے مقرر ہونے کا اور ان لوگوں کے پھر جانیکا تفصیلاً بیان آتا ہے) اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو (یعنی خلاف حکم کرنے والوں کو) خوب جانتے ہیں (سب کو مناسب سزا دیں گے) ف ان بنی اسرائیل نے حق تعالیٰ کے احکام کو چھوڑ دیا تھا کفار عمالقہ ان پر مسلط کر دیئے گئے اس وقت ان لوگوں کو فکر اصلاح ہوئی اور ان پیغمبر کا نام شمویل مشہور ہے۔

اللغات الملا جماعۃ یجتمعون للتشاور لا واحد لہ من لفظہ من القوم (بیضاوی) فی القاموس وسع کمنع وسعۃ وسعۃ والہم وسع علینا ای وسع آلہ فسعۃ مصدر وواسع بمعنی موسع بالتشدید

النحو ھل عسیتم فصل بین عسی وخبرہ بالشرط والمعنی التوقع جیئکم من القتال ان کتب علیکم فادخل ہل علی فعل التوقع مستفہما عما ھو المتوقع عندہ تقریرا وتثبیتا اھ بیضاوی ۱۲

ف واعترض بان ہل اذا دخل علی التوقع کان الاستفہام عنہ لا عن المتوقع وھو ھنا المقصود حبیب کما فی روح المعانی ان الاستفہام دخل علی جملۃ مشتملۃ علی توقع و متوقع لا سبیل الی الاول لان الرجل لا یستفہم عن توقعہ فتعین ان یکون عن المتوقع اھ فحولہ وما لنا فی روح المعانی ای الداعی لنا الی ان نقاتل وہو خبر عن ما و الشائع فی مثل ہذا ان یکتب لنا لنفعل اولا نفعل علی ان الجملۃ حال والاخفش دعی زیادۃ ان ۱۲ البلاغۃ وانا ذکرنی معرض الشرط کتابۃ القتال دلالۃ ما المستمر معہ انہ اظہر تعلقا بکلامہم مبالغۃ فی بیان تخلفہم عنہ فانہم اذا لم تقاتلوہ عنہ فرضیۃ القتال علیہم

ب اللہ تعالیٰ فلا یقاتلو عند عدم فرضیۃ اھ روح المعانی

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ

اور ان لوگوں سے ان کے پیغمبر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا کہنے لگے ان کو ہم پر

لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ

حکمرانی کا کیسے حق حاصل ہو سکتا ہے حالانکہ بہ نسبت ان کے ہم حکمرانی کے زیادہ مستحق ہیں اور ان کو تو کچھ مالی وسعت بھی نہیں دی گئی

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ

ان پیغمبر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقابلہ میں ان کو منتخب فرمایا ہے اور علم اور جسامت میں اس کو زیادتی دی ہے - اور اللہ تعالیٰ

يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ

اپنا ملک جس کو چاہیں دیں - اور اللہ تعالیٰ وسعت دینے والے ہیں جاننے والے ہیں - اور ان سے ان کے پیغمبر نے فرمایا کہ اُن کے بادشاہ ہونے کی

اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ

کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجاویگا جسمیں تسکین کی چیز ہے تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں جن کو حضرت موسیٰ و حضرت

اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ ع ۲۴۲ ۶ ۱۶

ہارون علیہما السلام چھوڑ گئے ہیں اس صندوق کو فرشتے لے آویں گے - اسمیں تم لوگوں کے واسطے پوری نشانی ہے اگر تم یقین لانے والے ہو -

بقیہ قصہ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اور ان لوگوں سے ان کے پیغمبر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا کہنے لگے ان کو ہم پر حکمرانی کا کیسے حق حاصل ہو سکتا ہے حالانکہ بہ نسبت اُن کے ہم حکمرانی کے زیادہ مستحق ہیں اور ان کو کچھ مالی وسعت بھی نہیں دی گئی (کیونکہ طالوت غریب آدمی تھے) ان پیغمبر نے (جواب میں) فرمایا کہ (اول تو) اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقابلہ میں ان کو منتخب فرمایا ہے (اور انتخاب کی مصلحتوں کو اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں) اور (دوسرے) علم (سیاست) اور جسامت میں اس کو زیادتی دی ہے (اور بادشاہ ہونے کے لئے اس علم کی زیادہ ضرورت ہے تاکہ ملکی انتظام پر قادر ہو اور جسامت بھی بایں معنیٰ مناسب ہے کہ موافق و مخالف کے قلب میں وقعت و ہیبت ہو) اور (تیسرے) اللہ تعالیٰ (مالک الملک ہیں) اپنا ملک جس کو چاہیں دیں (ان سے کوئی سوال کا منصب نہیں رکھتا) اور (چوتھے) اللہ تعالیٰ وسعت دینے والے ہیں (انکو مال دیدینا کیا مشکل ہے جسکے اعتبار سے تمکو شبہ ہے اور) جاننے والے ہیں (کہ کون لیاقت سلطنت کی رکھتا ہے) بقیہ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ (الیٰ قولہ) اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اور (جب ان لوگوں نے پیغمبر سے بہ درخواست کی کہ اگر کوئی ظاہری حجت بھی اُن کی منجانب اللہ بادشاہ ہونے کی ہم مشاہدہ کرلیں تو اور زیادہ اطمینان ہو جاوے اس وقت) اُن سے اُن کے پیغمبر نے فرمایا کہ ان کے (منجانب اللہ) بادشاہ ہونے کی یہ علامت

اللغات التابوت الصندوق فعلوت من التوب لغة لا یزال یرجع الیہ ما خرج منہ ۱۲ المنجد معناہ من الیہ ان بقیۃ ۳

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ان یاتیکم التابوت قال الضعیف فیہ التبرک باثار الصالحین انتھی القول -

ترجمہ قولہ تعالیٰ یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ اس میں اصل ہے آثار صالحین سے برکت حاصل کرنے کی -

ص ہی ماترک آل موسیٰ و آل ہارون سماہ البقیۃ لبقاء ثیابہما فیہا البلاغۃ الاول مفہم تعظیم شانہما ۱۲ بیضاوی تحملہ اما حقیقۃ او مجازا علی حد حمل زید متاعی الی مکۃ ۱۲ روح المعانی - قلت اخرت المجاز لمساعدۃ المقام المنقولۃ -

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ

پھر جب طالوت فوجوں کو لیکر چلے تو انھوں نے کہا کہ حق تعالیٰ تمھارا امتحان کریں گے ایک نہر سے۔ سو جو شخص

شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ

اس سے پانی پیوے گا وہ تو میرے ساتھیوں میں نہیں اور جو اس کو زبان پر بھی نہ رکھے وہ میرے ساتھیوں میں ہے۔ لیکن جو شخص

غُرْفَةً بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ

اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر لے۔ سو سب نے اس سے پینا شروع کر دیا مگر تھوڑے سو آدمیوں نے انہیں سے۔ سو جب طالوت اور جو

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۭ

مؤمنین ان کے ہمراہ تھے نہر سے پار اتر گئے کہنے لگے۔ کہ آج تو ہم میں جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلہ کی طاقت نہیں معلوم ہوتی

ہے کہ تمھارے پاس وہ صندوق (بدون تمھارے لائے ہوئے) آجاوے گا جس میں تسکین (اور برکت) کی چیز ہے تمھارے
رب کی طرف سے (یعنی تورات اور تورات کا منجانب اللہ ہونا ظاہر ہے) اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں جنکو حضرت موسیٰ
و حضرت ہارون علیہما السلام چھوڑ گئے ہیں (یعنی ان حضرات کے کچھ ملبوسات وغیرہ غرض) اس صندوق کو فرشتے
لے آویں گے اس (طرح سے صندوق کے آجانے) میں تم لوگوں کے واسطے پوری نشانی ہے اگر تم یقین لانے والے ہو
ف اس صندوق میں تبرکات تھے۔ جالوت جب بنی اسرائیل پر غالب آیا تھا یہ صندوق بھی لے گیا تھا جب اللہ کو اس
صندوق کا پہنچانا منظور ہوا تو یہ سامان کیا کہ جہاں اس صندوق کو رکھتے وہاں ہی سخت سخت بلائیں نازل ہوتیں آخر ان لوگوں
نے ایک گاڑی پر اس کو لاد کر بیلوں کو ہانک دیا۔ فرشتے اس کو ہانک کر یہاں پہنچا گئے جس سے بنی اسرائیل کو بڑی خوشی ہوئی
اور طالوت بادشاہ مسلم ہو گئے۔ بقیہ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ لا (الی قولہ) قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ
وَجُنُوْدِهٖ ۭ پھر جب (بنی اسرائیل نے طالوت کو بادشاہ تسلیم کر لیا اور جالوت کے مقابلہ کے لئے لوگ جمع ہو گئے اور) طالوت
فوجوں کو لے کر (اپنے مقام یعنی بیت المقدس سے عمالقہ کی طرف) چلے تو انھوں نے (ہمارے پیغمبر کی وحی سے دریافت کر کے
ساتھیوں سے) کہا کہ حق تعالیٰ (استقلالی و بے استقلالی میں) تمھارا امتحان کریں گے ایک نہر سے (جو راہ میں آوے گی
اور شدت تشنگی کے وقت اس پر گذر ہوگا) سو جو شخص اس سے (افراط کے ساتھ) پانی پیوے گا وہ تو میرے ساتھیوں
میں نہیں اور جو اس کو زبان پر بھی نہ رکھے (اور اصل حکم یہی ہے) وہ میرے ساتھیوں میں ہے۔ لیکن جو شخص اپنے ہاتھ
سے ایک چلو بھر لے (تو اتنی رعایت ہے غرض وہ نہر رستہ میں آئی پیاس کی تھی شدت) سو سب نے اس سے بے تحاشا
پینا شروع کر دیا مگر تھوڑے سے آدمیوں نے اُن میں سے (احتیاط کی کسی نے بالکل نہ پیا ہوگا کسی نے چلو سے زیادہ پیا ہوگا)
سو جب طالوت اور جو مؤمنین ان کے ہمراہ تھے نہر سے پار اترے (اور اپنے مجمع کو دیکھا کہ تھوڑے سے آدمی رہ گئے اس قدر سے
آدمی آپس میں) کہنے لگے کہ آج تو (ہمارا مجمع اتنا کم ہے کہ اس حالت سے) ہم میں جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلہ کی طاقت

اللغات الطعم بابہ یدہ الذوق ولیس بہ فصل الذوق فمن فسرہ بہ علی ہذا فقد توسع وعلی التقدیرین استعمال طعم المأ ولبسی ذاق ۱۲

ص طہرہ مستفیض للاعمال
والما استعمال المعنی شربہ
واتخذہ طعاما فضیع الا
ان یقتضیہ المقام کما
فی روح المعانی ۱۲
البلاغۃ قولہ فلیس
منی فی روح المعانی
لے من اشیاعی او لیس
بمتصل بی وتحدر معی
من اتصالیۃ وہی غیر
التبعیضیۃ عند بعض
وکانہا بیانیۃ عندہ و
عینہا عند آخرین قولہ
الا من اغترف
استثناء من الموصول
الاول او ضمیرہ فی الجر
وفائدۃ تقدیم الجملۃ
الثانیۃ الایذان بانہا
من تتمۃ الاولی وان
الغرض منہا تاکیدہا
وتمیمہا نہیا عن الشرب
من کل وجہ وافادۃ ان
المغترف لیس بذاق
حکما فیکون ترخیص
الاعتراف ولو اخرت
لم تفد ہذہ الفوائد
ولاختل النظم لدلالۃ
الاستثناء اذ ذاک علی ان المغترف متحد معہ دلالۃ الجملۃ الثانیۃ بخلافہ فیما علی ما فقد توسع وعلی التقدیرین استعمال طعم المأ ولبسی ذاق ۱۲

قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً

ایسے لوگ جن کو یہ خیال تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہونیوالے ہیں کہنے لگے کہ کثرت سے بہت سی چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی

كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ

جماعتوں پر خدا کے حکم سے غالب آگئی ہیں اور اللہ تعالیٰ استقلال والوں کا ساتھ دیتے ہیں۔ اور جب جالوت اور اسکی فوجوں کے سامنے

قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

کہنے لگے اے ہمارے پروردگار ہم پر استقلال نازل فرمایئے اور ہمارے قدم جمائے رکھیئے اور ہم کو اس کافر قوم پر غالب کیجیئے۔

نہیں معلوم ہوتی قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ (الیٰ قولہ) وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (یہ سنکر) ایسے لوگ جن کو یہ خیال (پیش نظر) تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہونے والے ہیں کہنے لگے کہ کثرت سے (ایسے واقعات ہو چکے ہیں کہ) بہت سی چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی جماعتوں پر خدا کے حکم سے غالب آگئی ہیں (اصل چیز استقلال ہے) اور اللہ تعالیٰ استقلال والوں کا ساتھ دیتے ہیں ف اس امتحان کی حکمت اور توجیہ احقر کے ذوق میں یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایسے مواقع پر جوش و خروش میں بھیڑ بھڑ کا بہت ہو جایا کرتا ہے لیکن وقت پر جمنے والے کم ہوتے ہیں اور اس وقت ایسوں کا اکھڑ جانا باقی لوگوں کے پاؤں بھی اکھاڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کا علیحدہ کرنا منظور تھا اس کا یہ امتحان مقرر کیا گیا جو کہ نہایت ہی مناسب ہے کیونکہ قتال میں ضرورت استقلال و جفاکشی کی ہوتی ہے سو شدت پیاس کے وقت بے منت پانی ملنے پر ضبط کرنا دلیل استقلال کی اور اندھے باؤلوں کی طرح جا گرنا دلیل بے استقلالی ہے آگے خرق عادت ہے کہ زیادہ پانی پینے والے غیبی طور پر بھی زیادہ بے کار اور ازکار رفتہ ہو گئے جیسا روح المعانی میں بسند ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے اور اس قصہ میں جو احوال و اقوال مذکور ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں تین قسم کے لوگ تھے ناقص لایمان جو امتحان میں پورے نہ اترے اور کامل جو امتحان میں پورے اترے مگر اپنی قلت کی فکر ہوئی اور اکمل جن کو یہ بھی فکر نہیں ہوئی۔ بقیہ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ (الیٰ قولہ) وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اور جب (دریا عمالقہ میں پہنچے اور) جالوت اور اس کی فوجوں کے سامنے میدان میں آئے تو (دعا میں حق تعالیٰ سے) کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر (یعنی ہمارے قلوب پر) استقلال (غیب سے) نازل فرمایئے اور (مقابلہ کے وقت) ہمارے قدم جمائے رکھیئے اور ہم کو اس کافر قوم پر غالب کیجیئے۔ ف اس دعا کی ترتیب بڑی پاکیزہ ہے کہ غلبہ کے لیئے چونکہ ثبات قدمی کی ضرورت ہے اس لئے پہلے اس کی دعا کی اور ثابت قدم کا مدار ثبات قلب پر ہے اس لئے اس سے پہلے ثبات قلب کی دعا کی۔

اللغات الفئۃ قال البیضاوی الفرقۃ من الناس من فاءت اذا انشقت لان فارا اذا رجع فوزہا فعۃ او فلۃ آہ ۱۲ ص

ص بورز وا قال الجبی الارض اتضا التی لا حجاب فیہا یقال لہا البراز وکان البروز لحضور قی الارض البراز آہ الافراغ الصب کذا فی القاموس ۱۲ ملحقات الترجمہ

ل قولہ پیش نظر تھا فالظن ہہنا بمعنی العرفان الکامل الذی یسمی مشاہدۃ والظن مشترک معنوی ہذا وادناہ الرجم بلا دلیل او خلاف دلیل ۱۲

فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَ

پھر طالوت والوں نے جالوت والوں کو خدا تعالیٰ کے حکم سے شکست دیدی اور داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کر ڈالا اور ان کو اللہ تعالیٰ

الْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ

سلطنت اور حکمت عطا فرمائی اور بھی جو جو منظور ہوا انکو تعلیم فرمایا اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ بعضے آدمیوں کو بعضوں کے ذریعہ سے

لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ تِلْكَ

دفع کرتے رہا کرتے ہیں تو سر زمین فساد سے پر ہو جاتی ولیکن اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں جہان والوں پر یہ اللہ تعالیٰ کی

اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم تم کو پڑھ پڑھکر سناتے ہیں اور آپ بلاشبہ پیغمبروں میں سے ہیں

البلاغة

قوله مما يشاء ظاهر المقام مما شاء ولعل اختيار المضارع لافادة التجدد شيئا فشيئا او لافادة عطاء ثم شيئا فشيئا ثم و ثم ۱۲

بقیہ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ (الی قولہ) وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ پھر طالوت والوں نے جالوت والوں کو خدا تعالیٰ کے حکم سے شکست دیدی اور داؤد علیہ السلام نے (جو کہ اس وقت طالوت کے لشکر میں تھے اور اس وقت تک نبوت وغیرہ نہ ملی تھی) جالوت کو قتل کر ڈالا (اور منظر و منصور واپس آئے) اور (اس کے بعد) ان کو (یعنی داؤد علیہ السلام کو) اللہ تعالیٰ نے سلطنت اور حکمت (کہ یہاں عبارت نبوت سے ہے) عطا فرمائی اور بھی جو جو منظور ہوا ان کو تعلیم فرمایا (جیسے بلا آلات زرہ بنانا اور جانوروں کی بولی سمجھنا آگے اس واقعہ کی مصلحت عامہ فرماتے ہیں) اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ بعضے آدمیوں کو (جو کہ مفسد ہوں) بعضوں کے ذریعہ سے (جو کہ مصلح ہوں و قتاً فوقتاً) دفع کرتے رہا کرتے ہیں (یعنی اگر مصلحین کو مفسدین پر غالب نہ کرتے رہتے) تو تمام زمین (تمام تر) فساد سے پُر ہو جاتی ولیکن اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں جہان والوں پر (اس لئے وقتاً فوقتاً اصلاح فرماتے رہتے ہیں) ف اور کبھی اس کا عکس جو ہو جاتا ہے اس میں کچھ اور مصلحتیں ہوتی ہیں لیکن اصلی مقصود غلبۂ اہل حق کا ہوتا ہے چنانچہ آخر انجام اسی پر قرار پاتا ہے جیسا کہ حدیث اور مشاہدہ دونوں شاہد ہیں ف اس قصہ میں عیسائیوں نے کچھ شبہات کئے ہیں ان کا جواب مع تقریر شبہات تفسیر حقانی میں مذکور ہے۔ ربط چونکہ قرآن اعظم کے مقاصد سے اثبات نبوت محمدیہ بھی ہے اس لئے اکثر جس جگہ کسی مضمون کے ساتھ مناسبت ہونے سے موقع ہوتا ہے وہاں اسکا اعادہ کیا جاتا ہے چنانچہ اس مقام پر اس قصہ کی صحیح خبر دینا ایسے طور پر کہ نہ آپ نے کہیں پڑھا نہ کسی سے سنا نہ آپ نے دیکھا بوجہ معجزہ ہونے کے بہترین دلیل ہے صدق دعوئ نبوت کی اس لئے آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر استدلال فرماتے ہیں **استدلال بر نبوت محمدیہ** تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ یہ (آیتیں جن میں یہ قصہ مذکور ہوا) اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم تم کو پڑھ پڑھکر سناتے ہیں اور (اس سے ثابت ہوتا ہے کہ) آپ بلاشبہ پیغمبروں میں سے ہیں ربط چونکہ اوپر کی آیت میں بعضا پیغمبروں کا مجملاً ذکر آگیا تھا اس لئے اگلی آیت میں کسی قدر تفصیل ان میں سے بعض حضرات کے احوال و کمالات

کی اور پھر ان کے ذکر کی مناسبت سے ان کے امم کی ایک حالت خاصہ اور اُس حالت کے واقع فی الوجود ہونے کے متضمن حکمت و مصلحت الٰہیہ ہونے کی طرف اشارہ یہ سب مضامین مذکور ہوتے ہیں۔

(الحمد للہ علی احسانہ کہ پارۂ سیقول مع تفسیر اس جگہ ختم ہوا)

وجوہ المثانی متعلقہ جلد دوم الجزء سیقول ۲

قولہ تعالیٰ عن قبلتھم التی۔ فیہ ثلث قراءات الاولیٰ بکسر الھاء والمیم لابی عمرو والثانیۃ بضمھما لحمزۃ والکسائی والثالثۃ بکسر الھاء وضم المیم للباقین ھذا کلہ فی حال الوصل واما فی الوقف فالجمیع علی کسر الھاء وسکون المیم۔ **قولہ تعالیٰ** الی صراط مستقیم۔ ذکر الاشمام لخلف والسین لقنبل **قولہ تعالیٰ** لرؤف فیہ قراءتان الاولیٰ بقصر الھمزۃ لابی عمرو وشعبۃ وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بمدھا للباقین **قولہ تعالیٰ** عما یعملون ولئن فیہ قراءتان الاولیٰ بالتاء علی الخطاب لابن عامر وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالیاء علی الغیبۃ للباقین۔ **قولہ تعالیٰ** ھو موٰلیھا فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح اللام والف بعدھا لابن عامر والثانیۃ بکسر اللام وبیاء بعدھا للباقین۔ **قولہ تعالیٰ** عما تعملون من حیث خرجت۔ فیہ قراءتان بالیاء علی الغیبۃ لابی عمرو والثانیۃ بالتاء علی الخطاب للباقین۔ **قولہ تعالیٰ** ومن تطوع فیہ قراءتان الاولیٰ بالیاء علی الغیبۃ وتشدید الطاء والواو وجزم العین لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالتاء علی الخطاب وتخفیف الطاء وفتح العین للباقین **قولہ تعالیٰ** وتصریف الریاح فیہ قراءتان الاولیٰ بالتوحید لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالجمع للباقین **قولہ تعالیٰ** ولو یری الذین ظلموا۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بالتاء علی الخطاب لنافع وابن عامر والثانیۃ بالیاء علی الغیبۃ والموصول علی الاول مفعول والجواب لرایت امرا فظیعا وعلی الثانی فاعل والجواب لوقعوا فی حسرۃ عظیمۃ **قولہ تعالیٰ** اذ یرون۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بضم الیاء لابن عامر والثانیۃ بفتحھا للباقین **قولہ تعالیٰ** خطوات۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بضم الطاء لابن عامر وقنبل وحفص والکسائی والثانیۃ بسکونھا للباقین وھما لغتان فی جمع خطوۃ **قولہ تعالیٰ** فمن اضطر۔ فیہ قراءتان فی الوصل الاولیٰ بکسر النون لابی عمرو وعاصم وحمزۃ والثانیۃ بضمھا للباقین اتباعا للطاء **قولہ تعالیٰ** لیس البران۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بنصب الراء لحفص وحمزۃ والثانیۃ برفعھا للباقین وھو علی الاول خبر لیس علی الثانی اسم لھا **قولہ تعالیٰ** ولکن البر من اٰمن۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بکسر النون مخففۃ ورفع الراء لنافع وابن عامر والثانیۃ بنصب النون مشددۃ ونصب الراء للباقین **قولہ تعالیٰ** من موص۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح الواو من موص وتشدید الصاد لشعبۃ وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بسکون الواو وتخفیف الصاد للباقین والاول من التفعیل والثانی من الافعال **قولہ تعالیٰ** فدیۃ طعام۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بغیر تنوین فی فدیۃ وخفض المیم من طعام لنافع وابن ذکوان والثانیۃ بتنوین فدیۃ ورفع المیم من طعام وتوجیہ الاول اضافۃ فدیۃ الی طعام والثانی بدلیۃ طعام من فدیۃ **قولہ تعالیٰ** طعام مسکین۔ فیہ قراءتان الاولیٰ مسکین بفتح المیم والسین والف بعد السین وفتح النون علی الجمعیۃ لنافع وابن عامر والثانیۃ بکسر المیم وسکون السین ولا الف بعدھا وخفض النون منونۃ علی الافراد للباقین **قولہ تعالیٰ** فمن تطوع۔ فیہ عین ما ذکر قریبا فی قولہ تعالیٰ ومن تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم **قولہ تعالیٰ** ولتکملوا العدۃ۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح الکاف وتشدید المیم لشعبۃ والثانیۃ بسکون الکاف وتخفیف المیم للباقین والاول من التفعیل والثانی من الافعال **قولہ تعالیٰ** البیت۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بضم الباء حیث جاء لورش وابی عمرو وحفص والثانیۃ بکسرھا للباقین۔ **قولہ تعالیٰ** ولکن البر من اتقی۔ فیہ ما مر قریبا فی قولہ تعالیٰ ولکن البر من اٰمن **قولہ تعالیٰ** ولا تقتلوھم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم۔ فان قتلوکم۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بکون الصیغ الثلث من ثلاثی مجرد لحمزۃ والکسائی والثانی بکونھا من المفاعلۃ للباقین **قولہ تعالیٰ** فلا رفث ولا فسوق۔ فیہ قراءتان الاولیٰ برفع الثاء و

والقاف والتنوين لابن كثير وابى عمرو والثانية بفتحهما للباقين ولا خلاف فى كون لاجدال بالفتح قوله تعالى مناسككم فيه قراءتان الاولى بالادغام لابى عمرو بخلاف عنه ولهذين غرضان مثلين من كلمة فى القرآن الاهنا وفى سورة المدثر وهو قوله تعالى ما سلككم فى سقر والثانية بلا ادغام للباقين قوله تعالى فى السلم - فيه قراءتان الاولى بفتح السين لنافع وابن كثير والكسائى والثانية يكسرها للباقين وهما لغتان مشهورتان فيه قوله تعالى والى الله ترجع - فيه قراءتان الاولى بفتح التاء وكسر الجيم لابن عامر وحمزة والكسائى والثانية بضم التاء وفتح الجيم للباقين قوله تعالى حتى يقول الرسول - فيه قراءتان الاولى برفع اللام لنافع والثانية بنصبها للباقين وتوجيه الاول انه حكاية حال ماضية والثانى بتقدير ان قوله تعالى اشوكير - فيه قراءتان الاولى بالثاء المثلثة لحمزة والكسائى والثانية بالباء الموحدة للباقين قوله تعالى قل العفو - فيه قراءتان الاولى برفع الواو لابى عمرو والثانية بالنصب للباقين وتوجيه الاول تقديرا لمبتدأ على ان ماذا ينفقون مبتداء وخبر وتوجيه الثانى تقديرا لفعل وما فاعل ينفقون ليطابق الجواب السوال قوله تعالى حتى يطهرن - فيه قراءتان الاولى بتشديد الطاء والهاء لشعبة حمزة والكسائى والثانية بسكون التاء وضم الهاء لخفصة للباقين قوله تعالى الا ان يخافا - فيه قراءتان الاولى بضم الياء لحمزة مبنيا للمفعول والخائف على هذا هو الخاطب فى خفتم والثانية بفتحها للباقين مبنيا للفاعل قوله تعالى لا تضار والدة - فيه قراءتان الاولى بضم الراء لابن كثير وابى عمرو والثانية بالفتح للباقين والاول نفى والثانى نهى قوله تعالى تمسوهن - فيه قراءتان الاولى بضم التاء والف بعد الميم فى الموضعين لحمزة والكسائى من المماسة والثانية بفتح التاء ولا الف بعد الميم فيهما للباقين من المس قوله تعالى قدره - فيه قراءتان الاولى بفتح الدال لابن ذكوان وحفص وحمزة والكسائى والثانية بسكونها للباقين وهما لغتان فيه قوله تعالى وصية لازواجهم - فيه قراءتان الاولى برفع التاء لنافع وابن كثير والثانية بالنصب للباقين وتوجيه الاول حكم الذين يتوفون وصية او نحوه وتوجيه الثانى ليوصوا او يوصون او نحوه قوله تعالى فيضعفه - فيه اربع قراءات الاولى بنصب الفاء من التضعيف لابن عامر والثانية برفع الفاء من التضعيف لابن كثير والثالثة بنصب الفاء من المضاعفة لعاصم والرابعة برفع الفاء من المضاعفة لنافع وابى عمرو وحمزة والكسائى وتوجيه النصب بكونه جواب الاستفهام وتوجيه الرفع بتقدير هو قوله تعالى يبسط - فيه قراءتان الاولى بالسين لقنبل وابى عمرو وابن عامر وحفص وحمزة بخلاف عن ابن ذكوان وخلاد والثانية بالصاد للباقين والرسم بالصاد - قوله تعالى هل عسيتم - فيه قراءتان الاولى بكسر السين لنافع والثانية بالنصب للباقين - قوله تعالى غرفة - فيه قراءتان الاولى بفتح الغين لنافع وابن كثير وابى عمرو والثانية بضمها للباقين وهو بالضم ما يغرف وبالفتح مصدر وقيل هما مصدران والضم والفتح لغتان قوله تعالى دفع الله - فيه قراءتان الاولى بكسر الدال وفتح الفاء والف بعدها كقتال لنافع والثانية بفتح الدال وسكون الفاء ولا الف بعدها للباقين -

کارکنان شعبہ اشرف العلوم ادارہ ہادی دیوبند یوپی خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ پارہ سیقول مع تفسیر وجوہ القراءات ختم ہوا

قال الله تعالیٰ إن علینا جمعه وقرآنه، فإذا قرأناه
فاتبع قرآنه ثم إن علینا بیانه

مکمل بیان القرآن

سنہ ۱۳۶۲

مطابق اصل بیان القرآن تھانہ بھون

مع

مسائل السلوك من کلام ملك الملوك (فی العربیة)

و

رفع الشکوك ترجمہ مسائل السلوك (فی الھندیة)

و

وجوہ المثانی مع توجیہ الکلمات والمعانی (فی العربیة)

پارۂ ۳ از تلك الرسل

حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر:- شعبہ اشرف العلوم ادارہ ھادی دیوبند۔ یو۔پی

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کا ایک آسان طریقہ

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ

تفسیر پاک کا پہلا، دوسرا۔ اور آخری پارہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں اور تیسرا پارہ تلک الرسل آپ کے زیر نظر ہے

گویا اب تک چار پارے پیش خدمت کر چکے ہیں

اگرچہ ہم اس مقدس خدمت کے اہل نہیں ہیں لیکن یہ خدا تعالیٰ کا انعام ہے کہ ہم جیسے گنہگاروں کے ذریعہ یہ خدمت لی جا رہی ہے۔ اور یقین ہے کہ انشاء اللہ مکمل تفسیر رفتہ رفتہ ناظرین کی خدمت میں پیش کر سکیں گے۔

- جو لوگ "شعبہ اشرف العلوم" کے ساتھ والہانہ عقیدت رکھتے ہیں وہ برابر ہماری اعانت فرما رہے ہیں اور ممبر سازی کی رفتار امید افزا ہے۔ ادارہ اپنے تمام محسنین کے لئے دعاء گو ہیں کہ حق تعالیٰ ان کی مساعی قبول فرمائیں اور آئندہ بھی اشاعت قرآن کریم میں حصہ لینے کا مزید بے لوث جذبہ باقی رکھیں "آمین"
- آپ کو تعجب ہوگا کہ قرآن پاک جیسی مقدس کتاب کے ممبران کی تعداد ابھی تک اتنی نہیں پہنچی جتنی کہ اس سلسلہ کو باقی رکھنے کے لئے ضروری ہے حالانکہ یہ وہ مقدس صحیفہ عالیہ ہے جس کا ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں پہنچنا ضروری ہے اور اس کی اشاعت میں حصہ لینا تمام مسلمانوں کا اہم فریضہ ہے۔
- ضرورت اس بات کی ہے کہ جو حضرات اس مبارک سلسلہ میں اپنا اسم گرامی درج کرا چکے ہیں وہ پوری دلچسپی سے اپنا تعلق باقی رکھیں اور وی، پی واپس کر کے نیرہ آنے کا ادارہ کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اور نیز یہ کہ جتنے ممبران اب تک بن چکے ہیں ان میں کا ہر ایک شخص کم از کم پانچ پانچ نئے ممبر بنائے، اور ممبر سازی کا یہ سلسلہ بدستور جاری رہے
- اگر ہماری یہ اپیل رائیگاں نہ گئی تو یقین ہے کہ ایک ہی ماہ میں نہ صرف مطلوبہ تعداد پوری ہو جائے گی بلکہ اس سے کہیں زیادہ ہمارے عزائم اور انتظام میں سہولت ہوگی۔
- جو حضرات تعاون کے سلسلہ میں بڑی رقم ارسال فرمانا چاہیں تو یہ ان کے لئے ایسا صدقہ جاریہ ہوگا کہ جب تک اشاعت اور مطالعہ کا سلسلہ جاری رہے گا برابر اس کا ثواب ملتا رہے گا۔
- فیس ممبری جو صرف ایک مرتبہ داخل کرنا ہے وہ صرف آٹھ آنے (۸ر) ہے اور جو لوگ اس کے ممبر بنجاتے ہیں ان کے پاس ہر ایک پارہ بجائے ۴ر ہدیہ کے صرف ۳ر ہدیہ سے علاوہ محصول ڈاک بھیجا جاتا ہے۔

مفصل معلومات حاصل کرنے کے لئے لکھیے

مسعود احمد قاسمی ناظم شعبہ اشرف العلوم دیوبند یو پی

الجزء الثالث

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ

یہ حضرات مرسلین ایسے ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے بعضے ان میں وہ ہیں جن سے

مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ

اللہ تعالیٰ نے ہم کلام ہوئے ہیں اور بعضوں کو ان میں بہت سے درجوں کے سرفراز کیا۔ اور ہم نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو کھلے کھلے دلائل عطا فرمائے

وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ

اور ہم نے ان کی تائید روح القدس سے فرمائی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو جو لوگ ان کے بعد ہوئے ہیں باہم قتل و قتال نہ کرتے

مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ

بعد اس کے کہ ان کے پاس دلائل پہنچ چکے تھے۔ لیکن وہ لوگ باہم مختلف ہوئے۔ سو ان میں کوئی تو ایمان لایا اور کوئی

كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۫ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝ ع

کافر رہا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو وہ لوگ باہم قتل و قتال نہ کرتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔

تفصیل احوال بعض انبیاء و امم - تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۫ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝ ع

یہ حضرات مرسلین (جن کا ذکر ابھی انک لمن المرسلین میں آیا ہے) ایسے ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے (مثلاً) بعضے ان میں وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ (بلا واسطہ فرشتہ کے) ہم کلام ہوئے ہیں (مراد موسیٰ علیہ السلام) اور بعضوں کو ان میں بہت سے درجوں میں (اعلیٰ مقام سے) سرفراز کیا اور ہم نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو کھلے کھلے دلائل (یعنی معجزات) عطا فرمائے اور ہم نے ان کی تائید روح القدس (یعنی جبرئیل علیہ السلام) سے فرمائی کہ ہر وقت یہود سے ان کی حفاظت کرنے کے لئے ساتھ رہتے تھے، اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو (امت کے) جو لوگ ان (پیغمبروں) کے بعد ہوئے ہیں (کبھی دین میں اختلاف کرکے) باہم قتل و قتال نہ کرتے بعد اس کے کہ ان کے پاس (امر حق کے) دلائل (پیغمبروں کی معرفت) پہنچ چکے تھے (جن کا مقتضا تھا دین حق کے قبول پر متفق رہنا) ولیکن (چونکہ اللہ تعالیٰ کو بعض حکمتیں منظور تھیں اس لئے ان میں اتفاق دین نہیں پیدا کیا بلکہ) وہ لوگ باہم دو دین میں مختلف ہوئے سو ان میں کوئی تو ایمان لایا اور کوئی کافر رہا (پھر اس اختلاف میں نوبت بہ قتل و قتال بھی پہنچ گئی) اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو وہ لوگ باہم قتل و قتال نہ کرتے لیکن اللہ تعالیٰ (اپنی حکمت سے) جو چاہتے ہیں (اپنی قدرت سے) ہو ہی کرتے ہیں۔ ف احقر کے ذوق میں اس مضمون میں ایک گونہ تسلی دینا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی جب آپ کی رسالت دلیل سے ثابت تھی جس کو انک لمن المرسلین میں بھی بیان فرمایا ہے اور پھر بھی منکرین نہ مانتے نہیں تو یہ محل تھا آپ کے رنج و افسوس کا اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ بات سنا دی کہ اور بھی پیغمبر مختلف درجوں کے گذرے ہیں، لیکن ایمان عام کسی کی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ

اے ایمان والو خرچ کرو ان چیزوں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ تو خرید و فروخت ہوگی

فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اور نہ دوستی ہوگی اور نہ کوئی سفارش ہوگی اور کافر ہی لوگ ظلم کرتے ہیں

امت میں نہیں ہوا کسی نے موافقت کی کسی نے مخالفت اور اس میں بھی حق تعالیٰ کی حکمتیں ہوتی ہیں گو ہر شخص پر منکشف نہ ہوں مگر اجمالاً اتنا عقیدہ ضروری الثبوت والتسلیم ہے کہ کوئی حکمت ضرور ہے اور زیادہ تفصیل اس مسئلہ تقدیر کی شروع سورۂ آیت ان الذین کفروا الخ و آیت ختم اللہ الخ میں مذکور ہو چکی ہے اور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہم کلامی گو بلا واسطہ فرشتہ کے ہو مگر بے حجاب نہ تھی۔ پس سورۂ شوریٰ میں جو آیت ہے ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الخ اس سے کچھ تعارض نہیں البتہ بعد موت کے بے حجاب ہونا بھی شرعاً ممکن ہے پس وہ آیت دنیا کے اعتبار سے ہے۔ ربط اوپر آیت الحوالی الذین خرجوا کے ذیل میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ ابواب البر میں سے دو امر کا بیان زیادہ اہتمام سے ہوا ہے ان میں سے ایک انفاق فی سبیل اللہ ہے چنانچہ آئندہ رکوع اور اس سے تیسرا رکوع اور اس سے آگے کا اور پھر اس سے آگے کا سب اسی مضمون سے شروع ہوئے ہیں اور مقصود سب جگہ جدا گانہ ہے چنانچہ یہاں طرز کلام میں غور کرنے سے زیادہ مقصود ترغیب دینا معلوم ہوتا ہے تعجیل فی الانفاق کی اور گنجائش مال اور وقت کو غنیمت سمجھنے کی تعجیل انفاق فی سبیل اللہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

اے ایمان والو خرچ کرو ان چیزوں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں قبل اس کے کہ وہ دن آجائے (یعنی قیامت کا دن) جس میں (کوئی چیز اعمال خیر کا بدل نہ ہو سکے گی کیونکہ اس میں) نہ تو خرید و فروخت ہوگی (کہ کوئی چیز دیکر اعمال خیر خرید کر لو) اور نہ (ایسی) دوستی ہوگی (کہ کوئی تم کو اپنے اعمال خیر دیدے) اور نہ (بلا اذن الٰہی کسی کی) کوئی سفارش ہوگی (جس سے اعمال خیر کی تم کو حاجت نہ رہے) اور کافر ہی لوگ ظلم کرتے ہیں (کہ اعمال اور مال کو بے موقع استعمال کرتے ہیں اسطرح کہ طاعاتِ بدنیہ و مالیہ کو ترک اور معصیت مالیہ و بدنیہ کو اختیار کرتے ہیں تو تم ایسے مت بنو) ف مطلب یہ کہ جو عمل خیر دنیا میں فوت ہو جاوے گا۔ پھر وہاں اس کا کچھ تدارک قدرت سے خارج ہو جاوے گا چنانچہ تدارک کے طریقوں میں سے بعض طریقے تو خود نہ ہوں گے جیسے بیع اور بعضے عام نہ ہوں گے جیسے دوستی۔ بعضے اختیاری نہ ہوں گے جیسے شفاعت کیونکہ داخل تحت القدرۃ ہونے کے لئے تو یہ سب امور ضروری ہیں خود اس طریقہ کا وجود۔ پھر عموم یعنی اکثری ہونا۔ پھر اختیاری ہونا۔ پس اس سے تو مطلق دوستی کی نفی ملازم آئی چنانچہ قرآن مجید میں الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین سے وجود خلت کا اور اگلی ہی آیت میں من ذی الذی یشفع عندہ الا باذنہ سے وجود شفاعت خود مفہوم و منصوص ہے، لیکن اس خلت و شفاعت پر بھی اعمال خیر کی کسی درجہ میں تو حاجت ہوگی اقل درجہ ایمان ہی سہی اور مقصود اس سے قیامت کے دن ثمرات اعمال خیر کے اکتساب پر قادر نہ ہونے کا یا دلانا ہے، اور بعض نے کہا ہے کہ مقصود وعید سنانا ہے ترک انفاق پر

مسائل سلوک متعلقہ صفحہ ۳

قولہ تعالیٰ تلك الرسل الخ قال فی المنتخب فیہ ان لا یفضل بعض الاولیاء علی بعض بالتوسی ولا یجوز ذکر الفضائل لقولہ تعالیٰ منھم من کلم اللہ الخ انتھی قلت وفی ۱۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ تلك الرسل الخ اس میں دلالت ہے اس پر کہ بعض اولیاء کو بعض پر لڑائی بغض سے ترجیح دینا نہ چاہئے البتہ ان کے واقعات ذکر کر دینا جائز ہے جیسا کہ بیان کر رہے ہیں منھم من کلم اللہ الخ ۱۲

تکملہ ترجمہ

قولہ خرچ کرو اشارہ بہذا الی ان محل الانفاق ھو المال الذی یکون محلا للفداء فی الاخرۃ کما ورد فی روح المعانی الخ جرح جواسبی وقال وجعل الامر المطلق الطلبی الیس نیما بعد سوی الاخبار بما ہو الحال یوم القیامۃ وشدائدہا ترجیحا لی الانفاق وللسر فیہ وعید علی ترکہ فتبصر الوجہ لے ۱۲

قولہ لا اعمال خیر یدیہ ای عملوا عاذوا بالاعراض ولا اعراض اشد من ان یصیر عملی فی میزان حسناتہ فقص منہ فیحتاج الی تحمل الاوزار ولا یکون عند الاحسنات واحتاج فیہا الی مطر ان الاعمال انما تکون کالمغرم ہذا لو تخلص روایۃ کما ہو فی ذکری احیاء الاموات العلم ۱۲ اسکال استاذنا

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِی

اللہ تعالیٰ اُس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں زندہ ہمیشہ رہنے والا ہے نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے اور نہ نیند اسی کے مملوک ہیں

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ یَعْلَمُ

سب جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں ایسا کون شخص ہے جو اس کے پاس شفاعت کر سکے بدون اس کی اجازت کے وہ جانتا

مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ

ہے ان کے تمام حاضر اور غائب حالات کو اور وہ موجودات اس کے معلومات میں سے کسی چیز کو اپنے احاطۂ علمی میں نہیں لا سکتے

وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

اس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو اُن دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی اور وہ عالیشان عظیم ہے

اس لئے انھوں نے اس انفاق سے زکوٰۃ مراد لی ہے اور فرض کا ترک موجب وعید ہوتا ہے اور کافر کی تفسیر تارک زکوٰۃ سے بناء علی الزجر کی ہے واللہ اعلم۔ ربط اوپر کی آیت میں شفاعت بلا اذن کی نفی سے جس طرح قیامت کے دن اعمال خیر پر قدرت نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اسی طرح حق تعالیٰ کی عظمت شان بھی مفہوم ہوتی ہے کہ اُن کے روبرو کسی کو مجال دم زدن نہیں ہے اس مناسبت سے اگلی آیت میں کہ ملقب بہ آیۃ الکرسی ہے توحید ذات و کمال صفات کا ذکر فرماتے ہیں کہ عظمت شان کی خوب توضیح و تاکید ہو جاوے **توحید ذات و صفات**۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

اللہ تعالیٰ (ایسا ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں زندہ ہے (جس کو کبھی موت نہیں آ سکتی، سنبھالنے والا ہے (تمام عالم کا، نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے اور نہ نیند (دبا سکتی ہے)، اُسی کے مملوک ہیں سب جو کچھ بھی) آسمانوں میں (موجودات) ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں ایسا کون شخص ہے جو اس کے پاس (کسی کی) سفارش کر سکے بدون اس کی اجازت کے وہ جانتا ہے اُن (موجودات) کے تمام حاضر اور غائب حالات کو اور وہ موجودات اس کے معلومات میں سے کسی چیز کو اپنے احاطۂ علمی میں نہیں لا سکتے مگر جس قدر (علم دینا وہی) چاہے اس کی کرسی (اتنی بڑی ہے کہ اُس) نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اُن دونوں (آسمان اور زمین) کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی اور وہ عالی شان عظیم الشان ہے۔ **ف** قیامت میں انبیاء و اولیا گنہگاروں کی شفاعت کریں گے وہ اول حق تعالیٰ کی مرضی پالیں گے جب شفاعت کریں گے اور کرسی ایک جسم ہے عرش سے چھوٹا اور آسمانوں سے بڑا جیسا روح المعانی میں بسند ابن جریر اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ بروایت حضرت ابوذر مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرسی کی نسبت پوچھا آپ نے فرمایا اے ابوذر ساتوں آسمان اور ساتوں

اللغات القیوم۔ قال البیضاوی من قام بالامر اذا حفظہ، ثلثہ خولازم وترجمت بالستدی اخذا بالحاصل والاحاطۃ بالشیٔ

ملخصاً کما ہو کذا فی روح المعانی الکرسی منسوب الی الکرس وہو الملبدای المجتمع بعضہا علی بعض ۱۲ من البیضاوی ولا یئودہ کم

۴ فی روح المعانی لاشیٔ مما ذکر ماخوذ من الاود بمعنی الاعوجاج لان الثقیل یمیل ماحتہ البلاغۃ لانا نختار فی روح المعانی وتقدیم السنۃ علیہ فیما مر المبالغۃ یقتضی التاخیر اعادۃ الترتیب الوجودی ملتفتا فیہا علی النوم فی الخارج قدمت علیہ فی اللفظ وقال بعض المحققین ہذا کلہ انما یحتاج الیہ اذا اخذ الاخذ بمعنی العروض والاعتراء واما لو اخذ بمعنی الفتور والغلبۃ کما ذکرہ الراغب من ائمۃ اللغۃ ومنہ قولہم اخذ عزیز مقتدر فالترتیب علی مقتضی الظاہر اذ یکون المعنی لا تغلبہ السنۃ ولا النوم الذی ہو اکثر غلبۃ منہا قلت وقد اخذ ترتی فی الترجمۃ بمعنی الغلبۃ یجعلہما بین ایدیہم فی روح المعانی ضمیر الجمع یعود الی ما فی السموات الخ الا انہ غلب من یعقل علی غیرہ آہ قلت و بالتغلیب ترجمت ۱۲

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۚ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ

دین میں زبردستی نہیں ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے سو جو شخص شیطان سے

بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى

بد اعتقاد ہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش اعتقاد ہو تو اس نے بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا

زمین کرسی کے سامنے ایسے ہیں جیسے ایک حلقہ یعنی چھلا ایک بڑے میدان میں پڑا ہو اور عرش اس کرسی سے اتنا بڑا ہے جیسے وہ میدان اس چھلے سے بڑا ہے اور بسند دارقطنی وخطیب بروایت حضرت ابن عباسؓ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تفسیر پوچھی گئی آپ نے کرسی کو بتلا کر فرمایا کہ عرش کی کوئی حد ہی نہیں بتلا سکتا۔ اور علو کا حاصل نفی ہے صفات نقص کی اور عظمت کا حاصل اثبات ہے صفات کمال کا۔

ربط اوپر آیت وانك لمن المرسلين میں رسالت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آیۃ الکرسی میں توحید حق سبحانہ وتعالیٰ کی مذکور ہوئی ہے اور یہی دو امر اصل الاصول ہیں دین اسلام کے تو ان کے اثبات سے دین اسلام کی حقانیت بھی لازمی طور پر ثابت ہو گئی، آیت آئندہ میں اسی پر تفریع کر کے اسلام کا محل اکراہ نہ ہونا ارشاد فرماتے ہیں۔ نفی اکراہ فی الدین لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۚ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۚ - دین (اسلام) کے قبول کرنے میں زبردستی (کا فی نفسہ کوئی موقع) نہیں (کیونکہ) ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے (یعنی اسلام کی خوبی دلائل قطعیہ سے فی نفسہ واضح ہے اور اکراہ اس امر میں ہوتا ہے جس کی خوبی واضح نہ ہو اسی سے تو ضرورت اکراہ کی ہوتی ہے اس لئے اسلام فی نفسہ محل اکراہ نہیں ہو سکتا جب اسلام ایسی چیز ہے جس کی خوبی یقیناً ثابت ہے) سو جو شخص شیطان سے بد اعتقاد ہو اور اللہ تعالیٰ کیساتھ خوش اعتقاد ہو (یعنی اسلام قبول کرے) تو اس نے بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا۔

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی فاتحۃ بین العلو والعظمۃ ماخوذہ قول البیضاوی وروح المعانی عن الاغاد والاشباہ وعن امارات المنقول لہ ۱۲

اللغات الطاغوت الشيطان فعلوت من الطغيان قلبت (قلبا مكانيا) عينه ولامه ۱۲ بيضاوى قلت فاصله طغيوت ثم طغيوت ثم طاغوت وهو مصدر او اسم جنس يستعمل مفردا وجمعا ومذكرا ومؤنثا - العروة من الدلو والكوز المقبض ۱۲ ق من حاشية البيضاوى ۱۲

البلاغة فقد استمسك بالعروة يجوز ان يجعل الكلام تمثيلا مبينا على تشبيه الهيئة العقلية المنتزعة من ملازمة الحق الذى لا يحتمل النقيض بوجه اصلا لشيوته بالبرهان بالهيئة الحسية المنتزعة من التمسك بالحبل المحكم الماموون انقطاعه من غير تعرض للمفردات واختاره فلك بعض المحققين ولا يخلو عن حسن ۱۲ روح المعانى

الروايات فى لباب النقول، روى ابو داؤد والنسائى وابن جان عن ابن عباس قال كانت المرأة تكون مقلاة فتجعل على نفسها ان عاش لها ولدان تهوده فلما اجليت بنو النضير كان فيهم من ابناء الانصار فقالوا لا ندع ابنائنا فانزل الله لا اكراه فى الدين واخرج ابن جرير من طريق سعيد او عكرمة عن ابن عباس قال نزلت لا اكراه فى الدين فى رجل من الانصار من بنى سالم بن عوف يقال له الحصين كان له ابنان نصرانيا وكان هو مسلما فقال للنبى صلى الله عليه وسلم الا استكرههما فانه قد ابيا الا النصرانية فانزل الله الآية ۱۲

لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ

جس کو کسی طرح شکستگی نہیں - اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہیں اور خوب جاننے والے ہیں - اللہ تعالیٰ ساتھی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے اُن کو

مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ

تاریکیوں سے نکال کر یا چاکر نور کی طرف لاتا ہے - اور جو لوگ کافر ہیں ان کے ساتھی شیاطین ہیں - وہ ان کو نور سے نکالکر

ع ۳۴ ۴۱ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

یا چاکر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں - ایسے لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں - یہ لوگ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے -

لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ جس کو کسی طرح شکستگی نہیں (ہو سکتی) اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہیں (اقوال ظاہری کے) اور خوب جاننے والے ہیں (احوال باطنی کے سو اگر کوئی صرف زبان سے اسلام لے آوے گا اور دل میں کفر رکھے گا تو ہم سے نہیں چھپ سکتا ہم آپ ہی اُس سے سمجھیں گے اس لئے جو اسلام قبول کرے صدق دل سے کرے) ف اسلام کو مضبوط پکڑنے والا چونکہ ہلاکت و خسران سے محفوظ رہتا ہے اس لئے اس کو ایسے شخص سے تشبیہ دی جو کسی مضبوط رسی کا حلقہ ہاتھ میں مضبوط تھام کر گرنے سے مامون رہتا ہے اور جس طرح ایسی رسی کے ٹوٹ کر گرنے کا خطرہ نہیں اور یوں کوئی رسی ہی چھوڑ دے تو اور بات ہے اسی طرح اسلام میں بطلان کا احتمال نہیں جو مفضی الی الہلاک ہو اور خود کوئی اسلام ہی کو چھوڑ دے وہ اور بات ہے اور مقصود آیت کا اسلام کی خوبی کا واضح و ثابت بالدلیل ہونا ہے جس کو اس عنوان خاص سے بیان فرمایا گیا اسی لئے نفی اکراہ میں فی نفسہ کی قید ظاہر کر دی ہے سو اگر مرتد پر یا کافر عربی پر بوجہ خفا دلیل کے اکراہ کیا جاوے جیسا شریعت میں حکم ہے تو یہ نفی اکراہ فی نفسہ کے معارض نہیں اور یہ اکراہ بھی صورت دین پر ہوگا نہ کہ حقیقت دین پر کیونکہ قلب پر اطلاع کا کوئی یقینی طریق نہیں اور جہاد میں صورت دین پر بھی اکراہ کا شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ مشروعیت جزیہ کی دلیل صریح ہے کہ مقصود جہاد سے اسلام کا غالب رہنا ہے خواہ مخالف کے اسلام سے ہو یا صرف رعیت بننے سے ہو اور اس نفی اکراہ سے نہی عن الاکراہ بھی لازم آگئی اس لئے بعض نے نہی کے ساتھ اس کی تفسیر کی ہے یعنی دین میں اکراہ مت کرو خوب سمجھ لو - ربط اوپر اسلام کے حق ہونے کا اور کفر کے باطل ہونے کا بیان کرنا مقصود تھا گو استطراداً یعنی تبعاً مومن کی خوبی بھی ذکر کر دی گئی تھی اب آیت آئندہ میں خود صاحب ایمان کی خوبی اور کافر کی مذمت و شناعت کا بیان مقصوداً فرماتے ہیں - **مدح مومن و ذم کافر**

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ ۲۵۷ اللہ تعالیٰ ساتھی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے اُن کو (کفر کی) تاریکیوں سے نکالکر یا چاکر (اسلام) کی طرف لاتا ہے اور جو لوگ کافر ہیں اُن کے ساتھی شیاطین ہیں (انہی باغی) وہ اُن کو نور (اسلام) سے نکالکر یا چاکر (کفر کی) تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں ایسے لوگ (جو اسلام کو چھوڑ کر کفر کو اختیار کریں) دوزخ میں رہنے والے ہیں (اور) یہ لوگ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے - ف - یعنے تو پہلے ہی سے مسلمان یا کافر ہوتے ہیں اور پھر ایک کو چھوڑ کر دوسرے کو اختیار کر لیتے ہیں اس لئے احقر نے دونوں جگہ دو لفظ لکھ دیئے ہیں نکالکر یا چاکر - ربط اوپر ذکر تھا اہل

ملحقات الرحمۃ

لہ قولہ لعدم الموجبین ساقطی اضافۃ من الولی بمعنی المقرب مع قطع النظر عن الحیثیۃ التی الاکتفا فی التفسیر بہ مع عدم لزوم التکلف فی ولایۃ الطاغوت لہم لیسوا اولیاء حقیقۃ بل اعداء لکما یدل علیہ الآیات صریحا ۱۲

سہ قولہ لکما یدل علیہ ماقبلہ مافی روح المعانی قیل ان الاخراج قد یکون بمعنی المنع وہو لا یقتضی سابقیۃ الدخول اذ قلت فلا حاجۃ الی التکلفات ۱۲

البلاغۃ افرادہ المتعدد وجمع الظلمات للدلالۃ علی ان الباطل متعدد والحق واحد ہو نفی جمیع انواع الباطل ۱۲

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ

کیا تجھکو اس شخص کا قصہ تحقیق نہیں ہوا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مباحثہ کیا تھا اپنے پروردگار کے بارہ میں اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو سلطنت دی تھی

اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا پروردگار ایسا ہے کہ وہ جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ کہنے لگا کہ میں بھی جلاتا ہوں اور مارتا ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا

فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ

کہ اللہ تعالیٰ آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے تو مغرب سے نکال دے اس پر متحیر رہ گیا

الَّذِیْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

وہ کافر۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے بے جادہ پر چلنے والوں کو ہدایت نہیں فرماتے۔

ایمان کے نور اور اہل کفر کے ظلمات کا آگے اس کی تائید اور تنظیر میں تین قصے بیان فرماتے ہیں جن میں حضرت ابراہیم اور ایک اور بندۂ خدا کو نور ہدایت و قوت ایمان عطا ہونا اور نمرود کا ظلمت ضلالت و کفر میں گرفتار رہنا مذکور ہے۔

قصہ اوّل اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (ای مخاطب) تجھکو اُس شخص کا قصہ تحقیق نہیں ہوا (یعنی نمرود کا) جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مباحثہ کیا تھا اپنے پروردگار کے (وجود کے) بارہ میں (یعنی تو یہ تو وہ خدا کے وجود کا منکر تھا) اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو سلطنت دی تھی (یعنی چاہیئے تو یہ تھا کہ نعمت سلطنت پر احسان مانتا اور ایمان لاتا اُس نے برعکس انکار اور کفر شروع کر دیا) یہ مباحثہ اس وقت ہوا تھا) جب ابراہیم علیہ السلام نے (اُس کے پوچھنے پر کہ خدا کیسا ہے جواب میں) فرمایا کہ میرا پروردگار ایسا ہے کہ وہ جلاتا ہے اور مارتا ہے (یعنی یہ اُس کے خواص صفات سے ہیں وہ کوئی معزز جلانے اور مارنے کی حقیقت تو سمجھا نہیں) کہنے لگا کہ (یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں کہ) میں بھی جلاتا ہوں اور مارتا ہوں (چنانچہ جس کو چاہوں قتل کر دوں یہ تو مارنا ہے اور جس کو چاہوں قتل معاف کر دوں یہ جلانا ہے) ابراہیم علیہ السلام نے (جب دیکھا کہ بالکل ہی بجدی عقل کا ہے کہ اس کو جلانا اور مارنا سمجھتا ہے حالانکہ جلانے کی حقیقت یہ ہے کہ بے جان چیز میں جان ڈالدے نہ یہ کہ اس کو چھوڑ دے اسی طرح مارنا یہ ہے کہ اُس کی جان اپنے اختیار سے نکالے نہ یہ کہ مثلاً اُس کی گردن الگ کر دے اور جان بدون اس کے اختیار کے نکل جاوے ورنہ یہ اختیار بھی ہونا چاہیئے تھا کہ گردن الگ کرے اور جان نہ نکلنے دے اور قرائن سے معلوم ہوا کہ یہ جلانے اور مارنے کی حقیقت تو سمجھے گا نہیں اس ضرورت سے دوسرے جواب کی طرف متوجہ ہوئے اور) فرمایا کہ (اچھا) اللہ تعالیٰ آفتاب کو (روز کے روز) مشرق سے نکالتا ہے تو (ایک ہی دن) مغرب سے نکال (کر دکھلا) دے اس پر متحیر رہ گیا وہ کافر اور کچھ جواب بن نہ آیا اب اس کا مقتضا یہ تھا کہ طریق ہدایت کو قبول کر لیتا مگر وہ اپنی اُسی بے جادہ پر جما رہا اس لئے ہدایت نہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ) ایسے بے جادہ پر چلنے والوں کو ہدایت نہیں فرماتے (بلکہ عادت یہ ہے کہ اول کوئی ارادہ قبول حق

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ اسکے خواص الخ اشارۃ الی حاصل الاستدلال وھو ان قال بجواز اجتماع الشیٔ علی وجوہ لان التالیع الواجب بین المتبوع ما تبوع الا ذا قال الشیٔ فاذا ثبت التالیع ثبت ذلک الشیٔ وھنا ظاہر جدا و حاصل النقض اثبات ذلک الخواص لنفسہ وان کان مبطلا فافہم ۱۲

سہ قولہ جب دیکھا اشارۃ الی جواز الانتقال من دلیل الی اخر لصورۃ غیرہ ای المخاطب کونہ سمع الفہم بالشہر من عدم جوازہ انما ہو لضرورۃ نفسہ من الجزم بالشیٔ وعدم اثبات الاول فافہم ۱۲

سہ قولہ اچھا استعمل فی موضع الانتقال ۱۲

اللغات البعث

الغلبۃ کقولہ فبہتہم لے تغلبہم المبہوت المغلوب المتحیر ۱۲

البلاغۃ ان اللہ ای حاج لا جل شکہ الی ربوبیۃ بالعکس کقولک علوی حاتمی لا فی صحت لیک ۱۲

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ

یا تم کو اس طرح کا قصہ بھی معلوم ہی جیسے ایک شخص تھا کہ ایک بستی پر ایسی حالت میں سے اس کا گذر ہوا کہ اسکے مکانات اپنی چھتوں پر گر گئے تھے۔ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ اس بستی کو

اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ

اس کے مرنے پیچھے کس کیفیت سے زندہ کرے گا۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو سو برس تک مُردہ رکھا۔ پھر اسکو زندہ کر اُٹھایا۔ پوچھا کہ تو کتنی مدّت اس حالت میں رہا

کا کرے پھر ہدایت کو پیدا کر دیتے ہیں اور افعال اختیاریہ میں جو ارادہ نہ کرے اللہ تعالیٰ اس فعل کو پیدا نہیں کرتے ف۱ اگر کہا جاوے کہ ارادہ بھی تو اُن ہی کے پیدا کرنے پر موقوف ہے جواب یہ ہے کہ یہ راز قدر ہے اسکی تحقیق آیۃ ان الذین کفروا شروع سورہ میں دیکھ لی جاوے ف۲ بعضوں کو یہ شبہ ہوا ہے کہ اُس کو اس کہنے کی گنجائش تھی کہ اگر خدا موجود ہے تو وہ ہی مغرب سے نکالے دفعہ اس شبہ کا یہ ہے کہ اس کے قلب میں بلا اختیار یہ بات پڑ گئی کہ خدا ضرور ہے اور یہ مشرق سے نکالتا اسی کا فعل ہے اور وہ مغرب سے بھی نکال سکتا ہے اور یہ شخص پیغمبر ہے اس کے کہنے سے ضرور ایسا ہو جاوے گا اور ایسا ہونے سے انقلاب عظیم عالم میں پیدا ہو گا کہیں اور لپیٹے کے دینے نہ پڑ جائیں۔ مثلاً لوگ اس خارق عادت کو دیکھکر مجھ سے منحرف ہو کر ان کی راہ پر ہو لیں ذرا سی حجت میں سلطنت جاتی رہے یہ جواب تو اس لئے نہ دیا اور کوئی دوسرا جواب تھا ہی نہیں۔ اسی لئے حیران منہ دیکھکر رہ گیا خوب سمجھ لو۔ **قصہ دوم** أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ

یا تم کو اس طرح کا قصہ بھی معلوم ہے جیسے ایک شخص تھا کہ (چلتے چلتے) ایک بستی پر ایسی حالت میں اس کا گذر ہوا کہ اس کے مکانات اپنی چھتوں پر گر گئے تھے۔ (یعنی پہلے چھتیں گریں پھر اُن پر دیواریں گر گئیں مراد یہ کہ کسی حادثہ سے وہ بستی بالکل ویران ہو گئی تھی اور سب آدمی مر مرا گئے تھے وہ شخص یہ حالت دیکھکر براہ حیرت) کہنے لگا کہ (معلوم نہیں) اللہ تعالیٰ اس بستی کو (یعنی اس کے مُردوں کو) اس کے مرنے پیچھے کس کیفیت سے (قیامت میں) زندہ کریں گے (یہ تو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں مُردوں کو جلاویں گے مگر اس وقت کے جلانے کا جو خیال غالب ہوا تو بوجہ امر عجیب ہونے کے ایک حیرت سی دل پر غالب ہو گئی اور چونکہ خدا تعالیٰ ایک کام کو کئی طرح کر سکتے ہیں اس لئے طبیعت اس کی جویاں ہوئی کہ خدا جانے جلانا کس صورت سے ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ اس کا تماشا اس کو دنیا ہی میں دکھلا دیں تاکہ ایک نظیر کے واقع ہو جانے سے لوگوں کو زیادہ ہدایت ہو) سو (اس لئے) اللہ تعالیٰ نے اس شخص (کی جان قبض کر کے اُس) کو سو برس تک مُردہ رکھا پھر (سو برس کے بعد) اُس کو زندہ کر اُٹھایا (اور پھر) پوچھا کہ تو کتنی مدّت اس حالت میں رہا

النحو والبلاغة او کالذی عطف علی سابقة والکاف اسمیة بمعنی مثل معمولة لاترایت ای الم تر مثل الذی مر ولولی ذلک لوجب الکسائی والفراء والجرمی واکثر النحویین وحذف ارایت لدلالت الم تر علیہ علی انہ قد قیل ان مثل ہذا النظم کثیر یحذف منہ فعل الرویة کقولہ ؎ قال لہا کیف انت قالت لیسوا ہا ای قال لہا اسری ؎ کالیوم مطلوبا ولا طالبا۔ وجئ بہذہ الکاف للتنبیہ علی قصدہ الشواہد وعدم انحصارہا فی ماذکر کما فی قولک الفضل لما ضی مثل نصر وتخصیص ہلال ذلک علی ما قیل لان منکرا لاحیاء اکثر من ان یحصی بخلاف منکری الربوبیة وانما لم یجعل الکاف والعطف علی الذی نفسہ فی الآیة السابقة لاستلزامہ دخول الی علی الکاف لا یدخل علیہا من الحروف الا ماتبین فی کلامہم وہو من اہم روح المعانی

اختلاف القراءة قال البیضاوی قرأ حمزة والکسائی قال اعلم علی الامر او الامر مخاطبا لہ وہو نفسہ خاطبہا بہ علی طریقة التبکیت ۱۲

مسائل السلوک متعلقہ صفحہ ۷ قولہ تعالیٰ

لم انقسام لہا۔ قال العبد الضعیف دلیہ علی عدم قطع النسبة بعد حصولہا انتہی القول۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ

لم انفصام لہا ۱۲ میں دلیل ہے اس پر کہ نسبت مع اللہ جو کہ مرادِ وثقیٰ ہے حصول کے بعد منقطع نہیں ہوتی۔

قولہ تعالیٰ

اللہ ولی الذین امنوا قال العبد الضعیف فیہ اثبات الولایة العامة انتہی القول۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ اللہ ولی الذین امنوا۔ اس میں اثبات ہے ولایت عامہ کا

مسائل السلوک متعلقہ صفحہ ۸ المتن قولہ تعالیٰ اذ قال ابراھیم رب الذی یحیی الخ قال العبد الضعیف فیہ ان المحاذ اذا یحیی الیہا لضرورة الدین لاینافی التجرید والفقر بل حصولہ للکامل ولیہا یضا لان المداہنة انتفی العقل

ترجمہ قولہ تعالیٰ اذ قال ابراھیم رب الذی یحیی الخ اس میں دلالت ہے اس پر کہ اس کو مباحثہ کرنا جبکہ ضرورت دینیہ واقع ہو جو کہ مروجہ تقریر مناظرانہ نہیں خصوصاً مل کر تو وہ تو اس میں الطاف ہے۔ ۱۲ منہ

قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَل لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَىٰ

اس شخص نے جواب دیا کہ ایک دن رہا ہوں گا یا ایک دن سے بھی کم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تو سو برس رہا ہے تو اپنے کھانے پینے کی چیز کو دیکھ لے

طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً

کہ نہیں سڑی گلی اور اپنے گدھے کی طرف نظر کر اور تاکہ ہم تجھکو ایک نظیر لوگوں

لِّلنَّاسِ ۖ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ

کے لئے بنادیں اور ہڈیوں کی طرف نظر کر کہ ہم اُن کو کس طرح ترکیب دیئے دیتے ہیں پھر اُن پر گوشت چڑھائے دیتے ہیں۔ پھر جب یہ سب کیفیت

لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○

اس شخص کو واضح ہو گئی تو کہا اُٹھا کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں

قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَل لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ ۖ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ ۲۵۹ اس شخص نے جواب دیا کہ ایک دن رہا ہوں گا یا ایک دن سے بھی کم (کنایہ ہے مدت قلیل سے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تو (اس حالت میں) سو برس رہا ہے (اور اگر اپنے بدن کے اندر تغیر ہونے سے تعجب ہو) تو اپنے کھانے پینے کی چیز کو دیکھ لے کہ (ذرا) نہیں سڑی گلی (ایک قدرت تو ہماری یہ ہے) اور (دوسری قدرت دیکھنے کے واسطے) اپنے (سواری کے) گدھے کی طرف نظر کر (کہ گل سڑ کر کیا تو حال ہو گیا ہے اور ہم عنقریب اسکو تیرے سامنے زندہ کئے دیتے ہیں) اور (ہم نے تجھکو اس لئے مار کر زندہ کیا ہے) تاکہ ہم تجھکو (اپنی قدرت کی) ایک نظیر لوگوں کے لئے بنا دیں (کہ اُس نظیر سے بھی قیامت کے روز زندہ ہونے پر استدلال کر سکیں) اور (اب اس گدھے کی) ہڈیوں کی طرف نظر کر کہ ہم اُن کو کس طرح ترکیب دیئے دیتے ہیں پھر اُن پر گوشت چڑھائے دیتے ہیں (پھر اس میں جان ڈالے دیتے ہیں غرض یہ سب امور یونہی کر دیئے گئے) پھر جب یہ سب کیفیت اس شخص کو (مشاہدہ سے) واضح ہو گئی تو (بے اختیار جوش میں آکر) کہہ اُٹھا کہ میں (دل سے) یقین رکھتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔ ف روح المعانی میں بروایت حاکم حضرت علیؓ سے اور بروایت اسحاق بن بشیر حضرت ابن عباس و عبد اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہ شخص حضرت عزیر علیہ السلام ہیں اسی واسطے احقر نے اثنائے ترجمہ میں تصریح کر دی کہ اُن کو بعث کا یقین تھا اور پھر اس حیرت کا محل بھی ظاہر کر دیا کہ مجمل کیفیات ممکنہ مختلفہ کسی خاص کیفیت کی تعیین تھی اور اس سے ہی یہ بھی سمجھ میں آگیا ہو گا کہ آخر میں جو کہا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یقین کرتا ہوں یہ ایک طبعی اور اضطراری حالت ہے کہ نئی بات کو دیکھکر اقرار قدرت کو تازہ کیا جاتا ہے اور اعتقاد قدرت پہلے سے بھی ہوتا ہے جیسے سبحان اللہ یا لا الٰہ الا اللہ یا

اللغات - لم یتسنہ فی روح المعانی لم یتغیر اشتقاقہ من السنہ وفی لامہا اختلاف فقیل ہا، بدلیل سانہت فلانا فہو مجزوم بسکون الہاء وقیل ہاء بدلیل الجمع علی سنوات فہو مجزوم بحذف الآخر وابقاء الہاء رکست وقیل اصلہ لم یتسنن من الحماء المسنون ابدلت الاخیرۃ یاء ثم الفاء حذفت للجازم۔ قولہ کیف ننشزہا نرفع بعضہا الی بعض وذکر علیہ قرأ ابن کثیر ونافع وابو عمرو ویعقوب ننشرہا بالراء المہملۃ من النشر اللہ الموتی (فی القاموس والنشر احیاء الموتی کالنشور والانتشار کذا قال البیضاوی والعصام ۱۲

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ اس نظیر سے بھی زاد مراد ف الفاء العدم توقف الاستدلال علیہ بعد قیام البراہین القطعیۃ ۱۲

النحو والبلاغۃ قولہ یوما او بعض یوم فی روح المعانی قالوا علی التقریب والتخمین او استقصار المدۃ لدشہ اعرض علی الوجہ المشہور لہ لونباہ علی حسبان الحق فتحقق النقصان فی احد قولہ فانظر الی طعامک الخ عدم تغیر الماء من غیر تغیر فی جسم حتی ظنہ زمانا قلیلا فرع علیہا ما ظہر منہ وعدم تغیر الطعام والشراب اہم روح المعانی قولہ الم تر فی روح المعانی ایتاء صیغۃ المضارع للدلالۃ علی ان علم بذلک مستمر فالی ان اصلہ لم تتغیر بل تماثل بالیاء وصدقہ فیما شاہدہ انما قال قالوا بناء علی الاستبعاد والا فہو کالمضطر للامر۔ قلت وبہ حقق بعادۃ رکھتا ہوں اشرت الی دوامہ ۱۲

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن ۖ قَالَ

اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھکو دکھلا دیجئے کہ آپ مردوں کو کس کیفیت سے زندہ کریں گے ارشاد فرمایا کہ کیا تم یقین نہیں

بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ۖ

کرتے یقین کیوں نہ لاتا ولیکن اس غرض سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے قلب کو سکون ہو جاوے۔

البلاغة قوله اولم تؤمن فی الانتقاب اما سوال الخلیل علیہ السلام بقوله کیف تحی الموتی فلیس عن شک ولکنه سوال عن کیفیة الاحیاء ولا یشکّ فی الایمان الا الحاطة بالکیفیة وبدل علی ذلک کیف وموضوعها السوال عن الحال وتقییده ان یقول الفائل کیف یحکم زید فی الناس فهو لا شک انه یحکم فیهم ولکنه سال عن کیفیة حکمه فان قلت اذا کان السوال مصروفا الی الکیفیة التی لا یصح عدم تصوّرها بالایمان فما موقع قوله تعالیٰ اولم تؤمن قلت ان هذه الصیغة تستعمل ظاهرا فی السوال عن الکیفیة کما قد تستعمل فی الاستفهام عن مثلها ای عن مدی انه یحصل تصدیقا وانت جازم بعدمه فتقول له انی کیف تحصل هذا فلما علم الله تعالیٰ بان ابراهیم مبرا من ارادة هذا المعنی قال له اولم تؤمن ان یخلق ابراهیم بقوله بلی لیدفع عنه ذلک فان قلت فما موقع قول ابراهیم ولکن لیطمئن قلبی بعد ذلک یشعر ظاهرا بانه کان عند السوال تارکا للطمانینة قلت معناه

النحو قوله اذ منصوب بمضمر صرح بمثله فی قوله تعالیٰ واذکروا اذ جعلکم خلفاء۔ والجواب ذکر الوقت ایجاب لذکر ما فیه بطریق برهانی

وقیل۔ قوله اولم تؤمن عطف علی مقدر ای الم تعلم ولم تؤمن۔ قوله لیطمئن ای سالت آه کذا فی روح المعانی

اللہ اکبر ایسے موقع پر ہمارے محاورات میں بھی عادت ہے حالانکہ ان کے مضامین کا پہلے سے بھی عقیدہ ہوتا ہے اور ان کی اس حیرت کا جواب اس مجموعی کیفیت سے دینا اس کی وجہ احقر کے ذوق میں یہ ہے کہ محل حیرت یعنی احیاء یوم البعث مشتمل ہے چند اجزاء پر اوّل خود زندہ کرنا۔ دوسرے مدت طویل کے بعد زندہ کرنا۔ تیسرے خاص کیفیت سے زندہ کرنا۔ چوتھے اس مدت تک روح کا باقی رکھنا۔ پانچویں بعد بعثت کے برزخ میں رہنے کی مدت معلوم ہونا جزو اول پر خود ان کے زندہ کرتے اور ان کے گدھے میں جان ڈالنے سے دلالت کی گئی۔ اور دوسرے جزو کے اثبات کے لئے ان کو سو برس تک مردہ رکھا۔ تیسرا جزو خود گدھا ان کے سامنے زندہ کر کے دکھلانا چوتھے جزو کا نمونہ طعام و شراب کا باقی رکھنا اور خود ان کے بدن کا باقی رکھنا دکھلایا۔ جو بالاولیٰ امکان بقاء روح پر دال ہے، کیونکہ بدن و طعام و شراب بوجہ اشتمال عناصر کے بہ نسبت روح کے تغیر و فساد کے زیادہ قابل ہیں۔ اور پانچویں امر کی نظیر ان کا جواب میں یوماً او بعض یوم کہنا ہے، جیسا بعینہٖ یہی جواب بعض اہل محشر دیں گے، رہی یہ بات کہ جب دوسروں نے دیکھا نہیں تو لوگوں کے لئے نمونہ قدرت کس طرح ہوگا وجہ اسکی یہ ہے کہ قرائن خارجیہ قطعیہ سے ان کا صدق بیان لوگوں کو بطور علم ضروری کے معلوم ہو جاوے گا۔ جیسا خود ان کو ایسے ہی قرائن سے نیز اپنا مردہ رہنا مدت طویل تک معلوم ہو گیا۔ واللہ اعلم۔ **قصہ سوم**۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن ۖ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ۖ اور اس وقت (کے واقعہ) کو یاد کرو جبکہ ابراہیم علیہ السلام نے (حق تعالیٰ سے) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھکو (یہ) دکھلا دیجئے کہ آپ مردوں کو (قیامت میں مثلاً) کس کیفیت سے زندہ کریں گے (یعنی زندہ کرنے کا تو یقین ہے مگر عقلاً اسکی مختلف کیفیتیں ممکن ہیں ان میں سے معلوم نہیں کون کیفیت ہوگی چونکہ اس درخواست کا فحوٰی سننے والوں کو یہ احتمال تھا کہ کسی کم سمجھ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نعوذ باللہ یقین نہ رکھنے کا گمان ہو جاتا اس لئے حق تعالیٰ نے ان سے اس کا سوال کر کے اور ان کا جواب نقل فرما کر اس کو صاف کر دیا چنانچہ ان سے) ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس پر یقین نہیں لائے انھوں نے (جواب میں) عرض کیا کہ یقین کیوں نہ لاتا (لیکن) اس غرض سے یہ درخواست کرتا ہوں تاکہ میرے قلب کو (تعیین کیفیت کے بارے میں مشاہدہ کرنے سے) سکون ہو جاوے (اور بہت سے احتمالات میں ذہن کو حرکت نہ ہو)

قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ

ارشاد ہوا کہ اچھا تم چار پرندے لو پھر ان کو اپنے لئے ہلا لو۔ پھر ہر پہاڑ پر ان میں کا ایک ایک حصہ رکھ دو

جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦٠﴾

پھر ان سب کو بلاؤ۔ تمہارے پاس سب دوڑتے دوڑتے چلے آویں گے اور خوب یقین رکھو اس بات کا کہ حق تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں

ع ۳۵ ۳

قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦٠﴾ ارشاد ہوا کہ اچھا تم چار پرندے لو پھر ان کو (پال کر) اپنے لیے ہلا لو (تاکہ ان کی خوب شناخت ہو جاوے) پھر (سب کو ذبح کر کے اور مع استخوان و پر وغیرہ کے ان کا خوب قیمہ سا کر کے اس کے کئی حصے کر کے اور کئی پہاڑ[1] اپنے اختیار سے تجویز کر کے) ہر پہاڑ پر ان میں کا ایک ایک حصہ رکھ دو (اور) پھر ان سب کو بلاؤ (دیکھو) تمہارے پاس سب زندہ ہو کر) دوڑے دوڑے چلے آویں گے اور خوب یقین رکھو اس بات کا کہ حق تعالیٰ زبردست (قدرت والے) ہیں (سب کچھ کر سکتے ہیں مگر پھر جو بعضی باتیں نہیں کرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ) حکمت والے (بھی) ہیں۔ ف روح المعانی میں بسند ابن المنذر حضرت حسنؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی طرح حصے پارچے کر کے ان کو پکارا فوراً ہی ہڈی سے ہڈی پر سے پر خون سے خون سب مل ملا کر سب اپنی اصلی ہیئت پر ہو کر ان کے پاس زندہ ہو کر آ گئے، حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیم اسی طرح قیامت کے روز سب اجزاء و اجساد کو جمع کر کے ایک دم سے جان ڈالدوں گا۔ فقط اس واقعہ کو دکھلا کر اللہ تعالیٰ نے کیفیت احیاء یوم قیامت کی بتلادی کہ اسی طرح اول اجزاء بدنیہ مختلف مقامات سے جمع ہو کر اجساد تیار ہوں گے پھر ان میں روح پڑ جاوے گی۔ اور کوئی یہ شبہ نہ کرے کہ حضرت علیؓ کا قول مشہور ہے کہ اگر حجاب اٹھ جاوے جب بھی میرے یقین میں بیشی نہ ہو یعنی جتنی بیشی ممکن ہے وہ بدون رفع حجاب ہی حاصل ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس قصہ میں یقین بڑھنا معلوم ہوتا ہے جس سے شبہ ہوتا ہے کہ پہلے سے یہ مرتبہ حاصل نہ تھا تو اس سے حضرت علیؓ کی افضلیت کا وسوسہ ہوتا ہے جواب بر تقدیر ثبوت اس قول کے یہ ہے کہ اولاً یہی مسلم نہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کے یقین میں بیشی ہو گئی تھی بلکہ صرف کیفیت کے مشاہدہ سے ایک کیفیت متعین ہو گئی جس کو یقین کی بیشی میں کوئی دخل نہیں اور اگر اس بیشی کو تسلیم بھی کر لیا جاوے تو جواب یہ ہے کہ کمال یقین نبوت کے مرتبہ کا جدا ہے اور ولایت کا جدا اور ولایت کا مرتبہ کمال یقین نبوت کے مرتبہ کمال یقین بلکہ اصل یقین سے بھی کمتر اور ضعیف ہوتا ہے پس اگر حضرت علیؓ کو کمال مرتبہ یقین مناسبہ مقام ولایت حاصل ہو جس سے ابراہیم علیہ السلام کا مرتبہ نفس یقین بھی بڑھا ہوا ہے تو اس سے افضلیت حضرت علیؓ کی لازم نہیں آتی خوب سمجھ لو۔ ربط۔ آگے پھر عود ہے مضمون انفاق فی سبیل اللہ کی طرف جس کے تکرار ذکر کی وجہ تقریباً الم تر الی الذین خرجوا میں بیان ہو چکی ہے، چنانچہ اس مقام سے پھر دوسرے اغراض کے لئے اس کا ذکر چلا ہے، چنانچہ عنوانوں کو ترجمہ پر منطبق کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ کئی پہاڑ اپنے اختیار سے ماخوذ مما فی روح المعانی عن جبل یکنک الوضع علیہ ولم یعین ازالک ۱۲

[2] قولہ فی ف جوابا للشبہۃ ماخوذ روح المعانی ۱۲

البلاغۃ ۔ قولہ مسعیا نماذا یفعل طیرا لانہ اذا کانت ساعیۃ کان اثبت لنظر علیہا من ان تکون طائرۃ واللہ اعلم ۱۲ انصاف

الکلام ۔ قولہ اذ ھھنا استشکل بان وھا الجاد غیر معقول واجیب بانہ من قبیل دعاء التکوین ۱۲ روح المعانی

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ

جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کیے ہوئے مالوں کی حالت ایسی ہے جیسے ایک دانہ کی حالت جس سے سات بالیں جمیں

فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ الَّذِيْنَ

ہر بال کے اندر سو دانے ہوں۔ اور یہ افزونی خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں جانتے ہیں

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ

اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ تو احسان جتلاتے ہیں اور نہ ایذا پہنچاتے ہیں ان لوگوں کو ان کا

عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

ثواب ملے گا۔ ان کے پروردگار کے پاس اور نہ ان پر کوئی خطر ہوگا اور نہ یہ مغموم ہوں گے۔

فضیلت انفاق فی سبیل اللہ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ جو لوگ اللہ کی راہ میں (یعنی امور خیر میں) اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں، اُن کے خرچ کئے ہوئے مالوں کی حالت (عند اللہ) ایسی ہے جیسے ایک دانہ کی حالت جس سے (فرض کرو) سات بالیں جمیں (اور) ہر بال کے اندر سو دانے ہوں (اسی طرح خدا تعالیٰ) اُن کا ثواب سات سو حصے تک بڑھاتا ہے، اور یہ افزونی خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے (بقدر اس کے اخلاص اور مشقت کے) عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں (ان کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں وہ سب کو یہ افزونی دے سکتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی) جاننے والے بھی ہیں۔ (اس لئے اخلاص نیت وغیرہ کو دیکھ کر عطا فرماتے ہیں) ف نیک کام میں خرچ کرنا باعتبار نیت کے تین قسم کا ہے، ایک نمائش کے ساتھ اس کا کچھ ثواب نہیں جیسا عنقریب آتا ہے۔ دوسرے ادنیٰ درجہ کے اخلاص کے ساتھ اسکا ثواب دس حصہ ملتا ہے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا میں اس ادنیٰ ہی کا بیان ہے تیسرے زیادہ اخلاص یعنی اس کے اوسط یا اعلیٰ درجہ کے ساتھ اس کے لئے اس آیت میں وعدہ ہے دس سے زیادہ سات سو تک علی حسب تفاوت المراتب اور اپر ایک آیت من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا میں بیان ہو چکا ہے کہ اس سات سو کے وعدہ کے بعد اور زیادہ کا بھی وعدہ ہو گیا ہے اسی طرح تفاوت ہوتا جاتا ہے مشقت کی قلت و کثرت سے مثلاً دس روپے والے کو ایک روپیہ دینا کم مشقت ہے اور دس پیسے والے کو ایک پیسہ دینا زیادہ مشقت ہے **بعض شرائط قبول انفاق فی الخیر** الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ تو (جس کو دیا ہے اُس پر زبانی) احسان جتلاتے ہیں اور نہ

اللغات ۱۔ قال البیضاوی المن ان یعتد باحسانہ والاذی ان یتطاول علیہ ای یتفاخر ۱۲

النحو ۔ مثل الذین علی حذف المضاف ای نفقات الذین

ولما کان المحذوف کالملفوظ اظہرتہ فی الترجمۃ ما انفقوا مصدریۃ

البلاغۃ ۔ قال البیضاوی وہو تمثیل لا یقتضی وجود قد یکون فی الذرۃ والدرن والاراضی المخلد ۱۲ منہ فی استقصاء

ملحقات الترجمہ

قولہ یہ افزونی ماخوذہ تفسیر البیضاوی وقال یضاعف تلک المضاعفۃ ۱۲

ثم ما حاصلہ ان ثم فی اصل وضعہا لاتراخی المعطوف عن المعطوف علیہ ثم من ان یکون حدوثا او بقاء ومنہ بالاعتبار البقاء ودوام وجود الفضل وتراخی زمن بقائہ وعلیہ حمل قولہ تعالیٰ ثم استقاموا او کذلک قولہ تعالیٰ ثم لا یتبعون وقریب من ہذا ومثلہ ان ایسر یعجب الفضل لتراخی زمان وقوعہ ابتداء او بقاء او علیہ ورد قولہ تعالیٰ آتی ذاہبا الی ربی سیہدین ۱۲

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ

مناسب بات کہدینا اور درگذر کرنا بہتر ہے۔ ایسی خیرات سے جس کے بعد آزار پہنچایا جاوے اور اللہ تعالیٰ غنی ہیں

حَلِيْمٌ ۝۲۶۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ

حلیم ہیں۔ اے ایمان والو تم احسان جتلا کر یا ایذا پہنچا کر اپنی خیرات کو برباد مت کرو جس طرح وہ شخص

يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ

جو اپنا مال خرچ کرتا ہے لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے اور ایمان نہیں رکھتا اللہ پر اور یوم قیامت پر۔

(بہتاؤ سے اسکو) آزار پہنچاتے ہیں ان لوگوں کو ان کے عمل) کا ثواب ملیگا ان کے پروردگار کے پاس (جاکر) اور نہ (قیامت کے دن) انپر کوئی خطر ہوگا اور نہ یہ مغموم ہونگے۔ **ف** برتاؤ سے آزار پہنچانا یہ کہ مثلاً اپنے احسان کی بناء پر اس کے ساتھ تحقیر سے پیش آوے اس سے دوسرا آزار پاتا ہے۔ **ربط** آگے مذمت احسان اور ایذا رسانی کی فرماتے ہیں۔ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝ (ناداری کے وقت جواب میں معقول دے) مناسب بات کہدینا اور (اگر سائل بدتمیزی سے غصہ دلاوے یا اصرار سے تنگ کرے تو اس سے) درگذر کرنا (ہزار درجہ) بہتر ہے ایسی خیرات (دینے) سے جس کے بعد آزار پہنچایا جاوے اور اللہ تعالیٰ (خود) غنی ہیں (کسی کے مال کی ان کو حاجت نہیں جو کوئی خرچ کرتا ہے اپنے واسطے پھر آزار کس بناء پر پہنچایا جاوے اور آزار دینے پر جو فوراً سزا نہیں دیتے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ) حلیم (بھی) ہیں **ف** ناداری کی قید اس لئے لگائی کہ استطاعت کے وقت حاجت مند کی اعانت نہ کرنا خود بُرا ہے اس کو بہتر کیوں کہا جاتا البتہ ناداری کے وقت نرمی سے جواب دیدینا اور سائل کی سختی کو ٹال دینا چونکہ موجب ثواب ہے اس لئے اس کو خیر فرمایا گیا اور آزار پہنچانا حرام اور موجب عذاب ہے گو بظاہر اس میں یہ وجہ اس کے کہ اسمیں دینا تو پایا گیا گو نہ خیریت معلوم ہوتی تھی لیکن اس سے خیریت کی نفی فرمائی گئی، اور اس آیت میں آزار پہنچانے سے مراد عام ہے احسان جتلانا بھی اس میں آگیا۔ **ربط** آگے من واذی کا اور ان کے ساتھ ریا کا موجب بطلان ثواب انفاق ہونا مع ایک مثال کے بیان فرماتے ہیں جس سے مقصود ان امور سے منع فرمانا ہے **بطلانِ ثواب من و اذی وریا** ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ اے ایمان والو تم احسان جتلا کر یا ایذا پہنچا کر اپنی خیرات (کے ثواب برباد) مت کرو جس طرح وہ شخص (خود خیرات کے اصل ثواب ہی کو برباد کر دیتا ہے) جو اپنا مال خرچ کرتا ہے (محض) لوگوں کے دکھلانے کی غرض سے اور ایمان نہیں رکھتا اللہ پر اور یوم قیامت پر (مراد اس سے بقرینہ نفی ایمان کے منافق ہے۔)

النحو کالذی کابطال الذی ۱۲ | **البلاغۃ** قولہ اذی واتمام یذکر المن لان الاذی یشملہ

مسائل سلوک

قولہ تعالیٰ لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی قال العبد الضعیف فیہ ذم المرء بلا مصلحۃ انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ رئاء الناس قال العبد الضعیف فیہ ذم الریاء انتہی القول

ترجمہ قولہ تعالیٰ لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی اس میں بالحاق افادہ بالتصدق وللاتیان بکلمۃ بدیہ بلا مصلحت احسان جتلانا مذموم ہے۔ **قولہ تعالیٰ** رئاء الناس اس میں مذمت ریا کی۔

ملحقات الترجمہ **قولہ فی ترجمۃ والاذی** یا ایذاء اشارۃ الی ان المراد کلواحد منہما لا مجموعہما لان المجموع لیس شرطا فی بطلان کما ہو ظاہر ۱۲

۳ وغیرہ وذکرہ فیما تقدم استتباعا بکثرۃ وقوعہ من المتصدقین وعرفتہم بہ آہ ۱۲ روح المعانی

قولہ لا تبطلوا الخ یحتمل ان الاول افساده بعد صحتہ والثانی الاتیان بہ باطلا من اصلہ آہ ۱۲ من روح المعانی۔

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ

سو اس شخص کی حالت ایسی ہے جیسے ایک چکنا پتھر جس پر کچھ مٹی ہو پھر اس پر زور کی بارش پڑ جاوے سو اس کو بالکل صاف کر دے

لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾

ایسے لوگوں کو اپنی کمائی ذرا بھی ہاتھ نہ لگے گی اور اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو رستہ نہ بتلاویں گے۔

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾ سو اس شخص کی حالت ایسی ہے جیسے ایک چکنا پتھر (فرض کرو) جس پر کچھ مٹی (آگئی) ہو (اور اس مٹی میں کچھ گھاس پھونس جم آیا ہو) پھر اس پر زور کی بارش پڑ جاوے سو اس کو (جیسا تھا ویسا ہی) بالکل صاف کر دے (اسی طرح اس منافق کے ہاتھ سے اللہ کی راہ میں کچھ خرچ ہو گیا جو ظاہر میں ایک نیک عمل جس میں امید ثواب ہو معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے نفاق نے اس شخص کو ویسا ہی کورا ثواب سے خالی چھوڑ دیا چنانچہ قیامت میں) ایسے لوگوں کو اپنی کمائی ذرا بھی ہاتھ نہ لگے گی (کیونکہ کمائی نیک عمل ہے اور اسکا ہاتھ لگنا ثواب کا ملنا ہے اور ثواب ملنے کی شرط ایمان اور اخلاص ہے اور ان لوگوں میں یہ مفقود ہے کیونکہ ریاکار بھی ہیں اور کافر بھی ہیں) اور اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو (قیامت کے روز ثواب کے گھر یعنی جنت کا) رستہ نہ بتلاویں گے (کیونکہ کفر کی وجہ سے ان کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوا جس کا ثواب آخرت میں ذخیرہ ہوتا اور وہاں حاضر ہو کر اس کے صلہ میں جنت میں پہونچائے جاتے) ف جاننا چاہیئے کہ طاعات کی صحت و بقا کیلئے جس طرح ایمان شرط ہے حتیٰ کہ کافر کی کوئی طاعت صحیح و مقبول نہیں اور اگر طاعت کے بعد کافر ہو جاوے وہ طاعت باقی نہیں رہتی جس کو اصطلاح شرع میں حبط کہتے ہیں، اسی طرح نصوص سے ثابت ہے کہ علاوہ ایمان کے اور بھی بعض شرطیں صحت یا بقا کی بعض طاعت میں ہوتی ہیں، جیسے نماز کے لئے وضو کہ شرط صحت ہے اور شخص کی پہلی رکعت کے لئے دوسری رکعت کہ شرط بقا ہے پس یہاں بھی اس آیت اور آیت سابقہ میں لا یتبعون کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ انفاق کے لئے ایمان کے ساتھ شرط صحت و نیز شرط بقا ہے ایک اخلاص بھی شرط صحت ہے اور ترک من و اذی شرط بقا ہے اسی لئے منافق اور مرائی کے انفاق کو باطل کہا گیا کہ اسمیں شرط صحت مفقود ہے اور من و اذی کو بھی مبطل کہا گیا کہ اس میں شرط بقا مفقود ہے اور چونکہ بطلان اول اظہر ہے بطلان ثانی سے اس لئے ثانی کو اول کے ساتھ تشبیہ دی گئی اور مشبہ بہ میں جو دو قیدیں لگائی گئیں ایک انفاق کی دوسری ریا کی یہ محض تقویت مشبہ بہ کے لئے ہے ورنہ ہر دو امر فرداً فرداً بھی موجب بطلان ہیں اور تقویت سے یہ فائدہ ہوا کہ من و اذی سے نفرت دلانے میں مبالغہ ہو گیا اس تحقیق کے بعد آیت سے معتزلہ کا یہ شبہ کہ زنا کبیرات بھی مثل کفر کے موجب حبط طاعات ہوتے ہیں محض غلط ٹھیرا کیونکہ کسی خاص سیئہ کا کسی خاص حسنہ کے اعتبار سے نافی شرط بقا ہونا مستلزم اس کو نہیں کہ ہر سیئہ ہر حسنہ کے لئے موجب حبط ہو جاوے کیونکہ یہ

اللغات۔

صفوان حجر املس وابل مطر عظیم القطر صلدا املس نقیا عن التراب کذا قال البیضاوی ۱۲

النحو لا یقدرون الضمیر للذی یتفق باعتبار المعنی لان المراد بہ الجنس او الجمع ریاء نصب علی المفعول لہ کذا قال البیضاوی ۱۲

البلاغۃ

فی حاشیۃ البیضاوی بعرف فالمنافق کالصفوان ونفقتہ کالتراب وریاہ کالوابل و قال فی روح المعانی لو جعل مرکبا صح قیل وبذا ہو الاوجہ ۱۲

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا

اور ان لوگوں کے خرچ کئے ہوئے مال کی حالت جو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی غرض سے اور اس غرض سے

مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ

کہ اپنے نفسوں میں پختگی پیدا کریں (تو حالت ایک باغ کے ہے جو کسی ٹیکرے پر ہو کہ اس پر زور کی بارش پڑی ہو پھر وہ دونا پھل لایا ہو۔

فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۲۶۵

پھر اگر ایسے زور کا مینہ نہ پڑے تو ہلکی پھوار بھی اس کو کافی ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب دیکھتے ہیں۔

بطلان بوجہ سیئہ ہونے کے نہیں بلکہ بوجہ نفی شرط بقاء کے ہے خوب سمجھ لو۔ و نیز مثل شرائط صحت و بقاء کے طاعات میں ان کے انوار و برکات کی بھی کچھ شرطیں ہوتی ہیں آیت ابودے کے ذیل میں اس کا بیان بھی آتا ہے۔ **ربط** صدقات باطلہ غیر مقبولہ کی مثال بیان فرما کر آگے صدقات مقبولہ کی مثال بیان فرماتے ہیں۔

مثال نفقات مقبولہ:۔ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۲۶۵ اور ان لوگوں کے خرچ کئے ہوئے مال کی حالت جو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی غرض سے (جو کہ خاص اس عمل سے حاصل ہوگی) اور اس غرض سے کہ اپنے نفسوں (کو اس عمل شاق کا خوگر بنا کر ان) میں پختگی پیدا کریں (تاکہ دوسرے اعمال صالحہ سہولت سے صادر ہوا کریں۔ پس ان لوگوں کے نفقات و صدقات کی حالت) مثل حالت ایک باغ کے ہے جو کسی ٹیکرے پر ہو کہ (اس جگہ کی ہوا لطیف

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ

وتثبیتا من انفسھم قال الضعیف فیہ دلیل علی ان الاعمال کما تقصد لاجلہ تفصد لاصلاح النفس ایضا فتفطن

ترجمہ قولہ تعالیٰ

وتثبیتا من انفسھم اس میں دلیل ہے اسکی کہ اعمال صالحہ سے جس طرح اجر مقصود ہوتا ہے اسی طرح اصلاح نفس بھی ان سے مقصود ہے

اللغات الاکل الشیٔ الماکول والمراد ثمرہا وقرأ ابو عمرو وابن کثیر ونافع بسکون الکاف تخفیفا کذا فی روح المعانی ۱۲

النحو فطل ای یکفیہا فالمسند محذوف ۱۲

البلاغۃ

بربوۃ فی روح المعانی للطافۃ ہوائہا من انفسھم جوز ان تکون بمعنی اللام والمعنی توطینا لانفسھم علی طاعۃ اللہ تعالیٰ ضعفین ای ضعفا بعد ضعف فالتثنیۃ للتکثیر۔ او مثلی ما کانت تثمر فی سائر الاوقات بسبب ما اصابہا من الوابل۔ او اربعۃ امثال بنار علی الخلاف فی ان الضعف ہل ہو المثل او المثلان کذا فی روح المعانی ۱۲

۱ لا تبطلوا امتثالا لحکم کی تفسیر میں مفسر نے اعمال و صف نفاعت مراد ہونے کو اور فائدہ مترتب ابطال نفس عمل مراد ہونے کو سوخت بہرفائدہ کی وقت اصل تفسیر پر نظر نہ رہی تھی مگر ان اتفاقی ذہول سے خدا راز ایک نفع ہو گیا کہ جو تقریر ان سے ایک تحقیق حاصل ہو گئی وہ یہ کہ اس ابطال کی تفسیر کہیں منحصر نہیں اس لئے دونوں توجیہ فی نفسہ محتمل ہیں بدوتا

۵ دلیل کے حکم قطعی کسی کا بالتعیین نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ عفی عنہ

اور بار آور ہوتی ہے اور) اس پر زور کی بارش پڑی ہو پھر وہ (باغ) لطافت ہوا اور بارش کے سبب اور باغوں سے یا اور دفعوں سے) دونا (چوگنا) پھل لایا ہو اور اگر ایسے زور کا مینہ نہ پڑے تو ہلکی پھوار (یعنی خفیف بارش) بھی اس کو کافی ہے (کیونکہ زمین اور موقع اس کا اچھا ہے) اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب دیکھتے ہیں (اس لئے جب وہ اخلاص دیکھتے ہیں ثواب بڑھا دیتے ہیں)۔

ف۔ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کا مطلب ہر عمل میں ظاہر ہے اور تشبیہ کی توضیح یہ ہے کہ یہ بات تجربہ سے ثابت ہوئی ہے اور اہل سلوک کے برتاؤ میں ہے کہ جس کام میں نفس کو قدرے مشقت ہو اس کے بار بار کرنے سے نفس کے اندر بسبب عادت کے ایک ملکہ راسخہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے دوسرے اعمال میں بھی بس و پیش نہیں کرتا اور اس کی صفت مزاحمت کی مغلوب ہو جاتی ہے تو اس آیت میں اس کی ترغیب ہے کہ ہر عمل میں یہ نیت بھی کر لینا اچھا ہے کہ دوسرے اعمال کے لئے نفس میں آمادگی ہو اور یہی حاصل ہوتا ہے مجاہدہ کا۔ و نیز خود اس عمل انفاق کا بھی اس سے جب ملکہ پیدا ہو گا تو اس عمل کو جو کہ موجب مرضات الٰہیہ ہے بار بار کرے گا جس سے مرضات الٰہیہ ہمیشہ حاصل ہو گی۔ پس حاصل نسبت کا یہ ہو گا کہ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو اور ایسی عادت ہو جاوے کہ آئندہ بھی ہمیشہ رضائے الٰہی حاصل کیا کریں۔ پس اس تقریر پر دونوں غایت کا حاصل رضائے الٰہی تحقیری حالاً بھی اور مآلاً بھی خوب سمجھ لو۔ اور اس تشبیہ میں جو دو طرح کی بارش فرض کی گئی ہے اس سے مقصود تفاوت مراتب اخلاص کا بیان کرنا ہے کہ چونکہ یہ انفاق ایمان کے ساتھ مقرون ہے من و اذی و ریا اس میں مفقود ہے اخلاص ایسی موجود ہے تو ضرور ہی مقبول ہو کر موجب تضاعف اجر و ثواب ہو جاتا ہے، خواہ اخلاص اعلیٰ درجہ کا ہو یا اوسط یا ادنیٰ درجہ کا ہو نفس قبول و تضاعف کے لئے ہر حال میں کافی ہے۔ گو تفاوت مراتب اخلاص سے مراتب قبول و تضاعف میں بھی تفاوت ہو جاوے گا۔

ربط۔ اس مقام پر تین قسم کے صدقات کا بیان ہے۔ قسم اوّل جس میں شرائط صحت و بقا پائے جاویں یہ اس رکوع کے اول کی دو آیتوں میں اور اس آیت و مثل الذین الخ میں دو مثالوں کے ضمن میں مذکور ہے۔ کمثل حبۃ انبتت سبع الخ اور کمثل جنۃ بربوۃ الخ قسم دوم جس میں شرط صحت ہی نہ پائی جاوے یعنی ایمان و اخلاص انفراداً یا اجتماعاً اس کو کالذی ینفق مالہ الخ میں اس مثال کے ساتھ بیان فرمایا کمثل صفوان الخ۔ قسم سوم جس میں شرط صحت تو پائی گئی مگر شرط بقا نہ پائی گئی یعنی ترک من و اذی اس کو اگلی آیت میں ایک مثال کے ساتھ بیان فرماتے ہیں اور قسم اوّل کی دو مثالیں لانے میں شاید اس کے مقبول ہونے کی وجہ سے زیادہ اہتمام شان مقصود ہو واللہ اعلم۔

أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيلٍ وَّأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ

بھلا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اس کا ایک باغ ہو کھجوروں کا اور انگوروں کا اس کے نیچے نہریں چلتی ہوں۔

لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ ۖ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ

اس شخص کے یہاں اس باغ میں ہر قسم کے میوے ہوں اور اس شخص کا بڑھاپا آگیا ہو گا اور اس کے اہل وعیال بھی ہوں جن میں تو شہیں سو اس باغ پر ایک بگولہ

فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْآيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۝٢٦٦

آیا جس میں آگ ہو پھر وہ باغ جل جاوے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح نظائر بیان فرماتے ہیں تمہارے لئے تاکہ تم سوچا کرو

مثال نفقات وطاعات فاسدہ بعد الصحۃ

أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيلٍ وَّأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْآيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۝٢٦٦ بھلا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اس کا ایک باغ ہو کھجوروں کا اور انگوروں کا (یعنی زیادہ درخت اس میں ان کے ہوں اور) اُس (باغ) کے (درختوں کے) نیچے نہریں چلتی ہوں (جس سے وہ خوب سرسبز و شاداب ہوں اور) اس شخص کے یہاں اس باغ میں (علاوہ کھجوروں اور انگوروں کے) اور بھی ہر قسم کے (مناسب) میوے ہوں اور اُس شخص کا بڑھاپا آگیا ہو (جو کہ زمانہ زیادہ احتیاج کا ہوتا ہے) اور اس کے اہل وعیال بھی ہوں جن میں (کمانے کی) قوت نہیں (اس صورت میں اہل وعیال سے بھی اس کو توقع خبر گیری کی نہیں ہو گی بس وجہ معاش صرف وہی باغ ہوا) سو (ایسی حالت میں یکبارگی) ہو کہ (اس باغ پر ایک بگولہ آئی جس میں آگ (کا مادہ) ہو پھر (اس سے) وہ باغ جل جاوے (ظاہر بات ہے کہ کسی کو اپنے لئے یہ بات پسند نہیں آسکتی پھر اُسی کی مشابہ تو یہ بات بھی ہے کہ اول صدقہ دیا یا اور کوئی نیک کام کیا جس کے قیامت میں کارآمد ہونے کی امید ہو جو کہ وقت ہو گا غایت احتیاج کا اور زیادہ مدار قبول ہو گا ان ہی طاعات پر پھر ایسے وقت میں معلوم ہو گا کہ ہمارے من واذی یا اور معاصی سے ہماری طاعات باطل یا بے برکت ہو گئیں اُس وقت کیسی سخت حسرت ہو گی کہ کیسی کیسی آرزوؤں کا خون ہو گیا پس جب تم اس مثال کے واقعہ کو پسند نہیں کرتے تو ابطال طاعات کو کیسے گوارہ کرتے ہو) اللہ تعالیٰ اسی طرح نظائر بیان فرماتے ہیں تمہارے (سمجھانے کے لئے تاکہ تم سوچا کرو (اور سوچ کر اُس کے موافق عمل کیا کرو) ف توجیہ مثال کی تقریر ترجمہ سے ظاہر ہے البتہ اتنی بات اور سمجھ لینا چاہیئے کہ روح المعانی میں حضرت ابن عباس سے اس کی تفسیر میں بروایت بخاری اور حاکم اور ابن جریر و عبد بن حمید منقول ہے جس کو حضرت عمرؓ نے بھی پسند فرمایا کہ یہ آیت اپنے مضمون میں تمام طاعات کو عام ہے جن کے بعد آدمی معاصی میں منہمک ہو کر ان طاعات کو خراب کر دے اس عموم میں نفقات بھی آگئے اور تحقیق اس خراب کرنے کی یہ ہے کہ جیسا آیۂ یاایھا الذین اٰمنوا لا تبطلوا صدقٰتکم

اللغات - المنربۃ ولد الرجل والنساء کذا فی القاموس ۱۲

ملتقطات الترجمہ

ل قولہ فی العنوان نفقات وطاعات زاد المعطوف

لعموم الآیۃ ع ۳۶ ۴ کما نقل عن ابن عباس رض وارتضاہ عمر رضہ ۱۲

ب قولہ زیادہ درختوں الخ فالمراد ان الجنۃ لما کان من نخیل واعناب فما معنی قولہ من کل الثمرات وانما خصہما بالذکر لانہما اکرم الاشجار عند العرب ۱۲

س قولہ لمناسب زادہ للاشارۃ الی ان الاستغراق فی عسر فی لا حقیقی ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا

اے ایمان والو خرچ کیا کرو عمدہ چیز کو اپنی کمائی میں سے اور اس میں سے جو کہ ہم نے تمہارے

لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ

لئے زمین سے پیدا کیا ہے اور ردی چیز کی طرف نیت مت لیجایا کرو کہ اس میں سے خرچ کرو حالانکہ تم کبھی اس

بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾

کے لینے والے نہیں ۔ ہاں چشم پوشی کر جاؤ اور یہ یقین کر رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں تعریف کے لائق ہیں

کے تحت میں اجمالاً مذکور ہوا کہ اعمال میں کچھ شرطیں اُن کے انوار و برکات کی بھی ہوا کرتی ہیں سو وہ شرط مطلقاً سیئات میں مشغول ہونے سے پرہیز کرنا ہے، اور جب طاعات کے بعد معاصی میں مشغول و مستغرق ہو جاتا ہے تو اُن طاعات کے انوار و برکات سلب ہو جاتے ہیں جس کا اثر اس عالم میں تو یہ ہوتا ہے کہ جو حلاوت طاعت کی قلب میں پیدا ہوئی تھی وہ زائل ہو جاتی ہے اور ایک طاعت سے دوسری طاعت کا سلسلہ چلا کرتا ہے اور ویسا ہی سامان جمع ہونے لگتا ہے جس کو توفیق کہتے ہیں یہ توفیق بند ہو جاتی ہے بلکہ طاعات معمولہ میں بھی کمی اور ناغہ اور سستی ہونے لگتی ہے، اور ان امور فائتہ پر جو ثمرات آخرت میں ملتے اُس سے محروم رہیگا یہ اثر اُس عالم میں ہوگا اور اس نور و برکت کے سلب ہونے کی بھی کہیں کہیں آیات و احادیث میں حبط وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے پس یہ حبط مشہور اصطلاحی نہیں خوب سمجھ لو۔ ربط۔ انفاق میں جن امور کی رعایت ضروری ہے ان میں سے بعض تو مذکور ہو چکے جیسے ترک من و اذی و ریا وغیرہ اور ایک ان میں یہ بھی ہے کہ وہ چیز ردی اور خراب نہ ہو اس کو آگے بیان فرماتے ہیں۔ **رعایت جودت مال** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾ اے ایمان والو (نیک کام میں) خرچ کیا کرو عمدہ چیز کو اپنی کمائی میں سے اور (عمدہ چیز کو) اس میں سے جو کہ ہم نے تمہارے (کام میں لانے کے) لئے زمین سے پیدا کیا ہے اور ردی (ناکارہ) چیز کی طرف نیت مت لیجایا کرو کہ اس میں سے خرچ کرو حالانکہ (ویسی ہی چیز اگر کوئی تم کو تمہارے حق واجب کے عوض یا سوغات میں دینے لگے تو) تم کبھی اُس کے لینے والے نہیں ہاں مگر چشم پوشی (اور رعایت) کر جاؤ (تو اور بات ہے)، اور یہ یقین کر رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں (جو ایسی ناکارہ چیزوں سے خوش ہوں)، تعریف کے لائق ہیں (یعنی ذات و صفات میں کامل ہیں تو ان کے دربار میں چیز بھی کامل تعریف کے لائق ہی پیش کرنا چاہیئے)، ف شان نزول سے طیب کے معنی عمدہ کے لئے گئے، کیونکہ

النحو قوله مما اخرجنا على حذف المضاف اى من طيبات ما اخرجنا منه تنفقون كمل ان يتعلق منه يجوز ان يتعلق بالنهى قوله الا ان تغمضوا اى مقدرا فى وقت من الاوقات الا وقت الاغماض ۱۲

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ یا سوغات فیہ اشارۃ الی عموم الآیۃ للفرض والنافلۃ فتدبر منہ المعرب فی قولہ لستم بآخذیہ الخ ای لہدیۃ الخ تأمل النفس عادۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ مما اخرجنا تخصیص بذلک لکمال التعاون فیہ الخ ۱۲ بیضاوی قولہ تغمضوا فی رد علی استیسر بہا کما قال الزمخشری للتقلیل والتساہل ۱۲

الروایات فی لباب النقول وفی الحاکم والترمذی وابن جریر وابن ابی حاتم وغیرہم عن البراء قال نزلت ہذہ الآیۃ فینا معشر الانصار کنا اصحاب نخل کان الرجل یاتی من نخلہ علی قدر کثرتہ وقلتہ وکان الرجل ممن لا یرغب فی الخیر یاتی الرجل بالقنو فیہ الحشف والقنوۃ اکمر فیسلتہ فانزل اللہ یا ایہا الذین آمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم الآیۃ ۱۲

الشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ

شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے اور تم کو بُری بات کا مشورہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ

مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ

کرتا ہے اپنی طرف سے گناہ معاف کرنے کا اور زیادہ دینے کا۔ اور اللہ تعالیٰ وسعت والے ہیں خوب جاننے والے ہیں۔ دین کا فہم جس کو چاہتے ہیں

مَنْ يَّشَآءُ ۚ	
دے دیتے ہیں۔	

بعضے لوگ خراب چیز لے آتے تھے اُس پر یہ آیت نازل ہوئی تھی اور بعض نے عموم لفظ سے طیب کی تفسیر حلال کی کی ہے کیونکہ پوری عمدہ جب ہی ہے جب حلال بھی ہو۔ پس اس بناء پر آیت میں اس کی بھی تاکید ہوگئی اور پہلی تفسیر پر دوسرے دلائل سے اس تاکید کو ثابت کیا جاوے گا، اور یاد رکھو کہ یہ اس شخص کے لئے ہے جس کے پاس عمدہ چیز ہو اور پھر وہ بری نکمی چیز خرچ کرے، جیسا ماکسبتم اور اخرجنا اُس کے موجود ہونے پر اور لا تیمموا الخبیث منہ تنفقون عمداً نکمی چیز کے خرچ کرنے پر دلالت کر رہا ہے اور جس کے پاس اچھی ہو ہی نہیں وہ اس ممانعت سے بری ہے اور اس کی وہ بُری بھی مقبول ہے۔ بعض علماء نے اس سے یہ مسئلے مستنبط کئے ہیں۔ مسئلہ مال تجارت میں زکوٰۃ فرض ہے بقولہ ماکسبتم۔ مسئلہ عشری زمین میں عشر واجب ہے بقولہ اخرجنا اور عشر مزارع پر ہے نہ کہ مالک ارض پر بقولہ لکم خلافاً لابی حنیفہؒ وہ لکم کا مخاطب مجموع کو کہدیں گے تفصیل عشر کی کتب فقہ میں ہے اس بناء پر یہ آیت انفاق واجب کے بارہ میں ہوگی ربط آگے متنبہ فرماتے ہیں کہ ہم نے جو تم کو انفاق کی اور اس میں عمدگی کی رعایت کی ترغیب دی ہے اس میں شیطان اغوا کیا کرتا ہے تم اُس پر عمل مت کرنا تنبیہ برمز احمت **شیطان** الشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے (کہ اگر خرچ کروگے یا اچھا مال خرچ کروگے تو محتاج ہو جاؤ گے) اور تم کو بُری بات (یعنی بخل کا) مشورہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ کرتا ہے (خرچ کرنے پر اور اچھی چیز خرچ کرنے پر) اپنی طرف سے گناہ معاف کر دینے کا اور زیادہ دینے کا (یعنی چونکہ نیک جگہ خرچ کرنا طاعت ہے اور طاعت سے معصیت کا کفارہ ہو جاتا ہے لہٰذا اس سے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں اور حق تعالیٰ کسی کو دنیا میں بھی اور کسی کو آخرت میں خرچ کا عوض بھی زیادہ کر کے دیتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ وسعت والے ہیں (وہ سب کچھ دے سکتے ہیں) خوب جاننے والے ہیں (نیت کے موافق ثمرہ دیتے ہیں اور یہ سب مضامین بہت ظاہر ہیں لیکن ان کو وہی شخص سمجھتا ہے جس کو دین کا فہم ہو اور اللہ تعالیٰ) دین کا فہم جسکو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں

اللغات قال البیضاوی الوعد فی الاصل شائع فی الخیر والشر قال الفراء یقال وعدہ خیراً وعدہ شراً اذا اوقعوا

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ الشیطان یعدکم الفقر (الی قولہ) ومن یؤت الحکمۃ قال العبد الضعیف فیہا العلاج بالعلم کالعلاج بالعمل فیما قبلہ من قولہ تعالیٰ انفقوا انتہی القول

ترجمہ قولہ تعالیٰ الشیطان یعدکم الفقر (الی قولہ) ومن یؤت الحکمۃ میں بخل کا علاج بالعلم سے جیسا اس کے ماقبل میں علاج بالعمل سے۔

ملحقات الترجمہ

قولہ طاعات سے معصیت کا کفارہ ہونا بقولہ تعالیٰ ان الحسنات یذہبن السیئات الرد والصغائر بالاجماع

صالحہ والشر ذاہ المفعول فالوعد فی الخیر الوعد فی الشر الوعید والایعاد الفحشاء قال البیضاوی الحرب فسی البخل فاحشاء الہ البلاغۃ یؤتی الحکمۃ قال البیضاوی من یشاء مفعول اول احوالا تہتم المفعول الثانی وہی یؤت الحکمۃ بناء للمفعول لانہ المقصود

۱۲

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۭ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ

اور جس کو دین کا فہم مل جاوے اس کو بڑی خیر کی چیز مل گئی اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے

اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ

ہیں جو عقل والے ہیں۔ اور تم لوگ جو کسی قسم کا خرچ کرتے ہو یا کسی طرح کی نذر مانتے ہو سو حق تعالیٰ کو

فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾

سب کی یقیناً اطلاع ہے اور بے جا کام کرنے والوں کا کوئی ہمراہی نہ ہوگا۔

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۭ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾ اور (سچ تو یہ ہے کہ) جس کو دین کا فہم مل جاوے اس کو بڑی خیر کی چیز مل گئی (کیونکہ دنیا کی کوئی نعمت اس کے برابر نافع نہیں) اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔ (یعنی جو عقل صحیح رکھتے ہیں) ف یہاں ڈرانے سے مراد دور دراز کے اوہام ہیں جو نیک کام میں خرچ کرنے کے وقت باوجود گنجائش مالی کے بھی گاہ گاہ متخیلہ میں آیا کرتے ہیں اور دلیل اس تخصیص کی یا مرکو بالتحشاء ہے کیونکہ بخل تو وسعت ہی کے وقت معتبر ہوتا ہے سو ایسے وہم میں ڈالنا شیطان کا فعل ہے اور بخیل لوگ ان وہموں میں غلطاں و پیچاں رہتے ہیں آیت میں اس پر عمل کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ جب گنجائش ہے تو مناسب مقدار کے خرچ کرنے سے یہ محتاجی کا احتمال ہی سلط ہے پس حاصل آیت کا یہ ہوا کہ ایسے انفاق میں ضرر تو بالکل نہیں اور نفع ہر طرح کا کہ مغفرت بھی ملے اور فضل بھی۔ پس مقتضائے فہم یہی ہے کہ ایسی حالت میں شیطانی وسوسہ کو ہرگز قبول نہ کرے۔ اور اگر ظاہراً اور یقیناً محتاجی کے اسباب و قرائن موجود ہوں تو شریعت خود ایسے شخص کو تطوعات صدقات و تبرعات سے روکتی ہے اور ایسے شخص کے خرچ نہ کرنے کو بخل بھی نہیں کہہ سکتے خوب سمجھ لو اور دین کی فہم سب سے زیادہ نافع اس لئے ہے کہ اس سے عقائد درست ہوتے ہیں اعمال کی توفیق ہوتی ہے اور عقائد و اعمال پر آخرت میں نجات اور ثواب ہے اور دنیا کی کوئی نعمت ثواب اور نجات کی برابری نہیں کر سکتی۔ **ربط** ۔ اوپر کی آیتوں میں انفاق کے متعلق جن شرائط کی رعایت کا حکم فرمایا ہے آگے اس رعایت کی تاکید ایک خاص پیرایہ میں فرماتے ہیں کہ ہم کو سب خبر رہا کرتی ہے ہر کام کو درستی کے ساتھ کیا کرو۔ **تاکید رعایت شرائط انفاق** وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ اور تم لوگ جو کسی قسم کا خرچ کرتے ہو یا کسی طرح کی نذر مانتے ہو سو حق تعالیٰ کو سب کی یقیناً اطلاع ہے اور بے جا کام کرنے والوں کا (قیامت میں) کوئی ہمراہی (حمایتی) نہ ہوگا ف کسی قسم کے خرچ کرنے میں سب خرچ آگئے وہ بھی جس میں سب شرائط مذکورہ کی رعایت ہو اور وہ بھی جس میں کل کی یا بعض کی رعایت نہ ہو مثلاً فی سبیل اللہ نہ ہو بلکہ معصیت میں ہو یا انفاق میں ریا ہو یا اس کے بعد من و اذی ہو یا حلال یا عمدہ مال نہ ہو۔ اسی طرح نذر کے عموم میں سب نذریں آگئیں مثلاً عبادت مالیہ کی

مسائل السلوک متعلقہ صفحہ ۱۱

قولہ تعالیٰ قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی قال العبد الضعیف عفا اللہ عنہ السکون لا ینافی الایمان والعرفان وعدم الطمانینۃ کانت مناسبۃ لمقام النبوۃ وھی فوق الطمانینۃ التی ھی مناسبۃ لمقام الصدیقیۃ التی لہم لکن مفقود فیہ لا الاو محققۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا فلا یلزم من زیادۃ القائل لو کشف لی الغطاء ما ازددت یقیناً ای طمانینۃ علی الخلیل علیہ السلام فان ھذہ الطمانینۃ ھی التی ھی مناسبۃ لمقام الخلیۃ ولو کان خلیل علیہ السلام فافہم ایہا الساقط والطالبا انتہی (الطول) ۔ ل

ترجمہ قولہ تعالیٰ قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عدم سکون کو ایمان و عرفان کو منافات نہیں اور یہ طمانیت مقام نبوت کے مناسب تھی اور یہ اس طمانیت سے فوق ہے جو کہ مقام صدیقیت و ولایت کے مناسب ہے جو ان سے مفقود نہیں تھی اور نہ یہ طمانیت صدیقین کو کبھی میسر ہے پس جس بزرگ کا قول ہے لو کشف لی الغطاء ما ازددت یقیناً ای طمانیۃ اس قائل کا حضرت خلیل السلام سے افضل ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ یہ طمانیت ہے جو متعلق صدیقیت کے مناسب ہے اور حضرت خلیل علیہ السلام نہ اس کے فاقد تھے اور لیکن طالب انتہی ما افقہ تم حیدر آبادی

إِن تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۖ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ

اگر تم ظاہر کرکے دو صدقوں کو تب بھی اچھی بات ہے اور اگر ان کا اخفا کرو اور فقیروں کو دیدو

فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٧١﴾

تو یہ اخفا تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کچھ گناہ بھی دور کردیں گے ۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے کاموں کی خوب خبر رکھتے ہیں

کی نذر ہو اور اسی مناسبت سے انفاق کے ساتھ نذر کو لائے ہیں یا عبادت بدنیہ کی نذر ہو۔ پھر وہ مطلق ہو یا کسی امر پر معلق ہو پھر یہ کہ اس کا ایفاء کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو اور مقصود اس کہنے سے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی اطلاع ہے یہ ہے کہ ہم اس کی جزا دیں گے یہ اس لئے سنایا تاکہ رعایت کی ترغیب اور عدم رعایت سے ترہیب ہو۔ اور بے جا کام کرنے والوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو ضروری شرائط کی رعایت نہیں کرتے بلکہ احکام کی مخالفت کرتے ہیں ان کو تصریحاً وعید سنا دی۔ **ربط** آگے انفاق کے متعلق اس کی تحقیق ہے کہ اس کا اظہار افضل ہے یا اخفاء **تحقیق افضلیت اظہار یا اخفاء انفاق** إِن تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۖ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٧١﴾ اگر تم ظاہر کرکے دو صدقوں کو تب بھی اچھی بات ہے اور اگر ان کا اخفا کرو اور (اخفا کے ساتھ) فقیروں کو دیدو تو یہ اخفار تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ (اس کی برکت سے) تمہارے کچھ گناہ بھی دور کردیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے کاموں کی خوب خبر رکھتے ہیں۔ ف اس مقام میں اقوال مختلف ہیں۔ مگر احقر کے ذوق میں حسب شہادت ظاہر قرآن و حدیث امام حسن بصری کا قول جو کہ کبیر میں منقول ہے راجح معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ یہ آیت فرض اور نفل سب صدقات کو شامل ہے اور سب میں اخفاء ہی افضل ہے اس میں دینی مصلحت بھی ہے کہ ریا سے البعد ہے لینے والا بھی نہیں شرماتا اور دنیوی مصلحت بھی ہے کہ اپنے مال کی مقدار عام لوگوں پر ظاہر نہیں ہوتی اور مراد افضلیت فی نفسہ کے منافی نہیں اور کفارہ سیئات کچھ اخفاء کے ساتھ خاص نہیں لیکن تخصیص ذکری جبکہ وہ مرجع ضمیر یا ترکیب میں جزاء ہو اس نکتہ کے لئے ہے کہ نفس اخفاء میں کوئی ظاہری فائدہ نہیں دیکھتا اس لئے منقبض ہوتا ہے۔ پس ایک فائدہ عظیمہ پر متنبہ کردیا جو باعتبار اعلان کے زیادہ متوقع الحصول ہے اور اسی لئے واللہ بما تعملون خبیر فرمایا یعنی خدا کو تو خبر ہے پھر اور کسی کو خبر نہ ہو کیوں منقبض ہوتے ہو اور یہ جو کہا کچھ گناہ وجہ اس کی یہ ہے کہ ایسے حسنات سے صرف صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں اور کبیرہ کی معافی کے دو طریق ہیں ایک تو بہ بشرائطہا دوسرے فضل و رحمت **ربط** آگے پھر بتلاتے ہیں کہ صدقہ خیرات دینے میں کچھ مسلمان کی تخصیص نہیں ہے اگر کافر بھی حاجت مند ہو اس کے ساتھ احسان کرنے سے

النحو قال البیضاوی فنعم شیئا ابداء فی الحاشیۃ یعنی ان ہی ہو المخصوص لکن علی حذف المضاف ای ابداؤہا والشرط ویدل علی ہذا تذکیر الضمیر فی فہو خیر لکم ای اخفاء ہا ۱۲

البلاغۃ ۔ اخرج بذکر الفقراء فی الاخفاء دون الابداء لانہ کان فیہ مظنۃ ان یقدم علیہ غنی لا یاخذ بمنظر من الناس او یؤثر لعلمی احبابہ واصدقاءہ ولا یقتنع عن فقرہم ولم تکن تلک احتمالات فی الابداء

۱۳۲ اخفاء سے آیت میں افضلیت فی نفسہ ہے پس اگر کسی مقام پر کسی عارض سے مثلاً ریا سے امن اظہار اور نیز دوسرے فوائد اظہار موجود ہوں تو اظہار افضل ہوجاوے تو افضلیت

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ

ان تبدوا الصدقات الی قولہ خیر لکم قال العبد الضعیف عفی عنہ الخیار فی الجہر والاسرار للعمل والذکر مع فضل الاسرار فی نفسہ او الموازنۃ فی مقابلہ مصلحۃ انتہی القول ۔ ترجمہ قولہ تعالیٰ ان تبدوا الصدقات الی قولہ خیر لکم اس میں مسئلہ ہے کہ عمل کے اعلان و اخفاء میں اختیار ہے اور ساتھ ہی اخفاء کی افضلیت بھی ہے جب اعلان میں کوئی خاص مصلحت نہ ہو۔

ملخصات الترجمہ

قولہ فی وجہ الربط تحقیق فی تقریرہ ان حاصل تحقیق ما کان صلی اللہ علیہ وسلم کان سیلہا کلیا وحاصل الآیۃ الایجاب الجزئی المحقق بعض الصدقات فلا یرد ان الآیۃ تحقق فی کل الصدقات فان محط الفائدۃ عموم المصرف لا عموم المصروف لیس فیہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جبلتہ کرۃ وقریحتہ علی الاصل قول عصام ان الزکوٰۃ کان صرفہا من بیت المال لا من المزکین فالخطاب للمقصد قلت فدل علی ان الکلام فی غیر الزکوٰۃ وایضا قولہ علیہ السلام فی الزکوٰۃ لمعاذ خذہا من غنیائہم وردہا فی فقرائہم الخ الزکوٰۃ من شانہا عموم المظاہری فتفنی خیرا علی الجواز ویؤید قولہ علیہ السلام نفقۃ تحرز علی اہل الادیان کلہا خرجہ البیہقی عن مصنف ابن شیبۃ مرسلا وفی الہدایۃ لو لا تحقق

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ

ان کو ہدایت پر لے آنا کچھ آپ کے ذمہ نہیں ولیکن خدا تعالیٰ جس کو چاہیں ہدایت پر لے آویں ۔ اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اپنے فائدہ کی

فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ

غرض کے کہتے ہو اور تم کسی غرض سے خرچ نہیں کرتے بجز رضا جوئی ذات پاک حق تعالیٰ کے اور جو کچھ مال خرچ کر رہے ہو

خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝۲۷۲

یہ سب پورا پورا تمکو بلحاظ دے گا اور تمہارے لئے اس میں ذرا کمی نہ کی جاوے گی ۔

ورنع مت کرو بشرطیکہ اہل اسلام کو ضرر پہنچانے پر آمادہ نہ رہتا ہو۔ عموم احسان بمسلم و کافر لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝۲۷۲ چونکہ پہلے صحابہ کفار کو بایں مصلحت خیرات نہ دیتے تھے کہ شاید اسی تدبیر سے کچھ لوگ مسلمان ہو جاویں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی رائے دی تھی ۔ اس لئے آیت میں دونوں طرح کے خطاب کرکے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان (کافروں) کو ہدایت پر لے آنا کچھ آپ کے ذمہ (فرض واجب) نہیں (جس کے لئے اتنے دور دراز اہتمام کو بلاویں ولیکن (یہ تو) خدا تعالیٰ (کا کام ہے) جس کو چاہیں ہدایت پر لے آویں (آپ کا کام صرف ہدایت کا پہنچا دینا ہے خواہ کوئی ہدایت پر آوے یا نہ آوے اور ہدایت کا پہنچا دینا کچھ اس ممانعت پر موقوف نہیں) اور (اے مسلمانو!) جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اپنے فائدہ کی غرض سے کرتے ہو اور (اس فائدہ کا بیان یہ ہے کہ) تم اور کسی غرض سے خرچ نہیں کرتے بجز رضا جوئی ذات پاک حق تعالیٰ کے (کہ ثواب اس کے لوازم سے ہے اور یہ غرض ہر حاجت مند کی رفع حاجت کرنے سے حاصل ہوتی ہے پھر مسلمان فقیر کی تخصیص کیوں کی جاوے) اور (نیز) جو کچھ مال خرچ کر رہے ہو یہ سب (اس) کا عوض اور ثواب پورا پورا تم (ہی) کو (آخرت میں مل جاوے گا اور تمہارے لئے اس میں ذرا کمی نہ کی جاوے گی (سو تم کو اپنے عوض سے مطلب رکھنا چاہیئے اور عوض ہر حال میں ملیگا ۔ پھر تم کو اس سے کیا بحث کہ ہمارا صدقہ مسلمان ہی کو ملے کافر کو نہ ملے ۔ خلاصہ یہ کہ نیت بھی تمہاری اصل میں اپنے ہی نفع حاصل کرنے کی ہے اور واقع میں بھی حاصل خاص تم ہی کو ہوگا ۔ پھر ان زوائد پر کیوں نظر کجاتی ہے کہ یہ نفع خاص اسی طریق سے حاصل کیا جاوے کہ مسلمان کو صدقہ دیں کافر کو نہ دیں ۔ شیخ سعدی کا شعر گویا اسی آیت کی تفسیر ہے ؎ گر آدمی بروبیش آتش بسجود ۔ تو واپس چرا می کشی دست جود ۔ اور جاننا چاہیئے کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ نیرا کھانا خاص متقی کھایا کریں، مراد اس سے طعام دعوت ہے اور آیت میں طعام حاجت پس تعارض کا شبہ نہ کیا جاوے مسئلہ حربی کافر کو کسی کفارہ وغیرہ میں دینا جائز نہیں مسئلہ کافر ذمی یعنی غیر حربی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ۔ اور دوسرے صدقات واجبہ و نفل سب جائز ہیں اور آیت میں زکوٰۃ داخل نہیں ربط اوپر صدقات میں مومن کی تخصیص نہ ہونے کا بیان فرمایا تھا آگے اصل مستحق کا بیان

الروایات

فی روح المعانی اخرج ابن ابی حاتم وغیرہ عن ابن عباس رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یامرنا ان لا نتصدق الا علی اہل الاسلام حتی نزلت ہذہ الآیۃ فنسخ ابن جریر عنہ قال کان اناس من الانصار لہم انساب وقرابۃ وکانوا یتقون ان یتصدقوا علیہم فیریدونہم ان یسلموا فنزلت لیس

لمحقات الرحیمیہ

۱ قولہ اس فائدہ کا بیان الخ عطف تفسیر ہے ۱۲

۲ قولہ خلاصہ الخ بہذہ التقریر الی قولہ غیر حربی فلا تصدقوا الیکم فتنہ بردوتکرر ۱۲

۳ قولہ نیت لان اللام فی لانفسکم للنفع والغرض ۱۲ الحاصل الخ اصل نیۃ وقصورہ لا فوجہ کما ہو ظاہر ۱۲

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ

اصل حق ان حاجتمندوں کا ہے جو مقید ہو گئے ہوں اللہ کی راہ میں وہ لوگ کہیں ملک میں چلنے پھرنے کا امکان نہیں رکھتے تاواقف

يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ

ان کو تونگر خیال کرتا ہے اُن کے سوال سے بچنے کے سبب سے تم ان کو ان کے طرز سے پہچان سکتے ہو وہ لوگوں سے لپٹکر

النَّاسَ اِلْحَافًا ۗ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾

مانگتے نہیں پھرتے اور جو مال خرچ کرو گے بیشک حق تعالیٰ کو اُس کی خوب اطلاع ہے۔

ع ۳۷ ۵

فرماتے ہیں یعنی حاجت کے وقت سب کو دینا چاہیئے لیکن اصل استحقاق اُن لوگوں کا ہے جن میں خاص صفتیں ہوں یعنی اپنی طرف سے تو ایسوں ہی کو تفتیش کر کے دے اور یوں بلا تفتیش جس کی حاجت پر اطلاع ہو جاوے اُس کو دیدیا کرے پس کچھ تعارض نہ رہا۔ اصل مستحقین **صدقات** لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۗ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ (صدقات) اصل حق ان حاجتمندوں کا ہے جو مقید ہو گئے ہوں اللہ کی راہ (یعنی دین کی خدمت) میں (اور اسی خدمت دین میں مقید اور مشغول رہنے سے) وہ لوگ (طلب معاش کے لئے) کہیں ملک میں چلنے پھرنے کا (عادۃً) امکان نہیں رکھتے (اور) ناواقف ان کو تونگر خیال کرتا ہے۔ اُن کے سوال سے بچنے کے سبب سے (البتہ) تم ان لوگوں کو اُن کے طرز (وہیئت) سے پہچان سکتے ہو (کیونکہ فقر و فاقہ سے چہرہ اور بدن میں گو نہ اضمحلال ضرور آجاتا ہے اور یوں) وہ لوگوں سے لپٹ کر مانگتے نہیں پھرتے (جس سے کوئی انکو حاجت مند سمجھے یعنی مانگتے ہی نہیں کیونکہ اکثر جو لوگ مانگنے کے عادی ہیں وہ لپٹ کر ہی مانگتے ہیں) اور (ان لوگوں کی خدمت کرنے کو) جو مال خرچ کرو گے بیشک حق تعالیٰ کو اس کی خوب اطلاع ہے (اور لوگوں کو دینے سے اُن کی خدمت کا فی نفسہٖ زیادہ ثواب دیں گے) ف فی نفسہٖ کی قید لگانے کی وجہ تقریر ربط سے معلوم ہو چکی ہے یعنی اصل میں تو زیادہ اسی میں ثواب ہے لیکن کسی عارض کی وجہ سے اُن کے غیر میں ثواب کا زیادہ ہونا ممکن ہے، مثلاً ان لوگوں کی حاجت سے زیادہ دوسروں کو حاجت ہو یا یہ توقع ہو کہ ان کی تو خدمت کوئی اور بھی کر دے گا اور دوسرے بالکل محروم ہی رہ جاویں گے اور جہاں یہ عوارض نہ ہوں وہاں یہ لوگ خدمت کے لئے افضل ہیں اور یہ تطبیق بھی ہو سکتی ہے اوپر کی آیت کے مضمون اور اُس حدیث میں جو اُس کے تحت میں لکھی گئی ہے یعنی فی نفسہٖ تقی کی خدمت افضل ہے اور عارض کی وجہ سے غیر تقی بلکہ غیر مومن کے ساتھ احسان کرنے میں بھی افضلیت ممکن ہے۔ اور جاننا چاہیئے کہ ہمارے ملک میں اس آیت کے مصداق سب سے زیادہ وہ حضرات ہیں جو علوم دینیہ کی اشاعت میں مشغول ہیں پس اس بنا پر سب سے اچھا مصرف طالب علم ٹھیرے اور ان پر جو بعض ناتجربہ کاروں کا یہ طعن ہے کہ ان سے کما یا نہیں جاتا اس کا جواب قرآن میں دیدیا گیا جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص ایسے دو کام نہیں کر سکتا جن میں سے ایک میں یا دونوں

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ صدقات اصل حق اشارہ الی حذف المبتدا والی کون اللام للاختصاص

۲ قولہ عادۃ یعنی

۳ قولہ یعنی مانگتے ہی نہیں فی روح المعانی وہو المروی عن ابن عباس وابن زید وہب الخزاز الزجاج والمکثار باب للمعانی وعلیہ یکون النفی موجہا للامرین علی حد قول الاعشی لا الفیر ایاق من این ولا وشب ینولا یغیض علی شرسوفہ الصفر واعترض بان ہذا انما یحسن اذا کان النفیہ لازما للمقید او کالملازم حتی یلزم من نفیہ نفیہ بطریق برہانی ولیس کذلک اذ الالحاح لیس لازما للسوال فلا کلازم ثم اجاب بما لیس برضی عندی وانما الجواب عندی ما اشرت فی تقریر الترجمۃ من کون الالحاح لازما للسوال فی الاکثر کما ہو مشاہد ۱۲

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ

جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات میں اور دن میں پوشیدہ اور آشکارا سو ان لوگوں کو

اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾

ان کا ثواب ملے گا ان کے رب کے پاس اور نہ ان پر کوئی خطرہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔

میں پوری مشغولی کی ضرورت ہو اور جس کو علم دین کا کچھ مذاق ہوگا وہ مشاہدہ سے سمجھ سکتا ہے کہ اس میں غایت مشغولی و انہماک کی حاجت ہے اس لئے اس کے ساتھ اکتساب مال کا شغل جمع نہیں ہو سکتا اور اس کے کرنے سے علم دین کی خدمت ناتمام رہ جاتی ہے پناچہ ہزاروں نظائر پیش نظر ہیں۔ **ربط** آگے یہ بتلانا مقصود ہے کہ انفاق فی الخیر میں کسی زمانہ اور کسی حالت کی تخصیص نہیں جب موقع ہو خرچ کرنا چاہئے سب مقبول ہے

عدم تخصیص اوقات وحالات در انفاق اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾ جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات میں اور دن میں (یعنی بلا تخصیص اوقات) پوشیدہ اور آشکارا (یعنی بلا تخصیص حالات) سو ان لوگوں کو ان کا ثواب ملے گا (قیامت کے روز) ان کے رب کے پاس (جا کر) اور نہ (اس روز) ان پر کوئی خطرہ (واقع ہونے والا) ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔ **ف** اس تعمیم سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ پوشیدہ خرچ کرنا اسی وقت افضل ہے جبتک آشکارا خرچ کرنے میں کسی عارض سے ترجیح نہ ہو مثلاً اس وقت مجمع میں ایک شخص کا دم نکلا جاتا ہے اور ہم اسکو نفع پہنچا سکتے ہیں اب وہاں یہ انتظار کرنا کہ جب سب ہٹ جاویں اس وقت اس کی خبر گیری کریں گے اسی مثل کا مصداق ہو جاتا ہے "تا تریاق از عراق آورد و شود مار گزیدہ مردہ شود" اور یہ جو کہا گیا کہ ان پر کوئی خطرہ واقع ہونیوالا نہیں اس سے یہ شبہ جاتا رہا کہ قیامت کے روز تو خاص بندے بھی بڑے خوف و خطر میں مشغول ہوں گے وجہ دفع شبہ ظاہر ہے کہ گو ان کو خود خطرہ ہو مگر جس امر کا خطرہ ہے وہ ان کو پیش نہ آوے گا۔ **ربط** تفصیل مضامین انفاق سے پہلے مجملاً ابواب البر کے پینتیس[۳۵] حکموں کا بیان ہوا ہے بعض احکام کا یہاں سے بیان ہوتا ہے اور ان بقیہ احکام کا ارتباط مضمون انفاق کے ساتھ اس سے اور زیادہ ہو گیا کہ یہ سب احکام مثل انفاق کے مال ہی کے ساتھ متعلق ہیں چناچہ ربو اظاہر ہے کہ مال سے متعلق ہے۔ اسی طرح مدیون کو مہلت دینا دین کے معاملات کو لکھوا لینا، ان معاملات میں شاہد بنانا ان شاہدوں کا بتوں کو بے وجہ عذر نہ کرنا۔ رہن رکھنا رکھانا۔

مسائل السلوک متعلقہ صفحہ ۲۴۷

قولہ تعالیٰ احصروا قال العبد الضعیف عفا اللہ عنہ اولویۃ ترک اسباب المعیشۃ للفقیر المشتغل بالآخرۃ وان الاولویۃ فیما انتھی القول

قولہ تعالیٰ یحسبھم الجاھل اغنیاء قال العبد الضعیف عفا اللہ عنہ ھذا مدح خاص یتمیز بہ عن العوام انتھی القول

قولہ تعالیٰ احصروا فی سبیل اللہ الخ اس میں دلیل ہے کہ فقیر مشتغل بالآخرۃ کو اسباب معیشت کا ترک کرنا اولیٰ ہے اگرچہ اس اشتغال و کسب میں کچھ منافاۃ بھی نہیں

قولہ تعالیٰ یحسبھم الجاھل اغنیاء الخ اس میں اس کی کوئی خاص وضع نہ بتلائی جس سے عوام اہل دنیا سے ممتاز ہو۔

[۳] نزلت ہذہ الآیۃ فی علی بن ابی طالب کانت معہ اربعۃ دراھم فانفق باللیل درھما وبالنھار درھما وسرا وعلانیۃ فنزلت فیہ اخرج ابن المنذر عن ابن المسیب قال الآیۃ نزلت فی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وعثمان بن عفان فی تجھیزھم فی جیش العسرۃ

البلاغۃ — انما قدم اللیل والسر لافضلیۃ الاخفاء فی نفسہ[۱۲]

النحو — الباء بمعنی فی وسرا وعلانیۃ مصدر ای انفاقا سرا[۱۲]

الروایات — فی لباب النقول اخرج عبد الرزاق وابن جریر وابن ابی حاتم والطبرانی بسند ضعیف عن ابن عباس قال[۳]

الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ

جو لوگ سود کھاتے ہیں نہیں کھڑے ہوں گے مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہے ایسا شخص جس کو شیطان خبطی

الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ

بنا دے لپٹ کر یہ اس لئے ہوگی کہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ بیع بھی تو مثل سود کے ہے حالانکہ

اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ

اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کر دیا ہے پھر جس شخص کو اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت پہنچی

رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ

اور معاملہ اس کا خدا کے حوالہ رہا اور جو شخص پھر عود

فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَمْحَقُ اللّٰهُ

کرے تو یہ لوگ دوزخ میں جائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے

الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝

ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے کسی کفر کرنے والے کو کسی گناہ کے ساتھ کرنے والے کو

حکم سی و ششم۔ تحریم و ذم ربوا۔ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝ جو لوگ سود کھاتے ہیں (یعنی لیتے ہیں)، نہیں کھڑے ہوں گے (قیامت میں قبروں سے)، مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہے ایسا شخص جس کو شیطان خبطی بنا دے لپٹ کر (یعنی حیران مدہوش)، یہ سزا اس لئے ہوگی کہ ان (سود خوار) لوگوں نے (سود کے حلال ہونے پر استدلال کرنے کے لئے) کہا تھا کہ بیع بھی تو مثل سود کے ہے (کیونکہ اس میں بھی مقصود نفع حاصل کرنا ہوتا ہے اور بیع یقیناً حلال ہے پھر سود بھی جو کہ اس کا مثل ہے حلال ہونا چاہیئے)، حالانکہ (دونوں میں کھلا فرق ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے (جو کہ مالک ہیں احکام کے) بیع کو حلال فرمایا اور سود کو حرام کر دیا ہے (اس سے زیادہ اور کیا فرق ہوگا)، پھر جس شخص کو اس کے پروردگار کی طرف سے (اس بارہ میں) نصیحت پہنچی اور وہ (اس سود کے فعل سے اور اس کفر کے قول سے یعنی حلال کہنے سے) باز آگیا (یعنی حرام سمجھنے لگا اور لینا بھی چھوڑ دیا)، تو جو کچھ اس حکم کے آنے سے) پہلے (لینا) ہو چکا ہے

ف ۱۲

ملحقات الرحیم

۱ قولہ یعنی لیتے ہیں ماخوذہ البیضاوی قال وانما ذکر الاکل لانہ اعظم منافع المال ۱۲

۲ قولہ بیع بھی تو مثل سود کے ہے ھذا التقریر للاستدلال افضی اللہ ذوقائم رایۃ لصاحب الانتصاف فلا یحتاج الی ارتکاب تکلف المبالغۃ ۱۲

وہ اسی کا رہا (یعنی ظاہر شرع کے نزدیک اُس کی یہ توبہ قبول ہوگئی اور لیا ہوا مال اسی کی ملک ہے، اور (باطنی) معاملہ اُس کا کہ وہ دل سے باز آیا ہے یا منافقانہ توبہ کرتی ہے یہ) خدا کے حوالہ رہا (اگر دل سے توبہ کی ہوگی عنداللہ نافع ہوگی ورنہ کالعدم ہوگی، تم کو بدگمانی کا کوئی حق نہیں) اور جو شخص (نصیحت مذکور سُنکر بھی اُسی قول اور اُسی فعل کی طرف) پھر عود کرے تو (بوجہ اس کے کہ اُن کا یہ فعل خود گناہ کبیرہ ہے) یہ لوگ دوزخ میں جاویں گے (اور بوجہ اس کے کہ ان کا یہ قول کفر ہے اس لئے) وہ اس (دوزخ) میں ہمیشہ رہیں گے (اور گو سود لینے سے فی الحال مال بڑھتا نظر آتا ہے لیکن مآل کار) اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں (کبھی تو دنیا ہی میں سب برباد ہو جاتا ہے ورنہ آخرت میں تو یقینی بربادی ہے کیونکہ وہاں اس پر عذاب ہوگا) اور (برخلاف اس کے صدقہ دینے میں گو فی الحال مال گھٹتا معلوم ہوتا ہے لیکن مآل کار اللہ تعالیٰ) صدقات کو بڑھاتے ہیں (کبھی تو دنیا میں بھی ورنہ آخرت میں تو یقیناً بڑھتا ہے کیونکہ وہاں اس پر بہت سا ثواب ملیگا جیسا اوپر آیات میں مذکور ہوا) اور اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے (بلکہ مبغوض رکھتے ہیں) کسی کفر کرنے والے کو (جو کہ قول مذکور کے مثل کلماتِ کفر منہ سے بکے اور اسی طرح پسند نہیں کرتے) کسی گناہ کے کام کرنے والے کو (جو کہ فعل مذکور یعنی سود کے مثل کبائر کا مرتکب ہو) ف آخرت میں جنون کی سی حالت ہونا قرآن سے تو اس فعل اور اس قول کے مجموعہ پر مرتب معلوم ہوتا ہے اور حدیث سے صرف سود لینے کے فعل پر بھی اس کا ترتب ثابت ہے جیسا روح المعانی میں طبرانی سے بروایت عوف ابن مالک حدیث مرفوع منقول ہے جس کے بعض الفاظ یہ ہیں فمن اکل الربوا بعث یوم القیمۃ مجنونا یتخبط ثم قرأ الآیۃ ف۲ قیامت میں سود خوار کی حالت جنون کو جو تشبیہ دی گئی ہے اس شخص کی حالت سے جس کو شیطان نے لپٹ کر خبطی کر دیا ہو اس سے معلوم ہوا کہ آسیب کا لپٹ جانا امر ممکن ہے اور حقیقت اس کی یہ ہے کہ جنات میں بعضے خبیث ہوتے ہیں وہ بعضی دفعہ کسی شخص کو تکلیف پہنچاتے ہیں اور ان کے تسلط سے انسان بدحواس ہو جاتا ہے چونکہ جنات کا وجود قرآن سے ثابت ہے اور اُس کے اُنگلی چھونے کے اثر سے پاگل دیوانہ ہونا حدیث سے ثابت ہے لہذا آیت میں اس تاویل کی ضرورت نہیں کہ بنا علی زعم العرب ایسا کہدیا گیا ہے اور چونکہ آیت میں یہ کہیں نہیں ہے کہ بدحواسی کی علت ہمیشہ آسیب زدگی ہی ہے، اس لئے اس شبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ بدحواسی اور جنون امراض کی ایک قسم ہے وجہ دفع شبہ ظاہر ہے کہ اگر جنون کبھی جن کے اثر سے ہوا اور کبھی مرض کے اثر سے یا دونوں کے اثر سے اس طرح ہو کہ اول جن کا اثر ہوا اور اس سے اختلاط میں تعفن اور تغیر پیدا ہو جاوے یا کبھی اول اخلاط میں فساد پیدا ہوا اور ان سے ریاح متعفنہ پیدا ہوں اور ان ریاح کے ساتھ ارواح خبیثہ شیطانیہ متعلق ہو جاویں جس طرح بعض فصول میں مواد بخاریہ میں جان پڑ کر ہوام موذیہ حشرات الارض پیدا ہو جاتے ہیں تو ان سب صورتوں میں کوئی وجہ استبعاد کی نہیں ہے پس اس قسم کے آثار کا انکار کرنا نری دہریت اور الحاد ہے اور بعضوں کو جو قرآن مجید کی اس آیت سے شبہ ہو گیا ہے وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم الآیہ سو یہاں حصر باعتبار اس کے ہے کہ شیطان جبراً معصیت نہیں کرا سکتا، باقی اس اثر متکلم فیہ کی نفی لازم نہیں

ملحقات الرحیمیہ

ف۱ قولہ تم کو بدگمانی کا الخ ہذا التقریر لجملۃ وامرہ الی اللہ ما مضی اللہ تعالیٰ بعد فکر طویل فیما طلعت بہ ان راجعت التقاریر ولم اطمئن قلبی بما فیہا واللہ اعلم وہو کشل قولہ علیہ السلام بلا شقشقۃ قلبہ ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے اور نماز کی پابندی کی اور زکوٰۃ دی

لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝٢٧

اُن کے لئے اُن کا ثواب ہوگا ان کے پروردگار کے نزدیک۔ اور ان پر کوئی خطرہ نہیں ہوگا اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔

آتی البتہ یہ بات اب تک ثابت نہیں کہ مردوں کی ارواح آکر ستاتی ہیں بلکہ ظاہر ایہ امر اس لئے غلط معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ صلحا سے تھا تو نعیم میں مشغول ہے اس کو یہاں ایذا رسانی کے لئے آنے کی کیا ضرورت اور اگر وہ اشقیا میں سے تھا تو اس کو اس کی کب مہلت۔ **ف ۳** - اور قیامت میں جو یہ سزا دیجاوے گی مناسبت اس کی جرم کے ساتھ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس شخص کا یہ کہنا انما البیع مثل الربوا ناشی ہے اس شخص کی بے عقلی سے در بارہ دین کے اس لئے اس کو سزا زوال عقل کی دی جاوے گی، اسی طرح یہ فعل بھی خود دلیل ہے بے عقلی مذکور کی۔ کیونکہ جس علم پر عمل نہ ہو وہ گویا علم اور عقل ہی نہیں۔ **ف ۴** حق تعالیٰ نے ان کے استدلال مذکور کا جو جواب دیا ہے وہ حاکمانہ جواب ہے جو تقریر قوانین کے وقت بالکل کافی اور نہایت مناسب ہوتا ہے، باقی حکیمانہ جواب آیۂ ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل سے بوجہ اس کے کہ باطل میں سود بھی داخل ہے مفہوم ہوتا ہے جس کا حاصل اجمالاً یہ ہے کہ اس میں ناحق دوسرے کے مال کا ضائع کرنا ہے، باقی مفصل حکمتیں اور احکام اصول اور فقہ میں مذکور ہیں۔ **ربط** اوپر سود کے باب میں بد اعتقاد اور بد عمل لوگوں کا ذکر تھا۔ آگے حسب عادت قرآنیہ خوش اعتقاد اور نیک عمل لوگوں کا ذکر فرماتے ہیں **مدح مومنین عاملین** إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (۲۷۷) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے اور (بالخصوص) نماز کی پابندی کی اور زکوٰۃ دی اُن کے لئے اُن کا ثواب ہوگا اُن کے پروردگار کے نزدیک اور (آخرت میں) اُن پر کوئی خطرہ (واقع ہونے والا) نہیں ہوگا اور نہ وہ (کسی مقصود کے فوت ہونے سے) مغموم ہوں گے۔ **ف** اوپر کی آیت میں سود خواروں کا قول إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا اُن کے کفر پر دلالت کرتا تھا اس کے مقابل اس آیت میں آمنوا لایا گیا اور وہاں اُن کی بد عملی سود کی مذکور تھی جس سے ان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لوگوں کا راغب الی الدنیا ہونا بھی مفہوم ہوتا تھا یہاں ان کی خوش عملی اجمالاً اعملوا الصالحات سے اور تفصیلاً راغب الی اللہ ہونا اقاموا الصلوٰۃ سے اور بجائے مال سود حاصل کرنے کے اور بالعکس مال کا خرچ کرنا اٰتوا الزکوٰۃ سے مذکور ہے اور ظاہر ہے کہ ان مقابلوں کی رعایت سے کلام میں کس قدر حسن و خوبی آگئی۔ **ربط**۔ اوپر ممانعت تھی آئندہ سود لینے سے آگے حکم ہے پچھلا جو ہوا سود وصول کرلے۔

مسائل السلوک صفحہ ۲۳

قولہ تعالیٰ لیس علیک ھدٰھم ۴۴ قال العبد الضعیف فیہ عدم النھی عن عدم التحضیض وترک المبالغۃ فی التدبیر انتھی لقولہ

قولہ تعالیٰ وما تنفقوا من خیر فلانفسکم وما تنفقون الا ابتغاء وجہ اللہ قال العبد الضعیف فیہ ان ارادۃ الثواب لا تنافی الخلوص للہ تعالیٰ کما یرشد الیہ الجھتا انتھی لقولہ

ترجمہ قولہ تعالیٰ لیس علیک ھدٰھم اس پر دلالت ہے کہ کسی کے زیادہ درپے نہ ہوا اور تدبیر میں زیادہ مبالغہ نہ کرے (کیونکہ عدم تصدق علی الکفار کا بطور تدبیر ہونے کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امر فرمایا) **قولہ تعالیٰ** وما تنفقوا من خیر فلانفسکم وما تنفقون الا ابتغاء وجہ اللہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ ثواب کا قصد کرنا خلوص للہ کے منافی نہیں جیسا بعض جہلاء صوفیہ نے سمجھا ہے چنانچہ (چنانچہ آیت میں دونوں امر فقہ کو جمع فرمایا ہے)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود کا بقایا ہے اس کو چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ

پھر اگر تم نہ کرو گے تو اشتہار سن لو جنگ کا اللہ کی طرف سے اور اسکے رسول کی طرف سے اور اگر تم توبہ کر لو گے تو تم کو تمہارے

اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾

اصل اموال مل جاویں گے۔ نہ تم کسی پر ظلم کرنے پاؤ گے اور نہ تم پر کوئی ظلم کرنے پائیگا۔

نہی از وصول بقایا سود۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود کا بقایا ہے اس کو چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو (کیونکہ ایمان کا مقتضا اطاعت کرنا ہے) پھر اگر تم (اس پر عمل) نہ کرو گے تو اشتہار سن لو جنگ کا اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے (یعنی تم پر جہاد ہوگا) اور اگر تم توبہ کر لو گے تو تم کو تمہارے اصل اموال مل جاویں گے (اس قانون کے بعد) نہ تم کسی پر ظلم کرنے پاؤ گے (کہ تم اصل مال سے زیادہ لینے لگو) اور نہ تم پر کوئی ظلم کرنے پاوے گا (کہ تمہارا اصل مال بھی نہ دلایا جاوے) **ف** آیت میں جو جہاد کے لئے فرمایا ہے اس میں حسب ذیل تفصیل ہے۔ **مسئلہ** سود نہ چھوڑنا اگر اس طرح ہے کہ اس کو حلال بھی سمجھتا ہے تب تو وہ کافر ہے جس طرح کافروں سے جہاد ہوتا ہے اسی طرح اس شخص سے ہوگا۔ **مسئلہ** اور اگر سود نہ چھوڑنا اس طرح پر ہے کہ اس کو حلال نہیں سمجھتا تو وجہ جہاد یہ ہے کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو مسلمان کسی خاص حکم شرعی کے خلاف کرے اور امام کے کہنے سے باز نہ آوے تو اس پر جبر کرنا چاہیئے سو وہ چار پر جبر چل جاوے گا اور اگر وہ جبر کو نہ مانے بلکہ گروہ بنا کر بمقابلہ پیش آوے تو ان پر جہاد کرنا چاہیئے گو وہ امر سنت ہی کیوں نہ ہو، اسی لئے فقہا نے ترک اذان یا ترک ختان پر قتال کا حکم دیا ہے اور ایسے لوگوں کا حکم باغیوں کا سا ہوگا۔ اور اس آیت میں جو یہ فرمایا ہے کہ اگر تم توبہ کرو تو تمہارا راس المال ملے گا اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ توبہ نہ کرنے کی صورت

البلاغة التنوين في حرب للتعظيم ۱۲

اختلاف القراءة قال البيضاوي قرأ حمزة وعاصم في رواية ابن عباس فآذِنُوا أي فاعلموا بها غيركم من الأذَن وهو الاستماع فانه من طرق العلم وفي حاشية بمزف واذنوا مروا باعلام غيرهم علموا لانفسكم وغيركم ۱۲

الروايات اخرج ابن ابي حاتم عن مقاتل قال نزلت هذه الآية في بني عمرو بن عمير بن عوف الثقفي وهو مسعود بن عمرو بن عمير بن عمير بن عمرو حبيب بن عمير كلهم اخوة وهم الطالبون المطلوبون بنو المغيرة من بني مخزوم وكانوا يداينون بني المغيرة في الجاهلية بالربوا وكان النبي صلى الله عليه وسلم صالح ثقيفا فطلبوا رباهم الى بني المغيرة وكان مالا عظيما فقال بنو المغيرة والله لا نعطي الربوا في الاسلام وقد وضعه الله تعالى ورسوله عن المسلمين فحرفوا شاهم

ص معاذ بن جبل و يقال عتاب بن اسيد فكتب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان بني عمرو عير طلبون ربا هم عند بني المغيرة فانزل الله تعالى يا ايها الذين آمنوا اتقوا فكتب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم الى معاذ بن جبل ان اعرض عليهم هذه الآية فان فعلوا فلهم رؤس اموالهم وان ابوا فاذنهم بحرب من الله ورسوله۔ وفي روح المعاني عن ابي يعلى عن ابن عباس لما نزلت قال ثقيف لا يدي لنا بحربه ۳

وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۚ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ

اور اگر تنگ دست ہو تو مہلت دینے کا حکم ہے آسودگی تک اور یہ کہ معاف ہی کردو اور زیادہ بہتر ہے

إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٨٠﴾

تمہارے لئے اگر تم کو خبر ہو ۔

میں راس المال بھی نہ ملیگا ۔ اس میں یہ تفصیل ہے **مسئلہ** ۔ اگر یہ تو بہ نہ کرنا اس طرح ہے کہ سود کو حلال سمجھنے لگا تو چونکہ اس کے قبل یہ شخص مسلمان ہے جیسا کہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اس کا قرینہ بھی ہے اور سود کو حلال سمجھنا کفر ہے اور اسلام کے بعد کفر کرنا ارتداد ہے، اس لئے یہ شخص مرتد ہو جاوے گا کہ اگر از سر نو اسلام قبول نہ کرے تو اس کو قتل کر دیا جاتا ہے اور اس کا تمام مال اس کی ملک سے زائل ہو جاتا ہے، پھر اس میں جتنا ارتداد سے پہلے کا حاصل کیا ہوا ہے تو وہ اس کے مسلمان وارثوں کو تقسیم ہو جاتا ہے اور جو ارتداد کی حالت میں حاصل کیا ہے وہ بیت المال میں داخل کر دیا جاتا ہے **مسئلہ** اور اگر یہ تو بہ نہ کرنا اس طرح ہے کہ اس کو حلال نہیں سمجھا مگر ترک نہیں کیا تو اوپر مذکور ہوا ہے کہ اگر یہ بمقابلہ پیش نہ آیا تب تو جبر کر کے ترک کرا ہی دیں گے ۔ تو بہ نہ کرنے کی شق میں یہ صورت داخل ہی نہیں اور اگر بمقابلہ پیش آیا تو باغی ہے اور باغی کے احکام میں سے یہ ہے کہ اُن میں جو قتل سے بچا رہے اس کا مال اس کی ملک سے تو زائل نہیں ہوتا، مگر اس کے قبضے سے نکال لیا جاتا ہے یعنی چھین کر اپنے قبضہ میں امانت کے طور پر رکھا جاتا ہے وہ لوگ جس وقت تو بہ کر لیں اُن کے اموال اُن کو واپس کر دیئے جاویں گے یہ سب مسائل ہدایہ میں موجود ہیں **مسئلہ** جو احقر نے اس آیت سے سمجھا ہے کہ دار الحرب میں حربی سے سود لینا حرام ہے کیونکہ یہ بقایا سود زمانہ جاہلیت کا تھا جبکہ مکہ دار الحرب تھا اگر یہ معاملہ حلال ہوتا تو حلال معاملہ سے جو حق واجب ہوا اُس کا مطالبہ ہر حال میں درست ہے گو مطالبہ کے وقت وہ معاملہ ناجائز ہو مثلاً ایک نصرانی نے دوسرے نصرانی سے ایک روپیہ کی شراب خریدی ان کے لئے یہ معاملہ حلال تھا، پھر دونوں مسلمان ہو گئے باوجودیکہ اب ایسی بیع و شراء درست نہیں مگر پچھلا روپیہ وصول کرنا درست ہے، پس جب ربوا میں پچھلا بقایا لینے کی اجازت نہ ہوئی معلوم ہوا کہ اس وقت بھی حلال نہ تھا پھر حربی حربی میں درست نہ ہوا تو مسلم اور حربی میں کیسے درست ہوگا ۔ لیا ہوا واپس نہ ہونا یہ تخفیف تھی بعذر عدم علم تحریم کے واسطے دفع حرج کثیر کے اور فقہی روایت جو اس کے متعلق مشہور ہے احقر کے نزدیک اُس کی خاص تفسیر ہے جس سے سود کی حلت لازم نہیں آتی باقی تفصیل کا یہ مقام نہیں ۔ **حکم سی و ہفتم وجوب امہال مفلس** اور اس حکم کو باوجود عام ہونے کے ماقبل کے ساتھ ایک خاص مناسبت بھی ہے وہ یہ کہ سود خواروں کا قاعدہ تھا کہ میعاد پر مطالبہ کرنے پر اگر مدیون مہلت مانگتا تو مہلت کے عوض اور سود لیتے تھے اس آیت آئندہ سے اس رسم بد کو بھی مٹانا ہے وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۚ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ

النحو کان تامۃ فنظرۃ ای الحکم نظرۃ فالمبتدأ مقدر الحاجل متعلق بقولہ تدانیتم ۱۲

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ق ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا

اور اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ تعالیٰ کی پیشی میں لائے جاؤ گے پھر ہر شخص کو اس کا کیا ہوا پورا پورا ملیگا

كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ ۳۸ ع ۶

اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا۔ اے ایمان والو جب معاملہ کرنے لگو ادھار کا

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ط وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ س

ایک میعاد معین تک تو اس کو لکھ لیا کرو اور یہ ضرور ہے کہ تمہارے آپس میں کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اور اگر (مدیون) تنگ دست ہو (اور اس لیے میعاد پر نہ دے سکے تو) اس کو مہلت دینے کا حکم ہے آسودگی تک (یعنی جب اس کے پاس ادا کی گنجائش ہو) اور یہ (بات) کہ (بالکل معاف ہی کر دو اور زیادہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم کو (اس کے ثواب کی) خبر ہو۔

ف مسئلہ مفلس کو مہلت دینا واجب ہے **مسئلہ** جب اس کو گنجائش ہو پھر مطالبہ کی اجازت ہے **مسئلہ** البتہ اگر ہنوز مفلس ہی ہونا تحقیق نہ ہو بلکہ شبہ ہو کہ شاید اپنی گنجائش کا اخفا کرتا ہے اور قصداً ٹالتا ہے تو حاکم کو اُن کی درخواست پر چاہیئے کہ مدیون کو حوالات کر دے اور جب قرائن سے یہ یقین ہو جاوے کہ اب اس قدر تنگ ہو چکا ہے کہ اگر اس کے پاس مال ہوتا تو ضرور دیدیتا اُس وقت رہا کر دے۔ **ربط** اوپر کے احکام میں چونکہ ظاہراً کسی قدر مالی نفع کم معلوم ہوتا ہے چنانچہ ربوا میں آمدنی کا کم ہونا اور مہلت میں آمدنی کا بدیر ہونا ظاہر ہے اس لئے مکلفین کا بوجہ طبعی مال کے ان احکام میں کوتاہی کرنا بعید نہ تھا، لہذا اس مقام میں احکام میں کوتاہی کرنے پر کسی قدر ترہیب مناسب معلوم ہوئی جو آیت آئندہ میں ارشاد فرمائی جاتی ہے۔ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ق ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

اور (مسلمانو) اُس دن سے ڈرو جس میں تم (سب) اللہ تعالیٰ کی پیشی میں لائے جاؤ گے پھر ہر شخص کو اس کا کیا ہوا (یعنی اُس کا بدلہ) پورا پورا ملیگا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا (تو تم پیشی کے لئے اپنی کارگذاری درست رکھو اور کسی قسم کی خلاف ورزی مت کرو) **حکم سی و ہشتم متعلق دین اور اس حکم میں کئی جزو ہیں جزو اول مشورہ کتابت دستاویز۔** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ط وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ص

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالیٰ فاکتبوہ قال العبد الضعیف فیہ ان اصلاح نظام المعاشرات و العادات لا یبانی الطریق المنحنی الغیول ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ فاکتبوہ اس میں یہ نکلتا ہے اس بنا کر معاشرات و عادات کے نظام کی اصلاح طرق کے منافی نہیں ۱۲

النحو قولہ کاتب بالعدل الجار والمجرور متعلق عندی بقولہ ولیکتب ۱۲

البلاغۃ - تداینتم جرد عن معنی الدین ای تعاملتم بقرینۃ قولہ بدین و انما زاد دین ولم یقتصر علی قولہ تداینتم للاہتمام فانہ کان تعملا للمجاز بمعنی مطلق المعاملۃ منہ

وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ

۲ اور لکھنے والا لکھنے سے انکار بھی نہ کرے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اس کو سکھلا دیا اس کو چاہیئے کہ لکھ دیا کرے اور وہ شخص لکھوا دے

الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ وَلْیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا یَبْخَسْ مِنْهُ شَیْـًٔا ؕ

جس کے ذمہ وہ حق واجب ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرتا رہے اور اس میں سے ذرہ برابر کمی نہ کرے ۔

فَاِنْ كَانَ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ سَفِیْهًا اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ

پھر جس شخص کے ذمہ حق واجب تھا وہ اگر خفیف العقل ہو یا ضعیف البدن ہو یا خود لکھانے کی قدرت نہ

اَنْ یُّمِلَّ هُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ

تو اس کا کارکن ٹھیک ٹھیک طور پر لکھوا دے ۔

تحقیقات الترجمہ

۱؎ قولہ خفیف العقل فالسفیہ ہہنا لیس بالمعنی الاصطلاحی عند الفقہاء بھی المجنون فلا یصح الاحتجاج بالآیۃ علی ابی حنیفۃ فی قولہ ان المہذر لیس بمحجور علیہ اقرب ۱۲

جزو دوم نہی کاتب از انکار کتابت وَلَا یَأْبَ كَاتِبٌ اَنْ یَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْیَكْتُبْ جزو سوم بودن دستاویز از جانب مدیون وَلْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ وَلْیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا یَبْخَسْ مِنْهُ شَیْـًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ سَفِیْهًا اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ هُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ اے ایمان والو جب معاملہ کرنے لگو ادھار کا (خواہ دام ادھار ہوں یا جو چیز خریدنا ہے وہ ادھار ہو جیسے بیدنی میں) ایک میعاد معین تک (کے لیئے) تو اس (کی یادداشت و دستاویز) کو لکھ لیا کرو اور یہ ضرور ہے کہ تمہارے آپس میں (جو) کوئی لکھنے والا (ہو وہ) انصاف کے ساتھ لکھے (یعنی کسی کی رعایت کر کے مضمون میں کمی بیشی نہ کرے) اور لکھنے والا لکھنے سے انکار بھی نہ کرے جیسا کہ خدا نے اس کو (لکھنا) سکھلا دیا اس کو چاہیئے کہ لکھ دیا کرے اور (کاتب کو) وہ شخص (بتلا دے اور) لکھوا دے جس کے ذمہ وہ حق واجب ہو کیونکہ دستاویز کا حاصل اقرار حق کا ہوتا ہے تو جس کے ذمہ حق ہے اسی کا اقرار ضرور ٹھیرا اور (لکھاتے وقت) اللہ تعالیٰ سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرتا رہے اور اس (حق) میں سے ذرہ برابر (بتلانے میں) کمی نہ کرے پھر جس شخص کے ذمہ حق واجب تھا وہ اگر خفیف العقل (یعنی معتوہ یا مجنون) ہو یا ضعیف البدن (یعنی نابالغ یا پیرفرتوت) ہو یا (اور کسی اتفاقی امر سے) خود (بیان کرنے کی اور) لکھانے کی قدرت نہ رکھتا ہو (مثلاً گونگا ہے اور

اللغات

فی روح المعانی الاملال بمعنی الالقاء علی الکاتب بالکتبۃ وفعلہ املت وقد یبدل احد المضاعفین یاء وتتبعہ المصدر فیہ وتبدل ہمزۃ بعد الف زائدۃ فیقال املاء ۱۲

النحو

قولہ کما علمہ اللہ متعلق بقولہ لا یاب علی حد قولہ تعالیٰ احسن کما احسن اللہ قولہ لا یستطیع معطوف علی مفرد بعد تاویلہ

البلاغۃ

قولہ وَلَا یَبْخَسْ انما نفی فی املاء من علیہ الحق النقصان فقط وقال فی الکاتب والولی بالعدل نفیا للزیادہ والنقصان لان فی من علیہ الحق لم یکن احتمال الزیادۃ للتفضل بہ ۱۲

لکھنے والا اُس کا اشارہ نہیں سمجھتا یا مثلاً دوسرے ملک کا رہنے والا ہے اور زبان غیر رکھتا ہے اور لکھنے والا اُس کی بولی نہیں سمجھتا) تو (ایسی حالت میں) اُس کا کارکن ٹھیک ٹھیک طور پر لکھوا دے۔ **ف مسئلہ** دام اُدھار یہ کہ روپیہ کے گیہوں خریدے یا ہزار روپے کا مکان خریدا اور وعدہ ٹھیرا کہ چھ ماہ کے بعد دام دیں گے یا سو روپیہ فی الحال کسی کو دیئے اور یہ معاہدہ ٹھیرا کہ چھ ماہ کے بعد مثلاً فلانا غلہ اس قدر لیں گے اس کو اصطلاح شرع میں سلم کہتے ہیں یہ دونوں صورتیں شرعاً جائز ہیں، البتہ ان کے جائز ہونے کے لئے بہت سی شرطیں ہیں جو کہ کتب فقہ میں مذکور ہیں **مسئلہ** منجملہ ان شرائط کے ایک شرط وہ بھی ہے جس کی طرف آیت میں اشارہ ہے یعنی وہ میعاد پورے طور سے معین ہو جس میں گنجائش اختلاف و نزاع کی باقی نہ رہے مثلاً ماہ رمضان کی پندرہ تاریخ اور یوں نہ کہے کہ مثلاً جب فصل کٹنے لگے گی، کیونکہ فصل کے کٹنے کی ابتدا اور انتہا میں تفاوت ہوا کرتا ہے **مسئلہ** یہ لکھنا جمہور علماء کے نزدیک مستحب ہے اگر کوئی نہ لکھے لکھاوے گنہگار نہیں صرف مصلحت ہے کہ احتمال اختلاف کا اصلا نہ رہے، **مسئلہ** یہ لکھنا چونکہ اس مصلحت کے لئے ہے اس لئے دین کے ساتھ مخصوص نہیں اگر دونوں طرف سے لینا دینا بالفعل ہی ہو جاوے اور پھر بھی اس میں لکھنا مصلحت ہو تو مضائقہ نہیں مثلاً کوئی گاؤں خریدا اور اس کا بیعنامہ لکھوا لیا تاکہ آئندہ چلکر کوئی منکر نہ ہو جاوے، **مسئلہ** کاتب کو لکھنے کا حکم اور انکار سے ممانعت یہ بھی استحباب کے لئے ہے اسی واسطے اگر کاتب لکھنے پر اُجرت لے جائز ہے **مسئلہ** خفیف العقل سے مراد مجنون یا معتوہ ہے جو بالکل پاگل نہ ہو مگر مختلط العقل ہو۔ اور ضعیف البدن سے مراد نابالغ یا بوڑھا ہے ان میں نابالغ اور معتوہ و مجنون کی بیع و شراء و اقرار تو شرعاً ناقابل اعتبار ہے بلکہ ان لوگوں کے ایسے معاملات کے صحیح و نافذ ہونے کے لئے ولی شرعی کی اجازت درکار ہے اور ایسا ولی جس کا تصرف ان کے مال میں نافذ ہو سکے صرف یہ ہیں۔ باپ۔ دادا۔ باپ کا وصی۔ دادا کا وصی۔ قاضی یعنی حاکم شرعی، پس ان کا ہر معاملہ یا تو ولی کرے، یا اگر یہ کریں تو ولی مطلع ہو کر کہدے کہ میں جائز رکھتا ہوں اور اگر ولی کرے گا تب بھی عوض اس معاملے کا جیسے دام ان ہی کے مال میں واجب ہوگا، گو مطالبہ ولی سے ہوگا۔ مگر وہ ان کے مال سے دے گا، پس مدیون یہی رہیں گے۔ اور بوڑھا اگر بدحواس ہو جاوے تب تو اُس کا بھی یہی حکم ہے، ورنہ وہ خود معاملہ کر سکتا ہے یا کسی کو اپنے آرام کے لئے اپنی طرف سے مختار کر دے اُس کو وکیل کہتے ہیں اور گونگے یا دوسرا لغت بولنے والے کے لئے مفہم اور مترجم کی ضرورت ہے وہ ہر معتبر آدمی ہو سکتا ہے پس قرآن میں ولی بمعنی کارکن کا لفظ ان سب کو یعنی ولی اصطلاحی اور وکیل اور مترجم اور مفہم کو شامل اور عام ہے۔

ملحقات الترجمہ

قولہ فی المسئلۃ الاخیرۃ ولی بمعنی کارکن لان الولی معناہ متولی الامور ۱۲

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ

اور دو شخصوں کو اپنے مردوں میں سے گواہ کر لیا کرو ۔ پھر اگر وہ دو گواہ مرد نہ ہوں تو

فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا

ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہوں میں سے جنکو تم پسند کرتے ہو ۔ تاکہ ان دونوں عورتوں میں سے کوئی ایک

فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ۭ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ۭ

بھی بھول جاوے تو ان میں ایک دوسرے کو یاد دلا دے ۔ اور گواہ بھی انکار نہ کیا کریں جب بلائے جایا کریں ۔

جزو چہارم استشہاد وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ۭ

جزو پنجم نہی شہداء از انکار شہادت وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ۭ اور (اس معاملہ دین پر علاوہ دستاویز لکھنے کے معاملہ کی پختگی کے لئے) دو شخصوں کو اپنے مردوں میں سے گواہ (بھی) کر لیا کرو اور شرعاً اصل مدار ثبوت دعویٰ کا یہی گواہ ہیں گو دستاویز نہ ہو اور خالی دستاویز بدون گواہوں کے ایسے[۱] معاملات میں حجت اور معتبر نہیں دستاویز لکھنا صرف یادداشت کی آسانی کے لئے ہے کہ اس کا مضمون دیکھکر ستر طبعی طور پر اکثر تمام واقعہ یاد آجاتا ہے، جیسا عنقریب قرآن ہی میں آتا ہے) پھر اگر وہ دو گواہ مرد (میسر) نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بنالی جاویں)، ایسے گواہوں میں سے جن کو تم (اُن کے معتبر ہونے کی وجہ سے) پسند کرتے ہو (اور ایک مرد[۲] کی جگہ دو عورتیں اس لئے تجویز کی گئیں) تاکہ ان دونوں عورتوں میں سے کوئی ایک بھی (شہادت کے کسی حصہ کو خواہ ذہن[۳] سے یا شہادت کے وقت بیان کرنے سے) بھول جاوے تو اُن میں ایک دوسرے کو یاد دلا دے (اور یاد دلانے

النحو فرجل وامرأتان ای فلیستشهد مبنیا للمفعول ان تضل ای لاجل ان تضل الخ ۱۲

البلاغة ان تضل قال البیضاوی العلة فی الحقیقة التذکیر ولکن لما کان الضلال سببا لہ نزل منزلتہ کقولہم اعددت السلاح ان یجیء عدو فاذفہ وکان قیل ارادة ان تذکر احدٰہما الاخری ان ضلت ۔ النکتة فی تکرار احد ہما دون الاقتصار علی الضمیر مافی مرجع

المعانی نظماً تضل احدٰہما فالقول محتمل ۔ کلیہما فہی للاظہار مقررة ۔ ولو اتی بضمیر کان مقتضیا ۔ لتعیین واحد للحکم معتبرة قلت توضیحہ انہ لو اکتفی بالضمیر لعاد الی احد المذکورہ ہی الضلالة فکیف تکون مذکرة ۱۲

اختلاف القراءة ۔ فی البیضاوی قرا حمزة ان تضل علی الشرط فتذکر بالرفع وابن کثیر فتذکر من الاذکار ۱۲

---

[۱] قولہ ایسے معاملات میں حجت اور معتبر نہیں احترز بہذا القید عن الدیانات الخفیة کما فی الروایة الفتوی و علی السجلات للقاضی ومثلہ فان المکتوب فی بیاجة اذا اعی الشر وبر ۱۲ سید

[۲] قولہ ایک مرد کی جگہ دو عورتیں اس توجیہ کی گیلس اشارة الی تقدیر العامل فی ان تضل ای شرطا او شرع التعدد الخ وبہذا یجاب ایضا عن قولہ ممن ترضون من الشہداء قید القولہ فرجل وامرأتان فقط کما قال بعضہم ان کونہ قیدا للشہیدین یستلزم الفصل کذا تعلقہ باستشہدوا لیکون قیدا فی الجمیع لیستلزم الفصل بین اشتراط المرضیة فی تحمیلہم وبین ترتیب الحکمة فی تحقیق عدل والمراد من ہذا التقیید مع تحقق اقتصار ما فی کل شہید لقلة انصاف النساء باہتمامہن قول البعض لما قد زاد کان کل لم یلزم الفصل بین الحکم وتعلیلہ بل ہما متصلان احدہما مقدر ۱۲

[۳] قولہ ذہن سے یا شہادت کے وقت بیان کرنے سے بھول جاوے فاندفع ما یتوہم ان النساء بعضہن یحفظن الواقعات الطویلة البعیدة العہد دون بعض وجہ الدفع اولا بان العبرة للاکثر واکثر ہن بخلبة الرطوبة فی امزجتہن یغلب علیہن النسیان وثانیا بما زدت من المعطوف فانا تتبعنا کثیرا فلم نجد ملاءة الخلاف ان النساء لکہن یکون فاشیا فیہن بحیث قط یکون اتم سنوعا بالاجود امہ حیبا بل کثیرا ما یذکرون المنسوء ویترکن بالاجادة فہن اذا کان فیہن تعدد فاحدہن تاتی بجزء والاخری تاتی بجزء فتتم الحدیث بذا کذا یخ فاغتنم ہذا الاشارة فی قولہ تعالی او من ینشؤا فی الحلیة وہو فی الخصام غیر مبین الآیة ۱۲

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ انکی کے لئے اشارة الی بیان الحکمة و ہی الحکمة فی الکتابة فی الزمن الآتی حکمة فالمقصود بہا کلہا الاستیثاق ۱۲

[۲] قولہ ایسے معاملات میں حجت اور معتبر نہیں احترز بہذا القید عن الدیانات الخفیة کما فی الروایة الفتوی و علی السجلات للقاضی ومثلہ فان المکتوب فی بیاجة اذا اعی الشر وبر ۱۲ سید

[۳] قولہ ایک مرد کی جگہ دو عورتیں اس توجیہ کی گیلس اشارة الی تقدیر العامل فی ان تضل ای شرطا او شرع التعدد الخ وبہذا یجاب ایضا عن قولہ ممن ترضون من الشہداء قید القولہ فرجل وامرأتان فقط کما قال بعضہم ان کونہ قیدا للشہیدین یستلزم الفصل کذا تعلقہ باستشہدوا لیکون قیدا فی الجمیع لیستلزم الفصل بین اشتراط المرضیة فی تحمیلہم وبین ترتیب الحکمة فی تحقیق عدل والمراد من ہذا التقیید مع تحقق اقتصار ما فی کل شہید لقلة انصاف النساء باہتمامہن قول البعض لما قد زاد کان کل لم یلزم الفصل بین الحکم وتعلیلہ بل ہما متصلان احدہما مقدر ۱۲

وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ

اور تم اس کے لکھنے سے اکتا یا مت کرو خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو یہ لکھ لینا انصاف کا زیادہ قائم

عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ

رکھنے والا ہے اللہ کے نزدیک اور شہادت کا زیادہ درست رکھنے والا ہے اور زیادہ سزاوار ہے اس بات کا کہ تم کسی شبہ میں نہ پڑو مگر یہ کہ کوئی

تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ

سودا دست بدست ہو جس کو باہم لیتے دیتے ہو تو اس کے نہ لکھنے میں تم پر کوئی الزام نہیں۔

کے بعد شہادت کا مضمون مکمل ہو جاوے) اور گواہ بھی انکار نہ کیا کریں جب (گواہ بننے کے لئے) بلائے جایا کریں (کہ اس میں اعانت ہے اپنے بھائی کی) ف گواہی کے احکام میں بہت تفصیل ہے لیکن جن حقوق کا یہاں ذکر ہے یعنی عقود مالیہ ان کے متعلق چند مسائل مرقوم ہوتے ہیں مسئلہ ان گواہوں میں یہ صفات ہونے چاہئیں۔ اسلام۔ عقل۔ بلوغ۔ آزادی یعنی غلام نہ ہونا۔ عدالت یعنی بوجہ دینداری کے معتبر ہونا اور یہ سب صفات اس آیت سے بھی مفہوم ہوتے ہیں کیونکہ رجالکم وغیرہ میں مخاطب وہی ہیں جو اوپر یا ایھا الذین امنوا اذا تداینتم میں ہیں ایمان تو صاف مذکور ہے اور معاملات وقع ہوا کرتے ہیں، عاقل بالغ آزاد لوگوں میں ان صفات کا شرط ہونا اس سے مفہوم ہوا اور عدالت ممن ترضون سے معلوم ہوئی البتہ اس میں اختلاف ہے کہ عدالت ظاہری کافی ہے یا خاص طور پر تفتیش بھی کی جاوے مسئلہ گواہ بننے کے لئے بلائے پر چلا جانا مستحب ہے البتہ گواہ بن جانے کے بعد گواہی ادا کرنے کے لئے جانا بعض صورتوں میں فرض ہے جیسا عنقریب بعد کی آیت میں آوے گا مسئلہ کلہ فتذکر سے صاف مفہوم ہوا کہ مدار گواہی کا یاد پر ہے پس اگر دستاویز دیکھ کر واقعہ یاد نہ آیا تو گواہی دینا درست نہیں مسئلہ چونکہ مدار ثبوت کا گواہی پر ہے لہٰذا خود دستاویز لکھنا ضروری ہے اور اگر لکھی جاوے تو ضرور نہیں کہ اس پر گواہوں کے دستخط بھی ہوں صرف اتنا سن لینا دستاویز کو یا واقعہ کا مشاہدہ کر لینا گو دستاویز نہ ہو کافی ہے اوّل صورت میں گواہی اس طرح دیں گے کہ ہم کو فلاں شخص نے اپنا اقرار سنایا یا دوسرے نے سنایا اور فلاں نے اس کی صحت کا اقرار کیا اور دوسری صورت میں کہیں گے کہ ہمارے روبرو یہ معاملہ ہوا البتہ دستاویز پر دستخط کر دینا گواہوں کا اور زیادہ موجب سہولت یاد داشت و قرین احتیاط و مصلحت ہے کیونکہ اکثر دستاویز پر اپنے دستخط دیکھ کر واقعہ یاد آجاتا ہے مگر بدون مشاہدہ واقعہ یا مقر کی زبان سے اقرار سنے ہوئے گواہی لکھنا جیسا کہ اب رسم ہو گیا ہے ناجائز ہے تتمہ جزو اوّل وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ (الی قولہ) فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا اور تم اس (دین) کے (ادا ہونے) لکھنے سے اکتا یا مت کرو خواہ وہ (معاملہ دین کا) چھوٹا ہو یا بڑا ہو یہ لکھ لینا انصاف کا زیادہ قائم رکھنے والا ہے اللہ

المحلی جلد فی روح المعانی حالین ایھا فی تکتبوہ ای مستقرا فی ذمتالمدین الی وقت حلولہ الذی اقرہ قولہ اقسط و اقوم قال ایضا ای ذلکم الکتب اقسط عند اللہ ای اعدل و اقوم للشہادۃ ای اعون علی اقامتھا و ادنی ای اقرب قولہ اقسط الخ قال ابو حیان اقسط افعل من اسم الفاعل ای یکون اقسط من المزید لمصدر المزید فی القسط ان اللہ یحب المقسطین لامن المجرد لان معناہ المزید فی القساط و ھو الجار و الا القاسطون و کانوا لجھنم حطبا و کذا اقوم معناہ اشد اقامۃ فلا قیاما اھ قولہ تجارۃ نصب عاصم تجارۃ علی انہ الخبر و الاتم مضمر تقدیرہ الا ان یکون التجارۃ تجارۃ الخ و رفعھا الباقون علی ان کان التامۃ و الخبر محذوف ای الا ان تقع تجارۃ حاضرۃ و علی کان الناقصۃ ھو بیضاوی

ملحقات البرجمہ

قولہ کو اپنے لکھنے کے لئے بلائے جایا کریں ہوا الراجح عندی ان لزم فیہ مجاز للشارع فلا ان فیہ الجزم عن التکرار و الیہ ہو مؤید بما فی روح المعانی عن المرتبی ان الآیۃ نزلت حین کان الرجل یطوف فی القوم الکثیر فی عموم الی الشہادۃ فلا یجیبہ احد منھم ۱۲ قولہ اکتا یا مت کرو حمل السام علی الحقیقۃ کما قال البیضاوی ولا تملوا من کثرۃ مداینتکم و فی کما فی حاشیۃ المرموزۃ تسمیع الا بالسامت و الملال انما یکون بعد الشروع فیہ و الاکثار منہ و المراد ھھنا النھی عن المکسل من ان یکتب ابتداء فکنی عنہ بالسامۃ لکونہا من لوازمہ و فوائد ۱۲ منہ قلت ملا البیضاوی الحقیقۃ لا یصار الیھا الخ ۱۲ منہ قولہ خواہ وہ معاملہ دین کا الخ تغییر فی صغیر و کبیر ای ۱۲ منہ

ھھنا علی الاصل و الاقسط فلیم ان یکون اقسط من المزید لمصدر المزید فی القسط ان اللہ یحب المقسطین لامن المجرد لان معناہ المزید فی القساط و ھو الجار و الا القاسطون و کانوا لجھنم حطبا و کذا اقوم معناہ اشد اقامۃ فلا قیاما اھ قولہ تجارۃ نصب عاصم تجارۃ علی انہ الخبر و الاتم مضمر تقدیرہ الا ان یکون التجارۃ تجارۃ الخ و رفعھا الباقون علی ان کان التامۃ و الخبر محذوف ای الا ان تقع تجارۃ حاضرۃ و علی کان الناقصۃ ھو بیضاوی

وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۠ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ وَاِنْ تَفْعَلُوْا

اور خرید و فروخت کے وقت گواہ کر لیا کرو اور کسی کاتب کو تکلیف نہ دیجاوی اور نہ کسی گواہ کو اور اگر تم ایسا کرو گے

فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

تو اس میں تم کو گناہ ہو گا - اور خدا تعالیٰ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ تم کو تعلیم فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کے جاننے والے ہیں

کے نزدیک اور شہادت کا زیادہ درست رکھنے والا ہے اور زیادہ سزاوار[۱] ہے اس بات کا کہ تم (معاملہ کے متعلق) کسی شبہ میں نہ پڑو (اس لئے[۲] لکھ ہی لینا اچھا ہے) مگر یہ کہ کوئی سودا دست بدست ہو جس کو باہم لیتے دیتے ہو تو اس کے نہ لکھنے میں تم پر کوئی الزام (اور مضرت) نہیں تتمہ جزو چہارم وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ اور (اتنا اس میں بھی ضرور کیا کرو کہ اس کے) خرید و فروخت کے وقت گواہ کر لیا کرو (شاید کل کو کوئی بات نکل آوے مثلاً کوئی بائع کہنے لگے کہ مجھکو دام ہی وصول نہیں ہوئے یا یہ چیز میں نے فروخت ہی نہیں کی یا مشتری کہنے لگے کہ میں نے تو واپسی کا اختیار بھی لے لیا تھا یا ابھی تو مبیع پوری میرے پاس نہیں پہنچی) تتمہ جزو دوم و پنجم وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ (الی قولہ) وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ۲ اور جس طرح ہم نے اوپر کاتب اور گواہ کو منع کیا ہے کہ کتابت اور شہادت سے انکار نہ کریں اسی طرح ہم تم کو بھی تاکید کرتے ہیں کہ تمہاری طرف سے بھی) کسی کاتب[۳] کو تکلیف دیجاوے اور نہ کسی گواہ کو (مثلاً اپنی مصلحت کے لئے ان کی کسی مصلحت میں خلل ڈالا جاوے) اور اگر تم ایسا کرو گے تو ایسی تم کو گناہ ہو گا اور خدا تعالیٰ سے ڈرو (اور جن کاموں سے اس نے منع کر دیا ہے وہ مت کرو) اور اللہ تعالیٰ (کا تم پر احسان ہے کہ) تم کو (احکام مفیدہ کی) تعلیم فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کے جاننے والے ہیں (تو وہ مطیع اور عاصی کو بھی جانتے ہیں ہر ایک کو مناسب جزا دیں گے) ف لکھنے میں تین فائدے فرمائے۔ اوّل کا حاصل یہ ہے کہ ایک کا حق کا دوسرے کے پاس نہ جائے گا نہ رہے گا حقوق العباد سے حفاظت رہے گی۔ دوسرے کا حاصل یہ ہے کہ گواہوں کو آسانی ہو گی۔ تیسرے کا حاصل یہ ہے کہ اہل معاملہ کا جی صاف رہے گا طبیعت کو راحت رہیگی۔ دوسرے سے قلب میں کدورت نہ ہو گی تینوں فائدوں کا الگ الگ ہونا ظاہر ہے، اور ان فوائد کا اسطرح بیان کرنا قرینہ ہے کتابت کے مستحب ہونے کا اسی طرح گواہ کرنا بھی مستحب ہے البتہ ضرر پہنچانا کاتب اور گواہ کو حرام ہے فسوق بکم اس کا صریح قرینہ ہے اور اگر کاتب اجرت مانگے یا گواہ کو آمد و رفت کے خرچ کی ضرورت ہو تو انکو مفت کام کرنے پر مجبور کرنا یہ بھی ضرر پہنچانے میں داخل ہے اور حرام ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ نہ لکھنے میں الزام نہیں مراد یہ ہے کہ دنیا کی مضرت نہیں ورنہ گناہ تو کسی معاملہ کے نہ لکھنے میں نہیں ہے اور تجارت حاضرہ میں لکھنے کا اہتمام نہ فرمانا وقوع حرج کے لئے ہے کیونکہ ایسے معاملات بکثرت ہوتے ہیں اور اکثر خفیف بھی ہوتے ہیں اور دست بدست ہونے سے احتمال اختلاف و نزاع کا ضعیف ہوتا ہے اس لئے یہ بھی مستنبط ہو سکتا ہے کہ اگر کسی تجارت حاضرہ میں یہ امور نہ ہوں مثلاً وہ معاملہ بڑا ہو اور کم ہوا کرتا ہو اور اختلاف کا آئندہ احتمال

النحو قولہ

فسوق بکم ای لاحق بکم[۱۲] بیضاوی اشارۃ الی ان ظرف مستقر صفۃ لفسوق ۱۲ عصام البلاغۃ واتقوا اللہ الخ قال البیضاوی کرر لفظ اللہ فی الجمل الثلث لاستقلالها فان الاولی حث علی التقوی والثانیۃ وعد بانفاذ امر اللہ تعظیم لشانہ ولانہ ادخل فی التعظیم من الکنایۃ ای الضمیر قلت فالجملۃ الثانیۃ استقبالیۃ عند ۱۲ لان لوعد استقبال واخرت کونہا حالیۃ ولکل وجہۃ ۱۲

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ زیادہ سزاوار ہے ماخذہ الخازن فہو بالترجیح اولی الی ان لاترتابوا الخ ۱۲ [۲] قولہ اس لئے لکھ لینا اچھا ہے اشارۃ الی تقدیر العامل المرتب علی ماذکر قبلہ من المصالح فی الکتابۃ بقولہ لما کان الکتابۃ مشتملۃ علی ہذہ المصالح الجمۃ فاکتبوا کل حق دینا کان او عینا الا ان تکون فالاستثناء متصل بلا تکلف ویفہم ربط ہذا الاستثناء بقولہ فاکتبوہ المذکور صریحا فی اول الآیۃ ولما کان الضمیر فیہ راجعا الی الذین حملوا الاستثناء علی الانقطاع ۱۲ [۳] قولہ کسی کاتب کو تکلیف نہ دیجاوے فالفعلان مبنیان للمفعول وہو الاولی عندی من بنائہما للفاعل لان فیہ تکرار الان الاضرار من الکاتب بالتحریف فی الکتابۃ قد نفی بقولہ کاتب بالعدل والاضرار من الشاہد بامتناعہ فی الشہادۃ نفی بقولہ لا یکتموا الشہادۃ وانما کونہ تتمۃ للجزء الثانی والثالث

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ

اور اگر تم کہیں سفر میں ہو اور کوئی کاتب نہ پاؤ سو رہن رکھنے کی چیزیں جو قبضہ میں دیجائیں اور اگر ایک دوسرے کا

بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا

اعتبار کرتا ہو تو جس شخص کا اعتبار کر لیا گیا ہے اس کو چاہیئے کہ دوسرے کا حق ادا کر دے اور اللہ تعالیٰ سے جو کہ اس کا پروردگار ہے ڈرے اور

تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

شہادت کا اخفا مت کرو اور جو شخص اس کا اخفا کرے گا اس کا قلب گنہگار ہو گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے

عَلِيْمٌ ۝

کاموں کو خوب جانتے ہیں

ہو وہاں ترک اہتمام کی علت نہ ہونے سے کتابت کا اہتمام مطلوب ہو گا جیسے عادت بھی ہے کہ بڑے بڑے معاملات کی دستاویزیں برابر لکھی جاتی ہیں گو ادھار نہ ہو **حکم سی و نہم رہن** اور اس کو ماقبل کے ساتھ خاص تعلق بھی ہے چنانچہ ترجمہ سے ظاہر ہے وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ (الی قولہ) وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ اور اگر تم (رہن کا معاملہ کرنے کے وقت) کہیں سفر میں ہو اور (دستاویز لکھنے کے واسطے وہاں) کوئی کاتب نہ پاؤ سو (ایسی حالت میں اطمینان کا ذریعہ) رہن رکھنے کی چیزیں (ہیں) جو (مدیون کی طرف سے صاحب حق کے) قبضہ میں دیدی جاویں اور اگر (ایسے وقت میں بھی) ایک دوسرے کا اعتبار کرتا ہو (اور اس لئے رہن کی ضرورت نہ سمجھے) تو جس شخص کا اعتبار کر لیا گیا ہے (یعنی مدیون) اس کو چاہیئے کہ دوسرے کا حق (پورا پورا) ادا کر دے اور اللہ تعالیٰ سے جو کہ اس کا پروردگار ہے ڈرے (اور اس کا حق نہ مارے) **ف** جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ رہن جس طرح سفر میں جائز ہے حضر میں بھی جائز ہے یہاں ذکر میں تخصیص سفر کی اس وجہ سے ہے کہ سفر میں اس کی ضرورت بہ نسبت حضر کے زیادہ پڑے گی کیونکہ حضر میں اور بھی ذرائع اطمینان کے ہیں مثلاً کتابت اور اشہاد جو اکثر اوقات سفر میں میسر ہونا دشوار ہے **مسئلہ** جو چیز رہن رکھی جاوے اس پر جبتک مرتہن کا قبضہ نہ ہو جاوے وہ رہن نہیں ہوتا۔ **حکم چہلم حرمت اخفاء شہادت** اس کو بھی ماقبل سے خاص تعلق ہے جیسا ظاہر ہے اور یہ حکم عام ہے حقوق مالیہ و غیر مالیہ مثل طلاق و نکاح وغیرہ کو اس لئے احقر نے اس کو من کل الوجوہ مضمون سابق کے تابع نہیں سمجھا بلکہ مستقل حکم قرار دیا ہے وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ (الی قولہ) وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ اور شہادت کا اخفا مت کرو اور جو شخص اس کا اخفا کرے گا اس کا قلب گنہگار ہو گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے کاموں کو خوب جانتے ہیں (سو اگر کوئی اخفا کرے گا اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ضرور ہے سو وہ سزا دیں گے **ف** **مسئلہ شہادت کا اخفاء دو طرح سے ہے** ایک یہ کہ بالکل بیان نہ کرے دوسرے یہ کہ غلط بیان کرے دونوں

اللغات الرهان فی روح المعانی جمع رہن والرہن فی الاصل مصدر ثم اطلق علی المرہون من باب اطلاق المصدر علی اسم المفعول اھ من فی حاشیۃ البیضاوی برمز سح یقال امنتہ ای کنت فی امن منہ ۱۲ النحو فرهن ای فالذی ینوب منہ رہان او فلیکن رہان ۱۰ او فلیوجد رہان ۳

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ اٰثم قلبہ قال العبد الضعیف فیہان المدار علی القلب انتھی القول

ترجمہ قولہ تعالیٰ فانہ اٰثم قلبہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ اصل مدار قلب پر ہے۔

۳۹ ع ۲ ۷

۳ او فالمشروع رہان اھ بیضاوی و روح المعانی امانتہ الضمیر لرب الدین او المدیون باعتبار انہ علیہ ۱۲ روح المعانی

البلاغۃ قولہ اٰثم قلبہ فی روح المعانی اضاف الاثم الی القلب لانہ رئیس فاعۃ آثم تم المعنی مع الاختصار لان الاثم بالکتمان ھو ما یقع بالقلب و اسناد الفعل الی الجارحۃ التی یعمل بہا ابلغ الا تراک تقول اذا رات الخ کہذا احمد الا بصر عینی وسمعہ اذنی وشاعرہ قلبی ولان ہذا الجرم اشرح الاجرام وافعل اعظم من سائر الجوارح فیکون فی الکلام تنبیہ علی ان الکتمان من اعظم الذنوب وقیل استفادالاثم الی القلب لئلا یظن ان کتمان الشہادۃ من الاثام المتعلقۃ باللسان فقط ویسلم ان القلب اصل متعلقۃ ومعدن اقترافہ ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ **قولہ** کہیں سفر میں افادہ التنوین ۱۲ ۲ **قولہ** فی ترجمۃ فاء فان ۱ من اور اشار الی الفاء لیست للتعقیب بل للتفصیل

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ

اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں سب جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں ۔ اور جو باتیں تمہارے نفسوں میں ہیں ان کو اگر تم ظاہر کرو گے یا

اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ

پوشیدہ رکھو گے حق تعالیٰ تم سے حساب لیں گے ۔ پھر جس کے لئے منظور ہوگا بخشدیں گے اور جس کو منظور ہوگا سزا

يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

دیں گے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر بوری قدرت رکھنے والے ہیں ۔

ہیں اصل اقعہ مخفی ہوگیا اور دونوں صورتیں حرام ہیں مسئلہ جب کسی حق دار کا حق بدون اس کی شہادت کے ضائع ہونے لگے اور وہ درخواست بھی کرے اس وقت ادائے شہادت سے انکار کرنا حرام ہے مسئلہ اور اگر صاحب معاملہ کو علم نہ ہو کہ اس شخص کو میرا واقعہ معلوم ہے تو اس کے حق ضائع ہونے کی صورت میں اس پر ظاہر کردینا واجب ہے البتہ اگر بعد علم کے وہ اس شخص سے شہادت کی درخواست نہ کرے تو اس کے ذمہ واجب نہیں کہ خود جا کر گواہی دیتا پھرے مسئلہ جبکہ ادائے شہادت واجب ہے لہذا اس پر اجرت لینا جائز نہیں البتہ آمد و رفت کا خرچ اور خوراک بقدر حاجت صاحب معاملہ کے ذمہ ہے اگر زیادہ آجاوے تو بقیہ واپس کردے **فائدہ** دلکو اس لئے گنہگار فرمایا کہ کوئی شخص اس کو خالی زبان ہی کا گناہ نہ سمجھے کیونکہ اول ارادہ تو دل ہی سے ہوا ہے۔ **ربط** اوپر کتمان شہادت کو قلب کا گناہ بتلایا تھا اس لئے اگلی آیتوں میں اس مسئلہ کی تحقیق فرماتے ہیں کہ قلب کے بدنما افعال میں کس فعل پر گناہ ہے کس فعل پر نہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہوگا کہ ان افعال میں جو اختیاری ہیں جیسے عقائد فاسدہ و اخلاق ذمیمہ و عزم معصیت ان پر گناہ ہے اور اضطراری پر جیسے وساوس و خطرات گناہ نہیں یہ مضمون وان تبدوا سے شروع ہو کر علیہا ما اکتسب پر ختم ہوگیا اور شروع سے پہلے للہ ما فی السموات میں اس کی تمہید ہے اور ختم سے پہلے دعا میں اس کی تائید ہے پس یہ مضمون اپنے عموم کی وجہ سے من وجہ مستقل بھی ہے اس لئے اس کو اگر حکم جمل و یکم کہا جاوے صحیح ہو سکتا ہے اور من وجہ ماقبل کی تکمیل ہے لہذا ماقبل کی توضیح و تفصیل بھی کہہ سکتے ہیں حسن اتفاق ہے کہ معاملات بنی اسرائیل کا عدد بھی چالیس تک پہنچا تھا اور ان کے آخر میں بھی ایک مضمون ایسا تھا جس کو جملہ کا متمم بھی کہہ سکتے تھے اور جملہ بھی کہنا ممکن تھا یہی عدد اور یہی حالت آخری حکم کی یہاں ابواب البر میں بھی واقع ہوئی اور بڑا حصہ اس سورت کا یہی دو مضمون ہیں اور یہ بھی کلام الٰہی کے محاسن میں سے ہے۔

تحقیق مواخذہ بر افعال قلوب ۔ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں سب (مخلوقات) جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں (جیسے خود زمین و آسمان بھی اسی کی ملک ہیں جب وہ مالک الکل ہیں تو اگر وہ اپنے مملوک بندوں کے لئے کوئی قانون مقرر کریں جیسا آگے ایک قانون آتا ہے تو کچھ تعجب و بعید نہیں) اور وہ قانون یہ ہے کہ (جو باتیں دو قسم

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ وان تبدوا ما فی انفسکم الخ قال العلی الضعیف فی تحقیق لکو اعمال القلوب انتہی المقول ترجمہ قولہ تعالیٰ وان تبدوا ما فی انفسکم اس میں تحقیق ہے حکم اعمال قلوب کی

اللغو وان تبدوا الواو عندی للاستیناف ۱۲

عقائد فاسدہ و اخلاق ذمیمہ و عزم معاصی) تمہارے نفسوں میں ہیں ان کو اگر تم (زبان و جوارح سے) ظاہر کرو گے (مثلاً زبان سے کلمہ کفر کا کہدیا یا زبان سے ذمیمہ تکبر کو ظاہر کر کے کہدیا کہ میں فلاں سے اچھا ہوں یا جس معصیت کا عزم تھا اس کو کر ڈالا) یا کرو دل ہی میں) پوشیدہ رکھو گے (دونوں حالت میں) حق تعالیٰ سے (مثل دیگر معاصی کے انکا) حساب لیں گے پھر (حساب لینے کے بعد بجز کفر و شرک کے جس کے لئے (بخشنا) منظور ہوگا بخشدیں گے اور جس کو (سزا دینا) منظور ہوگا سزا دیں گے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں (تو دل کے اندر کی چھپی ہوئی بات پر مطلع ہو کر اس پر حساب لینا تعجب نہیں)

ف حاصل مسئلہ کا تقریر ربط میں لکھ چکا ہوں کہ مراد فی انفسکم سے امور قلبیہ اختیاریہ ہیں پس جس طرح زبان اور جوارح کے افعال دو قسم کے ہیں اختیاری جیسا ارادہ سے بولنا اور ارادہ سے کسی کو مارنا اور غیر اختیاری جیسے زبان سے کہنا چاہتا تھا کچھ اور بلا ارادہ نکل گیا کچھ، یا رعشہ سے ہاتھ کو حرکت ہو رہی ہے اور ان میں افعال اختیاریہ پر ثواب و عذاب ہوگا اور غیر اختیاری پر نہ ہوگا۔ اسی طرح افعال قلوب میں بھی دو قسم ہیں اختیاری جیسا کفر کا عقیدہ جس کو جان کر جمایا ہے یا سوچ کو اپنے کو بڑا سمجھنا اور اس خیال کو قائم رکھنا یا پختہ ارادہ کرنا کہ شراب پیوں گا اور غیر اختیاری جیسے برے برے وسوسے کفر یا معصیت کے آنا اور اسی طرح اس میں بھی اختیاری پر مواخذہ ہے اور غیر اختیاری پر نہیں اور جس طرح افعال لسان و جوارح میں بجز کفر کے بقیہ محتمل مغفرت و عذاب غیر دائم کے ہیں اسی طرح افعال قلوب بھی محتمل دونوں کے ہیں پس آیت میں اسی کا بیان ہے کہ معاصی اختیاریہ پر کہ وہ افعال قلوب ہوں مواخذہ کیا جاوے گا۔ مگر چونکہ اس آیت میں صراحۃً قید اختیاری ہونے کی مذکور نہ تھی اس لئے صحابہ ظاہر الفاظ کا عموم دیکھکر اس آیت کو افعال اختیاریہ و غیر اختیاریہ دونوں میں عام سمجھکر گھبرا گئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ اب تک تو ہم ایسے افعال کے مکلف تھے جو ہماری طاقت و اختیار میں تھے جیسے نماز و روزہ و زکوٰۃ و جہاد اب یہ آیت آئی ہے یہ تو ہماری طاقت سے خارج ہے ہر چند کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کا صحیح مطلب جانتے تھے لیکن غایت خشیۃ کے غلبہ سے آپ کی نظر بھی الفاظ کے عموم ظاہری کی طرف پہنچی جس طرح آپ نے ایک منافق کے جنازہ کی نماز بعد نزول آیۃ استغفر لھم او لا تستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لھم کے پڑھی اور حضرت عمرؓ کے عرض کرنے پر آپ نے جواب دیا کہ مجھکو استغفار و عدم استغفار میں اختیار دیا گیا ہے میں نے ایک جانب کو اختیار کر لیا سو اس کی بنا بھی غایت رحمت کے غلبہ سے ظاہری صیغہ تخییر پر نظر فرمانا تھی اسی طرح یہاں واقع ہوا اس لئے انتظار وحی میں آپ نے از خود آیت کی تفسیر ظاہر نہیں فرمائی بلکہ تعلیم ادب و انقیاد کے لئے ارشاد فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ اہل کتاب کی طرح سمعنا و عصینا کہو بلکہ یوں کہنا چاہیئے سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا و الیک المصیر، چنانچہ صحابہ نے اسی طرح کہا لیکن جو معنی ان کو مفہوم ہوئے تھے اس کی بنا پر عہد اطاعت کرتے ہوئے زبان لڑکھڑاتی تھی اس کہنے پر اللہ تعالیٰ نے اگلی دو آیتیں نازل فرمائیں جن میں سے ایک میں مسلمانوں کی مدح اور دوسری میں آیت بالا کی تفسیر ارشاد فرمائی جس کو بعض روایتوں میں نسخ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ سلف میں توضیح مراد کو بھی نسخ کہدیا کرتے تھے اسی تقریر سے ربط بھی ظاہر ہو گیا۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ

اعتقاد رکھتے ہیں رسول اس چیز کا جو ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور مؤمنین بھی سب کے سب عقیدہ

بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫

رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ اور اسکی کتابوں کے ساتھ اور اس کے سب پیغمبروں کے ساتھ ۔ کہ ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی میں تفریق

وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝

نہیں کرتے ۔ اور ان سب نے یوں کہا کہ ہم نے سنا اور خوشی سے مانا ہم آپ کی بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے پروردگار اور آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے ۔

مدح مؤمنین اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ (الی قولہ) وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ اعتقاد رکھتے ہیں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس چیز (کے حق ہونے) کا جو اُن کے پاس اُن کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے (یعنی قرآن) اور (دوسرے) مؤمنین بھی (اس کا اعتقاد رکھتے ہیں آگے قرآن پر اعتقاد رکھنے کی تفصیل ہے کہ کس کس چیز کے عقیدہ رکھنے کو قرآن پر اعتقاد رکھنا کہا جاوے گا) سب کے سب (رسول بھی اور دوسرے مؤمنین بھی) عقیدہ رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ (کہ وہ موجود ہے اور واحد ہے اور ذات وصفات میں کامل ہے) اور اس کے فرشتوں کے ساتھ (کہ وہ موجود ہیں اور گناہوں سے پاک ہیں اور مختلف کاموں پر مقرر ہیں) اور اس کی کتابوں کے ساتھ (کہ اصل میں سب سچی ہیں) اور اس کے سب پیغمبروں کے ساتھ (کہ وہ پیغمبر ہیں اور سچے ہیں اور پیغمبروں پر عقیدہ رکھنا ان کا اس طور پر ہے کہ یہ کہتے ہیں) کہ ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی میں (عقیدہ رکھنے میں) تفریق نہیں کرتے (کہ کسی کو پیغمبر سمجھیں کسی کو نہ سمجھیں) اور ان سب نے یوں کہا کہ ہم نے (آپ کا ارشاد) سُنا اور (اس کو) خوشی سے مانا ہم آپ کی بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے پروردگار اور آپ ہی کی طرف (ہم سب کو) لوٹنا ہے ف احقر کے ذوق میں مقصود مقام مدح فرمانا ہے صرف مؤمنین کی لیکن ان کی تقویت مدح کے لئے ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شامل کر دیا جس میں اشارہ اس طرف ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کا کامل ہونا تو بلاشبہ یقینی ہے اسی طرح ان کا ایمان بھی کامل ہونے کی وجہ سے اس قابل ہے کہ ایمان رسول کے ذیل میں اس کا ذکر کیا جاوے گو دونوں کا کامل ہونا ایک مرتبہ میں نہ ہو صحابہ کا کامل ہے اور آپ کا اکمل یعنی بہت ہی کامل ہے ناقص کسی کا نہیں ۔ یہ مدح تو جملہ معترضہ کے طور پر تھی آگے آیت بالا کی تفسیر و توضیح مطلوب ہے ۔

اللغات اطعنا قبلنا عن طوع ۱۲ روح المعانی
لا نفرق فی روح المعانی فی حیز النصب بقول مقدر ای قائلین و قالوا عطف علی آمن ۱۲ روح
الروایات فی روح المعانی عن احمد و مسلم عن ابی ہریرۃ قال لما نزلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولله ما فی السموات وما فی انفسکم الآیۃ اشتد ذلک علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم جثوا علی الرکب فقالوا یا رسول اللہ کلفنا من الاعمال ما نطیق الصلوٰۃ والصوم والجہاد والصدقۃ وقد انزل اللہ علیک ہذہ الآیۃ ولا نطیقہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتریدون ان تقولوا کما قال اہل الکتابین من قبلکم سمعنا وعصینا بل قولوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر فلما اقرہا القوم وذلت بہا السنتہم انزل اللہ تعالیٰ فی اثرہا اٰمن الرسول الآیۃ ۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ لا نفرق بین احد من رسلہ قال القشیری لیس لہ کذلک لا یفرق بین الاولیاء فعلی العاقل ان لا یفرق بین الاولیاء فی قولہ

ترجمہ قولہ تعالیٰ لا نفرق بین احد من رسلہ اسی پر قیاس کیا جاتا ہے کہ اولیاء میں بھی تفریق نہ کرے (کہ ایک سے اعتقاد رکھے دوسرے کا انکار کرے)

ملحقات الترجمہ

قولہ فی ترجمۃ اٰمن اعتقاد رکھتے ہیں اشارۃ الی ضد اثبات الایمان من غیر اعتبار الایمان لئلا یلزم التجرد باعتبار الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فانہ صلی اللہ علیہ وسلم احری بالایمان من اول الزمان من عیسیٰ علیہ السلام وقد اقر فی المہد بالایمان ولا یشکل علیک قولہ تعالیٰ ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان فانہ نفی للعلم التفصیلی فلا یعارض اثبات العلم الاجمالی ۱۲

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ

اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا مگر اسی کا جو اس کی طاقت میں ہو اس کو ثواب بھی اسی کا ہوتا ہے جو ارادہ سے کرے اور اس پر عذاب بھی اسی کا

توضیح مضمون بالا وان تبدوا الخ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ (یعنی ہم نے جو پہلی آیت میں کہا ہے کہ نفوس کی پوشیدہ باتوں پر بھی محاسبہ ہوگا اس سے مراد امور غیر اختیاری نہیں بلکہ صرف امور اختیاریہ ہیں کیونکہ) اللہ تعالیٰ کسی شخص کو (احکام شرعیہ میں) مکلف نہیں بناتا (یعنی ان امور کو واجب یا حرام نہیں فرماتا) مگر اس کا جو اس کی طاقت (اور اختیار) میں ہو اس کو ثواب بھی اسی کا ہوتا ہے جو ارادہ سے کرے اور اس پر عذاب بھی اسی کا ہوگا جو ارادہ سے کرے (اور جو وسعت سے باہر ہے اس کا مکلف نہیں کیا گیا اور جس کے ساتھ قصد اور ارادہ متعلق نہیں اس کا نہ ثواب ہے نہ عذاب اور وساوس طاقت سے خارج ہیں تو ان کے آنے کو حرام اور ان کے نہ آنے دینے کو واجب نہیں کیا اور نہ ان پر عذاب رکھا) ف اس سے اوپر کے مضمون کی اچھی طرح توضیح ہوگئی اور وہ شبہ بالکل زائل ہوگیا اور حدیث سے اس کی اور توضیح ہوگئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے میری امت سے ان باتوں سے درگذر فرمایا ہے جو دل میں خیالات پیدا ہوں جب تک عمل نہ کرے یا تکلم نہ کرے فقط رواہ البخاری۔ اور عمل فعل اختیاری کو کہتے ہیں اس میں افعال قلبیہ اختیاریہ بھی داخل ہوگئے۔ آگے یاد رکھو کہ یہاں جو ثواب و عقاب کا مدار کسب و اکتساب پر رکھا مراد اس سے ثواب عقاب ابتداءً ہے نہ بواسطہ تسبب یا ہبہ کیونکہ دوسرے نصوص سے ثابت ہے کہ نیک یا بد کام کے بانی کو آئندہ کرنے والوں کے عمل سے بھی ثواب عقاب ہوگا اور یہ بھی ثابت ہے کہ طاعت کرکے دوسرے کو ثواب بخشدے تو ثواب ملے گا لیکن دونوں صورتوں میں یہ ثواب و عقاب ابتداءً یعنی بلا واسطہ نہیں بلکہ بواسطہ سبب اور بانی بنجانے کے یا بواسطہ ہبہ کردینے کے ہے۔ پس اس شبہ کی گنجائش نہیں رہی کہ ان صورتوں میں دوسرے کے اکتساب سے ثواب یا عقاب کیسے ہوگیا خصوصاً تسبب تو درحقیقت خود بھی اختیاری ہے البتہ ہبہ کے بعد مل جانا یہ موہوب لہ کا اختیاری نہیں لیکن ابتداءً نہیں ہے یہاں سے آیۂ سورۂ والنجم لیس للانسان الا ما سعی کا اشکال بھی جاتا رہا یعنی وہ حصر بھی ثواب ابتداءً کے اعتبار سے ہے اور اس مقام میں تو یہ بھی جواب ہوسکتا ہے کہ محط فائدہ نفی عقاب کی ہے نہ کہ نفی ثواب کی پس بلا اکتساب ثواب ملجانے میں جا بجا جواب ہوئے دو تسبب میں اوّل قبیل ابتدا۔ دوسرے تسبب کا اختیاری ہونا۔ اور دو ہبہ ثواب میں اول ہو ثواب فی الاول وعقاب فی الآخر ومعین ما الاولی الخیر لدلالۃ اللام الدالۃ علی النفع علیہ ومعین ما الثانیۃ الشر لدلالۃ علی الدالۃ علی الضرر علیہ ایراد الاکتساب فی جانب الاخیر لما فیہ من زیادۃ المعنی وہو الاعتمال والشر تشہیۃ النفس وتجذب الیہ فکانت احق فی تحصیلہ فیہ اشارۃ

اللغات الوسع قال البیضاوی ما یسہ قدرتہا او ما دون مدی طاقتہا یحیث یتیسر فیہ طوعا ویتعسر علیہا۔ فی الحاشیۃ فلظہر فضلی الاول وسعہا من الوسع بمعنی الطاقۃ وعلی الثانی من السعۃ ۱۲

البلاغۃ فی روح المعانی لہا ما کسبت الکلام علی حذف مضاف

مسائل سلوک ملتقن

قولہ تعالیٰ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ اس میں دلالت ہے کہ مجاہدہ میں حال طالب کی رعایت رکھنا چاہیئے

قال العبد الضعیف فیہ رعایۃ حال الطالب فی المجاہدۃ انتہی القول

ترجمہ قولہ تعالیٰ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ اس میں دلالت ہے کہ مجاہدہ میں حال طالب کی رعایت رکھنا چاہیئے

ص الی ما جعلت علیہ النفوس وللعامل یکون مثل ذلک فی الخیر استعمل لصیغۃ الجودۃ عن الاعتمال اہ

ملحقات الترجمہ

قولہ فی ترجمتہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ احکام شرعیہ میں لان فی الاحکام التکوینیۃ ربما یکلف العبد فوق الوسع کالبلیات المصیبۃ فانتفا تکلیف ما لا یطاق مخصوص بالاحکام الشرعیۃ والسر فیہ ان القاعدۃ فی الاحکام الشرعیۃ الاصل ولا یکون العمل بما لا یطاق فیلزم المعصیۃ وہی ضرر الضرر منتف بخلاف وکرہ بخلاف الاحکام التکوینیۃ فان المصالح والبلیات فان الفائدۃ فیہا تکفیر السیئات ورفع الدرجات وہو نفع محض فلا بنا فی فضلہ وکرمہ ۱۲

الروایات فلما فعلوا ذلک کشفہا اللہ تعالیٰ فانزل سبحانہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اہ

قید ابتدا جو یہاں اور نجم میں عام ہے۔ دوسرے خصوصیت محط فائدہ جو اس مقام کے ساتھ خاص ہے اور بلا اکتساب عذاب عذاب ہونے کے دو جواب ہو گئے یعنی قید ابتداء یا تسبب کا اختیاری ہونا ف۲ مدلول جملہ لا یکلف اللہ وجملہ لہا ما کسبت الخ سے قاعدہ کلیہ ثابت ہوا کہ امر غیر اختیاری کی نہ تکلیف ہے اور نہ اس پر عذاب ومواخذہ اخروی ہے اور جس طرح اس قاعدہ میں امور قلبیہ غیر اختیاریہ داخل ہیں اسی طرح افعال ظاہر یہ غیر اختیاریہ بھی داخل ہیں مثل ان افعال کے جو خطا یعنی بلا قصد یا نسیانًا یعنی بدون یاد کے صادر ہو جاویں کیونکہ باوجود اہتمام کے یاد نہ رہنا بھی اختیار سے خارج ہے پس اس قاعدہ کے تحت میں دونو عین داخل ہوئیں نوع اول کا ذکر تو جزئیًا بوجہ مقصود مقام ہونے کے اور کلیًا بسبب کلیت قاعدہ کے دونوں طرح ہو چکا اور نوع ثانی کا ذکر صرف کلیا بسبب کلیت قاعدہ کے ہوا ہے اس لئے جزئیًا بھی اس کا ذکر فرماتے ہیں اور اس کے ساتھ اور چند مناسب مضامین بھی ملا دیئے ہیں اور ان سب کو دعا کے پیرایہ میں وارد کیا ہے سو ان میں سے جن چیزوں کا پہلے سے وعدہ نہیں ہوا اور ان کے وقوع وعدم وقوع دونوں کا احتمال ہے ان کو تو صورت دعا میں لانے کی وجہ ظاہر ہے اور جن چیزوں کا وقوع یقینی ہے جیسے خطاء ونسیان پر مواخذہ نہ ہونا کہ اوپر قاعدہ کلیہ سے اور حدیث میں عنوان صریح سے اس کا وعدہ ہو چکا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت سے خطاء ونسیان اور جس فعل پر اکراہ ہو سب مرفوع ہے یعنی اس پر گناہ نہیں ہوتا اَوْرَدَہٗ فی روح المعانی عن الطبرانی وقال قال النووی حسن ان کو صورت دعا میں لانے کی وجہ احقر کے ذوق میں زمانہ نبوت تک تو یہ ہے کہ گو وعدہ تجاوز کا ظاہرًا مطلق ہے مگر بنا اس کی صرف یہی ہے کہ عبد اس کا مکلف نہیں کیا گیا اور مکلف ہونا نہ ہونا یہ حکم شرعی ہے اور حکم شرعی میں احتمال نسخ کا ہر وقت ہے پس اس دعاء کا حاصل یہ ہوگا کہ یا اللہ جس طرح اب تک اس کا مکلف نہیں بنایا آئندہ بھی مکلف نہ بنایئے اور اس حکم کو منسوخ نہ فرمایئے رہا یہ شبہ کہ اگر منسوخ ہوگا تو تکلیف مالا یطاق لازم آوے گی اور وہ عقلاً جائز نہیں۔ جواب اس کا یہ ہے کہ تکلیف مالا یطاق کا عقلاً ممتنع ہونا غیر مسلم ہے خدا تعالیٰ قادر اور مالک ہے البتہ شرعًا ممتنع ہے سو نسخ سے وہ امتناع رفع ہو جاتا۔ رہا یہ شبہ کہ جب وہ کام ہو ہی نہیں سکیگا تو مکلف کرنے سے کیا فائدہ پس حکمت کے خلاف ہوا گو قدرت میں داخل ہے۔ جواب یہ ہے کہ اوّل تو حکمت کچھ عمل میں منحصر نہیں ممکن ہے کہ جس طرح دنیا میں خطاء ونسیان کو بعض آثار کے اعتبار سے کالعدم نہیں قرار دیا گیا چنانچہ قتل خطاء پر کفارہ ہے تکلم نسیانًا سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اسی طرح آخرت میں اس پر بعض آثار مرتب ہوتے مثلاً اس لئے محاسبہ ہو تا کہ عبد کو اپنا مملوک محض ہونا ظاہر ہو جاوے پھر بعد معذرت معاف کر دیتے سو افادۂ علم خود یہ فائدہ اور حکمت معتد بہا ہے اور اگر عمل ہی کو فائدہ سمجھا جاوے تو بھی ممکن ہے کہ جتنے مراتب خطاء ونسیان کے اور اسی طرح وساوس وخطرات کے معاف کئے گئے ہیں ان میں بعض اختیاری ہوں چنانچہ تامل سے یہی معلوم بھی ہوتا ہے اس لئے ان کا مکلف بنانے میں کوئی اشکال نہ تھا اور حدیثوں میں عن امتی کی قید سے امم سابقہ کا بعض مراتب میں مکلف ہونا مفہوم بھی ہوتا ہے اور محض تکلیف مالا یطاق کی نفی تو لفظ نفسا سے عام معلوم ہوتی ہے سب امم کو یہ وجہ تو زمانہ نبوت میں معلوم ہوتی ہے اور بعد زمانہ نبوت کے محض تذکیر ہے نعمت سابقہ کی کہ دیکھو ہم نے اس طرح فضل کیا تھا کہ دعا سکھلائی اور پھر اس کو قبول کیا تھا اور اپنا حکم سابق منسوخ نہ کیا تھا جس کی بدولت وہ آسانی مستمر اور دائم ہو واللہ اعلم

ملحقات المترجم ف۱ قولہ فی ف مرفوع ہے یعنی اس پر گناہ نہیں ہوتا فالمرفع باعتبار احکام الآخرۃ لا الدنیا کما فصلہ فیما بعد من وجوب الکفارۃ فی القتل خطاء وفساد الصلوۃ بالتکلم نسیانا والسر فیہ ان فی عدم الرفع فی الآخرۃ حرجا ای عقوبۃ وعذابا وفی عدم الرفع فی الدنیا لا حرج بل بوجوب بعض العبادات فی الکفارۃ تحصل حسنات فافہم

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا

اے ہمارے رب ہم پر داروگیر نہ فرمایئے اگر ہم بھول جاویں یا چوک جاویں اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی سخت حکم نہ بھیجئے جیسے ہم

حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۖ وَاعْفُ

سے پہلے لوگوں پر آپ نے بھیجے تھے اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی ایسا بار نہ ڈالئے جس کی ہم کو سہار نہ ہو اور

عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۚ أَنتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٢٨٦﴾

درگذر کیجئے ہم سے اور بخشدیجئے ہم کو اور رحم کیجئے ہم پر آپ ہمارے کارساز ہیں سو آپ ہم کو کافر لوگوں پر غالب کیجئے۔

تعلیم دعاء رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ (الی قولہ) فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٢٨٦﴾ اے ہمارے رب ہم پر داروگیر نہ فرمایئے اگر ہم بھول جاویں یا چوک جاویں اے ہمارے رب اور (ہماری یہ بھی درخواست ہے کہ) ہم پر کوئی سخت حکم نہ بھیجئے جیسے ہم سے پہلے لوگوں پر آپ نے بھیجے تھے اے ہمارے رب اور (ہم یہ بھی درخواست کرتے ہیں کہ) ہم پر کوئی ایسا بار (تکلیف کا دنیا یا آخرت میں) نہ ڈالئے جس کی ہم کو سہار نہ ہو اور درگذر کیجئے ہم سے اور بخشدیجئے ہم کو اور رحم کیجئے ہم پر آپ ہمارے کارساز ہیں (اور کارساز طرف دار ہوتا ہے) سو آپ ہم کو کافر لوگوں پر غالب کیجئے۔ **ف۱** ان جملوں میں نسیان وخطاء کا جملہ تو اوپر کے مضمون کا ظاہراً متمم ہے جیسا اوپر ف میں تقریر گذر چکی ہے اور جملہ لا تحمل علینا بھی دلالۃ النص کے مرتبہ میں لا یکلف اللہ کا تائل سو متمم معلوم ہوتا ہے کیونکہ امم سابقہ کے سو احکام شاقہ جبکہ داخل وسعت بشریہ ہیں جیسا کہ مشاہدہ ونیز وجوب صدق مضمون لا یکلف اللہ اس کی دلیل ہے اور اس کے مکلف نہ بنانے کی دعاء کی گئی تو مالا یطاق کے مکلف نہ بنانے کی دعاء بدرجہ اولی لازم آگئی یہ مذکور چلے تو ماعبارۃ تکلیف شرعی کی ہو جاوے گی جملہ واعف عنا میں تکوینی تکلیف بچنے کی دعاء ہے جس میں دنیا اور آخرت کے سب مصائب وعقوبات داخل ہو گئے۔ جب دونوں قسم کی تکلیف کے متعلق دعا ہو چکی آگے ہر مضمون کے مقابلہ میں ایک ایک دعا لائی گئی چنانچہ واعف عنا سے اشارہ ہے تجاوز عن الخطاء والنسیان وغیرہ کی طرف جیسا کہ ظاہر ہے اور واغفر لنا سے اشارہ ہے عدم التکلیف بالاصر کی طرف کیونکہ ایسے احکام کے لوازم عادیہ سے ہو گا عمل نہ ہو سکنا اور عمل نہ ہونے کا مقتضا تھا عاصی ومعذب ہونا جو ایک گونہ محل مغفرت ہے پس درخواست مغفرت سے بواسطہ عدم العمل لازم آگیا اور وارحمنا سے اشارہ ہے عدم التکلیف بما لا طاقۃ کی طرف کیونکہ رحم کا یہی مقتضا ہے پھر اپنے ذاتی مصالح کے ختم کے بعد اپنے اعداء پر غلبہ کی دعا ہے جس کی درخواست پر سب معاملات کی درستی کی تکمیل ہو گئی یعنی محبوب کے ساتھ جو تعلق ہے وہ بھی درست ہو گیا اور عدو کے ساتھ جو معاملہ ہے وہ بھی دل خواہ ہو گیا۔ **ف۲** حدیث میں ہے کہ یہ سب دعائیں قبول ہوئیں بعض میں ظاہر ہے اور بعض میں اگر شبہ ہو تو اس کے لئے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اگر عدم قبول میں کسی وقت قبول سے زیادہ مصلحت ومنفعت ظاہری یا باطنی ہو تو وہ عدم قبول بھی قبول ہے کیونکہ قبول مقصود بالذات نہیں بلکہ مقصود للمصلحت ہے اور تفسیر اجیب دعوۃ الداع کو بھی ملاحظہ کر لیا جاوے۔

الحمد للہ کہ آج ۳۰ ربیع الاول یوم دوشنبہ وقت چاشت بمقام تھانہ بھون میں سورۂ بقرہ کی تفسیر ختم ہوئی اب

ف۱ کیونکہ اس سورت کے ربط سے متعلق ہے لا یکلف نفسا الا وسعہا الخ

ف۲ انشاء اللہ تعالیٰ آگے سورۂ آل عمران شروع ہوتی ہے اور بعید نہیں کہ نزدیک وقت ہی سے متعلق ہو جیسا تتمہ سے معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

زیادہ اجزاء میں یکجا کرنے کے ساتھ جلد واضح ہو جاوے گی۔

سورۃ آل عمران مدنیۃ وھی مائۃ ایۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝

اللہ تعالیٰ ایسے ہیں کہ ان کے سوا کوئی قابل معبود بنانے کے نہیں اور وہ زندہ ہیں سب چیزوں کے سنبھالنے والے ہیں

سورۃ آل عمران مدنیۃ وآیاتھا مائتان

ربط اس سورت کا ماقبل کے ساتھ ختمہ سورۂ بقرہ پر گذر چکا چونکہ محاجہ لسانی وسنانی جو کہ وجہ ارتباط ہے بوجہ اختلاف فی التوحید کے ہے لہٰذا اس سورت کو مضمون توحید سے آغاز کیا ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ توحید الٓمّٓ ○ اس کے معنی تو اللہ ہی کو معلوم ہیں اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝ اللہ تعالیٰ ایسے ہیں کہ ان کے سوا کوئی قابل معبود بنانے کے نہیں اور وہ زندہ (جاوید) سب چیزوں کے سنبھالنے والے ہیں

ف حی قیوم کے صفات لانے میں اشارہ ہے معبودانِ باطلہ کے معبود نہ ہونے کی دلیل عقلی کی طرف کیونکہ ان میں یہ صفتیں نہیں ہیں اور جو چیز ازلاً وابداً موجود نہ ہو اور اپنی حفاظت میں خود دوسرے کا محتاج ہو وہ معبود بننے کے لائق نہیں ہو سکتا کیونکہ عبادت غایت تذلل ہے اور غایت تذلل اس کا حق ہے جسکو غایت عزت حاصل ہو اور غایت عزت اسکی خصوص ہے جو درجہ کامل ہو اور حیات و بقا میں دوسرے کا محتاج ہونا غایت نقص ہے جو منافی غایت عزت کے ہے پس غایت تذلل یعنی عبادت اس کا حق نہیں ہو سکتا۔ **ربط** آگے توحید کی دلیل نقلی مذکور ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ تمام کتب الٰہیہ جو منزل من اللہ ہیں و اخبار انبیا جن کا نبی ہونا معجزات سے ثابت ہے متفق ہیں توحید پر اور ضمن استدلال مذکور میں نزل علیك الكتاب سے اثبات نبوت محمدیہ کی طرف بھی اشارہ ہو گیا۔

ملحقات ترجمہ

ل قولہ سنبھالنے والے مرفی آیۃ الکرسی ۱۲

الروایات فی روح المعانی عن ابن جریر عن الربیع قال ان النصاری اتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحاجوہ فی عیسیٰ بن مریم وقالوا لہ من ابوہ وقالوا علی اللہ تعالیٰ الکذب والبہتان فقال لہم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الستم تعلمون انہ لا یکون ولد الا ویشبہ اباہ قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت وان عیسیٰ یاتی علیہ الفناء قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا قیم علی کل شیٔ یکلؤہ ویحفظہ ویرزقہ قالوا بلیٰ قال فہل یملک عیسیٰ من ذلک شیئا قالوا لا قال الستم تعلمون ان اللہ لا یخفیٰ علیہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء قالوا بلیٰ قال فہل یعلم عیسیٰ من ذلک شیئا الا ما علم قالوا لا قال الستم تعلمون ان ربنا صور عیسیٰ فی الرحم کیف شاء وان ربنا لا یاکل الطعام ولا یشرب الشراب ولا یحدث الحدث قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان عیسیٰ حملتہ امہ کما تحمل المرأۃ ثم وضعتہ کما تضع المرأۃ ولدہا ثم غذی کما یغذی الصبی ثم کان یاکل الطعام ویشرب الشراب ویحدث الحدث قالوا بلیٰ قال فکیف یکون ہذا کما زعمتم فعرفوا ثم ابوا الا جحودا فانزل اللہ الم ۝ اللہ لا الٰہ الا ہو الحی القیوم الخ

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ

اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس قرآن بھیجا ہے واقعیت کے ساتھ اس کیفیت سے کہ وہ تصدیق کرتا ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے ہو چکی ہیں

وَالْاِنْجِيْلَ ۝ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور انجیل کو اس کے قبل لوگوں کی ہدایت کے واسطے اور اللہ تعالیٰ نے بھیجے معجزات بے شک جو لوگ منکر ہیں

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ○

اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ان کے لئے سزائے سخت ہے اور اللہ تعالیٰ غلبہ والے ہیں بدلا لینے والے ہیں

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ○ هُوَ الَّذِيْ

بے شک اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے زمین میں اور نہ آسمان میں وہ ایسی ذات ہے کہ

يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

تمہاری صورت بناتا ہے جس طرح چاہتا ہے کوئی عبادت کے لائق نہیں بجز اس کے وہ غلبہ والے ہیں حکمت والے ہیں

اثبات حقانیت کتب و انبیاء نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ (الی قولہ) وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ط اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس قرآن بھیجا ہے واقعیت کے ساتھ اس کیفیت سے کہ وہ تصدیق کرتا ہے اُن (آسمانی) کتابوں کی جو اس سے پہلے ہو چکی ہیں اور (اسی طرح) بھیجا تھا توریت اور انجیل کو اس کے قبل لوگوں کی ہدایت کے واسطے (اور اسی سے قرآن کا ہدایت ہونا بھی لازم آگیا کیونکہ ہدایت کا مصداق ہدایت ہے) اور اللہ تعالیٰ نے (انبیاء کی تصدیق کے واسطے) بھیجے معجزات **ربط** آگے منکرین توحید کی شان میں وعید ارشاد فرماتے ہیں۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ○ بیشک جو لوگ منکر ہیں اللہ تعالیٰ کی (اُن) آیتوں کے (جو توحید پر دلالت کرتی ہیں) ان کے لئے سزائے سخت ہے اور اللہ تعالیٰ غلبہ (اور قدرت) والے ہیں (کہ بدلے سکتے ہیں اور) بدلہ لینے والے (بھی) ہیں۔ **ف** یعنی انتقام کا امکان وقوع دونوں امر ثابت ہیں **ربط** آگے تتمہ توحید کا مذکور ہے تتمہ توحید اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ (الی قول) لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ بیشک اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے (نہ کوئی چیز) زمین میں اور نہ (نہ کوئی چیز) آسمان میں (پس ان کا علم بھی نہایت کامل ہے) وہ ایسی ذات (پاک) ہے کہ تمہاری صورت (شکل) بناتا ہے جس طرح چاہتا ہے (کسی کی کیسی صورت اور کسی کی کیسی صورت پس ان کی قدرت بھی کامل ہے پس حیات اور قیومیت اور علم اور قدرت جو امہات صفات سے ہیں ان میں کامل طور سے بلا شرکت موجود ہیں جس سے ثابت ہوا کہ) کوئی عبادت کے لائق نہیں بجز اس (ذات پاک) کے (اور وہ غلبہ والے ہیں (منکر توحید سے انتقام لے سکتے ہیں لیکن) حکمت والے (بھی) ہیں (کہ بمصلحت دنیا میں ڈھیل دے رکھی ہے) **ف** روح المعانی میں بروایت ابن جریر ربیع سے منقول ہے کہ کچھ نصاریٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مذہبی گفتگو

الروایات فی روح المعانی و قیل ان الوفد قالوا لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الست تزعم ان عیسیٰ کلمۃ اللہ تعالیٰ و روح منہ قال بلی قالوا فحسبنا ذلک فنعی سبحانہ علیہم زعمہم فتفہم فی قولہ تعالیٰ ھو الذی انزل علیک الکتاب) اخرج فی الدر المنثور عن ابن ابی حاتم و ابن جریر عن الربیع و فی لباب النقول عن ابن ابی حاتم و ابن اسحٰق تخریج البیہقی فی آخر القصۃ فانزل اللہ الی بضع و ثمانین آیۃ او الی رأس الثمانین ۱۲ النجو فی اِلا عرض صفۃ لقولہ شیٔ ۱۲ **البلاغۃ** انتقام التنکیر للتعظیم ۱۲

ملحقات الترجمہ لے قولہ فی ترجمۃ الفرقان معجزات ہو احد الوجوہ المذکورۃ فی البیضاوی ۱۲

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ

وہ ایسا ہے جس نے نازل کیا تم پر کتاب کو جس میں کا ایک حصہ وہ آیتیں ہیں جو کہ اشتباہ مراد سے محفوظ ہیں اور یہی

الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ط

آیتیں اصلی مدار ہیں کتاب کا اور وہ دوسری آیتیں ایسی ہیں جو کہ مشتبہ المراد ہیں

شروع کی آپ نے اپنی تقریر مفصل میں ابطال تثلیث پر اللہ تعالیٰ کی صفت حیات دائمہ وقیومیت کاملہ وعلم محیط وقدرت تخلیق میں منفرد ہونے سے استدلال فرمایا اور یہ سب مقدمات ان کو تسلیم کرنا پڑے ربط جب توحید ثابت ہو چکی جس سے تثلیث کا بھی ابطال ہو گیا اور بعض منکرین توحید کا بعض کلمات موہمہ خلاف توحید سے استدلال نہ سکتا تھا چنانچہ قصہ مناظرہ مذکورہ میں بعض نصاریٰ نے لفظ روح اللہ اور کلمۃ اللہ سے جو کہ قرآن میں واقع ہوا ہے اپنے مدعا پر الزامی طور پر استدلال کیا تھا کذا نقلہ فی روح المعانی عن الدر المنثور عن ابن ابی حاتم وابی جریر عن الربیع اگلی آیت میں اس شبہ کا جواب ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایسے کلمات خفی المراد سے احتجاج درست نہیں بلکہ مدار عقائد کا نصوص واضحہ ہیں اور خفی المراد پر جبکہ ان کی تفسیر معلوم نہ ہو اجمالاً ایمان لے آنا واجب ہے زیادہ تفتیش کی اجازت نہیں تقسیم کتاب بہ محکم ومتشابہ مع تقسیم سامعین هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ط وہ (اللہ تعالیٰ) ایسا ہے جس نے نازل کیا تم پر کتاب کو جس میں کا ایک حصہ وہ آیتیں ہیں جو کہ اشتباہ مراد سے محفوظ ہیں (یعنی ان کا مطلب ظاہر ہے) اور یہی آیتیں اصلی مدار ہیں (اس) کتاب (یعنی قرآن) کا (یعنی غیر ظاہر المعنی کو بھی ان ہی ظاہر المعنی کے موافق بنایا جاتا ہے) اور دوسری آیتیں ایسی ہیں جو کہ مشتبہ المراد ہیں (یعنی ان کا مطلب خفی ہے خواہ بوجہ مجمل ہونے کے خواہ

قولہ جو کہ اشتباہ مراد سے محفوظ ہیں کذا فی البیضاوی وفیہ اما قولہ احکمت آیاتہ فمعناہ انہا حفظت من نساء المعنی ورکاکۃ اللفظ وقولہ کتابا متشابہا فمعناہ انہ یشبہ بعضہ بعضا فی صحۃ المعنی وجزالۃ اللفظ ۱۲ قولہ خواہ بوجہ مجمل ہونے کے الخ ۱۲ فالمتشابہ ہہنا لیس مصطلحا

مشتبہ المراد ہیں یعنی پس اس متشابہ کا مفہوم متشابہ اصطلاحی سے عام ہے یعنی متشابہ اصطلاحی اس کی ایک فرد ہے اور اس فرد خاص کے اقسام اور احکام میری ایک مختصر تحریر میں جو بالفعل رسالہ کے دیکھنے پر موقوف ہے نہایت جامعیت کے ساتھ مذکور ہیں مفید سمجھ کر اس کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے وہو ہذا رسالۃ التواجہ بما یتعلق بالتشابہ :- بعد الحمد والصلوٰۃ والدعاء اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ عرض کرتا ہوں کہ نص متشابہ کی تعریف یہ ہے کہ اس کی مراد بجز اللہ تعالیٰ کے (اور بقول بعض بجز اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) کسی کو جزماً معلوم نہ ہو اور جس کی مراد بنا بر شیوع مجاز یا کنایہ کے معلوم ہو وہ متشابہ نہیں اگرچہ اس کے حقیقی معنی میں کوئی استحالہ لازم آتا ہو پھر اس متشابہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ اس کا مدلول لغوی بھی کسی کو معلوم نہ ہو جیسے حروف مقطعات اور ایک وہ کہ اس کا مدلول لغوی معلوم ہو مگر کسی محذور عقلی یا نقلی کے لزوم کے سبب مراد نہ لے سکیں، پھر اس قسم ثانی کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ اس کا مدلول لغوی واحد ہو جیسے ید وقدم وکلام اور ایک یہ کہ اس کا مدلول لغوی متعدد ہو یعنی وہ مشترک اور محتمل وجود متعددہ کو ہو، پھر اس کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ ان معانی دو وجوہ میں کسی دلیل سے کسی ایک کو ترجیح نہ دی گئی ہو ایک یہ کہ ان میں کسی ایک کو ترجیح دی گئی ہو خواہ دلیل قطعی سے یا دلیل ظنی سے یہ بیان ہوا اقسام کا آگے احکام کا بیان کیا جاتا ہے مقطعات میں سب کا مذہب یہی ہے کہ اس میں تفویض واجب ہے اور تسمیع وتبصر وکلام میں سب کے نزدیک تفسیر جائز ہے مگر اس قید کے ساتھ کہ لا کسمعنا ولا کبصرنا ولا کلامنا اور ذوات معانی متعددہ میں اگر کسی معنی کو ترجیح نہ دی گئی ہو نہ قطعاً نہ ظناً تو اس میں بھی سکوت واجب ہے اس کی مثال کوئی ذہن میں نہیں آئی ایک نظیر فقہی تنویر کے لئے لکھتا ہوں کہ امام صاحبؒ نے اسی وجہ سے فرمایا ہے لا ادری ما الدبر اور جس میں کسی ایک معنی کو ترجیح دی گئی ہو اگر اسکو لفظ منصوص ہی سے تعبیر کریں تب تو کوئی اختلاف ہی نہیں جیسے استواء جبکہ اس کا نہ ترجمہ کیا جاوے نہ اس سے انتقال کیا جاوے البتہ دفع ایہام معنی مبتادر متعارف مستحیل کے لئے اس قید کا بڑھا دینا احتیاط ہے استواء بلیق بہ جیسا جمہور مفسرین کا صنیع ہے اور یہی محمل ہے قول مالک کا الاستواء معلوم والکیف مجہول والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعۃ۔ اور اگر لفظ غیر منصوص سے تفسیر کی جاوے تو اس میں دو مسلک ہیں ایک سلف کا وہ یہ کہ اس کو معنی حقیقی ہی پر محمول کیا جاوے خواہ اس معنی کی تعیین دلیل قطعی سے ہو خواہ دلیل ظنی سے مثلاً کسی نے علوم سے کسی نے اشیاء سے کسی نے اقبال سے سب معانی حقیقیہ لغویہ ہیں مکاتیب من کتب العلامۃ وتفسیر الطبری فی قولہ تعالیٰ ثم استوی الی السماء۔ اور یہ سب تفسیریں مسلک سلف پر منطبق ہیں گو تعیین ظنی ہے لیکن ہر قول میں محمل حقیقی معنی ہیں اور یہی حال ہے مسلک سلف کا اور ان سب تفسیروں میں سے ہر تفسیر کا حکم تفسیر سمع وبصر کا سا ہو گا یعنی ہر ایک میں اس قید کا اعتبار واجب ہو۔ لا کاستقرار ما المستلزم للجہۃ ولا کالمتاخرین المقتضی للجہۃ ولا کاقتدائنا المسبوق بالجلوس ولا کاقتدائنا المسبوق بالاولیاء۔ اور ان سب معانی حقیقیہ لغویہ کے مسلک سلف پر منطبق ہونے کی دلیل یہ ہے کہ مضامین قرآن مجید کی تبلیغ عام ماموریہ ہے اور ظاہر ہے کہ مجمل کو تبلیغ بدون ترجمہ کے نہیں ہو سکتی اگر ترجمہ قائم مقام اصل کلمہ کے نہ ہو تو لازم آتا ہے کہ مسلک سلف پر ان اجزاء کی تبلیغ ممکن نہ ہو

(بقیہ برصفحہ آئندہ ۴۷۷)

بدل من الدعاء ۱۲

فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ

سو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اس کے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں۔ جو مشتبہ المراد ہے شورش ڈھونڈنے کی

وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ۚ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ

غرض سے اور اس کے مطلب ڈھونڈنے کی غرض سے۔ حالانکہ اس کا مطلب بجز حق تعالیٰ کے کوئی اور نہیں جانتا۔

کسی نص ظاہر المراد کے ساتھ معارض ہونے کے) فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ (الی قولہ) وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ

سو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو مشتبہ المراد ہے (دین میں) شورش ڈھونڈھنے کی غرض سے اور اس (مشتبہ المراد) کے (غلط) مطلب ڈھونڈھنے کی غرض سے (تاکہ اپنے غلط عقیدہ میں اس سے مدد حاصل کرے) حالانکہ اس کا (صحیح) مطلب بجز حق تعالیٰ کے کوئی اور نہیں جانتا (یا اگر وہ خود قرآن یا حدیث کے ذریعہ سے صراحۃً یا اشارۃً بتلا دیں جیسے لفظ صلوٰۃ کی مراد صراحۃً معلوم ہوگئی اور استوا علی العرش وغیرہ کی تاویل بعض کی رائے پر قواعد کلیہ سے معلوم ہوگئی تو بس اسی قدر دوسروں کو بھی خبر ہو سکتی ہے زیادہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ جیسے مقطعات کے معنی کسی کو معلوم نہیں ہوئے اور بعض کی رائے پر استوا علی العرش وغیرہ کے معنی بھی معلوم نہیں ہوئے)

ملخصات الترجمہ ۱؎ قولہ غلط مطلب الخ افادہ العبد المستفاد من اضافۃ تاویلہ وکذا فی قولہ صحیح مطلب اعلم ان المراد بالتاویل ہہنا تعیین المراد لا احتمال فانہ یجوز بشرط عدم اباء العربیۃ والشرع عنہ ۱۲

۲؎ قولہ بعض کی رائے پر۔ مر بیان ہذا الاختلاف فی حواشی الخطبۃ ۱۲

(بقیہ صفحہ گذشتہ ۴۶) حالانکہ وہ اصل مسلک ہے پس ترجمہ کو قائم مقام اصل کے کہنا لازم ہے اور استوی کا جب ترجمہ ہوگا وہ ان ہی معانی حقیقیہ لغویہ میں کسی کا ترجمہ ہوگا پس ان سب معانی سے تعبیر کرنا بھی بجائے استوی سے تعبیر کرنے کے ہوگا اور استوی لا کا استوا عنا بالاتفاق مسلک سلف کا ہے اسی طرح دوسری نظائر مذکورہ مع القید بھی البتہ خود لفظ استوی کا محفوظ رکھنا اسلم و احکم ہے جبکہ مخاطب کو ترجمہ کی احتیاج نہ ہو۔ غرض مترادفات سب ایک حکم میں ہیں لیکن لازم بحکم مرادف نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ وہ لزوم حادث میں ہو قدیم میں نہ ہو۔ مثلاً ابیان کے ثبوت سے حرکت کا اطلاق جائز نہ ہوگا دوسرا مسلک خلف کا ہے وہ یہ کہ اصل تو مسلک سلف ہی کا ہے لیکن ضعفاء العقول کے محل دفع تشویش کی مصلحت سے مجازیا کنایہ پر محمول کیا جاوے گا پھر اس مجاز یا کنایہ میں مختلف وجوہ ہو سکتے ہیں یہ خلاصہ ہے مبحث کا۔ اب تین تنبیہوں پر اس مبحث کو ختم کرتا ہوں ایک یہ کہ بعض کلمات کے متشابہ ہونے میں اقوال مختلف بھی ہوتے ہیں منشا اس کا اسباب مختلفہ ہے جن کا مرجع تو اعد شرعیہ و عربیہ میں اختلاف ہے رائے و اجتہاد کا دوسرے یہ کہ تفصیل مذکور کی بنا پر بعض دوسرے تشابہات بھی استوا کے حکم میں ہیں، پھر خصوصیت کے ساتھ خود سلف سے بھی زیادہ حکم استوا ہی کے متعلق کیوں منقول ہے اس کی وجہ میری رائے میں یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس زمانہ میں کسی وجہ سے اہل بدعت نے اسی میں زیادہ تشکیک کی ہوگی۔ دوسری تنبیہ یہ کہ آج کل بعض لوگ جن پر ظاہریت غالب ہے جب تشابہات کی تفسیر کرتے ہیں تو درجۂ اجمال میں تو مسلک سلف پر رہتے ہیں مگر چار غلطیاں کرتے ہیں ایک یہ کہ تفسیر ظنی کی قطعیت کے مدعی ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ جب تفصیل کرتے ہیں تو عوانات موہمہ تکیف و تجسیم اختیار کرتے ہیں تیسرے یہ کہ مسلک تاویل کو علی الاطلاق باطل کہکر ہزاروں اہل حق کی تضلیل کرتے ہیں حالانکہ اہل حق کے پاس ان کے مسلک کی صحت کے لئے احادیث بھی بنا رہیں اور قواعد شرعیہ بھی۔ قاعدہ کا بیان تو اسی تحریر میں مذکور ہے اور احادیث رسالہ تمہید الفرش میں مذکور ہیں۔ چوتھے یہ کہ تفسیر بالاستقرار کو تو سلف کے مسلک پر سمجھتے ہیں اور دوسری تفاسیر لغویہ کو تاویل خلف سمجھتے ہیں حالانکہ سب کا مساوی ہونا اوپر ظاہر ہو چکا البتہ دوسری آیات غیر متشابہ میں معنی استقرار میں کثرت سے استعمال ہونا تفسیر بالاستقرار کے لئے ایک گونہ مرجح ہے وہنا فلیکشف القلم والینبغ الرقم وتکرر ولعا اللّٰہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

مسائل السلوک

سورۃ آل عمران

المتن قولہ تعالیٰ

فاما الذین فی

قلوبھم زیغ

الی قولہ تعالیٰ

والراسخون فی العلم

یقولون الایۃ قال

العبد الضعیف دلت الایۃ

علی کیفیۃ المعاملۃ مع

الکلام الذی ثبت صدقہ

ولو یتضح مرادہ من

نصوص یقف اجمالا من

غیر تکلف بیہ ولا تقریر

تفصیلا وبذلک حکموا

فی کلام اھلہ الاسرار

الذین ثبت صدقھم

باحوالھم ولو یتبین

مرادھم فالسلامۃ فی

ان لا ینکر علیھم ولا

یعتقد بظاھرہ المنفی

ترجمہ قولہ تعالیٰ

فاما الذین فی قلوبھم زیغ سے کل من عندربنا تک اس آیت سے ایسے کلام کے ساتھ معاملہ کرنے کی کیفیت معلوم ہوتی ہے جس کا صادق ہونا ثابت ہو مگر مراد اس کی واضح نہ ہوئی ہو اور تفصیلہ یہ ہے کہ ایسے کلام کی اجمالاً تصدیق کی جاوے اور تفصیلاً اس کی کاوش نہ کریں، اور محققین نے یہی حکم کیا ہے ان اہل اسرار کے کلام کے باب میں جن کا صدق ان کے احوال سے معلوم ہو اور ان کی مراد معلوم نہ ہوئی ہو پس سلامتی اسی میں ہے کہ ان پر انکار کیا جاوے اور نہ اس کلام کے ظاہر پر اعتقاد کیا جاوے ۱۲

وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا

اور جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر یقین رکھتے ہیں سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں ۔ اور نصیحت

يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا

وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو کہ اہل عقل ہیں اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو کج نہ کیجیئے بعد اس کے کہ آپ ہم کو ہدایت

وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○ رَبَّنَآ اِنَّكَ

کر چکے ہیں ۔ اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت عطا فرمایئے بلاشبہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں ۔ اے ہمارے پروردگار

جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ○ ع ۱ ۹

آپ بلاشبہ تمام آدمیوں کو جمع کرنے والے ہیں اس دن میں جس میں ذرا شک نہیں ۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ خلاف کرتے نہیں وعدہ کو ۔

الکلام قال البیضاوی فیہ ای فی قولہ انکانت الوہاب دلیل علی ان الہدی والفضائل کلہا من اللہ تعالیٰ وانہ متفضل بہا ینعم علی عبادہ لا یجب علیہ شیٔ ۱۲

لمحات الترجمہ

لہ قولہ رحمت خاصہ حملاً للتنوین علی التنویع ۱۲

وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ (الی قولہ) وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○ اور (اسی واسطے) جو لوگ علم (دین) میں پختہ کار (اور فہیم) ہیں وہ (ایسی آیتوں کے متعلق) یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر (اجمالاً) یقین رکھتے ہیں سب (آیتیں ظاہر المعنی بھی اور خفی المعنی بھی) ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں (پس ان کے جو کچھ معنی اور مراد واقع میں ہوں وہ حق ہیں) اور نصیحت (کی بات کو) وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو کہ اہل عقل ہیں (یعنی عقل کا مقتضا بھی یہی ہے کہ مفید اور ضروری بات میں مشغول ہو مضر اور فضول قصہ میں نہ لگے) ف پس روح اللہ اور کلمۃ اللہ بھی فی نفسہ لغۃً ایسی ہی کلمات متشابہہ سے ہے لیکن قواعد شرعیہ وعقلیہ کی مساعدت سے ثابت ہو گیا کہ حاصل مراد اس سے علی سبیل المجاز یہ ہے ذو روح مسبب وجودہ عن امر اللہ وکلمتہ پس یہ تاویل حق ہو گی اور اس کے خلاف جیسا کہ مخالفین نے مناظرہ مذکورہ میں سمجھا باطل ہے ربط آگے ان حق پرستوں کا دوسرا کمال مذکور ہے کہ باوجود وصول الی الحق کے اس پر نازاں نہیں بلکہ حق تعالیٰ سے استقامت علی الحق کی دعا کرتے ہیں ۔ دعاء رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا (الی قولہ) اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ○ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو کج نہ کیجیئے بعد اس کے کہ آپ ہم کو (حق کی طرف) ہدایت کر چکے ہیں اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت (خاصہ) عطا فرمایئے (وہ رحمت یہ ہے کہ راہ مستقیم پر ہم قائم رہیں) بلاشبہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں اے ہمارے پروردگار (ہم یہ دعا کجی سے بچنے کی اور حق پر قائم رہنے کی کسی دنیوی غرض سے نہیں مانگتے بلکہ محض آخرت کی نجات کے واسطے کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ) آپ بلاشبہ تمام آدمیوں کو (میدان محشر میں) جمع کرنے والے ہیں اس دن میں جس (کے آنے) میں ذرا شک نہیں (یعنی قیامت کے دن میں اور شک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے آنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور) بلاشبہ اللہ تعالیٰ خلاف کرتے نہیں وعدہ کو (اس لئے قیامت کا آنا ضرور اور اس واسطے ہم کو اس کی فکر ہے) ربط یہاں تک محاجہ باللسان کا بیان تھا آگے محاجہ بالسنان کا بیان اور لقمہ شمشیر وزیر نگین ہونے کی وعید ہے جو صراحتہً اس آیت میں مذکور ہے قل للذین کفروا الی آخرہا اور

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ

بالیقین جو لوگ کفر کرتے ہیں ہرگز ان کے کام نہیں آسکتے ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ تعالیٰ کے

اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ۝ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ

مقابلہ میں ذرہ برابر بھی۔ اور ایسے لوگ جہنم کا سوختہ ہوں گے جیسا معاملہ تھا فرعون والوں کا اور ان سے

مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ شَدِيدُ

پہلے والے لوگوں کا کہ انھوں نے ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر دارو گیر فرمائی ان کے گناہوں کے سبب۔ اور اللہ

الْعِقَابِ ۝ قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ

سزا دینے والے ہیں۔ آپ ان کفر کرنے والوں سے فرما دیجئے کہ عنقریب تم مغلوب کئے جاؤ گے اور جہنم کی طرف جمع کر کے لے جائے جاؤ گے

وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝

اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

اس سے پہلے کی آیت بطور تمہید کے ہے وعید منکرین بہ خذلان دارین إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ (الی قولہ تعالیٰ) وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ بالیقین جو لوگ کفر کرتے ہیں ہرگز ان کے کام نہیں آسکتے اُن کے مال (و دولت) اور نہ ان کی اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ذرہ برابر بھی اور ایسے لوگ جہنم کا سوختہ ہوں گے (ان لوگوں کا معاملہ ایسا ہے) جیسے معاملہ تھا فرعون والوں کا اور ان سے پہلے والے (کافر) لوگوں کا (وہ معاملہ یہ تھا) کہ انھوں نے ہماری آیتوں کو (یعنی اخبار و احکام کو) جھوٹا بتلایا اس پر اللہ تعالیٰ نے اُن پر دارو گیر فرمائی اُن کے گناہوں کے سبب اور اللہ تعالیٰ (کی دارو گیر بڑی سخت ہے کیونکہ ان کی شان یہ ہے کہ وہ) سخت سزا دینے والے ہیں (اسی طرح ان لوگوں کا معاملہ ہوا کہ انھوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی سو ان کو بھی ایسی ہی سزا ہوگی اور) آپ ان کفر کرنے والے لوگوں سے (یوں بھی) فرما دیجئے کہ (تم یہ نہ سمجھنا کہ یہ دارو گیر صرف آخرت میں ہوگی بلکہ یہاں اور وہاں دونوں جگہ ہوگی چنانچہ دنیا میں) عنقریب تم (مسلمانوں کے ہاتھ سے) مغلوب کئے جاؤ گے اور (آخرت میں) جہنم کی طرف جمع کر کے لے جاؤ گے اور (جہنم) ہے برا ٹھکانا ف مقابلہ میں کام آنے کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت کی ضرورت نہ ہو اس کے عوض صرف مال و اولاد نافع اور کافی ہو جاوے۔ دوسرے یہ کہ مال و اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابل ہو کر ان کے عذاب سے بچا لیوے مقابلہ کا لفظ دونوں جگہ بولا جاتا ہے سو آیت میں دونوں معنی کی نفی کر دی گئی اور مراد کفار سے آیت میں خاص کفار ہیں جن سے یہ خطاب ہوا تھا چنانچہ مشرکین پر قتل اور قید کی مصیبت اور یہود پر قتل اور قید کے ساتھ جزیہ اور اخراج وطن کی بھی عقوبت واقع ہوئی پس یہ شبہ نہ کرنا چاہیئے کہ سب کفار تو دنیا میں مغلوب نہیں پائے جاتے اور رہی سزائے آخرت وہ سب کفار کو عام ہے

ربط اوپر کفار کے مغلوب ہونے کی خبر دی گئی ہے آگے اس کی ایک کافی نظیر بطور دلیل کے ارشاد فرماتے ہیں

اللغات قولہ لن تغنی معنی نفی عنہم تحرکۃ عنہم و حاصلہ لا یکفیہم ہذا الرحمۃ و الطاعۃ فتبیّنا مفعول مطلق ۲ حد عصام علی البیضاوی او من قولہم اغن عنی و بہک ای غیبہ عنی و شیئا مفعول بہ ۱۲ منہ بہ علی البیضاوی قولہ کدأب ہو مصدر دأب فی العمل اذا کدح فیہ فنقل الی معنی الشان ۱۲ البلاغۃ فی روح المعانی کن بوا الخ تفسیر لدأبہم قولہ الی جہنم فی روح المعانی ہی غایۃ حشرہم و منتہاہ فالی علی معناہا المتبادر ۱۲

الروایات فی باب النقول روی ابوداؤد فی سننہ و البیہقی فی الدلائل بطریق ابن اسحاق عن محمد ابن ابی محمد عن سعید او عکرمۃ عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اصاب من اہل بدر ما اصاب و رجع الی المدینۃ جمع الیہود فی سوق بنی قینقاع و قال یا معشر یہود اسلموا قبل ان یصیبکم اللہ بما اصاب قریشا فقالوا یا محمد لا یغرنک من نفسک ان قتلت نفرا من قریش کانوا اغمارا لا یعرفون القتال انک اللہ لو قاتلتنا لعرفت انا نحن الناس و انک لم تلق مثلنا فانزل اللہ قل للذین کفروا ستغلبون الی قولہ لا ولی الالباب ۱۲ و فی تفسیر البیضاوی احد الوجہین فی المشرکۃ ستغلبون یعنی یوم بدر ۱۲

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

بے شک تمہارے لئے بڑا نمونہ ہے دو گروہوں میں جو کہ باہم ایک دوسرے سے مقابل ہوئے تھے۔ ایک گروہ تو اللہ کی راہ میں لڑتے تھے اور دوسرا گروہ

وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ

کافر لوگ تھے۔ یہ کافر اپنے کو دیکھ رہے تھے کہ ان مسلمانوں سے کئی حصے ہیں کھلی آنکھوں دیکھنا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی امداد سے جس کو

مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

چاہتے ہیں قوت دیدیتے ہیں بلاشک اس میں بڑی عبرت ہے۔ بینش والے لوگوں کو

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ (دالی قولہ) اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ بے شک تمہارے

(استدلال کے) لئے بڑا نمونہ ہے دو گروہوں (کے واقعہ) میں جو کہ باہم (بدر کی لڑائی میں) ایک دوسرے سے مقابل

ہوئے تھے ایک گروہ تو (یعنی مسلمان) اللہ کی راہ میں لڑتے تھے اور دوسرا گروہ کافر لوگ تھے (اور کافر اسقدر زیادہ تھے کہ)

یہ کافر اپنے (گروہ) کو دیکھ رہے تھے کہ ان مسلمانوں سے کئی حصے (زیادہ) ہیں (اور دیکھنا بھی کچھ وہم اور خیال کا نہیں بلکہ

کھلی آنکھوں دیکھنا (جس کے واقعی ہونے میں شبہ نہیں تھا لیکن باوجود اس قدر زیادہ عدد ہونے کے پھر اللہ تعالیٰ نے

مسلمانوں کو غالب کیا) اور (غالب مغلوب کرنا محض قبضہ خداوندی میں ہے) اللہ تعالیٰ اپنی امداد سے جس کو چاہتے

ہیں قوت دیدیتے ہیں (سو) بلاشک اس (واقعہ) میں بڑی عبرت (اور نمونہ) ہے (دانش) بینش والے لوگوں کو

ف روایتوں میں آیا ہے کہ اس روز مسلمان تین سو تیرہ تھے اور کفار ایک ہزار تھے گویا کفار مسلمانوں سے تین حصے

زیادہ تھے اس آیت میں اسی کثرت کو بیان فرمایا ہے کہ کفار آنکھوں سے مشاہدہ کرتے تھے کہ ہمارا گروہ زیادہ ہے

مگر پھر بھی انجام دیکھ لیا کہ مسلمان ہی غالب رہے اس سے ہر منصف عاقل استدلال کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب

اپنے دین کو غالب کرنا چاہتے ہیں تو کفار کی کثرت اور ثروت اس کو روک نہیں سکتی اور سورۂ انفال میں یہ بھی مذکور

ہے کہ اول اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں کفار کا عدد کم دکھلایا تھا کہ آپ مسلمانوں

سے خواب بیان فرمادیں تو مقابلہ کی جرأت بڑھے پھر جب دونوں گروہ مقابل ہوئے تو مسلمانوں کو کفار کم معلوم ہوئے

اور کفار کو مسلمان کم معلوم ہوئے تاکہ مقابلہ ہو جاوے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب کر دیا پس اس مقام پر دو

امر قابل تحقیق ہیں اول یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب خلاف واقع کیوں ہوا۔ اور اسی طرح مسلمانوں

کا کفار کو کم دیکھنا بھی خلاف واقع تھا تحقیق اس کی یہ ہے کہ اگر ہزار میں سے مثلاً سو دو سو دکھلا دیئے جاویں

اور آٹھ سو نو سو پوشیدہ کر لیے جاویں تو اس کو خلاف واقع دیکھنا نہیں کہہ سکتے، خلاف واقع کہتے ہیں غلط دیکھنے

کو اور یہاں تو بعض کو نہ دیکھنا تھا غلط دیکھنا نہ تھا۔ دوسری تحقیق یہ ہے کہ کفار کو مسلمانوں کا کم معلوم ہونا جو انفال میں

مذکور ہے اور کفار کا اپنی جماعت کو مسلمانوں سے کئی حصہ دیکھنا جو اس مقام پر مذکور ہے ان دونوں کا ایک ہی

مطلب ہے، ربط اوپر آیت اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ میں اموال و اولاد

الربیع ۱۲ ۱۱ بیہقی ۱۲ ۱۱ بیہقی ۱۲ ۱۱ بیہقی ۱۲ ۱۱

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ

یرونھم مثلیھم الخ قال العینی الضعیف فیہ اثبات للخوارق انتھی القول

ترجمہ قولہ تعالیٰ

یرونھم مثلیھم الخ اس میں خوارق عادات کا اثبات ہے ۱۲

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ یہ کافر فی ترجمہ یرونھم مثلیھم الخ ذا وی الیہ ذوقی ان المرفوع فی یرون راجع الی الکفار و المنصوب ایضاً الی الکفار والجور الی المؤمنین و التثنیۃ للتکریر فی الآیۃ اقوال اخر کثیرۃ شتی ولو اشکل علیک ان الروایۃ علی ھذا بصیرۃ وکون الفاعل و المفعول کلیھما ضمیراً من مخالف افعال القلوب یجاب بان الروایۃ قلبیۃ بقرینۃ تعدیتھا الی مفعولین فالمراد العلم ولو بواسطۃ البصر او المراد ای لتظنونھم فالمفعول مطلق من حیث دلالۃ العلم علی البصر بقرینۃ المقام فالمعنی یرونھم مثلیھم بان تشاھدونھم کذلک ای الی العین او منصوب بنزع الخافض ای برای العین فالامر سھل وفی قراءۃ ترونھم بتاء الخطاب فمعناہ مطابقا للمذکور ترون ایھا الکفار انفسکم مثلی المؤمنین فالمنصوب بالمغائب راجع الی الفئۃ الکافرۃ فلا یرد ان مقتضاہ کان ترونکم ویرونھم صفۃ للفئۃ الکافرۃ او یقال الخطاب للیھود ای ترون ایھا الیھود مشرکی مکۃ مثلی المؤمنین علی

مہ وہذا کقولہ تعالیٰ انی اراک اعصر خمرا

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ

خوشنما معلوم ہوتی ہے لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی۔ عورتیں ہوئیں بیٹے ہوئے لگے ہوئے ڈھیر ہوئے

الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ

سونے اور چاندی کے نشان لگے ہوئے گھوڑے ہوئے مواشی ہوئے اور

وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ○

زراعت ہوئی۔ یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیاوی زندگانی کی اور انجام کار کی خوبی تو اللہ ہی کے پاس ہے۔

کا آخرت میں کام نہ آنا بیان فرمایا تھا جس سے ان چیزوں کا بے قدر ہونا لازم آیا تھا اب آگے اسی لازم کو تصریحاً بیان فرماتے ہیں اور اس کے بعد نعمائے آخرت کا قابل قدر و رغبت ہونا اور ان نعمتوں کا بدولت تقویٰ حاصل ہونا ذکر فرمایا ہے اور اس کے بعد کسی قدر تفصیل تقویٰ کی اس کے بعد شعبے مثل ایمان و مناجات و صبر و صدق و قنوت و انفاق و استغفار ذکر فرما کر ارشاد فرمائی ہے یہ چند مضمون اس ترتیب سے بیان ہوتے ہیں

بے قدری لذات دنیا و بیان زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ (الی قولہ) وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ○

خوشنما معلوم ہوتی ہے (اکثر) لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی (مثلاً) عورتیں ہوئی، بیٹے ہوئے، لگے ہوئے ڈھیر ہوئے سونے اور چاندی کے نشان لگے ہوئے گھوڑے ہوئے (یا دوسرے) مواشی ہوئے اور زراعت ہوئی (لیکن) یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگانی کی اور انجام کار کی خوبی (کی چیز) تو اللہ ہی کے پاس ہے (جو بعد موت کے کام آوے گی جس کی تفصیل اگلی آیت میں آتی ہے) ف یہ جو فرمایا کہ ان چیزوں کی محبت خوشنما معلوم ہوتی ہے اس کا حاصل میرے ذوق میں یہ ہے کہ یہ محبت و میلان غالب حالت میں موجب فتنہ ہو جانے کی وجہ سے ڈر کی چیز تھی مگر اکثر لوگ اس کو سبب ضرر نہیں جانتے بلکہ اس میلان کو علی الاطلاق اچھا سمجھتے ہیں واللہ اعلم۔

اللغات قال البیضاوی القنطار المال الکثیر فعلال اور فعلال والمقنطرۃ ماخوذۃ منہ للتاکید کقولہم بدرۃ مبدرۃ والانعام الابل والبقر والغنم اھ ۱۲ **البلاغۃ** قال البیضاوی سماہا شہوات مبالغۃ و ایماء علی انہم انہمکوا فی محبتہا حتی جعلوا نفس المحبۃ شہوۃ کقولہم جبلت علی کذا وفی روح المعانی للرغبۃ ما تشتہی فعال بمعنی مفعول ای الشہی او تنبیہا علی خستہا لان الشہوات خسیسۃ عند الحکماء والعقلاء ۱۲۔

الکلام فی روح المعانی عن الانتصاف التزیین للشہوات یطلق ویراد بہ خلق جبلی القلوب ہو بہذا المعنی مضاف الیہ تعالیٰ حقیقۃ لانہ للخالق الاہو ویطلق ویراد بہ الحض علی تعاطی الشہوات المحظورۃ وبہذا المعنی مضاف الی الشیطان تغریرا لوسوستہ منزلۃ الامر بہا ۱۲

ف نقل کی ہے پس اس تفسیر پر یہ قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ انسان اس محبت کے ازالہ کا بوجہ اس کے طبعی ہونے کے مکلف نہیں ہوا اور دوسرے قول میں بیان ہے آخرت کی حب عقلی کا اور اس کے مکلف ہونے کا اس طرح کہ اسکو عملاً حب اول پر ترجیح دے اور باب اخلاق میں یہ ایک اصل عظیم ہے یعنی اخلاق میں جو مجبولی و طبعی ہیں وہ غیر مقدور رہیں اور جو مکسوب ہیں وہ مقدور ہیں (بعض مدرسین قسم اول کو کتب بھی پڑھا جاتے ہیں وہ ہمیشہ مشوش رہتے ہیں اللہ لوگوں کو محقق بدرایت کرتا ہے کہ عقلی کی تحصیل کرو اور نفسی کے درپے مت ہو سو محققین کا اتباع کرو فالواقع راحت میں رہتا ہے۔ **لطائف الترجمہ** لہ قولہ معلوم ہوتی ہے راقم نے لفظ المعلوم کو (۱۲ منہ مصححہ اللطفوی) اشارۃ بلفظ ہوتی کر کے اس ارادہ خصوصیۃ فحوی المعنی کما ہو ظاہر ۱۲ لہ قولہ اکثر کو (از الکلام لمجلس الصادق ۱۲ منہ عفی عنہ) لہ قولہ غیر مرغوب

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ زین للناس حب الشہوات الی قولہ تعالیٰ قل اؤنبئکم بخیر من ذلکم قال الحبر الضعیف فی الفوز الاول بیان للعجب الطبعی للدنیا وما فیہا والمراد من الناس الجنس و المزین ہو اللہ تعالیٰ کما اخرجہ ابن ابی حاتم عن عمر بن الخطاب کما فی الروح فہو علی ہذا التفسیر حال علی عدم التکلیف بازالۃ ہذا الحب لکونہ طبعیا وفی القول الثانی بیان للعجب العقلی للآخرۃ وما فیہا وکون العبد مکلفا بترجیحہ علی الاول عملاً وفی ہذا اصل کبیر فی الاخلاق کلہا ان منہا ما ہو جبلی لا یقدر علیہ فہو غیر مقدور ومنہا ما یکسبہ الصدیقون فہو مقدور من السالکین من یتصدی للاول فیتشوش دائما فہو محق الحق الی تحصیل الثانی وترک الاول فیستریح من اتبعہ انتہی القول۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ زین للناس حب الشہوات اس قول تک قل اؤنبئکم بخیر من ذلکم قول اول میں الناس سے مراد جنس ناس ہے اور مزین سے اللہ تعالیٰ ہیں روح المعانی میں ابن ابی حاتم کی روایت سے حضرت عمرؓ سے اس کی تائید ہوتی

قُلْ أَؤُنَبِّئُكُم بِخَيْرٍ مِّن ذَٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي

آپ فرما دیجئے کیا میں تم کو ایسی چیز بتلا دوں جو بہتر ہو ان چیزوں سے۔ ایسے لوگوں کے لئے جو ڈرتے ہیں۔ ان کے مالک کے پاس ایسے ایسے باغ ہیں جنکے

مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ

پائیں میں نہریں جاری ہیں ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے۔ اور ایسی بیبیاں ہیں جو صاف ستھری کی ہوئی ہیں۔ اور خوشنودی ہے اللہ تعالیٰ

اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ

کی طرف سے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے ہیں بندوں کو۔ ایسے لوگ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے۔ سو آپ ہمارے

لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ

گناہوں کو معاف کر دیجئے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے صبر کرنے والے ہیں اور راست باز ہیں اور فروتنی کرنے والے

وَالْمُنفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ ۝

ہیں۔ اور خرچ کرنے والے ہیں اور اخیر شب میں گناہوں کی معافی چاہنے والے ہیں

نفاست نعمای آخرت قُلْ أَؤُنَبِّئُكُم بِخَيْرٍ مِّن ذَٰلِكُمْ (الی قولہ) وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝ آپ (ان لوگوں سے یہ) فرما دیجئے کیا میں تم کو ایسی چیز بتلا دوں جو (بدرجہا) بہتر ہو ان (مذکورہ) چیزوں سے (سو سنو) ایسے لوگوں کے لئے جو (اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ان کے مالک (حقیقی) کے پاس ایسے ایسے باغ ہیں (یعنی بہشت) جن کے پائیں میں نہریں جاری ہیں اُن (بہشتوں) میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے (اور ان کے لئے) ایسی بیبیاں ہیں جو (ہر طرح) صاف ستھری کی ہوئی ہیں اور (ان کے لئے) خوشنودی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے (بھالتے) ہیں بندوں (کے حال) کو (اس لئے ڈرنے والوں کو یہ نعمتیں دیں گے آگے ان ڈرنے والوں کی بعضی تفصیلی صفات ذکر کی جاتی ہیں) **بعضے اوصاف متقین** اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا (الی قولہ) وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝ (یہ) ایسے لوگ (ہیں) جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجئے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے (اور وہ لوگ) صبر کرنے والے ہیں اور راست باز ہیں اور (اللہ تعالیٰ کے سامنے) فروتنی کرنے والے ہیں اور (نیک کاموں میں مال کے) خرچ کرنے والے ہیں اور اخیر شب میں (اُٹھ اُٹھ کر) گناہوں کی معافی چاہنے والے ہیں۔ **ف** یہ جو کہا کہ ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجئے یہ اسوجہ سے ہے کہ بدون ایمان کے مغفرت نہیں ہوتی پس حاصل یہ ہوا کہ کفر جو مانع ابدی مغفرت کا ہے اس کو ہم مرتفع کر چکے اب معاف کر دیجئے خواہ اولیٰ ہو یا غیر اولیٰ اور اخیر شب کی تخصیص اس لئے ہے کہ اس وقت اٹھنے میں مشقت بھی ہے اور وہ وقت قبولیت کا بھی ہے۔ **ربط** شروع سورت میں نصاریٰ کے مقابلہ و مناظرہ میں توحید کا اثبات اور تثلیث کا ابطال کیا گیا ہے اور درمیان کے مضامین اسی کی مناسبت سے لائے گئے تھے۔ اب اسی مضمون توحید کی طرف عود کرتے ہیں اور اس کے بعد کی آیتوں میں اسلام کے حق ہونے

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ الصابرین الآیۃ قال الصابرین الآیۃ قال الصدق الضعیف فی الآیۃ بیان الصفا اولیاء اللہ تعالیٰ انتہی المقول۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ الصابرین الآیۃ اسمیں اولیاء اللہ کی صفات کا بیان ہے۔

النحو الذین یقولون صفۃ للذین اتقوا وللعباد وکذا قولہ الصابرین الخ **البلاغت** قالہ ابیضاً یرید بہای بقولہ قل اؤنبئکم تقریر ان ثواب اللہ خیر من مستلذات الدنیا قال عصام حیث ذکرہ بعد الاخبار بان اللہ عند حسن المآب ثم شوقہم الی بیان خیر مما عندہم بقولہ اؤنبئکم بخیر من ذلکم والکلام بکون غیراً کونہ حسن مآب ثم جملۃ من انتم الخ متعلقۃ بہم علم فی التقرب الی اللہ ثم فضلہ ووصف کلا بما یفید کونہ خیراً من الدنیا وما فیہا اھ قال البیضاوی توسیط الواو بینہما للدلالۃ علی استقلال کل واحدۃ منہما وکما لہم فیہا او لتغایر الموصوفین بہا۔ ۱۲

ملحقات الترجمہ قولہ بدرجہا لکون خیر للتفضیل ۱۲ قولہ ہر طرح ای من کل ما یستقذر من النساء ۱۲

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ

کھا ہی دی اللہ تعالیٰ نے اس کی کہ بجز اس ذات کے کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی اور اہل علم نے بھی - اور معبود بھی وہ اس شان

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا

اس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں وہ زبردست ہیں حکمت والے ہیں - بلاشبہ دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے - اور اہل کتاب نے

اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا

جو اختلاف کیا تو ایسی حالت کے بعد کہ ان کو دلیل پہنچ چکی تھی محض ایک دوسرے سے بڑھنے کی وجہ سے

بَيْنَهُمْ ۗ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار کرے گا تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کا حساب لینے والے ہیں -

تصریح اور اہل کتاب کے ساتھ مجادلہ کی تقریر پھر حق کے قبول نہ کرنے کی مذمت پھر استطراداً اہل اسلام کے غلبہ کی پیشین گوئی اور اس کے استبعاد کو اثبات قدرت کاملہ سے دفع کرنا پھر مؤمنین کو کفار کی دوستی سے ممانعت پھر توحید کا بدون اتباع رسول کے معتبر نہ ہونا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و محبوبیت کی تائید کے لئے چند مقبولین کے قصے یہ سب مضامین پارہ کے تین پاؤ تک بالترتیب بیان فرمائے گئے ہیں اور اس تقریر سے دو رنگ کا ربط معلوم ہو گیا - **رجوع بسوئے مضمون توحید** شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (الی قولہ) لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ گواہی دی ہے اللہ تعالیٰ نے (ترکیب سماویہ میں) اس (مضمون) کی کہ بجز اس ذات (پاک) کے کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی (اپنے ذکر و تسبیح میں اس کی گواہی دی ہے - کیونکہ ان کے اذکار توحید سے بھرے ہوئے ہیں) اور (دوسرے) اہل علم نے بھی (اپنی تقریرات و تحریرات میں اس کی گواہی دی ہے جیسا کہ ظاہر ہے) اور معبود بھی وہ اس شان سے ہیں کہ (ہر چیز کا) اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں (اور پھر کہا جاتا ہے کہ) ان کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں وہ زبردست ہیں حکمت والے ہیں **ف** قائم بالقسط کی صفت غالباً اس لئے بڑھا دی کہ وہ ایسے نہیں کہ صرف اپنی تعلیم و عبادت ہی کراتے ہوں بلکہ وہ سب کے کام بھی بناتے ہیں اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ یہ دلیل تو نقلی ہے جو اس کو نہیں مانتے ان پر کیسے حجت ہوگی جواب یہ ہے کہ یہ دلیل خاص اہل کتاب کے مقابلہ میں ہے وہ دلیل نقلی کے منکر تھے اور دلائل عقلیہ دوسرے مواقع پر موجود ہیں **ربط** آیت شہد اللہ سے پہلے دیکھ لیجئے **تصریح حقانیت اسلام** اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ (الی قولہ) فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ بلاشبہ دین (حق اور مقبول) اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اور (اس کے حق ہونے میں اہل اسلام کے ساتھ) اہل کتاب نے جو اختلاف کیا (اسی طرح سے کہ اسلام کو باطل کہا) تو ایسی حالت کے بعد کہ انکو (اسلام کے حق ہونے کی) دلیل پہنچ چکی تھی محض ایک دوسرے سے بڑھنے کی وجہ سے (یعنی اسلام کے حق ہونے میں کوئی وجہ شبہ کی نہیں ہوئی بلکہ ان میں مادہ دوسروں سے بڑا بننے کا ہے اور اسلام لانے میں یہ سرداری جو ان کو اب

النحو - قولہ قائما بالقسط فی روح المعانی بعد سرد الاوجہ الاربعۃ الخامس لعلہ الاوجہ ان یکون حالا من الضمیر والعامل فیہا معنی الجملۃ ای تفرد بالقسط

الروایات فی روح المعانی وقیل نزلت (ای آیۃ شہد اللہ الخ) فی نصاری نجران لما حاجوا فی امر عیسیٰ علیہ السلام وہو الذی یشعر بہ ما اشرنا الیہ قبل من الآثار ویمیل الیہ کلام محمد بن جعفر بن الزبیر ۱۲

ملخصات الترجمہ

۱ قولہ حق اور مقبول مستفاد من لام العہد ۱۲ ۲ قولہ صرف اسلام ہی ہے کما فی روح المعانی تعریف الجزئین للحصر ای دین مرضی عند اللہ تعالیٰ سوی الاسلام

فَإِنْ حَآجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ وَقُل لِّلَّذِينَ

پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے حجتیں نکالیں تو آپ فرما دیجئے کہ میں تو اپنا رخ خاص اللہ کی طرف کر چکا اور جو میرے پیرو تھے وہ بھی اسی طرح کر چکے

أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ ۚ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ

اہل کتاب سے اور عرب سے کہ کیا تم بھی اسلام لاتے ہو سو اگر وہ لوگ اسلام لے آویں تو وہ لوگ بھی راہ پر آجاویں گے

وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝

اور اگر وہ لوگ روگردانی رکھیں سو آپ کے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خود دیکھ لیں گے بندوں کو

عوام پر حاصل ہو فوت ہوتی تھی اس لئے اسلام کو قبول نہیں کیا بلکہ الٹا اس کو باطل بتلانے لگے) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار کرے (جیسا ان لوگوں نے کیا) تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کا حساب لینے والے ہیں (اور ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے حساب کا انجام عذاب ہوگا) ربط آگے ان منکرین اہل کتاب اور ان کے ساتھ مشرکین عرب کے انکار اور محاجہ کا جو عناد سے پیدا ہوا ہے جواب مذکور ہے۔ جواب محاجہ معاندین فَإِنْ حَآجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ (الی قولہ) وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝ (اسلام کے حق ہونے پر دلیل قائم ہونے کے بعد) پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے (خواہ مخواہ کی) حجتیں نکالیں تو آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ (تم مانو یا نہ مانو) میں تو اپنا رخ خاص اللہ کی طرف کر چکا اور جو میرے پیرو تھے وہ بھی (اپنا اپنا رخ خاص اللہ کی طرف کر چکے یہ کنایہ ہے اس سے کہ ہم سب اسلام اختیار کر چکے جس میں اعتقاد الوہیت کے اعتبار قلب کا رخ خاص اللہ ہی کی طرف ہوتا ہے کیونکہ دوسرے مذاہب میں کچھ کچھ شرک ہو گیا تھا) اور (اس جواب کے بعد دریافت کرنے کے طور پر کہئے اہل کتاب سے اور (مشرکین عرب سے کہ کیا تم بھی اسلام لاتے ہو سو اگر وہ لوگ اسلام لے آویں تو وہ لوگ بھی راہ (راست) پر آجاویں گے اور اگر وہ لوگ (اس سے بدستور) روگردانی رکھیں سو (آپ اس کا بھی غم نہ کیجئے کیونکہ) آپ کے ذمہ صرف (احکام خداوندی کا) پہنچا دینا ہے اور (آگے) اللہ تعالیٰ خود دیکھ (اور سمجھ) لیں گے (اپنے) بندوں کو (آپ سے کوئی باز پرس نہیں ہے) ف کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ منکرین کے مقابلہ میں اتنا کہہ دینا کب کافی ہو سکتا ہے کہ تم نہ مانو تو میں تو مان گیا جواب یہ ہے کہ یہ ہر منکر کے مقابلہ میں نہیں فرمایا گیا بلکہ خاص ان منکرین کے مقابلہ میں جن کا انکار کسی شبہ سے نہ تھا بلکہ بعد اقامت دلائل کے محض ضد اور عداوت سے تھا جب ان کو کوئی شبہ نہیں تو ان کے سامنے مکرر دلائل بیان کرنا بیکار ہے اسی وجہ سے آخری جواب کے خیر بھی نہ مانو تم تو ان سمجھ لو ربط شروع سورت میں وفد نجران سے جو زیادہ تر نصاریٰ کی طرف تھا پھر آیت یا ایھا الذین اٰمنوا ان تطیعوا الذین کفروا کا عنوان نصاریٰ اور یہود دونوں کو شامل تھا اب آیت آئندہ میں یہود کے بعض خاص احوال بیان فرماتے ہیں

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

کان حاجوک فقل اسلمت وجھی الخ قال العبد الضعیف فیہ دلالۃ علی ما ھو عادۃ اھل الطریق من ترک المحاجۃ اذا بان الحق ودل من المخاطب عدم القبول وھذا اعلی التفسیر المشھور علی ما فی الروح وفیہ اشارۃ الی ان الجدال محمود لیس فی موضعہ لانہ انما یکون فی امر خفی والذی جادلوا بہ امر مکشوف وحکمہ حالہ معروف وھو الدین القویم فلا تکون المحاجۃ و المجادلۃ الا مکابرۃ وجہ یکون ھذا القول اعراضا عن مجادلتھم انتھی القول

ترجمہ

قولہ تعالیٰ فان حاجوک فقل اسلمت وجھی الخ اس میں دلالت ہے اہل طریق کی اس عادت پر کہ جب حق بالکل واضح ہو جاوے مگر مخاطب کی حالت سے معلوم ہو کہ یہ قبول نہیں کرتا تو اس وقت مباحثہ ترک کر دیتے ہیں اور یہ استنباط اس آیت کی مشہور تفسیر پر ہے کہ یہ قول اسلمت وجھی الخ مجادلہ سے اعراض ہے۔

۳ باقی حاشیہ عن قریب ۱۲

۵ قولہ خواہ مخواہ الی ان ھذہ المحاجۃ لیست علی حقیقتھا بل سمی المجادلۃ محاجۃ مجازاً کما فی قولہ لئلا یکون للناس علیکم حجۃ الا الذین ظلموا ۱۲

اللغات قولہ اسلمت وجھی قال عبد الحکیم علی البیضاوی الخلص ای لا یشرک بہ غیرہ فاسلم من سلم الشیء لفلان خلص وصفہ اھل سلم الرجل والوجہ مستعار للذات ۱۲

النحو قولہ ومن اتبعن۔ حذف نون الثانیۃ وحسن للفصل والمفعول معہ کذا قال البیضاوی ۔ ۱۲ **تحقیقات الترجمہ** ۵ قولہ بہت جلد اس کا حساب لینے والے ہیں کما فی روح المعانی ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ

بے شک جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ اور قتل کرتے ہیں پیغمبروں کو ناحق اور

يَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ

قتل کرتے ہیں ایسے شخصوں کو جو اعتدال کی تعلیم دیتے ہیں سو ایسے لوگوں کو خبر سنا دیجئے ایک سزائے

أَلِيمٍ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ

دردناک کی۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے سب اعمال غارت ہو گئے دنیا میں اور آخرت میں۔ اور ان کا

مِّن نَّاصِرِينَ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ

کوئی حامی مددگار نہ ہوگا۔ کیا آپ نے ایسے لوگ نہیں دیکھے جن کو کتاب کا ایک حصہ دیا گیا۔ اور اسی کتاب اللہ

إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَهُم مُّعْرِضُونَ ۝

کی طرف اس غرض سے ان کو بلایا بھی جاتا ہے کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے پھر انمیں سے بعض لوگ انحراف کرتے ہیں بے رخی کرتے ہوئے

چنانچہ روح المعانی میں بروایت ابن ابی حاتم اس آیت کی تفسیر میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل نے تینتالیس نبیوں کو ایک وقت میں قتل کیا ان کی نصیحت کے لئے ایک سو ستر بزرگ کھڑے ہوئے اسی دن ان کا بھی کام تمام کیا فقط اور بنی اسرائیل اکثر یہودی تھے **تقبیح بعض حالات یہود** اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ (الی قولہ) وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ بے شک جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ جیسے یہود کہ انجیل اور قرآن کو نہیں مانتے تھے، اور قتل کرتے ہیں پیغمبروں کو (اور وہ قتل کرنا خود ان کے خیال میں بھی) ناحق ہوتا ہے، اور (نیز) قتل کرتے ہیں ایسے شخصوں کو جو (افعال و اخلاق کے) اعتدال کی تعلیم دیتے ہیں سو ایسے لوگوں کو خبر سنا دیجئے ایک سزائے دردناک کی (اور) یہ وہ لوگ ہیں کہ (مجموعہ افعال مذکورہ کے سبب سے) ان کے سب اعمال (صالحہ) غارت ہو گئے دنیا میں (بھی) اور آخرت میں (بھی) اور (سزا کے وقت) ان کا کوئی حامی مددگار نہ ہوگا **کاف** دنیا میں غارت ہونا یہ کہ ان کے ساتھ معاملہ اسلام کا سا نہ ہوگا اور آخرت میں یہ کہ ان کی مغفرت نہ ہوگی اور ہر چند کہ محض ناصحین کا قتل کفر نہیں ہے جس سے اعمال حبط ہوں البتہ گناہ کبیرہ ہے لیکن چونکہ اس مجموعہ میں دوسرے اجزائے کفر ہیں اس لئے حبط کا ترتب صحیح ہوا اور چونکہ زمانہ نبوت محمدیہ کے یہود اپنے اسلاف کے قبائح پر انکار نہ رکھتے تھے اس لئے ان پر بھی الزام صحیح ہوا **ربط** آیات آئندہ میں یہود کی ایک خاص حالت اور ایک خاص قول کی تقبیح ہے۔ **تتمہ تقبیح یہود** اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ (الی قولہ) وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ نے ایسے لوگ نہیں دیکھے جنکو (سماوی یعنی تورات) کا ایک (کافی) حصہ دیا گیا (کافی) حصہ دیا گیا کہ اگر ہدایت کے طالب ہوتے تو وہ حصہ اس غرض کی تکمیل کے لئے کافی تھا) اور اسی کتاب اللہ کی طرف اس غرض سے ان کو بلایا بھی جاتا ہے کہ وہ ان کے درمیان (مذہبی اختلاف کا) فیصلہ کر دے پھر (بھی) ان میں سے بعض لوگ انحراف کرتے ہیں بے رخی کرتے ہوئے

الروایات

فی روح المعانی اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابی عبیدۃ بن الجراح قال قلت یا رسول اللہ ای الناس اشد عذابا یوم القیمۃ قال رجل قتل نبیا او رجلا امر بالمعروف ونہی عن المنکر ثم قرأ الآیۃ ثم قال صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا عبیدۃ قتلت بنی اسرائیل ثلثۃ واربعین نبیا اول النہار فی ساعۃ واحدۃ فقام مائۃ رجل وسبعون رجلا من عباد بنی اسرائیل فامر من قتلہم بالمعروف ونہی عن المنکر فقتلوا جمیعا من آخر النہار من ذلک الیوم فہم الذین ذکر اللہ تعالیٰ

لطائف الترجمہ

ل۱ قولہ وہ قتل کرنا ان کے خیال میں بھی الخ فقولہ تعالیٰ بغیر حق لکیونہ مؤکدا لیدل مفیدا فائدۃ جدیدۃ ۱۲ ل۲ قولہ کافی حصہ کما فی ابی السعود والتنوین للتفخیم ۱۲ ل۳ قولہ اور اسی کتاب اللہ کی طرف ولا حرف اسلفت الحال لان الحال قید زائد فی الکلام فلا یضر تخلفہ احیانا ۱۲ ل۴ قولہ بے رخی کرتے ہوئے حیث دعوا لہم تبین حاجۃ الی الاستفتاء ۱۲ ل۵ قولہ (بعض لوگ) فان قلت ان منہم کالہ اعرضوا ۱۲ ل۵ قولہ بے رخی کرتے ہوئے حیث لم یتبعوا عن شبہۃ ۱۲

ھذا وا لحال واشارۃ الی کون الاضافۃ للعہد وہو البالغ فی التقبیح حیث استفتوا من الذین اوتوہ ونزاد لفظ بعض للاشارۃ الی زیادۃ التقبیح حیث لم یتبعوا عن شبہۃ ۱۲

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ص وَّغَرَّهُمْ

یہ اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ہم کو صرف گنتی کے تھوڑے دنوں تک دوزخ کی آگ لگے گی - اور ان کو دھوکہ

فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ

میں ڈال رکھا ہے ان کی تراشی ہوئی باتوں نے - سو ان کا کیا حال ہوگا جبکہ ہم ان کو اس تاریخ میں جمع کریں گے جس

فِيْهِ ق وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○

میں ذرا شبہ نہیں - اور پورا پورا بدلہ مل جاوے گا ہر شخص کو جو کچھ اس نے کیا تھا اور ان شخصوں پر ظلم نہ کیا جاوے گا -

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ص (الی قولہ) وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○ (اور) یہ بے (اعتنائی) اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ یوں کہتے ہیں (اور یہی اُن کا اعتقاد ہے) کہ ہم کو صرف گنتی کے تھوڑے دنوں تک دوزخ کی آگ لگے گی (پھر مغفرت ہو جاوے گی) اور ان کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے ان کی تراشی ہوئی باتوں نے (جیسے اسی تراشے ہوئے عقیدہ نے ان کو دھوکہ دیا اور کتاب اللہ سے بے اعتنائی کرنے لگے) سو (ان احوال و افعال و اقوال کفریہ کے سبب) ان کا کیا (بُرا) حال ہوگا جب کہ ہم ان کو اس تاریخ میں جمع کریں گے جس (کے آنے) میں ذرا شبہ نہیں اور (اس تاریخ میں) پورا پورا بدلہ مل جاوے گا ہر شخص کو جو کچھ اس نے (دنیا میں) کیا تھا اور ان شخصوں پر (بدلہ کے وقت اصلا) ظلم نہ کیا جاوے گا (کہ بے جرم یا زیادہ از جرم سزا ہو جاوے) ق ان کے قول لن تمسنا النار کی تحقیق پارہ الم کے نصف پر گذر چکی ہے ربط چونکہ اوپر کی آیات میں محاجہ کی تقریر ہے بعض میں بالسان بعض میں بالسنان جیسا اس آیت میں قد کان لکم ایۃ فی فئتین الخ آیت آئندہ میں اس کی مناسبت سے امت محمدیہ کے کفار پر غالب آنے کی پیشین گوئی کی طرف تعلیم مناجات کے عنوان میں اشارہ ہے - جیسا شانِ نزول سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روم و فارس فتح ہو جانے کا وعدہ فرمایا تو منافقین و یہود نے استبعاد اور استہزار کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کما فی روح المعانی عن الواحدی عن ابن عباس رض و انس رض

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم و ابن المنذر عن عکرمۃ عن ابن عباس قال دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المدارس علی جماعۃ من الیہود فدعاہم الی اللہ فقال لہ نعیم بن عمرو و الحارث بن زید علی ای دین انت یا محمد قال علی ملۃ ابراہیم و دینہ قالا فان ابراہیم کان یہودیا فقال لہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہلموا الی التوراۃ فہی بیننا و بینکم فابیا علیہ فانزل اللہ الم ترالی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یدعون الی قولہ یفترون ۱۲

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی ترجمہ تکلیف کیا بر اشارۃ الی کون الاستفہام للتفظیع ۱۲

قولہ ذرا شبہ افادہ عمو ما النکرۃ تحت النفی ۱۲

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ

آپ یوں کہیئے کہ اے اللہ مالک تمام ملک کے آپ ملک جس کو چاہے دیدیتے ہیں اور جس سے چاہیں ملک

مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ

لے لیتے ہیں۔ اور جس کو آپ چاہیں غالب کردیتے ہیں اور جسکو آپ چاہیں پست کردیتے ہیں۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی

اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ

بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔ آپ رات کو دن میں داخل کردیتے ہیں اور دن کو رات میں داخل

فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ

کردیتے ہیں اور آپ جاندار چیز کو بے جان سے نکال لیتے ہیں اور بے جان چیز کو جاندار سے نکال لیتے ہیں اور آپ جس کو چاہتے ہیں بے شمار رزق عطا

بشارت غلبۂ مؤمنین بعنوان مناجات قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ (الی قولہ) وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (اللہ تعالیٰ سے) یوں کہیئے کہ اے اللہ مالک تمام ملک کے آپ ملک (کا جتنا حصہ چاہیں) جسکو چاہیں دیدیتے ہیں اور جس (کے قبضے) سے چاہیں ملک (کا حصہ) لے لیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں غالب کردیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں پست کردیتے ہیں آپ ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں آپ (بعض فصلوں میں) رات (کے اجزاء) کو دن میں داخل کردیتے ہیں (جس سے دن بڑا ہونے لگتا ہے) اور (بعض فصلوں میں) دن (کے اجزاء) کو رات میں داخل کردیتے ہیں (جس سے رات بڑھنے لگتی ہے) اور آپ جاندار چیز کو بے جان سے نکال لیتے ہیں (جیسے بیضہ سے بچہ) اور بے جان چیز کو جاندار سے نکال لیتے ہیں (جیسے پرند سے بیضہ) اور آپ جس کو چاہتے ہیں بے شمار رزق عطا فرماتے ہیں **ف** یعنی ہر طرح کی قدرت ہے سو ضعفاء کو قوت و سلطنت دے دینا کیا مشکل ہے۔ اس دعا میں ایک قسم کا استدلال ہے اس کے امکان پر اور دفع ہے استبعاد کفار کا۔ اور خیر کی تخصیص اس لئے مناسب ہوئی کہ یہاں مقصود خیر کا مانگنا ہے جیسے کوئی امیدوار کہے کہ نوکر رکھنا میرے اختیار میں ہے اگرچہ نوکر کا موقوف کردینا بھی اختیار میں ہوتا ہے۔ **ربط** اوپر کفار کی مذمت مذکور ہوئی۔ آیت میں بطور تفریع کے ان کے ساتھ دوستی کرنے کی ممانعت کا بیان فرماتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ جب کفار کے قبائح مثل انکار آیات عداوت اللہ و رسول وغیرہ معلوم کرچکے تو ایسے قبیح و منکر دشمنانِ خدا و رسول سے دوستی کب زیبا ہے۔

اللغات فی روح المعانی واصل اللّٰهم یا اللہ فحذفت یا وعوض عنہا المیم او اثرت تفخیما من الواو التی ہی حرف علت وشددت لکونہا عوضا عن حرفین وجمعا مع یاشاذ ۱۲ **النحو** قولہ بغیر حساب۔ فی روح المعانی احد الوجوہ فیہ ان یکون نعتا لمصدر محذوف او مفعول محذوف ای رزقا غیر قلیل اھ قلت واختر ہذا الوجہ ۱۲

الروایات فی روح المعانی روی الواحدی عن ابن عباس وانس بن مالک انہ لما افتتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ وعد امتہ ملک فارس والروم قالت المنافقون والیہود ہیہات ہیہات من این لمحمد ملک فارس والروم ہم اعز وامنع من ذلک الم یکف محمدا مکۃ والمدینۃ حتی یطمع فی ملک فارس والروم فانزل اللہ تعالیٰ ہذہ الآیۃ (ای قل اللہم الخ) وفی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ بیدك الخیر قال العبد الضعیف کان المقام بیدك الخیر والشر لکن ذکر الاعزاز والاذلال فیما قبل فالاقتصار علیہما اما لتغلیم مراعاۃ الادب ان کان المراد اذی الشر ایضا واما للاشارۃ الی ان ما یوھو شر فی الظاہر ھو الخیر لما وعد اللہ تعالیٰ من المصالحۃ اکثر فکان فیہ تعلیم ان ما لا صنع فیہ للعبد یرجع بما ھو خیر محض فلا یکرھہ ولا یستدل بہ علی الجبر لان کما یتوھمہ کثیر من السالکین اذا وجدوا تغیرا فی احوالھم من غیران یکون لفعلھم دخل فیہ انتھی القول

ترجمہ قولہ تعالیٰ بیدك الخیر الخ یہاں موقع اس کہنے کا تھا بیدك الخیر والشر کیونکہ اوپر اعزاز واذلال دونوں کا ذکر ہوا ہے تو اس پر اکتفا کرنا بالمراعاۃ ادب کی وجہ سے اگر مراد کلام میں یہ ہو کہ والشر الیغ یعنی آپ کے قبضہ میں دونوں چیزیں ہیں یا یہ اشارہ اس طرف ہو کہ جو چیز ظاہر میں شر معلوم ہوتی ہے کیونکہ اسمیں اللہ تعالیٰ نے ثبت ہی

مصلحتیں حکمتیں گھلی ہوئی ہیں بھی واقع میں خیر ہی ہوتی ہے پس اس میں اس امر کی تعلیم ہے کہ جس چیز میں عبد کی صنع کو مطلق دخل نہ ہو وہ محض خیر ہی ہو اس کو ناگوار نہ سمجھے اور اس سے خذلان پر استدلال نہ کرے جیسا ہوا ہے سو ایسے جب اپنے احوال میں تغیر پاتے ہیں تو گو ان کے فعل کو اس میں مدخل نہ ہو اس خذلان کا وہم کرنے لگتے ہیں ۱۲ منہ

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ

مسلمانوں کو چاہیئے کہ کفار کو دوست نہ بنادیں مسلمانوں سے بجاوز کرکے اور جو

يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَ

شخص ایسا کرے گا سو وہ شخص اللہ کے ساتھ دوستی رکھنے کے کسی شمار میں نہیں مگر ایسی صورت میں کہ تم ان سے کسی قسم کا اندیشہ رکھتے ہو۔

يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝

اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

نہی موالات کفار لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ (الی قولہ) وَاِلَى الْمَصِيْرُ ۝ مسلمانوں کو

چاہیئے کہ (ظاہراً یا باطناً) کفار کو دوست نہ بناویں مسلمانوں (کی دوستی) سے بجاوز کرکے (یہ بجاوز دو صورت[۵۲] سے ہوتا ہے ایک یہ مسلمانوں سے بالکل دوستی نہ رکھیں دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے ساتھ کفار سے بھی دوستی رکھیں دونوں صورتیں ممانعت میں داخل ہیں) اور جو شخص ایسا (کام) کرے گا سو وہ شخص[۵۳] اللہ کے ساتھ دوستی رکھنے کے کسی شمار میں نہیں (کیونکہ جن دو شخصوں میں باہم عداوت ہو ایک سے دوستی کرکے دوسرے سے دوستی کا دعویٰ قابل اعتبار نہیں ہو سکتا) مگر ایسی صورت میں (ظاہری دوستی کی اجازت ہے) کہ تم ان سے کسی قسم کا (قوی اندیشہ رکھتے ہو وہاں دفع ضرر کی ضرورت ہے) اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات (عظیم الشان) سے ڈراتا ہے (کہ اسکی ذات سے ڈر کر احکام کی مخالفت مت کرو) اور خدا ہی کی طرف لوٹکر جانا ہے (اس وقت کی سزا کا خوف کرنا ضرور ہے) ف کفار کے ساتھ تین قسم کے معاملے ہوتے ہیں موالات یعنی دوستی۔ مداراۃ[۵۴] یعنی ظاہری خوش خلقی۔ مواساۃ یعنی احسان و نفع رسانی۔ ان معاملات میں تفصیل یہ ہے کہ موالات تو کسی حال میں جائز نہیں اور آیت لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ

اللغات قال ابو السعود اصل تقاۃ وقیۃ ابدلت الواو تاء کتجہ وتہمۃ وقلبت الیاء الفا ۱۲ **الفقہ** فی روح المعانی وعد قوم من ہذا الباب مداراۃ الکفار والفسقۃ والظلمۃ والاۃ الکلام لہم والتبسم فی وجوہہم و الانبساط معہم واعطائہم لکف اذاہم وقطع لسانہم وصیانۃ العرض عنہم ولا یعد ذلک من باب الموالات المنہی عنہا بل ہی سنۃ وامر مشروع ثم سرد روایات واحادیث الی ان قال لا تنبغی المداراۃ الی حیث یخدش الدین ویرتکب المنکر وتسئی الظنون اھ ۱۲ **الروایات** فی لباب النقول اخرج ابن جریر من طریق سعید او عکرمۃ عن ابن عباس قال کان الحجاج بن عمرو حلف کعب بن الاشرف بن ابی الحقیق وقیس بن زید قد بطنوا بنفر من الانصار لیفتنوہم عن دینہم فنقل رفاعۃ بن المنذر وعبد اللہ بن جبیر وسعید ابن خثیمۃ لاولئک النفر اجتنبوا ہؤلاء النفر من یہود واحذروا مباطنتہم لا یفتنوکم عن دینکم فابوا فانزل اللہ فیہم لا یتخذ المؤمنون الی قولہ واللہ علی کل شئ قدیر ۱۲

ملحقات الترجمہ ۵ قولہ ظاہراً یا باطناً افادہ اطلاق لفظ اولیاء مع استثناء حال التقاۃ والالم یصح الاستثناء لان الخوف لا یجوز الموالات الحقیقۃ القلبیۃ لعدم الضرورۃ فیہا فان القلب لا یطلع علیہ من یخاف منہ فکان الاصل فی الموالاۃ الحظر والضروری یتقدر بقدر الضرورۃ وقد ارتفعت الضرورۃ بصورۃ الموالات فلا یبعد الاستثناء ان یکون المستثنی منہ شاملا للصورۃ والمعنی کما فہم ۱۲ ۵۲ قولہ یہ تجاوز دو صورت سے الخ ماخذہ ابو السعود ۱۲ ۵۳ قولہ اللہ کے ساتھ دوستی رکھنے الخ اشارۃ الی حذف المضاف ای من لایۃ

۵۴ اللہ ومن بدہ بیانیۃ لقولہ شئ ولما کان المجرور کالملفوظ اظہرہ فی الترجمۃ ۱۲

مسائل السلوک الملتقط قولہ تعالیٰ

لا یتخذ المؤمنون الکفرین اولیاء الایۃ فی الروح ومن عنہا فی اہل اللہ تعالیٰ المرتبۃ عن مولاۃ المنکرین لان ظلمۃ الانکار والعیاذ باللہ تعالیٰ تحاکی ظلمۃ الکفر وربما تراکمت فسدت طریق الایمان الا ان تتقوا منہم تقاۃ فحینئذ تجوز الموالاۃ ظاہرا وہذا بالنسبۃ للضعفاء واما من قوی یقینہ فلا یخشی الا اللہ تعالیٰ ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ

لا یتخذ المؤمنون الکفرین اولیاء الایۃ روح المعانی میں ہے اور اسی جگہ سے اہل اللہ تعریف منکرین کے ساتھ تعلق دوستی رکھنے سے منع کیا ہے کیونکہ انکار کی ظلمت کفر کی ظلمت کے مشابہ ہے اور بعض اوقات مجتمع ہو کر طریق ایمان کو بند کر دیتی ہے البتہ اگر ان سے کچھ اندیشہ ہو تو اس وقت ظاہراً دوستی جائز ہے اور یہ بھی ضعفاء کی نسبت ہے لیکن جس کا یقین قوی ہو وہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا ۱۲

منهم اور آیت لا تتخذوا عدوی وعدو کم اولیاء میں یہی مراد ہے - اور مداراۃ تین حالتوں میں درست ہے - ایک دفع ضرر کے واسطے - دوسرے اس کافر کی مصلحت دینی یعنی توقع ہدایت کے واسطے - تیسرے اکرام ضیف کے لئے اور اپنی مصلحت ومنفعت مال یا جاہ کے لئے درست نہیں اور بالخصوص جبکہ ضرر دینی کا بھی خوف ہو تو بدرجہ اولیٰ یہ اختلاط حرام ہوگا اس مقام کی آیت میں اسی دفع ضرر کی حالت کو مستثنیٰ کیا ہے اور مراد اس سے مداراۃ ہے جس کو صورتاً موالات میں داخل کرکے موالات کو مستثنیٰ منہ قرار دے دیا گیا اور آیت بالا میں چونکہ موالات حقیقیہ مراد ہے لہذا استثناء نہیں کیا گیا اور توقع ہدایات کے لئے مداراۃ کرنا سورہ عبس کی آیت فانت لہ تصدی میں مذکور ہے اور ضیف ہونے کی وجہ سے مدارات کرنا اس حدیث میں ہے جس میں بنی ثقیف کو آپ نے مسجد میں ٹھہرایا تھا اور وجہ شکایت تقدیم کافر کی مومن پر ہے اور اپنی مصلحت مالی یا جاہی کے لئے اس کی ممانعت آیت ایبتغون عندھم العزت میں مذکور ہے اور مواسات کا حکم یہ ہے کہ اہل حرب کے ساتھ ناجائز ہے اور غیر اہل حرب کے ساتھ جائز - سورۂ ممتحنہ کی آیت لا ینھاکم اللہ الی قولہ ھم الظالمون میں اس کی تصریح ہے اور اس آیت میں اس مواساۃ کو مجازاً تولی سے تعبیر کر دیا گیا ہے اور یہی حکم ہے فساق اور اہل بدعت کا جیسا روایات سے ظاہر ہے اور تقاۃ کے ترجمہ میں اندیشہ میں قوی کی قید اس لئے لگائی کہ توہم کا اعتبار نہیں چنانچہ آیت یقولون نخشیٰ ان تصیبنا دائرۃ میں اسی پر انکار ہے - اسی طرح امرا کی صحبت سے ممانعت آئی ہے **دفع شبہہ** بعضوں کو اس آیت میں تقیہ متعارفہ شیعہ کے جواز کا شبہ ہو جاتا ہے اس کا دفع یہ ہے کہ اس آیت کو اس تقیہ سے اصلا مس نہیں کیونکہ آیت ہذا میں خوف ضرر کے وقت دوستی کے اظہار اور عداوت کے اخفا کا ذکر ہے اور تقیہ متعارفہ میں کفر کا اظہار اور ایمان کا اخفاء ہوتا ہے - اگر کہا جاوے کہ اگر یہاں مذکور نہیں تو دوسری آیت میں بعنوان اکراہ مذکور ہے جواب یہ ہے کہ تقیہ متعارفہ اور اکراہ میں بھی دو فرق ہیں اول اکراہ صرف دفع ضرر کے خوف سے ہے اور تقیہ مذکورہ جلب منفعت کے لئے بھی - دوسرے اکراہ میں اس ضرر کا شدید اور خوف کا قوی ہونا ضرور ہے اور تقیہ میں ضرر کا خفیف اور خوف کا درجہ وہم میں ہونا کافی ہے پس تقیہ اصطلاحی کو قرآن سے کچھ مس نہ ہوا اور کوئی شخص اصطلاح بدل کر لفظ تقاۃ سے اخذ کرکے اجازت موالات کی صورت کو تقیہ کہنے لگے تو اس سے مناقشہ نہیں لیکن اس کو مفید نہیں **ربط** اوپر کی آیت میں کفار کے ساتھ دوستی کرنے کی ممانعت فرمائی تھی آگے اس نہی کے عام ہونے کو ارشاد فرماتے ہیں کہ نہ بلا ضرورت ظاہراً ان سے دوستی جائز ہے اور نہ باطناً اصلاً دوستی جائز ہے اور اس مضمون کو ایسے عام عنوان سے ارشاد فرمایا ہے جس سے سب معاصی ظاہرہ و باطنہ سے تحذیر ہو جاوے -

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ف اور بالخصوص جبکہ راعی فیہ سبب النزول وعموم اللفظ فافہم ۱۲

۲ یہ جواب ہے سوال مقدر کا جو کہ قول بالاتوقع ہدایت کے لئے الخ پر وارد ہوتا ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ نے اس نصدی پر انکار فرمایا ہے تو اس سے استدلال جواز مدارات پر کس طرح صحیح ہوگا جواب کی تقریر یہ ہے کہ انکار وشکایت کی وجہ تقدیم الکافر ہے نہ کہ مداراۃ الکافر ۱۲ منہ

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ یَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم پوشیدہ رکھو گے اپنا مافی الضمیر یا اس کو ظاہر کرو گے اللہ تعالیٰ اسکو جانتے ہیں

وَیَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

اور وہ تو سب کچھ جانتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت بھی کامل رکھتے ہیں

یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ

جس روز کہ ہر شخص اپنے اچھے کئے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہوا پائے گا اور اپنے برے کئے ہوئے کاموں کو بھی

تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَبَیْنَهٗۤ اَمَدًا بَعِیْدًا ؕ وَیُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ

اس بات کی تمنا کرے گا کہ کیا خوب ہوتا جو اس شخص کے اور اس روز کے درمیان بہت دور دراز کی مسافت ہوتی۔ اور خدا تعالیٰ تم کو اپنی

وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

اور اللہ تعالیٰ نہایت مہربان ہیں بندوں پر

تعمیم نہی موالات کفار قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ (الی قولہ تعالیٰ) وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ آپ (ان سے) فرما دیجئے کہ اگر تم (دل ہی دل میں) پوشیدہ رکھو گے اپنے مافی الضمیر یا اس کو (زبان و جوارح سے) ظاہر کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو (ہر حال میں) جانتے ہیں اور (اسی کی کیا تخصیص ہے) وہ تو سب کچھ جانتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (کوئی چیز اُن سے مخفی نہیں) اور (علم کے ساتھ) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت بھی کامل رکھتے ہیں (سو اگر تم کسی امر قبیح کا ارتکاب کرو گے خواہ ظاہراً یا باطناً تو وہ تم کو سزا دے سکتے ہیں) **ربط** آگے مضمون بالا کی تاکید کے لئے قیامت کا آنا اور اس میں بلا تخصیص کسی عمل کے سب اعمال کا پیش نظر ہو جانا اور اس وقت عاصیوں کا پچھتانا بیان فرماتے ہیں۔ **تاکید مضمون سابق** یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ (الی قولہ) وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ○ جس روز (ایسا ہوگا) کہ ہر شخص اپنے اچھے کئے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہوا پائے گا اور اپنے بُرے کئے ہوئے کاموں کو بھی (پائے گا اس روز) اس بات کی تمنا کرے گا کہ کیا خوب ہوتا جو اس شخص کے اور اس روز کے درمیان بہت دور دراز کی مسافت (حائل) ہوتی (تاکہ اپنے اعمال بد کا معاینہ نہ کرنا پڑتا) اور (تم سے پھر مکرر کہا جاتا ہے کہ) خدا تعالیٰ تم کو اپنی ذات (عظیم الشان) سے ڈراتے ہیں اور (یہ ڈرانا اس وجہ سے ہے کہ) اللہ تعالیٰ نہایت مہربان ہیں (اپنے) بندوں (کے حال) پر (اس مہربانی سے یوں چاہتے ہیں کہ یہ سزائے آخرت سے بچے رہیں اور بچنے کا طریقہ ہے اعمالِ بد کا ترک کرنا اور ترک کرنا عادۃً بدون ڈرنے کے ہوتا نہیں اس لئے ڈراتے ہیں پس یہ ڈرانا عین شفقت و رحمت ہے) **ف** جن لوگوں کے نیک اور بد دونوں قسم کے عمل اس روز پیش ہوں گے ان کی نسبت یہ فرمانا کہ وہ لوگ اس یوم کے نہ آنے کی تمنا کریں گے

اللغات فی روح المعانی الامد غایۃ الشیٔ ومنتہاہ وذہب بعضہم الی ان المراد بالامد البعید المسافۃ البعیدۃ ولعلہ الاظہر ۱۲

الیوم منصوب ہونے کا قال البیضاوی قولہ وما عملت من سوء عطف علی ما عملت وتقدیر مضمر ای الظرف حذف فلا قصار تقدیرہ ذکرہ فی الاول حما قال الکازرونی کذا فی مع المعانی ۱۲ عفی عنہ

ع ۱۰ ۱۱

البلاغۃ فی روح المعانی وفی قولہ محضرا من التہویل مالیس فی حاضرا وکذا فی روح المعانی ما قررتہ من ارجاع ضمیر فی بینہ الی یوم لنکتۃ المبالغۃ فافہم قال البیضاوی الایۃ (ای قل ان تخفوا الخ) بیان لقولہ ویحذرکم اللہ نفسہ الاول فکانہ قیل ویحذرکم نفسہ لانہا متصفۃ بعلم ذاتی محیط بالمعلومات کلہا وقدرۃ ذاتیۃ تعم المقدورات باسرہا فلا تجسروا علی عصیانہ اہ قلت وفرت وجہ ربط الآیۃ بنہج آخر کما یظہر من تقریری فی التفسیر ۱۲

مسائل السلوک المتن قولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ قال العبد الضعیف ان محبیۃ اللہ تعالیٰ المستلزمۃ لمحبوبیۃ لا تکون بدون اتباع من یحب اللہ تعالیٰ انتہی القول ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اس میں اس پر دلالت ہے کہ خدا تعالیٰ کا محب ہونا جو کہ محبوبیت کو مستلزم ہے بدون اس کے کہ محب حق کا اتباع کرے میسر نہیں ہو سکتا ۱۲

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمھارے سب گناہ

ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ

معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنیوالے بڑی عنایت فرمانے والے ہیں۔ آپ یہ فرما دیجئے کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ تعالیٰ کی اور رسول کی

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ○

پھر اگر وہ لوگ اعراض کریں سو اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتے۔

نہایت بلاغت ہے کہ باوجودیکہ کچھ اعمال ان کے خیر بھی ہوں گے مگر ان کے ہونے کی ذرا خوشی نہ ہوگی اعمالِ بد سے رنج ہوگا تو جس کے پاس شر ہی شر ہو اس کا کیا پوچھنا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جن کے اعمال صرف خیر ہوں وہ بھی اس تمنا میں شریک ہوں **ربط** اوپر کی آیتوں میں توحید کا وجوب اور کفر کی مذمت مذکور تھی آگے اعتقاد رسالت و اتباع رسول کا وجوب فرماتے ہیں تاکہ معلوم ہو جاوے کہ جس طرح انکار توحید کفر ہے انکار رسالت بھی کفر ہے، **وجوب اعتقاد و اتباع رسول** قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ (الی قولہ) فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ○ آپ (لوگوں سے) فرما دیجئے کہ اگر تم (بزعم خود) خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو (اور محبت رکھنے کی وجہ سے یہ بھی چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے) تو تم لوگ (اس مقصود کے حاصل کرنے کے طریقوں میں) میرا اتباع کرو (کیونکہ میں خاص اسی تعلیم کے لئے مبعوث ہوا ہوں جب ایسا کرو گے تو) خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمھارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے (کیونکہ میں اس معافی کا طریقہ بھی تعلیم کرتا ہوں اس پر عمل کرنے سے لامحالہ حسب وعدہ گناہ معاف ہو جائیں گے مثلاً ذنوب محضہ سے توبہ کر لینا حقوق فائتہ الٰہیہ کا قضا کر لینا حقوق العباد کا ادا کر دینا یا ابرا کرا لینا) اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے اور بڑی عنایت فرمانے والے ہیں (اور) آپ یہ (بھی) فرما دیجئے کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ تعالیٰ کی (کہ اصل مقصود تو وہی ہے) اور (اطاعت کیا کرو) رسول کی (یعنی میری اطاعت اس حیثیت سے کرنا ضروری ہے کہ میں اللہ کا فرستادہ ہوں میری معرفت اپنی اطاعت کے طریقے بتلائے ہیں) پھر (اس پر بھی) اگر وہ لوگ (آپ کی اطاعت سے کہ ادنیٰ اس کا اعتقاد رسالت ہے) اعراض کریں سو (وہ لوگ سن رکھیں کہ) اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتے (اور اس صورت میں یہ لوگ کافر ہوں گے ان کو دعویٰ محبت کرنا یا ہوس محبوبیت رکھنا محض بادہ پیمائی ہے) **ربط** بعض معاندین کو باوجود وضوح دلائل عقلیہ و نقلیہ کے مسئلہ رسالت میں استبعاد و استنکار تھا اس لئے آیات آئندہ میں اس مسئلہ کی

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن المنذر عن الحسن قال قال اقوام علی عہد نبینا و اللہ یا محمد! لنحب ربنا فانزل اللہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی الآیۃ ۱۲

ملحقات الترجمہ قولہ فی توضیح ترجمۃ تحبون اللہ اور محبت رکھنے کی وجہ سے الخ زدتہ لیظہر وجہ ترتب قولہ یحببکم اللہ وما خذہ التفسیر الکبیر ولما کان ارادۃ المحبوبیۃ ۱۲

۳ لازمۃ لارادۃ المحبیۃ قام ذکر اللازم مقام ذکر الملزوم فافہم وقال البعض ان معناہ ان کنتم تحبون ثواب اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ای یثبکم وقیل ان کنتم تحبون اللہ ای ترجون عبادتہ فاتبعونی اعلمکم طرق عبادۃ فاذا اتبعتمونی وجدتمونی حسب تلک الطرق یحببکم اللہ الآیۃ ۱۲

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى

بے شک اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمایا ہے آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی اولاد کو اور عمران کی اولاد کو تمام

الْعَالَمِينَ ۝ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِن بَعْضٍ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

جہان پر بعضے ان میں بعضوں کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہیں خوب جاننے والے ہیں

تائید کے لئے تاکہ ان نظائر سے وہ استبعاد دفع ہو جاوے اولاً چند مشہور انبیاء علیہم السّلام کا اجمالاً منتخب و مقبول ہونا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السّلام و حضرت یحییٰ علیہ السلام کا کسی قدر مفصل قصہ ارشاد فرماتے ہیں وجہ تخصیص ان حضرات کی قرب زمانۂ نبوی ہے **اصطفا بعض انبیاء علیہم السّلام** إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا (الی قولہ) وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ بے شک اللہ تعالیٰ نے (نبوۃ کے لئے) منتخب فرمایا ہے (حضرت) آدم (علیہ السّلام) کو اور (حضرت) نوح (علیہ السّلام) کو اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام کی اولاد (میں سے بعضوں) کو (جیسے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام حضرت اسحٰق علیہ السّلام حضرت یعقوب علیہ السّلام اور تمام انبیاء بنی اسرائیل کہ اولاد یعقوب علیہ السّلام کی ہیں اور ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے ہیں) اور عمران کی اولاد (میں سے بعضوں) کو (اگر یہ عمران حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے والد ہیں تو اولاد سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور حضرت ہارون علیہ السّلام ہیں اور اگر یہ عمران حضرت مریم علیہا السّلام کے والد ہیں تو اولاد سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں غرض ان سب حضرات کو نبوت کے لئے) تمام جہان (کی مخلوقات) پر (منتخب فرمایا ہے) بعضے ان میں بعضوں کی اولاد ہیں (جیسے آدم علیہ السلام کی اولاد سب ہیں اسی طرح نوح علیہ السلام کی اولاد سب ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں اولاد عمران بھی ہے) اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہیں خوب جاننے والے ہیں (کہ سب کے اقوال کو سنتے ہیں سب کے احوال کو جانتے ہیں پس جس کے اقوال و احوال مناسب شان نبوت کے دیکھے ان کو نبی بنا دیا ف اس میں اکثر انبیاء علیہم السلام کا بالخصوص انبیاء اولوالعزم کا ذکر آگیا باقی خود حضرت ابراہیمؑ کی نبوت اس میں اس لئے مذکور نہیں ہوئی کہ ان کا نبی ہونا تمام اہل ملل سماویہ میں مشہور و مسلم تھا اور آل ابراہیم میں باوجودیکہ آلِ عمران بھی داخل ہے لیکن بطور تخصیص بعد تعمیم کے اہتمام کے لئے مکرر ذکر فرما دیا اگر حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام مراد ہیں تب تو وجہ اہتمام حضرت علیہ السلام کا انبیاء اولوالعزم میں سے ہونا ہے اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں تو علاوہ اولوالعزم سے ہونے کے خود مناسبت مقام کی اس تکریر کو مقتضی ہے کیونکہ آگے اس کے مفصل ہی قصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذکور ہے جس کو حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کے ذکر سے شروع فرمایا ہے اور یہ جو فرمایا ہے کہ ایک دوسرے کی اولاد ہے شاید مقصود اس سے ان سب حضرات کا اتحاد یا شرف ذاتی کے ساتھ شرف نسب کا بیان فرمانا ہو یا اس امر کا جتلانا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ

اللغات ذریۃ

قال البیضاوی الذریۃ اصلہ فعلیۃ من الذر او فعولۃ من الذر او فعیلۃ بدلت همزتہا یاء ثم قلبت الواو یاء او ادغمت ۱۲

النحو۔ قولہ ذریۃ الخ

قال البیضاوی حال او بدل من الاولین او منہما و من نوح ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ اگر یہ عمران ابو فی الاتحاف قال احمد و معاریج ہذا القول الثانی (ان عمران ہو ابو مریم) ان السورۃ تسمی آل عمران و لم تشرح قصۃ عیسیٰ و مریم فی سورۃ البقرۃ من شرحہا فی ہذہ السورۃ و اما موسیٰ و ہارون فلم یذکرا فی قصتہا فی ہذہ السورۃ فدل ذلک علی ان عمران المذکور ہہنا ہو ابو مریم و اللہ اعلم اھ فی روح المعانی و ایضا یمنع کون المراد بہ ابا مریم ان اللہ تعالیٰ ذکر اصطفاءہ بعد و نص علیہ اھ قال البیضاوی و کان بین العمرانین الف و ثمان مائۃ سنۃ ۱۲

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا

جب کہ عمران کی بی بی نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں نے نذر مانی ہے آپ کے لئے اس بچہ کی جو میرے شکم میں ہے کہ وہ آزاد رکھا جاویگا

فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ

سو آپ مجھ سے قبول کر لیجئے بے شک آپ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں پھر جب لڑکی جنی کہنے لگیں کہ اے میرے

رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثٰى ۚ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ

پروردگار میں نے تو وہ حمل لڑکی جنی حالانکہ خدا تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں اسکو جو انھوں نے جنی اور وہ لڑکا اس

كَالْأُنْثٰى ۖ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ

لڑکی کے برابر نہیں - اور میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو آپ کی پناہ میں دیتی ہوں شیطان مردود

علیہ وسلم کے آباء واجداد میں نبوت رہی ہے اگر آپ کو نبوت مل گئی تو بعید کیا ہے واللہ اعلم قصہ حضرت مریم وعیسیٰ علیہ السلام إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ (وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے) جب کہ عمران (پدر مریم) کی بی بی نے (حالت حمل میں جناب باری میں) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں نے نذر (یعنی منت) مانی ہے آپ (کی عبادت) کے لئے اس بچہ کی جو میرے شکم میں ہے کہ وہ (خانہ خدا کی خدمت کے واسطے) آزاد (فارغ) رکھا جاوے گا (اور میں اس کو اپنے کام میں نہ لگاؤں گی) سو آپ (اس کو) مجھ سے قبول کر لیجئے بیشک آپ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں (کہ میری عرض کو سن رہے ہیں اور میری نیت کو جان رہے ہیں) ف اس زمانہ میں ایسی نذر ماننا مشروع تھا مگر صرف اولاد ذکور کے ساتھ مخصوص تھا سو انھوں نے اسی گمان سے نذر مانی تھی کہ شاید لڑکا پیدا ہو) تتمہ قصہ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثٰى ۚ (الی قولہ) وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ○ پھر جب (ان بی بی نے لڑکی جنی (حسرت سے کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار میں نے تو وہ حمل لڑکی جنی (حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ اپنے خیال سے حسرت کر رہی تھیں) حالانکہ خدا تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں (لڑکی کی شان) کو جو انھوں نے جنی اور (کسی طرح بھی) وہ لڑکا (جو انھوں نے چاہا تھا) اس لڑکی کے برابر نہیں (ہو سکتا تھا بلکہ یہ لڑکی ہی افضل ہے کہ اس کے کمالات و برکات عجیب و غریب ہوں گے یہ ارشاد خداوندی بطور جملہ معترضہ کے تھا آگے پھر ان بی بی کا قول ہے) اور میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو (اگر کبھی اولاد ہو) آپ کی پناہ (اور حفاظت) میں دیتی ہوں شیطان مردود سے ف چنانچہ ان کی یہ عرض بھی قبول ہوئی جیسا حدیث صحیحین میں آیا ہے

النحو محرراً انتصاب على الحالية من ما والعامل فيه نذرت اعد روح المعاني - قال البيضاوي الضمير في وضعتها بالتاء وضعتها بالتاء لما في بطني وتانيثه لانه كان انثى ۱۲

البلاغة في روح المعاني اللام في لك للتعليل والمراد لمحبتك فهو متعلق بنذرت (قولہ) وتقديم الجار والمجرور لكمال الاعتناء به آه قلت ويحتمل تعلقه بنذرت اي نذرت لعبادتي اياك فان النذر ۱۲

ع يكون بالعبادة (اخرجه في الترجمة تقرب لحاصل بقا الترتيب على الاصل قوله وليس اي وليس الذكر الذي طلبت كالانثى التي وهبت والظاهر فيما يظهر اه بيضاوي ۱۲

اختلاف القراءة في روح المعاني قرا ابن عامر وابو بكر عن عاصم وليعقوب بما وضعت (بالتكلم) على اسناده الى نفسه قالت اعتذارا الى الله تعالى حيث وضعت انثى وقرا الباقون بما وضعت على اسناده الى الله تعالى حيث وضعت مولاتها ليوافق الخبر الخبر تسلية لنفسها اي وقول الله تعالى مرا وحكمة وجعل هذه الانثى خيرا من الذكر اه قلت فعلى هذا يكون قوله وليس الذكر كالانثى من تتمة كلام الله ويكون معترضا على ما يقتضيه المقام من ان الخبر الذكر ليس كالانثى بل الامر بالعكس عليه الا ان يرجع عليه بما لا يرد ان العادة في مثل هذا ان يجيء عن الله تعالى شبه بالكامل لا لعكس وجه عدم الورود انا لم نثبت تعيين ما قالوه بل الذي اثبته قوله تعالى لنكن كالحدين افنا فنفي عن الكامل شبه الناقص ۱۲

تحقیقات الترجمہ ۱ قولہ یاد کرنے کے قابل ہے حاصل معنی اذکر العامل فی اذا ۱۲ منہ ۲ قولہ فی ف مشروع تھا بخلاف مانی شرعنا لقولہ علیہ السلام لا نذر فیما لا یملک لحدیث ولیس فی اختیاره ان نذر ان یفعل غیره فتدبر فلا ینقدر النذر فافہم ۱۲ ۳ قولہ حسرت سے یہ کذا فی روح المعانی فلیتامل ان الاخبار اما للفائدة او للازیاد اشد محیط بہا ۱۲ ۴ قولہ حالانکہ الخ اشارۃ الی ما فی روح المعانی ان الجملة اعتراضية سيقت لتعظيم المولود الذي وضعته تعظيما شانه والتجهيل لها بقدره ۱۵ ای واللہ اعلم ۱۲

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّكَفَّلَهَا

پس ان کو ان کے رب نے بوجہ احسن قبول فرمایا۔ اور عمدہ طور پر ان کو نشوونما دیا اور زکریا کو انکا

زَكَرِيَّا ؕ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا

سرپرست بنایا۔ جب کبھی زکریا ان کے پاس عمدہ مکان میں تشریف لاتے تو ان کے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزیں

رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ

پاتے۔ یوں فرماتے کہ اے مریم یہ چیزیں تمہارے واسطے کہاں سے آتیں وہ کہتیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتیں

اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○

بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہیں

کہ ہر بچہ کو ولادت کے وقت شیطان چھیڑتا ہے اور اس کے چھیڑنے سے بچہ چلاتا ہے۔ بجز حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فقط اور چونکہ یہ عرض معاً ولادت کے ساتھ تھی اس لئے اس وقت تک شیطان کا مس واقع نہ ہوا تھا اس لئے اس میں یہ اشکال نہیں کہ شیطان تو ولادت کے وقت مس کرتا ہے تو دعا سے پہلے مس کر چکا ہوگا اور اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ اور انبیاء علیہم السلام کو بھی شیطان مس کرتا ہو باقی رہی تخصیص ذکر حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سو وہ اس وجہ سے ہے کہ ان کی دعاء تصریحاً منقول ہے اس لئے اجابت دعا کو تصریحاً ظاہر فرما دیا اور بعض نے شبہ کیا ہے کہ اگر شیطان کو ایسی قدرت ہو تو سب کو ہلاک کر دے جواب یہ ہے کہ جتنی قدرت دی گئی ہے اس سے زیادہ نہیں ہے نیز ملائکہ نگہبان بھی ہیں اور مریم یعنی عابدہ نام رکھنے کی تصریح میں یہ اشارہ ہے کہ میں اپنی نذر پر حتی الامکان قائم ہوں اس لڑکی کو بھی مسجد کے لئے فارغ کر دوں گی اگر خدمت کے لئے ہی تو عبادت کے لئے ہی واللہ اعلم۔ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا (الی قولہ) اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ غرض حضرت مریم علیہا السلام کی

اللغات المحراب اشرف المجالس والمقاعد ومقام الناس علیہ وہو اسم مکان اٰہ من روح المعانی والمراد المحرز فلا یشکل بمنع الہواء عنہا بالغلق لجواز وصولہ من الخوخات فافہم ۱۲

النحو قولہ بقبول حسن فی روح المعانی الی اشتمالہا فی کنت بالقلم والمقبول ما یقبل بہ الشیٔ کالمسعط لما یسعط بہ ای تقبلہا بوجہ حسن وہو اختصاصہا بما ولم یقبل قبلہا انثی اھ قلت ومن ثم تقبلہا بقبولی وجہ احسن نباتا مصدر علی غیر لفظ الفعل المذکور وقیل التقدیر فانبتت نباتا قولہ ان اللہ یرزق الخ یحتمل کونہ من کلامہا وہو الاولی او من کلامہ تعالیٰ کذا فی روح المعانی ۱۲

البلاغۃ قولہ الی حیثیتہا فی روح المعانی واعرض من غرض المضیفۃ علی علام المنیوب ۱۱ اولی فیہ ان یقال ان الغرض من ذلک اظہار ہا نہا خیر اجیبۃ عن یتہا وان کان مادونہا انثی وانہا وان لم تکن خلیقۃ لمسدانۃ بیت المقدس فالمکین من العبادت قد استقلالہا بالمضیفۃ لکون ابیہا قد مات واہا حامل فتعذر بہم المسجد الیہ للتخصیص یعنی التسمی لا لاشارۃ کنی فیہا الوہا ۱۲

اختلاف القراءۃ قولہ کفلہا فی البیضاوی شدد الغاء حمزۃ والکسائی وعاصم وخفف الباقون ۱۲

تحقیقات الترجمہ قولہ یہ لازم نہیں آتا الخ بنا بناء علی ان المحرز یا علیہ ... ظلب کما فی روح المعانی ۱۲

مسائل السلوک المتن قولہ تعالیٰ کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا الآیۃ فی الروح استدل بالآیۃ علی جواز الکرامۃ للاولیاء لان مریم لا نبوۃ لہا علی المشہور وہذا ہو الذی ذہب الیہ اہل السنۃ والشیعۃ وخالف فی ذلک المعتزلۃ

ترجمہ قولہ تعالیٰ کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا روح المعانی میں ہے اس آیت سے اولیاء کے لئے صحت کرامات پر استدلال کیا گیا ہے۔ کیونکہ قول مشہور پر مریم علیہا السلام ولی ہیں نبی نہیں ۱۲

عہ فان مریم فی المشہور لیست بنبیۃ ۱۲ منہا کا

والدہ ان کو لے کر مسجد بیت المقدس میں پہنچیں اور وہاں کے مجاورین دعابدین سے کہ ان میں حضرت زکریا علیہ السلام بھی تھے جا کر کہا کہ اس لڑکی کو میں نے خاص خدا کے لئے مانا ہے اس لئے میں اپنے پاس نہیں رکھ سکتی سو اس کو لائی ہوں آپ لوگ لے کر رکھیئے سو چونکہ حضرت عمران اس مسجد کے امام تھے اور حالت حمل میں ان کی وفات[۲] ہو چکی تھی ورنہ سب سے زیادہ مستحق ان کے لینے کے وہ تھے بوجہ باپ ہونے کے بھی اور بوجہ[۳] امام ہونے کے بھی اس لئے ہر شخص ان کے لینے اور پالنے کی خواہش رکھتا تھا۔ چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنی ترجیح کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ میرے گھر میں ان کی خالہ ہیں اور خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے اس لئے بعد ماں کے وہی رکھنے کی مستحق ہیں مگر اور لوگ اس ترجیح پر راضی[۴] و متفق نہیں ہوئے آخر قرعہ پر اتفاق قرار پایا اور صورت قرعہ کی بھی عجیب و غریب خلاف عادت ٹھیری جس کا بیان آگے آوے گا اس میں بھی حضرت زکریا علیہ السلام کامیاب ہوئے چنانچہ ان کو وہ مل گئیں اور انھوں نے بنا بر بعض[۵] روایات ایک اٹانو کر رکھکر دودھ پلوایا اور بعض روایات میں دودھ پینے کی انکو حاجت نہیں ہوئی غرض وہ خود بیٹھنے اٹھنے لگیں۔ ان کو مسجد کے متعلق ایک عمدہ مکان میں لاکر رکھا جب جاتے باہر سے قفل لگا جاتے آکر کھول لیتے اسی قصہ کا مختصر آگے مذکور ہے یعنی) پس اُن (مریم علیہا السلام) کو ان کے رب نے بوجہ احسن قبول فرمالیا اور عمدہ طور پر ان کو نشو و نما دیا اور (حضرت) زکریا (علیہ السلام) کو اُن کا سرپرست بنا جیا (سو) جب کبھی (حضرت) زکریا (علیہ السلام) اُن کے پاس (اسی) عمدہ مکان میں (جس میں ان کو رکھا تھا) تشریف لاتے تو ان کے پاس کچھ کھانے پینے کی چیز پاتے (اور) یوں فرماتے کہ اے مریم یہ چیز تمھارے واسطے کہاں سے آئیں وہ کہتیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس (جو خزانۂ غیب ہے اس میں) سے آئیں بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہیں (جیسا اس موقع پر محض فضل سے بے مشقت عطا فرمایا ف یہ جو فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اُن کو قبول فرمالیا اس کی ظاہری علامت یہ تھی کہ اس قرعۂ عجیبہ میں جو بطور معجزہ تھا حضرت زکریا علیہ السلام غالب آئے جس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی مرضی تھی کہ یہ ان کے پاس رہیں اور پلیں۔ اسی بنا پر قبول کی نسبت اور نیز حضرت زکریا علیہ السلام کو کفیل بنانے کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور یہ جو فرمایا کہ عمدہ طور پر ان کو نشو و نما دیا اس کے دو معنے ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ ابتدا سے عبادت و طاعت میں مشغول رکھا۔ دوسرے یہ کہ اور بچوں کی معمولی نشو و نما سے ان کا ظاہری نشو و نما زائد تھا۔ اور حضرت زکریا علیہ السلام جو اُن سے پوچھتے تھے کہ یہ کہاں سے آیا تو وجہ اس کی یہ تھی کہ بجز اُن کے اُس مکان میں کوئی نہ آسکتا تھا خود قفل لگا جاتے اور خود آکر کھولتے دوسرے وہ چیزیں بھی بے فصل میوے ہوتے تھے اس لئے تعجب ہوتا تھا سو وہ رزق محض عالم غیب سے آتا تھا اور یہ قصہ کرامت تھی حضرت مریم علیہا السلام کی جس کا ثابت ہونا اولیاء اللہ کے لئے مذہب ہے اہل سنت والجماعت کا اور اِنَّ اللّٰہَ یرزق کا مضمون ممکن ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام ہی کا قول ہو اور ممکن ہے کہ نقل قصہ کے بعد خود حق تعالیٰ کا ارشاد ہو۔

م ۵ قولہ قفل لگا جاتے۔ نقلہ فی روح المعانی بروایت ابن جریر عن الربیع ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ لے کر پہنچیں ای عقیب الولادۃ ملفوظۃ فی الفرقۃ کذا فی روح المعانی ۱۲

۲ قولہ فی تمہید الترجمۃ وفات ہو چکی تھی کذا فی روح المعانی ۱۲

۳ قولہ بوجہ امام ہونے کے کذا فی روح المعانی ۱۲

۴ قولہ راضی و متفق نہیں ہوئے لعلہم لم یکن شرعًا لہم کما انہ لیس بشرع لنا والالاستبعد اختلاف السنۃ فیہ ثم الرجوع الی القرعۃ مع وجود الشرع ۱۲

۵ قولہ بنا بر بعض روایات والروایتان (۱) فی روح المعانی ونسب عدم الرضاعۃ الی الجمل وروی استیجارہا انظر لہا عن ابن عباس بروایۃ ابن بشر ۱۲ م

دعا کی تھی کہ احیاء موتی کی کیفیت دکھلا دیجئے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً

اس موقع پر دعا کی زکریا نے اپنے رب سے۔ عرض کیا کہ اے میرے رب عنایت کیجئے مجھکو خاص اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد

اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ○

بے شک آپ بہت سننے والے ہیں دعاء کے

قصہ دعائے زکریا علیہ السلام

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ○ اس موقع پر دعا کی (حضرت) زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اے میرے رب عنایت کیجئے مجھکو خاص اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد بے شک آپ بہت سننے والے ہیں دعاء کے ف اس موقع کا مطلب یہ ہے کہ جب زکریا علیہ السلام نے بے فصل میوے آتے ہوئے دیکھے تو سمجھے کہ گو میں اور میری بی بی اسباب عادیہ کے اعتبار سے قابل توالد کے نہیں رہے جیسا اگلی ہی آیت میں ہے وقد بلغنی الکبر وامرأتی عاقر لیکن ان میووں کی طرح کہ خلاف عادت آتے ہیں اگر میرے بھی خلاف عادت اولاد ہو جائے تو بعید نہیں اور گو قدرت خداوندی کے پہلے سے بھی معتقد تھے کیونکہ نبی تھے اور عقائد حقہ لوازم نبوت سے ہیں لیکن خلاف عادت ہونے کی وجہ سے درخواست کی جرأت نہ کرتے تھے۔ اب چونکہ میوے کے واقعہ کو مکرر مشاہدہ کرنے سے اس خاص وقت میں ایک گونہ عادت معلوم ہوئی جس سے مانع سوال کا مرتفع ہو گیا اس لئے درخواست پیش کی۔ اور ابھی کا مطلب یہ ہے کہ بابرکت ہو اور نیک کردار ہو اور حضرت زکریا علیہ السلام کی دعاء چند جگہ مختلف مضامین سے منقول ہے۔ سو ممکن ہے کہ اس دعا میں سب مضامین مدنظر ہوں حسب مناسبت مقام کہیں کوئی نقل کر دیا کہیں کوئی۔

اللغات قولہ هنالك فی روح المعانی ہنا ظرف مکان واللام للبعد (کما فی ذلک) والکاف للخطاب ای ذلک المکان حیث ہو قاعد عند مریم فی المحراب جوزان یراد بہا الزمان مجازا اھ قلت وانا بنت جمجی بقولی اس موقع پر راعیت کلا المعنیین واشرت ایضا الی کونہ للبعد فافہم قولہ ذریۃ طیبۃ الذریۃ فی المشہور للنسل تقع علی الواحد والجمع والذکر والانثی والتانیث والتذکیر تارۃ یجیئان علی اللفظ واخری علی المعنی وہنا فی اسماء الاجناس ۱۲

ملحقات الترجمہ ل قولہ خاص کان فی لدی ولدن من زیادۃ القرب مالیس فی عند ۱۲ ۲ قولہ فی ف مطلب یہ ہے الخ کما اوردہ فی روح المعانی عن ابن بشیر وابن عساکر عن الحسن نحوہ ۱۲ ۳ قولہ مکررا کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ الخ ۱۲

مسائل السلوک المتن قولہ تعالیٰ

هنالك دعا زكريا ربه الی اخر الایات قال العبد الضعیف فیہ مسئلتان ذکر تھما فی سورۃ مریم علیہا السلام الاولی ان طلب الولد لا ینافی الزھد والتبتل المستحب من الاسباب لانہا فی الادب واقول فی الاولی سیما اذا کان للغیر دینی کما قال علیہ السلام بنفسہ وانی خفت الموالی الآیۃ ویؤخذ منہ مسئلۃ اخری ان تمنی بقاء الطبقۃ من سنن الانبیاء علیہم السلام کما استنبط مسئلۃ فی الروح ایضا ان ذکریا علیہ السلام کان شیخا وقد شھد الناس فلما رای ما رای تحرکت غیرۃ النبوۃ فطلب من ربہ ولدا حقیقیا یقوم مقامہ فی تربیۃ الناس وھذا فقال رب ھب لی من لدنك ذریۃ طیبۃ ای مطہرۃ من لوث الاشتغال بالسوی منفردۃ عن ازواجہا اما اقول والدعاء یفید ان طیبۃ دل علی ان الاستغراق من شانہا لا من شانہا لان الصفات لا تحمل کونہ من ذریتہ للنسبیۃ او الانتسابیۃ وما نقل عن بعضہم من ضد ذلک التمنی فانما ھو من غلبۃ الحال او المحصول علی التقویض اذا لم یکن مقدورا عند اللہ تعالیٰ وقولہ تعالیٰ قال رب اجعل لی آیۃ للطمانینۃ لا ینافی الیقین ولا الادب کما ان ابراھیم علیہ السلام سأل ربہ تعالیٰ ان یریہ کیف یحیی الموتی انتھی القول۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ هنالك دعا زكريا ربه اس میں دو مسئلے ہیں جو سورۂ مریم میں بھی مذکور ہوئے ہیں اول یہ کہ اولاد کی خواہش کرنا زہد کے منافی نہیں ثانی یہ کہ مسبب کا اسباب بعیدہ سے سوال کرنا ادب کے منافی نہیں اور مسئلۂ اولیٰ میں یہ کہتا ہوں کہ خصوص جبکہ کسی دینی غرض سے ہو جیسا زکریا علیہ السلام نے خود ہی فرمایا وانی خفت الموالی الآیۃ اور اس سے ایک اور مسئلہ ماخوذ ہوتا ہے وہ یہ کہ بقائے سلسلہ کی تمنا کرنا حضرات انبیاء علیہم السلام کے سنن میں سے ہے جیسا کہ روح المعانی میں بھی اس مسئلہ کو مستنبط کیا ہے کہ حضرت زکریا بوڑھے تھے مگر لوگوں کو رشد تھے پس جب بھوں موت حال دیکھی تو غیرت نبوت کو حرکت ہوئی اور اپنے رب تعالیٰ سے ایسے فرزند صدق کی درخواست کی جو لوگوں کی تربیت میں ان کے قائم مقام ہو سکے اور بعضا کی رب ھب لی من لدنك ذریۃ طیبۃ یعنی جو اسوی کے اشتغال سے مطہر ہو اور شہوات سے مقدس ہو اھ میں کہتا ہوں کہ قید طیبہ کی دعا سے دعا کرنا اس امر کا کہ خلیفہ بنانے کی شرائط میں یہ صفت

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ

پس پکارکے کہا ان سے فرشتوں نے اور وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے محراب میں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بشارت دیتے ہیں

بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

یحییٰ کی۔ جن کے احوال یہ ہوں گے کہ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرنے والے ہونگے۔ اور مقتدا ہونگے۔ اور اپنے نفس کو بہت روکنے والے ہوں گے۔ اور نبی بھی ہونگے اور اعلیٰ درجہ

اختلاف القراءۃ

قولہ ان اللہ بالفتح ای بان اللہ وقراء نافع وحمزۃ وابن عامر بالکسر علی ارادۃ القول اولان النداء نوع من

اجابت دعائے زکریا علیہ السلام فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ (الی قولہ) وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ پس پکار کے کہا ان سے فرشتوں اور وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے محراب میں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بشارت دیتے ہیں یحییٰ (نام اولاد عطا ہونے) کی جن کے احوال یہ ہوں گے کہ وہ کلمۃ اللہ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت) کی تصدیق کرنے والے ہوں گے اور (دوسرے) مقتدا[1] (دین کے) ہونگے اور (تیسرے) اپنے نفس کو (لذات سے) بہت روکنے[2] والے ہوں گے اور (چوتھے) نبی بھی ہوں گے اور (پانچویں) اعلیٰ درجہ[3] کے شائستہ ہوں گے ف محراب سے مراد یا تو مسجد بیت المقدس کی محراب ہے یا مراد اس سے وہ مکان ہے جس میں حضرت مریم علیہا السلام کو رکھا کرتے تھے کیونکہ اس جگہ محراب کے معنی عمدہ مکان کے ہیں اور کلمۃ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس لئے کہتے ہیں کہ وہ محض خدا تعالیٰ کے حکم سے خلاف عادت بلا واسطہ باپ کے پیدا کئے گئے اُن کی تصدیق کا اس لئے ذکر کیا کہ دونوں صاحب ایک زمانہ میں تھے البتہ یحییٰ علیہ السلام اُن سے کچھ بڑے تھے اور لذات سے روکنے میں سب مباح خواہشوں سے بچنا داخل ہو گیا اچھا کھانا اچھا پہننا نکاح کرنا وغیرہ وغیرہ اس صفت کو موقع مدح میں فرمانے سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ افضل طریقہ یہی ہے حالانکہ احادیث سے نکاح کی فضیلت معلوم ہوتی ہے سو تحقیق یہ ہے کہ جس شخص کی حالت حضرت یحییٰ علیہ السلام کی سی ہو کہ ان پر شغل آخرت اسقدر غالب تھا کہ ان کو ادائے حقوق اہل کی طرف ملتفت نہ ہونے دیتا ایسے شخص کے لئے یہی افضل ہے اسی وجہ سے جن احادیث میں فضیلت نکاح کی آئی ہے اس میں یہ بھی قید ہے من استطاع منکم الباءۃ الخ اور شائستگی کے اعلیٰ درجہ سے مراد وہ درجہ ہے جس کا نہ ہونا بھی منافی نبوت نہیں بس وصف نبوت کے بعد اس کا ذکر کرنا غیر مفید نہ ہوا خوب سمجھ لو اور فرشتوں کا ان کی نماز میں باتیں کرنا باوجودیکہ باتوں سے حضور قلب فوت ہو جاتا ہے اس لئے مضائقہ نہ تھا کہ وہ پیغام خدا تعالیٰ کا تھا۔ اس کی طرف توجہ عین حضور قلب ہے۔

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ مقتدا لما فی روح المعانی جوز ان یراد ما ھو اصل معناہ غایۃ الاقتران تلک ریاستہ شرعیۃ ۱۲

[2] قولہ روکنے والے لما فی روح المعانی الحصور المانع نفسہ عن الشھوات مع القدرۃ ۱۲

[3] قولہ اعلیٰ درجہ کے شائستہ لما فی روح المعانی المراد من الصلاح ما فوق الصلاح الذی لابد منہ فی منصب النبوۃ من اقاصی مراتبہ وعلیہ مبنی دعاء سلیمان علیہ السلام وادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین ۱۲

المنحو قولہ فنادتہ فی روح المعانی ظاھر قولہ تعالیٰ فی مریم انا نبشرک اعقاب التفسیر الدعاء لانہ اخرہ عنہ اھ قلت فالفاء للتعقیب بلا مھلۃ واثران بین الدعاء والاجابۃ اربعین سنۃ لم یوجد اثرہ فی الصحاح کما فی روح المعانی وایضا فیان ھذا دعاء یمکن ان یکون فی اواخرہ قبل حمل مریم

قلت وھو اقرب لما یدل علیہ کلمۃ کلما من تکرار المشاھدۃ الظاھر منہ کون الدعاء بعد مشاھدات کثیرۃ قولہ صدفا حال مقدرۃ متوجھی ۱۲

البلاغۃ قولہ الملٰئکۃ - ای جبرئیل وحدہ کما اخرجہ ابن جریر عن ابن مسعود فالجمع ھھنا مجاز عن الواحد للتعظیم او التنزیل الجمع علی حالۃ المنادی کان جملۃ من الملائکۃ ۱۲

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ

زکریا نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے لڑکا کس طرح ہوگا حالانکہ مجھکو بڑھاپا آپہنچا اور میری بی بی بچہ جننے کے قابل نہیں ہے۔ اللہ

كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ

کہ اسی حالت میں لڑکا ہو جاویگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ ارادہ کرتے ہیں۔ انھوں نے عرض کیا کہ اے پروردگار میرے واسطے کوئی نشانی مقرر کردیجئے

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ

کہ تم لوگوں سے تین روز تک باتیں نہ کرسکوگے بجز اشارہ کے اور اپنے رب کو بکثرت یاد کیجیو۔ اور تسبیح کیجیو

بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝

دن ڈھلے بھی اور صبح کو بھی

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ (الی قولہ) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ (حضرت) زکریا (علیہ السلام) نے (جناب باری میں) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے لڑکا کس طرح ہوگا حالانکہ مجھکو بڑھاپا آپہنچا اور میری بی بی بھی (کبر سن کی وجہ سے) بچہ جننے کے قابل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے (جواب میں) ارشاد فرمایا کہ اسی حالت میں لڑکا ہو جاوے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ ارادہ کریں کردیتے ہیں انھوں نے عرض کیا کہ اے پروردگار (تو پھر) میرے واسطے کوئی نشانی مقرر کردیجیئے (جس سے مجھکو معلوم ہو جاوے کہ اب حمل رہ گیا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمھاری نشانی یہی ہے کہ تم لوگوں سے تین روز تک باتیں نہ کرسکوگے بجز (ہاتھ یا سر وغیرہ کے) اشارہ کے (جب یہ نشانی دیکھو تو سمجھ جانا کہ اب گھر میں امید ہے) اور (اس زمانہ میں جب آدمیوں سے گفتگو کرنے پر قدرت نہ رہے ذکر اللہ پر قادر رہوگے سو) اپنے رب کو (دل سے بھی) بکثرت یاد کیجیو اور (زبان سے بھی) تسبیح (و تقدیس) کیجیو دن ڈھلے بھی اور صبح کو بھی (کہ اس کی قدرت رہے گی) ف باوجودیکہ قدرت خداوندی کے معتقد بھی تھے اور نمونہ کا مکرر مشاہدہ بھی کرچکے تھے اور خود ہی درخواست کی تھی اور اجابت کا علم بھی ہوگیا تھا۔ پھر اس کے کیا معنی کہ کس طرح لڑکا ہوگا۔ بات یہ ہے کہ یہ کہنا بطور استبعاد کے نہیں تاکہ شبہ کی گنجائش ہو بلکہ مقصود کیفیت دریافت کرنا ہے کہ آیا ہم دونوں میاں بی بی کی جو حالت موجودہ ہے کہ دونوں خوب بوڑھے ہیں یہی حالت رہے گی یا کچھ اس میں تبدیلی کی جاوے گی۔ پس حاصل جواب یہ ہوا کہ نہیں بوڑھے ہی رہوگے پھر اولاد ہوگی اب اس میں کوئی اشکال نہ رہا اور یہ جو فرمایا کہ لڑکا کیسے ہوگا لڑکا ہونا یحییٰ نام سے معلوم ہوگیا اور نشانی کی جو درخواست کی اس کی وجہ یہ ہے کہ خوشی جلدی ہو جاوے، دوسرے پہلے سے ہی شکر میں مشغول ہوں اور یہ نشانی جو مقرر کی گئی کہ آدمیوں کے ساتھ کلام کرنے کی قدرت نہ رہے گی اس میں لطافت یہ ہے کہ نشانی کی درخواست سے جو ان کا مقصود تھا کہ ادائے شکر کریں نشانی ایسی تجویز کی گئی

النحو قولہ کذلک ای تم الجواب عامله مقدر ای یکون لک غلام وانت کذلک من الشیخوخة وکون امرأتک عجوزا وقوله الله یفعل علة له وقامت جملة بوجه الترکیب فی الترجمة ۱۲

البلاغة قوله بلغنی الکبر فی روح المعانی اسند البلوغ الکبر توسعا فی الکلام کان الکبر طالبه وهو المطلوب۔ قوله تعالیٰ آیتک الخ فی روح المعانی واحسن الجواب ما اخذ من السوال کما قیل لا ابی تمام لم تقول ما لا نفهم فقال لم لا نفهم ما یقال کانه قیل آیتک حصول الغفلة ان نمنع عن الکلام الا الشکر باوهذا معنی علی ان سوال الآیة منه علیه السلام انما کان لتلقی النعمة بالشکر ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی ف بلکہ مقصود کیفیت لما فی روح المعانی الی ای کیفیت ۲ قولہ دونوں خوب بوڑھے فهذا الصغر انما هو بالکبر لسن فلا یلزم الاشکال فی قوله کذلک علی ما قررت بان الصغر لما کان منافیا للولادة فکیف یجمع المتنافیان لا سیما مع قوله تعالیٰ واصلحنا له زوجه فانه یدل بظاهره علی زوال عقرها وقد روی فی عمرها ثمانون وفی عمرها خمان وتسعون ۱۲

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَ

اور جب کہ فرشتوں نے کہا کہ اے مریم بلاشک اللہ تعالیٰ نے تم کو منتخب فرمایا ہے اور پاک بنایا ہے اور

اصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ○ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ

تمام جہان بھر کی بیبیوں کے مقابلہ میں منتخب فرمایا ہے۔ اے مریم اطاعت کرتی رہو اپنے پروردگار کی اور سجدہ کیا کرو

وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○

اور رکوع کیا کرو ان لوگوں کے ساتھ جو رکوع کرنے والے ہیں۔

کہ بجز اس مقصود کے دوسرے کام کے ہی نہ رہیں گے سو نشانی کی نشانی ہوگئی اور مقصود کا مقصود بدرجۂ اتم حاصل ہوگیا پس یہ عدم کلام اضطراری تھا اور نشانی بننے کی صلاحیت اسی میں واضح ہے بخلاف عدم کلام اختیاری کے کہ اس کا نشان بننا محتاج تکلف ہے جس کے ارتکاب کی کوئی ضرورت نہیں پھر اس کی کوئی دلیل بھی نہیں اور بعضی آیتوں میں تین رات آیا ہے مراد تین دن اور تین رات ہیں پس دونوں آیتیں صحیح ہیں اور گو ان ایام میں وہ خود ہی ذکر و تسبیح میں مشغول رہنے کیونکہ مقصود نشان بوجھنے سے یہی تھا لیکن اظہار شان ذکر کے لئے اور ان کے مقصود کے اظہار استحسان کے لئے حق تعالیٰ نے بھی اس کا ذکر فرمایا۔ اور صبح شام سے یا تو کنایہ جمیع اوقات سے ہے یا صرف دن دن مراد ہے پس شب کو بوجہ وقت خواب ہونے کے تمام شب ذکر کا امر نہیں ہوگا **ربط** اوپر سے قصہ حضرت مریم علیہا السلام کا چلا آتا ہے درمیان میں بوجہ مناسبت کے قصہ حضرت زکریا علیہ السلام کا آگیا تھا آگے پھر حضرت مریم علیہا السلام کا قصہ پورا فرماتے ہیں

اتمام قصہ حضرت مریم علیہا السلام وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ (الی قولہ) وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○ اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ فرشتوں نے (حضرت مریم علیہا السلام سے) کہا کہ اے مریم بلاشک اللہ تعالیٰ نے تم کو منتخب (یعنی مقبول) فرمایا ہے اور (تمام پسندیدہ افعال و اخلاق کی) پاک بنایا ہے اور (مقبول فرمانا کچھ ایک دو عورتوں کے اعتبار سے نہیں بلکہ اس زمانہ کی) تمام جہان بھر کی بیبیوں کے مقابلہ میں منتخب فرمایا ہے (اور فرشتوں نے یہ بھی کہا کہ) اے مریم اطاعت کرتی رہو اپنے پروردگار کی اور سجدہ (یعنی نماز ادا) کیا کرو اور (نماز میں) رکوع (بھی) کیا کرو ان لوگوں کے ساتھ جو رکوع کرنیوالے ہیں۔

ف بعض مفسرین نے نقل کیا ہے کہ بعض یہود نے نماز میں رکوع چھوڑ دیا تھا جیسے بعضے ہم میں قومہ چھوڑ دیتے ہیں اور بعضے رکوع کرتے تھے اس لئے حکم فرمایا کہ نماز کے طریقہ میں ان لوگوں کے ساتھ رہنا جو رکوع بھی کیا کرتے ہیں پس مقصود اہتمام ہے رکوع کا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ امر منقول کسی کے نزدیک ثابت نہ ہو تو عمدہ وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ فرائض صلوٰۃ میں قیام و سجود کی ہیئت میں عادۃً خلل کم ہو سکتا ہے بخلاف رکوع کے کہ اس کی ہیئت میں خلل زیادہ محتمل ہے جیسا کہ اکثر مشاہدہ ہے کہ رکوع میں لوگ کم جھکتے ہیں جس سے وہ اقرب الی القیام

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالیٰ واذ قالت الملٰئکۃ یٰمریم الخ قال العبد الضعیف فیہ جواز کلام الملٰئکۃ مع غیر الانبیاء علی ما علیہ الجمہور کما انہا لم تکن نبیۃ والکلام المخصوص بالانبیاء ھو الذی للتبلیغ انتہی القول۔ ترجمہ قولہ تعالیٰ واذ قالت الملٰئکۃ یٰمریم الخ سے غیر انبیاء کے ساتھ ملائکہ کا ہم کلام ہونا ثابت ہوتا ہے اور جو کلام ملائکہ مخصوص بالانبیاء ہے وہ وہ ہے جو تبلیغ کیلئے ہو ۱۲

ملخصات الترجمہ قولہ اضطراری تھا کذا فی روح المعانی ۱۲ قولہ اس زمانہ کے فلیس بنص فی تفضیلہا مطلقاً والمسئلۃ مسکوت عنہا ۱۲ قولہ فی الفائدۃ ان لوگوں کے ساتھ رہنا الخ فالمفیۃ کہی فی قولہ کونوا مع الصادقین لا المعیۃ الحسیۃ فلا یکفی للدلالۃ علی الجماعۃ ۱۲

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۭ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ

یہ قصے منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں ہم ان کی وحی بھیجتے ہیں آپ کے پاس۔ اور آپ ان لوگوں کے پاس نہ تو اس وقت موجود تھے جبکہ وہ اپنے قلموں کو

اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝

ڈالتے تھے کہ ان سب میں کون شخص حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت کرے۔ اور نہ آپ ان کے پاس اس وقت موجود تھے جبکہ باہم اختلاف کر رہے تھے۔

رہتا ہے اور چونکہ اس ہیئت میں معاینہ کو ایک خاص دخل ہے اس لئے مع الراکعین بڑھا دیا کہ جس طرح سے کامل راکعین کیا کرتے ہیں ویسا کیا کرنا دوسری بات قابل تحقیق یہ ہے کہ فرشتوں کا کلام کرنا خواص نبوت سے نہیں جیسا صحیح مسلم میں حضرت عمران بن حصینؓ کو فرشتوں کا سلام کرنا مروی ہے نبوت کا خاصہ وہ کلام ہے کہ ایسے شخص سے کیا جاوے جو مامور بالتبلیغ ہو گو اس کا کلام خاص کی تبلیغ کا امر نہ ہو اور لفظ نساء سے جو کہ خاص ہے بالغہ کے ساتھ ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ یہ کہنا فرشتوں کا حضرت مریم علیہا السلام کے جوان ہونے کے بعد تھا اور اس بناء پر اصطفاء کے مکرر لانے کی یہ توجیہ بھی ہو سکتی ہے کہ پہلا اصطفا بچپن کا ہو مثلاً ان کا نذر میں مقبول ہونا ان کی کرامت بے فصل میووں کے آنے میں ظاہر ہونا وغیرہ وغیرہ اور اصطفا ثانی جوانی کا ہو جس میں فرشتوں کا کلام کرنا اور بے شوہر کے بچہ پیدا ہونے کی کرامت پھر اُن بچہ ہی کی زبان سے ان کی براءت ثابت ہونے کی کرامت وغیرہ وغیرہ ربط اوپر اور آگے حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام دونوں کے قصے کچھ کچھ مذکور ہیں اور چونکہ اضافات ماضیہ کی اس طور پر خبر دینا کہ نہ کسی سے سنا ہو نہ خود دیکھا ہو نہ کسی کتاب میں پڑھا ہو جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تھی منجملہ خوارق عادات کے ہے جو بہترین دلیل ہے نبوت کی اس لئے اگلی آیت میں آپ کی نبوت پر ان قصوں کے اخبار سے استدلال فرماتے ہیں **استدلال بقصص مذکورہ بر نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم** ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۭ (الی قولہ) وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ یہ قصے (جو اوپر مذکور ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتبار سے بوجہ اس کے کہ آپ کے پاس کوئی ذریعہ ظاہری اُن کے معلوم کرنے کا نہ تھا) منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں ہم ان کی وحی بھیجتے ہیں آپ کے پاس (اس کے ذریعہ سے آپ یہ خبریں معلوم کر کے اوروں کو بتلاتے ہیں) اور (ظاہر ہے کہ جو لوگ حضرت مریم علیہا السلام کے رکھنے میں اختلاف کر رہے تھے جس کا فیصلہ اخیر میں قرعہ قرار پایا تھا) آپ ان لوگوں کے پاس نہ تو اس وقت موجود تھے جبکہ وہ (قرعہ کے طور پر) اپنے اپنے قلموں کو (پانی میں) ڈالتے تھے (اور صورت قرعہ نکلنے کی یہ قرار پائی تھی کہ جس کا قلم پانی کی حرکت کے خلاف اُلٹا بہہ جاوے وہ مستحق سمجھا جاوے سو قرعہ سے غرض اس امر کا طے کرنا تھا) کہ ان سب میں کون شخص حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت (پرورش کی) کرے (یہ بھی آپ نہ تو اس وقت موجود تھے) اور نہ آپ اُن کے پاس اس وقت موجود تھے جبکہ وہ لوگ (قبل قرعہ اس مقدمہ میں) باہم اختلاف کر رہے تھے (جس کے رفع کی ضرورت کے لئے یہ قرعہ قرار پایا اور ان خبروں کے دریافت ہونے کے لئے دوسرے وسائط کا نہ ہونا بھی یقیناً معلوم ہے پس ایسی حالت میں یہ اخبار آپ کی نبوت کی دلیل ہیں) ف اوپر جو ایک

النحو

قال البیضاوی ایھم یکفل متعلق بمحذوف دل علیہ یلقون ای یلقونہا لیعلموا ویقولوا ایھم یکفل ۱۲

البلاغۃ قولہ وما کنت لدیھم قال البیضاوی المراد تقریر کونہ وحیاً علی سبیل التہکم بمنکریہ فان طریق معرفۃ الوقائع المشاہدۃ و السماع وعدم السماع معلوم لا شبہۃ فیہ عندہم فیبطل ان یکون الاتہام باحتمال ان یکون ولا یظن بہ عاقل ۱۲

ملحقات الترجمہ

ف قولہ صورت قرعہ الی قولہ سمجھا وے کذا فی تفسیر الجلالین ۱۲

إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ

جب کہ فرشتوں نے کہا کہ اے مریم بے شک اللہ تم کو بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ کی جو مجنبی من اللہ ہوگا۔ اس کا نام مسیح

عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ وَ

عیسیٰ ابن مریم ہوگا با آبرو ہوں گے۔ دنیا میں اور آخرۃ میں اور منجملہ مقربین ہوں گے اور

يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِينَ ۝

آدمیوں سے کلام کریں گے گہوارہ میں اور بڑی عمر میں اور شائستہ لوگوں میں سے ہوں گے

آیت میں کفلها ذکریا فرمایا تھا اس میں اس قصہ قرعہ کی طرف اشارہ تھا جس کی تفصیل بیان کرنے کا وعدہ اس آیت کے ترجمہ کے ذیل میں کیا گیا تھا اور یہ صورت قرعہ کی خارق عادت تھی جس میں حضرت زکریا علیہ السلام کا کامیاب ہونا ان کا معجزہ تھا ف شریعت محمدیہ میں حنفیہ کے مسلک پر قرعہ کا یہ حکم ہے کہ جن حقوق کے اسباب شرع میں معلوم و متعین ہیں ان میں قرعہ ناجائز و داخل قمار ہے مثلاً شئی مشترک میں جس کا نام نکل آوے وہ سب لے لے یا جس بچہ کے نسب میں اختلاف ہو اس میں جس کا نام نکل آوے وہی باپ سمجھا جاوے اور جن حقوق کے اسباب مفوض الی الرائے ہوں ان میں قرعہ جائز ہے مثلاً دو مشترکہ کی تقسیم میں قرعہ سے زید کو شرقی حصہ دیدینا اور عمرو کو غربی حصہ دیدینا کہ بلا قرعہ اتفاق شریکین یا قضائے قاضی سے بھی جائز تھا ربط اوپر کی آیت بطور جملہ معترضہ کی تھی جو اثبات نبوت کے لئے لائی گئی تھی آگے پھر حضرت مریم علیہا السلام کا قصہ مذکور ہے جس میں زیادہ مقصود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کرنا ہے **تتمہ کلام ملائکہ علیہم السلام با حضرت مریم علیہا السلام و آغاز قصہ عیسیٰ علیہ السلام** إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ (الی قولہ) وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِينَ ۝ (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ فرشتوں نے (حضرت مریم علیہا السلام سے یہ بھی) کہا کہ اے مریم بے شک اللہ تعالیٰ تم کو بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہوگا (یعنی ایک بچہ پیدا ہونے کی جو بلا واسطہ باپ کے پیدا ہونے کے سبب کلمۃ اللہ کہلاوے گا) اس کا نام (ولقب) مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا (ان کے یہ حالات ہوں گے کہ) با آبرو ہوں گے (خدا تعالیٰ کے نزدیک) دنیا میں (بھی کہ ان کو نبوت عطا ہوگی) اور آخرت میں (بھی کہ اپنی امت کے مؤمنین کے باب میں مقبول الشفاعت ہوں گے) اور (جیسے ان میں نبوت و شفاعت کی صفت ہوگی جس کا تعلق دوسروں سے بھی ہے اسی طرح ذاتی کمال کے ساتھ بھی موصوف ہوں گے) منجملہ مقربین (عند اللہ) ہوں گے اور (صاحب معجزہ بھی ہوں گے کہ) آدمیوں سے (دونوں حالت میں یکساں) کلام کریں گے گہوارہ میں (یعنی بالکل بچپن میں بھی) اور بڑی عمر میں (بھی دونوں کلاموں میں تفاوت نہ ہوگا) اور (اعلیٰ درجہ کے) شائستہ لوگوں میں سے ہوں گے ف اس شائستگی کی حقیقت ابھی اوپر لفظ صالحین کی تفسیر میں گذر چکی جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام کیلئے

اللغات فی روح المعانی الکهل ما بین الشاب والشیخ اختلفت تخصیصه بالذکر لکون زمان کمال عقل واعتدال کلام ولما خص الکهل بما بعد الاربعین کما فی روح المعانی وقد رفع علیہ السلام قبل الکهولة کما قال فی روح المعانی انه ذهب سعید بن المسیب وزید بن اسلم الی انه علیه السلام رفع الی السماء وهو ابن ثلث وثلثین سنة کما روی ابن جریر بسند صحیح عن کعب الاحبار وبوئده ما اخرجه ابن جریر عن ابن زید فی الآیة

ه قال قد کلمهم فی المهد وسیکلمهم فی قتل الدجال وهو یومئذ کهل آه دلت الآیة علی نزوله الی الارض فافهم المسیح قال البیضاوی اصله بالعبرانیة مشیحا ومعناه المبارک وعیسیٰ معربا یعشوع معناه السید ۱۲ النحو فی روح المعانی و البیضاوی نصب وجیها علی انه حال مقدرة من کلمة وسوغ مجیئ الحال عنها مع انها نکرة لوصفها بما وعدها والتذکیر باعتبار المعنی ومن المقربین معطوف علی وجیها ای ومقربا من جملة المقربین ویکلم عطف علی الحال بتاویله بالاسم وقوله فی المهد و کهلا هذا المجموع حال واحد علی الاستقلال لان المقصود التنویه ومن الصلحین حال ثالث من کلمة آه قلت واشارت الی کونها احوالا بقولی فی اثناء الترجمة یہ حالات ہوں گے اسمه بتقدیر و المسیح خبر اول وعیسیٰ خبر ثان وابن مریم صفة وانما سمی المسیح اسما مع انه لقب للاسم علامة المسمّیٰ المیز له ممن سواه فعلم ان اللقب کما اشرت الی عمومه فی اثناء الترجمة ۱۲

ملحقات الترجمہ ل **قولہ فی ف واصل قمار** لانه تعلیق الملک علی الخطر ۱۲

ک **قولہ مقبول الشفاعة** لا یبعد ان یکون قول عیسیٰ علیه السلام وان تغفر لهم شفاعة ویکون قوله تعالیٰ نفع الصادقین اخبارا عن قبولها فی حق المؤمنین ۱۲

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ

حضرت مریم علیہا السلام بولیں اے میرے پروردگار کس طرح ہوگا میرے بچہ حالانکہ مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ویسی ہی ہوگا۔ اللہ

يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○

تعالیٰ جو چاہیں پیدا کر دیتے ہیں جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اس کو کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا بس وہ چیز ہو جاتی ہے

یہ لفظ آیا ہے اور اس بشارت کا دینا سورہ مریم میں حضرت جبرئیل ؑ کی طرف بعنوان دیگر منسوب ہے اس لئے بعض علماء نے تو یہ کہا ہے کہ یہاں بھی ملائکہ سے مراد صرف حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں ان کو جمع کے لفظ سے تعبیر کرنا باعتبار معنی جنسی کے ہے جیسے محاورہ ہے کہ اس مسئلہ میں علماء یہ کہتے ہیں خواہ ایک ہی عالم سے سنا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ اور فرشتے بھی ہوں اور انھوں نے بھی خواہ تفصیلاً خواہ تصدیق بشارت جبرئیلی کر کے اجمالاً یہ بشارت دی ہو اور کلمۃ اللہ اور ابن مریم دونوں میں اشارہ ہے ان کے بے باپ پیدا ہونے کی طرف ورنہ باپ کی طرف نسبت ہوتی اور بچپن میں بولنے کا قصہ سورۂ مریم میں آوے گا۔ **تعجب حضرت مریم علیہا السلام از بشارت تولد عیسیٰ بدون پدر و جواب تعجب** قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ (الی قولہ) اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ حضرت مریم علیہا السلام بولیں اے میرے پروردگار کس طرح ہوگا میرے بچہ حالانکہ مجھ کو کسی بشر نے (صحبت کے طور پر) ہاتھ نہیں لگایا (نہ جائز طریقہ سے نہ ناجائز طریقہ سے اور عادۃً بچہ بدون مرد کے پیدا نہیں ہوتا تو معلوم نہیں کہ ویسے ہی محض قدرت خداوندی سے بچہ ہوگا یا مجھ کو نکاح کا حکم کیا جاوے گا) اللہ تعالیٰ نے (جواب میں فرشتہ کے واسطے سے) فرمایا کہ ویسے ہی (بلا مرد کے) ہوگا (کیونکہ) اللہ تعالیٰ جو چاہیں پیدا کر دیتے ہیں (یعنی کسی چیز کے پیدا ہونے کے لئے صرف اُن کا چاہنا کافی ہے کسی واسطہ و سبب خاص کی اُن کو حاجت نہیں اور ان کے چاہنے کا طریقہ یہ ہے کہ) جب کسی چیز کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو اس کو کہدیتے ہیں کہ (موجود) ہو جا بس وہ چیز (موجود) ہو جاتی ہے (پس اگر اسباب و وسائط کے بعد موجود ہونے کو حکم فرمادیا وہ اسی طرح ہو جاتی ہے اور اگر وسائط و اسباب کے قبل موجود ہونے کو کہدیا وہ اسی طرح ہو جاتی ہے)

ف۔ اس کی دلیل عقلی یہ ہے کہ اسباب و وسائط بھی آخر شئے ہیں اگر ان کے لئے بھی اسباب و وسائط کی حاجت ہو تو ان میں بھی یہی کلام ہوگا جس سے تسلسل محال لازم آوے گا۔ اور اگر حاجت نہ ہو تو وسائط و دیگر اشیاء اس میں متساوی ہیں۔ دیگر اشیاء کا ایجاد بھی بلا وسائط ممکن ہوگا۔ اور اس ممکن کی خبر مخبر صادق نے دی ہے۔ پس اعتقاد اس کے وقوع کا لازم ہوگا خوب سمجھ لو۔

کن فیکون کی تحقیق پارۂ الٓمٓ کے ختم کے قریب گذر چکی ہے احتیاج تکرار نہیں۔

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ صحبت کے طور پر اشارۃ الی ان المسیس کنایۃ عن الوطی کما فی روح المعانی ۱۲ ۲ قولہ معلوم نہیں الخ اشارۃ الی ان کلمۃ انی بمعنی کیف للسوال عن الکیفیۃ لا للاستبعاد وان امکن بالتاویل ۱۲ ۳ قولہ فرشتہ کے اسلوب

۴ بدلیل مافی سورۃ مریم من قولہ بعد مخاطبتہا جبرئیل قال کذلک قال ربک ہو علی ہین ۱۲

۵ قولہ اُن کے چاہنے کا طریقہ اشارۃ الی وجہ تعلق المشیۃ بالحوادث فلا یلزم الاشکال بقدم المشیۃ لان التعلق حادث ۱۲ ۶ قولہ فی ف اور اگر حاجت نہ ہو وہذا اجابت مریم القبول علیہا السلام الیوسف النجار کمافی روح المعانی عن اسحٰق بن بشر وابن عساکر عن وہب ان اول من اطلع علی حملہا ابن خالہا یقال لہ یوسف واہتم لذلک وشق البلیۃ منہ لانہ کان یخدمہا فقال معرضاً لہا ہل یکون زرع من غیر بذر قالت ان اللہ تعالیٰ خلق البذر الاول من غیر نبات و انبت الزرع الاول من غیر بذر قال قد صدقت اہ مختصراً ۱۲

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ وَرَسُوْلًا اِلٰى

اور اللہ تعالیٰ ان کو تعلیم فرماویں گے کتابیں اور سمجھ کی باتیں اور توریت اور انجیل اور ان کو بنی اسرائیل کی

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ

طرف بھیجیں گے کہ میں تم لوگوں کے پاس کافی دلیل لے کر آیا ہوں وہ یہ ہے کہ میں تم لوگوں کے لئے گارے

الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ

سے ایسی شکل بناتا ہوں جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے پھر اس کے اندر پھونک مار دیتا ہوں جس سے وہ پرندہ بن جاتا ہے خدا کے حکم سے۔ اور میں اچھا کر دیتا ہوں

الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ

مادر زاد اندھے کو۔ اور برص کے بیمار کو۔ اور زندہ کر دیتا ہوں مردوں کو خدا کے حکم سے۔ اور میں تم کو بتلا دیتا ہوں جو کچھ اپنے گھروں

وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

اور جو کچھ رکھ آتے ہو بلاشبہ ان میں کافی دلیل ہے تم لوگوں کے لئے اگر تم ایمان لانا چاہو۔

بشارت فضائل حضرت عیسیٰ علیہ السلام وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ (الی قولہ) اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اور (اے مریم اُس مولود مسعود کی یہ فضیلتیں ہونگی کہ) اللہ تعالیٰ ان کو تعلیم فرماویں گے (آسمانی) کتابیں اور سمجھ کی باتیں اور (بالخصوص) توریت اور انجیل اور ان کو (تمام) بنی اسرائیل کی طرف (پیغمبر بنا کر یہ مضمون دیکر) بھیجیں گے کہ (الی قد جئتکم تامستقیلو یعنی) میں تم لوگوں کے پاس (اپنی نبوت پر) کافی دلیل لے کر آیا ہوں وہ یہ ہے کہ میں تم لوگوں کے (یقین لانے کے) لئے گارے سے ایسی شکل بناتا ہوں جیسی پرندہ کی شکل ہوتی ہے پھر اس (مصنوعی شکل) کے اندر پھونک مار دیتا ہوں جس سے وہ (سچ مچ کا جاندار) پرندہ بن جاتا ہے خدا کے حکم سے (ایک معجزہ تو یہ ہوا) اور میں اچھا کر دیتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو اور زندہ کر دیتا ہوں مردوں کو خدا کے حکم سے (یہ دوسرا تیسرا معجزہ ہوا) اور میں تم کو بتلا دیتا ہوں جو کچھ اپنے گھروں میں کھا (کر آ) تے ہو اور جو (گھروں میں) رکھ آتے ہو (یہ چوتھا معجزہ ہوا) بلاشبہ ان (معجزات مذکورہ) میں (میری نبی ہونیکی) کافی دلیل ہے تم لوگوں کے لئے اگر تم ایمان لانا چاہو

النحو قولہ یعلمہ کلام مبتدأ ذکر تطییبًا لقلبہا وانا حتہا لما ہیہا من خوف اللوم قولہ ورسولا منصوب بمضمر یجر الیہ المعنی معطوف علی یعلمہا ویجعلہ رسولا وہو الذی اختارہ ابوحیان۔ قولہ انی قد جئتکم ای باتی۔ قولہ بایۃ ای متلبسا بآیۃ قولہ انی اخلق لکم بدل من قولہ آیۃ وقرأ نافع انی بکسر الہمزۃ استیناف قولہ کہیئۃ الطیر ای ہیئۃ کہذف مضاف ای ذات ہیئۃ کائنۃ کہیئۃ الطیر فالکاف حرف متعلق بمحذوف وقع نعتا لمحذوف مفعول لاخلق البلاغۃ قولہ الکتب اللام للجنس ودخل فیہ الزبور والصحف ودخص الکتابان بفضلہا قولہ جئتکم بایۃ التنوین للتعظیم واثرت

الیہ لعقولی کافی۔ قولہ بما تاکلون تخصیصہا لان علمہا یقینی للاکل والمدخر لا یرتاب فیہا قولہ مؤمنین فیہ مجاز ای مریدین للایمان۱۲ اختلاف القرأۃ۔ قولہ یعلمہ وفی قرأۃ نعلمہ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱؎ قولہ تمام بنی اسرائیل فہو بعید لتعمیمہم لاغنی غیرہم فلا شکل الامر بالحواریین ان لم یکونوا من بنی اسرائیل ولا یلزم عموم بعثتہ الخاص نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لان المراد بہذہ العموم کونہا الی کافۃ الخلق ولم یلزم فلا یبعد ان یقال ان من کان فی زمان احد الانبیاء ولم یبعث الیہم نبی غیرہ یجب علیہ اتباع ذلک النبی وان بعث الیہم غیرہ لم یجب بخلاف نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فانہ بعث وکان فی

۱؎ الخلق من بعث فیہم انبیاء ثم کان اتباعہ اجبا علیہم ونسخ ما کان ابیح لہم فافہم ونعم ما قیل خیری لیعز علی احسن منہ فی ہذا الباب واللہ اعلم بالصواب و سیاتی فی التفسیر یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ فلما احس الآیۃ ۱۲

مسائل السلوک المتن قولہ تعالیٰ واحی الموتی باذن اللہ قال العبد الضعیف فیہ اصل لما نقل عن بعضہم من نسبۃ افعال تختص باللہ تعالیٰ الی نفسہ فی غلبۃ الحال بتاویل المجوز واہل الادب منہم یقین وہ بما قید بہ المسیح علیہ السلام من قولہ باذن اللہ انتہی القول ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ واحی الموتی باذن اللہ الخ اس میں ان اقوال کی اصل ہے جو بعض سے غلبۂ حال میں منقول ہیں جنہیں انھوں نے مجازاً اپنی طرف بعض ایسے افعال کی نسبت کی ہے جو حق تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں (جیسا احیاء) اور ان میں جو اہل ادب ہیں وہ ان میں مثل مسیح علیہ السلام کے باذن اللہ کی قید لگا دیتے ہیں ۱۲

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِأُحِلَّ لَكُمْ

اور میں اس طور پر آیا ہوں کہ تصدیق کرتا ہوں اس کتاب کی جو مجھ سے پہلے تھی یعنی توراۃ کی ۔ اور اس لئے آیا ہوں کہ تم لوگوں کے

بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ

واسطے بعضی ایسی چیزیں حلال کردوں ۔ جو تم پر حرام کردی گئی تھیں اور میں تمہارے پاس دلیل لے کر آیا ہوں حاصل یہ کہ تم لوگ اللہ سے

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۝

ڈرو اور میرا کہنا مانو بے شک اللہ تعالیٰ میرے بھی رب ہیں اور تمہارے بھی رب ہیں سو تم

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝

لوگ اس کی عبادت کرو ۔ بس یہ ہے راہِ راست ۔

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ (الیٰ قولہ) هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ اور میں اس طور پر آیا ہوں کہ تصدیق کرتا ہوں اس کتاب کی جو مجھ سے پہلے (نازل) ہوئی تھی یعنی توراۃ کی اور اس لئے آیا ہوں کہ تم لوگوں کے واسطے بعضی ایسی چیزیں حلال کردوں جو (شریعت موسیٰ علیہ السلام میں) تم پر حرام کردی گئی تھیں (سو ان کی حرمت میری شریعت میں منسوخ ہوگئی) اور (میرا یہ[۱] دعویٰ نسخ بلا دلیل نہیں ہے بلکہ میں ثابت کرچکا ہوں کہ) میں تمہارے پاس (نبوۃ کی) دلیل لے کر آیا ہوں (اور صاحب نبوت کا قول دعویٰ نسخ میں حجت ہے) حاصل[۲] یہ ہے کہ (جب میرا نبی ہونا دلائل سے ثابت ہوچکا تو میری تعلیم کے موافق) تم لوگ اللہ تعالیٰ (کی مخالفت حکم) سے ڈرو اور (دین کے باب میں) میرا کہنا مانو (اور خلاصہ[۳] میری دینی تعلیم کا یہ ہے کہ) بیشک اللہ تعالیٰ میرے بھی رب ہیں اور تمہارے بھی رب ہیں (یہ تو حاصل ہے تکمیل عقیدہ کا) سو تم لوگ اس (رب) کی عبادت کرو (یہ حاصل ہوا تکمیل عمل کا) بس یہ ہے راہِ راست (دین کی جس میں عقائد و اعمال دونوں کی تکمیل ہو اسی سے نجات و وصول الی اللہ میسر ہوتا ہے) ف پرندہ کی شکل بنانا تصویر تھا جو اس شریعت میں جائز تھا ہماری شریعت میں اس کا جواز منسوخ ہوگیا اور ابراء اکمہ برص کا امکان اگر اسباب طبعیہ سے ثابت ہوجاوے تو وجہ اعجاز یہ تھی کہ بلا اسباب طبعیہ ابراء واقع ہوجاتا تھا ۔

النحو قولہ ومصدقا فعطف علی المضمر الذی تعلق بہ قولہ تعالیٰ بآیۃ ای قد جئتکم متلبسا بآیۃ ومصدقا قولہ ولاحل معطوف علی مصدقا ویلزم التاویل بان یجعلہا من باب احدان کان الاول حالا والثانی مفعولا فکانہ قیل جئتکم لاصدق ولاحل اھ واشرت فی الترجمۃ الی کون الاول حالا بقولی بسطور پروالی کون الثانی مفعولا لہ بقولی اس لئے یہ کلام من البیضاوی رح

ملحقات الترجمہ [۱] قولہ یہ مراد دعویٰ نسخ بلا دلیل نہیں اشارۃ الی ارتباط قولہ جئتکم بآیۃ بمضمون قولہ لاحل واشارۃ بقولہ ثابت کرچکا ہوں الی کون قولہ جئتکم تکرارا و فائدۃ اختلاف الغرض فی المواضعین دلیل النبوۃ فی الاول ودلیل النسخ فی الثانی ۱۲ [۲] قولہ حاصل اشارۃ الی کون الفاء لترتب وجوب الاتقاء والاطاعت علی ثبوت النبوۃ ۱۲ ص

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالیٰ ومصدقا لما بین یدی من التورٰۃ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم قال العبد الضعیف ویقاس علیہ تربیۃ احد الشیوخ مریدی شیخ اخری قد حتی او بعد من الموافقۃ فی الاصول وتصرف فی بعض الفروع حسبما یقتضیہ حال المرید انتہی القول ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ ومصدقا لما بین یدی من التورٰۃ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم اسی پر قیاس کیا جاتا ہے ایک شیخ دوسرے کسی شیخ کے (جو گذر گیا ہو یا دور رہو) مرید کو تربیت کرنا اس طرح کہ اصول میں اس کی موافقت کرے اور بعض فروع میں کچھ تغیر و تبدل کرے جیسا حالت مرید کا مقتضا ہو ۱۲

ص ۳ س ۳ قولہ خلاصہ فی الجملۃ استیناف بیان لقولہ فاتقوا اللہ ۱۲

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ

سو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان سے انکار دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو میرے مددگار ہو جاویں اللہ کے واسطے۔ حواریین

الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○

بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ کے ۔ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔ اور آپ اس کے گواہ رہیے کہ ہم فرماں بردار ہیں

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○

اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے ان چیزوں پر جو آپ نے نازل فرمائیں اور پیروی اختیار کی ہم نے رسول کی سو ہم کو ان لوگوں کے ساتھ لکھ دیجئے

آل معاملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام با قوم خود فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ (الی قولہ) وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○

(غرض بشارت مذکورہ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی شان سے پیدا ہوئے اور بنی اسرائیل سے مضمون مذکور کی گفتگو ہوئی اور معجزات ظاہر فرمائے مگر بنی اسرائیل آپ کی نبوت کے منکر رہے) سو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے انکار دیکھا (اور انکار کے ساتھ درپے ایذا بھی پایا اور اتفاقاً کچھ لوگ ان کو ایسے ملے جو حواریین کہلاتے تھے) تو (ان حواریین سے) آپ نے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو (دین حق میں بمقابلہ مخالفین و منکرین کے) میرے مددگار ہو جاویں اللہ کے واسطے (جس سے دعوت دین میں مجھکو کوئی ایذا نہ پہنچا سکے) حواریین بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ کے (دین کے) ہم اللہ تعالیٰ پر (حسب دعوت آپ کے) ایمان لائے اور آپ اس (بات) کے گواہ رہیے کہ ہم (اللہ تعالیٰ کے اور آپ کے) فرمانبردار ہیں (پھر زیادت اہتمام و توثیق کے لئے اللہ تعالیٰ سے مناجات کی کہ) اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے ان چیزوں (یعنی ان احکام) پر جو آپ نے نازل فرمائیں اور پیروی اختیار کی ہم (ان) رسول کی سو (ہمارا ایمان قبول فرما کر) ہم کو ان لوگوں کے ساتھ لکھ دیجئے جو (مضامین مذکورہ کی) تصدیق کرتے ہیں (یعنی مؤمنین کاملین کے زمرہ میں ہمارا بھی شمار فرمائیے) ف آمنا باللہ کے ترجمہ میں جو ہم نے بہ قید ظاہر کر دی ہے (حسب دعوت آپ کے) اس سے یہ ایمان باللہ متضمن ہو گیا ایمان بالرسول کو بھی جس کی مناجات یعنی ربنا آمنا بما انزلت و اتبعنا الرسول میں تصریح ہو گئی ہے یہاں یہ امر تحقیق کے قابل ہے کہ اوپر کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل

اللغات قال البیضاوی حواری الرجل خاصته من الحور وکانوا قصارین یحورون الثیاب ای یبیضونها ۱۲ (نسبۃ الی الحور و زیادۃ الالف من تغیرات النسب ۱۲ منہ) وقیل کانوا ملوکا یلبسون البیض استنصر بهم عیسیٰ علیه السلام من الیهود وقیل صیادون ۱۲

البلاغۃ قولہ احسّ قال البیضاوی تحقق کفرهم عنده تحقق مایدرک بالحواس ۱۲ اذ الکفر لا یحس قولہ انصاری الی اللہ قیل بمعنی اللام کذا فی البیضاوی واختیرت لقلۃ التکلف فی ترجمتہ وان کان الابلغ هو الاول وروح المعانی ان کل واحد من متعلقی نصرتی متعلق بالی اللہ تعالیٰ کما یقتضیه ظرف الانتهاء دون اللام علیه السلام طلب نصرتهم ان ینصروه للہ تعالیٰ لا لغرض آخر مدمجا ان نصرۃ اللہ تعالیٰ فی نصرۃ رسوله وجوابهم شدید البطانۃ لہ اه قلت وعلی کل فنصرۃ اللہ و نصرۃ رسول ونصرۃ دینه کلها متحدۃ فی المعنی فانطبق الجواب علی السوال علی کل تقدیر ۱۲

ملحقات الترجمہ ف قولہ کہلاتے تھے ای قبل الایمان کما قال بعضهم لانهم کانوا یبیضون الثیاب او بعد الایمان کما قال بعضهم لصفاء قلوبهم ۱۲ ف قولہ ان حواریین سو دلیلا فی الصف کما قال عیسیٰ بن مریم الحواریون الخ ولا لیکمل بقولہ تعالیٰ فیما بعد فآمنت طائفۃ من بنی اسرائیل وکفرت طائفۃ حیث یعلم منها ۱۲

مسائل السلوک المتعلقۃ بقولہ تعالیٰ

قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ ۔ قال اعلم ان تضعیف فی الایۃ مشعر بان الاولی جواز الاستنصار فی الدین من اهل الدین وانه لا ینافی التوکل لانهم من حیث انهم مظاهر نصر اللہ تعالیٰ والثانیۃ ان المعاملۃ مع اهل اللہ کالمعاملۃ مع اللہ تعالیٰ حیث قالوا نحن انصار اللہ وکان الظاهر ان یقولوا نحن انصار اللہ الی اللہ تعالیٰ انتهی القول ۱۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ ۔ اس آیت میں دو مسئلے ہیں ایک اہل دین سے دین کے بارہ میں مدد طلب کرنے کا جواز اور اس کا منافی توکل نہ ہونا کیونکہ وہ مدد طلب کرنا اس حیثیت سے ہوتا ہے کہ وہ نصرۃ الہیہ کے مظاہر ہیں اور دوسرا یہ کہ اللہ کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا ایسا ہو جیسا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرنا چنانچہ قول من انصاری الی اللہ کے جواب میں بجائے نحن انصار اللہ الی اللہ کے یوں کہا نحن انصار اللہ ۱۲

ف کون غیر الحواریین کلهم کافرین وبدل ما فی الصف علی کون بعضهم من بنی اسرائیل المؤمنین الخ لان کون هذا البعض مومنا لیس ان یکون بعد هذا القول بزمان فلا یحتاج الی بیان فافهم ۱۲ منه

ف قولہ فی ترجمۃ اتبعنا الرسول ای رسول اشارۃ الی ما بعدہ ۱۲ ف قولہ تصدیق بعد قولہ ان الشهادۃ تصدیق لقول المدعی ۱۲

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ

اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر ہیں کرنے والوں سے پیچھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ بے شک میں تم کو

مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ

وفات دینے والا ہوں اور میں تم کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں اور جو لوگ تمہارا کہنا مانتے والے ہیں

اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ

ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ منکر ہیں روز قیامت تک پھر میری طرف ہوگی سب کی واپسی سو میں تمہارے

بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝

درمیان فیصلہ کردوں گا ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے۔

کی طرف مبعوث ہوئے ہیں اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ حواریین کو بھی دعوت دین کی فرمائی۔ احقر کے نزدیک اس کا حل یہ ہے کہ اگر حواریین بھی بنی اسرائیل میں سے ہوں تب تو کچھ اشکال ہی نہیں اور اگر غیر بنی اسرائیل سے نہ ہوں تو یوں کہا جا سکتا ہے کہ جن انبیاء علیہم السلام کی دعوت عام نہیں ہوا کرتی ان کے زمانہ میں علاوہ اس قوم کے جن کی طرف بعثت ہوئی ہے باقی اور لوگوں پر بشرطیکہ ان تک خبر پہنچے اصول دینیہ میں تو اتحاد اصول جمیع شرائع کی وجہ سے اتباع اس نبی کا واجب ہوتا ہے اور فروع میں یہ تفصیل ہے کہ ان بقایا ناس میں جن کی طرف اور کوئی نبی مبعوث نہ ہوں ان پر تو صرف اس خاص نبی کا اتباع واجب ہوتا ہے اور جن کی طرف کوئی نبی مبعوث نہ ہو ان پر اسی نبی جدید کا اتباع ضروری ہوتا ہے پس حواریین کی طرف چونکہ کوئی خاص نبی مبعوث نہیں ہوئے تھے اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اتباع ان پر واجب تھا اس لئے ان کو دعوت دین فرمائی اور اس سے عموم بعثت لازم نہیں آیا کیونکہ مراد عموم بعثت سے یہ ہے کہ اس دعوت سے کوئی شخص فروع میں بھی مستثنیٰ نہ ہو سو یہ خاص ہی ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں طوفان عام ہونے سے عموم بعثت کا شبہ نہ کرنا چاہیئے کیونکہ وہ سزا تھی مخالفت کرنے کی توحید میں جو کہ اصول واجب الاتباع سے ہے پھر بحر کیف مقام کے روح المعانی میں بضمن قصہ نزول مائدہ ایک روایت ملی جس کو ابو الشیخ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تیس روزے رکھکر اللہ تعالیٰ سے جو درخواست کرو قبول ہوگی۔ انھوں نے روزہ رکھکر نزول مائدہ کی درخواست کی الخ اور قرآن میں منصوص ہے کہ یہ درخواست کنندہ حواری تھے۔ اس مجموعہ سے معلوم ہوا کہ حواریین بنی اسرائیل میں سے تھے اب شبہ مذکورہ کی بنا ہی منہدم ہوگئی وللہ الحمد اور سورہ صف میں فآمنت طائفۃ من بنی اسرائیل کا آنا بعد قال الحواریون نحن انصار اللہ کے بھی ظاہراً اسی کا موید ہے **بیان مکر یہود و حفاظت حق تعالیٰ** وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَ

اللغات قولہ مکر اللہ فی روح المعانی ونقل عن الامام ان المکر الاتیان بالمکروہ حال الغیر علی وجہ یخفی فیہ ویجوز ان یسمی تعالیٰ حقیقۃ وقال غیر واحد ایجاد القدرۃ علی الحکم وہو لیس بممتنع علیہ تعالیٰ ۱۲

النحو قولہ اذ قال فی روح المعانی ظرف لمکروا ولمحذوف نحو وقع ذلک او قدر اذکر کما فی اشالہ لم یجعلہ اذ قلت واخرت الاولیٰ فی الترجمۃ لاقتضاء المقام ذلک ومن ثم جعلت بیان للاتیان فی الترجمۃ ۱۲

مسائل السلوک المتعلقۃ قولہ تعالیٰ ع ۵ ۱۳ ۱۳

ومکروا ومکر فی الرابعۃ اللہ واللہ خیر الماکرین مسئلتان الاولیٰ اصل ما نقل من بعض المغلوبین من نحو قولہ ؎ آسیتیں پرورخ کشیدی بجہود مکار ے اما الغالبون علی امرہم فلا یتجوزون علیہ لایہام نسبۃ القبیح فی کلام العباد و الالتفات علی کلام اللہ تعالیٰ لانہ لا حکم من الادب علیہ تعالیٰ وکن لمثل الکلام فی نسبۃ کل ما کان کذلک الیہ تعالیٰ والثانیۃ جواز کون امر احسنا من اللہ تعالیٰ وقبیحا من غیرہ کالکذب النافع فانہ قبیح بعض الاشیاء لیس بالذات بل للمفسدۃ وخلوہ عن المصلحۃ فاذا کان خالیا عنہا یکون کذلک واما انواع عن اللہ تعالیٰ فیکون فیہ الحکمۃ فیفہم من العباد و یحسن من رب العباد فتفہم القول فی الروح او فی القول باختلاف المکرین علی ما یقتضیہ مقام الفرق وتدبر کیف یکون اللہ فضلا عن قال لا علۃ لصنعہ اللہ یقول ؎ فی بتلک قد جلت علی ہواکا ونفسی لاعتاز عنی سواکا احبک لا بعضی بل بکلی وان لو یبق حبک لی حراکا ویفہم من سوائک الفعل عدے وتفعلہ بحسن منک ذاکا

ترجمہ قولہ تعالیٰ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین

اس میں اس پر دلالت ہے کہ یہ بات ممکن ہے کہ ایک ہی امر حق تعالیٰ کے اعتبار سے حسن ہو اور بندوں کے اعتبار سے قبیح ہو اور راز اس میں یہ ہے کہ بعض اشیاء میں بالذات قبح نہیں ہوتا بلکہ کسی مفسدہ کے سبب اور مصلحت سے خالی ہونے کے سبب ہوتا ہے تو وہ امر جو بندہ سے صادر ہونا مفسدہ سے خالی ہونا ہو یعنی مقرون بالمصلحۃ وخالی از مفسدت اس لئے قبیح ہوتا ہے جو واقع ہوتا ہے اس میں مفسدت ہوتی ہے اس لئے حسن ہوتا ہے ۱۲

اللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ۝ (الی قولہ) ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ اور ان لوگوں نے (جو کہ بنی اسرائیل میں سے آپ کے منکر نبوت تھے آپ کے اضرار و ہلاک کے لئے) خفیہ تدبیر کی (چنانچہ مکر و حیلہ سے آپ کو گرفتار کر کے سولی دینے پر آمادہ ہوئے) اور اللہ تعالیٰ نے (آپ کے محفوظ رکھنے کے لئے) خفیہ تدبیر فرمائی (جس کی حقیقت کا ان لوگوں کو پتہ بھی نہ لگا۔ کیونکہ ایک اور شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل بنا دیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا جس سے وہ محفوظ رہے اور وہ ہم شکل سولی دیا گیا ان لوگوں کو اس تدبیر کا علم تک بھی نہ ہو سکا اور دفع پر تو کیا قدرت ہوتی) اور اللہ تعالیٰ سب تدبیریں کرنے والوں سے اچھی ہیں (کیونکہ اوروں کی تدبیریں ضعیف ہوتی ہیں اور کبھی قبیح اور بے موقع بھی ہوتی ہیں اور حق تعالیٰ کی تدبیریں قوی بھی ہوتی ہیں اور ہمیشہ خیر محض اور موافق حکمت کے ہوتی ہیں اور وہ تدبیر اللہ تعالیٰ نے اس وقت فرمائی) جبکہ اللہ تعالیٰ نے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جب کہ وہ گرفتاری کے وقت متردد اور پریشان ہوئے) فرمایا ای عیسیٰ (کچھ غم نہ کرو) بے شک میں تم کو (اپنے وقت موعود پر طبعی موت سے) وفات دینے والا ہوں (پس جب تمہارے لئے موت طبعی مقدر ہے تو ظاہر ہے کہ ان دشمنوں کے ہاتھوں دار پر جان دینے سے محفوظ رہو گے) اور (فی الحال) میں تم کو اپنے (عالم بالا کی) طرف اٹھائے لیتا ہوں اور تم کو ان لوگوں (کی تہمت) سے پاک کرنے والا ہوں جو (تمہارے) منکر ہیں اور جو لوگ تمہارے کہنا ماننے والے ہیں ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ (تمہارے) منکر ہیں روز قیامت تک (گو اس وقت یہ منکرین غلبہ اور قدرت رکھتے ہیں) پھر (جب قیامت آجاوے گی اس وقت) میری طرف ہو گی سب کی واپسی (دنیا و برزخ سے) سو میں (اس وقت) تمہارے (سب کے) درمیان (عملی) فیصلہ کر دوں گا ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے (کہ منجملہ ان امور کے مقدمہ ہے عیسیٰ علیہ السلام کا) ف اس آیت میں چند وعدے مذکور ہیں جو اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائے گئے ایک وقت موعود پر طبعی وفات دینا جس سے منصور و بشارت دینا تھا حفاظت من الاعداء کا یہ وقت موعود اس وقت آوے گا جب قرب قیامت کے زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر تشریف لاویں گے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے، دوسرا وعدہ عالم بالا کی طرف فی الحال اٹھا لینے کا چنانچہ یہ وعدہ ساتھ کے ساتھ پورا کیا گیا جس کی ایما کی خبر سورۂ نساء میں دی گئی ہے، فعلہ اللہ الیہ اب زندہ آسمان پر موجود ہیں اور اگرچہ پہلا وعدہ پیچھے پورا ہو گا لیکن مذکور پہلے ہے کیونکہ یہ مثل دلیل کے ہے وعدہ دوم کے لئے اور دلیل رتبۃً مقدم ہوتی ہے اور واو چونکہ ترتیب کے لئے موضوع نہیں، لہذا اس تقدیم و تاخیر میں کوئی اشکال نہیں۔ تیسرا وعدہ تہمت سے پاک کرنا۔ اس کا ایفا یہ ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور یہود کے سب الزامات اور افتراؤں کو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذمہ لگاتے تھے مثل نعوذ باللہ ان کے نسب کو مطعون کرنا ان کو مدعی الوہیت بنانا ان سب کو صاف کر دیا چنانچہ قرآن مجید میں جا بجا یہ مضامین صراحۃً مذکور ہیں جس سے آپ کی نزاہت نسب و عقیدہ کی ظاہر ہے چوتھا وعدہ آپ کے متبعین کا آپ کے منکرین پر قیامت تک غالب رہنا۔ یہاں اتباع سے مراد خاص اتباع ہے یعنی اعتقاد نبوت، پس مصداق متبعین کے وہ لوگ ہیں جو آپ کی نبوت کے معتقد ہیں، سو اس میں نصاریٰ اور اہل اسلام دونوں داخل داخل ہیں گو اس وقت نصاریٰ کا اتنا اتباع نجات آخرت کے واسطے اس لئے کافی نہیں کہ ایک دوسرے ضروری جزو میں وہ اتباع نہیں کرتے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے لئے بھی فرما گئے لیکن یہاں اتباع کامل مراد ہی نہیں اور منکرین سے مراد یہود ہیں جو منکر نبوت عیسویہ تھے پس حاصل آیت کا یہ ہوا کہ امت محمدیہ اور نصاریٰ

ہمیشہ یہود پر حاکم اور غالب رہیں گے چنانچہ جلدی یہ وعدہ پورا ہوا اور یہود ذلیل و خوار ہوئے اور سلطنت ان کی برباد ہوئی پھر آج تک جہاں کہیں یہ لوگ ہیں یا تو نصاریٰ کی رعایا ہیں یا اہل اسلام کی اور قیامت کے قریب تک ایسے ہی رہیں گا صرف چالیس دن کے لئے دجال کا جو کہ یہود کا سرگروہ ہے ایک گونہ شر و فساد پھیلے گا۔ لیکن اول تو وہ فوراً مٹ جاوے گا پھر کوئی باضابطہ امن و اطمینان سے حکومت نہ ہوگی اور محض ایسی عارضی شورش کو سلطنت نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح بعض نے جو مسعودی مؤرخ سے بعض عباسیین کے زمانہ میں یہود کی کچھ چھوٹی چھوٹی حکومتیں نقل کی ہیں وہ مسلمانوں اور عیسائیوں کی سلطنتوں کے مقابلہ میں اس قابل نہیں کہ اس کو ان دونوں کے مساوات یا اُن پر غلبہ کہا جا سکے بلکہ اس حالت میں بھی ان دونوں کو غالب اور یہود کو مغلوب ہی کہا جاوے گا جس کا اس آیت میں وعدہ کیا گیا ہے۔ پانچواں وعدہ قیامت کے روز ان مذہبی اختلافات کے فیصلہ فرمانے کے متعلق ہے سو قیامت آوے گی اور یہ واقع ہوگا اور عملی کی قید کا یہ فائدہ ہے کہ دلیل شرعی سے تو فیصلہ یہاں ہی ہو گیا ہے۔ چنانچہ یہود کہتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام مصلوب ہو کر دفن ہوئے اور پھر زندہ نہیں ہوئے اور عیسائی کہتے تھے کہ بعد صلب و دفن کے زندہ ہو کر آسمان پر گئے قرآن مجید نے اس قول ماقتلوہ وما صلبوہ سے دونوں کی نفی فرما دی اور اُن کے منشاء اشتباہ پر ولکن شبہ لھم میں تنبیہ فرما دی۔ اگر کوئی منکر و مدعی تواتر کا ہو تو جواب صاف ظاہر ہے کہ وہاں موافقین تو خوف کے مارے مجتمع تھے نہیں صرف مخالف یہودی تھے سو اولاً وہ قلیل جو تواتر کے لئے کافی نہیں ثانیاً تصرف الٰہی سے کہ ایک شخص ان کا ہم شکل بنا دیا گیا ان کو خود اشتباہ ہو گیا اور بقول بعض علماء حاضرین کے غلط خبر اڑا دینے سے غائبین پر امر مشتبہ ہوا۔ بہرحال مشاہدہ نہ رہا تاثانیاً ان کا عدد ہونا خود مجوز توافق علی الکذب کو ہے پس شرائط تواتر کے مفقود ہونے تنبیہ ضروری تقریر تفسیر سے بعض اُن لوگوں کی غلطی ظاہر ہو گئی جو آج کل دعویٰ بلا دلیل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو گئی اور آپ مدفون ہو گئے اور پھر قیامت کے قریب تشریف نہ لاویں گے اور اس بناء پر جو احادیث عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے متعلق آئی ہیں ان میں تحریف کی ہے کہ مراد اس سے مثیل عیسیٰ ہے اور پھر اس مثیل کا مصداق اپنے کو قرار دیا ہے اھ اور بنی اس مدعی کے کل شبہات کا دو امر ہیں ایک نقلی دوسرا عقلی۔ نقلی یہ کہ حق تعالیٰ نے آپ کے بارہ میں لفظ متوفیک فرمایا ہے عقلی یہ کہ جسد عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے اور اس بناء پر قصۂ معراج میں تاویل کی ہے نقلی دلیل کا جواب ظاہر ہو گیا کہ اگر متوفیک کے معنی وفات کے بھی لئے جاویں تب بھی یہ وعدہ باعتبار وقت نزول من السماء ہے اس سے وقوع موت کا بالنفی رفع بالحیات فی الحال کی لازم نہیں آتی اور دوسرے دلائل سے رفع و حیات ثابت ہے پس اس کا قائل ہونا واجب ہے رفع تو آیت بل رفعہ اللہ الیہ سے جو اپنے حقیقی معنی کے اعتبار سے نفس ہے رفع مع الجسد میں اور بلا تعذر معنی حقیقی کے مجازی لینا ممنوع ہے اور دلیل تعذر مفقود ہے اور حیات احادیث و اجماع سے ثابت ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ اورواہ السیوطی فی الدر المنثور واخرج ابن کثیر من ابن عمران وقال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا احمد بن عبد الرحمٰن حدثنا عبد اللہ بن ابی جعفر عن ابیہ حدثنا الربیع بن انس عن الحسن آہ فذکر اثرا عنہ ثم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیھود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ وذکر فی السماء من طریق آخر موقوفا علیہ فھو مرفوع وموقوف عند الحسن علیہ کذا اخرجہ ابن جریر مرفوعا عنہ کذا فی رسالۃ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح (ص) اور اجماع نہایت ظاہر ہے کہ کسی مستند عالم سے سلفاً خلفاً اس کے خلاف منقول نہیں اور اگر وفات

فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ز

تفصیل یہ ہے کہ جو لوگ کافر تھے سو ان کو سخت سزا دوں گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی

وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور ان لوگوں کا کوئی حامی نہ ہوگا۔ اور جو لوگ مومن تھے اور انھوں نے نیک کام کیے تھے۔

فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ط وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ○

سو ان کو اللہ تعالیٰ ان کے ثواب دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ محبت نہیں رکھتے ظلم کرنے والوں سے۔

کے معنی نہ لئے جاویں جیسے اور علماء اس طرف گئے ہیں کہ توفی کے معنی پورے لے لینے کے ہیں مراد اس سے یہ کہ میں تم کو آسمان پر پورا یعنی مع الجسد لے لوں گا تو جواب میں استدلال کی بنا ہی منہدم ہو جاوے گی یا وفات کے معنی لیں اور پھر بعض حیات رفع کے قائل ہوں جیسا بعض اس طرف بھی گئے ہیں تو بھی حیات فی الحال کی نفی لازم نہیں آتی اور عقلی دلائل کے جواب کے لئے ان اللہ علی کل شئ قدیر کافی ہے البتہ جو امور ممتنع بالذات ہیں وہ عموم شئ سے مستثنیٰ ہیں یا جو ممتنع شرعاً ہیں ان کا عدم وقوع یقینی ہے اور رفع الجسد کا امتناع نہ ثابت ہوا اور نہ ثابت ہوگا پس دعویٰ مدعی کا محض باطل اور گمراہی ہے اور تحریف احادیث کی بناء الفاسد علی الفاسد ہے پھر تعیین مصداق ترجیح بلا مرجح ہے کیا دوسرا شخص ایسے مثیل ہونے کا اپنے لئے دعویٰ نہیں کر سکتا۔ یہ تقریر اس مبحث میں اجمالی ہے مگر انشاء اللہ کافی ہے اور مفصل بحث میں بہت سے رسالے اور کتابیں ہمارے زمانے کے علماء اہل حق نے شائع فرما دیئے ہیں اگر شوق ہو مطالعہ فرمایا جاوے لیکن ذہین آدمی اس اجمالی تقریر سے سب شبہات کا جواب سمجھ سکتا ہے **ربط** اوپر کی آیت میں مذکور تھا کہ میں ان اختلاف کرنے والوں کے درمیان قیامت کے روز عملی فیصلہ کروں گا آئندہ آیت میں اس فیصلہ کا بیان ہے **فیصلہ اہل حق و اہل باطل بروز جزاء** فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا (الی قولہ) وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ○

تفصیل (فیصلہ کی) یہ ہے کہ جو لوگ (ان اختلاف کرنے والوں میں) کافر تھے سو ان کو (ان کے کفر پر) سخت سزا دوں گا (مجموعہ دونوں جہان میں) دنیا میں بھی (کہ وہ تو ہو چکی) اور آخرت میں بھی (کہ وہ باقی رہی) اور ان لوگوں کا کوئی حامی (طرف دار) نہ ہوگا اور جو لوگ مومن تھے اور انھوں نے نیک کام کیے تھے سو اللہ تعالیٰ ان کے (ایمان اور نیک کاموں کے) ثواب دیں گے اور (کفار کو سزا دینے کی وجہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ محبت نہیں رکھتے (ایسے) ظلم کرنے والوں سے (جو خدا تعالیٰ یا پیغمبروں کے منکر ہوں یعنی چونکہ ظلم عظیم ہے معافی کے قابل نہیں اس لئے مبغوض شدید ہو کر سزایاب ہو جاتا ہے) **تنبیہ** اس آیت کے مضمون میں ایک خفیف سا اشکال ہے کہ قیامت کے فیصلہ کے بیان میں اس کہنے سے کیا معنی کہ میں دنیا و آخرت میں سزا دوں گا کیونکہ اس وقت تو سزائے دنیوی نہیں ہوگی۔ حل اس کا یہ ہے کہ اس کہنے کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی حاکم کسی مجرم کو

البلاغۃ قولہ فاعذبھم بالتکلم ویوفیھم بالغیبۃ فی روح المعانی للایذان بان توفیۃ الاجر مما یلتذ لہا نفس لانہا من آثار الرحمۃ الواسعۃ فلا کذلک العذاب اھ ۱۲

ماحققات الترجمہ

۱ قولہ تفصیل افادۃ بذا مفہوم الفاء وما قولہ مجموعہ فصلہ فی الفائدۃ وما فیہ من الذوق والحلاوۃ وفائدۃ بالوجہ الرابع من الوجوہ المذکورۃ فی روح المعانی ۱۲

۲ قولہ ایسے اشارۃ الی کون الظالمین بالمعنی الخاص وہو الظلم العظیم المذکور فی القرآن بمعنی الشرک والکفر وان ارید العہد بارادۃ الیہود کمی کلمۃ (ایسے) ایضاً ۱۲

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ○

یہ ہم تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں جو کہ منجملہ دلائل کے ہے اور منجملہ حکمت آمیز مضامین کے ہے

یہ کہے کہ اس وقت تو ایک سال کی قید کرتا ہوں اگر جیل خانہ میں کوئی شرارت کی تو دو سال کی کر دوں گا فقط اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ دو سال آج کی تاریخ سے شروع ہوں گے پس اس بناء پر یہ یقینی ہے کہ شرارت کے بعد دو سال مراد نہیں بلکہ اس شرارت کے وقت اگرچہ کچھ مدت گذر چکی ہو مگر پھر بھی یہ کہا جاتا ہے کہ شرارت کے بعد دو سال کا حکم ہو جاوے گا حاصل یہ ہوتا ہے کہ شرارت پر اس مجموعہ کی تکمیل بطور انضمام ایک سال زائد کے مرتب ہو جاوے گی اسی طرح یہاں سمجھنا چاہیئے کہ دنیا میں تو سزا ہو چکی اس کے ساتھ سزائے آخرت منضم ہو کر یہ مجموعہ قیامت کے روز مکمل کر دیا جاوے گا یعنی سزائے دنیا کفارہ نہ ہوگا سزائے آخرت کے لئے بخلاف اہل ایمان کے کہ اگر ان پر دنیا میں کوئی مصیبت وغیرہ آتی ہے تو گناہ معاف ہوتے ہیں اور آخرت کی عقوبت خفیف یا دفع ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ کی طرف لایحب الظالمین میں اشارہ فرمایا گیا ہے یعنی اہل ایمان بسبب ایمان کے محبوب ہیں محبوب کے ساتھ ایسے معاملات ہوا کرتے ہیں اور اہل کفر بسبب کفر کے مبغوض ہیں۔ مبغوض کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں ہوتا اور کفار میں دو احتمال ہیں یا تو خاص کفار یعنی یہودی یا مطلق کفار جس میں اور فرقے بھی داخل ہو جاویں گے سب کی سزائے آخرت تو ظاہر ہے اور دنیوی سزا یہود کے لئے تو یہی کافی ہے جس کا اوپر ذکر ہے یعنی ہمیشہ مغلوب رہیں گے اور دیگر کفار کی سزا بھی مختلف اوقات میں ہوتی رہتی ہے کبھی مسلمانوں کے جزیہ گذار ہوتے ہیں کبھی ہلاک کئے جاتے ہیں کبھی دوسرے امراض و مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں اور گو یہ واقعات اہل اسلام کو بھی پیش آتے ہیں مگر ان کے لئے وہ بطور سزائے مبغوضیت کے نہیں ہوتے بلکہ ان کے لئے رحمت اور کفارہ سیئات ہوتا ہے فقط **ربط** یہ قصہ یہاں تک ختم ہو گیا آگے اس اخبار کا دلیل نبوت محمدیہ ہونا بوجہ خارق عادت ہونے کے بیان فرماتے ہیں جیسے اوپر آیت ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ میں اس کی تقریر گذر چکی اور آگے بھی آتی ہے **استدلال بر نبوت محمدیہ بقصہ مذکورہ** ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ○ یہ (قصہ مذکورہ) ہم تم کو (بذریعہ وحی کے) پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں جو کہ (آپ کے) منجملہ دلائل (نبوت) کے ہے اور منجملہ حکمت آمیز مضامین کے ہے **ف** یعنی فی نفسہ بھی مشتمل ہے علم و حکمت کی باتوں پر بوجہ اس کے کہ دال ہے قدرت الٰہیہ اور دیگر علوم پر اور آپ کے اعتبار سے بھی دلیل ہے صدق دعوئ نبوت پر کیونکہ آپ کو یہ قصہ مثل دیگر قصص ماضیہ کے اور کسی ذریعہ سے دریافت نہیں ہوا پس ایسی حالت میں خبر دینا خارق عادت ہے جو کہ دلائل ثبوت نبوت سے ہے **ربط** بعد ختم قصہ کے آگے عود ہے محاجۂ اہل کتاب کی طرف جیسے شروع سورت میں نصاریٰ پر نفی الوہیت عیسیٰ علیہ السلام پر دلائل قائم کئے تھے آگے بھی اسی مضمون کا بیان ہے چونکہ منجملہ شبہات نصاریٰ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ پیدا ہونا تھا جس سے ان کو آپ کی الوہیت یا ابن اللہ ہونے کا شبہ ہو گیا۔ اس لئے اس استدلال کا نا کافی ہونا بتلاتے ہیں۔

ملحقات الترجمہ

ل قولہ منجملہ ہو ترجمہ من کر للعطف ۱۲

النحو: ذلك مبتدأ ونتلوه خبره و من الآيات حال من الضمير المنصوب كذا في روح المعاني قلت واشرت الى كونه حالاً بقولي جو كه ۱۲ البلاغة قوله ذلك نتلوه الايتان بما يدل على البعد للاشارة الى عظم شان المشار اليه وبعد منزلته في الشرف والمراد تلاوه الله جبرئيل بالمضارع استحضارا للصورة الحاصلة عند ربها كذا في روح المعاني قوله الحكيم في الكشاف الذكر الحكيم القرآن وصف بصفة من هو من سببه او كانه ينطق بالحكمة لكثرة حكمه ۱۲

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ

بے شک حالت عجیبہ عیسیٰ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشابہ حالت عجیبہ آدم کے ہے۔ کہ ان کو مٹی سے بنایا پھر

قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ○ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ ○

ان کو حکم دیا کہ ہو جا بس وہ ہو گئے یہ امر واقعی آپ کے پروردگار کی طرف سے ہے سو آپ شبہ کرنیوالوں میں سے نہ ہوجیئے

جواب استدلال نصاریٰ بولادتِ عیسیٰ علیہ السلام بے پدر اِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ○ بے شک حالت عجیبہ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک (یعنی ان کی تجویز ازلی میں) مشابہ حالت عجیبہ (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے ہے کہ اُن (آدم علیہ السلام) کو (یعنی ان کے قالب کو) مٹی سے بنایا پھر اُن (کے قالب) کو حکم دیا کہ (جاندار) ہو جا بس وہ (جاندار) ہو گئے **ف** حاصل تقریر کا یہ ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ پیدا ہونا قدرتِ الٰہیہ سے کوئی بعید نہیں چنانچہ ان کے قبل حضرت آدم علیہ السلام بے باپ اور بے ماں کے محض مٹی ہی سے پیدا ہو چکے ہیں پس بے باپ کے پیدا ہونے میں دونوں شریک ہیں اور بے ماں کے پیدا ہونے میں مشبہ بہ زیادہ عجیب ہیں کیونکہ آدمی کا صرف ماں کے خون سے بننا اتنا عجیب نہیں جتنا مٹی سے بننا زیادہ عجیب ہے پھر جب آدم علیہ السلام کی عدم الوہیت سب کے نزدیک مسلم ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کا شبہ اس بناء پر کیسے ہو سکتا ہے اور تجویز ازلی کا مطلب یہ ہے کہ پیدا کرنے کے قبل علم الٰہی میں یوں ہی مقدر تھا کہ ان حضرات کی پیدائش اس کیفیت سے ہوگی **ربط** آگے مضمون مذکور کے حق ہونے کو مؤکد فرماتے ہیں۔ **تاکید مضمون مذکور** اَلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ ○ یہ امر واقعی (جو اوپر مذکور ہوا) آپ کے پروردگار کی طرف سے (نازل کیا گیا) ہے سو آپ شبہ کرنے والوں میں سے نہ ہوجیئے **ف** اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نعوذ باللہ آپ میں احتمال شبہ کرنے کا تھا اہل یہ ہے محط فائدہ کبھی خصوصیت مخاطب کی ہوتی ہے کہ تم ایسا کام نہ کرنا جبکہ احتمال ہو اس کام کے کرنے کا اور کبھی اس سے قطع نظر کر کے نفس مضمون کا مؤکد و مہتم بالشان ہونا مقصود ہوتا ہے جیسے کوئی بادشاہ اپنے وفادار وزیر سے کہیں جانے کے وقت اپنے پرانے احکام و معمولات کی جن کو ایسے موقع پر پہلے سے بھی وہ وزیر برتتا آیا ہے تاکید کرے گو یہ بھی اطمینان ہو کہ بے تاکید کے بھی حسب معمول کرے گا وہاں یہی مقصود ہوتا ہے۔ پس آیت میں یہی امر ثانی مراد ہے خوب سمجھلو۔ **ربط** اوپر کی تقریر میں تو طالبان حق کی تفہیم کے لئے تھی آگے معاندین کے ساکت کرنے کا طریقہ بتلاتے ہیں۔

ص لتصویر ذلک الامر الکامل بصورۃ المشاہد الذی یقع الآن ایذانا بانہ من الامور المستغربۃ العجیبۃ الشان وجوز ان یکون التعبیر بذلک لان الکون مستقبل بالنظر الی ما قبلہ ۱۲

ملحقات الترجمہ

ل قولہ یہ امر واقعی اشارۃ الی ان اللام للعہد ۱۲

النحو قولہ خلقہ قال البیضاوی جملۃ مفسرۃ للتمثیل مبینۃ لحالۃ الشبہ ۱۲

البلاغۃ قولہ فیکون قال البیضاوی حکایۃ حال ماضیۃ فی روح المعانی التعبیر بالمضارع مع ان المقام مقام المضی

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ

پس جو شخص آپ سے عیسیٰ (علیہ السلام) کے باب میں حجت کرے آپ کے پاس علم آنے کے پیچھے تو آپ فرما دیجئے کہ آجاؤ ہم بلائیں

أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ

اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور خود اپنے تنوں کو اور تمہارے تنوں کو پھر

نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ○

ہم خوب دل سے دعا کریں اس طور پر کہ اللہ کی لعنت بھیجیں ان پر جو ناحق پر ہوں

طریق اسکات معاندین فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ (الی قولہ) فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ○ پس جو شخص آپ سے عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں (اب بھی) حجت کرے آپ کے پاس علم (واقعی) آئے پیچھے تو آپ (جواب میں یوں) فرما دیجئے کہ (اچھا اگر دلیل سے نہیں مانتے تو پھر آجاؤ ہم (اور تم) بلا (کر جمع کر) لیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور خود اپنے تنوں کو اور تمہارے تنوں کو پھر ہم (سب ملکر) خوب دل سے دعا کریں اس طور پر کہ اللہ کی لعنت بھیجیں ان پر جو (اس بحث میں) ناحق پر ہوں فی مطلب یہ کہ دلیل سے گفتگو ختم نہ ہو تو یوں کرلو کہ سب ملکر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ جو اس امر میں باطل پر ہو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے وبال اور ہلاکت پڑے کیونکہ لعنت کے معنی رحمتِ حق سے بعید ہو جانا اور رحمت سے بعید ہونا قہر سے قریب ہونا ہے پس حاصل معنی اس کا یہ ہوا کہ جھوٹے پر قہر نازل ہو سو جو شخص جھوٹا ہوگا وہ اس کا خمیازہ بھگتے گا اس وقت پوری تعیین صادق کاذب کی اہل عناد کے نزدیک بھی واضح ہو جاوے گی اس طور پر بد دعا کرنے کو مباہلہ کہتے ہیں اور اس میں اصل خود مباحثہ کرنے والوں کا جمع ہو کر بمضمون مذکور بد دعا کرنا ہے۔ اپنے اعزا و اقارب کو جمع کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اس سے اور اہتمام پڑھ جاتا ہے کیونکہ ایسے لوگوں کے ضرر یا ہلاکت سے خود طبعاً انسان کو رنج ہوتا ہے۔ پس اس مضمون سے کہ جو ہم میں جھوٹا ہو اس کے یہ لوگ بھی ہلاک ہو جاویں اور مصیبت میں مبتلا ہوں اپنے دعوے کی راستی کا اور زیادہ کامل یقین ہونا ثابت ہوتا ہے یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے رہنے والے نصاریٰ کو دعوت اسلام کا فرمان لکھا تھا اور اس کا خلاصہ مضمون تین امروں میں ترتیب تھا۔ یا اسلام یا جزیہ یا قتال۔ انھوں نے باہم مشورہ کرکے شرجبیل اور عبداللہ بن شرجبیل اور حبار بن قفص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ ان لوگوں سے آپ کی مذہبی گفتگو ہوئی یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقدمہ میں کلام کی نوبت پہنچی اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ آپ نے ان کو اس مضمون کی خبر دی اور خود

اللغات فی القاموس الابتہال الاجتہاد فی الدعاء واخلاصہ اھ وفیہ البہل المال القلیل واللعن اھ قلت وانم منہ ما فی المدارک البہلۃ بالفتح والضم اللعنۃ واصل الابتہال ہذا ثم یستعمل فی کل دعاء یجتہد فیہ وان لم یکن التعانا اھ ۱۲

البلاغۃ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم المراد الجنس فلا یشکل بکون فاطمۃ رضی اللہ عنہا واحدۃ ۱۲ **الروایات** اور در فی الباب المنقول عن ابن ابی حاتم من طریق العوفی عن ابن عباس وابی نعیم والبیہقی من طریق سلمۃ بن عبدالرشح عن ابیہ عن جدہ وابن عن طبقات ابن سعد عن الازرق بن قیس روایات متقاربۃ فی مضمون قولہ تعالیٰ ان مثل عیسیٰ عند اللہ الی قولہ وان اللہ لہو العزیز الحکیم وما ذکرت ملخصہا فی المتن لم اعدہا فی الحواشی ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی ترجمۃ تعالوا ندع وتم بناء کون الصیغۃ للتکلم مع الغیر ۱۲ ۲ قولہ فی ترجمۃ فنجعل ای نضرع بجہدنا فی الدعاء روح المعانی ۱۲ معطوف علی نبتہل مفسر للمراد ۱۲ ۳ قولہ فی فنجمع کرکے الخ ماخوذہ روح المعانی ۱۲

مع حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا وحضرت علی رضی اللہ عنہ و امام حسن رضی اللہ عنہ و امام حسین رضی اللہ عنہ کے تشریف لاکر مباہلہ کے لئے مستعد ہوئے شرحبیل نے یہ دیکھکر اپنے دونوں ہمراہیوں سے کہا کہ تم کو ان کا نبی ہونا معلوم ہے نبی سے مباہلہ کرکے فلاح نہیں ہوسکتی ہم سب بلاشبہ ہلاک ہوجاویں گے ان دونوں نے کہا جیسی رائے ہو۔ شرحبیل بولا کہ رائے یہی ہے کہ ان ہی کی رائے کے موافق ان سے صلح کرلو چنانچہ آپ سے عرض کیا گیا۔ آپ نے ان پر جزیہ مقرر فرمادیا اور انھوں نے منظور کیا اور رواہ فی روح المعانی عن دلائل البیہقی الا بحجۃ علی والجزم بالنبوۃ فانہ عن دلائل ابی نعیم۔ اور صحیحین میں اور دو شخصوں کا آنا مذکور ہے عاقب اور سید ممکن ہے کہ سب ہوں۔ ف۲ آیت میں اپنے تن سے مراد تو خود اہل مباحثہ ہیں اور نساء سے خاص زوجہ مراد نہیں بلکہ اپنے گھر کی جو عورتیں ہوں جس میں دختر بھی داخل ہے چنانچہ آپ بوجہ اس کے کہ حضرت فاطمہؓ سب اولاد میں زیادہ عزیز تھیں ان کو لائے اسی طرح ابناء نا سے خاص صلبی اولاد مراد نہیں بلکہ عام ہے اولاد کی اولاد کو بھی اور جو مجازاً اولاد کہلاتے ہوں یعنی عرفاً مثل اولاد کے سمجھے جاتے ہوں اس مفہوم میں نواسے اور داماد بھی داخل ہیں، چنانچہ آپ حضرت حسنین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو لائے پس بعض شیعہ کا اس سے یہ سمجھنا کہ حضرت علی نسائنا میں تو یقیناً داخل نہیں اور ظاہر ہے کہ ابنائنا میں بھی داخل نہیں۔ کیونکہ داماد بیٹا نہیں ہوتا۔ پس انفسنا میں داخل ہونگے تو عین رسول ہوئے اس لئے خلافت بلافصل کے مستحق ہوئے انتہیٰ بالکل بناء الفاسد علی الفاسد ہے اول تو ہم نے ان کا ابنائنا میں داخل ہونا صحیح ثابت کردیا دوسرے اگر انفسنا میں بھی داخل مان لیا جائے تو محاورہ میں اپنے متعلقین پر گو وہ تعلق کسی درجہ کا ہو انفسنا کا اطلاق صحیح ہے خود قرآن میں تقتلون انفسکم آیا ہے اور مراد تقتلون قومکم ہے ف۳ ردالمحتار باب الرجعۃ بحث حلائیں بحر سے بحوالہ غایۃ البیان کے نقل کیا ہے کہ مباہلہ اب بھی حاجت کے وقت جائز اور مشروع ہے میں کہتا ہوں کہ لعان کا مشروع ہونا مشروعیۃ مباہلہ کی کافی دلیل ہے واخرج عبد بن حمید عن قیس بن سعد ان ابن عباسؓ کان بینہ وبین آخر شئ فدعاہ الی المباہلۃ وقرء الآیۃ ورفع یدیہ فاستقبل الرکن وکانہ یشیر بذلک رضی اللہ عنہ الی کیفیت المباہلۃ وان الایدی ترفع فیہ وفیما اخرجہ الحاکم تصریح بذلک وانہا ترفع حذو المناکب کذا فی الروح اور ردالمحتار باب اللعان بحث صفۃ اللعان میں جواز کے لئے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ مباہلہ کرنے والا صادق ہو میں کہتا ہوں کہ صدق سے مراد صدق قطعی ہے ظنی نہیں تو مسائل اختلافیہ نظنیہ میں ناجائز ہوگا۔ او۔ مباہلہ کا انجام کہیں تصریحاً تو نظر سے نہیں گذرا مگر حدیث میں قصہ مذکورہ کے متعلق اتنا مذکور ہے کہ اگر وہ لوگ مباہلہ کرلیتے تو ان کے اہل اور اموال سب ہلاک ہوجاتے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ جل جاتے اور رواہ فی الجلالین بروایۃ احمد عن ابن عباس اس سے قیاساً یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی اس کا اثر یہی ہلاکت باضرر عظیم وصریح ہو لیکن لحوق ضرر میں توقف کرنا باظہور نہ ہونا موجب اشتباہ نہ ہونا چاہیئے کیونکہ تعیین حق و باطل کے لئے دلائل شرعیہ بس ہیں مباہلہ پر موقوف نہیں زیادہ غرض اس کی تنقیح لسانی کا ختم کرنا ہے واللہ اعلم۔

ربط اوپر عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ پیدا ہونے سے ان کی الوہیت پر استدلال کرنے کا ابطال اور جواب پورا ہوگیا۔ آگے اہتمام کے لئے اس مضمون کا حق ہونا اور نتیجہ کے طور پر حق تعالیٰ کا الٰہ واحد ہونا بیان فرماتے ہیں۔

إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ

بے شک یہ مذکور روی ہے سچی بات اور کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے اور بلاشک اللہ تعالیٰ

لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ○

ہی غلبہ والے حکمت والے ہیں ۔ پھر اگر سرتابی کریں تو بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں فساد والوں کو

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ

آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو کہ ہمارے اور تمھارے درمیان برابر ہے کہ بجز اللہ

إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ

تعالیٰ کے ہم کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو رب قرار دے خدا تعالیٰ

دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ○

کو چھوڑ کر ۔ پھر اگر وہ لوگ اعراض کریں تو تم لوگ کہدو کہ تم اس کے گواہ رہو کہ ہم تو ماننے والے ہیں ۔

تاکید حقیقت مضمون مذکور و اثبات توحید إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ بے شک یہ (جو کچھ مذکور ہوا) وہی ہے سچی بات اور کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے (یہ توحید ذاتی ہوئی) اور بلاشک اللہ تعالیٰ ہی غلبہ والے حکمت والے ہیں (یہ توحید صفاتی ہوئی) **ربط** آگے فساد و عناد والوں سے جو کہ اتنی حجتوں کے بعد بھی نہ مانیں گفتگو کرنے سے باز رکھتے ہیں اور ان کا معاملہ اپنے حوالہ ہونا بتلاتے ہیں ۔ **انجام اہل فساد** فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ○ پھر (ان سب حجتوں کے بعد بھی) اگر (حق قبول کرنے سے) سرتابی کریں تو (آپ) ان کا معاملہ حوالہ خدا کیجئے بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں فساد والوں کو **ربط** اوپر تو اہل کتاب سے محاجہ تھا جس کو باحسن وجوہ ختم کر دیا گیا ۔ آگے ملاطفت کے ساتھ ان کو پھر دعوت الی الحق کی جاتی ہے اور اوپر روئے سخن زیادہ نصاریٰ کی طرف تھا اور آگے بوجہ عموم الفاظ یہود و نصاریٰ دونوں کی طرف عام ہے ۔ **دعوت اہل کتاب بلطف** قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ (الی قولہ) فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ○ (ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو کہ ہمارے اور تمھارے درمیان (مسلم ہونے میں) برابر ہے (وہ) یہ (ہے) کہ بجز اللہ تعالیٰ کے ہم کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو رب نہ قرار دے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر پھر اگر (اس کے بعد بھی) وہ لوگ (حق سے) اعراض کریں تو تم (مسلمان) لوگ کہدو کہ تم (ہمارے) اس (اقرار) کے گواہ رہو کہ ہم تو (اس بات کے) ماننے والے ہیں (اگر تم نہ مانو تم جانو) **ف** اس مضمون کو مسلم اس لئے کہا گیا کہ سب شرائع میں اس کی تسلیم ہوئی ہے اور اجمالاً اور کلیاً اہل کتاب بھی اس کو مانتے ہیں کہ توحید فرض ہے اور شرک کفر ہے اور کسی

اللغات قولہ القصص فی روح المعانی القصص ہو الخبر ای ان ہذا ہو الحق لا ما یزعمہ النصاریٰ من کون المسیح علیہ السلام ابنہا او ابن اللہ تعالیٰ عما یصفون و سواء معدۃ بمعنی مستویۃ لا اختلاف فیہا فیکون الشراع ۱۲ **الروایات** فی رفع المعانی نزل یا ابن الکتب الآیتان فی وفد نصاریٰ نجران قالوا السید والعاقب ابن زید محمد جعفر بن الزبیر و روی عن قتادۃ والربیع و ابن جریج انہا نزلت فی یہود المدینۃ و ذہب ابو علی الجبائی انہا نزلت فی الفریقین من اہل الکتاب و استظہرہ لبعض المحققین لعموم و روی الترمذی حسنہ انہا نزلت اتخذوا احبارہم و رہبانہم ارباباً من دون اللہ قال علی بن حاتم ما کنا نعبدہم یا رسول اللہ قال الیس کانوا یحلون لکم و یحرمون فتاخذون بقولہم قال فہو ذاک ۱۲ **ملحقات الترجمہ** لقولہ آپ ان کا معاملہ الخ اشارۃ الی کون الجزاء وحدہ وفای فاعرض عنہم و کل امرہم الی اللہ والمذکور رجوعہ المحذوف ۱۲ لقولہ تم نہ مانو تم جانو حملا للامر علی التہدید الی الاعراض و تہدید بقولہ فقولوا اشہدوا الخ ای فاعرض عن ذلک و قال اشہدوا بانا مسلمون اہ و حمل غیری علی الوجوہ الاخر ۱۲

مخلوق کو رب قرار دینا شرک ہے لیکن باوجود اس کے وہ لوگ شرک میں اس لئے مبتلا تھے کہ وہ اس کو شرک اور خلافِ توحید نہ سمجھتے تھے پس اس تقریر میں لطف یہ ہوا کہ ان کو کلیات مسلمہ یاد دلانے کے بعد جزئیات مختلف فیہا کا ان کلیات میں داخل ہونے کا اثبات سہل رہ گیا اور وجہ ان کے مشرک ہونے کی یہ تھی کہ وہ لوگ بعض صفاتِ خاصہ حق تعالیٰ کو جیسے الوہیت ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا حضرت عزیر علیہ السلام کے لئے ثابت کرتے تھے جس کو آیت میں عبادت غیر اللہ کہا گیا اسی طرح مطاع علی الاطلاق ہونے کو جو کہ خواص باری تعالیٰ سے ہے اپنے احبار اور رہبان کے لئے مانتے تھے جس کو آیت میں ربوبیت من دون اللہ فرمایا گیا کیونکہ ان کی تحلیل و تحریم کو گو کہ وہ نصوصِ قطعیہ محکمہ منمولہ بالاجماع کے بھی خلاف ہو حجت واجب العمل سمجھتے تھے اور حقیقت شرک کی یہی ہے کہ خواص واجب کو ممکن کے لئے ثابت مانا جاوے لیکن ان کو اشتباہ اس سے ہو گیا تھا کہ وہ بالذات اور بالعرض کا فرق کرتے تھے حالانکہ یہ فرق صفاتِ غیر مختصہ میں صحیح ہے اور صفات مختصہ میں غیر صحیح اور غیر واقع شرک ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ خدا کو چھوڑ کر اول تو اس وجہ سے کہ احبار و رہبان کی ایسی اطاعت میں خدا تعالیٰ کے احکام متروک ہو ہی جاتے تھے دوسرے اس لئے کہ مراد یہ ہے کہ خدا کی توحید کو چھوڑ کر اور ظاہر ہے کہ شرک کے ساتھ توحید چھوٹ ہی جاتی ہے اور چونکہ ظاہر میں مشرک خدا اور غیر خدا دونوں کو مانتا ہے اس لئے بعض جگہ مع اللہ آلہۃ اخری فرما دیا اور یہ کہنے کو جو فرما دیا کہ تم گواہ رہو اس میں تعلیم ہے کہ جب و نصوح کے بعد بھی کوئی حق کو نہ مانے تو اتمام حجت کے لئے اپنا مسلک ظاہر کر کے کلام ختم کر دینا چاہیئے۔

تنبیہ۔ اس آیت سے ایسی تقلید کا ابطال ہوتا ہے جیسی اہل کتاب کرتے تھے جس کا ابھی بیان ہوا اور جو تقلید جمہور اہل اسلام میں اب شائع ہے وہ مشروع ہے اور اس آیت کے مضمون میں داخل نہیں جس کا محل مسائل ظنیہ محتملۃ الطرفین ہیں جب تک کہ نص قطعی محکم مجمع علیہ یا اجماع کے خلاف ہونا ثابت نہ ہو ورنہ نص و اجماع کو مقدم رکھا جاتا ہے۔ **ربط** اوپر کے محاجہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق گفتگو تھی کہ نصاریٰ ان کے خوارق سے ان کی الوہیت کا اثبات کرتے تھے اس کو بدلائل باطل کر دیا کہ گو خوارق حق ہیں مگر یہ دلیل الوہیت کی نہیں ہو سکتی آگے محاجہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق گفتگو ہے جس کا سبب یہ ہوا کہ ایک بار نصاریٰ نجران کے اور کچھ علماء یہود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جمع ہو گئے اور ہر فریق حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے طریق پر بتلانے لگا اورده فی لباب النقول عن ابن اسحاق وعن البیہقی بروایۃ ابن عباسؓ جس سے مقصود اپنے اپنے طریق کی حقانیت و بقائے مشروعیت ثابت کرنا تھا اور ان کے اس مقصود باطل سے رسالت محمدیہ میں قدح لازم آتا تھا کیونکہ آپ کی شریعت دوسرے طرق کو منسوخ بتلاتی ہے اور ناسخ و منسوخ مشروعیت میں مجتمع نہیں ہو سکتے اس لئے حق تعالیٰ انکے قول کو باطل فرماتے ہیں اور گو بفرض تقدیر مطابقتِ ملتِ ابراہیمی و یہودیت و نصرانیت بھی بوجہ ناخ شریعت محمدؐ ناسخ کے بقائے مشروعیت یہودیت و نصرانیت لازم نہیں لیکن چونکہ خود دعویٰ مطابقت ہی غلط تھا اس لئے سرے سے اسی کی تغلیط فرمائی پس اس تقریر پر محاجہ سابقہ میں احقاق ہے مسئلہ توحید کا اور اس محاجہ میں احقاق ہے مسئلہ رسالت کا

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ

اے اہل کتاب کیوں حجت کرتے ہو ابراہیم کے بارہ میں حالانکہ نہیں نازل کی گئی تورات اور انجیل

اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ حٰجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ

مگر ان کے بعد کیا پھر سمجھتے نہیں ہو ہاں تم ایسے ہو کہ ایسی باتوں میں تو حجت کر رہی چکے تھے جس سے تم کو کسی

عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاۗجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

تو واقفیت تھی۔ سو ایسی باتوں میں کیوں حجت کرتے ہو جس سے تم کو اصلا واقفیت نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ

ابراہیم علیہ السلام نہ تو یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے۔ لیکن طریق مستقیم والے صاحب اسلام تھے۔

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

اور مشرکین میں سے نہ تھے۔

ربط دعوی اہل کتاب در باب ملت ابراہیم علیہ السلام يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَاۗجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ (الی قولہ) وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (اہل کتاب کیوں حجت کرتے ہو (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے بارہ میں (کہ وہ) طریق یہودیت پر تھے یا نصرانیت پر تھے) حالانکہ نہیں نازل کی گئی تورات اور انجیل مگر ان کے (زمانہ کے بہت) بعد (اور یہود دونوں طریق ان دونوں کتابوں کے نزول کے بعد سے ظاہر ہوئے پہلے سے ان کا وجود ہی نہ تھا۔ پھر حضرت ابراہیم ان طریقوں پر کس طرح ہو سکتے ہیں) کیا (ایسی خلاف عقل بات منہ سے نکالتے ہو اور) پھر سمجھتے نہیں ہو ہاں تم ایسے ہو کہ ایسی بات میں تو حجت کر رہی چکے تھے جس سے تم کو کسی قدر تو واقفیت تھی (مگر اس میں ایک غلط مقدمہ لگا کر نتیجہ غلط نکالتے تھے مراد اس سے خوارق ہیں عیسیٰ علیہ السلام کے کہ یہ طریق واقع کے ہے البتہ اس میں یہ مقدمہ غلط ملا لیا گیا کہ ایسے خوارق والا الٰہ یا ابن الاٰلہ ہوگا، لیکن ایک مقدمہ منشاء اشتباہ تو تھا اس لئے اس کو ناکافی واقفیت کہیں گے جب اسی میں تمہاری غلطی ظاہر ہو گئی) سو ایسی بات میں (پھر) کیوں حجت کرتے ہو جس سے تم کو اصلا واقفیت نہیں (کیونکہ اس دعویٰ کے لئے تو کوئی منشاء اشتباہ کا بھی تمہارے پاس نہیں کیونکہ ان کے اور ابراہیم علیہ السلام کے فروع شریعت میں موافقت بھی نہ تھی) اور اللہ تعالیٰ (ابراہیم علیہ السلام کے طریق کو خوب) جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے (جب تم ایسے بے سروپا دعوی کرتے ہو جس سے علم بھی مثل عدم علم کے سمجھا جاتا ہے تو اب اللہ تعالیٰ سے ان کا طریق سنو کہ) ابراہیم علیہ السلام نہ تو یہودی تھے نہ نصرانی تھے لیکن (البتہ) طریق مستقیم والے (یعنی) صاحب اسلام تھے اور مشرکین میں سے (بھی) نہ تھے۔

النحو قولہ افلا تعقلون الهمزة داخلة على مقدر اى اتدعون المحال فلا تعقلون و راعيت معناه فى الترجمة واخذت كونه حالا فلا تعقلون من البيضاوى۔ قولہ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ حٰجَجْتُمْ الهاء حرف تنبيه انتم مبتدأ و هؤلاء خبره وحاججتم جملة

۱۲ اخری جنیۃ للاولی ۱۲ قلت وباعیت کل هذا فی الترجمة ۱۲ اللغات فی القاموس الحنیف الاستقامة ۱۲ الروایات مرقی ج الربط فانظر ۱۲ ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی ترجمہ فیما لکم بہ علم و فیما لیس لکم بہ علم کسی قدر واصلاحاً علی ان النکرة تخص فی الاثبات وتعم فی النفی ۲ قولہ فی ترجمہ فلم تحاجون پھر کیوں حجت کرتے ہو بعد قولہ غلطی ظاہر اشارۃ الی وجہ الترتب بالفاء حاصلہ ترتب انکار الحاجة علی ظہور الغلط ۱۲ ۳ قولہ حجتم ترجمہ لا تعلمون جمعہ سے علم بھی فائدہ یہذا التوجیہ بان نفی العلم عنہم اذا کانوا احبار اشکل ۱۲

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرٰهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ

بلاشبہ سب آدمیوں میں زیادہ خصوصیت رکھنے والے ابراہیم کے ساتھ البتہ وہ لوگ تھے جنھوں نے ان کا اتباع کیا تھا اور یہ نبی ہیں

آمَنُوا ۗ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ○

اور ایمان والے ۔ اور اللہ تعالیٰ حامی ہیں ایمان والوں کے

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرٰهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۗ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ○

(سو یہود و نصاریٰ کو تو مذہبی طریق کے اعتبار سے اُن کے ساتھ کوئی مناسبت نہ ہوئی ہاں) بلاشبہ سب آدمیوں میں زیادہ خصوصیت رکھنے والے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے ساتھ البتہ وہ لوگ تھے جنھوں نے (ان کے وقت میں) ان کا اتباع کیا تھا اور یہ نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور یہ ایمان والے (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں) اور اللہ تعالیٰ حامی ہیں ایمان والوں کے (کہ اُن کو اُن کے ایمان کا ثواب دیں گے) ف اگر ان یہود و نصاریٰ کا یہ دعویٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت بلا تاویل تھا خواہ براہِ جہل یا براہِ عناد کذب تو رد ظاہر ہے اور ان کی غلطی بدیہی اور اگر اس تاویل سے تھا کہ ان کا جو طریق تھا وہی ہماری شریعت میں مقرر ہوا تو حاصل تقریر رد کا یہ ہے کہ موافقت فی الفروع نہ ہونا تو ظاہر ہے اور اگر موافقت فی الاصول مراد ہے تو یہودیت کی حقیقت اصول مع الفروع المخصوصہ ہے اسی طرح نصرانیت کی بھی اور یہ مجموعہ عہد ابراہیمی میں متحقق نہ تھا اس لئے یہ دعویٰ بالمعنی المتبادر غلط ہوا اور اگر جدید اصطلاح مقرر کی جاوے تو اول تو الفاظ شرعیہ کو معانی لغویہ پر محمول کرنا غلط، دوسرے ایہام باطل کی وجہ سے منہی عنہ اور موہوم غلط اس تقدیر پر غلطی نظری ہوگی رہا یہ اشکال کہ اسی طرح اسلام بھی متاخر ہے زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پھر وہ صاحب اسلام کیسے ہوئے اس کا جواب سورۂ بقرہ آیت ام کنتم شہداء کی تفسیر میں جو پارۂ الم کے آخر رکوع میں ہے مفصل گذر چکا ہے اور یہاں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی زیادہ خصوصیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ثابت کی گئی وجہ اس کی مطابقت فی الاصول وکثیر من الفروع ہے چنانچہ یہ مضمون بھی سورۂ بقرہ کے مقام مذکور آیت وقالوا کونوا ھودا کی تفسیر میں گذر چکا ہے، وہیں یہ اشکال بھی رفع کر دیا گیا ہے کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے استقلال نبوت میں قدح نہیں پڑتا اور اس سے یہ بھی مفہوم ہو جاوے گا کہ الذین اتبعوہ کی خصوصیت بطور امت ہونے کے ہے اور مابعد کی بطور موافقت کے اور جملہ ما کان من المشرکین کی تقریر بھی اسی جگہ گذر چکی ہے دیکھ لیا جاوے پس گویا یہ اخیر کا مضمون تتمہ ہے جواب محاجہ کا کہ موافقت طریق ابراہیمی کا دعویٰ یہود و نصاریٰ نہیں کر سکتے البتہ امت محمدیہ کو زیبا ہے ربط اوپر کی آیتوں میں اہل کتاب کے ضلال یعنی گمراہی کا بیان تھا کہ اس درجہ گمراہ ہو گئے ہیں کہ باوجود ایسی حجتوں کے الزام اتمام

ملحقات الترجمہ

ف قولہ فی ترجمۃ اولی خصوصیت رکھنے والے کما فی روح المعانی الی اقرب الناس واخصہم بابراہیم اھ ۱۲ ف قولہ فی ترجمۃ الذین آمنوا یہ ایمان والے اشارۃ الی العہد ۱۲

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ

دل سے چاہتے ہیں بعضے لوگ اہل کتاب میں سو اس امر کو کہ تم کو گمراہ کر دیں اور وہ کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے مگر

اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ

خود اپنے آپ کو اور اس کی اطلاع نہیں رکھتے ۔ اے اہل کتاب کیوں کفر کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ حالانکہ

تَشْهَدُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ

تم اقرار کرتے ہو۔ اے اہل کتاب کیوں مخلوط کرتے ہو واقعی کو غیر واقعی سے

وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ع

اور چھپاتے ہو واقعی بات کو حالانکہ تم جانتے ہو

کے حق کو قبول نہیں کرتے آگے اُن کے اضلال کا ذکر فرماتے ہیں یعنی خود تو گمراہ تھے ہی مزید برآں یہ ہے کہ اوروں کے بھی گمراہ کرنے کی فکر میں ہیں **بیان اضلال اہل کتاب** وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ (الی قولہ) وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ دل سے چاہتے ہیں بعضے لوگ اہل کتاب میں سے اس امر کو کہ تم کو (دین حق سے) گمراہ کر دیں اور وہ کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے مگر خود اپنے آپ کو (وبال) ضلال میں گرفتار کر رہے ہیں) اور اس کی اطلاع نہیں رکھتے ۔ **ف** اگر مخاطب ضمیر خطاب یضلونکم کے خاص صحابہ ہیں تب تو یہ فرمانا کہ کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے بالکل ظاہر ہے کیونکہ یہاں بھی مراد یہی ہو گی کہ تم میں سے کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے سو بفضلہ تعالیٰ ان خاص حضرات میں سے کسی کو گمراہ نہ کر سکے اور اگر مراد مطلق اہل اسلام ہیں تو اس فرمانے کے یہ معنی ہوں گے کہ یہ لوگ ان کے اختیار و قدرت سے خارج ہے اور یوں خود ہی کوئی گمراہ ہو جاوے تو اور بات ہے مایضلون بالمعنی المذکور کے منافی نہیں اور یہ جو فرمایا کہ اس کی اطلاع نہیں رکھتے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس طرف التفات نہیں کرتے ورنہ ان میں جو علماء تھے وہ چونکہ اسلام کی حقانیت کا علم رکھتے تھے جیسا آگے ہی تشہدون وتعلمون سے مفہوم ہوتا ہے اس لئے اضلال کے وبال سے بھی آگاہ تھے اور اگر طائفہ سے جہلاء مراد ہوں تو مایشعرون میں کوئی اشکال نہیں **ربط** آگے اُن کے ضلال اور اضلال پر ان کو ملامت فرماتے ہیں **ملامت بر ضلال و اضلال** اہل کتاب يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ (الی قولہ) وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اے اہل کتاب کیوں کفر کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی (اُن) آیتوں کے ساتھ (جو کہ تورات و انجیل میں نبوت محمدیہ پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرنا ان آیات کی تکذیب کرنا ہے اور آیات اللہ کی تکذیب کفر ہے) حالانکہ تم (اپنی زبان سے) اقرار کرتے ہو (کہ وہ آیات حق ہیں یہ تو ملامت ہوئی اُن کے ضلال پر آگے اضلال پر ملامت فرماتے ہیں کہ اے اہل کتاب کیوں مخلوط کرتے ہو واقعی (مضمون یعنی نبوت محمدیہ) کو غیر واقعی مضمون یعنی عبارت تحریف شدہ یا تفسیر فاسد سے اور (کیوں) چھپاتے ہو واقعی بات کو حالانکہ تم جانتے ہو (کہ حق بات کو چھپا رہے ہو) **ف** دونوں جگہ جو تشہدون اور تعلمون فرمایا اس کی یہ وجہ نہیں ہے کہ عدم اقرار اور عدم علم کی حالت میں کفر وغیرہ جائز ہے

ع ۸ ۱۵

ملخصات الترجمہ

قولہ گمراہ نہیں کر سکتے نفی للاحتمال لا للامکان فان مادۃ الضر فی الہدیۃ مستعملۃ لکلا المعنیین فاحفظ فانہ ینفعک فی کثیر من المباحث کمسئلۃ امکان الکذب المتنازع فیہ فی عصرنا فان المقدور یصح نفیہ والاحتمال باطل فیما نحن فیہ لما تعلم ۱۲

قولہ وبال اضلال لان فی الکلام مجازا شائعا فلا یرد انہم کانوا ضالین فکیف یصح تحصیل الحاصل ۱۲

قولہ فی ترجمۃ ایت اللہ ان اشارۃ الی العہد ۱۲

قولہ اقرارہم کذا فی الحاشیۃ البیضاویۃ

قولہ یعنی عبارتہ تحریف شدہ الخ فی التزویہ اشارۃ الی کونہم محرفین بلا اطلاع یقین ۱۲

قولہ فی ترجمۃ وتکتمون اور کیوں عطف علی تلبسون فتنبہ لکلہ

لہ ۱۲

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور بعضے لوگوں نے — اہل کتاب میں سے کہا کہ ایمان لے آؤ اس پر جو نازل کی گئی ہے مسلمانوں پر

وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ

شروع دن میں — اور انکار کر بیٹھو آخر دن میں عجب کیا وہ پھر جاویں — اور کسی کے روبرو اقرار مت کرنا مگر ایسے شخص کے

دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ

تمہارے دین کا پیرو ہو — اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجئے یقیناً ہدایت ہدایت اللہ کی ہے — ایسی باتیں مت کہا کرو کسی پر کہ کسی کو بھی ایسی چیز مل ہی ہو جیسی تم کو ملی

يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ

وہ اور لوگ غالب جاویں تمہارے رب کے نزدیک — اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجئے کہ بیشک فضل تو خدا کے قبضہ میں ہے وہ اس کو جسے چاہیں عطا فرماویں

قبیح ذاتی تو کسی حال میں جائز ہو ہی نہیں سکتا بلکہ وجہ یہ ہے کہ اقرار اور علم کے وقت کفر اور زیادہ قبیح اور زیادہ قابل ملامت ہے اور لبس و کتمان کی حقیقت کا حاصل پارہ الم کے ربع کے قریب جہاں اسی قسم کی آیت ہے بیان ہو چکا ہے

ربط اوپر مذکور تھا کہ بعض اہل کتاب مسلمانوں کے اضلال کی فکر میں رہتے ہیں، آگے ان کی ایک تدبیر کا بیان فرماتے ہیں جس کو اضلال مؤمنین کے لئے انھوں نے تجویز کیا تھا۔ **بیان خدعۂ اہل کتاب برائے تشکیک نومسلمانان و**

قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (الی قولہ) يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ اور بعضے لوگوں نے اہل کتاب میں سے (بطور مشورۂ باہم) کہا کہ (مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ایک تدبیر ہے کہ ظاہراً) ایمان لے آؤ اس (کتاب) پر جو نازل کی گئی ہے (بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلمانوں پر (مراد یہ کہ قرآن پر ایمان لے آؤ) شروع دن میں (یعنی صبح کے وقت) اور (پھر) انکار کر بیٹھو آخر دن میں (یعنی شام کو) عجب کیا (اس تدبیر سے مسلمانوں کو بھی قرآن اور اسلام کے حق ہونے میں شبہہ پڑ جاوے اور وہ (اپنے دین سے) پھر جاویں (اور یہ خیال کریں کہ یہ لوگ علم والے ہیں اور بے تعصب بھی ہیں کہ اسلام قبول کر لیا اس پر بھی جو پھر گئے تو ضرور اسلام کا بیخ حق ہونا ان کو دلائل علمیہ سے ثابت ہو گیا ہو گا اور ضرور انھوں نے اسلام میں کوئی خرابی دیکھی ہو گی جب تو اس سے پھر گئے اور اہل کتاب نے یہ بھی باہم کہا کہ مسلمانوں کے دکھلانے کو صرف ظاہری ایمان لانا) اور (صدق دل سے) کسی کے روبرو (دین کا) اقرار مت کرنا مگر ایسے شخص کے روبرو جو تمہارے دین کا پیرو ہو (اس کے روبرو تو اپنے قدیم دین کا اقرار خلوص سے کرنا چاہیئے باقی غیر مذہب والوں کے یعنی مسلمانوں کے روبرو ویسے ہی بمصلحت مذکور زبانی اسلام کا اقرار کر لینا حق تعالیٰ اُن کی اس تدبیر کے لچر ہونے کا اظہار فرماتے ہیں کہ) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجئے کہ (ان چالاکیوں سے کچھ نہیں ہوتا کیونکہ) یقیناً ہدایت (جو بندوں کو ہوتی ہے وہ) ہدایت اللہ کی (طرف سے ہوتی ہے (پس جب ہدایت قبضۂ خداوندی میں ہے تو وہ جس کو ہدایت پر قائم رکھنا چاہیں اسکو کوئی مغوی کسی تدبیر سے نہیں بچا سکتا آگے اُن کے مشورہ و تدبیر کی علت بتلاتے ہیں کہ اے اہل کتاب تم) ایسی باتیں اس لئے کرتے ہو کہ کسی

البلاغۃ قال بعضهم فی لمن تبع حصل الایمان بمعنی الاقرار نوجیها الاول لمن تبع فان الایمان حسد بغضه فصیل لقام مقام لام التعدیة والثانی

لا تصدقوا احدا من غیر قلب الا من تبع دینکم ۱۲ وقرأ احد انی یحاجوکم قالیه احمد علی الکشاف فی هذا اشکال ما هو توضیح احد فی المواجب ان استفهام الانکار

المتن قولہ تعالیٰ وقالت طائفۃ من اهل الکتاب (الی قولہ) ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم نظیرہ الصحیح بعض الناس نصبین اهل الفضل من المنتسبین الی الطریق من اخفاء الطریق الی من لم یکن منتسبا الی احد شیوخهم ویرد علیهم ما مر اللہ تعالیٰ علی مشا کلهم من قولهم لقائل قل ان الهدی هدی اللہ وقولہ تعالیٰ قل ان الفضل بید اللہ انتهی القول ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ وقالت طائفۃ من اهل الکتاب الی قولہ ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم اسی کی نظیر بعض حیلہ طریقت کا یہ طرز کہ جو شخص کسی کے سلسلہ میں نہ ہو اس کو طریق کو مخفی کرتے ہیں اور ان پر اسی مضمون سے رد ہو گا جس سے ان کے ہم مسلک اہل کتاب کا رد کیا گیا ہے یعنی قل ان الهدی هدی اللہ اور ان الفضل بید اللہ الخ ۱۲

ل فی مثل اثبات ولکن ان یقال روعیت صیغة الاستفهام ان لم یکن المراد حقیقة فحسن دخول احد فی سیاق النفی ای الجمع حیث کان نکرة فی سیاق النفی اعنی ای فی معنی لو جوه حقیقة وفی بعضها صورة ۱۲

النحو قولہ ان یؤتی ای لان یؤتی والظرف متعلق بالمحذوف فهو من کلام اللہ تعالیٰ ویؤیده قراءة ابن کثیر ان یؤتی علی الاستفهام التقدیر احسدتم ودبرتم لاجل ان یؤتی

ملحقات المترجم ۱ قولہ فی وجہ الرد ای مؤمنین کے لئے اعم من مطلق المؤمنین او من امتہم کما یدل علیہ تعبیرہ بعضهم جیث قولہ تعالیٰ قل ان الهدی هدی اللہ ای فی دینہ کما یقال عند اللہ کذا ای فی

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں خوب جاننے والے ہیں۔ خاص کر دیتے ہیں اپنی رحمت کیساتھ جس کو چاہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ

اور اہل کتاب میں سے بعض شخص ایسا ہے کہ اگر تم اس کے پاس انبار کا انبار مال بھی امانت رکھدو تو وہ اس کو تمہارے پاس لا کے

اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

شخص ہے کہ اگر تم اس کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھدو تو وہ بھی تم کو ادا نہ کرے مگر جب تک کہ تم اس کے سر پر کھڑے رہو ۔ یہ اس سبب سے ہے کہ وہ

قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر غیر اہل کتاب کے بارہ میں کسی طرح کا الزام نہیں اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہیں اور وہ بھی جانتے ہیں

اور کو بھی ایسی چیز مل رہی ہے جیسی تم کو ملی تھی (یعنی کتاب اور دین آسمانی) یا وہ اور لوگ تم پر غالب جاویں (اس دین حق کے قبیل میں جو تمہارے رب کے نزدیک ہے) حاصل علت کا یہ ہوا کہ تم کو مسلمانوں پر یہ حسد ہے کہ ان کو آسمانی کتاب کیوں مل گئی یا یہ لوگ ہم پر مذہبی مناظرہ میں کیوں غالب آجاتے ہیں اس حسد کی وجہ سے اسلام اور اہل اسلام کے تنزل کی کوششیں کر رہے ہو آگے اس حسد کا رد ہے کہ) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہدیجئے کہ بے شک فضل تو خدا کے قبضہ میں ہے وہ اس کو جسے چاہیں عطا فرماویں وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○ اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں (اُن کے یہاں فضل کی کمی نہیں اور) خوب جاننے والے ہیں (کہ کس وقت کس کو دینا مناسب ہے اس لئے) خاص کر دیتے ہیں اپنی رحمت (و فضل) کے ساتھ جس کو چاہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں (پس اس وقت بزعم حکمت مسلمانوں کو فضل رحمت فرمادیا اس میں حسد کرنا فضول اور جہل ہے) **ربط** اوپر کی آیتوں میں اہل کتاب کی خیانت فی الدین کا ذکر تھا یعنی ان کا کفر کرنا آیات اللہ کے ساتھ اور غلط کرنا حق اور باطل کا اور کتمان حق کا اور تدبیر کرنا اضلال مؤمنین کی آیندہ میں ان کی خیانت فی الاموال کا ذکر ہے اور چونکہ بعضے امین بھی تھے اس لئے دونوں قسموں کا ذکر فرمایا **بیان اہل امانت و اہل خیانت از اہل کتاب** وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ج (الی قولہ) وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ اور اہل کتاب میں سے بعض شخص ایسا ہے کہ (اے مخاطب) اگر تم اس کے پاس انبار کا انبار مال بھی امانت رکھدو تو وہ (مانگنے کے ساتھ ہی) اس کو تمہارے پاس لا رکھے اور ان ہی میں سے بعض وہ شخص ہے کہ اگر تم اس کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھدو تو وہ بھی تم کو ادا نہ کرے (بلکہ امانت رکھنے کا بھی اقرار نہ کرے) مگر جب تک کہ تم (امانت رکھکر) اس کے سر پر (برابر) کھڑے رہو (اس وقت تک خیر کہیں نہیں اور جہاں الگ ہوئے پھر ادا کرنے کا تو کیا مذکور ہے سرے سے امانت ہی سے مکر جاوے) یہ (امانت کا ادا نہ کرنا) اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر غیر اہل کتاب کے (مال کے) بارہ میں (اگر چرا چھپا لیا جاوے) کسی طرح کا الزام نہیں (یعنی غیر اہل کتاب مثلاً قریش کا مال چرا لینا چھین لینا سب جائز ہے) اللہ تعالیٰ آگے ان کے اس دعوی کی

اللغات قولہ القنطار فی القاموس وزن اربعین اوقیۃ من ذہب او الف و مائتا دینار او الف و مائتا اوقیۃ او سبعون الف دینار او ثمانون الف درہم او مائۃ رطل من ذہب او فضۃ او الف و مائتا دینار او طلاء مسک ثور ذہبا و فضۃ

قولہ تامنہ فی رُوح المعانی من امنہ بمعنی ائتمنہ والباء قیل بمعنی علی وقیل بمعنی فی ای فی حفظہ فتدبر

قولہ یسیر فی روح المعانی عتاب ذم اھ قلت ہذا حاصل المعنی لانہا مطلق الطریق لغۃ فارہ بطریق العتاب عرفا فاطلاقہا للطلق علی المقید ۱۲

النحو الاستفہام استفہام انکاری وانکارہ المدلول علیہ بقولہ لا یؤدہ لان الاداء آت لا یتجہ دبالزمان بخلاف الاقرار ۱۲

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن جریر عن ابن جریج قال مالح الیہود رجال المسلمین فی الجاہلیۃ فلما اسلموا تقاضوہم عن بعو علیہم فقالوا لیس علینا امانۃ ولا قضاء لکم علیہا لانکم ترکتم دینکم الذی کنتم علیہ او حوا انہم حللوا ذلک لہم فی کتابہم فقال اللہ تعالیٰ ویقولون الخ

ملحقات الترجمہ ۱؎ قولہ فی ترجمہ یختص برحمتہ الخ اپنی رحمت و فضل اشارۃ بالعطف الی ان المراد بالرحمۃ ہو الفضل المذکور فی السیاق والسیاق ۱۲

۲؎ قولہ فی ترجمہ تامنہ الخ اے مخاطب اشارۃ الی عدم تعیین المخاطب و قولہ تم ہو محاورۃ لسانہا یراد بہا الواحد ۱۲

بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

الزام کیوں نہ ہوگا جو شخص اپنے عہد کو پورا کرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو بے شک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں متقیوں کو۔ بیشک جو لوگ معاوضہ

يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي

حقیر لیتے ہیں بمقابلہ اس عہد کے جو اللہ تعالیٰ سے کیا ہے اور اپنی قسموں کو۔ ان لوگوں کو کچھ حصہ آخرت میں نہ ملے گا

الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ

اور نہ خدا تعالیٰ ان سے کلام فرماویں گے اور نہ ان کی طرف دیکھیں گے قیامت کے روز اور نہ ان کو پاک کریں گے

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

تکذیب فرماتے ہیں) اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہیں (کہ اس فعل کو حلال سمجھتے ہیں) اور (دل میں) وہ بھی جانتے ہیں (اللہ تعالیٰ نے اس کو حلال نہیں کیا محض ترا شیدہ دعویٰ ہے) **ف** جس بعض کی مذمت کی گئی ہے اگر اس بعض سے وہ لوگ مراد ہیں جو اہل کتاب میں سے ایمان لے آئے تھے (جیسا معالم میں بروایت ضحاک حضرت ابن عباسؓ نقل کیا ہے کہ اس بعض سے مراد عبداللہ بن سلامؓ ہیں کہ کسی شخص نے ان کے پاس بارہ سو اوقیا سونا امانت رکھا تھا اور انھوں نے بعینہ ادا کر دیا جیسا کہ دوسرے بعض سے فخاص بن عانہ وراء یہودی مراد ہے کہ کسی قریش نے ایک دینار امانت رکھا اور اس نے خیانت کی اھ) تب تو مدح میں کوئی اشکال نہیں اور اگر خاص مومن مراد نہ ہو بلکہ مطلقاً اہل کتاب ہیں امین اور خائن دونوں کا ہونا بیان کرنا مقصود ہے تو مدح باعتبار قبول عنداللہ کے نہیں کیونکہ بدون ایمان کے کوئی عمل صالح مقبول نہیں ہوتا نہ اس پر ثواب ملتا ہے بقولہ تعالیٰ فی سورۃ ہود ومن کاد یرید الحیوٰۃ الدنیا وزینتہا نوف الیہم اعمالہم فیہا الخ بلکہ مدح اس اعتبار سے ہے کہ اچھی بات گو کافر کی ہو کسی درجہ میں اچھی ہے جس کا اثر دنیا میں نیکنامی وغیرہ اور آخرت میں اس عذاب کی کمی ہے جو اس کے ضد کے ارتکاب سے ہوتا۔ اور عدم ثواب جو آیت ہود سے معلوم ہوتا ہے منافی عدم عذاب کے نہیں اور اس تقدیر پر اسلام کی غایت بے تعصبی ثابت ہوتی ہے کہ مخالف کے ہنر کی بھی بقدر واقعی داد دی جاتی ہے **ربط** اوپر دو قولوں میں ان کے دعوے کی تکذیب تھی آگے اسی تکذیب کی تاکید اور وفائے عہد کی فضیلت اور نقض عہد کی مذمت کی تصریح ہے۔ **ردّ قول ۱۲ کتاب وفضل وفائے عہد وقبح غدر وبے**

الروایات فی روح المعانی اخرج الستۃ وغیرہم عن ابن مسعودؓ فی قصۃ الاشعث بن قیس مع یہودی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیہودی احلف فقال الاشعث اذا یحلف فذہب فی فاجزل اللہ تعالیٰ ان الذین یشترون واخرج البخاری وغیرہ عن عبداللہ ابن ابی اوفی ان رجلا اقام سلعۃ فی السوق فحلف باللہ لقد اعطی بہا ما لم یعط لیوقع فیہا رجلا من المسلمین فنزلت ہذہ الآیۃ و اخرج ابن جریر عن عکرمۃ قال نزلت ہذہ الآیۃ فی ابی رافع ولیا

ابن ابی الحقیق وکعب بن الاشرف وحیی بن اخطب حرفوا التورۃ وبدلوا نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحکم الامانات وغیرہا واخذوا علی ذلک رشوۃ وروی غیر ذلک لا مانع من تعدد السبب نزول کما حققہ فی لباب النقول قال الحافظ ابن حجر والآیۃ محتملۃ لکن احمد فی ذلک ما ثبت فی الصحیح اھ قلت ثم لکن الاعتبار بالسیاق والسباق ما اخرجہ ابن جریر وقد سمعت عن مدح اعنی ان لا مانع من تعدد سبب النزول ونقل فی العباب یفرض الحافظ انہ لا منافاۃ بین الحدیثین بین کلام

فائدہ ۹ - لا یرتاب سمعت من ابا صنعان الحرفی وہو لفظہ فاصدلانہ مشروط برضاہ وعدم التعدد فشتان ما بینہما وتکون الصیغۃ

ان الذین یشترون بعہد اللہ ایمانہم ثمنا قلیلا اولئک لا خلاق لہم فی الاخرۃ ولا یکلمہم اللہ ولا ینظر الیہم یوم القیامۃ ولا یزکیہم ولہم عذاب الیم

ترجمہ

ان الذین یشترون بعہد اللہ ایمانہم ثمنا قلیلا اس آیت میں اس شخص کی حالت کی طرف بھی اشارہ ہے جو رغبت دنیا کی طرف مائل ہوا اور اس کو حضرت حق کے مشاہدہ پر ترجیح دیتا ہو اور اپنے ظاہر کو شعار مقربین کے ساتھ آراستہ رکھا ہو مگر اس میں حب جاہ کی آمیزش بھی کرتا ہو پس ایسا شخص نفاق حقیقی اور محبت حق کے دعوے میں دنیا اور آخرت دونوں میں ساقط ہو جاوے گا

ص علی ان النزول کان باسبین مقاتلہ قلت و الاحسن فی ذلک تعالی اشارۃ رحمہ اللہ تعالیٰ انہ قد کون السبب احد ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد تلاک الآیۃ فی مقام آخر من کلام

مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى (الی قولہ تعالیٰ) وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (خاتمہ) التزام کیوں نہ ہوگا (ضرور ہوگا کیونکہ اس کے متعلق ہمارے یہ دو قانون ہیں ایک یہ کہ) جو شخص اپنے عہد کو (خواہ وہ عہد اللہ تعالیٰ سے ہوا ہو یا بشرط جواز کسی مخلوق سے) پورا کرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو بیشک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں (ایسے) متقیوں کو (اور دوسرا قانون یہ ہے کہ) یقیناً جو لوگ معاوضہ حقیر (یعنی نفع دنیوی) لے لیتے ہیں بمقابلہ اس عہد کے جو (انھوں نے) اللہ تعالیٰ سے کیا ہے (مثلاً انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا) اور (بمقابلہ) اپنی قسموں کے (مثلاً حقوق العباد و معاملات کے باب میں قسم کھا لینا) ان لوگوں کو کچھ حصہ آخرت میں (وہاں کی نعمت کا) نہ ملے گا اور نہ خدا تعالیٰ ان سے (لطف کا) کلام فرماویں گے اور نہ ان کی طرف (نظر محبت سے) دیکھیں گے قیامت کے روز اور نہ ان کو (گناہوں سے) پاک کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب (تجویز) ہوگا۔

ف عہدِ مخلوق میں احقر نے بشرطِ جواز اس لئے کہا کہ اگر وہ عہد ناجائز ہے تو اس کا ایفاء حرام ہے اور عہد اللہ کی مثال میں ایمان بالانبیاء علیہم السلام کو اس لئے ذکر کیا کہ یہود ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے منکر تھے، باقی یہ تخصیص تمثیلاً ہے ورنہ عہد اللہ میں سب احکام آ گئے جس کے عموم میں عہد مالی بھی داخل ہے اور ایمانھم میں زیادہ تصریح ہو گئی اور یزکیھم کا ایک ترجمہ صحیح اور بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی تعریف نہ کریں گے جیسے مومنین کی کریں گے۔ اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ وفائے عہد پر جو جنت کی بشارت ہے اس میں ایمان بھی شرط نہیں بات یہ ہے کہ عہد اللہ میں کے عموم میں ایمان بھی داخل ہے اور اتقیٰ کے عموم سے اور زیادہ تاکید ہو گئی اور یہ جو کہا گیا کہ کچھ حصہ نعمت کا نہ ملے گا الخ اگر یہ آیت کفار کے حق میں لی جاوے تو یہ سب وعیدیں ابدالآباد کے لئے ہیں اور اگر فجار کے لئے بھی عام کہا جاوے تو معنیٰ یہ ہیں کہ چندے وہ ان وعیدوں کے مستحق ہوں گے نہ ابدیت ہے نہ یقیناً وقوع ہے، کیونکہ اہلِ سنت کے نزدیک عفو بلا عقوبت بھی صحیح ہے

ربط اوپر خیانت کی مذمت کا بیان تھا آگے ان کی خیانت کی ایک عادت کہ ایک خاص طریق سے تحریف کتاب اللہ سے بیان فرماتے ہیں۔

بعهده فان الظاهر فيه عود الضمير الى من فالمعاهد في الموضعين هو المصيب فافهم ۱۲

ص قوله لطف و محبت قيد بهما لان مطلق الكلام انتفاءه غير واقع ومطلق النظره انتفاءه غير ممكن ۱۲

ص قوله ايك ترجمہ صحیح اور بھی ہے آثار المذکور علی ہذہ الزیادۃ شہرتہ ۱۲

ملحقات الترجمہ ص قولہ ایسے متقیوں کو اشارۃ الی کون اللام للعہد والی دخول الوفاء بالعہد فی عموم التقویٰ فلا اشکال الاکتفاء بذکر المتقین دون الموفین والی وضع المظہر موضع المضمر ۱۲

ص قولہ فی ترجمۃ عہد اللہ جو اللہ تعالیٰ سے کیا ہے جعل المصدر مضافاً الی المفعول لیناسب ما قبلہ من قولہ

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ

اور بے شک ان میں سے بعضے ایسے ہیں کہ کج کرتے ہیں اپنی زبانوں کو کتاب میں تاکہ تم لوگ اس کو کتاب کا جزو سمجھو حالانکہ

مَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

وہ کتاب کا جزو نہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کے پاس سے ہے حالانکہ وہ خدا تعالیٰ کے پاس سے نہیں

وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○

اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں ۔ اور وہ جانتے ہیں

بیان عادت اہل کتاب مرقسمی را از تحریف وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ (الیٰ قولہ) وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ اور بے شک ان میں سے بعضے ایسے ہیں کہ کج کرتے اپنی زبانوں کو کتاب (پڑھنے) میں (یعنی اس میں کوئی لفظ یا کوئی تفسیر غلط ملا دیتے ہیں اور غلط پڑھنے کج زبانی کہلاتا ہے) تاکہ تم لوگ (جو اس کو سنو تو) اس (ملائی ہوئی چیز) کو (بھی) کتاب کا جزو سمجھو حالانکہ وہ کتاب کا جزو نہیں اور (صرف دھوکہ دینے کے لئے اس عملی طریق ہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ زبان سے بھی) کہتے ہیں کہ یہ (لفظ اور مطلب) خدا تعالیٰ کے پاس سے (الفاظ یا قواعد نازل ہوئے ہیں ان سے ثابت) ہے حالانکہ وہ (کسی طرح) خدا تعالیٰ کے پاس سے نہیں (پس ان کا جزو ہونا تو لازم آ گیا آگے تاکید کے لئے اس کی پھر تصریح ہے) اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں اور (اپنا جھوٹا ہونا دل میں خود بھی) وہ جانتے ہیں ۔ **ف** ممکن ہے کہ تحریف لفظی کرتے ہوں اور ممکن ہے کہ تفسیر غلط بیان کرتے ہوں تحریف لفظی میں تو دعویٰ ہوتا ہے کہ یہ لفظ ہی منزل من اللہ ہے اور غلط تفسیر میں یہ تو نہیں ہوتا لیکن یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ یہ تفسیر قواعد شرعیہ سے ثابت ہے اور قواعد شرعیہ کا منجانب اللہ ہونا ظاہر ہے ایک صورت میں صورۃً جزو ہونے کا دعویٰ ہوگا ایک صورت میں معنیً جزو کتاب ہونے کا دعویٰ ہوگا بایں معنی کہ جزء ماثبت بالشرع ہے اور ہر ثابت بالشرع حقیقۃً ثابت بالکتاب ہے کیونکہ دوسرے دلائل شرعیہ مظہر احکام ہوتے ہیں نہ کہ مثبت احکام اس لئے احقر نے ترجمہ میں دونوں احتمالوں کی رعایت رکھی ملحدوں نے اس امت میں بھی حدیث میں تحریف لفظی کی اور قرآن میں صرف تحریف معنوی کی ہے کیونکہ الفاظ قرآنیہ نصاً محفوظ من اللہ ہیں **ربط** اوپر کی آیتوں میں اہل کتاب کے افعالی و اقوالی پر اعتراض تھا۔ اگلی آیت میں اہل کتاب کے ایک لغو اعتراض کا ابطال ہے جو انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا تھا جیسا کہ باب النقول میں بروایت ابن اسحاق و بیہقی کے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب یہود اور نجران کے نصاریٰ جمع ہوئے اور آپ نے ان کو اسلام کی طرف بلایا تو ابو رافع قرظی یہودی نے کہا کہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں جیسا نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا معاذ اللہ۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۔

اللغات الی عطف الشیٔ و ردہ عن الاستقامۃ الی الاعوجاج یقال لوّیت یدہ و لوّیتہ الشیٔ و الخوف و لوّی فلان علی اذا غیر خلافہ الاستوار الی ضدہ و لوی لسانہ عن کذا اذا غیرہ اھ کبیر ۱۲ **النحو قولہ** بالکتب قال (ای علی البیضاوی) علی حذف المضاف ای بقرائۃ و الباء للاستعانۃ او الظرفیۃ قلت و یرجحہ فالکتاب علم لمعنًا لا للحرف ۔ و قال (فتح) المضاف المحذوف ہو الشبہ لواو عطفہ و الباء صلۃ ۱۲

فائدۃ ۔ اثبت صاحب روح المعانی التحریف اللفظی فی الکتب المتقدمۃ تحت ہذہ الآیۃ (ای ان منہم لفریقا الخ) فلیحقق ۱۲ **ترجمہ قولہ** ملائی ہوئی چیز کو اشارۃ الی کون الضمیر للحرف المدلول علیہ بالفعل یلوون ۱۲ **ع قولہ** جزو سمجھو اسارۃ الی کون من للتبعیض ۱۲

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ

کسی بشر سے یہ بات نہیں ہو سکتی کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب اور فہم اور نبوۃ عطا فرماویں پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ

كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ

میرے بندے بن جاؤ حق تعالیٰ کو چھوڑ کر ولیکن کہے گا کہ تم لوگ اللہ والے بن جاؤ بوجہ اس کے کہ تم

الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ

کتاب سکھاتے ہو۔ اور بوجہ اس کے کہ تم پڑھتے ہو اور نہ یہ بات بتلاوے گا کہ تم فرشتوں کو

وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ۭ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ ع ۸ ۹ ۱۶

اور نبیوں کو رب قرار دے لو۔ کیا وہ تم کو کفر کی بات بتلاوے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔

نفی احتمال معبودیت خویش از انبیاء علیہم السلام مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ (الی قولہ) اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ کسی بشر سے یہ بات نہیں ہو سکتی کہ اللہ تعالیٰ (تو) اس کو کتاب اور (دین کا) فہم اور نبوت عطا فرماویں (جن میں ہر ایک کا مقتضا ہے کفر و شرک سے ممانعت اور) پھر وہ لوگوں سے (یوں) کہنے لگے کہ میرے بندے (یعنی عبادت کرنے والے) بن جاؤ خدا تعالیٰ (کی توحید کو چھوڑ کر (یعنی نبوت اور امر بالشرک جمع نہیں ہو سکتے) ولیکن (وہ نبی یہ تو) کہے گا کہ تم لوگ اللہ والے بن جاؤ (یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو) بوجہ اس کے کہ تم کتاب (الٰہی اوروں کو بھی) سکھاتے ہو اور بوجہ اس کے کہ (خود بھی اس کو) پڑھتے ہو (اور اس کتاب میں تعلیم ہے توحید کی) اور نہ (وہ بشر موصوف بالنبوۃ) یہ بات بتلاوے گا کہ فرشتوں کو اور (یا دوسرے) نبیوں کو رب قرار دے لو (بھلا) کیا وہ تم کو کفر کی بات بتلاوے گا بعد اس کے کہ تم (اس

اللغات الربانی فی روح المعانی ھو لفظ عربی لا سریانی علی الاصح منسوب الی الرب کالبی والاخ والنون یزادان فی النسب للمبالغۃ کثیرا کالیمانی علیہ الجمہور (روح) قیل وھو الاظہر لان الربانی منسوب الی الرب بمعنی التربیۃ وھی تعلیم الناس وتربیتھم بصغار العلم قبل کبارہ (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی المالک لان العالم یملک امر المتعلم ونھیہ (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی المصلح لان العالم یصلح امور المتعلم (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الناشئ لان العالم ینشأ المتعلم (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی العلم لان العالم یطلب الغایۃ فی العلم (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی العبادۃ لان العالم یطلب الغایۃ فی العبادۃ (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الحلم لان العالم یطلب الغایۃ فی الحلم (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الجود لان العالم یطلب الغایۃ فی الجود (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الزھد لان العالم یطلب الغایۃ فی الزھد (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الورع لان العالم یطلب الغایۃ فی الورع (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التقوی لان العالم یطلب الغایۃ فی التقوی (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الخشیۃ لان العالم یطلب الغایۃ فی الخشیۃ (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الخوف لان العالم یطلب الغایۃ فی الخوف (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الرجاء لان العالم یطلب الغایۃ فی الرجاء (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی المحبۃ لان العالم یطلب الغایۃ فی المحبۃ (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الشوق لان العالم یطلب الغایۃ فی الشوق (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الانس لان العالم یطلب الغایۃ فی الانس (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الھیبۃ لان العالم یطلب الغایۃ فی الھیبۃ (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الاجلال لان العالم یطلب الغایۃ فی الاجلال (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التعظیم لان العالم یطلب الغایۃ فی التعظیم (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الکبریاء لان العالم یطلب الغایۃ فی الکبریاء (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی العظمۃ لان العالم یطلب الغایۃ فی العظمۃ (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الجلال لان العالم یطلب الغایۃ فی الجلال (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الکمال لان العالم یطلب الغایۃ فی الکمال (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الجمال لان العالم یطلب الغایۃ فی الجمال (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی البھاء لان العالم یطلب الغایۃ فی البھاء (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی النور لان العالم یطلب الغایۃ فی النور (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الضیاء لان العالم یطلب الغایۃ فی الضیاء (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الصفاء لان العالم یطلب الغایۃ فی الصفاء (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الطھارۃ لان العالم یطلب الغایۃ فی الطھارۃ (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی القداسۃ لان العالم یطلب الغایۃ فی القداسۃ (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الرحمۃ لان العالم یطلب الغایۃ فی الرحمۃ (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الرأفۃ لان العالم یطلب الغایۃ فی الرأفۃ (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الشفقۃ لان العالم یطلب الغایۃ فی الشفقۃ (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الحنان لان العالم یطلب الغایۃ فی الحنان (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الرقۃ لان العالم یطلب الغایۃ فی الرقۃ (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی اللطف لان العالم یطلب الغایۃ فی اللطف (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الکرم لان العالم یطلب الغایۃ فی الکرم (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الجود لان العالم یطلب الغایۃ فی الجود (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی السخاء لان العالم یطلب الغایۃ فی السخاء (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الایثار لان العالم یطلب الغایۃ فی الایثار (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الانفاق لان العالم یطلب الغایۃ فی الانفاق (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الصدقۃ لان العالم یطلب الغایۃ فی الصدقۃ (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الزکوٰۃ لان العالم یطلب الغایۃ فی الزکوٰۃ (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الحج لان العالم یطلب الغایۃ فی الحج (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی العمرۃ لان العالم یطلب الغایۃ فی العمرۃ (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الجھاد لان العالم یطلب الغایۃ فی الجھاد (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الشھادۃ لان العالم یطلب الغایۃ فی الشھادۃ (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الموت لان العالم یطلب الغایۃ فی الموت (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الحیاۃ لان العالم یطلب الغایۃ فی الحیاۃ (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی البقاء لان العالم یطلب الغایۃ فی البقاء (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الخلود لان العالم یطلب الغایۃ فی الخلود (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الدوام لان العالم یطلب الغایۃ فی الدوام (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الاستمرار لان العالم یطلب الغایۃ فی الاستمرار (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الاستقرار لان العالم یطلب الغایۃ فی الاستقرار (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الاستقامۃ لان العالم یطلب الغایۃ فی الاستقامۃ (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی الاعتدال لان العالم یطلب الغایۃ فی الاعتدال (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التوازن لان العالم یطلب الغایۃ فی التوازن (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التناسب لان العالم یطلب الغایۃ فی التناسب (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التوافق لان العالم یطلب الغایۃ فی التوافق (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التآلف لان العالم یطلب الغایۃ فی التآلف (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التحابب لان العالم یطلب الغایۃ فی التحابب (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التواد لان العالم یطلب الغایۃ فی التواد (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التراحم لان العالم یطلب الغایۃ فی التراحم (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التعاطف لان العالم یطلب الغایۃ فی التعاطف (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التواصل لان العالم یطلب الغایۃ فی التواصل (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التعاون لان العالم یطلب الغایۃ فی التعاون (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التناصر لان العالم یطلب الغایۃ فی التناصر (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التساند لان العالم یطلب الغایۃ فی التساند (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التعاضد لان العالم یطلب الغایۃ فی التعاضد (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التکاتف لان العالم یطلب الغایۃ فی التکاتف (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التلاحم لان العالم یطلب الغایۃ فی التلاحم (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التشابک لان العالم یطلب الغایۃ فی التشابک (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التداخل لان العالم یطلب الغایۃ فی التداخل (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التمازج لان العالم یطلب الغایۃ فی التمازج (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التحاد لان العالم یطلب الغایۃ فی التحاد (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التوحد لان العالم یطلب الغایۃ فی التوحد (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التفرد لان العالم یطلب الغایۃ فی التفرد (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التجرد لان العالم یطلب الغایۃ فی التجرد (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التنزہ لان العالم یطلب الغایۃ فی التنزہ (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التقدس لان العالم یطلب الغایۃ فی التقدس (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التطھر لان العالم یطلب الغایۃ فی التطھر (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التزکی لان العالم یطلب الغایۃ فی التزکی (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التصفی لان العالم یطلب الغایۃ فی التصفی (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التنقی لان العالم یطلب الغایۃ فی التنقی (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التخلص لان العالم یطلب الغایۃ فی التخلص (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التحرر لان العالم یطلب الغایۃ فی التحرر (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التحلل لان العالم یطلب الغایۃ فی التحلل (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التفکک لان العالم یطلب الغایۃ فی التفکک (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التفرق لان العالم یطلب الغایۃ فی التفرق (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التشتت لان العالم یطلب الغایۃ فی التشتت (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التبدد لان العالم یطلب الغایۃ فی التبدد (روح) وقیل منسوب الی الرب بمعنی الغایۃ فی التلاشی لان العالم یطلب الغایۃ فی التلاشی

عقیدہ خاص میں خواہ فی الواقع یا بزعم خود) مسلمان ہو ف شاید اس معترض نے براہ عناد اطاعت اور عبادت میں فرق نہ کیا ہو اس لئے اعتراض کر دیا ہو جواب میں تصریح فرما دی کہ نبی سے امر بعبادت غیر اللہ شرعاً منفی ومحال ہے اور عبادت واطاعت کا فرق ظاہر تھا اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ علت موحد ہونے کی تعلیم و درس کتاب کو فرمایا حالانکہ عوام میں یہ مفقود ہے اور امر بالتوحید موجود ہے جواب یہ ہے کہ یہ علت محض مقتضی ہے شرط نہیں سو عوام میں دوسرا مقتضی یعنی علم موجود ہونا کافی ہے اور تخصیص اس کی بوجہ اس کے اتم ہونے کے اور دوسرے بوجہ اقتضائے مقام کے کہ مخاطب ذی علم تھا تیسرے بوجہ اس کے کہ اکثر عوام مقلد خواص کے ہوتے ہیں پس ان کے ایمان کا مقتضی اُن کے لئے بھی عادۃً مقتضی ہو جاتا ہے اور انبیاء و ملائکہ کے ذکر سے تاکید مضمون مقام کی ہو گئی کہ اس میں کسی کی تخصیص نہیں بلکہ عموم علت یعنی منافات نبوّت اور امر بالشرک کی وجہ سے یہ مضمون عام ہے نیز دوسرے مشرک فرقوں پر بھی تعریض ہو گئی کہ سب کا عقیدہ خلاف تعلیم نبوّت ہے اور احقر نے جو یہ تخصیص کی کہ اس عقیدہ خاص الوجہ پر کہ مخاطب بالجواب یہود ہیں نہ کہ مسلمان اور اعتراض کے وقت وہ مدعی توحید کے تھے اس خاص امر کو لغۃً اسلام کہدیا۔ پھر خواہ وہ معترض واقع میں بھی موحد ہو یا نرا زعم ہی زعم ہو کیونکہ بعض یہود شرک کے عقیدے بھی رکھتے تھے واللہ اعلم۔ **ربط** اوپر دو طائفہ سے اہل کتاب کی ان کارروائیوں کا ذکر تھا جو اسلام کے خلاف واضرار میں اُن سے صادر ہوتی تھیں آگے ترقی کر کے یہ بتلاتے ہیں کہ مخالفت ومضارت کی تو کب ان کو اجازت ہو سکتی ہے ان پر تو خود اسلام کا قبول کرنا واجب تھا کیونکہ اس مضمون کا عہد سب انبیاء علیہم السلام تک سے لیا گیا ہے ان کی امم پر تو بدرجہ اولیٰ واجب ہو گا اور اسی سلسلہ میں ترکِ اسلام پر زجر آیت افغیر دین اللہ ہیں اور اسلام کی حقیقت کا خلاصہ قل امنا باللہ میں اور غیر اسلام کا مقبول نہ ہونا آیۃ ومن یبتغ میں اور مذمت وعقوبت معرضین عن الاسلام کی باستثناء تائبین کے آیت کیف یھدی اللہ میں ناصرین تک مذکور فرمائے ہیں اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام کی حقیقت اطاعت ہے احکام الٰہیہ کی ہر زمانہ میں جیسا کہ آیۃ ام کنتم شھداء واقعہ آخر پارۂ الم کی تفسیر میں اس معنی کے اعتبار سے تمام حضرات انبیاء علیہم السلام کا ملّت اسلام پر ہونا ثابت کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ اطاعت اب منحصر ہو گئی ہے اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیونکہ آپ کا نبی ناسخ الشرائع ہونا دلائل صحیحہ سے ثابت ہے پس آپ کا انکار ضرور منافی اطاعت الٰہیہ کے ہے اس لئے اب لفظ اسلام کا اطلاق صرف دین محمدی پر ہوتا ہے اس تقریر سے تمام اشکالات وشبہات جو اس مقام پر بظاہر نظر میں واقع ہو سکتے تھے دفع ہو گئے

۳ کی تفسیر میں روایت کیا ہے اور روایت کی تحسین بھی کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عدی ابن حاتم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم تو ان کی عبادت نہ کرتے تھے آپ نے فرمایا کیا یہ بات نہ تھی کہ وہ لوگ بہت سی اشیاء کو تمہارے لئے حلال کر دیتے تھے اور بہت سی اشیاء کو حرام کر دیتے تھے (یعنی بلا دلیل شرعی) پھر تم ان کے قول کو قبول کر لیتے تھے عرض کیا ہاں یہ تو تھا فرمایا بس اس کا یہی مطلب ہے۔ ۱۲

مسائل السلوک
(متعلقہ صفحہ گذشتہ)

المتن قولہ تعالیٰ

ولا یامرکم ان تتخذوا الملٰئکۃ والنبیین ارباباً قال العبد الضعیف رد علی الغلاۃ فی الاتقیاء او التعظیم لشیوخھم الاحیاء منھم والاموات وکانوا مظاھر الکملۃ فقد اخرج الترمذی فی تفسیر ھذہ الآیۃ قال یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الی قولہ لا یتخذ بعضنا ارباباً من دون اللہ

ترجمہ قولہ تعالیٰ

ولا یامرکم ان تتخذوا الملٰئکۃ والنبیین ارباباً۔ اس میں ان لوگوں پر رد ہے جو شیوخ کے اتقیاء یا تعظیم میں خواہ وہ احیاء ہوں یا اموات ہیں غلو کرتے ہیں گو یہ حضرات حق کے مظاہر کامل ہی ہوں چنانچہ ترمذی نے قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الی قولہ لا یتخذ بعضنا ارباباً من دون اللہ

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ

اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے عہد لیا انبیاء سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور علم دوں پھر تمہارے پاس کوئی

رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ

پیغمبر آوے جو مصداق ہو اس کا جو تمہارے پاس ہو تو تم ضرور اس رسول پر اعتقاد بھی لانا اور اس کی طرفداری بھی کرنا فرمایا کیا تم نے اقرار کیا

وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ

اور اس پر میرا عہد قبول کیا وہ بولے ہم نے اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا تو گواہ رہنا۔ اور میں اس پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں

ذکر اخذ میثاق از انبیاء علیہم السلام بتصدیق دیگر رسل

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ (الی قولہ) قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جبکہ اللہ تعالیٰ نے عہد لیا (حضرات) انبیاءؑ (علیہم السلام) سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور علم (شریعت) دوں (اور) پھر تمہارے پاس کوئی (اور) پیغمبر آوے جو مصداق (اور موافق) ہو اس (علامت) کا جو تمہارے پاس (کی کتاب اور شریعت میں) ہے (یعنی دلائل معتبرہ عند الشرع سے اس کی رسالت ثابت ہو) تو تم ضرور اس رسول (کی رسالت) پر (دل سے) اعتقاد بھی لانا اور (ہاتھ پاؤں سے) اس کی طرفداری بھی کرنا (پھر یہ عہد بیان کرکے ارشاد فرمایا کہ) آیا تم نے اقرار کیا اور اس (مضمون) پر میرا عہد (اور حکم) قبول کیا وہ بولے ہم نے اقرار کیا ارشاد فرمایا تو اپنے اس اقرار کے) گواہ (کے طور پر) رہنا (کہ گواہی سے پھرنے کو بُرا سمجھنا سے بخلاف مقر کے کہ بوجہ صاحب غرض ہونے کے اس کا پھر جانا چنداں مستبعد نہیں ہوتا اسی طرح تم اس اقرار سے مت پھرنا) اور میں (بھی) اس (مضمون) پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے (یعنی واقعہ کی اطلاع اور علم رکھنے والا) ہوں۔ ف انبیاء علیہم السلام سے تو اس عہد کا لیا جانا قرآن مجید میں مصرح ہے باقی اُن کی امم سے یا تو اسی وقت لیا گیا ہوگا یا انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے لیا گیا ہو اور چونکہ اسکا واجب عام ہونا بہت ظاہر ہے اس لئے ذکر نہ کرنا مضر نہیں اور محل اس عہد کا یا تو اوّل عالم الارواح

اللغات الاصر العهد الذنب والثقل كذا فی القاموس ۱۲

النحو مع اختلاف القراءة فی الجلالین لما اجتمع حرف القسم واللام للابتداء توکید معنی القسم الذی فی اخذ المیثاق وکسر ما حقه متعلقا باخذ وما موصولة علی الوجهین اٰتیتکموه ایاه وفی قراءة اٰتیناکموه من کتاب وحکمة جواب القسم فی الکلمتین علی ایاه یشیر الی ان العائد الی الموصول محذوف وفیه علی قول الجلالین مصدق لما معکم من الکتاب والحکمة یشیر الی ان ههنا قائما مقام مقام المضمر فی روح المعانی عن الرضی الالف واللام والتعریف العهد المعطوف لما کانت مشتقة علی ما هو المبنی المبتداء الموصول ولذا لم یستثن عن ضمیره وفیها مع لزوم فی الصلتین الاتحاد الجملتین فی المشرب وکان ضمیره راجعا الی الرسول مع ملاحظة معنی الوصفیة کما قالوا فی ضمیر العائد علی الاستثنی المجرد ذکر عن ضمیره فی خبر الا رتباط الکلام بعضه ببعض اه وهو کما تری فی الجملة التی هی خبر حالیة عن العائد ۱۲

الروایات اور فی روح المعانی برواية ابن جریر عن علی قال لم یبعث الله تعالیٰ نبیا آدم فمن بعده الا اخذ علیه العهد فی محمد صلی الله علیه وسلم وهو حی یرزق ان یؤمن به وینصره ویامره ان یاخذ العهد علی قومه کذا فی الاتقان وفیه اشارة الی ان ترک استنکاف الشیخ عمن کان فوقهم علما وعملا بل ومن کان مساویا وهم ایاه کان للمضمر ان قولهم فی تفسیر رسول فاکثر هم ارادوا برسول الله صلی الله علیه وسلم وبعضهم بای رسول جاء فی زمن رسول آخر وجب علیه تصدیقه ونصره انتهی

الاقول ۱۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ (الی قولہ) لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ شیخ پر لازم ہے کہ جو علم و عمل میں اُن سے فوق ہو بلکہ جو ان کا مساوی بھی ہو اُن سے استنکاف و عار نہ کرے۔ وجہ اشارہ یہ ہے کہ لفظ رسول کی تفسیر میں مفسرین کے دو قول ہیں اکثر مفسرین نے تو کہا ہے کہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ کسی رسول کے زمانہ میں اور سوا کوئی رسول بھی آجاوے (تو سماوی سے عار نہ کرنا۔ ہوا) ۱۲

صلاحیتی لاثبات نبوة فیحتاج الی انضمام مقدمات غیر مذکورة سواء کان المراد برسول مطلق الرسول کما هو المراد برسول الله صلی الله علیه وسلم کما اختاره غیری او لانه قائل بالاشتمال اشتمال البعض الذکری تمییز لا تقتضا المقام ۱۲ منه قوله

یعنی دلائل معتبرہ عند الشرع وحمل فیه المعلل الذی یجب بناء المنقل علیه فی باب اثبات النبوة واظهاره عند الشرع ثابت عندنا فلا حاجة الی التکلیف بالجواب عما قاله المعترض ۱۲ منه

قوله ظرف دارمی لم یکرر ترجمة اللام لما کتفاء علی المعطوف الیه ۱۲ قوله عهد وحکم بعض تفسیری ۱۲ قوله گواہ کے طور پر لیکن سوا لقوله تعالیٰ فی الهداد ت واشهدهم علی انفسهم ۱۲ قوله اول عالم الارواح ۱۲ زاده کثره اول عادة التذکیر ثانیا فی الدنیا فیه اولی لان عهد عدم کونه فی عالم الارواح ومیثاق زیده لفظا عرفی ۱۲

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَ

سو جو شخص روگردانی کرے گا بعد اس کے۔ تو ایسے ہی لوگ ہے حکمی کرنے والے ہیں کیا پھر دین خداوندی کے سوا اور کسی طریقہ کو چاہتے

لَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ○

حالانکہ حق تعالیٰ کے سامنے سب سر افگندہ ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں خوشی سے اور بے اختیاری سے۔ اور سب خدا ہی کی طرف لوٹائے جاویں گے

ہو یا صرف دنیا میں وحی سے لیا گیا ہو حاصل اس عہد کا ظاہر ہے کہ ہر رسول ثابت الرسالۃ بالدلیل کی تصدیق و نصرت کی فرضیت ہے آخر میں اس کے مصداق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پس اہل کتاب کو یہ عہد اس لئے سنایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت دلائل سے ثابت ہے تو لامحالہ اس عہد کے مضمون میں داخل ہیں پھر تم پر یقیناً آپ کی تصدیق اور نصرت فرض ہے اور یہی حاصل ہے اسلام کا۔ اور کتاب اور حکمت جو دو چیزیں ارشاد فرمائیں شاید یہ وجہ ہو کہ بعض انبیاء صاحب کتاب اصالۃً نہیں ہوئے۔ البتہ صاحب علم سب تھے اور اگر اصالۃ کی قید نہ لگاویں تو یہ مفہوم بھی عام ہوگا اور یہ وسوسہ کہ عالم ارواح کا عہد تو یاد نہیں بدیں طور مدفوع ہے کہ عہد کرنے کو اگر کوئی معتبر شخص بیان کر دے وہ مثل اپنی یاد کے واجب الایفاء ہوتا ہے اور یہاں دلائل قطعیہ نے بیان کر دیا ہے **ربط** اوپر عہد کا بیان تھا اب نقض عہد پر وعید ہے **وعید مخالفت عہد مذکور** فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ سو جو شخص (امم میں سے) روگردانی کریگا (اس عہد سے) بعد اس کے (کہ انبیاء تک سے عہد لیا گیا اور امم تو کس شمار میں ہیں) تو ایسے لوگ (پورے) بے حکمی کرنے والے (یعنی کافر) ہیں **شان** چونکہ روگردانی کرنے والے امم ہی کے لوگ تھے اور صیغۂ خطاب وغیرہ بھی نہیں اس لئے آیت کو عام لینے کی ضرورت نہیں **ربط** اوپر عہد اسلام کا وفا کا وجوب اور اس کے نقض کی حرمت مذکور تھی آگے اس نقض پر زجر ہے۔ **زجر بر ترک اسلام** اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ (الی قولہ) وَاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ○ کیا (دین اسلام سے جس کا عہد لیا گیا ہے روگردانی کرکے) پھر (اس) دین خداوندی کے سوا اور کسی طریقہ کو چاہتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ ان کے (حکم کے) سامنے سب سر افگندہ ہیں جتنے آسمانوں میں (ہیں) اور (جتنے) زمین میں ہیں (بعضے) خوشی (اور اختیار سے) اور (بعضے) بے اختیاری سے اور (اول تو اس عظمت ہی کا مقتضا یہ تھا کہ کوئی ان کے عہد کی مخالفت نہ کرے خاص کر جبکہ آئندہ سزا کا بھی ڈر ہو چنانچہ) سب خدا ہی کی طرف (قیامت کے روز) لوٹائے (بھی) جاویں گے (اور اس وقت مخالفین کو سزا ہوگی۔ **ف** حق تعالیٰ کے احکام دو قسم کے ہیں۔ **تکوینی** یعنی جن پر آثار مرتب ہوتا باختیار

---

۱۲ ترجمہ قولہ تعالیٰ وله اسلم من فی السموٰت والارض طوعًا وکرهًا وروح المعانی میں ہے کہ اس آیت کے معنی میں کئی قول ہیں اول یہ کہ اسلام طوعًا سے مراد وہ اسلام ہے جو علم استدلالی ہو خواہ وہ علم میں ہو کر کہ یہی حاصل ہو اور خواہ غیر استدلالی ہو جیسا ہم نے ذکر کیا اور اسلام کرہًا سے مراد ہے جو سیف کا اور ایسے امور کے معائنہ سے حاصل ہو جو اسلام کی طرف مضطر کر دیں آہ اور اسی کے قریب وہ ہے جس کو روح ہی میں بعض صوفیہ سے نقل کیا ہے کہ اسلام طوعًا وہ ہے کہ ارادہ حق تعالیٰ کا بدون معارضہ ظلمت نفسانیت، بدون حیلولہ حجب نائیت کے انقیاد و ہوا اور اسلام کرہًا وہ ہے کہ مع توسط معارضہ و وساوس و حیلولہ حجب تعلق بالوسائط کے انقیاد و ہوا اول مثل اسلام ملائکہ اور بعض مقربین اخیار اہل ارض کے ہوا ثانی مثل اسلام ایسے لوگوں کے جن کو شکوک پہلو بہ پہلو اور ٹ پٹ کرتے رہتے ہیں آہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت میں جو مروی ہے کہ دونوں قسم کے ایمان کا ذکر ہے سو جس شخص پر وساوس کا ہجوم ہو وہ بارگاہ مقصود حقیقی تک نہ پہنچے و مایوس نہ ہو جیسے ایسے لوگوں کو یہ امر بکثرت پیش آجاتا ہے اور دنیا طلبی میں ہمارے بعض مدعیان مشیخت کی یہ حرکت ہو جاتی کہ ان کو مقصود سے ناامید کر دیتی ہیں۔ ۱۲ اللغات فی القاموس بغیلۃ طبیعۃ ۱۲

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ

آپ فرما دیجئے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر۔ اور اس پر جو ہماری پاس بھیجا گیا۔ اور اس پر جو ابراہیم

اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى

واسمٰعیل و اسحاق و یعقوب اور اولاد یعقوب کی طرف بھیجا گیا۔ اور اس پر بھی جو موسیٰ

وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ص لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ

اور عیسیٰ اور دوسرے نبیوں کو دیا گیا ان کے پروردگار کی طرف سے۔ اس کیفیت سے کہ ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے

وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○

اور ہم تو اللہ ہی کے مطیع ہیں۔

عبد نہیں جیسے جلانا مارنا بیمار کرنا ونحو ذلک۔ اور تشریعی یعنی جنکے آثار باختیار عبد ہیں جیسے نماز پڑھنے کو فرمانا کہ اس کا اثر امتثال یعنی نماز پڑھنا ہے اور وہ باختیار عبد ہے پس حاصل مقام یہ ہوا کہ حق تعالیٰ کے احکام تکوینیہ کے تو سب مسخر ہیں اور کرہ سے یہی مراد ہے اور بہتیرے احکام تشریعیہ کے بھی مطیع ہیں اور طوع کا یہی مطلب ہے تو ایک قسم حکم کی تو سب ہی پر جاری ہے اور دوسری قسم کو بھی بہتوں نے قبول کر رکھا ہے جس سے حکم کی عظمت نمایاں ہے اب بعضے جو دوسری قسم میں خلاف کرتے ہیں تو کیا کوئی اور اس عظمت کا ہے جس کی موافقت کے لئے یہ مخالفت کرتے ہیں **ربط** اوپر اسلام کی حقانیت کا بیان تھا آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی حقیقت کا حاصل ظاہر کر دینے کا ارشاد ہے۔ **حاصل حقیقت اسلام** قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا (الی قولہ) لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ (ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (حاصل دین اسلام کے اظہار کے لئے) فرما دیجئے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس (حکم) پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس (حکم) پر جو (حضرت) ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب (علیہم السلام) اور اولاد یعقوب (میں جو نبی گذرے ہیں اُن) کی طرف بھیجا گیا اور اس (حکم و معجزہ) پر بھی جو (حضرت) موسیٰ و عیسیٰ (علیہما السلام) اور دوسرے نبیوں کو دیا گیا ان کے پروردگار کی طرف سے (سو ہم ان سب پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان بھی) اس کیفیت سے کہ ہم ان (حضرات) میں سے کسی ایک میں بھی (دوسرے سے ایمان لانے میں) تفریق نہیں کرتے (کہ کسی پر ایمان رکھیں اور کسی پر نہ رکھیں) اور ہم تو اللہ ہی کے مطیع ہیں (انھوں نے یہ دین ہم کو بتلایا ہم نے اختیار کیا) **ف** بعینہ اسی مضمون کی آیت آخر رکوع پارہ ۱ میں گذر چکی ہے جو بعنوان خلاصہ ملت ابراہیم شروع ہوئی ہے اس کے ضروری متعلقات وہاں لکھ دیئے ہیں ملاحظہ کر لیا جاوے۔ مقصود یہ ہے کہ اسلام کی اس حقیقت ہی سے اس کی خوبی ظاہر ہے پھر اس کو ترک کرنا سخت بددینی و بے انصافی ہے **ربط** آگے دین اللہ یعنی اسلام کے غیر کسی دوسرے

اللغات

آیت قل منا باللہ اذ قدر مثلہ فی البقرۃ لانہ بدا ۱۲

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا تو وہ اس سے مقبول نہ ہو گا اور وہ آخرت میں

الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ

تباہ کاروں میں سے ہو گا اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کیسے ہدایت کریں گے جو کافر ہو گئے بعد اپنے

اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ

ایمان لانے کے اور بعد اپنے اس اقرار کے کہ رسول سچے ہیں اور بعد اس کے کہ ان کو واضح دلائل پہنچ چکے تھے۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ

اور اللہ تعالیٰ ایسے بے ڈھنگے لوگوں کو ہدایت نہیں کرتے ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی بھی لعنت

لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ

ہوتی ہے اور فرشتوں کی بھی اور آدمیوں کی بھی سب کی وہ ہمیشہ ہمیشہ کو اسی میں رہیں گے۔ ان پر سے

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ

عذاب ہلکا بھی نہ ہونے پاوے گا اور نہ ان کو مہلت ہی دی جاوے گی ہاں مگر جو لوگ توبہ کر لیں اس کے بعد

ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور اپنے کو سنوار لیں سو بے شک خدا تعالیٰ بخش دینے والے رحمت کرنے والے ہیں

طریقہ کا عند اللہ مقبول نہ ہونا بتلاتے ہیں عدم قبول غیر اسلام وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ج وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا تو وہ (دین) اس (شخص) سے (خدا تعالیٰ کے نزدیک) مقبول (منظور) نہ ہو گا اور وہ (شخص) آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہو گا (یعنی نجات نہ پاوے گا) **ربط** آگے معرضین عن الاسلام میں سے ان لوگوں کا بیان ہے جو اسلام کو قبول کر کے پھر اس سے پھر گئے پھر ان میں بھی دو طرح کے ہیں بعضے تو اس کفر پر قائم رہے اور بعض پھر تائب ہو کر اسلام لے آئے دونوں کا بیان آتا ہے۔ **بیان مرتدین** كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ (الی قولہ) فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (اول ان مرتدین کا بیان ہے جو کفر پر قائم رہ کر اس کو

النحو۔ اجمعین تاکید للجمیع المعطوفات لا ان اس وحدہ فلا صحۃ الی التکلف لصحۃ قولہ جمیع الناس قولہ وشہدوا الخ البیضاوی عطف علی مافی ایمانہم من معنی الفعل ونظیرہ فاصدق واکن اوڈحال باضمار قد ای قد قلت والاخرت الاول لئلا یخلو معناہ ۱۲

البلاغۃ کیف یہدی اللہ قد ذکرت وجہ البلاغۃ فیہ فی المتن

وہو ما شہدہ ذوقی ثم تائید بما فی روح المعانی من قولہ وقیل ان الآیۃ علی طریق التبعید کما یقال کیف اہدیک الی الطریق وقد ترکتہ ای لا طریق یہدیم بالی الایمان ان من الوجہ الذی ہداہم بہ لا طریق

الکلام۔ ومن یبتغ الخ استدل بعضہم بہا علی اتحاد الاسلام والایمان لانہ لو کان غیر الاسلام لزم کون غیر مقبول وہو کما تری قلت المراد بالغیر ۱۲

ص فی الآیۃ المعارض لا مطلق المغایر معنوناً او وصفاً والالزم ان تکون الصلوٰۃ والزکوٰۃ وغیرہما غیر مقبول وہو کما تری فلم یثبت بہا الاتحاد فافہم فانہ لطیف ۱۲

الروایات فی لباب النقول روی النسائی و ابن حبان والحاکم عن ابن عباس قال کان رجل من الانصار اسلم ثم ارتد ثم ندم فارسل الی قومہ ارسلوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل لی من توبۃ فنزلت کیف یہدی اللہ قوماً کفروا الی قولہ فان اللہ غفور رحیم فارسل الی قومہ فاسلم ونقل عن مسند دی وعبد الرزاق عن مجاہد فی قصۃ الحرث بن سوید ما یقاربہ وفی الکبیر تحت ہذہ الآیۃ عن ابن عباس رض نزلت ہذہ الآیۃ فی عشر رہط کانوا آمنوا ثم ارتدوا ثم عفوا بمکۃ ثم اخذوا یترجعون بہ ریب المنون فانزل اللہ تعالیٰ فیہم ہذہ الآیۃ وکان فیہم من تاب فاستثنی التائب منہم بقولہ الا الذین تابوا الخ قلت وراجع روایۃ الکبیر فی تفسیر ترجمتی ۱۲

ہدایت سمجھتے رہے، چونکہ ان کا اعتقاد یا دعویٰ یہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے ہم کو اب ہدایت فرمائی لہذا ان کی مذمت میں اس کی نفی بھی فرماتے ہیں کہ بھلا) اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کیسے ہدایت کریں گے جو کافر ہو گئے بعد اپنے ایمان لانے کے (دل سے)، اور بعد اپنے اس اقرار کے (زبان سے) کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم دعویٰ رسالت میں) سچے ہیں اور بعد اس کے کہ ان کو واضح دلائل (حقانیت اسلام کے) پہنچ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ ایسے بے ڈھنگے لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتے (یہ مطلب نہیں کہ ایسوں کو کبھی توفیق اسلام کی نہیں دیتے، بلکہ مقصود ان کا اسی دعویٰ مذکورہ بالا کی نفی کرنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم نے جو اسلام چھوڑ کر یہ طریق اختیار کیا ہے ہم کو خدا نے ہدایت دی ہے، خلاصہ نفی کا یہ ہوا کہ جو شخص کفر کا بے ڈھنگا راستہ اختیار کرے وہ ہدایت خداوندی پر نہیں اس لئے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھکو خدا نے ہدایت دی ہے کیونکہ کفر ہدایت کا رستہ نہیں بلکہ ایسے لوگ یقیناً گمراہ ہیں اور) ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی بھی لعنت ہوتی ہے اور فرشتوں کی بھی اور (بہتیرے) آدمیوں کی بھی (غرض) سب کی (اور پھر وہ لعنت بھی ایسے طور پر رہے گی کہ) وہ ہمیشہ ہمیشہ کو اسی (لعنت) میں رہیں گے (اور چونکہ اس لعنت کا اثر جہنم ہے حاصل یہ ہوا کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور) ان پر سے عذاب ہلکا بھی نہ ہونے پاوے گا اور نہ (داخل ہونے کے قبل) ان کو (کسی میعاد تک) مہلت ہی دی جاوے گی (آگے اُن کا بیان ہے جو پھر مسلمان ہو گئے اُن کو اس حکم سے مستثنیٰ فرماتے ہیں یعنی) ہاں مگر جو لوگ توبہ کر لیں اس (کفر) کے بعد (یعنی مسلمان ہو جاویں) اور اپنے (دل[۳] کو (بھی) سنوار لیں (یعنی منافقانہ طور پر صرف زبان سے توبہ کافی نہیں) سو بے شک (ایسوں کے لئے) خدا تعالیٰ بخشش دینے والے رحمت کرنے والے ہیں ف ایسی ہی آیت پارہ سیقول کے تیسرے رکوع میں گذری ہے اس کی ضروریات کی تفسیر وہاں دیکھ لی جاوے اور کیفیت ھدی اور ھدیٰ میں جو نفی ہدایت مزعومہ کی فرمائی اس کی مثال ہمارے محاورات میں ایسی ہے جیسے کسی بدمعاش کو کوئی حاکم اپنے ہاتھ سے سزا دے اور وہ کہے کہ مجھکو حاکم نے اپنے ہاتھ سے خصوصیت عنایت فرمائی ہے اور اس کے جواب میں کہا جاوے کہ ایسے بدمعاش کو ہم خصوصیت کیوں دینے لگے یعنی یہ امر خصوصیت ہی نہیں۔ اور یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ایسا شخص کسی طرح قابل خصوصیت نہیں ہو سکتا اگرچہ شائستہ بن جاوے پس اس سے یہ اشکال جاتا رہا کہ بسا اوقات ارتداد کے بعد بھی ہدایت ہو جاتی ہے۔

ربط اوپر توبہ کرنے والوں کو سزا سے مستثنیٰ فرمایا تھا اور ظاہر ہے کہ حقیقت اس توبہ خاص کی اسلام قبول کرنا ہے چونکہ لفظ توبہ کو سنکر اور اس کی اس حقیقت میں غور نہ کر کے احتمال تھا کہ کوئی مرتد کہنے لگے کہ میں بھی تو توبہ کیا کرتا ہوں یعنی ان امور سے جو اس کی ملت کفریہ میں قبیح ہیں تو میں بھی مستحق نجات

۳ قولہ فی ترجمۃ الظلمین ایسے بے ڈھنگے اشارۃ الی کون اللام للعھد ون کون الظلم بمعنی وضع الشئی فی غیر محلہ دینا او اعلاہ بعد شاسع دیون واسع ۱۲

۳ قولہ فی ترجمۃ اصلحوا دل کو ماخذ الکبیر حیث قال اصلحوا باطنھم ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّن تُقْبَلَ

بے شک جو لوگ کافر ہوئے اپنے ایمان لانے کے بعد پھر بڑھتے رہے کفر میں ان کی توبہ ہرگز

تَوْبَتُهُمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ ○

مقبول نہ ہوگی ۔ اور ایسے لوگ پکے گمراہ ہیں ۔

ہوں گا اس لئے اگلی آیت میں بدون اسلام کے محض توبہ عن الذنوب کا مقبول ہونا بیان فرماتے ہیں **عدم قبول توبہ بدون ایمان** إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ (الی قولہ) وَأُولَٰئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ ○ بے شک جو لوگ کافر ہوئے اپنے ایمان لانے کے بعد پھر بڑھتے رہے کفر میں (یعنی کفر پر دوام[۱] رکھا ایمان نہیں لائے) اُن کی توبہ (جو کہ اَور[۲] گناہوں سے کرتے ہوں) ہرگز مقبول نہ ہوگی (کیونکہ توبہ عن المعاصی ایک طاعت فرعیہ ہے اور طاعاتِ فرعیہ کے مقبول ہونے کی شرط ایمان ہے) اور ایسے لوگ (اس توبہ کے بعد[۳] بھی بدستور) پکے گمراہ ہیں **ف** جو کافر اصلی ہو اس کا بھی شرع میں یہی حکم ہے ۔

ربط اوپر کی آیت میں ازدیاد کفر آیا ہے جس کی تفسیر دوام علی الکفر الی الموت یعنی موت علی الکفر ہے آیت آئندہ میں اس تفسیر کی تصریح ہے اور نیز اوپر کی آیت ظاہراً مرتد کے باب میں تھی حالانکہ حکم مذکور عام ہے اس لئے آیت آئندہ میں عام لفظوں میں اس کو بیان فرماتے ہیں ۔ نیز اوپر کی آیت میں نفی قبول توبہ کی تھی احتمال باقی رہا کہ شاید خالی توبہ قبول نہ ہو کچھ فدیہ بھی معاوضہ منظور ہو جاوے آیتِ آئندہ میں اس کی بھی نفی ہے پس آیت آئندہ بلین جسد بیدا مر کو مفید ہوئی ۔

مسائل السلوک المتن قولہ تعالیٰ

ان الذین کفروا بعد ایمانھم ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتھم فی الروح ای لا توبۃ لھم حتی تقبل لا انھم لو یوفقوا لھا فھو من قبیل الکنایۃ او قال العبد الضعیف و کذلک عادۃ اللہ فی من مال الی طریق اھل اللہ ثم حاد عنھا بطالۃ او انکارا علیھم ولم یوفق فی الاکثر للعود الیہ بل یبقی محنۃ ولا و ر بما یجر الی اشد من ذلک من عداوۃ لھم ثم انخلاعہ عن عظیم جزء من الدین انتھی القول ۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ

ان الذین کفروا بعد ایمانھم ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتھم ۔

روح المعانی میں ہے کہ وہ توبہ نہیں کرتے تاکہ قبول ہو کیونکہ ان کو اس کی توفیق ہی نہیں ہوتی اھ اخفر کہتا ہے کہ یہی عادۃ اللہ ہے اس شخص کے بارہ میں جو اہل اللہ کے طریق کی

النحو ۔ فی روح المعانی کفرا یحمل عن فاعل اھ قلت فالازدیاد لازم لا متعد الی المفعول ۱۲

ملحقات الترجمہ [۱] **قولہ** فی تفسیر ازداد دوام الانکار فی الکبیر ان المرتد یکون فاعلا للزیادۃ بان یقیم ویدیم فیکون الاصرار کالزیادۃ ۱۲

[۲] **قولہ** فی ترجمۃ توبتھم جو کہ اور گناہوں سے الخ ماخذہ روح المعانی حیث قال وقیل ان ہذہ التوبۃ لم تکن عن الکفر وانما ہی عن ذنوب کانوا یفعلونہا معہ فابوا عنہا مع اصرارہم علی الکفر فردت علیہم لذلک ویؤیدہ ما اخرجہ ابن جریر عن ابی العالیۃ قال ہؤلاء الیہود والنصاری کفروا بعد ایمانہم ثم ازدادوا کفرا بذنوب اذنبوہا ثم قبلوا یتوبون من تلک الذنوب فی کفرہم فلم تقبل توبتہم ولو کانوا علی الہدی قبلت ولکنہم علی ضلالۃ اھ قلت فزال توہم التعارض بین المقبول والمفہوم مما قبلہ وبین عدم المقبول ہذا ۱۲

[۳] **قولہ** فی ترجمۃ الضالون توبہ کے بعد بھی پکے الخ ماخذہ کلہ ما فی البیضاوی من قولہ الفا بتون علی الضلال وما فی روح المعانی الحصر باعتبار انہم کاملون فی الضلال فلا ینافی وجوب الضلال فی غیرہم ۱۲

[۴] طرف متوجہ ہوا ہو پھر تعطل یا انکار کی راہ سے اس سے اعراض کرلے تو اکثر پھر اس کی طرف عود کرنے کی اس کو توفیق نہیں ہوتی بلکہ وہ مخذول رہتا ہے پھر بعض اوقات یہ اس سے اشد کی طرف منجر ہو جاتا ہے کہ اہل طریق سے عداوت و نفرت رکھنے لگتا ہے پھر وہ دین کے بڑے جزو سے خارج ہو جاتا ہے نعوذ باللہ منہ ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِمْ

بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور وہ بھی مر گئے حالت کفر ہی میں سو ان میں سے کسی کا زمین بھر

مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

سونا بھی نہ لیا جاوے گا اگرچہ وہ معاوضہ میں اس کا دینا بھی چاہے ان لوگوں کو سزائے دردناک ہوگی

أَلِيمٌ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ۝ ع

اور اُن کے کوئی حامی بھی نہ ہوں گے۔

ع ۱۱ ۹ ۱۷

عدم قبول فدیہ از مطلق کافر الی الموت إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ (الی قولہ) وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ۝ ع بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور وہ بھی مر گئے حالتِ کفر ہی میں سو ان میں سے کسی کا زمین بھر سونا بھی نہ لیا جائے گا اگرچہ وہ معاوضہ میں اس کا دینا بھی چاہے (اور بے دیئے تو کون پوچھتا ہے) اُن لوگوں کو سزائے دردناک ہوگی اور اُن کے کوئی حامی (مددگار) بھی نہ ہوں گے **ف** لفظ اگرچہ مبالغہ کے لئے ہوتا ہے وجہ مبالغہ کی یہ ہے کہ خود دینے کی درخواست کرنے میں ایک گونہ معنی معذرت و ندامت کے بھی ہوتے ہیں جس میں عادۃً احتمال زیادۃ قبول کا ہوتا ہے بخلاف اس حالت کے کہ جرمانہ کے طور پر بدون مجرم کی درخواست کے جبراً اس سے لیا جاوے اس میں تو کوئی دلیل معذرت کی بھی نہیں اور یہ نفع میں ابعد ہے پس حاصل یہ ہوا کہ جب اس کافر کی برأت کے لئے بذل مال کا طریق اقرب بھی نافع و مقبول نہیں تجویز کیا جاوے گا تو اس کا طریق ابعد تو بدرجۂ اولیٰ غیر نافع و غیر مقبول ہوگا خوب سمجھ لو۔ اور یہ جو فرمایا کہ زمین بھر سونا بھی نہ لیا جاوے گا۔ مطلب یہ کہ اگر بالفرض اس کے پاس ہو جیسا دوسری آیت میں ہے وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ الخ اور وہاں نہ ہونا تو معلوم ہی ہے **ربط** اوپر افتدار کا کفار کے لئے نافع نہ ہونا مذکور ہوا تھا آگے بتلاتے ہیں کہ البتہ مؤمنین کو دنیا میں انفاق فی سبیل اللہ نافع فی الآخرۃ ہو سکتا ہے اور اس میں یہ بھی اشارہ ہو گیا کہ اگر کفار اپنے اموال سے آخرت میں منتفع ہونا چاہیں تو مسلمان ہو کر یہاں دنیا میں فی سبیل اللہ خرچ کریں۔

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ لتقریر المبالغۃ فی قولہ ولو افتدیٰ الخ ماخوذ مما نقل فی روح المعانی عن ابن المنیر وابی حیان فی عبارۃ طویلۃ لکن ما ذکرتہ فی وجہ اولویۃ المسکوت عنہ من المذکور کما ہو مقتضیٰ ہذا الترکیب ہو غیر منقول بل ہو من مواہب الی اللہ تعالیٰ ولہ الحمد فقط ۱۲

الحمد للہ والمنۃ کہ تفسیر پارۂ تلک الرسل یہاں ختم ہوئی امید کہ ناظرین تفسیر ہذا اپنی دعوات صالحہ میں کارکنان "شعبہ اشرف العلوم ادارۂ ہادی دیوبند" کو یاد فرمائیں گے۔ نیز کتب دینیہ اور تصانیف علمائے دیوبند اور قرآن مجید و حمائلیں معری و مترجم قاعدے، و پارے عمدہ اور ارزاں ملنے کا پتہ

شعبہ اشرف العلوم ادارہ ہادی دیوبند۔ یوپی یاد رکھیں

وجوه المثانی متعلقہ جلد سوم الجزء تلک الرسل بیان القرآن

قولہ تعالیٰ - بروح القدس - فیہ ماقد ذکر من قبل قولہ تعالیٰ لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ فیہ قراءتان الاولیٰ بالفتح فی بیع وخلۃ وشفاعۃ ولا تنوین لابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ بالرفع والتنوین للباقین قولہ تعالیٰ کیف ننشزھا - فیہ قراءتان الاولیٰ بالراء لنافع وابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ بالزاء للباقین ومعناہ بالراء الاحیاء وبالزای الرفع ای نرفعھا من الارض فنردھا الی اماکنھا من الجسد - قولہ تعالیٰ قال اعلم - فیہ قراءتان الاولیٰ بوصل الھمزۃ قبل العین وسکون المیم علی الامر لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بقطع الھمزۃ ورفع المیم علی التکلم وفاعل قال علی الاول ھو اللہ تعالیٰ وعلی الثانی ھو المار علی القریۃ قولہ تعالیٰ فصرھن - فیہ قراءتان الاولیٰ بکسر الصاد لحمزۃ والثانیۃ بضمھا للباقین من صارہ یصورہ وبصیرہ لغتان بمعنی قطعہ او امالۃ قیل الکسر بمعنی القطع والضم بمعنی الامالۃ قولہ تعالیٰ جزءا - فیہ قراءتان الاولیٰ بضم الزای لشعبۃ والثانی بسکونھا للباقین لغتان قولہ تعالیٰ واللہ یضعف - فیہ قراءتان الاولیٰ بتشدید العین والالف قبلھا لابن کثیر وابن عامر الثانیۃ بتخفیفھا والف قبلھا للباقین من التضعیف والمضاعفۃ قولہ تعالیٰ بربوۃ - فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح الراء لابن عامر وعاصم والثانیۃ بضمھا للباقین لغتان قولہ تعالیٰ فانت اکلھا - فیہ قراءتان الاولیٰ بسکون الکاف لنافع وابن کثیر الثانیۃ بضمھا للباقین واصل اللغۃ ھو الثانی والاولیٰ تخفیف قولہ تعالیٰ فنعما ھی فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح النون لابن عامر وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بکسرھا للباقین والاول علی الاصل کعلم والثانی علی الاتباع قولہ تعالیٰ ونکفر عنکم - فیہ ثلث قراءات الاولیٰ بالیاء ورفع الراء لابن عامر وحفص والثانیۃ بالنون ورفع الراء لابن کثیر وابی عمرو وشعبۃ والثالثۃ بالنون وجزم الراء لنافع وحمزۃ والکسائی والرفع علی کون الجملۃ مبتدأۃ والجزم علی العطف جواب الشرط قولہ تعالیٰ یحسبھم - فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح السین لابن عامر وعاصم وحمزۃ والثانیۃ بکسرھا للباقین قولہ تعالیٰ فاذنوا - فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح الھمزۃ ومدھا وکسر الذال لشعبۃ وحمزۃ من الاینان والثانیۃ بسکون الھمزۃ وفتح الذال للباقین من الاذن قولہ تعالیٰ الی میسرۃ - فیہ قراءتان الاولیٰ بضم السین لنافع والثانیۃ بفتحھا للباقین لغتان قولہ تعالیٰ وان تصدقوا - فیہ قراءتان الاولیٰ بتخفیف الصاد لعاصم والثانیۃ بالتشدید للباقین الاصل تتصدقوا فحذفت احدی التائین علی الاول وادغمت فی الصاد علی الثانی قولہ تعالیٰ یوما ترجعون فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح التاء وکسر الجیم لحمزۃ والثانیۃ بضم التاء وفتح الجیم للباقین قولہ تعالیٰ ان تضل فیہ قراءتان الاولیٰ بکسر الھمزۃ لحمزۃ فان شرطیۃ والثانیۃ بفتحھا للباقین فان مصدریۃ قولہ تعالیٰ فتذکر فیہ ثلث قراءات الاولیٰ بسکون الذال وتخفیف الکاف مع نصب الراء لابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ بفتح الذال وتشدید الکاف مع نصب الراء لنافع وابن عامر وعاصم والکسائی والثالثۃ بالفتح والتشدید مع رفع الراء لحمزۃ والتصب علی العطف والرفع علی الجواب من الشرط وھو علی التخفیف من الذکر وعلی التشدید من

التذکیر قولہ تعالیٰ تجارۃ حاضرۃ۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بنصب التاء فیھما لعاصم والثانیۃ بالرفع فیھما للباقین فکانت علی الاول ناقصۃ وعلی الثانی تامۃ قولہ تعالیٰ فرھن۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بضم الراء والھاء ولا الف بعدھا لابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ بکسر الراء وفتح الھاء والف بعدھا وکلاھما جمع رھن قولہ تعالیٰ فیغفر ویعذب فیہ قراءتان الاولیٰ برفع الراء والیاء لابن عامر وعاصم والثانیۃ بالجزم للباقین والجزم للعطف علی جواب الشرط قولہ تعالیٰ وکتبہ۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بکسر الکاف وفتح التاء والف بعدھا علی التوحید لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بضم الکاف والتاء علی الجمع للباقین وقد تمت بحمد اللہ سورۃ البقرۃ للحادی والعشرین من المحرم سنہ ۱۳۷۶ھ

سورۃ آل عمران قولہ تعالیٰ ستغلبون وتحشرون۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بالیاء فیھما علی الغیبۃ لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالتاء علی الخطاب للباقین والفرق بین القراءتین بان المعنی علی تقدیر تاء الخطاب امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یخبرھم عن نفسہ بمضمون الکلام حتی لو کان الکلام ھکذا لیکن لکم آیۃ جعلہ الیہ وعلی تقدیر یاء الغیبۃ امرہ بان یؤدی ما اخبر اللہ تعالیٰ بہ من الحکم یا نحو سیغلبون بحیث لو کان ھذا لتکن لکم آیۃ جعلنا الی اللہ تعالیٰ قولہ تعالیٰ یرونھم۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بالتاء علی الخطاب لنافع والثانیۃ بالیاء علی الغیبۃ للباقین وتوجیہ الاول ترون ایھا الکفار المؤمنین مثلی المؤمنین خرقا للعادۃ وتوجیہ الثانی یری الفئۃ المؤمنۃ مثلی عدد الرائین او المرئیین او بالعکس یعمم جمیع ذلک باختلاف الاحوال والاوقات کما یعلم بالمراجعۃ الی التفاسیر قولہ تعالیٰ رضوان۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بضم الراء لشعبۃ والثانیۃ بکسرھا للباقین وھما لغتان قولہ تعالیٰ یقتلون الذین۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بضم الیاء للمفعول وفتح القاف والف بعدھا وکسر التاء المثناۃ فوق لحمزۃ من القتال والثانیۃ بفتح الیاء وسکون القاف الالف بعدھا وضم التاء للباقین من القتل۔ قولہ تعالیٰ من لبیت ویخرج المیت فیہ قراءتان الاولیٰ بسکون الیاء لابن کثیر وابی عمرو وابن عامر وشعبۃ والثانیۃ بکسر الیاء مشددۃ للباقین لاول تخفیف للثانی قولہ تعالیٰ بما وضعت۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بسکون العین وضم التاء لابن عامر وشعبۃ والثانیۃ بفتح العین وسکون التاء وھو علی الاول من مقول امراۃ عمران وعلی الثانی من مقول اللہ تعالیٰ کلھا۔ فیہ قرأتان الاولیٰ بتشدید الفاء لعاصم وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بتخفیفھا للباقین وذکریا علی الاول مفعول بہ لکفلھا والفاعل ھو اللہ تعالیٰ وعلی الثانی فاعل لہ قولہ تعالیٰ فی المحراب ان اللہ۔ فیہ قرأتان بکسر الھمزۃ من ان لابن عامر وحمزۃ والثانیۃ بفتحھا للباقین وتوجیہ الاول اضمار القول او اجراء النداء مجری القول وتوجیہ الثانی ظاھر قولہ تعالیٰ یبشرک۔ فی الموضعین بشارۃ مریم فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح الباء وسکون الباء الموحدۃ وضم الشین مخففۃ لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بضم الیاء وفتح الباء المرحلۃ وکسر الشین مشددۃ والاول من الثلاثی المجرد الثانی من التفعیل قولہ تعالیٰ کن فیکون فیہ ما مر فی سورۃ البقرۃ آیۃ بدیع السموات قولہ تعالیٰ ویعلمہ۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بالیاء لنافع وعاصم والثانیۃ بالنون للباقین قولہ تعالیٰ فیکون طیرا۔ فیہ قرأتان الاولیٰ بالف بعد الطاء بعدھا ھمزۃ مکسورۃ والثانیۃ بیاء ساکنۃ بعد الطاء من غیر الف قولہ تعالیٰ فی بیوتکم۔ فیہ ما تقدم فی البقرۃ آیت یسئلونک عن الاھلۃ قولہ تعالیٰ فیوھم فیہ قرأتان الاولیٰ بالیاء لحفص والثانیۃ بالنون للباقین قولہ تعالیٰ لتحسبوہ۔ فیہ قرأتان الاولیٰ بفتح السین لابن عامر وعاصم وحمزۃ والثانیۃ بکسرھا للباقین قولہ تعالیٰ تعلمون الکتب فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح التاء وسکون العین وفتح اللام مخففۃ لنافع وابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ بضمھا تاء وفتح العین وکسر اللام مشددۃ للباقین والاول من الثلاثی المجرد من التفعیل قولہ تعالیٰ لما فیہ قرأتان الاولیٰ بکسر اللام لحمزۃ والثانیۃ بالفتح للباقین اللام علی الاول جارۃ وعلی الثانی موطئۃ للقسم۔ قولہ تعالیٰ اتیتکم۔ فیہ قرأتان الاولیٰ بنون مفتوحۃ بعد الیاء بعدھا الف لنافع علی الجمیعۃ والثانیۃ بتاء مضمومۃ للباقین علی الافراد قولہ تعالیٰ یبغون۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بالیاء علی الغیبۃ لابی عمرو وحفص وبالتاء علی الخطاب للباقین۔

الحمد للہ والمنۃ کہ پارۂ تلک الرسل مع وجوہ المثانی ختم ہوا آگے انشاء اللہ تعالیٰ لن تنالوا کا پارہ آتا ہے۔ فقط

کارکنان شعبہ اشرف العلوم ادارۂ ھادی دیوبند۔ یوپی

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ ۔ فَاِذَا قَرَاْنٰہُ
فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ

مکمل بیان القرآن

سنہ ۱۳۴۷ھ

مطابق اصل بیان القرآن تھانہ بھون

مسائل السلوک
من
کلام ملک الملوک
(فی العربیۃ)

و

رفع الشکوک
ترجمہ
مسائل السلوک
(فی الھندیۃ)

و

وجوہ المثانی
مع
توجیہ الکلمات والمعانی
(فی العربیۃ)

پارہ
از
لن تنالوا

حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر۔ شعبہ اشرف العلوم ادارۂ ھادی دیوبند۔ یو۔پی

تفسیر پاک کی ممبر سازی بدستور ہو رہی ہے

وہ حضرات کس قدر خوش نصیب ہیں جو باقاعدہ "فارم اطلاع ممبری" پُر کر کے اس شعبہ سے وابستہ ہو گئے ہیں۔ اور جو اس مبارک سلسلہ کو پروان چڑھانے میں ہماری معاونت فرما رہے ہیں خدام ادارہ ان کے بھی مشکور ہیں۔ حق تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں۔

کلام پاک کی تلاوت کرنا۔ اس کے معانی سمجھنا، تفصیلات پر غور کر کے اس کے احکام پر خود چلنا، اوروں کو چلانا کتنی مقدس اور کتنی مخلصانہ عبادت ہے۔ یہی وہ خاص الخاص عبادت ہے جو سرور کائنات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت حاصل کرنے کے لئے کافی ہے۔

اگر آپ اب تک اس مقدس سلسلہ میں شامل نہیں ہوئے تو آج ہی اس کار خیر میں ضرور شرکت کیجیے، خود ممبری قبول کیجیے۔ دوستوں کو ممبر بنائیے۔ مسلمانوں کے گھر، گھر پہنچانے میں ہماری معاونت کیجیے۔

تفسیر بیان القرآن کا آخری۔ پہلا، دوسرا، تیسرا پارہ پیش کیا جا چکا ہے، چوتھا پارہ رونق چشم بنا ہوا ہے، گویا اب تک پانچ پارے بھیجے جا چکے ہیں۔ اور چھٹے پارہ کی تیاری ہو رہی ہے۔

لیکن

افسوس اس بات کا ہے کہ آپ نے اب تک کسی جدید ممبر کا اضافہ نہیں فرمایا۔ یہ قرآن پاک کی اشاعت کا معاملہ ہے اسمیں جتنا وقت بھی صرف ہو جائے وہ بہتر ہے، امید ہے کہ اس مبارک حلقہ کو زیادہ وسیع بنانے میں اب زیادہ تاخیر نہ فرمائیں گے اور آج سے ہی امکانی تعاون شروع فرما دیں گے، حق تعالیٰ آپ کی معاونت فرمائیں۔ آمین

فیس ممبری آٹھ آنے ہے جو ایک مرتبہ ادا کرنی ہے اور ہر ماہ ۸ر کے بجائے ۴ر ہدیہ سے علاوہ محصول ڈاک ایک پارہ حاصل کر لیا ہے۔ اپنے ۸ر آنے کے ساتھ اگر آپ چاہیں اپنے دوستوں کی فیس ممبری بھی یک جائی بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں اور اپنا پتہ خوشخط انگریزی اور اردو میں تحریر کریں۔ یہ تفسیر مقدس تھانہ بھون کے اصل نسخہ جو حضرت حکیم الامتؒ نے مع اضافوں کے بعد میں طبع کرایا تھا یہ اس کی حرف بحرف نقل ہے۔ وہ نسخہ آج کل کمیاب ہے اور یکصد روپیہ سے ڈیڑھ سو روپے تک اس کا ہدیہ پہنچ چکا ہے۔

مفصل معلومات کے لئے لکھیے!!

مسعود احمد قاسمی ناظم شعبہ اشرف العلوم ڈیوبند

(یو۔پی)

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۭ

تم خیر کامل کو کبھی نہ حاصل کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝

اور جو کچھ بھی خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو بھی خوب جانتے ہیں

ترغیب انفاق وآداب آں۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ (اے مسلمانو) تم خیر کامل (یعنی اعظم ثواب) کو کبھی نہ حاصل کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی (بہت) پیاری چیز کو (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو گے اور (یوں) جو کچھ بھی خرچ کرو گے (گو غیر محبوب چیز ہو) اللہ تعالیٰ اس کو بھی خوب جانتے ہیں (مطلق ثواب اس پر بھی دیدیں لیکن کمال ثواب حاصل کرنے کا وہی طریقہ ہے) **ف**۔ آیت سے معلوم ہوا کہ ثواب تو ہر خرچ کرنے سے ہوتا ہے جو اللہ کی راہ میں کیا جاوے مگر زیادہ ثواب محبوب چیز کے خرچ کرنے سے ہوتا ہے **ربط** اوپر کی آیتوں میں اہل کتاب سے محاجہ چلا آتا ہے کہیں یہود سے کہیں نصاریٰ سے کہیں دونوں سے۔ ایک محاجہ کا آگے بیان ہوتا ہے جس کا قصہ روح المعانی میں بروایت واحدی کے کلبی سے منقول ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ملت ابراہیمی پر ہونا باعتبار اصول شریعۃ تنہا ہا اور اکثر فروع کے بیان فرمایا تو یہود نے اعتراضاً کہا کہ آپ اونٹ کا گوشت اور دودھ کھاتے ہیں حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر حرام تھا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ نہیں ان پر یہ حلال تھا۔ یہود نے کہا جتنی چیزیں ہم حرام سمجھتے ہیں یہ سب حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہما السلام کے وقت سے حرام چلی آتی ہیں۔ یہاں تک کہ ہم تک وہ تحریم پہنچی اللہ تعالیٰ نے آیت آئندہ تکذیب یہود کے لئے نازل فرمائی۔

اللغات فی القاموس البر الخیر ۱۲

النحو مما تحبون قال البیضاوی یحتمل تبیین ما فیکون المفعول المحذوف شیئا واحدا وتمرۃ لروایات السلف فی ذلک انہم تصدقوا بما یحبونہ الآیۃ احب ما عندہم لا بعضہ منہم منہ ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ اللہ کی راہ میں قید بالقرینۃ المقام ۱۲ ۲ قولہ خرچ کروگے زاد کلمۃ الی لعدم مساعدۃ المحاورۃ ایاہا ۱۲ ۳ قولہ گو غیر محبوب ۱ بحذف ذلک من البیضاوی ای ای شیء محبوب او غیر ۱۲

فائدہ ۱۲۔ قدم وقع التعظیم والتاخیر فی اجزاء الترجمۃ ہہنا تفصیلاً للسہولۃ ۱۲ واعلم ان الکبیر قد فاق ہہنا علی الکل فی تحریر المقام ۱۲

ع طبعاً انسان کو اپنی جان پیاری ہوتی اس پر کہ اپنی ہستی کو محبوب حقیقی کے لئے بدل کرنا موقوف علیہ ہے ہر ہر اقرب ہی کا ۱۲

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالیٰ

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون

قال الصبط لضبط وینفہم البہ مقدمۃ ضروریۃ وہی ان احدا شیئ ان الانسان ہو بحسب نفسہ طبعا فدلت لا علی ما اولت بہ فی روح المعانی فقیہ لن تنالوا البر الذی ہو الاجر من اللہ تعالیٰ حتی تنفقوا مما تحبون ای بعضہ الا ان یضطر الیہ کما فی نفس فانہ اذا انفقت فی سبیل اللہ تعالیٰ نال الاجر الاعظم وہان کل انفاق بعضہا وما تنفقوا من شیئ فان اللہ بہ علیم فینبغی تحری ما یرضیہ وحکی عن بعضہم انہ قال المنفقون علی اقسام منہم من ینفق علی ما یحظہ ہواہ ومنہم من ینفق علی مرآۃ الناس ومنہم من ینفق علی مزاحمۃ دفع البلاء والمنون منہم من ینفق لمحض الکرم وجہ اللہ تعالیٰ وہو من قال ویہتز للمعروف فی طلب العلا لمثلہ کریما حسن سلیم شمائلہ

ترجمہ قولہ تعالیٰ

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون - اور اس کے ساتھ ایک مقرر سیدھا منضم کر لیا جاوے اور وہ یہ کہ سب سے زیادہ محبوب چیز

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَآءِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِۦ

سب کھانے کی چیزیں نزول توراۃ کے قبل باستثناء اس کے جسکو یعقوب نے اپنے نفس پر حرام کر لیا تھا بنی اسرائیل

مِن قَبْلِ أَن تُنَزَّلَ التَّوْرَىٰةُ ۗ قُلْ فَأْتُوا۟ بِالتَّوْرَىٰةِ فَاتْلُوهَآ إِن كُنتُمْ

پر حلال تھیں فرما دیجئے کہ پھر توراۃ لاؤ - پھر اس کو پڑھو اگر تم

صَٰدِقِينَ ۝ فَمَنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ مِنۢ بَعْدِ ذَٰلِكَ

سچے ہو سو جو شخص اس کے بعد اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بات کی تہمت لگائے

فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ الظَّٰلِمُونَ ۝

سو ایسے لوگ بڑے بے انصاف ہیں -

تکذیب یہود در دعوی تحریم لحوم ابل بر ابراہیم علیہ السلام وآل شان كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ (الی قولہ) فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ الظَّٰلِمُونَ ۝ جن کھانے کی چیزوں میں گفتگو ہے یہ سب کھانے کی چیزیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے ہرگز حرام نہیں چلی آرہی ہیں بلکہ یہ چیزیں) نزول توراۃ کے قبل باستثناء اس کے (یعنی گوشت شتر کے) جس کو (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) نے (ایک خاص وجہ سے) اپنے نفس پر حرام کر لیا تھا (اور پھر وہ ان کی اولاد میں بھی حرام چلا آیا باقی سب چیزیں خود) بنی اسرائیل (تک پر بھی) حلال تھیں (تو ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے ان کی تحریم کا دعوی کب صحیح ہو سکتا ہے اور نزول توراۃ کے قبل اس واسطے فرمایا کہ نزول توراۃ کے بعد ان مذکورہ حلال چیزوں میں سے بھی بہت سی چیزیں حرام ہو گئی تھیں جس کی کچھ تفصیل سورۂ انعام کی اس آیت میں ہے وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ الخ اور اگر اب بھی یہود کو تحریم کی قدامت مذکورہ کا دعوی ہے تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے) فرما دیجئے کہ (اچھا تو) پھر توراۃ لاؤ پھر اسکو (لاکر) پڑھو اگر تم (دعوی مذکورہ میں) سچے ہو (تو اس میں کوئی آیت وغیرہ اس مضمون کی نکال دو کیونکہ امور منقولہ میں نص کی ضرورت ہے اور دوسری نصوص یقیناً منفی ہیں صرف توراۃ باقی ہے سو اسی میں دکھلا دو حیناً اس میں نہ دکھلا سکے تو کذب ان کا اس دعوی میں ثابت ہو گیا آگے اس پر مرتب کر کے فرماتے ہیں) سو جو شخص اس (ظہور کذب بالدلیل) کے بعد بھی (اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بات کی تہمت لگائے (جاوے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے گوشت شتر وغیرہ کو حرام فرمایا ہے) تو ایسے لوگ بڑے بے انصاف ہیں ف وہ خاص وجہ یہ ہوئی تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو عرق النساء کا

مسائل السلوک المتن

قولہ تعالیٰ كل الطعام كان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ الخ قال فی الروح قیل فائدۃ الاخبار بذلک تعلیم الیھود ان ما حرمہ الاسلام علیھم من الاطعمۃ الشحمیۃ واللحمانیۃ لیست بدعا عند اللہ تعالیٰ

ترجمہ قولہ تعالیٰ

كل الطعام كان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ روح المعانی میں ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ فائدہ اس حکایت کے بیان فرمانے سے اہل بحث کو اس کی تعلیم دینا ہے کہ جو چیزیں ان کو محبوب ہیں جیسے مرغوب کھانے اور دودھی لذائذ اللہ تعالیٰ کی حقیقی نعمتوں کا طلب میں ان کو ترک کر دیں ۱۲

ملحقات الترجمہ

قولہ فی ترجمۃ كل الطعام لفظ کل صریح بان جمیع ما عدا المستثنی لم یکن حلالا قبلہ وشہادۃ ذلک من الکبیر ۱۲

قولہ فی ترجمۃ حرم اسرائیل ان کی اولاد میں الخ کما فی الکبیر ظاہر یہ آیۃ تدل علی ان اولاد یعقوب حرموا اسرائیل علی نفسہ فقد حرم اللہ علی بنی اسرائیل وقد ذلک فانہ تعالیٰ قال کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل ثم بین کل کل بانواع المطعومات یعنی اسرائیل ثم استثنی عنہ ما حرمہ اسرائیل علی نفسہ فوجب بحکم الاستثناء ان یکون ذلک حراما علی بنی اسرائیل واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

قولہ اور نزول توراۃ کے قبل اس لئے فرمایا الخ کما فی الکبیر اقول وقولہ تعالیٰ من قبل ان تنزل التوراۃ کان حلا لبنی اسرائیل کل انواع المطعومات سوی ما حرمہ اسرائیل علی نفسہ بالنص التوراۃ فلم یبق کذلک بل حرم اللہ تعالیٰ علیہم انواعا کثیرۃ ۱۲ منہ

قولہ بعد ترجمہ میں کوئی آیت وغیرہ الخ کما فی الکبیر فخاطب الرسول علیہ السلام احضار التوراۃ یستخرج منہا المسلمون من علماء اہل الکتاب آیۃ موافقۃ لقول الرسول آنفا فتحاق ما تعریہ وافتضحوا بین ذلک فی التوراۃ فاتوا بہا وردوہا فتلت حاصلہا واحد ۱۲ منہ قولہ من قبل ان تنزل متعلق بقولہ کان حلا وتقریرہ مائی الملحقات الترجمۃ حیث حذف

فائدۃ فی التقیید بالقبلیۃ لعدم ظہور فائدۃ فیہ ۱۲

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

آپ کہدیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہدیا سو تم ملت ابراہیم کا اتباع کرو جس میں ذرا کجی نہیں اور وہ مشرک نہ تھے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

یقیناً وہ مکان جو سب سے پہلے لوگوں کے واسطے مقرر کیا گیا وہ مکان ہے جو کہ مکہ میں ہے جس کی حالت یہ ہے کہ برکت والا ہے اور جہان بھر کے لوگوں کا رہنما ہے۔

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ

اس میں کھلی نشانیاں ہیں منجملان کے ایک مقام ابراہیم ہے اور جو شخص اس میں داخل ہو جاوے وہ امن والا ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کے واسطے لوگوں کے

حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

ذمہ اس مکان کا حج کرنا ہے یعنی اس شخص کے جو کہ طاقت رکھے وہاں تک کی سبیل کی۔ اور جو شخص منکر ہو تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے غنی ہیں۔

کا مرض تھا آپ نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ اس سے شفا دیں تو سب میں زیادہ جو کھانا مجھکو محبوب ہو اس کو چھوڑ دوں ان کو شفا ہو گئی اور سب میں زیادہ محبوب آپ کو اونٹ کا گوشت تھا اس کو ترک فرما دیا اخرجہ الحاکم وغیرہ بسند صحیح عن ابن عباس کذا فی روح المعانی واخرجہ الترمذی فی سورۃ الرعد مرفوعاً پھر یہی تحریم جو نذر سے ہوئی تھی بنی اسرائیل میں بھی بحکم وحی رہی اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کی شریعت میں نذر سے تحریم بھی ہو جاتی ہوگی جس طرح ہماری شریعت میں مباح کا ایجاب ہو جاتا ہے مگر تحریم کی نذر جو درحقیقت یمین ہے ہماری شریعت میں جائز نہیں بلکہ اس میں حنث پھر اس حنث کا کفارہ واجب ہے قال اللہ تعالیٰ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ الآیۃ اسی طرح تفسیر کبیر میں ہے **ربط** اوپر دعوی یہود کا کذب ثابت ہوگیا اور قرآن اس کا مناقض ہے تو اس کا صدق عقلاً ثابت ہوا آیت آئندہ میں اس صدق کی تصریح اور اس پر ایک تفریع مذکور ہے **ترتیب عوۃ** اسلام **بر ظہور صدق قرآن** قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا (الی قولہ) وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہدیا سو (اب) تم کو چاہیئے کہ بعد ثبوت حقیقت قرآن کے ملت ابراہیم (یعنی اسلام) کا اتباع (اختیار) کرو جس میں ذرا کجی نہیں اور وہ (ابراہیم علیہ السلام) مشرک نہ تھے **ف** آخر پارہ الم میں ایسی آیت آچکی ہے وہاں تفسیر لکھدی ہے **ربط** اوپر سے محاجہ چلا آتا ہے منجملان محاجوں کے ایک محاجہ یہ تھا کہ یہود نے بیت المقدس کو خانہ کعبہ سے افضل بتایا تھا مسلمان کعبہ کو افضل کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے مناظرہ میں مسلمانوں کا حق پر ہونا بیان فرمایا اور ہدی لی روحا لمعانی بروایۃ ابن المنذر وغیرہ عن ابن جریج فی بلاغۃ اور کبیر میں یہود کے اس کہنے کی غرض یہ لکھی ہے کہ تحویل قبلہ پر اعتراض کرنا مقصود تھا کہ افضل قبلہ کو چھوڑ کر غیر افضل کو اختیار کیا۔ **افضلیت بیت اللہ بر دیگر معابد** اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ (الی قولہ) فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ یقیناً وہ مکان جو سب (مکانات عبادت) سے پہلے لوگوں (کی عبادت گاہ بننے) کے واسطے (منجانب اللہ) مقرر کیا گیا وہ مکان ہے جو کہ (شہر) مکہ میں ہے (یعنی خانہ کعبہ) جسکی حالت یہ ہے کہ وہ برکت والا ہے (یعنی اس میں دینی نفع یعنی ثواب

اللغات بکۃ فی الجلالین لغۃ فی مکۃ بمعنیٰ بذلک لانہا تبکک اعناق الجبابرۃ ای تدقہا ۱۲

الروایات فی باب النقول اخرج سعید بن منصور عن عکرمۃ قال لما نزلت ومن یبتغ غیر الاسلام دینا الآیۃ قالت الیہود فنحن مسلمون فقال لہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ فرض علی المسلمین حج البیت فقالوا لم یکتب علینا والوا بیتا فانزل اللہ ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین

نکتہ المذکور فی الآیۃ خمس آیات اربع تشریعیۃ وواحدۃ تکوینیۃ فما احسن ایراد التکوینیۃ فی عین وسط التشریعیات کانہ اشارۃ الی کون التشریعیۃ اہم واعظم حیث ابتدا بہا الکلام وختم علیہا

۱۲

ہے) اور (عبادت خاص یعنی نماز کا رُخ بتلانے میں) جہان بھر کے لوگوں کا رہنما ہے (مطلب یہ کہ حج وہاں ہوتا ہے، اور مثلاً نماز کا ثواب بروئے تصریح حدیث وہاں بہت زیادہ ہوتا ہے دینی برکت تو یہ ہوئی اور جو وہاں نہیں ہیں اُن کو اس مکان کے ذریعہ سے نماز کا رُخ معلوم ہوتا ہے یہ رہنمائی ہوئی غرض[1] اس میں کچھ تشریعی کچھ تکوینی) کھلی نشانیاں اُس کی افضلیت کی موجود ہیں (چنانچہ تشریعی نشانیوں میں اس کا مبارک اور ہدیٰ بتفسیر مذکور ہونا تو بیان ہو چکا اور کچھ) مقام ابراہیم کے بعد مذکور ہیں یعنی اس میں داخل ہونے والے کا مستحق[2] امن ہو جانا اور اس کا حج بشرائطہ فرض ہونا جو کہ مطلق مشروعیت حج مذکورہ سابق پر زائد مفہوم ہے۔ یہ چار نشانیاں تو تشریعی اسجگہ مذکور ہیں اب درمیان میں تکوینی کا ذکر فرماتے ہیں کہ منجملہ ان (نشانیوں) کے ایک مقام ابراہیم (نشانی) ہے اور (ایک تشریعی نشان یہ ہے کہ) جو شخص اس (کے حدود متعلقہ) میں داخل ہو جاوے وہ (شرعاً) امن والا ہو جاتا ہے اور ایک تشریعی نشان یہ ہے کہ اللہ کے (خوش کرنے کے) واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا (فرض) ہے (مگر سب کے ذمہ نہیں بلکہ خاص خاص کے یعنی[3] اس شخص کے جو کہ طاقت رکھے وہاں تک (پہنچنے) کی سبیل کی اور جو شخص (احکام خداوندی کا) منکر ہو تو (خدا تعالیٰ کا کیا ضرر کیونکہ) اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے غنی ہیں (کسی کے ماننے پر ان کا کوئی کام اٹکا نہیں پڑا بلکہ خود اس منکر ہی کا ضرر ہے) ف سب عبادت گاہوں سے پہلے اس کے مقرر ہونے سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بیت المقدس سے بھی پہلے بنا ہے چنانچہ حدیث صحیحین میں اس کی تصریح بھی ہے اور للناس اور للعٰلمین کا عموم اس طرح ہے کہ شرائع سابقہ میں بھی بابرکت اور مقصود بالزیارت رہا ہے اور مقام ابراہیم ایک پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی تھی اور اس پتھر میں آپ کے قدموں کا نشان بن گیا اور وہ فی روح المعانی عن سعید بن منصور سوا اس کا نشان عجیب ہونا تو ظاہر ہے لیکن اس نشان کا کعبہ کی طرف منسوب ہونا بدیں وجہ ہے کہ یہ بات عمارت کعبہ کے تعلق سے اس میں پیدا ہوئی اور اب وہ پتھر خانہ کعبہ سے ذرا فاصلہ پر ایک محفوظ مکان میں رکھا ہے اور ان آیات مذکورہ میں اس مقام ابراہیم کا نشان ہونا تو محسوس ہے باقی احکام تشریعیہ کا نشان فضیلت ہونا باوجود ان کے غیر محسوس ہونے کے اس لئے ہے کہ وہ احکام دلائل صحیحہ سے ثابت ہیں پس حاصل استدلال یہ ہوا کہ دیکھو یہ احکام شرعیہ خانہ کعبہ کے متعلق ہیں جن کا متعلق ہونا دلائل سے ثابت ہے اور ایسے احکام بیت المقدس کے متعلق مشروع نہیں کئے گئے پس افضلیت ثابت ہو گئی۔ اور امن کے متعلق تفسیر پارہ آلم کے آخری رکوع سے پہلے رکوع میں گذر چکی ہے اور سبیل کی تفسیر حدیث میں زاد و راحلہ کے ساتھ آئی ہے رواہ الحاکم وغیرہ اور صحت بدن و سلامت بصر اور عقل و اسلام و حریت وغیرہ اور دلائل سے ثابت ہیں اور جاننا چاہیئے کہ ہر چند کہ سوا مقام ابراہیم کے باقی آیات یہاں تشریعی ہیں لیکن ان کا اثر تکوینی بھی قلوب پر ایسا تھا کہ جاہلیت میں بھی اُن کے آثار ظاہر ہوتے تھے مثلاً دور دراز سے حج کو آنا۔ طواف کرنا حرم میں امن قائم رکھنا جیسا کہ تواریخ میں منقول ہے اور قرآن میں بھی بعض امور بعض جگہ مذکور ہیں کقولہ تعالیٰ وقالوا ان نتبع الھدیٰ معک نتخطف الخ وقولہ لایلٰف قریش وقولہ وضرب اللہ مثلاً قریۃ کانت اٰمنۃ مطمئنۃ یاتیھا

تحقیقات الترجمہ

[1] قولہ قبل توکیدہ آیات غرض اشارہ ہذا الی ان قولہ فیہ آیات بینات الخ کا نفس مقام مجاہد و بمغفرت الذنوب لم یسبق مسلغ للاشکال فیہ کالاشکال فی بعض ما ذکروا فی تفسیرہ من کون الطیر مثلاً وتائید تفسیری بمافی روح المعانی تحت قولہ کمثل ای وصفہا او ثابتہا امن من دخلہ فافہم ۱۲

[2] قولہ مستحق امن جانا لانہ آیۃ تشریعیۃ لانکوینیۃ لکن کونہا تکوینیۃ بحمل الامن علی امن الاٰخرۃ ولما کان الاخبار بہ صحیحاً ثابتاً بالدلیل صلح کونہ آیۃ کالآیات التشریعیۃ ۱۲

[3] قولہ فی ترجمۃ من استطاع یعنی الخ کذا فی روح المعانی فی جملۃ الاقوال ۱۲

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا

آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب تم کیوں انکار کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے احکام کا حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کی اطلاع

تَعْمَلُوْنَ ○ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ

رکھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب کیوں بہکاتے ہو اللہ تعالیٰ کی راہ سے اپنے شخص کو

اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

جو ایمان لا چکا اس طور پر کہ کبھی ڈھونڈتے ہو اس راہ کے لئے حالانکہ تم خود بھی اطلاع رکھتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں۔

سے اہل کتاب پر ان کے اقوال کا رد چلا آتا ہے آگے ان کے ایک فعل پر رد و ملامت ہے جسکا خلاصہ قصہ یہ ہوا تھا کہ ایک یہودی تھا شماس بن قیس مسلمانوں سے بہت کینہ رکھتا تھا اس نے ایک مجلس میں انصار کے دو قبیلوں یعنی اوس اور خزرج کو ایک جگہ مجتمع و متفق دیکھا حسد کے سبب سخت ناگوار ہوا اور ان میں تفریق ڈالنے کی فکر میں لگا آخر یہ تجویز کیا کہ ایک شخص سے کہا کہ ان دونوں قبیلوں میں اسلام سے پہلے جو ایک مدت لڑائی ہو چکی ہے اور اس کے متعلق فریقین کے فخریہ اشعار ہیں وہ اشعار ان کی مجلس میں جا کر پڑھ دیجئے چنانچہ اشعار کا پڑھنا تھا کہ فوراً ایک آگ سی بھڑک اٹھی اور آپس میں چخ چخیں ہونے لگی۔ یہاں تک کہ موقع اور وقت لڑائی کا پھر مقرر ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اطلاع ہوئی آپ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا یہ کیا اندھیر ہے میرے ہوتے ہوئے پھر مسلمان ہونے کے اور باہم متفق و متالف ہونے کے بعد یہ واہیات کیا اسی حالت کفر کی طرف عود کرنا چاہتے ہو؟ سب متنبہ ہوئے اور سمجھا کہ یہ شیطانی حرکت تھی اور ایک دوسرے کے گلے لگ کر بہت روئے اور توبہ کی اس واقعہ میں یہ آیتیں نازل ہوئیں ذکرہ فی روح المعانی بروایۃ ابن اسحٰق وجماعۃ عن زید بن اسلم یہ مضمون کئی آیتوں تک چلا گیا ہے جس میں اول ملامت ہے ان اہل کتاب پر جنھوں نے یہ کارروائی کی تھی اور یہ ملامت بڑی بلاغت سے کی گئی کہ اس فعل پر ملامت سے پہلے ان کو کفر پر بھی ملامت کی جس کا حاصل یہ ہوا کہ چاہیئے تو یہ تھا کہ خود بھی مسلمان ہو جاتے نہ یہ کہ دوسروں کے گمراہ کرنے کی فکر میں لگ رہے ہو پھر خطاب و فہمائش ہے مسلمانوں کو۔ **ملامت بر اہل کتاب در کفر و اغوا۔** قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ (الی قولہ) وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپ (ان اہل کتاب سے) فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب تم (بعد ظہور حجت حقانیت اسلام کے) کیوں انکار کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے احکام کا (اس میں اصول و فروع سب آگئے) حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کی اطلاع رکھتے ہیں (تم کو اس سے بھی ڈر نہیں لگتا اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے یہ بھی) آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب کیوں بہکانے کی کوشش کرتے ہو اللہ کی راہ (یعنی اس کے دین حق) ایسے شخص کو جو (اس دین کے حق ہونے پر) ایمان لا چکا اس طور پر کہ کبھی (کی باتیں) ڈھونڈھتے ہو اس راہ کے (اندر پیدا کرنے کے) لئے (جیسا کہ قصہ مذکورہ میں کوشش کی تھی کہ اس کارروائی سے ان کے دین کے اندر بوجہ اتفاقی کے گناہ بھی ہو اور مزید فوت و تزئی بھی ہے فضل پڑ جاوے گا اور ان

اللغات شہید مطلع ۱۲ روح رصدون فی القاموس صده منعه وصرفه اه قلت ولعله الایمان یا فضل ناسب النفی ولعله بالقوة یعنی من ان الایمان ناسب الا ل ۱۲ **النحو** تبغونها عوجا مستانفة جئ بها کالبیان لذلک الصد کذا فی روح المعانی۔ قلت وراجعیة هذا فی الترجمة۔ وفیه عود احد مفعولی تبغون فان بغی یتعدی للمفعول بنفسه الاخر باللام کما صرح به اللغویون وتعدیة اللہ من باب الحذف والایصال ای تبغون لہا اھ ۱۲ **البلاغة** فی روح المعانی فیل لما کان کفرہم ظاہرا ناسب کر الشہادۃ معه فی الآیۃ السابقة لانہا کالدلیل علیه وقیل لما ہو المحذور صدہم عن سبیل اللہ ومما کان بالمکر والخدیعة الخفیة التی تروج علی الغافل ناسب کر الغفلة معه فی ہذہ الآیۃ فلہذا ختم کلا من الآیتین بما ختم۔ قولہ ہا ای الکتب قلت صیغة التعویم وکان الحرص واحدا واثنین کما یظہر من سبب النزول بناء علی معنی المجلس او ان ہذہ التحریش مرضیا عند جمیعہم ۱۲

ملخصات الترجمہ قولہ فی ترجمہ قل ان اہل الکتاب سے اشارۃ الی ما فی تقریرہ سبب النزول ۱۲ منہ قولہ فی ترجمہ من اٰمن دین کے حق ہونے پر کما فی روح المعانی فی جملۃ اقوال او من صدق بتلک السبیل وآمن بذلک الدین بافضل دیا القوۃ ان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ

اے ایمان والو اگر تم کہنا مانو گے کسی فرقہ کا ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی ہے تو وہ لوگ تم کو تمہارے

اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ

ایمان لانے پیچھے کافر بنا دیں گے اور تم کفر کیسے کر سکتے ہو حالانکہ تم کو اللہ تعالیٰ کے احکام پڑھ کر سنائے جاتے ہیں اور

رَسُوْلُهٗ ۭ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو مضبوط پکڑتا ہے۔ تو ضرور راہِ راست کی ہدایت کیا جاتا ہے۔

بکھیڑوں میں پڑ کر دین حق سے اُن کو بعد ہو جاوے گا) حالانکہ تم خود بھی (اس حرکت کے قبیح ہونے کی) اطلاع رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں (وقت معین پر اس کی سزا دیں گے) ف ہر چند کہ سبب نزول خاص ہے لیکن الفاظ کے عام ہونے سے اہل کتاب میں نصاریٰ بھی آگئے اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے باز رکھنے کے مضمون میں ان لوگوں کا بشارات محمدیہ کو چھپانا یا بدلنا بھی داخل ہو گیا چنانچہ حسن اور قتادہ اور سدی نے یہی تفسیر اختیار کی ہے ہکذا فی روح المعانی **ربط** آگے واقعہ مذکورہ کے متعلق مسلمانوں کو فہمائش ہے **تفہیم** **مسلمانان** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا الی قولہ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ اے ایمان والو اگر تم کہنا مانو گے کسی فرقہ کا ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی ہے (یعنی اہل کتاب میں سے) تو وہ لوگ تم کو تمہارے ایمان لانے پیچھے (اعتقاداً یا عملاً) کافر بنا دیں گے اور دبھلا، تم کفر کیسے کر سکتے ہو (یعنی تمہارے لئے کب یہ ہو سکتا ہے حالانکہ (اسباب مانع کفر کے پورے جمع ہیں کیونکہ) تم کو اللہ تعالیٰ کے احکام (قرآن میں) پڑھ کر سنائے جاتے ہیں اور (پھر) تم میں اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہیں (اور دونوں قوی ذرائع ہیں ایمان پر قائم رہنے کے، پس تم کو چاہیئے کہ ان دونوں ذریعوں کی تعلیم و تلقین کے موافق ایمان پر اور ایمان کی باتوں پر قائم رہیں اور یاد رکھو کہ) جو شخص اللہ تعالیٰ کو مضبوط پکڑتا ہے (یعنی ایمان پر پورا قائم رہتا ہے کیونکہ اللہ کو مضبوط پکڑنا یہی ہے کہ اس کی ذات و صفات کی تصدیق کرے اس کے احکام مانے کسی دوسرے مخالف کی موافقت نہ کرے) تو ایسا شخص) ضرور راہِ راست کی ہدایت کیا جاتا ہے (یعنی وہ راہِ راست پر ہوتا ہے اور راہِ راست پر ہونا حاصل یہ ہے ہر صلاح و فلاح کا پس اس میں ایسے شخص کے لئے ہر صلاح و فلاح کی بشارت و وعدہ ہے **ف** استثناء ترجمہ میں تعمیم کفر کے لئے جو اعتقاداً و عملاً کیا گیا اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک معنیٰ تو کفر کے متعارف ہیں اور

البلاغۃ فی روح المعانی خاطبہم اللہ تعالیٰ بنفسہ بعد ما امر رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم بخطاب اہل الکتاب ظہرا بالجلالۃ قدرہم واشعارا بانہم بما لہم من الاعتقاد یخاطبہم اللہ تعالیٰ وتحقیقا ایاہ ای قولہ بعد ایمانکم مع عدم الحاجۃ الیہ وان ارید انما یکون بعد الایمان) وتوسیط بین المخصوصین لہذا اظہار کمال تشاغلہم بالکفر وغایۃ بعدہ من الوقوع کانہ قیل بعد ایمانکم الراسخ وفیہ قدم توبیخ الکفار لانکم الکفار کانہ لعلۃ الداعیۃ البرئیۃ قولہ تعالیٰ وکیف قیل للمراد بالتعجیب ای

الروایات فی باب تقول اخرج الفریابی وابن ابی حاتم عن ابن عباس تعالیٰ

ف یعنی لکن ایسا کفر فی حائر الاحوال لا یبقی فی ہذہ الحالۃ قلت وعلیہ ترجمت وفیہم لیس بخطاب الصحابۃ الا تری الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شدۃ الی استقلال کل من الامرین فی الباب ایذانا بان التلاوۃ کافیۃ فی الغرض من ای حال کان فی الکشف فقد ہدی فقد حصل لہ الہدی لا محالۃ کما تقول اذا جئت فقد فلت کان الہدایۃ حصل فیہ تکبر عزہ صلعم اہ قلت فالجملۃ حینئذ تتبع الحکم

مسائل السلوک المتن۔ قولہ تعالیٰ ومن یعتصم باللہ فقد ہدی الی صراط مستقیم قال الصدر الضعیف فیہ التبری عن غیر اللہ وفی ہو من شعائر اہل الطریق ویتبین من الاعتصام بمانی الروح و حقیقۃ الاعتصام عند بعضہم ہو نجذ القلب عن الاسباب التی ہی الاصنام المعنویۃ والتبری الی اللہ تعالیٰ من الحول والقوۃ وقیل الاعتصام للمحبین ہو الالجاء بصرح السوی و لاہل الحقائق رفع الاعتصام المشاہدۃ ہو اشہی القضیۃ

ع ۱۰ ۱

ترجمہ قولہ تعالیٰ ومن یعتصم باللہ فقد ہدی الی صراط مستقیم

روح المعانی میں ہے کہ اس اعتصام کی حقیقت بعض کے نزدیک یہ ہے کہ اسباب جو کہ اصنام معنویہ ہیں ان سے قلب کا کھنچ جانا اور اپنے حول و قوت سے حق تعالیٰ کی طرف یکسو ہو جانا اور بعض نے کہا ہے کہ عشاق کا اعتصام یہ ہے کہ ماسوی کو ترک کر کے اس کی پناہ لیں اور اہل حقائق کا اعتصام یہ ہے کہ یہ مشاہدہ کر کے کہ ہم قبضہ میں ہیں اعتصام کو بھی مرتفع فنا کر دیا جاوے ۱۲

ف کانت الاوس والخزرج فی الجاہلیۃ بینہم ثرات فیہا ہم جلوس وذکرنا ما بینہم حتی خطبہ وقام بینہم الی بعض بالسلاح فنزلت وکیف الخ الآیتان بعد ۱۱ ای الی قولہ تعالیٰ لعلکم تہتدون ۱۲

تحقیقات الترجمہ ۱ قولہ کا اے غیر معین فشمل شماس بن قیس وغیرہ وفیہ بہا لطہ ای ان کلا احد منہم تشابہ فی الاضلال فضلا عن التعمیم ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو ڈرنے کا حق اور بجز اسلام کے اور کسی حالت میں جان مت دینا

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو سب کر اور باہم متفق بھی رہو اور باہم انتشار نہ کرو اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہو اس کو یاد کرو

اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ

جب کہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلوب میں الفت ڈالدی سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے

کفر اعتقادی ہے اور ایک معنی یہ ہیں کہ اعتقاد تو مؤمن ہو مگر کام کافروں کے سے کرے اس کو بھی مجازاً کفر کہدیتے ہیں کفر عملی سے یہی مراد ہے قرآن و حدیث میں اس کا بھی استعمال بہت آیا ہے پس مطلب آیت کا یہ ہے کہ اہل کتاب کی اطاعت سے کفر کا ڈر ہے اگر اطاعت عقائد میں کی جاوے تو کفر اعتقادی ہوگا اور اگر اطاعت اعمال و معاصی میں کی۔ جامے جیسا ان کے اشتعال سے لڑنے کو تیار ہو گئے تو یہ عمل کافروں کا سا ہوگا اور یہ آیت اگرچہ خاص صحابہ کو خطاب ہو جیسا قصہ سے معلوم ہوتا ہے تب تو فیکہ ۷ سولہ میں کوئی تکلف نہیں اور اگر عام ہو جیسا مضمون کا عموم مقتضی ہے تو آپ کی نبوت کے آثار و شواہد کا قیامت تک موجود رہنا بمنزلہ آپ ہی کے تشریف رکھنے کے ہے کیونکہ زمانہ رونق افروزی ظاہری میں بھی آپ کا ہادی ہونا اسی وصف کے اعتبار سے تھا پس اصل مؤثر وصف ہیں فقط

ربط اور مسلمانوں کو فہائش تھی آگے بھی اس کا تتمہ بیان ہوتا ہے **تتمہ تفہیم مذکور** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (الی قولہ تعالیٰ) فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ (اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ایسا ڈرا کرو جیسا) ڈرنے کا حق (ہے کامل ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کفر و شرک سے بچے ہو کل معاصی سے بھی بچا کرو اور بلا وجہ شرعی لڑنا معصیت ہے تو اس سے بھی بچنا فرض ہے) اور بجز اسلام (کامل) کے (جس کا حاصل وہی ہے جو کامل ڈرنے کا حاصل تھا) اور کسی حالت پر جان مت دینا (یعنی اسی کامل اسلام پر تادم مرگ قائم رہنا) اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو (یعنی اللہ کے دین کو جس میں اصول و فروع سب آگئے) اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو (جس کی اسی دین میں تعلیم بھی ہے) اور باہم نا اتفاقی مت کرو (جس کی اسی دین میں ممانعت بھی ہے) اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام (ہوا) ہے اس کو یاد کرو جبکہ تم (باہم) دشمن تھے (یعنی قبل اسلام کے چنانچہ اوس و خزرج میں ایک مدت طویل سے جنگ چلی آتی تھی اور عام طور پر اکثر عرب کے لوگوں کی یہی حالت تھی) پس اللہ تعالیٰ نے (اب) تمہارے قلوب میں (ایک دوسرے کی) الفت ڈال دی سو تم خدا تعالیٰ کے (اس) انعام (تالیف بین القلوب) سے (اب) آپس میں بھائی بھائی (کی طرح) ہو گئے

البلاغۃ یا ایھا الذین اٰمنوا فی روح المعانی کرر الخطاب بھذا العنوان تشریفا لھم و ایماء الی تکرارہ من اللطف بعد تکرار خطاب الذین اوتوا الکتاب فرجعل اللہ قال البیضاوی استعارۃ الحبل اما لتسبب ان التمسک بہ سبب النجاۃ من الردی کما ان التمسک بالحبل سبب السلامۃ عن التردی او لاستعار الوثوق بہ والاعتماد علیہ لاقتضاء تشبیہ للمجاز اھ فی روح المعانی ص

مسائل السلوک المتعلقۃ بقولہ تعالیٰ

یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ الخ قال الصاحب الکشف الایۃ صریحۃ فی مطلوبیۃ طریق التقوی فان حاصلھا ھو التقوی حق التقوی والمعنی علیہ ولذا فسر فی الروح باب الاشارۃ فخصص الجھود و حفظ الحدود والخمود تحت جریان القضاء بنعت الرضاء

تفہیم قولہ تعالیٰ

یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ الآیۃ طریق قوم کی مطلوبیت میں صریح ہے اس لئے کہ اس طریق کا حاصل یہی تقوی حق تقوی ہے ۱۲

ص شہرت حالت المتمسک بکالۃ تمسک المتدلی من مکان رفیع بحبل وثیق اھ

ملحقات التفسیر

قولہ فی الکشف بھی مجازاً فیکون فی الآیۃ عموم المجاز علی رای جامع بین الحقیقۃ و المجاز اھ

قولہ فی ترجمۃ حبل سلسلہ فیہ کما تری المعنی الحقیقی والمجازی معا لانہ یطلق بدا اللفظ فی محاورا تنا بمعنی العلاقۃ والوصلۃ ولا یخفی

لطف ۱۲

وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ

اور تم لوگ دوزخ کے گڑھے کے کنارہ پر تھے ۔ سو اس سے خدا تعالیٰ نے تمہاری جان بچائی ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنے

لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ○ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى

احکام بیان کرکے بتلاتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ راہ پر رہو ۔ اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں

الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

کریں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کریں ۔ اور برے کاموں سے روکا کریں ۔ اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہونگے ۔

وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذلک یبین اللہ لکم ایتہ لعلکم تہتدون ○ اور

(ایک انعام جو کہ انعام مذکور کی بھی اصل ہے یہ فرمایا کہ) تم لوگ (بالکل) دوزخ کے گڑھے کے کنارہ (ہی پر پہنچ کھڑے)

تھے (یعنی بوجہ کافر ہونے کے دوزخ سے اتنے قریب تھے کہ بس دوزخ میں جانے کے لئے صرف مرنے کی دیر تھی) سو اس دوگونہ

سے خدا تعالیٰ نے تمہاری جان بچائی (یعنی اسلام نصیب کیا جس سے دخول جہنم کی علت زائل ہوگئی سو تم ان انعاموں

کی قدر کرو اور آپس کے جدال و قتال سے جو کہ معصیت ہے ان انعاموں کو ضائع مت کرو کیونکہ اس جدال و

قتال سے انعام مالیت تو بالکل ہی زائل ہو جاوے گا اور انعام اسلام مختل اور ناقص ہو جاوے گا یہ بھی ایک گونہ

ضائع ہونا ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ حکم واضح طور پر بیان فرمایا ہے) اسی طرح اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو

اپنے (اور احکام (بھی) بیان کرکے بتلاتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ راہ (راست) پر (قائم) رہو ۔ ف ڈرنے کے

حق کا یہ مطلب نہیں کہ جیسی حق تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے کیونکہ یہ تو کسی سے ہو نہیں سکتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جتنا تمہارے

قوت حق مقرر اور واجب ہے جس کی تفسیر اثنا ترجمہ میں لکھدی گئی ۔ اس کے مقابل ایک تقویٰ ادنیٰ درجہ کا ہے یعنی کفر

و شرک سے بچ جانا گو معصیت میں مبتلا رہے پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ادنیٰ تقویٰ پر اکتفا مت کرو بلکہ اعلیٰ اور کامل

درجہ کا تقویٰ اختیار کرو جس میں معاصی سے بھی بچنا آگیا ربط دیر کی آیتوں میں مسلمانوں کو ہدایت پر قائم رہنے کا

حکم تھا اگلے حکم ہے کہ دوسروں کو بھی ہدایت کرنے کی کوشش کرو جیسا کہ اس مجموعہ کے قبل کفار کو اول خود

گمراہ ہونے پر ملامت تھی پھر دوسروں کو گمراہ کرنے کی برائی تھی امر بہدایت ناس ولتکن منکم امۃ یدعون

(الی قولہ) واولئک ہم المفلحون ○ اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ (اور لوگوں کو بھی)

خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کریں اور برے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ

(آخرت میں ثواب سے) پورے کامیاب ہوں گے ف تفصیل اس مسئلہ کی ہے کہ جو شخص امر بالمعروف و نہی

عن المنکر پر قادر ہو یعنی قوت اس سے غالب گمان رکھتا ہے کہ اگر میں امر و نہی کروں گا تو مجھکو کوئی ضرر معتد بہ لاحق نہ ہوگا

السلامۃ قولہ (معانی) وجہ المعانی عود الضمیر الی الحفرۃ ای کنتم قریبین من الوقوع فیہا بالموت علی الکفر فانقذکم منہا بالایمان او من الاشفاء علی الوقوع فی الحفرۃ بالموت علی الکفر فانقذکم منہا بالایمان او من

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ

اور تم لوگ ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنھوں نے باہم تفرق کر لی اور باہم اختلاف کر لیا ان کے پاس احکام واضحہ کے آنے کے بعد

وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ

اور ان لوگوں کے لئے سزائے عظیم ہوگی اس روز کہ بعضے چہرے سفید ہو جاویں گے اور بعضے چہرے سیاہ

فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا

ہوں گے۔ ان سے کہا جاوے گا کیا تم لوگ کافر ہوئے تھے اپنے ایمان لانے کے بعد تو سزا چکھو

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ

بسبب اپنے کفر کے اور جن کے چہرے سفید ہو گئے ہوں گے

فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے وہ اسمیں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

البلاغۃ

واما الذین ابیضت قال البیضاوی کان حق الظاہر ان یقدم ذکرہم ولکن قصد ان یکون مطلع الکلام احد مقطعہ حلیۃ المؤمنین وثوابہم اھ

رحمۃ اللہ ای الجنۃ فہو من التعبیر بالحال عن المحل اھ روح المعانی ۱۲

اس کے لئے امور واجبہ میں امر و نہی کرنا واجب ہے اور امور مستحبہ میں مستحب مثلاً نماز پنجگانہ فرض ہو تو ایسے شخص پر واجب ہوگا کہ بے نماز کو نصیحت کرے اور نوافل مستحب ہیں اس کی نصیحت کرنا مستحب ہوگا اور جو شخص بالمعنی المذکور قادر نہ ہو اس پر امر و نہی کرنا امور واجبہ میں بھی واجب نہیں البتہ اگر ہمت کرے تو ثواب ملیگا۔ پھر اس امر و نہی میں قادر کے لئے امور واجبہ میں تفصیل ہے کہ اگر قدرت ہاتھ سے ہو تو ہاتھ سے اس کا انتظام واجب ہے، جیسے حکام محکومین کے اعتبار سے یا ہر شخص خاص اپنے اہل و عیال کے اعتبار سے اور اگر صرف زبان سے قدرت ہو تو زبان سے کہنا واجب ہے اور اور غیر قادر کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ تارک واجبات و مرتکب محرمات سے دل سے نفرت رکھے۔ پھر قادر کے لئے متعلقہ شرائط کے ایک ضروری شرط یہ ہے کہ اس امر کے متعلق شریعت کا پورا حکم اس کو معلوم ہو اور متعلقہ آداب کے ایک ضروری ادب یہ ہے کہ مستحبات میں مطلقاً نرمی کرے اور واجبات میں اولاً نرمی اور نہ ماننے پر سختی کرے۔ اور ایک تفصیل قدرت میں یہ ہے کہ دستی قدرت ہیں تو کبھی اس امر و نہی کا ترک جائز نہیں اور زبانی قدرت میں یوں نفع کے وقت ترک جائز ہے لیکن مودت و مخالطت کا بھی ترک واجب ہے مگر بضرورت شدیدہ۔ پھر قادر کے ذمہ اس کا وجوب علی الکفایہ ہے اگر اتنے آدمی اس کام کو کرتے ہوں کہ بقدر حاجت کام چل رہا ہو تو دوسرے اہل قدرت کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے گا۔ یہ کل چھ مسئلے اس مقام پر ذکر کئے گئے اور علم کی شرط ہونے سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ آج کل جو کثر جاہل یا کالجاہل وعظ کہتے پھرتے ہیں اور بے دھڑک دیانات و احکام بلا تحقیق بیان کرتے ہیں سخت گنہگار ہوتے ہیں اور سامعین کو بھی ان کا وعظ سننا جائز نہیں۔ ربط اوپر بعد امر بالتقوی کے باہم اتفاق فی الدین کا حکم تھا اور تفرق سے نہی تھی آگے اسی مضمون کی تفصیل ہے نہی عن التفرق و وعید بر آں وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا الی قولہ

فیہا خٰلِدُوْنَ ○ اور تم لوگ ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنھوں نے (دین میں) باہم تفریق کر لی اور (نفسانیت سے) باہم اختلاف کر لیا ان کے پاس احکام واضحہ پہنچنے کے بعد اور ان لوگوں کے لئے سزائے عظیم ہوگی اس روز (یعنی قیامت کے روز جبیں) کہ بعضے چہرے سفید (و روشن) ہو جاویں گے اور بعضے چہرے سیاہ (اور تاریک) ہوں گے سو جن کے چہرے سیاہ ہو گئے ہوں گے ان سے کہا جاوے گا کیا تم (ہی) لوگ کافر ہو گئے تھے اپنے ایمان لانے کے بعد تو (اب) سزا چکھو بسبب اپنے کفر کے اور جن کے چہرے سفید ہو گئے ہوں گے وہ اللہ کی رحمت (یعنی جنت) میں (داخل) ہوں گے (اور) وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

ف آیت میں جو تفریق اختلاف کی مذمت ہے مراد اس سے وہ تفریق ہے جو اصول دین میں ہو یا فروع میں بروجہ نفسانیت ہو جیسا اہل اہواء نے اہل سنت کے ساتھ اختلاف کیا چنانچہ آیت میں خود یہ قید کہ احکام واضحہ آئے پیچھے اس کا قرینہ موجود ہے کیونکہ اصول سب واضح ہوتے ہیں اور فروع بھی بعضے ایسے واضح ہوتے ہیں کہ اگر نفسانیت نہ ہو تو اختلاف کی گنجائش نہیں ہوتی پس جو فروع غیر واضح ہیں یا تو بوجہ عدم نص صریح کے یا بوجہ ظاہری تعارض نصوص کے جن میں وجہ تطبیق صریح نہ ہو ایسے فروع میں اختلاف ہو جانا اس آیت میں داخل نہیں اور مذموم نہیں بلکہ امت مرحومہ میں واقع ہے اور یہ حدیث اس کی اجازت کے لئے کافی ہے۔ جس کو شیخین نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جب کوئی حاکم حکم شرعی اپنے اجتہاد سے کرے اور وہ حکم ٹھیک ہو تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور جب حکم اجتہاد سے کرے اور وہ غلط ہو جاوے تو اس کو ایک اجر ملتا ہے اور اس اختلاف کی مشروعیت پر امت کا اجماع ہی کافی ہے اور روح المعانی میں بیہقی سے قاسم بن محمد کا قول اور مدخل سے عمر بن عبدالعزیز کا قول اس مضمون کا نقل کیا ہے کہ صحابہ کا اختلاف لوگوں کے لئے موجب رحمت و رخصت ہو گیا۔ اور الذین تفرقوا واختلفوا کے مصداق میں بوجہ کفر و شر کے مفسرین کے اقوال مختلف منقول ہیں جامع تر یہ ہے کہ کفر سے مراد عام ہے انکار توحید ہو یا انکار رسالت یا اعتقاد بدعت، یہ سب بعد وضوح دلائل کے ہوتا ہے پس معنی یہ ہوئے کہ اے صحابہ! اے سب مسلمانو تم ان اہل تفریق و اہل کفر و اہل عذاب کے مشابہ مت بننا گو مشبہ میں معصیت عملی تھی اور مشبہ بہ میں معصیت اعتقادی مگر تشبیہ کے لئے یہ تفاوت قادح نہیں اور جتنا تفاوت وجہ تشبیہ میں ہے اتنا ہی تفاوت وعید میں بھی ضرور ہے۔ پس مماثلت طرفین من کل الوجوہ لازم نہیں آئی۔

ربط ۔ اوپر مرحوم اور مغضوب دونوں کی جزا و سزا کا بیان تھا آگے اس جزا و سزا کی خبر کا صحیح ہونا جملہ نتلوها علیك بالحق میں اور اس جزا و سزا کا مناسب ہونا جملہ وما اللہ یرید ظلما میں اور ان لوگوں کا مملوک خدا و بندی ہونا جس کا مقتضا وجوب طاعت ہے جملہ ولہ ما فی السمٰوٰت والارض میں اور کسی غیر کا بالکل مختار نہ ہونا جملہ الی اللہ ترجع میں بیان فرماتے ہیں اور وعدہ اور وعید کا باوقت ان ہی امور کے اثبات پر موقوف ہوتا ہے

لمحقات الترجمہ
۱۵ قولہ فی تفسیرہ کے اقوال مختلف الخ کمافی روح المعانی وانظاہر من السیاق والسباق ان ہؤلاء اہل الکتاب کفروا بعد ایمانہم کفروا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد الایمان بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وقیل ہم جمیع الکفار لانہم عاہدوہم علیہم من الاقرار بالتوحید حین اشہدہم علی انفسہم وروی ذلک عن ابن ابی کعب وقال الحسن ہم المنافقون وروی عن علی کرم اللہ وجہہ وابی امامۃ وابن عباس رضی اللہ عنہم وابی سعید الخدری رضی اللہ عنہم انہا لما نسخ وفی البیضاوی وہم المرتدون الخ ۱۲

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَ

یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں جو صحیح صحیح طور پر ہم تم کو پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ مخلوقات پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ اور

ع ۱۱ ۲

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ كُنْتُمْ خَيْرَ

اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور اللہ ہی کی طرف سب مقدمات رجوع کئے جاویں گے تم لوگ کیسی اچھی جماعت

للحقات الترجمہ ۱۵

اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

ہو کہ وہ جماعت لوگوں کیلئے ظاہر کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو۔ اور بُری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو قولہ فی ن سی

جیسا کہ ظاہر ہے صادق وحکیم ومنزہ ہونا حق تعالیٰ در حکم بالا۔ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ (الی قولہ) وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ یہ (جو اوپر مذکور ہوئیں) اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم تم کو پڑھ کر سناتے ہیں (اس سے تو مضمون بالا کا صحیح ہونا معلوم ہوا) اور اللہ تعالیٰ مخلوقات پر ظلم کرنا نہیں چاہتے (اس جو کچھ کسی کے لئے جزا و سزا تجویز کی ہے وہ بالکل مناسب ہے، اس سے تجویز مذکور کا مناسب ہونا معلوم ہوا) اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے (پس جب سب ان کی ملک ہے تو ان سب کے ذمہ اطاعت واجب تھی اس سے ان کا مملوک ہونا اور وجوب اطاعت ثابت ہوا) اور اللہ ہی کی طرف سب مقدمات رجوع کئے جاویں گے (کوئی دوسرا صاحب اختیار نہ ہوگا) ف جاننا چاہیئے کہ ظلم سے مراد یہاں معنی حقیقی نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ تو جو کچھ بھی کریں وہ ظلم ہو نہیں سکتا تو اس کی نفی سے جو مقصود ہے مقام کا یعنی اعمال پر جزائے مذکور کا مرتب ہونا وہ حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ مرتب نہ ہونے کی تقدیر پر بھی بالمعنی المذکور ظلم نہ ہونا صادق آتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ عقلاً و خُلقاً بندوں کے افعال میں جو ظلم کہلاتا ہے وہ بھی وہاں نہ ہوگا اس سے مقصود مقام کا بخوبی حاصل ہو گیا۔ ربط اوپر کی آیات میں مسلمانوں کو ثبات علی الایمان اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حکم فرمایا تھا اگے اسی کو مؤکد کرنے کے لئے یہ بتلاتے ہیں کہ تم لوگوں کی وجہ خیریت میں امور مذکورہ بھی ہیں پس ان میں کمی نہ آنے پاوے۔ بیان خبریت امت محمدیہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ (اے امت محمدیہ) تم لوگ (سب اہل مذاہب سے) اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت (عام) لوگوں کے (نفع ہدایت پہنچانے کے) لئے ظاہر کی گئی ہے (اور نفع پہنچانے کی صورت کی وجہ سب سے اچھی ہونے کی بھی ہے بسبب کہ) تم لوگ (بمقتضائے شریعت زیادہ اہتمام کے ساتھ) نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو اور (خود بھی) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے پر دوام کرتے ہو (اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں ساری دین کی باتوں پر ایمان لانا آگیا کیونکہ وہ سب اللہ کی بتلائی ہوئی ہیں جس نے ان کا انکار کیا اس کا ایمان اللہ پر بھی نہ ہوا)

حقیقی نہیں کیونکہ اگر وہاں قولہ یہ قرینۃ علی ان المراد نفی المعنی الذی یصلح کونہ متعلقا للارادۃ والمعلوم ہکذا فی علم المعقولی صانی تعلق الارادۃ لا یصح ان یکون معلقا فی الآیۃ بخلاف المعنی الثانی فانہ لا یصلح کونہ مرادا للشیۃ فصح کونہ مرادا فی الصیاغۃ فافہم ۱۲

البلاغۃ قولہ کنتم فی روح المعانی ۱۲ تستعمل لزوم الشیء و عدم انفکاکہ نحو وکان اللہ غفورا رحیما۔ قولہ اخرجت صفۃ

لانہ تامر وتنہی استیناف مبین لکونہم خیر امۃ لکان خیرا فالخبریۃ انما ہی باعتبار زعمہم او قلت وشرت انی کونہا بزعمہم فی الترجمۃ ۱۲

وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ

اور اگر ایمان لے آتے اہل کتاب تو ان کے لئے زیادہ اچھا ہوتا ان میں سے بعضے تو مسلمان ہیں اور

اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

زیادہ حصہ ان میں سے کافر ہیں۔

ملحقات الترجمہ

سلہ قولہ فی ف زیادہ اہتمام کی قید لانے اخذ ذلک التقیید عن الکبیر وجاید بانی فی المعانی اخرج ابن المنذر وغیرہ عن ابن عباس فی الآیۃ ان المعنی تامرونہم ان یشہدوا ان لا الٰہ الا اللہ ویقروا بما انزل اللہ وتقاتلونہم علیہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اعلم المعروف وتنہونہم عن المنکر والمنکر ہو الکفر فہو اکمل المنکر اھ ۱۲

سلہ قولہ دفع کفر ودفع فساد الاول فی بعض کالمرتدین وکفار العرب والثانی فی سائرہم والکفر والفساد کلاہما منکر ۱۲

وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (اور اگر (اب بھی) اہل کتاب (بھی جو تم سے مخالفت کر رہے ہیں تمہاری طرح) ایمان لے آتے تو ان کے لئے (ان کی حالت موجودہ سے جس کو بڑے عمدہ اچھی سمجھتے ہیں) زیادہ اچھا ہوتا (کیونکہ پھر یہ بھی اسی مذکورہ اچھی جماعت میں داخل ہو جاتے مگر وہ بر حال ایسا کہ سب مسلمان نہ ہوئے بلکہ ان میں سے بعضے تو مسلمان ہیں (اور اچھی جماعت میں داخل ہیں) اور زیادہ حصہ ان میں سے کافر ہیں (اور اس جماعت سے خارج اور طرفہ یہ کہ جو بے چارے اسلام لائے ہیں ان کے اضرار دینی و دنیوی کی فکر میں ہیں)، ف۱ یہ خطاب تمام امت محمدیہ کو عام ہے جیسا کما لین میں حضرت علیؓ کی روایت مرفوعاً بسند احمد بن حنبلؒ منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت خیر الامم ہے پھر ان میں سے صحابہ اول اور اشرف مخاطبین ہیں پس اوس و خزرج کے قصہ سے مناسبت بھی ظاہر ہو گئی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر جو زیادہ اہتمام کی وجہ سے زیادہ ہے اولاً جہاد کا مشروع ہونا جس سے دفع کفر و دفع فساد مقصود ہے ثانیاً بوجہ عموم دعوت محمدیہ اس کا سب اقوام کے لئے عام ہونا جیسا للناس میں عام کا لفظ نکال دیا گیا ہے بخلاف شرائع سابقہ کے کہ بعض میں جہاد نہ تھا اور بعض میں بوجہ خصوصی بعثت انبیاء سابقین کے سب اقوام کے لئے عام نہ تھا اور ظاہر ہے کہ زیادۃ عمل سے زیادۃ اجر ہے بلکہ صرف وجہ ثانی بھی کافی ہے پس یہ بھی منجملہ اسباب خیریت اس امت کے ہوا اور اس میں منحصر نہ سمجھا جائے اور وجوہ بھی خیریت کے وارد ہوئے ہیں چنانچہ وجہ ربط میں احقر نے اس عبارت میں کہ امور مذکورہ بھی ہیں اس عدم انحصار کی طرف اشارہ بھی کر دیا ہے رہا ثبات علی الایمان کا وجہ خیریت ہونا حالانکہ بظاہر سب شرائع والوں میں مشترک معلوم ہوتا ہے اس کی توجیہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ شریعت دوسرے شرائع سے اکمل ہے اور اکمل بے ایمان تا قیامت اس پر قائم رہنا ظاہر ہے کہ اکمل ہو گا پس اس اعتبار سے اشتراک نہ رہا۔ اور یہ جو فرمایا کہ بعضے مسلمان ہیں ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے۔ **ربط** پہلی آیت میں اہل کتاب کا مسلمانوں کے ساتھ اعتقاداً مخالف ہونا اور اس سے پہلے اُن کا مسلمانوں کو دینی ضرر پہنچانے کی تدبیر کرتا مذکور تھا۔ اگے ان کا مسلمانوں کو دنیوی ضرر پہنچانے کی فکر کرتا اور اس کے ساتھ ان کی ناکامی کی پیشین گوئی سے تسلی کر دینا مذکور ہوتا ہے۔

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ

وہ تم کو ہرگز کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے مگر ذرا خفیف سی اذیت۔ اور اگر وہ تم سے مقابلہ کریں تو تم کو پیٹھ دکھا کر بھاگ جائیں گے پھر کسی کی طرف سے ان کی اعانت نہ کی

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ

جاوے گی ان پر بے قدری جہاں کہیں بھی پائے جاویں گے۔ مگر ہاں ایک تو ایسے ذریعہ کے سبب امن میں ہو جاویں اور ایک ایسے ذریعہ سے

وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا

اور مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے اور جما دی گئی ان پر پستی یہ اس وجہ سے ہوا کہ وہ لوگ

يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا

منکر ہو جاتے تھے احکام الٰہیہ کے اور قتل کر دیتے تھے پیغمبروں کو ناحق۔ اور یہ سو جہ سے ہوا کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور وہ

خبر ناکامی اہل کتاب و اضرار مسلمین لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ وہ (اہل کتاب) تم کو (اے مسلمانو) ہرگز کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے مگر ذرا خفیف سی اذیت (یعنی زبانی برا بھلا کہہ کر دل دکھانا) اور اگر وہ (اس سے زیادہ کی ہمت کریں اور) تم سے (مقابل ہو کر) مقاتلہ کریں تو تم کو پیٹھ دکھا کر بھاگ جائیں گے پھر (اس سے بڑھکر یہ ہوگا) کسی طرف سے ان کی حمایت بھی نہ کی جاوے گی۔ ف بڑھکر اس لئے کہا گیا کہ حالی حمایت کی طرف داری کیا بنا بہ نسبت غالب آجانے کے سہل ہے کیونکہ غالب آنے کے لئے بڑا سامان چاہیئے اور خالی حمایت کے لئے صرف زبان ہلانا یا ذرا دوڑ دھوپ کر لینا پڑتا ہے، پس جب وہ لوگ ایسے مخذول ہیں کہ زبانی بھی کوئی ان کا ساتھ نہیں دیتا تو غالب آنا تو بدرجہ اولیٰ منفی ہوگا۔ یہ ایک پیشین گوئی ہے جو اسی طرح واقع ہوئی چنانچہ اہل کتاب زمانۂ نبوت میں کسی موقع میں بھی صحابہ پر جو کہ بقرینۂ مقام اس مضمون کے خاص مخاطب ہیں غالب نہ آئے خصوص یہود جن کے قبائح خصوصیت سے اس جگہ مذکور ہیں چنانچہ اوپر وہ قصۂ صحابہ میں بنی ڈالوانے کا ان ہی کی کارروائی تھی یہ بہت ذلیل و خوار کئے گئے بعضوں پر جزیہ ہوا بعضے قتل ہوئے بعضے نکالے گئے چنانچہ آیت آئندہ میں یہی مضمون مجملاً مذکور ہے۔ **ربط** ابھی تقریر بلا کے آخر میں مذکور ہوا بیان ذلت یہود۔ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا (الی قولہ) ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ (نقش سکہ کی طرح) جما دی گئی ان پر (خاص) بے قدری (یعنی بے امنی جان کی) جہاں کہیں بھی پائے جاویں گے مگر ہاں (دو ذریعوں سے امن میسر ہو جاتا ہے) ایک تو ایسے ذریعہ کے سبب جو اللہ کی طرف سے اور ایک ایسے ذریعہ سے جو آدمیوں کی طرف سے ہے (اللہ کی طرف کا ذریعہ یہ کہ کوئی کتابی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ایسا مشغول ہو کہ مسلمانوں سے لڑتا بھڑتا نہ ہو وہ جہاد میں قتل نہیں کیا جاتا گو عبادت اس کی آخرت میں نافع نہ ہو اور اللہ کی طرف کے ذریعہ میں یہ بھی آگیا کہ وہ کتابی نابالغ یا عورت ہو بہ حفظ غیر مکتسبہ بھی جو محض منجانب اللہ ہے فی نفسہ موجب امن عن القتل ہے) اور آدمیوں کی طرف کے ذریعہ سے مراد معاہدہ و صلح ہے

ملحقات الترجمہ ف قولہ کوئی ضرر (یہ عموم المستثنیٰ منہ المحذوف ای شیئا ۱۲ ف قولہ خفیف یدل علیہ التنکیر للتقلیل وکونہ ایذاء قولیا منقول من قتادۃ وغیرہ کذا فی روح المعانی وأذی رکب سائہم حتی کتب الی رافع والی بصیر کنانۃ وابن صوریا وغیرہم کعبد اللہ بن سلام

۱۲ اصحابہ بہ الاذاء وتنزلت بہ الآیۃ کما قال مقاتل ۱۲ منہ روح المعانی ف قولہ کسی طرف سے ان لامہ اللہ ولامن الناس یدخل فی العموم ایراد الفعل بصیغۃ المجہول للتہویل والتفخیم ۱۲ ف قولہ فی بحبل اللہ خاص بتقدیر احد اللابدین ای بکلہم وبحبل من الناس لم یعاہدہم ۱۲ منہ وعلم الورود فظاہر ان مراد الاستثناء رفع ذل خاص رفعہ لایستلزم رفع ذل عام ۱۲ منہ ف قولہ فی تفسیر حبل من اللہ کما فی کتاب الاحمد احمد استحقہ ذوی والحالت ۱۲ لعدم مخالفۃ العبرۃ والشرع والمضمون فیہ وجوہ اخری کالذمۃ او الکتابۃ بہ الاذی اما ہم وغیرہ ذکرہ القاضی فہما یستفاد مذاہب وہکذا ان یتناس لما فرغت بہ تفسیر بعضہم بکتابۃ الذی اما ہم فان الاستثناء بالعہدۃ کما امر ہم لما ہم داخل فی الاعتصام بالکتاب والسنۃ علی وفی الکبیر العہد اما سمی بالحبل لان الانسان کان الخوف مانعا لہ من الوصول الی مطلوبہ فصار مدرکا لہذا العہد شبیہا بالحبل الذی من تمسک بہ تخلص من الخوف الضرر ۱۲ ف قولہ تحت تقدیر بل من اللہ فی نفسہ فائدۃ الاشارۃ ان زوال الکونہ سببا للامن للعارض کان یقاتلوا او لبشیہ داء یحرضوا علیہ کما صرح فی الکتب التقنیۃ ۱۲

لَيْسُوْا سَوَآءً ۭ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ وَهُمْ

یہ سب برابر نہیں ان اہل کتاب میں سے ایک جماعت وہ بھی ہے جو قائم ہیں اللہ کی آیتیں اوقات شب میں پڑھتے ہیں اور وہ

يَسْجُدُوْنَ ۝ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ

نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اللہ پر اور قیامت والے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام بتلاتے ہیں اور بری باتوں

عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَ

سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں دوڑتے ہیں اور یہ لوگ شائستہ لوگوں میں ہیں اور

مَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝

یہ لوگ جو نیک کام کریں گے اس سے محروم نہ کئے جاویں گے اور اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کو خوب جانتے ہیں۔

جو مسلمانوں کے ساتھ ہو جاوے چنانچہ ذمی مصالح بھی ہمیشہ ہی کسی قوم کا ان سے لڑنے کا قصد نہ کرنا جیسا بعض زمانوں میں رفع ہوا یا ہوگا جس کا ذکر آیت اذقال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک کی تفسیر میں ہوا ہے یہ امن بھی آدمیوں ہی کی جانب سے ہے باقی اور کسی کو امن نہیں) اور مستحق ہو گئے (یہ لوگ غضب الٰہی کے اور جمادی کی الم پرستی (کان کے طبائع میں بھی اکو العزمی نہ رہی اور جزیۂ اخراج وطن بھی داخل مسکنت ہے) یہ (ذلت وغضب) اسوجہ سے ہوا کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام الٰہیہ کے اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو (اس طرح سے کہ وہ قتل خود ان کے نزدیک بھی ناحق (ہوتا تھا) اور (نیز) یہ (ذلت وغضب) اسوجہ سے ہوا کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرۂ اطاعت سے نکل نکل جاتے تھے ف اسی کے مثل ایک آیت پارۂ الم کے نصف سے ذرا پہلے گذر چکی ہے اس کی تفسیر کی ضروری متعلقات وہاں دیکھ لیں اور اس ذلت ومسکنت کی تفصیل پارۂ الم کے نصف کے بعد رکوع واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل کے ختم پر بیان ہو چکی ہے وہاں دیکھ لیا جاوے اور روح المعانی میں آیت بالا کے ذیل میں ہے کہ اس اخبار بالغیب میں دلیل نبوت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ یہود بنی قینقاع وبنی قریظہ وخیبر مسلمانوں کے محاربہ میں ناکام رہے اور پھر روز بروز ذلیل ہی ہوتے گئے اور ربط اوپر اہل کتاب کے قبائح کے ذکر میں منہم المؤمنون میں اجمالاً ان لوگوں کو مستثنیٰ فرمایا تھا جو اہل کتاب میں سے مسلمان ہو گئے تھے جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے بھائی اور ثعلبہ بن شعبۃ کذا فی روح المعانی) آگے اسی استثنیٰ اجمالی کی تفصیل ہے مدح مؤمنین اہل کتاب لَيْسُوْا سَوَآءً ۭ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ (الی قولہ) وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝ یہ (اہل کتاب) سب برابر نہیں (بلکہ) ان (ہی) اہل کتاب میں سے ایک جماعت وہ بھی ہے جو (دین حق پر) قائم ہیں (اور) اللہ کی آیتیں یعنی قرآن) اوقات شب میں پڑھتے ہیں اور وہ نماز بھی پڑھتے ہیں (اور) اللہ پر اور قیامت والے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں اور (دوسروں کو) نیک کام بتلاتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں دوڑتے ہیں اور یہ لوگ اللہ کے نزدیک) شائستہ لوگوں میں (شمار کئے جاتے ہیں) اور یہ لوگ جو نیک کام کریں گے اس (کے ثواب سے) محروم نہ کئے جاویں گے اور (محروم ہونے کا احتمال کب ہے کیونکہ

اللغات قائمۃ من قام الازم بمعنی استقام ای مستقیمۃ علی طاعۃ اللہ تعالیٰ علی امر ہم سرعۃ ولم تکن کمن ترک آخر دون آنا ما ساعۃ واحدہ ساعۃ ویجوز ان یکون اصلہ ساعۃ فحذف المضاف وقام المضاف الیہ مقامہ کقولہ تعالیٰ واسئل القریۃ ای اہل القریۃ یسجدون یصلون کما فسر بہ فی قولہ تعالیٰ والسجود والرکع السجدون والمبادرۃ والتعجل

بمعنی الرغبۃ والمعاجلۃ للہ تعالیٰ ولم یعبر بالعبودیۃ للتعریض بہما وبان شرفان السید یتقدم فیما یجوز ان یتقدم فیہ وہی محمودۃ وضدہا الاباحۃ والعبودیۃ لا تتقدم فیما یحتمل ان یتحد فیہ وہی مذمومۃ وضدہا الاباحۃ کذا فی

صلی مدح المعانی لی یکفرہ الصلہ الستر والتغطیۃ ومنہ سمی اللیل کفرا والجار تتعدی الی المفعولین کما فی الکبیر البیضاوی

البلاغۃ۔ فی الآیۃ استخدام بذکر احد الفریقین عن الآخر علاقۃ العرب ای ومنہم من لیسوا کذلک قولہ تعالیٰ المخبرات ابتداء علی ہل للایذان بانہم مستقرون فی اصل الخیر متقلبون فی فنونہ وانہم خارجون منتہون الیہا روح المعانی قولہ من الصلحین ردا لقول الیہود ما آمن بہ الا اشرارنا کما فی بیان الروایات ۱۲ روح المعانی۔

اختلاف القراءۃ قرئ فی فزادوا یضلوا ویکفروا بالتحتیۃ وفی فلن یکفروہ بالخطاب ۱۲

الروایات اخرج ابن اسحٰق والطبرانی والبیہقی وغیرہم عن ابن عباس قال لما اسلم عبداللہ بن سلام وثعلبۃ وابن شعبۃ واسید بن سعنۃ وسعید بن عبید ومن اسلم من الیہود منہم فآمنوا وصدقوا ورغبوا فی الاسلام قالت احبار یہود واہل الکفر منہم ما آمن بمحمد وتبعہ الا اشرارنا ولو کانوا من خیارنا ما ترکوا دین آبائہم وذہبوا الی غیرہ فانزل اللہ تعالیٰ لیسوا سواء الخ وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ لما اخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ صلوٰۃ العشاء وانتظار الناس فرح صلی اللہ علیہ وسلم ونزلت ہذہ الآیۃ روح المعانی۔ قلت وظاہر ہو الاول والاحتمال الثانی وتسرائۃ صلی اللہ علیہ وسلم اذ ذاک لا تقتضی التقدم

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ

جو لوگ کافر رہے ہرگز ان کے کام نہ آویں گے ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابلہ

شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○

میں ذرا بھی۔ اور وہ لوگ دوزخ والے ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کو خوب جانتے ہیں، اور یہ لوگ اہل تقویٰ ہیں پس ان کے اعمال و اخلاص کی خوب اطلاع ہے اور وعدہ ہو ہی چکا پس وعدہ اور علم کے بعد نہ خطا کا احتمال نہ تخلف کا احتمال) **ف** یہ ضرور نہیں کہ اس مقام پر جتنے امور مذکور ہیں سب فرض ہی ہوں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ بعض امور ان میں نفل بھی ہیں جیسے شب بیدار رہکر قرآن کی تلاوت کرنا یا تہجد کی نماز پڑھنا خصوصاً یا عموماً بسحر دن سے مراد ہے اور فائدہ اس کا یہ ہوگا کہ جب وہ لوگ نفل تک کے پابند ہیں تو فرائض اعمال و عقائد کو تو کیوں ضائع کریں گے حاصل آیت کا مدح ہے ان لوگوں کی کہ انھوں نے ان صفات کو اختیار کیا ہے جو کہ اس امت کی خیریت کے اسباب سے ہیں اس لئے یؤمنون اور یأمرون کو تخصیص کے ساتھ لائے جس کی وہاں وجہ خیریت میں تصریح تھی ورنہ قائمۃ کے عموم میں یہ سب امور داخل ہو گئے تھے **ربط** اوپر مدح تھی ان کی جو اہل کتاب میں سے مسلمان ہو گئے تھے آگے مذمت ہے ان کی جو اہل کتاب میں سے مسلمان نہیں ہوئے **ذم مصرین علی الکفر** اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْھُمْ الی قولہ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ○ بیشک جو لوگ کافر رہے ہرگز ان کے کام نہ آویں گے ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ تعالیٰ کے (عذاب کے) مقابلہ میں ذرا بھی اور وہ لوگ دوزخ (میں رہنے) والے ہیں (اور) وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے (کبھی نجات نہ ہوگی) **ف** ایسی ہی ایک آیت آل عمران کے دوسرے رکوع کے سرے پر آچکی ہے اور چونکہ الفاظ عام ہیں اس لئے سب کفار کا یہی حکم ہے **ربط** اوپر فرمایا ہے کہ کفار کے اموال و اولاد کام نہ آویں گے چونکہ بعض کفار بزعم خود طاعات میں بھی خرچ کیا کرتے ہیں خواہ وہ طاعت اتفاقی ہو جیسے اطعام مساکین یا اختلافی ہو جیسے اپنے مذہب کی نصرت اور ظاہر نظر میں اس کے بعض مواقع محتمل قبول و نفع کے تھے اس لئے آگے عام الفاظ سے اس احتمال کو قطع فرماتے ہیں کہ ان کا کوئی انفاق عند اللہ معتد بہ نہیں خواہ کسی طرح ہو اور وجہ اس کی ظاہر ہے کیونکہ اگر وہ مصرف واقع ہی میں طاعت نہیں تب تو ظاہر ہے اور اگر واقع میں طاعت ہے تو اس کے لئے ایمان شرط تھا اور وہ مفقود ہے اور اولاد کا نافع نہ ہونا دوبارہ بیان نہیں فرمایا کیونکہ اس میں انفاق فی الطاعۃ کا سا احتمال نہیں تھا وجہ یہ کہ اگر وہ اولاد بھی کفار ہیں تو خود ہی ہالک ہیں اور اگر مؤمن ہیں تو اور زیادہ دشمن ہوں گے اور یہ دونوں امر بہت بدیہی تھے۔ بخلاف انفاق فی الطاعۃ کے کہ اس کا نافع نہ ہونا ذرا خفی ہے جس پر فقدان شرط سے استدلال کیا جاتا ہے۔

ص قولہ شیئا من الاجزاء او من البدل او الابتداء ۱۲ منہ قلت وعلیہ ترجمت الفصل والمفعول المطلق ۱۲

اللغات فی القاموس اغنی عنہ ناب عنہ واجزاہ۔ فی روح المعانی ان لن تجزی عنہم ذلک من عذاب اللہ

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ ۱

وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس دنیاوی زندگانی میں ۔ اس کی حالت اس حالت کے مثل ہے کہ ایک ہوا ہو

اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ

وہ لگ جاوے ایسے لوگوں کی کھیتی کو جنھوں نے اپنا نقصان کر رکھا ہو پس وہ اس کو برباد کر ڈالے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپر ظلم

اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنے آپ کو ضرر پہنچا رہے تھے ۔

بیان ضیاع انفاق کفار مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (الی قولہ تعالیٰ) وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ وہ (کفار) جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس دنیوی زندگانی میں اس کی حالت (برباد وضائع ہونے میں) اس حالت کے مثل ہے کہ ایک ہوا ہو جس میں تیز سردی (یعنی پالا) ہو (اور) وہ لگ جاوے ایسے لوگوں کی کھیتی کو جنھوں نے (بد دینی سے) اپنا نقصان کر رکھا ہو پس وہ (ہوا) اس (کھیتی) کو برباد کر ڈالے (اسی طرح ان لوگوں کا خرچ کرنا آخرت میں سب ضائع ہے) اور (اس ضائع کرنے میں) اللہ تعالیٰ نے ان پر (کوئی) ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی (کفر کے ارتکاب سے جو کہ مانع قبول ہے) اپنے آپ کو ضرر پہنچا رہے تھے (نہ وہ کفر کرتے اور نہ اُن کے سب[1] نفقات ضائع ہو جاتے) **ف** ظاہر اصحتِ تشبیہ کے لئے مشبہ بہ کی جانب میں اس قید کی حاجت نہ تھی ظلموا انفسہم کیونکہ جو شخص ظالم اور بد دین نہ ہو ایسی ہوا سے نقصان تو اس کی کاشت کو بھی پہنچ سکتا ہے اور غرض تشبیہ کی حاصل ہو سکتی ہے سو تکملہ اس تقیید میں یہ ہے کہ یہاں مقصود ہے تشبیہ دینا ضیاع محض میں اور ضیاع محض بد دین آدمی کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ دنیا میں ضائع ہو گیا اور اور آخرت میں کچھ بدلا بھی نہ ملے گا بخلاف مسلمان کے کہ اس کا جو کسی قسم کا دنیا میں نقصان ہوتا ہے اس کو اس کے عوض ثواب اور گناہوں کی معافی عطا ہوتی ہے جیسا حدیثوں میں تصریح ہے

ربط اوپر اہل کتاب کے خصوص یہود کے مختلف قبائح و ذمائم مذکور ہوئے ہیں آگے اہل ایمان کو خطاب کرتے ہیں کہ یہ جب ایسے ہیں تو ان سے دوستی یا دوستانہ برتاؤ مت رکھو۔

اللغات فی القاموس الصِّرّ ككِتف شدة البرد او البرد كالصر فيهما واشتد الصياح ريح صرو صرصر شديد الصوت والبرد قلت فالصر يطلق على البرد نفسه وعلى الريح الباردة وعلى كليهما وقيل الصر الريح الباردة **البلاغۃ** قولہ كَمَثَلِ الخ فی روح المعانی وفیہ امن التشبیہ المركب الذی توجد فیہ الزبدۃ من الخلاصۃ والمجموع ولا یلزم فیہ ان یکون مایلی الاداۃ ہو المشبہ بہ کقولہ تعالیٰ انما مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلناہ والالقان مثل حرث لانہ المشبہ بہ للمنفق آھ قلت وکون علی ذکر ما ذکرت فی الآیۃ الراقد علی ریح جسر سیقول من قولہ تعالیٰ مثل الذین کفروا بمثل الذی ینعق الخ فتبصر وتشکر ۱۲

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ بعد ترجمۃ یظلمون سب نفقات آھ فائدۃ حرف العموم ان ضیاع بعض النفقات مشترک ص

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالیٰ کمثل ریح فیہا صر اصابت حرث قوم ظلموا انفسہم الخ روح المعانی میں ہے کہ ظلموا انفسہم کی قید اس لئے لگائی کہ مقصود کلام کو تو بتلانا ہے کہ نہ دنیا میں فائدہ ہے نہ آخرت میں سو یہ بات صرف مالِ کافر کے ہلاک ہونے میں ہے رہا خود کافر تو اسکو صبر کے سبب مال کے ہلاک ہونے پر اجر تو ملتا ہے ۔ آھ احقر کہتا ہے پس آیت اس پر دال ہوئی کہ مقبولین کی مصیبت حقیقی مصیبت نہیں محض صوری مصیبت ہے ۱۲

ص بین المسلم وغیرہ مثلاً اذا کان فی غیر وجہ الشرع ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ

اے ایمان والو (اپنے سوا کسی کو) جگری دوست مت بناؤ۔ وہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے

وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖۚ وَمَا تُخْفِيْ

تمہاری مضرت کی تمنا رکھتے ہیں واقعی بغض ان کے منہ سے ظاہر ہو پڑتا ہے اور جس قدر ان کے

صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

دلوں میں ہے وہ تو بہت کچھ ہے ہم علامات تمہارے سامنے ظاہر کر چکے اگر تم عقل رکھتے ہو۔

هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا

(ہاں تم تو ایسے ہو کہ ان لوگوں سے محبت رکھتے ہو۔ اور یہ لوگ تم سے اصلا محبت نہیں رکھتے حالانکہ تم تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو۔ اور یہ لوگ

لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ

جب تم سے ملتے ہیں کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ اور جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصہ کی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں مارے غیظ کے۔

قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنْ تَمْسَسْكُمْ

آپ کہہ دیجئے کہ تم مر رہو اپنے غصہ میں۔ بے شک خدا تعالیٰ خوب جانتے ہیں دلوں کی باتوں کو۔ اگر تم کو کوئی اچھی حالت پیش

حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا

آتی ہے تو ان کے لئے موجب رنج ہوتی ہے۔ اور اگر تم کو کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے تو اس سے خوش ہوتے ہیں۔ اور اگر تم استقلال اور

وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ ع

تقویٰ کے ساتھ رہو تو ان لوگوں کی تدبیر تم کو ذرا بھی ضرر نہیں پہنچا سکے گی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال پر احاطہ رکھتے ہیں

مسائل السلوک

متن قولہ تعالیٰ

وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم شیئا چونکہ بعض اوقات باوجود صبر و تقویٰ کے عدو کی جانب سے ضرر پہنچنا مشاہد ہوتا ہے اس آیت میں اس کی نفی کی گئی مطلق ضرر جو صورۃً کبھی شامل ہوتا ہے اس کا دفع ہونا تو آپ سے کامل ہے

ترجمہ قولہ تعالیٰ

وان تصبروا وتتقوا الآیۃ ہم شیئا چونکہ بعض اوقات باوجود صبر و تقویٰ کے عدو کی جانب سے ضرر پہنچنا مشاہد ہوتا ہے اس آیت میں اس کی نفی کی گئی مطلق ضرر جو صورۃً کبھی شامل ہوتا ہے اس کا دفع ہونا تو آپ سے کامل ہے

۱۲ ع ۱۱ ۳

اختلاف قراءۃ

کثیر و نافع و ابو عمرو و یعقوب بضم کاف کیدھم و کسر صاد و حزم الراء علی انہ جواب الشرط من ضارہ یضیرہ بمعنی ضرہ یضرہ ۱۲

الروایات فی روح ہذا

اخرج ابن اسحاق و غیرہ عن ابن عباس قال کان حی من المسلمین یواصلون رجالا من یہود لما کان بینہم من الجوار و الحلف فی الجاہلیۃ فانزل اللہ تعالیٰ فیہم عن ابن عباس ہذہ الآیۃ و اخرج عبد بن حمید ابن نزلت فی المنافقین من اہل المدینۃ نہی المؤمنین ان یتولوہم آہ قلت والجمیع بینہما ممکن ولا یذہب علیک ان سبب النزول او ضیح و اجل علی ان

اللغات فی القاموس البطانۃ بالکسر السریرۃ و وسط الکورۃ و صاحب الوشیۃ ومن الثوب خلاف ظہارتہ الا لوی فی روح المعانی التعمیر وہو لازم یتعدی الی المفعول بالحرف وقد یستعمل متعدیا الی مفعولین فی قولہم ما آلوک نصحا ولا آلوک جہدا الی تضمین معنی المنع والخبل بالفساد ۱۲

النحو فی الروح ہا انتم اولاء قیل انتم مبتدأ و اولاء خبرہ والجملۃ بعدہ مستانفۃ ۱۲ البیان و ہا للتنبیہ علی خطأ المخاطبین فی اتخاذہم بطانۃ وراحیت کل ذلک فی التر جمۃ ۱۲

البلاغۃ عضوا علیکم فی روح المعانی عض الانامل عادۃ النادم لاسف الخ وہذا اشیر بہا الی حال ہؤلاء ولیس المراد ان ہناک

قرائن) تمہارے سامنے ظاہر کر چکے اگر تم عقل رکھتے ہو (تو اُن یقینی علامات سے دیکھ لو) ہاں (سمجھو) تم تو ایسے ہو کہ اُن لوگوں سے محبت (کا برتاؤ) رکھتے ہو اور یہ لوگ تم سے اصلا محبت نہیں رکھتے (نہ دل سے نہ برتاؤ سے) حالانکہ تم تمام (آسمانی) کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (اس میں ان کی کتابیں بھی آگئیں اور وہ تمہاری کتاب یعنی قرآن پر ایمان نہیں رکھتے مگر وہ تو باوجود اس تمہارے ایمان کے بھی تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم باوجود ان کے اس عدم ایمان کے بھی ان سے محبت رکھتے ہو) اور (تم اُن کے اس ظاہری دعوی ایمان سے شبہ مت کرنا کہ وہ بھی تو ہماری کتاب پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ) یہ لوگ جب تم سے ملتے ہیں (صرف تمہارے دکھانے کو منافقانہ طور پر) کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب (تم سے) الگ ہوتے ہیں تو تم پر اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں مارے غیظ (و غضب) کے (یہ کنایہ ہے شدت غضب سے جو مجبوری کے وقت ہو) آپ (اُن سے) کہہ دیجئے کہ تم مر رہو اپنے غصہ میں (مراد یہ کہ اگر تم مرجاؤ گے تب بھی تمہاری مراد پوری نہ ہوگی) بے شک خدا تعالیٰ خوب جانتے ہیں دلوں کی باتوں کو (اسی لئے ان لوگوں کے دلوں میں جو رنج و غبار اور عداوت تمہاری طرف سے بھری ہے سب بتلادی اور ان کا یہ حال ہے کہ اگر تم کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے (مثلاً تم میں باہم اتفاق ہو غیروں پر غلبہ ہو جاوے) تو ان کے لئے موجب رنج ہوتی ہے (جس کا سبب اشد درجہ کا حسد ہے) اور اگر تم کو کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے (جو اس اچھی حالت کی ضد ہو) تو اس سے (بڑے) خوش ہوتے ہیں (جس سے ان کی شماتت ثابت ہے سو ان کے جب یہ حالات ہیں تو وہ اس قابل کب ہیں کہ ان سے دوستی یا دوستی کا برتاؤ کیا جائے یہ تقریر سننے والے کے دل سے دوستی کا خیال حک کرنے کے لئے تو بس ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ان مخالفات پر آگاہ ہو کر اس میں پڑ سکتا ہے کہ جب یہ ایسے دشمن ہیں تو کہیں ہم کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچا دیں اس لئے آگے اس کے متعلق تسلی ہے) اور اگر تم استقلال اور تقوی کے ساتھ رہو تو ان لوگوں کی تدبیر تم کو ذرا بھی ضرر نہ پہنچا سکے گی (تم اس سے بے فکر رہو تو دنیا میں تو ان کو ناکامی نصیب ہوگی اور آخرت میں سزائے دوزخ ہوگی کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ اُن کے اعمال پر (علمی) احاطہ رکھتے ہیں (کوئی عمل ہم سے مخفی نہیں اس لئے وہاں سزا سے بچنے کے لئے کسی حیلہ حوالہ کی گنجائش نہیں)

ف یہاں پر جو غیر مذہب والوں سے خصوصیت کی ممانعت فرمائی ہے اس میں یہ بھی داخل ہے کہ ان کو اپنا ہمراز بنایا جاوے چنانچہ روح المعانی میں حضرت حسن کا تائید کرتے ہوئے حدیث کی جو بروایت بیہقی مشرکین کو راز بنانے کی ممانعت میں آئی ہے اس آیت سے منقول ہے اور اس میں یہ بھی داخل ہے کہ اپنے خاص امور انتظامی میں اس کو دخل دیا جاوے چنانچہ کبیر میں حضرت عمرؓ کا انکار فرمانا ایک نصرانی کو منشی بنانے سے اسی آیت کی بنا پر مذکور ہے اور گو شان نزول خاص ہے مگر عموم الفاظ سے حکم عام ہے چنانچہ سلف کا استدلال اس کا مؤید بھی ہے اور باقی تفصیل ضروری اس مسئلہ کی پارہ تلک الرسل کے نصف کے بعد آیت لایتخذ المؤمنون الکافرین کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے۔ اور ما عنتم کے ترجمہ میں جو احقر نے مضرت دینی و دنیوی لکھی ہے دینی مضرت تو وہ ہے جس کو اس پارہ کے اول رکوع میں فرمایا ہے یردونکم بعد ایمانکم کفارا اور دنیوی مضرت بہت سے امور ہیں اور یہود نے جو مومنین

ملحقات الترجمہ

قولہ فی ترجمۃ الاتمام الخ کذا بہذا الحذف بحاصل المحاورۃ وہی فی الاصل وسل الاصابع ۱۲

قولہ فی ترجمۃ الحسنۃ الخ حالت فالمراد بالحسنۃ الی الدنیا الاحوال من الطاعات صرح بہ فی الکبیر ۱۲

قولہ فی عموم الفاظ سے ولا یخفی لحنک ان آخر الآیۃ خاص بالمنافقین لقولہ وذا لقوم قالوا آمنا وحدہ لما فی الکبیر انہ سئل فی اصول الفقہ ان اول الآیۃ اذا کان عاما وآخرہا خاصا مع کون خصوص آخر الآیۃ مانعا من عموم اولہا اھ ۱۲

وقد اورد الامام ابن تیمیۃ الحرانی فی اقتضاء الصراط المستقیم عن مسند الامام احمد ثم قال مسند حسن ۱۲

محمد شفیع الدیوبندی عفی عنہ

میں تفرقہ پیدا کرنا چاہا تھا اس میں دونوں مضر نہیں ہیں۔ اور یہ جو فرمایا گیا کہ بات چیت میں نفس ظاہر ہوتا ہے سو یہ امر مشاہد ہے کہ جب دل میں بہت غبار ہوتا ہے کہ تاہی زبان کو سنبھالے مگر کچھ نہ کچھ منہ پر آ ہی جاتا ہے، اور یہ کہنے کو جو فرمایا ہو تو بغیظکم اس میں ایک فن اخلاق کے متعلق ایک عظیم فائدہ بھی ہے وہ یہ کہ جب کسی سے علائق قطع کرنا کسی مصلحت و اجب الرعایت سے ضروری ہو تو کوئی دل خراش بات اس شخص کو کہہ کر قطع علائق میں نرمی ہو شبہ مگر یہ ایذاء حد اباحتِ غیر جہ سے متجاوز نہ ہو تو یہاں یہ نفع بھی ہے۔ اور ہر چند کہ یہاں کہنے کا حکم ظاہر صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر آپ کے تابعین اس خطاب میں شامل رہیں گے۔ اور یہ جو آخر میں فرمایا کہ ان کے کہہ سے کچھ ضرر نہ ہوگا اگر اس خطاب کی خصوصیت پر نظر کیجاوے تب تو کوئی اشکال ہی نہیں کیونکہ یہ ہو دعوا کہ کوئی ضرر نہ پہنچا سکے اور اگر عام لیا جاوے جیسا صبر و تقوی کے ساتھ اس کو معلق فرمانا عموم کے مناسب ہے تو اگر ان میں صبر و تقوی کی کمی سے مخالف کو غلبہ ہو گیا ہے تب بھی اشکال نہیں اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے، اور اگر باوجود استقلال اور تقوی کے کافر کا غلبہ ہوا ہے کو ایسا قلیل ہوا ہے اور وہ بھی لمصلحت اتفاقا تو دفع اشکال کی یہ نظر رہے کہ نفی ضرر حقیقی کی ہے نہ ضرر صوری کی سو چونکہ مؤمنین کو اس میں منافع دنیویہ مثل نہب اخلاق وغیرہ و منافع دینیہ مثل ثواب قرب اس ضرر ظاہری سے زائد مل رہتے ہیں اور نیز اس سے بوجہ رضاء و توکل کے ان کے قلوب مشوش نہیں ہوتے اور تشویش قلب ہی روح ضرر ہے اس لئے وہ ضرر معتد بہ حقیقی نہیں محض صورۃ ضرر ہے جس کا حقیقت کے مقابلہ میں اعتبار نہیں جیسا کہ کسی جماعت کا ایک شخص قتل ہو جاوے باقیوں کو فتح ہو جاوے عرف میں اس کو اسی بنا پر ضرر نہیں کہتے خوب سمجھ لو۔ **ربط** یہاں تک مجاہد باللسان کا مضمون تھا آگے مجاہد بالسنان کا مضمون مذکور ہوتا ہے جس کے ضمن میں تین قصوں کی طرف اشارہ ہے۔ غزوہ احد اور یہی زیادہ ہے اذ غزوہ بدر ان آیات میں وللقد نصرکم اللہ ببدر الخ اور غزوہ حمراء الاسد اس رکوع میں الذین استجابوا للہ والرسول الخ اور وہ مناسبت مذکورہ مقابلہ کے ایک خاص مناسبت ہے مضمون کی اوپر والے مضمون سے یہ بھی ہے کہ اوپر فرمایا ہے وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم شیئا آگے کا مضمون بطور اس کی دلیل کے ہے کہ تم اپنے قصہ متقدمہ کو یاد کرلو جہاں صبر و تقوی پورا پورا کیا جیسے بدر وہاں کید کفار سے کچھ ضرر نہ پہنچا اور تم غالب رہے اور جہاں اس میں کسی قدر کمی آگئی تھی وہاں ضرر ہو گیا جیسے احد میں مغلوب ہو گئے پھر حمراء الاسد میں باوجود واقعہ احد سے تازہ زخم خوردہ تھے لیکن استقلال و تقوی سے کام لیا پھر کامیاب ہوئے اس سے مضمون بالا کی پوری تائید ہو گئی

قصہ غزوہ احد۔ ۱۷ رمضان یوم جمعہ ۳ سنہ ہجری میں جب غزوہ بدر میں جو کہ اول جہاد ہوا ہے کفار قریش کو شکست فاش ہوئی تو نصف شوال ۳ سنہ ہجری میں پھر بدلا لینے کی غرض سے مدینہ پر چڑھ آئے تین ہزار آدمیوں کا مجمع تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار آدمیوں کو لیکر میدان میں مقابلہ کے لئے تشریف لائے میدان میں پہنچ کر عبد اللہ بن ابی منافق جو دغا دیا ساتھ ہو لیا تھا اپنے تین سو آدمیوں کو ساتھ لیکر میدان سے واپس ہو گیا یعنی صاحب نے سمجھا یا بھی مگر وہ کہنے لگا کہ اگر لڑائی کا موقعہ ہوتا تو ہم شریک ہوتے بے فائدہ کون اپنی جان دے ہمیں اور ہی حارثہ دو قبیلے ہیں

---

۴ تو لیس سو آدمیوں کو لیکر منافقین ان تین سو میں سے بعض رہے اسی طرح بعض مسلمان بھی واپس ہو گئے تھے، یہ بات کہ وہ رنگ قطعہ احد جیسا گیا ہو اور اجماعا منافقین کا کام ہے اور شروع ہی میں یہ مضمون ہے کہ ہمراہ منافقین مع اپنے تین سو ساتھیوں کے میدان جنگ سے واپس ہو گیا اس سے بھی مفہوم ہوتا ہے کہ اب کوئی منافق لشکر میں نہ تھا بعض مخلصین ہی تھے لیکن آگے میں کہ بار بار منافقین کا ذکر خاص میدان جنگ ہی کے سلسلہ میں آتا ہے تو تعارض ہوا تقریر جواب کی یہ ہے کہ منافقین کا تین سو ہی میں منحصر ہونا نہایت مستبعد ہے یہ منافقین اکثر ہوتے تھے اور مدینہ میں ان کی کثرت معلوم ہے تو تین سو کا احد میں جانا مستلزم اس کو نہیں کہ کوئی منافق موجود نہ رہا ہو چنانچہ قطع نظر روایات کے خود قرآن مجید کی بعض آیات سے ان کی شرکت معلوم ہوتی ہے کقولہ تعالیٰ لو یطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم ولکن اللہ حبب الیکم الایمان الخ و قولہ تعالیٰ ما کان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب الخ و قولہ تعالیٰ ولیعلم الذین نافقوا الخ یہ آیات بدر کے بعد کی ہیں پھر کیوں نہیں ہو سکتا کہ ان کو اتفاق موقع ملا ہو یا عمداً اس لئے کہ مسلمانوں کو موقع ہو کر ان کو بڑے مشورے دیں یا ان کے اسرار اپنی تائید کو سمجھا دیں یا اور کسی آئندہ ایسے مواقع میں ان کی شرکت کی حکمت ہو اور حکمت کی یہ مصلحت بھی

۴ مصرح ہے قال تعالیٰ فی سورۃ النساء ان اللہ جامع المنافقین والکافرین فی جہنم جمیعا الذین یتربصون بکم ان کان لکم فتح من اللہ قالوا الم نکن معکم الآیۃ وقال تعالیٰ فی سورۃ التوبۃ وفیکم سماعون

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ط

اور جب کہ آپ صبح کے وقت اپنے گھر سے چلے مسلمانوں کو مقاتلہ کرنے کے لئے مقامات پر جما رہے تھے

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

اور اللہ تعالیٰ سب سن رہے تھے سب جان رہے تھے۔

صھو یترب عیسا ذ ھوالمذکر للقصۃ من روح المعانی للفقیر فی روح المعانی متعلق بالفعل قبلہ ای تبوئ، او بمحذوف وقع صفۃ المقاعد لا بالمقاعد لان المکان لا یعمل ۱۲

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ ریزہ کذا فی الحاشیۃ البخاری عن الجمع ۱۲ سہ

قولہ آمادہ الخ اشارۃ الی کون تبوئ حالا مقدرۃ ای مقدرۃ للتبوئۃ بانہا تہیئۃ کیلا تعارض مع روایات القصۃ التی فیہا الخروج الی احد رواہا بسطہا ابن جریر ۱۲

انصار کے اُن کو واپس ہوتے دیکھکر ان کی ہمت میں بھی کچھ سستی پیدا ہونے لگی اور واپسی کا وسوسہ گذرنے لگا لیکن اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور اس وسوسہ کو دفع کیا غرض سات سو آدمی رہ گئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی موقع سے میدان میں احد پہاڑ کے قریب صف آرائی کی اور عبداللہ بن جبیر صحابی کو پچاس تیراندازوں پر افسر کرکے ایک مورچہ پر پشت لشکر کی طرف مقرر فرمایا کہ اس مورچہ کی حفاظت رکھو تاکہ ہماری پشت کی طرف سے غنیم نہ آجاوے اور یہاں ہی سے تیراندازی کرتے رہو چنانچہ بڑے موقع سے لڑائی شروع ہوئی اور مسلمان غالب آگئے عبداللہ بن جبیر کے ساتھی یہ سمجھکر کہ یہاں ٹھہرنا معلل تھا خوف فقر کے ساتھ اب تو ہمارے بھائی غالب ہوگئے اب کیا اندیشہ رہا اس لئے وہ حکم ختم ہوگیا باستثناء بارہ آدمیوں کے سب اس جگہ سے جدا ہوکر کفار کے تعاقب میں چلے اور غنیمت کے جمع کرنے میں مشغول ہوگئے کفار نے موقع پاکر مورچہ پر قبضہ کرلیا اور مسلمانوں کے پیچھے سے حملہ کیا اب آگے بھی کفار پیچھے بھی کفار اور اسی حالت میں حضور کا دندانِ مبارک بھی یعنی اس کا ایک ریزہ[لہ] شہید ہوگیا اور کسی کافر نے اس میں پکار دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہوگئے ان ناگہانی حوادث اور پریشانیوں سے اس وقت مسلمان سراسیمہ ہوکر باستثناء ایک جماعت کے سب کے پاؤں اکھڑ گئے جو کہ ان اسباب قویہ پر نظر کرکے چنداں مستبعد نہیں۔ یہ قصہ اتنا ہی لکھا گیا جس کی ضرورت تفسیر میں واقع ہوگی۔ شروع قصہ احد

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے) جب کہ آپ صبح کے وقت (تاریخ قتال سے پہلے) اپنے گھر سے (اس غرض سے) نکلے (کہ) مسلمانوں کو (کفار سے) مقاتلہ کرنے کے لئے (مناسب) مقامات پر جمادینے کے لئے آمادہ کر[سہ] رہے تھے (پھر اسی تجویز کے موافق سب کو ان مقامات پر جما دیا) اور اللہ تعالیٰ (اس وقت کی باتیں) سب سن رہے تھے (اور اُس وقت کے حالات) سب جان رہے تھے۔

اللغات تبوئ فی القاموس بواہ منزلا وفیہ انزلہ مقاعد محل القعود ثم توسع فیہ فاطلق بطریق المجاز علی المکان مطلقا وان لم یکن فیہ قعود کالمقام للایلزم	ان یکون فیہ قیام من روح المعانی ۲ النحو تبوئ حال لکن لا یحتاج الی القول بانہا مقدرۃ لکون المقصود تذکیر الزمان الممتد لاستمرار الخروج والتبوئۃ

إِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا ۙ وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى

جب تم میں سے دو جماعتوں نے دل میں خیال کیا کہ ہمت ہار دیں ۔ اور اللہ تعالیٰ تو ان دونوں جماعتوں کا مددگار تھا اور پس

اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ○ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ

مسلمانوں کو تو اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد کرنا چاہیئے ۔ اور یہ بات محقق ہے کہ حق تعالیٰ نے تم کو بدر میں منصور فرمایا

وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○

حالانکہ تم بے سروسامان تھے ۔ سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم شکرگذار رہو

إِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا ۙ وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ○ جب (اسی کے ساتھ یہ قصہ بھی ہوا کہ) تم (مسلمانوں) میں سے دو جماعتوں نے (کہ وہ بنی سلمہ و بنی حارثہ ہیں) دل میں خیال کیا کہ ہمت ہار دیں (اور ہم بھی عبداللہ بن ابی کی طرح اپنے گھر جا بیٹھیں) اور اللہ تعالیٰ تو ان دونوں جماعتوں کا مددگار تھا (بھلا ان کو کب ہمت ہارنے دیتا چنانچہ خدا تعالیٰ نے ان کو اس خیال پر عمل کرنے سے محفوظ رکھا) اور (ہم آئندہ کے لئے ان جماعتوں کو اور سب کو بھی نصیحت کرتے ہیں کہ جب تم مسلمان ہو) پس مسلمانوں کو تو اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد کرنا چاہیئے (اور ایسی کم ہمتی کبھی نہ کرنا چاہیئے) **ف** صحابہ پر خدا تعالیٰ کی کیسی عنایت ہے کہ بیان جرم کے ساتھ ان کو بشارت ولایت بھی سنا دی جس میں وعدہ معافی مفہوم ہوتا ہے اور جرم بھی کتنا خفیف بتلایا کہ ایسی نہیں صرف کم ہمتی پھر اس کا بھی وقوع نہیں بلکہ خیال پس یا تو صدر اتنا ہی ہوا ہو یا بعض صادر کو ذکر نہیں فرمایا اور تقدیم اول پر عتاب کی وجہ ان حضرات کا غایت تقرب ہے "نزدیکاں را بیش بود حیرانی" اور اس بشارت کی وجہ سے ان میں سے بعض صحابہ کا یہ قول صحاح میں آیا ہے کہ ہم باوجود اظہار عتاب کے اس آیت کے نازل نہ ہونے کے متمنی نہیں کیونکہ عتاب کے ساتھ عنایت کا کلمہ واللہ ولیہما بھی تو ہے خوب کہا گیا ہے ؎ اگر یک بار گوید بندۂ من ۔ نیازرش بگذرد خندۂ من ۔ فقط

ربط تقریر ربط اور آیت واذ غدوت کی تمہید میں مذکور ہو چکی اب قصۂ بدر کی نصرت کا صبر و تقویٰ کی بدولت ہونا بیان فرماتے ہیں **قصہ نصرت بدر** وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ اور یہ بات محقق ہے کہ حق تعالیٰ نے تم کو (غزوہ بدر میں منصور فرمایا حالانکہ تم (محض) بے سروسامان تھے (کیونکہ مجمع بھی کفار کے مقابلہ میں کم تھا وہ ایک ہزار تھے اور مسلمان کل تین سو تیرہ تھے اور ہتھیار وغیرہ بھی بہت تھے) سو (چونکہ یہ منصور ہونا بدولت تقویٰ کے تھا جس میں استقلال و صبر بھی داخل ہے تو تم پر لازم ہے کہ آئندہ بھی) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو (اسی کا نام تقویٰ ہے) تاکہ تم (اس نعمت نصرت کے) شکرگذار ہو (کیونکہ شکرگذاری صرف زبان کے ساتھ

اللغات فشلا فی القاموس فشل کضرب فہو فشل وفشلان وفشیل وجبن اھ قلت نظام ہر فی الآیۃ ان تنزافی کما فی روح المعانی وکان المراد بہا لازمہا الفشل لا تضایق الخ فلا یخالف ما یاتی من عزم ۱۲

النحو اذ ھمت فی روح المعانی قیل بدل من اذ غدوت بعین ما بعلہ المقصود

البلاغۃ قولہ اولیٰ جمع ولی ضد عدو لانہ یتولی الخیر علی ذلک یطلق علی کل من اتصف بہ ولہذا یطلق علی اللہ تعالیٰ ایضا کما فی روح المعانی

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالیٰ اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا واللہ ولیہما قال العبد الضعیف الاثر موجود فی عدۃ النسائی فی حدیث النفس لمعصیۃ وبین الولایۃ فان اللہ کما فی الروح ان ھذا الھم لم یکن عن عزم تصمیم علی مخالفۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم ومعاذ لان ذلک لا یصدر مثلہ عن مؤمن بل کان مجرد حدیث النفس ووسوستہ کما فی قولہ ﷺ اقول لہ اذا جاءنی وحاشا مکانک تحمحم وتمترغ وربما من ذلک قولہ تعالیٰ ولیہما المفید لاستمرار فضلہما وعمومہا ھام کما فی الآیۃ اللہ تعالیٰ اعلم ملخصا ۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا واللہ ولیہما روح المعانی میں ہے کہ یہ ہم مرتبہ عزم میں تھا چنانچہ واللہ ولیہما اس کا قرینہ ہے کیونکہ حمایت الٰہیہ میں ایسے امر مستبعد ہے بلکہ بعض حدیث النفس وسوسہ تھا اھ ملخصا ۔ اخیر کہنا ہے کہ اس آیت سے تفریع ہے اس میں کہ حدیث النفس بالمعصیۃ اور ولایت میں منافی نہیں ۔ ۱۲

تلمیحات الترجمہ قولہ صبر و استقلال بھی داخل ہے اشارہ الی وجہ الاستقلال بقولہ فالتقوا والمقام یقتضی واصبروا ایضا ۱۲

إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَن يَكْفِيَكُمْ أَن يُمِدَّكُمْ رَبُّكُم بِثَلَاثَةِ آلَافٍ

جب کہ آپ مسلمانوں سے فرماتے تھے کہ کیا تم کو یہ امر کافی نہ ہوگا کہ تمھارا رب تمھاری امداد کرے تین ہزار

مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنزَلِينَ ۝ بَلَىٰ إِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُم مِّن

فرشتوں کے ساتھ جو اتارے جاویں گے ہاں کیوں نہیں اگر مستقل رہوگے اور متقی رہوگے اور وہ لوگ تم پر

فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ۝

ایک دم آ پہنچیں گے تو کیا تمھارا رب تمھاری امداد فرماوے گا پانچ ہزار فرشتوں سے جو ایک خاص وضع بنائے ہونگے

خاص نہیں بلکہ پورا لشکر ہے کہ زبان و قلب بھی مشغول ہو اور طاعات کی بھی پابندی ہو بالخصوص جبکہ اس طاعت کا اس نعمت سے ربط ہونا بھی ظاہر ہو جاوے۔ **ف** بدر اصل میں ایک کنوئیں کا نام ہے جو بدر بن قریش نے کھودا تھا کذا فی التاموس۔ یہ لڑائی اس کنوئیں کے قریب میں ہوئی تھی آگے اس نصرت کی کسی قدر تفصیل ہے ثُمَّ تَفْصِيلُ بَدْرٍ إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَن يَكْفِيَكُمْ إِلَىٰ قَوْلِهِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ۝ (یہ نصرت اس وقت ہوئی تھی) جب کہ آپ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مسلمانوں سے (جبکہ وہ بخبر سنکر کہ مشرکین کی اور مدد آرہی ہے پریشان تھے) وحی الٰہی ہوں فرما رہے تھے کہ کیا تم کو (تقویت قلب کے لئے) یہ امر کافی نہ ہوگا کہ تمھارا رب تمھاری امداد کرے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ جو (اسی کام کے لئے آسمان سے) اتارے جاویں گے (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے درجے کے فرشتے ہوں گے ورنہ جو فرشتے پہلے سے زمین پر موجود تھے ان سے بھی یہ کام لیا جا سکتا تھا اور اس کے قبل مسلمانوں کی دعا و استغاثہ پر ایک ہزار ملائکہ کے بھیجنے کا وعدہ ہو چکا تھا جیسا سورہ انفال میں ہے تو) مکرر وعدہ (زیادت تقویت قلب میں مؤثر ہے چنانچہ اس پر کہ استفہام کا جواب خود ہی ارشاد ہوا کہ) ہاں کیوں نہیں (کافی ہوگا یعنی کافی ہوگا اب آگے ایک زیادت کا اور وعدہ ہے ایک خاص شرط سے وہ یہ کہ) اگر (مقابلہ کے وقت) مستقل رہوگے اور متقی (بنے) رہوگے (یعنی کوئی امر خلاف اطاعت نہ کروگے) اور (اگر) وہ لوگ تم پر ایک دم سے (بھی) آ پہنچیں گے (جس میں عادۃً خلق سے مدد پہنچنا مشکل ہوتا ہے) تو (جب بھی) تمھارا رب تمھاری امداد فرماوے گا پانچ ہزار فرشتوں سے جو کہ ایک خاص وضع بنائے ہوں گے (جیسی عادت متعارفہ ہے کہ فوج کی کوئی خاص وردی ہوتی ہے اس میں اشارہ ہے کہ وہ فرشتے خاص اسی کام کے لئے بھیجے جاویں گے۔ اس خبر دینے سے یہ فائدہ ہے کہ جو شخص کسی خاص کام کے لئے آتا ہے عادۃً اس کام کی اس سے زیادہ امید ہوتی ہے اس مکرر وعدہ سے اور زیادہ قلوب کی تقویت کا فائدہ ہوا) **ف** یہ تین وعدے تھے اول ایک ہزار کا دوسرا تین ہزار کا تیسرا پانچ ہزار کا۔ سوا اول کا سبب تو آیت انفال میں استغاثہ و دعا کا مذکور مصرح ہے دوسرے کا سبب مشرکین کے لئے امداد کی خبر سنکر پریشان ہونا روایات سے معلوم ہوا ہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ اور

اللغات فی روح المعانی

الغوس مصدر من فاز یفوز اذا اشتد خلیا نہا و طبق علی الخفیف لا نہ شبیہ فور القدر و علی کل شی ثم استعیر للسرعۃ ثم اطلق علی الحال التی ابتداء فیہا ولا تراخی و المعنی یاتوکم فی الحال قولہ مسومین فی القاموس السوّم بالضم والسیمیاء والسیمۃ والسیما و السیماء بکسرہن العلامۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ ان یکفیکم فی روح المعانی انی لمن تاکید النفی بنا علی ما ذہب الیہ البعض وفیہ اشعار بانہم کانوا یستکثرون من النصرۃ لقلۃ عددہم ۱۲

اختلاف القراءۃ مسومین قرا ابن کثیر و ابو عمرو عاصم بکسر الواو اسم بلفظ ای معلمین انفسہم او معلمین من اللہ تعالی مرادہ من المعانی فلتوزن بمیزان الصرف بکلیہما ۱۲

ملحقات الترجمہ

ف قولہ بڑے درجے کے فرشتے الخ اخذہ من روح المعانی ۱۲

ابن المنذر وغیرہما نے شعبی سے روایت کیا کہ مسلمانوں کو بدر کے دن یہ خبر پہنچی کہ کرز بن جابر محاربی مشرکین کی امداد کرنے کا ارادہ رکھتا ہے یہ خبر بہت شاق معلوم ہوئی اسوقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اور گو سبب قریب یہ پریشانی ہے لیکن اصلی سبب جیسا کہ اس آیت کی وجہ ارتباط سے آیات بالا یعنی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا یَضُرُّکُمْ کَیْدُھُمْ کے ساتھ جس کی تقریر شروع تمہید اذغدوت میں گذر چکی ہے مفہوم ہوتا ہے یہ ہے کہ صبر و تقوی جس کے ساتھ یہ حضرات پہلے سے موصوف تھے وہ سبب ہوا ان پر رحمت متوجہ ہونے کا اور پریشانی رفع کرنے کا بلکہ اگر وعدہ اول کا سبب اصلی بھی اسی صبر و تقوی سابق کو کہا جاوے تو از بس مناسب ہے کیونکہ تقوی کی برکت قبول دعاء میں بھی ظاہر ہوتی ہے اور تیسرے وعدہ کا سبب خود اس آیت میں مذکور ہے یعنی صبر و تقوی وقت قتال کا۔ پس ظاہرًا تینوں وعدوں کا سبب متعدد ہے اور اسی سے وعدے بھی متعدد ہوئے مگر حقیقت میں سب کا سبب ایک تقوی ہے جس کے اثبات کے لئے یہ آیات لائی گئی ہیں اور اس میں اختلاف ہوا ہے کہ آیا یہ تیسرا وعدہ واقع ہوا یا نہیں تو شعبیؒ کا قول تو یہ ہے کہ اس میں ایک شرط یاتوکم من فورھم بھی تھی اور وہ واقع نہیں ہوئی چنانچہ کرز مذکور کا گروہ نہیں آیا اس لئے فوت شرط سے مشروط بھی فوت ہو گیا تو واقع میں بدون اس شرط کے وعدہ ہی نہ ہوا تھا اور بعض نے کہا ہے کہ وہ وعدہ یاتوکم کے ساتھ مشروط نہیں بلکہ مقصود اس سے تاکید و مبالغہ وعدہ کا ہے جیسا ترجمہ میں احقر نے اشارہ کر دیا ہے اس لئے یہ وعدہ بھی واقع ہوا۔ اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ ہر وعدہ لاحقہ کا عدد مع عدد وعدۂ سابقہ کے ہے یا اس کے علاوہ ہے یہ دونوں اختلاف روح المعانی سے نقل کئے ہیں اور اسی میں ابن عباسؓ کا قول ابن اسحٰق و طبرانی سے منقول ہے کہ یہ وضع ملائکہ کی یوم بدر میں سفید عمامے تھے جن کا شملہ کمر پر پڑتا تھا اور یوم حنین میں سرخ عمامے تھے فقط اور احد کے قصہ میں نصرت بدر کا قصہ یاد دلانا بقرینہ مقام اشارہ ہے کہ احد میں عدم نصرت بسبب اختلال تقوی کے ہوا اور یہ اختلال ایک تو واقعہ سے پہلے ہوا کہ بدر میں کفار کو فدیہ لیکر چھوڑ دیا جس کا قصہ سورۂ انفال میں ہے اور بعض مفسرین نے بعض ما کسبوا کی جو کہ اس پارہ کے نصف پر واقع ہے یہی تفسیر کی ہے اور ھو من عند انفسکم کی تفسیر میں حسنؓ سے منقول ہے کما فی روح المعانی۔ اور دوسرا اختلال مورچہ سے ہٹ جانا ہے پس اس بنا پر حاصل مضمون کا یہ ہوا کہ واقعۂ بدر میں تقوی سابق و لاحق دونوں کی برکت سے نصرت ہوئی اور احد میں تقوی کے اختلال سابق و لاحق کے اثر سے بے نصرتی ہوئی اور احد میں نزول ملائکہ کا قول کسی قوی دلیل پر مبنی نہیں اور یوں ملائکہ معین طور پر ساتھ رہتے ہی ہیں لیکن کلام اس غرض کے لئے نزول میں ہے اور اس امداد بالملائکہ کی نسبت جو شبہ کیا گیا ہے اس کا جواب عنقریب آتا ہے اور نکتہ اس عدد میں یہ ممکن ہے کہ کافر ایک ہزار تھے اس لئے ایک ہزار فرشتے آئے پھر جیسے کافر مسلمانوں سے تین گونہ تھے اس لئے فرشتے تین ہزار ہو گئے کہ کافروں سے تین گونہ رہیں۔ پھر پانچ ہزار میں یہ رعایت ہے کہ لشکر کے پانچوں حصوں کے ساتھ ایک ایک ہزار رہیں واللہ اعلم۔

ربط آگے امداد و نصرت مذکور کی حکمت کا بیان ہے۔

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۚ وَمَا

اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس کے لئے کی کہ تمہارے لئے بشارت ہو۔ اور تاکہ تمہارے دلوں کو قرار ہو جاوے اور نصرت

النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ

صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست بھی حکیم بھی ہیں تاکہ کفار میں سے ایک گروہ کو ہلاک کر دے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ۝

یا ان کو ذلیل و خوار کر دے پھر وہ ناکام لوٹ جاویں

حکمت واقعہ بالا وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ (الی قولہ) فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ۝ اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد (مذکور جو ملائکہ سے ہوئی) محض اس (حکمت) کے لئے کی کہ تمہارے لئے (غلبہ کی) بشارت ہو (یعنی غلبہ کی توقع سے خوشی ہو جاوے اور تاکہ تمہارے دلوں کو اضطراب سے) قرار ہو جاوے (پس ایک فائدہ جلب منفعت ہوا دوسرا دفع مضرت چونکہ طبعاً اسباب سے تسلی ہوتی ہے اس لئے اس سبب کا سامان کیا گیا) اور (واقع میں تو) نصرت (اور غلبہ) صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست ہیں (کہ ویسے بھی غالب کر سکتے ہیں لیکن) حکیم (بھی) ہیں (جب وہ چاہیں اسباب سے غلبہ دیتے ہیں یہ تو حکمت ہوئی امداد بالملائکہ کی آگے حکمت ہے منصور و مظفر فرمانے کی کہ اللہ تعالیٰ نے بدر میں تم کو غلبہ اس لئے دیا، تاکہ کفار میں سے ایک گروہ کو (جان سے) ہلاک کرے (چنانچہ ستر کافر یہ قتل کئے گئے، یا ان (میں سے بعض) کو ذلیل و خوار کر دے (یعنی شکست دے دے) پھر وہ ناکام لوٹ جاویں (یعنی ان میں سے کوئی نہ کوئی بات ضرور ہو جاوے اور اگر دونوں ہو جاویں تو اور بھی بہتر چنانچہ دونوں باتیں ہوئیں بلکہ تیسری ایک اور ہوئی کہ ستر قید ہوئے)

ف یہاں امداد کی حکمت نہایت تصریح کے ساتھ فرمائی جس میں غور کرنے سے اس مضمون پر کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کیونکہ حاصل اس کا یہ ہوا کہ ان فرشتوں کے نزول سے اصلی مقصود یہ تھا کہ مسلمانوں کے قلب کو سکون ہو باقی طریق سکون کا کیا تھا سو سورۂ انفال میں اس قصہ میں ہے فثبتوا الذین اٰمنوا اور منجملہ وجوہ تثبیت کے یہ بھی ہے کہ اپنے روحانی تصرف سے قلوب مؤمنین میں قوت پہنچاویں جیسا کہ مشائخ اہل تصرف کیا کرتے ہیں۔ اور جیسا کہ ابتداءً نزول وحی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دبانے کی یہ بھی توجیہ کی جاتی ہے پس اس بناء پر نہ تو فرشتوں کا نظر آنا ضروری ہے اور نہ یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ایک ہی فرشتہ سب کفار

اللغات فی القاموس انطرف الطائفۃ من الشیٔ والرجل الکریم۔ فی روح المعانی اقطع الاہلاک قولہ یکبتہم فی القاموس کبت رد الحدیث وغیظہ و اذلہ ۱۲

الا بشری مفعول لہ والاستثناء مفرغ من اعم العلل ای شیٔ من الاشیاء الا لابشارۃ بانکم تنصرون قولہ ولتطمئن معطوف علی البشری باعتبار الموضع قولہ لیقطع متعلق بقولہ

م تعالیٰ ولقد نصرکم اللہ وانتم اذلۃ تحقیق لحقیقۃ ما ینبغی البلاغۃ۔ قولہ لکونہ لاک فی روح المعانی وجہ الخطاب نحو المؤمنین تشریفاً لہم وایذاناً بانہم ہم المقاتلون لماذکروا رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم ففنی عنہ بما من بہ علیہ من التائید الروحانی والعلم الربانی قولہ او یکبتہم قلت فیہ استخدام لان المقتول غیر المنہزم ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ترجمۃ او یکبتہم او اگر دونوں اشارۃ الی کونہا مانعۃ الخلو

کو ہلاک کر سکتا تھا پھر کئی ہزار کی کیا ضرورت تھی اور پھر کئی ہزار نے بھی سب کفار کو ہلاک نہ کیا وجہ دفعہ یہ ہے کہ اصلی کام ان کا قتال نہ تھا جیسا کہ حنین اور احزاب میں بھی ملائکہ آئے اور قتال ان کا منقول نہیں۔ گو آیت انفال فاضربوا فوق الاعناق الخ کی ایک تفسیر میں ملائکہ کو خطاب کہا گیا ہے اور بعض روایات میں آیا بھی ہے کہ بعض مشرکین کو قتل کا ارادہ کیا مگر اس کا سر از خود جدا ہو گیا۔ اوردہ فی الکمالین عن سہل بن حنیف بروایۃ الحاکم وتصحیح البیہقی جس سے کچھ قتال کرنا بھی معلوم ہوتا ہے مگر یہ اصلی کام نہ تھا بلکہ اس میں یہ حکمت ہو سکتی ہے کہ ایک آدھ واقعہ ایسا ہو جاوے تو صحابہ کو آثار خارجیہ سے مثبت ملائکہ کا اور زیادہ یقین ہو کر زیادہ قوت قلب کو پہنچے چنانچہ بعض صحابہ نے اقدام حیزوم حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آواز بھی سنی اور بعض نے خود بعض ملائکہ کو دیکھا بھی رواہ مسلم۔ اور گو اس مقصود یعنی تصرف روحانی کا حاصل ہونا اس پر موقوف نہ تھا کہ ان کے نزول کی خبر بھی دیجاوے لیکن ظاہر ہے کہ اس سے اور زیادہ تقویت قلب کو ہوتی ہے خوب سمجھ لو۔ اور اوپر بیان تھا سبب نصرت کا کہ تقوی ہے اور یہاں بیان ہے حکمت کا کہ بشری ہے پس باہم کچھ تعارض نہیں۔

ربط آگے پھر عود ہے قصۂ احد کی طرف درمیان میں مجملاً قصۂ بدر کا بمناسبت مقام کے مذکور ہو گیا تھا اور سبب اس کے نزول کا یہ ہوا کہ اس غزوۂ احد میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک جو کہ سامنے کے دو اوپر دو نیچے کے دانتوں کی کروٹوں میں چار دانت ہوتے ہیں دو اوپر داہنے بائیں دو نیچے داہنے بائیں ان چاروں میں نیچے داہنی طرف کا دانت تھا شہید ہو گیا اور چہرۂ مبارک مجروح ہو گیا تو آپ نے یہ فرمایا کہ ایسی قوم کو کیسے فلاح ہو گی جنھوں نے اپنے نبی کے ساتھ ایسا کیا۔ حالانکہ وہ نبی ان کو خدا کی طرف بلا رہا ہے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اخرجہ فی لباب النقول عن احمد ومسلم عن انس اور بخاری سے ایک قصہ اور بھی نقل ہے کہ آپ نے بعض کفار کے لئے بد دعا فرمائی تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور وہ سب مسلمان ہو گئے یہ دونوں قصے تو احد کے واقعہ کے متعلق ہوئے اور ایک روایت مسلم سے نقل کی ہے کہ رعل وذکوان اور عصیہ قبائل کفار کے لئے بد دعا فرمایا کرتے تھے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ پھر اس میں یہ اشکال کیا ہے کہ رعل وذکوان کا واقعہ بعد احد کے ہوا ہے تو تطبیق نہیں ہو سکتی، پھر خود جواب دیا ہے کہ اس روایت میں اتنا مضمون مدرج منقطع ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ پس پہلی روایات صحیح ہیں اھ لیکن یہ اشکال باقی رہا کہ پھر آپ نے کیوں بد دعا فرمائی اس لئے جواب صحیح یہ ہے کہ ممکن ہے آپ نے بقرینہ تخصیص ضمائر اس حکم کو اہل احد کے ساتھ خاص سمجھا ہو بالخصوص یتوب علیہم سے اشارہ ان کے احتمال ایمان کا بھی معلوم ہوتا ہے رعل وذکوان میں یہ موانع ظاہراً نہ تھے اس لئے بد دعا فرما دی ہو اور وہی آیت دوبارہ وحی سے یاد دلائی گئی ہو تاکہ آپ کو حکم کا عموم معلوم ہو جاوے باشتراک علت یعنی احتمال ایمان اگرچہ غیر ناشی عن دلیل ہو۔ اور جاننا چاہیئے کہ آپ کا بد دعا فرمانا یا اس کا قصد کرنا اجتہاداً تھا نہ وحی سے اذن ثابت تھا نہ ممانعت پس عصمت کے متعلق کوئی اشکال لازم نہیں آتا۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ

آپ کو کوئی دخل نہیں یہاں تک کہ خدا تعالیٰ ان پر یا تو متوجہ ہو جاویں اور یا انکو کوئی سزا دیدیں کیونکہ وہ

ظَالِمُونَ ○ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ

ظلم بھی بڑا کر رہے ہیں اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے وہ جس کو ع ۱۳ ۹ ۴

لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ ع

چاہیں بخش دیں اور جس کو چاہیں عذاب دیں اور اللہ تعالیٰ تو بڑے مغفرت کرنیوالے اور بڑے

عود بقصۂ احد لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ (الی قولہ) وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ ۱۲ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو کسی کے مسلمان ہونے یا کافر رہنے کے متعلق خود کوئی دخل نہیں (خواہ علم کا دخل ہو یا قدرت کا بلکہ یہ سب خدا تعالیٰ کے علم اور قبضہ میں ہے آپ کو صبر کرنا چاہیئے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ اُن پر یا تو (رحمت سے) متوجہ ہو جاویں (یعنی ان کو اسلام کی توفیق دیدیں تو اس وقت صبر مبدل بفرح و سرور ہو جاویگا) اور یا ان کو (دنیا ہی میں) کوئی سزا دیدیں (تو اس وقت صبر مبدل بہ شفی قلب ہو جاوے گا اور سزا دینا کچھ بے جا بھی نہیں) کیونکہ وہ ظلم بھی بڑا کر رہے ہیں (مراد اس سے کفر و شرک ہے جیسا فرمایا اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ آگے اس مضمون کی تاکید ہے) اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے وہ جس کو چاہیں بخش دیں (یعنی اسلام نصیب کر دیں جس سے مغفرت ہوتی ہے) اور جس کو چاہیں عذاب دیں (یعنی اسلام نصیب نہ ہو اور اس وجہ سے عذاب دائمی ہو) اور اللہ تعالیٰ تو بڑے مغفرت کرنے والے (اور) بڑے رحمت کرنے والے ہیں (تو بخشنے کا تو ذرا بھی تعجب نہیں کیونکہ رحمت تو ان کی سابق ہی ہے اسی لئے عذاب دینے کی وجہ اوپر بیان فرمائی فانھم ظلمون) ف صبر کی حد اور انتہا دو چیزوں کو فرمایا ان کا مسلمان ہو جانا یا کسی ہلاکت و وبال میں مبتلا ہو جانا کیوں کہ دونوں حالتوں میں صبر ختم ہو جاتا ہے وجہ یہ کہ صبر ناگوار حالت پر ہوتا ہے اور یہ دونوں حالتیں موافق طبیعت کے ہیں اور مطلب نفی دخل کا یہ ہے کہ بدون اعلام الٰہی علم نہیں اس لئے احتمال مسلمان ہونے کا اور بدون مشیت الٰہی تدبیر میں اثر نہیں اس لئے اس کی فکر بھی نہ چاہیئے اور اس فکر اصلاح ہی سے غصہ و غم پیدا ہو جاتا تھا فقط ربط بذیل آیۂ دافع قول للمؤمنین عنوان فائدہ میں لکھا گیا ہے کہ احد میں عدم نصرت بسبب اختلال تقویٰ کے ہوا ایک اختلال قبل فہم کے دوسرا عین واقعہ میں الخ اس سے یہ ثابت ہوا کہ بعض اوقات خطابائے سابقہ دوسری اور خطاؤں کے صدور اور بعض طاعات میں خلل ہو جانے کا سبب ہو جاتی ہیں چنانچہ روح المعانی میں بھی تحت آیۂ انما استزلھم کے اس کی تصریح ہے اور تجربہ بھی ہے اس لئے آگے تقویٰ کی تاکید اور اس کے بعض فروع مہمہ کی تصریح اور بعض بڑے معاصی سے مثل ربوٰ کے اجتناب کا حکم فرماتے ہیں تاکہ پابند حدود شرعیہ رہیں تو آئندہ پھر کسی موقع پر

ملحقات الترجمہ

ف قولہ فی ترجمۃ لیس لک خود فائدۃ ہذا القید مذکور فی ف بقولہ بدون اعلام وقولہ بدون مشیت ۱۲

النحو قولہ او یتوب بمعنی الا ان او الی ان ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ص

اے ایمان والو سود مت کھاؤ کئی حصے زائد

وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار

لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

کی گئی ہے اور خوشی سے کہنا مانو اللہ تعالیٰ کا اور رسول کا امید ہے کہ تم رحم کئے جاؤ گے۔

کوئی مضرت پیش آوے **امر بعض شعب تقویٰ ونہی از بعضے معاصی** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا الیٰ قولہ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اے ایمان والو سود مت کھاؤ (یعنی مت لو اصل سے) کئی حصے زائد (کرکے) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو (یعنی جنت نصیب ہو اور دوزخ سے نجات ہو) اور اس آگ سے بچو جو (دراصل) کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے (یعنی سود وغیرہ گناہ مت کرو جو دوزخ میں لے جانے والے ہیں) اور خوشی سے کہنا مانو اللہ کا اور (اس کے) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا امید ہے کہ تم رحم کئے جاؤ گے (یعنی قیامت میں) **ف** یہ جو فرمایا کہ اصل سے کئی حصے زائد کرکے الخ سود کے حرام ہونے کی قید نہیں کیونکہ سود قلیل ہو یا کثیر سب حرام ہے بلکہ اس زمانہ کا دستور اسی طرح تھا چنانچہ شان نزول سے معلوم ہوتا ہے جو لباب النقول میں تخریج فرمائی مجاہد سے مروی ہے کہ لوگ باہم معاملہ بیع کا ایک میعاد معین پر دام دینے کے وعدے سے کیا کرتے جب وہ میعاد معین آجاتی اور دام ادا نہ ہوتے تو دام بڑھا کر اور مہلت دیدیا کرتے اور نیز لباب مذکور عطا سے مروی ہے کہ جاہلیت میں قبیلہ ثقیف بنی نضیر سے معاملہ دین کا کرتے جب میعاد آجاتی تو کہتے کہ ہم تم کو بڑھا کر دے دیں گے تم اور مہلت دیدو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اھ غرض اسی طرح بار بار کرتے چنانچہ روح المعانی میں یہ لفظ بھی ہے کہ و ھکذا عند کل اجل اھ اس لئے اس آیت میں اسی کا بیان کردیا اور دوسری آیت میں مطلقاً بلا کسی قید کے حرام فرمادیا جیسے سورۂ بقرہ کی آیت وحرم الربوٰ گذر چکی ہے پس دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ یہ صورت بھی حرام ہے اور دوسری صورتیں جو اس کے علاوہ ہوں وہ بھی حرام ہیں خوب سمجھ لو آج کل بعضے ہوا پرست اس قید سے جو کہ واقعی ہے احترازی نہیں عام مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈالنا چاہتے ہیں اور دراصل اس لئے کہا کہ گنہگاروں کی وجہ سے بعضے مسلمان بھی جاویں گے لیکن ان کا اصل مسکن نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ بعد سزا کے آخر میں ببرکت ایمان کے اس سے نکل آویں گے۔

ربط آگے بھی تتمہ ہے مضمون سابق کا جس میں ترغیب ہے تحصیل شعب تقویٰ کی مع وعدۂ ثمرۂ تقویٰ کے کہ مغفرت اور جنت ہے، پس اوپر دوزخ سے بچنے کو فرمایا تھا یہاں جنت لینے کو فرماتے ہیں۔

ملخص الترجمہ

لہ قولہ فی ف

دراصل اس لئے کہا الخ یوئیدہ مافی روح المعانی عن الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ کان یقول ان ھذہ الآیۃ ھی اخوف آیۃ فی القرآن حیث اوعد اللہ تعالیٰ المؤمنین بالنار المعدۃ للکافرین ان لم یتقوہ فی اجتناب محارمہ اھ ۱۲

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ

اور دوڑو طرف مغفرت کے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ہو اور طرف جنت کے جس کی وسعت ایسی ہے جیسے سب آسمان اور زمین

اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ

وہ تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والوں کے لئے۔ ایسے لوگ جو کہ خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں اور غصہ کے ضبط

الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا

کرنے والے اور لوگوں سے درگذر کرنے والے اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں کو محبوب رکھتا ہے۔ اور ایسے لوگ کہ جب کوئی

فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ

ایسا کام کر گذرتے ہیں جس میں زیادتی ہو۔ یا اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرلیتے ہیں۔ پھر اپنے گناہوں کی معافی چاہنے لگتے ہیں

وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڰ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہے کون جو گناہوں کو بخشتا ہو۔ اور وہ لوگ اپنے فعل پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں

امر بہ شعب تقوی و وعدۂ جزائی او وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ (الی قولہ) عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ او

دوڑو طرف مغفرت کے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے (نصیب) ہو اور (دوڑو) طرف جنت کے مطلب کہ ایسے نیک کام اختیار کرو جس سے پروردگار تمہاری مغفرت کردیں اور تم کو جنت عنایت ہو اور وہ جنت ایسی ہے جس کی وسعت ایسی (نو) ہے (ہی) جیسی سب آسمان اور زمین (اور زیادہ کی نفی نہیں چنانچہ واقعہ میں زائد ہونا ثابت ہے) اور وہ تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والوں کے لئے (یعنی مسلمانوں کے لئے جن میں ایک تو اعلیٰ درجہ کے مسلمان) ایسے لوگ ہیں جو کہ (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں (ہر حال میں) فراغت میں (بھی) اور تنگی میں (بھی) اور غصہ کے ضبط کرنے والے اور لوگوں (کی تقصیرات) سے درگذر کرنے والے اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکو کاروں کو جن میں یہ خصال ہوں بوجہ کمل محبوب رکھتا ہے اور (ایک ان مذکورین کے اعتبار سے دوسرے درجہ کے مسلمان) ایسے لوگ ہیں کہ جب کوئی ایسا کام کر گذرتے ہیں جس میں اوروں پر (زیادتی ہو یا کوئی گناہ کر کے خاص) اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہیں تو (معاً) اللہ تعالیٰ (کی عظمت اور عذاب) کو یاد کر لیتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی معافی چاہنے لگتے ہیں (یعنی اس طریقہ سے جو معافی کے لئے مقرر ہے کہ دوسروں پر زیادتی کرنے میں ان اہل حقوق سے بھی معاف کرائے اور خاص اپنی ذات کے متعلق گناہ میں اس کی حاجت نہیں اور اللہ تعالیٰ سے معاف کرانا دونوں میں مشترک ہے) اور (واقعی) اللہ تعالیٰ کے سوا اور ہے کون جو گناہوں کو بخشتا ہو (رہا اہل حقوق کا معاف کرنا سو وہ لوگ اس کا اختیار تو نہیں رکھتے کہ عذاب سے بھی بچا لیں اور حقیقی بخشش اسی کا نام ہے) اور وہ لوگ اپنے فعل بد پر اصرار (اور ہٹ) نہیں کرتے اور وہ (ان باتوں کو) جانتے (بھی) ہیں کہ فلاں کام ہم نے گناہ کا کیا اور یہ کہ توبہ ضرور ہے اور

اللغات العرض السعة وخلاف الطول كذا في القاموس ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی ترجمۃ سارعوا الی مغفرۃ ایسے نیک کام الخ فالتقدیر ای موجبات المغفرۃ کذا صرحوا ۱۲ ۲ قولہ فی ترجمۃ السموات سب آسمان فاللام للاستغراق ۱۲ ۳ قولہ فی ترجمۃ عرضہا زیادہ کی نفی الخ فالتخصیص للتفہیم ۱۲ ۴ قولہ فی ترجمۃ المتقین یعنی مسلمانوں الخ فلا ینافی کون مومن خائف بتفاوت المراتب ۵ قولہ فی ترجمۃ المحسنین ایسے الخ اشارۃ الی کون اللام للعہد ۱۲ ۶ قولہ فی ترجمۃ الفاحشۃ زیادتی ہو الخ ہذا احد الفرق فی البیضاوی ۱۲ ۷ قولہ فی توضیح ومن یغفر الذنوب ان کا اختیار نہیں رکھتے محصل ان ایراد العباد شرط للمغفرۃ فانہا خاصۃ باللہ تعالیٰ

أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

ان لوگوں کی جزا بخشش ہے ان کے رب کی طرف سے اور ایسے باغ ہیں کہ ان کے نیچے سے نہریں چلتی ہوں گی ان میں

خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ

وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور اچھا ہے اجر محنت کرنے والوں کا ۔ بالتحقیق تم سے قبل مختلف طرق گذر چکے ہیں

فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝ هَٰذَا

تو تم روئے زمین پر چلو پھرو اور دیکھو کہ اخیر انجام تکذیب کرنے والوں کا کیسا ہوا یہ بیان

بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ۝ وَلَا تَهِنُوا

کافی ہے تمام لوگوں کے لئے اور ہدایت اور نصیحت ہے خاص خدا سے ڈرنے والوں کے لئے اور تم ہمت مت ہارو

وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝

غم نہ کرو اور غالب تم ہی رہو گے اگر تم پورے مؤمن رہے ۔

یہ کہ خدا تعالیٰ غفار ہے مطلب یہ کہ اعمال کی بھی درستی کر لیتے ہیں اور عقائد بھی درست رکھتے ہیں) أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝ ان لوگوں کی جزا بخشش ہے اُن کے رب کی طرف سے اور (بہشت کے) ایسے باغ ہیں کہ اُن کے درختوں اور مکانوں کے نیچے سے نہریں چلتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے (اور اسی مغفرت اور جنت کی تحصیل کا شروع آیتوں میں حکم تھا جو بطریق اسکال بتلا ختم پر اس کا وعدہ فرمایا) اور (یہ[1]) اچھا ہے اجر محنت کرنے والوں کا (وہ کام استغفار اور حسن[2] اعتقاد ہے اور استغفار کا متمم آئندہ طاعات کی پابندی ہے جس پر بعدم اصرار دلالت ہے) **ف** ان آیتوں میں دو درجے کے مسلمانوں کا بیان ہے ایک اعلیٰ درجہ کے ایک ان سے کم اور خدا سے ڈرنے والوں میں سب آگئے کیونکہ توبہ بھی خدا کے ڈر ہی سے ہوتی ہے اور یحب کے ترجمہ میں بوجہ اکمل اس لئے قید لگائی کہ نفس محبوبیت سب اہل سلام میں مشترک ہے البتہ اعلیٰ درجہ کے لوگوں کیلئے اکمل درجہ کی محبوبیت خاص ہے باقی ضروری قیود اور فوائد خود تقریر ترجمہ سے واضح ہیں **ربط** آگے پھر عود ہے قصۂ غزوۂ احد کی طرف بطور تسلی دہی مسلمانوں کے کہ ہمیشہ سے طریق الٰہی چلا آیا ہے کہ انجام کار کفار ہی خائب و خاسر ہوتے ہیں سو تم گو اس وقت اپنی بے عنوانی سے مغلوب ہو گئے لیکن اگر اپنے مقتضیات ایمان یعنی ثبات و تقویٰ پر قائم رہے تو اخیر میں کفار ہی مغلوب ہوں گے **عود بسوئے قصۂ احد و تسلیۂ مسلمانان** قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ (الی قولہ) إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ بالتحقیق تم سے قبل (زمانوں میں) مختلف طرق کے لوگ گذر چکے ہیں (ان میں مسلمان بھی تھے کفار بھی تھے اور ان میں اختلاف و مقابلہ و مقاتلہ بھی ہوا لیکن انجام کار کفار ہی ہلاک ہوئے چنانچہ اگر تم آثار کا مشاہدہ کرنا چاہو تو تم روئے زمین پر چلو پھرو اور دیکھ لو کہ اخیر انجام تکذیب کرنے والوں کا (یعنی کفار کا) کیسا ہوا (یعنی ہلاک و برباد ہوئے چنانچہ ان کی ہلاکت کے آثار اس وقت تک بھی باقی تھے جس کو دوسری آیات میں فرمایا ہے فتلك بيوتهم خاوية الآية فتلك مساكنهم لم تسكن الا و

[1] ای ان اسکم اه فلیس المراد النظر والا لتعدا له کذا فی الکبیر ۱۲

بقیہ مسائل السلوک ص ۳۰

قولہ تعالیٰ والذین اذا فعلوا (الی قولہ) ولم یصروا علی ما فعلوا الخ روح میں ہے کہ حسن کی روایت ہے کہ یہی صفت اسی کی ہے جس کی صفت اللذین ینفقون فی السراء الخ ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ گناہ ہو جانا جبکہ توبہ کر لیں اور اصرار نہ کریں محسن ہونے کے منافی نہیں کیونکہ محسنین بھی انھیں کو فرمایا ہے اگر احسان سے مراد اعلیٰ مقامات ہی درکار کو نفع پہنچانا مذہب تو ظاہر ہے اور اگر احسان کے وہ معنی ہیں جو حدیث میں ہیں ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک تو اس لحاظ سے کہ اگر ان میں منافات ہو تو لازم آتا ہے کہ محسن اسی شخص پر صادق آوے جو حضور کے درجہ کا ہو اور اس شخص پر صادق نہ آوے جس نے ایک مدت دراز تک بہت خوبی اور شائستگی کے ساتھ حق تعالیٰ کی عبادت اور طاعت کی ہو پھر ایک لحظہ کے لئے اس سے کوئی معصیت ہو گئی ہو پھر وہ اس پر اشد درجہ نادم ہوا ہو اور اہتمام سے استغفار کر لیا ہو اور یہ اخیال نہیں کہ کوئی اس کا قائل ہو سکے ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ترجمۃ نعم یہ الخ اشارۃ الی حذف المخصوص بالمدح ای ذلک کذا فی البیضاوی ۱۲

۲ قولہ فی ترجمۃ یعلوہ حسن اعتقاد فالحال مبینۃ لذلک فالتقیید احتراز ان التوبۃ لا یقبل الا من محسن الاعتقاد ۱۲ ۳ قولہ فی ترجمۃ فسیروا اگر تم آثار کا مشاہدہ کرنا چاہو فی روح المعانی قیل المعنی علی الشرط ۱۲

إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ

اگر تم کو زخم پہنچ جاوے تو اس قوم کو بھی ایسا ہی زخم پہنچ چکا ہے اور ہم ان ایام کو ان

نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ

لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہا کرتے ہیں۔ اور تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جان لیویں۔ اور تم میں سے بعضوں کو

شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ

شہید بنانا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے۔ اور تاکہ میل کچیل سے صاف کر دے ایمان والوں کو اور مٹا دیوے کافروں کو

والھما لبا مام مبین الخ) یہ (مضمون مذکور) بیان[1] کا ہے تمام لوگوں کے لئے (کہ اگر اس میں غور کریں تو عبرت حاصل کر سکتے ہیں) اور ہدایت[2] اور نصیحت ہے خاص خدا سے ڈرنے والوں کے لئے (یعنی ہدایت اور نصیحت بھی لوگ حاصل کرتے ہیں ہدایت یہ کہ حق و باطل کو سمجھیں اور نصیحت یہ کہ اس کے موافق عمل کریں) اور تم اگر اس وقت مغلوب ہو گئے تو کیا ہوا ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور (آخر کو) غالب تم ہی رہو گے اگر تم پورے مومن رہے (یعنی اس کے مقتضیات پر ثابت رہے)

ف بقیہ تقریر مضمون آیت کی بیان ربط میں لکھی جا چکی ہے دیکھ لیا جاوے **ربط** آگے بھی تسلی ہے دوسرے طور پر جس کی تقریر ترجمہ ہی سے معلوم ہو جاوے گی **تسلی مسلمانان** **تقریر دیگر** اِن یَّمْسَسْکُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُہٗ ط (الی قولہ) وَیُمَحِّقَ الْکٰفِرِیْنَ ○ اگر تم کو زخم (وصدمہ[3] پہنچ جاوے (جیسا احد میں ہوا) تو (کوئی گھبرانے کی بات نہیں کیونکہ اس میں چند حکمتیں ہیں ایک تو یہ کہ) اس قوم کو بھی (جو کہ تمہارے مقابل تھی یعنی کفار) ایسے ہی زخم (وصدمہ) پہنچ چکا ہے (چنانچہ گذشتہ سال بدر میں وہ صدمہ اٹھا چکے ہیں) اور (ہمارا معمول ہے کہ) ہم ان ایام کو (یعنی غالب و مغلوب ہونے کے زمانہ کو) ان لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہا کرتے ہیں (یعنی کبھی ایک قوم کو غالب اور دوسری کو مغلوب کر دیا کبھی اس کا عکس کر دیا سو اسی اصول کے موافق پارسال وہ مغلوب ہوئے تھے اب کے تم ہو گئے ایک حکمت تو یہ ہوئی) اور[4] (دوسری حکمت یہ ہے) تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو (ظاہری طور پر بھی) جان لیویں (کیونکہ مصیبت کے وقت مخلص اور منافق کا امتحان ہو جاتا ہے) اور (تیسری حکمت یہ ہے کہ) تم میں سے بعضوں[5] کو شہید بنانا تھا (بقیہ حکمتیں آگے آتی ہیں درمیان میں جملہ معترضہ کے طور پر فرماتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ ظلم (یعنی کفر و شرک) کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے (پس اس کا احتمال نہ کیا جاوے کہ شاید ان کو محبوب ہونے کی وجہ سے غالب فرما دیا ہو ہرگز نہیں) اور (چوتھی حکمت یہ ہے) تاکہ (گناہوں کے) میل کچیل کو صاف کرے ایمان والوں کو (کیونکہ مصیبت سے اخلاق و اعمال کا تصفیہ ہو جاتا ہے) اور (پانچویں حکمت یہ ہے کہ) مٹا دیوے کافروں کو (یہ دو طور پر ہے ایک یہ غالب آجانے سے جرأت بڑھے گی پھر مقابلہ میں آویں گے اور ہلاک ہوں گے دوسرے یہ کہ مسلمانوں پر ظلم کرنے سے قہر خداوندی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوں گے) **ف** اس اخیر وجہ کا مضمون خوب ادا کیا گیا ہے ؎ دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را ۔ چنداں امان نہ داد کہ شب را سحر کند

اور اول حکمت جو تداول کو فرمایا خود اس تداول میں بہت سے مصالح و حکم ہیں جن میں سے ایک بڑی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ

اللغات فی القاموس والتالایام دارت - واللہ یداولہا بین الناس - وغیرہ محصل الذہب بان راضہ فصفا بفتح ۱۲

النحو والبلاغۃ قولہ ان یمسسکم فی روح المعانی ان قد تجیٔ لمجرد التعلیق من غیر نقل من الماضی الی المستقبل **قولہ** تعالیٰ وتلک الایام فی روح المعانی اسم الاشارۃ مشار بہ الی ما بعدہ کما فی الکشاف المبہمۃ التی تفسر بما بعد بما نحو ربہ رجلا وشبہ لتفخیم و التعظیم و التعظیم الایام بمعنی الاوقات او الایام المعروفۃ وتعریفہا للعہد اشارۃ الی اوقات الظفر والغلبۃ الجاریۃ فیما بین الامم الماضیۃ والآتیۃ ویونا بدر و احد اذ الخلاف فیہا دخولاً او لیا، اسم الاشارۃ خبر مبتدا والایام صفۃ ونداولہا جملۃ خبر و بین الناس ظرف لنداولہا ۱۲

ملخص الترجمہ ۱؎ **قولہ** بیان کا ہے فی قانون التفہیم ۲؎ **قولہ** ہدایت یہ کہ الخ حاصل الفرق بین کل من الثلاثۃ ۱۲ ۳؎ **قولہ** وصدمہ عطف تفسیری لان الواقع الموت الجرح - والقتل - والانہزام ویؤیدہ ما فی روح المعانی عن البعض تفسیر القرح بالانہزام وفیہ ان التثنیۃ باعتبار کثرۃ القتلی فی الجملۃ من غیر مساعدۃ فی العدد ۱۲ ۴؎ **قولہ** گھبرانے کی بات نہیں اشارۃ الی حذف الجزاء ای تسلوا کذا فی روح المعانی ۱۲ ۵؎ **قولہ** اور دوسری حکمت الخ اشارۃ الی کون ما بعدہ معطوفا علی مقدر لان الکلام لتسلیۃ المسلمین فلا تنافی المدۃ اولا ولیعلم ولیتخذ ولیمحص ولیمحق ۱۲ ۶؎ **قولہ** الخ ترجمہ ؎ بعضوں کو اشارۃ الی کون من بعضہم ۱۲

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا

ہاں کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں چلے داخل ہو گے حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنھوں نے تم میں سے

مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ○

جہاد کیا ہو اور نہ ان کو دیکھا جو ثابت قدم رہنے والے ہوں

اس عالم میں مکلف کو ابتلا باقی رہے اور اگر ہمیشہ مسلمان ہی غالب رہتے تو ایمان لانا کچھ بھی کمال اور مبنی بر بصیرت نہ ہوتا اور عکس میں بھی ضعفاء فتنۂ شدیدہ میں پڑ جاتے جیسا سورۂ زخرف میں فرمایا ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ الی قولہ ورخرفا الآیۃ اور لیعلم کے ترجمہ میں جو یہ قید لگائی کہ ظاہری طور پر اس کی توضیح پارہ سیقول کے رکوع اول تفسیر لنعلم من یتبع الرسول کے فائدہ میں گذر چکی ہے **ربط** اوپر کی آیتوں میں تسلی تھی گذشتہ مصائب کے بارہ میں آگے تقویت قلوب مومنین کی فرماتے ہیں آئندہ مشقتوں کے وقوع پر۔ **تقویتِ قلوب بر مشاق** أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ○

ہاں[۵] (اور سنو) کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں (خصوصیت کے ساتھ) جا داخل ہو گے حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے (ظاہری طور پر) ان لوگوں کو تو دیکھا[۶] ہی جنھوں نے تم میں سے (خوب) جہاد کیا ہو اور نہ ان کو دیکھا جو (جہاد میں) ثابت قدم رہنے والے ہوں **ف** ظاہری طور پر کی قید کا موقع بیان تو ابھی اوپر کی آیت کے فائدہ میں مذکور ہو چکا ہے اور خصوصیت کے ساتھ داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اول ہی چلا جاوے اور درجات عالیہ پر بھی پہنچ جاوے سو یہ بدون مشقت کے نہیں ہوتا جیسا کہ دوسرے نصوص سے معلوم ہوتا ہے اور باقی نفس دخول بعض مومنین کے لئے محض فضل وکرم سے بھی ہو سکتا ہے جیسا یغفر لمن یشاء سے اہل حق نے سمجھا ہے اور جہاد میں خوب کی قید اس لئے لگائی کہ تھوڑا بہت تو جہاد ہوا ہی تھا اور نہ تمام ثبات بھی رہا مطلب آیت کا یہ ہوا کہ ابھی تم سے زیادہ جہاد اور ثبات قدم واقع نہیں ہوا اور خصوصیت کے ساتھ جنت میں جانا اس پر موقوف ہے پس آئندہ کیلئے اس میں کوشش کرنا پر ضرور ہے **ربط** اوپر نصیحت تھی آگے ایک گونہ ملامت ہے انہزام پر

ملحقات ترجمہ

[۵] قولہ فی ترجمہ ام ہاں الخ اشارۃ الی کون ام منقطعۃ بمعنی بل للانتقال من کلام الی کلام والہمزۃ للاستفہام الانکاری فان کلمۃ ہاں فی الفارسیۃ بفیدالانتقال ۱۲

[۶] قولہ فی ترجمہ لما یعلم دیکھا ہی نہیں بناء علی ان الرویۃ القلبیۃ تفید العلم ولما کان مادۃ جاننا موجناعدہ العادۃ ترکہ ۱۲

النحو قولہ ویعلم الصابرین فی روح المعانی نصب باضمار ان وقیل بواو الصرف والکلام من باب لا تاکل السمک وتشرب اللبن ای ام جمعتم والحال انہ لم یتحقق منکم الجمع بینہما قلت لئن الجمع قد یکون بنحو کل واحد من الجزئین وقد یکون بنحو احدہما والمقام یحتمل کلیہما فان الثبات لم یتحقق واما الجہاد فقد وقع لکن لو نظر الی الغایۃ صح الانتفاء ۱۲

البلاغۃ قولہ تعالیٰ لما یعلم فی روح المعانی فانتفی

لما علی تم اشارۃ الی ان الجہاد متوقع منہم فیما یتفضل بناء علی ما فہم من کلام سیبویہ ان لما تدل علی توقع الفعل المنفی بہا وایثار الصابرین علی الذین صبروا للایذان بان المعتبر ہو الاستمرار علی الصبر ملاحظۃ علی رؤس الآی آہ قلت بخلاف الجہاد فانہ ینکشف عن قریب اما عن الفرح او عن الترح ۱۲

الکلام وبما قررت معنی دخول الجنۃ تم یبقی مساغ لطعن ان یمکن بالاستدلال علی انتفاء دخول الجنۃ بدون العمل ۱۲

وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ

اور تم تو مرنے کی تمنا کر رہے تھے | موت کے سامنے آنے کے پہلے سے | سو اس کو تو

رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝

کھلی آنکھوں | دیکھ لیا تھا۔

ملامت بر انہزام وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ اور تم تو (شہید ہو کر، مرنے کی (بڑی) تمنا کر رہے تھے موت کے سامنے آنے کے پہلے سے سو (تمنا کے بعد) اس (کے سامان) کو تو کھلی آنکھوں دیکھ لیا تھا (پھر اس کو دیکھ کر کیوں بھاگنے لگے اور تمنا کہاں بھول گئے)

ف شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ سال گذشتہ بعض صحابہ جو بدر میں شہید ہوئے اور ان کے بڑے فضائل معلوم ہوئے تو بعض نے تمنا کی کہ کاش ہم کو بھی کوئی ایسا موقع پیش آوے کہ اس دولت شہادت سے مشرف ہوں، آخر یہ احد کا غزوہ واقع ہوا تو پاؤں اکھڑ گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کذا فی لباب النقول بسند ابن ابی حاتم عن ابن عباس۔

ربط جب اس غزوۂ احد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہوا اور سر مبارک زخمی ہوا اس وقت کسی دشمن نے پکار دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل کر دیئے گئے مسلمان لڑائی بگڑ جانے سے بدحواس اور منتشر ہو ہی رہے تھے اس خبر سے اور بھی کمر ٹوٹ گئی کسی نے تو یہ تجویز کیا کہ اب کفار سے امن لے لینا چاہیئے۔ بعضے ہمت ہار کر بیٹھ رہے اور ہاتھ پاؤں چھوڑ دیئے اور بعض بھاگ کھڑے ہوئے بعضے منافق بولے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں رہے تو پھر اپنا پہلا ہی دین کیوں نہ اختیار کر لیا وے۔ بعض نے کہا کہ اگر نبی ہوتے تو قتل کیوں ہوتے اور بعض نے کہا کہ اگر آپ ہی نہ رہے تو ہم رہ کر کیا کریں گے جس پر آپ نے جان دی اس پر ہم کو بھی جان دے دینا چاہیئے اور اگر آپ قتل ہو گئے تو کیا ہے اللہ تعالیٰ تو قتل نہیں ہوئے اس پریشانی میں اول آپ کو حضرت کعب بن مالک نے دیکھ کر پہچانا اور پکار کر کہا کہ اے مسلمانو! یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ صحیح سلامت غرض اس وقت پھر مسلمان جمع ہوئے آپ نے ان کو ملامت فرمائی، عرض کیا یا رسول اللہ یہ خبر سنکر ہمارے دلوں میں ہول بیٹھ گئی اس لئے ہمارے پاؤں اکھڑ گئے اس موقع پر یہ آیت آئندہ نازل ہوئی کذا فی روح المعانی و لباب النقول عن ابن ابی حاتم وغیرہ۔

البلاغۃ قولہ وانتم تنظرون ای رایتموہ معاینین الرویۃ اتیۃ علی حد ترکتک اتیۃ الیس فی عینی علۃ ای رایۃ رؤیۃ حقیقۃ لا خفاء فیہا ولا التفات فی روح المعانی المقصود من ہذا الکلام توبیخہم علی تمنیہم الشہادۃ فی الحرب ثم جبنہم عن الثبات لہا علی تمنی الشہادۃ فضیحۃ لان ذلک مما یعاتب علیہ کما وہم ۱۲

المفردات قولہ تمنون الموت لان الموت لیس بمرئی فہو الکلام مجاز ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ ولقد کنتم تمنون الموت الآیۃ ان آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس پر انکار فرمایا کہ تم موت کی تمنا کرتے تھے کفار کے خلاف کفار کو للکارتے تھے مگر نفس تمنی پر انکار نہیں فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ مطلق تمنی موت مذموم نہیں بلکہ وہ جو احد کے اشتیاق میں ہو جس کی نوع شہادت میں ہوتی ہو تو جائز ہے ۱۲

ملحقات الترجمہ ف قولہ فی ترجمہ دانستہ اس کے سامان الخ

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ

اور محمد تو ترے رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بھی بہت رسول گذر چکے ہیں سو اگر آپ کا انتقال ہو جاوے

اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ

یا آپ شہید ہی ہو جاویں تو کیا تم لوگ (دین سے) پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر بھی جاوے گا تو خدا تعالیٰ کا

يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ

کوئی نقصان نہ کرے گا۔ اور خدا تعالیٰ جلدی ہی عوض دے گا حق شناس لوگوں کو ، اور کسی شخص کو موت آنا ممکن نہیں

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۭ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَ

مگر حکم خدا کے اس طور سے کہ اس کی میعاد معین لکھی ہوئی رہتی ہے۔ اور جو شخص دنیوی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اس کو دنیا کا حصہ دے دیتے ہیں اور

مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۭ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ۝

جو شخص اخروی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اس کو آخرت کا حصہ دیں گے ہم بہت جلد عوض دیں گے حق شناسوں کو

تتمہ ملامت بر انہزام و ما محمد الا رسول (الی قولہ) وسنجزی الشکرین ○ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رسول ہی تو ہیں (خدا تو نہیں جس پر موت یا قتل ممتنع ہو) آپ سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں (اسی طرح آپ بھی ایک روز آخر گذر ہی جاویں گے) سو اگر آپ کا انتقال ہو جاوے یا آپ شہید ہی ہو جاویں تو کیا تم لوگ (جہاد یا اسلام سے) الٹے پھر جاؤ گے (چنانچہ اس اثر میں یعنے مسلمان میدان جنگ سے بھاگ پڑے تھے اور منافقین ترغیب ارتداد کی دے رہے تھے) اور جو شخص (جہاد سے خواہ اسلام سے) الٹا پھر بھی جاوے گا تو خدا تعالیٰ کا کوئی نقصان نہ کرے گا (بلکہ اپنا ہی کچھ کھووے گا) اور خدا تعالیٰ جلدی ہی (نیک) عوض دے گا حق شناس لوگوں کو (جو ایسے مواقع پر اللہ تعالیٰ کے انعامات کو یاد رکھکر اس کی اطاعت پر قائم و مستقل رہتے ہیں اور قیامت کو ملنا جلدی ہی ملنا ہے کیونکہ روزانہ قریب ہی ہو رہی ہے) اور (نیز کسی کے مرنے سے اتنا گھبرانا بھی فضول ہے کیونکہ اول تو) کسی شخص کو موت آنا ممکن نہیں (خواہ طبعاً خواہ قتلاً) بدون حکم خدا کے (پھر جب خدا کے حکم سے ہے تو اس پر راضی رہنا ضرور ہے دوسرے یہ کہ جس کی موت آتی بھی ہے تو) اس طور سے کہ اس کی میعاد معین لکھی ہوئی رہتی ہے (جس میں تقدیم تاخیر نہیں ہو سکتی تو پھر ارمان اور حسرت محض بے کار ہے وہ تو وقت پر ضرور ہوگی اور وقت سے پہلے ہرگز نہیں) اور (پھر یہ کہ اس گھبراہٹ کا آخر نتیجہ کیا بجز اس کے کہ یہ ایک ناکافی تدبیر ہے چندے اور زندگی دنیوی کی سوا اسی تدبیر کا اثر سن لو کہ) جو شخص (اپنے اعمال و تدبیرات میں) دنیوی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اس کو دنیا کا حصہ (بشرط اپنی مشیت کے) دیدیتے ہیں (اور آخرت میں اس کے لئے کچھ حصہ نہیں) اور جو شخص (اپنے اعمال و تدبیرات میں) اخروی نتیجہ چاہتا ہے (مثلاً جہاد میں اس لئے ثابت قدم رہا کہ یہ تدبیر ہے ثواب آخرت کی) تو ہم اس کو آخرت کا حصہ (وعدہ اور ذمہ کرکے) دینگے اور ہم بہت جلد

ملحقات السجدہ لہ قولہ فی ترجمۃ الا رسول خلت الرسل اشارۃ الی ان انقضاء النبی علیہ السلام بموتہ او قتلہ امر معتاد جرت بہ سنۃ اللہ فی الامم السالفۃ ۱۲ منہ سکہ قولہ فلن یضر اللہ شیئا خواہ کفرا اشارۃ الی ان الموت بارتداد لا تعنی لہ فی جنب مقام عبدیتہ ۱۲ منہ سکہ قولہ فی تجید ترجمۃ قولہ ومن یرد ثواب الدنیا نؤتہ منہا ای لیس لہ فی الاخرۃ نصیب ۱۲ منہ سکہ قولہ فی ترجمۃ منافقی المومنین حصہ اشد قولی او حاصل بقصیۃ او زیادۃ فی ناحیۃ جمیع الاخرۃ وقولہ فی ترجمۃ ۳ منہ

مسائل سلوک

المتن - قولہ تعالیٰ افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم الایۃ قال العبد الضعیف لما کانت الایۃ خطابا لمن لم یقلب وانما حصل العلم للمنقلب من الانہزام والفزع الشدید قد قالت علی ذم الفزع الشدید الآسف البالغ علی من احد من الشیخ کما ھو عادۃ اکثر المحققین من المواعظ بل المخواص البقروکن لوجہ بقاء الدین بلا خلل ۱۲ منہ اقتضی القول ۱۲ لقد احسن صاحب الروح فی التعبیر عن ھذا المعنی (بقال والاشارۃ فی ذلک الی انہ تعالیٰ غافر من تذلل لہ بلا حجاب الواسطۃ الخلقی عن الیمین وھو من تلمس اھل الحق وصیانۃ آہ

ترجمہ قولہ تعالیٰ افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم الایۃ ظاہر ہے کہ یہاں صحابہ سے انقلاب کا وقوع نہ ہوا تھا اپنے انقلاب دینوں کا سابق حاصل ہو گیا تھا جیسے ہزیمت اور فزع فزع شدید اس سے پایا آیت سے معلوم ہوا کہ کسی بڑے جائے پر فزع شدید اور رخت رع کرنا صحابہ کرام کے حق میں عوام بلکہ خواص کی بھی طرف ہو مذموم ہے اور اسی طرح یہ تو ہم کرنا کہ اگر کوئی دین کا حامی خادم نہ رہا تو بھی دین کا کام چلتا رہے گا یہ بھی وہم باطل اور روح ہے جس پر کہ اس شخص کے عتاب کی طرف اشارہ ہو جو دو میان سے واسطہ کے فوت ہو جانے کو مستزل ہو جاوے گویا یہ شخص کہتا ہے کہ میں ہی ہوں جو دین کا کام چلا رہا ہوں اگر میں نہ رہوں تو دین کا کام کون چلائے گا ۱۲ منہ

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ

اور بہت نبی ہو چکے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے اللہ والے لڑے ہیں سو نہ ہمت ہاری انھوں نے ان مصائب کی وجہ سے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝

جو ان پر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں اور نہ ان کا زور گھٹا اور نہ وہ دبے اور اللہ تعالیٰ کو ایسے مستقل مزاجوں سے محبت ہے

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ

اور ان کی زبان سے بھی تو اس کے سوا اور کچھ نہیں نکلا کہ انھوں نے عرض کیا کہ ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں ہمارے حد

اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ

اور ہم کو ثابت قدم رکھیے اور ہم کو کافر لوگوں پر غالب کیجیے سو ان کو اللہ تعالیٰ نے

ع ۱۵ ۹

ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

دنیا کا بھی بدلہ دیا۔ اور آخرت کا بھی عمدہ بدلا اور اللہ تعالیٰ کو ایسے نیکوکاروں سے محبت ہے۔

(نیک) عوض دیں گے (ایسے) حق شناسوں کو (جو اپنے اعمال میں آخرت کی نعمت کہ رضاء لقاء ہے چاہیں) **ف** پہلی جگہ اعمالِ نیک پر قائم رہنے کو شکر کہا تھا یہاں ان اعمال میں آخرت کی نیت کرنے کو شکر کہا تو کلام میں تکرار نہیں ہے **فائدہ** قد خلت من قبلہ الرسل سے عیسیٰ علیہ السلام کے انتقال فرما چکنے پر استدلال کرنا محض باطل ہے کیونکہ آسمان پر زندہ اٹھ جانا یہ بھی دنیا سے گذر جانا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اس طرح بھی اٹھ جاتے تب بھی صحابہ کو صدمہ موت ہی کا سا ہوتا اس لئے تسلی میں اس کو دخل تام ہے **ربط** آگے بھی تتمہ ملامت کا مخلصین امم سابقہ کا حال یاد دلا کر دیکھو کیسے مستقل رہے تم کو بھی ایسا ہی چاہیئے تھا **ذکر استقلال مخلصین امم سابقہ** وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ (الی قولہ) وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور بہت نبی ہو چکے ہیں جن کے ساتھ بہت بہت اللہ والے (کفار کے ساتھ) لڑے ہیں سو نہ تو کام سے ہمت ہاری انھوں نے ان مصائب کی وجہ سے جو ان پر اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد میں) واقع ہوئیں اور نہ ان کے قلب یا بدن) کا زور گھٹا اور نہ وہ (دشمن کے سامنے) دبے (کہ ان سے عاجزی اور خوشامد کی باتیں کرنے لگے ہوں) اور اللہ تعالیٰ کو ایسے مستقل مزاجوں سے محبت ہے (وجود ان کے کام میں ایسے ثابت رہیں) اور (اقوال میں تو ان کی کیا لغزش ہوتی) اُن کی زبان سے بھی تو اس کے سوا اور کچھ نہیں نکلا کہ انھوں نے (جناب باری میں) عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں ہمارے حد سے نکل جانے کو بخش دیجیئے اور ہم کو (کفار کے مقابلہ میں) ثابت قدم رکھیئے اور ہم کو کافر لوگوں پر غالب کیجیئے سو (اس استقلال اور دعا کی برکت سے) ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا بھی بدلا دیا یعنی فتح وظفر اور آخرت کا بھی عمدہ بدلا (یا یعنی ثواب جنت) اور اللہ تعالیٰ کو ایسے نیکوکاروں سے محبت ہے **ف** اس میں تعلیم ہے کہ سبب مصیبت آوے ظاہری تدبیر کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کیجیے اور اپنے گناہ بخشوائیے کہ

اللغات فی روح المعانی ربیون منسوب الی الرب کرانی علی غیر قیاس اخرجہ سعید بن منصور عن الحسن انہم العلماء والعباد وأخرج ابن جریر عن ابن عباس وجمع وعلیہ فہو منسوب الی الربۃ بکسر الراء وہی الجماعۃ اط فی البضعۃ ان الکسر من تغیرات النسب استکانوا فی البیضاوی اصلہ استکن علی السکون الخ ضع لیکن صاحبہ لیمیل برما یریدہ الا لف من اشباع الفتحۃ او استکنوا

الفاظ من لکون لا تطلب من نفسہ ان تکون من یخضع لہ فی المقام وان یکون الضعف فی الحال ضعف فی المقال فرق بین الثلثۃ فان الوہن کتر کن بہا والضعف سلب القوۃ عن کان العمل او عن الحبل الاستکانۃ بحسرۃ العدو وروی ہذا فی تفسیر حسنی ۱۲ منہ

الحل فاتاہم ساذہ ای ربہم او ضمیر نبی ومعہ ربیون حال عن فاعل قتل

لکن ہذا الجواب ضعیف بظاہر فان عدم الخلود فی النار لا یستلزم کونہ للغافرین لاحتمال وجوب التصدق بہ علی الفقراء فافہم ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ

اے ایمان والو اگر تم کہنا مانو گے کافروں کا تو وہ تم کو الٹا پھیر دیں گے

فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝

پھر تم ناکام ہو جاؤ گے بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا دوست ہے اور وہ سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ

ہم ابھی ڈالے دیتے ہیں دلوں کافروں کے دلوں میں بسبب اس کے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ایسی چیز

يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝

نازل نہیں فرمائی اور ان کی جگہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے بے انصافوں کی

اکثر مصیبت کا سبب گناہ ہوتا ہے ۵ غم چربینی زود استغفار کن ۔ غم بامر خالق آمد کار کن ۔ اور اس میں تعریض ہے کہ احد میں مصیبت بوجہ عدول حکمی کے ہوئی ۔ اور اگر یہ اشکال ہو کہ وہ لوگ تو اللہ والے تھے پھر ان کے گناہ کیا ہوں گے ۔ جواب یہ ہے کہ کچھ نہ کچھ تو انسان سے ہو ہی جاتا ہے اور ایسے اتفاقیات سے اللہ والے ہونے میں خلل نہیں پڑتا خصوص اس وجہ سے کہ وہ فوراً معذرت کر لیتے ہیں اور فتح وظفر کو ثبات و دعا پر مرتب فرمانا شعر ہے کہ امور در اصل اس کے اسباب سے ہیں اور کسی غارض سے تخلف ہو جانا منافی سببیت کے نہیں خوب سمجھ لو ربط ۔ چونکہ لڑائی بگڑنے کے وقت بعض منافقین مسلمانوں سے کہنے لگے تھے کہ جب آپ ہی نہ رہے تو اپنا پہلا ہی دین کیوں نہ اختیار کر لیا جاوے اور اس سے ان منافقین کی خباثت اور ان کا دشمن بدخواہ ہونا ظاہر ہے اس لئے اگلی آیت میں مسلمانوں کو کسی امر میں ان کے مشورے کے اتباع سے تر ہیب ہے جیسا اوپر مخلصین سابقین کی اتباع کی ترغیب تھی ترہیب مومنین از قبول مشورہ کفار و منافقین يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (الی قولہ) وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝ اے ایمان والو اگر تم کہنا مانو گے کافروں کا تو وہ تم کو (کفر کی طرف) الٹا پھیر دیں گے (یعنی ان کا اصل مطلب یہ ہے) سو کبھی وہ صراحۃً اس کی طرف بلاتے ہیں اور کبھی ظاہر میں کوئی خیر خواہی کی بات سمجھاتے ہیں لیکن اس میں بھی نتیجۃً ایسا ہی رکھتے ہیں کہ شدہ شدہ وہ تہ بدی کی ہو جائے) پھر تم (ہر طرح) ناکام ہو جاؤ گے (غرض کسی طرح وہ تمہارے دوست نہیں ہیں) بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا دوست ہے اور وہ سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے (پس اسی کی دوستی پر اکتفا کرو اور اسی کو مددگار سمجھو، دوسرا مخالف اگر نصرت کی بھی تدبیر نکالے خلاف حکم خدا کبھی اس پر عمل مت کرو) ربط ۔ اوپر اللہ تعالیٰ کا مولا اور ناصر ہونا مذکور تھا آگے ایک اقسم سے اس کا اثبات ہوا اثبات نصرت الٰہیہ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ (الی قولہ) وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ ہم ابھی ڈالے دیتے ہیں (دہشت) کافروں کے دلوں میں بسبب اس کے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ایسی چیز کو ٹھہرایا ہے جس کے قابل شرکت ہونے) پر کوئی دلیل اللہ تعالیٰ نے (لفظاً یا معنیً) نازل نہیں فرمائی اور ان (کافروں) کی جگہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے (ایسے) بے انصافوں کی (جو خدا کا حق الوہیت دوسرے کے لئے سمجھیں) ف چنانچہ اس اتفاق رعب کا ظہور اس طرح ہوا کہ

للبلاغۃ وصرح بسبب الرعب ایۃ انا بازاء ما وعد ہذہ الصفۃ فیہم لا یزالون مرعوبین فیہ تبشیر للمؤمنین وفیہ اشارۃ الی ان الکفر سبب الضعف فی م

۵ اقتلب والمعانی فی التخلف بعارض السببیۃ او یقال کان سببا فی الماضی واعلم ان الایۃ لا تدل علی ان من سماہ کافرا وقت النزول لا یزال کافرا فان ابا سفیان وغیرہ اسلموا بعد قولہ سنلقی الخ فیہ للاستقبال ان کانت الآیۃ نزلت قبل الرعب وان کانت نزلت بعدہ فہی لمجرد التاکید لمجرد اعن المسلولین ونطق لحکایۃ الحال الماضیۃ ذکرہ عصام ۔ قولہ مالم ینزل بہذا من باب انتفاء المقید لانتفاء قیدہ اللازم وہذا لکونہم السابقۃ لا تقتضی وجود الموضوع ۱۲

تحقیقات الترجمہ ۱ قولہ کہنا مانو گے لم نخصصہ خصوصیۃ غیر ما نظر الی قولہ یردوکم المضمر بالکفر لانا حققنا بقولنا یعنی ان کان مطلبہ صیرۃ ترتبہ علی مطلق الاطاعۃ فافہم ۱۲ ۲ قولہ تمہارے دوست نہیں اشارۃ الی تقدیر لترجمۃ معنی بل فافہم ۱۲ ۳ قولہ ترجمۃ ماوی ومثوی بجگہ اشارۃ الی التفنن فی العبارۃ ولکن ان یفرق بینہما بان الماوی مایرجع الیہ والمثوی مایستقر فیہ وعلی ہذا کان تقدیم الماوی المثوی من الحسن بمکان ۱۲

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ

اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تو تم سے اپنے وعدہ کو سچا کر دکھلایا تھا۔ جس وقت کہ تم ان کفار کو حکم خداوندی قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم خود ہی

وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ

اور باہم حکم میں اختلاف کرنے لگے اور تم کہنے پر نہ چلے بعد اس کے کہ تم کو تمہاری دل خواہ بات دکھلا دی تھی تم میں سے

مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ

بعضے تو وہ شخص تھے جو دنیا چاہتے تھے۔ اور بعضے تم میں وہ تھے جو آخرت کے طلب گار تھے پھر تم کو ان کفار سے ہٹا دیا تاکہ

لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

خدا تعالیٰ تمہاری آزمائش فرماوے۔ اور بیشک تمہیں کو اللہ تعالیٰ نے تم کو معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں مسلمانوں پر

اول تو باوجود مسلمانوں کی شکست کھا جانے کے مشرکین بلا سبب ظاہری کے مکہ کو لوٹ گئے کذا فی البیضاوی پھر جب کچھ رستہ قطع کر چکے اپنے اس طرح آجانے پر بہت افسوس کیا کہ جب بالکل مسلمانوں میں دم نہ رہا تھا اس وقت آنا کیا ضرور تھا اور پھر ارادہ واپسی مدینہ کا کیا مگر کچھ ایسا رعب چھایا کہ پھر نہ آسکے اور راہ میں کوئی اعرابی مل گیا اس سے کہا کہ ہم تجھکو اتنا مال دیں گے تو مسلمانوں کو ڈرا دینا یہاں وحی سے معلوم ہو گیا آپ ان کے تعاقب میں حمراء الاسد تک پہنچے یہ آیت اس میں نازل ہوئی ہے کذا فی روح المعانی بروایۃ ابن جریر عن السدی اور دلیل کا لفظاً ہونا تو ظاہر ہے معنیً کا مطلب یہ ہے کہ شرع نے اس دلیل کی صحت کا اعتبار کیا ہوا س میں دلیل عقلی قطعی واصل ہو گئی ربط آگے اس غزوہ میں مغلوب ہو جانے کی وجہ بیان فرماتے ہیں سبب مغلوبیت مؤمنین وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ (الی قولہ) وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تو تم سے اپنے وعدہ (نصرت) کو سچا کر دکھلایا تھا جس وقت کہ تم (ابتدائے قتال میں) ان کفار کو بحکم خداوندی قتل کر رہے تھے اور یہ غلبہ تمہارا ہوقتاً فوقتاً بڑھتا گیا یہاں تک کہ جب تم خود ہی (رائے میں) کمزور ہو گئے (اس طرح کہ جو تجویز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی کہ مورچہ پر پچاس آدمی اور ایک افسر برابر بیٹھے رہیں جس نے غلطی فہم سے اس کے خلاف رائے دی کہ اب ہم کو بھی کفار کا تعاقب کرنا چاہیئے جیسا اوپر شروع قصہ میں گذر چکا) اور باہم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں اختلاف کرنے لگے (کہ بعض تو اسی پر ثابت رہے اور بعضے دوسری تجویز کرنے لگے اور انکار ملامت اسی جزو میں ہے) اور تم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) کہنے پر نہ چلے بعد اس کے کہ تم کو تمہاری دل خواہ بات (آنکھوں سے) دکھلا دی تھی (یعنی مسلمانوں کا غلبہ دکھلا دیا تھا اور تمہاری اس وقت یہ حالت تھی کہ) تم میں سے بعضے تو وہ شخص تھے جو دنیا (کا لینا) چاہتے تھے (یعنی کفار کا تعاقب کر کے غنیمت جمع کرنا چاہتے تھے) اور بعضے تم میں وہ تھے جو (صرف) آخرت کے طلبگار تھے (اور چونکہ بعض سے رائے کی کمزوری اور خلاف حکم رسول دوسری تجویز اور آپ کے کہنے پر نہ چلنا اور طلب دنیا ایسے امور صادر ہوئے اس لئے

اللغات الحس۔ القتل والاستیصال۔ قاموس وفیہ فشل کسل وضعف وتراخی وجبن اھ قلت وحملہ علی الضعف فی الرائے ھو الظاھر کما فی البیضاوی وقال عصام الفشل الجبن وضعف الرای اھ والبقیۃ تعبیر رؤیا

الروایات فی روح المعانی اخرج الامام احمد وجماعۃ عن ابن جابر انہ قال ما نصر اللہ تعالیٰ نبیہ فی موطن کما نصرہ یوم احد فانظر ذلک فقال ابن عباس بلی۔ ابو انکر ذلک کتاب اللہ تعالیٰ ان اللہ تعالیٰ ۱۲

۴ یقول یوم احد ولقد صدقکم اللہ وعدہ اھ قلت وہذا الامر ایما کان بلسان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم والا فہ بہ تولی اللہ تعالیٰ یوم بدر ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورہم ہذا یمددکم ربکم فان السبب وان کان خاصا لکن صیغ عموم الوعد لعموم الحکم وعلیہ یحمل ما فی روح المعانی اخرج البیہقی فی الدلائل عن عروۃ قال کان اللہ تعالیٰ وعدہم علی الظہر للنصر ان یمدہم بخمسۃ الاف من الملائکۃ مسومین فلما کان قد فعل (ای وجد) فلما عصوا امر الرسول (ای فی ترک الرماۃ ذلک الموضع) وترکت الرماۃ عہد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فیہبطن لا یبرحوا ونزلہم وارادوا الذہاب رفع اللہ عنہم مدد الملائکۃ اھ وبجواز ان عروۃ حمل آیۃ الامداد علی قضیۃ احد ۱۲

لغات الترجمہ

قولہ فی ترجمۃ الاخرۃ صرف فائدۃ تظہر من تقریر قولہ یرید الدنیا فی آخر فائدۃ التفسیر ۱۲

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ

وہ وقت یاد کرو کہ جب تم پر بڑھے چلے جاتے تھے اور کسی کو مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے کی جانب سے تم کو پکار رہے تھے

فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ

سو خدا تعالیٰ نے تم کو پاداش میں غم دیا بسبب غم دینے کے تاکہ تم مغموم نہ ہوا کرو نہ اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل جاوے اور نہ اس پر جو تم پر مصیبت پڑے

وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ○

اور اللہ تعالیٰ سب خبر رکھتے ہیں تمہارے سب کاموں کی

اللہ تعالیٰ نے آئندہ کے لئے اپنی[۱] نصرت کو بند کر لیا اور پھر تم کو ان کفار (پر غالب آنے) سے شاد کیا (اور باوجودیکہ یہ مغلوبیت تمہارے فعل کا نتیجہ تھا مگر پھر بھی بطور سزا نہیں ہوا بلکہ اس مصلحت سے) تاکہ خدا تعالیٰ تمہاری آزمائش (ایمان کی) فرماوے (چنانچہ اسی وقت منافقین کا نفاق کھل گیا اور مخلصین کی قدر بڑھ گئی) اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو معاف کر دیا (اب آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا) اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل[۲] والے ہیں مسلمانوں (کے حال) پر۔ **ف** اس آیت سے صحابہ کے حال پر بڑی عنایت معلوم ہوتی کہ عتاب میں بھی چند در چند تسلیاں فرمائیں ایک یہ کہ بسزا نہ تھی بلکہ اس میں بھی تمہاری مصلحت تھی پھر مواخذۂ آخرت سے بے فکر کر دیا چونکہ ظاہر ہے کہ ایسے حضرات جو ایسی عنایات کے مورد ہوں طالب دنیا نہیں ہو سکتے اس لئے یہ بعد الدنیا میں دنیا کا مراد بالذات ہونا مراد نہیں ہو سکتا اور اس پر قرینہ عقلی بھی ہے وہ یہ کہ اگر یہ حضرات غنائم کو جمع نہ بھی کرتے تب بھی حسب قانون شریعت شریک و مستحق غنیمت یقیناً تھے اس سے معلوم ہوا کہ اس میں بھی آخرت ہی مقصود تھی کہ حفاظت مورچہ کا ثواب حاصل کر کے اب ترہیب تخریب کفار کا ثواب بھی لیں اسی لئے بعض خطاب نے اس آیت میں فرمایا "یریدالدنیا ومنکم من یریدالآخرۃ" مگر چونکہ یہ طریق ثواب کا نص کے خلاف تھا اس لئے محمود نہ ہوا کو خطائے اجتہادی سے مخالفت نص کے مجرم نہ کہے جاویں گے اور آزمانے کے معنی کی تحقیق آخر پارہ الم آیت واذ ابتلیٰ ابرھیم میں دیکھ لی جاوے **ربط** آگے بھی تتمہ اسی مغلوبیت کے قصہ کا ارشاد ہے **تتمہ قصۂ مغلوبیت** إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ (الی قولہ) وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ○ وہ وقت یاد کرو کہ جب تم (بھاگنے میں جنگل کو) بڑھے چلے جاتے تھے اور کسی کو مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے اور رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے پیچھے کی جانب سے تم کو پکار رہے تھے (کہ ادھر آؤ ادھر آؤ مگر تم نے سنا ہی نہیں) سو خدا تعالیٰ نے تم کو پاداش میں غم دیا بسبب (تمہارے) غم دینے کے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) تاکہ (اس پاداش و مصیبت سے تم میں خشیت[۳] پیدا ہو جاوے جس سے پھر) تم مغموم نہ ہوا کرو نہ اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل جاوے اور نہ اس پر جو تم پر مصیبت پڑے اور اللہ تعالیٰ سب[۴] خبر رکھتے ہیں تمہارے سب کاموں کی (اس لئے جیسا کام کرتے ہو اس کے مناسب پاداش تجویز فرماتے ہیں) **ف** آیت وما محمد الا رسول کی تمہید میں گذر چکا ہے کہ حضرت کعب بن مالک[۵] نے پکارا تو مسلمان جمع ہو گئے اور یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پکارنا مذکور ہے اور مسلمانوں کا نہ سننا مفہوم ہے سو صاحب روح المعانی نے بہت اچھا جواب دیا کہ اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا صحابہ نے نہ سنا اور دور نکلتے چلے گئے اس وقت حضرت کعب[۶] نے پکارا اور سنکر

اللغات فی روح الاصعاد الابعاد والاذھاب والابعاد فی الارض لوی یعنی عطف وکثیرا مایستعمل بمعنی وقف وفسر ایضا بلازم جمیعا قلت رفسرت الاول وفیہ فی آخرکم من ورائکم فانہ یقال جاء فلان فی آخر الناس و آخرتہم واخرتہم اذا جاء خلفھم ۱۲

ملحقات الترجمہ

[۱] **قولہ** (بعد الترجمۃ) صوفکم (ای نصرکم) کو بند کر لیا ہو جواب اذا کما اختارہ الزمخشری وعلیہ ثم صرفکم وہو وضع معنی الغایۃ فی حتی کان الوعد کون بالنصر فالمعنی نصرکم حتی اذا کان کذا منعکم نصرکم ۱۲

[۲] **قولہ** (بعد الترجمۃ) جس سے پھر پختگی پیدا ہو جاوے فی روح المعانی لتمرنوا علی الصبر فی الشدائد فلا تجزنوا علی فوت المطلوب اصلا ۱۲ [۳] **قولہ** (بعد الترجمۃ) اور کسی چیز پر جو تم پر مصیبت پڑے اور اللہ تعالیٰ سب فلا تظنوا ان ترک العتاب لاجل ان ما فعلتم فلتۃ زائدۃ وقدر مقدر فتمرنوا للاتیان بالمجازاۃ بانعم انا نکون سببا للحزن العدم ظاہر ۱۲

[۴] **قولہ** (بعد الترجمۃ) خبیر سب کاموں کی ترجمہ مناسب وجہ کون بالفعل للمبالغۃ وکون ما للعموم ۱۲

[۵] **قولہ** فی الفائدۃ مفہوم ہے لم نقل مذکور ہے لانہ لیس بمنصوص بل مفہم من العتاب ۱۲

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ

پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر چین بھیجی یعنی اونگھ کہ تم میں سے ایک جماعت پر تو اس کا غلبہ ہو رہا تھا

وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ

اور ایک جماعت وہ تھی کہ ان کو اپنی جان ہی کی فکر پڑ رہی تھی۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلاف واقع خیالات کر رہے تھے جو کہ محض حماقت کے

يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ

وہ یوں کہہ رہے تھے کیا ہمارا کچھ اختیار چلتا ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ اختیار تو سب اللہ ہی کا ہے

سب جمع ہو گئے اھ میں کہتا ہوں کہ اصل وجہ گھبراہٹ کی خبر قتل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی سو آپ کے پکارنے میں اس خبر سے تعرض نہ تھا اور آپ کی آواز کو پہچانا نہ ہوگا حضرت کعبؓ کے پکارنے میں اس خبر کی تکذیب تھی اس سے تسلی ہو گئی باقی عتاب اللہ تعالیٰ کا آپ کے پکارنے سے نہ آنے پر اس لئے ہو سکتا ہے کہ استقلال سے ادھر توجہ کرتے تو آواز پہچان سکتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر سے غم ہوا ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے ان کو غم دیا۔ اور یہاں بھی لیبتلیکو میں صحابہ کے حال پر عنایت مترشح ہوتی ہے کہ اس سے مقصود تربیت تھی اخلاف کی تاکہ ایسے مصائب کے عادی ہو کر استقلال و ثبات پیدا ہو اور خواص عباد پر جو مصائب آتے ہیں نہیں یہی حکمتیں ہوتی ہیں ع ایں بلائے دوست تطہیر شماست ۵ چونکہ قبض آمد تو در دے بسط بیں ۔ تازہ باش و چیں میفگن بر جبیں ۔ چونکہ قبضے آید از راہ رود زآں صد بسط آید بیں فزود

ربط اوپر غم کا بیان تھا آگے اس کے ازالہ بیان ہے ظاہراً بھی راحت بدنی نعاس سے حاصل ہوئی اور باطناً بھی کہ احبت بدعائی بشارت معانی سے حاصل ہوئی اور اس کے ضمن میں منافقین کی بدحالی اور اس بدحالی کی وجہ سے ان راحتوں سے محروم رہنا مذکور ہے

عفو و عافیت مؤمنین ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى (الی قولہ) قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم (مذکور) کے بعد تم پر چین (اور راحت) بھیجی یعنی اونگھ (جبکہ کفار مہمان سو واپس ہو گئے اس وقت غیب سے مسلمانوں پر اونگھ غالب ہوئی جس سے سب غم غلط ہو گیا) کہ تم میں سے ایک جماعت پر (یعنی مسلمانوں پر) تو اس کا غلبہ ہو رہا تھا اور ایک جماعت وہ تھی (یعنی منافقین) کہ ان کو اپنی جان ہی کی فکر پڑ رہی تھی (کہ دیکھئے یہاں سے بچکر بھی جاتے ہیں) وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلاف واقع خیالات (بتجویز) کر رہے تھے جو کہ محض حماقت کا خیال تھا وہ خیال آگے اُن کے قول سے معلوم ہوتا ہے اور اس کا ناشی عن الحماقۃ ہونا اس قول کے جواب سے اس قول کا بیان یہ ہے کہ) وہ یوں کہہ رہے تھے کیا ہمارا کچھ اختیار چلتا ہے (یعنی کچھ نہیں چلتا اس اختیار سے مراد یہ ہے کہ قتال پر لوگ جلد دلیری جراتے تھے اور وہ سوں کو بھی رد کرتے تھے مطلب یہ کہ ہماری کسی نے نہ سُنی خواہ مخواہ مصیبت میں پھنسے) آپ فرما دیجئے کہ اختیار تو سب اللہ ہی کا چلتا ہے (مطلب یہ کہ اگر تمہاری رائے پر عمل بھی ہوتا جب بھی قضائے الٰہی غالب ہوتی اور جو نقد آنے والی تھی آکر رہتی چنانچہ آگے ان کے قول کا مطلب اور جواب

النحو قولہ اَمَنَةً مفعول لہ و قولہ نعاساً بدل۔ قولہ طائفۃ قد اہمتہ فی روح المعانی بتقدیر جملۃ قد اہمتہم خبرہ و جاز ذلک مع کونہا نکرۃ لوقوعہا موقع التفصیل یعنون فی روح المعانی حال من ضمیر اہمتہم لا من طائفۃ

وان تخصصت لما فی مجیٔ الحال من المبتدأ من المقال ۱۲

البلاغۃ قولہ من بعد الغم، روح المعانی والتصریح بتاخرہ لزوال عن الغم مع دلالۃ ثم علیہ علی تراخیہ عنہ لزیادۃ البیان تذکیر علم المتہ ۱۲

اختلاف القراءۃ قرأ ابو عمرو و یعقوب کلہ بالرفع علی الابتداء و یقرء حمزۃ و الکسائی بالجر ۱۲

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن جریر عن السدی ان المشرکین انصرفوا یوم احد بعد الذی کان من ہزیمۃ المسلمین قال ابصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نادی بأعلی صوتہ بذا بأم فلما رأی المؤمنون ذلک صدقوا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانصرفوا وبقی اناس من المنافقین فقالوا ان القوم یأتوکم فذلک قولہ تعالیٰ ثم انزل علیکم الخ مختصراً وفی روح المعانی ذکر ابو حاتم عن ابی لم یبق مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد الا ثلثۃ عشر نفسا خمسۃ من المہاجرین ابو بکر و علی و طلحۃ و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و الباقون من الانصار رضی اللہ عنہم اجمعین وفیہ وما سائر المہزمین فقد اجتمعوا ذلک الیوم علی الجبل و عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ من فیما لصنف کما فی خبر ابن جریر۔ وفی الترمذی عن ابی طلحۃ قال رفعت رأسی یوم احد فجعلت انظر وما منہم یومئذ احد الا یمید تحت حجفتہ من النعاس وعنہ فی روایۃ اخری قال فجعل سیفی یسقط من یدی و آخذہ و یسقط من یدی و آخذہ الحدیث ۱۲

لطیفہ

ہذہ الآیۃ جامعۃ لجمیع حروف الہجا و کذا آیۃ محمد رسول اللہ الخ فی سورۃ الفتح و یختص بہا ثمانی الآیتان ۱۲

يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ

وہ لوگ اپنے دلوں میں ایسی بات پوشیدہ رکھتے ہیں جس کو آپ کے سامنے ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں کہ اگر ہمارا کچھ اختیار چلتا تو ہم یہاں

الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ

مقتول نہ ہوتے آپ فرما دیجئے کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں بھی رہتے تب بھی جن لوگوں کے

عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَ

لئے قتل مقدر ہو چکا تھا وہ لوگ ان مقامات کی طرف نکل پڑتے جہاں وہ گرے ہیں اور یہ جو کچھ ہوا اس لئے ہوا تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کی بات کی

لِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

آزمائش کرے اور تا کہ تمہارے دلوں کی بات کو صاف کر دے اور اللہ تعالیٰ سب باطن کی باتوں کو خوب جانتے ہیں

مطلب مفصل آتا ہے) يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ (الی قولہ) وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وہ لوگ اپنے دلوں میں ایسی بات پوشیدہ رکھتے ہیں جس کو آپ کے سامنے (صراحۃً) ظاہر نہیں کرتے (کیونکہ ظاہر میں تو اس کہنے کا کہ کیا ہمارا اختیار الخ یہ ہو سکتا ہے کہ تقدیر الٰہی کے سامنے بندہ کی تدبیر نہیں چلتی تو عین ایمان کی بات ہے اور جواب بھی ایسا لطیف ہے کہ اس میں اس معنی کی تصدیق ہے کہ واقعی اختیار اللہ ہی کا غالب ہے مگر ان کا یہ مطلب یہ نہیں تھا بلکہ وہ اس معنی کر) کہتے ہیں کہ اگر ہمارا کچھ اختیار چلتا (یعنی ہماری رائے پر عمل ہوتا) تو ہم (جو لوگ مقتول ہوئے وہ) یہاں مقتول نہ ہوتے (چونکہ اُن کے قول کا یہ مطلب تھا آگے جواب کی تفصیل ہے جس سے اُن کے قول کی تکذیب ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ) آپ فرما دیجئے کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں بھی رہتے تب بھی جن لوگوں کے لئے قتل مقدر ہو چکا تھا وہ لوگ ان مقامات کی طرف (آنے کے لئے) نکلتے جہاں وہ (قتل ہو ہو کر) گرے ہیں (غرض یہ ظاہری جس قدر مضرت ہوئی وہ تو ٹلنے والی نہ تھی) اور (منافع تھے اس میں عظیم کیونکہ) یہ جو کچھ ہوا اس لئے ہوا تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کی بات (یعنی ایمان) کی آزمائش کرے (کیونکہ اس مصیبت کے وقت منافقین کا نفاق کھل گیا اور مؤمنین کا ایمان اور زیادہ مؤکد اور محقق ہو گیا) اور تا کہ تمہارے دلوں کی بات (یعنی ایمان) کو (شوائب وساوس سے) صاف کر دے (کیونکہ مصیبت سے مؤمن توجہ الی غیر اللہ سے منزہ ہو جاتا ہے اور اس سے ایمان و عقیدہ کا تصفیہ ہونا ظاہر ہے) اور (یوں) اللہ تعالیٰ سب باطن کی باتوں کو خوب جانتے ہیں (اُن کو آزمائش کی حاجت نہیں مگر اس لئے کہ عام طور پر اس کا انکشاف ہو جاوے ایسے امور کو واقع کر دیتے ہیں)۔

اللغات مضاجعہم فی روح المعانی جمع مضجع فان کان بمعنی المرقد فہو استعارۃ للمصرع وان کان بمعنی محل استداد البدن مطلقاً للحی والمیت فہو حقیقۃ ۱۲

النحو قولہ ولیبتلی اللہ فی روح المعانی اللام للتعلیل لفعل مقدر کانہ قیل فعل ما فعل لمصالح جمۃ ولیبتلی ۱۲

البلاغۃ قولہ ولیمحص فی روح المعانی وانما عبر بالتفعیل ہہنا کما قیل لان التمحیص فعل بالاعتاد علی ما اشارۃ الیہ قدس سرہ لاستعمال القلب مع ذلک کثیر فعال عند بلیغ لا کاد تستعمر سہ لون عضۃ بعدہ ثم یدکر الصدق الا علام فانی قولہ فمن شرح اللہ صدرہ للاسلام نور بہا تعال عبر بہ لک للقصد بہ علی ان ہذا ما عصیتی احد قولہ اہتم ۱۲

۱۲ اظہر فی روح المعانی ان العرب تطلق ہذا اللفظ علی الی لفظ الذی شغلہ ہم نفسہ عن غیرہ ۱۲

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالیٰ ولیبتلی اللہ ما فی صدورکم ای لیمتحن ما فی استعدادکم من الصدق والاخلاص والتوکل ونحو ذلک من الاحوال الباطنۃ ویخرجہا من القوۃ الی الفعل ولیمحص ما فی قلوبکم ای یخلص ما بہ من مکمن الصدر الی مخزن القلب من غش الوساوس وخواطر النفس فان البلاء سنۃ سنہا اللہ تعالیٰ بہ عباد الیہ واہل ودائہ اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الاولیاء فالامثل فالامثل وللہ تعالیٰ در من قال ؎ للہ در لیالیات فانہا صداء اللئام وصیقل الابرار ہ مکنت الاشرار فیہا لیمحص بہا سبحانہ اطہر ہ وفیہا خزاری ہ وذلک لیخرج ینقطعون الی الحق ولا یطمئنون علی کل منہم الا ما فی مکمن استعدادہ

ترجمہ قولہ تعالیٰ ولیبتلی اللہ ما فی صدورکم ولیمحص ما فی قلوبکم یعنی تمہاری استعدادیں جو صدق و اخلاص و توکل وغیرہ ہے اس کا اس طرح امتحان فرماوے کہ اس کو قوت سے فعل کی طرف لاوے اور قلب میں جو کچھ وساوس و خواطر

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ

یقیناً تم میں جن لوگوں نے پشت پھیر دی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں۔ اس کے اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ ان کو شیطان نے

بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۖ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ع

ان کے بعض اعمال کے سبب سے۔ اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والے ہیں۔ بڑے

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ الخ (الی قولہ) إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ع یقیناً تم میں جن لوگوں نے (میدان جنگ سے) پشت پھیر دی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں (مسلمانوں اور کفار کی) باہم مقابل ہوئیں (یعنی احد کے روز) اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ ان کو شیطان نے لغزش دیدی ان کے بعض اعمال (گذشتہ) کے سبب سے (یعنی ان سے کچھ خطا و قصور ایسے ہو گئے تھے جس سے شیطان کو ان سے اور معصیت کرا دینے کی بھی طمع ہو گئی اور اتفاق سے وہ طمع پوری ہو گئی) اور یقین سمجھو کہ (اب) اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا واقعی اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں (کہ اخیر میں بخشدیا) بڑے حلم والے ہیں (کہ صدور خطا کے وقت بھی کوئی عقوبت نہیں دی) ف چند امور سمجھنے کے قابل ہیں اول یہ کہ ابتلاء اور تمحیص اور عفو کا ذکر پہلے بھی آچکا اور یہاں پھر کیا گیا۔ سو اس تکرار کی وجہ یہ ہے کہ اوپر تو مسلمانوں کی تسلی کرنا منظور تھا اور یہاں منافقین کے اس خیال کا ابطال ہے کہ ہماری رائے پر عمل نہ کرنے سے کیسے نقصان اٹھائے تو بتلا دیا کہ نقصان میں یہ منافع تھے تو وہ نقصان نہ تھے اور جو حقیقی نقصان تھا گناہ وہ معاف ہو گیا پس اختلاف غرض سے تکرار نہ رہا۔ دوسرے یہ کہ لیبتلی اللہ الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کی وجہ یہ امور تھے اور انما استزلھم سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ما کسبوا وجہ تھی۔ سو بات یہ ہے کہ بعض ما کسبوا تو سبب ہے قرار کا اور وہ حکمتیں ہیں مصائب کی پس مسبب بدل گیا اگر کہا جاوے کہ قرار سبب تھا مصائب کا اور سبب لسبب سبب ہے تو بعض ما کسبوا سبب ہوا مصائب کا بھی۔ تو جواب یہ ہے کہ سبب مصائب کا بعض ما کسبوا ہوا اور حکمت وہ امور ہوں تو تعارض نہیں کیونکہ سبب وجوداً مقدم ہوتا ہے اور حکمت وجوداً مؤخر۔ تیسرے یہ کہ حلیم سے مفہوم ہوتا ہے کہ عقوبت نہیں ہوئی حالانکہ اثابکم وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پاداش ہوئی۔ جواب یہ ہے کہ عقوبت فہریہ نہیں ہوئی پاداش اصلاحی ہوئی **فائدہ** صحابہؓ کے بعض معاندین نے اس واقعہ سے صحابہؓ پر خصوصاً حضرت عثمانؓ پر طعن کیا ہے اور اس سے عدم صلاحیت خلافت کی مستنبط کی ہے لیکن محض مہمل بات ہے جب اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا اب دوسروں کو مواخذہ کرنے کا کیا حق رہا چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو یہی جواب دیا تھا رواہ البخاری، رہا فقہ خلافت کا سو اہل حق کے نزدیک خلافت کے لئے عصمت شرط نہیں ہے پس شبہ ساقط ہے۔ **فائدہ** اور بعض ما کسبوا سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک گناہ سے دوسرا گناہ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ ایک طاعت سے دوسری طاعت کی توفیق بڑھتی جاتی ہے۔ **ربط** اوپر منافقین کا قول نقل کیا تھا لو کان لنا من الامر شئی ما قتلنا ھھنا جس کا حاصل وہی تھا جس کو آگے اس عبارت سے نقل کیا ہے لو کانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا چونکہ ایسے

قولہ تعالیٰ انما استزلھم الشیطان ببعض ما کسبوا من الذنوب لانھا نورث الظلمۃ فی القلب وفی الوجہ فی تفسیر اھل الظاھر المراد ببعض ما کسبوا ما ان الذنوب السابقۃ ومعنی السببیۃ ان البلاء ان اذنب یجر الذنب کما ان الطاعۃ تجر الطاعۃ واما الذنوب السابقۃ لا طریق الاجبار بل الکراھۃ لجھادھم فقد قال الزجاج ان الشیطان ذکرھم خطایا لھم کرھوا لقاء اللہ تعالیٰ معھا فاخروا الجھاد ولو اتوا حتی یصلحوا امرھم لجاھدوا علی حال مرضیۃ عنہ اھ قال العبد الضعیف وعلی تفسیر الزجاج فی الآیۃ اصل لما اشتھر من ان الاکابر لا ینبغی لھم الاکبر فلا ینافی بعد التوبۃ الکاملۃ تذکر المعاصی فانما تکون حجابا بینہ وبین اللہ تعالیٰ انتھی اقول

ترجمہ قولہ تعالیٰ انما استزلھم الشیطان ببعض ما کسبوا وجہ یہ ہے کہ ذنوب سے ظلمت پیدا ہوتی ہے اور شیطان کا قابو وہی وقت ہوتا ہے جب قلب میں ظلمت پاتا ہے اور روح اور وجہ میں۔ زجاج کو نقل کیا ہے کہ شیطان نے ان کو بعض وہ گناہ یاد دلائے جن کو لے کر حق تعالیٰ سے ملنا ان کو خوش معلوم نہ ہوا اس لئے وہ جہاد سے ہٹ گئے تاکہ وہ اپنی حالت کی درستی کر کے پسندیدہ حالت پر جہاد

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا

اے ایمان والو تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جو کہ کافر ہیں اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں کی نسبت جبکہ وہ لوگ کسی سفر میں

فِى الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ

میں سفر کرتے ہیں یا وہ لوگ کہیں غازی بنتے ہیں کہ اگر یہ لوگ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے - تاکہ اللہ

اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

تعالیٰ اس بات کو ان کے قلوب میں موجب حسرت کر دیں - اور مارتا جلاتا اللہ ہی ہے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو سب کچھ دیکھ

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ

اور اگر تم لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا کہ مر جاؤ تو البتہ ضرور اللہ تعالیٰ کے پاس کی مغفرت اور رحمت ان چیزوں سے

مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

جن کو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں - اور اگر تم مر گئے یا مارے گئے البتہ ضرور اللہ ہی کے پاس جمع کئے جاؤ گے -

اقوال کے سننے سے احتمال ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں اس قسم کے وساوس پیدا ہونے لگیں اس لئے حق تعالیٰ آیت ۱۵۶ میں مسلمانوں کو ایسے اقوال اور ایسے احوال سے ممانعت فرماتے ہیں - **نہی مؤمنین از تقلید اقوال منافقین** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا (الی قولہ) وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اے ایمان والو تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا (یعنی ان لوگوں کی سی بات مت کرنا) جو کہ (حقیقت میں) کافر ہیں (گو ظاہراً اسلام کا دعویٰ کرتے ہوں یعنی منافق ہیں) اور کہتے ہیں اپنے (ہم نسب یا ہم مشرب) بھائیوں کی نسبت جبکہ وہ لوگ کسی سفر میں سفر کرتے ہیں (اور وہاں اتفاقاً مر جاتے ہیں) یا وہ لوگ کہیں غازی بنتے ہیں (اور اس میں قضاءً قتل ہو جاتے ہیں تو وہ منافقین کہتے ہیں) کہ اگر یہ لوگ ہمارے پاس رہتے (اور سفر اور غزوہ میں نہ جاتے) تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے (یہ بات ان کے دل و زبان پر اس واسطے آئی ہے) تاکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو (بنا بر اس خیال کے جس سے یہ بات ان کی زبان پر آئی) ان کے قلوب میں موجب حسرت کر دیں (یعنی نتیجہ اس کا بجز حسرت کے کچھ نہیں) اور مارتا جلاتا اللہ ہی ہے (خواہ سفر ہو یا حضر خواہ لڑائی ہو یا امن) اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو سب کچھ دیکھ رہے ہیں (سو اگر تم بھی ایسی باتیں کرو گے یا دل میں سمجھو گے اللہ تعالیٰ سے مخفی نہ رہے گا) اور اگر تم لوگ اللہ کی راہ میں

اللغات الحشر الجمع ۱۲ قاموس

اللباب قولہ یجمعون بالتاء قرأ بالخطاب فالکلام واحد قولہ لئن قتلتم الخ قدم فی الآیۃ الاولی الاقل فی القتل علی الموت لان القتال فی الغالب انما یکون فی سبیل اللہ فالقتل فیہ کالموت علی الفراش فی الغالب فجعل الموت کالمقابل للقتل

فائدہ الالف فی لا الی اللہ بین اللام والی مرسومۃ فی الخط للدلالۃ علی فتح اللام ۱۲

لمحقات الترجمۃ لہ قولہ فی ترجمۃ ضربوا او کانوا غزی مر جاتے ہیں قتل ہو جاتے ہیں لفظہ الکبیر عن الواحدی ۱۲

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالیٰ ولئن قتلتم فی سبیل اللہ او متم لمغفرۃ من اللہ ورحمۃ خیر مما یجمعون - ولئن متم او قتلتم لالی اللہ تحشرون فی الدرر وغیرہ یعنی ان فی الآیۃ تقسیم مقاما العبرۃ الی ثلثۃ اقسام من عبد اللہ تعالیٰ خوفا من عقابہ امنہ عصیانہ والیہ الاشارۃ بقولہ تعالیٰ لمغفرۃ من اللہ و من عبد اللہ تعالیٰ شوقا الی جنتہ انا لنسابرجوا واللہ لا الاشارۃ بقولہ رحمۃ لان الرحمۃ من سماء الجنۃ ومن عبد اللہ تعالیٰ شوقا الی وجہ الکریم لا یرید غیرہ فہو العبد المخلص الذی یتجلی علیہ الحق جل جلالہ فی قلبہ کما سئلہ والیہ الاشارۃ بقولہ عز اسمہ لالی اللہ تحشرون لا یخفی انہ من باب التاویل لمن قبل التفسیر -

ترجمہ قولہ تعالیٰ ولئن قتلتم فی سبیل اللہ او متم لمغفرۃ من اللہ ورحمۃ خیر مما یجمعون اس میں قتل و موت فی سبیل اللہ کی جزاء میں مغفرت و رحمت کو فرمایا ہے - ولئن متم او قتلتم لالی اللہ تحشرون اس میں موت و قتل کی جزاء میں حشر الی اللہ کو

فرمایا ہے اس تفاوت کی وجہ میں بعض نے بطریق تاویل نہ کہ بطریق تفسیر یہ کہا ہے کہ اول آیت میں ان کا ذکر ہے جو اہل جنت کے سبب عبادت کہتے ہیں اور دوسری

جاؤ یا کہ (اللہ کی راہ میں) مرجاؤ تو (خوب نفع میں رہو کیونکہ) بالضرور اللہ تعالیٰ کے پاس کی مغفرت اور رحمت (دنیا کی) اُن چیزوں سے (بدرجہا) بہتر ہے جن کو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں (اور اسی کے لالچ میں زندگی کو محبوب رکھتے ہیں) اور اگر تم (ویسے بھی) مرگئے یا مارے گئے (تب بھی) بالضرور اللہ ہی کے پاس جمع کئے جاؤ گے (پس اول تو قضا نہیں ٹلتی دوسرے اللہ کے پاس جانے سے کسی حال میں بچتے نہیں اور دین کی راہ میں مرنا یا مارا جانا موجب مغفرت و رحمت ہے تو ویسے مرنے سے تو دین کی راہ میں جان دینا ہی بہتر ٹھیرا۔ پھر ایسے اقوال محض بے کار اور عاجلاً موجب حسرت اور آجلاً موجب نار) ف اس مقام پر ان کے قول کے دو جواب ہیں اول واللہ یحیی الخ اور دوسرا ولئن قتلتم الخ یہ جو فرمایا کہ جب وہ سفر کرتے ہیں مراد اس سے نزدیک اس سفر سے دینی کام کے لئے سفر کرنا مراد ہے۔ جیسا کہ جواب میں اس فرمانے سے معلوم ہوتا ہے۔ ولئن قتلتم فی سبیل اللہ او متم لمغفرۃ من اللہ الخ کیونکہ وہاں اگر مطلق سفر مراد لیا جاوے تو اس جواب میں ان کے قول کے ایک جزو سے تعرض نہ ہوگا گو پہلا جواب واللہ یحیی ویمیت اس سے متعرض ہے لیکن اگر اس دوسرے جواب میں بھی دونوں جزو سے تعرض ہو تو زیادہ بلیغ ہے اور اگر وسوسہ ہو کہ جواب میں تو مطلق تم فرمایا ہے فی سبیل اللہ کی اس میں قید نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ مغفرت و رحمت کا ترتب قرینہ ہے اس تقیید کا پس جب موت کا فی سبیل اللہ کی قید سے مقید ہونا اور دونوں جوابوں میں دونوں جزؤں سے تعرض مناسب ہونا ثابت ہو گیا تو معلوم ہوا کہ سفر سے مراد دینی سفر ہے واللہ اعلم۔ اور اخوانہم کے ترجمہ میں جو تعمیم کی ہے کہ ہم مشرب یا ہم نسب بھائی الخ مراد ہم مشرب سے منافقین ہیں اور ہم نسب مسلمان بھی تھے۔ پس اگر مراد ثانی ہے تو ان کا سفر دینی اور ان کا غزوہ اور ان کے لئے مغفرت و رحمت کا وعدہ ظاہر ہے لیکن یہ بات قابل تحقیق ہے کہ ان کے مرنے یا مارے جانے سے منافقین کو حسرت کیا ہوئی جواب یہ ہے کہ یا تو حسرت اس لئے ہوئی کہ آخر قرابت سے کچھ اضطراری تعلق تو ہوتا ہی ہے اور یا یوں کہا جائے کہ مؤمنین کی موت یا قتل سے حسرت نہ ہوئی ہو لیکن اس قول اور اس قول کے مشابہین اعتقاد فاسد سے یہ امر متیقن ہوا کہ وہ اسباب عادیہ کو مؤثر حقیقی سمجھتے ہیں تو ایسا شخص اگر کسی وجہ سے ایک واقعہ میں نہیں تو دوسرے واقعات کثیرہ میں ہمیشہ متحسر رہا کریگا اور اسی درجہ اعتقاد تاثیر میں تو کہنا حدیث میں ممنوع آیا ہے اور اگر مراد اول ہے تو حسرت کی توجیہ بہت ظاہر ہے لیکن اور امور قابل تحقیق ہوں گے سو کہیں گے کہ شاید اتفاقاً کوئی منافق مقتول ہو گیا ہوگا اسی لئے کہتا ہوں اسی طرح کوئی دینی سفر میں دبا دیا چلا گیا ہوگا اور ترتب مغفرت و رحمت کی تقریریں ہوگی کہ ان اقوال کو جیسور کر ایمان و اعتقاد درست کر لیں تو ان کے کام بھی فی سبیل اللہ ہونے سے موجب مغفرت و رحمت ہونے لگیں۔ **ربط** اوپر ذکر ہو چکا ہے بعض مسلمانوں کی لغزش کا جو احد کے روز صادر ہو گئی تھی کہ میدان سے بھاگ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں بٹھلا دیا تھا وہاں نہ بیٹھے رہے چونکہ اس قصہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوفت و غم پہنچا جیسا کہ اثابکم غما بغم کی تفسیر مذکور بھی اس پر دال ہے گو آپ اپنے وسعت اخلاق سے اور ان کی دل شکنی کے خیال سے ان حضرات کے ساتھ سختی و ملامت سے پیش نہیں آئے لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ ان صاحبوں کی طرف سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک

ملحقات الترجمہ
لہ قولہ فی ترجمہ خیر بدر جہا لان خیرا اسم تفضیل الخ

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ

بعد اس کے خدا ہی کی رحمت کے سبب آپ ان کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تند خو سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے

لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

سب منتشر ہو جاتے سو آپ ان کو معاف کر دیجیے اور آپ ان کے لئے استغفار

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ

اور ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجیے پھر جب آپ رائے پختہ کر لیں سو خدا تعالیٰ پر اعتماد کیجیے

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ○

بے شک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں

بھی انقباض نہ رہے اور نیز ان صاحبوں کے دل سے بھی یہ کلفت دہل جائے اس لئے اول آیات گذشتہ میں اپنی معافی کی بشارت سنا کر آئندہ آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چند امور کا حکم فرماتے ہیں جن سے غرض مذکور حاصل ہو جاوے **خطاب بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بابت عفو از صحابہ** فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ الی قولہ تعالیٰ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ○ بعد اس کے (کہ ان صاحبوں سے لغزش ہوئی کہ آپ کو ان پر حق ملامت حاصل تھا) خدا ہی کی رحمت کے سبب (جو کہ آپ پر ہے) آپ ان کے ساتھ نرم رہے (اس نرم اخلاقی کو رحمت کے سبب اس لئے فرمایا کہ خوش اخلاقی عبادت ہے اور عبادت کی توفیق خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہوتی ہے) اور اگر آپ (خدانخواستہ) تند خو سخت طبیعت ہوتے تو یہ (بے چارے) آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے (پھر ان کو یہ فیوض و برکات کیسے میسر ہوتے) سو (جب آپ نے ان کے افاضہ کے لئے ان کے ساتھ برتاؤ میں ایسی نرمی اختیار فرمائی تو آپ کے حکم میں جو ان سے کوتاہی ہوئی اس کو) آپ (دل سے بھی) ان کو معاف کر دیجیے اور (جو کچھ ان سے خدا تعالیٰ کے حکم میں کوتاہی ہو گئی اس میں) آپ ان کے لئے (حق تعالیٰ سے) استغفار کر دیجیے (گو اللہ تعالیٰ نے اس لغزش کو معاف فرما دیا ہے، مگر آپ کا استغفار فرمانا یہ علامت

اللغات الفظ فی القاموس الغلیظ الجانب الیبس الخلق القاسی الخشن الکلام ۱۲

النحو فبما ما زائدۃ ۱۲

لطائف الترجمہ ۵۱ قولہ فی ترجمۃ فبما الخ اشارہ الی کون الباء للسببیۃ مضمون الکلام مبنی عنہ السیاق من استحقاق الذامین الملامۃ والتعنیف منہ صلی اللہ علیہ وسلم کما فی روح المعانی ۱۲

۵۲ قولہ فی ترجمۃ فاعف واستغفر آپ کے حکم میں اشارہ الی وجہ الفرق بین العفو والاستغفار کما فی روح المعانی ۱۲

۳ ان کی رائے سے مدد اور قوت لینا ہے آہ۔ احقر کہتا ہے تو اس بنا پر آیت اس پر بھی دال ہے کہ بعض احوال میں بعض نفع تابع سے متبوع کو پہنچ جاتا ہے۔ ۱۲

مسائل السلوک المتن قولہ تعالیٰ وشاورھم فی الامر فی الروح وقال بعضھا الاستظہار براھم و لو ثبت ذلک ما اخرجہ الامام احمد عن عبد الرحمن بن غنم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر وعمر لو اجتمعتما فی مشورۃ ما خالفتکما (ولو کانت المشورۃ بمجرد تطیب النفوس وان لا یستظھا کان المستشار واحدا منھم (ای من الصحابۃ) وان لم یکن من اھل الرای وجہ قال العبد وشاورھم کما اخرج احمد والبیھقی فی الشعب بسند حسن عن ابن عباس قال لما نزلت وشاورھم فی الامر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ان اللہ ورسولہ لغنیان عنھا ولکن جعلھا اللہ تعالیٰ رحمۃ لامتی فمن شاور منھم لم یعدم رشدا ومن ترکہ منھم لم یعدم غیا قال الحافظ ابن حجر فی الحدیث حجۃ لمن قال انھا کانت لتطییب انفسھم فقط فمعناہ ان اللہ غنی بالعقل ورسولہ بالقوۃ بحیث لو لم یشرع لہ المشاورۃ لھدی الی الصواب حتما وقال العبد ان الآیۃ علی ھذا دالۃ علی وصول بعض النفع من التابع الی المتبوع فی بعض الاحوال انتھی العبد ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ وشاورھم ھو فی الامر الذی [illegible] کرنا ہے اس مشورہ لینے [illegible] ۳

ہو گی آپ کی زیادہ شفقت کی جس سے ان کی اور زیادہ تسلی ہو گی) اور (بدستور) ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے (تاکہ اس سے اور دوتا ان کا جی خوش ہو) پھر (مشورہ لینے کے بعد) جب آپ (ایک جانب) رائے پختہ کر لیں (خواہ وہ اُن کے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف ہو) سو خدا تعالیٰ پر اعتماد (کر کے اس کام کو کر ڈالا) کیجئے بے شک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے (جو خدا تعالیٰ پر اعتماد رکھیں) محبت فرماتے ہیں۔

ف یہ جو کہا گیا کہ خاص خاص باتوں مراد ان سے وہ امور ہیں جن میں آپ پر وحی نازل نہ ہوئی ہو ورنہ بعد وحی کے پھر مشورہ کی کوئی گنجائش نہیں اور یہ جو کہا گیا کہ اس سے اور دوتا ان کا جی خوش ہو یہ اس مقام کے مناسب ایک حکمت ہے منجملہ فوائد مشورہ کے ابن جریر نے اس کو قتادہ سے نقل کیا ہے اور دوسری حکمتیں بھی ہیں مثلاً یہ کہ آپ کی امت کے لئے یہ سنت قرار پاوے اس کو بیہقی نے حسن سے نقل کیا ہے اور اس کی تائید میں ابن عدی اور بیہقی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ و رسول کو تو اس مشورہ کی حاجت نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو میری امت کے لئے ایک رحمت بنائی ہے اس پایہ کہ کسی امر میں ممکن ہے کہ مشورہ سے تقویت رائے کی بھی حاصل ہو جاوے جیسا ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اگر تم دونوں کسی مشورہ پر متفق ہو جاؤ تو میں اس کے خلاف نہ کروں اخرجہ الامام احمد عن عبد الرحمن بن غنم اھ هذه الروايات كلها مذكورة في روح المعانی اور یہ غرض تقویت عدم حاجت الی المشورۃ کے منافی نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ عدم حاجت باعتبار غالب کے اور یہ تقویت باعتبار بعض اجیان کے ہو اور یہ جو کہا گیا کہ خواہ وہ ان کے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف ہو، دلیل اس کی یہ ہے کہ لفظ عزم میں کوئی قید نہیں لگائی۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ امور انتظامیہ متعلقہ بالرائے والمشورہ میں کثرت رائے کا ضابطہ محض بے اصل ہے ورنہ یہاں عزم میں یہ قید ہوتی کہ بشرطیکہ آپ کا عزم کثرت رائے کے خلاف نہ ہو اور مشورہ و عزم کے بعد جو توکل کا حکم فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ تدبیر منافی نہیں توکل کے کیونکہ مشورہ و عزم کا داخل تدبیر ہونا ظاہر ہے اور جاننا چاہیئے کہ یہ مرتبہ توکل کا لہ باوجود تدبیر کے اعتقاداً اعتماد رکھے اللہ تعالیٰ پر یہ ہر مسلمان کے ذمہ فرض عین ہے۔ اور توکل بمعنی ترک تدبیر کے اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ تدبیر دینی ہے تو اس کا ترک مذموم۔ اور اگر دنیوی یقینی عادۃً ہے تو اس کا ترک بھی ناجائز۔ اور اگر ظنی ہے تو قوی القلب کو جائز اور اگر وہمی ہے تو اس کا ترک مامور بہ ہے فقط۔

ربط۔ اوپر ان حضرات کی تسلی کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چند امور کا حکم ہوا تھا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخوشی کا دغدغہ تو زائل ہو گیا۔ لیکن چونکہ ان حضرات کو اس واقعہ مغلوبیت سے حسرت بھی تھی اس لئے آئندہ آیت میں اُن کی اس حسرت کو دل سے اُتارتے ہیں۔

لمحات الترجمہ لہ قولہ فی ترجمۃ الامر خاص خاص اشار بہ الی کون اللام للعہد کما اوضحہ فی الحاشیہ

فوائد مشورہ و ربط با ما قبل

ابطال ظن کثرت رائے احکام و مراتب توکل

إِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَإِنْ يَّخْذُلْكُمْ

اگر حق تعالیٰ تمہارا ساتھ دیوے تو تم سے کوئی نہیں جیت سکتا اور اگر تمہارا ساتھ نہ دیں

فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

تو اس کے بعد ایسا کون ہے جو تمہارا ساتھ دے اور صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان

الْمُؤْمِنُوْنَ ○

والوں کو اعتماد رکھنا چاہیئے۔

ازالۂ حسرت مغلوبیت از قلوب صحابہؓ إِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ (الی قولہ) وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ اگر حق تعالیٰ تمہارا ساتھ دیں تب تو تم سے کوئی نہیں جیت سکتا اور اگر تمہارا ساتھ نہ دیں تو اس کے بعد ایسا کون ہے جو تمہارا ساتھ دے (اور تم کو غالب کرے) اور صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان والوں کو اعتماد رکھنا چاہیئے۔

ف حاصل: ازالۂ حسرت کا یہ ہوا کہ غالب مغلوب کرنا خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہے مثلاً بدر میں اپنی رحمت سے غالب کر دیا احد میں اپنی حکمت سے مغلوب کر دیا۔ پس جب پورا پورا یہ امر تمہاری قدرت میں نہیں تو اس قدر اس کے پیچھے اپنے جی کو نہ ڈالو جو ہو گیا ہو گیا اس میں جو آفت معصیت سے آئی اس پر توبہ کر لو۔ آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ پر نظر رکھو یعنی اس سے توفیق مانگو کہ معصیت سے محفوظ رکھیں اور پھر جو مصیبت نازل ہو اس کو اس کارساز کی طرف سے خیر اور مصلحت سمجھو فقط

ربط - آیت آئندہ کا شان نزول حسب روایت ترمذی گو خاص ہے وہ یہ کہ بدر کے روز مال غنیمت میں ایک چادر گم ہو گئی بعض (کم سمجھ یا منافق) لوگوں نے کہا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لی ہو (اگر یہ قول منافقین کا تھا تب تو ان کی بے ہودگی تھی اور اگر کسی مسلمان کا قول تھا تو اس بنا پر ہو گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تصرف کا اختیار حاصل ہے) اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ امر حقیقۃً یا صورۃً خیانت ہے نبی کی شان اس سے منزہ ہے لیکن چونکہ لفظ غلول بمعنی خیانت حکم ہے خواہ حقیقۃً یا بطور عموم مجاز کے فصیح عملے کلا القولین فی القاموس اس لئے ہر قسم کی خیانت کو شامل ہے اس عموم معنی کے اعتبار سے وجہ ربط ظاہر ہے کہ اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کا نامومم اور موجب وبال ہونا بیان فرمایا تھا اس آیت میں آپ کا امین کامل ہونا مذکور فرمایا تاکہ ثابت ہو جاوے کہ آپ جو کچھ حکم فرماتے ہیں اس میں آپ کی کوئی نفسانی غرض نہیں ہوتی کیونکہ یہ ایک قسم کی خیانت ہے اور آپ اس سے مبرا ہیں لہٰذا ایسے حکم کی مخالفت ضرور موجب وبال و مذموم ہو گی۔ اس ارتباط سے ترتیب آیات میں جو کہ توفیقی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس آیت کا اس موقع پر ہونا مناسب ہوا۔

لمحفات الترجمہ

۵ یہ جملہ معترضہ ہے جس میں ایک فائدہ زائدہ کی طرف اشارہ ہے اور حاصل فائدہ یہ ہے کہ قاموس میں معنی غلول میں دو قول ہیں ایک مطلق خیانت دوسرے خیانت فی المغنیمت پہلی صورت میں اس مقام پر غلول بمعنی مطلق خیانت حقیقۃً ہوا اور دوسری میں مجازاً پس چاہے غلول کے معنی مطلق خیانت ہوں اور چاہے خیانت خاصہ دونوں تقدیروں پر اس جگہ غلول بمعنی مطلق خیانت صحیح ہو گا۔

۱۲ منہ

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۚ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ

اور نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے حالانکہ جو شخص خیانت کرے گا وہ شخص اپنی اس خیانت کی ہوئی چیز کو قیامت کے

تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ

دن حاضر کریگا پھر ہر شخص کو اس کے کئے کا پورا عوض ملیگا اور اُن پر بالکل ظلم نہ ہوگا۔ سو ایسا شخص جو کہ رضائے حق کا

اللّٰهِ كَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

تابع ہو کیا وہ اس شخص کے مثل ہو جاوے گا۔ جو کہ غضب الٰہی کا مستحق ہوا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہوا اور وہ جانے کی بُری جگہ ہے

هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝

یہ مذکورین درجات میں مختلف ہوں گے اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔ اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے ہیں ان کے اعمال کو۔

اثبات امین بودن حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۚ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ (الی قولہ) وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ اور نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ (نعوذ باللہ) خیانت کرے حالانکہ (خائن تو قیامت میں فضیحت ہوگا کیونکہ) جو شخص خیانت کرے گا وہ شخص اپنی اس خیانت کی ہوئی چیز کو قیامت کے دن (میدان حشر میں) حاضر کرے گا (تاکہ سب خلائق مطلع ہوں اور سب کے روبرو فضیحت ہو) پھر (میدان قیامت کے بعد) ہر شخص کو (ان خائنوں میں سے) اس کے کئے کا (دوزخ میں) پورا عوض ملیگا اور ان پر بالکل ظلم نہ ہوگا کہ جرم سے زائد سزا ہونے لگے غرض خائن تو مغضوب اور مستحق جہنم ہوا اور انبیاء علیہم السلام بوجہ رضا جوئی حق کے قیامت میں سربلند ہوں گے پس دونوں امر جمع کیسے ہوں گے۔ جیسا آگے ارشاد ہے) سو ایسا شخص جو کہ رضائے حق کا تابع ہو (جیسے نبی) کیا وہ اس شخص کے مثل ہو جاوے گا جو کہ غضب الٰہی کا مستحق ہوا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہو (جیسے خائن) اور وہ جانے کی بُری جگہ ہے (ہرگز دونوں برابر نہیں ہوں گے بلکہ) یہ مذکورین (یعنی متبعان رضائے حق اور مغضوبین) درجات میں مختلف ہوں گے اللہ تعالیٰ کے نزدیک (کہ نبی محبوب اور جنتی ہے اور مغضوب دوزخی ہے) اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے ہیں ان کے اعمال کو (اس لئے ہر ایک کے مناسب معاملہ فرماویں گے) **فائدہ** انبیاء علیہم السلام کا امین ہونا یہاں دلیل سے ثابت کیا گیا تقریر استدلال ترجمہ سے ظاہر ہے اور یہ جو فرمایا کہ خیانت کی چیز کو قیامت میں حاضر کرے گا حدیث میں اس کی شرح آئی ہے چنانچہ صحیحین میں حضرت ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھو قیامت میں کسی کو اس حال میں نہ دیکھوں کہ اس کی گردن پر ایک اونٹ لدا ہو اور بولتا ہو اور مجھ سے آکر طالب امداد ہو اور میں صاف جواب دیدوں کہ میں اب کچھ نہیں کر سکتا میں حکم پہنچا چکا تھا۔ اور ایسا ہی مضمون گھوڑے اور کپڑے اور روپے پیسے کے بارہ میں فرمایا

النحو قولہ وَمَنْ يَّغْلُلْ فی روح المعانی جوز ان یکون حالا ویکون التقدیر فی حال علم الغال بعقوبۃ المغلول قلت اشرت الی ذلک فی الترجمۃ نعم الاظہر علی العلم بل علی عدم التماثل بینہما لغریۃ الاتی من قولہ الی من اتبع الخ ۱۲

البلاغۃ والعربیۃ قولہ فلا غالب لکم فی روح المعانی المفہوم من ظاہر النظم ان کان نفی مغلوبیتہم من غیر تعرض لنفی المساوات الاظہر لکن المفہوم منہ فہما قطعیا ہو نفی المساوات او اثبات الغالبیۃ ۱۲

ص للنحو طلبوا وذ، قلت لا کرمن فلان فالمفہوم منہ حسنا۔ اقول من کل کرم ہذا اذا مطردا فی جمیع الحالات اھ قلت قولہا قطعیا لان من نصرہ اللہ تعالیٰ کیف یساوی بمن لم ینصرہ اللہ تعالیٰ قولہ من بعدہ فی روح المعانی ای من بعد خذلانہ۔ قلت واشرت الیہ فی الترجمۃ ۱۲

الکلام اعلم ان ہذہ الآیات من قولہ تعالیٰ وما کان الخ وما فیہا مما ورد فی عبید العصاۃ معنا ہا علی الاستحقاق لا علی الوقوع لانہا لانہ موقوف علی المشیت فلا حجۃ للمعتزلۃ فیہا فافہم ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ترجمۃ کل (یعنی ان خائنوں میں سے) یہ عبارۃ المقام اکثر المفسرین نعم یاتی کونہ للمعنی اذا کان کل فاسد مجزیا بعملہ ان کان جرمہ فی غایۃ القلۃ فالغال مع عظم جرمہ بذلک اولی ۱۲

۲ قولہ فی ترجمۃ افمن سو (الی قولہ) کیا قدم ترجمۃ الفاء علی ترجمۃ الہمزۃ لما فی حاشیۃ البیضاوی ہذہ الفاء مقدمۃ من التحقیقۃ علی ہمزۃ الاستفہام وقدم توبیخہ فی قولہ تعالیٰ افان مات او قتل قلت افادۃ الفاء کون الغال مقتضیا یوم القیمۃ سببا لعدم التماثل بینہ وبین النبی الذی یکون فی غایۃ الرفعۃ وقد فصل ہذا المعنی فی مدہ الآیۃ ۱۲

۳ قولہ فی ترجمۃ ہم درجات درجات میں الخ اشارۃ الی حذف مضاف ای ذوو درجات ای منازل او احوال متفاوتۃ اھ ۱۲

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا

حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جبکہ ان میں انہی کی جنس سے ایک ایسا پیغمبر کر بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ

عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا

پڑھ کر سناتے ہیں اور اُن لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں کتاب اور فہم کی باتیں بتاتے رہتے ہیں اور بالیقین وہ

مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

لوگ قبل سے صریح غلطی میں تھے۔

اور روح المعانی میں ابن ابی حاتم سے منقول ہے کہ کسی نے حضرت ابوہریرہؓ سے بطور استبعاد کے کہا کہ اگر کسی نے سو اونٹ چرائے ہوں گے وہ سب کو گردن پر کیسے لاوے گا، آپ نے جواب دیا کہ جس شخص کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر ہو اور بدنہ سے مدینہ تک کے برابر بیٹھنے کی جگہ ہو کیا وہ اتنی چیز کو نہیں اٹھا سکتا آہ آج کل جن صاحبوں کو ایسے شبہات واقع ہوتے ہیں وہ اس جواب سے اپنا اطمینان کرلیں اور قدرت الٰہیہ کے نزدیک بدن کے بڑے ہونے کے بھی ضرورت نہیں اور کوئی عقلی دلیل اس کے خلاف پر قائم نہیں اور جاننا چاہیئے کہ اگر وہ خیانت کی چیز اجسام میں سے نہ ہو تو اس کا لانا دو طرح ممکن ہے یا تو محض ظہار و اعلان کو لانا کہا جاوے جیسے بولتے ہیں کیا خبر لائے اور یا اس عالم میں معانی بشکل اجسام متمثل ہو جاویں جیسا بہت سی حدیثوں سے پتہ لگتا ہے مثلاً موت بشکل دنبہ لاکر ذبح کردی جاوے گی اور عمل نیک حسین آدمی کی شکل میں آوے گا۔ اس توجیہ پر اگر وہ بھی گردن پر لدا ہو بعید نہیں واللہ اعلم۔

ربط اوپر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی منصبِ امانت کا اور وسوسہ اخذ زکوٰۃ کے غلط ہونے کا بیان تھا آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کا نعمت عظمیٰ ہونا اور آپ کی بعثت کا منت کبریٰ ہونا بیان فرماتے ہیں تاکہ اس نعمت کی قدر کریں اور آپ کی تعظیم کریں اور بار دیگر کسی ایسے امر کا وسوسہ نہ لاویں جو حضور اقدس کی شانِ رفیع کے مناسب نہ ہو۔ **منت بر مؤمنین بہ بعثت حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم** لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (الی قولہ) لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر (بڑا) احسان کیا جبکہ ان میں انہی کی جنس سے ایک ایسے (عظیم الشان) پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں (اور احکام) پڑھ

اللغات فی روح المعانی اصل المن القطع وسمیت النعمۃ منۃ لانہ یقطع بہا عن البلیۃ وکرہ الاعتماد بالصنیعۃ مثلا لانہ قطع لہا عن جوالب الشکر علیہا اھ قلت المراد انہ قطع لہا اذا کان من المخلوق لامن الخالق والمرتفع ان المخلوق لا یملک ایصال النفع حقیقۃ ولہذا نہی عن المن اما الخالق فہو مالک حقیقۃ ولہذا کان المن من خصائلہ اذا ثبت ہذا فالآیۃ تحمل کلا المعنیین نعم النحوی فی روح المعانی اذ ظرف لمن ہو وان کان بمعنی الوقت لکن وقع فی غرض

التعلیل کما نص علیہ معظم المحققین قولہ وان کانوا فان الماضی اذا اتی المخفف واللام ہی المفارقۃ اھ ای الفارقۃ بین المخففۃ وبین النافیۃ النرجمۃ

ملحقات الترجمہ ۱؎ قولہ لقد حقیقت میں ہو حاصل الترجمۃ المشہورۃ مرعیا فیہا المحاورۃ والبلاغۃ ۱۲ ۲؎ قولہ فی قولہ من اللہ پر ایماء التعدیل علیہ مقتضی المقام ۱۲ ۳؎ قولہ فی ترجمہ من انفسہم ان ہی کی جنس سے بعدہ قولہ ان میں فی ہذا الترتیب اشارۃ الی کون من معمول البعث و یمکن ان یکون صفۃ لرسولا لعدہ تعلقہا بالمقدر ۱۲ ۴؎ قولہ فی ترجمہ یتلوا علیہم

الطریقین فتدائم فی القوم اتمامی القول ۱۲ **ترجمہ قولہ تعالیٰ ویعلمہم الکتب والحکمۃ** مجموع آیت میں ایک تو علم اسرار کا اشارہ ہے اور نیز بعض طرق سلوک کی تعلیم ہے جیسا کہ روح میں ہے کہ تلاوت سے مراد آیات توحید و نبوت کی تبلیغ ہے اور تزکیہ سے مراد کفر طبیعہ کی طرف بلانا جو توحید و رسالت پر ڈالی ہوئی ہے (شرک سے پاک ہونے کا) اور تعلیم کتاب سے مراد الفاظ قرآن کی تعلیم ہے اور تعلیم حکمت کو مراد اسرار قرآنیہ پر واقف بنانا ہے پس اول تلاوت ہے کیونکہ وہ تمہید ہے پھر تزکیہ جس کی ساتھ سبب ہے اول مومن موصوف ہونا ہے

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالیٰ ویعلمہم الکتب والحکمۃ فی جمع الآیۃ اثبات علیہ الاسرار وتعلیم بعض طرق السلوک علی ما یقال کما فی الروح ای ان المراد من تلاوتہ تلاوۃ ما یوحی صلی اللہ علیہ وسلم من الآیات علی ان اللہ علی التوحید والنبوۃ ومن التزکیۃ الدعاء الی الکلمۃ الطیبۃ المتضمنۃ للشہادۃ للہ تعالیٰ بالتوحید ولنبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بالرسالۃ وتعلیم الکتاب تعلیم الفاظ القرآن وکیفیۃ ادائہ لتہیأ بذلک اقامۃ عماد الدین وتعلیم الحکمۃ الایقاف علی الاسرار المخبوءۃ فی خزائن کلامہ اللہ تعالیٰ وعینہ امر ترتیب ہذہ المقامات ظاہر وحاصل ذلک انہ صلی اللہ علیہ وسلم یہدی الناس الی التوحید یدعوا الیہ ویطلب ما یلزم بین التلبس ویزید علی الزید شیئا فشیئا لیتقدم للدعوۃ لانہا من باب التہیئۃ لم التزکیۃ لانہا من باب التخلیۃ وہی اول ما یحصل منہ صفۃ یتلبس بہا المؤمنون وہی من قبیل التخلیۃ المتقدمۃ علی التحلیۃ لان مدار المقامات اولی من جلب المصالح ثم التعلم لانہ انما یحتاج الیہ بعد الایمان حتی امر تقدیم التعلیم التزکیۃ فی آیۃ البقرۃ ولعلہ کان باعتبار اکثریۃ التخلیۃ کما اشرنا الیہ ہناک فتامل قال العبد الضعیف ویمکن ان یشار بہذا التقدیم تقدیم امر التخلیۃ احیانا وکلا ہم

ملخص ۱؎ پھر تعلیم جس کی حاجت بعد ایمان کے ہوگی پس اس کو تخلیہ کی (تزکیہ کی اس کی ایک فرد ہے) تقدیم تحلیہ پر (کہ تعلیم اس کی ایک فرد ہے) مفہوم ہوئی اب یہ بات کہ یہ تقدیم کہیں

پڑھ سُناتے ہیں اور (خیالات ورسوم جہالات سے) ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں اور ان کو کتاب (الٰہی) اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور بالیقین یہ لوگ (آپ کی بعثت کے) قبل سے صریح غلطی (یعنی شرک وکفر) میں مبتلا تھے۔ ف اس آیت کے اکثر الفاظ اس کے قبل دو آیتوں میں آچکے ہیں ایک اخیر پارہ آلم میں دوسری شروع پارہ سیقول میں وہاں ان کی تفسیر ملاحظہ فرمالی جاوے اور یہ جو فرمایا کہ ان ہی کی جنس سے اس میں مفسرین کے کئی قول ہیں بعض نے کہا ہے کہ ان کے نسب سے یعنی قریشی اس تفسیر پر اس صفت کا فائدہ اخیر پارہ آلم میں احقر لکھ چکا ہے بعض نے کہا ہے کہ عرب سے اس تفسیر پر اس صفت کا فائدہ بھی قریب قریب تفسیر اول کے ہے ملاحظہ فرمانے سے واضح ہوگا بعض نے کہا کہ بنی آدم سے اور یہی زیادہ مناسب ہے کیونکہ لفظ مؤمنین اس جگہ عام ہے اور انفسھم کی ضمیر اسی طرف عائد ہے پس صفت عام کے ساتھ تفسیر کرنا اوفق ہے، اس تفسیر پر اس صفت کا حسب تقریر روح المعانی یہ فائدہ ہوگا کہ آدمی کو آدمی سے بہ نسبت فرشتہ اور جن کے انس زیادہ ہوتا ہے تو فیض علم لینے میں زیادہ سہولت ہوئی اور خلاف جنس ہونے میں وحشت کا احتمال تھا آہ اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ پھر جنات کو آپ سے فیض لینے میں دشواری ہوگی جواب یہ ہے کہ چونکہ انسان جامع ترین خلق ہے اس لئے اس کو جن سے بھی مناسبت ہے پس اس لئے انسان جن کو بسہولت فیض دے سکتا ہے بخلاف جن کے کہ وہ جامع نہیں ہے اس لئے انسان کو بسہولت فیض نہیں دے سکتا اور یہ مناسبت استفادۂ انسان من الجن میں اس لئے کافی نہیں کہ مفیض اقویٰ ہونا چاہئے مستفیض سے دوسرے اگر سہولت سے قطع نظر کیجاوے تب بھی انسانوں کے مصالح جن پر مقدم رکھنے میں کوئی مصلحت وحکمت ہوگی پس اس صورت میں مؤمنین کو مؤمنین انس کے ساتھ خاص کہنا ہوگا جیسا اکثر جگہ خطاب بنی آدم کو ہے اور یہ منافی نہیں ہے عموم بعثت کے کیونکہ اس پر دوسرے دلائل قائم ہیں۔ اور اگر مؤمنین کو جمیع مکلفین کے لئے عام کہا جاوے تو لفظ جنس من انفسھم کے ترجمہ میں ہے اس سے جنس قریب منطقی مراد لیا جاوے گا۔ چنانچہ انسان اور جن دونوں حیوان کے تحت میں داخل ہیں بخلاف ملائکہ کے کہ وہ ان کی طرح مکلف ہی نہیں خواہ حیوان میں داخل ہوں یا نامی کی قسم سے خارج ہوں کیونکہ ان کا نمونا ثابت نہیں اور روح المعانی میں ہے کہ آیت وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعلمین سے ثابت ہے کہ آپ کی تشریف آوری رحمت عامہ ہے جس سے کفار بھی دنیا میں بہرہ یاب ہیں چنانچہ امم سابقہ کے سے عذاب نہیں آتے۔ جواب یہ ہے کہ چونکہ زیادہ نفع مؤمنین نے حاصل کیا اور وہ نفع اُخروی ہے اس لئے اس آیت میں مؤمنین کی تخصیص کی گئی جیسا اس آیت میں ھدی للمتقین باوجودے کہ ھدی للناس ہونا بھی ثابت ہے فقط

ربط اوپر کئی مواقع پر ہزیمت مؤمنین کی علت اور حکمت مذکور ہو چکی ہے۔ مثلاً اس آیت میں ان یمسسکم قرح الخ اور اس آیت میں ولقد صدقکم اللہ وعدہ الخ اور ان آیتوں میں ولیبتلی اللہ ما فی صدورکم (الی قولہ) ان اللہ غفور حلیم چونکہ مؤمنین کو ہزیمت کی سخت کلفت تھی اس لئے اگلی آیت میں اور عنوان سے اسی مضمون کی پھر تاکید وتقریر فرماتے ہیں اور اس کے ضمن میں منافقین کی تشنیع بھی اور گو پہلے بھی ان کی تشنیع ہو چکی ہے لیکن یہاں دوسرے طور پر ہے۔

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ف مؤمنین انس کے ساتھ خاص کہنا ہوگا فیکون اللام للعھد او یخصص بالقرینۃ ۱۲

۲ قولہ فی وجہ الربط اور عنوان سے اشارہ بہذا الی عدم لزوم التکرار المحض لان خصوصیات کل من العنوانات مختلفۃ تظہر بالتأمل ۱۲

۳ یہ جواب ہے سوال مقدر کا تقریر سوال کی یہ ہے کہ جو مناسبت بین الانس والجن فقط انس لجن کے لئے کافی ہے وہی مناسبت استفادہ انس من الجن کے لئے بھی کافی ہو سکتی ہے۔ پس جن اگر انسان کی طرف نبی بنا کر مبعوث کیا جاوے تو کیا حرج ہے تقریر جواب ظاہر ہے ۱۲ منہ

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا ۖ قُلْ

اور جب تمہاری ایسی مار ہوئی جس کو دوحصے تم جیت چکے تھے تو کیا ایسے وقت میں تم یوں کہتے ہو کہ یہ کدھر سے ہوئی؟ — آپ فرما دیجئے

هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَمَا أَصَابَكُمْ

کہ یہ مار خاص تمہاری طرف سے ہوئی بے شک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے اور جو مصیبت تم پر پڑی

يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ

جس روز کہ دونوں گروہ باہم مقابل ہوئے سو خدا تعالیٰ کی مشیت سے ہوئی اور تاکہ اللہ تعالیٰ مؤمنین کو بھی دیکھ لیں۔ اور ان لوگوں کو بھی دیکھ لیں

نَافَقُوا ۖ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ

جھوٹے نفاق کا برتاؤ کیا۔ اور ان سے یوں کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں لڑنا یا دشمنوں کا دفعیہ بن جانا

تقریر علت و حکمت ہزیمت احد و تشنیع منافقین أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ (الی قولہ) فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا اور جب[1] (احد میں) تمہاری ایسی مار ہوئی جس سے دوحصے تم (بدر میں) جیت چکے تھے (کیونکہ احد میں ستر مسلمان شہید ہوئے اور بدر میں ستر کافروں کو قید اور ستر کو قتل کیا تھا) تو کیا ایسے وقت میں تم (تعجباً نہ کہ اعتراضاً) یوں کہتے ہو کہ (باوجود ہمارے مسلمان ہونے کے) یہ (مار) کدھر سے ہوئی (یعنی کیوں ہوئی) آپ فرما دیجئے کہ یہ مار خاص تمہاری طرف سے ہوئی (نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے خلاف کرتے اور نہ مار تے کیونکہ اس قید کے ساتھ وعدۂ نصرت ہو چکا تھا) بے شک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے (جب تم نے اطاعت کی اپنی قدرت سے تم کو غالب کر دیا اور جب خلاف کیا اپنی قدرت سے تم کو مغلوب کر دیا) اور جو مصیبت تم پر پڑی جس روز کہ دونوں گروہ (مسلمان اور کفار کے) باہم (مقاتلہ کے لئے) مقابل ہوئے (یعنی احد کے دن) سو (وہ مصیبت) خدا تعالیٰ کی مشیت سے ہوئی (چونکہ اس میں چند در چند حکمتیں تھیں جن کا بیان اوپر بھی آچکا ہے) اور (ان میں سے ایک حکمت یہ بھی) تاکہ اللہ تعالیٰ مؤمنین کو بھی دیکھ لیں (کیونکہ مصیبت کے وقت اخلاص و غیر اخلاص ظاہر ہو جاتا ہے جیسا گذر بھی چکا ہے) اور ان لوگوں کو بھی دیکھ لیں جنھوں نے نفاق کا برتاؤ کیا اور ان سے (شروع کام کے وقت جبکہ تین سو آدمیوں نے ان میں مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ دیا جیسا پہلے آچکا ہے) یوں کہا گیا کہ (میدانِ جنگ میں آؤ (پھر ہمت ہو تو) اللہ کی راہ میں لڑنا یا (ہمت نہ ہو تو گنتی ہی پوری کرکے) دشمنوں کا دفعیہ بننا (کیونکہ بہت سی بھیڑ دیکھکر کچھ تو ان پر رعب ہوگا اور اس سے

النحو ولیعلم المؤمنین فی حاشیۃ البیضاوی عطف علی معنی فباذن اللہ عطف سبب علی سبب اھ قلت لکن المعطوف علیہ سبب علۃ والمعطوف سبب حکمۃ ویحتمل ان یکون المعطوف علیہ مقدرا ویجعل حکمۃ للاذن فتقدیر الکلام فباذن اللہ لیکون کذا ولیعلم الخ فلا یحتاج الی التخصیص باتخاذ الشہداء مثلا ولیعلم المؤمنین الخ واشرت الی ہذا الوجہ فی الفائدۃ بقولی فعمل چھوڑ دیا فافہم وقیل عطف علی نافقوا قولہ فالاولی تعلم فی روح المعانی استیناف بیانی کانہ قیل فما صنعوا حین قیل لہم ذلک فقیل قالوا الخ ۱۲

البلاغۃ قولہ فباذن اللہ سمی الارادۃ اذنا لانہا من لوازمہ من البیضاوی قولہ ولیعلم الذین نافقوا الخ روح المعانی واعادۃ الفعل لتشریف المؤمنین وتنزیہہم عن الانتظام فی قرن المنافقین۔ وقولہ قاتلوا فی سبیل اللہ المقصد فیہ عندی الجزء الاول ای قاتلوا واقدروا قتالی فی سبیل اللہ فوا قعی باعتبار المعنی او المجموع کنایۃ عن ایجاد مطلقا باعتبار ان اصلہ یکون لوجہ اللہ تعالیٰ لان المنافقین یستعدہم ارادہم وجہ اللہ ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم عن عمر بن الخطاب قال او قبوا یوم احد ما صنعوا یوم بدر من اخذ الفداء والطلاء فقتل منہم سبعون وفر اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکسرت رباعیتہ وشجت البیضۃ علی رأسہ وسال الدم علی وجہہ فانزل اللہ الا ولما اصابتکم مصیبۃ الآیۃ اھ قلت والذی اخترتہ لا ینافی ہذا لانہ لا تعارض فی الاسباب المتعددۃ للمسبب الواحد فافہم ۱۲

لمحفات الترجمہ

[1] قولہ فی ترجمۃ اولما اور جب (الی قولہ) کیا ایسے الخ قد تقدم ترجمۃ الواو علی ترجمۃ الہمزۃ لما فی رد المحتار عن البحر عن ان الہمزۃ مقدمۃ من تاخیر والواو صلہا التقدیر ہو مذہب سیبویہ اھ قلت فلذا الی تقدیر المعطوف علیہ او حمل الواو علی الاستیناف

[2] قولہ فی ترجمۃ عند انفسکم خاص (روعی فیہ النفس والضمیر ۱۲

قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَىِٕذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ

وہ بولے کہ اگر ہم کوئی ڈھنگ کی لڑائی دیکھتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے۔ یہ منافقین اس روز کفر سے نزدیک تر ہو گئے۔ بہ نسبت اس حالت کے کہ وہ

لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا

ایمان سے نزدیک تھے۔ یہ لوگ اپنے منہ سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں جو کچھ

يَكْتُمُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ۭ

یہ اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اپنے بھائیوں کی نسبت بیٹھے ہوئے باتیں بناتے ہیں کہ اگر ہمارا کہنا مانتے تو قتل نہ کئے جاتے۔

قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

آپ فرما دیجئے کہ اچھا تو اپنے اوپر سے موت کو ہٹاؤ اگر تم سچے ہو۔

شاید ہٹ جاویں) قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ (الی قولہ) اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وہ بولے کہ اگر ہم کوئی ڈھنگ کی لڑائی دیکھتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے (لیکن یہ کوئی لڑائی ہے کہ وہ لوگ تم سے تین چار حصے زیادہ پھر ان کے پاس سامان بھی زیادہ ایسی حالت میں لڑنا ہلاکت میں پڑنا ہے لڑائی اس کو نہیں کہتے حق تعالیٰ اپنے ارشاد فرماتے ہیں کہ) یہ منافقین اس روز (جبکہ ایسا خشک جواب دیا تھا) کفر سے (ظاہراً بھی) نزدیک تر ہو گئے بہ نسبت اس حالت کے کہ وہ (پہلے سے ظاہراً) ایمان سے (کسی قدر) نزدیک تھے (کیونکہ پہلے سے گو وہ دل سے تو مؤمن نہ تھے مگر مسلمانوں کے سامنے موافقت کی باتیں بناتے رہتے تھے اس روز ایسی طوطا چشمی غالب ہوئی کہ کھلم کھلا مخالفت کی باتیں منہ سے نکلنے لگیں اس لئے وہ پہلا قرب الی الایمان بھی مبدّل بقرب الی الکفر ہو گیا اور یہ قرب اس قرب سے زیادہ اس لئے ہے کہ موافقت کی باتیں دل سے نہ تھیں اس لئے زوردار نہ تھیں اور یہ دل سے تھیں اس لئے عبارت بھی زوردار تھی) یہ لوگ اپنے منہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں (یعنی دل میں تو ہے کہ ان مسلمانوں کا کبھی ساتھ نہ دیں گو لڑائی ڈھنگ ہی کی کیوں نہ ہو) اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ اپنے دل میں رکھتے ہیں (اس لئے اُن کے اس قول کا غلط ہونا لو نعلم قتالا اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے) یہ ایسے لوگ ہیں کہ (خود تو جہاد میں شریک نہ ہوئے اور) اپنے (ہم نسب) بھائیوں کی نسبت (جو کہ مقتول ہو گئے گھر میں) بیٹھے ہوئے باتیں بناتے ہیں کہ اگر ہمارا کہنا مانتے (یعنی ہمارے منع کئے پر نہ جاتے) تو (بے فائدہ) قتل نہ کئے جاتے آپ فرما دیجئے کہ اچھا تو اپنے اوپر سے موت کو ہٹاؤ اگر تم (اس خیال میں) سچے ہو (کہ میدان میں جانے سے ہی ہلاکت ہوتی ہے کیونکہ قتل سے بچنا تو موت ہی سے بچنے کے لئے مقصود ہے جب وقت مقدر پر موت گھر بیٹھے بھی آجاتی ہے تو قتل بھی مقدر وقت پر نہیں ٹل سکتا)۔

---

۴ علی نفی العلم بمعنی المعلوم لان القتال لیست علی التکافؤ ومن الجائز بین مع رجاء المدافعۃ او مبالغۃ ومن لم یتحقق ذلک کان القاء الانفس الی التہلکۃ قلت ومن ثم قیدت ترجمۃ القتال بقولی ڈھنگ کی تعریضۃ المقام فالتنویع ۱۲

۵ قولہ فی ترجمۃ وقعدوا گھروں میں سے حملۃ علی الحال و یقدر قد کما جوزہ فی روح المعانی وایضا اشرت بقولی فیما قبل جہاد میں شریک نہ ہو الی معنی القعود عن الجہاد فافہم ۱۲

النحو قولہ الذین قالوا لاخوانھم فی روح المعانی او خبر لمبتدا محذوف ای ہم الذین او نعت للذین ما قبلہ او بدل منہ ام قلت والاول ترجمتی علی ای وجہ شئت وان کان ظاہرہ الوجہ الاول لکنہ یمکن اخذ الحال علی الوجہین لا عین الترجمۃ ولا باس بہ ۱۲

البلاغۃ قولہ لا اتبعنکم یعبر بہ (ای بالقتال والغزو)

لان المتبع لکمال نشاط قلوبہم عنہ لا تساعدہم علی الانصراف بہ من روح المعانی۔ قلت وقد تاملت فی ترجمتی لہ وقت فیہ ہذا۔

ملخصات الترجمہ ۱ قولہ فی ترجمۃ لو نعلم اگر ہم (الی قولہ) ہلاکت ماخوذہ مافی روح المعانی یحتمل انہم جعلوا نفی علم القتال کنایۃ عن ما ہم فیہ لیس قتالا بنا ۱۲

ف اس واقعہ ہزیمت میں جو صحابہؓ کی عتاب کے بعد جا بجا تسلی کی گئی اس سے نافرمانی کرنے والے دھوکہ نہ کھائیں کہ ہم سے جو گناہ ہوتے ہیں اس میں بھی مشیت وحکمت الٰہیہ ہوتی ہے پھر غم کی کوئی بات نہیں، بات یہ ہے کہ ان کو صحابہ سے خطاءً ایسا ہوا قصد مخالفت نہ تھا دوسرے ان پر ندامت اور غم کا بے انتہا غلبہ تھا جو اعلیٰ درجہ کے توبہ کا اس لئے ان کی تسلی کی گئی اور جو قصداً گناہ کرے پھر اس پر کرے جرأت وہ مستحق تسلی نہیں بلکہ مستحق تخویف ووعید ہے خوب سمجھلو اور ھو من عند انفسکم کے ترجمہ میں جو کہا گیا کہ اس قید کے ساتھ وعدہ نصرت ہو چکا تھا مراد قید سے استقلال علی الطاعۃ ہے، جیسا ابن جریر نے سدی سے نقل کیا ہے۔ ولقد عفا عنھم الخ ان صبروا الخ کذا فی روح المعانی تحت ہذہ الآیۃ۔ اور میں نے اس کی تصریح اس لئے کی تاکہ یہ شبہہ نہ رہے کہ جب وعدہ فتح تھا پھر کیوں شکست ہوئی اور یہ شبہہ بھی نہ رہے کہ بعض جگہ باوجود استقلال واطاعت احکام کے مسلمان مغلوب ہو جاتے ہیں یہ شبہہ اس لئے دفع ہو گیا کہ موعود لہم خاص حضرات تھے اس عدہ خاص کا مطرد اور کلیہ ہونا لازم نہیں آتا اور اس مقام پر مسلمانوں کے اس قول کے انی ھذا کئی جواب دیئے اور چند وجوہ سے تسلی فرمائی۔ اول اصبتم مثلیھا کی قید بڑھائی اس میں اشارہ ہے کہ جس شخص کی دونی جیت ہو چکی ہو اگر ایک بار آدھی ہار ہو جاوے تو تعجب نہ چاہیئے ہار جیت تو لوازم انقلاب ایام سے ہے یہ مضمون قریب قریب اس کے ہے تلک الایام نداولھا بین الناس۔ دوسرا جواب من عند انفسکم میں ہے جو حاصل ہے حتی اذا فشلتم وتنازعتم فی الامر اور استزلھم الشیطٰن کا تیسرا جواب فباذن اللہ میں ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اس میں حکمت تھی اس لئے مشیت متعلق ہوئی جس میں ایک حکمت کا بیان بھی مابعد میں فرما دیا ولیعلم المؤمنین ولیعلم الذین نافقوا جو حاصل تھا ثم صرفکم عنھم لیبتلیکم کا اور بعض حکمتوں کو مجمل چھوڑ دیا جن میں سے بعض اوپر مذکور ہو چکی تھیں مثلاً ویتخذ منکم شھداء۔ ولیمحص اللہ الذین اٰمنوا ویمحق الکافرین۔ ولیمحص ما فی قلوبکم اور جاننا چاہیئے کہ اس آیت میں جو لیعلم المؤمنین ولیعلم الذین نافقوا آیا ہے اس کے معنی کی تحقیق شروع پارہ سیقول میں بذیل الا لنعلم من یتبع الرسول الخ اور اس پارہ کے رکوع پنجم میں بذیل آیت ولیعلم الذین اٰمنوا ویتخذ منکم شھداء گذر چکی ہے ضرور ملاحظہ فرما لیا جاوے اور اخوانھم کے ترجمہ میں جو صرف ہم نسب کہا گیا بخلاف سابق کے کہ وہاں تعمیم کی گئی وجہ اس کی یہ ہے کہ وہاں لیجعل اللہ ذلک حسرۃ قرینہ مجوزہ تھا ہم مشرب بھائیوں کے مر جانے کے لئے جیسا کہ وہاں اس کی تقریر گذر چکی۔ بخلاف یہاں کے کہ آیت مابعد جس میں شہداء کی فضیلت مذکور ہے قرینہ مانعہ ہے اس احتمال مذکور سے تو اس صورت میں منافقین کا یہ کہنا لو اطاعونا ما قتلوا اتنا سفہا نہ ہوگا بلکہ مقتولین کی تسفیہ[1] وتحمیق وتخبیر کی غرض سے ہوگا اسی لئے اگلی آیت میں ان کی اعلیٰ درجہ کی کامیابی بیان کر کے جواب دیا جاتا ہے اور جنھوں نے اخوانھم میں تعمیم لی ہے وہ آیت آئندہ کو اس پر محمول کریں گے کہ منافقین کے مقتولین گو شہداء نہ تھے لیکن چونکہ ان کے قول سے یہ بھی لازم آتا تھا کہ شہداء خسارہ میں پڑتے ہیں اس لئے اس آیت میں اس کا ابطال کیا گیا۔ اور نیز تعریض کو بھی مفید ہو کہ

ملحقات المترجمہ

[1] قولہ فی الفائدۃ تسفیہ اھ واشیر الی ہذا المعنی بقولی فی ترجمۃ ما قتلوا ہا فائدۃ اھ ۱۲

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے گئے، اُن کو مردہ مت خیال کر بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے

رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ

اُن کو رزق بھی ملتا ہے وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی۔ اور جو لوگ ان کے

بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ غمگین

اُن کے اخوان المشرب فی سبیل اللہ مقتول نہیں اگر ہوتے تو اُن کو یہ فضائل نصیب ہوتے واللہ اعلم۔ **ربط** اوپر کی آیتوں میں منافقین کے اس قول سے لو اطاعونا ما قتلوا دوام مفہوم ہوئے تھے ایک یہ کہ گھروں میں بیٹھا رہنا ہلاکت سے نجات کا سبب ہے، اس کا جواب تو فادرءوا عن انفسکم الموت میں ارشاد فرمایا گیا دوسرا امر یہ کہ وہ ان شہداء کی موت کو موجب ناکامی و حرمان عن الحیوٰۃ واللذات بتلاتے تھے اس کے جواب کے لئے اگلی آیت میں اُن حضرات کی اعلیٰ درجہ کی کامیابی اور حیوٰۃ حقیقیہ وتمتعات باقیہ کا اثبات فرماتے ہیں

اثبات حیات و تلذذ شہداء وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا (الی قولہ) اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ اور (اے مخاطب[۱]) جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی دین کے واسطے) قتل کئے گئے ان کو (اور مُردوں کی طرح) مردہ مت خیال کر بلکہ وہ لوگ (ایک ممتاز حیات کے ساتھ) زندہ ہیں (اور) اپنے پروردگار کے مقرب[۲] (یعنی مقبول ہیں) ان کو رزق بھی ملتا ہے (اور) وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل (وکرم[۳]) سے عطا فرمائی (مثلاً درجات قرب وغیرہ یعنی رزق حسّی بھی ملتا ہے اور رزق معنوی یعنی مسرت بھی) اور (جس طرح وہ اپنے حال پر خوش ہیں اسی طرح) جو لوگ (ابھی دنیا میں زندہ ہیں اور اس وجہ سے) ان کے پاس نہیں پہنچے (بلکہ) ان سے پیچھے (دنیا میں) رہ گئے ہیں اُن کے بھی[۴] اس حالت پر وہ (شہداء) خوش ہوتے ہیں کہ (اگر وہ[۵] بھی شہید ہو جاویں تو ہماری طرح) ان پر بھی کسی طرح کا خوف (ناگہ سانحہ) واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ (کسی طرح) مغموم ہوں گے (غرض ان کو وہ خوشیاں ہیں اپنی بھی اور اپنے[۶] تعلق والوں کی بھی آگے ان دونوں خوشیوں کا سبب بتلاتے ہیں)

النحو قولہ من خلفهم متعلق بیلحقوا ویجوز ان یکون حالاً من فاعل یلحقوا کذا فی الروح ۱۲

البلاغۃ یرزقون تاکید لمجیئهم ای انها حقیقة بحیث یاکلون بها ویشربون ۱۲

الروایات فی لباب المنقول روی احمد ابوداؤد والحاکم عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اصیب اخوانکم باحد جعل اللہ ارواحهم فی اجواف طیر خضر ترد انهارالجنة وتاکل من ثمارها وتاوی الی قنادیل من ذهب فی ظل العرش فلما وجدوا طیب مآکلهم ومشربهم وحسن مقیلهم قالوا یالیت اخواننا یعلمون ما صنع اللہ لنا لئلا یزهدوا فی الجهاد ولا ینکلوا عن الحرب فقال اللہ انا ابلغهم عنکم فانزل اللہ هذه الآیات ولا تحسبن الذین قتلوا الآیة وما بعدها ۱۲

۱؎ دنیا میں رہتے بلکہ خود وہ شہداء تمہاری نسبت یہ خوشی منا رہے ہیں کہ اگر تم شہید ہو جاؤ تو تم بھی انھیں کی طرح نعیم سرمدی سے فائز ہوتی

الروح والی ہذا ذہب ابن جریج وقتادة پس یہ اسی کی نظیر ہے جو اہل جہاد اکبر ہیں اور مجوبین ہیں واقع ہو رہا ہے کہ ہر ایک دوسرے کے لئے اپنی حالت پر ہونے کی تمنا کر رہا ہے

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالیٰ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون فرحین بما اٰتٰهم اللہ من فضله ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بهم من خلفهم الا خوف علیهم ولا هم یحزنون

ترجمہ قولہ تعالیٰ الذین قتلوا (الی قولہ) ولا هم یحزنون۔ حاصل یہ کہ جن لوگوں کو شہداء کے مارے جانے پر حسرت تھی ان کو سنایا جاتا ہے کہ تم اس کو حسرت کی نظر سے نہ دیکھو

---

۲ قولہ فی الروح بدل من الذین بدل اشتمال مبین لکون استبشارهم بحال اخوانهم لانهم لما عاینوا ما اعد لهم من الکرامة استبشروا بانهم سیلحقون بهم ۱۲ منہ

۳ قولہ ای یستبشرون بما تبین لهم من حسن حال اخوانهم الذین ترکوهم احیاء وهم عند قتلهم فی سبیل اللہ تعالیٰ یحزنون کما فازوا ویحزنون من التعلیم کما حاز وا الی هذ اذهب ابن جریج وقتادة ۱۲ منہ قال العبد الضعیف وهو نظیر ما تقرر بین اهل الجهاد الاکبر وبین المحجوبین من ان الآخرین کما یتمنون کون الاولین علی مثل حالهم انتهی القول

۴ قولہ الذین لم یلحقوا بهم من خلفهم ای لم یقتلوا بعد ۱۲ منہ

۵ قولہ الذین لم یلحقوا بهم من خلفهم ای لم یقتلوا بعد ۱۲ منہ

۶ قولہ الذین لم یلحقوا بهم من خلفهم ای لم یقتلوا بعد ۱۲ منہ

---

[۱] قولہ ای مخاطب اشار بهذا العنوان الی عمومہ ۱۲ [۲] قولہ مقرب حمد علی القرب الربانی کما فی روح المعانی ۱۲ [۳] قولہ وکرم اشار بهذا الی ان من للبیان

يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ ع ۱۶ ۸

وہ خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت و فضل خداوندی کے اور بوجہ اس کے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔

(يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ (الیٰ قولہ) لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ) وہ (اپنی حالت پر تو) خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت و فضل خداوندی کے (جو ان کے تھ مبذول کی) اور (دوسروں کی حالت پر خوش ہوتے ہیں) بوجہ اس کے کہ (وہاں جا کر آنکھوں سے دیکھ لیا کہ) اللہ تعالیٰ اہل ایمان (کے اعمال) کا اجر ضائع نہیں فرماتے (بلکہ جس درجہ کا عمل ہوتا ہے اسی درجہ کا اجر دیتے ہیں پس شہادت کہ افضل الاعمال ہے اس پر افضل اجور ملیگا جس کے لوازم میں سے ہے کہ اصلاً خوف و حزن نہ ہو) ف حیات شہدا کی تحقیق شروع سیقول رکوع سوم میں گذر چکی ہے وہاں ملاحظہ کر لیا جاوے اور رزق ملنے کی کیفیت احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ ان کی ارواح قنادیل عرش میں رہتی ہیں اور جنت کی انہار سے پانی پیتی ہیں اور اس کے اثمار سے کھاتی ہیں رواہ احمد و ابوداؤد و الحاکم عن ابن عباس مرفوعاً کذا فی لباب النقول ہیں کہتا ہوں کہ یہ جملہ انہار و ثمار کا کسی ایسے مقام سے بتلانا ہوگا جو جنت کے متعلق ہوگا پس یہ اشکال لازم نہیں آتا کہ جنت میں جا کر پھر حشر کے وقت کیسے نکالے جاویں گے۔ ربط اوپر غزوۂ احد کا قصہ مذکور ہو چکا آگے اسی کے متعلق ایک دوسرے غزوہ کا ذکر ہے جو غزوۂ حمراء الاسد کے نام سے مشہور ہے جس کے ابتدائی جزو کی طرف اس پارہ کے نصف کے ذرا قبل آیت سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب الخ میں اشارہ تھا وہ یہ کہ جب کفار میدان سے مکہ کو واپس ہوئے تو راستہ میں جا کر اس پر افسوس کیا کہ ہم باوجود غالب آجانے کے ناحق لوٹ آئے سو اب چلکر سب کا استیصال کر دیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالدیا اور پھر وہ مکہ ہی کی طرف ہو لئے لیکن بعض راہ گیروں سے کہہ گئے کہ کسی ندبیر سے مسلمانوں کے دلوں میں ہمارا رعب جما دیا جائے آپ کو وحی سے یہ امر معلوم ہو گیا اور آپ اُن کے تعاقب میں حمراء الاسد تک پہنچے اخرجہ ابن جریر عن السدی کذا فی روح المعانی بقیہ اس کا یہ ہے کہ حمراء الاسد مدینہ سے ۸ میل کے فاصلہ پر ہے وہاں آپ نے تین روز ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ شوال یوم دوشنبہ سہ شنبہ و چہار شنبہ قیام فرمایا اور کفار مکہ کو راستہ میں دل معبد خزاعی مسلمانوں کے قیام گاہ کی طرف سے جاتے ہوئے مقام روحا میں ملے اس وقت تک معبد اسلام نہ لائے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر خواہ تھے کفار مکہ نے ان سے مسلمانوں کی خبر پوچھی انھوں نے مسلمانوں کی خداداد شان و شوکت کو پورے الفاظ میں ادا کیا اس سے کفار کے حوصلے پست ہو گئے اور بدستور مکہ ہی جانے کے عزم پر قائم رہے پھر اتفاق سے ان کو ایک قافلہ قبیلہ عبد القیس کا مل گیا جو مدینہ کو آتا تھا اُن لوگوں سے کفار مکہ نے کہا کہ تم اتنا کام کرنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملکر ان لوگوں کے دلوں میں ہمارا خوف بٹھلا دینا اور کہدینا کہ انھوں نے یعنی ہم نے مسلمانوں کے استیصال کے لئے بڑا سامان جمع کیا ہے اور عنقریب آکر ان کا کام تمام کر دیں گے چنانچہ جس وقت ان لوگوں نے یہ خبر مسلمانوں کو پہنچائی سب نے بالاتفاق نہایت استقلال کے ساتھ کہا حسبنا اللہ و نعم الوکیل، یعنی ان کے سامان و جمعیت سے کچھ اندیشہ نہیں ہمارے لئے اللہ تعالیٰ بس ہے پھر خیریت سے مدینہ آگئے اور روہ فی روح المعانی عن ابن اسحٰق اور اتفاق سے اس مقام پر ایک قافلہ تجار کا گذرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مال تجارت خرید فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس میں نفع دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نفع ہمراہی مسلمانوں کو تقسیم فرما دیا رواہ البیہقی عن ابن عباس کذا فی روح المعانی آیات آئندہ میں اس قصہ کی طرف اشارہ ہے

البلاغۃ قولہ بنعمۃ وفضل لعلہ لتفنن للتاکید ولک ان تجعل ایہاما لتمت علی النعمۃ الحسیۃ والاخر علی المعنویۃ ۱۲

الکلام قولہ اجر المؤمنین دل علی ان الایمان شرط قبول الاعمال ولذا لم یقبل المقتولین مع ان المراد بہم بقرینۃ المقام بل ذکر ما ہو شرط لقبول القتل ۱۲

ملحقات الترجمۃ

ف قولہ فی ختم الترجمۃ اصلا خوف وحزن نہ ہو زاد اصلا لیثبت اختصاص الشہداء من بین المؤمنین بہذا الحکم صریحا فی مطلق انتفاء الحزن والخوف کما دل علیہ آیات عدیدہ ۱۲

الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ

جن لوگوں نے اللہ و رسول کے کہنے کو قبول کر لیا بعد اس کے کہ ان کو زخم لگا تھا

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ

ان لوگوں میں جو نیک اور متقی ہیں ان کے لئے ثواب عظیم ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ

اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا

ان لوگوں نے تمہارے لئے سامان جمع کیا ہے سو تم کو ان سے اندیشہ کرنا چاہیئے تو اس نے ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیا۔ اور کہہ دیا کہ

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝

ہم کو حق تعالیٰ کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کے لئے اچھا ہے۔

چنانچہ اصابہم القرح میں ان مسلمانوں کے تازہ زخمی ہونے کی طرف، قال لہم الناس میں عبد القیس کی تخویف کی طرف اور ان الناس قد جمعوا لکم میں کفار مکہ کے مضمون مجوزہ کی طرف اور فزادہم ایمانا الخ میں مسلمانوں کے استقلال کی طرف اور فانقلبوا بنعمۃ الخ میں ثواب نفع تجارت کی طرف اشارہ ہے اور بعض مفسرین نے ان آیات کے متعلق دوسرا قصہ ذکر کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ احد سے لوٹتے وقت کفار مکہ کہہ گئے تھے کہ سال آئندہ پھر بدر میں لڑائی ہوگی جہاں سال گذشتہ بھی ہو چکی تھی لیکن پھر اُن کی ہمت نہ پڑی ایک اعرابی کو کچھ روپیہ دینا کیا کہ تو مسلمانوں کو ڈرا دے تاکہ وہ ڈر کر نہ آویں تو الزام اُن کے سر رہے لیکن مسلمان نہ ڈرے اور وقت پر پہنچ گئے اور کفار نہ آئے وہاں بازار لگا کرتا تھا مسلمانوں نے خوب خرید و فروخت کیا جس میں نفع بھی ملا پھر صحیح سلامت اپنے گھر آ پہنچے اس غزوہ کا نام بدر صغریٰ مشہور ہے اور بعض نے اس بدر صغریٰ کے قصہ کو غزوۂ احد کے ایک ماہ بعد واقع کہا ہے باقی قصہ بھا لہا کہا ہے اھ لیکن احقر نے پہلے قصہ کو اس لئے اختیار کیا کہ روح المعانی میں کہا ہے حالی ہذا ذہب اکثر المفسرین۔ دوسرے من بعد ما اصابہم القرح سے تہاور زخموں کی تکلیف کا اسوقت تک باقی رہنا ہے گو دوسری تفسیر پر بھی ہو سکتے ہیں کہ باوجودیکہ سال گذشتہ تکلیف اٹھائی تھی جس سے احتمال تھا خوف زدہ ہو جانے کا الخ واللہ اعلم اور اس تفسیر کے اختیار کرنے والے غزوۂ بدر صغریٰ کا انکار نہیں کرتے لیکن اس کو مدلول آیات قرآنیہ نہ کہیں گے **قصہ غزوۂ حمراء الاسد** اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ (الی قولہ) وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ جن لوگوں نے اللہ و رسول کے کہنے کو (جبکہ تعاقب کفار کے لئے بلائے گئے) قبول کر لیا بعد اس کے کہ ان کو (ابھی تازہ) زخم (لڑائی میں) لگا تھا ان لوگوں میں جو نیک اور متقی ہیں (اور واقع میں سب ہی ایسے ہیں) اُن کے لئے (آخرت میں) ثواب عظیم ہے یہ ایسے (مخلص) لوگ ہیں کہ (بعض) لوگوں نے (یعنی عبد القیس والوں نے جو) ان سے (آکر) کہا کہ ان لوگوں نے (یعنی اہل مکہ نے) تمہارے (مقابلہ کے) لئے (بڑا) سامان جمع کیا ہے سو تم کو اُن سے اندیشہ کرنا چاہیئے تو اس (خبر) نے ان کے (جوش) ایمان کو اور زیادہ کر دیا اور (نہایت استقلال سے یہ کہہ کر بات کو ختم کر دیا کہ) ہم کو حق تعالیٰ کافی ہے (ہر مہمات میں) کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کے لئے اچھا ہے (یہی سپرد کرنا توکل ہے)۔

ربع

الذین الذین استجابوا مبتدا و الجملۃ للذین احسنوا وضع المظہر موضع المضمر

لہم ۱۲ تحقیقات الترجمہ

لہ قولہ فی ترجمۃ قال لہم الناس بس لوگوں نے اشارۃ الی ان اللام للجنس الشامل للقلیل و الکثیر فصح ارادۃ واحد او متعدد من نعیم بن مسعود (ذخیرہ علی سیاق الاقوال ۲

۲ قولہ فی ترجمۃ ان الناس ان لوگوں نے انا الی ان اللام للعہد ۱۲

۳ قولہ فی ترجمۃ فاخشوہم اندیشہ کرنا چاہیئے ربع فی المحاورۃ فی مثل ذا کل المحل ۱۲

۴ قولہ فی ترجمۃ فزادہم ایمانا جوش ایمان اشارۃ الی ان المراد بالایمان بعض آثارہ لا نفس التصدیق لانہ لم یوجد اذ ذاک شیٔ مما یجب تصدیقہ کالصلوٰۃ والصوم ۱۲

۵ قولہ فی ترجمۃ و نعم الوکیل وہی سب کام الخ اخذ الحصر من المقام و ترجمۃ الوکیل من اللغۃ لان الوکیل بمعنی الموکول الیہ ۱۲

فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا

پس یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل سے بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری ذرا بھی پیش نہیں آئی اور وہ لوگ

رِضْوَانَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ

رضائے حق کے تابع رہے اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔ اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ یہ شیطان کہ

يُخَوِّفُ اَوْلِيَاۗءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

کہ اپنے دوستوں کو ڈراتا ہے۔ سو تم ان سے مت ڈرنا اور مجھی سے ڈرنا اگر تم ایمان والے ہو۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ (الی قولہ) فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ پس لوگ خدا کی نعمت اور فضل (یعنی ثواب اور نفع تجارت سے) بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری ذرا پیش نہیں آئی اور وہ لوگ (اس واقعہ میں) رضائے حق کے تابع رہے (اس کی بدولت مجموعی طور سے سرفراز ہوئے) اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے (مسلمانوں) اس سے زیادہ کوئی (قابل اندیشہ) بات نہیں کہ یہ (مخبر صادق) شیطان ہے کہ اپنے (ہم مذہب) دوستوں سے (تم کو) ڈرا (ناچاہ) تا ہے سو تم ان سے (کبھی) مت ڈرنا اور (صرف) مجھ ہی سے ڈرنا اگر تم ایمان والے ہو۔ **ف** شرح مضمون کی تقریر ربط میں مفصل گذر چکی ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اللہ و رسول کے کہنے کو حالانکہ ظاہراً صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعاقب کے لئے فرمایا تھا وجہ اس کی یہ ہے کہ آپ کا فرمانا خدا کے فرمانے سے ہوتا تھا۔ اس لئے اللہ و رسول کی طرف نسبت صحیح ہوئی، اور یہ جو فرمایا کہ ان میں جو نیک اور متقی ہیں، حالانکہ نصوص و اخبار سے ان سب حضرات کا اس صفت کے ساتھ موصوف ہونا یقینی ہے اور خود آیت میں بھی جب ان سب کے لئے استجابت ثابت کی پھر ان کے محسن اور متقی ہونے میں کیا شبہ رہا پس مقصود اس فرمانے سے تقیید نہیں بلکہ ان کی مدح اور ان کے لئے کئی وصفوں کا ثابت کرنا اور اجر عظیم کی علت بیان کرنا ہے کہ یہ مستجیبین جو مستحق اجر عظیم ہوئے اس کی علت ان کا محسن و متقی ہونا ہے کیونکہ استجابت بھی احسان اور تقویٰ کا اثر ہے خوب سمجھلو۔ **ربط** اور منافقین کی بے وفائی اور بدخواہی کا مذکور ہو چکا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر ان کی ان حرکات سے رنج ہوا ہوگا حق تعالیٰ آیت آئندہ میں

تحقیقات الترجمہ ۱ قولہ فی ترجمہ قولہ سوء کوئی ناگواری اخذا من النکرۃ المنفی ۱۲ ۲ قولہ بعد ترجمہ رضوان اللہ محمولہ علی ما ذکرنا دفعا لتوہم ان یقوم بعضہم ان بعض غیر المتبعین لا یسیئہم سوء وجہ الدفع ظاہر فان المجموع لا یترتب الا علی الاتباع والا لم یکن المتبعین یسیئہم بعض سوء فافہم ۱۲ ۳ قولہ فی ترجمہ ذلکم مسلما نوا فادہ ہذا ضمیر المخاطب ۱۲ ۴ قولہ فی ترجمہ

امثالہ الی قابل اندیشہ الی فائدۃ انما من القصد الی نفی الامر المخوف انما ہو حکایۃ لما حکی عنہا ۱۲ ۵ فی ترجمۃ الشیطان ضد الرحمٰن فی المجازیۃ فان الشیطان علم للمبین بہذا لا یلزم اسلام بعض منہم اشکالا ان اہل ان الشیطنۃ علۃ الفعل فاتفقت بالتبعیۃ وکذا تسمیتہم ولیا، الشیطان لانہا اتفقت ایضاً بالاسلام ۱۲ ۶ قولہ فی ترجمۃ اولیاءہ ای ہم مذہب فلا یتوقف علی اثبات الصانع الخ ہو منہم لا یسلم اذ ہو بالشیطان المبین کما ذہب الیہ البعض لا ہم

مسائل السلوک

المتن قولہ تعالیٰ انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءہ فلا تخافوہم الخ قال العبد الضعیف فیہ اصل المقالۃ المنقولۃ عن بعضہم بعد ملاحظۃ الاستعاذۃ ایہا الشیطان الرجیم باستعاذتی انی اخاف اوانک تعطون فی قلبی فانما استعذت امتثالا لامر اللہ تعالیٰ والا فانت اہون فی عینی من ان استعیذ منک انتہی المقول۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءہ فلا تخافوہم۔ اس میں اس مقولہ کی اصل ہے جو بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ اعوذ باللہ پڑھی پھر شیطان سے خطاب کیا کہ تو میرے استعاذہ سے یہ نہ سمجھنا کہ میں تجھ سے ڈرتا ہوں یا میں سمجھتا ہوں اپنے دل میں کچھ یا وقعت سمجھتا ہوں میں نے محض امتثالاً لامر اللہ استعاذہ پڑھ لیا ہے ورنہ تو یہ جانتا ہے کہ میں اتنی قدر نہیں رکھتا کہ تجھ سے استعاذہ کروں ۱۲

۵ یذہب لوہم ح الی انہ فی بنیہ وہین قولہ تعالیٰ آن الشیطان للانسان عدو مبین کان العداوۃ المبنی الولایۃ انہا تہم فی اصلہا ۱۲ ۷ قولہ فی ترجمۃ بخوف ہم کو بنوعی نحو قولہ تعالیٰ لیذر ریاسناشدیدا ای حذف احد المفعولین ۱۲ ۸ قولہ فی ترجمۃ خافون صرف اضافۃ لا تخافوہم ۱۲

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ

اور آپ کے لئے وہ لوگ موجب غم نہ ہونے چاہئیں جو جلدی سے کفر میں جا پڑتے ہیں یقیناً وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر بھی ضرر

شَيْـًٔا ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ آخرت میں سے ان کو اصلا بہرہ نہ دے اور ان لوگوں کو سزائے عظیم ہوگی۔

آپ کو تسلی دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ضمناً و تبعاً جمیع کفار کے معاملہ کے متعلق خواہ کوئی ہو آپ کی تسلی فرماتے ہیں تاکہ آپ کے قلب پر اب یا آئندہ ان کی اور دوسروں کی طرف سے کبھی صدمہ غالب نہ ہو **تسلیہ قلب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم در معاملہ منافقین و کفار۔** وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ (الی قولہ) وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اور آپ کے لئے وہ لوگ موجب غم نہ ہونے چاہئیں جو جلدی سے کفر (کی باتوں) میں پڑ جاتے ہیں (جیسے منافقین کہ ذرا مسلمانوں کا پلہ ہلکا دیکھا فوراً ہی کفر کی باتیں کھلم کھلا کرنے لگتے ہیں جیسا ان کے اقوال و احوال مذکورہ بالا سے معلوم ہوا) یقیناً وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کو ذرہ برابر بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے (اور آپ کو زیادہ رنج اس سے ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی مخالفت سے دین اسلام کی قوت و ترقی میں کچھ ضعف و خلل نہ آجاوے، پس جب یہ یقیناً معلوم ہو گیا کہ دین کو اس سے کچھ ضرر نہیں ہو سکتا پھر آپ کیوں رنج کریں اور اگر وجہ رنج کی یہ ہے کہ گو دین کو ضرر نہیں مگر خود ان کا تو ضرر ہے پھر یہ ایسے کام کیوں کرتے ہیں جس سے ان کی عاقبت برباد ہو تب بھی رنج نہ کیجئے کیونکہ) اللہ تعالیٰ کو (تکوینی) یہ منظور ہے کہ آخرت میں سے ان کو اصلا بہرہ نہ دے (جب یہ امر مقدر ہو چکا تو پھر ان سے امید موافقت کی بے کار ہے اور رنج امید کے خلاف سے ہوتا ہے جب ان سے امید ہی نہ رکھی جاوے پھر رنج بھی نہ ہوگا) اور (صرف یہی نہیں کہ آخرت میں نعمتوں سے خالی محروم ہی رہیں مگر سزا نہ ہو بلکہ حرمان کے ساتھ) ان لوگوں کو سزائے عظیم (بھی) ہوگی (اور جیسا یہ گروہ خاص دین اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے اسی طرح)

البلاغۃ فی روح المعانی وتضمن معنی المسارعۃ معنی الوقوع قصدت بھی دون الی الاشعار بتعدیتہا بہا کما فی سارعوا الی مغفرۃ واوثر ذلک للاشعار باستقرارہم فی الکفر ودوامہم علیہ فی مبدا المسافۃ ومنتہاہا کما فی قولہ تعالیٰ فی المؤمنین یسارعون فی الخیرات واما ایثار الی فی آیتہا فللاشعار بالمغفرۃ والجنۃ منتہی المسابقۃ وغایتہا الخ ۱۲

اختلاف القراءۃ یحزنک من الاحال وحزن و احزن ہما بمعنی واحد ۱۲

ملحقات الترجمہ قولہ بہ ترجمہ یسارعون جیسے مسافقین اشارۃ الی ان المسارعین لا یحصرون فیہم بقولہ تعالیٰ علی بعض لتراکیبہ فی المائدۃ لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر من الذین قالوا آمنا بافواہہم ولم تؤمن قلوبہم ومن الذین ہادوا ۱۲ قولہ فی ترجمۃ لن یضروا اللہ دین کو اشارۃ الی ان المراد باضرار اللہ تعالیٰ اضرار دینہ اما مجازاً او اما حذفاً ۱۲ قولہ فی ترجمۃ شیئاً ذرہ برابر بھی ضرر اشارۃ الی ان ۱۲

ف مفعول مطلق ای ضررا شیئا والی ان التنکیر افاد العموم ۱۲

ف قولہ بعد ترجمۃ لن یضروا اللہ آپ کو زیادہ رنج اشارہ الی اس سبب حزن صلی اللہ علیہ وسلم لیرتبط الکلام بعضہ ببعض ۱۲

ف قولہ فی ترجمۃ یریدا تکوینا قید بہ لان لفظ منظور فی لسانہا قد یطلق علی المرضی ولیس مطلقا ہہنا ک ۱۲

ف قولہ فی ترجمۃ حظا اصلا لوقوع النکرۃ تحت النفی ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ

یقیناً جنہوں نے لوگوں نے ایمان کی جگہ کفر کو اختیار کر رکھا ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہنچا سکتے اور ان کو دردناک سزا

أَلِيمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ ۚ

ہوگی اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ ہمارا ان کو مہلت دینا ان کے لئے بہتر ہے

إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝

ہم ان کو صرف اس لئے مہلت دے رہے ہیں جس میں جرم میں بڑھ جاویں۔ اور ان کو توہین آمیز سزا ہوگی۔

إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ

أَلِيمٌ ۝ یقیناً جنہوں نے لوگوں نے ایمان (کو چھوڑ کر اس) کی جگہ کفر کو اختیار کر رکھا ہے (خواہ منافق ہوں خواہ کافر مجاہر ہوں خواہ پاس کے ہوں خواہ دور کے ہوں) یہ لوگ (بھی) اللہ تعالیٰ (کے دین) کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہنچا سکتے (پس آپ کو کسی کی طرف سے فکر و رنج نہ چاہیئے) اور ان (سب) کو (پہلوں کی طرح) دردناک سزا ہوگی ف اگر کسی کی طبیعت میں اس جگہ مسئلہ تقدیر کے متعلق طغیان پیدا ہو تو شروع سورۂ بقرہ آیت ان الذین کفروا الی قولہ عذاب عظیم کی تفسیر ملاحظہ فرمالیں۔ راقم الحروف بھی آیتوں میں اہل کفر کو مستحق عذاب عظیم و الیم فرمایا ہے چونکہ وہ لوگ اس کے منکر تھے اور یہ استدلال کیا کرتے کہ جب ہم یہاں آرام و آسائش میں ہیں تو معلوم ہوا کہ ہم سے اللہ تعالیٰ ناخوش نہیں ہیں پس وہاں بھی اگر آخرت کوئی چیز ہے تو آرام میں رہیں گے ورنہ یہاں عذاب سے کیوں چھوڑے جاتے جیسا یہ مضمون ان آیات سے معلوم ہوتا ہے لو شاء اللہ ما اشرکنا لو شاء اللہ ما عبدنا من دونہ من شیء۔ ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء۔ لہٰذا آئندہ میں اس خیال کا ابطال فرماتے ہیں **ابطال زعم اہل کفر در باب امہال از عذاب و دنیا** وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا (الی قولہ) وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ ہمارا ان کو (عذاب سے) مہلت دینا (کچھ) ان کے لئے بہتر (اور مفید) ہے (ہرگز نہیں بلکہ) ہم ان کو صرف اس لئے مہلت دے رہے ہیں جس میں (زیادت عمر کی وجہ سے) جرم (کفر) میں ان کو اور ترقی ہو جاوے (تاکہ یکبارگی پوری سزا ملے) اور (دنیا میں اگر سزا نہ ہوئی تو کیا ہوا آخرت میں ضرور) ان کو توہین آمیز سزا ہوگی ف اس آیت سے کوئی یہ شبہ نہ کرے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس لئے مہلت دی ہے کہ اور زیادہ جرم کریں تو پھر

اللغات فی روح المعانی الاملاء فی الاصل اطالۃ المدۃ و الملاء الحین المطویل منہ الملوان اللیل و النہار و طول الزمان منہما ۱۲ **النحو** الذین کفروا فاعل یحسبن و انما المفتوحۃ مصدریۃ وہی مع خبرہا سادۃ مسد المفعولین المقدر لا یحسب لکا ذوں ان املاءنا خیر لہم و فی قراءۃ و لا تحسبن بالخطاب اما لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان المفضو التعریض بہم از جسبوا ما ذکر دائما

لکل سامع فالفاعل ضمیر الخطاب و الذین مفعول لہ و انما علی الوجہ البدل اشتمال منہ و حیث کان المفضو بالذات ہو البدل کان نہنا مما یسد مسدا المفعولین جاز الاقتصار علی مفعول واحد کما فی انما الثانیۃ بالکسر ہی النحو ۱۲

ملحقات الترجمہ ف قولہ فی ترجمۃ اشتروا چھوڑ کر اس کی جگہ اشارۃ الی حاصل معنی لا التزام ارہنا ک من عدم قبولہم ۱۲

ف الایمان و اختیارہما الکفر ولو ضمنا و الامر فلا یکفی بالمرتدین ۱۲ ف قولہ فی ترجمۃ عذاب الیم پہلوں کی طرح اشارۃ الی امرین الی التفضی فی عظیم و الیم و الی ان فائدۃ ہذہ الجملۃ السابقۃ من کون عذابہم مقدرا فلا محالۃ بعید منہم موجبات العذاب لکن اختیارہم فلا یلزم الجبر ۱۲

ف قولہ فی ترجمۃ حسبہ اور مقصد اشارۃ الی ان خبر لیس بتفضیل و الانتقال لا یقتضیہ ف یعنی اہم مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جن کا پہلے اور یہ ابھی ذکر ہوا وہ ایسے تک الذین الآیۃ میں ۱۲

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حالت پر رکھنا نہیں چاہتے جس پر تم ہو جب تک کہ ناپاک کو پاک سے

مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ

متمیز فرما دے۔ اور اللہ تعالیٰ (یہ امور غیبیہ پر تم کو مطلع نہیں کرتے۔ ولیکن ہاں جس کو خود چاہیں اور

مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا

وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں میں سے منتخب فرماتے ہیں پس اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیز کرو

فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

تو پھر تم کو اجر عظیم ملے۔

زیادہ جرم کرنے سے عذاب کیوں ہوگا اصل یہ ہے کہ یہ فرمانا ایسا ہے جیسے کوئی لڑکا مکتب میں بیٹھا کھیلتا رہے اور استاد کے کئی بار سمجھانے سے بھی استاد غصہ میں آکر خاموش ہو جاوے کہ جب سبق سننے کا وقت آوے گا اس وقت کٹھا سمجھوں گا اور اس پر وہ نادان لڑکا فخر کرے کہ استاد مجھکو اس لئے نہیں مارتا کہ تھکو بہت چاہتا ہے اور اس وقت اس لڑکے سے کہا جاوے کہ نہ مارنا اس لئے نہیں بلکہ اس لئے ہے تاکہ تو خوب بیٹھا کھیلتا رہے اور وقت پر سبق یاد نہ نکلے اور خوب پیٹا جاوے، پس عدم عقوبت فی الحال کا اصل سبب تو ارادہ سزا فی المآل ہے مگر نہ پڑھنا جو کہ سبب السبب ہے کلام میں قائم مقام سبب کے کر دیا گیا اسی طرح اصل سبب جہاں کا ارادہ زیادہ عقوبت ہے لیکن اس سبب کے سبب یعنی زیادہ کو جو باختیار عبد ہے قائم مقام سبب بعض افادہ بلاغت کلام کر دیا گیا اور جاننا چاہیئے کہ امہال کے غیر نافع ہونے میں جو تخصیص کفار کی کی گئی وجہ اس کی یہ ہے کہ مسلمان کو جس قدر عمر زیادہ ملتی ہے اس میں باقتضائے اسلام یہ فائدہ ہے کہ زیادہ طاعت کرے اور زیادہ مستحق درجات ہو البتہ اگر اسلام کے اس اقتضاء ہی پر کوئی عمل نہ کرے تو اور بات ہے مؤمن کو بحیثیت ایمان فائدہ ہی فائدہ ہے بخلاف کافر کے کہ اس کو بحیثیت کفر کے ضرر ہے البتہ اگر کفر کے اس اقتضاء پر عمل نہ کرے اور توبہ و ایمان سے مشرف ہو جاوے تو اور بات ہے (۱۲ حبیا اہل کفر بعذاب نہ آنے سے شبہ ہوتا تھا کہ یہ لوگ مردود نہ ہوں گے ورنہ عذاب آجاتا اول کی آیت میں اس کو رفع فرمایا۔ اسی طرح مسلمانوں پر بعضی سختیاں آنے سے جیسا احد میں آئیں وسوسہ ہو سکتا تھا کہ یہ مقبول ہوتے تو ان پر سختیاں کیوں آتیں اگلی آیت میں ان شدائد کی حکمتیں اور مصلحتیں بیان کرنے سے اس وسوسہ کو دفع فرماتے ہیں۔ **حکمت شدائد بر مؤمنین در بعض احیان** مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الخ قولہ) فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حالت (اختلاط وعدم امتیاز منافقین و مخلصین) پر رکھنا

النحو واللام فی لیذر مقحمۃ بمحذوف ہو الخبر کان والفعل منصوب بان مضمرۃ بعدہا کما ذہب الیہ البصریون ای ما کان اللہ مریدا ان یذر المؤمنین وقال الکوفیون اللام مزیدۃ لتاکید ناصبۃ للفعل بنفسہا والجر ہو الفصیح والیقع فی محلہا زیادۃ اذا الزائد تصریحا کما فی حروف الجر المزیدۃ فالمنفی فی مدخولہم من ہذہ الحیثیۃ کما وقع ۱۲

البلاغۃ فی وضع المضمر موضع المظہر تعلیق الحکم بالوصف مع ان المقام حقیق بان یسند الحکم الی ضمیر المخلصین علی الاختلاط تعلیقا بہم وایذانا بان ما ابتلوا بہ من ترک عدم المخلصین علی الاختلاط تعلیقا بہم وایذانا بان ما ابتلوا بہ من ترک المنافقین لما ان المیز الواقع بین الفریقین اثر ما ہو بالتصرف فی المنافقین وتغییرہم من حال الی حال اخری مع ابقاء المخلصین علی ما کانوا علیہ من اصل الایمان وان ظہر مزید اخلاصہم لا بالتصرف فی

ہم فیہم وتغییرہم من حال الی حال مع ابقاء المکلفین علی ما ہم علیہ من الاستمرار وہو خلاف مقتضی الحکمۃ لما ان مقتضی ذلک ہو التمییز بالاعتناء بشان من نسب الیہ فان المتبادر منہ عدم الترک علی حالۃ غیر ملائمۃ کما یشہد بہ الذوق السلیم قال بعض المحققین آہ قلتہ ہو حری بان یکتب بسواد العین وقلم شحاما والتفت الی عدم الترک ہذا بقولی فی ترجمتین ۱۲ کہا نہیں چاہتے ہیں ہذا ہو المراد بالترک لا عدم الفعل وعلت ان المحاط بالکم کلما الطرفین یعنی الکلام تغلیب فافہم ۱۲

فائدہ اعلم ان الظاہر من بیان حکمۃ ابتلاء المؤمنین فی الآیۃ من قصد الجواب عن الشکلۃ فی الکلام لکنہ یرد علیہ ما قررت فی وجہ الربط اندفع بہ الاشکال ان المقصود بما سبق تسلیۃ المؤمنین وہذا دفع وسوسۃ کون المؤمنین غیر مقبولین یا ذکر من دفع شبہۃ کون الکفار غیر مردودین فافہم ۱۲ **لمحقات الترجمہ**

قولہ فی فی اسلام کے اس اقتضاء پر ۱۲ قولہ کفر کے اس اقتضاء پر اندفع بہذا ان الامہال کیون فرا بحق المؤمنین حیث یرتد ون وکذا ہو کیون خیرا بحق الکافرین حیث یسلمون ۱۲

قولہ فی وجہ الربط جیسا احد میں دلیلہ ایلاء الآیۃ بتلک الحقۃ فی الکلام کلہ فتنبہ ۳

نہیں چھوڑتے جس پر تم (سب) اب (موجود) ہو (بلکہ واقعات و شدائد کا نازل ہونا اس وقت تک ضرور ہے) جب تک کہ ناپاک (یعنی منافق) کو پاک (یعنی مؤمن مخلص) سے متمیز نہ فرما دے (اور بہتیرے شدائد سے خوب ظاہر ہو جاتا ہے جیسا کئی بار اس کی تقریر گذر چکی ہے) اور (اگر تم کو ہو سوسہ ہو کہ بلا نزول شدائد بھی نزول وحی الی الرسول سے یہ تمیز حاصل ہے کہ تبلا دیا جاتا فلاں فلاں منافق ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ (بمقتضائے حکمت) ایسے امور غیبیہ پر تم کو (بلا واسطہ وقوع حوادث وغیرہ) مطلع نہیں کرتا (نہ چاہتا ہے) لیکن ہاں جس کو (اس طرح مطلع کرنا) خود چاہتا ہے اور (ایسے حضرات) وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں ان کو (اس طرح مطلع کرنے کے لئے اپنے بندوں میں سے منتخب فرما لیتے ہیں (اور تم پیغمبر ہو نہیں سو تم کو ہم اس طرح ایسے امور کی کیوں اطلاع دیں) البتہ واقعات ایسے نازل فرماتے ہیں جس کے واسطہ سے بطور استدلال کے یہ تمیز ظاہر ہو جاوے اور جب کفار پر دنیا میں عذاب نازل نہ ہونے کی اور مؤمنین پر بعض شدائد نازل ہونے کی حکمت معلوم ہوگئی اور ثابت ہو گیا کہ یہ امور دلیل رد و قبول کے نہیں ہیں پس اب (ایمان کے پسندیدہ اور کفر کے ناپسندیدہ ہونے میں اے اہل باطل کوئی شبہ مت کرو بلکہ) اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر اخلاص کے ساتھ) ایمان لے آؤ اور اگر تم ایمان لے آؤ اور (کفر و معاصی سے) پرہیز رکھو تو پھر تم کو (بجائے) عذاب عظیم الیم کے جو اوپر کفر پر موعود تھا ایمان و تقویٰ کے بدولت آخرت میں) اجر عظیم ملے۔ ف لطائف کے ترجمہ میں جو کہا گیا ہے بمقتضائے حکمت کو حکمتیں بے شمار ہیں اور ان کی تفتیش کی ضرورت نہیں لیکن ظاہراً یہ حکمت بھی معلوم ہوتی ہے کہ صرف وحی سے معلوم ہونے سے ظاہری اختلاط تو رہتا اور غیر متمیز کا اختلاط ظاہری سبب ہوتا ہے اکثر مفاسد کا اور اگر مسلمان ان کو چھانٹنا چاہتے تو ان پر کوئی وجہ احتجاج کی نہ تھی وہ کہتے کہ ہم تو مخلصین ہیں بخلاف اس صورت کے کہ واقعات پیش آئے اور کم بختی سے وہ نکل بھاگے پھر خود ہی ان کا منہ نہ رہا کہ دعوی اخلاص کریں اور مفاسد اختلاط سے اس طرح نجات ہو گئی اور اس آیت سے کسی کو شبہ نہ ہو کہ جو علم غیب خاص باری تعالیٰ سے ہے اس میں رسل کی شرکت ہو گئی کیونکہ خواص باری تعالیٰ سے دو امر ہیں اس علم کا ذاتی ہونا اور اس کا محیط بالکل ہونا یہاں ذاتی اس لئے نہیں کہ وحی سے ہے اور محیط اس لئے نہیں کہ بعض امور خاص مراد ہیں پس یہ بالمعنی الاعم غیب ہے نہ کہ بالمعنی الاخص خوب سمجھ لو۔ اور یہ جو اخیر میں فرمایا سب رسولوں پر ایمان لاؤ حالانکہ مقام مقتضی ہے ذکر ایمان بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وجہ اسکی یہ ہے کہ آپ پر بھی ایمان جب ہی متحقق ہو گا جب سب کو مانے کیونکہ ایک کی تکذیب سب کی تکذیب ہے **ربط** اوپر قصہ کے ختم پر اس کے متعلقات کا بیان ہو چکا جن کی وجہ تعلق کی تقریر آیت ولا یحزنک (الی قولہ) اجر عظیم کے

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ (بل حتی بلکہ واقعات و شدائد کا اشارۃ الی ان حتی ملغاۃ جر لکن لا للذکر و بعضہم جعلہا عاطفۃ و لا یلزم ان یعطف المفرد علی المفرد کما یلزم ان یعطف المفرد علی المفرد کما یلزم ان یعطف المفرد علی المفرد کما

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا

اور ہرگز خیال نہ کریں ایسے لوگ جو ایسی چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے کہ یہ بات ان کے لئے

لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

کچھ اچھی ہوگی بلکہ یہ بات ان کے لئے بہت ہی بری ہے۔ وہ لوگ قیامت کے روز طوق پہنا دیئے جاویں گے اس کا جس میں انھوں نے بخل کیا تھا

وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ

اور اخیر میں آسمان و زمین اللہ ہی کا رہ جاوے گا اور اللہ تعالیٰ تمھارے سب عمال کی پوری خبر رکھتے ہیں

عنوانات رجالیہ مذکور ہوئی ہے اب پھر عود ہے اس مضمون کی طرف جو کہ قصہ کے قبل بیان ہو رہا تھا یعنی قبائح و شنائع اہل کتاب بالخصوص یہود کے جن کا یہ ادبًا مناسب مضمون حاجہ کفار تھا جو خلاصہ ہے اس سورت کا سو مخاطب ان کے شنائع کے ایک امر یہ تھا کہ قرآن مجید میں جو ترغیب انفاق فی سبیل اللہ کے لئے اس قسم کی آیات نازل ہوئیں من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا ونحو ہا تو بعض یہود خدمت اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر بکنے لگے کہ نعوذ باللہ آپ کا رب مفلس ہو گیا کہ اپنے بندوں سے قرض مانگنے لگا ان کی اس بے ہودگی پر اللہ تعالیٰ نے آیت آئندہ کے بعد والی آیت یعنی لقد سمع نازل فرمائی گذائی لباب النقول پس اصل مقصود اس مقام پر تو وہ آیت ہے اور آیت آئندہ یعنی ولا یحسبن الذین یبخلون الآیۃ اس مقصود کی تمہید ہے اس لئے کہ ان کی اس بیہودگی کے سبب کا ایک جزو ان کا بخل بھی تھا جیسا کہ دوسرا جزو ان لوگوں کا بے ادب و معاند ہونا بھی تھا اس لئے اول کی آیت میں بخل کی مذمت بیان فرماتے ہیں مع وعید تطویق کے اور دوسری آیت میں ان کی گستاخی کا اظہار فرماتے ہیں مع وعید عذاب حریق کے۔ **مذمت بخل** وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ (الی قولہ) وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ اور ہرگز خیال نہ کریں ایسے لوگ جو (ضروری موقعوں پر) ایسی چیز (کے خرچ کرنے) میں بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے کہ یہ بات اُن کے لئے کچھ اچھی ہوگی (ہرگز نہیں) بلکہ یہ بات ان کے لئے بہت ہی بری ہے (کیونکہ انجام اس بخل کا یہ ہوگا) کہ وہ لوگ قیامت کے روز طوق پہنا دیئے جاویں گے اس (مال) کا (سانپ بنا کر) جس میں انھوں نے بخل کیا تھا اور (بخل کرنا ہے بڑی حماقت کیونکہ) اخیر میں جب سب مر جاویں گے) آسمان و زمین (اور جو کائنات ان کے اندر ہیں سب) اللہ ہی کا رہ جاوے گا (لیکن وہ تمھارے بلا اختیار ہو گا جس میں اجر نہیں) اس سے اگر بالاختیار دیدو تو اجر ہی ملے) اور اللہ تعالیٰ تمھارے سب اعمال (کے باطن تک) کی پوری خبر رکھتے ہیں (پس جو خرچ کرو خلوص دل سے خرچ کرنا) ف اس طوق پہنائے جانے کی کیفیت حدیث

اللغات فی روح المعانی المیراث مصدر کالمیعاد المراد بہ ما یورث ۲

النحو الذین یبخلون فاعل والمفعول الاول محذوف ای بخلہم والصحیح ان مدار حذف المفعول علی القرینۃ فحیثما وجدت القرینۃ جاز الحذف

ومعنی لم تجد لم یجز وہو ضعیف لفصل بین القصرین وغیر مضمون ثانیہ اما علی قراءۃ الخطاب فالمضمون الاول ہو الذی یبخلون بحذف المضاف ای بخل الذین ۱۲ من روح المعانی۔

البلاغۃ واراد ما بخلوا بہ بعنوان ایتاء اللہ تعالیٰ ایاہ من فضلہ

ص المبالغۃ فی بیان سوء صنیعہم فان ذلک موجبا بذاتہ لذمہم وفی قولہ تعالیٰ بل ہو شر لہم التنصیص علی ذلک مع علمہ مما تقدم للمبالغۃ بکذا فی روح المعانی

ملخص الترجمہ ۱۸ ع ۹ ۹

ف قولہ فی ترجمہ من فضلہ اپنے فضل سے اشارۃ بالتعرفی محاورتنا الی کون من تعلیلیۃ ویمکن ان تکون جیئنا لما فسر الفضل بالرزق ۱۲

ف قولہ فی ترجمہ خیرا اچھی اشارۃ الی ان خیرا لیس للتفضیل کما فی روح المعانی صفحہ حسنۃ ۱۲

ف قولہ بہت ہی بری اشارۃ الی ان التنوین فی شرا للتعظیم ۱۲

ف قولہ کیونکہ الخ اشارۃ الی قولہ سیطوقون بیان لکیفیۃ کونہ شرا لہم ۱۲

ف قولہ فی ترجمہ سیطوقون طوق پہنا دیئے جاویں گے من غیر اخذ المعنی التقریب فیہ بلناء ما فی روح المعانی السین مزیدۃ للتاکید ۱۲

ف قولہ اخیر میں راجع فیہ معنی المیراث تقریرہ انہ یعنی ابل السموات والارض وتبقی الاملاک ولا مالک الا اللہ فجری ہذا مجری الوراثۃ اذا کان الخلق یموتون والاملاک فلما انتہی عمرہا لم یخلفوا احدا کان مواریث لہا والمقصود من الایۃ انہ یبطل ملک جمیع الملاکین للملک الحق سبحانہ وتعالیٰ فیصیر کالمیراث ہکذا فی الکبیر قلت وعلی ہذا یکون مجازا فی معنی المیراث ۱۲

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ

بے شک اللہ تعالیٰ نے سن لیا ہے ان لوگوں کا قول جنھوں نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ مفلس ہے اور ہم مالدار ہیں۔

سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا

ہم ان کے کہے کو لکھ رہیں گے اور ان کا انبیاء کو ناحق قتل کرنا بھی اور ہم کہیں گے چکھو

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ

آگ کا عذاب یہ ان اعمال کی وجہ سے ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں بھیجے ہیں۔ اور یہ امر ثابت ہے

لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والے نہیں

بخاری میں آئی ہے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو خدا مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو وہ اس کا مال قیامت کے روز ایک زہریلے سانپ کی شکل بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا اور وہ اس شخص کی باچھیں پکڑے گا اور کہیگا کہ میں تیرا مال ہوں تیرا سرمایہ ہوں پھر حضورؐ نے یہ آیت پڑھی اھ احقر کہتا ہے کہ ترجمہ میں جو یہ قید لگائی گئی کہ ضروری موقعوں پر ان سے ایسے ہی حقوق واجبہ زکوٰۃ وغیرہ مراد ہیں پس حدیث میں تخصیص زکوٰۃ کی تمثیلاً ہے حصراً نہیں چنانچہ روح المعانی میں ایک حدیث نقل کی ہے جس میں ایسی ہی وعید ذی رحم کو نہ دینے پر آئی ہے کیونکہ ذی وسعت پر ذی رحم عاجز کی اعانت بھی واجب ہے۔ اور کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ گو آیت بوجہ عموم الفاظ کے یہود کو شامل ہو سکتی ہے لیکن کفار کا مکلف بالفروع نہ ہونا قرینہ مانعہ ہے۔ جواب یہ ہے کہ جو علماء اس کے قائل ہیں ان کے قول پر یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ یہود کا یہ عمل ناشی تھا ان کے کفر بالآیات و تکذیب وعدہ جزا سے پس یہ وعید یعنی کفر برہ جس کے ترک کے وہ مکلف ہیں خوب سمجھ لو۔ **ربط** اس تمہید کے بعد آگے مقصود مقام کا بیان ہے

بیان گستاخی یہود لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ (الی قولہ) وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ بے شک اللہ تعالیٰ نے سن لیا ہے ان گستاخ لوگوں کا قول جنھوں نے (استہزاءً) یوں کہا کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ مفلس ہے اور ہم مال دار ہیں (اور صرف سننے پر اکتفاء نہیں کیا جاوے گا بلکہ) ہم ان کے کہے ہوئے کو (ان کے نامۂ اعمال میں) لکھ کر رہیں گے اور (اسی طرح) ان کا (حضرات) انبیاء (علیہم السلام) کو ناحق قتل کرنا بھی (ان کے نامۂ اعمال میں لکھا جاوے گا) اور

للبلاغۃ قولہ لقد سمع اللہ تخصیص ہذا القول بالسماع مع ان تعالیٰ سمیع لجمیع المسموعات کنایۃ تلویحیۃ عن الوعید بان السماع لازم العلم بالمسموع وہو لازم الوعید فی حد ذاتہ اما قلت اما تخصیص مادۃ السماع فلانہ ناسب القول قولہ

سنکتب ای فی الصحائف فالاسناد مجازی لان الکاتبین ہم الملائکۃ والکتابۃ حقیقۃ او سنحفظ فی علمنا ولا نہمل فالاسناد حقیقۃ والکتابۃ مجاز والسین للتاکید قولہ عذاب الحریق والحریق ہی الحرق والاضافۃ بیانیۃ او الاضافۃ ۱۲

للسبب لتنزیلہ منزلۃ الفاعل قولہ ذوقوا ہو وجود الطعم فی الفم واصلہ فی تناول القلیل کالاکل فی الکثیر ثم اتسع فیہ فاستعمل لمطلق الادراک لسائر المحسوسات والحالات الملکیۃ فیہما لان اعتماد علی تجلہم فی المآل غالبا عامۃ الاتان ۱۲ تفصیل الطبع کلا من روح المعانی قولہ ذلک بما قدمت قلت واتی بالاضافۃ الجنیۃ لان العذاب اذا کان یکون مشابہا محسوسا قولہ لیس بظلام وصیغۃ المبالغۃ تاکید معنی کمال نزاہتہ تعالیٰ عن ذلک ما یجوز التعذیب بغیر ذنب فی صورۃ المبالغۃ فی الالم اخذتہ من روح المعانی والظاہر ان کثرۃ الظلم مع یقینا ومنف فنفی الفعل ولما کان تعالیٰ کاملا فی التنزہ منفس الظلم منہ کثیرہ فاعنی بانتفائہا فافہم حق الفہم ولوجہ کما فی روح اللہ ایظا ان ظلاما للنسبۃ کعطار ای لا ینسب الیہ الظلم اصلا

ہم (ان پر سزا جاری کرنے کے وقت بطور جتلانے کے) کہیں گے کہ (لو) چکھو آگ کا عذاب (اور ان کو روحانی الم دینے کے لئے یہ بھی اس وقت ان سے کہا جاوے گا کہ) یہ (عذاب) ان اعمال (کفریہ) کی وجہ سے ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والے نہیں (سو اللہ تعالیٰ نے بے جرم تم کو سزا نہیں دی) ف ظاہر ہے کہ یہود کا اس بے ہودہ قول کے موافق اعتقاد تو نہ ہوگا لیکن یہ بات انھوں نے استہزاءً کہی اور مقصود اس سے تکذیب تھی آیات قرآنیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ آگے آیت فان کذبوک سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے پس ان کا مطلب یہ ہوگا کہ ان آیتوں کا مضمون اگر صحیح ہو تو اس سے خالق کا فقیر اور مخلوق کا غنی ہونا لازم آتا ہے اور یہ لازم باطل ہے پس ان آیتوں کا مضمون صحیح نہیں نحو۔ یہ تکذیب قرآن بھی کفر ہے پھر اس کی بصورت استہزاء تقریر کرنا اور کفر پر مزید کفر ہے کیونکہ خود استہزاء بلا تکذیب بھی کفر ہوتا ہے سو دونوں کا جمع ہونا اور اشد ہو گیا اور گو مناظرات میں الزامی حق کے کلام میں بھی ایسی تقریرات سے لوازم کے ابطال سے ملزومات کا ابطال کیا جاتا ہے لیکن وہاں تکذیب یا استہزاء امر باطل کے ساتھ متعلق ہوتا ہے لہذا وہ موجب محذور نہیں اور یہاں تکذیب و استہزاء امر حق کا ہے لہذا محل وعید ہوا خوب سمجھلو اور نامۂ اعمال میں درج کرا دیجئے بعد یہ حکمت ہے کہ عادۃً مجرم پر زیادہ حجت ہو جاتا ہے ورنہ حق تعالیٰ کو احتیاج نہیں پس ایسے امور کا انکار یا تاویل کرنا محض کفر یا بدعت ہے اور انبیاء علیہم السلام کے قتل کا مضمون اس کے ساتھ ذکر فرمانا اس امر کے بتلانے کے لئے ہے کہ اس قول میں تو انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صرف تکذیب ہی کی ہے یہ تو جرائم میں ایسے بے باک ہیں کہ تکذیب سے گذر کر انبیاء کو قتل تک کر چکے ہیں سو ایسوں سے نری تکذیب و یا استہزاء کا کیا تعجب ہے۔ اور بیشبہ کہ قتل تو اگلے بڑوں نے کیا تھا انھوں نے تو نہیں کیا۔ اس کا جواب پارہ الم کے نصف پر معاملہ نوزدہم کے ذیل میں گذر چکا ہے، اور بے جرم سزا دینا گو حق تعالیٰ کے مالک اور مختار ہونے کے اعتبار سے واقع میں ظلم نہیں، لیکن ارحم الراحمین میں صورت ظلم بھی منفی ہے۔ اور جاننا چاہیئے کہ اس مقام پر ان کی گستاخی پر صرف وعید فرمائی ہے، اور ان کے اعتراض کے مقدمات کے جواب کی تصریح نہیں فرمائی گئی کیونکہ وہ مقدمات بدیہی البطلان ہیں اور وہ اعتراض محض مغالطہ ظاہر الفساد ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ کا ترغیب انفاق فرمانا ہمارے ہی نفع کے لئے ہے نہ کہ اپنے نفع کے لئے تاکہ اس کو سوال متعارف کہا جاوے اور اس کو قرض وغیرہ کہدینا مجاز محض ہے مبالغہ ایفاء جزاء کے لئے۔ ربط اوپر کی آیت میں شنائع یہود میں سے ایک امر مذکور تھا دوسرا امر اُن ہی شنایع میں سے آگے مذکور ہوتا ہے۔

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ترجمۃ وان اللہ اور یہ امر ثابت ہی ہے الخ اشارۃ الی انہ فی محل الرفع علی انہ خبر لمبتدا محذوف والجملۃ اعتراضیۃ تذییلیۃ مقرر لمضمون ما قبلہا ای وللہ ارحم تعالیٰ لیس بمعذب بعیدہ من غیر ذنب یستحق نقلہ فی روح المعانی عن شیخ الاسلام واختیرہ علی ترکیب الکشف وان لم یکن فیہ حذف لانی رایتہ اہمل ابعد من الایرادات والجوابات التی نقلت فی روح المعانی ۱۲

الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا

وہ ایسے لوگ ہیں کہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم فرمایا تھا کہ ہم کسی پیغمبر پر اعتقاد نہ لاویں جب تک کہ ہمارے سامنے

بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَاۗءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ

معجزہ نذر و نیاز خداوندی کا ظاہر نہ کرے کہ اس کو آگ کھا جاوے۔ آپ فرما دیجئے کہ بالیقین بہت سے پیغمبر مجھ سے پہلے بہت سے دلائل لیکر آئے

بِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

خود یہ معجزہ بھی جس کو تم کہہ رہے ہو سو تم نے ان کو کیوں قتل کیا تھا اگر تم سچے ہو۔

افتراء یہود الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ (الی قولہ) اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وہ (یہود) ایسے لوگ ہیں کہ (بالکل جھوٹ تراش کر) کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو (بواسطہ انبیاء سابقین) حکم فرمایا تھا کہ ہم کسی پیغمبر (کی مدعی) پر اعتقاد (اس کے پیغمبر ہونے کا) نہ لاویں جب تک کہ ہمارے سامنے معجزہ (خاص) نذر و نیاز خداوندی کا ظاہر نہ کرے کہ اس کو (آسمانی) آگ کھا جاوے (پہلے بعض انبیاء علیہم السلام کا یہ معجزہ ہوا ہے کہ کوئی چیز جاندار یا غیر جاندار اللہ نام کی نکال کر کسی میدان میں یا پہاڑ پر رکھدی غیب سے ایک آگ نمودار ہوئی اور اس چیز کو جلا دیا مطلب یہ کہ آپ نے یہ معجزہ ظاہر نہیں فرمایا اس لئے آپ پر ایمان نہیں لاتے حق تعالیٰ اسکا جواب تعلیم فرماتے ہیں کہ) آپ فرما دیجئے کہ بالیقین بہت سے پیغمبر مجھ سے پہلے بہت سے دلائل (معجزات وغیرہ) لے کر آئے اور خود یہ معجزہ بھی جس کو تم کہہ رہے ہو سو تم نے ان کو کیوں قتل کیا تھا اگر تم (اس امر میں) سچے ہو (جو کہ تمہارے اس قول کا مطلب اور اس سے لازم آتا ہے) ف ان یہود کے اس دعوے کے دو جزو ہیں ایک صرح ان اللہ عھد الینا۔ دوسرا اس سے لازم آتا ہے وہ یہ کہ اگر آپ یہ معجزہ ظاہر فرمانے تو ضرور آپ پر ایمان لے آتے پس جزو اول کا جواب تو یہ ہے کہ مدعی ہو مدعی پر اپنے دعوی کا اثبات ضرور ہے ورنہ دعوی بلا دلیل غیر مسلم ہے اور یہود کے پاس اس کی کوئی دلیل نہ تھی افتراء محض تھا البتہ بعض انبیاء سے یہ معجزہ ظاہر ضرور ہوا ہے لیکن اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ سب نبی پر ایمان لانے کے لئے یہ شرط بھی ہو البتہ مطلق معجزہ یا کسی نبی نایت النبوت کی علامت کا مصداق ہونا وافعی شرط ہے سو حضور واقعی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں یہ دونوں امر علی وجہ الکمال

مسائل السالک

المتن قولہ تعالیٰ الذین قالوا ان اللہ عھد الینا الا نؤمن لرسول حتی یاتینا بقربان تاکلہ النار۔ قال العبد الضعیف فیہ رد علی من یشترط لانعقاد دعوی الحواری انس ما فی الرز ان دعوی ذلک الیھود ھذا الجھد من مفتر بافھوا ما طلبوہ لان اکل النار لم یکن من شان ما یوجب الایمان الا بکونہ معجزۃ فھو سائر المعجزات سواء فی ذلک ا ۱۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ الذین قالوا ان اللہ عھد الینا الا نؤمن لرسول حتی یاتینا بقربان تاکلہ النار۔ اس میں اس شخص پر رد ہے جو معتقد ہونے کا معیار حواری کی کرامات کو قرار دے۔

ھذا الشق علی سبیل منع الخلو لانہ قائم مقام المعجزۃ فلو وجد لاخر لم یکن فی نبی دون الاول لم یغر خلو نبیہ بالمعجزۃ فی قول عاد لیوء علیہ السلام ما ھذہ بینۃ وفرض صدق ھذا القول لم تفدہ فی ہونہ علیہ السلام اصلا لامکان شبوتھا بالامر الثانی فافہم حق الفہم ۳۔

ملخصات الترجمہ

۱ قولہ وہ ایسے لوگ ہیں اشارۃ الی ان الموصول مرفوع باضما لیتقدرہم ۱۲ ۲ قولہ فی ترجمۃ ولی پیغمبری کے مدعی فسرہ بہ لئلا یشکل بانہ لما سماہم رسولا فکیف لم یؤمنوا ۱۲ ۳ قولہ نذر و نیاز لم یخصصہ الانعام الماتی فی روح المعانی وھو ما یتقرب بہ الی اللہ تعالیٰ من نعم وغیرہا کما قالہ غیر واحد ۱۲ ۴ قولہ فی ترجمۃ البینات دلائل ۱۲ (الی قولہ) وغیرہ لم نفسر بالمعجزات خاصۃ لما یاتی من فائدۃ قولہ یا کسی نبی کی علامت ۱۲ ۵ قولہ فی ف لازم نہیں آتا کہ سب انبیاء الخ زاد لفظ۔

فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ جَاءُو بِالْبَيِّنَاتِ

سو اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کریں تو بہت سے پیغمبروں کی جو آپ سے پہلے گذر رہے ہیں تکذیب کی جا چکی ہے جو

وَالزُّبُرِ وَالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ○

اور صحیفے لیکر اور روشن کتاب لے کر

والوضوح مجتمع تھے لیکن یہ جواب اس لئے ذکر نہیں کیا گیا کہ بہت ظاہر تھا اس لئے صرف دوسرے جزو کے جواب پر اکتفا کیا گیا جس کی نظیر یہ آیت آئندہ میں موجود ہے حاصل اس کا یہ ہے کہ اگر تم اس امر میں صادق ہو تو جن انبیاء میں یہ معجزہ موجود تھا ان پر کیوں نہ ایمان لائے یہاں تک کہ تکذیب سے گذر کر قتل تک کر دیا خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان میں اور معجزات بھی تھے جن سے اقتضائے وجوب ایمان کا اور بڑھ گیا تھا۔ اور بیشبہ کہ قتل ان کے بڑوں نے کیا اس کا جواب اوپر کی آیت کے ذیل میں دیکھ لیا جاوے، اور بیشبہ کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر یہ معجزہ بھی ظاہر ہو جاتا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ درخواست محض عناداً تھی دلی سے ان کا قصد نہ تھا کہ ایسا ہونے سے ایمان لے آویں گے۔ دوسرے مدعی کے ذمہ مطلق دلیل ہے دلیل خاص نہیں ہے پارہ الم میں معاملہ سی و سوم و چہلم دیکھ لینے سے اس کی اور توضیح ہو سکتی ہے فقط **ربط** چونکہ اوپر یہود کے دو قول جو مذکور ہیں قالوا ان اللہ فقیر اور قالوا ان اللہ عہد الینا الخ ان سے مقصود ان کا تکذیب کرنا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جس سے طبعاً آپ کو رنج ہوتا تھا۔ نیز اور کفار بھی اس تکذیب میں شریک تھے جس سے اور رنج بڑھتا تھا لہذا آیت آئندہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرماتے ہیں۔ **تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در تکذیب کفار** فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ جَاءُو بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ○ سو اگر یہ (کفار) لوگ آپ کی تکذیب کریں تو (غم نہ کیجئے کیونکہ) بہت سے پیغمبروں کی جو آپ سے پہلے گذرے ہیں تکذیب کی جا چکی ہے جو معجزات لے کر آئے تھے اور (چھوٹے چھوٹے) صحیفے لیکر اور روشن کتاب لے کر (جب اوروں کی بھی تکذیب ہو چکی ہے تو آپ کی تکذیب کوئی نئی بات نہیں پھر غم کیا) **ف** یعنی بعضے صرف معجزے لائے بعضے چھوٹی کتابیں بعضے بڑی کتاب جیسے توراۃ و انجیل اور چونکہ کتاب سے بڑی کتاب مراد ہے اور بڑی کتاب شان اور مضامین میں زیادہ ہوتی اس لئے اس کی صفت میں مبیر بڑھایا کہ اس میں شان و مضامین دونوں کے اعتبار سے معنی ظہور کے زیادہ ہوں گے **ربط** اوپر مکذبین کا بیان تھا آگے مکذبین کی وعید ایک عام عنوان سے مذکور ہے جس میں مصدقین کے لئے بشارت بھی آگئی۔

اللغات البر فی القاموس الزبر الحبس والعقل و بالکسر مکتوب الجبور الکتاب بمعنی الزبور اھ قلت وقال بعضہم سمی الکتاب بہا لانہ یزجر وینہی بما فیہ من المواعظ عن القبیح وفسر بہا الصحف لتقریبہ المقابلۃ ویرد بہ القراءۃ بالزبر عادۃ الجمع فاد بالجمع لاحتمال الاکثار وضمیر

فی القاموس نار نورا واناروا ستنار اھ ذکرہا لازم ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱؎ قولہ خصوص ایسی حالت میں اشارہ الی النکتۃ فی زیادۃ قولہ بالبینات مع کفایۃ قولہ بالذی علیہ فی الجواب لعل تقدیم قولہ بالبینات اما علی ۵

۱؎ تقدیر بیان ہذا الشرط لم یعد براصلا فلا شاۃ الی ان الشرط مطلق البینات لا خصوص المعجزات فالتقدیم افاد ہذا ۱۰ اما علی تقدیر اشتراط بعض الانبیاء نقل عن السدی فالوجہ ان یدخل ہذہ المعجزۃ فی البینات و قولہ بالذی فلتم یکون تخصیصا بعد تعمیم انتہا بشانہ لکون الکلام فیہ ۱۲

۲؎ قولہ غم نہ کیجئے اشارۃ الی حذف الجزاء لان لا یکون الا بالصبر ۱۲

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۖ

ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو پوری پاداش تمہاری قیامت ہی کے روز ملے گی

فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيَاةُ

تو جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا اور دنیوی زندگی تو

الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ○

کچھ بھی نہیں صرف دھوکہ کا سودا ہے۔

وعید مکذبین و عدم مصدقین كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ الی قولہ تعالیٰ إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ○

(تم میں) ہر جان (دار) کو موت کا مزہ چکھنا (ضرور) ہے اور (مرنے کے بعد) تم کو پوری پاداش تمہاری (بھلائی برائی کی) قیامت ہی کے روز ملے گی (سو دنیا میں اگر اس کا ظہور نہ ہوا تو مکذب یا مون نہ ہوا اور مصدق مایوس نہ ہو آگے اس پاداش کی تفصیل ہے) تو (قیامت کے روز) جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا (علی ہذا القیاس جو جنت سے جدا رہا اور دوزخ میں بھیجا گیا پورا ناکام وہ ہوا) اور دنیوی زندگی تو کچھ بھی نہیں صرف (ایسی چیز ہے جیسے) دھوکہ کا سودا (ہوتا ہے (جس کی ظاہری آب و تاب کو دیکھکر خریدار پھنس جاتا ہے بعد چندے اس کی قلعی کھل جاتی ہے اسی طرح دنیا کی چمک دمک سے دھوکہ کھا کر آخرت سے غافل نہ ہونا چاہیئے) **تشریح** تقریر آیت کی ظاہر ہے اتنا جان لینا چاہیئے کہ یہ جو فرمایا ہے کہ جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا مراد اس سے عام ہے خواہ ابتداءً بچا لیا جاوے یا بعد سزا کے اس میں سب مسلمان آگئے اور ان کے پورے کامیاب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جنت میں ہمیشہ کے لئے ہر طرح کی نعمتیں پاویں گے پس اس بنا پر اس کے مقابلہ میں جو وارد ہے کہ جو جنت سے جدا رہا اس سے مراد یہ ہوگی کہ ہمیشہ کے لئے جدا رہا پس یہ خاص ہوگا کفار کے ساتھ اور اس کا پورا ناکام ہونا اس لئے ہے کہ کبھی تکلیف سے نجات نہ ہوگی اور کبھی راحت نصیب ہوگی۔ اور یہ جو فرمایا کہ دھوکہ کا سودا اس سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ دنیوی زندگی سب کے لئے مضر ہے مطلب تشبیہ سے صرف یہ ہے کہ یہ اصلی مقصود بنانے کے قابل نہیں بلکہ اگر کوئی کریم قصداً یہ سودا عمدہ داموں کو خریدنے لگے تو اس سودے سے محبت نہ کرے بلکہ غنیمت سمجھکر ڈالے جانے پچانے حق اس حیوٰۃ اور اس کے متعلقات کے عوض اللہ تعالیٰ سے اعمال صالحہ اور جنات عالیہ لے لیتے ہیں قال اللہ تعالیٰ إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ **ربط** اوپر یہود کی گستاخی کا بیان تھا جس کا قصہ تقریر ربط آیت وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ بخلون میں مذکور ہوا اس قصہ میں یہ بھی ہے کہ یہی گفتگو فحاص یہودی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے روبرو

اللغات فی روح المعانی المتاع ما یتمتع بہ مما یباع و یشتری وقد یسمی بہا کالمتاع الذی یدس بہ علی المسلوم ونحوہ حتی یشتہر اشتہارا فائقا فی غایۃ رداءتہا عند کل احد الغرور مصدر غرہ

قولہ تعالیٰ فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز۔ حق تعالیٰ کا اس کو فوز فرمانا اس شخص کے بطلان پر دلیل ہے جو جنت و نار سے استغناء کا دعویٰ کرے البتہ مغلوب الحال معذور سمجھا جاوے گا ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ فمن زحزح عن النار و ادخل الجنۃ فقد فاز۔ حق تعالیٰ کا اس کو فوز فرمانا اس شخص کے بطلان پر دلیل ہے جو جنت و نار سے استغناء کا دعویٰ کرے البتہ مغلوب الحال معذور سمجھا جاوے گا ۱۲

تلخیقات الترجمہ قولہ تم میں زائد ہے لفظہ

قولہ قیامت ہی کے روز ملے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبر میں جو کچھ ملتا ہے وہ پوری پاداش نہیں بلکہ اس کا ایک حصہ ہے ۱۲

قولہ تم میں زائد ہے لفظہ

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

البتہ آگے اور آزمائے جاؤ گے اپنے مالوں میں اور اپنی جانوں میں اور البتہ آگے کو اور سنو گے بہت سی باتیں دل آزاری کی ان لوگوں سے

مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَ

جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں۔ اور ان لوگوں سے جو مشرک ہیں اور اگر صبر کرو گے اور

تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

پرہیز رکھو گے تو یہ تاکیدی احکام میں سے ہے

کی تھی آپ کو سخت غصہ آیا اور اس کے ایک طمانچہ بھی مارا اس قصہ میں یہ اگلی آیت نازل ہوئی جس میں خبر دیدی ہے کہ ایسی ایسی اور بہت سی سنو گے تحمل کرنا چاہیئے اور دہ فی لباب المنقول بروایۃ ابن ابی حاتم وابن المنذر عن ابن عباس اور لباب ہی میں ایک اور شان نزول بھی مذکور ہے کہ کعب بن اشرف یہودی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہؓ کی شان میں ہجو کے اشعار کہا کرتا اس پر یہ اگلی آیت نازل ہوئی کذا ذکرہ عبد الرزاق عن عبد الرحمن بن کعب بن مالک میں کہتا ہوں کہ دونوں قصوں میں امر مشترک ایک ہی ہے کہ آیت میں قبائح یہود کا بیان ہے اور مسلمانوں کو تعلیم صبر اور چونکہ یہود کے ساتھ ایذا مسلمین میں مشرکین بھی شریک تھے ان کا بھی ساتھ میں ذکر بڑھا دیا اور چونکہ صبر و ثبات کا ایذا ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جمیع حوادث میں مامور ہے لہذا اموال و انفس کا ذکر بھی ملا دیا اور اس میں بالخصوص اس لئے لطافت اور بڑھ گئی کہ واقعۂ احد میں جس پر بڑا حصہ سورت کا مشتمل ہے مسلمانوں کو جانی اور مالی نقصان بہت پہنچا تھا قتل بھی ہوئے زخمی بھی ہوئے غنائم بھی فوت ہوئے **تعلیم صبر بمسلمانان در تادی از یہود** (تَبْلُوْنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ (الی قولہ) فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○ (بھی کیا ہے) البتہ آگے (آگے) اور آزمائے جاؤ گے اپنے مالوں (کے نقصان) میں اور اپنی جانوں (کے نقصان) میں اور البتہ آگے کو اور سنو گے بہت سی باتیں دل آزاری کی ان لوگوں سے (بھی) جو تم سے پہلے (آسمانی) کتاب دیئے گئے ہیں (یعنی اہل کتاب سے) اور ان لوگوں سے (بھی) جو کہ مشرک ہیں اور اگر (ان مواقع پر) صبر کرو گے اور (خلاف شرع امور سے) پرہیز رکھو گے تو (تمہارے[۵۲] لئے اچھا ہوگا کیونکہ) یہ (صبر و تقویٰ) تاکیدی احکام میں سے ہے (اور تاکیدی احکام پر عمل[۵۳] کرنا ہی اچھا ہے) **ف** آزمانے کا مطلب یہ ہے کہ ایسے حوادث تمہیں وقتاً فوقتاً واقع ہوا کریں گے۔ اس کو مجازاً آزمانا کہدیا ورنہ اللہ تعالیٰ آزمانے کے حقیقی معنی سے پاک ہے کیونکہ وہ عالم الغیب ہے اور صبر کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ تدبیر نہ کرو یا مواقع انتقام میں انتقام نہ لو یا مواقع قتال میں قتال نہ کرو بلکہ حوادث سے دل تنگ نہ ہو کیونکہ اس میں تمہارے لئے منافع و مصالح ہیں۔ اور تقویٰ یہ کہ خلاف

اللغات عزم الامور امامن العزم بمعنی توطین النفس و عقد القلب فالمعنی من الامور التی ینبغی ان یعزم علیہا کل احد واما من العزیمۃ بمعنی الارادۃ والایجاب فالمعنی من امور التی عزم اللہ تعالیٰ و

البلاغۃ - اوتوا الکتاب التعبیر عنہم بذلک اما لاشتہارہم بالاتصاف بالبذل بان یبعثوہم مستعدین علی زعمہم الی الکتاب او للاشارۃ الی عظم صدر ذلک المسموع منہم وشدۃ وقعہ علی الاسماع حیث الہ ۱۲

صحکلام صدر من لہ نوع صدر۔ سنہ لو جود ر اجرعہ سود ہو تبادہ الکتاب کما قبل ۱۲ کذا فی روح المعانی

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ اور آزمائے جاؤ گے اشارۃ الی ان ما کان قبلہ من جملۃ الابتلاء

۲ قولہ تمہارے لئے اچھا ہوگا اشارۃ الی حذف الجزاء ای فہو خیر لان المذکور لما یصلح جزاء لان الصبر حسن سواء صبر احد ولم یصبر اللہم الا ان یقال المراد بالصبر صبر المخاطبین خاصۃ فیصلح ان یکون مترتبا علی الشرط ۱۲

۳ قولہ عمل کرنا ہی بزیادۃ کلمۃ الحصر لان ترک الاصل بالواجب قبیح ۱۲

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا

اور جب کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے یہ عہد لیا کہ اس کتاب کو عام لوگوں کے روبرو ظاہر کر دینا۔ اور اس کو

تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا

پوشیدہ مت کرنا۔ سو ان لوگوں نے اس کو اپنی پس پشت پھینک دیا اور اس کے مقابلہ میں کم حیثیت معاوضہ لے لیا

فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ○

سو بُری چیز ہے جس کو وہ لوگ لے رہے ہیں۔

شروع امور سے بچو گو تدبیر بھی کیجاوے پس آیات صبر آیات قتال کے معارض نہیں کہ احتیاج نسخ ہو اسی طرح حضرت صدیق کا غضب و تادیب بھی خلاف صبر نہیں تھا اور پہلے سے اس لئے ان حوادث کی خبر دیدی کہ پہلے سے آمادہ رہیں تاکہ وقوع کے وقت پریشان نہ ہوں فقط **ربط** جیسا اوپر کی آیت میں یہود کے قبائح کا بیان ہے اگلی آیت میں بھی ان کی ایک خصلت قبیحہ کا ذکر ہے کہ وہ نقض ہے معاہدۂ اظہار احکام و عدم کتمان حق کا

مذمت اہل کتاب در کتمانِ حق وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ (الی قولہ) فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ

اور (یہ حالت بھی قابل ذکر ہے) جب کہ اللہ تعالیٰ نے (کتب سابقہ میں) اہل کتاب سے یہ عہد لیا (یعنی ان کو حکم فرمایا اور انھوں نے قبول کر لیا) کہ اس کتاب (کے سب مضامین) کو عام لوگوں کے روبرو ظاہر کر دینا اور اس (کے کسی مضمون) کو (دنیوی غرض سے) پوشیدہ مت کرنا سو ان لوگوں نے اس (عہد) کو اپنے پس پشت پھینک دیا (یعنی اس پر عمل نہ کیا) اور اس کے مقابلہ میں (دنیا کا) کم حقیقت معاوضہ لے لیا سو بُری چیز ہے جس کو وہ لوگ لے رہے ہیں (کیونکہ انجام اس کا سزائے دوزخ ہے)۔

ف الخ کے ربع پر اول یا بنی اسرائیل میں اس عہد کا اور ان لوگوں کے دنیا اختیار کرنے کا مضمون مذکور ہو چکا ہے اور دنیوی غرض کی قید اس لئے لگائی گئی کہ اگر کسی دقیق مسئلہ کو کسی دینی مصلحت سے کسی بدفہم کے روبرو ذکر نہ کیا جاوے تاکہ اس کے لئے افتتان کا باعث نہ ہو جاوے اور اس وقت اس کی حاجت بھی نہ ہو تو یہ جائز بلکہ ضروری ہے اور جن مضامین کو یہ اہل کتاب پوشیدہ کرتے تھے اُن میں سے بڑا امر پیشین گوئی تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت چونکہ خود ان کو ایمان لانا منظور نہ تھا اس لئے اوروں سے بھی اس کو چھپاتے تھے۔

ربط اوپر یہود کے کتمان حق کا بیان تھا چونکہ ان لوگوں کو اپنی اس حرکت شنیعہ پر بجائے ندامت و خجالت کے اور برعکس فرحت اور فخر تھا اگلی آیت میں اس کی وعید مذکور ہوتی ہے

النحو - لتبیننہ - جواب بمثاق لتضمنہ معنی القسم و قرا ابن کثیر و ابو عمرو لیبیننہ بیاء الغیبۃ و قد قرر علماء العربیۃ ۳

۳ انک الی انجز عن یمین حلف بہا فلک فی ذلک تعشہ اوجہ - احد ہا ان یکون بلفظ الغائب کانک تخبر عن شئی کان تقول استحلفتہ لیفعلن الثانی ان تاتی بلفظ الحاضر تزید اللفظ الذی قبل لہ فتقول استحلفتہ لتفعلن من کانک قلت قلت لنفعلن من الثالث ان تاتی بلفظ المتکلم فتقول استحلفتہ لافعلن من کذا فی روح المعانی ۱۲

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ

جو لوگ ایسے ہیں کہ اپنے کردار پر خوش ہوتے ہیں اور جو کام نہیں کیا اس پر چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف ہو

يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

سو ایسے شخصوں کو ہرگز ہرگز مت خیال کرو کہ وہ خاص طور کے عذاب سے بچاؤ میں رہیں گے اور ان کو دردناک سزا ہو

وعید فرح بر معصیت لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ (الی قولہ) وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (اے مخاطب) جو لوگ ایسے ہیں کہ اپنے کردار (بد) پر خوش ہوتے ہیں اور جو

(نیک) کام نہیں کیا اس پر چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف ہو سو ایسے شخصوں کو ہرگز ہرگز مت خیال کرو کہ وہ (دنیا میں) خاص طور کے عذاب سے بچاؤ (اور حفاظت) میں رہیں گے (ہرگز نہیں بلکہ دنیا میں بھی کچھ سزا ہوگی) اور (آخرت میں بھی) اُن کو دردناک سزا ہوگی ف کردار بد یہی کہ احکام حقہ کو چھپاتے تھے اور جو نیک کام نہیں کیا اس سے مراد اظہار حق جس کو وہ نہ کرتے تھے لیکن دوسروں کو یہ یقین دلانا چاہتے تھے کہ ہم اظہار حق کرتے ہیں تاکہ ان کا خداع معلوم نہ ہو چنانچہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو بھی یہود نے یہ حرکت کی رواہ البخاری اور اکثر یہود میں جو منافقین تھے وہ بھی مواقع غزوات پر جھوٹے عذر کر کے ایسا ہی فریب دینا چاہتے تھے۔ رواہ الشیخان یہ آیت ان سب افعال پر نازل ہوئی اور آیت بوجہ عموم کے دوسروں کو بھی شامل ہے جو ایسی حرکت کرے۔ لیکن مراد اس فرح سے فرح علی المعصیت اور حبِّ حمد سے اہتمام حمد ہے اور فرح علی الحسنہ بھی اگر بالاہتمام ہو تو قواعد شرعیہ کی رو سے وہ بھی مذموم ہے البتہ جو فرح علی الحسنہ طبعاً ہو اسی طرح حب حمد بما لم یفعل طبعاً ہو وہ معصیت نہیں خوب سمجھ لو۔ دنیا کی سزا اُن یہود کو یہ ہوئی کہ بعضے قتل ہوئے۔ بعضے جلاوطن ہوئے۔ اور منافقین کو یہ ہوئی کہ رسوا و فضیحت ہوئے۔

ربط اوپر اہل کفر کی سزا کا ذکر تھا چونکہ سزا دینے کے لئے اختیار اور قدرت لازم ہے اس لئے آئندہ میں اس کا اثبات ہے۔

اللغات فی روح المعانی المفازۃ مصدر میمی بمعنی الفوز والنجاۃ لیست للوحدۃ بناء المصدر علیہ ومن العذاب متعلق بہ ای تنجیہم نجاۃ من العذاب ۱۲

النحو لَا تَحْسَبَنَّ فی الجلالین بالتاء والیاء فلا تحسبنہم بالوجہین مفعولا یحسب الاول دل علیہما مفعولا یحسب الثانیۃ علی قراءۃ الخ وعلی الفوقانیۃ حذف ان فی فقط قلت ومن قرأ بالتحتانیۃ فتح الباء وفی الفعل الاول وضم الباء فی الثانی ۱۲ ہکذا فی روح المعانی

البلاغۃ قولہ فلا تحسبنہم فی روح المعانی قال الزجاج اذا طالت القصۃ قید حسبت وما اشبہہا اعلما بان الذی جری منفصل بالاول وتوکید لہ فتقول لا تظنن زیدا اذا جاءک کہ فلک بکذا وکذا فلا تظنہ صادقا والقارئ زائدۃ ۱۲ ۵

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ خاص طور کے عذاب بنا علی کون اللام للعہد مأخوذۃ ہو الذی اختارہ فی الخازن وعلیہ لیکون الواو فی وہم للعطف ۱۲ ۲ قولہ رواہ البخاری لفظہ عنہ ابن ۱۲

عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألہم عن شیء فکتموہ اباہ واخبروہ بغیرہ فخرجوا وقد اروہ ان قد اخبروہ بما سألہم عنہ واستحمدوا بذلک الیہ فرحوا بما اتوا من کتمان ما سألہم عنہ ۱۲ ہکذا فی روح المعانی ۱۲ منہ

قولہ رواہ الشیخان لفظ البخاری عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان رجالا من المنافقین کان اذا خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الغزو تخلفوا عنہ وفرحوا بمقعدہم خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الغزو واعتذروا الیہ وحلفوا واحبوا ان یحمدوا بما لم یفعلوا فانزل اللہ ہذہ الآیۃ کذا فی روح المعانی ۱۲ منہ

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

اور اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی

بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل

الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ

کے لئے جن کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی

اثبات سلطنت و قدرت الٰہیہ

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اور اللہ ہی کے لئے (خاص) ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر پوری قدرت رکھتے ہیں

ف پس چونکہ وہ سلطان حقیقی ہیں سب پر ان کا حکم ماننا ضروری ہے اور نافرمانی جرم ہے اور چونکہ وہ قادر ہیں اس لئے جرم کی سزا دے سکتے ہیں اور چونکہ انھوں نے اس سزا کی خبر دی ہے اس لئے ضرور سزا دیں گے اور چونکہ یہ صفات ان کے ساتھ خاص ہیں لہٰذا ان کے سزا دیئے ہوئے کو کوئی بچا نہیں سکتا پس ان مقدمات سے اوپر کے مضمون کی تاکید ہو گئی۔ **ربط** چونکہ اوپر اختصاص سے توحید مفہوم ہوئی اگلی آیت میں توحید پر دلیل لاتے ہیں اور اس کے ساتھ توحید کے کامل اقتضا پر عمل کرنے والوں کی فضیلت بیان فرماتے ہیں جس میں اشارۃً دوسروں کو بھی ترغیب ہے اس اقتضاء پر عمل کرنے کی۔ اوپر جو کفار سے ایذائیں پہنچنے کا مضمون تھا آیت آئندہ کو اس سے بھی مناسبت ہے اس طرح کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عناداً یہ درخواست کی کہ صفا پہاڑ کو سونے کا بنا دیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ حق کے دلائل تو بہت ہیں ان میں کیوں نہیں فکر کرتے۔ اور ۱۲ فی لباب النقول بروایۃ الطبرانی و ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ سورہ بقرہ کے معاملہ سی و سوم و چہلم کا بھی ملاحظہ فرما لیا جاوے اس سے بہ شبہ رفع ہو جاوے گا کہ پھر ان کی یہی درخواست کیوں نہ پوری کر دی گئی خلاصہ یہ ہے کہ یہ درخواست تحقیق حق کے لئے نہ تھی بلکہ عناداً تھی جس سے درخواست پوری ہونے پر بھی ایمان نہ لاتے فقط **دلیل توحید و فضل موحدین کا بیان** اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الی قولہ) یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل (توحید کے موجود) ہیں اہل عقل سلیم کے لئے جن کی حالت یہ ہے (جو آگے آتی ہے اور یہی حالت ان کے عاقل ہونے کی علامت بھی ہے کیونکہ عقل کا اقتضاء دفع مضرت و تحصیل منفعت ہے اور اس حالت کا مجموعہ اس پر دال ہے وہ حالت یہ ہے) کہ وہ لوگ (ہر حال میں دل سے بھی اور زبان سے بھی) اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ للتنبیہ کے لئے افادہ تقدم الجار والمجرور و فرع علیہ قولہ چونکہ یہ صفات ان کے ساتھ خاص ہیں الخ السلطنۃ فالتقدیم و الا القدرۃ فان تقضاء المقام ۱۲ ۲ قولہ تعلیم زادہ للایراد ان کثیرا من اول الالباب لا یتذکرون بہذہ ۱۲ منہ علیہ اطلاق الذکر المفہوم منہ للعموم ۱۲

مسائل السلوک

۱۹ المتن قولہ تعالیٰ الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبھم و یتفکرون فی خلق السموات والارض قال الصوفی الضعیف فی الآیۃ مسئلتان الاولی ان الفکر عبادۃ ایضا کما ان الذکر عبادۃ الثانیۃ ان محل الفکر ھو الخلق حیث قیل الفکر مخلوق السموات والارض ومن ثم قالوا لا تتفکروا فی ذات اللہ انتھی القول ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا علی جنوبھم و یتفکرون فی خلق السموات والارض۔ اس آیت میں دو مسئلے ہیں ایک یہ کہ فکر بھی مثل ذکر کے عبادت ہے۔ دوسرا یہ کہ فکر کا محل خلق ہے نہ کہ خالق کی ذات۔

۱۴ الآیات و عدم الدفع ظاہر و ایضا یہ فعہ زیادۃ قولہ استدلال الخ فہذہ الآیات موضوعۃ لاستدلال بہم سواء استدلوا او لم یستدلوا او لم یستدلوا لا یتدبروا فافہم ۱۲ ۳ قولہ ہر حال میں اشارہ ہے الخ خصوصیۃ القیام وغیرہ پس بمقتضی دل ہو گا یہ علی لا یکفر بمعنی غالب لا احوال لا عام الذہول اصلا فافہم ۱۲ منہ ۴ قولہ ان کثیرا الخ یہ دلیل ہے

وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا

اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے اس کو

بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ

لایعنی پیدا نہیں کیا۔ ہم آپ کو منزہ سمجھتے ہیں سو ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے۔ اے ہمارے پروردگار بے شبہ آپ جس کو دوزخ میں داخل

فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ ۗ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا

اس کو واقعی رسوا ہی کر دیا۔ اور ایسے بے انصافوں کا کوئی بھی ساتھ دینے والا نہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے ایک پکارنے والے کو

يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا

سنا کہ وہ ایمان لانے کے واسطے اعلان کرتا ہے۔ کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے پروردگار پھر ہمارے گناہوں کو بھی

وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا

اور ہماری بدیوں کو بھی ہم سے زائل کر دیجئے اور ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ موت دیجئے۔ اے ہمارے پروردگار اور ہم کو وہ چیز بھی عنایت کیجئے

عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝

جس کا ہم سے اپنے پیغمبروں کی معرفت آپ نے وعدہ فرمایا ہے اور ہم کو قیامت کے روز رسوا نہ کیجئے۔ یقیناً آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔

وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ (الی قولہ) إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝ اور آسمان اور زمین کے پیدا ہونے میں (اپنی قوت عقلیہ سے) غور کرتے ہیں (اور غور کا جو نتیجہ ہوتا ہے یعنی حدوث[۱] ایمان یا تجدید وتقویت ایمان اس کو اس طرح ظاہر کرتے ہیں) کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے اس[۲] (مخلوق) کو لایعنی پیدا نہیں کیا (بلکہ اس میں حکمتیں رکھی ہیں جن میں ایک بڑی حکمت یہ بھی ہے کہ اس مخلوق سے خالق تعالیٰ کے وجود و توحید پر استدلال کیا جاوے) ہم آپ کو (لایعنی پیدا کرنے سے) منزہ[۳] سمجھتے ہیں (اسی لئے ہم نے استدلال کیا اور توحید کے قائل ہوئے) سو ہم کو (موحد و مؤمن ہونے کی وجہ سے) عذاب دوزخ سے بچا لیجئے (جیسا کہ متفرعا اس کا یہ مقتضی ہے گو کسی عارض سے یا فی نفسہ ضعیف ہو جاوے اور چندے عذاب ہونے لگے ایک عرض تو ان لوگوں کی یہ تھی اور وہ اسی مضمون ایمان کے مناسب اور معروضات بھی کرتے ہیں جو آگے آتے ہیں معروض[۴] (۱۲ م) اے ہمارے پروردگار (ہم اس لئے عذاب دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں کہ)

اللغات الذنوب والسیئات عن ابن عباس فی اول الکبائر وفی الثانی الصغائر وقیل بالعکس والذنب ماخوذ من الذنب بمعنی الذیل فاستعیر فیما تستر خم عاقبتہ ولذلک تسمی تبعتہ واما السیئۃ فمن السوء وھو المنتفع فتکون اخف ثم المفہوم من کثیر من عبارات المفسرین عدم الفرق بین الغفران والتکفیر والابرار جمع بر کعباد وباب جمع رب کذا فی روح المعانی ۱۲ البدا عنہ تکریر ربنا للابتہال ۱۲

ملحقات الترجمہ [۱] قولہ غور کا جو نتیجہ الخ اشارۃ الی ان قولہ ربنا معمولا لیقولون استیناف لاحال لان ھذا نتیجۃ ولو کان حالا لکان کالعامل من المبادی واذ لیس فلیس فافہم ۱۲ [۲] قولہ یعنی حدوث الخ لیس من آمن من قبل او فی الحال ۱۲ [۳] قولہ فی ترجمۃ ھذا اس مخلوق اشارۃ الی ان المشار الیہ السمٰوٰت والارض بتاویل المخلوق ۱۲ [۴] قولہ منزہ سمجھتے ہیں اشارۃ الی بن العامل مقدر وھو نسبح ۱۲ [۵] قولہ فی توضیح فقنا اس کا یہ مقتضی ہے الخ فلا ینافیہ کون بعض المؤمنین اتی بما ھو دلیل علیہ لامر جبلۃ ۱۲

مسائل السلوک للمتن قولہ تعالیٰ ربنا ما خلقت ھذا باطلا قال العبد الضعیف لما کان الباطل یعم المعدوم ایضا وابعث ثبت بہ ان ما نقل عن بعض الاکابر ان الممکنات ما شمت رائحۃ الوجود ماؤل بان المراد مرتبۃ الامکان الحقیقی ولو بالواسطۃ ویسمی واسطۃ فی الثبوت کحرکۃ المفتاح بحرکۃ الید لا التی الاتصالی الجزئی ویسمی واسطۃ فی العروض کحرکۃ المجداف بحرکۃ السفینۃ ولو بدلیل سمعی او بدلیل عقلی وقد یستعمل الباطل بمعنی الفانی وعلیہ ورد فی الحدیث الا کل شیء ما خلا اللہ باطل والقرینۃ علیہ ما ابعد من قولہ وکل نعیم لا محالۃ زائل ۔ انتھی القول

ترجمہ قولہ تعالیٰ ربنا ما خلقت ھذا باطلا چونکہ باطل میں معدوم بھی داخل ہے اور اس آیت میں اسکی نفی ہے اس سے معلوم ہوا کہ بعض اکابر کا یہ مقولہ کہ ممکنات نے وجود کی بو بھی نہیں سونگھی ماؤل ہے اور تاویل یہ ہے کہ مراد انتفاء حقیقی کا مرتبہ ہے جو واسطہ فی الثبوت میں ہوتا ہے نہ کہ انتفاء مجازی جو واسطہ فی العروض میں ہوتا ہے ۔ ۱۲

بے شبہ آپ جس کو (بقول اصلی جزا کے) دوزخ میں داخل کریں اس کو واقعی رسوا ہی کر دیا (مراد اس سے کافری) اور ایسے بے انصافوں کا (جن کی اصلی جزا دوزخ تجویز کی جاوے) کوئی بھی ساتھ دینے والا نہیں (اور آپ کا وعدہ ہے اہل ایمان کے لئے رسوا نہ کرنے کا بھی اور نصرت نہ کرنے کا بھی کما قال یخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ وقال انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد الآیۃ پس ایمان لاکر اس لئے ہماری درخواست ہے کہ کفر کی اصلی جزا سے بچایئے ایمان کا اصلی مقتضا نجات عن النار مرتب فرمایئے اور اس مقتضا کے موانع کا ارتفاع اس سے آگے معروض چہارم میں آتا ہے **معروض سوم** (اے ہمارے پروردگار ہم۔ (جیسے مضمون کی دلالت سے عقلی استدلال کیا اسیطرح ہم نے) ایک (حق کی طرف) پکارنے والے کو (مراد اس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بواسطہ یا بلاواسطہ) سُنا کہ وہ ایمان لانے کے واسطے اعلان کر رہے ہیں کہ (اے لوگو) تم اپنے پروردگار (کی ذات وصفات) پر ایمان لاؤ سو ہم (اس دلیل نقلی سے استدلال کر کے بھی) ایمان لے آئے (اس معروض کے مضمون میں ایمان بالرسالت کے ساتھ ایمان بالرسول بھی ضمناً آگیا پس ایمان کے دونوں جزو اعتقادِ توحید و اعتقادِ رسالت کامل ہو گئے

معروض چہارم) اے ہمارے پروردگار پھر (اس کے بعد ہماری یہ درخواست ہے کہ) ہمارے (بڑے) گناہوں کو بھی معاف فرما دیجئے اور ہماری (چھوٹی) بدیوں کو بھی ہم سے (معاف کر کے) زائل کر دیجئے اور (ہمارا انجام بھی جس پر مدار ہے درست کیجئے اس طرح کہ ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ (شامل رکھکر) موت دیجئے (یعنی نیکی پر خاتمہ ہو **معروض پنجم**) اے ہمارے پروردگار اور (جس طرح ہم نے اپنی مضرتوں سے محفوظ رہنے کے لئے عرض کیا ہے جیسے دوزخ و رسوائی اور ذنوب و سیئات اسی طرح ہم اپنے منافع کی دعا کرتے ہیں کہ) ہم کو وہ چیز (یعنی ثواب جنت بھی دیجئے جس کا ہم سے اپنے پیغمبروں کی معرفت آپ نے وعدہ فرمایا ہے (کہ مؤمنین و ابرار کو اجر عظیم ملے گا) اور یہ ثواب و جنت ہم کو اس طرح دیجئے کہ ثواب ملنے سے پہلے بھی ہم کو قیامت کے روز رسوا نہ کیجئے (جیسا کہ بعض کو اول سزا ہو گی پھر جنت میں جاویں گے مطلب یہ کہ اول ہی سے جنت میں داخل کر دیجئے اور) یقیناً آپ (تو) وعدہ خلافی نہیں کرتے (لیکن ہم کو یہ خوف ہے کہ جن کے لئے وعدہ ہے یعنی مؤمنین و ابرار کہیں ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ ہم ان صفات سے موصوف نہ رہیں جن پر وعدہ ہے اس لئے ہم آپ سے بالتجا ئیں کرتے ہیں کہ ہم کو اپنے وعدہ کی چیزیں دیجئے یعنی ہم کو ایسا کر دیجئے اور ایسا ہی رکھیئے جس سے ہم وعدہ کے مخاطب محل ہو جاویں) **ف۱** سموات و ارض وغیرہ سے توحید پر استدلال کی تقریر شروع پارہ سیقول رکوع ان فی خلق السموات کے ذیل میں مفصل مرقوم ہو چکی ہے اور سمعنا کے ترجمہ میں جو احقر نے بواسطہ یا بلاواسطہ بڑھایا ہے وہ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ندا کو صحابہؓ نے تو بلاواسطہ سُنا اور ہم نے بواسطہ اور مضمون دعا کا سب مسلمانوں کو عام ہے اس لئے تعمیم سماع کی کر دی گئی اور یہ جو فرمایا کہ پیغمبروں کی معرفت حالانکہ صرف یہ کافی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت وجہ یہ کہ سب انبیاء کا مضمون اس وعدہ میں ایک ہے اور اس سے تاکید ہو گئی وعدہ کی یعنی ہر ہر زمانہ میں اس وعدہ کی تجدید ہوتی رہی۔ **ف۲** ان دعاؤں کا مضمون جمیع مقاصد مطلوبہ کو

ملحقات الترجمہ

ف۱ قولہ فی ترجمۃ سمن تداخل الفاس بطور اصلی جزا کے الخ ای بخلاف المؤمن فان الناس لیس جزاء ہ اصالۃ بل لعدم رضہ و تطہیر نفسہ بل فیہ للعزۃ ۱۲ **ف۲ قولہ** فی ترجمۃ فاغفر لنا پھر اس کے بعد اشارۃ الی ان الفاء للتعقیب لان الترتیب فی المغفرۃ والتذکر بالعقوبۃ کما ہو الظاہر من المقام لیس بمرتب لاحالۃ علی الایمان بل للاعلی الاعمال مطلقاً ۱۲ **ف۳ قولہ** پیغمبروں کی معرفت فانتفد بہ علی السنۃ رسلک ۱۲ **ف۴ قولہ** فی ترجمۃ قولہ ولاتخزنا ثواب ملنے سے پہلے الخ فلا تکرار فی مضمون الخزی واعلم ان حقیقۃ الخزی والسوء علی الکافرین وصورۃ وشئی من اثرہ قد یکون للعصاۃ فلا یتوہم احد فی بیان الخزی من لم یذکرہ الآ بتعیین ہہنا ۱۲

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ

سو منظور کیا ان کی درخواست کو ان کے رب نے اس وجہ سے کہ میں کسی شخص کے کام کو جو کہ تم میں سے کام کرنے والا ہو ضائع نہیں کرتا خواہ مرد

أُنثَىٰ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَ

ہو یا عورت ہو۔ تم آپس میں ایک دوسرے کے جزو ہو سو جن لوگوں نے ترک وطن کیا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور

أُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ

تکلیفیں دیئے گئے میری راہ میں اور جہاد کیا اور شہید ہو گئے ضرور ان لوگوں کی تمام خطائیں معاف کر دوں گا اور ضرور

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِندَهُ

ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ یہ عوض ملے گا اللہ کے پاس سے۔ اور اللہ ہی کے پاس

حُسْنُ الثَّوَابِ ○

اچھا عوض ہے

جامع ہے کیونکہ منتہی مقاصد کا دو امر ہیں جنت ملنا اور دوزخ سے بچنا اور دونوں کے لئے دو شرط ہیں طاعات کا وجود اور معاصی کا عدم کل چار چیزیں ہوئیں فقنا عذاب النار بمل مرتانی اور فاغفر لنا الخ میں امر رابع اور آتنا ما وعدتنا میں امر اول و ثالث کی درخواست ہے **ربط** اوپر ان لوگوں کی دعاؤں کا بیان تھا جو دلائل عقلیہ و نقلیہ میں نظر کر کے ایمان لے آئے آگے ان کی ان دعاؤں کا قبول ہونا فاستجاب لہم ہیں اور اس قبول کی علت انی لا اضیع میں پھر اس علت پر کہ درحقیقت ایک قاعدہ کلیہ ہے ایک تفریع مناسب مضمون مقصود سورت ہذا کے کہ مجاہدہ صبر علی الجہاد و ایذاء الکفار مذکور ہے **قبول دعیہ مذکورہ مع علت و تفریع بر علت** فاستجاب لہم ربہم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی ہ (الی قولہ) واللہ عندہ حسن الثواب ○ سو منظور کیا ان کی درخواست کو ان کے رب نے اس وجہ سے کہ میری عادت مستمرہ ہے کہ میں کسی شخص کے (نیک) کام کو جو کہ تم میں سے کام کرنے والا ہو اکارت نہیں کرتا کہ اس کا صلہ نہ دوں خواہ وہ (کام کرنے والا) مرد ہو یا عورت ہو دونوں کے لئے یکساں قانون ہے کیونکہ تم (دونوں) آپس میں ایک دوسرے کے جزو ہو (اس لئے حکم بھی دونوں کا ایک سا ہے پس جب ان لوگوں نے ایمان کر عمل نیک بھی کئے قبول کر کے اس میں ثمرات کی درخواست کی تو میں نے اپنی عادت مستمرہ کے

النحو قولہ بعضکم جملۃ معترضۃ ومن للتبعیض او من للتبیین او بمحذوف ای کائن بعضکم من بعض والاتحاد فی الدین من روح المعانی وحملتہا علی التبعیضیۃ تظہر ۱۲ قولہ قوا انفسکم۔ قال البیضاوی ای امیہم فہو مصدر مؤکد قال بعض الافاضل ان یکون قوا بامن عند اللہ حالا من جہات ۲

البلاغۃ قولہ انی بانی والخطاب فی منکم والتکلم فی انی من باب الالتفات والنکتۃ المخالفۃ فلما کان الاعتناء بشان الاستجابۃ و تشریف المدعین بشرف الخطاب والغرض ببیان امت کبدل استجابۃ

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن جریر وابو الشیخ والبیہقی وغیرہم عن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث الطویل وفیہ ان اللہ تعالی یدعو الیوم الفقیہۃ الجنۃ فتاتی برحرفہا وزینتہا فیقول ابن عبادی الذین قاتلوا فی سبیلی واوذوا فی سبیلی وجاہدوا فی سبیلی ادخلوا الجنۃ فیہ خلوہا بغیر عذاب ولا حساب اہ قلت وبہذا الحدیث تائید لعموم الاول ان ہذہ الاعمال تکفر السیئات کما ذکر فی الفائدۃ وقد ورد فی صحیح ان الاسلام یہدم ما کان قبلہ وان الہجرۃ تہدم ما کان قبلہا وان القتل فی سبیل اللہ یکفر کل ذنب الا الدین الثانی ما وصیۃ فی ترجمۃ سبیل من تعلقہ بالکل فتذکر فی روح المعانی اخرج الترمذی وغیرہ کثیر عن ابی سلمۃ قلت یا رسول اللہ اسمع اللہ تعالی ذکر النساء فی الہجرۃ لشیء کما قال اللہ تعالی فاستجاب لہم ربہم الخ الآیۃ ولعل المراد انہا نزلت منہ لما قبلہا اہ قلت ولا بد من ہذا اذ الآیۃ لیست منقطعۃ عما قبلہا

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ عادۃ مستمرۃ اشارۃ الی عدم وجوب علیہ تعالی و انما ہو بالفضل ۱۲ **لہ** قولہ صلہ نہ دوں بتحقیق معنی الاضاعۃ لان الفضل لعمل قد وجد فتکف بضاعۃ ۲

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ○ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ

تجھکو ان کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا مغالطہ میں نہ ڈال دے چند روزہ بہار ہے پھر ان کا ٹھکانا

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ○

دوزخ ہوگا اور وہ بُرا ہی آرام گاہ ہے

موافق اس کو منظور کر لیا اور جب ایمان پر بحسب اس کے اصل اقتضاء کے ہم ایسے ثمرات عطا فرماتے ہیں اسو جن لوگوں نے ایمان کے ساتھ اور اعمال شاقہ بھی کئے ہیں مثلاً ہجرت (یعنی) ترک وطن کیا اور (وہ بھی ہنسی خوشی سیر و سیاحت کے لئے نہیں بلکہ اس طرح کہ) اپنے گھروں سے (تنگ کر کے) نکالے گئے (یعنی کفار نے وطن میں پریشان کیا بے چارے گھر چھوڑ چھوڑ کر پردیس کو نکل کھڑے ہوئے) اور (اس کے سوا اور طرح طرح کی تکلیفیں بھی دیئے گئے (اور یہ سب یعنی ہجرت و اخراج و ایذاء سب) میری راہ میں (یعنی میرے دین کے سبب سے کو پیش آئیں اور ان سب کو انھوں نے برداشت کیا) اور (اس سے بڑھکر انھوں نے یہ کام کیا کہ) جہاد (بھی) کیا اور (بہتیرے ان میں) شہید (بھی) ہو گئے (اور آخر تک جہاد سے نہ ہٹے تو ایسے اعمال پر تو ثمرات کیوں نہ دوں گا) ضرور ان لوگوں کی تمام خطائیں (جو میرے حقوق کے متعلق ہو گئی ہوں معاف کر دونگا اور ضرور ان کو (بہشت کے) ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے (محلات کے) نیچے نہریں جاری ہوں گی (ان کو یہ عوض ملے گا اللہ کے پاس سے اور اللہ ہی کے پاس (یعنی ان کے قبضۂ قدرت میں) اچھا عوض ہے (وہ اچھا عوض اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دیں گے) ف تمام خطائیں اس لئے کہا گیا کہ یہاں ہجرت اور جہاد و شہادت کی فضیلت مذکور ہے اور حدیثوں سے ان اعمال کا تمام ذنوب سابقہ کا کفارہ ہونا معلوم ہوتا ہے اور آیات دعا میں تکفیر کو جو کہ استجابت سے مفہوم ہے خواہ اسلام پر مرتب کیا جاوے کہ اس کا بھی علی الاطلاق مکفر ہونا وارد ہے اور خواہ اس دعائے مکفر کو صلاۃ استغفار کا کہا جاوے توبہ کے مکفر ہونے میں کوئی خفا ہی نہیں۔ اور یہ قید جو لگائی کہ میرے حقوق کے متعلق الخ وجہ اس کی یہ کہ حدیث میں دین کا استثنا آیا ہے۔ **ربط** اوپر کی آیت میں مسلمانوں کی کلفتوں کا بیان اور ان کا انجام نیک مذکور تھا آگے کافروں کی عیش و آرام کا بیان اور ان کا انجام بد مذکور ہے تاکہ مسلمانوں کو اپنا انجام سنکر جو تسلی ہوئی تھی اپنے دشمنوں کا انجام سنکر اور زیادہ تسلی ہو اور ان کی عیش و آرام کیطرف حرصاً یا حزناً یا غیظاً التفات نہ کریں۔ پھر اس انجام بد کو دریافت کر کے اگر کسی کو ان میں سے توبہ کی توفیق ہو اور کفر و معاصی سے باز آوے تو اس انجام بد سے محفوظ رہنا اور اس کو بھی انجام نیک کا نصیب ہو جانا ساتھ کے ساتھ بیان فرما دیا۔

انجام بد کفار مع استثنا تائبین عن الکفر لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ○ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ○ (اے طالب حق) تجھکو ان کافروں کا حظوظ دنیا کے لئے شہروں میں چلنا پھرنا مغالطہ میں نہ ڈالدے (کہ اس حالت کی کچھ وقعت کرنے لگے یہ) چند روزہ بہار ہے (کیونکہ مرتے ہی اس کا نام و نشان بھی نہ رہیگا پھر انجام یہ ہوگا کہ) ان کا ٹھکانا (ہمیشہ کے لئے) دوزخ ہوگا اور وہ بُرا ہی آرام گاہ ہے۔

اللغات فی القاموس تقلب فی الامور تصرف فیہا کیف شاء آہ قلت وانما یتصرف من التصرف لمحل والتقلب لا یلزم التنقل المکانی نعم الاکثر علی الخلوط الکسب والتجر فیکون فی البلاد دون الجبال فتصرف علی الیسر فمحلہ یکون فی البلد کما قال الامام ابن جریر الطبری فی تفسیر التقلب یعنی تصرفہم

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ مع ترجمۃ اوذوا اور اس کے سوا الآیۃ عطف علی التقاتلوا ۱۲ **۲ قولہ** فی ترجمۃ بیدیہ سب الا الاشارۃ الی ان فی سبیلی قید لکل من الہجرۃ والاخراج والابذاء بل للقتال والقتل بعضہا بنۃ ۱۲ **۳ قولہ** برداشت کیا فعدہ لان الاخراج والایذاء لیس من اعمالہم بیان فضل اعمالہم **۴ قولہ** بہتیرے اشارۃ الی ان المرجع فی قتلوا الایلزم ان یکون عین المرجع فی قاتلوا لان فضل تفاضل ۱۲ **۵ قولہ** ضرور ہے ای حتمی قتلوا وعوقتل اخوانہم فاعادالی ضمیر من او قتلوا وزادہ لیعین ماذکر فی عدہ **۶ قولہ** برداشت کیا فانہم کانوا ہم مقتولین لیس من اعمالہم ۱۲ **۷ قولہ** فی ترجمۃ السیئات تمام خطائیں فالسیئۃ بہا یخص بالصغائر للدلیل الذی تلی فی الفائدۃ وذکری روح المعانی ہذا وبالجملۃ ان عمل السیئات بہا علی مایعم الکبائر سائغ ۱۲ قلت فبذہ الاعمال مخصوصۃ من عموم ان الحسنات یذہبن السیئات بتکفیر الصغائر لا غیر ۱۲ **۸ قولہ** چند روزہ فائدہ بقطع نصر الملۃ وان کثر وا لکن ان یکون باعتبار المقدار فی جنب ما اعد اللہ لہم ۱۲ منہ من البیضاوی **۹ قولہ** بہار متعلق فی تسامح علی ان یتمتع یتزودوا المعنی ہذا عجب المتاع فلم یترک الترجمۃ الحقیقیۃ ۱۲

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

جو لوگ خدا سے ڈریں ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

یہ مہمانی ہوگی اللہ کی طرف سے۔ اور جو چیزیں خدا کے پاس ہیں وہ نیک بندوں کے لئے بدرجہا بہتر ہیں۔ اور بالیقین بعضے لوگ اہل کتاب میں

لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا

سے ایسے بھی ضرور ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہیں اور اس کتاب کے ساتھ بھی جو تمہارے پاس بھیجی گئی اور اس کتاب کے ساتھ بھی

يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ

جو ان کے پاس بھیجی گئی اس طور پر کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات کے مقابلہ میں کم حقیقت معاوضہ نہیں لیتے ایسے لوگوں کو ان کا نیک

رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

عوض ملے گا ان کے پروردگار کے پاس۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جلدی ہی حساب کر دیں گے

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ (الی قولہ) وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝ لیکن (ان میں سے بھی) جو لوگ خدا سے ڈریں (اور مسلمان و مطیع ہو جاویں) ان کے لئے (بہشت کے) باغات ہیں جن کے (محلات کے) نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان (باغوں) میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ (ان کی) مہمانی ہوگی اللہ کی طرف سے اور جو چیزیں خدا کے پاس ہیں (جن کا ابھی ذکر ہوا یعنی جنات اور انہار وغیرہا) یہ نیک بندوں کے لئے بدرجہا (کفار کے حظوظ دنیوی سے) بہتر ہیں (کمیت میں بھی اور کیفیت میں بھی) **ربط** آیات دعاء کے قبیل اور متصل شنائع اہل کتاب کا بیان تھا چونکہ بعضے ان میں جو مسلمان ہو گئے تھے اچھے بھی تھے اس لئے حسب عادت قرآنیان کے قبائح کے بعد ان کے مدائح آگے بیان فرماتے ہیں جیسے شروع پارہ کے رکوع سوم میں یہ آیت آئی تھی لیسوا سواء اور چونکہ شہر[۲] روایات شان نزول کی رو سے وہ آیت تو مسلم یہودیوں کے باب میں تھی اور یہ آیت تو مسلم نصاریٰ کے بارہ میں اس لئے تکرار بھی لازم نہیں آیا اور اہل کتاب کا لفظ دونوں کو شامل ہے اور سورت میں دونوں ہی سے محاجہ تھا اور اگر[۳] دونوں آیتوں کا مصداق ایک ہی مذہب کے نو مسلم ہوں تو اختلاف عنوان سے تکرار نہ رہا یا تکرار سے تاکید ہو گئی **مدح مؤمنین اہل کتاب** وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ (الی قولہ) اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ اور بالیقین بعضے لوگ اہل کتاب میں سے ایسے بھی ضرور ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہیں اور اس کتاب کے ساتھ بھی (اعتقاد رکھتے ہیں) جو تمہارے پاس بھیجی گئی (یعنی قرآن) اور اس کتاب کے ساتھ بھی (اعتقاد رکھتے ہیں) جو ان کے پاس بھیجی گئی (یعنی توراۃ اور انجیل) اور خدا کے ساتھ جو اعتقاد رکھتے ہیں تو اس طور پر کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے (بھی) ہیں (اس لئے اس اعتقاد میں حدود شرعیہ سے تجاوز نہیں کرتے اور توراۃ

اللغات النزل بضم الزاء وسکونہا ہا فی القاموس ما یہیأ للضیف ان ینزل علیہ قال غیرہ اول ما ینزل فسمیت الجنۃ نزلا علی ہذا یکون للاشارۃ الی انہا اول ما یعطون لا یقاسون الا تعب۔ اویقال کبضیفہم ان الجنۃ وما اعد اللہ لہا دار الرویۃ بعدہ وفیہا یبان بشرفہم لان تضیف کرم حاشیہ قال ابن رسید خالصین منہ للہ من قال لحسن الخشوع الخوف اللازم للقلب من اللہ تعالیٰ ۱۲

التحقیقات الترجمۃ والروابط

قولہ جہرا من الحلوۃ المذکورۃ والرویۃ التی دلت علیہ نصوص الاخر لا بدل المقام علی الحصر

قولہ لان تقریر الربط اشہر وایما ہو مافی لباب النقول روی النسائی عن انس قال لما جاء نعی النجاشی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا علیہ فقالوا یا رسول اللہ علیہ نصلی علی عبد حبشی فانزل اللہ وان من اہل الکتاب لمن یؤمن باللہ وما الی ابن جریر عن جابر فی المتدرک عن جلد اللہ ابن الزبیر قال نزلت فی النجاشی وان من اہل الکتاب الخ قلت فی روایۃ ابن جریر عن عطاء قال لما فقدون نظروا الی ہذا یصلی علی عبد نصرانی لم یرہ قط کذا فی روح المعانی فبین ہذا ان ما فی النسائی قولا فاعلم الاصل لما فقدون ۱۲

قولہ فی تقریر الربط بعضے دونوں آیتوں کا مصداق ایک ہی مذہب کا ہونا فی روایۃ غیر مشہورۃ ذکرہا فی روح المعانی ہکذا وروی عن ابن جریج وابن زید ابن الحجر انہا نزلت فی بضعۃ عشر من اہل نجران اسلموا منہم عبد اللہ بن سلام ومن معہ ۱۲ قلت وکون الاولی اشہر لکونہا عند النسائی ۱۲

وانجیل کے ساتھ جو اعتقاد رکھتے ہیں تو اس طور پر کہ اللہ تعالیٰ کی آیات (واحکام) کے مقابلہ میں (دنیا کا) کم حقیقت معاوضہ نہیں لیتے ایسے لوگوں کو ان کا نیک عوض ملے گا ان کے پروردگار کے پاس (اور اس میں کچھ دیر بھی نہ لگے گی کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ جلدی ہی حساب (کتاب) کر دیں گے (اور حساب کتاب کرتے ہی سب کا دینا لینا بے باق کر دیں گے)

ف خاشعین اور لا یشترون کی قید لگانے سے بنا بر تقریر ترجمہ احقر کے یہ سوال واقع نہیں ہوتا کہ اللہ کو اور تورات و انجیل کو تو سب اہل کتاب مانتے تھے پھر اس میں اسلام قبول کرنے والوں کی کیوں تخصیص کی وجہ واقع نہ ہونے کی ان قیود سے معلوم ہو گئی کیونکہ دوسرے اہل کتاب کا اعتقاد اللہ تعالیٰ کے ساتھ بلا خشوع تھا اسی سبب سے اس میں حدود شرعیہ سے تجاوز کرتے تھے مثلاً اللہ تعالیٰ پر اولاد کی تہمت لگاتے تھے، کہیں احکام میں افترا کرتے تھے اسی طرح تورات و انجیل کے ساتھ اعتقاد مع الافتراء تھا اس لئے تخصیص کی گئی اور قرآن پر چونکہ دوسرے اہل کتاب کا مطلق اعتقاد نہ تھا اس لئے اس میں کوئی قید نہیں لگائی کہ نفس اعتقاد ہی دونوں میں ممیز ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ جلدی حساب کتاب کر دیں گے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان لوگوں کا بھی ضرور حساب ہوگا کیونکہ بہت سے مقبولین کا بلا حساب جنت میں جانا احادیث میں آیا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اکثر جو جلدی حساب کتاب کر دینا ہے وہ جلدی ہی مزدوری بھی دے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ حساب جلدی کر دیں گے تو سمجھ لو کہ ایمان و اعمال صالحہ کا بدلہ بھی جلدی ہی دے دیں گے۔ خصوص اس لئے کہ قیامت بھی قریب ہے پس یہ کلام بطور کنایہ کے ہے ربط سورت ختم پر آئی چونکہ اصل مضمون سورت کا محاجۂ کفار ہے بالسنان بھی اور باللسان بھی اور اس کے ضمن میں بہت سے معاملات قولیہ و فعلیہ کفار کے ایسے مذکور ہوئے جن سے مسلمان متاذی ہوتے تھے ایسے مواقع میں چند حالتیں پیش آتی ہیں ایک مقاتلہ، ایک مصالحہ، ایک یہ کہ نہ صلح کا عہد ہوا ہو اور نہ بالفعل مقاتلہ ہو لیکن احتمال ہو۔ پھر حالت مصالحہ میں بوجہ اس کے کہ کفار کو عناد تھا خاموش نہ رہتے تھے بلکہ مختلف پہلوؤں سے قولاً و فعلاً مسلمانوں کو ایذا پہنچاتے رہتے تھے جن میں بعضے امور تو قابل مباحثہ کے تھے۔ تیسرے مباحثہ، چوتھے محض ایذا رسانی۔ امر چہارم میں بطور خود صبر و استقلال کی ضرورت ہوتی ہے، اور امر اول میں مصابرت یعنی دوسرے کے مقابلہ میں صبر و ثبات کی حاجت ہوتی ہے امر دوم میں مرابطت یعنی مقابلہ کے لئے مستعد رہنے کی ضرورت ہے اور امر سوم میں تقویٰ کی حاجت ہے تاکہ جوش اور غصہ میں خصم کے ساتھ شدت یا کسی معظم کی شان میں سوء ادب نہ ہو جاوے جیسا اکثر مناظرات میں دیکھا جاتا ہے اور تقویٰ کو صرف امر سوم کے ساتھ خصوصیت نہیں بلکہ امور چہارگانہ میں اس کی احتیاج ہے تاکہ کسی حالت میں حدود شرعیہ سے تجاوز نہ ہو جاوے اس لئے ختم کی حالت میں ان ہی امور چہارگانہ کا حکم اور اس حکم کی تعمیل کا ثمرہ کہ جامع ثمرات ہے ارشاد فرماتے ہیں۔

ملخصات الترجمہ

۱۵ قولہ فی الفاکہۃ بطور کنایہ کما فی روح المعانی وما کنایۃ عن قرب الاجر الموعود فانہ سرعۃ الحساب تتبع سرعۃ الجزاء و جنتذ تکون الجملۃ تکمیلا لما قبلہا فانہ فی معنی الوعد ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اے ایمان والو خود صبر کرو۔ اور مقابلہ میں صبر کرو اور مقابلہ کے لئے مستعد رہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پورے کامیاب ہو۔

سورۃ النساء مدنیۃ وھی | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | مائۃ وسبع وسبعون آیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

امر بصبر و مصابرہ و مرابطہ و تقویٰ مع وعدہ ثمرہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا الی قولہ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اے ایمان والو (تکالیف پر) خود صبر کرو اور (جب کفار سے مقابلہ ہو تو) مقابلہ میں صبر کرو اور (احتمال مقابلہ کے وقت مقابلہ کے لئے مستعد رہو اور (ہر حال میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو (اور حدود شرعی سے نہ نکلو) تاکہ تم پورے کامیاب ہو (آخرت میں تو ضرور ہی اور اکثر اوقات دنیا میں بھی) ف قاموس میں مرابطت اور رباط کے دو معنی لکھے ہیں ایک ملازمت ثغر العدو یعنی مابین دار الاسلام و دار الکفر کے سرحد کے موقع پر قیام کرنا تاکہ کفار سے دار الاسلام کی حفاظت رہے اکثر نے یہی معنی لئے ہیں۔ دوسرے معنی مواظبت علی الامر یعنی مطلق احکام کی پابندی کرنا۔ بیضاوی نے یہ معنی بھی لئے ہیں اور حدیث میں انتظار الصلوٰۃ بعد الصلوٰۃ کو رباط فرمایا ہے اس میں دونوں معنی کا احتمال ہے باتو معنی اول کے اعتبار سے تشبیہاً اس کو رباط فرمایا کہ یہ بھی نفس و شیطان کے مقابلہ میں مستعد رہنا ہے یا معنی ثانی کے اعتبار سے حقیقۃً فرمایا ہے کہ یہ انتظار خود علامت ہے دوام کی جیسا ظاہر ہے و اللہ اعلم الحمد للہ آج بتاریخ ۲۴ شوال ۱۳۴۳ھ یوم پنجشنبہ وقت چاشت مقام تھانہ بھون میں تفسیر سورۃ آل عمران اختتام کو پہنچی آگے انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ نساء کی تفسیر آتی ہے اور دونوں سورتوں کا ربط بہت ظاہر ہے کہ یہ سورت امر بالتقویٰ پر ختم ہوئی ہے اور وہاں سے شروع ہوئی ہے باقی مفصل تقریر اپنے موقع پر آجاوے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللھم یا مالک الحمد یا ذا الجلال والاکرام وعلیٰ رسولک الصلوٰۃ والسلام الی یوم القیام۔

سورۃ النساء مدنیۃ وھی مائۃ وخمس وسبعون آیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ **ربط** اوپر کی سورت ضمن تقویٰ پر ختم ہوئی ہے اس سورت کو اسی مضمون سے شروع کیا ہے لیکن اوپر کی سورت میں اس تقویٰ کے محل میں زیادہ تر وہ معاملات مذکور ہوئے تھے جو مخالفین کے ساتھ واقع ہوتے ہیں جیسا بوجہ واضح اس کی تفصیل گذر چکی ہے اور اس سورت میں ایک محل تو وہی معاملات ہیں دوسرا محل معاملات باہمی تیسرا محل معاملات فیما بین اللہ والعبد یعنی دیانات۔ پس اس سورت میں تین قسم کے مضامین ہیں معاملات باہمی جیسے احکام بنامی و ازواج و میراث و سببات و تفصیل محرمات و حدود و حقوق و دیگر احکام متعلقہ زوجین و والدین و یتامیٰ و مساکین و جیران و اقارب و اصحاب و مسافرین و مماليک و رد امانات و اطاعت

ملحقات الترجمہ ف قولہ ملازمۃ ثغر العدو سمی بہ لان فیہ رابط الخیول عادۃ و قولہ ملازمۃ الامر کی بہ لان فیہ ربط النفس وحبسہا ۱۲

فائدہ عدوا یا تہا (ای آل عمران) فی المصاحف مائتین لکن القراء اختلفوا فیہا فعدہا اصار فی المدینۃ مائۃ وثمانیۃ وثمانین آیۃ ینتہا علیہ کیلا تقع فی الحیرۃ ۱۲

مسائل السلوک المبین

ع ۱۱ / ۱۱

قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا الایۃ قال فی القاموس (البطوانی) فیھما التحریض (بطنین خیولکم لھا حابسین لھا مرصدین لھم ومستعدین لہ فی ذلک المبلغ الا وفی الترمذی اعدوا فکلوا خیر صالک والنسائی فی والحمد ومسلم وغیرہ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الا ان القوۃ الرمی الا ان القوۃ الرمی ثلاثا وفی الخطابی ورفع بالتکریر الشیوع علی المکارۃ وفکرۃ الخطابی المساجد وانتظار الصلوٰۃ بعد الصلوٰۃ فمن لکم الرباط فذلکم الرباط فذلکم الرباط فذلکم مجموع الآیۃ والحدیث فی عموم المرابطۃ مرابطۃ ثغر مرابطۃ نفس ھذا اصل تسمیۃ المجاھدۃ تنفس بالجھاد فی قولھم ھو الجھاد الاکبر وما معنی الحدیث الذی ھو رابط النفس شرح ۲ الجھاد اظاھری ولیس کبیرہ من کل الوجوہ انتھی القول

ترجمہ

قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا اور رباط کی تفسیر ربط تفسیر سے ظاہر ہوا و حدیث میں اصباغ وضوء انتظار صلوٰۃ بعد صلوٰۃ کو رباط فرمایا ہو گویا نفس پر جس کو آیت و حدیث سے جہاد نفس پر جہاد کے اطلاق سے سمجھ لیا ہو

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ

اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا ۔ اور اس جاندار سے اس کا جوڑا

مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ

پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں ۔ اور تم خدا تعالیٰ سے ڈرو جس کے

تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝

نام سے ایک دوسرے سے مطالبہ کیا کرتے ہو اور قرابت سے بھی ڈرو بالیقین اللہ تعالیٰ تم سب کی اطلاع رکھتے ہیں

احکام اسلام وعدل فی الحکم واحکام سلام وشفاعت وامثالہا اور زبانات جیسے بعض احکام توبہ ۔ وصلوٰۃ و جنابت، وطہارت وتیمم وہجرت اور معللا تدفع المخالفین جیسے احکام جہاد واحوال منافقین واہل کتاب وابطال عقائد مشرکین اور یہ سب مضامین بوجہ اس کے ہر ایک حکم میں دوسرے احکام پر نظر رکھنا مطلوبات شرح سے ہے مختلفا طور پر مذکور ہیں اور اکثر ایک مضمون کے ضمن میں دوسرے مضامین آ گئے ہیں جیسے احکام جہاد میں صلوٰۃ الخوف اور مثل اس کے اور خود ایک حکم بھی کئی کئی حکموں پر مشتمل ہے جس طرح میراث ومحرمات وغیرہا میں کتنی کتنی صورتیں ہیں چنانچہ تدبر وامعان نظر سے یہ سب مضامین اسی ہیئت سے مجموعہ صورت میں ملیں گے اب سب سے اول تقویٰ کا یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم فرماتے ہیں اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ایسی صفت لائے ہیں یعنی الذی خلقکم الخ جس میں تقویٰ کے ساتھ ہی اکثر باہمی حقوق وتعلقات انسانیہ کی مراعات کی طرف اشارہ ہو جاوے پھر اس اشارہ کے بعد ارحام کی رعایت کی تصریح کر دی گئی ۔ **امر بالتقویٰ وحفظ حقوق باہمی در ضمن آن** يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ (الی قولہ) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ○ اے لوگو اپنے پروردگار (کی مخالفت) سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار (یعنی آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا (کیونکہ سب آدمیوں کی اصل وہی ہیں) اور اس (ہی) جاندار سے اس کا جوڑا (یعنی اس کی زوجہ حوا کو) پیدا کیا اور (پھر) ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں (دنیا میں) پھیلائیں اور (تم سے مکرر تاکید کے لئے کہا جاتا ہے کہ) تم خدا تعالیٰ سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے (اپنے حقوق) کا مطالبہ کیا کرتے ہو (جس مطالبہ کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ خدا سے ڈر کر یہ احق دیدے سو جب دوسروں کو خدا کی مخالفت سے ڈرنے کو کہتے ہو تو معلوم ہوا کہ تم اس ڈرنے کو ضروری سمجھتے ہو تو تم بھی ڈرو) اور (اول تو احکام الٰہیہ میں مخالفت سے بچنا اور ڈرنا ضرور ہے لیکن اس مقام پر ایک حکم خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے کہ) قرابت (کے حقوق ضائع کرنے) سے بھی ڈرو بالیقین اللہ تعالیٰ تم سب (کے حالات) کی اطلاع رکھتے ہیں (اگر مخالفت کرو گے مستحق سزا ہو گے) ف اس آیت میں پیدائش کی تین صورتوں کا بیان ہے ایک تو

اللغات الوقیب فی روح المعانی المطلع ومنہ الرقیب للمکان العالی الذی یشرف علیہ یطلع علی ما دونہ ومن ہہنا فسرہ ابن زید بالعالم فہو فعیل بمعنی الفاعل وقال مجاہد حفیظ ۱۲

النحو واختلاف القراءۃ ۔ الارحام بالنصب

معطوف علی محل الجار والمجرور والکلام علی حد مررت بزید وعمرو ۔ ما یعنی تساءلون بالارحام وکانوا یقولون اسئلک باللہ وبالرحم ۔ اما معطوف علی الاسم الجلیل ای اتقوا اللہ واتقوا الارحام وعلیہا فان قطعہا مما یجب ان یتقی وقرأ حمزۃ بالجر عطفا علی الجار والمجرور

ص ویکون لمعنی ما مر فی الوجہ الاول من العطف علی الجار والمجرور وقد شنع من شنع علیہ بعد ثبوت نظیرہ فی قولہ تعالیٰ وما اسمد الیہ من ۔ ما یع العطف علی الضمیر المجرور بدون اعادۃ الجار وہو عند البصریین ولیست بقبیحۃ بل ہی فصیحۃ عند بازاہیم (ای ابو حیان) ان الصحیح ما ذہب الیہ الکوفیون من الجواز وکذا الاستدلال بما تساءلون بہ والارحام فی قراءۃ الجر علی ان الضمیر المستکن فی العطف یعود علی الموصول لا یزاد بہ الضمیر اما یزاد الاسم الظاہر ویمثلون بقولہ تعالیٰ ولا یحل لہ ان یکتم ما خلق اللہ فی ارحامہن ان کن یؤمن باللہ والیوم الآخر فان الضمیر عائد علی ما یعود الیہ الضمیر المقام علیہا ودل علی ذلک بعلہ الرحم ہذا ما ذکرہ الرضی فی شرح الکافیۃ ۱۲

البلاغۃ فی روح المعانی (الہیثم من علی بن آدم بن نفیر احمد ثقیف زوجہا منہ اولاد اخلق الرجال واہلہا من الاصلین جمیعا والمعطوف مکلف ۔ بیان ذلک فذکر واحسان الازم فی العطف لما المعطوفات والموصوف ہو من محقق بلا ریب کما لا یخفی اہ قلب فلا تکرار فی الآیۃ ولیس المراد بالرجال الذکور من البالغین بل الذکور والاناث مطلقا بتغلیب اہل الذکور علی الاناث کما یقال بنو تمیم للذکور والاناث والبالغات فہا بتنزیل کل فرد من الافراد المبثوثۃ منہم بمنزلۃ عشرۃ قبیل ذکر الکل منہم ۔ فی معرض المکلفین بالتقویٰ ۱۲

ملخصات الترجمہ ۱ قولہ فی ترجمہ واتقوا اللہ الخ سے تکرار کی اشارۃ الی فائدۃ ذکرہ من ان الکرۃ بعد الکرۃ تعود ترجمہ ستساءلون بہ حتی مطالبہ کا حاصل یہ ہوتا ہے الخ ۱۲ ۲ قولہ ف اس آیت میں الخ سے ما علم منہ فائدۃ ذکر الارحام تخصیصا بعد تعمیم بستفری ۱۲ ۳ قولہ معذرت عنہ

من روح المعانی ضبہ تعلیق الحکم بمشتق یؤذن بعلیۃ المبدأ منہ

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ص

اور جن بچوں کا باپ مر جاوے ان کے مال ان کی کو پہنچاتے رہو اور تم اچھی چیز سے بُری چیز کو مت بدلو۔

جاندار کا بے جان سے پیدا کرنا کیونکہ آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے ہیں دوسرے جاندار کا جاندار سے بلا طریقہ توالد تعارف پیدا ہونا کیونکہ حضرت حوّا حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں جیسا حدیث شیخین وغیرہما میں ہے ان ہن خلقن من ضلع وان عوج شیٔ من ضلع اعلاہ اور تیسرے جاندار کا جاندار سے بطریق توالد متعارف پیدا ہونا جیسا کلاور آدمی آدم و حوّا سے اس وقت تک پیدا ہوتے آرہے ہیں اور فی نفسہ عجیب معنے میں اور قدرت کے سامنے عجیب ہونے میں تینوں صورتیں برابر ہیں پس بعد ثبوت بالدلیل کے کسی صورت کا محض بنا بر توہم پرستی کے انکار کرنا جیسا کہ بعضے صورت ثانیہ کے منکر ہیں نہایت ہی ظلم ہے۔ رہا یہ سوال کہ اس صورت کے اختیار کرنے سے کیا فائدہ ہوا بدیں وجہ مدفوع ہے کہ اول تو ہم تعیین فوائد و اسرار کا دعویٰ نہیں کرتے نہ اس کی کچھ ضرورت۔ دوسرے ممکن ہے کہ ایک حکمت یہ بھی ہو کہ اللہ تعالیٰ کا سب طرح کی پیدائش پر قادر ہونا محقق ہو جاوے تیسرے ہم پوچھ سکتے ہیں کہ جو صورت اس وقت متعارف ہے اس میں کیا اسرار و فوائد ہیں جب یہ معلوم نہیں وہ بھی نہ سہی۔ اور یہ شبہ کہ پھر آدم علیہ السلام کی وہ پسلی بدن سے غائب ہوگئی ہوگی تو اول تو یہ ضرور نہیں کیا اس کہنے سے کہ کوئی چیز مٹی سے بنی کسی عاقل کے نزدیک لازم آتا ہے کہ پھر مٹی عالم سے غائب ہوگئی ہوگی بلکہ ہر شخص کے نزدیک مطلب اس کا یہ ہوتا ہے کہ مٹی کے بعض اجزاء سے وہ چیز بنائی گئی پس اگر اسی طرح یہاں بھی کہا جاوے کہ کسی جزو خاص نہایت قلیل المقدار کو لیکر اس کو اصل قرار دیا اور اپنی قدرت سے اس کو بڑھا کر ایک خاص صورت بنا دی تو اس میں کیا اشکال ہے۔ دوسرے اگر بلا دلیل س لازم کو کوئی مان لے تو اس میں کونسا محال لازم آتا ہے کہ آدم علیہ السلام کے بدن میں ایک ہڈی کم ہوگئی ہو۔ رہا یہ کہ اس کے نکالنے سے ان کو تکلیف ہوئی ہوگی محض طفلانہ وہم ہے۔ ان اللہ علی کل شیٔ قدیر۔ اور یہ حکم حفاظت حقوق رحم کا بالتخصیص اس لئے بیان کیا گیا کہ آگے اس قسم کے احکام آتے ہیں گویا یہ بطور تمہید کے ہو گیا **ربط** اوپر تقویٰ کا حکم تھا اور اس کے ضمن میں مراعات حقوق انسانیہ و رحمیہ کا ارشاد تھا آگے اس تقویٰ کے مواقع کا کہ حقوق مذکورہ میں مفصلاً ذکر فرماتے ہیں اور وہ چند احکام ہیں **حکم اول عدم اضرار یتامیٰ** وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ص اور جن بچوں کا باپ مر جاوے ان کا (مملوک) مال اُن ہی کو پہنچاتے رہو (یعنی ان ہی کے خرچ میں لگاتے رہو) اور (جب تک تمہارے قبضہ میں ہیں) تم (ان کے مال میں شامل کرنے کیلئے انکی) اچھی چیز سے بُری چیز مت بدلو (یعنی ایسا مت کرو کہ ان کی اچھی چیز تو نکال لی جاوے اور بُری چیز ان کے

البلاغۃ فی روح المعانی والمراد ما تیاہم اموالہم ترکہا سالمۃ غیر متعرض لہا بسوء۔ فہو مجاز مستعمل فی لازم معناہ لانہا لا تؤتی الا کذلک النکتۃ فی ہذا التعبیر الاشارۃ الی انہ ینبغی ان یکون الغرض من ترک التعرض ایصال الاموال الی من ذکر لا مجرد ترک التعرض لہا وعلی ہذا یصح ان یراد بالیتامیٰ الصغار علی ما ہو المتبادر ولا یرد علیہ ان ابن ابی حاتم اخرج عن سعید ابن جبیر ان رجلاً من غطفان کان معہ مال کثیر لابن اخ یتیم فلما بلغ طلب المال الی قولہ فزلت واٰتوا الیتامیٰ فان ذلک یدل علی ان المراد بالایتاء الاعطاء بالفعل لا سیما ۱۲

ملحقات الترجمہ ۵ **قولہ** لگاتے رہو ولہذا علی ان الآیۃ فیمن لم یبلغ کما ان الآیۃ الآتیۃ فیمن بلغ فلا تکرار وہذا ما جح فی روح المعانی وقولہ بقولہ تعالیٰ ولا تقربوا الا بالتی ہی احسن لا یکون الا فی حالۃ القبض فافہم وبنی علیہ الملکۃ فی التعبیر بالایتاء وہم ۱۲

۴ وبالہ فع بناک ۱۲

۵ **قولہ** ان کے مال میں شامل (الی قولہ مت بدلو اشارۃ الی تحقیق انیق وہو ان التبدل والاستبدال یستعملان ابدا بافضا ہما الی الحاصل بالفعل او الی المزائل بالیا کما فی قولہ تعالیٰ ومن یتبدل الکفر بالایمان وقولہ تعالیٰ اتستبدلون الذی ہو ادنیٰ بالذی ہو خیر والتبدیل قد یستعمل تارۃ کذلک وتارۃ اخری بالعکس تارۃ بافضاء الی المفعول بنفسہ وتارۃ الی المفعول بحرف ہنا والاول ہو المتبادل فلا حاجۃ الی تکلف ان الخبیث ما خوذ من الخبث وہو الرذالۃ والخبیث ما خوذ من الخبث وہو الرداءۃ والاول ہو المناسب لقولہ تعالیٰ ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ہی احسن فافہم کون الطیب مترکوکا والخبیث متروکا ہو المتبادل ولیکن ہذا مأخوذ فان الظاہر بالعکس فان المتبادر ہو التبدیل بالتقیید ان الاوصیاء ہم المتصرفون فی اموال الیتامیٰ فنہوا عن ان یبیع بوکس من انفسہم من غیر اذن الیتیم ورضاہ فہو آخذ للخبیث ای للخبیث وتارک للطیب وہو لا یفہم فافہم اخذہ من روح المعانی ۱۲

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ

اور ان کے مال مت کھاؤ اپنے مالوں تک ایسی کارروائی کرنا بڑا گناہ ہے۔ اور اگر تم کو اس بات

اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ مَثْنٰى وَ

کا احتمال ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارہ میں انصاف نہ کرسکو گے تو اور عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں نکاح کرلو دو دو عورتوں سے اور تین تین

ثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ

عورتوں سے اور چار چار عورتوں سے

مال میں ملا دی جاوے) وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝ اور ان کے مال مت کھاؤ اپنے مالوں[۱] (کے رہنے) تک (البتہ جب تمہارے پاس کچھ نہ رہے تو بقدر حق الخدمت اپنے گذارے کے لئے اُن کے مال سے لینا درست ہے جیسا آگے آوے گا ومن کان فقیرا) ایسی کارروائی کرنا (کہ بُری چیز ان کے مال میں شریک کردی یا بلا ضرورت ان کے مال سے منتفع ہوا) بڑا گناہ ہے (جس کی وعید آگے آوے گی ان الذین یاکلون اموال الیتامیٰ الخ) ف ایسے بچوں کو شرعاً یتیم کہتے ہیں بجاہلیت میں یتیموں کے حقوق بالکل ضائع کئے جاتے تھے بعضے ان کی اچھی چیز نکال کر بُری چیز ان کے مال میں ڈال دیتے بعضے ویسے ہی کھاتے اور ڈاتے ان سب سے ممانعت کی گئی۔ ربط اور یتیمی کے ضرر پہنچانے کی بعض طریقوں سے منع فرما دیا ان کے سوا بعضے اور امور بھی تھے جن میں یتیمی کا ضرر تھا مثلاً یہ کہ کسی شخص کی پرورش میں کوئی یتیم مالدار لڑکی ہوئی اور صورت شکل کی بھی اچھی ہے اس کے مال وجمال کی وجہ سے اس شخص نے چاہا کہ میں خود ہی اس سے نکاح کرلوں لیکن چونکہ ہر طرح اپنے قابو میں ہوتی تھی اور کوئی دوسرا شخص اس کے حقوق کا احیاء و مطالبہ کرنے والا نہ ہوتا تھا اس لئے اس کو مہر اتنا نہ دیتے تھے جتنا دوسرا شخص دیتا۔ اللہ تعالیٰ آئندہ حکم دوم میں اس امر کا انتظام فرماتے ہیں رواہ الشیخان عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاصل نظام کا یہ ہے کہ اگر تم سے ان کا مہر مناسب پورا نہ دیا جائے تو تم اور عورتوں سے نکاح کرلو ان سے مت کرو۔ حکم دوم اکتفاء بر نکاح غیر یتامیٰ بوقت تنقیص مہر یتامیٰ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ اور اگر تم کو اس بات کا احتمال[۲] (بھی) ہو (اور یقین میں بدرجہ اولیٰ) کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارہ میں (بابت ان کے مہر کے) انصاف

اللغات الاقساط العدل لانہ زوال القسط ای الظلم ومنہ قولہ تعالیٰ واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا واما القسط فیاتی بمعنی العدل وان حکمت فاحکم بینہم بالقسط الیتیمۃ یطلق علی المذکر والمؤنث کلمۃ من روح المعانی الحول الجمل وہو الجمل ر ۱۲

البلاغۃ فی روح المعانی واوثرت ما علی من ذہابا الی الوصف من الیکرا والشیب مثلاً وما تخص او تغلب فی غیر العقلاء فیما اذا ریدالذات واما اذا ریدالوصف فلا کما تقول ما زید فی الانسان

اے افاضل ام کریم ۱۲

ملحقات الترجمہ [۱] قولہ اپنے مالوں کے رہنے تک کذا فی روح المعانی عن الکشف لکن صاحب الکشف حملہ علی المبالغۃ وانی حملہ علی الافادۃ التقییدۃ کما اوضحتہ بقولی البتہ الخ فتامل انی علی ہذا فعلی اصلہا للغایۃ والمشہور انہا بمعنی مع فالمنہی عنہ اکل مالہم بعد التبدیل ۱۲ [۲] قولہ احتمال بھی ہو اشارۃ الی الفکنۃ فی ایراد الخوف مع ان شان النزول یدل علی التحقق ۱۲

مسائل السلوک

سورۃ النساء

قولہ تعالیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء فیہ التلذذ بالمباحات والاکثار منہا واقتناء الطیب منہا وانما یکون فیہ افراط لایمانی الدین ہذا وما الذی یخاف الافراط او التفریط فالاسلم فیما لا اقتضاء علی القدر الضروری منہا ولذلک اشار تعالیٰ لمثل ہذا الوجل الی ہذا الاقتصار فی قولہ فواحدۃ وذکر حکمۃ فی قولہ ذلک ان لا تعولوا

ترجمہ

سورۃ النساء

قولہ تعالیٰ فانکحوا ما طاب لکم الخ اس میں دلالت ہے اس پر کہ مباحات سے لذت حاصل کرنا اور اصل میں کسی قدر کثرت بھی کرنا اور اس میں سے اچھی اچھی کو منتخب کرنا جبکہ افراط نہ ہو زہد کے منافی نہیں البتہ جس شخص کو افراط یا تفریط کا اندیشہ ہو اس کے لئے اسلم یہی ہے کہ قدر ضرورت پر اکتفا کرے اور اسی واسطے ایسے شخص کے لئے اقتصار کرنے کی طرف اس قول میں اشارہ فرمایا ہے فواحدۃ اور ذلک ادنی ان لا تعولوا میں اس کی اسی حکمت کی طرف اشارہ بھی فرمایا ہے۔

(کی رعایت) نہ کرسکو گے تو (ان سے نکاح مت کرو بلکہ) اور (حلال) عورتوں سے جو تم کو (اپنی کسی مصلحت کے اعتبار سے) پسند ہوں نکاح کرلو (کیونکہ وہ مجبور نہیں آزادی سے اپنی رضا ظاہر کرسکتی ہیں اور یہ نکاح اس قید کے ساتھ ہو کہ جو ایک عورت سے زیادہ کرنا چاہے تو ان صورتوں میں سے کوئی صورت ہو ایک صورت یہ کہ ایک ایک مرد) دو دو عورتوں سے (نکاح کرلے) اور (دوسری صورت یہ کہ ایک ایک مرد) تین تین عورتوں سے (نکاح کرلے) اور (تیسری صورت یہ کہ ایک ایک مرد) چار چار عورتوں سے (نکاح کرلے) ف مثنیٰ وثلث ورباع ترکیب نحوی میں حال ہے ما طاب سے اور حال قید ہوتا ہے کلام میں اور اپنے مفہوم میں بوجہ نکرار معنی کے موضوع ہیں انقسام کے لئے پس مجموع دونوں امروں کا مفید ہوا تقیید لحکم ہذا الاقسام کو نہ کہ اطلاق کو اور حکم فانکحو جو عامل ہے حال میں اباحت کے لئے ہے پس اباحت مفید ہوگئی ان اقسام کے ساتھ جب یہ قید نہ ہوگی مثلاً چار سے زائد ہو تو اباحت بھی نہ ہوگی کیونکہ جہاں قید کا کوئی افادہ نہ ہو احتراز ہی ہوتی ہے اور بعض کا یہ کہنا کہ رباع تک کہنا اس لئے ہے کہ اس سے آگے استعمال نہیں آتا یہ وجہ غیر مسموع ہے کہ مثنیٰ کے قصائد میں ہے احاد ام سداس فی احاد۔ اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ ایک عورت سے نکاح کرنا علاوہ ان اقسام کے ہے وجہ دفع یہ ہے کہ سیاقاً اور اجماعاً اس قید سے اقل کی نفی مقصود نہیں کیونکہ مقام توسع کا ہے تاکہ یتامیٰ کے نکاح سے استغناء ثابت ہوجاوے جو ایک میں حاصل ہے پس ایک کی نفی سے تعرض نہیں البتہ اس توسع سے یہ شبہ صحیح نہیں کہ مافوق الاربع بھی جائز ہوگا وجہ دفع یہ کہ جو غرض ہے اس توسع سے کہ استغناء نکاح یتامیٰ سے حاصل ہوجائے تو وہ توسع اس صورت میں بھی حاصل ہے کہ اس کو اربع سے اندر اندر محدود رکھا جائے بخلاف آیۂ سورۂ فاطر کے درباب ملائکہ کے اولی اجنحۃ مثنیٰ الخ کہ وہاں تقیید کی کوئی دلیل نہیں اس کی ایسی مثال ہے کہ جیسے ایک جماعت کو ایک خوان روٹیوں کا دے کر کہا جاوے کہ سب آدمی تین تین چار چار بانٹ لو یقیناً جو شخص زیادہ مانگے گا وہ اپنے کو اذن جدید کا محتاج سمجھیگا اور اس کلام سے زائد کی نفی سمجھیگا بخلاف اس کے کہ کسی سے کہا جاوے۔ بازار جاؤ۔ مدرسہ جاؤ باغ جاؤ جہاں چاہو جاؤ اس میں سوا کی نفی اس لئے نہیں کہ یہ کلام تقسیم کے لئے موضوع نہیں خوب سمجھ لو۔ اور حدیثوں میں صاف مصرح ہے کہ بعضے نومسلموں کے پاس چار سے زائد بیبیاں تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سے زیادہ جدا کردیں اور امت حقہ کا اس پر اجماع بھی ہے اور جن لوگوں سے خلاف منقول ہے اول تو وہ اجماع ان اہل خلاف کے قول سے پہلے ہوچکا تھا پس ایسا خلاف قادح نہیں دوسرے ان کے پاس کوئی دلیل مقنذ نہیں اور دعوی محض بلا دلیل صحیح محل اجماع نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زائد سے نکاح فرمانا یہ آپ کی خصوصیات سے ہے اخذت اکثرہ من روح المعانی وان شئت البسط فراجعہ واجاب ایضاً عن شبہات الرازی مسئلہ یہ حکم چار تک آزادوں کے لئے ہے اس کا قرینہ آیت میں بھی ہے۔ او ما ملکت ایمانکم کیونکہ مخاطب اس میں اور ما سبق میں ایک ہیں اور غلام مالک نہیں ہوتا اور جو شرعاً غلام ہو اس کو دو تک دست ہے مسئلہ یتیم لڑکی کا نکاح قبل بلوغ باذن ولی جائز ہے آیت میں نکاح یتامیٰ کے احکام بیان کرنا اس کا قرینہ بھی ہے ربط شروع آیت میں کثرت ازدواج کی اجازت دی ہے جس کی وجہ یہی تھی کہ یتامیٰ کے حق میں خلاف عدل نہ ہو چونکہ

ملحقات الترجمہ

ل قولہ اور حلال عورتوں سے فان الحرمات مستثناۃ ۱۲ س

قولہ کسی مصلحت الخ اشارۃ الی ان الطیب لا یتوقف علی النظر الی جمالہا فلا دلالۃ فی الآیۃ علیہم ولا تغفل علی جوازہ الی الوجہ اذا اراد الخطبۃ ۱۲

ع مطلب یہ کہ مثنیٰ اور ثلث اور رباع اپنے مفہوم کے اعتبار سے انقسام کے لئے موضوع ہیں کیونکہ ان کے معنی میں تکرار ہے لان معنی اثنین اثنین وثلثۃ ثلثۃ وارابعۃ اربعۃ ۱۲

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ ذَٰلِكَ

پس اگر تم کو احتمال اس کا ہو کہ عدل نہ رکھو گے تو پھر ایک ہی بی بی پر بس کرو یا جو لونڈی تمہاری ملک میں ہو وہی سہی۔ اس

أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا ۝

امر مذکور میں زیادتی نہ ہونے کی توقع قریب تر ہے۔

عدل مطلقاً ہر موقع میں واجب ہے اس لئے آگے اس صورت کا حکم فرماتے ہیں کہ جب کثرت ازدواج میں اندیشہ خلاف عدل کا ہو اکتفا بر واحدہ یا جاریہ وقت خوف عدم عدل بین الازواج فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا ۝ پس اگر تم کو (غالب) احتمال اس کا ہو کہ (کئی بیبیاں کرکے) عدل نہ رکھو گے (بلکہ کسی بی بی کے حقوق واجبہ ضائع ہوں گے) تو پھر ایک ہی بی بی پر بس کرو یا (اگر دیکھو کہ ایک کے حقوق بھی ادا نہ ہوں گے تو) جو لونڈی (حسب قاعدہ شرعیہ) تمہاری ملک میں ہو وہی سہی اس امر مذکور میں (یعنی ایک بی بی کے رکھنے یا صرف لونڈی پر بس کرنے میں) زیادتی نہ ہونے کی توقع قریب تر ہے (کیونکہ ایک صورت میں تو تعدد نہیں جس میں برابری کرنا پڑے دوسری صورت میں بی بی کے حقوق سے بھی کم حقوق ہیں مثلاً مہر نہیں صحبت کا حق نہیں تو اندیشہ اور کم ہے)

ف مسئلہ اگر عدل نہ ہو سکنے کا غالب احتمال ہو تو کئی بیبیوں سے نکاح کرنا بایں معنی ممنوع ہے کہ یہ شخص گنہگار ہوگا۔ نہ بایں معنی کہ نکاح صحیح نہ ہوگا نکاح یقیناً ہو جاوے گا مسئلہ جو لونڈیاں ہندوستان میں پائی جاتی ہیں وہ شرعی لونڈی نہیں ان سے بلا نکاح صحبت حرام ہے اسی طرح جبر فی الخدمت اور بیع وغیرہ سب حرام ہے تنبیہ بعض ہوا پرستوں نے دنیوی غرض سے آیات الٰہیہ کے مضمون میں تحریف کی ہے اور کہا ہے کہ یہ آیت بالکل کثرت ازواج کی نفی کر رہی ہے اس طرح سے کہ یہاں فرمایا کہ جب عدل نہ ہو سکے تو ایک پر اکتفاء کرو اور دوسری آیت میں فرمادیا کہ تم سے کبھی عدل ہو ہی گا نہیں ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ جائز نہیں فقط اور یہ محض مغالطہ باطلہ ہے کیونکہ دونوں آیتوں میں عدل جدا جدا معنوں میں ہے اس آیت میں تو عدل فی الحقوق الواجبہ ہے جیسا احقر نے تصریح بھی کر دی اور یہ قدرت میں ہے اور اسی کے اعتبار سے واحد اور کثیر کے اختیار کرنے میں تفصیل فرمائی ہے اور اس آیت میں عدل فی المحبۃ ہے اور وہ عادت قدرت میں نہیں اس لئے اس کی نفی فرمائی۔ پس اس ہوا پرست کے دعوی سے اس کو اصلا مس نہیں بلکہ اس آیت میں بعد نفی عدل کے ارشاد ہے فلا تمیلوا کل المیل جس کا حاصل یہ ہوا کہ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ عدل فی المحبۃ نہ ہو سکے گا بلکہ قلب کو ایک طرف میلان رہے گا۔ اور اس میلان پر ملامت نہیں لیکن بالکلیہ میلان نہ ہو کہ قلب سے بھی اور معاملات و حقوق میں بھی پس دونوں آیتوں کے مجموعہ سے یہ حاصل ہوا کہ عدل فی المحبۃ واجب نہیں لیکن عدل فی المعاملہ واجب ہے ربط اوپر نکاح کا بیان تھا چونکہ نکاح کے لوازم شرعیہ سے مہر ہے اور اس کا دینا

اگر طلاق ہو جاوے تو اس کے حکم سوم میں اس کا انتظار ہوتا ہے۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا

اور تم لوگ بیبیوں کو ان کے مہر خوشدلی سے دیدیا کرو ہاں اگر وہ بیبیاں خوشدلی سے چھوڑ دیں تم کو اس مہر میں کا کوئی حصہ

فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا ۝ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ

تو تم اس کو کھاؤ مزہ دار خوشگوار سمجھکر - اور تم کم عقلوں کو اپنے وہ مال مت دو جنکو اللہ تعالیٰ نے تمھارے لئے مایۂ زندگانی بنایا ہے

لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

اور ان مالوں میں ان کو کھلاتے رہو پہناتے رہو اور ان سے معقول بات کہتے رہو -

حکم سوم تسلیم مہر وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا

اور تم لوگ بیبیوں کو اُن کے مہر خوشدلی سے دے دیا کرو ہاں اگر وہ بیبیاں خوشدلی سے چھوڑ دیں تم کو اس مہر میں کا کوئی جزو (اور یہی حکم کل کا بھی ہے) تو (اس حالت میں) تم اس کو کھاؤ (برتو) مزہ دار خوشگوار سمجھکر ف مسئلہ اگر مہر لے کر واپس کر دیں تو ہبہ ہے اور اگر بے لئے معاف کر دیں تو ابراء ہے اور دونوں جائز ہیں اور آیت دونوں کو شامل ہے مسئلہ جو کسی جبر سے معاف کرے وہ عنداللہ معاف نہیں ہوتا۔ مسئلہ عموم الفاظ سے معلوم ہوا کہ عورت کے رشتہ دار بھی بدون اس کی مرضی کے مہر میں تصرف نہیں کر سکتے، **ربط** اوپر حکم اول میں یتیموں کے مال کی حفاظت کا ذکر تھا اب حکم چہارم میں یہ بتلاتے ہیں کہ ان کے وہ اموال ان کو کب سپرد کر دیئے جاویں اور سپرد کرنے کی تاکید فرماتے ہیں۔ **حکم چہارم تفصیل تفویض مال یتامیٰ** وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ (الی قولہ) فَادْفَعُوْٓا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ یَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ كَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَیْهِمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِیْبًا ۝ اور (اگر یتیم بالغ ہو جاویں جس کا مقتضیٰ مال کا سپرد کر دینا ہے جیسا آگے آتا ہے لیکن کم عقل ہوں تو) تم (اُن) کم عقلوں کو اپنے (یعنی اُن کے) وہ مال مت دو جن کو خدا تعالیٰ نے (ایسے کام کا پیدا کیا ہے کہ ان کو) تمھارے (سب کے) لئے مایۂ زندگانی بنایا ہے (مطلب یہ کہ مال قدر کی چیز ہے ان کو ابھی مت دو کہ بے قدری کر کے اُڑا دیں گے) اور اُن مالوں میں (سے) ان کو کھلاتے رہو پہناتے رہو اور ان سے معقول بات کہتے رہو (یعنی ان کی تسلی کرتے رہو کہ مال تمھارے تمھاری خیر خواہی کی وجہ سے ابھی تمھارے ہاتھ میں نہیں دیا

اللغات النحلة الصدقة المهر النحلة يقال نحله ذا عطاه اياه عن طيب نفس بلا توقع عوض الهنئ مايلذه الانسان المرئ ما يحمد عاقبته كذا في البيضاوي قلت وراعيت هذه المعاني كلها في ترجمتي والمراد بقولي خوشگوار ما نهضم لسهولته وهو معناه اللغوي في الفارسية والثاني ظاهر السفه - الخفة - ويراد ضده العقل ۱۲

النحو نحلة مفعول مطلق لمعنى اتيا وهو منه الغير للصداق ونفس تمييز عن الصبة وهنيئا مريئا حالان من ضمير المفعول ۱۲

البلاغة فان طبن الواو للحال فان وبين عن طيب لكن جعل لمجرد طيب النفس للمبالغة وعداه بعن لتضمين معنى التجافي والتجاوز وقال منه بناء لهن على تقليل الموهوب كذا في البيضاوي وعليس لتقليل قرطا كما واخرت اليه قولي هي حكم كل كما بحي بها اما بعت على التقليس فارشاد و منسورة لذا بتغي مفاسده لا مال لها ۱۲

ملحقات الترجمہ ل قولہ جمہکر ہو کر - الترجمة لا جزء الترجمة وحاصلة انتقليد منقاري عند كم والعربية عليها مدار وبكن تائيد الاشارة اليه بما في روح المعاني من قوله كيون قوله سبحانه ذلك عبارة عن التحليل والمباحة في الجملة وازالة التبعة ۱۲ ؎ قولہ مسدر ہیں وعليه يحمل ما في لباب النقول عن ابن ابي حاتم قال ابو صالح قال الرجل اذا زوج ابنته اخذ صداقها دونها فنهاهم الله عن ذلك فنزلت ۱۲ ؎ قولہ في الفساد والبذر ۱۲ ؎ قولہ في ترجمہ اموالكم يعني ان کے وانما اضافها الى غير الملاك لما بينهم من التعلق على المحافظة عليها كانها اموالهم التي تباشرون في حفظها ۱۲ ؎ قولہ في ترجمہ جعل الله لكم جن کو (تا) قولہ سب کے فيه اشارة الى ان الاول حذف المفعول الثاني كون ضمير الخطاب لما دخل فيها يعاش وهو بري عن التكلف ۱۲ ؎ قولہ مایۂ زندگانی والقيام معناه ما به القيام اي التعيش ۱۲ ؎ قولہ في ترجمہ فيها ان مالوں میں

ف میں سو تفی بمعنی من التبعيضية كما جوزه في الروح ۱۲ ؎ مطلب یہ کہ گو سیاق و سباق کو یہاں خطاب از (تا) کر کے مگر عموم الفاظ دیکھ

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فان طبن لكم عن شئ منه نفسا فكلوه هنيئا مريئا فيه عدم الاستنكاف عن قبول هدية من هو دونه في الرتبة - **ترجمہ**

قولہ تعالیٰ فان طبن لكم عن شئ منه نفسا فكلوه اس میں اس پر دلالت ہے کہ اپنے سے کم رتبہ شخص کے ہدیہ لینے سے استنکاف نہ کرے

قولہ تعالیٰ ولا تؤتوا السفهاء اموالكم فيه عدم تفويض شئ الى غير اهله بقياس المناصب على الاموال ومن المناصب حق التعليم والتربية للطالبين فينبغي الاعتناء بالاحتياط في الاذن بها وكان في قوله تعالى وابتلوا اليتامى اشارة الى اختبار التعليم من الصالحين وفيه المراد ايصاء الكمل من الشيوخ ان يخلفوا او يأذنوا بالارشاد فقد من يصلح لذلك من المريدين السالكين على ايدي يهوام

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ولا تؤتوا السفهاء اموالكم الزامی سے یہ تاکیدہ مستنبط ہوتا ہے کہ کوئی چیز غیر اہل کو سپرد نہ کی جاوے اور اموال پر مناصب کو بھی قیاس کریں گے اور مجلہ مناصب حقیقی طالبین کی تعلیم تربیت کی خدمت ہے، سو ان کو ماذون (خلیفہ) بنانے میں نہایت احتیاط چاہیئے اور جس طرح اموال کے بارہ میں ابتلوا الیتامیٰ میں جانچ کرنے کا حکم ہے اسی قیاس پر اس منصب کے بارہ میں بھی بدرجہا زیادہ اس امتحان کرنے کی ضرورت ہوگی۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا

اور تم یتیموں کو آزمایا کرو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کو پہنچ جاویں۔ پھر اگر ان میں ایک گونہ تمیز موجود

فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ

تو ان کے اموال ان کے حوالہ کردو

ذرا سمجھدار ہو جاؤ گے تو تم ہی کو دے دیا جاوے گا) وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ اور (جب مال سپرد کرنے کے لئے ہوشیاری دیکھنا ضرور ہے تو) تم یتیموں کو (بالغ ہونے سے پہلے ہوشیاری و تمیزداری کی باتوں میں) آزمایا کرو (کیونکہ بالغ ہونے کا وقت تو سپردگی مال کا وقت ہے تو آزمائش پہلے سے چاہیئے مثلاً کچھ کچھ سودا سلف اس سے منگا لیا اور دیکھا کہ کیسے سلیقہ سے خرید کر لائے یا کوئی چیز فروخت کی دیدی اور دیکھا کہ اس کو کس طرح فروخت کیا) یہاں تک (اُن کو آزمایا جاوے) کہ جب وہ نکاح (کی عمر) کو پہنچ جاویں یعنی بالغ ہو جاویں کیونکہ نکاح کی پوری قابلیت بلوغ سے ہوتی ہے) پھر (بعد بلوغ و آزمائش) اگر اُن میں ایک گونہ تمیز دیکھو (یعنی حفاظت و رعایت مصالح مال کا سلیقہ اور انتظام ان میں پاؤ) تو ان کے اموال ان کے حوالہ کر دو (اور اگر ہنوز سلیقہ یا انتظام نہ معلوم ہو تو چندے اور حوالہ نہ کیا جاوے جیسا ف میں آتا ہے)

ف مسئلہ قبل بلوغ آزمائش کا جو طریقہ بتلایا گیا اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ اگر خرید و فروخت کرے باذن ولی جائز ہے **مسئلہ**:- ایک گونہ تمیز کی جو تفسیر کی گئی اس تمیز نہ ہونے کو سفہ کہتے ہیں جو مانع تفویض مال ہے خواہ سلیقہ ہو مگر اس سلیقہ سے کام نہ لیتا ہو یعنی انتظام نہ کرتا ہو بلکہ مال کو اڑاتا ہو دونوں صورتوں میں مال ابھی نہ دیا جاوے گا اور اوپر جو کہا ہے ذرا سمجھدار اس ذرا سے بھی یہی خاص تمیز مراد ہے **مسئلہ** یہ جو کہا ہے کہ چندے اور حوالہ نہ کیا جاوے اس سے مراد پچیس سال کی عمر سے کم کم ہے اور جب پچیس سال کا پورا ہو جاوے گو یہی حالت رہے تو اس کا مال اس کو دے دیں گے **مسئلہ** سفیہ کے ایسے تصرفات باطل ہیں جن میں یہ ضرورت ہے کہ دوسرے کے ہاتھ میں چیز دے دی جاوے جیسے ہبہ صدقہ وغیرہ اور جو تصرفات زبانی نافذ ہو جاتے ہیں جیسے بیع و نکاح و طلاق وغیرہ یہ سب صحیح ہیں اور ولی یعنی جس کے قبضہ میں مال ہے اس کو ان تصرفات کی تکمیل کا مثل تسلیم بیع و زر ثمن وغیرہ حکم کیا جاوے گا **مسئلہ** علامت بلوغ کی انزال اور حیض ہے اور یہ نہ ہو تو مرد کی عمر ۱۸ سال کی اور عورت کی ۱۷ سال کی اور بقول بعض علماء مفتی بہ پندرہ سال دونوں میں وہو مذہب الصاحبین وواقفہما الامام فی روایۃ عنہ **مسئلہ** البتہ اگر اس کے دماغ میں ایسا فتور ہو جس کو جنون یا عتہ کہتے ہیں اس کا حکم تمام عمر مثل نابالغ کے رہیگا یہ سب مسائل ہدایہ میں ہیں **دفع شبہہ** امام صاحبؒ کے اس مسئلہ پر کہ بعد پچیس سال کے اس کا مال دیدیا جاوے شبہہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو رشد پر مدار رکھا ہے اور ابھی رشد ہوا نہیں جواب یہ کہ یہاں رشد مقابل سفہ کے ہے اور سفہ سے مراد مطلق سفہ نہیں بلکہ وہ سفہ جو اثر صبا یعنی طفولیت کا ہے چنانچہ نابالغوں کا ذکر اس کا قرینہ ہے اور احقر نے ترجمہ سفہاء میں لفظ اُن سے اس طرف اشارہ کر دیا ہے پس ابتدائے بلوغ میں تو اس کو عمر سابق کا

النحو اذا فی اذا ابتغوا شرطیۃ وجوابہ الشرطیۃ التی علیہا من قولہ فان آنستم الخ ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱۵ **قولہ** ابتغوا ۱ پوری الخ المراد بہ صلاحیۃ التوالد فان الجماع ربما یقع من غیر البالغ لکنہ لا ینزل فلا یوالد ۱۲

وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ

اور ان اموال کو ضرورت سے زیادہ اٹھا کر اور اس خیال سے کہ یہ بالغ ہو جاویں گے جلدی جلدی اڑا کر مت کھاؤ اور جو شخص مستغنی ہو سو وہ تو بچ کر کھانے سے بالکل

وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ

اور جو شخص حاجت مند ہو تو وہ مناسب مقدار کھالے پھر جب ان کے اموال ان کے حوالے کرنے لگو تو ان پر

فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝

گواہ بھی کر لیا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والے کافی ہیں

بقیہ اثر سمجھیں گے اور جب پچیس سال کی عمر ہو گئی جس میں آدمی دادا بن سکتا ہے اب طفولیت کا اثر قطعاً نہیں رہا اس وقت کی بے عقلی دوسری قسم کی ہے یعنی وسفہ رہا تو اس کا مقابل یعنی رشد آگیا جس کو بوجہ تنکیر کے ایک گونہ رشد سے تفسیر کیا گیا ہے اور رشد پر تفویض مال کا حکم منصوص ہے پس مال دے دیا جاوے گا۔ اور ایک شبہہ اس مسئلہ میں یہ ہے کہ اس کے بعض تصرفات نافذ ہو جاویں گے شبہ یہ ہے کہ پھر مال نہ دینے سے کیا فائدہ ہوا۔ جواب یہ ہے کہ اکثر اتلاف مال تبرعات میں ہوتا ہے اور وہ نافذ نہیں ہوتے یہ فائدہ کافی ہے یہ سب تقریر ہدایہ سے ماخوذ ہے **ربط** اوپر حکم فرمایا ہے کہ بعد بلوغ کے بشرط رشد یتامیٰ کا مال ان کو حوالہ کر دو آگے ان اموال کے کھانے سے کہ محل ہے تفویض نہ کرنے کی ہیں اور بعضی ضرورت سے کھانے کی اجازت کو مستثنیٰ کرتے ہیں کہ حکم بنجم ہے اور حوالہ کرنے کا ایک مستحب طریقہ بھی بتلاتے ہیں

تتمہ حکم چہارم و استیناف حکم پنجم درمیان اجزاء تتمہ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا الخ

قولہ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا (اور ان اموال (یتامیٰ) کو ضرورت سے زائد اٹھا کر اور اس خیال سے کہ یہ بالغ ہو جاویں گے (پھر ان کو حوالہ کرنا پڑے گا) جلدی جلدی اڑا کر مت کھاؤ اور (اگر اس طرح نہ اڑاویں بلکہ تھوڑا کھانا چاہیں تو اس کا یہ حکم ہے کہ) جو شخص (اس مال سے) مستغنی ہو (یعنی اس کے پاس بھی بقدر کفایت موجود ہے گو صاحب نصاب نہ ہو سو وہ تو اپنے کو بالکل (تھوڑا کھانے سے بھی) بچائے اور جو شخص حاجت مند ہو تو وہ مناسب مقدار سے (یعنی جس میں حاجات ضروریہ رفع ہو جاویں) کھالے (بشرطے) پھر جب (بعد وجود شرائط یعنی بلوغ و رشد مذکور کے) ان کے اموال ان کے حوالہ کرنے لگو تو (بہتر ہے کہ) ان (کے مال ان کو دے دینے) پر گواہ بھی کر لیا کرو (شاید کسی وقت کچھ اختلاف واقع ہو تو گواہ کام آویں) اور (یوں تو) اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والے کافی ہیں (اگر خیانت نہ کی ہو تو گواہوں کا نہ ہونا بھی مضر نہیں کیونکہ اصل حساب جن کے متعلق ہے وہ تو اس کی صفائی جانتے ہیں اور اگر خیانت کی ہے تو گواہوں کا ہونا کوئی نافع نہیں کیونکہ جن سے حساب کا سابقہ ہے وہ اس کا ملوث ہونا جانتے ہیں صرف ظاہری انتظام کے لئے گواہوں کا ہونا مصلحت ہے **ف** مسئلہ یتیم کے حاجتمند کارکن کو بقدر حوائج ضروریہ صرف کرنا بوجہ اپنے حق الخدمت کے جائز ہے فی الہدایۃ وہذا ان لم یکن من اسباب النفقۃ کما فی الوصی الخ **مسئلہ** یہ گواہ کرنا بمصلحتِ مذکورہ مستحب ہے **ربط** اوپر یتامیٰ کو

النحو **قولہ** اسرافا و بدارا حالان ای مسرفین و مبادرین کبرہم المبادرۃ المسارعۃ وہی الاصل المفعل منہا وصیغ المفاعلۃ بان یفعل الولی اخذ مال الیتیم والتسلیم یبادر تزعمہ کذا فی روح المعانی **قولہ** ولا تاکلوا الخ معطوف علی ابتلوا الا علی احد وجہی العلم تقییدہ بایناس الرشد فاعل کفی الاسم الجلیل والبا زائدۃ لیدل علی معنی الامر فی التقدیر اکتفوا باللہ وحسیبا حال مما دل بدل من ما ترک باعادۃ العامل نصیبا حال اذا المعنی ثبت لہم مفروضا مقطوعا واجبا لہم بہذا وی قلت ورعایت فی ترجمۃ المفروض کلا معنی القطع والوجوب ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ **قولہ** مستغنی مواسیٰ بہا ان الغنی بہنا لیس بمعنی نصاب اصطلاحا بل ہو قوت وکذا الفقر ۱۲ **۲** **قولہ** فی ترجمۃ فلیستعفف یا بالکل بجائے لان فیہ من المبالغۃ ما لیس فی العفاف لغۃ ومعنا الکف فیتعدی الی المفعول ہو نفسہ ۱۲ **۳** **قولہ** فی ترجمۃ فلیاکل بالمعروف اشارۃ الی الجائز لیعم اللباس وغیرہ ۱۲ **۴** **قولہ** رشد مذکور اشارۃ الی ما ذکر فی الفائدۃ المتعلقۃ بباب بین من تحقیق المذہب الحنفی فی تفسیر الرشد ۱۲ **۵** **قولہ** بہتر ہے اشارۃ الی استحباب الاشہاد ۱۲

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا

مردوں کے لئے بھی حصہ ہے اس چیز میں سے جس کو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جاویں۔ اور عورتوں کے لئے بھی حصہ ہے اس چیز

تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝

میں سے جس کو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جاویں خواہ وہ چیز قلیل ہو یا کثیر ہو حصہ قطعی

ضرر پہنچانے سے ممانعت فرمائی ہے ایک ضرر یتامیٰ کو جاہلیت میں یہ بھی پہنچایا جاتا تھا کہ ان کو میراث میں مستحق نہ سمجھتے تھے اس لئے آگے حکم ششم میں ایک قاعدہ کلیہ سے اس رسم کا ابطال فرماتے ہیں۔

حکم ششم اثبات حقوق ورثہ در ترکہ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْأَقْرَبُونَ (الیٰ قولہ) نَصِيبًا مَّفْرُوضًا (مردوں کے لئے بھی (خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے) حصہ (مقرر) ہے اس چیز میں سے جس کو (ان مردوں کے) ماں باپ اور (یا دوسرے) بہت نزدیک کے قرابت دار (اپنے مرنے کے وقت) چھوڑ جاویں اور (اسی طرح) عورتوں کے لئے بھی (خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی) حصہ (مقرر) ہے اس چیز میں سے جس کو (ان عورتوں کے) ماں باپ اور (یا دوسرے) بہت نزدیک کے قرابت دار (اپنے مرنے کے وقت) چھوڑ جاویں خواہ وہ (چھوڑی ہوئی) چیز قلیل ہو یا کثیر ہو (سب میں سے ملے گا اور) حصہ (بھی ایسا جو) قطعی (طور پر مقرر ہے) **ف** یہاں صرف استحقاق حصۂ میراث کو اجمالاً بتلایا ہے تھوڑی دور آگے حصص ورثہ کی تفصیل آتی ہے اور نزدیک کے رشتہ دار سے مطلب یہ ہے کہ شرع میں جو ترتیب وارثوں میں مقرر و ثابت ہے اس ترتیب میں نزدیک ہو اور ظاہر ہے کہ نزدیکی دونوں جانب سے ہوتی ہے پس اس سے لازم آگیا کہ جو رشتہ دار اقرب ہوگا وہ میراث پاوے گا، پھر جہاں شرع نے سب کو اقرب سمجھا ہے گو وجوہ اقربیت متفاوت ہوں وہاں سب کو وارث بنایا ہے اور جہاں ایک کو اقرب ایک کو ابعد سمجھا ہے اقرب کو وارث کیا ہے ابعد کو نہیں اس قاعدہ کے عموم میں ذوی الفروض و عصبات و ذوی الارحام جو حنفیہ کے نزدیک وارث ہیں سب آگئے۔ البتہ عصبات میں میراث کا مقرر ہونا اور ذوی الارحام میں اس کا قطعی ہونا جیسا کہ ترجمہ سے متفہم ہوتا ہے کسی قدر شاید موجب خلجان ہو لیکن مقرر سے مراد لیا جاوے کہ رائے مورث پر مدار نہیں شرع نے قواعد مقرر کر دیئے ہیں اور قطعی سے مراد یہ لیا جاوے کہ جو عمل میں مثل قطعی کے ہو جس کو فرض عملی کہتے ہیں اب کچھ خلجان نہیں۔ **ربط** اور پرورشہ مستحقین ترکہ کا بیان تھا آگے حکم ہفتم میں غیر مستحقین ترکہ کے ساتھ بھی ایک گونہ مراعات کا استحباباً حکم فرماتے ہیں۔

عہ قولہ قطعی یہ فقہ کی اصطلاح پر نہیں ہے بلکہ محاورہ پر ہے یعنی ضروری اور لازمی ۱۲ منہ

عہ قولہ متوہم کیونکہ حالیہ سابقہ سے اس کا عکس مراد ہونا ظاہر ہو چکا ہے اس صورت میں خود اشکال ہی وہ وجود نہیں ہوتا ۱۲ منہ

البلاغۃ فی روح المعانی وایراد ضمیر ھن فی قولہ تعالیٰ والنساء الخ علی الاستقلال للاعتناء بامرھن والایذان باصالتھن فی الاستحقاق و **البلاغۃ** فی ابطال حکم الجاھلیۃ مع الاشارۃ من اول الامر الی تفاوت ما بین نصیبی الفریقین **قولہ** للرجال وللنساء اقول التعبیر بالرجال والنساء المتبادر منہ البالغون مع کون المراد عم لعلہ لنکتۃ الاشارۃ الی ان الصغار فی ھذا الحکم کالیتم الکبار فافہم **الفقہ** استدلوا بالآیۃ علی ان الوارث لو اعرض عن نصیبہ لم یسقط حقہ وھو مذہب ابی حنیفۃ ۱۲ کذا فی روح المعانی۔

الروایات فی لباب النقول اخرج ابو الشیخ وابن حبان فی کتاب الفرائض من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس قال کان اھل الجاھلیۃ لا یورثون النساء ولا الصغار الذکور حتی یدرکوا فمات رجل من الانصار یقال لہ اوس بن ثابت وترک امرأتہ وثلثۃ بنات صغیرا فجاء ابنا عمہ خالد وعرفطۃ وھما عصبتہ فاخذا میراثہ کلہ فاتت امرأتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت لہ ذلک فقال ما ادری ما اقول فنزلت للرجال نصیب الآیۃ ۱۲ قلت وبہذہ الروایۃ ثبت ما ذکرتہ فی تقریر ربط الآیۃ بقولی ایک ضرر النحو وبہا علم وجہ تعمیم ترجمۃ الرجال للصغار والکبار وکذا النساء فافہم

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ

اور جب تقسیم ہونے کے وقت آموجود ہوں رشتہ دار اور یتیم اور غریب لوگ تو ان کو بھی اس میں سے کچھ دیدو

وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ

اور ان کے ساتھ خوبی سے بات کرو ۔ اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیئے کہ اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے

ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ص فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝

چھوڑ جائیں تو ان کی اُن کو فکر ہو سو ان لوگوں کو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ سے ڈریں اور موقع کی بات کہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ

بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال بلا استحقاق کھاتے ہیں اور کچھ نہیں اپنے شکم میں

نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝ ع

آگ بھر رہے ہیں ۔ اور عنقریب جلتی آگ میں داخل ہوں گے

حکم ہفتم مراعات غیر ورثہ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى (الی قولہ) قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ اور جب (وارثوں میں ترکہ کے) تقسیم ہونے کے وقت (یہ لوگ) آموجود ہوں (یعنی دور کے) رشتہ دار (جن کا میراث میں حق نہیں) اور یتیم اور غریب لوگ (اس توقع سے کہ شاید ہم کو بھی کچھ مل جاوے رشتہ دار تو ممکن ہے کہ گمان استحقاق سے اور دوسرے لوگ بامید خیر خیرات کے) تو ان کو بھی اس (ترکہ) میں (جس قدر بالغوں کا ہے اس میں) سے کچھ دیدو اور ان کے ساتھ خوبی (اور نرمی) سے بات کرو (وہ بات رشتہ داروں سے تو یہ ہے کہ سمجھا دو کہ تمہارا حصہ شرع سے اس میں نہیں ہے ہم معذور ہیں اور دوسروں سے یہ کہ دے کر احسان نہ جتلاؤ) **ف** مسئلہ یہ حکم واجب نہیں مستحب ہے اور اگر ابتدا میں واجب ہوا ہو تو وجوب منسوخ ہو مسئلہ اور بالغوں کی قید اس لئے لگائی کہ نابالغوں کے حصہ میں سوا خیر خیرات یا کسی کی مراعات بالکل جائز نہیں ۔ **ربط** یہاں تک اصل مضمون یتیموں کو ضرر نہ پہنچانے کا تھا اور دوسرے مضامین اسی کی مناسبت سے مذکور ہوئے ہیں آگے اسی اصل مضمون کی تاکید کے لئے ایک واقعہ دنیویہ فرض کرتے ہیں جس سے یتیموں کی ہمدردی پیدا ہو اور ایک واقعہ آخرت کا یقین دلاتے ہیں تاکہ خوف پیدا ہو اور دونوں اقوال میں فکر کر کے یتامیٰ کے اضرار کی جرأت نہ کریں ۔ **تاکید رعایت حق یتامیٰ** وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ

اللغات السدید صفیل بمعنی مفعول من سعر النار اوقدہ ۱۲ **البلاغۃ** - القسمۃ مفعول بہ قدمت لما لہا بحوت عنہا ولان فی الفاعل تقدیما فاخر روعی الترتیب لیفوت بجا ذات اطراف الکلام وقیل قدمت لتکون امام الحاضرین فی اللفظ کما انہا امامہم فی الواقع کذا فی روح المعانی وفی حاشیۃ البیضاوی وجعلوا ترکوا علی معنی شارفوا لیصح وقوع خافوا جزاء لہ ضرورۃ ان الخوف بعد حقیقۃ المرء وترک تذریۃ وفی البیضاوی وفی ترتیب الامر علیہ ای علی انہم ترکوا اشارۃ الی المقصود منہ ای من الامر والحاجۃ فیہ بعث علی ترحم وان یحب لاولاد غیرہ مایحب لاولادہ وتہدید للمخالف بکال اولادہ اھ قلت ولا یلزم بحال الاولاد بعد اقرارت الآیۃ بما ہو مذکور فی المخلفات فی فاتحۃ ترجمۃ قولہ لیتقوا فافہم ۱۲

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن جریر عن ابن عباس انہ قال فی الآیۃ یعنی بذلک الرجل یموت ولہ اولاد صغار ضعاف یخاف علیہم العیلۃ والضیعۃ فان ولی مثل ذریۃ ضعافا یتامی فلیحسن الیہم اھ واخرج ابن ابی حاتم والبیہقی عن ابن عباس انہ قال فی الآیۃ یعنی الرجل یحضرہ الموت فیقال لہ تصدق من مالک واعتق واعط فی سبیل اللہ فنہوا ان یامروا بذلک الوفاء لم یکون علی من حضر المریض فکما لا یرضی احدکم ان یترک ذریۃ ۱۵

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ

ع ۱۰ ۱۲

اس باب میں خلائق کی اصل عظیم ہے کہ اغیر بر خود نہ پسندی بر دیگراں نہ پسند ۔

۴ بغیر مال فلا یبعد ان یامر غیرہ بذلک قیل فی الوصیۃ بما زاد علی الثلث انہا تبقی مختصرا ومغیرا بہیئۃ قلت ظاہر المقام یقتضی التفسیر الاول وما عداہ مبنی علی ان الخطاب عمومہ شامل للجمیع فافہم کیلا یتم التعارض بین الجمیع لاسیما بین قولی ابن عباس ۱۲

ملحقات الترجمہ قولہ مسئلہ فی روح المعانی امر مذہب کلف بہ الاولیاء ان لا یاکلوا من مال الورثۃ المذکورین وتصدقا علیہم وقیل امر وجوب واختلف فی نسخہ فعن ابن عباس انہ لا نسخ واخرج ابو داؤد فی ناسخہ وابن ابی حاتم من طریق عطاء عن ابن عباس رضی نسختہا آیۃ المیراث اھ قلت یحمل النسخ علی الوجوب وعدمہ علی الندب فلا تعارض بین القولین ۱۲

ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ (الی قولہ) وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ○ اور (یتامیٰ کے معاملہ میں) ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیئے کہ اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ (کر مر) جاویں تو اُن (بچوں) کی ان (لوگوں) کو فکر ہو (کہ دیکھئے انکو کوئی آزار نہ دے تو ایسا ہی دوسرے بچوں کے لئے بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ ہم ان کو آزار نہ دیں) سو (اس بات کو سوچکر) ان لوگوں کو چاہیئے کہ (یتامیٰ کے معاملہ میں) خدا تعالیٰ (کے حکم کی مخالفت) سے ڈریں (یعنی فعلاً آزار و ضرر پہنچاویں) اور (قولاً بھی اُن سے) موقع کی بات کہیں (اس میں تسلی اور دل جوئی کی بات بھی آگئی اور تعلیم و تادیب کی بات بھی آگئی غرض ان کے مال اور جان دونوں کی اصلاح کریں) بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال بلا استحقاق کھاتے (برتتے) ہیں اور کچھ نہیں اپنے شکم میں (دوزخ کی) آگ (کے انگارے) بھر رہے ہیں (یعنی انجام اس کھانے کا یہ ہونے والا ہے) اور (اس) انجام کے مرتب ہونے میں کچھ زیادہ دیر نہیں کیونکہ (عنقریب (ہی دوزخ کی) جلتی آگ میں داخل ہوں گے (وہاں یہ انجام نظر آوے گا) ف پہلے مضمون کا حاصل یہ ہے کہ اپنے برخودنہ پسندی بر دیگراں پسند اور قول سدید کی جو تفسیر کی گئی اس میں اس کی تہذیب کے متعلق اگر بقدر ضرورت تشدد کرنا پڑے وہ بھی داخل ہوگیا ایسی نرمی کا حکم نہیں جس میں وہ بگڑ جاوے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر امر میں اس کی مصلحت مدنظر ہو اپنی مصلحت پر نظر نہ ہو پس تادیب میں بھی اپنے غیظ کی شفا مقصود نہ ہونا چاہیئے اور بلا استحقاق کی جو قید لگائی گئی اس سے یہ فائدہ ہوا کہ باستحقاق کھانے کی اجازت ہے جس کا بیان ابھی حکم پنجم میں من کان فقیرا کی تفسیر میں گذر چکا ہے دیکھ لیا جاوے مسئلہ جس طرح مال یتیم کا خود کھانا حرام ہے اسی طرح کسی کو کھلانا بھی گو بطور خیر خیرات ہی کے کیوں نہ ہو نیز حرام ہے اسی لئے ترجمہ میں لفظ برتنے کا ظاہر کر دیا گیا ہے اور ہر نابالغ کا حکم یہی ہے گو یتیم نہ ہو خوب یاد رکھو اس میں بہت بے پروائی کی جاتی ہے۔

ربط حکم ششم میں ورثہ کا استحقاق حصص اجمالاً مذکور ہے آگے اُن حصص کی کچھ تفصیل یہاں ارشاد ہے اور کچھ ختم سورت پر اور پوری تفصیل ان احکام کی دوسرے دلائل شرعیہ سے اخذ کر کے کتب فرائض میں موجود ہے اور اس تفصیل میں کئی قسم کے ورثہ کا حصہ بیان فرمایا ہے اور اُن ورثہ کی تخصیص ذکری کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد اور بھائی بہنوں کے متعلق سوال کیا گیا تھا کما سیذکر فی الحواشی العربیۃ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں جن کے اول میں حصص اولاد کے مذکور ہیں اور آخر میں بھائی بہن کے اور پھر اس دوسرے مضمون کا تتمہ ختم سورت میں مذکور ہے اور درمیان میں ماں باپ اور زوجین کے حصص اس لئے آگئے کہ ماں باپ اور زوجین کے ہونے نہ ہونے سے اولاد کے حصے بدل جاتے ہیں۔ پس اصل مقصود ان ہی دو سوال کا جواب ہے اور اگر یہ دیکھا جاوے کہ پہلے استفتاء میں اولاد کے ساتھ زوجہ بھی تھی تو ذکر زوجہ کو اور زیادہ ربط بڑھ جاوے گا۔

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ترجمۃ وتخشی ذُرِّيَّةً الخ یظہر المترجم معمول الخشیۃ اشارۃ الی ان منزل اللازم ملزوم المعنی یخافوا علیہم کما یخافون علی اولادہم فافہم ۱۲

۲ قولہ چھوٹے چھوٹے بچے الجزء الثانی ترجمۃ ان ترکۃ والاول للضعاف فافہم ۱۲

۳ قولہ فی ذیل ترجمۃ فلیتقوا آزار وضرر نہ پہنچائیں اشارۃ الی ان الاصل فی الترتب بالفاء علی الخشیۃ ہو نہی ای عدم الاضرار الخ فانا الامر بالتقوی تعبیر عنہ فتنبہ لارتباط اجزاء الکلام بعضہا ببعض ۱۲

۴ قولہ پھر رہے ہیں راعی فیہ ما الحاصل ما قالوا فیہ ای ملئوا بطونہم وشاع ہذا التعبیر فی ذلک او سہل لان یکون ذکر البطون للتاکید والمبالغۃ کما فی قولہ تعالیٰ یقولون بافواہہم وقولہ تعالیٰ القلوب التی فی الصدور وقولہ طائر یطیر بجناحیہ ۱۲

۵ قولہ یعنی انجام اشار الی السابق بما یصیر الیہا ۱۲

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ

اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمھاری اولاد کے باب میں لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر اور اگر صرف لڑکیاں ہی

نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۖ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ

ہوں گو دو سے زیادہ ہوں تو ان لڑکیوں کو دو تہائی ملے گا اس مال کا جو کہ مورث چھوڑ مرا ہے۔ اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کو نصف ملے گا۔

حصہ اولاد يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ أَوْلَادِكُمْ (الی قولہ) وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمھاری اولاد کے (میراث پانے کے) باب میں (وہ یہ کہ) لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر (یعنی اگر لڑکا لڑکی ایک ایک یا کئی ملی جلی ہوں تو ان کے حصوں میں باہم یہ نسبت ہوگی کہ ہر لڑکے کو دوہرا اور ہر لڑکی کو اکہرا) اور اگر (اولاد میں) صرف لڑکیاں ہی ہوں گو دو سے زیادہ ہوں تو ان لڑکیوں کو دو تہائی ملیگا اس مال کا جو کہ مورث چھوڑ مرا ہے (اور اگر دو لڑکیاں ہوں تب دو تہائی ملنا بہت ہی ظاہر ہے کیونکہ اگر ان میں ایک لڑکی کی جگہ لڑکا ہوتا تو اس لڑکی کا حصہ باوجود یکہ بھائی سے کم ہے ایک تہائی سے نہ گھٹتا۔ پس جب دوسری بھی لڑکی ہے تب تو تہائی سے کسی طرح گھٹ ہی نہیں سکتا اور دونوں لڑکیاں یکساں حالت میں ہیں پس اس کا بھی ایک تہائی ہوگا دونوں کا ملکر دو تہائی ہوا البتہ تین لڑکیوں میں یہ شبہ تھا کہ شاید ان کو تین تہائی (یعنی کل مل جاوے اس لئے فرمادیا کہ لڑکیاں دو سے زیادہ ہوں مگر دو تہائی سے نہ بڑھے گا) اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کو (کل ترکہ کا) نصف ملے گا (اور پہلی صورت میں ایک ثلث بچا ہوا اور دوسری صورت کا ایک نصف بچا ہوا دوسرے خاص خاص اقارب کا حق ہے یا اگر کوئی نہ ہو تو پھر اسی کو دیدیا جاوے گا جیسا کہ کتب فرائض میں مذکور ہے) **فا مسئلہ** اور یہ سب تقسیم بعد تجہیز و تکفین و ادائے دیون و تنفیذ وصیت من الثلث کے ہوگی جیسا عنقریب واضح ہوگا **فائدہ** اولاد کے وارث ہونے کی چار صورتیں آیت سے معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ لڑکے لڑکے سب ہوں۔ دوسرے یہ کہ ایک لڑکی ہو۔ تیسرے یہ کہ دو لڑکیاں ہوں چوتھے یہ کہ دو لڑکیوں سے زائد ہوں۔ **فائدہ** حدیث اور اجماع اہل حق سے اس آیت کا حکم انبیاء علیہم السلام کے لئے نہیں اسی واسطے حضرت صدیق اکبر رضؓ نے فدک وغیرہ کو میراث میں تقسیم نہیں فرمایا اور اگر اس حدیث کو خبر واحد تسلیم کرلیا جاوے تب بھی حضرت صدیق اکبر رضؓ نے چونکہ بلا واسطہ آپ سے سنی تھی ان کے اعتبار سے مثل قرآن کے قطعی ہے یا یہ کہا جاوے کہ اس حدیث سے مال انبیاء کا وقف ہونا ثابت ہے اور وقف خبر واحد سے بھی ثابت ہوجاتا ہے اور وقف میں بالاجماع میراث نہیں۔

اللغات يوصيكم الوصية ان يقدم الى الغير ما يعمل فيه مقترنا بوعظ وهي في الحقيقة امر بما عهد اليه فاطراد يامركم روح المعانی ۱۲
البلاغة عدل عن الامر الى الايصاء لانه ابلغ واول على الاهتمام وطلب الحصول بستر روح المعانی ۱۲

الروایات - روی احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجۃ عن جابر قال جاءت امراۃ سعد بن الربیع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یارسول اللہ ہاتان ابنتا سعد قتل ابوہما یوم احد وان عمہما اخذ مالہما ولم یدع لہما مالا ولا تنکحان الا ولہما مال فقال صلی اللہ علیہ وسلم

ملخصات الترجمہ

۱ قولہ میراث پانے کے باب میں (اشارۃ الی حذف المضاف ای فی توریث اولادکم ۱۲) **۲ قولہ** وہ یہ کہ اشارۃ الی ان الجملۃ بیان لما فصل اجمالا کذا فی روح المعانی ۱۲ **۳ قولہ** فی ترجمۃ فان کن اور اگر اولاد الخ اشارۃ الی کلمۃ العطف الی ان الفاء للتعقیب الذکری وہو احسن مطرد فی جمیع الآیۃ او ان الامر المقدر صح کونہا للترتیب باعتبار نفس الاستحقاق مع قطع النظر عن خصوصیۃ النصیبین المذکورین ان الاولی لما ینبغی وجود الذکر عن البواقی فالاولی لاتفہا الاولی للاخری فتدبر ۱۲ **۴ قولہ** ولم یدل دلیل علی کون ارشاد مشروطا بوجود الذکر کما فی بنت الابن السفلی مع بنت الابن العلیا تکون عصبۃ بشرط وجود الغلام یجذ ابہا وہو منتف ہہنا فافہم ۱۲ اشار بکلمۃ الاولاد الی ان المرجع ضمیر کن ہوالاولاد باعتبار ما یئول الیہ ۱۲ **۵ قولہ** فوق سے اشارۃ الی ان فی لیس للاحتراز بل للترقی والمبالغۃ فہم حکم البنتین بطریق الدلالۃ کما قررتہ بادنی تامل ۱۲ **۶ قولہ** خاص خاص اقارب لان کل قریب لایرث ۱۲

وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ

اور ماں باپ کے لئے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کے لئے میت کے ترکہ میں سے چھٹا چھٹا حصہ ہے اگر میت کے کچھ اولاد ہو۔ اور اگر اس

لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ

میت کے کچھ اولاد نہ ہو اور اس کے ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کا ایک تہائی ہو اور اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی یا

فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ

تو اس کی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا وصیت نکالنے کے بعد کہ میت اس کی وصیت کر جاوے یا دَین کے بعد

حصّہ والدین وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ (الی قولہ) فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ اور ماں باپ (کو میراث ملنے میں تین صورتیں ہیں ایک صورت میں تو اُن) کے لئے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کے لئے میت کے ترکہ میں سے چھٹا چھٹا حصہ (مقرر) ہے اگر میت کے کچھ[1] اولاد ہو (خواہ مذکر یا مؤنث خواہ ایک یا زیادہ اور بقیہ میراث اولاد اور دوسرے خاص خاص ورثہ کو ملے گی اور پھر بھی بچ جاوے تو پھر سب کو دی جاوے گی۔) اور اگر اس میت کے کچھ اولاد نہ ہو اور (صرف) اس کے ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں (یہ دوسری آیت ہے اور صرف اس لئے کہا کہ بھائی بہن بھی نہ ہوں جیسا آگے آتا ہے) تو (اس صورت میں) اس کی ماں کا ایک تہائی ہے (اور باقی دو تہائی باپ کا اور چونکہ صورت مفروضہ میں یہ ظاہر تھا اس لئے تصریح کی حاجت نہیں ہوئی) اور اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی[2] یا بہن (کسی قسم کے) ہوں (خواہ ماں باپ دونوں میں شریک جس کو عینی کہتے ہیں خواہ صرف باپ ایک، ماں الگ الگ جس کو علاتی کہتے ہیں خواہ صرف ماں ایک باپ الگ الگ جس کو اخیافی کہتے ہیں غرضکہ کسی طرح کے بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں اور اولاد نہ ہو اور ماں باپ ہوں اور یہ تیسری صورت ہے) تو (اس صورت میں) اس کی ماں کو (ترکہ کا) چھٹا حصہ ملے گا (اور باقی باپ کو ملے گا) **ف** تیسری صورت میں ان بھائی بہنوں کی وجہ سے ماں کا حصہ بمقابلہ دوسری صورت کے کم ہو گیا لیکن باپ کی وجہ سے بھائی بہنوں کو بھی نہ ملے گا **حقوق متقدمۃ علی المیراث** مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ (یہ سب حصے) وصیت (کے قدر مال) نکال لینے کے بعد میت کی وصیت کر جاوے یا دَین (اگر ہو تو اس کے بھی نکال لینے) کے بعد (تقسیم ہوں گے) **ف مسئلہ** اور ان دونوں سے پہلے تجہیز و تکفین ضروری ہے **مسئلہ** اور وصیت سے مراد وہ ہے جو شرع کے موافق ہو مثلاً وارث کو وصیت میں کچھ نہ دے اور بعد تجہیز و تکفین و ادائے دیون کے جو مال بچے اس کے ایک ثلث سے زائد کی وصیت نہ کرے ورنہ وہ وصیت میراث سے مقدم نہ ہو گی۔ اور جاننا چاہیئے کہ دین اور وصیت میں دین مقدم ہے گو قرآن میں لفظاً پہلے مذکور ہے جس میں نکتہ یہ کہا گیا ہے کہ دَین کے تو مطالبہ کرنے والے آدمی ہیں وہ خود ہی وصول کر لیں گے اس میں کوتاہی کا احتمال کم ہے البتہ وصیت چونکہ اصل میں تبرع ہے اس لئے اس میں کوتاہی کا احتمال زیادہ ہے اس لئے اہتمام و تاکید کے کی غرض سے ذکر میں پہلے لے آئے واللہ اعلم **ربط** آگے اس کی حکمت بتلاتے ہیں کہ میراث کا قصہ میت کی رائے پر نہیں رکھا گیا بلکہ خود حق تعالیٰ نے سب

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ کچھ اولاد ہو فالمراد بہ اعم من الذکر والانثیٰ والواحد والکثیر فھو اسم جنس ۱۲

[2] قولہ بھائی بہن کسی قسم کے الخ فانہ جمع بمعنی مافوق الواحد دلیلا لاجماع وفیہ تغلیب للمذکر علی المؤنث ۱۲

النحو

من بعد وصیۃ متعلق بمحذوف ای استقر ذلک لا بصلۃ من بعد وصیۃ ای اخراج قدر ما وقع بہ الوصیۃ وفائدۃ الوصف التعمیم ای ای وصیۃ صدق علیھا انہ اوصی بھا ویخص من ھذا العموم ما فیہ الجور۔ قولہ او دین والفتاوی فی نفس الوجوب ۱۲

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً

تمہارے اصول و فروع جو ہیں تم پورے طور پر یہ نہیں جان سکتے کہ ان میں کونسا شخص تم کو نفع پہنچانے میں نزدیک تر ہے۔ یہ حکم مخاطب

مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○

اللہ مقرر کر دیا گیا۔ بالیقین اللہ تعالیٰ بڑے علم والے اور حکمت والے ہیں

قواعد مقرر فرما دیئے۔ **حکمت عدم تفویض تقسیم مال باختیار مورث** اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ (الیٰ قولہ) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ تمہارے اصول و فروع جو ہیں تم (اُن کے متعلق) پورے طور پر یہ نہیں جان سکتے کہ ان میں کونسا شخص تم کو (دنیوی یا اخروی) نفع پہنچانے میں (باعتبار توقع کے) نزدیک تر ہے (یعنی اگر تمہاری رائے پر قصہ رکھا جاتا تو بخیال احوال تم لوگ تقسیم میں مدار ترجیح و تفضیل کا اس شخص کے نفع رسانی پر رکھتے اور اس پر آپ تبین کا خود کوئی طریقہ کسی کے پاس نہیں ہے تو اس کا مدار تجویز ٹھیرانا صحیح نہ تھا پس جب نفع میں مدار بننے کی قابلیت ہی اس لئے دوسرے مصالح و اسرار کو گو وہ تمہارے ذہن میں نہ آویں اس حکم کا مبنی اور مدار ٹھیرا کر) یہ حکم منجانب اللہ مقرر کر دیا گیا (اور یاد رہے) بالیقین (مسلم ہے کہ) اللہ تعالیٰ بڑے علم اور حکمت والے ہیں (پس جو حکمتیں انھوں نے اپنے علم سے، سر میں مودع رکھی ہیں وہی قابل اعتبار ہیں اسی لئے تمہاری رائے پر نہ رکھا) **ف** دنیوی نفع مثلاً یہ کہ فلاں وارث ہماری خوب خدمت کرے گا اکثر اوقات وہ دغا دے جاتا ہے اور دوسرا مخلص حسبۃً للہ یا محبت کی وجہ سے زیادہ خدمت کیا کرتا ہے اور اخروی نفع یہ کہ ہم کو یہ ثواب بخشا کرے گا یا آخرت میں شفاعت کرے گا اس لئے اس کو زیادہ دینا چاہیئے بھی اس کے بھی خلاف ہوتا ہے بعض بد دینوں نے مسئلۂ میراث میں کچھ دنیوی مضرتوں کا دعویٰ کیا ہے اول تو خود ابھی وہ مضرتیں ہی ثابت نہیں ہوئیں پھر ان مضرتوں کے مقابلہ میں اہل عقل نے ان سے زیادہ منفعتیں اور میراث نہ ملنے میں ان سے زیادہ مضرتیں ثابت کر کے دکھلا دی ہیں چنانچہ رسائل خطبات و اخبار میں ناظرین نے دیکھا ہوگا اور اگر ان سب سے قطع نظر کی جاوے تو قرآن مجید کا یہ مضمون اس شبہ کے جواب کے لئے کافی ہے پس ہم کہیں گے کہ ساری مضرتیں مسلم مگر اس کا دار و مدار نفع و مضرت پر نہیں ہے کسی اور حکمت پر ہے جس کے نہ تو ہم جاننے کا دعویٰ کریں اور نہ بتلانے کا ذمہ کریں اور نہ ہم کو اس کی ضرورت اگر طبیب حاذق مریض کے لئے کوئی نسخہ تجویز کرے اور نہ بتلاوے تجویز نہ بتلاوے اور ظاہراً اس سے مریض کو تکلیف بھی ہو تو کیا اس کا صرف حاذق ہونا اس کے لئے کافی نہ ہوگا کہ اس مریض پر اس کے استعمال کو واجب کہا جاوے گا اور بعض نے اس جزو آیت کی اور توجیہ کی ہے کہ تم مردہ کی وصیت کو اپنے لئے مضر اور اس مردہ کو ضرر رساں نہ سمجھو کہ ہمارا حصۂ میت کے سبب گھٹ گیا اور ایسا سمجھ کر تنفیذ وصیت میں کوتاہی نہ کرو کیونکہ تم کو کیا معلوم کون شخص نفع ہے یعنی اگر وصیت نہ کرتا تو باعتبار دنیا کے وہ انفع تھا لیکن اب وہ موصی باعتبار آخرت کے تمہارے لئے انفع بن گیا کہ تم اس کو جاری کر کے ثواب لوگے اور ابتدائے اسلام میں جب میراث نہ تھی سب کا حصہ موصی کی رائے پر تھا اس وقت یہی امر قرین حکمت تھا اور گو کہ اصل مقصود تو یہی میراث کا قانون ہو لیکن نفع توحش کے لئے بتدریج اس کا حکم کیا گیا ہو پہلے موصی کی رائے پر ایک مصلحت

المنقول اٰبَآؤُكُمْ الخ ہذہ الجملۃ لا تدرون الخ

قولہ فریضۃ مصدر لعامل محذوف ای فرض ذلک بالبناء للمفعول ولاهمیت ذلک فی الترجمۃ ۱۲

فائدۃ وبما ذکرنا من تقریر قولہ تعالیٰ لا تدرون ایھم الخ لم یبق مساغ لما یتوہم من ان المفہوم من ظاہر لفظہ انکم لا تدرون انا نحن ندری ایھم اقرب کما ہو المدرک فرض ما وحق تم پر وہ علیہ ان اللہ علم من ذلک ان من قدم او حی فی تیقن یلزم ان یکون اقرب فی النفع وہو بعید وجہ عدم التوہم ان ذلک امر معلل بالنفع کما ذکرت بل ہو رد للتعلیل بہ بان مدار الاثاث عندکم الا نسبۃ مع ہم کون مدار الاول مدارہ الحکم والمصالح التی ہی مجرۃ عن علقۃ لکم بالمرۃ ولا تضل ایہا ذا بانکم اخذت ہذا من شرح المعانی وہو کما تری من الحسن بمکان واللہ اعلم ۱۲

ملحقات الترجمہ

ف قولہ اصول و فروع ففی الکلام مجاز قرینتہ ذکرہم فی ما سبق ذکور ۱۲ تاثا ۱۲

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ

اور تم کو آدھا ملے گا اس ترکہ کا جو تمہاری بیبیاں چھوڑ جاویں اگر ان کے کچھ اولاد نہ ہو اور اگر ان بیبیوں کے کچھ اولاد

وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ

ہو تو تم کو ان کے ترکہ سے ایک چوتھائی ملے گا وصیت نکالنے کے بعد کہ وہ اس کی وصیت کر جاویں یا دین کے بعد۔ اور ان بیبیوں کو

الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ

چوتھائی ملیگا اس ترکہ کا جس کو تم چھوڑ جاؤ اگر تمہارے کچھ اولاد نہ ہو اور اگر تمہارے کچھ اولاد ہو تو ان کو تمہارے ترکہ سے

الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ

آٹھواں حصہ ملیگا وصیت نکالنے کے بعد کہ تم اس کی وصیت کر جاؤ یا دین کے بعد۔ اور اگر کوئی میت جس کی

يُّورَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَّلَهٗ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ

میراث دوسروں کو ملے گی خواہ وہ میت مرد ہو یا عورت ایسا ہو جس کے نہ اصول ہوں نہ فروع ہوں اور اس کے ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں

سے رکھدیا ہو حِصَّةُ زَوجین وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ (الی قولہ) مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ط اور تم کو آدھا ملے گا اس ترکہ کا جو تمہاری بیبیاں چھوڑ جاویں اگر ان کے کچھ اولاد نہ ہو (نہ مذکر نہ مؤنث نہ واحد نہ کثیر) اور اگر ان بیبیوں کے کچھ اولاد ہو (خواہ تم سے ہو یا پہلے شوہر سے تو (اس صورت میں) تم کو ان کے ترکہ سے ایک چوتھائی ملے گا یہ کل دو صورتیں ہوئیں اور دونوں صورتوں میں بقیہ دوسرے ورثہ کو ملے گا لیکن ہر صورت میں یہ میراث) وصیت (کے قدر مال) نکالنے کے بعد کہ وہ اس کی وصیت کر جائیں یا دَیْن (اگر ہو تو اس کے بھی نکالنے) کے بعد (ملے گی) اور بیبیوں کو چوتھائی ملے گا اس ترکہ کا جس کو تم چھوڑ جاؤ (خواہ وہ ایک ہوں یا کئی ہوں تو وہ چوتھائی سب میں برابر بٹ جاوے گا) اگر تمہارے کچھ اولاد نہ ہو (نہ مذکر نہ مؤنث نہ واحد نہ کثیر) اور اگر تمہارے کچھ اولاد ہو (خواہ ان بیبیوں سے ہو یا اور عورت سے) تو (اس صورت میں) ان کو (خواہ وہ ایک ہوں یا کئی) تمہارے ترکہ سے آٹھواں حصہ ملے گا (یہ بھی دو صورتیں ہوئیں اور دونوں صورتوں میں بقیہ دوسرے ورثہ کو ملیگا لیکن یہ میراث) وصیت (کے قدر مال) نکالنے کے بعد کہ تم اس کی وصیت کر جاؤ یا دَیْن (اگر ہو تو اس کے بھی نکالنے) کے بعد (ملے گی) حِصَّہ برادر و خواہر اخیافی وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّورَثُ كَلٰلَةً (الی قولہ) فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ اور اگر میت جس کی میراث دوسروں کو ملے گی خواہ وہ میت مرد ہو یا عورت ایسا ہو جس کے نہ اصول ہوں (یعنی باپ دادا) اور نہ فروع ہوں (یعنی اولاد اور بیٹے کی اولاد) اور اس (میت) کے ایک بھائی یا ایک بہن (اخیافی) ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو

اللغات فی روح المعانی کلالۃ ہی فی الاصل مصدر بمعنی الکلال وہو الاعیاء ثم استعیرت واستعملت استعمال الحقائق للقرابۃ من غیر الوالد والولد لضعفہا بالنسبۃ الی قرابتہما وتطلق علی من لم یخلف الا اولادا ولا والدا

النحو کان مرجع الضمیر قولہ رجل المتوسط فی امرأۃ اسم کان کلالۃ ۱۲

ھو المراد فی الآیۃ وعلی من لیس لوالد ولا ولد من المخلفین لمعنی ذی کلالۃ کما تطلق القرابۃ علی ذوی القرابۃ ۱۲

۴ خبر ہا وقولہ یورث صفۃ رجل والمعنی یورث منہ للتعمیۃ بمن ورہا تحذف وقولہ ولہا اخ الضمیر لرجل لتوحید الضمیر لوجوبہ فیما وقع بعد واحتی ان ما ورد علی خلاف ذلک مؤول اتی بہ مذکرا للحیا رہی ان یراعی المعطوف والمذکر للتغلیب ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج الائمۃ الستۃ عن جابر بن عبداللہ قال عادنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر فی بنی سلمۃ ماشیین فوجدنی اغمی علی فتوضا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فافاق فقلت ما تامرنی ان اصنع فی مالی فنزلت یوصیکم اللہ فی اولادکم اہ قلت وتقدم نزولہا فی قصۃ سعد بن الربیع والجواب کما فی لباب النقول انہ یحتمل ان یکون نزول وایاتی قصۃ ابنتی سعد آخرا وہو قولہ وان کان رجل فی قصۃ جابر فیکون مراد جابر بقولہ فنزلت یوصیکم اللہ ای ذکر الکلالۃ المتصل بہذہ الآیۃ ۱۲

ملحقات الرحمٰن قولہ فی ترجمۃ فان کان لکم ولد یا اور عورت سے لم یقل زوجہ سے لان الحکم عام فیما کان الولد من الزوج او من غیرہ المملوکۃ ۱۲ ۵۲

قولہ بقیہ دوسرے ورثہ کو ملیگا لم یزد الرد کما فی قبلہ وما بعدہ لان لزوجین لا یرد علیہما ۱۲ ۵۳ **قولہ** یعنی باپ دادا الجد فی حکم الاب عند ابی حنیفۃ رح وانظر ما فی الحرف من ذکر الاخلاف ومن ثم کان تردد عمر رض فیہ شدید کما فی الاحادیث ۱۲ ۵۴ **قولہ** اخیافی الی اشار رحمہ اللہ الی ان التنوین فی اخ واخت للتنویع ۱۲

فَإِنْ كَانُوْٓا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ

اور اگر یہ لوگ اس سے زیادہ ہوں تو وہ سب تہائی میں شریک ہوں گے وصیت نکالنے کے بعد

وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ لا غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً

جس کی وصیت کر دی جاوے یا دین کے بعد بشرطیکہ کسی کو ضرر نہ پہنچاوے ۔ یہ حکم کیا گیا ہے خدا تعالیٰ کی

مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝

طرف سے ۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں حلیم ہیں ۔

فَإِنْ كَانُوْٓا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ لا غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ اور اگر یہ لوگ اس سے (یعنی ایک سے) زیادہ ہوں (مثلاً دو ہوں یا اور زیادہ) تو وہ سب تہائی میں برابر کے شریک ہوں گے (اور ان میں مذکر و مؤنث کا برابر حصہ ہے اور بقیہ میراث دوسرے ورثہ کو اور اگر کوئی اور نہ ہو تو پھر انھیں کو دیجاوے گی یہ دو صورتیں ہوئیں اور دونوں صورتوں میں یہ میراث) وصیت (کے قدر مال) نکالنے کے بعد جس کی وصیت کر دی جاوے یا (اگر) دین (ہو تو اس کے بھی نکالنے) کے بعد (ملے گی) بشرطیکہ (وصیت کرنے والا) کسی (وارث) کو ضرر نہ پہنچاوے (نہ ظاہراً نہ ارادۃً ظاہراً یہ کہ مثلاً ثلث سے زیادہ وصیت کرے تو وہ وصیت میراث پر مقدم نہ ہوگی اور ارادۃً یہ کہ رہے تو ثلث کے اندر لیکن نیت یہ ہو کہ وارث کو کم ملے یہ ظاہراً نافذ ہو جاوے گی لیکن گناہ ہوگا) یہ (جس قدر یہاں تک مذکور ہوا) حکم کیا گیا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں (کہ کون مانتا ہے کون نہیں مانتا اور نہ ماننے والوں کو جو فوراً سزا نہیں دیتے تو وجہ یہ کہ) حلیم (بھی) ہیں ف اخبائی کی قید پر اجماع ہے اور سعد بن ابی وقاصؓ اور ابیؓ اس کے ساتھ من الام بھی پڑھتے تھے کذا فی روح المعانی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قید بطور تفسیر کے سنی ہوگی اور نیز خود اس مقام میں غور کرنے سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ ان بھائی بہنوں کو سدس اور ثلث کا مستحق ٹھہرایا ہے اور یہی دو حصے ماں کے اوپر مذکور ہو چکے ہیں اس مناسبت سے یہ بھائی بہن ہی معلوم ہوتے ہیں جو ماں میں شریک ہوں اور عینی اور علاتی بھائی بہنوں کا حکم اس سورت کے ختم پر آوے گا اور یہ امر بالاتفاق قطعی ہے اس سے بھی ثابت ہوا کہ یہاں ان کے علاوہ اور قسم مذکور ہے اور شاید یہاں سدس اور ثلث کے قرینہ سے من الام کی قید چھوڑ دی ہو اور وہاں للذکر مثل حظ الانثیین کے قرینہ سے من الابوین یا من الاب کی قید چھوڑ دی ہو کیونکہ اس قید سے مفہوم ہوا کہ کسی ایسی کا ذکر ہے جو بنفسہ یا بغیرہ عصبہ بن جاتا ہے اور اخبائی کبھی عصبہ نہیں ہوتا واللہ اعلم اور اصول کی تفسیر جو باپ دادا کے ساتھ کی گئی یہ مذہب امام صاحبؒ کا ہے پس دادا سے سطح بھائی بہن ساقط ہو جاتے ہیں اور دوسرے علماء وائمہ کے نزدیک ساقط نہیں ہوتے اور یہ مسئلہ صحابہ میں بھی مختلف فیہ تھا ربط احکام کو بیان کر کے آگے ان کے اعتقاداً و عملاً

ملحقات الترجمہ

ف قولہ نہ ظاہراً نہ ارادۃً فالمنع فی غیر المضار عام للنفی فی الاول وللنہی فی الثانی فافہم ۱۲ منہ

ف اور اگر اس کا تفسیر ہونا اس لئے مستبعد سمجھا جاوے کہ اصل اور تفسیر میں امتیاز نہ رہیگا تو اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ امتیاز کے لئے تغایر لجہ یا درمیان میں قدرے وقفہ کافی ہے ۱۲

الخ قولہ غیر مضار حال من فاعل یوصی المذکور فی قراءۃ یوصی المذکور فی قراءۃ یوصی معروضاً والدلیل علیہ یقولہ یوصی فی قراءۃ المجہول واعلم کونہ حالاً فی ترجمۃ بقولہ بشرطیکہ وقولہ وصیۃ ہو عندی مفعول مطلق عاملہ محذوف ای وصی بہا وصیۃ من اللہ ۔ قولہ اکثر من ذلک ای المذکور من اخ واحد او اخت واحدۃ ۱۲

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ

یہ سب احکام مذکورہ خداوندی ضابطے ہیں۔ اور جو شخص اللہ و رسول کی پوری اطاعت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ایسی

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ

بہشتوں میں داخل کردیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ اور یہ

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ

بڑی کامیابی ہے۔ اور جو شخص اللہ و رسول کا کہنا نہ مانے گا اور بالکل ہی اس کے ضابطے

ع ۲ ۱۳

يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

سے نکل جاوے گا۔ اس کو آگ میں داخل کریں گے اس طور سے کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیگا۔ اور اسکو ایسی سزا ہوگی جس میں ذلت بھی ہے

ملنے کی تاکید اور نہ ماننے پر وعید ارشاد فرماتے ہیں **تاکید اطاعت در احکام مذکورہ** تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الی قولہ) وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ ع یہ سب احکام مذکورہ (متعلقہ میراث یا جمیع احکام یتامیٰ کے) خداوندی ضابطے ہیں اور جو شخص اللہ اور رسول کی پوری اطاعت کرے گا (یعنی ان ضابطوں کی پابندی کرے گا) اللہ تعالیٰ اسکو ایسی بہشتوں میں (فوراً) داخل کردیں گے جن کے محلات کے) نیچے نہریں جاری ہوں گی ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانے گا اور بالکل ہی[1] اس کے ضابطوں سے نکل جاوے گا (یعنی پابندی کو ضروری بھی نہ سمجھیگا اور یہ حالت کفر کی ہے) اس کو (دوزخ کی) آگ میں داخل کردیں گے اس طور سے کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیگا اور اسکو ایسی سزا ہوگی جس میں ذلت بھی ہے **ف** یطع اور یتعد حدودہ کی جو تفسیر کی گئی ہے اس بنا پر اس آیت میں دو قسم کے لوگوں کا مذکور ہے ایک مطیع کامل۔ دوسرا عاصی کامل اور ایک قسم اس میں غیر مذکور ہے یعنی اعتقاداً مطیع ہو اور عملاً تقصیر ار ہو اس کا حکم دوسری آیتوں میں موجود ہے کہ مستحق سزا ہے لیکن اخیر میں نجات ہے اور خود یہاں بھی غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جب اس کی حالت بین بین ہے تو جزا بھی بین بین ہوگی یعنی کچھ عذاب کچھ ثواب اور ظاہر ہے کہ ثواب کا مقدم اور عذاب کا مؤخر ہونا تو احتمال باطل ہے پس عکس متعین ہو گیا پس آخر میں نجات ثابت ہوئی اور فوراً کے معنی یہ ہیں کہ بلا عذاب جنت میں جاوے گا اور بالکل نکل جانا کفر کے ساتھ خاص اس لئے ہے کہ اعتقاد رکھنا بھی تو ایک ضابطہ ہے جو معتقد ہے وہ بالکل خارج نہیں اور یہ احتمال باطل ہے کہ کوئی عمل کرے اور اعتقاد نکر کیونکہ قبول عمل کے لئے اعتقاد شرط ہے پس وہ عمل بھی منتفی رہے گا وہ بھی بالکلیہ خروج رہا۔ **ربط** جاہلیت میں جیسے یتامیٰ اور موارثت کے معاملہ میں بہت سی بے اعتدالیاں تھیں جنکی اصلاح اوپر کی آیات میں مذکور ہوئی اسی طرح عورتوں کے معاملہ میں بھی طرح طرح کی رسوم قبیحہ اور بے عنوانیاں شائع تھیں مثلاً ان کو طرح طرح سے ایذائیں پہنچاتے تھے ان کو تنگ کرتے تھے جنسے نکاح کرلیا کرتے تھے۔ وعلیٰ ہذا۔ آگے الرجال قوامون تک ان معاملات

[1] لفظ بالکل کی لان الخروج عام بصیغۃ الکون جمیعا معرفا بالاضافۃ والصحیح الاستثناء منہ فلا دلیل فی الآیۃ للمعتزلۃ کما اوضحتہ فی ف باوسع بیان فافہم ۱۲

ف اصلاح فرمائی ہے اور ظاہر ہے کہ اس آیت میں اور اس سے پہلی آیت میں جو خطاب ہے وہ عام ہے اس لئے اس آیت کے مخاطب بھی وہی لوگ ہیں جن کی اصلاح پہلی آیت میں مذکور ہوئی ہے اور ان جملوں میں اور اس آیت میں اصلاح ہی کی تتمہ ہوا ہے اور تاکید ہوا ہے اور تاکید اصلاح ہی کی ہوتی ہے

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً

اور جو عورتیں بے حیائی کا کام کریں تمھاری بیبیوں میں سے سو تم لوگ ان عورتوں پر چار آدمی اپنوں میں سے گواہ کرو

مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ

سو اگر وہ گواہی دیدیں تو تم ان کو گھروں کے اندر مقید رکھو یہاں تک کہ موت ان کا خاتمہ کردے

اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ۝ وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ

یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی اور راہ تجویز فرمادیں - اور جو دو شخص بھی وہ بے حیائی کا کام کریں تم میں سے تو ان دونوں کو اذیت پہنچاؤ پھر

تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝

توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں تو ان دونوں سے کچھ تعرض نہ کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والے ہیں رحمت والے ہیں

حکم ہشتم سیاست زانیہ وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ الی قولہ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝

اور جو عورتیں بے حیائی کا کام (یعنی زنا) کریں تمھاری (منکوحہ) بیبیوں میں سے سو تم لوگ ان عورتوں (کے اس فعل) پر چار آدمی اپنوں میں سے (یعنی آزاد عاقل بالغ مذکر) گواہ کرلو (تاکہ ان کی گواہی پر حکام سزائے آئندہ جاری کریں) سو اگر وہ گواہی دیدیں تو (ان کی سزا یہ ہے کہ) تم ان کو (بحکم حاکم) گھروں کے اندر (بیباعثہ) مقید رکھو یہاں تک کہ دیا تو) موت ان کا خاتمہ کردے (اور) یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی اور راہ (یعنی حکم ثانی) تجویز فرمادیں (چنانچہ بعد میں جو حکم ثانی تجویز ہوا وہ ف میں آوے گا اور (سزائے زنا میں کچھ زن منکوحہ کی تخصیص نہیں بلکہ) جو سی دو شخص بھی وہ بے حیائی کا کام (یعنی زنا) کریں تم میں سے (یعنی بالغ عاقل مسلمانوں میں سی) تو ان دونوں کو اذیت پہنچاؤ پھر (بعد اذیت پہنچانے کے) اگر وہ دونوں (گذشتہ سے) توبہ کرلیں اور (آئندہ کے لئے اپنی) اصلاح کرلیں (یعنی پھر ایسا فعل ان سے سرزد نہ ہو) تو ان دونوں سے کچھ تعرض نہ کرو (کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنیوالے ہیں رحمت والے ہیں (اس لئے اپنی رحمت سے اللہ تعالیٰ نے ان کی خطا معاف کردی پھر تم کو بھی ان کے درپے نہ ہونا چاہیے

ف یہ جو کہا گیا جن سے دو شخص بھی اس میں نکاح اور بے نکاح والی عورت اور نکاح اور بے نکاح والا مرد سب آگئے پس چاروں کا حکم مذکور ہوگیا ان کا یہ حکم ابتدا میں تھا کہ اذیت تو سب کو پہنچائی جاوے جسکا طریقہ صرف منکوحہ عورت کے لئے تو بیان فرمایا کہ ان کو مقید رکھو اور باقیوں کے لئے طریقہ بیان نہیں فرمایا ظاہر یہ ہے کہ حکام اسلامی کی رائے پر تھا جس طریق سے مصلحت زجر حاصل ہو جاوے خواہ زبان سے یا ہاتھ سے پھر وہ حکم ثانی بعد میں نازل ہوا جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وہ سبیل رشاد فرمادی ہے تو تم لوگ سمجھ لو یاد کرلو کہ ناکتخدا کے لئے سو دُرّے اور کتخدا کے لئے سنگساری کما فی الصحاح پس اس آیت کا حکم نسخ ہے مسئلہ زنا کے گواہ چار مرد مسلمان عاقل بالغ آزاد شرط ہیں اور حکم میں اس طرف اشارہ بھی ہے کیونکہ مخاطب ایسے ہی لوگ ہیں مسئلہ بدون حکام کے دوسرا شخص بہ سزا نہیں جاری کرسکتا المسلمان من الہدایہ - اور سیاسۃ کو واضح کردینے سے یہ شبہ دفع ہوگیا کہ گھروں میں محفوظ رکھنا تو شوہر کا منصب ہے پھر یہ سزا کیا ہوئی وجہ دفع

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فان تابا واصلحا فاعرضوا عنهما فیہ عدم التغریب علی الثالب فانہ ایذاء بلا ضرورۃ بل قد یکون فیہ فتح باب الفجور علیہ -

ترجمہ

قولہ تعالیٰ فان تابا واصلحا فاعرضوا عنهما اس میں دلالت ہے اس پر کہ ثالب پر طعن تشنیع نہ چاہیے کہ یہ ایذاء پہنچانا ہے بلا ضرورت بلکہ کبھی اس میں دروازہ شر کا مفتوح کرنا ہے -

ملحقات الترجمہ

۱ **قولہ** گواہ کرلو اشارہ الی ان الخطاب کما قال بعضہم للازواج وقال بعضہم للحکام فیکون معنی الاستشہاد المطلوب الشہود من الزوج القاذف فتفطن

۲ **قولہ** قد ترجمہ و الّٰتِیْ ان سزائے زنا میں لم یقل اس سزا میں لان الرجال لم یحبل لہما بما ذکر بل ابتداء وقوعہا کان تخصیص نہیں اشارۃ الی ان المراد باللذان ہما الزانی والزانیۃ تغلیبا وفائدۃ التعمیم بعد التخصیص ولم یحمل علی اللواطۃ لان الصحابی کما فی روح المعانی لم یتمسکوا بالآیۃ لما اختلفوا فی حکمہا اھ

۳ **قولہ** عاقل بالغ مسلمانوں فالمراد من ضمیر المخاطب ہؤلاء کما ذکر

۱۲

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ

توبہ جس کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ توبہ ان ہی کی ہے جو حماقت سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر قریب ہی وقت میں توبہ کر لیتے ہیں

فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ○ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ

سو ایسوں پر تو خدا تعالیٰ توجہ فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں حکمت والے ہیں۔ اور ایسوں کی توبہ نہیں جو گناہ کرتے

يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ

رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت ہی آ کھڑی ہوئی تو کہنے لگا کہ میں اب توبہ کرتا ہوں

الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا

اور نہ ان لوگوں کی جن کو حالت کفر پر موت آجاتی ہے ان لوگوں کے لئے ہم نے ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔

یہ کہ وہ رکھنا سیاست کے لئے نہیں اور بعد توبہ کے جو فرمایا کہ تعرض مت کرو اس کا مطلب یہ نہیں کہ سزا نہ دو کیونکہ یہ توبہ سزا کے بعد منہ کو ہے لہٰذا الفاظ علیہ بلکہ سزا کے بعد پھر ملامت مت کرو اور زیادہ سزا مت دو بخلاف غیر تائب کے کہ ملامت اس پر درست ہے جیسا کہ عائد پر دوبارہ پھر سزا ہے **ربط** اوپر کی آیت میں توبہ کا مذکور تھا آگے اس توبہ کے قبول وعدم قبول کی صورتیں مذکور ہیں **شرط قبول توبہ** اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ (**الی قولہ**) أُولٰٓئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ○ توبہ جس کا قبول کرنا (حسب وعدہ) اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ توبہ ان ہی کی ہے جو حماقت سے کوئی گناہ (صغیرہ ہو یا کبیرہ ہو) کر بیٹھتے ہیں پھر قریب ہی وقت میں (یعنی قبل حضور موت جس کے معنی آگے آتے ہیں) توبہ کر لیتے ہیں سو ایسوں پر تو خدا تعالیٰ (قبول توبہ کے ساتھ) توجہ فرماتے ہیں (یعنی توبہ قبول کر لیتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں (کہ کس نے دل سے توبہ کی) حکمت والے ہیں (کہ دل سے توبہ نہ کرنے والے کو فضیحت نہیں کرتے) اور ایسے لوگوں کی توبہ (قبول) نہیں جو (برابر) گناہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت ہی آ کھڑی ہوئی (حضور موت کا مطلب یہ ہے کہ اس دوسرے عالم کی چیزیں نظر آنے لگیں) تو کہنے لگا کہ میں اب توبہ کرتا ہوں (پس نہ تو ایسوں کی توبہ مقبول) اور نہ ان لوگوں کی (توبہ یعنی ایمان ایسے ہی وقت کا مقبول) جن کو حالت کفر پر موت آجاتی ہے ان (کافر) لوگوں کے لئے ہم نے ایک دردناک سزا (یعنی عقوبت دوزخ) تیار کر رکھی ہے **ف** سزا پر گناہ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ بار بار کرتے ہیں بلکہ اگر ایک بار بھی گناہ کر کے اس سے توبہ نہ کی تو بوجہ اس کے کہ یہ اصرار ہے اور اصرار حکم عود میں ہے اس لئے اس کو بھی مثل بار بار گناہ کرنے کے کہا جاوے گا یہ مطلب ہے برابر کرنے کا۔ اور جاننا چاہیئے کہ قریب کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ زندگی سونا امیدی ہو جاوے لیکن اب تک اس عالم کے احوال اور اہوال نہیں نظر آئے اس حالت کو یاس یا دخانی سے کہنا مناسب ہے، اور دوسرے یہ کہ احوال بھی نظر آنے لگیں سکو حالت یاس یا موجدہ سے کہنا زیبا ہے پس پہلی حالت یعنی یاس یا دخانیہ میں تو کا فر کا ایمان لانا اور عاصی کی توبہ کرنا دونوں مقبول

النحو قولہ من قریب فی روح المعانی من بعیدۃ حصل ایمن جو و الحصیۃ وحضور الموت زماناً قریباً فعلی ای جزء من اجزاء ذلک الزمان کما تاب فرعون فی بعض اجزاء زمان قریب حتی حرف (ابتداء غایۃ) لما قبلہا بعدا غایۃ لما بعدہا ای یلیہ التوبۃ لقوم یعلمون (اہل حضور موتہم) قولہم **السلامۃ** فی روح وفی الایمان ثم فی قولہم یتوبون یدان بصحۃ خطوہ تعالیٰ اعتقد کر سوب اللہ ہذا وحدہ انوفا وسکاوندہ سبحانہ اولا

فلانکرار۔ قولہ السیئات جمعت باعتبار تکرر وقوعہا فی الزمان المدید لا لان المراد بہا جمیع انواعہا اذ قلت لکن لیکن یراعم من الحقیقی والحکمی ای الاصرار کما وصفت فی اول فہ۔ قولہ قال فی بنت العز ای ہذا قول الحاضرو ذکرہ بصیغۃ الوقت وانما قال علی تاب لانہا طاذ ذکک من درطۃ الاغترار والنجی عن لجۃ توبۃ ۱۲

تحقیقات الفتر جمہ ۵ قولہ جس کا قبول کرنا اشارۃ الی تقدیر

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجہالۃ ثم یتوبون من قریب فاولئک یتوب اللہ علیہم وکان اللہ علیما حکیما

سمی اللہ تعالیٰ ارتکاب مالا ینبغی بالعاقل وان کان مع العلم والعمد جہالۃ کما فی قولہ ؎

الا یجہلن احد علینا فنجہل فوق جہل الجاہلینا

فقد اصل قول الصوفیۃ فی تفسیر القلب بالاعتقاد الجازم مع غلبۃ الحال حیث سمی فقد ہ جہالۃ۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ

انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجہالۃ ای بسبب امر کے ارتکاب کا جو عاقل کی شان کے لائق نہ ہو بجہالت سے تعبیر کرنا اس علم اور عمل ہی کی اس کا صدور ہوا ہو دلیل ہے صوفیہ کی اس تفسیر کا کہ وہ یقین کے معنی کہتے ہیں اعتقاد جازم مطابق واقع مع غلبہ حال کہ قرآن مجید اس کے فقدان کو جہالت کہا گیا ہے۔

ثم الکلام ہکذا انما تقبل التوبۃ علی اللہ او فعلی اللہ متعلق بالتوبۃ وللذین یعملون خبر التوبۃ ۱۲

۲ قولہ حسب وعدہ فلا دلیل فیہ للمعتزلۃ ۱۲

۳ قولہ فی ترجمۃ السوء کوئی گناہ فالم یخصص ۱۲

۴ قولہ یعنی قبل حضور موت دلیل ہذا التفسیر ما سیاتی من قولہ حتی اذا حضر احدہم الموت ۱۲ **۵ قولہ** فی ترجمۃ ولا الذین ایمان ایسے ہی وقت کا اشارۃ الی ان قید حضور الموت مرعی ایضاً فی توبۃ ہولا ء الکفار الذین یرب

۴ عدم النفع ہے علی مرتہم علی الکفار ۱۲ **۵ قولہ** فی ترجمۃ اولئک کافرا فادفع بہ تمسک لوصیہ علی تعذیب اصحاۃ لاحطاۃ بتخصیصہا بالکافر ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ

اے ایمان والو تم کو یہ بات حلال نہیں کہ عورتوں کے جبراً مالک ہو جاؤ

ہیں اور دوسری حالت یعنی یاس یا موجودہ میں دونوں غیر مقبول محققین[۱] کا یہی مذہب ہے اور ظاہر قرآن سے یہی مفہوم ہوتا ہے کذا فی الکبیر۔ اور جن کے دوسرے اقوال ہیں وہ آیت کی توجیہ اور طور پر کر لیں گے واللہ اعلم اور جاننا چاہئے کہ یہ جو فرمایا کہ حماقت سے الخ یہ قید واقعی ہے احترازی اور شرطی نہیں کیونکہ ہمیشہ گناہ[۲] حماقت ہی سے ہوتا ہے جس کو اپنے نفع وضرر کی پروا نہ ہو اس سے بڑھکر کیا حماقت ہوگی اور جاننا چاہیئے کہ سوء اور سیئات دونوں جگہ اپنے عموم کو ہر عمل بد حتی کہ کفر کو بھی شامل ہے اور قانون کلی سے ایمان کا مقبول یا نا مقبول ہونا معلوم ہو گیا تھا لیکن کفار کے ایمان عند الیاس کا نامقبول ہونا پھر نصر کا شاید اس لئے بیان فرمایا ہو کہ اہل کفر کی تسویف و تاخیر کی تقبیح اچھی طرح واضح ہو جائے واللہ اعلم اور عاصی کے حق میں جو فرمایا کہ تو بہ وقت حضور موت کے مقبول نہیں یعنی وعدۂ مغفرت اس پر مرتب نہیں اور ویسے اگر مشیت سے متفضل ہو جاوے کوئی امر مانع نہیں۔ اور بعض محققین[۳] نے ولا الذین یموتون کی اور تقدیر کی ہے کہ جو شخص ساری عمر کفر پر رہا حتی کہ اسی پر اس کا خاتمہ ہو گیا اور وہ کسی جزو عمر میں دوسرے گناہوں سے توبہ کرے لیکن مسلمان ہو تو اس کی وہ توبہ جو کفر ہوں سے کی ہے مقبول نہیں کیونکہ ایمان منجملہ شرائط قبول توبہ ہے جیسا تحصیل حاصل بھی محذوف بھی شرط ہے۔

ربط حکم ہشتم کے قبل بیان ہو چکا ہے کہ یہاں سے ان رسوم قبیحہ کا ابطال ہے جو عورتوں کے باب میں متعارف تھیں سو منجملہ ان رسوم کے ایک رسم یہ تھی کہ جب کوئی شخص مرجاتا تو اس کا وارث جس طرح اس کا مال لیتا اسی طرح اس کی بیوی کو بھی اپنی میراث اور ملک سمجھتا اگر دل چاہتا اس سے جبراً خود نکاح کر لیتا اور اگر چاہتا دوسرے سے نکاح کر دیتا اور کبھی بے رغبتی کے سبب تو خود نکاح کرتا اور نہ دوسرے سے اس لئے نکاح کرے دیتا کہ اپنا مال دولت اپنے ساتھ لے جاوے گی غرض یوں ہی اس کو محبوس محبوس رکھتا یا تو وہ اپنا مال متاع اس کو دے دیتی تب اس کی جان چھوٹتی اور یا وہ اسی کے گھر مر جاتی تو اس کے مرنے پیچھے اس کی چیز پر قبضہ کرتا اور میت کے مال سے بھی عورت کو حصہ نہ دیتے یہ تو کار روائی وارث کیا کرتے اور کبھی خود شوہر بلا قصور اپنی عورت کے ساتھ بے عنوانی کرتا کہ نہ تو اس کے حقوق زوجیت ادا کرتا اور نہ مفت اس کو طلاق دیتا کہ دوسرے گھر کو بسائے بلکہ اس کو اس امر پر مجبور کرتا کہ وہ اس کو کچھ مال دے جب یہ اس کو چھوڑے چنانچہ اس کو ایسا کرنا پڑتا تھا بلکہ کبھی طلاق دے دینے کے بعد[۴] اس کو نکاح نہ کرنے دیتا جب تک وہ اس کو کچھ مال نہ دیتی اگلی آیت میں بفاحشۂ مبینہ تک عام[۵] الفاظ میں جس میں یہ سب امور داخل ہیں ان رسوم کی ممانعت فرماتے ہیں پھر عاشر و ہن سے صرف شوہروں کو ادائے حقوق زوجات کے متعلق خطاب فرماتے ہیں۔ **حکم نہم ظلم بر نساء** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا اے ایمان والو تم کو یہ بات حلال نہیں کہ عورتوں کے (مال یا جان کے) جبراً مالک ہو جاؤ (مال کا مالک ہونا تین طرح ہے ایک یہ کہ اس عورت کا جو حق شرعی میراث میں ہے اس کو خود لے لیا جاوے اس کو نہ دیا جاوے اور دوسرے یہ کہ اس کو نکاح نہ کرنے دیا

العربیۃ والبلاغۃ النساء اما مفعول ثان لترثوا علی ان کین بمعنی الوراثۃ ای ترثوا من لمیت النساء او مفعول اول لہ والمعنی لا یحل لکم ان تاخذوا المال بطریق الارث ای ترثوا من النساء فافہم ۱۲

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم من طریق علی عن ابن عباس قال کان الرجل اذا مات ترک جاریۃ (صفاء عندی شابۃ) القی علیہا حمیمہ ثوبہ فمنعہا من الناس فان کانت جمیلۃ تزوجہا وان کانت دمیمۃ حبسہا حتی تموت فیرثہا۔ وفی روایۃ البخاری وابی داؤد کانوا اذا مات الرجل کان اولیاء احق بامراۃ ان شاء بعضہم تزوجہا وان شاء وا زوجوہا وان شاء وا لم یزوجوہا فہم احق بہا من اہلہا فنزلت ہذہ الآیۃ فی ذلک اخرج ابن المنذر عن عکرمۃ قال نزلت ہذہ الآیۃ فی کبیشۃ ابنۃ عن ابن عاصم من الاوس کانت عند ابی قیس بن الاسلت فتوفی عنہا فجنح علیہا ابنہ فی رات الجنی صلی اللہ علیہ وسلم فقالا انا ورثنا زوجی ولا انا ترکت فلم ینزل فی المعالم قال ابن عباس فی قولہ تعالیٰ ولا تعضلوہن ہذا فی الرجل یکون لالمرءۃ وہو کارہ لصحبتہا وہا علیہ مہر فیضا رہا لتفتدی منہ فامرہ اللہ تعالیٰ ان یخلی سبیلہا ان ابتہا من المہر فنہی اللہ تعالیٰ عن ذلک ۱۲

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ فی محققین لا یشکل کونہ خلاف الظاہر فی بعض کتب الفقہ لان محل ذلک فی تعلیم الاحکام الفقہیۃ للمستفتی بالدنیا فتامل ۱۲

[۲] قولہ گناہ حماقت ہی سے ہوتا ہے بعض السفہ لا عدم العلم فلہ اذ نب مع العلم کانت التوبۃ غیر مقبولۃ وانما کان حماقۃ للذہول عن کنہ ما فیہ من العقوبۃ کما فی قول الشاعر ۱۵ الا لا یجہلن احد علینا فنجہل فوق جہل الجاہلینا کذا فی روح المعانی اخرج عبد الرزاق وابن جریر عن قتادہ قال ہو مجمع اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم قراءۃ ان کل شیء عصی بہ فہو جہالۃ عمدا کان او غیرہ ۱۲

[۳] قولہ بعض محققین ویلزم علی ہذا کون الکافر مکلفا بالفروع کما ہو مذہب البعض صحابانی المبنی عندی عدمہ ۱۲

[۴] قولہ بعد اس کو نکاح نہ کرنے دیتا الخ ای الی انقضاء العدۃ کما فی الآخرۃ لانی احکام الدنیا والمراد بالاحکام ہنا ما یعم الحقیقۃ والحکمیۃ کالحرمۃ المؤبدۃ ۱۲

[۵] قولہ بفاحشۃ مبینۃ تک عام الخ لفظی واللہ اعلم

[۶] قولہ فی التمہید عام الفاظ میں فقہی اکثر الالفاظ عموم المجاز فالخطاب عام للاولیاء والافراد والوارث عام فی المطلق

وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ

اور ان عورتوں کو اس غرض سے مقید مت کرو کہ جو کچھ تم لوگوں نے ان کو دیا ہو اس میں کا کوئی حصہ وصول کر لو مگر یہ کہ وہ عورتیں کوئی صریح ناشائستہ

مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى

حرکت کریں۔ اور ان عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گذران کیا کرو۔ اور اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم

اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝

ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر کوئی بڑی منفعت رکھدے

دیا جاوے یہاں تک کہ وہ یہاں ہی مرجاوے پھر اس کا مال لے لیں یا اپنے ہاتھ سے کچھ دے تیسرے یہ کہ خاوند اس کو بے وجہ مجبور کرے کہ وہ اس کو کچھ مال دے تب یہ اس کو چھوڑے۔ اول اور تیسری صورت میں جبر کی قید سے یہ فائدہ ہے کہ اگر یہ امور بالکل عورت کی خوشی سے ہوں جائز اور حلال ہیں اور دوسری صورت میں یہ جبر واقع میں نکاح سے روکنے میں ہے جس سے غرض مال لینا تھا اس لئے لفظوں میں اس سے متعلق کر دیا اس کو بھی وہی فائدہ ہو یعنی اگر وہ اپنی خوشی سے نکاح نہ کرے تو ان لوگوں کو گناہ نہیں اور جان کا مالک جو یہ تھا کہ مرد کی عورت کو مثل مال مرہ کے اپنی میراث سمجھتے تھا اس صورت میں جبر کو دخل نہ ہو کہ وارث ایسا کرتے تھے یہ نہیں کہ عورت اگر راضی ہو تو وہ صحیح میراث اور مال ہو جاوے گی) وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا (الی قولہ) وَيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ اور ان عورتوں کو اس غرض سے مقید مت کرو کہ جو کچھ تم لوگوں نے (یعنی خود تم نے یا تمہارے عزیزوں نے) ان کو دیا ہے اس میں کا کوئی حصہ (بھی ان سے) وصول کر لو (اس مضمون میں بھی تین صورتیں آگئیں ایک یہ کہ میت کا وارث اس میت کی بیوی کو نکاح نہ کرنے دیتا تاکہ ہم کو یہ کچھ دے، دوسرے یہ کہ خاوند اس کو مجبور کرتا کہ مجھ کو کچھ دے تب چھوڑوں تیسرے یہ کہ خاوند طلاق دینے کے بعد بھی بدون کچھ لئے اس کو نکاح نہ کرنے دیتا۔ یہاں کی پہلی صورت اوپر کی دوسری صورت کا ایک جزو ہے اور یہاں کی دوسری صورت اوپر کی تیسری صورت ہے اور وہاں کی پہلی صورت اور یہاں کی تیسری صورت الگ الگ ہے مگر (بعض صورتوں میں اگر) سے مال لینا یا ان کو مقید کرنا جائز ہے وہ) یہ کہ وہ عورتیں کوئی صریح ناشائستہ حرکت کریں (اس میں بھی تین صورتیں آگئیں ایک یہ کہ ناشائستہ حرکت نافرمانی شوہر کی اور بدخلقی ہو تو خاوند کو جائز ہے کہ اس کو بدون مال لئے ہوئے جو مہر سے زیادہ نہ ہو اس کو نہ چھوڑے، دوسرے یہ کہ ناشائستہ حرکت زنا ہو تو ابتدائے اسلام میں قبل نزول حد خاوند کو جائز تھا کہ اس جرمانہ میں اس سے پنا دیا ہوا مال واپس لے لیا اور اس کو نکال دے اب یہ حکم منسوخ ہے زنا سے مہر کا واجب ساقط نہیں ہوتا ان دو صورتوں میں تو مال لیا جاوے گا اور تیسری صورت یہ کہ ناشائستہ حرکت زنا ہو تو خاوند کو اور نیز دوسرے ورثہ کو جیسا کہ شرع رکوع میں مذکور ہے بطور سزا کے بحکم حاکم عورتوں کو گھروں کے اندر مقید رکھنا جائز تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا پس یہ مقید رکھنا

العربیۃ والبلاغۃ المراد من قولہ تعالیٰ لتذھبوا ان یذھب الیکم بعض ما اٰتیتموھن وتأخذوہ منھن لکونہ لعدم رضاھن علی اصطلاح منھن مزلہ الغصب وغیر عن ذلک بالذھاب والاخذ والاذھاب للمبالغۃ فی تحقیق بیان تقصیرھن فی کل منھا فخطر شیخ الاخذ والاذھاب بالکل فتح فتح وضمہ علی صیغۃ الفاعل کما ھیل للازم یجیئ تھی والمتکلم ای مبینۃ حال صاحبھا وقرأ ابن کثیر وابوبکر عن عاصم مبینۃ علی صیغۃ المفعول ای کلہ من بیت المعانی ۱۲

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن جریر عن ابن زید قال کانت قریش

بمکۃ یتزوج الرجل منھم المراۃ الشریفۃ فلعلھا لا تلد فیغار فیطلقھا فنھوا عن ذلک ۱۲ منہ

الا ان ذہ فیاتی بالسنھو فیکتب لک علیھا فاذا اخذھا خاطب فان اعطتہ الذی لھا والا اعضلھا واخرج عبدالرزاق وغیرہ عن عطاء کان الرجل فی الجاھلیۃ اذا مات ابوہ او حمیہ او ابنہ او اخوہ او ابن عمہ فھو احق بامرأتہ فی حبسھا ان شاء بعضھن او زوجھا ان شاء او زوجھا ان شاء او حبسھا ان شاء فنزلت ھذہ الآیۃ فی ذلک ۱۲ منہ

مخفیات الترجمہ قولہ عورت الخ یہاں لفظ عورت نہیں کہ عورت کا مال لینا کیونکر جائز ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قید اتفاقی ہے فائدہ تخصیص کا نہیں ۱۲ منہ

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا۔ ھو اصل لفاء رأیہ مع اختیار اللہ تعالیٰ لعبدہ

قولہ تعالیٰ فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا حق تعالیٰ کی تجویز کے سامنے اپنی رائے کو فنا کر دینے کی اس میں اصل ہے ۱۲

ھو تفعلون بالاکراہ ھذہ الفعلۃ القبیحۃ التی لا یحل لو کان بالرضا فضلا عن الاکراہ ۱۲ منہ قولہ فی ترجمۃ المتن ھن کذا بخطہ بالنون الخطاب علی لغۃ من یلزم النون الاخیرۃ من الافعال الخمسۃ فی الاتصال بھذا المرجع ۱۲ منہ قولہ فی ترجمۃ بعض ما کو فی الحصۃ لبعض اشارۃ الی ان عدم الاذھاب بالکل منفی بالاولی ۱۲ منہ قولہ فی الفرق بین الثلثۃ الاولی و الاخری جزوی وبھذا القدر حصل الفرق لان الجزء والکل متغایران ۱۲ منہ قولہ بھتانا ک دوسری صورت اوپر کی تیسری والمراد بالبھتان ھو الکذب لا خلاف العلماء بین فتنھر فیح شیئا واحدا من الصحیحتین لکونہ کبارا بل لکونہ مما کان علیہ اھل الجاھلیۃ ۱۲ منہ قولہ ضعیف وھی المراۃ مثلا ۱۲ منہ قولہ بعد ترجمۃ الفاحشۃ نافرمانی الی قولہ زیادہ ان الجاھلیۃ کان الرجل اذا مات ابوہ او حمیہ او ابنہ او اخوہ او ابن عمہ فھو احق بامرأتہ ان شاء بعضھن او زوجھا ان شاء او زوجھا ان شاء او حبسھا ان شاء فنزلت ھذہ الآیۃ فی ذلک ۱۲ منہ قولہ حاوند کو الخ فلکن الخطاب بقولہ تعالیٰ فامسکوھن فی ابتداء

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا

اور اگر تم بجائے ایک بیوی کے دوسری بیوی کرنا چاہو اور تم اس ایک کو انبار کا انبار مال دے چکے ہو

فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ۭ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

تو تم اس میں سے کچھ مت لو کیا تم اس کو لیتے ہو بہتان رکھکر اور صریح گناہ کے مرتکب ہو کر

بطور سزا کے ہو گا بغرض وصول مال کے نہ ہو گا پس استثنا مطلق عضل سے ہو گا یا بعضل مقید بغرض اذہاب آگے خاص شوہروں کو حکم ہے) اور ان عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گذران کیا کرو (یعنی خوش اخلاقی اور نان نفقہ کی برابری) اور اگر (بمقتضائے طبیعت) وہ تم کو ناپسند ہوں (اور ان کی طرف سے کوئی امر ناپسندیدگی کا موجب واقع ہو) تو (تم بمقتضائے عقل یہ سمجھکر برداشت کرو کہ) ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر کوئی بڑی منفعت (دنیوی یا دینی) رکھدے (مثلاً وہ تمہاری خدمت گذار اور آرام رساں اور ہمدرد ہو یہ دنیا کی منفعت ہے یا اس سے کوئی اولاد پیدا ہو کر بچپن میں مرجاوے یا زندہ رہے اور صالح ہو جو ذخیرۂ آخرت ہو جاوے۔ یا افضل درجہ ناپسند چیز پر صبر کرنے کی فضیلت تو ضرور ہی ملے گی) **ربط** اوپر کی آیت میں استثناء الا ان یاتین کی عموم و اطلاق سے یہ معلوم ہوا کہ اگر عورت کی جانب سے کوئی خرابی ہو تو چھوڑنے میں اس سے مال لینا جو کہ مہر سے زائد ہو جائز ہے اور حالتوں میں درست نہیں ان میں ایک حالت یہ تھی کہ پہلی منکوحہ سے رغبت نہ رہی دوسری عورت سے رغبت ہوئی اس سے نکاح کرنا چاہا اور اس کے مہر دینے کی یہ تجویز سوچی کہ پہلی بیوی سے دیا ہوا روپیہ کسی طرح وصول کر کے یا اگر نہ دیا ہو تو اس سے معاف کرا کر وہی اس دوسری کو دیدیں تاکہ مطلوب حاصل ہو جائے اور گرہ سے مہر نہ دینا پڑے اس غرض کے حاصل کرنے کے لئے کبھی تو زوجۂ سابقہ کو تہمت لگا دیتے تاکہ اس سے مال لینے میں اپنے اوپر کوئی الزام نہ آوے اور کبھی ویسے ہی پریشان کرتے تاکہ وہ اپنی جان بچانے کے لئے اس کو روپیہ دے یا معاف کرے آیت آئندہ میں اس کی ممانعت ہے پس اس کا مضمون ماقبل کا گویا تتمہ ہے **عدم استیفاء مہر بلا نشوز زوجہ** وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ (الی قولہ) اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ اور اگر تم (خود اپنی رغبت کی وجہ سے) بجائے ایک بیوی کے (یعنی پہلی کی) دوسری بیوی کرنا چاہو اور پہلی بیوی کا کوئی قصور نہ ہو) اور تم اس ایک کو (مہر میں یا ویسے ہی بطور ہبہ کے) انبار کا انبار مال دے چکے ہو (خواہ ہاتھ میں یا خاص مہر صرف مساہ۔ میں دیا کیا ہو) تو تم اس (دیئے ہوئے یا معاف کئے ہوئے) میں سے (عورت کو تنگ کر کے) کچھ بھی (واپس) مت لو (اور معاف کرانا بھی حکماً واپس لینا ہے) کیا تم اس کو (واپس لیتے ہو اس کی ذات پر نافرمانی یا بدکاری کا) بہتان رکھکر اور (اس کے مال میں) صریح گناہ (یعنی ظلم) کے مرتکب ہو کر (خواہ بہتان

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ قبل ترجمہ عسی یہ سمجھکر برداشت کرو اخارۃ الی حذف الجزاء من قولہ فاعقلوا واصبروا المذکور علمناہ ۱۲ ۲ قولہ فی التمہید یہ تجویز سوچی الخ فی الکبیر المسئلۃ الاولی روی ان الرجل منہم اذا مال الی التزوج بامرأۃ اخری روی زوجتہ نفسہ بالفاحشۃ حتی یلجئہا الی الافتداء منہ بما اعطاہا لیصرفہا الی نزوجہ المرأۃ التی یرید ہا اھ قلت لیس فی الیسیر القرآن فلا یصغر عدم حجیۃ الروایۃ بلا سند ۱۲ ۳ قولہ فی ترجمۃ احدٰھن اس ایک کو العہد بقرینۃ المقام ۱۲ ۴ قولہ فی ترجمۃ اتاخذونہ خواہ ہاتھ میں الخ فی الروح والمراد من الاتیان کما قال الکرخی الالتزام والضمان کما فی قولہ اذا سلمتم ما آتیتم فی الکبیر المسئلۃ الثالثۃ لا فرق بین ما اذا اتاہا الصداق حساً وبین ما اذا لم یوتہا قلت فالاتیان عام من الحسی والحکمی وافاد بقولہ خاص جہلہ ان الالتزام انما یعتبر فی المہر حاضۃ لانی البینۃ لتوقفہا علی القبض ۱۲ ۵ قولہ فی ترجمۃ لا تاخذوا معاف کرانا بھی الخ فلا یرد ان الابراء لیس باخذ ۱۲ ۶ قولہ فی ترجمۃ بھتانا بہتان رکھکر اشار الی ان بہتانا واثما حالان بمعنی اسم الفاعل ای باہتین وآثمین ۱۲

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ

وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واتیتم احداھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا اتاخذونہ بھتانا واثما مبینا عام کما فی تفسیر الکبیر ولما کان عاما خاصۃ اورد لالۃ ان اخذ المال لما کان جوابا خصوصا باتیانہا الفاحشۃ المبینۃ کما سبق فی قولہ تعالیٰ ولا تعضلوھن لتذھبوا ببعض ما اٰتیتموھن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ کان ھذا تنبیہ للناظرین علی انہا ما فاحشۃ وھذا ھو معنی البیہقی دلالۃ وھذا اعلی طریق القوم یتاولون و ینھون عن الموجب کما عن الموجب

ترجمہ قولہ تعالیٰ وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واتیتم احداھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا اتاخذونہ بھتانا واثما مبینا اور اگر تم اللہ تعالیٰ نے لتذھبوا ببعض ما اٰتیتموھن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ میں یہ ذکر فرمایا ہے کہ زوجہ سے دی ہوئی چیز واپس لینا مخصوص ہے عورت کی نافرمانی کے ساتھ اور جب بلوغ میں ۱۲ اس عیب سے مبرا ہو محض بدشوقی سے دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہو اس وقت اس سے کچھ لینا جائز نہیں بالا کے مولوی یہ دیکھنے والوں کو شبہ میں ڈالے گا کہ عورت نے کوئی ناحق حرکت نہیں کی ہوگی اور واقع میں بری ہو اس لئے کو بہتان فرمایا ہے کہ بہتان

وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝

اور تم اس کو کیسے لیتے ہو حالانکہ تم باہم ایک دوسرے سے بے حجابانہ مل چکے ہو اور وہ عورتیں تم سے ایک گاڑھا اقرار لے چکی ہیں

صراحۃً ہو یا کہ اس طور پر دلالۃً ہو کہ اوپر صرف نافرمانی و بدکرداری کی صورت میں اس سے مال لینے کی اجازت تھی پس جب اس سے مال لیا تو گویا اس کو نافرمان و بدکردار دوسروں کے ذہن میں تصور کرایا اور ظلم مالی کی وجہ ظاہر ہے کہ بلا طیب خاطر عورت نے دیا اور ہبہ کی صورت میں ظلم یہی ہے کہ زوجیت موانع رجوع ہبہ سے ہے اور بہتان بھی اسی سے لازم آتا ہے کیونکہ ایسا لینا گویا یہ کہنا ہے کہ میری زوجہ نہ تھی اس کا بہتان ہونا ظاہر ہے کہ اس کو دعوئ زوجیت میں کاذبہ اور معاشرت میں فاسقہ ٹھیراتا ہے)

وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ○ اور تم اس (دیئے ہوئے) کو

(حقیقۃً یا حکماً) کیسے لیتے ہو حالانکہ (علاوہ بہتان و ظلم کے اس لینے سے دوسرا اور بھی مانع ہیں ایک یہ کہ) تم باہم ایک دوسرے سے بے حجابانہ مل چکے ہو (یعنی صحبت ہو چکی ہے یا خلوت صحیحہ کہ وہ بھی حکم صحبت میں ہے بہرحال انھوں نے اپنی ذات تمھارے تمتع و تلذذ کے لئے تمھارے سپرد کر دی ہے اور بدلِ تسلیم ہے پس مبدل منہ کو حاصل کر کے بدل کو واپس لینا یا کہ یہ دینا عقل سلیم کے بالکل خلاف ہے اور اگر وہ مال موہوب تھا تو یہ فضاء اثر زوجیت ہونے کی وجہ سے مانع ہے اور اصل مانع زوجیت ہے) اور (دوسرا مانع یہ کہ) وہ عورتیں تم سے ایک گاڑھا اقرار (یعنی عہد مستحکم) لے چکی ہیں (وہ عہد یہ ہے کہ نکاح کے وقت تم نے مہر اپنے ذمہ رکھا تھا اور عہد کے خلاف کرنا یہ بھی عقل کے نزدیک مذموم ہے اور اگر وہ شے موہوب ہے، تو مشل افضاء کے یہ عہد بھی اثر زوجیت ہونے کی وجہ سے مانع ہے غرض چار موانع کے ہوتے ہوئے واپسی نہایت ہی مذموم ہے)۔

ف مسئلہ اگر عورت کی جانب سے کوئی بدمزاجی وغیرہ واقع ہو تو اس کو رد مہر پر مجبور کرنا اس طرح کہ بدون رد مہر اس کو نہ چھوڑے جائز ہے اور اگر مرد کی جانب سے ناموافقت ہو تو جائز نہیں، اور تم کی تفسیر سے حکم ثانی اور مانع اول کی تقریر سے حکم اول مفہوم ہوتا ہے **مسئلہ** اگر کسی طرف سے کوئی بے عنوانی نہیں ہوئی محض آئندہ کی احتیاط کی وجہ سے کہ قرائن سے موافقت کی امید معلوم نہیں ہوتی خلع کرنا چاہیں اور عورت بطیب خاطر رد مہر کر دے جائز ہے مانع ثانی کی تقریر سے یہ حکم مفہوم ہوتا ہے **مسئلہ** اگر نکاح کے بعد نہ صحبت ہوئی نہ خلوت صحیحہ ہوئی تو پورا مہر ہو گا کہ نہیں ہوا پس اگر ایسی حالت میں طلاق واقع کیا جاوے تو نصف مہر دینا پڑے گا اور نصف ساقط ہو جاوے گا اور یہ حکم مانع ثالث سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ افضاء کو مانع رد مہر فرمایا ہے کہ اس مانع کے ہوتے ہوئے کوئی جزو رد نہ کرو پس جب یہ مانع نہ پایا گیا یہ حکم بھی نہ ہو گا۔ پس بعض جزو واپس ہو سکے گا اور خلع حکم طلاق میں ہے پس اگر اس حالت میں خلع ہوا تو نصف مہر تو طلاق قبل الدخول سے ساقط ہوا اور نصف خلع سے **مسئلہ** اگر نکاح کے وقت مہر بالکل مقرر نہیں ہوا تو اس صورت میں مہر مثل لازم آتا ہے لیکن صرف نکاح سے اس کا کوئی جزو مؤکد نہیں ہوا سو اگر اس حالت میں طلاق ہو تو اصلا مہر نہ دینا پڑے گا البتہ ایک جوڑا دینا پڑتا ہے جس کی تفصیل پارہ سیقول کے حکم سی وسوم میں گذر چکی ہے یہ عدم وجوب مانع رابع سے مفہوم ہوتا ہے **مسئلہ** اور زوجہ کو کوئی شے ہبہ مع القبض کر کے کسی حال میں رجوع نہیں ہو سکتا کیونکہ

اللغات فی المعالم اصل الافضاء الوصول الی الشئ من غیر واسطۃ ۱۲ منہ
قلت لا ریب فی صدق ہذا المعنی علی الخلوۃ الصحیحۃ فان الوصول بھذا المعنی لا یتوقف علی الوصول الحسی اذ لا یلزم العالم الخاص ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱؎ قولہ فی توضیح الایتقات تصور کرایا اخذ

۱؎ المیثاق وہ عہد ہے اخذ تہ من الکبیر عبارت قال ابن عباس ومجاہد المیثاق الغلیظ کلمۃ النکاح المعقودۃ علی الصداق ۱۲ منہ ۲؎ قولہ قبیل فی عرض چار موانع الا اعلم ان المؤثر فی بعض صور المجموع وفی بعضہا الاول بالاقتضاء و اخذ المیثاق الغلیظ لا لوجدان باعتبار المہر فیما قدر قبل الخلوۃ او قبل التسمیۃ ولا یضر وجود المجموع فی بعض الصور لان غایتہ ان فی الباب ان ہذا الباب من العمومات لا یکون ذکرہ مقصودا بذاتہ فلا محذور فی ذلک فافہم لکن ان یکون عادۃ اہل البیت الا فضاء مع الموانع کلہا فتصل الرد علیہم وکونی فی عرض المقام فافہم ۱۲ منہ ۳؎ قولہ فی آخر المسئلۃ الثالثۃ خلع ہوا تتمۃ المسئلۃ انہ لا یلزم بہا شئ استحسانا ومقتضی القیاس ان یجب علیہا النصف لان النصف المہر سقط بالطلاق قبل الدخول وقد التزمت المرأۃ المہر کلہ فیجب علیہا النصف تتمیما للتزمتہ وجہ عدم اللزوم الذی ہو مقتضی الاستحسان ان یراد بالخلع عادۃ حاصل ما یلزم لہا بسبب عوض الا انصف کما فی آخر باب الخلع من الغایۃ والہدایۃ فی حکم المرأۃ اذا اختلعت قبل الدخول علی الف فہو لہا الف ۱۲ منہ

من الکبیر لوجہ الرابع من المسئلۃ الثالثۃ ۱۲ منہ ۴؎ قولہ فی تفسیر الافضاء یعنی صحبت یا خلوت لقولہ فی الروح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن الحسن والاسراء کملہم من تقریر تتمہ المذکور الفا ۱۲ منہ ۵؎ قولہ فی توضیح

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿۲۲﴾

اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ نکاح کیا ہو مگر جو بات گذر گئی گذر گئی۔ بیشک بڑی بے حیائی کی اور نہایت نفرت کی بات ہے اور بہت برا طریقہ ہے

وہاں قدر مشترک موانع اربعہ میں زوجیت ہے اور وہ غیر مرتفع ہے فقط۔ اور خلوت صحیحہ کی تفصیل کتب فقہ میں ہے اور تماخذ و ن کی تفسیر میں جو حقیقۃً یا حکماً کہا گیا ہے حقیقۃً سے مراد وہی حسی ہے اور حکماً سے معاف کرنا **رفع شبہ** اگر کسی کو شبہ ہو کہ حدیث میں تاکید آئی ہے مہر کم مقرر کرنے کی اور اس آیت سے زیادہ کا جواز معلوم ہوتا ہے اس کا دفع یہ ہے کہ یہ جواز مفہوم من القرآن بمعنی صحت و نفاذ ہے اور حدیث میں جواز بمعنی اباحت مطلقہ و عدم کراہت کی نفی ہے پس کچھ تعارض نہیں اور حضرت عمرؓ کا ایک واقعہ میں زیادہ مہر کے جواز کو مان لینا اس لئے تھا کہ سامعین اس کو حرام نہ سمجھنے لگیں پس اس سے کراہت کا عدم ثابت نہیں ہوتا نہ حضرت عمرؓ پر کوئی اعتراض لازم آتا ہے **ربط** بمجملان رسوم قبیحہ جاہلیت کے جملۂ ذکر شروع رکوع سے چلا ہے ایک یہ رسم تھی کہ بعضے حرام عورتوں سے نکاح کر لیا کرتے تھے خلاً اپنی سوتیلی ماں یعنی باپ کی بیوی سے یا ایک بہن کے نکاح میں ہوتے ہوئے دوسری بہن سے اور بعضے حلال عورتوں کو حرام سمجھتے جیسے بنی کی بیوی آگے حکم دہم میں اس کا ابطال فرماتے ہیں اور بمناسبت مقام اور محرمات کی تفصیل بھی ارشاد فرماتے ہیں اور بعض حلال عورتوں کی حلت میں مسلمانوں کو شبہ ہوا تھا جیسے مملوکہ شرعیہ جس کا پہلا شوہر حربی دار الحرب میں ہو ان کی حلت کا بیان بھی فرما دیا کما سیظہر من الروایات فی الحواشی اور نکاح کے بعض شرائط اور اس کے دوسرے متعلقات مہر وغیرہ بھی مذکور فرمائے ہیں ایک رکوع سے زیادہ میں یہی مضامین ہیں حکم دہم

تفصیل محرمات و دیگر احکام متعلقہ نکاح

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا ۖ وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿۲۲﴾ اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ (یا دادا یا نانا) نے نکاح کیا ہو مگر جو (قبیح) جو بات گذر گئی گذر گئی (آئندہ کبھی ایسا نہ ہو بے شک یہ (بات عقلاً بھی) بڑی بے حیائی ہے اور (اہل طبائع سلیمہ کے عرف میں بھی) نہایت نفرت کی بات ہے اور (شرعاً بھی) بہت برا طریقہ ہے **ف** گذر گئی کا مطلب یہ کہ جاہلیت میں بعض لوگ ایسا کرتے تھے مگر شائستہ لوگ اس زمانہ میں بھی اس کو برا جانتے تھے اور اس کو نکاح مقت کہتے تھے اور جو اس نکاح سے اولاد ہوتی تھی اس کو مقتی کہا کرتے تھے کذا فی الکشاف اسی لئے اس میں احقر نے عرف ہر صعار ہے کیونکہ ان کے عرف میں اس کا لقب مقت مشہور تھا۔ اور عقلاً بے حیائی ہونا اور شرعاً بوجہ منہی عنہ ہونے کے اس کا برا طریقہ ہونا ظاہر ہے حتی کہ اگر کوئی ایجاب قبول کر بھی لے وہ نکاح منعقد ہی نہ ہوگا پس باطل محض ہے اسی طرح نساء محرمات آئندہ بھی اس کے اعلیٰ درجے قبح ظاہر کرنے کے لئے بوجوہ اس کی مذمت کے ارشاد فرمائیں مسئلہ نکاح شرعاً حکم ولدی میں ہے جب باپ کی موطوءہ حکمیہ سے نکاح حرام ہے تو جو اس کی موطوءہ حقیقیہ ہو گو بلا نکاح ہو اس سے بدرجۂ اولیٰ نکاح حرام ہے اور یہی مذہب ہے امام اعظم ابو حنیفہؒ کا کہ جس عورت سے باپ نے زنا کیا ہو اس سے بیٹا نکاح نہیں کر سکتا اسی طرح جہاں جہاں نکاح سے تحریم مؤبد ہو جاتی ہے زنا سے بھی ہو جاتی ہے۔

اللغات المقت البغض ۱۲ **النحو** سبیلا نی الکبیر تمیز ۱۲ فعل لازم و فاعلہ ضمیر و سبیلا منصوب تفسیراً لذلک الفاعل کما قال وحسن اولئک رفیقا ۱۲ **البلاغۃ** المقت للمبالغۃ ۱۲ **الروایات فی رفع** المعانی اخرج ابن سعد عن محمد بن کعب قال کان الرجل اذا توفی عن امرأتہ کان ابنہ احق بہا ان ینکحہا ان لم تکن امہ الی قولہ فنزلت ولا تنکحوا ۱۲

فائدۃ فی روح المعانی واعلم ان ہذا النکاح وان لم ینظم فی سلک نکاح المحرمات الآتیۃ مبالغۃ فی الزجر عنہ حیث کان ذلک وایدنا لم فی الحاشیۃ وہذا ہو الوجہ فی تفسیر الاستثناء فی المضعفین بقولہ الا ما قد سلف ۱۲

ملحقات التفسیر بقولہ یا داود الخ اشارۃ الی ان المراد بالآباء الاصول وعلیہ الاجماع ۱۲ **ع** **قولہ** جو گذر گئی گذر گئی الخ اشارۃ الی توجیہ الکلام ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم من النساء الا ما قد سلف فی الروح استثناء متصل مما یستلزمہ النہی فکأنہ قیل لا تستحقون العقاب بنکاح ما نکح آباؤکم الا ما قد سلف وعفی عنہ معفو اھ وھذا ھو المسار الی الطریق لا یقتضی وقوع العقاب بما مضی لا یحضرہ ولا یعتد علیہ ذکرہ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم من النساء الا ما قد سلف صلۃ اہل نسبت کی اس سیرت کی اصل پر کہ تائب خطاء ماضی کی بناء پر تشدد نہیں کرتے اور اس کی تحقیر نہیں کرتے اور اس خطا کے ذکر کا عادہ نہیں کرتے۔

۱۲ بالجملۃ الخ یہ تقریر لا تنکحوا ولا یوجد من ہذا النکاح شیٔ الا ما قد سلف انہ مستقبل فکأنہ قیل لا تستحقون العقاب الا بوجود ہذا النکاح فی المستقبل والمجرۃ لہ انتہاء علی المنہی وبلغ من الشناعۃ والدال علی النہی کما تالوا فی قبیح ما اشنع ان الشنیع قبحہ ظاہر وہذا الوجہ خارج عن الانقسام حاشیۃ اکشاف ہو ابدع من کل ما قالوہ من الوجوہ المشہورۃ فی ہذا الاستثناء فان حملہ علی معنی من مات وکونہ تعلیقا بالمحال لان من مات لا یکون کما ذکرہ کونہ حملا علی معنی لا تحقون العقاب الا اذا قد فعلتم فلا تفعلون علیہ بلائم ذکرہ کون ہذا النکاح مقتا وفاحشۃ لان التقدیر بما یعلم ان عمرو ما نزل ہم بمضمون المعنی لکن قد سلف فہم مقررون علیہ فما لا دلیل علیہ لانہ لم تثبت ولو صلی اللہ علیہ وسلم اقرہ علی ہذا النکاح فافہم ۱۲ **ع** **قولہ** بڑی بے حیائی الخ اشارۃ الی ان المنفور للتضعیف یمکن ان یقال ان بعض ہذہ المادۃ تدل علی الخطاء والبشاعۃ ۱۲ ع

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْأَخِ وَ

تم پر حرام کی گئیں ہیں تمھاری مائیں اور تمھاری بیٹیاں اور تمھاری بہنیں اور تمھاری پھوپھیاں اور تمھاری خالائیں اور بھتیجیاں اور

بَنٰتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْ أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهٰتُ

بھانجیاں اور تمھاری وہ مائیں جنھوں نے تم کو دودھ پلایا ہے اور تمھاری وہ بہنیں جو دودھ پینے کی وجہ سے ہیں اور تمھاری بیبیوں کی

نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَّمْ

مائیں اور تمھاری بیبیوں کی بیٹیاں جو کہ تمھاری پرورش میں رہتی ہیں تمھاری بیبیوں کو کہ جن کے ساتھ تم نے صحبت کی ہو۔ اور اگر تم نے ان

تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ أَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ

بیبیوں سے صحبت نہ کی ہو تو تم کو کوئی گناہ نہیں اور تمھارے ان بیٹوں کی بیبیاں جو کہ تمھاری نسل سے ہوں

وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

اور یہ کہ تم دو بہنوں کو ایک ساتھ رکھو لیکن جو پہلے ہو چکا بے شک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑی رحمت والے ہیں

ثُمَّ حَكَمَ دہم حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ (الی قولہ) إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ تم پر (یہ عورتیں) حرام کی گئی ہیں (یعنی ان سے نکاح کرنا حرام اور باطل ہے اور ان کی کئی قسم ہیں **اول محرمات نسبیہ** وہ یہ ہیں) تمھاری مائیں اور تمھاری بیٹیاں (اور ان میں سب اصول وفروع بلاواسطہ و بلاواسطہ سب داخل ہیں) اور تمھاری بہنیں (خواہ عینی ہوں یا علاتی یا اخیافی) اور تمھاری پھوپھیاں (اس میں باپ کی اور سب مذکر اصول کی تینوں قسم کی بہنیں آگئیں) اور تمھاری خالائیں (اس میں ماں کی اور سب مؤنث اصول کی تینوں قسم کی بہنیں آگئیں) اور بھتیجیاں (اس میں تینوں قسم کے بھائیوں کی اولاد بلاواسطہ و بلاواسطہ سب آگئیں) اور بھانجیاں (اس میں تینوں قسم کی بہنوں کی اولاد بلاواسطہ یا بلاواسطہ سب آگئیں) اور (**قسم دوم محرمات رضاعیہ** وہ یہ ہیں) تمھاری وہ مائیں جنھوں نے تم کو دودھ پلایا ہو (یعنی انا) اور تمھاری وہ بہنیں جو دودھ پینے کی وجہ سے ہیں (یعنی تم نے ان کی حقیقی یا رضاعی ماں کا دودھ پیا ہے یا انھی تمھاری حقیقی یا رضاعی ماں کا دودھ پیا ہے گو مختلف وقت میں پیا ہو) اور (**قسم سوم محرمات بالمصاہرۃ** وہ یہ ہیں) تمھاری بیبیوں کی مائیں (اس میں زوجہ کے سب مؤنث اصول آگئے) اور تمھاری بیبیوں کی بیٹیاں (اس میں زوجہ کے سب مؤنث فروع آگئے) جو کہ عادۃً تمھاری پرورش میں رہتی ہیں (مگر اس میں ایک قید بھی ہے وہ یہ کہ وہ لڑکیاں) اُن بیبیوں سے (ہوں) کہ جن کے ساتھ تم نے صحبت کی ہو (یعنی کسی عورت کے ساتھ صرف نکاح کرنے سے اس کی لڑکی حرام نہیں ہوتی بلکہ جب اس عورت سے صحبت بھی ہو جائے تب لڑکی حرام ہوتی ہے) اور اگر (ہنوز) تم نے ان بیبیوں سے صحبت نہ کی ہو (کو نکاح ہو چکا ہو) تو (ایسی بی بی کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے میں) تم کو کوئی گناہ نہیں اور تمھارے ان بیٹوں کی بیبیاں (بھی حرام ہیں) جو کہ تمھاری نسل سے ہوں (اس میں سب مذکر فروع کی بیبیاں آگئیں اور نسل کی قید کا مطلب یہ ہے، کہ منہ بولے یعنی لے پالک جس کو متبنّیٰ کہتے ہیں اس کی بی بی حرام نہیں) اور یہ (امر بھی حرام ہے) کہ تم دونوں بہنوں کو (رضاعی ہوں یا نسبی اپنے نکاح میں) ایک ساتھ رکھو لیکن جو (اس حکم سے) پہلے ہو چکا (وہ معاف ہے) بے شک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑی رحمت والے ہیں (کہ رحمت سے گناہ معاف کر دیتے ہیں)

اللغات المربیب ولد المرأۃ من آخر سمی بہ لانہ یربہ غالباً کما یرب ولدہ قلبت الیاء الخ اصل ترجمت الحجور لان الربیب لاصل فیہ لزینۃ لانہ فی حضن الحجر ولحلتم بہما اما للتعدد وفیہا معنی المصاحبۃ او بمعنی مع ای دخلتم معہن استرذہ

کنایۃ عن الجماع کبنی علیہا وبنی بہا لمخیلۃ سمیت المرأۃ بذلک لانہا تحمل مع زوجہا فی فراش واحد او لانہا تحمل موجبات کان کنّ یقلن للمرضع الجمیل الروایات فی ذکر الحمائی عن عطاء انہا (ای الآیۃ المشتملۃ علی قولہ ص

تطلب بہ ہے شالہ الی ان لیس المقصود اخراج حلیلۃ ابن الرضاعی فانہا حرام ۱۲ ۵ قولہ معاف یحتمل ان یکون قیدا رابعا فانہا حرام ۱۲ ۶ قولہ فی توجیہ اصلا یکو

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ یعنی ان سے نکاح کرنا قدرا ۱۲ الحرمۃ لا تعلق بالاعیان ۱۲ ۲ قولہ عادۃ اشار الی ان ہذا القید خرج مخرج الغالب اصلا لا کما یقتضیہ ظاہر کلامہم فانہ یرد بالتقیید الذی ہب الجمہور وہو المذہب المنصور وہذا کما یفید فی مرضع الحلائل یعنی لو دخل ولکن لم یقبل الاول کان شرطا کان مقتضی القیاس ان یقول فان لم تکونوا دخلتم بہن او لم تکن فی حجرکم لما لم یتعرض لشرط لیس قال الخوئی فائدۃ الوصف ہذا التقیید العادی تفویض علۃ الحکم لنظر ذلک قولہ تعالی اضعافا مضاعفۃ کما انہا النکتۃ فی ایراد بہن باسم الربائب دون بنات النساء وصرح فی قولہ فان لم تکونوا الخ بما اشعر بہ ما قبلہ الدفع توہم ان قید الدخول کقید الکون فی حجر علی ما ہو الراجح المعانی ۱۲ ۳ قولہ فی ترجمۃ فان لم تکونوا دخلتم صحبت کم یرد بہ ان الخلوۃ لا تہا لیست کالوطء فی ہذا الحکم کما فی الدر المختار نعم المسن المشتہاۃ لحکم الوطء ۱۲ ۴ قولہ فی توجیہ اصلا یکو

وجوہ المثانی متعلقہ بچہارم لن تنالوا الجزء الرابع تفسیر بیان القرآن

قولہ تعالیٰ من قبل ان تنزل - فیہ قرأتان الاولی بسکون النون وتخفیف الزای من الانزال والثانیۃ بفتح النون تشدید الزای من التنزیل **قولہ تعالیٰ** جم البیت - فیہ قرأتان الاولی بکسر الجاء لحفص حمزۃ والکسائی والثانیۃ بالفتح للباقین الکسر لغۃ نجد **قولہ تعالیٰ** - ترجم الامر - فیہ قرأتان الاولی بفتح التاء وکسر الجیم لابن عامر حمزۃ والکسائی والثانیۃ بضم التاء وفتح الجیم للباقین **قولہ تعالیٰ** وما یفعلوا من خیر فلن یکفروہ - فیہ قرأتان الاولی بالیاء فیہما علی الغیبۃ لحفص حمزۃ والکسائی والثانیۃ بالتاء علی الخطاب للباقین **قولہ تعالیٰ** لایضرکم کیدھم - فیہ قرأتان الاولی بکسر الضاد وجزم الراء لنافع وابن کثیر وابی عمرو الثانیۃ بضم الضاد ورفع الراء مشددۃ للباقین الاول من ضارّ یضیرّ والجزم علی نجوا الشرط والثانی من ضرّ یضرّ والضم لاتباع ضمۃ الضاد کما فی الامر لمضاعف المضموم العین کمل الجزم مقدّر وجوّز ابو البقاء الفتح والکسر **قولہ تعالیٰ** منزلین - فیہ قرأتان الاولی بفتح النون وتشدید الزای من التنزیل لابن عامر الثانیۃ بسکون النون وتخفیف الزای من الانزال للباقین **قولہ تعالیٰ** مسومین - فیہ قرأتان الاولی بکسر الواو لابن کثیر ابی عمرو وعاصم والثانیۃ بفتحہا للباقین معنی الاول معلمین انفسہم حتی الثانی معلمین من جہۃ اللہ تعالیٰ **قولہ تعالیٰ** مضعفۃ - فیہ قرأتان الاولی بنشدید العین بلا الف قبلہا من التضعیف لابن کثیر وابن عامر الثانیۃ بتخفیف العین والف قبلہا من المضاعفۃ للباقین **قولہ تعالیٰ** وسارعوا - فیہ قرأتان الاولی بغیر واو قبل السین لنافع وابن عامر والثانیۃ بالواو قبل السین للباقین **قولہ تعالیٰ** قرح فی الموضعین فیہ قرأتان الاولی بضم القاف لابی بکر شعبۃ وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بفتحہا للباقین وھما لغتان **قولہ تعالیٰ** قتل معہ - فیہ قرأتان الاولی بضم القاف وکسر التاء والف بین القاف والتاء لنافع وابن کثیر ابی عمرو والثانیۃ بفتح القاف والتاء والف بلا الف بعدہا والاول مبنی للمفعول من القتال والثانی مبنی للفاعل من تقاتل **قولہ تعالیٰ** الرعب - فیہ قرأتان الاولی بضم العین لابن عامر الکسائی والثانیۃ بالسکون للباقین وھما لغتان **قولہ تعالیٰ** یعتنی - فیہ قرأتان الاولی بالتاء علی التانیث لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالیاء علی التذکیر للباقین **قولہ تعالیٰ** کلہ للہ - فیہ قراءتان الاولی برفع اللام بعد الکاف لابی جعفر والثانیۃ بالنصب للباقین ھو علی الاول مبتدأ وللہ خبرہ والجملۃ خبر ان علی الثانی تاکید لاسم ان واللہ خبرہا **قولہ تعالیٰ** فی یومکم - فیہ ما تقدم **قولہ تعالیٰ** بما تعملون بصیر - فیہ قرأتان الاولی بالیاء علی الغیبۃ لابن کثیر وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالتاء علی الخطاب للباقین **قولہ تعالیٰ** متم - فیہ قرأتان الاولی بکسر التاء بلا تنوین لحفص والثانیۃ بالضم للباقین وھو علی الاول من ثلاث یتم متم مثل خفتم من خاف وعلی الثانی من تمّ یموت مثل کتتم من کان یکون **قولہ تعالیٰ** یجمعون - فیہ قرأتان الاولی بیاء الغیبۃ لحفص والثانیۃ بتاء الخطاب للباقین **قولہ تعالیٰ** ان یغل - فیہ قراءتان الاولی بفتح الیاء وضم الغین مبنیا للفاعل لابن کثیر وابی عمرو وعاصم والثانیۃ بضم الیاء وفتح الغین مبنیا للمفعول ای ما صح لنبی ان ینسب الی ان یغلل او یوجد غالا **قولہ تعالیٰ** رضوان فیہ ما مر فی اول السورۃ **قولہ تعالیٰ** ما قتلوا - فیہ قرأتان الاولی مشددۃ لہشام والثانیۃ مخففۃ للباقین **قولہ تعالیٰ** الذین قتلوا - فیہ قرأتان الاولی مشددۃ لابن عامر الثانیۃ مخففۃ للباقین **قولہ تعالیٰ** وان اللہ لایضیع - فیہ قرأتان الاولی بکسر الھمزۃ والثانیۃ بفتحہا علی انہ تعلیل لما قبلہ الثانیۃ بفتح اللامین عطفا علی فضل ونعمۃ **قولہ تعالیٰ** الفرح قد مر **قولہ تعالیٰ** خالدون - فیہ قرأتان الاولی بالثانیۃ علی الاضمار والثانیۃ بالجزف وقفا ووصلا للباقین **قولہ تعالیٰ** لایحزنک - فیہ قرأتان الاولی بضم الیاء وکسر الزای من الاحزان لنافع والثانیۃ بفتح الیاء وضم الزای للباقین **قولہ تعالیٰ** حتی یمیز - فیہ قرأتان الاولی بضم الیاء وفتح المیم مشددۃ بتشدید الیاء بعد المیم مکسورۃ من التفعیل لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بفتح الیاء وکسر المیم وسکون یاء بعد المیم من مازا للباقین **قولہ تعالیٰ** بما تعملون - خبیر فیہ قراءتان الاولی بالیاء علی الغیبۃ لابن کثیر وابی عمرو الثانیۃ بالتاء علی الخطاب للباقین **قولہ تعالیٰ** سنکتب ما قالوا الی القول فیہ قرأتان الاولی سیکتب بیاء مضمومۃ وفتح التاء وقتلھم برفع اللام والثانیۃ سنکتب بنون مفتوحۃ وضم التاء وقتلھم بنصب اللام وتقول بالتاء **قولہ تعالیٰ** والزبر - فیہ قرأتان الاولی وبالزبر لابن عامر والبزی والثانیۃ والزبر للباقین **قولہ تعالیٰ** والکتاب المنیر - فیہ قرأتان الاولی وبالکتاب لھشام والثانیۃ والکتاب للباقین **قولہ تعالیٰ** لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ - فیہ قرأتان بیاء الغیبۃ فیہما لابن کثیر وابی عمرو شعبۃ والثانیۃ بتاء الخطاب للباقین **قولہ تعالیٰ** لاتحسبن الذین فیہ قرأتان الاولی بتاء والخطاب لنافع حمزۃ والکسائی والثانیۃ بیاء الغیبۃ للباقین فالفاعل علی الثانی ھو المرصول والمفعول محذوف ای انفسھم **قولہ تعالیٰ** فلا تحسبنھم فیہ قرأتان الاولی بالیاء علی الغیبۃ وضم الباء الموحدۃ لابن کثیر وابی عمرو الثانیۃ بالتاء علی الخطاب بفتح الباء الموحدۃ للباقین **قولہ تعالیٰ** وقاتلوا وقتلوا - فیہ قرأتان الاولی بتقدیم الفعل المفعول علی فعل الفاعل لحمزۃ والکسائی والثانیۃ ضد ذلک للباقین فی فعل المفعول قرأتان الاولی بالتشدید لابن کثیر وابن عامر الثانیۃ بالتخفیف للباقین **ثلث سکاۃ ان عم**

سورۃ النساء

قولہ تعالیٰ نساءلون بہ - فیہ قرأتان الاولی بتخفیف السین لعاصم حمزۃ والکسائی والثانیۃ بتشدیدہا للباقین توجیہ الاولی حن قال للثانیۃ ادغامہا فی السین **قولہ تعالیٰ** والارحام - فیہ قرأتان الاولی بخفض المیم لحمزۃ والثانیۃ بنصبہا للباقین ھو علی الاول معطوف علی الجلالۃ والثانی علی الضمیر المجرور علی رای الکوفیین او ھو مجرور بتقدیر الباء علی رای البصریین علی نحوہ واللہ لافعلن **قولہ تعالیٰ** سیصلون قیل قرأتان الاولی بضم الیاء علی البناء للمفعول لابن عامر شعبۃ والثانیۃ بالفتح علی البناء للفاعل للباقین **قولہ تعالیٰ** وان کانت واحدۃ - فیہ قرأتان الاولی برفع واحدۃ لنافع والثانیۃ بالنصب للباقین کانت علی الاولی تامۃ وعلی الثانیۃ ناقصۃ **قولہ تعالیٰ** فلامہ الثلث **قولہ تعالیٰ** فلامہ السدس - فیہ قرأتان الاولی بکسر الھمزۃ لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بضمہا للباقین الکسر تباع لکسرۃ اللام وقیل اتباع للکسرۃ المیم وضعف بان فیہ اتباع حرکۃ اصلیۃ لحرکۃ عارضۃ وھی العربیۃ وقیل انہا لغۃ فی الاسم **قولہ تعالیٰ** یوصی بھا فی الموضعین فی الاربعۃ قراءات الاولی بفتح الصاد والف بعدہا فیہما لابن کثیر وابن عامر شعبۃ والثانیۃ بالفتح والاثبات فی الاول وبکسر الصاد وبیاء ساکنۃ بعدہا فی الثانی لحفص الثالثۃ بالکسر الیاء فیہما للباقین **قولہ تعالیٰ** یدخلہ جنات **قولہ تعالیٰ** یدخلہ نارا - فیہ قرأتان الاولی بالنون لنافع وابن عامر الثانیۃ بالیاء للباقین **قولہ تعالیٰ** واللذان فیہ قرأتان الاولی بتشدید اللام لابن کثیر والثانیۃ بالتخفیف للباقین تشدید لغۃ وھو عوض عن یاء الذی المحذوفۃ اخرقیاسہ اللذیان **قولہ تعالیٰ** کرھا - فیہ قرأتان الاولی بضم الکاف لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالفتح للباقین وھما لغتان **قولہ تعالیٰ** مبینۃ فیہ قرأتان الاولی بفتح الیاء المثناۃ تحت لابن کثیر شعبۃ والثانیۃ بالکسر للباقین

تفسیر بند ۱۱ اور جملہ کتب درسی وغیر درسی اور قرآن مجید وحمائلیں
اور تصانیف علمائے دیوبند عمدہ وارزاں ملتی ہیں کاپتہ
شعبۂ اشرف الطابع ادارہ ہادی دیوبند یوپی ہمیشہ یاد رکھیں

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ ۔ فَاِذَا قَرَاْنٰہُ
فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ

مکمل بیان القرآن

سنہ ۱۳۷۴ھ

مطابق اصل بیان القرآن تھانہ بھون

مع

مسائل السلوک
من
کلام ملک الملوک
(فی العربیۃ)

و

رفع السلوک
ترجمہ
مسایل السلوک
(فی الھندیۃ)

و

وجوہ المثانی
مع
توجیہ الکلم و المعانی
(فی العربیۃ)

پارۂ

و

لحصنت

از

حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر:- شعبہ اشرف العلوم ادارۂ ھادی دیوبند یوپی

تفسیر پاک کی ممبر سازی بدستور ہو رہی ہے

وہ حضرات کس قدر خوش نصیب ہیں جو باقاعدہ فارم اطلاع ممبری پُر کر کے اس شعبہ سے وابستہ ہو گئے ہیں۔ اور جو اس مبارک سلسلہ کو پروان چڑھانے میں ہماری معاونت فرما رہے ہیں۔ خدام ادارہ ان کے بدل مشکور ہیں حق تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں۔

کلام پاک کی تلاوت کرنا۔ اس کے معانی سمجھنا۔ تفصیلات پر غور کر کے اس کے احکام پر خود چلنا۔ اوروں کو چلانا کتنی مقدس اور کتنی مخلصانہ عبادت ہے۔ یہی وہ خاص الخاص عبادت ہے جو سرور کائنات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت حاصل کرنے کے لئے کافی ہے۔

اگر آپ اب تک اس مقدس سلسلہ میں شامل نہیں ہوئے تو آج ہی اس کار خیر میں ضرور شرکت کیجئے، خود ممبری قبول کیجئے، دوستوں کو ممبر بنانے، مسلمانوں کے گھر گھر پہنچانے میں ہماری معاونت کیجئے۔

تفسیر بیان القرآن کا آخری، پہلا، دوسرا، میسّرا، جو تھا پارہ پیش کیا جا چکا ہے، پانچواں پارہ رونق بنا ہوا ہے گویا کہ اب تک چھ پارے بھیجے جا چکے ہیں۔ اور ساتواں پارہ بہت جلد پیش کیا جائے گا۔ آٹھویں پارہ کی تیاری ہو رہی ہے۔

لیکن

افسوس اس بات کا ہے کہ آپ نے اب تک کسی جدید ممبر کا اضافہ نہیں فرمایا۔ قرآن پاک کی اشاعت کا معاملہ ہے اس میں جتنا وقت بھی صرف ہو جائے وہ بہتر ہے، امید ہے کہ اس مبارک حلقہ کو زیادہ وسیع بنانے میں بہت زیادہ تاخیر نہ فرمائیں گے اور آج سے ہی امکانی تعاون شروع فرما دیں گے۔ حق تعالیٰ آپ کی معاونت فرمائیں۔ آمین

فیس ممبری آٹھ آنے ہے جو ایک مرتبہ ادا کرنی ہے اور ہر ماہ پیشگی کے بجائے یکمشت ہدیہ سے علاوہ محصول ڈاک ایک پارہ حاصل کر لینا ہے، آٹھ آنے کے ساتھ اگر آپ چاہیں اپنے دوستوں کی فیس ممبری بھی یکجائی بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں اور اپنا پتہ خوشخط انگریزی اور اردو میں تحریر کریں۔ یہ تفسیر مقدس تھانہ بھون کے اصل نسخہ سے جو حضرت حکیم الامتؒ نے مع اضافوں کے بعد میں طبع کرایا ہے حرف بحرف نقل ہے۔ وہ نسخہ آج کل کمیاب ہے اور یک صد روپے سے ڈیڑھ سو روپے تک اس کا ہدیہ پہنچ چکا ہے۔

مفصل معلومات کے لئے لکھیے

مسعود احمد قاسمی ناظم شعبہ اشرف العلوم دیوبند

الجزء الخامس ۵

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا

اور وہ عورتیں جو کہ شوہر والیاں ہیں مگر جو کہ

مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ج

تمہاری مملوک ہو جاویں اللہ تعالیٰ نے ان احکام کو تم پر فرض کر دیا ہے

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ج اور (قسم چہارم) وہ عورتیں جو کہ شوہر والیاں ہیں مگر (اس قسم میں وہ مستثنیٰ ہیں) جو کہ (شرعاً) تمہاری مملوک ہو جاویں (اور ان کے حربی شوہر دار الحرب میں موجود ہوں اور بعد ایک حیض آجانے یا وضع حمل کے حلال ہیں کذا فی الہدایۃ) اللہ تعالیٰ نے ان احکام کو تم پر فرض کر دیا ہے ف اور زیادہ تفصیل محرمات کی جن میں اکثر تو ان ہی مذکورات کے عموم میں داخل ہیں جن کے ادخال کی تقریر بوجہ عموص کے نہیں کی گئی اور بعض احادیث و آثار میں مذکور ہیں اور بعض پر اجماع امت کا ہے اور اسی طرح مملوکات کی حلت کے شرائط یہ سب کتب فقہ میں بسط کے ساتھ موجود ہے بخیال تطویل کے نہیں لکھا اور اس تقریر سے ایک اشکال بھی دفع ہو گیا وہ یہ کہ آگے جو ان مذکورات کے ماوراء کو حلال فرمایا ہے سو یہاں تو چند صورتیں مذکور ہیں جن کے ماسوا اور بھی حرام صورتیں ہیں پھر اس کے کیا معنی کہ ان کے ماسوا سب حلال ہیں وجہ دفع یہ کہ ان حرام صورتوں میں بہت سی تو ان مذکورات کے عموم ہی میں لغۃً یا عرفاً داخل ہیں وہ تو ماسوا میں داخل ہی نہیں جیسا احقر نے ابھی لکھا ہے اور بعض صورتیں جو ان مذکورات کے عموم میں بھی داخل نہیں وہ واقعی ماسوا میں داخل ہوں گی، لیکن چونکہ لفظ ماوراء بوجہ دوسرے دلائل شرعیہ کے مثل احادیث و اجماع پھر آثار و قیاس کے اپنے عموم پر باقی نہیں اس لئے بقیہ محرمات اس ماوراء سے مستثنیٰ و مخصوص ہو جاوے گا۔ یعنی لفظ میں داخل ہونے کے بعد حکم حلت سے خارج ہو جاوے گا۔ پس کوئی اشکال نہ رہا اور تحلیل حرام یا تحریم حلال لازم نہ آئی۔ **ربط** یہاں تک محرمات کا بیان تھا اس کے بعد ان کے ماسوا کی حلت نکاح کا مع بعض شرائط حلت کے بیان ہے

۵ ہذا التقریر یلزم من قولہ تعالیٰ احل تحلیل الحرام ان کان لبعض ماوراء ذلک حراماً او یلزم من الاحادیث والآثار تحریم الحلال ان کان حلالاً فافہم

اللغات المحصنٰت ذوات الازواج احصنهن التزوج او الازواج او الاولیاء ای منع هن عن الوقوع فی الاثم هذه اللغات کلها من الروح ۱۲

النحو کتب اللّٰہ علیکم کتب اللّٰہ ذلک کتابا واظهرته فی الترجمة ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ قسم چہارم ولم یجعل الجمع بین الاختین قسما رابعا لدخوله فی المصاهرة عند التامل الان ما قبله کان حراما ابدا والاخت تحرم ما دامت اختها فی النکاح ولکن العلة هی نکاح اختها ۱۲ ۲ قولہ فی الترجمة ما ملکت مملوک ہو جاویں لم یقل مملوک ہوں اشارة الی تاخر الملک عن کونها ذات زوج حربی لیفید ان هذا الحکم من المحل مخصوص بالتی تزوجت قبل السبی بالحربی والمحل ذا زوجت باذن المولی فانها تحرم علی المولی بعده ۱۲

۳ قولہ فی ف جن میں اکثر وہ اندفع ما یوسوس انکم خصص بعض المحرمات بالذکر وجه لاندفاع ان المذکور لیس البعض القلیل بل هو الاکثر الذی له حکم الکل ۱۲

۴ فی آخر ف تحلیل حرام یا تحریم حلال ۲ ای لو لم یقیم ۳

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ

اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں یعنی یہ کہ تم ان کو اپنے مالوں کے ذریعہ سے چاہو اس طرح سے کہ تم ہوی بناؤ صرف

مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ

مستی ہی نکالنا ہو پھر جس طریق سے تم ان عورتوں سے منتفع ہوئے ہو سو ان کو ان کے مہر دو جو کچھ مقرر ہو چکے ہیں

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

اور مقرر ہونے بعد بھی جس پر تم باہم رضامند ہو جاؤ اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے

عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○

جاننے والے ہیں بڑے حکمت والے ہیں

تتمہ سابق - وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ (الی قولہ) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ اور ان عورتوں کے سوا اور (باقی) عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں یعنی یہ کہ تم ان کو اپنے مالوں کے ذریعہ سے (نکاح میں لانا) چاہو (یعنی مہر ہونا نکاح میں ضرور ہے اور) اس طرح کہ تم (ان کو) بیوی بناؤ (جس کی شرطیں شرع میں مشہور ہیں مثلاً گواہ بھی ہوں وہ نکاح موقت بھی نہ ہو وغیر ذلک) صرف مستی ہی نکالنا نہ ہو (اس کے عموم میں زنا اور متعہ سب داخل ہو گیا گو اس میں بھی مال خرچ کیا جاتا ہے) پھر (نکاح ہو جانے کے بعد) جس طریق سے (منجملہ طرق شرعیہ معتبرہ کے) تم ان عورتوں سے منتفع ہوئے ہو سو ان کو (اس کے عوض) ان کے مہر دو جو کچھ مقرر ہو چکے ہیں اور (یہ نہ سمجھو کہ اس مقررہ میں کسی طرح مثل نماز و روزہ کے کمی بیشی ممکن نہ ہو بلکہ) مقرر ہوئے بعد بھی جس (مقدار) پر تم (میاں بیوی) باہم رضامند ہو جاؤ اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں (مثلاً خاوند نے اور مہر بڑھا دیا یا عورت نے کم کر دیا یا معاف ہی کر دیا ہر طرح درست ہے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے ہیں (تمہاری مصلحتوں کو خوب جانتے ہیں) بڑے حکمت والے ہیں (ان مصلحتوں کی رعایت سے احکام مقرر فرمائے ہیں گو کہیں تمہاری فہم میں نہ آوے) **ف** یہاں وجوب ادائے مہر مقررشدہ کی دو شرطیں فرمائیں ایک اس کا مقرر ہونا من بعد الفریضہ میں دوسرے استمتاع صحبت سی یا خلوت صحیحہ سے استمتع میں پس اگر ایک شرط بھی مفقود ہوگی یہ حکم نہ ہوگا، مثلاً مہر مقرر ہوا استمتاع نہ ہوا اور طلاق ہو جاوے تو نصف مہر لازم ہے اور مثلاً مہر مقرر نہ ہوا اور استمتاع ہوا ہو تو مہر مثل لازم ہے اور اگر نہ مہر مقرر ہو نہ استمتاع ہوا و

اللغات (اسفح صب الماء ۱۲) **النحو** ان تبتغوا بدل او مفعول لای لان قدرتہ فی ترجمتی بان النکاح مقدر قبل بالقرینۃ المقابلۃ وتقدیری ایاہ فی کلام اخذ بالحاصل - قولہ فما استمتعتم شرطیۃ او موصولۃ عبارۃ عن النساء او عما یتعلق بہن من الافعال کما فی روح المعانی وخبرت الثانی لئلا یکون منہن کالتاکید اخبرت بقولی الی آخرہ یرجع الی تقدیر ۱۲ العائد یعنی فاتوہن اجورہن لاجلہا ای بہا استمتعتم بہنہ کذا فی روح المعانی الفقہ اجمع اصحابنا بقولہ تعالیٰ باموالکم ان غیر المال لا یصلح مہرا

ورد من التزوج بالاجر آن فالباء بمعنی مع وکان المہر غیر فلم یذکر لکونہ معلوما ضرورۃ ۱۲ **الروایات** فی لباب المنقول اخرج ابن جریر عن عمرو بن سلیمان عن ابیہ قال زعم حضرمی ان رجالا کانوا یفرضون المہر ثم یموت احدہم او تموت قبل ان یدخل بہا فانزلت لا جناح علیکم فیما تراضیتم بہ من بعد الفریضۃ ۱۲

ملحقات الترجمہ ۵۱ قولہ فی ترجمۃ تبتغوا ان کو اختیار الی حذف المفعول ای تبتغوہن ۱۲ ۵۲ قولہ فہناک نکاح ۴

۴ میں لا یاجا ہو دلم بعہم النساء ۱۲ منہ

مقام بیان حکم النکاح اما الاماء فیعلم حکمہا بالدلیل خری ولما کان العادۃ فی الاکثر قبل النکاح الاہناء والخطبۃ صح نصیر ۱۲

۵۳ قولہ ضرور ہے ای من لوازمہ لامن شرائطہ نعم ہذا اللزوم مقید بشرائط معروفۃ ومن ثم لا یلزم اصلاً فی بعض الصور ۱۲ ۵۴ قولہ ہوی بناؤ حملہ علی ذوی الازواج کما قبلہ وحمل غیری علی معنی العفۃ ثم فسر وہا بما ترجمت بہ فما اختارہ فیہ قصر مسافۃ ۳

۵۵ قولہ مستی ای عملاً فالطریق الذی ہو موضوع لصب الماء مضاف لصحۃ اسناد الیہ صب الماء فافہم لیس بمضاف لہ ۱۲ ۵۶ قولہ گو اس میں بھی مال خرچ [illegible] اوضح الابتغاء لان مطلق الابتغاء بالمال یکون بالہبۃ فی السفاح ۱۲ ۵۷ قولہ شرعیہ معتبرہ خرج بہ نحو النظر فی غیر الخلوۃ فانہ استمتاع ولذۃ ولکن لا یعتبر شرعاً ۱۲ ۵۸ قولہ فی ترجمۃ الاجور مہرا ہا اجوراً صورۃ لکونہا مقابلاً للنکاح ۱۲ ۵۹ قولہ فی آخر الترجمۃ فہم میں وہ بڑھ ما تقول الملاحدۃ المتحلون الی الاسلام ان مالا ینتقل فیہ المصلحۃ لیس بحکم خری ومن ثم نقلوا کثیراً من الاحکام لعود با للہ منہ ۱۲

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا

اور جو شخص تم میں پوری مقدرت اور گنجائش نہ رکھتا ہو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی تو وہ اپنے آپس کی

مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ

مسلمان لونڈیوں سے جو کہ تم لوگوں کی مملوکہ ہیں نکاح کرلے اور تمہارے ایمان کی پوری حالت اللہ ہی کو معلوم

بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِا

تم سب آپس میں ایک دوسرے کے برابر ہو سو ان سے نکاح کرلیا کرو ان کے مالکوں کی اجازت سے اور ان کو ان کے مہر قاعدے کے موافق دے دیا

لْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ

کرو اس طور پر کہ وہ منکوحہ بنالی جاویں نہ تو علانیہ بدکاری کرنے والی ہوں اور نہ خفیہ آشنائی کرنے والی ہوں۔

طلاق ہوجاوے تو ایک جوڑہ جس کا بیان آخر پارہ سیقول میں آچکا ہے دینا پڑے گا اور مہر کی کمی بیشی میں جو فرمایا کہ گناہ نہیں وجہ یہ کہ کم یا معاف ہونے میں مرد کو شبہ ہوسکتا ہے کہ پورا مال قبول کرنا شاید اچھا نہ ہو اور زیادہ ہونے میں بھی شبہ عورت کو ہوسکتا تھا اس لئے ایسا فرمایا اور اس آیت سے مسافحین کی تفسیر سے متعہ کا حرام ہونا بھی مفہوم ہوگیا اور حدیثوں میں اس کی پوری تصریح ہے خصوص صحیح مسلم میں حرمتِ مؤبدہ الی یوم القیامۃ کی تنصیص موجود ہے البتہ اس حرمت مؤبدہ سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہ خیبر سے پہلے حلال تھا پھر خیبر میں حرام ہوگیا۔ پھر زمان فتح مکہ میں یوم اوطاس کو حلال کیا گیا پھر تین روز کے بعد ابداً حرام ہوگیا اور بعض سلف سے جو منقول ہے اس وقت تک اُن کو نسخ کی خبر نہ پہنچی ہوگی اور بعض سے جو اس آیت میں الی اجل مسمی منقول ہے وہ بطور تفسیر کے ہے جس کو قبل بلوغ نسخ کہدیا۔ اور حضرت عمرؓ کی طرف جو تحریم منسوب ہے بمعنی اظہار حرمت ہے نہ اثبات حرمت اور ابن عباسؓ سے جو منقول ہے اول تو وہ قول مفید بالاضطرار تھا پھر خود ترمذی نے اُن سے مطلقاً حرمت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اس سے بھی رجوع فرمایا پھر اہل حق کا اب اجماع ہے **ربط** اوپر سے احکام نکاح کے چلے آتے ہیں آگے شرعی لونڈیوں کے ساتھ نکاح کرنے کا ذکر ہے **حکم نکاح باکنیز** اِنْ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ (الی قولہ) وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ اور جو شخص تم میں

النحو ہہنا امور الاول ان طولاً بمعنی السعۃ والغنی عندی مفعول مطلق لیستطیع، والثانی ان مما ملکت معمول لینکح المقدر، الثالث ان الواو فیہ مضاف محذوف ای اولوا عصمکم والرابع ان المحصنٰت حال من مفعول آتوا وراعیت ذلک کلہ فی الترجمۃ۔ وجہ اختیار الاول الاشارۃ الی ان الشرط عدم کراہۃ نکاح الامۃ ہو عدم الاستطاعۃ المالکۃ المضرۃ بنکاح الحرۃ المرضیۃ کان استطاع الحرۃ لکن غیر مرضیۃ استغنی کراہۃ نکاح الامۃ فلا یکون فی الحالۃ ہذہ الحرۃ وجہ اختیار الثانی ظاہر لان الکلام فی النکاح وجہ الثالث ان المہر حق المولی انما لم یقل آتوہم مع کونہ الخ اشارۃ الی ان المہر فی الاصل کان حق المنکوحۃ لکونہ بمقابلۃ البضع لکن بعارض کونہا مملوکۃ لمولاہا صار حقہ فلہذا امر بایتاء المولی ان اراد الاستمتاع بہا وان اراد ان یزوجہا من عبدہ فلہ ذلک ایضاً کما یدل علیہ الخطاب بطاعۃ المولی فی المعروف الخ وجہ اختیار الثالث ان الاصل فی القید ہو الاحتراز الا لصارف وانما صرح بہ کرد المقام لکون الکلام فی النکاح ممن عن ذلک لیفید تاکید الہذ الخطاب بطاعۃ المولی فی المعروف الخ وجہ اختیار الثالث ان الاصل فی القید ہو الاحتراز الا لصارف وانما صرح بہ کرد المقام لکون الکلام فی النکاح ممن عن ذلک لیفید تاکید الہذ الخطاب بطاعۃ المولی فی المعروف الخ

البلاغۃ اتی باقتضیات بعد قولہ ما ملکت ایمانکم وکذا اتی فانکحوہن

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ (الی قولہ تعالیٰ) وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ

من لم یستطع منکم طولاً ان ینکح المحصنٰت المؤمنٰت (الی قولہ تعالیٰ) واللہ اعلم بایمانکم بعضکم من بعض فی الدر جئی بہا تأنیساً لقلوبہم وازالۃ للنفرۃ عن نکاح الاماء ببیان ان مناط التفاخر الایمان دون الاحساب والانساب ربما امۃ بفوق ایمانہا ایماناً کثیر من الحرائر وفیہ قطع لعرق الکبر وازالۃ للفخر واہتمام العوام بہ جلوۃ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ومن لم یستطع منکم طولاً ان ینکح المحصنٰت المؤمنٰت فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المؤمنٰت واللہ اعلم بایمانکم بعضکم من بعض جملہ بعضکم من بعض میں کبر ونخوت کی جڑ قطع کی گئی ہے اور اس میں صوفیہ کا اہتمام معلوم ہے

ع بعد قولہ فما المقدر فینکح للتقیید بقولہ المؤمنات وبقولہ باذن اہلہن ولو لم یکرر لفہما المادل علی کون القید بن مقصودین بذاتہما الاول و وجوباً الثانی فافہم ۱۲

الفقہ دلت الآیۃ علی حرمۃ المتعۃ وان المراد بالاستمتاع فیما قبل لیس ہو بہ ۱۵ متعۃ بالا لما اکتفی علی قولہ ومن لم یستطع ان ینکح الخ بل قال من لم یملک النکاح ولا الاستمتاع وقال

ومن لم یستطع النکاح لعیستعفف او لینکح الفقر ۱۲ ھو مفعول لہ لینکح ۱۲ منہ ع ای دفعاً للتوحش عن نکاح الاماء ۱۲ منہ

پوری مقدرت اور گنجائش نہ رکھتا ہو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی تو وہ اپنے آپس (والوں) کی مسلمان لونڈیوں سے جو کہ تم لوگوں کی (شرعاً) مملوکہ ہیں نکاح کرے (کیونکہ اکثر لونڈیوں کا مہر وغیرہ کم ہوتا ہے اور ان کو غریب کے ساتھ بیاہ دینے میں عار بھی نہیں کرتے) اور (لونڈی سے نکاح کرنے میں عار نہ کرے کیونکہ دین کی رو سے تو ممکن ہے کہ وہ تم سے بھی افضل ہو وجہ یہ کہ مدار فضیلت دین کا ایمان ہے اور تمہارے ایمان کی پوری حالت اللہ ہی کو معلوم ہے (کہ اس میں کون اعلیٰ ہے کون ادنیٰ ہے کیونکہ وہ متعلق قلب کے ہے جس کی پوری اطلاع اللہ ہی کو ہے اور دنیا کی رو سے زیادہ وجہ عار کی تفاوتِ نسب ہے تو اس میں جو انساب کا اصل مبداء ہے یعنی حضرت آدم وحوا علیہما السلام اس میں سب مشارکت کے اعتبار سے) تم سب آپس میں ایک دوسرے کے برابر ہو (پھر عار کی کیا وجہ) سو (جب عدم عار کی وجہ معلوم معلوم ہوگئی لو ضرور ... مذکورہ کے وقت) ان سے نکاح کر لیا کرو (مگر شرط یہ بھی ہے کہ) اُن کے مالکوں کی اجازت سے (ہو) اور اُن (کے مالکوں) کو اُن کے مہر فاعدہ (شرعیہ) کے موافق دے دیا کرو (اور یہ مہر دینا) اس طور پر (ہو) کہ وہ منکوحہ بنائی جاویں نہ تو علانیہ بدکاری کرنے والی ہوں اور نہ خفیہ آشنائی کرنے والی ہوں (یعنی وہ مہر بمقابلہ نکاح ہو بطور اجرت زنا کے دینے سے وہ حلال نہ ہوگی) ف لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے میں دو قیدیں لگائیں ایک یہ کہ وہ ایسی عورت سے نکاح نہ کرسکے جس میں دو صفتیں ہوں۔ ایک حریت دوسرے ایمان دوسری قید یہ کہ وہ مسلمان لونڈی ہو۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ان قیود کی رعایت اولیٰ ہے اور اگر بلا رعایت ان قیود کے لونڈی سے نکاح کیا نکاح ہوجاوے گا لیکن کراہت ہوگی کذا فی روح المعانی عن البدائع اور وجہ کراہت کی یہ ہے کہ اس میں بلا ضرورت اپنی اولاد کو غلام بنانا ہے کیونکہ حریت و رقیت میں اولاد تابع ماں کے ہے دوسرے یہ بھی ہے کہ لونڈی دوسرے کی مملوک ہے اور بالکل اسی کے قبضہ کی ممکن ہے کہ کسی وقت شوہر اس کو اپنے پاس رکھنا چاہے اور اسی وقت اس کا مالک اس سے خدمت لینا چاہے تو ضرور بے لطفی ہوگی یا وہ کسی پردیسی کے ہاتھ فروخت کردے تو اور مصیبت ہے، تیسرے یہ کہ پورا پردہ اس سے نباہ نہیں ہوسکتا غیور آدمی کو اس کی بھی کوفت ہوگی۔ پھر غالباً اس کو خانہ داری کا نہ زیادہ سلیقہ ہوتا ہے نہ اس کو شوہر کے گھر اور چیز کا درد ہوتا ہے ان مصالح کو کراہت میں بتر غاد خل ہوسکتا ہے۔ اور آگے فاذا احصن اور ذلک لمن خشی العنت اس طرف مشیر ہیں جیسا عنقریب اس کی تقریر بذیل فائدہ متعلقہ ان اجزاء کے آتی ہے۔ پس کراہت عرفیہ یعنی عار کی وجہ سے اجتناب کرنے کی تو ممانعت ہے اور کراہت شرعیہ جس کا ابھی بیان ہوا ملحوظ رکھکر بے ضرورت ارتکاب نہ کرنا اولیٰ ہے اور امام شافعیؒ نے ان دو قیدوں کو احترازی فرمایا ہے۔ لیکن قید اول کی صفتِ ثانیہ کو احترازی نہیں کہا پس حرہ غیر مومنہ کے مستطیع کو بھی نکاح کینر کی اجازت نہیں دی جنفیہ کہتے ہیں کہ آپ کے نزدیک بھی یہ ایک صفت ایسی ہے کہ نزدیک تمینوں امر ہیں اور یہ جو فرمایا کہ قاعدہ کے موافق یعنی جو عام دین کا حکم ہے کہ وسعت کے وقت ٹالنے نہیں پریشان نہ کرے وعدہ خلافی نہ کرے اس کی تصریح بعید ہوگئی دین مہر کے وجوب کو کیونکر اکثر عادت ہے اس کو ہلکا سمجھنے کی اور اس سے بے پروائی برتنے کی اسی لئے ادا بھی کم بلکہ شاذ و نادر کیا جاتا ہے اس میں بھی اکثر جبکہ کوئی جبر اور دباؤ حکومت کا پڑے مسئلہ لونڈی کا نکاح بدون

ملحقات المترجمہ

لہ قولہ فی ترجمۃ علی المحصنٰت آزاد فسر بہ لیتاتی بقرینۃ مقابلۃ المالکت ایاکم وجہ الصحۃ من منعہن الحرۃ عن نقص الاماء ۱۲

فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى

پھر جب وہ لونڈیاں منکوحہ بنالی جاویں پھر کردہ بڑی بے حیائی کا کام کریں تو اُن پر اس سزا سے نصف سزا ہوگی جو کہ

الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ط

آزاد عورتوں پر [illegible] ہے

اذن مولی کے صحیح نہیں **ربط** اوپر لونڈیوں سے شادی کرنے کا ذکر تھا آگے اُن لونڈیوں کے متعلق ایک حکم باب سیاست سے ارشاد فرماتے ہیں اور ہرچند کہ وہ حکم غلام کے لئے بھی اور غیر منکوحہ لونڈی کے لئے بھی عام ہے لیکن اس مقام پر لونڈیوں کی تخصیص پھر ان میں سے بھی منکوحات کی تخصیص ذکر میں اس اذن کے ذوق میں جیسا کہ ابھی حق تعالیٰ نے قلب میں القاء فرمایا وللہ الحمد یہ ہے کہ اس مقام میں باوجود اباحت نکاح کے لونڈیوں کے ساتھ اس میں قیود لگانے سے بلا ضرورت اس کی کراہت للعوارض کا بتلانا مقصود تھا اسی مقصود کی تاکید کے لئے جملہ آئندہ میں ان کی حدِّ زنا کی تصریح فرمادی تاکہ اس فعل کا احتمال وقوع بسبب اجتماع اس کے اسباب قریبہ مثلاً عادۃً اس کے پردہ میں نہ ہو سکنے کے اکثر بغرض خدمتِ مولیٰ اس کے بازار وغیرہ میں آمد و رفت رکھنے کے سامع کی نظر میں مستحقر ہو جاوے اور ایک گونہ ایسی بے رغبتی پیدا ہو جاوے کہ بلا ضرورت اس کا ارتکاب نہ کرے یہ وجہ ہے اماء منکوحہ کے تخصیص ذکری کی یعنی بعد شادی کے بھی ان سے یا مراتنا مستبعد نہیں جتنا حرائر سے ہے **حکم یازدہم حد زنا کنیزان** فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ط پھر جب لونڈیاں منکوحہ بنالی جاویں پھر اگر وہ بڑی[1] بے حیائی کا کام (یعنی زنا کریں تو بعد ثبوت بشرطیکہ مسلمان ہوں) اُن پر اُس سزا سے نصف سزا (جاری) ہوگی جو کہ (غیر منکوحہ) آزاد عورتوں پر ہوتی ہے (جیسا کہ نکاح کے قبل بھی لونڈیوں کی یہی سزا تھی اور اسی طرح غلاموں کی بھی) **ف** وہ سزا یہ ہے کہ ان کے پچاس دُرّے لگائے جاویں گے کیونکہ منکوحہ آزاد عورت کے اور اسی طرح آزاد کنوارے مرد کے سو دُرّے لگائے جاتے ہیں جیسا سورۂ نور میں ہے کہ مراد وہاں کنوارا اور کنواری ہے اور جب آزاد مرد عورت کی شادی ہو چکے اور کچھ شرطیں اور بھی ہیں اس وقت اس فعل کی سزا سنگسار کرنا ہے جیسا احادیث میں متواتر ہے اور حدیث صحیحین میں زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر منکوحہ لونڈی کی حد کا سوال کیا گیا آپ نے تازیانے فرمائے اور غلام کی حد پر جمہور ائمہ کا اجماع ہے پس حدیث و اجماع سے معلوم ہوا کہ یہ تخصیص تقییدی و احترازی نہیں ہے اور نصف فرمانے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مملوک پر رجم نہیں کیونکہ رجم کی انتہا ازہاق روح ہے اور اس میں تنصیف ناممکن ہے اور چونکہ اوپر ذکر اماء محصنہ یعنی منکوحہ کا تھا اس لئے فان اتین فرمانے سے بھی ضمیر دھری راجع ہو جاتی لیکن فاذا احصن کی تصریح مفید تکریر ہے اس نکتہ مذکورہ کی اور تقویت ہوگئی خوب سمجھ لو **ربط** آگے پھر عود ہے بیان حکم نکاح اماء کی طرف۔

فائدہ اعلم ان الاحصان یاتی علی معان یتعین بعضہا حسب المقام۔ الحریۃ۔ والعفۃ۔ والتزوج وقال بعضہم الاسلام ایضا کما

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

فان اتین بفاحشۃ فعلیہن نصف ما علی المحصنٰت من العذاب فیہ التفاوت فی السیاسۃ بالتفاوت فی الدرجۃ وہذا ہو شان الحکماء المصلحین حیث یزنون معاملتہم مختلفۃ باختلاف الطالبین۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ فان اتین بفاحشۃ فعلیہن نصف ما علی المحصنٰت من العذاب اس سے معلوم ہوا کہ درجات کے تفاوت سے سیاست میں بھی تفاوت ہونا چاہئے اور یہی شان ہوتی ہے حکماء مصلحین کی کہ ہر طالب کے ساتھ اس کی خصوصیت کے موافق معاملہ کرتے ہیں۔

صح قیل فی قراءۃ احصن مبنیا للفاعل ومن لم یفسر بزاد قید الایمان لکونہ شرطا محلہ عند الحنفیۃ والقرینۃ علیہ کون الکلام فی الفتیات المؤمنات ۱۲

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ بڑی بے حیائی دل علیہ التنوین فصح تفسیرہ بالزنا من غیر تکلف لان الفاحشۃ کان علما للکل صح ۱۲

ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۚ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ

یہ اس شخص کے لئے ہے جو تم میں زنا کا اندیشہ رکھتا ہو اور تمہارا ضبط کرنا زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے

ع ۴ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ

بخشنے والے ہیں بڑے رحمت والے ہیں اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم سے بیان کر دے اور تم سے پہلے لوگوں کے احوال

مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

تم کو بتلا دے اور تم پر توجہ فرما دے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں۔ بڑے حکمت والے ہیں

تتمہ حکم نکاح باکنیزان ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۚ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یہ (لونڈیوں سے نکاح کرنا) اس شخص کے لئے (مناسب[1]) ہے جو تم میں (بوجہ غلبۂ شہوت اور آزاد منکوحہ میسر نہ ہونیکے) زنا میں مبتلا ہو جانے) کا اندیشہ رکھتا ہو (اور جس کو یہ اندیشہ نہ ہو اس کے لئے مناسب نہیں) اور (اگر اس اندیشہ کی حالت میں بھی اپنے نفس پر قادر رہو تو) تمہارا ضبط کرنا زیادہ بہتر ہے (بہ نسبت نکاح کنیز کے) اور (یوں) اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے ہیں (اگر صورت کراہت میں بھی نکاح کر لیا ہم مواخذہ نہ کریں گے اور) بڑے رحمت والے ہیں (کہ حرمت کا حکم نہیں فرمایا) ف اس قید کی بھی وجہ وہی کراہت ہے جس کی علت آیہ ومن لم یستطع کے ذیل میں مذکور ہوئی ہے غرض اللہ تعالیٰ نے ہماری مصلحت کے واسطے یہ امر مشروط فرمایا ہے اس کو اصطلاح اصول میں مرار شادی کہتے ہیں اور غفور کی تفسیر میں جو کہا گیا ہے یہ اسی حکم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر مکروہ تنزیہی کا یہی حکم ہے کہ اس میں عدم مواخذہ موعود ہے پس وہ مانع نجات نہیں لیکن خلاف شان اہل قرب کے ہے اور شافعیہ چونکہ بعض صورتوں میں نکاح امۃ کو ناجائز کہتے ہیں غفور کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ صورت جواز میں اس امر پر مواخذہ نہیں فرمایا جو اصل میں معصیت تھا **ربط** اوپر احکام مخصوصہ کی تفصیل تھی آگے اپنا انعام و احسان اور ان احکام میں ہمارے منافع و مصالح کی رعایت رکھنا کو بالتفصیل ہم نہ سمجھیں اور اتباع کی ترغیب اور ان امور میں مغویوں کی بدخواہی پر تنبیہ فرماتے ہیں **ترغیب اتباع بامتنان وتحذیر از افتتان** يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اللہ تعالیٰ کو (ان مضامین مذکورہ کے ارشاد فرمانے سے اسی طرح دوسرے مضامین سے اپنا کوئی نفع مقصود نہیں کہ یہ محال عقلی ہے بلکہ تم کو نفع پہنچانے کے لئے یہ منظور ہے کہ (آیات احکام میں تو) تم سے (تمہاری مصلحت کے احکام) بیان کر دے اور (آیات قصص میں) تم سے پہلے لوگوں کے احوال تم کو بتلا دے (تاکہ تم کو اتباع کی رغبت اور مخالفت سے خوف ہو) اور (خلاصہ مشترک مقصود یہ ہے کہ) تم پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرما دے (اور وہ توجہ یہی بیان فرمانا اور بتلانا ہے جس میں سراسر بندوں ہی کا نفع ہے جیسا مذکور ہوا) اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں (کہ بندوں کی مصلحت

اللغات العنت الاثم والمشقۃ کذا فی الروح ۱۲ النحو لیبین اللام زائدۃ ویبین بتقدیر ان مضمرۃ ۱۲ **تخفیفات الترجمہ** [1] قولہ مناسب فتقدیر الکلام ذلک خاص لمن یصلح لہ عند الشافعی ذلک نا

یجوز ان الخ [2] قولہ تم سے ای اللام للصلۃ وکذا عن من ای لم یتر جما بالکلیۃ لے وسے ۱۲ [3] قولہ تمہاری مصلحت و قولہ تاکہ تم ارشادی ان ہو اتان الغایتان فلا یرد ان الفعل غایۃ مختلفان ۱۲

۱۲ الفضل ہو التبیین الہدایۃ فی المتشابہ والغایۃ بما صحیحۃ اشتملہا علی باعین فافہم ۱۲ [4] قولہ فی ترجمۃ سنن احوال ای من الخیر والمذموم کما فی حدیث لترکبن سنن من قبلکم ایضا

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۚ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ

اور اللہ تعالیٰ کو تو تمہارے حال پر رجوع فرمانا منظور ہے۔ اور جو لوگ شہوت پرست ہیں وہ یوں چاہتے ہیں کہ تم بڑی

اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ

بھاری کجی میں پڑ جاؤ اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ تخفیف منظور ہے۔ اور آدمی

الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝

کمزور پیدا کیا گیا ہے

جانتے ہیں، بڑے حکمت والے ہیں کہ بلا وجوب ان مصلحتوں کی رعایت فرماتے ہیں (اللہ یُرِیْدُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْکُمْ الخ (الی قولہ) وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا ۝ اور اللہ تعالیٰ کو تو (بیان احکام و تمہیں سوچ سمجھ کر عمل کرنے کی ہدایت کی ہے جس کا ابھی مذکور ہوا) تمہارے حال پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرمانا منظور ہے اور جو لوگ (کفار و فجار ہیں سے) شہوت پرست ہیں وہ یوں چاہتے ہیں کہ تم (راہ راست سے) بڑی بھاری کجی میں پڑ جاؤ (اور ان ہی جیسے ہو جاؤ چنانچہ وہ اپنے فاسد خیالات مسلمانوں کے کانوں میں ڈالتے رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کو احکام میں جس طرح تمہاری مصلحت پر نظر ہے اسی طرح تمہاری آسانی پر بھی نظر ہے جیسا ارشاد ہے کہ) اللہ تعالیٰ کو (احکام میں تمہارے ساتھ تخفیف (یعنی آسانی بھی) منظور ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ) آدمی (بہ نسبت اور مکلفین کے بدن اور ہمت دونوں میں) کمزور پیدا کیا گیا ہے (اس لئے اس کے ضعف کے مناسب احکام مقرر فرمائے ہیں ورنہ باعتبار رعایت مصلحت کے اعمال شاقہ کا تجویز کیا جانا بھی مضائقہ نہ تھا مگر ہم نے دونوں امر کا مجموعاً لحاظ فرمایا اور یہ بڑے علم و حکمت اور رحمت و شفقت پر موقوف ہے۔ ف شہوت پرست لوگوں سے بقول ابن زید مراد فساق ہیں اور بقول ابن عباس مراد زانی ہیں اور بقول سدی مراد یہود و نصاریٰ ہیں اور بقول بعض مراد صرف یہود ہیں کہ ان میں سے بعض نے بعض محارم سے نکاح کو حلال کر لیا تھا اور بقول بعض مراد مجوس ہیں کہ مسلمانوں سے کہتے تھے کہ خالہ اور پھوپھی کی بیٹی کو تو حلال کہتے ہو اور بہن اور بھائی کی بیٹی کو حرام کہتے ہو حالانکہ اصول ان کے یعنی پھوپھی اور خالہ اور بہن کو حرام کہتے ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کذا فی روح المعانی ونحوہ فی الکبیر۔ اور بڑی بھاری کجی کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ بے باکانہ حرام کا مرتکب ہونا دوسرے یہ کہ حرام کو حلال سمجھ جانا تو فساق پہلے امر کی کوشش کرتے ہوں گے اور کفار دوسرے امر کی جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ بے راہ لوگ دوسروں کو بھی بے راہ کرنا چاہا کرتے ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں ہلکی کجی یہ ہے کہ گناہ کو گناہ سمجھے اور اتفاقاً اس کا صدور ہو جاوے اس آیت میں اس میل غیر عظیم کی اجازت نہیں ہے بلکہ بیان کرنا ہے ان بدخواہوں کے حال کا کہ وہ میل عظیم کی سعی میں ہیں۔ اور انسان کے سوا دوسرے مکلفین جن اور ملائکہ ہیں کو عذاب ملائکہ کے لئے نہیں مگر مامور و منہی تو ہیں۔ اگر شبہ ہو کہ جن تو اتنے ضعیف نہیں پھر ان کے لئے یہی احکام کیوں مقرر ہیں جیسا کہ عموم بعثت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیم ہے جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ ان احکام میں اصل رعایت انسان کی آسانی

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ
یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا اذ لو دل علی المجاھدۃ لاسیما اذا کان الداعی دعوی الفرقۃ المرتفعۃ بلا تعب

تفسیر
قولہ تعالیٰ یرید الخ
ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تخفیف منظور ہے اور آدمی کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

ملحقات الترجمہ
۱ قولہ بلا وجوب فسقط بہ قول المعتزلۃ
۲ قولہ جیسا ابھی اوپر مذکور ہوا اشارۃ الی ان التوبۃ فی الموضعین بمعنی واحد کما تقدم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ

اے (زبان) والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ لیکن کوئی تجارت

تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا

ہو جو باہمی رضامندی سے ہو تو مضائقہ نہیں۔ اور تم ایک دوسرے کو قتل بھی مت کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑے مہربان ہیں

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ

اور جو شخص ایسا فعل کرے گا اس طور پر کہ حد سے گذر جاوے اور اس طور پر کہ ظلم کرے تو ہم عنقریب اس کو آگ میں

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ○

اور یہ امر خدا تعالیٰ کو آسان ہے

کی ہو طفیل میں جن بھی اس آسانی سے منتفع ہو گئے ہوں واللہ اعلم۔ اور جاننا چاہیے کہ یہاں شہوت پرستی کی مذمت میں شہوات مباحہ سے منتفع ہونا داخل نہیں کیونکہ مراد اس سے وہ ہے جس سے خدا پرستی فوت ہو جاوے اور اباحت میں جب باذن خدا ہے پس خدا پرستی فوت نہیں ہوئی یہ شہوت پرستی نہیں ربط یہاں تک یتامیٰ و مواریث و مہور کے متعلق اموال سے منتفع ہونے کے بعض طریقوں کو اور عورتوں کے نفوس یعنی ان کی ذات میں تصرف کرنے کے بعض طریقوں کو جیسے ان پر ظلم کرنا یا ان کو تنگ کرنا یا ان میں جو محرمات ہیں ان سے نکاح کرنا منع فرمایا تھا آگے اس مضمون کی تتمہ ہے کہ اموال و نفوس میں تصرفات مذکورہ کی جو تخصیص ہے بلکہ جو تصرف کسی کے مال اور نفس میں بطریق غیر مشروع ہو وہ ممنوع ہے **حکم دوازدہم نہی از تصرف غیر مشروع در مال یا نفس کسے** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ الٰی قولہ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ○ (اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق (یعنی غیر مباح) طور پر مت کھاؤ (ہاں تو) لیکن (مباح طور پر ہو مثلاً) کوئی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے (واقع ہو بشرطیکہ اس میں اور بھی سب شرائط شرعیہ ہوں) تو مضائقہ نہیں (یہ تو مالی تصرف تھا آگے تصرف نفسی کو فرماتے ہیں) اور تم ایک دوسرے کو قتل بھی مت کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑے مہربان ہیں (اس لئے ضرر رسانی کی صورتوں کو منع فرمایا بالخصوص جبکہ اس میں یہ اثر ہو کہ دوسرا شخص پھر تم کو صدمہ پہنچا دے گا اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ تم کو بھی ضرر سے بچا لیا) اور (چونکہ قتل ان دونوں امروں میں اشد ہے اس لئے اس پر بخصوص وعید سناتے ہیں کہ) جو شخص ایسا فعل (یعنی قتل) کرے گا اس طور پر کہ حد (شرع) سے گذر جاوے اور (وہ گذرنا بھی خطا فعل یا خطا رائے سے نہ ہو بلکہ) اس طور پر کہ (قصداً) ظلم کرے تو ہم عنقریب (یعنی بعد الموت) اس کو (دوزخ کی) آگ میں داخل کریں گے اور یہ امر (یعنی ایسی سزا دینا) خدا تعالیٰ کو (بالکل) آسان ہے (کچھ اہتمام کی حاجت نہیں جس میں اس احتمال کی گنجائش ہو کہ شاید کسی وقت اہتمام و سامان جمع نہ ہوا تو سزا ٹل جاوے گی) ف عدوان کی تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ وہ شخص واقع میں مستحق قتل نہ ہو اس کو

النحو بتیکو حال او ظرف من اموالا الا استثنا منقطع یعنی لکن تجارۃ حاضرۃ تجری بینکم عن تراض منکم خبر لیکون المحذوف ای وجد بینکم او لکن تجارۃ کائنۃ عن تراض منکم صفۃ لتجارۃ ای تجارۃ صادرۃ عن تراض منکم وقرئ تجارۃ بالنصب خبر لیکون اسمہا ضمیر الامر او ذلک المحذوف ای لیکن الامر تجارۃ عن تراض منکم وقرئ تجارۃ بالرفع تکون تامۃ ای تقع تجارۃ عن تراض منکم عدوانا وظلما حالان او مفعول لہ ۱۲

ملخصات الترجمہ

۱ قولہ غیر مباح اخذ الوجہ ان حل المال لا یتوقف علی کون الحق واجبا کما یشعر بہ التمثیل بالزوج ۲ قولہ او نحو ذلک ای ان المراد بالاکل مطلق الانتفاع فالتخصیص لکونہ اعظم المنافع ۳ قولہ مثلاً کوئی تجارت ای ہذا ہو المراد بالاکل فالتخصیص لتجارۃ بطریق المثال لا للحصر ۴ قولہ بشرطیکہ الی آخرہ ای مما ذکر فی النصر فالکون معلوما بالضرورۃ ۵ قولہ کہ دوسرے کو قتل نہ کرو ای لا یقتل بعضکم بعضا کما فی روح المعانی ۱۲ ۶ قولہ بالخصوص ای دفع بہذا توہم ان ہذا النہی لکونہ من جملۃ المنہی عنہ من الظلم مع ان الخطاب عام وان اریدبہ الرحمۃ الاخرویۃ لم یدفع توہم لان العمل بالعموم یستلزم بعضہ عن بعضہ لعفو نہ ۱۲ ۷ قولہ ایسا فعل یعنی قتل نفسہ عطاء کذا فی الروح قلت وبما استدلال عمرو بن العاص بالآیۃ فی التیمم علی ما رواہ ابو داود تمنعہ عموم اللفظ ودلالۃ السیاق لان قتل غیرہ قد یباح لا قتل نفسہ ۱۲ منہ

إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَ

جن کاموں سے تم کو منع کیا جاتا ہے ان میں جو بھاری بھاری کام ہیں اگر تم ان سے بچتے رہو تو ہم تمہاری خفیف برائیاں تم سے دور فرما دیں

نُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ○

ہم تم کو ایک معزز جگہ میں داخل کر دیں گے۔

قتل کیا جاوے۔ اور ظلم کی نفیہ کا حاصل یہ ہے کہ غیر مستحق القتل کا قتل ہو جانا تین طور پر ہو سکتا ہے ایک یہ کہ خطاء خطاء ہوئی یعنی مثلاً گولی شکار پر چلائی اور وہ کسی آدمی کے لگ گئی۔ دوسرے یہ کہ قاضی وحاکم سے اجتہاداً خطاء ہوئی یعنی تنقیح مقدمہ کے بعد روئداد سے ثبوت ہو گیا اور گواہوں کو اپنے نزدیک معتبر سمجھا اور واقع میں وہ معتبر نہ تھے تیسرے یہ کہ حقیقت حال یعنی اس کا غیر مستحق ہونا معلوم ہے پھر بھی عمداً اس کو قتل ڈالا پس ظلم کہنے سے پہلی دو صورتیں خارج ہو گئیں کہ اس میں یہ وعید نہیں بلکہ دوسری میں تو کچھ بھی گناہ نہیں پہلی میں کچھ گناہ ہے جس کا کفارہ بدل نصف پارہ کے مذکور ہے اور عدوان کی قید سے معلوم ہو گیا کہ جو شخص واقع میں مستحق قتل ہو مثلاً اس پر قصاص اجب ہے اس کا قتل کرنا ممنوع نہیں بلکہ ولی کی درخواست پر واجب ہے اور ولی کو جائز ہے۔ **ربط** اوپر جن معاصی کا ذکر ہے ان میں اکثر گناہ کبیرہ ہیں سو یہاں تک تو ان کے کرنے پر ترہیب تھی مضرت عقوبت کی آگے ان کے نہ کرنے کی ترغیب ہے کہ اگر ان سے بچو گے تو اس بچنے میں یہ نعمت ہے کہ تمہارے خفیف خفیف معاصی کا کفارہ تمہاری طاعات سے کر دینگے اور چونکہ کبائر کی مدکورہ کبائر کے ہیں اس لئے آیت میں لفظ عام سے لائے ہیں تاکہ مذکورہ وغیر مذکورہ سب کو شامل ہو جاوے **تکفیر صغائر بسبب اجتناب کبائر** اِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ○ جن کاموں سے تم کو (شروع میں) منع کیا جاتا ہے (یعنی گناہ کے کام) ان میں جو بھاری بھاری کام ہیں (یعنی بڑے بڑے گناہ ہیں) اگر تم ان سے بچتے رہو تو (اس بچنے پر ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارے اعمال حسنہ کے لانے سے سبکدوش ہو جاویں) ہم تمہاری خفیف برائیاں (یعنی چھوٹے چھوٹے گناہ جو کہ دوزخ میں لے جا سکتے ہیں) تم سے دور (یعنی معاف) فرما دیں گے (پس دوزخ سے محفوظ رہو گے) اور ہم تم کو ایک معزز جگہ یعنی بہشت میں داخل کر دیں گے **فائدہ** گناہ کبیرہ کی تعریف میں بہت اقوال ہیں جامع ترقول وہ ہے جس کو روح المعانی میں شیخ الاسلام بارزی سے نقل کیا ہے کہ جس گناہ پر کوئی وعید ہو یا حد ہو یا اس پر لعنت آئی ہو یا اس میں مفسدہ کسی ایسے ہی گناہ کے مفسدہ کے برابر یا زیادہ ہو جس پر وعید یا حد یا لعنت آئی ہو یا وہ براہ تہاون فی الدین صادر ہو وہ کبیرہ ہے اور اس کا مقابل صغیرہ اور حدیثوں میں جو عدد وارد ہے مقصود حصر نہیں بلکہ مقتضائے وقت ان ہی کا ذکر ہو گا پس صدور صغیرہ کے بعد چند حالتیں ہیں ایک حالت تو یہ کہ کبیرہ سے بچے اور طاعات ضروریہ کا پابند ہو اس حالت میں وعدہ ہے کہ صغائر معاف ہو جاویں گے اور آیت میں یہی صورت مذکور ہے چنانچہ کبیرہ سے بچنے کی شرط تو خود آیت میں مصرح ہے اور طاعات ضروریہ کی پابندی پر چند دلائل اور قرائن ہیں ایک

اللغات
المدخل
ظرف ۱۲

دلیل تو خود آیت میں ہے کیونکہ طاعات ضروریہ کی پابندی نہ کرنا مثل ترک نماز وغیرہ یہ خود کبیرہ ہے، پس اجتناب عن الکبائر اس صورت میں صادق نہ آوے گا پس شرط اول مستلزم ہے شرط ثانی کو دوسرا قرینہ آیت ان الحسنات یذھبن السیئات کہ حسنات کو موجب ذہاب فرمایا۔ تیسرا قرینہ مسلم کی حدیث الصلوٰۃ الخمس مکفرۃ لما بینھما ما اجتنبت الکبائر کہ اس حدیث میں تصریح ہے کہ دخل مجموعہ امرین کو ہے اور اگر صرف اجتناب کافی ہوتا تو اعمال کے دخل کے کوئی معنی نہ ہوتے۔ پس یہ حدیث تفسیر ہوگئی اس آیت کی۔ اور جاننا چاہیئے کہ مقصود اس مجموع کا ایک اثر بیان کرنا ہے نہ کہ اس اثر میں حصر بیان کرنا پس اگر اس مجموع کے وجود کے وقت صغائر موجود نہ ہوں تو رفع درجات اس کا اثر ہونا منافی حکم مذکور کے نہیں اور دلیل اس کی کہ اس آیت میں سیئات سے مراد صغائر ہیں خود حسنات کا کبائر کے مقابلہ میں لانا ہے اور اسی سے آیت ان الحسنات میں سیئات کو صغائر کے ساتھ تفسیر کیا جاوے گا اور حدیث میں بھی ما بینھما کو صغائر کے ساتھ خاص کہا جاوے گا۔ دوسری حالت یہ کہ کبیرہ سے بچے گو طاعات ضروریہ کا پابند ہو۔ تیسری حالت یہ کہ طاعات ضروریہ کا پابند نہ ہو گو اور کبائر سے بچتا ہو پھر خواہ اس کو دوسری کبائر کے اعتبار سے مجتنب عن الکبائر کہا جاوے یا ترک طاعت ضروریہ کے کبیرہ ہونے کے اعتبار سے اس کو مجتنب نہ کہا جاوے ان دونوں حالتوں میں وعدہ نہیں ہے تکفیر صغائر کا اسی واسطے حدیث میں بھی اس کی قید لگائی گئی۔ اور فضل کی دوسری شرط ہے کہ وہ خود کبیرہ کے ساتھ بھی متعلق ہو سکتا ہے۔ جب وعدہ نہیں تو ممکن ہے کہ اس پر بحرت میں سزا ہو کیونکہ اگر سزا کا احتمال نہ ہو بلکہ معافی یقینی ہو تو کبائر سے بچنا نہ بچنا دونوں مساوی ہوگئے۔ حالانکہ قرآن سے اجتناب عن الکبائر کا دخل صراحۃً معلوم ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا یعنی صغیرہ پر اجتماع عذاب جیسا کہ کبیرہ پر فضل کا احتمال بھی خاص اہل سنت کا مذہب ہے واللہ اعلم۔ اور حسنات کے مقبول ہونے کی قید اس لئے لگائی کہ غیر مقبولہ تو بمنزلہ عدم کے ہے اور چونکہ مقبول ہونا جو کہ شرط ہے متیقن نہیں اس لئے تکفیر یعنی تکفیر بھی متیقن نہیں اسی لئے علمائے اہل سنت نے فرمایا ہے کہ باوجود اجتناب عن الکبائر کے صغیرہ پر عقاب محتمل ہے کیونکہ رافع عقاب یعنی تکفیر خود غیر معلوم ہے پس یہ قول قرآن کے خلاف نہیں ہے۔ ربط اور پر حکم ششم کی تفصیل میں مرد و عورت کے حصہ میں جبکہ ان کو میراث کے ساتھ یکساں قرب ہو نصف اور ضعف کا تفاوت معلوم ہو چکا ہے جس میں شاید یہ حکمت ہو کہ مردوں کے ذمہ خرچ زیادہ ہوتا ہے یا جو کچھ بھی ہو اللہ تعالیٰ ہی کو خبر ہے اور دوسری اور آیات سے اور بھی مردوں کے فضائل خاصہ ثابت ہیں۔ حضرت ام سلمہؓ نے اس پر ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم کو آدھی میراث ملتی ہے اور بھی فلاں فلاں فرق ہم میں اور مردوں میں ہیں مطلب اعتراض نہ تھا بلکہ یہ تھا کہ اگر ہم بھی مرد ہوتے تو اچھا ہوتا۔ کما صرح بروایۃ فی الجلالین اس پر یہ اگلی آیت نازل ہوئی اور دوسرا سبب نزول اور بھی ہے کہ ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ مرد کو میراث میں دوہرا حصہ ملتا ہے اور عورت کی شہادت بھی مرد سے نصف ہے کیا اسی طرح اور عبادات و اعمال میں ہم کو ثواب بھی نصف ہی ملے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں دونوں قولوں کا جواب ہے یعنی حضرت ام سلمہؓ کے قول کا بھی لا تتمنوا میں اور اس عورت کے سوال کا جواب للرجال نصیب الخ میں اور دونوں قصوں کے وقوع کے بعد نازل ہونا عجب نہیں پس مجموعہ روایتین سے اس کا ربط مضمون میراث سے بھی ہے اور اوپر کی متصل آیت سے بھی جس میں اطاعت اور اجتناب عن المعصیت کی فضیلت مذکور تھی

تنبیہ :- وقد فرغ بحمد اللہ تعالیٰ عن اکثر مہمات ہذہ الآیۃ فی نفس المتن - ۱۲

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ

اور تم کسی ایسے امر کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے مردوں کے لئے ان کے اعمال کا

مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ

حصہ ثابت ہے اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ سے مانگو

مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

فضل کی درخواست کیا کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں

حکم سیزدہم نہی از تمنی متنعات عادیہ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ الیٰ قولہ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ اور تم سب مردوں اور عورتوں کو حکم ہوتا ہے کہ فضائل وہبیہ میں سے (ایسے کسی امر کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو (غالباً مردوں کو) بعضوں پر (غالباً عورتوں پر بلا دخل اُن کے کسی عمل کے) فوقیت بخشی ہے (جیسے مرد ہونا یا مردوں کا دو تا حصہ ہونا یا ان کی شہادت کا کامل ہونا وغیرذٰلک کیونکہ) مردوں کے لئے ان کے اعمال (کے ثواب) کا حصہ (آخرت میں) ثابت ہے (اور عورتوں کے لئے اُن کے اعمال (کے ثواب) کا حصہ (آخرت میں) ثابت ہے (اور مدار نجات کا قانوناً یہی اعمال ہیں اور ان میں کسی کی تخصیص نہیں تو اگر دوسروں سے فوقیت حاصل کرنے کا شوق ہے تو اعمال میں جو کہ فضائل کسبیہ ہیں کوشش کرکے دوسرے سے زیادہ ثواب حاصل کرلو باوجود اس پر قادر ہونے کے فضائل خاصہ مذکورہ کی تمنا محض ہوس اور فضول ہے) اور (اگر فضائل وہبیہ میں ایسے فضائل کی رغبت ہے جن میں اعمال کو بھی دخل ہے مثلاً احوال کمالات باطنہ وامثالہا تو ممنوع نہیں لیکن اس کا طریقہ بھی یہ نہیں کہ خالی تمنائیں کیا کرو بلکہ یہ چاہیئے کہ) اللہ تعالیٰ سے اُس کے فضل (خاص) کی درخواست (یعنی دعا) کیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں (اس میں سب چیزیں آگئیں یعنی فضائل وہبیہ قسم اول کی وجہ تخصیص بھی اور فضائل کسبیہ پر ثواب دینا بھی اور فضائل وہبیہ قسم دوم کی درخواست بھی پس یہ جملہ سب کے متعلق ہے) ف بعضکم علی بعض کے عموم میں خالی مرد بھی داخل ہیں پس نبوت وغیرہ کی تمنا بھی اس نہی میں داخل ہے اور فضائل وہبیہ قسم دوم میں اعمال کو دخل اس لئے ہے کہ عادت اللہ یوں جاری ہے کہ اکتساب علی الشرع سے ایسے کمالات

الروایات ذکرنا فی المتن اور الاولی فی لباب النقول عن الترمذی والحاکم والثانیۃ عن ابن ابی حاتم عن ابن عباس ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱؎ قولہ فی ترجمۃ لا تتمنوا مردوں اور عورتوں فقیہ تغلیب ۱۲ ۲؎ قولہ فی ترجمۃ ما کسی امر

عموم ما ۱۲ ۳؎ قولہ فی صدر الرجال کیونکہ اشارۃ الی ما قبل للسابق ہا قرینۃ بالامر بدعاء ۱۲ ۴؎ قولہ قانوناً لان العلۃ الحقیقیۃ ہی الرحمۃ کما ورد فی حدیث ۱۲ ۵؎ قولہ فی ترجمۃ فضلہ خاص ہذا الکمال الموہوب مطلوب ۲

کان بکل شیء علیما ۔۔۔ لوازم علمہ وکمن ۲ قولہ تعالیٰ ۱۲ من فضل اللہ الاعمال ۔۔۔ فضل بعضہم علی بعض ۔۔۔ الخلق والمعاش ان اللہ ما کان ۔۔۔ حسب قابلیاتہم ۔۔۔ ہذا الفضل الخ

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض ۔۔۔ للرجال نصیب ۔۔۔ مما اکتسبوا وللنساء نصیب ۔۔۔ مما اکتسبن ۔۔۔ واسئلوا اللہ من فضلہ ۔۔۔ ان اللہ کان بکل شیء علیما ۔۔۔ الخ

الآیات الاربع ۔۔۔ نزلت لما تمنت ام سلمۃ ۔۔۔ یا لیتنا کنا رجالا ۔۔۔ فانزلہ ۔۔۔ الآیۃ ۔۔۔ بما اکتسبوا ۔۔۔ الاجر علی العمل ۔۔۔ کون المال ۔۔۔ ما لا یکون مکتسبا ۔۔۔ ویؤیدہ روایۃ ۔۔۔ فضل من الآلاء ۔۔۔ الاعمال موہوبۃ ۔۔۔ غیر اختیاریۃ ۔۔۔ اختیاریۃ ۔۔۔ ویتفرع ۔۔۔ بالاول ۔۔۔ المعنی ۔۔۔ عنہ ۔۔۔ وبالثانی الاستدراک ۔۔۔ وبعض علیہ ۔۔۔ واسئلوا اللہ ۔۔۔ تعلق ۔۔۔ وتفرع ۔۔۔ المعنی ۔۔۔ وتفاوت بالبعض ۔۔۔ الاول ان الاستعداد ۔۔۔ مختلفۃ متفاوتۃ ۔۔۔ فقسم اللہ تعالیٰ لکل ما یصلح لہ بمقتضی استعدادہ ۔۔۔ فالتمنی لا نفع فیہ نعم ینفع السوال من فضل اللہ تعالیٰ فیعطیہ ما یحسن ۔۔۔ الثانی ۔۔۔ والعامۃ لم تکن ما ینا سب حالہ ۔۔۔ تقریر الثانی ان الکتساب ۔۔۔ کان مخصوصا علیہ لکن لا یشعر بہ ولا یعتقدہ علۃ للقسم ۔۔۔ بل یعمل اللہ تعالیٰ من فضلہ ویعتقد ان

ہو المعطی ۔۔۔ ہو من فضل اللہ الاعمال ۔۔۔ ہو المعطی ۔۔۔ ان اللہ ما کان ۔۔۔ حسب قابلیاتہم ۔۔۔ الفضل الخ

۴ من النظر الی المحاصنات والمحصنات کما کان موالیہ دون ما قبل من کاس الاناء وما فیہ من الماء ۔ ترجمہ قولہ الی ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم ۔۔۔ بعض

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْأَقْرَبُوْنَ ۭ وَالَّذِيْنَ

اور ہر ایسے مال کے لئے جس کو والدین اور رشتہ دار لوگ چھوڑ جاویں ہم نے وارث مقرر کر دیئے ہیں اور جن لوگوں سے

عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝

تمہارے عہد بندھے ہوئے ہیں ان کو ان کا حصہ دے دو ۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مطلع ہیں

ع ۵ ۲

جس کو چاہیں عطا فرما دیتے ہیں عہد کا حصول میں اختیار نہیں پس فضائل کی تین قسم ہوئیں ۔ وہبیہ قسم اول ان کا تو سوال بھی ممنوع ۔ وکسبیہ قسم دوم ان میں بعد وجود شرط یعنی اعمال کے سوال کرے ، کسبیہ ان میں سعی کرے اور دعا یہاں بھی عبادت ہے واللہ اعلم ۔ اگر کسی کو شبہ ہو کہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ فضائل کسبیہ میں دونوں مساوی ہیں ۔ حالانکہ حدیث میں عورتوں کا نقصان دین نماز وغیرہ جو فضائل کسبیہ سے ہے مصرح ہے ۔ جواب یہ ہے کہ مساوات بایں معنی ہے کہ عمل کرنے پر دونوں کو برابر ثواب ملتا ہے اور تفاوت دین میں بایں معنی ہے کہ بلا کسب کے عورتوں میں ایک مانع نفس عمل سے ہے اور عمل کا کم ہونا اور جب ہو تو ثواب برابر ہونا ان میں باہم کچھ تنافی نہیں ۔ **ربط** اس سے اوپر کی آیت میں مردوں کے حصہ میراث کے زائد ہونے پر ایک بیکار خیال کا انسداد مذکور تھا آگے بھی میراث کے متعلق ایک مضمون ہے اتصال کلامین کے لئے اس قدر مناسبت کافی ہے اور اگر یوں کہا جاوے کہ شروع سورت سے مختلف احکام مذکور ہوتے چلے آئے ہیں جن میں میراث کے کچھ احکام بھی مذکور ہو چکے اسی باب کا ایک مضمون اس مقام پر مذکور ہے تو یہ توجیہ ربط کی زیادہ بے تکلف ہے بہرحال یہ تتمہ ہے حکم ششم کا ۔ **حکم چہارم و پنجم**

ترجمہ میراث مولی الموالاۃ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ (الی قولہ) عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝ ع اور ہر ایسے

مال کے لئے جس کو (والدین اور (دوسرے) رشتہ دار لوگ (اپنے مرنے کے بعد) چھوڑ جاویں ہم نے وارث مقرر کر دیئے ہیں اور جن لوگوں سے تمہارے عہد (پہلے سے) بندھے ہوئے ہیں (ای کو مولی الموالاۃ کہتے ہیں) ان کو (اب جبکہ شرع سے رشتہ دار لوگ وارث مقرر ہو گئے ساری میراث نہ دو بلکہ صرف) ان کا حصہ (یعنی ایک ششم) دیدو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مطلع ہیں (پس ان کو ساری میراث نہ دینے کی حکمت اور ششم حصہ مقرر کر دینے کی مصلحت اور یہ کہ یہ ششم ان کو کون دیتا ہے کون نہیں دیتا ان سب کی ان کو خبر ہے ۔) **ف** جن دو شخصوں میں باہم اس طرح قول و قرار ہو جائے

اللغات الجیمین بمعنی البدل یعنی واضافۃ العقد الیہما لفہمہم الایدی فی العقود او بمعنی القسم کذا فی الروح ۱۲ النحو فی روح المعانی الخ من شتاہ لکل مال او ترکۃ مما ترک الوالدٰن والاقربون جعلنا موالی ای ارثا یلونہ ویجوزونہ ویکون لکل متعلقا بجعل و مما ترک صفۃ لکل والذین عقدت ہو فی قرأۃ وعاقدت المفعول فی جمیع القراءات محذوف ای عہودہم والموصولی (ای الذین) مبتدأ فاتوہم خبرہ و عرض علی ہذا الخ مس بان فیہ الفصل بین الصفۃ والموصوف بجملۃ علیہ فی الموصوف ۔ واجیب بانہ جائز کما فی قولہ تعالیٰ قل اغیر اللہ اتخذ ولیا فاطر السموات الارض فتأمل وقد فصل

ملحقات الترجمہ

ف قولہ فی ف وعلیہا بھی ففائدۃ التقسیم عدم کون احد القسمین الاول من الوجہ محلا للتمنی والسوال لا عدم کون غیرہ محلا للسوال فقط ۱۲ او السعی فقط ۱۲

ع جاءت امرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تستعدی علی زوجہا انہ لطمہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقصاص فانزل اللہ تعالیٰ الرجال قوامون علی النساء الآیۃ فرجعت بغیر قصاص فقلت واثرت ایلہا بقولی فی التمہید جس کے نوٹ پارہ ۵ ع ۱۲

کہ ہم ایک دوسرے کے اس طرح مددگار رہیں گے کہ اگر ایک شخص کے ذمہ کوئی دیت لازم آوے تو دوسرا اس کا متحمل ہو اور جب مرجاوے تو دوسرا اس کی میراث لے۔ یہ عہد عقدِ موالاۃ ہے۔ اور ان میں سے ہر شخص مولی الموالاۃ کہلاتا ہے یہ رسم عرب میں اسلام سے پہلے بھی تھی اس میں وہ لوگ قسم بھی کھایا کرتے تھے جو کہ اس کا جزو نہیں اور اس میں اسی عہد کے موافق احکام جاری کئے جاتے تھے۔ ابتداء اسلام میں جب تک کہ اکثر مسلمانوں کے رشتہ دار مسلمان نہ ہوئے تھے اور اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہم انصار و مہاجرین میں عقد اخوت جس کا اثر اسی موالاۃ کا سا تھا منعقد فرمادیا تھا اُس وقت میں اُسی رسم قدیم کے موافق حکم رہا کہ انصار و مہاجرین میں باہم میراث جاری ہوتی تھی۔ پھر جب لوگ بکثرت مسلمان ہوگئے اس میں اول ترمیم وہ ہوئی جو اس آیت میں مذکور ہے یعنی چھٹا حصہ اس مولی الموالاۃ کو اور باقی دوسرے ورثہ کو دلایا جاتا تھا پھر بعد چندے سورۂ احزاب کی آیت واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض سے بالکل ہی اس مولی الموالاۃ کا حصہ منسوخ ہوگیا شاید تدریج نسخ کی حکمت سے اول چھٹا رکھا ہو پس یہ آیت منسوخ ہے۔ بخاری اور قسطلانی و روح المعانی میں حضرت ابن عباسؓ سے اور بروایت طبری قتادہ سے اور بروایت ابن جریر نیز قتادہ سے لفاً و نشراً یہ آیا مذکور ہیں جن کے مجموعہ سے یہ تقریر اخذ کی گئی ہے۔ یہاں تک تو تمام ائمہ امت کے متفق ہیں کہ دوسرے ورثہ کے ہوتے ہوئے خواہ وہ ذوی الفروض[1] نسبیہ ہوں یا عصبہ ہوں یا ذوی الارحام ہوں اس مولی الموالاۃ کو کچھ میراث نہیں ملتی۔ لیکن جب کوئی نہ ہو اور ایسا شخص ہو تو اس میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کو کل میراث ملے گی البتہ اگر قبل اس کے کہ اس کی طرف سے دوسرا دیت ادا کرے اس عہد کو فسخ کردے تو فسخ ہوجاوے گا اور یہ بھی جائز ہے کہ یہ عہد ایک طرف سے ہو دوسری طرف سے نہ ہو اس وقت یہ احکام ایک طرف سے ہوجاویں گے کذا فی الہدایۃ اور ابن عباسؓ سے نصیب کی ایک تفسیر خیر خواہی یا استحباباً وصیت منقول ہے پس یہ ایتاء نصیب منسوخ نہ ہوگا۔ **ربط** عورتوں کے متعلق جو احکام اوپر آچکے ہیں ان میں عورتوں کے حقوق تلف کرنے کی ممانعت فرمائی تھی لیکن واللاتی یاتین الفاحشۃ میں سیاست کی اجازت تھی اب آگے مردوں کے حقوق جو عورتوں پر ہیں اُن کے مطالبہ کی اجازت اور ان کے فوت کرنے پر تادیب کی اجازت جس کے وقوع پر یہ آیت نازل ہوئی اور حقوق کے متعلق باہم اختلاف واقع ہونے کی صورت میں اس کے تصفیہ کا طریق اور اس ضمن میں حقوق ادا کرنے والیوں کی فضیلت بتلاتے ہیں و نیز اس مضمون کے ضمن میں مردوں کی فضیلت کی تصریح سے ایک گونہ اس خیال کے جواب کی بھی تقویت ہے جو مردوں کے حصہ میراث کے مضاعف ہونے کے متعلق اوپر آچکا۔ پس اپنے ماقبل متصل سے بھی اس کو خاص ارتباط حاصل ہے۔

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی ف ذوی الفروض نسبیہ لان السببیۃ لایجب مولی الموالاۃ حرمانا بل لہ الباقی بعد فرضہ کذا فی الدر المختار جزء ۱۲

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے

وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۭ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ

اور اس سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔ سو جو عورتیں نیک ہیں اطاعت کرتی ہیں مرد کی عدم موجودگی میں بحفاظت الٰہی

بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ

نگہداشت کرتی ہیں اور جو عورتیں ایسی ہوں کہ تم کو ان کی بددماغی کا احتمال ہو تو ان کو زبانی نصیحت کرو اور الگ

فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا

ان کے بستر کی جگہیں تنہا چھوڑ دو اور ان کو مارو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنا شروع کر دیں تو ان پر بہانہ

عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝

مت ڈھونڈو ۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے رفعت اور عظمت والے ہیں۔

حکم یا نرویم متعلق معاشرت زوجین (اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ ... اِلٰی قولہ ... اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝) حاکم انہیں عورتوں پر دو وجہ سے ایک تو (اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو (یعنی مردوں کو) بعضوں پر (یعنی عورتوں پر قدرتی فضیلت دی ہے (یہ تو (یعنی امر ہے) اور (دوسرے) اس سبب سے کہ مردوں نے (عورتوں پر) اپنے مال (مہر میں نان و نفقہ میں) خرچ کئے ہیں (اور خرچ کرنے والے کا ہاتھ اونچا اور بہتر ہوتا ہے اس سے کہ جس پر خرچ کیا جاوے اور یہ امر مکتسب ہے) سو جو عورتیں نیک ہیں (وہ مرد کے ان فضائل و حقوق کی وجہ سے) اطاعت کرتی ہیں (اور) مرد کی عدم موجودگی میں (بھی) بحفاظت (و توفیق) الٰہی (اس کی آبرو و مال کی) نگہداشت کرتی ہیں اور جو عورتیں (اس صفت کی نہ ہوں بلکہ ایسی ہوں کہ تم کو (قرائن سے) ان کی بددماغی کا احتمال (قوی) ہو تو اول (کو اول) زبانی نصیحت کرو اور (نہ مانیں تو) ان کو ان کے بستر کی جگہوں میں تنہا چھوڑ دو (یعنی ان کے پاس مت سوؤ) اور (اس پر بھی نہ مانیں تو) ان کو (اعتدال کے ساتھ) مارو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنا شروع کر دیں تو ان پر (زیادتی کرنے کے لئے) بہانہ (اور موقع) مت ڈھونڈو (کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے رفعت اور عظمت والے ہیں (ان کے حقوق اور قدرت اور علم سب بڑے ہیں اگر تم ایسا کرو گے پھر وہ بھی تم پر اپنے حقوق کے متعلق

ملخصات الترجمہ ۱ قولہ حاکم من قیام الولاۃ بالامر علی الرعیۃ کذا فی التفاسیر قلت وبنا ہذا بسبب الزول فانظر فی الروایات ۱۲ ۲ قولہ فی ترجمۃ علی بعض یعنی عورتوں پر فعلی ضمیر المذکر تغلیب ۱۲ ۳ قولہ فی ترجمۃ انفقوا عورتوں پر اشارۃ الی حذف علیہن ۱۲ ۴ قولہ خرچ کئے ہیں حسًا او التزامًا اذا کان المہر مثلًا دینًا ۱۲ ۵ قولہ فی ترجمۃ فالصلحت مرد کے فضائل کا لحاظ اشارۃ الی کون الفا للترتیب ۱۲ ۶ قولہ عدم موجودگی فاللام بمعنی فی واللام عوض عن المضاف الیہ ای فی غیبتہم عن بہن ومفعول حافظات محذوف ای اموالہم وفروجہن التی ہی عرضہم ۱۲ ۷ قولہ بھی لئلا یتخصص بحالۃ الغیبۃ وجہ لتخصیص الذکری کونہا مظنۃ للخیانۃ ۱۲ ۸ قولہ فی ترجمۃ تخافون قوی لان الاحتمال المحتمل لا یتغیر فانا یخلو عنہ وقت ما ۱۲ ۹ قولہ فی ترجمۃ واہجروا ہن اور نہ مانیں تو لا یستفاد ہذا الترتیب من الواو بل من العقل من ترتیب لا شد فالا شد ۱۲

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ فان اطعنکم فلا تبغوا علیہن سبیلا ذہب الاکثرون الی ان ہذا من سیاسۃ من تحمہ بان یظہر فی سبب الایذاء امر لیس سببا فی الواقع انما ہو لمحض السیاسۃ

ترجمہ قولہ تعالیٰ فان اطعنکم فلا تبغوا علیہن سبیلا اس میں اشارہ ہے کہ تحمل بعض بعض نفسانی کے سبب سزا دینے کے لئے کوئی حیلہ ڈھونڈا جاوے کہ جو امر واقع میں سزا کا نہ ہو اس کو سبب قرار دے

۳ قولہ فی ترجمۃ فی المضاجع لینے کی جگہ میں تنہا اشارۃ الی ترکیب ای ابجروہن حال کونہن مضروبات فی المضاجع ۱۲ ۴ قولہ اعتدال کما جاء فی حدیث غیر مبرح ۱۲ ۱۱ قولہ فی ترجمۃ لا تبغوا علیہن زیادۃ فی الزجر فتقدیر الکلام لا تبغوا للتعدی علیہن سبیلا ۱۲

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا

اور اگر تم اور پروانوں کو اُن دونوں میاں بی بی میں کشاکش کا اندیشہ ہو تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو مرد کے خاندان سے اور

مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ

کرنے کی لیاقت رکھتا ہو عورت کے خاندان سے بھیجو۔ اگر اُن دونوں آدمیوں کو اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان میاں بی بی میں اتفاق فرما دیں گے

كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ○

بڑے علم اور بڑے خبر والے ہیں۔

ہزاروں الزام قائم کر سکتے ہیں) وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا الی قولہ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ○

اور اگر (قرآن سے) تم اور پروالوں کو ان دونوں میاں بی بی میں (ایسی کشاکش کا اندیشہ ہو کہ اس کو وہ باہم نہ سلجھا سکیں گے) تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی جو (ایسا ہی) تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو عورت کے خاندان سے (تجویز کر کے اس کشاکش کے رفع کرنے کے لئے ان کے پاس) بھیجو کہ وہ جا کر تحقیق حال کریں اور جو بے راہی پر ہو یا دونوں کا کچھ قصور ہو سمجھ دیں) اور اگر ان دونوں آدمیوں کو (سچے دل سے) اصلاح (معاملہ کی) منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان میاں بی بی میں (بشرطیکہ وہ ان دونوں کی لئے پر بھی عمل کریں) اتفاق فرما دیں گے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑے خبر والے ہیں (جس طریق سے ان میں باہم مصالحت ہو سکتی ہے اس کو جانتے ہیں جب حکمین کی نیت ٹھیک دیکھیں گے وہ طریق ان کے قلب میں القا فرما دیں گے) ف ان دونوں حکمین کا اصل کام اتنا ہی ہے البتہ اگر زوجین نے اپنے حکم کو طلاق یا خلع کا اختیار بھی دیدیں تو وکالۃً وہ اس کے مختار بھی ہو جاویں گے مگر اس آیت میں اس سے تعرض نہیں۔ اور بشرطیکہ الخ میں جس امر کو احقر نے شرط کہا ہے خود آیت میں اس پر دلالت ہے۔ اس لئے کہ ان حکمین کی تجویز زوجین کے افعال اختیاریہ کے متعلق ہوگی جن کا صدور موقوف ہے اصدار پر پس حکمین کے اس ارادہ اصلاح اور زوجین کے اختیار صلاح میں باہم نسبت مثل فعلین و مطاعین کے ہوگی پس اس اعتبار سے اس ارادہ کا تحقق معتد بہ اصدار زوجین پر موقوف ہوگا اب توفیق بینہما کا ترتب حسب عادت الٰہیہ کر کسب کے ساتھ خلق ہونا ہے ضروری ہوگا خوب سمجھ لو۔

یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ انفاق مال چونکہ معاوضۃً ہے لہٰذا وہ سبب تفضیل نہیں ہو سکتا جواب یہ ہے کہ وہ معاوضہ اسی کا ہے کہ عورت ماتحت رہے گی پس یہ معاوضہ منافی تفضیل نہ ہوا بلکہ مؤکد اور عین دلیل ہوا خوب سمجھ لو مسئلہ یہ فیصلہ واجب ہے اگر زوجین حکام سے رجوع کریں اور دوسروں کے لئے مستحب ہے ورقید من اہلہ وہلہا کی سب کے لئے مستحب ہے

ربط اوپر زوجین کے حقوق کا ذکر تھا اور اس کے قبل بھی شروع سورت سے یتامی اور نساء اور ورثہ کے کچھ حقوق کا بیان چلا آرہا ہے اب آگے اور لوگوں کے حقوق اور ان کے ساتھ معاملہ اور معاشرت کا طریق مذکور ہوتا ہے اور چونکہ ان حقوق کو علی سبیل الکمال وہی ادا کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اور قیامت کے ساتھ عقیدہ

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ترجمۃ خفتم اور پروالو کو دیہاتی ہوا نظام ہر ۱۲

۲ قولہ فی ترجمۃ بینہما میاں بی بی دیہاتی لم یجز ذکرہ صریحًا فقد دل الشرط علیہ ۱۲

۳ قولہ فی ترجمۃ حکما بالتاء لانہ وصف، ای لیکونن حکما الا بالفوقیۃ ۱۲

۴ قولہ فی ترجمۃ ابعثوا بھمزۃ کذا فی الروح ۱۲

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي

اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو۔ اور والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو۔ اور اہل قرابت

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَ

کے ساتھ بھی۔ اور یتیموں کے ساتھ بھی۔ اور غریب غربا کے ساتھ بھی۔ اور پاس والے پڑوسی کے ساتھ بھی۔ اور دور والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور

الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ

ہم مجلس کے ساتھ بھی۔ اور راہ گیر کے ساتھ بھی۔ اور ان کے ساتھ بھی جو تمہارے مالکانہ قبضہ میں ہیں۔

درست رکھتا ہو و نیز بخل و کبر و ریا سے مبرا ہو و نہ یہ امور بھی ادائے حقوق سے مانع ہوتے ہیں اس لئے اس مضمون کے اول میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور درمیان میں انکار توحید اور انکار قیامت کی مذمت اور آخر میں ترغیب توحید و ترہیب احوال قیامت کے ساتھ عصیان رسول کی مذمت بھی ارشاد فرمادی اور ان اخلاق ذمیمہ مذکورہ کی تقبیح بھی فرمادی اور مذمت بخل میں عام لفظ کے ساتھ منکرین رسالت پر بھی تعریض فرمادی کہ دلائل رسالت کا کتمان کرتے تھے **حکم ثانی نزدہم حسن معاملہ با خلق مع تصحیح اعتقاد مبدا و معاد** وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا (الی قولہ) وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کرو (اس میں توحید بھی آگئی) اور اس کے ساتھ کسی چیز کو (خواہ وہ انسان ہو یا غیر انسان عبادت میں یا ان کی خاص صفات کے اعتقاد میں) شریک مت کرو اور (اپنے) والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور (دوسرے) اہل قرابت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب غربا کے ساتھ بھی اور پاس والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور دور والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور ہم مجلس کے ساتھ بھی (خواہ وہ مجلس دائمی ہو جیسے سفر طویل کی رفاقت اور کسی مباح کام میں شرکت یا عارضی ہو جیسے سفر قصیر یا اتفاقی جلسہ میں شرکت) اور راہ گیر کے ساتھ بھی (خواہ وہ تمہارا خاص مہمان ہو یا نہ ہو) اور ان (غلام لونڈیوں) کے ساتھ بھی جو (شرعًا) تمہارے مالکانہ قبضہ میں ہیں (غرض ان سب سے خوش معاملگی کرو جس کی تفصیل شرع نے دوسرے موقع پر بتلادی ہے اور جو لوگ ان حقوق کو ادا نہیں کرتے اکثر اس کے کئی سبب ہیں یا تو ان کے مزاج میں تکبر ہے کہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتے اور کسی کی طرف التفات ہی نہیں کرتے اور یا ان کی طبیعت میں بخل غالب ہے کہ کسی کو دیتے دلاتے جان نکلتی ہے اور یا ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتقاد نہیں کہ آپ کے احکام کو اور ادائے حقوق کے ثواب کے وعدوں کو اور اتلاف حقوق کے عذاب کی وعیدوں کو صحیح نہیں سمجھتے اور یہ کفر ہے اور یا ان کی عادت نمود کی ہے اس لئے جہاں نمود ہو وہاں دیتے دلاتے ہیں گو حق نہ ہو اور جہاں نمود نہ ہو وہاں ہمت نہیں ہوتی گو حق ہو اور یا ان کو سرے سے خدا تعالیٰ ہی کے ساتھ عقیدہ نہیں یا وہ قیامت کے قائل نہیں اور یہ بھی کفر ہے اس لئے اسی ترتیب سے جو ان امور

اللغات الجنب بضمتین من ہو من عزتوک من الجنابۃ ضد القربۃ ویستعمل فی المکانی والنسبی ۱۲

النحو قولہ احسانا عامل مقدر ای احسنوا قولہ بالجنب متعلق بالصفۃ المقدرۃ ای الکائن۔

ملحقات الترجمہ قولہ فی ترجمۃ الجار ذی القربی والجنب دور والے محمول علی القرب البعد المانعین لان قولہ بذی القربی مفن ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ والصاحب بالجنب فی الروح وقیل الرفیق فی امر حسن کتعلم ونصر فی صناعۃ وسفر وعدوا من ذلک من نصب بحفظ فی مسجد او مجلس غیر ذلک اھ قلت وسمہ بالاولی الشریک فی الصنعۃ والطریق فعلی الآیۃ یکون من باب اخوان الطریقۃ

ترجمہ قولہ تعالیٰ

(والصاحب بالجنب) صاحب جنبی سے تعامیر ہے عام ہے پیر بھائی کو بھی۔ پس آیت میں پیر بھائی کے حق کا بیان ہے۔

عن حملہا علی القرب والبعد النسبی لعل النکتۃ فی تفصیل الجار دفع توہم اکثر الناس تخصیص الجار بالجار القریب ۱۲

قولہ بالمکان قبضہ اخذ فی ملکہ الترجمہ معنی الملک ومعنی الیمین من لبد

ان قولہ تعالیٰ الجار ذی القربی والجار الجنب۔ فلا یرد رجوع ضمیر الواحد الی المثنی ۱۲ منہ

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ۝ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ

بے شک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے ہیں جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں شیخی کی باتیں کرتے ہوں جو کہ بخل کرتے ہوں اور دوسرے

النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَأَعْتَدْنَا

لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہوں اور وہ اس چیز کو پوشیدہ رکھتے ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے۔ اور ہم نے ایسے ناسپاسوں

لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝ وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ

کے لئے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے۔ اور جو لوگ اپنے مالوں کو لوگوں کو دکھلانے کے لئے خرچ کرتے ہیں

وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ

اور اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر اعتقاد نہیں رکھتے۔ اور شیطان جس کا

لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ۝

مصاحب ہو اس کا بڑا مصاحب ہے۔

کا انفراداً یا اجتماعاً ارتکاب کرتے ہیں ان کا حال بھی سن لو کہ) إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا (الی قولہ) وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ۝ بے شک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے جو (دل میں اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں (زبان سے) شیخی کی باتیں کرتے ہوں جو کہ بخل کرتے ہوں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہوں (خواہ زبان سے یا اس طرح کہ ان کو دیکھکر دوسرے یہی تعلیم پاتے ہیں) اور وہ اس چیز کو پوشیدہ رکھتے ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے (اس سے مراد یا تو مال و دولت ہے جبکہ بلا مصلحت حفاظت کے محض بخل کی وجہ سے کہ اہل حقوق توقع نہ کریں چھپائے اور یا مراد علم دین ہے کہ یہود اخبار رسالت کو چھپایا کرتے تھے پس بخل بھی عام ہو جاوے گا پس اس میں بخلا و منکرین رسالت دونوں آگئے) اور ہم نے ایسے ناسپاسوں کے لئے (جو نعمت مال یا نعمت بعثت رسول کی حق شناسی نہ کریں) اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے اور جو لوگ کہ اپنے مالوں کو لوگوں کے دکھلانے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن (یعنی قیامت کے دن) پر اعتقاد نہیں رکھتے (ان کا بھی یہی حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان سے محبت نہیں) اور (بات یہ ہے کہ) شیطان جس کا مصاحب ہو (جیسا ان مذکور لوگوں کا ہوا ہے) اس کا بڑا مصاحب ہے (کہ ایسا مشورہ دیتا ہے جس میں انجام کار سخت ضرر ہو) ف شرک کی دوسری صورت کا حاصل یہ ہے کہ جن صفات کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خالص ہونا ثابت ہو چکا ہے جیسے علم محیط قدرت عامہ وغیرہما ان کا کسی کے لئے اعتقاد کرنا شرک ہے اور یتیموں کا باوجودیکہ اوپر ذکر آچکا ہے لیکن مکرر لانے سے اور اہتمام ہو گیا کیونکہ جاہلیت میں ان پر ظلم بہت ہوتا تھا۔ جیسا اب بھی ان پر مالی ظلم اکثر لوگ کرتے ہیں اور پاس والے پڑوسی کا مطلب یہ کہ جس کا گھر اپنے گھر کے پاس ہو اور دور والا جس کا گھر فاصلہ سے ہو مگر محلہ ایک ہو اور یہ اہل حقوق اگر کافر بھی ہوں تب بھی ان کے ساتھ احسان کرے۔ البتہ مسلمان کا حق اسلام کی وجہ سے ان سے زائد ہوگا۔ اور بخل کو

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ

ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا او دخل فی عمومہ المعجب بسعیہ بالسلوک فی نفسہ الفخور باحوالہ ومقاماتہ۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ

ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا اس کے عموم میں وہ بھی داخل ہو گیا جو اپنی سعی فی السلوک پر عجب اور اپنے احوال و مقامات پر فخر کرتا ہے۔

النحو قولہ الذین بدل من من قولہ والذین معطوف علی الذین قبلہ و بدل شملہ فساء قرینا الخ الفصل ضمیر مبہم یوضحہ ما بعدہ المنصوب والمخصوص محذوف ای الشیطان فالتقدیر فساء قرینہ ہو کذا فی حاشیۃ البیضاوی

اختلاف القراءۃ فی قراءۃ بالبخل بالفتحتین ۱۲

لمحفات الترجمہ

قولہ فی ترجمۃ یامرون خواہ زبان سے الخ فالامر للمقالی والحالی بکذا فی ۱۲

قولہ فی ترجمۃ الکفران نعمت مال یا نعمت بعثت نعم الکفر الاصطلاحی واللغوی لان المذکور فیما بین کلا ہما ۱۲

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ

اور ان پر کیا مصیبت نازل ہو جاوے گی اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر ایمان لے آویں۔ اور اللہ نے جو ان کو دیا ہے اس میں سے

اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ

اور اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہ کریں گے اور اگر

تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

ایک نیکی ہو گی تو اس کو کئی گنا کر دیں گے اور اپنے پاس سے اور اجر عظیم دیں گے۔

جو عام لیا گیا وجہ اس کی سبب نزول کا تعدد ہے چنانچہ لباب میں ابن ابی حاتم کی روایت سے سعید بن جبیر کا یہ قول منقول ہے۔ کان علماء بنی اسرائیل یبخلون بما عندہم من العلم فانزل اللہ الذین یبخلون۔ اور روح المعانی میں عبد ابن حمید کی روایت سے قتادہ کے قول میں اتنا اور زیادہ کیا ہے۔ کتموا الاسلام ومحمدا صلی اللہ علیہ وسلم الخ اور لباب میں ابن جریر کی روایت سے ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ فلاں فلاں اشخاص انصار کو بہک راہ میں خرچ کرنے سے روکتے اور سمجھاتے اس میں نازل ہوا۔ الذین یبخلون الخ **ربط** اوپر کفر باللہ و بالرسول و بالقیامت اور بخل اور ریا اور کبر کی مذمت فرمائی ہے آگے ان کے اضداد کی ترغیب دیتے ہیں پس وہ تتمہ ہے ماقبل کا اور گو لفظاً صرف ایمان باللہ والقیامت اور انفاق ہی مذکور ہیں جو مقابل کفر باللہ والقیامۃ اور بخل کا ہے لیکن ایمان باللہ مستلزم ہے ایمان بالرسول کو بھی جو مقابل ہے کفر بالرسول کے اور انفاق سے مراد قرینہ مقام سے انفاق وجہ اللہ ہے جو مقابل ہے ریا کے اور ریا بھی ابتغاء وجہ اللہ علاج ہے کبر کا بھی کیونکہ کبر میں طلب جاہ ہوتی ہے اور وہ طلب وجہ اللہ کے ساتھ جمع نہیں ہوتی پس طالب وجہ اللہ طالب جاہ نہ ہو گا پس یہی مقابل ہو گا کبر کا بھی اس طرح سب اضداد کی ترغیب آگئی۔ **تتمہ مضمون سابق** وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ (الی قولہ) وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ اور ان پر کیا مصیبت نازل ہو جاوے گی اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن (یعنی قیامت) پر ایمان لے آویں اور اللہ نے جو ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ (اخلاص کے ساتھ) خرچ کریں (یعنی کچھ بھی ضرر نہیں ہر طرح نفع ہی نفع ہے) اور اللہ تعالیٰ ان کے نیک و بد کو خوب جانتے ہیں (پس ایمان و انفاق پر ثواب دیں گے اور کفر وغیرہ پر عذاب) بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہ کریں گے (کہ کسی کا ثواب مار لیں یا بے وجہ عذاب دینے لگیں جو کہ ظاہراً ظلم ہے) اور (بلکہ وہ تو ایسے رحیم ہیں کہ) اگر ایک نیکی ہو گی تو اس کو کئی گنا کر کے ثواب) دیں گے (جیسا کہ دوسری آیت میں وعدہ مذکور ہے) اور (اس ثواب موعود کے علاوہ) اپنے پاس سے (بلا معاوضہ عمل بطور انعام) اور اجر عظیم (الگ) دیں گے **ف** ظلم میں ظاہراً کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر ایسا کرتے تو واقع میں تو یہ بھی ظلم نہ ہوتا کیونکہ وہ مالک ہیں **ع** ہر چہ آں خسرو کند شیریں ہ اور لفظ اپنے پاس سے محاورہ میں اس پر دال ہے کہ یہ علاوہ اجر مقرر کے ہو گا اور پھر اس کو اجر اس لئے کہا یا گو مقابلہ عمل میں نہیں مگر ظاہراً مسبب عن العمل تو ہے کیونکہ انعام بھی عادۃً عامل ہی کو ملتا ہے۔ **ربط** اوپر جن امور

اللغات المتقابل
مفعال من النقل و یطلق علی المقدار المعلوم وعلی مطلق المقدار والدینار ہی
وقف لازمی علی السلام
التملۃ الحمراء وجزء من اجزاء الہباء فی الکوۃ وقیل ہی الخردلۃ ۱۲
النحو ان تک حسنۃ بالنصب فالاسم الضمیر العائد الی العمل وانث باعتبار الخبر وبالرفع فی قراءۃ فکان تامۃ یضعفہا بحذف المضاف ای یضاعف ثوابہا ۱۲
البلاغۃ فی مع المعانی قولہ وماذا علیہم الخ لیس المراد السوال عن الضرر اذ لا ضرر لیسکل عن ذلک بل المراد توبیخہم علی الجہل بامکان المنفعۃ وحثہم علی صرف الفکر لتحصیل الجواب لعلہ یؤدی بہم الی العلم وانما قدم الایمان ہہنا واخر فی الآیۃ المتقدمۃ لانہ تمہ ذکر لتقلیل ما قبلہ من وضوح مصارفہم فی دینہم فی غیر محلہا وہنا للتحریض فینبغی ان یبدأ فیہ بالاہم فالاہم ۱۲

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴿٤١﴾

سو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے۔ اور آپ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے

يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ

اس روز جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ اس بات کی آرزو کرینگے

ع ۶ ف ۳

بِهِمُ الْأَرْضُ ۚ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا ﴿٤٢﴾

کہ کاش ہم زمین کے پیوند ہو جاویں۔ اور اللہ تعالیٰ کسی بات کا اخفا نہ کر سکیں گے۔

کی ترغیب تھی آگے ان کے نہ کرنے پر ترہیب ہے پس یہ بھی تمہید ما سبق کا تتمہ دیگر مضمون سابق فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ (الیٰ قولہ) وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا ﴿٤٢﴾ سو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جب کہ ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ کو ان لوگوں پر (جن کا آپ سے سابقہ ہوا ہے) گواہی دینے کے لئے حاضر لاویں گے (یعنی جن لوگوں نے خدائی احکام دنیا میں نہ مانے ہوں گے ان کے مقدمہ کی پیشی کے وقت بطور سرکاری گواہ کے انبیاء علیہم السلام کے اظہار لئے جاویں گے جو معاملات انبیاء کی موجودگی میں پیش آئے تھے سب ظاہر کر دیں گے۔ اس شہادت کے بعد ان مخالفین پر جرم ثابت ہو کر سزا دی جاوے گی۔ اوپر فرمایا تھا کہ اس وقت کیا حال ہوگا آگے اس حال کو خود بیان فرماتے ہیں کہ) اس روز (یہ حال ہوگا کہ) جن لوگوں نے (دنیا میں) کفر کیا ہوگا اور رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ اس بات کی آرزو کریں گے کہ کاش (اس وقت) ہم زمین کے پیوند ہو جاویں (تاکہ اس رسوائی اور آفت سے محفوظ رہیں) اور (گواہی کے علاوہ خود وہ اقراری مجرم بھی ہوں گے کیونکہ) اللہ تعالیٰ سے کسی بات کا (جو ان سے دنیا میں صادر ہوئی تھیں) اخفا نہ کر سکیں گے (پس دونوں طور پر فرد قرار داد جرم اُن پر لگا دی جاوے گی)، ف ظاہراً آیت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کفار کے باب میں ہو کیونکہ مطلق کفر اور عصیان رسول قرآن میں اسی پر اطلاق کیا جاتا ہے پس اور معاصی بخل و ریا کبر جو اوپر مذکور تھے ان پر گو وعید اس درجہ کی نہ ہوگی لیکن جب علت وعید کی منہی عنہ ہونا ہے تو عاقل آدمی اس سے ان کی وعید بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس درجہ کے وہ منہی عنہ ہیں اس درجہ کی وعید اُن پر بھی ہے باقی چونکہ اس وقت زیادہ ان معاصی کے ساتھ بھی کفار ہی موصوف تھے اس لئے ذکر میں کفار کی تخصیص کی گئی۔ اور جاننا چاہیئے کہ وہ جو قرآن میں آیا ہے کہ کفار کہیں گے واللہ ربنا ما کنا مشرکین تو یہ اوّل اوّل ہوگا پھر جب اللہ تعالیٰ اُن کے منہ پر مہر خاموشی لگا کر ان کے دست و پا کو بولنے کی اجازت دیں گے وہ سب اپنا کیا ہوا کہہ ڈالیں گے۔ یہ عدم اخفا اس حالت کے اعتبار سے فرمایا پس دونوں میں کچھ تعارض نہیں چنانچہ روح المعانی میں بروایت تصحیح حاکم حضرت ابن عباسؓ سے بعینہٖ یہی مضمون منقول ہے اور اس کے آخر میں یہ بھی ہے فیتمنون ان تسوی بہم الارض اور جو جرائم انبیاء علیہم السلام کی غیبت یا بعد وفات ہوئے ہیں ان کے اثبات کے دوسرے طرق ہوتے ہوئے اگر نبی کی شہادت نہ ہو مفوت مقصود نہیں چنانچہ سورۂ مائدہ کے اخیر میں عیسیٰ علیہ السلام کا ان کے معاصر مخالفین پر شہید و گواہ ہونا

النحو

کیف علیہا الرفع علی انہا خبر لمبتدا محذوف ای فکیف حال ہؤلاء ۱۲

اللغات

تسوی بہم ای تہم ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا

اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے

مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ

لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو اور حالت جنابت میں بھی باستثناء تمہارے مسافر ہونے کی حالت کے یہاں تک کہ غسل کر لو۔

وکنت علیهم شهید اما دمت فیهم میں بیان کرکے بعد کی حالت کے لئے دوسرے طریق ثبوت کو کنت انت الرقیب علیهم میں مصرح فرمایا ہے **ربط** شروع سورت میں گذر چکا ہے کہ اس صورت میں مختلط طور پر تین قسم کے مضامین کہ محل تقوی میں مذکور ہیں منجملہ ان کے ایک قسم دیانات یعنی معاملات فی مابین العبد والرب ہیں اور اکثر معاملات باہمی کا بیان ہوا ہے آگے اس مقام پر بعض احکام دیانات کے مذکور ہوتے ہیں اور خاص شان نزول کے اعتبار سے ایک مناسبت اور بھی زائد ہے کہ اوپر آیت واعبدوا اللہ الخ میں شرک ممانعت فرمائی تھی آگے اس کا انتظام فرمایا کہ بلا قصد بھی صورت شرک صادر نہ ہو جیسا کہ ابتداء اسلام میں شراب حلال ہونے کے وقت حضرت عبدالرحمن بن عوف رضؓ نے دعوت میں مہمانوں کو شراب پلائی اس میں مغرب کا وقت آگیا حضرت علیؓ کو امام بنایا انھوں نے مدہوشی میں سورہ قل یا میں اس طرح پڑھ دیا اعبد ما تعبدون لفظ لا رہ گیا جو کہ لفظاً توحید کے خلاف تھا لیکن بلا قصد تھا اس پر آیت آئندہ نازل ہوئی جس میں حالت سکر میں نماز پڑھنے کو اور حقیقت نمازوں کے وقت مسکر کے استعمال کو منع فرمایا رواہ الترمذی اور نماز کے اس مسئلہ کے ساتھ اور مسائل بھی اس کے متعلق بیان فرما دیئے **حکم ہفدہم متعلق طہارت وصلوٰۃ** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ اے

ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ (یعنی ایسی حالت میں نماز مت پڑھو) کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو (اس وقت تک نماز مت پڑھو مطلب یہ ہے کہ ادائے نماز تو اپنے اوقات میں فرض ہے اور یہ حالت ادائے نماز کے منافی ہے پس اوقات صلوٰۃ میں نشہ کا استعمال مت کرو کبھی تمہارے منہ سے نماز میں کوئی کلمہ خلاف نہ نکل جاوے) اور حالت جنابت میں بھی (یعنی جبکہ غسل فرض ہو) باستثناء تمہارے مسافر ہونے کی حالت کے کہ اس کا حکم عنقریب آتا ہے نماز کے پاس مت جاؤ یہاں تک کہ غسل کر لو (یعنی غسل عن الجنابۃ شرائط صحت نماز سے ہے اور یہ حکم یعنی جنابت کے بعد بدون غسل نماز نہ پڑھنا حالت عدم عذر میں ہے)

عرضه ولم تواخذ اذا انقطع العمل لا یترتب ما یترتب علیه ومن ثم صرحوا بان المرتی یقف فی حالة الاستغراق - ترجمہ قولہ تعالیٰ لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون - اگر سکر کو عام لیں تب تو لفظاً اور اگر عام نہ لیں تو اشتراک علت کے سبب قیاساً اس سے مفہوم ہوا کہ سکر حالی کے آثار رجب محسوس ہونے لگیں ذکر کو قطع کر دے نیز اگر قطع نہ کیا وہ خود منقطع ہو جاوے گا اور ترقی کا سبب تھا عمل جب عمل منقطع ہو گیا ترقی بھی متوقف ہو جاوے گی چنانچہ تصریح بھی کی گئی ہے کہ استغراق میں ترقی رک جاتی ہے

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون - فی الروح روی عن جعفرؒ والضحاک وهو احد الروایتین عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان المراد من السکر سکر النعاس وغلبة النوم واید بما اخرجه البخاری عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا نعس احدکم وهو یصلی فلینم حتی یعلم ما یقول وروی متابعة عن عائشة رضی اللہ عنها قلت معنی قوله لا یعلم ما یقول من السکر سکر النعاس اے سکر الخمر لا یلزم الجمع بین الحقیقة والمجاز لحمله علی عموم المجاز وفی عموم المجاز دخل السکر الذی هو من الاهوال وان سلمنا عدم دلالة النص علیه فلا مانع من قیاسه علی مدلول النص واما ما کان دال علی قطع الذکر اذا احس بمقابلی السکر لاستغراق العلة المذکورة فی حدیث اخر من قوله علیه السلام لعله نعس فلیضطجع فلعل نعاسه ان یذهب عنه انما هو امر من یذهب ذلک الحی حتی لا اتباع اذ وضوء لا یقطع فتدبر لا تقربوا الصلوٰۃ مطلب یہ ہے کہ ادائے نماز کے اس مسئلہ کے ساتھ اور مسائل بھی اس کے متعلق بیان فرما دیئے حکم ہفدہم متعلق طہارت وصلوٰۃ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ (یعنی ایسی حالت میں نماز مت پڑھو) کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو (اس وقت تک نماز مت پڑھو مطلب یہ ہے کہ ادائے نماز تو اپنے اوقات میں فرض ہے اور یہ حالت ادائے نماز کے منافی ہے پس اوقات صلوٰۃ میں نشہ کا استعمال مت کرو کبھی تمہارے منہ سے نماز میں کوئی کلمہ خلاف نہ نکل جاوے) اور حالت جنابت میں بھی (یعنی جبکہ غسل فرض ہو) باستثناء تمہارے مسافر ہونے کی حالت کے کہ اس کا حکم عنقریب آتا ہے نماز کے پاس مت جاؤ یہاں تک کہ غسل کر لو (یعنی غسل عن الجنابۃ شرائط صحت نماز سے ہے اور یہ حکم یعنی جنابت کے بعد بدون غسل نماز نہ پڑھنا حالت عدم عذر میں ہے)

لمحات الترجمہ قولہ فی ذیل ترجمہ لا تقربوا الصلوٰۃ مطلب یہ کہ الخ وان سلمنا الخ ماخذ اگر کیف صح حمله وهو نهی للسکران عن الصلوٰۃ والخطاب للمؤمنین بان لا یقربوا الصلوٰۃ حالة السکر من الخمر یکون من الخطاب

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ

اور اگر تم بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص استنجے سے آیا ہو

اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا

یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو

فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝

یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے بخشنے والے ہیں

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ (الی قولہ) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ اور اگر تم (کچھ عذر رکھتے ہو مثلاً) بیمار ہو (اور پانی کا استعمال مضر ہے جیسا آگے آتا ہے) یا حالت سفر میں ہو (جو اور مستثنیٰ ہوا ہے کہ اس کا حکم آگے آوے گا یعنی اور پانی نہیں ملتا جیسا آگے آتا ہے) تو ان عذروں سے تیمم کی اجازت آتی ہے اور جواز تیمم کچھ ان ہی مذکور عذروں یعنی سفر و مرض کے ساتھ خاص نہیں بلکہ خواہ تم کو خاص یہ عذر (ہوں) یا یہ کہ عذر خاص نہیں یعنی نہ تم مریض ہو نہ مسافر بلکہ ویسے ہی کسی کا وضو یا غسل ٹوٹ جاوے اس طرح سے کہ (مثلاً) تم میں سے کوئی شخص (پیشاب یا پاخانہ کے) استنجے سے (فارغ ہو کر) آیا ہو (جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو (جس سے غسل لازم ہو گیا ہو اور پھر (ان ساری صورتوں میں خواہ مرض و سفر کے عذر کی صورت ہو یا نہ مرض ہو نہ سفر ویسے ہی وضو اور غسل کی ضرورت ہو) تم کو پانی (کے استعمال کا موقع) نہ ملے (خواہ اول اس وجہ سے کہ مرض میں ضرر ہوتا ہے خواہ اس لئے کہ وہاں پانی ہی موجود نہیں خواہ سفر ہو یا نہ ہو تو (ان سب حالتوں میں) تم کو (یہ اجازت ہے کہ) پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو یعنی (اس زمین پر ذرا ہاتھ مار کر) اپنے چہروں اور ہاتھوں پر (ہاتھ) پھیر لیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے بخشنے والے ہیں (اور جسکی ایسی عادت ہوتی ہے وہ آسان حکم دیا کرتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے آسان حکم دیدیئے کہ تم کو تکلیف و تنگی نہ ہو) ف اس آیت کے شروع کا حکم اس وقت تھا جب تم

اللغات الغائط المکان المنخفض اطلق علی الحدث مجازاً لکونہ غالب الوقوع بالنسبۃ الی المرض و لکون تیمم المسافرین سببا لنزول الآیۃ کما رواہ البخاری وغیرہ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا۔ القلادۃ فی غزوۃ المریسیع الثالث وھو احد السوالات ما توجہ عطف قولہ جاء احد و لامستم اللذین ہما موجبان علی المرض والسفر اللذین ہما مرخصان ولا بد من التناسب بین المتعاطفین۔ و الجواب لیس المعطوف عطف الموجبین علی المرخصین بل عطف مخذوف یدل علی غیر المعذورین علی المعذورین تقدیرہ الکلام وان کنتم مرضی مسافرین او غیر مرضی وغیر مسافرین حال کونکم فی جمیعہ اصحاء محدثین بالاصغر او الاکبر وحال کونکم فی جمیعہا حاضرین عن الماء حقیقۃ کما فی الفقد او حکما کما اذا خیف الضرر فالصور ستۃ۔ کون الرجل مریضا و محدثا بالاصغر او کونہ مریضا و محدثا بالاکبر او کونہ مسافرا و محدثا بالاصغر او کونہ مسافرا و محدثا بالاکبر۔ او کونہ غیر مریض ولا مسافر مع الحدث الاکبر او کونہ غیر مریض ولا مسافر مع الحدث الاصغر المذکور بشرط لا باعتبار التیمم فی جمیع الستۃ فقولہ لم تجدوا قید فی جمیع ما ذکر

البلاغۃ قولہ او جاء احد منکم الخ حذف الفعل لدلالۃ ما قبلہ علیہ و ھو من بدیع الایجاز۔ فائدۃ عظیمۃ جسیمۃ وصلت الیہا بعونہ تعالیٰ بعد ان مضت کثیر ای ایام الافکار تحذ با بلاثنی اعلم ان بہذا سوالات الاول ما وجہ تخصیص ذکر الجنب فی اول الآیۃ مع عدم جواز الصلوٰۃ لغیر المتوضی ایضا۔ الجواب لکونہ منبئا بالاغتسال لو قیل لا جنبا ولا غیر متوضئین حتی تغتسلوا لما صح الکلام فان قیل فما وجہ تخصیص الغائط و المبنا۔ قلت لکون حکم الوضوء مذکورا فی المائدۃ ولو ثبت ما ذکر فی اللباب عن الفریابی و ابن ابی حاتم و ابن المنذر و ابن مردویہ الطبرانی و ابن جریر من نزول الآیۃ فی الجنابۃ لظہر وجہ التخصیص الثانی ما وجہ تخصیص المسافر بالاستثناء مع کون حکم المریض غیر المریض المسافر اذا المجد الماء کذلک فی الجواب

الروایات ذکر احدہما فی تمہید الآیۃ و الاخری فی الفائدۃ العظیمۃ المذکورۃ فی حاشیۃ ۱۲ **الملحقات الترجمہ** ۱ قولہ فی ذیل ترجمۃ لا تقربوا مطلب یہ کہ الخ فلا یرد ان الممکن

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فی اخر ایۃ التیمم ان اللہ کان عفوا غفورا فیہ علاج ضعفاء فی مباشرتہم الاعمال التی فیہا نوع من النقص الظاہر یتوہمون انہا ترکہا فاورکاکۃ ما ارشد تہم سبیلا۔ اما دعہا استحضارا کیف عفو اللہ عفوا غفورا فان فرض کونہا غیر کافیۃ عفا اللہ تعالیٰ عنہا وہو الانعم طرق فطم الوسوسۃ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ بعد ذکر التیمم ان اللہ کان عفوا غفورا اس میں ضعفاء فی الاعمال کا علاج ہے جن کو اپنے ضعف کی وجہ سے عمل کے کامل نہ کرنے کی بیماری وسوسہ کا ہوتا ہے کہ جو عمل میں بظاہر کمی ہے تو وہ اپنے مقصود کے لئے کافی نہ ہوگا پس اس میں اطمینان وسوسہ کی تدبیر کی طرف خدا نے ہے (یعنی وضو غسل کرنے میں اگر کوئی کمی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے نقص کو معاف فرما کر اس کو کافی بنا دیں گے۔

ھو قبلہ و اکثر العلماء یصح فی المرخصین بالموجبین فی المؤخرین بالمرخصین ولم یذکر غیر السفر المرض و انما لان المقصد ہو صب العنایۃ الی بیان کونہا فی مرخصیتہا الاول و موجبیتہا ثانیا ثم کونہا مرخصین مغرورا بالعجز عن الماء الذی ہو اصل المدار للرخصۃ و من ثم لم یذکر غیر السفر المرض لان فی ذکر اصل المدار کفایۃ فتدبر و للہ الحمد و اللہ تعالیٰ ترجمتی مفیدۃ و منیرۃ الی کثیر من ہذہ الامور

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک بڑا حصہ ملا ہے وہ لوگ گمراہی کو اختیار کر رہے ہیں

وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ۝

اور یوں چاہتے ہیں کہ تم راہ سے بے راہ ہو جاؤ

حلال تھی پھر شراب حرام ہو گئی نہ نماز کے وقت درست ہے نہ غیر نماز کے وقت پس آیت کا جزو اول منسوخ ہے **مسئلہ** جس مرض میں پانی کے استعمال سے مرض کے اشتداد یا امتداد کا ڈر ہو اس میں تیمم درست ہے مرضی میں یہ دونوں صورتیں داخل ہیں **مسئلہ** جس شخص سے پانی ایک میل شرعی یا اس سے زیادہ دور ہو خواہ وہ شخص مسافر ہو یا غیر مسافر اس کو تیمم درست ہے اور میل شرعی میل انگریزی سے تقریباً ۱/۴ زیادہ ہوتا ہے[۵] **مسئلہ** اگر پانی دور نہیں لیکن بوجہ ڈول رسی نہ ہونے کے یا کسی آدمی یا جانور کے خوف سے اس کو نہ لا سکے تو بھی تیمم جائز ہے لم تجدوا میں بطور عموم مجاز کے یہ اور دوا اس سے اوپر والے تینوں مسئلے آ گئے ہکذا فروا **مسئلہ** تیمم ہر ایسی چیز سے جائز ہے جو جنس زمین سے ہو اور جنس زمین وہ ہے جو آگ میں نہ جلے اور نہ گلے لیکن چونہ اس سے مستثنیٰ ہے کہ وہ باوجودیکہ آگ میں جل جاتا ہے لیکن اس سے تیمم درست ہے اور راکھ اس طرح مستثنیٰ ہے کہ باوجودیکہ وہ بھی آگ میں نہ جلتی ہے نہ گلتی ہے مگر پھر بھی اس سے تیمم جائز نہیں **مسئلہ** تیمم وضوء اور غسل کا ایک ہی طرح ہے صرف نیت الگ الگ کرے اس میں وضوء کے قائم مقام ہونے کا خیال کرے اور اس میں غسل کے قائم مقام ہونے کا **مسئلہ** تیمم میں دو ضربیں ہیں ایک دفعہ دونوں ہاتھ مار کر تمام چہرے پر مل لیوے دوسری دفعہ دونوں ہاتھ مار کر ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پھیرے کوئی جگہ اس کی دانست میں ایسی نہ رہ جاوے جہاں ہاتھ نہ پہنچا ہو من الہدایۃ والدر المختار

ربط یہاں تک مواقع تقویٰ میں سے زیادہ بیان معاملات باہمی اور بعض دیانات کا ہوا ہے آگے معاملات مع المخالفین کا ذکر شروع ہوتا ہے منجملہ ان کے اظہار ہے احوال مکر و قبائح یہود کا بغرض قطع موالات ان کے اور تحذیر مؤمنین کے اور مجملاً و ضمناً یہ مضمون یکفرون ما آتاہم اللہ من فضلہ میں آ چکا ہے اس سے بھی اس کو ارتباط ہے کہ وہاں کتمان نعمت کا ذکر تھا یہاں کتمان کے ساتھ تحریف کتاب و عداوت منعوت و تابعین منعوت کا ذکر ہے **ذکر بعض قبائح یہود** اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ۝ (اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا (یعنی دیکھنے کے قابل ہیں دیکھو تو تعجب کرو) جن کو کتاب (اللہ یعنی توریت کے علم) کا ایک بڑا حصہ[۵] ملا ہے (یعنی توریت کا علم رکھتے ہیں باوجود اس کے) وہ لوگ گمراہی (یعنی کفر) کو اختیار کر رہے ہیں اور (خود تو گمراہ ہوئے ہی تھے مگر وہ) یوں چاہتے ہیں کہ تم (بھی) راہ (راست) سے (علیحدہ ہو کر) بے راہ ہو جاؤ (یعنی طرح طرح کی تدبیریں اس کی کرتے ہیں جیسا کہ پارہ تلک الرسل کے اخیر اور لن تنالوا کے شروع میں کچھ آ بھی چکا ہے)

---

[۵] کیونکہ انگریزی میل تین ہزار پانسو ہاتھ کا ہوتا ہے اور شرعی میل چار ہزار ہاتھ کا ۱۲ منہ

الروایات

فی لباب النقول اخ ابن اسحٰق عن ابن عباس قال کان رفاعۃ بن زید بن التابوت من عظماء الیہود وہذا کلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوی لسانہ فقال ارعنا سمعک یا محمد حتی نفہمک فی الاسلام وعاب فانزل اللہ فیہ الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یشترون الضلالۃ الی قولہ بما کانوا یکتمون الذین ہادوا ہم الذین اوتوا النصیبا کما فی الکبیر ۱۲

ملحقات ترجمہ

[۱] قولہ فی ترجمہ الم تر تعجب ارشاد الی کون الاستفہام للتعجیب اورد ہذہ الکلمۃ الم تر فی ہذہ السورۃ فی غضون اضع متقاربۃ لاظہار کون ہذہ الامور عجیبۃ وعدت بالی اشارۃ الی ان ہذہ الامور مع کونہا غلبیۃ کالنظر البصری الذی صلۃ الی ۱۲

[۲] قولہ فی ترجمہ نصیبا بڑا حصہ اشار الی ان کون التنوین للتفخیم و ذلک ازداد التعجیب ۱۲

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۝

اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی رفیق ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی حامی ہے۔

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا

یہ لوگ یہودیوں میں سے ہیں کلام کو اس کے مواقع سے دوسری طرف پھیر دیتے ہیں اور یہ کلمات کہتے ہیں سمعنا

وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ

وعصینا اور اسمع غیر مسمع اور راعنا اس طور پر کہ اپنی زبانوں کو پھیر کر اور دین میں طعنہ زنی کی نیت سے

اور (تم کو اگر ان لوگوں کی اب تک خبر نہ ہو تو کیا ہوا) اللہ تعالیٰ (تو) تمہارے (ان) دشمنوں کو خوب جانتے ہیں (اس لئے تم کو بتلا دیا سو تم ان سے بچتے رہو) اور (ان کا حال مخالفت کا سنکر زیادہ فکر میں بھی نہ پڑ جانا کیونکہ) اللہ تعالیٰ تمہارا کافی رفیق ہے (کہ تمہاری مصلحتوں کی رعایت رکھے گا) اور اللہ تعالیٰ (تمہارے لئے) کافی حامی ہے (کہ انکی مضرتوں سے تمہاری) حفاظت کرے گا اور (یہ لوگ جن کا ذکر ہو چکا ہے) یہودیوں سے ہیں (اور ان کا گمراہی کو اختیار کرنا جو اوپر آچکا ہے یہ ہے کہ) کلام (الٰہی یعنی توریت) کو اس کے مواقع (اور محل) سے (لفظاً یا معنیً) دوسری طرف پھیر دیتے ہیں اور (ایک گمراہی ان کی جس میں دھوکہ سے دوسرے سادہ ذہن شخص کا پھنس جانا بھی ممکن ہے یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کرتے وقت) یہ کلمات کہتے ہیں (جو آگے مذکور ہوتے ہیں ان کلمات کے دو معنی ہیں ایک اچھے ایک برے وہ لوگ برا مطلب لیتے تھے اور دوسروں پر ظاہر کرتے تھے کہ ہم اچھے مطلب سے کہتے ہیں اور اس سے کسی مسلمان کا دھوکہ میں آکر بعضے ایسے ہی کلمات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرنا بعید نہ تھا چنانچہ سورہ بقرہ کے معاملہ سی ام میں مومنین کو لفظ راعنا سے ممانعت فرمائی گئی ہے پس اس اعتبار سے یہود کا ان کلمات کو کہنا ایک گونہ اضلال غیر بھی ہے گو لفظاً ہی ہو پس اس میں بعید ان [illegible] کا جو کہ [illegible] بیان بھی ہو گیا جیسا کہ من الذین ہادوا میں بیان تھا الذین اوتوا نصیبا کا اور بعض نے یہاں بیان تھا یحرفون کا ان کلمات میں سے ایک یہ ہے) سمعنا وعصینا (اس کا ترجمہ تو یہ ہے کہ ہم نے سن لیا اور مانا نہیں اس کا اچھا مطلب تو یہ ہے کہ آپ کا ارشاد سن لیا اور کسی آپ کے مخالف کا قول جو کہ ہم کو پہنچا نا نہیں مانا اور برا مطلب ظاہر ہے کہ ہم نے آپ کی بات کو سن تو لیا مگر ہم عمل نہ کریں گے) اور (دوسرا کلمہ یہ ہے) اسمع غیر مسمع (اس کا ترجمہ لفظی ترجمہ یہ ہے کہ تم ہماری بات سنو اور خدا کرے تم کو کوئی بات سنائی نہ جاوے اس کا اچھا مطلب تو یہ ہے تم کو کوئی مخالف اور رنج دہ بات نہ سنائی جاوے بلکہ آپ کا ایسا اقبال رہے کہ آپ جو بات فرماویں سب اس کے جواب میں موافق ہی بات آپ کو سناویں اور برا مطلب یہ ہے تم کو کوئی موافق اور مسرت بخش بات نہ سنائی جاوے بلکہ آپ جو بات کہیں اس کا جواب مخالف ہی آپ کے کان میں پڑے) اور (تیسرا کلمہ یہ ہے) راعنا (اس کے دونوں اچھے اور برے مطلب بقرہ کے معاملہ سی ام میں گذر چکے ہیں کہ اچھے معنی تو یہ ہیں کہ ہماری رعایت کیجئے اور برے معنی لغت یہود میں یہ دشنام ہے غرض ان کلمات کو) اس طور پر کہتے ہیں، کہ اپنی زبانوں کو (لہجہ تحقیر سے لہجہ توقیر کی طرف) پھیر کر اور

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

واللہ اعلم باعدائکم وکفی باللہ ولیا وکفی باللہ نصیرا دلیل للمتوکلین علی عدم خوفہم من الشیطان لعموم الاعداء ولو صرح اللہ تعالیٰ بالکفایۃ من الاعداء

ترجمہ

قولہ تعالیٰ واللہ اعلم باعدائکم وکفی باللہ ولیا وکفی باللہ نصیرا اعدا چونکہ شیاطین کو بھی عام ہے تو آیت دلیل ہے اس پر کہ متوکلین کو شیطان سے خوف نہ کرنا چاہیئے گو اللہ تعالیٰ نے اعداء سے کفایت کا وعدہ فرمایا ہے ۱۲

ملحقات الترجمہ

قولہ فی ترجمۃ ولیا ونصیرا مصلحتوں، مضرتوں فالاولی اشارۃ الی معنی المنع الغیبی الحافظ من المضار ۱۲ قولہ فی ترجمۃ من الذین ھادوا یہ لوگ الخ الاشارۃ الی حذف المبتدا اکا ہم الذین ہادوا لما کان المقدر کالملفوظ اظہرہ فی الترجمۃ ویکون قولہ یحرفون استئنافا کما قدرہ بعضہم ۱۲ قولہ من الذین ہادوا الخ اختلف المفسرون فی ان الذین ہادوا ابتداء کلام او بیان لما قبلہ والمعنی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب ہم الذین ہادوا الخ والاول ہو الظاہر لما ذکرہ ابو حیان وغیرہ من ان الاستئناف یکون للاشارۃ الی ما مذکور فی الکبیر ردت علیہ کون قولہ یقولون الخ بیانا لما قبلہ لان من جملۃ ما قبلہ یحرفون الکلم عن مواضعہ ۱۲ قولہ فی السبیل ۱۲ قولہ فی ترجمۃ یحرفون لفظا او معنی فالتحریف علی الاول ظاہر وعلی الثانی یحرفون الکلم عن المعانی التی وضع اللہ تعالیٰ تلک الکلم علیہا ای وضعہا اللہ تعالیٰ ۱۲

۱؎ ہذا ظاہر فی المعنائی اثبت فیما التحریف اللفظی واما ترجمت الکلم بالکلام لان الکلم جنس یعم المفرد والمرکب ۱۲ قولہ فی ترجمۃ الکلمات دو دو معنے ہیں ہذہ کلہا ما خوذہ من

وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

اور اگر یہ لوگ یہ کلمات کہتے سمعنا و اطعنا اور اسمع اور انظرنا تو یہ بات ان کے لئے بہتر ہوتی

وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اور موقع کی بات تھی۔ مگر ان کو خدا تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب اپنی رحمت سے دور پھینکا یا اب وہ ایمان لاویں گے ہاں مگر تھوڑے

(ذلیل سے) دین میں طعنہ زنی (اور تحقیر کی) کی نیت سے (جیسا کہ نبی کے ساتھ طعن و استہزاء عین دین کے ساتھ طعن و تمسخر ہے) وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اور اگر یہ لوگ (بجائے ذو معنیین الفاظ کے) یہ کلمات کہتے (بجائے سمعنا و عصینا کے) سمعنا و اطعنا (جس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا) اور (بجائے اسمع اور غیر مسمع کے تعریف) اسمع (جس کے معنی خالی یہ ہیں کہ آپ سنیں لیجئے) اور (بجائے راعنا کے) انظرنا (جس کے معنی یہ ہیں کہ ہماری مصلحت پر نظر فرمایئے جیسا کہ بقرہ کے حاشیہ میں ہے) اور یہ الفاظ کی تعلیم فرمائی ہے اور یہ کلمات معنی عبارت سے پاک ہیں تو اگر یہ کلمات کہتے تو یہ بات ان کے لئے بہتر اور (فی نفسہٖ بھی) عدل اور (فی نفسہٖ بھی) مرجح کی بات تھی مگر (انہوں نے تو ایسے نفع اور مرجح کی بات کہی ہی نہیں بلکہ وہی ناشائستہ ہے ہودہ بات کہتے ہے اس لئے ان کو یہ حضرت پر پہنچا کہ) ان کو خدا تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب (جس میں یہ کلمات بھی آگئے اور بھی ان کے سب اقوال و اعمال کفریہ داخل ہو گئے پس ان سب کفریات کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت (خاصہ) سے دور پھینکا یا اب وہ ایمان لاویں گے ہاں مگر تھوڑے (یہ جو اس کے کہ وہ ایمان جو کفر سے دور ہے وہ دوری رحمت خاصہ سے مستثنیٰ ہیں اور وہ ایمان بھی نہ آئے جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ) فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا یہ لا یؤمنون ان ہی کی نسبت فرمایا جو علم الٰہی میں کفر پر مرنے والے تھے پس نومسلموں کے ایمان لانے سے کوئی شبہ نہیں ہو سکتا اور جو ایمان نہ آتا ہے اگر وہ کسی وقت میں بے آدبی و نافرمانی بھی کر چکا ہو لیکن اس سے جب بار آگیا وہ کالعدم ہو گیا۔ پس بے ادبی کا لعنت کے لئے سبب بنجانا اور لعنت کا کفر کے لئے سبب بنجانا اس میں کوئی قدح و تخلف لازم نہیں آیا کیونکہ ارتفاع علت کے بعد معلول کا مرتفع ہو جانا محل اشکال نہیں۔ اور یہ جو فرمایا ہے کہ ان دوسرے کلمات کا کہنا بہتر ہوتا اگر اس کے ساتھ ایمان لانے کا بھی اعتبار کیا جاوے تب تو بہتر ہونا ظاہر ہی ہے کہ اعمال صالحہ پر مومن کو آخرت میں ثواب ملے گا اور اگر اس کی قید نہ لگائی جاوے تب بہتر ہونا یا تو دنیا کے اعتبار سے ہے کہ تہذیب اور شائستگی اچھی چیز ہے خلق کے نزدیک اس سے ممدوح و مرضی سمجھا جاتا ہے اور اگر آخرت کے اعتبار سے لیا جاوے تو باعتبار ثواب کے نہیں ہے بلکہ باعتبار تخفیف عذاب کے ہوگا کیونکہ قرآن و حدیث سے یہ امر یقینا مفہوم و معلوم ہے کہ باہم کفار کے عذاب میں تفاوت ہوگا چنانچہ ماہر پر مخفی نہیں واللہ اعلم۔ **ربط** اوپر کی آیت میں یہود کے کفر و تکذیب بالاسلام کا جو کہ تحریف و تمسخر کے لوازم سے ہے بیان تھا آگے ان کو بطور خطاب کے ایمان و تصدیق کا حکم

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ترجمۃ اطعنا دل محاذۃ من مقابلۃ لستہم اے یلوون السنتہم خدا (۱۲ منہ ظاہرہ لا خروج قالوہم بل یریدون الطعن فی دینہم منہ)

فی نفسہ بھی موقع کی تاخیر اضافی و الا عدالۃ باعتبار الذات (۱۲ منہ یعنی اعدل)

۳ قولہ بعد ترجمۃ ولکن ثم الخ نے الدر المصونہ فی رفع المعانی و ہو احسن تخریج یرد بان بالاشکال الجر و فیہ حذف السبب و اقامۃ المسبب و ہو کثیر فی الکلام ۱۲

۴ قولہ فی ترجمۃ انہم خاصۃ لان الرحمۃ العامۃ قریب من الکل ۱۲

۵ قولہ فی ترجمۃ فلا یؤمنون الا قلیلا ہذا الکلام علی الترتیب

۶ قولہ فی ترجمۃ الا قلیلا (ای دوری اشارۃ الی الاستثناء من ضمیر المفعول فی لعنہم ای لم یلعنوا لقلیلون فلا یلزم ایمان من لعنہم اللہ ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ

اے وہ لوگو جو کتاب دیئے گئے ہو تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جس کو ہم نے نازل فرمایا ایسی حالت پر کہ وہ سچ بتلاتی ہے

مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ

اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے اس سے پہلے کہ ہم چہروں کو بالکل مٹا ڈالیں اور ان کو ان کی الٹی جانب کی طرح بنا دیں یا ان پر ہم ایسی لعنت

كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝

کریں جیسی لعنت ان ہفتہ والوں پر کی تھی اور اللہ تعالیٰ کا حکم پورا ہی ہو کر رہتا ہے۔

فرماتے ہیں اور خلاف ورزی کی تقدیر پر ڈراتے ہیں خطاب **یا ایمان اہل کتاب را** یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا (الی قولہ) وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ اے وہ لوگو جو کتاب (توریت) دیئے گئے ہو تم اس کتاب (یعنی قرآن) پر ایمان لاؤ جس کو ہم نے نازل فرمایا ہے (اور تم کو اس پر ایمان لانے سے وحشت نہ ہونا چاہیے کیونکہ ہم نے اس کو ایسی حالت پر (نازل فرمایا ہے) کہ وہ سچ بتلاتی ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے (یعنی تمہاری اصل کتاب کے لئے وہ مصدق ہے باقی تحریف کا حصہ اس سے الگ ہے سو تم قرآن پر) اس (امر محتمل کے وقوع) سے پہلے پہلے (ایمان لے آؤ) کہ ہم (تمہارے) چہروں (پر کے نقش و نگار یعنی آنکھ ناک) کو بالکل مٹا ڈالیں اور ان (چہروں) کو ان کی الٹی جانب (یعنی گدی) کی طرح (صفاچٹ) بنا دیں یا ان (ایمان نہ لانے والوں) پر ہم ایسی (خاص طور کی) لعنت کریں جیسی لعنت اُن ہفتہ والوں پر کی تھی (جو یہود میں گذر چکے ہیں جن کا ذکر سورہ بقرہ کے معاملہ شانزدہم میں آچکا ہے یعنی ان کی طرح ان کو بھی بندر کی شکل بنا دیں) اور اللہ تعالیٰ کا (جو) حکم (صادر ہو جاتا ہے وہ) پورا ہی ہو کر رہتا ہے (سو اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان نہ لانے پر اگر اس طمس و لعن یعنی مسخ کا حکم کر دیں تو پھر ضرور ہی ہو جاوے گا سو تم کو ڈرنا چاہیئے اور ایمان لے آنا چاہیئے) ف یہاں کتب تفسیر میں ایک سوال کیا گیا ہے کہ یہ طمس و مسخ کب ہوا ہے اور پھر طمس و مسخ کی مختلف توجیہات کرکے اور بعض نے وجوہ میں تاویل کرکے اور بعض نے اور اور قیود و شروط لگا کر جواب دیا ہے پھر ان جوابوں کو مخدوش کرکے پھر اُن خدشات کو دفع کیا۔ احقر کے نزدیک سرے سے وہ سوال ہی واقع نہیں ہوتا کیونکہ اس میں اس پر کہیں دلالۃ نہیں کہ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو طمس و مسخ ہو جاوے گا بلکہ حاصل صرف اتنا ہے کہ اس کا احتمال ہے مقتضی اس احتمال کا اس جرم کا عظیم ہونا ہے پس بمقتضائے رحمت واقع نہ ہونا کچھ محل اشکال نہیں اور لفظ قبل کا استعمال اس معنی میں خود قرآن میں آیا ہے سورۂ منافقون میں ہے وانفقوا مما رزقنٰکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول الخ یہاں قبل دو چیز پر داخل ہوا ہے اتیان موت اور قول خاص حالانکہ بعض محتضرین کو جو محض بے ہوش ہو جاویں اصلاً اس قول کی نوبت نہیں آتی نہ زبان سے نہ دل سے لیکن تصحیح کے لئے احتمال کافی ہے اسی سورۂ نساء کے اول میں ہے بدارا ان یکبروا جو معنی مرادف قبل کا ہے ای من قبل ان یکبروا حالانکہ بعض یتامیٰ کو بلوغ کی نوبت نہیں آتی کہ مر جاتے ہیں۔ اور حدیث میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اغتنم خمسًا قبل خمس شبابک قبل ھرمک وصحتک قبل سقمک غناک قبل فقرک وفراغک قبل شغلک وحیوتک قبل موتک رواہ الترمذی حاکما

الروایات

فی الدر ج اخرج البیہقی فی الدلائل وغیرہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رؤساء من احبار یہود منہم عبد اللہ بن صوریا وکعب بن اسد فقال لہم یا معشر یہود اتقوا اللہ واسلموا فواللہ انکم لتعلمون ان الذی جئناکم بہ لحق فقالوا ما نعرف ذلک یا محمد فانزل اللہ تعالیٰ فیہم الآیۃ ۱۲

تحقیقات / ترجمہ

ل۱ قولہ فی ترجمۃ وجوہا تمہارے اشارۃ الی ان التنوین عوض عن المضاف الیہ ای وجوہکم ۱۲

ل۲ قولہ نقش و نگار کما فی التفسیر عن ابن عباس تخلیط وجوہ ۱۲ ل۳ قولہ فی ترجمۃ فنردھا اور اشارۃ الی ان الفاء للتفصیل بعد الاجمال وللتسبیب لا للتعقیب ۱۲ ل۴ قولہ فی ترجمۃ علی ادبارہا مرجع کما فی التفاسیر ای علی ہیئۃ ادبارہا ۱۲ ل۵ قولہ فی ترجمۃ قلنا ہو ان الخ فلیلتفت عن الخطاب الی الغیبۃ فمرجع ہم ہو مرجع کم فلا اشکال فی عود الضمیر ۱۲

ل۶ قولہ ای من قبل ان یکبروا الخ ای من قبل ان یبلغوا ۱۲

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ

بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جاوے اور اس کے سوا اور جتنے گناہ ہیں جس کے لئے منظور ہوگا

وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ○

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھیراتا ہے وہ بڑے جرم کا مرتکب ہوا

ربط اول میں قبل کا مضاف الیہ محض محتمل ہے اور جیسا کہ دوسری آیت میں ہے قبل ان اذن لکم حالانکہ اذن واقع نہیں ہوا۔ **ربط اوپر کی** آیت میں ایمان نہ لانے پر وعید فرمائی تھی چونکہ بعض مستحقین وعید آخر میں مغفور بھی ہو جاویں ہیں جس سے احتمال ہوا کہ شاید یہ مذکورین بھی مغفور ہو جاویں اس لئے آگے بتلاتے ہیں کہ یہ لوگ بوجہ کفر کے مغفور نہ ہوں گے اور اس میں رد بھی ہے یہود پر اس قول میں سیغفرلنا۔ **عدم مغفرت شرک و کفر** إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ (الی قولہ) وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ○ بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو (سزا دے کر بھی) نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جاوے (بلکہ سزائے دائمی میں مبتلا رکھیں گے) اور اس کے سوا اور جتنے گناہ ہیں (خواہ صغیرہ یا کبیرہ) جس کے لئے منظور ہوگا (بلا سزا) وہ گناہ بخشدیں گے (البتہ اگر وہ مشرک مسلمان ہو جاوے تو پھر مشرک ہی نہ رہا اب وہ سزائے دائمی بھی نہ رہے گی) اور (وجہ اس شرک کے نہ بخشنے کی یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ (کسی کو) شریک ٹھیراتا ہے وہ بڑے جرم کا مرتکب ہوا (جو اپنے عظیم ہونے کی وجہ سے قابل مغفرت نہیں) **ف** قرآن وحدیث واجماع سے یہ مسئلہ ضروریات شرع سے ہے کہ شرک اور کفر دونوں غیر مغفور ہیں اور یہاں صرف شرک کا ذکر فرمایا ہے حالانکہ کفر بھی قابل ذکر ہے خصوصاً مقام کا بھی مقتضا ہے کیونکہ اوپر سے یہود کے کفر کا ذکر ہو رہا ہے پس اس کی چند لوجہیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ شرک اپنے ظاہری معنی پر ہے جو پہلے رکوع آیت واعبدوا اللہ کے ذیل میں مذکور ہے اور اس آیت میں صرف شرک مذکور ہو دوسری آیات میں کفر مذکور کہا جاوے اور بعض میں دونوں مذکور ہوں اور ضرورت نہیں کہ ہر آیت میں دونوں مذکور ہوا کریں پس مجموعہ آیات سے دونوں کا غیر مغفور ہونا ثابت ہو جاوے گا۔ رہا یہود کے حال کے مناسب ہونا ان آیات کا اس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اس اعتبار سے مشرک بھی تھے کہ حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ دوسری توجیہ یہ کہ شرک اپنے معنی پر ہے اور دون کے معنی ادنیٰ اور کم تر کے لئے جاویں یعنی شرک سے کم جتنے گناہ ہیں وہ مغفور ہو سکتے ہیں اور کفر کی بعض صورتیں تو شرک ہی ہیں ان کی نسبت تو سوال ہی نہیں ہو سکتا اور باقی صورتیں مثل انکار صانع وغیرہ جو شرک نہیں ہیں وہ چونکہ شرک سے بڑھکر ہیں کیونکہ مشرک صانع کو تو مانتا ہے گو دوسرے کو بھی مانتا ہے اسی طرح تمام افراد کفر کے اگر غور کیا جاوے سب شرک سوا شد میں اس لئے ان کا غیر مغفور ہونا بدلالۃ النص ثابت ہو گیا کہ جب شرک معاف نہیں ہوگا تو جو اس سے بڑھکر جرم ہو وہ تو کیوں معاف ہوگا۔ اس توجیہ پر آکر اعتقاد یہود کو شرک نہ بھی کہا جاوے تو بھی بوجہ اس کے کہ ان کے کفر کا غیر مغفور ہونا مدلول کلام ہو گیا اقتضائے مقام کے خلاف نہ رہا۔ تیسری توجیہ یہ کہ شرک کے دو معنی ہوں ایک معنی حقیقی جو مذکور ہوئے دوسرے معنی مطلق کفر جو شرک کو بھی شامل ہے، روح المعانی میں حضرت ابن عباسؓ سے اسی احتمال

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی التمہید یہ لوگ بوجہ کفر کے الخ دلا یمانی کون الآیۃ تاکیۃ علی الیہود مانی لباب المنقول عن ابن ابی حاتم والطبرانی من نزول الآیۃ فی فخاص مسلم مرتکب الحرام دمانی الروح عن ابن المنذر من نزولہا جواباً عن سائل عن المشرکین اونزل قولہ تعالیٰ قل یا عبادی الذین اسرفوا الآیۃ لان اللفظ عام اشمل فنزلت الآیۃ فی الموقنین ثم وضعت ہہنا لکون الیہود داخلین فی عمومہا فافہم

۲ قولہ جتنے گناہ ہذہ ترجمۃ کلمۃ ما نعم عبارت طویلۃ للتوضیح ۱۲

۳ قولہ فی ترجمۃ افتری الخ وہ بڑے جرم کا مرتکب ہوا فالجرم ترجمۃ الاثم وبڑا ترجمۃ عظیم ومرتکب ہوا ترجمۃ افتری بطریق التجرید لان معناہ ارتکب الکفر ولما کان معمولہ مرادفا للافتری استعمل بمعنی ارتکب لتم افادۃ تاکید اواصلہ کما فی الروح الافتری بمعنی اقتطع ولکون الاقتطاع الشنیع مقصودا استعمل بمعنی الاتیان والاختلاق الکذب فاطلق کما فی الکبیر ای اختلق ذنبا غیر مغفور فیقال افتری واختلق الکذب اذا حط واختلقہ ۱۲

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے کو مقدس بتلاتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں مقدس بتلاویں ۔ اور

لَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ

ان پر تاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا دیکھ تو یہ لوگ اللہ پر کیسی جھوٹی تہمت لگاتے ہیں

وَكَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

اور یہی بات صریح مجرم ہونے کے لئے کافی ہے ۔

ثالث کو نقل کیا ہے اور یہ بہت سہل ہے اس بنا پر انطباق حال یہود کا بہت ہی واضح ہے اور بلا سزا کی قید اس لئے لگائی کہ بعد سزا کے مومن کے سب گناہوں کا بخشا جانا تو موعود اور یقینی ہے اور اس کے ساتھ تعلق مشیۃ کا ثابت ہو چکا ہے پھر اس آیت میں جو تعلیقاً و اشتراطاً فرمایا اور تعلق کو علی سبیل الجزم نہیں فرمایا پس ہے کہ مراد مغفرت بلا سزا ہے خوب سمجھ لو ربط اوپر یہود کا کفر اور اس پر وعید عدم مغفرت کی ارشاد ہوئی ہے چونکہ یہود اپنے کو اللہ کا مقبول و مومن خالص و مغفور بلا سزا بتلاتے تھے جیسا کہ قرآن میں بھی ان کے ایسے اقوال ہیں نحن ابناؤا اللہ و احباءہ آگے اس کا رد فرماتے ہیں **رد دعوی یہود تقدس خود** اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ الی قولہ وَكَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا (اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا (یعنی تعجب کے قابل ہیں) جو اپنے کو مقدس بتلاتے ہیں (ان کے بتلانے سے کچھ نہیں ہوتا) بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں مقدس بتلادیں (یہ البتہ قابل اعتبار ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن میں مومن کو مقدس بتلا چکے ہیں جیسے سبع اسم میں اشقی یعنی کافر کے مقابلہ میں مومن کی نسبت فرمایا تقی اعلم من تزکی پس وہی مقدس ہوگا نہ کہ کفر کرنے والے جیسے یہود ہیں) اور (ان یہود کو قیامت میں اس دعوی کاذبہ کا جس کا منشاء کفر کو ایمان سمجھنا ہے جو سزا ہوگی اس سزا (میں) اُن پر تاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا (یعنی وہ سزا ان کے جرم سے زیادہ نہیں ہے بلکہ ایسے جرم پر ایسی ہی سزا لائق ہے ذرا تو دیکھ تو (اس دعوی میں) یہ لوگ اللہ پر کیسی جھوٹی تہمت لگاتے ہیں (کیونکہ جب باوجود کفر کے مقبولیت کے مدعی ہیں تو کفر کو عند اللہ پسندیدہ اور مقبول بتلانا صاف لازم آیا اور یہ محض تہمت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام شرائع میں اس کی تصریح فرمادی ہے کہ کفر ہمارے نزدیک سخت ناپسند اور مردود ہے) اور یہی بات (کہ خدا پر تہمت لگائی جاوے) صریح مجرم ہونے کے لئے کافی ہے (پھر کیا ایسی صریح بڑی بات پر ایسی سزا کچھ ظلم و زیادتی ہے) ف اگر کسی کو شبہ ہو کہ جب مومن کو اللہ تعالیٰ نے مقدس بتلایا ہے تو پھر اپنے کو یا دوسرے کو حسن ظن سے مقدس کہنے سے شریعت میں کیوں ممانعت ہے جواب یہ ہے کہ یہ ممانعت تین وجہ سے ہے ۔ ایک تو اکثر اپنی مدح کا منشاء اکبر ہوتا ہے تو حقیقت میں ممانعت کبر سے ہوئی ۔ دوسرے خاتمہ کا حال اللہ کو معلوم ہے کہ تقدس پر ہوگا یا نہیں ۔ اس لئے ایسا دعوی علی الاطلاق کرنا خلاف خوف ہے ۔ تیسرے یہ کہ اکثر اوقات اس دعوی سے سامع کو اس کا ایہام ہوتا ہے کہ یہ بالکل تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے اور بہرہ وجوہ مقبول عند اللہ ہے حالانکہ غالباً کچھ نہ کچھ ادناس ارجاس میں بندہ گرفتار رہتا ہے اور اسی قدر اس کے قرب و قبول میں عند اللہ کمی ہوتی ہے پس یہ کذب ہوا ۔ اور کبھی

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

الم تر الی الذین یزکون انفسھم فیہ انکار علی وقوع الذکر ہی وایقظہ کثیرون المتساہلین الا ہل الافتاء ۔

ع ۸ ۴

ترجمہ

قولہ تعالیٰ الم تر الی الذین یزکون انفسھم

اس میں دعوی تقدس پر انکار ہے اور اس میں بھر اہل فتاء کے بہت مشائخ مبتلا ہیں ۔

ملحقات الترجمہ

قولہ فی التمہید قرآن میں بھی فی زیادۃ الکلمۃ الاخیرۃ اشارۃ الی عدم الحصر فی القرآن کما فی الروح عن الکلبی قال نزلت فی رجال من الیہود اتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باطفالہم فقالوا یا محمد ہل علی اولادنا ہو، لا من ذنب فقال لا فقالوا والذی یحلف بہ ما نحن فیما لکم یبتہم الخ وقریبا منہ نقل فی الباب عن ابن ابی حاتم ۱۲ قولہ مقدس بتلاتے ہیں (الی قولہ) مقدس بتلادیں کذا فی البیضاوی وفیہ اصل التزکیۃ نفی یستتبع خلا او تولا ۱۲ قولہ قال ترجمہ لا یظلمون جملۃ منشاء رطا یرکون الکافر مکلفا بالاصال لان ہذہ لمنشاء رعقیدۃ کفریۃ ۱۲ قولہ تاگے برابر من المفتل ما فتل فاتفصیل یعنی المفتول فی اقاموس الحبل وخیط الخواۃ وما فتل من اوبر ونحوہ ۱۲

قولہ بعد ترجمہ یفترون صاف ظاہر ہوا ان لازم المذہب لیس بمذہب بہ عدم الورود ان ان ہما فی غیر البین وہنا لازم بین ۱۲ قولہ فی ترجمۃ انہا مجرم ہونا اخذا بالتاویل

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ ملا ہے۔ وہ بت اور شیطان کو مانتے ہیں

وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝

اور وہ لوگ کفار کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ لوگ بہ نسبت ان مسلمانوں کے زیادہ راہِ راست پر ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝

یہ لوگ وہ ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے ملعون بنا دیا ہے اور خدا تعالیٰ جس کو ملعون بنا دے اس کا کوئی حامی نہ پاؤ گے

دوسرے کو اس سے عجب بھی ہو جاتا ہے اور اگر یہ عجب نہ ہوں تو تحدث بالنعمۃ کی اجازت ہے **ربط** اوپر آیت الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یشرون الضلالۃ الخ سے قبائح یہود کا بیان چلا آرہا ہے اگلی آیت میں بھی بعض قبائح کا ذکر ہے کہ انھوں نے مشرکین کے طریقِ دین کو مومنین کے طریقِ دین سے احسن بتلایا تھا جیسا کہ لباب میں بروایت احمد اور ابن ابی حاتم و ابن عباس سے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ علماء یہود مکہ میں آئے تو قریش نے پوچھا کہ ہمارا دین اچھا ہے یا پیرو ان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور رسوا ل میں اپنی خدمات حجاج وکیہ کی بھی ذکر کر دیئے انھوں نے جواب دیا کہ تمہارا دین ان کے دین سے اچھا ہے اور تم ان سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو **ذم یہود بر حکم شان بترجیح مشرکین بر مومنین** اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ (الی قولہ) وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا (اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب (الٰہی یعنی توراۃ کے علم) کا ایک حصہ ملا ہے (پھر باوجود اس کے) وہ بُت اور شیطان کو مانتے ہیں[1] (کیونکہ مشرکین کا دین بت پرستی اور شیطان کی پیروی تھا جب ایسے دین کو اچھا بتلایا تو بت اور شیطان کی تصدیق صاف لازم آئی) اور وہ لوگ (یعنی اہلِ کتاب) کفار (یعنی مشرکین) کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ لوگ بہ نسبت ان مسلمانوں کے زیادہ راست پر ہیں (چنانچہ یہ تو انھوں نے صراحۃً ہی کہا تھا) یہ لوگ (جنھوں نے کفر کے طریقہ کو اسلامی طریقہ سے افضل بتلایا) وہ ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے ملعون بنایا ہے (اسی[2] ملعون ہونے کا تو اثر ہے کہ ایسے بے باک ہو کر کفریات بک رہے ہیں) اور خدا تعالیٰ جس کو ملعون بنا دے اس کا (عذاب کے وقت) کوئی حامی نہ پاؤ گے (مطلب یہ کہ اس پر اُن کو آخرت میں یا دنیا میں بھی سخت سزا ہو گی چنانچہ دنیا میں بعضے قتل بعضے قید بعضے جلاوطن بعضے ذلیل رسوا ہوئے اور آخرت میں جو ہونے والا ہے وہ ہو ہی گا) **ف** ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ دین مشرکین کو علی الاطلاق حق کہنا مقصود نہ تھا ورنہ عین جواب کے وقت ہی سائل کو اس جواب کی صحت پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب یہ اس دین کو حق بتلاتے ہیں تو خود کیوں قبول نہیں کر لیتے تو اس صورت میں یہ جواب چل نہیں سکتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقصود یہ تھا کہ حق مطلق تو کوئی طریق بھی نہیں مگر اس سے یہ اچھا ہے سو اس میں بھی دو وجہ سے کفر لازم آتا ہے ایک تو یہ کہ طریق حق و اسلام کو من وجہ باطل سمجھا۔ دوسرے یہ کہ طریق باطل و کفر کو من وجہ حق سمجھا گو سیاق کلام سے بشہادت ذوق یہاں زیادہ مدار مذمت کا وجہ ثانی ہے اگر کہا جاوے کہ ممکن ہے کہ

اللغات فی القاموس الجبت الصنم وکل ما عبد من دون اللہ۔ قولہ للذین لام الجنس لیست صلۃ ۱۲ **البلاغۃ** من ابن اضغوانی روح المعانی وبہ اراد النبی صلی اللہ علیہ وسلم واتباعہ بعنوان الایمان لیس من قبیل لقائلین بل من جہۃ اللہ تعالیٰ تعریضا لہم بالوصف بجمیل وتحلیۃ لمن رجع علیہم المتصفین باشنع القبائح ۱۲

ملحقات الترجمہ

قولہ فی ترجمۃ یعنی مانتے ہیں فسر الایمان ہہنا بالتصدیق والطاعۃ والموافقۃ وما ترجمت بہ لیشمل جمیع المفہومات ۱۲

[1] قولہ صاف اشار الی کون اللام بمعنی الی لتضمن الحکم بہ علی من انصف بما للمذموم ولو ثبت ما فی بعض المعانی بما ذکر لسندان کما سیجئ ۱۲ منہ

[2] قولہ بعد ترجمۃ لعنہم اللہ ای صلوحیۃ لعنہم اللہ الخ اشار الی ان اللعن المذکور فی الآیۃ ہو ما انصفوا بہ قبل ان تقصد منہم ہذہ الکلمۃ من ارادۃ ہذا القول او اعتقادہ او من کفریات اخر کانت تقصد منہم وقتئذ وقت وجاز ان یراد اللعن بسبب ہذہ الکلمۃ لکن لا یشہد بہ ذوقی ۲

أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا ۝ أَمْ

ہاں کیا ان کے پاس کوئی حصہ ہے سلطنت کا۔ سو ایسی حالت میں تو اور لوگوں کو ذرا سی چیز بھی نہ دیتے یا دوسرے

يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ آتَيْنَا

آدمیوں سے ان چیزوں پر جلتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں سو [illegible] حضرت ابراہیم

آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ۝

علیہ السلام کے خاندان کو کتاب بھی دی ہے اور علم بھی دیا ہے۔ اور ہم نے ان کو بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے۔

باعتبار خدمات حجاج و بیت اللہ کے عرق قریش کا اچھا کہا ہو جسکا حاصل ان امور کو اچھا کہنا ہے سو ان کے اچھے ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ جواب یہ ہے کہ اگر تاویل فرض بھی کر لی جاوے تب بھی بعض اجزاء کے خبر ہونے سے مجموعہ کا جس پر بعض اجزاء شر و کفر بھی ہوں خیر ہونا لازم نہیں آتا اور مقصود سائل کا مجموعہ کا پوچھنا تھا اور رسول کا جواب کا مطابق ضرور ہے اس لئے کلمات کفر میں ایسی تاویل دافع کفر نہیں ہو سکتی متدا کوئی شخص دوسرا شخص سے پوچھے کہ خدا ایک ہے یا دو اور عیسیٰ کہے کہ دو ہیں اور نصاریٰ یہ کہے کہ ایک حق ہے ایک باطل تو کیا جواب کلمہ کفر نہ ہوگا۔ پس اگلے بھی یہود کے بعض قبائح کا ذکر ہے جیسا کہ بیان میں ہے روایت ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اس کتاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہ مجرد اعتراض کیا کہ آپ اپنے کو خاتم فرماتے ہیں حالانکہ آپ کے نکاح میں نو بیبیاں ہیں یہ تو اچھی خاصی سلطنت ہے فقط۔ اس اعتراض کا بے ہودہ ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ اول تو نو بیبیوں کا ہونا جو آپ کو باذن الٰہی حلال تھیں مستلزم سلطنت کو نہیں اور اگر مستلزم کو مان لیا جاوے تو سلطنت منافی تواضع کے نہیں کیونکہ اگر باوجود حکومت کے کوئی متکبر ہو تو کیا محال ہے اور بیہودگی کے ساتھ اصل منشاء اس اعتراض کا حسد تھا اسی واسطے آیت میں اس کی بے ہودگی سے تعرض نہیں فرمایا بلکہ ان کا حاسد ہونا اور اس حسد کا وجہ عقلی سے قبیح و نامعقول ہونا بیان فرمایا ہے اور رفع شر شی حسد کا تو معلوم ہی ہے۔

ربط حسد یہود أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ (الی قولہ) وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ۝ ہاں کیا اُن کے پاس کوئی حصہ ہے سلطنت کا سو ایسی حالت میں تو اور لوگوں کو ذرا سی چیز بھی نہ دیتے یا دوسرے آدمیوں سے (جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) اُن چیزوں پر جلتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں سو (آپ کو ایسی چیز مل جانا کوئی نئی بات نہیں کیونکہ) ہم نے (پہلے سے) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان (والوں) کو کتاب (آسمانی) بھی دی ہے اور علم بھی دیا ہے اور ہم نے ان کو بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے (چنانچہ بنی اسرائیل میں بہت سے انبیاء گذرے بعض انبیاء سلاطین بھی ہوئے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام و حضرت داؤد علیہ السلام و حضرت سلیمان علیہ السلام۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا کثیر الازواج ہونا معلوم و مشہور ہے اور یہ سب اولاد ابراہیم میں ہیں سو جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اولاد ابراہیم سے ہیں تو آپ کو اگر یہ نعمتیں و عطیات مل گئیں تو تعجب کی کیا بات ہے) ف حسد کے نامعقول ہونے کی ایک وجہ تو ذکر حسد کے قبیل سے اور

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ

فقد اتینا آل ابراھیم الکتٰب والحکمۃ واٰتینٰھم ملکا عظیما۔ فی الروح عن ابن عباس الملک فی ال ابراھیم ملک یوسف وداؤد وسلیمان علیھم السلام اھ قلت وفی علم الفتنی بان الکمال فی باطنی والملک الظاھری۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ فقد اتینا آل ابراھیم الکتٰب و الحکمۃ [illegible] ملکا [illegible] کول بالباطنی اور [illegible] کوئی [illegible] نہیں۔

اللغات

ام لھم اللام تملیک کما فی قولہ ان لہ اباوان الخ فتا النقیر النقرۃ التی فی ظہر النواۃ کنایۃ عن القلۃ لقلتہا ولذا استعیر بالتقلیل یحسدون الناس الخ للجنس براد بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ السخو اذ لم تکن لا یۃ قد شرط فی [illegible] فی النظر الی العطف وکونہا تابعۃ لغیرہا اہملت لو نظر الی کونہا فی صدر جملۃ اعملت کما قرح ذا الا یوتوا الناس ۱۲

۱۸ ۱۱ ۱۲ ۱۵

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی ترجمہ ام لھم ہاں کیا ۱۲ ام اثانیۃ یا آثار الی کون الاولی منقطعۃ والثانیۃ متصلۃ ۱۵ نظر ما حررت فی البقرۃ فی قولہ ام تریدون

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝

سو ان میں سے بعضے تو اس پر ایمان لے آئے اور بعضے ایسے تھے کہ اس سے روگردانی ہی رہے۔ اور دوزخ کی آتش سوزاں کافی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ

بلاشک جو لوگ ہماری آیات کے منکر ہوئے ہم ان کو عنقریب ایک سخت آگ میں داخل کریں گے۔ جب ایک دفعہ ان کی کھال جل چکے گی تو

بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

ہم اس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری کھال پیدا کر دیں گے تاکہ عذاب ہی بھگتتے رہیں۔ بلاشک اللہ تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔

دوسری ذکر حسد کے بعد اور ان کو بطور تشویق و تردید کے بیان فرمایا حاصل دونوں وجہوں کا یہ ہے کہ حسد کس بات پر ہے اگر اس پر ہے کہ تم صاحب سلطنت ہو کہ تمہاری سلطنت ان کو ملنے لگی تب تو خدا نے تم کو ٹھکانے ہی سے رکھا کہ سلطنت تم کو نہیں ملی ورنہ تم ایک کوڑی بھی کسی کو نہ دیتے اور اگر اس پر ہے کہ کو ہمارے پاس سے ان کے پاس نہیں گئی مگر پھر بھی کیوں ان کو ملی ان کو سلطنت سے کیا علاقہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ علاقہ یہ ہے کہ یہ بھی شاہی خاندان ہیں کسی نہ کسی جگہ سلطنت ضرور کرتے ہیں **ربط** اوپر یہود کے حسد کا ذکر تھا چونکہ طبعاً جس پر حسد کیا جاوے اس کو رنج بھی ہوتا ہے اس لئے آیت آئندہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرماتے ہیں **فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا** سو (ان انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں بھی جو کہ خاندان ابراہیم علیہ السلام سے گذر چکے ہیں جو لوگ موجود تھے) ان میں سے بعضے تو اس (کتاب و حکمت) پر ایمان لائے اور بعضے ایسے تھے کہ اس سے روگرداں ہی رہے (پس اگر آپ کی رسالت و قرآن پر بھی آپ کے زمانہ کے بعضے لوگ ایمان لاویں کوئی رنج کی بات نہیں) اور (ان کفار و معاندین کو اگر دنیا میں سزا کچھ بھی ہو یا نہ ہو تو کیا ہوا ان کے لئے آخرت میں) دوزخ کی آتش سوزاں (سزا کے) کافی ہے **ربط** آیت مذکورہ میں خاص مومنین اور غیر مومنین کا ذکر تھا آگے مطلق مومن و غیر مومن کی جزا و سزا بطور قاعدہ کلیہ کے ارشاد فرماتے ہیں **سزائے کافر و جزائے مومن** **اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا** (الیٰ قولہ) **اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا** بلاشک جو لوگ ہماری آیات (و احکام) کے منکر ہوئے ہم اُن کو عنقریب ایک سخت آگ میں داخل کریں گے (اور وہاں ان کی برابر یہ حالت رہے گی کہ جب ایک دفعہ اُن کی کھال (آگ سے) جل چکے گی تو ہم اس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری (تازی) کھال پیدا کر دیں گے تاکہ (ہمیشہ) عذاب ہی بھگتتے رہیں (کیونکہ پہلی کھال میں جلنے کے بعد شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید اس میں ادراک نہ رہے اس لئے شبہ قطع کرنے کے لئے یہ سنا دیا) بلاشک اللہ تعالیٰ زبردست ہیں (کہ وہ ایسی سزا دے سکتے ہیں اور) حکمت والے ہیں (اس لئے باوجود اس قدرت کے کہ جلی ہوئی کھال کو تکلیف پہنچا سکتے ہیں پھر بھی کسی حکمت سے بدلا دیا جیسا کہ ایک حکمت کا بیان بھی ہوا ہے۔)

اللغات صد اعرض فنفجت احترقت و تلاشت و تہرت من نضج اللحم قلیل صفۃ مشتقۃ من لفظ الظل للتاکید کما ہو عادتہم فی نحو یوم ایوم دلیل لیل قال الامام المرزوقی انہ مجرد لفظ تابع لما اشتق منہ ولیس لہ معنی وضعی مثل کقولک حسن بسن کذا فی المروج

الضمیر فیہم للعرب من کان موجودا فی زمن نبینا او الی ابراہیم علیہ السلام من اجمع المدلول علیہ بقولہ تعالیٰ فقد اٰتینا اٰل ابراہیم الکتاب والحکمۃ وکان وجود الانبیاء یستلزم عادۃ وجود

ربع الام قولہ اٰمن بہ الضمیر للکتاب والحکمۃ الذین حصلہا الایمان بالنبوۃ ولعلہ عبر بالکنایۃ فی تکریر اٰتینا ہم لان الکتاب والحکمۃ من جنس المومن بہ والملک العظیم لیس من جنسہ فافہم۔ قولہ سعیرا ای بمعنی مسعورۃ حال من جہنم المفاعل بزیادۃ الیاء وما ترجمۃ بہوا خذ بالحاصل البلاغۃ قدم حال الکفر لان الکلام فیہم قولہ لیذوقوا فی الروح التعبیر بالذوق للاشعار بمرارۃ العذاب ای لیلاموا والتنبیہ علیہ لشدۃ تاثرہ من حیث ان الالم عند اشتداد خواص ادراکا ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ سخت آگ افادہ التنکیر ۱۲

۲ قولہ برابر افادہ عموم کلما ۱۲

۳ قولہ تاکہ ہمیشہ حملاً لیذوقوا علی معنی لیدوم ذوقہم ولا ینقطع بقرینۃ المقام کقولک للعزیز یزورک الله ۱۲

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم ان کو عنقریب ایسے باغوں میں داخل کریں گے کہ ان کے نیچے نہریں جاری

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ

ہوں گی ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان کے واسطے اُن میں پاک صاف بیبیاں ہوں گی اور ہم اُن کو

ظِلًّا ظَلِيْلًا ○ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا

نہایت گنجان سایہ میں داخل کریں گے ۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم کو اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو ان کے حقوق پہنچا دیا کرو اور یہ کہ

حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ

جب لوگوں کا تصفیہ کیا کرو تو عدل سے تصفیہ کرو ۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (الی قولہ) وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ○ اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم ان کو عنقریب ایسے باغوں میں داخل کریں گے کہ اُن کے (محلات کے) نیچے نہریں جاری ہوں گی اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان کے واسطے ان (باغوں) میں پاک صاف بیبیاں ہوں گی اور ہم ان کو نہایت گنجان سایہ کی جگہ میں داخل کریں گے ف یعنی دنیا کے اشجار کا سایہ نہ ہوگا کہ خود سایہ کے اندر بھی دھوپ چھنتی ہے وہ بالکل متصل ہوگا۔ اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ وہاں آفتاب وغیرہ تو ہوگا نہیں جیسے ارشاد فرمایا ہے لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا پھر سایہ کے کیا معنی کیونکہ سایہ کے لئے مطلق کسی جسم نورانی کا ہونا کافی ہے اور وہاں اس کا ہونا عجیب نہیں۔ رہا یہ شبہ کہ پھر جب گرمی نہیں تو سایہ کا کیا فائدہ یہ محض ضعیف ہے اس لئے کہ فائدہ کا اس میں منحصر کر لینا خود بے دلیل ہے ممکن ہے کہ کسی تیز نور کا لطیف بنایا ہو جیسے ماہتاب پر انوار تیز آجاتا ہے یا خود اس سایہ کی حقیقت نور ہی ہو جیسا گو ہر شب چراغ کا سایہ یا یوں کہا جاوے کہ نرا سایہ ہی ہو بلا ظلمت جیسے طلوع آفتاب سے ذرا پہلے حالت ہوتی ہے ایک آیت میں اس کو مشہور تفسیر پر ظل سے تعبیر فرمایا ہے اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ اور سایہ کی معرفت دھوپ پر موقوف ہونے سے خود سایہ کے وجود کا توقف دھوپ پر لازم نہیں آتا واللہ اعلم **ربط** ذکر قبائح یہود سے پہلے احکام کا بیان جو کہ محل تقویٰ میں چلا آرہا ہے منجملہ ان احکام کے قسم اول یعنی معاملات باہمی کے ایک حکم یہ ہے کہ حکام محکومین میں عدل و امانت سے کام کریں اور محکومین حکام کے ساتھ امور مشروعہ میں اطاعت سے پیش آویں اور پھر دونوں گروہوں کو اللہ و رسول کے حکم کو اصل سمجھنے کا حکم دیا آگے ان ہی مضامین کا ذکر ہے اور اس کے متصل مذمت منافقین کی اس امر بہ مذکور فرمائی کہ وہ اللہ و رسول کے احکام کو دل سے پسند نہیں کرتے یہی مضمون رکوع آئندہ کے ختم تک چلا گیا ہے اور اس ربط کے علاوہ خاص ربط قبائح یہود کے مضمون سے بھی اس طرح ہے کہ یہود کے حوام و خواص یعنی رؤسا و دینی و دنیوی کا خائن فی الدین و مبدا پرست ہونا بضمن قبائح اوپر معلوم ہو چکا ہے اور ان میں سے منافقین کی یہی حالت چلی آتی ہے درپہان میں مؤمنین کو اس سے روک کر عدل و اطاعت کا حکم فرماتے ہیں **حکم ہشتم ہم ادائے حقوق محکومہ و حاکم مسلم** اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ (الی قولہ) اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ (اے اہل حکومت خواہ ٹھوڑوں پر حکومت ہو خواہ بہتوں پر) بیشک اللہ تعالیٰ تم کو اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو اُن کے حقوق (جو تمہارے ذمہ ہیں) پہنچا دیا کرو اور (تم کو بھی حکم دیتے ہیں)

اللغات الامانۃ ق مصدر بمعنی المفعول ای المحفوظ **النحو** قولہ واذا حکمتم الظرف متعلق بما بعدہ ان و ما المتوسط علی ان تؤدوا او الجار متعلق بہ او بمحذوف وقع حالا من فاعل ۱۲ **البلاغۃ** قولہ ندخلہم ظلا الاوجہ ان منتقلا ان ناصبہ ان لا باندراجہ کما فی قولہ تعالیٰ ولما جاءنا (بجملہا ہود الی قولہ فجاءہم من عذابنا غلیظ **قولہ** یامرکم ذکر فیہ الحقوق المتعلقۃ بہم ثم فی قولہ ان تحکموا الحقوق التی تتعلق بہم **خبر ہم ۱۲ الروایات** ذکر احدی الروایات فی نفس المفسر من قصۃ عثمان بن ابی طلحۃ (والاخری للآیۃ الاخری) روی البخاری وغیرہ عن ابن عباس قال لما نزلت ہذہ الآیۃ فی محمد بن عثمان بن طلحۃ ابن خمیس اودیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سریتہ ام حضر آمنا نزولہا فی قصتہ ان فی الطاعۃ لا امر فی حالۃ الغضب ان یقصدوا ان ربہین لغرآن انہ لا طاعۃ فی امثال ذلک واخرج ابن جریر انہا نزلت فی قصۃ جرت بین ابن ابی سرح خالد بن الولید کان خالد امیرا فحنی صلفہ فزلت آہ کذا فی اللباب ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا ان احد العمومی فی الامانات دلت الآیۃ علی امر الشیوخ بایصال المعارف والمرکا الی اہلہا و اعطاء الخلافۃ من کان اہلا لہا۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا اگر امانت کو عام لے لیجاوے تو آیت میں مشائخ کو بھی امر ہوگا کہ برکات کو ان کے اہل تک پہنچا دیں اور جو شخص خلافت ارشاد یہ کا اہل ہو

لغات الترجمہ لہ قولہ فی ترجمۃ ظلا سایہ کی جگہ میں لان الادخال فی الظل ہو بالاحال فی محل الظل ۲ ۴

إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

بے شک اللہ تعالیٰ جس بات کی تم کو نصیحت کرتے ہیں وہ بات بہت اچھی ہے۔ بلاشک اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب دیکھتے ہیں ۱۲ اے ایمان والو

اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ

تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں ان کا بھی۔ پھر اگر

تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول کی طرف حوالہ کر لیا کرو۔ اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝

ایمان رکھتے ہو یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام خوشتر ہے

کہ جب (محکوم) لوگوں کا تصفیہ کیا کرو (ایسے حقوق میں جو ان میں باہم ایک دوسرے کے ذمہ ہیں) تو عدل (و انصاف) سے تصفیہ کرو۔ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ (الیٰ قولہ) ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ بے شک اللہ تعالیٰ جس بات کی تم کو نصیحت کرتے ہیں وہ بات بہت اچھی ہے۔ (دنیا کے اعتبار سے بھی کہ اس میں بقاء حکومت ہے اور آخرت کے اعتبار سے بھی کہ موجب قرب و ثواب ہے) بلاشک اللہ تعالیٰ (تمہارے اقوال کو جو دربارہ امانت و تصفیہ کے تم سے صادر ہوتے ہیں) خوب سنتے ہیں (اور تمہارے افعال کو جو اس باب میں تم سے واقع ہوتے ہیں) خوب دیکھتے ہیں (تو اگر کمی و کوتاہی کرو گے مطلع ہو کر تم کو سزا دیں گے یہ خطاب تو حکام کو ہوا آگے محکومین کو ارشاد ہے کہ) اے ایمان والو تم اللہ تعالیٰ کا کہنا مانو اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کہنا مانو (اور یہ حکم تو تمہارے اور حکام سب کے لئے عام ہے) اور تم (مسلمانوں) میں جو لوگ اہل حکومت ہیں ان کا بھی (کہنا مانو اور یہ حکم خاص ہے تم محکومین کے ساتھ) پھر (اگر ان احکام کا اللہ و رسول کے کہے ہوئے کے خلاف نہ ہونا محکوم و حاکم دونوں کے اتفاق معتبر سے ثابت ہو تو خیر اس میں تو حکام کی اطاعت کر ہی دی گئی اور) اگر (ان کے احکام میں سے) کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو (کہ یہ اللہ و رسول کے کہے ہوئے کے خلاف ہے یا نہیں) تو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تو آپ سے پوچھ کر اور بعد آپ کی وفات کے ائمہ مجتہدین و علمائے دین سے رجوع کر کے) اس امر کو (کتاب) اللہ اور (سنت) رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف حوالہ کر لیا کرو (اور ان حضرات سے جیسا فتویٰ ملے اس پر سب محکوم و حکام عمل کیا کرو) اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو (کیونکہ اس ایمان کا مقتضا یہی ہے کہ یوم قیامت میں اللہ تعالیٰ کی دار و گیر سے جو کہ مخالفت کرنے پر ہونے والی ہے ڈریں) یہ امور (جو مذکور ہوئے اطاعت اللہ کی رسول کی اولی الامر کی۔ حوالہ کرنا تنازعات کو کتاب و سنت کی طرف) سب (دنیا میں بھی) بہتر ہیں اور (آخرت میں بھی) ان کا انجام خوش تر ہے (کیونکہ دنیا میں امن و راحت و آخرت میں نجات و سعادت) ف اس آیت کے شان نزول میں جو روایت مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز عثمان بن ابی طلحہ کلید بردار خانہ کعبہ کی کلید لی تھی اور حضرت عباسؓ نے درخواست کی کہ یہ اب سے مجھکو دے دی جاوے اور اس پر آیت نازل ہوئی اور

اللغات تاویلاً من اٰل یؤل رجع رجوعاً مضاۃ تاویلہ بمعنی عاقبۃ احسن ۱۲

النحو قولہ نعما ما مرکبہ فاعل نعم والمخصوص محذوف ای الاداء ذا العدل ۱۲

البلاغۃ قولہ ضمنا ذکرہ ترغیباً کما فی الآیۃ الاتیۃ

ع ۹ ۵

تفسیر قولہ ان تؤدوا الامانات۔ قولہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فی الروح اعاد الفعل وان کانت طاعۃ الرسول مقترنۃ بطاعۃ اللہ تعالیٰ اعتناءً بشانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وقطعاً لتوہم انہ لا یجب امتثال ما لیس فی القرآن واذا بان لہ صلی اللہ علیہ وسلم استقلالا بالطاعۃ لم یثبت غیرہ ومن ثم لم یعد فی اولی الامر ۱۲

تحقیقات الترجمہ

لہ قولہ فی ترجمۃ اطیعوا اللہ یہ حکم الی قولہ عام ہو وہو مذکور فیما قبل یعنی لکن بعنوان ادا الامانات

فی اللباب عن ابن عباس بروایۃ ابن مردویہ اس دعوی کے منافی نہیں کہ اس کے مخاطب حکام ہیں کیونکہ اولاً الفاظ کے عموم میں وہ خاص سبب بھی داخل ہو سکتا ہے و روی العموم فی الروح عن ابن عباس و ابی و ابن مسعودؓ و البراء بن عازب و ابی جعفر و ابی عبداللہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ دوسرے سہل تر یہ ہے کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم من حیث الحکومت مخاطب ہو سکتے ہیں اور امامات سب حقوق کو شامل ہے اس میں حقوق اللہ بھی آگئے، اسی لئے اطیعوا اللہ و الرسول کا مفہوم اس میں ادا ہو گیا۔ پس یہ شبہ نہ رہا کہ محکومین کو اطاعت اللہ و رسول کا حکم فرمایا اور حکام کو نہیں فرمایا۔ البتہ عنوان امانت کا اختیار کرنے میں یہ لطیفہ معلوم ہوتا ہے کہ حکام چونکہ خود بالادست ہوتے ہیں اور ان سے اپنے حقوق کا کوئی مطالبہ کرتا نہیں اس لئے احتمال تھا اس میں کوتاہی ہو جانے کا اس عنوان میں اسکی تاکید زیادہ ہو گئی اور کلید کعبہ کو جو امانت فرمایا اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ایسے اوقاف کا جو شخص برضائے اہل حل و عقد منتظم ہو اور وہ اس کا اہل بھی ہو تو اس سے انتزاع نہ کیا جاوے یعنی متولی صالح کو معزول نہ کیا جاوے اور اتفاق میں معتبر کی قید اس لئے لگائی کہ مطلق اتفاق مدار جواز یا وجوب اطاعت نہیں جب تک کہ قواعد شرعیہ پر منطبق نہ ہو البتہ اگر کسی امر شرعی پر ایک زمانہ کے جمیع اہل حق متفق ہو جاویں وہ اجماع ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی سند کا نہ ملنا بھی مضر نہیں اور اگر کوئی حدیث اس کے خلاف ہو تو یہ اجماع علامت ہوگا اس حدیث کے منسوخ ہونے کی اور سمجھا جاوے گا کہ اہل اجماع کے پاس ماخذ شرعی تھا مگر ہم تک نہیں پہنچا۔ اور رُدّوہ الی اللہ الخ کی تفسیر میں جو استفتاء کا واسطہ ذکر کیا گیا ہے دلیل اس کی تنازع علم ہے کیونکہ احکام منصوصہ مشہورہ میں محکومین کا نزاع جبکہ وہ مؤمن بھی ہوں جیسا کہ یا ایہا الذین آمنوا اس پر دال ہے حکام کے ساتھ جبکہ وہ بھی مومن ہوں جیسا کہ یا ایہا الذین آمنوا اور اور نیز منکم اس پر دال ہے عادۃً ممتنع ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ احکام جو محل اختلاف بنے ہیں منصوص و مشہور نہیں ہیں تاکہ بلا واسطہ کتاب سنت کی طرف رجوع کر سکیں پس لامحالہ وہ خفی اور دقیق ہیں جنکا مدلول کتاب سنت ہونا محل اختلاف و نزاع ہو گیا اس لئے کسی واسطہ کی ضرورت ہو گی جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے جب تک تو آپ ہی کا واسطہ کافی تھا لیکن بعد آپ کی وفات کے وہ واسطہ بجز استفتاء کے کیا ہو سکتا ہے۔ پھر جب بعض احکام خفی و دقیق بھی ہیں تو ضرور ان کے مصادیق نصوص ہونے کے لئے فکر و استدلال درکار ہو گا یہی شرع میں قیاس کہلاتا ہے اور ممکن ہے کہ بعض طرق استدلال کے فریقین مختلفین کی فہم سے عالی ہوں کیونکہ ہر حاکم اور ہر محکوم کا قادر علی الاستدلال ہونا یا عالم بالاستدلال ہونا ضروری نہیں چنانچہ مشاہد ہے پھر اس کے کہ فریقین ان علماء کے افتاء کے بعد بے انتظار علم دلیل عمل کر لیں اور کیا صورت ہو سکتی ہے ایسے ہی عمل کو تقلید کہتے ہیں البتہ اگر حاکم خود بھی حسب شرائط معتبرہ قوت قیاس کی رکھتا ہو تو خود اس کا قیاس و اجتہاد اس واسطہ کا قائم مقام ہو جاوے گا۔ پس یہ آیت قیاس یا تقلید شرعی کی نفی نہیں کرتی بلکہ حسب تقریر ہذا اثبات کر رہی ہے اور اس تقریر سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ اولوالامر کی تفسیر اگر خاص حکام کے ساتھ ہی کی جاوے جیسا انتباد بھی ہے اور علماء کو اس میں داخل نہ کہا جاوے تب بھی دوسرے جز و یعنی فردوہ الی اللہ و الرسول میں علماء کے اتباع کا وجوب آگیا بلکہ حکام کی اطاعت سے بھی زیادہ کیونکہ علماء کو خود حکام کا متبوع بھی قرار دیا پس یہ متبوع المتبوع ہو گئے اور چونکہ حکم آیت کا ہر زمانہ کے لئے عام تھا اس لئے الی اللہ و الرسول کے ترجمہ میں رسول کے ساتھ لفظ سنت کا اظہار کر دیا کیونکہ بعد وفات نبوی یہی ممکن ہے البتہ اس رد کے لئے یہ ضرور نہیں کہ استدلال ہمیشہ ہر زمانہ میں تازہ ہوا کرے بلکہ جو استدلال مدون ہو چکے ہیں ان پر عمل کرنا یہ بھی رد میں داخل ہے پس اس سے اہل اجتہاد کا ہر وقت میں موجود رہنا لازم نہیں آتا اور اتفاق و اختلاف میں

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کیطرف نازل کیگئی۔ اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ

اپنے مقدمے شیطان کے پاس لے جانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ان کو یہ حکم ہوا ہے کہ اس کو نہ مانیں۔ اور

الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ

شیطان ان کو بھٹکا کر بہت دور لے جانا چاہتا ہے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو

اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا

اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اور رسول کی طرف تو آپ منافقین کی یہ حالت دیکھیں گے کہ آپ سے پہلوتہی کرتے ہیں۔

فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ

پھر کیسی جان کو بنتی ہے جب ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے۔ ان کی اس حرکت کی بدولت جو کچھ وہ پہلے کر چکے تھے پھر آپ کے پاس آتے ہیں خدا کی قسمیں

بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ

کہ ہمارا اور کچھ مقصود نہ تھا سوائے اس کے کہ کوئی بھلائی نکل آوے اور باہم موافقت ہو جاوے۔ یہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو کچھ ان کے

قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيْغًا

دلوں میں ہے۔ سو آپ ان سے تغافل کر جایا کیجئے اور ان کو نصیحت فرماتے رہئے۔ اور ان سے خاص ان کی ذات کے متعلق کافی مضمون کہتے رہئے

جو یہ عنوان اختیار کیا گیا ہے اللہ و رسول کے کہے ہوئے کے خلاف ہونا یا نہ ہونا اور سہل عنوان یہ اختیار نہیں کیا کہ اللہ و رسول کے کہے ہوئے کے موافق ہونا یا نہ ہونا وجہ اس کی یہ ہے کہ موافقت سے شبہ ہوتا ہے کہ خدا و رسول نے بھی اس کا حکم کیا ہو تو اس سے متبادر معنی وجوب کے ہوتے ہیں حالانکہ اطاعت حکام اسلام کی مباحات میں بھی ضروری ہے اس لئے وہ عنوان اختیار کیا۔ کیونکہ مباح پر یہ صادق آتا ہے کہ وہ خلاف نہیں یعنی حرام نہیں اور موافق کہ موہم وجود ہے صادق نہیں آتا۔ **ربط** اور کہ آیت میں اپنے جمیع معاملات کو اللہ و رسول کے احکام کی طرف رجوع کرنے کا حکم تھا آگے غیر شریعت کی طرف رجوع کرنے کی مذمت ہے اور اس میں منافقین کی تقبیح ہے کہ وہ ایسا کیا کرتے تھے۔ **ذم رجوع بسوئے غیر حکم شریعت** اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ (الی قولہ) وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيْغًا ۝ (ان آیتوں میں ایک قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ ایک شخص تھا منافق بشر اس کا نام تھا اس کا کسی یہودی سے جھگڑا ہوا یہودی نے کہا چل تجھ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان سے فیصلہ کرا دیں منافق نے کہا کہ کعب بن اشرف کے پاس چل یہ یہود کا ایک سردار تھا ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملہ میں حق پر یہودی ہوگا اس نے جانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی رعایت نہ فرماویں گے وہاں حق فیصلہ ہوگا گو میں آپ سے مذہبی مخالفت رکھتا ہوں منافق چونکہ باطل پر تھا اس نے سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تو میری بات چلے گی نہیں گو میں ظاہراً مسلمان ہوں مگر کعب بن اشرف خود کوئی حق پرست نہیں وہاں

اللغات الصد لازم و متعد کما فی القاموس و المختار جاء ک علی اصالتہم ۱۲

البلاغۃ قولہ یریدون لم یقل یتحاکمون اضافۃ الی ان ہذا الامر یعنی التحاکم قبیح بحیث لا یکون مرادا للہ تعالیٰ فضلا عن ان تحکم نفسہ قولہ ضلالا و صدودا مصدر ان للتاکید قولہ رایت المنفقین فیہ وضع المظہر موضع المضمر لان الکلام فی المنافقین فکان الظاہر رایتہم قولہ عنک اظہار عنہا ای ان الصد عن الرسول ہو عین الصد عن اللہ ۱۲

الروایات ذکرت فی المتن واحد الاقوال فی الآیۃ نزولہا فی غزوۃ مریسیع حین نزلت سورۃ المنافقین فیکون قولہم ان اردنا الا احسانا و توفیقا بالکلام بین الضرر یقین المتنازعین فی تلک الغزوۃ الا لخیر والمصیبۃ ما اصابہم من الذل والخزی ۱۲

میرا مقدمہ سرسبز ہو جاوے گا۔ پھر آخر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پاس مقدمہ لے گئے آپ نے یہودی کو غالب پایا وہ منافق راضی نہ ہوا اس یہودی سے کہا کہ چلو حضرت عمرؓ کے پاس۔ غالباً وہ یہ سمجھا ہوگا کہ حضرت عمرؓ کفار پر خوب سختی ہیں اس یہودی پر سختی فرماویں گے۔ یہودی کو اطمینان تھا کہ گو سخت ہیں مگر وہ سختی حق پرستی ہی کی وجہ سے تو ہے جب میں حق پر ہوں تو مجھکو ہی غالب رکھیں گے اس لئے اس نے انکار نہیں کیا جب وہاں پہنچے تو یہودی نے سارا قصہ بیان کر دیا کہ یہ مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلاس سے فیصل ہو چکا ہے مگر یہ شخص (یعنی منافق) اس پر راضی نہیں ہوا آپ نے اس منافق سے پوچھا کیا یہی بات ہے اس نے کہا ہاں، حضرت عمرؓ نے فرمایا اچھا ٹھیرو آتا ہوں اور گھر سے ایک تلوار لے کر آئے اور منافق کا کام تمام کیا اور کہا جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہ ہو اس کا یہ فیصلہ ہے اور روح المعانی بروایۃ الثعلبی ابن ابی حاتم عن ابن عباسؓ اور عامۂ مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ پھر اس منافق مقتول کے ورثہ نے حضرت عمرؓ پر دعویٰ کیا اور اس منافق کے کفر قولی وفعلی کی تاویل کی اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اصل حقیقت ظاہر فرما دی اور لباب میں ابن ابی حاتم وطبرانی وابن جریر کی روایات ابن عباس وشعبی سے جن میں تین قصے کاہنوں کے پاس مقدمات لے جانے کے مذکور ہیں نقل کی ہیں سب کا وقوع ممکن ہے اور سب قصوں میں مصیبت کے وقت ایسے ہی عذر کرنا ہو سکتا ہے ان اردنا الا احسانا پس بطور تعجب کے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو (زبان سے تو) دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ (یعنی ہم) اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی (یعنی قرآن) اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی (یعنی توریت کیونکہ اس میں منافقین کا بیان ہے اور اکثر منافقین یہود میں سے تھے۔ مطلب یہ کہ زبان سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم جس طرح تورات کو مانتے ہیں اسی طرح قرآن کو بھی مانتے ہیں یعنی اسلام کے مدعی ہیں پھر اس پر حالت یہ ہے کہ) اپنے مقدمے شیطان کے پاس لیجانا چاہتے ہیں (کیونکہ غیر شرع کی طرف مقدمہ لے جانے کے لئے شیطان سکھلاتا ہے پس اس پر عمل کرنا ایسا ہے جیسے شیطان ہی کے پاس مقدمہ لے گئے) حالانکہ (اس سے دو امر مانع موجود ہیں ایک یہ کہ) ان کو (شریعت کی جانب سے) یہ حکم ہوا ہے کہ اس (شیطان) کو نہ مانیں (یعنی اعتقاداً وعملاً اس کی مخالفت کریں) اور (دوسرا مانع یہ کہ) شیطان (اُن کا ایسا دشمن اور بدخواہ ہے کہ) اُن کو (راہ حق سے) بھٹکا کر بہت دور لے جانا چاہتا ہے (پس باوجود ان دونوں امروں کے جنکا مقتضا یہ ہے کہ شیطان کے کہنے پر عمل نہ کریں پھر بھی اس کی موافقت کرتے ہیں) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اور (آؤ) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف (کہ آپ اس حکم کے موافق فیصلہ فرما دیں) تو آپ (اس وقت) منافقین کی یہ حالت دیکھیں گے کہ آپ (کے پاس آنے) سے پہلوتہی کرتے ہیں پھر کیسی جان کو بنتی ہے جب ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے اُن کی اس حرکت کی بدولت جو کچھ وہ (اس مصیبت سے) پہلے کر چکے تھے (مراد اس حرکت سے شرع کو چھوڑ کر دوسری جگہ مقدمے لے جانا اور مصیبت سے مراد جیسے قتل یا خیانت ونفاق کا کھل جانا اور بازپرس ہونا یعنی اس وقت سوچ پڑتی ہے کہ اس حرکت کی کیا تاویل کریں جس میں پھر سرخ رو رہیں) پھر (تاویل سوچکر) آپ کے پاس آتے ہیں خدا کی

ملحقات المترجمہ

۱ قولہ فی ترجمۃ الم تر الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یحمل الخطاب عاما بقرینۃ کون الخطاب للرسول خاصۃ فیما بعد ۱۲

۲ قولہ فی ترجمۃ یزعمون دعوی اشارۃ الی ان المراد بہا مجرد الادعاء وقد یحمل فی مطلق القول حقا او باطلا کما فی القاموس ۱۲

۳ قولہ فی ترجمۃ حالت یہ ہے اشارۃ الی انہ حال من ضمیر یزعمون ۱۲

۴ قولہ فی امروا او یریدون حالا کذا اشارۃ الی کون المتعاطفین حالین ۱۲

۵ قولہ فی یکفروا اعتقادا او بان یعتقدوہ باطلا ولو افعوہ ۱۲

۶ قولہ فی ثم کہا جاتا ہے اشارۃ الی ان اذا المعلق بہا للاستقبال لان المقصد قد کانت وقعت ۱۲

۷ قولہ فی ہدایت اس وقت اشارۃ الی کون عاملہا فی اذا

قسمیں کھاتے ہوئے کہ (ہم جو دوسری جگہ چلے گئے تھے) ہمارا اور کچھ مقصود نہ تھا سوا اس کے کہ (معاملہ کے دونوں فریق کی) کوئی بھلائی (کی صورت) نکل آوے اور (ان میں) باہم موافقت (ومصالحت ہو جاوے (مطلب یہ کہ قانون تو شرع ہی کا حق ہے ہم دوسری جگہ شرع کو ناحق سمجھکر نہیں گئے تھے لیکن یہ بات ہے کہ قانونی فیصلہ میں تو صاحب حق کو حاکم رعایت کرنے کے لئے نہیں کہہ سکتا اور باہمی فیصلہ میں اکثر رعایت کرادی جاتی ہے یہ جو تھی ہمارے دوسری جگہ جانے کی اور قصۂ قتل میں یہ تاویل اس مقتول کے فعل کی ہوگی جس سے مقصود اپنی برات یا حضرت عمرؓ پر دعوی قتل بھی ہوگا اللہ تعالیٰ ان کی اس تاویل کی تکذیب فرماتے ہیں کہ) یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو کچھ (نفاق وکفر) ان کے دلوں میں ہے (کہ اس کفر ونفاق وعدم رضا بحکم شرع ہی کی وجہ سے یہ لوگ دوسری جگہ جاتے ہیں اور وقت معین پر اس کی سزا بھی پالیں گے) سو (مصلحت یہی ہے کہ) آپ (علم خداوندی وموا خذۂ خداوندی پر اکتفا فرما کر ان سے تغافل کیجئے (یعنی کچھ مواخذہ نہ فرمایئے) اور (ویسے اپنے منصب رسالت کے اقتضا سے) ان کو نصیحت فرماتے رہیئے (کہ ان حرکتوں کو چھوڑ دو) اور ان سے خاص ان کی ذات (کی اصلاح) کے متعلق کافی مضمون کہہ دیجئے (تاکہ ان پر حجت الٰہی قائم اور تمام ہو جاوے پھر نہ مانیں وہ جانیں) ف اس تغافل کے مصلحت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا کفر مشہور تو تھا نہیں اگر ان کے ساتھ مثل کفار مجاہرین کے معاملہ جہاد کا ہوتا تو دوروالوں کو ان کی خفیہ شرارتوں کی تو خبر پہنچتی نہیں اور قتل وغارت مشہور ہی ہوتا تو اسلام سے لوگوں کو ایک گونہ توحش ہوتا کہ اسلام میں نہایت ہی تجبر وبدنظمی ہے اس توحش سے اسلام کی ترقی رک جاتی ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ دعہ فان الناس یتحدثون ان محمدا یقتل اصحابہ اوکما قال اس مصلحت کی طرف مشیر ہے واللہ اعلم۔ البتہ چونکہ اس منافق کا قتل حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے واقع ہو چکا تھا اور واقع میں وہ محترم النفس نہ تھا اس لئے وہ خون ہدر ہو گیا۔ اس پر کوئی قصاص یا دیت واجب نہیں کی گئی۔ چنانچہ اس قتل پر ضمان کا ہونا کسی روایت میں منقول نہیں اور اگر وسوسہ ہو کہ ایسے بھی اسلام کی بدنامی اور اس سے توحش کا احتمال ہو سکتا ہے اس کا قطعی جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ کسی قاعدہ عامہ میں کسی خاص واقعہ کو مخصوص کر دیں اور اس قاعدہ کے متعلق جو حکمت تھی اس سے زیادہ اس تخصیص میں حکمت رکھدیں۔ چنانچہ خاص اس مقام پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ منافق ظاہر میں مسلمان تھا اور اس کا معاملہ تھا ایک مجاہر کافر کے ساتھ اور اس معاملہ میں اس منافق کو یہ سزا دی گئی اور خون اس کا ہدر ہوا تو وہ یہودی اس قصہ کو اپنے ہم مشربوں میں بیان کریگا تو اہل عقل وانصاف اسلام کی حق پرستی کی اعلیٰ درجہ کی داد دے سکتے ہیں کہ غیر قوموں کے مقابلہ میں بھی اپنی قوم کو امر حق قبول کرنے پر ایسا مجبور کرتے ہیں کہ نہ ماننے پر ان کی جان کی بھی رعایت نہیں کرتے واللہ اعلم باسرارہ۔

ربط ۔ اوپر منافقین کے عذر نامعقول کا غلط ہونا بیان فرمایا ہے آگے ارشاد فرماتے ہیں کہ بجائے اس تاویل باطل کے اگر استغفار اور ندامت بشرائط اختیار کرتے تو البتہ اس جرم کی تلافی ہو جاتی۔

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی یحلفون کھاتے ہوئے اشارۃ الی کون یحلفون حالا ۱۲ لہ قولہ فی توفیقا مصالحت عطف تفسیری وکذا توفیقا بقولہ احسانا ۱۲ لہ قولہ فی آخر توفیقا

جس سے مقصود اپنی برات ولکونہ ہو المقصود الاصلی لا ینافی وقوعہ التقریر علی ثبوت دعوی المنافقین القصاص فافہم ۱۲ منہ

لہ قولہ فی یعلم سزا بھی الخ اکثر یکون فی القرآن ان اثبات العلم کنایۃ عن العقاب وبہذا ظہر وجہ الفاء فی قولہ فاعرض ۱۲ لہ قولہ فی بلیغ کافی اشارۃ الی ان البلیغ ما یطابق مدلولہ المقصود بہ ۱۲ لہ قولہ فی ف خاص

اس مقام پر اشارہ بزیادۃ لفظ خاص الی ان فی غیرہ من الحکمۃ کما روی ابوداؤد ومن قتل اعمی جاریۃ لنسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولعل الحکمۃ فیہ ان لا یسقط ہیبۃ الاسلام من اعین المخالفین وان لا یجترؤا علی مثل ذلک کما مر ہو القانون فی اکثر الحکومات ان شتم الملک یعد جرما ۱۲

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اور ہم نے تمام پیغمبروں کو خاص اسی واسطے مبعوث فرمایا ہے کہ بحکم خداوندی ان کی اطاعت کیجاوے ۔ ۱۰ ۔ اگر جس وقت اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اس وقت آپ کی

جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ ۶۴

خدمت میں حاضر ہو جاتے ۔ پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے ۔ اور رسول بھی ان کے لئے اللہ سے معافی چاہتا ۔ تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ کا قبول کرنیوالا رحمت کرنے

تخطیۂ منافقین در عدم استغفار وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (الی قولہ) تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ اور ہم نے تمام پیغمبروں کو خاص اسی واسطے مبعوث فرمایا ہے کہ بحکم خداوندی (جو کہ اطاعت رسل سے ہے) میں فرمایا ہے) ان کی اطاعت کی جاوے (پس اول تو ان لوگوں کو شروع ہی سے اطاعت کرنا واجب تھی) اور اگر (خیر شامت نفس سے حماقت ہی ہو گئی تھی تو) جس وقت (یہ گناہ کرکے) اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اس وقت (ندامت کے ساتھ) آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے پھر (حاضر ہو کر) اللہ تعالیٰ سے (اپنے اس گناہ کی) معافی چاہتے ہیں اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپ) بھی اُن کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ کا قبول کرنے والا اور رحمت کرنے والا پاتے (یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے توبہ قبول فرما لیتے) **ف** بہ مطلب نہیں کہ منافق رہ کر توبہ کر لینا کافی تھا کیونکہ خود قبول توبہ کے شرائط میں سے ایمان ہے ۔ پس خلاصہ یہ ہوا کہ نفاق چھوڑ کر ایمان لے آنے چونکہ استغفار موقوف تھا ایمان پر اس لئے اس کا ذکر اس کو مستلزم ہو گیا اس کی تصریح کی حاجت نہیں ہے تقدیر کلام یہ ہے ثم جاؤک فآمنوا واستغفروا ۔ پس ایک شرط تو اس قبول توبہ کی یہ ہے اور دو شرطیں اور بھی آیت میں مذکور ہیں ایک تو حاضری خدمت نبوی ۔ دوسرے آپ کا بھی استغفار فرمانا حالانکہ ظاہراً توبہ کرنے کے لئے مسلمان ہونے کے لئے صرف بندہ کا عرض معروض کر لینا کافی ہے ۔ سو شرط اول کی وجہ چند ہیں ایک تو یہ کہ ایمان کا اظہار بھی ضروری ہے اور جو شخص آپ سے مکاناً قریب ہو اس کے اظہار کا عادۃً اس وقت یہی طریق تھا کہ حضورؐ کی خدمت میں آکر مسلمان ہو جاوے ۔ دوسرے توبہ بحسب معصیت ہوتی ہے تدارک میں بھی جو امر کہ قابلِ تدارک ہو اور اعلان کی ضرورت و عدم ضرورت میں بھی چنانچہ ترک نماز سے توبہ کے لئے ضرور ہے کہ نماز میں قضا کرے اور عاصی معلن کے لئے توبہ کا اعلان ضرور ہے ۔ چونکہ یہ گناہ غیر حاضری کا تھا اس لئے تدارک حاضری سے ہوگا اور جیسا اس کی اطلاع سب کو ہوئی تھی اس توبہ کا بھی اظہار ضرور ہے جس کا طریقہ اس وقت آپ کی خدمت میں حاضری تھی تیسرے غیر حاضری سے آپ کے قلب مبارک کو تاذی ہوئی تھی اور ایذاء رسول کفر ہے حاضری سے تطییب ہوگی اور دوسری شرط کی وجہ ایک یہ ہو سکتی ہے کہ آپ کا استغفار ناطق ہوگا انشراح و طیب قلب سے اور اس کی ضرورت اوپر مذکور ہو چکی دوسرے اس میں تالیف قلوب تائبین کی توفیق صمیم قلب سے توبہ کرنے کی بڑھ جاوے گی اور توبہ کا صمیم قلب سے ہونا ضرور ہے ۔ پس اصل شرائط مقصودہ یہ امور ہیں ۔ ایمان ۔ تدارک امور قابلہ تدارک مثل ادائے حقوق عباد تو مسلم کو بھی ۔ اعلان در محل اعلان ۔ اخلاص ۔ ندامت اور امور مدلولہ آیت ان امور مقصودہ کے لئے طرق تھے اور اصل سوال کے جواب میں یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ ان امور کا شرائط توبہ بتلانا مقصود نہیں بلکہ مکمل توبہ کہنا مقصود ہے یعنی اس طریق سے توبہ کریں تو خوب کامل ہو پس یہ نفس توبہ کا طریق نہیں بلکہ کمال توبہ کا ہے **ربط** اوپر شریعت کی طرف رجوع کرنے کو واجب اور غیر شریعت کی طرف رجوع کرنے کو حرام فرمایا تھا آگے فرماتے ہیں کہ شریعت کی طرف محض ظاہراً رجوع کرنا کافی نہیں

البلاغۃ استغفر لھم الرسول فی الاول عن استغفرت کما ھو مقتضی الظاھر فائدۃ لشانہ صلی اللہ علیہ وسلم کما ہو ظاہر ۱۲

ملحقات الترجمہ

سلہ قولہ فی ظلموا یعنی لان الکلام فی المعصیۃ الخاصۃ التی ہی تحاکمہم الی غیر الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

سلہ قولہ فی فاستغفروا پھر حملنہ علی التعقیب لانی اثبت کون الحی شرطاً ولا بد من تقدم الشرط ۱۲

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ

پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے

لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ○

تصفیہ کرا دیں۔ پھر اس آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورا پورا تسلیم کریں۔

بلکہ باطناً بھی اس پر راضی ہونا ضرور ہے اور تسلیم کامل شرط ایمان ہے۔ **وجوب تسلیم حکم شرع ظاہراً و باطناً** فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ (الی قولہ) وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ○ پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ (جو صرف زبانی ایمان ظاہر کرتے پھرتے ہیں عند اللہ) ایمان دار نہ ہوں گے کہ اس کے آپ میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے (اور آپ نہ ہوں تو آپ کی شریعت سے) تصفیہ کرا دیں پھر (جب آپ تصفیہ کر دیں تو) اس آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں (انکار کی) تنگی نہ پاویں اور (اس فیصلہ کو) پورا پورا (ظاہر سے باطن سے) تسلیم کر لیں۔

ف اگر یہ شبہ ہو کہ آپ تو حاکم ہی تھے پھر کسی کے حکم بنانے کے کیا معنی۔ جواب یہ ہے کہ میں نے جو ترجمہ کیا ہے اس میں اس کی گنجائش نہیں رہی کیونکہ تحکیم اصطلاحی شرعی مراد نہیں بلکہ تحکیم حسی یعنی مقدمہ لانا مراد ہے اور یہ امر ان ہی کے فعل پر موقوف ہے اور اگر یہ شبہ ہو کہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص دوسرے قانون کی طرف اس کو باطل سمجھ کر بھی رجوع کرتے ہیں وہ مسلمان نہیں حالانکہ حرام کا مرتکب جب کہ اعتقاد حلت کا نہ رکھتا ہو مومن ہے گو فاسق ہو اسی طرح اگر کسی کے دل میں شرعی فیصلہ سے تنگی پیدا ہو مگر اس فیصلہ کو حق سمجھے وہ بھی مسلمان نہ ہونا چاہیئے حالانکہ تنگی پر انسان کا اختیار نہیں اور غیر اختیاریات کا مکلف نہیں اسی طرح اگر اس فیصلہ پر کوئی عمل نہ کرے تو یہ بھی عدم تسلیم ہے تو وہ بھی مسلمان نہ رہے حالانکہ ترک عمل سے ایمان نہیں جاتا۔ ان شبہات کا جواب یہ ہے کہ تحکیم اور عدم حرج اور تسلیم کے مراتب تین ہیں اعتقاد سے اور زبان سے اور عمل سے۔ اعتقاد سے یہ کہ قانون شریعت کو حق اور موضوع للتحکیم جانتا ہے اور اس میں مرتبہ عقل میں ضیق نہیں اور اسی مرتبہ میں اس کو تسلیم کرتا ہے اور زبان سے یہ کہ ان امور کا اقرار کرتا ہے کہ حق اسی طرح ہے۔ اور عمل سے یہ کہ مقدمہ لے بھی جاتا ہے اور طبعی ضیق بھی نہیں اور اس فیصلہ کے موافق کارروائی بھی کر لی سو اول مرتبہ تصدیق و ایمان کا ہے اس کا نہ ہونا عند اللہ کفر ہے اور منافقین میں خود اسی کی کمی تھی چنانچہ تنگی کے ساتھ لفظ انکار اسی کی توضیح کے لئے ظاہر کر دیا ہے، اور دوسرا مرتبہ اقرار کا ہے اس کا نہ ہونا عند الناس کفر ہے۔ تیسرا مرتبہ تقویٰ و صلاح کا ہے اس کا نہ ہونا فسق ہے اور طبعی تنگی معاف ہے پس آیت میں بقرینہ ذکر منافقین مرتبہ اولیٰ مراد ہے اب کوئی اشکال نہیں۔ **ربط** اوپر کامل اطاعت کا وجوب ذکر فرمایا ہے آگے اس کا خیر و نافع ہونا اور اس درجہ کی اطاعت کرنے والوں کا قلیل ہونا مذکور فرماتے ہیں۔

اللغات فی القاموس شجر بینھم اللامر وخیرا نثار عوافیہ ۱۲ فالمراد بالامر وضمیر شجر راجع الیہ بین صلۃ لہ شجر اختلط فان فی التنازع یختلط الامر ویختلف بین المتنازعین ۱۲

النحو لا مزیدۃ لتاکید القسم وقیل مزیدۃ لمظاہرۃ لا فی لا یؤمنون ۱۲ **البلاغۃ** وما ہمت فیہ من فخامۃ شان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ما لا یخفی ۱۲ **الروایات** فی الباب عن الائمۃ الستۃ نزولہا فی قصۃ الزبیر رضی اللہ عنہ

ہو میں الانصار خاصمانی شراج من الحرۃ - وفی قال الزبیر فما احسب ہذہ الآیات الا نزلت فی ذلک اخرجہ ابن ابی حاتم وابن مردویہ عن الاسود قال اختصم رجلان الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقضی بینہما بوحی من عندہ فقال المنافق وہل عملا ہاہ فانزل اللہ تعالیٰ وربک الخ وقیل الروایۃ الصحیحۃ توفق بالمقام الاولی لیست خصومۃ المنافق کما سبب النزول فیہما فما احسب الخ الآیات من غیر جزم ۱۲

لمحقات الترجمہ

ف قولہ فی فلا وربک ہذا التعقیب فی کری ای سمعت امرا فاسمع آخر فی القاموس وتعقیب الفاء الترتیب ولو نوعا ان معنوی کقام زید فعمرو ذکری وہو عطف مفصل علی مجمل نحوہ زلہا الشیطان عنہا فاخرجہما مما کانا فیہ فاہنا ذکر تقبیح عدم تحکیم فیما قبل مجملا وہلہ ہذہ الآیۃ مفصلا ۱۲

۲ قولہ فی یحکموک آپ ہوں الخ اشارۃ الی ان المقصود تحکموا شریعتک ۱۲

۳ قولہ فی ثم لا یجدوا جب آپ تصفیہ الخ اشارۃ الی انہ معطوف علی مقدر ینساق الیہ الکلام ای فحکم بینہم ثم لا یجدوا کذا فی الروح ۱۲

۴ قولہ فی تسلیما پورا پورا افادہ لتاکید بالمفعول المطلق وقولہ ظاہر سے الخ بیان لہ ۱۲

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ

اور ہم اگر لوگوں پر یہ بات فرض کر دیتے کہ تم خود کشی کیا کرو یا اپنے وطن سے بے وطن ہو جایا کرو تو بجز معدودے

اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ

چند لوگوں کے اس حکم کو کبھی بھی نہ بجالاتا۔ اور اگر یہ لوگ جو کچھ ان کو نصیحت کی جاتی ہے اس پر عمل کیا کرتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور

اَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۝ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا

ایمان کو زیادہ پختہ کرنے والا ہوتا۔ اور اس حالت میں ہم ان کو خاص اپنے پاس سے اجر عظیم عنایت فرماتے۔ اور ہم ان کو سیدھا رستہ بتلا دیتے

فضیلت اطاعت کاملہ و تقلیل اہل آن

(الی قولہ) وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ اور ہم اگر لوگوں پر یہ بات (بطور احکام مقصودہ کے) فرض کر دیتے کہ تم خود کشی کیا کرو یا اپنے وطن سے بے وطن ہو جایا کرو تو بجز معدودے چند لوگوں کے (جو مؤمن کامل ہوتے) اس حکم کو کوئی بھی نہ بجالاتا (اس سے ثابت ہوا کہ کمال اطاعت کرنے والے کم ہوتے ہیں) اور اگر یہ (منافق) لوگ جو کچھ ان کو (اطاعت رسول بجان و دل کی) نصیحت کی جاتی ہے اس پر عمل کیا کرتے تو ان کے لئے (دنیا میں تو بوجہ استحقاق ثواب کے) بہتر ہوتا اور (نیز باعتبار تکمیل دین کے ان کے) ایمان کو زیادہ پختہ کرنے والا ہوتا (کیونکہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ دین کا کام کرنے سے خود باطنی کیفیت اعتقاد و یقین کو ترقی ہوتی ہے) اور اس حالت میں (جبکہ عمل سے خیریت و تثبیت دین حاصل ہو جاتی تو آخرت میں) ہم ان کو خاص اپنے پاس سے اجر عظیم عنایت فرماتے اور ہم ان کو (جنت کا) سیدھا رستہ بتلا دیتے (کہ بے روک ٹوک جنت میں جا داخل ہوں جو کہ اجر عظیم ملنے کا مقام ہے) ف اس معدودے چند میں تمام صحابہ مؤمنین کاملین داخل ہیں جو کہ بمقابلہ کفار و فجار کی تعداد کے قلیل ہیں اور یہ مطلب نہیں کہ اس وقت کے مؤمنین میں ایسے لوگ دو چار ہوتے اسی لئے علیہم کی ضمیر کا مرجع مطلق ناس کو قرار دیا ہے نہ تو صحابہ کو کہ بلا دلیل ہے اور نہ منافقین کو کہ خلاف دلیل ہے کیونکہ ان میں تو ایسا ایک بھی نہ تھا جو اقل قلیل ہے اور جب اس میں صحابہ و مؤمنین سب داخل ہیں تو اب بنی اسرائیل کا افضل ہونا اس امت سے لازم نہیں آیا کہ ان میں ستر ہزار کا مقتول ہونا سیر میں منقول ہے۔ اور یہ جو قید لگائی ہے کہ بطور احکام مقصودہ کے وجہ اس کی یہ ہے کہ جہاد و ہجرت جن میں قتل و خروج ہے اب بھی مشروع ہوا ہے لیکن حکم مقصود اعلاء کلمۃ اللہ وصون الاسلام عن اعداء اللہ ہے حتی کہ اگر یہ علو و صون حاصل ہو جاوے پھر ہجرت و جہاد ختم ہو جاتا ہے اور یہ مضمون قتل نفس کا بطور جملہ معترضہ کے بیچ میں لانے سے افادہ تقلیل مخلصین کے جس سے ایک گونہ تسلی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو گئی کہ منافقین کی حالت پر غمزدہ نہ ہوں اور اس مضمون کے سیاق و سباق میں منافقین کا تذکرہ ہے **ربط** اوپر اللہ و رسول کی اطاعت پر خاص مخاطبین سے وعدہ تھا آگے بطور قاعدہ کلیہ کے اللہ و رسول کی اطاعت پر عام وعدہ ہے اور قطع نظر وعدہ کے خصوص اور عموم سے اجر عظیم جو مذکور ہوا ہے آگے اس کی گویا تفسیر بھی ہو گئی ہے یہ بھی مناسبت کی وجہ ہے۔

النحو۔ قولہ ما فعلوہ ای المکتوب المدلول علیہ بقولہ انا کتبنا۔ قولہ اذا فی الروح مقحمۃ للدلالۃ علی ان ھذا الجزاء الاخیر بھذہ الترتیب التالی السابق علی المقدر ۱۲

اختلاف القراۃ

فی قراۃ الا قلیلا بالنصب علی الاستثناء ۱۲

الروایات فی الباب

اخرج ابن جریر عن السدی قال لما نزلت ولو انا کتبنا القتل علی قتلوا انفسکم نزلت فی ثابت بن قیس بن شماس و رجل من الیہود فقال الیہودی واللہ لقد کتبنا اللہ علینا ان نقتلوا انفسکم فقتلنا انفسنا فقال ثابت واللہ لو کتب اللہ علینا لفعلنا فانزل اللہ ولو انہم فعلوا الخ وفی الباب اخرج الطبرانی وابن مردویہ عن عائشۃ عن رجل و اخرج ابن ابی حاتم عن مسروق عن اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن عکرمۃ عن فتی ما معناہ المشترک قالوا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف نراک فی الجنۃ و کیف نصیر ان لم نرک فنزلت (ای ومن یطع اللہ والرسول)

ملحقات الترجمہ

قولہ فی اشد تثبیتا

کیونکہ تجربہ سے ہذا ما ظہر لی العبد اخذہ من البیضاوی والعصام ۱۲ **قولہ فی صراطا جنت کذا فی الروح** ۱۲

قولہ علی المقدم متعلق بتولہ ترتب ۱۲ منہ

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ

اور جو شخص اللہ و رسول کا کہنا مان لیگا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے

النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝

یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝

یہ فضل ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اور اللہ تعالیٰ کافی جاننے والے ہیں

وعدۂ فضلِ عظیم بر اطاعتِ احکام وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ (الی قولہ) وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ اور جو شخص (ضروری احکام میں بھی) اللہ و رسول کا کہنا مان لے گا (گو تکثیر طاعات سے کمال حاصل نہ کر سکے) تو ایسے اشخاص بھی (جنت میں) ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے (کامل) انعام (دین و قرب و قبول کا) فرمایا ہے یعنی انبیاء (علیہم السلام) اور صدیقین (جو کہ انبیاء کی امت میں سب سے زیادہ رتبہ کے ہوتے ہیں جن میں کمال باطنی بھی ہوتا ہے جن کو عرف میں اولیاء کہا جاتا ہے) اور شہداء (جنھوں نے دین کی محبت میں اپنی جان تک دیدی) اور صلحاء (جو شریعت کے پورے متبع ہوتے ہیں واجبات میں بھی اور مستحبات میں بھی جن کو نیک بخت اور دیندار کہا جاتا ہے) اور یہ حضرات (جس کے رفیق ہوں) بہت اچھے رفیق ہیں (اور مطیع کے ساتھ معیت و رفاقت ثابت ہے پس حاصل یہ ہوا کہ اطاعت کا یہ ثمرہ ہوا کہ اس کو ایسے رفیق ملے) یہ (معیت و رفاقت ان حضرات کے ساتھ محض) فضل ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے (یعنی یہ عمل کا اجر نہیں ہے کیونکہ اس کا مقتضا تو یہ تھا کہ جو درجہ اس عمل کا مقتضا تھا وہاں سے آگے نہ جا سکتا پس یہ بطور انعام کے ہے) اور اللہ تعالیٰ کافی جاننے والے ہیں (ہر ایک کے عمل کو اور اس کے مقتضا کو اور اس مقتضا سے زائد مناسب انعام کی مقدار کو خوب جانتے ہیں کیونکہ اس انعام میں بھی تفاوت ہوگا کسی کو ان حضرات سے بار بار قرب ہوگا کسی کو گاہ گاہ و علیٰ ہذا و اللہ اعلم) ف ساتھ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اشخاص جنت میں جاویں گے کیونکہ یہ مطلب قرینہ مقام کے کہ مقامِ مدح و فضل ہے خلاف ہے اور یہ مطلب بھی نہیں کہ یہ اشخاص خاص ان حضرات کے درجہ میں چلے جاویں گے کیونکہ ہم درجات عند اللہ وغیرہ آیات میں یہ تفاوت ثابت ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنے درجہ سافلہ سے ان کے درجہ عالیہ میں پہنچکر مشرف بزیارت و

النحو قولہ فاولٰئک ای باعتبار المعنی (فیفاد حال او تمیز اشوی فی الوجہ والبیع ۱۲ البلاغۃ قولہ النبیین لم یقل النبی او الرسول المراد بہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم الاشارۃ الی ان معیتہم صلی اللہ علیہ وسلم معیتہم علیہم السلام ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی یطع ضروری قید بہ لان المقام یدل علی کون ہذا الرجل اودن ممن بعدہ ۱۲ ۲ قولہ فی من النبیین یعنی اتما الی ان من بدایۃ ۱۲ ۳ قولہ فی رفیقا پس حاصل یہ ہوا الخ و بہذا اندفع ان

لم یکن یری الشئی من بعید فی مراۃ قلہ ابراھیم فقال الطیبی خیرا ھو المختصا بتغیر شئی من الترتیب و الاعلی ایقع علی وقوع المعیۃ والرفاقۃ لمن ھو ادنی من ھولاء مع ھولاء وفی الروح قد ثبت فی غیر صحیح ان اھل الجنۃ یتزاورن لا مانع من ان یرفع الادنی الی منزلۃ الاعلی متی شاء تکرمۃ لہ ثم یعود ولا یری انہ ارفع منہ عیشا وکون الامانع من یحکم الاعلی الی منزلۃ الادنی ثم یعود من غیر ان یکون فقصانی مملکہ وحطا من قدرہ ام وھن اھو حقیقۃ ما یکاشف بہ بعضھم من صولہ الی مرتبۃ الاعلی ومن ھو یکا وقعوی فی الضلالۃ من دعوی النبوۃ وغیرھا عصمنا اللہ تعالیٰ. **ترجمہ قولہ تعالیٰ** ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین حسن اولئک رفیقا - آیت میں ان مقامات بالطبع کا اثبات ہے اور اس پر بھی دلالت ہے کہ ان مقامات عالیہ میں ادنی کو اعلیٰ کے ساتھ معیت و رفاقت ممکن ہے اور یہی خصوصیت ہے اس کی جو بعضوں کو ممکن ہوا ہے کہ وہ اعلیٰ کے مقام میں پہنچا دیا جاوے یہ "نہیں ہونا چاہئے" اور جس شخص کو حقیقت معلوم نہیں ہوتی

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ
ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا قیل ثبت ھذا المراتب الاربعۃ (تفسیرھا کما فی روح المعانی) المنازل اربعۃ بعضھا دون بعض الاول منازل الانبیاء وھو اعلی من ھو فوقہ الھیۃ وتعلمہ نفس فی اعلی مراتب التقدیسیۃ ومنھم من یری الشئی عیانا من قریب بلا تذکر لتبیین لعلو رحتھم و ارتفاعھم علی من ھو دونھم وقد نقل الشعرانی عن مولانا الشیخ الاکبر قدس سرہ انہ قال فتح لی قدم خروج من مقام النبوۃ تجلیا دخولا فکنت احترق (ای قول السیخ الاکبر) والاجتہاد لاھل اللہ تعالیٰ عن مقامھم واحوالھم لا ذوق لھم فیھا وکلھم محترقون بذلک (ومادکرنی تفسیرھا انما ھو بمثیل وتقریب لا بتحقیق) والثانی منازل الصدیقین وھم الذین یتاخرون عن الانبیاء علیھم السلام فی المعرفۃ ومنھم من یری الشئی عیانا من بعید والثالث منازل الشہداء وھو الذین یعرفون الشئی بالبراھین ومنھم من یری الشئی فی المرآۃ من مکان قریب والرابع منازل الصالحین وھو الذین یعلمون الشئی بالتقلید الجازم ومنھم

ع ۹ ۱۱ ۶

۴ ساتھ معیت و رفاقت ممکن ہے اور یہی خصوصیت ہے اس کی جو بعضوں کو ممکن ہوا ہے کہ وہ اعلیٰ کے مقام میں پہنچا دیا جاوے یہ "نہیں ہونا چاہئے" اور جس شخص کو حقیقت معلوم نہیں ہوتی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ○

اے ایمان والو اپنی تو احتیاط رکھو۔ پھر متفرق طور پر یا مجتمع طور پر نکلو

وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ

اور تمھارے مجمع میں بعضا بعضا شخص ایسا بھی ہے جو ہٹتا ہے۔ پھر اگر تم کو کوئی حادثہ پہونچ گیا تو کہتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ○ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ

نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ حاضر نہیں ہوا اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جاتا ہے

لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ

تو ایسے طور پر کہ گویا تم میں اور اس میں کچھ تعلق ہی نہیں کہتا ہے ہائے کیا خوب ہوتا کہ میں بھی ان لوگوں کا شریک حال ہوتا

فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ○

تو مجھ کو بھی بڑی کامیابی ہوتی۔

برکات اس درجہ کے ہوتے ہیں اور جانا چاہیئے کہ ضروری احکام کے مدارج بھی مختلف ہیں اعلیٰ درجہ وہ ہے جس سے آدمی مؤمن ہو جاتا ہے اور اس سے اعلیٰ وہ ہے جس سے مقرب خاص ہو جاتا ہے پس جس درجہ کے احکام ضروریہ میں اطاعت ہوگی اس درجہ کی معیت ہوگی اور اس سے اعلیٰ یہ ہے کہ تطوعات ظاہری و باطنی کو بھی بجالاوے یہاں من یطع اللہ والرسول میں یہ درجہ اس لئے مراد نہیں کہ اس سے تو صدیقیت و شہادت و صلاح کے ساتھ متصف ہونا ہے جن کے ساتھ معیت کا ذکر ہے ورنہ معیت کے منتسبین متحد ہو جاویں حالانکہ ان کا متحد ہونا ضروری ہے۔ **ربطِ** تین رکوع کے قریب سے منجملہ معاملات مع المخالفین کے جو کہ ایک اصل ہے تقویٰ کا قبائح کفار کا اظہار چلا آتا ہے اور مقابلہ کے لئے بیچ بیچ میں اہل ایمان کی فضیلت کا بھی ذکر آگیا تھا منجملہ ان معاملات مع المخالفین کے احکام جہاد ہیں آگے اس کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ ان سے چھ رکوع تک یعنی اس پارہ کے تین پاؤ کے قریب تک اسی مضمون کے متعلقات چلے گئے ہیں۔ **حکم نورہم وجوب جہاد وفضل آن وذم تقاعد ازاں**

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ (الی قولہ) كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ○ اے ایمان والو (کافروں کے مقابلہ میں) اپنی تو احتیاط رکھو (یعنی[1] ان کے داؤ گھات سے بھی ہوشیار رہو اور مقابلہ کے وقت سامان ہتھیار ڈھال تلوار سے بھی درست رہو) پھر (اُن سے مقابلہ کے لئے) متفرق طور پر یا مجتمع طور پر (جیسا[2] موقع ہو) نکلو اور تمھارے مجمع[3] میں (جس میں کہ بعضے منافقین بھی شامل ہو رہے ہیں) بعضا بعضا شخص ایسا ہے (مراد اس سے منافق ہے) جو (جہاد سے) ہٹتا[4] ہے (یعنی جہاد میں شریک نہیں ہوتا) پھر اگر تم کو کوئی حادثہ پہنچ گیا (جیسے شکست وغیرہ) تو (اپنے بچانے پر خوش ہوکر) کہتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں اُن لوگوں کے ساتھ (لڑائی میں) حاضر نہیں ہوا (نہیں تو مجھ پر بھی مصیبت آتی) اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جاتا ہے (یعنی فتح و غنیمت) تو ایسے[5] طور پر (خود غرضی کے ساتھ) کہ گویا تم میں اور اس میں کچھ تعلق ہی نہیں (مال کے فوت ہونے پر تاسف کرکے) کہتا ہے ہائے کیا خوب ہوتا کہ میں بھی لوگوں کا شریک حال ہوتا (یعنی جہاد میں جاتا) تو مجھ کو بھی بڑی کامیابی ہوتی (کہ مال دولت لاتا اور خود غرضی اور بے تعلقی اس کہنے سے ظاہر ہے ورنہ جس سے

اللغات نبات جمع ثبۃ وہی الجماعۃ فوق العشرۃ و قیل فوق الاثنین و زنہا فی الاصل فعلۃ کسمۃ حذفت لامہا عوض عنہا ہاء التانیث ہل ہی واو من ثبا یثبو ای اجتمع او یاء من ثبت علی فلان بمعنی اثبت علیہ بذکر محاسنہ وجمعہا فوعلان کذا فی الروح ۱۲ قولہ یبطئنّ قال ابو علی تدخل یا خاصۃ علی الفعل والحرف لمجرد التنبیہ کما فی الروح ۱۲ البلاغۃ فی حاشیۃ البیضاوی یقال خذ حذرہ اذا یقظ و احترز من المخوف کانہ جعل الحذر آلۃ التی یعلی بہا نفسہ ویعصم بہا رفظہ المعنی احذروا واحترزوا من العدو ولا تکونوا من الغافلین کم ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی خذوا حذرکم یعنی ان کے داؤ الخ اشار الی التقدیر ۱۲ ای یتیقظوا وقیل یجوز ان یکون امرا للتعجیز ۱۲ ۲ قولہ فی منکم جمیعا فالخطاب لیس للمؤمنین خاصۃ فانہ لم یکن منہم منافقون بل للجمیع المؤمنین والمنافقین ۱۲ ۳ قولہ فی لیبطئن بتشدید الطاء اخذہ یعنی التاخر و بعضہم سمی التثاقل کذا فی الروح وبقی قد یکون لازما کابطأ ۱۲ ۴ قولہ فی کان لم یکن الخ طور پر اشار الی انہ حال ۱۲ ۵ قولہ فی مودۃ تعلق فانہ دفع بہ ما یتراءی ای وہلۃ

[1] من ان التشبیہ یشعر بثبوتہا وقد علم انتفاؤہا فتعطفا وجہ الافادۃ فاندفع ظاہر بتسمیتہ صورۃ المودۃ مودۃ ویمکن ان یقال ان ہذا علی زعم المودۃ نفاقا ۱۲

فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ط

تو یہاں اس شخص کو چاہیئے کہ اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑے جو آخرت کے بدلے دنیوی زندگی کو اختیار کئے ہوئے ہیں

وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ

اور جو شخص اللہ کی راہ میں لڑے گا پھر خواہ جان سے مارا جاوے یا غالب آجاوے ہم اس کو

نُؤْتِيهِ اَجْرًا عَظِيمًا ○

اجر عظیم دیں گے۔

تعلق ہوتا ہے اس کی کامیابی پر بھی تو خوش ہوتے ہیں یہ نہیں کہ اپنا افسوس کرنے بیٹھ جاوے اور اس کی خوشی کا نام بھی نہ لے اللہ تعالیٰ اس شخص کے حق میں فرماتے ہیں کہ بڑی کامیابی مفت نہیں ملتی اگر اس کا طالب ہے) فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ط وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ اَجْرًا عَظِيمًا ○ تو یہاں اس شخص کو چاہیئے کہ اللہ کی راہ میں (یعنی اعلاء کلمۃ اللہ کی نیت سے جو کہ موقوف ہے ایمان و اخلاص پر یعنی مسلمان و مخلص بنکر) ان (کافر) لوگوں سے لڑے جو آخرت (کو بیچ کر اس) کے بدلے دنیوی زندگی کو اختیار کئے ہوئے ہیں (یعنی اس شخص کو اگر فوز عظیم کا شوق ہے تو دل درست کرے ہاتھ پاؤں ہلاوے مشقت جھیلے، تیغ و سنان کے سامنے سینہ سپر ہونے دیکھو فوز عظیم ہاتھ آتا ہے یا نہیں اور یوں کیا کوئی دل لگی ہے؟ پھر جو شخص اتنی مصیبت جھیلے بھی کامیابی اس کی ہے کیونکہ دنیا کی کامیابی اول تو حقیقۃً پھر کبھی ہے کبھی نہیں کیونکہ اگر غالب آگئے تو ہے ورنہ نہیں) اور (آخرت کی کامیابی جو کہ ایسے شخص کے لئے موعود ہے ایسی ہے کہ عظیم بھی اور پھر ہر حالت میں کیونکہ اس کا قانون یہ ہے کہ) جو شخص اللہ کی راہ میں لڑے گا پھر خواہ (مغلوب ہو جاوے حتی کہ) جان (ہی) سے مار جاوے یا غالب آجاوے ہم (ہر حالت میں) اس کو (آخرت کا) اجر عظیم دیں گے (جو کہ فوز عظیم کہنے کے لائق ہے جس کو تاکید و عدہ و تیقن ترتب کے لئے اجر فرما دیا گیا۔ اور یہ بھی ایک فرق ہے دنیا کی کامیابی میں کہ وہ موعود نہیں اور آخرت کی کامیابی میں کہ وہ موعودیت میں مشابہ اجرت کے ہے) ف یہاں دو حکم فرمائے ہیں سامان بچاؤ کا کرنا اور جہاد اور مقصود اصلی مقام کا دوسرا حکم ہے جو انفراد کا بطور کنایہ کے مدلول ہے مگر حکم اول کو تقدیم اور تصریح کے ساتھ رحمت فرمانا رحمت و شفقت الٰہیہ پر دلیل ہے کہ حفاظت کا زیادہ اہتمام فرمایا۔ ربط آگے بھی جہاد کی تاکید ہے تکریر سے اور اس کے ایک داعی کے بیان سے اور وہ داعی ستم رسیدہ ہونا ہے کمزور مسلمانوں کا اور اشارۃً وعدہ نصرت سے کہ یہ سب امور مقتضی ہیں جہاد کو پس یہ تتمہ ہے ماقبل کا۔

البلاغۃ فیقتل او یغلب لم یقل فیغلب مبنیا للمفعول او یغلب مبنیا للفاعل اشارۃ الی انہ ینبغی ان لا یحدث نفسہ بالہرب اصلا بل یثبت حتی یکون مقتولا او غالبا ولم یقل فیقتل مبنیا للمفعول او یقتل مبنیا للفاعل اشارۃ الی انہ ینبغی ان لا یکون ہم المجاہد بالذات

حاصل الناس بل اما الشہادۃ واما النصر واما القتل فبالضرورۃ ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی فلیقاتل اگر اس کا طالب الخ اشارۃ الی ان الفاء فصیحۃ

۲ قولہ فی سبیل اللہ جو کہ موقوف ہے لان النیۃ عبادۃ لا تقبل بدون الایمان یرید بہ دفع ما یتوہم من السوال عن فائدۃ قید ہذا الشرط فی بدون الایمان ۱۲

۳ قولہ فی الذین یشرون لوگوں سے الی قولہ اختیار جملت الوصول مفعولا او بتضمین ذوقی والمعنی یرون جعلوہ فاعلا وحملت الشراء علی الاشتراء فانہ مشترک کما فی القاموس و الاخرۃ بمعنی الی ما قالو من ان الموصول فاعل والمراد بہ المنافقون ۱۲

۴ لیفاعلوا والمفعول محذوف الا ان فیہ وضع المظہر موضع المضمر فافہم ۱۲

۵ قولہ فی اجرا آخرت کا لم اقل آخرت میں اشارۃ الی الحصر لانحصار الموت ۱۲

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ

اور تمہارے پاس کیا عذر ہے کہ تم جہاد نہ کرو اللہ کی راہ میں اور کمزوروں کی خاطر سے جن میں کچھ مرد ہیں اور

النِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ

کچھ عورتیں ہیں اور کچھ بچے ہیں دعا کر رہے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی سے باہر نکال جس کے رہنے والے سخت

اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ؕ

ظالم ہیں ۔ اور ہمارے لئے غیب سے کسی دوست کو کھڑا کیجئے اور ہمارے لئے غیب سے کسی حامی کو بھیجئے ۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ

جو لوگ پکے ایماندار ہیں وہ تو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جو لوگ کافر ہیں وہ شیطان کی

سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝

راہ میں لڑتے ہیں ۔ تو تم شیطان کے ساتھیوں سے جہاد کرو ۔ واقع میں شیطانی تدبیر پھر ہوتی ہے

تتمہ وتاکید سابق وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (الیٰ قولہ) اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝

اور تمہارے پاس کیا[۱] عذر ہے کہ تم جہاد نہ کرو (باوجودے کہ اس کا قوی[۲] داعی موجود ہے کیونکہ یہ جہاد) اللہ کی راہ میں (ہوتا ہے یعنی اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے موضوع ہے جس کا اہتمام ضروری ہے) اور (اس اعلاء دین کے آثار میں سے ایک خاص اثر کی ضرورت بھی درپیش ہے وہ یہ کہ) کمزور (ایمان دار) وں کی خاطر[۳] سے (بھی لڑنا ضرور ہے تاکہ کفار کے پنجۂ ستم سے رہائی پاویں) جن (بے چاروں) میں کچھ مرد ہیں اور کچھ عورتیں ہیں اور کچھ بچے ہیں جو (کفار سے تنگ و پریشان ہو ہو کر) دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو (کسی طرح) اس بستی سے (یعنی مکہ سے جو ہمارے لئے[۴] بمثل زندان[۵] کے ہے) باہر نکال جس کے رہنے والے سخت ظالم ہیں (کہ ہم پر آفت ڈھا رکھی ہے) اور ہمارے لئے غیب[۶] سے کسی دوست کو کھڑا کیجئے اور ہمارے لئے غیب سے کسی حامی کو بھیجئے[۷] (کہ ہمارے ساتھ حمایت اور دوستی کر کے ان ظالموں کے پنجے سے چھڑا دے) جو لوگ پکے ایمان[۸] دار ہیں وہ تو (ان احکام کو سنکر[۹] اللہ کی راہ میں (یعنی غلبۂ اسلام کے قصد سے) جہاد کرتے ہیں اور جو لوگ (ان کے مقابلہ میں) کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں (یعنی غلبۂ کفر کے قصد سے) لڑتے ہیں (اور ظاہر[۱۰] ہے کہ ان دونوں میں نصرت اللہ کی طرف سے ایمان داروں کو ہوگی ۔ جب[۱۱] ایمان دار منصور من اللہ ہیں) تو (اے ایمان دارو) تم شیطان کے ساتھیوں سے (یعنی کافروں سے جو کہ منصور من اللہ نہیں) جہاد کرو اور گو وہ بھی غلبہ کی مختلف تدبیریں کرتے

البلاغۃ قولہ الظالم اھلہا لم یقل الظالمۃ لتوخیر ما من نسبۃ الظلم الیہا ۔ البلاغۃ من قولہ تعالیٰ الذین اٰمنوا الخ ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ان کید الشیطٰن کان ضعیفا ۔ فیہ مافی قولہ تعالیٰ واللہ اعلم یا عدائکم وکفی باللہ ولیا وکفی باللہ نصیرا ۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ ان کید الشیطان کان ضعیفا اس میں اسی مضمون پر دلالت ہے جس کی واللہ اعلم باعدائکم دال تھا

ع ۱۰ ۷

۵ قولہ جعل الجمیع کان تقریرہ انکم کیف لا تقاتلون مع ان ضروری ۱۲ ۵۱ قولہ فی والمستضعفین خاطر اشارۃ الی عطف المستضعفین علی اسم اللہ ای وسبیل المستضعفین فترجم السبیل بہذہ الکلمۃ ۱۲ ۵۲ قولہ فی اخرجنا زندانی اظہر للدلالۃ علی ان ہذا الاخراج اعوزالاخراج من نفس الاخراج ۱۲ ۵۳ قولہ فی لدنک غیبک من اتخذ بالکل للمجاورۃ ۱۲ ۵۴ قولہ فی اجعل الثانی بھیجئے وغیرہ رعایۃ للمجاورۃ ۱۲ ۵۵ قولہ فی الذین اٰمنوا یدل علیہ المقام ۱۲ ۵۶ قولہ فخفا شکرہ بتاکید الربط والمرتبط بمالذع آخر فہم المضمرون ۱۲ ۵۷ قولہ بعد الطاغوت اوظاہرہ الجوالی ہذا اشارۃ الی التعمید بقولہ اشارۃ وعدہ ۱۲

ملحقات الترجمہ

۵۱ قولہ فی مالکم کیا عذر کذا فی الروح ۱۲ ۵۲ قولہ فی لا تقاتلون قوی داعی بذہ القوۃ من حذف قولہ والمستضعفین مع کونہ داخلا فی سبیل اللہ عطفا خاصا علی العام مع ما یفیدہ القوۃ وما قررت فی تفسیر الآیۃ بناء علی ان حط الفائدۃ مما تقتضیہ

۵۳ قولہ فقاتلوا جب ایمان دار اشارۃ الی کون الفاء فصیحۃ ۱۲

ہیں لیکن) واقع میں (وہ شیطانی تدبیریں ہیں کہ شیطان ان کمزوری تدبیروں کا امر کرتا ہے اور) شیطانی تدبیر (خود) پکچر ہوتی ہے (کیونکہ اس میں غیبی امداد ہوتی ہے گا غلبہ ہو جانا بہ استدراج ہے تو غیبی امداد و نصرت جو مؤمنین کے ساتھ ہے وہ تدبیر اس کا کیا مقابلہ کرے گی خلاصہ یہ کہ داعی بھی ہے اور وعدہ نصرت بھی ہے پھر کیا عذر ہے اس لئے مکرر تاکید کی گئی) ف مکہ میں ایسے کمزور مسلمان رہ گئے تھے کہ اپنی ضعف جسمانی و کم سامانی کی وجہ سے ہجرت نہ کر سکے پھر کافروں نے بھی نہ جانے دیا اور طرح طرح سے ان کو ستاتے تھے چنانچہ احادیث و تفاسیر میں بعضوں کے نام بھی آئے ہیں جیسے حضرت ابن عباسؓ اور ان کی والدہ اور سلمہ بن ہشام اور ولید بن الولید اور ابو جندل بن سہیل آخر حق تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور بعضوں کی رہائی کا تو پہلے ہی سامان ہو گیا اور پھر مکہ معظمہ فتح ہو گیا جس سے سب کو امن اور اعزاز حاصل ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر حضرت عتاب بن اسید کو عامل و حاکم مقرر فرمایا پس ولی و نصیر کا مصداق خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا جائے اور یہی اچھا معلوم ہوتا ہے اور یا حضرت عتابؓ کو کہا جاوے کہ انھوں نے اپنے زمانۂ حکومت میں سب کو خوب آرام پہنچایا اور اگر کسی کو وسوسہ ہو کہ جب ان کی دعا کا مستجاب ہونا مقدر ہو چکا تھا تو پھر مسلمانوں کو اس حکم دینے کے کیا معنی کہ تم انکی خاطر سے لڑو کیونکہ نصرت خالق کے ہوتے ہوئے نصرت مخلوق کی کیا ضرورت ہے۔ جواب یہ ہے کہ مطلب آیتوں کا یہ ہے کہ ان کی دعا تو ضرور ہی ہم قبول کریں گے اور ضرور عالم اسباب میں کسی نہ کسی سے یہ کام لیں گے خواہ تم کر دیا نہ کرو یہ کام تو ضرور ہو ہی کر رہے گا لیکن تمہاری خیر خواہی سے کہتے ہیں کہ عزت کی دولت ہاتھ آتی ہے گو تمہاری شرکت کی کوئی ضرورت تو ہے نہیں لیکن شرکت کرو گے تو تم کو بھی ثواب مل جاوے گا ورنہ دوسری جگہ فرما ہی دیا وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم الآیۃ اور یہاں ایمان داروں سے جو وعدہ نصرت فرمایا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ ایمان دار ہونے کا یہ مقتضا ہے اور ممکن ہے کہ کسی مانع کی وجہ سے کسی وقت اقتضاء مؤثر نہ ہو خواہ وہ مانع ابتلا ہو یا اختلال اطاعت ہو یا دونوں ہوں جیسا احد میں ہوا۔

ربط اوپر جہاد کا وجوب اور اس کے فضائل بیان کر کے اس کی ترغیب تھی آگے دوسرے طور پر اس کی ترغیب ہے یعنی جہاد میں بعض مسلمانوں کے مستعد نہ ہونے پر اُن کی ایک لطف آمیز شکایت بھی ہے جس کی بنا یہ ہوئی کہ مکہ میں کفار بہت ستاتے تھے اس وقت بعض اصحاب نے جہاد کی اجازت اصرار سے چاہی مگر اس وقت حکم تھا عفو و صفح کا بعد ہجرت کے جب جہاد کا حکم نازل ہوا تو طبعاً بعض کو دشوار ہوا۔ اور وہ فی لباب النقول عن النسائی اس پر یہ شکایت فرمائی گئی اور چونکہ بطور انکار یا اعتراض علی الحکم کے نہ تھا بلکہ محض تمنا تھی اور چندے اس حکم کے نہ آنے کی اس لئے توبیخ نہیں ہے محض لطف آمیز شکایت ہے اور اس تمنا کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عادۃً محرک کے وقت کام زیادہ آسان ہوتا ہے تو مکہ میں کفار کی ایذاؤں سے جوش اٹھتا تھا ہجرت کے بعد جو امن ہوا اتنا جوش نہ رہا اب طبعی مصلحتیں خیال میں آنے لگیں اور اس شکایت کے ساتھ دنیا کی ناپائیداری اور آخرت کا بقا اور موت کسی حال میں نہ ٹلنا مذکور ہے اور ان سب مضامین کا ترغیب میں داخل ہونا ظاہر ہے

تحقیق الترجمہ

ل قولہ قبل ان کید امراۃ و لیس المعنی انہ یعلم مکرہم الخ اقول لان اکثر الخ یحصل بفکر الانسان فکذا امرہ لہذا لیس اضافۃ الیہ ۱۲

ع قولہ فی ضعیفا خود اقتدر بہذا ان فی الکلام مبالغۃ ای ان کیدہ لما کان ضعیفا فی نفسہ فکیف بالقیاس الی قدرۃ اللہ تعالیٰ کذا فی الروح ۱۲

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ ان کو یہ کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو تھامے رہو۔ اور نمازوں کی پابندی رکھو۔ اور زکوٰۃ دیتے رہو

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ

پھر ان پر جہاد کرنا فرض کر دیا گیا۔ تو قصہ کیا ہوا کہ ان میں سے بعض بعض آدمی لوگوں سے ایسا ڈرنے لگے جیسا کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو۔ بلکہ

اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ

اس سے بھی زیادہ ڈرنا اور یوں کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ہم پر جہاد کیوں فرض فرما دیا۔ ہم کو اور تھوڑی مہلت دیدی

قَرِيْبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۭ

ہوتی۔ آپ فرما دیجئے کہ دنیا کا تمتع محض چند روزہ ہے۔ اور آخرت ہر طرح سے بہتر ہے اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے بچے۔ اور تم پر

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ

تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں ہی تم کو موت آجاوے گی۔ اگرچہ تم قلعی چونہ کے قلعوں ہی میں ہو۔

شکایت متاخر عن الجہاد و تزہید فی الدنیا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ (الی قولہ) وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ **عدم اعتناء و حذر عن الموت** اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ (اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ (قبل نزول حکم جہاد تو ایسا تقاضا کرتے تھے کہ ان کو (منع کرنے کے لئے) یہ کہا گیا تھا کہ (ابھی) اپنے ہاتھوں کو (لڑنے سے) تھامے (اور روکے) رہو اور (جو حکم تم کو ہو چکے ہیں اس میں لگے رہو مثلاً) نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو (یا تو یہ حالت تھی اور) پھر ان پر جہاد کرنا فرض کر دیا گیا تو قصہ کیا ہوا کہ ان میں سے بعض بعض آدمی (مخالف) لوگوں سے (طبعاً ایسا) ڈرنے لگے (کہ ہم کو قتل کر دینگے) جیسا (کوئی) اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنا (زیادہ ڈرنے کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اکثر اللہ تعالیٰ سے ڈرنا عقلاً ہوتا ہے اور قاعدہ ہے کہ طبعی حالت عقلی حالت سے شدید ہوتی ہے دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ سے جیسا خوف ہے ویسی امید رحمت بھی تو ہے اور کافر دشمن سے تو ضرر کا

اللغات البرج الحصون و القلاع کذا فی الروح عن ابن عباس الشہید الجص ۱۲ النخ قولہ او اشد خشیۃ معطوف علی ما قدر قبل الخشیۃ من المفعول المطلق ای خشیۃ کخشیۃ اللہ و اخذ صفۃ مقدمۃ فالتقدیر یخشون الناس کخشیۃ اللہ او خشیۃ اشد و اذ یعنی بل کذا فی الروح - قولہ ولو کنتم فی الروح والجملۃ معطوفۃ علی اخری مثلہا ای لو لم تکونوا فی بروج ولو کنتم فی بروج وقد طرد الحذف فی مثل ذلک لوضوح الدلالۃ ۱۲ **البلاغۃ** قولہ اذا فریق فی الروح و توجیہ التعجیب الی الکل مع ان الکراہۃ انما کانت من البعض للایذان بانہ ما کان ینبغی ان یصدر من احد منہم ما ینافی حالتہ الاولی ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی الدر ایسا تقاضا دل علیہ لفظ الکف فان الکف یکون لمن یرید الاقدام و بتاکد امر التعجیب و یزاد علی ما فی الروح فلما کتب عطف علی قیل لہم باعتبار معناہ الکنائی من کمال رغبتہم فی القتال و کونہم بحیث اختیروا الی النہی عنہ اذ حینئذ تحقیق التباین بین مدلولی المعطوفین و علیہ یقدر امر التعجیب ۲ قولہ فی اقیموا مثلاً الاشارۃ الی ان خصوصیتہا لیست مقصودۃ بل ذکرتا تمثیلاً و المقصود استغلوا بما امرتم و تخصیصہا بالذکر لفضلہا ۱۲ ۳ قولہ فی اذا فقصہ کیا ہوا بلدہ ترجمہ اذا المفاجاتیۃ فی لسانا ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

یخشون الناس کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ و قالوا ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا الی اجل قریب - چونکہ یہ فریق مؤمنین مخلصین سے تھا تو ان کا یہ خوف طبعی تھا نہ کہ عقلی اور یہ قول منہی تھا یا وسوسہ نہ کہ انکار و اعتقاد - پس آیت میں دلالت ہوئی کہ امور طبعیہ اور وساوس پر مواخذہ نہیں کیونکہ یہ سب غیر اختیاری ہے باقی خدا تعالیٰ کا ان پر رد اور نکیر سو ایک لطیف شکایت ہے نہ کہ توبیخ ۱۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ

یخشون الناس کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ و قالوا ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا الی اجل قریب - چونکہ یہ فریق مؤمنین مخلصین سے تھا تو ان کا یہ خوف طبعی تھا نہ کہ عقلی اور یہ قول منہی تھا یا وسوسہ نہ کہ انکار و اعتقاد - پس آیت میں دلالت ہوئی کہ امور طبعیہ اور وساوس پر مواخذہ نہیں کیونکہ یہ سب غیر اختیاری ہے باقی خدا تعالیٰ کا ان پر رد اور نکیر سو ایک لطیف شکایت ہے نہ کہ توبیخ ۱۲

خوف ہی خوف ہے، اور چونکہ یہ خوف طبعی تھا اس لئے گناہ نہیں ہوا) اور (بطور تمنا، التوا حکم جہاد برائے چندے) یوں کہنے لگے (خواہ زبان سے یا دل سے اور اور خدا تعالیٰ کے علم میں قول نفسی قولِ لسانی کے برابر ہے) کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے (ابھی سے) ہم پر جہاد کیوں فرض فرما دیا ہم کو (اپنی عنایت سے) اور تھوڑی مدت مہلت دیدی ہوتی (ذرا بے فکری سے رہ لیتے اور چونکہ یہ عرض کرنا بطور اعتراض یا انکار کے نہ تھا، اس لئے گناہ نہیں ہوا آگے جواب ارشاد ہے کہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجئے کہ دنیا کا تمتع (جس کے لئے تم تمنی التواء ہوتے ہو) محض چند روزہ ہے اور آخرت (جس کے حصول کا اعلیٰ ذریعہ جہاد ہے) ہر طرح سے بہتر ہے (یعنی بقا میں بھی لذت میں بھی مگر وہ) اس شخص کے لئے (ہے) جو اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے بچے (کیونکہ اگر کفر کے طور پر مخالفت کی تب تو اس کے لئے متمتع آخرت کچھ بھی نہیں اور اگر معصیت کا مرتکب ہوا تو اعلیٰ درجہ سے محروم رہیگا) اور تم پر تاگے برابر بھی ظلم نہ کیا جاوے گا (یعنی جتنے اعمال ہوں گے ان کا پورا پورا ثواب ملیگا پھر جہاد جیسے عمل کے ثواب سے کیوں خالی رہتے ہو اور اگر جہاد بھی نہ کیا تو کیا وقت معین پر موت سے بچ جاؤ گے ہرگز نہیں کیونکہ موت کی تو یہ حالت ہے کہ) تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں ہی موت آدبا وے گی اگرچہ تم قلعی چونہ کے قلعوں ہی میں (کیوں نہ) ہو (غرض جب موت اپنے وقت پر ضرور آوے گی اور مر کر دنیا چھوڑنا ہی پڑے گا تو آخرت میں خالی ہاتھ کیوں جاؤ بلکہ کچھ چند روزہ جہد کن باقی بخند) ف ان صاحبوں کا یہ تمنائی قول اگر زبان سے تھا تب تو اس کی توجیہ معصیت نہ ہونے کی معلوم ہو گئی اور اگر دل میں بطور حدیث النفس و وسوسہ کے تھا تو وسوسہ کا معصیت نہ ہونا قرآن و حدیث میں وارد ہے کوئی تردد ہی نہیں اور لفظ قالوا سے صدور معصیت کا شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ اس تقدیر پر یہ معنی ہوں گے کہ قالوا المحدثون انفسہم اور مطلق قول معصیت نہیں بلکہ جو بلسان انکار یا بالاعتقاد ہو اور یہ ثابت نہیں اور وجہ اس تمنا یا وسوسہ کی تمہید میں ذکر کر چکا ہوں ارتباط اوپر ترغیب جہاد میں یہ مذکور ہوا ہے کہ وقت پر موت نہیں ٹلتی خواہ جہاد میں جاؤ یا نہ جاؤ چونکہ بعض منافقین جہاد میں جانے کو موت میں مؤثر اور نہ جانے کو حیات میں مؤثر سمجھتے۔ اور کہتے تھے جیسا پارہ لن تنالوا کے نصف پر ان کا یہ قول آیا ہے لو کانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا اور یہ قول لو اطاعونا ما قتلوا پس جب کبھی جہاد میں قتل و موت واقع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگاتے کہ آپ ہی کے کہنے سے جہاد میں گئے اور شکار موت ہوئے دیکھو جہاد کا مؤثر فی الموت ہونا ثابت ہو گیا اور اگر کبھی باوجود اسبابِ ظاہری کے کمی کے کفار پر فتح ہوتی اور اس سے استدلال کیا جاتا کہ دیکھو جہاد اگر مؤثر فی الموت ہے تو اب وہ اثر کہاں گیا تو کہتے کہ یہ محض اتفاقی بات منجانب اللہ ہے۔ غرض کام بگڑتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام۔ اور سنورتا تو اتفاقی بات اس پر آگے گفتگو فرماتے ہیں تفصیل ما اور دہ مجملاً فی روح المعانی عن ابن عباس وقتادۃ بلا سند لکن کون القولین مذکورین فی القرآن کاف لارتباط ماسیاتی بما قدمناہ فان ذکر الجہاد قد جرا لی ذکر من کان ینکر علیہ فافہم۔

ملحقات الترجمہ

قولہ فی وقالوا ربنا الخ ای فی علم اللہ فی الآخر من العتاب فان لو سوسۃ معفو عنہا ۱۲ منہ

قولہ فی اجل قریب تھوڑی مدت فالمراد بالاجل مطلق الوقت اطلاقا للمقید علی المطلق کذا فہم من بنی الاسلوم واحملہ علی معنی الحقیقۃ بعید عن المؤمنین ۱۲

قولہ فی لولا اخرتنا ویدی ہوتی ہو اخذ بالحاصل ۱۲

قولہ فان ذرا بے فکری اشارۃ الی انہم لم یتمنوا الحیوۃ علی الاسلام ۱۲

قولہ فی التنبیہ کاف لارتباط الاقوال بعضہم ببعض الخ الخطب السہل الخط کان الیہود یطیرون برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اصابتہم شدۃ من القحط وغیرہ فلما امسکوا عن طاعتہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما بلغہم ذلک صلی اللہ علیہ وسلم فرفعہ اللہ تعالیٰ علیہم ذکرہ فی الروح عن الحسن وابن زید ایضا بالسند وعلیہ فوجہ الارتباط ان الذکور کانوا فیما یقولون الموت لا یدع احدا ثم ذکر حکم المنایا انہا کذلک بید فیہا احد وقعی علی من یتقدہ الاسباب الغیر المؤثرۃ مؤثرۃ فی زعمہا او عدم زعمہا فافہم ۱۲

قولہ فان ذکر الجہاد الخ دلیل صحۃ الارتباط الذی قدرہ کما ذکر الجہاد فی الآیۃ السابقۃ الی ذکر من ینکر علی الجہاد وہو ان یجعلا فتوین فیما بعد من قولہ تعالیٰ وان تصبہم الخ فلم یتعلق بہذہ الآیۃ الا متعلقۃ بما یقولون الجہاد فثبت بہ صحۃ ما قرر فی وجہ الربط ۱۲ منہ

وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ

اور اگر ان کو کوئی بھلی حالت پیش آتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ منجانب اللہ ہو گئی اور اگر ان کو کوئی بُری حالت

سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ

پیش آتی ہے تو کہتے ہیں یہ آپ کے سبب سے ہو۔ آپ فرما دیجیے کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ تو ان لوگوں کو

هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝ مَآ اَصَابَكَ مِنْ

کیا ہوا کہ بات سمجھنے کے پاس کو بھی نہیں نکلتے اے انسان تجھکو جو کوئی خوشحالی

حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۘ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ

پیش آتی ہو وہ محض اللہ کی جانب سے ہے۔ اور جو کوئی بدحالی پیش آوے وہ تیرے ہی سبب سے ہے۔

تحقیق اسباب مؤثرہ فی الحوادث

وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ (الی قولہ) وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ اور اگر ان (منافقین) کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے (جیسے فتح و ظفر) تو کہتے ہیں کہ یہ منجانب اللہ (اتفاقاً) ہو گئی (ورنہ مسلمانوں کی بے تدبیری میں تو کوئی کسر تھی ہی نہیں) اور اگر ان کو کوئی بُری حالت پیش آتی ہے (جیسے جہاد میں موت و قتل) تو (ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ آپ کی نسبت) کہتے ہیں کہ یہ آپ (کی اور مسلمانوں کی بے تدبیری) کے سبب سے ہے (ورنہ چین سے گھروں میں بیٹھے رہتے تو کیوں اس مصیبت میں پڑتے) آپ فرما دیجیے کہ (میرا تو اس میں ذرا بھی دخل نہیں بلکہ) سب کچھ (نعمت و نقمت) اللہ ہی کی طرف سے ہے (گو ایک بلاواسطہ ہو اور ایک بواسطہ جیسا عنقریب اس کی تفصیل آتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نعمت تو محض اُن کے فضل سے بلاواسطہ اعمال ہے اور نقمت ان کے عدل سے بواسطہ اعمال سیئہ عبادت کے ہے پس تم جو مصیبت میں میرا دخل سمجھتے ہو واقع میں جو تمکا اعمال سیئہ کا اس میں دخل ہے جیسا احد میں شکست کے وجوہ گذر چکے ہیں اور یہ بات نہایت ہی ظاہر ہے اگر آدمی ذرا بھی غور کرے تو خوشحالی کے قبل کوئی نیک عمل اس درجہ کا نہ پاوے گا محض فضل ہی ثابت ہوگا اور بدحالی کے قبل ضرور کوئی عمل بد جس کی سزا اس سے زیادہ ہوتی پاوے گا جب ایسی ظاہر ہے) تو ان حماقت شعار) لوگوں کو کیا ہوا کہ بات سمجھنے کے پاس کو بھی نہیں نکلتے (اور سمجھیں گے تو کیا اور وہ تفصیل اس اجمالی جواب مذکور کی یہ ہے کہ) اے انسان تجھکو جو کوئی خوشحالی پیش آتی ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کی جانب سے (فضل سے) ہے اور جو کوئی بدحالی پیش آوے وہ تیرے ہی (اعمال بد کے) سبب سے ہے (پس اس بدحالی کو عمل بالاحکام الشرعیہ یا شارع کی طرف نسبت کرنا پوری جہالت ہے جیسا

ملحقات الترجمہ قولہ فی من عندك اور مسلمانوں کی کیا تخصیص کہ خود اصحاب مشورہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسبت الیہ صلی اللہ علیہ وسلم نسبۃ الیہ سبحانہ وتعالیٰ انما خص صلی اللہ علیہ وسلم بالذکر لکونہ اصلاً واساساً قولہ فمال ھؤلاء الخ حال ھؤلاء جب ایسی ظاہر ہو وہ نظیر معنی الترتب فی الفاء قولہ فی لا یکادون یفقھون بات سمجھنے کے پاس کو بھی نہیں نکلتے افادہ ان المراد بالفقہ ان یعلم ان ما اصابھم من الھزیمۃ الخ حدیث مطلق لکنہ مقید بما ذکرنا فی حنین وبدر ونحوھما قولہ حدیثا ای فی ادنی مراتب الفقہ قولہ من عند اللہ ای بلا واسطۃ قولہ من عندك ای بواسطۃ اعمالھم السیئۃ قولہ فمن نفسك ای بواسطۃ اعمالك السیئۃ

من الجاہلیۃ الخ قولہ فمن اللہ وما اصابك الخ وھو تفصیل لجملۃ قل کل من عند اللہ فالواو لا تنافی التفصیل بعد الاجمال قولہ فی ما اصابك الخ ما ان فاء فما ان فاء الخ طلب فیہ تامل الخ قولہ فی فمن اللہ فضل ہو وفی من نفسك اعمال بد حسب فمن ابتدائیۃ فی الموضعین کما فی المغنی اشارۃ من المصنف الی الاول ھو الذی فضل علی الثانی اجمالی فلا تسلم ھنا فلتکن فی اختیار من یشاء اختیار عند خیاط من لان عند اقرب ھنا فیما یکون بواسطۃ او بلا واسطۃ فالواو واسطۃ فی قول ان فضلین ندیم

خیراوی کے قول کی توجیح کی توضیح ہو گئی ۔ گناہ گرچہ نہ ہو واقعی اختیار ملاحظہ ہو تو در طریق ادب کوش کہیں گناہ من است ۔

مسائل السالک

قولہ تعالیٰ

ما اصابك من حسنة من اللہ وما اصابك من سیئة فمن نفسك بعد قولہ تعالیٰ قل کل من عند اللہ ۔

حاصل المقام ان النعمۃ فضل من اللہ تعالیٰ بلا واسطۃ الاعمال والنقمۃ عدل من اللہ تعالیٰ بواسطۃ الاعمال الغیر المرضیۃ من العبد فعمما التقسیم والجمع کلاھما وجیہ ای بتعمیم صح تقسیم نسمۃ النقمۃ من اللہ تعالیٰ وبجیۃ الجمع صح نسبتھا الیہ وبھذا او صح توجیہ قول المشیر ازی گناہ گرچہ نبود در اختیار ملاحظہ کن تو در طریق ادب کوش کہیں گناہ من است

ترجمہ قولہ تعالیٰ

قل کل من عند اللہ مع قولہ تعالیٰ ما اصابك من حسنة فمن اللہ وما اصابك من سیئة فمن نفسك ۔

حاصل مقام یہ ہے کہ نعمت خدا تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے بلاواسطہ اعمال صالحہ اور نعمت خدا تعالیٰ کی طرف سے عدل ہے بواسطہ اعمال غیر صالحہ پس جمع اور تقسیم دونوں صحیح ہو گئے یعنی کل من عند اللہ میں جمع اور ما اصابك الخ میں تقسیم اور تقسیم کے اعتبار سے نعمت کی نسبت کا لفظ اللہ تعالیٰ سے صحیح ہوا اور جمع کے اعتبار سے اس کا نسبت کرنا اللہ کی طرف صحیح ہوا اور اس کو عارف

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہیں۔

منافقین جہاد اور امام المجاہد کی طرف اُس کی نسبت کرتے تھے، **ف** جاننا چاہیئے کہ اس مقام کی جو تقریر کی گئی اس سے معلوم ہو جاوے گا کہ یہاں مسئلہ خلق افعال کا مذکور نہیں بلکہ یہاں محض بیان فضل وعدل کا مقصود ہے اور ما اصابک فمن نفسک کا بیان ہے اب اس پر کسی قسم کا اشکال انشاء اللہ تعالیٰ واقع نہیں ہوگا۔ اور جاننا چاہیئے کہ قل کل من عند اللہ اور ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ میں منافقین کے قول کا جو کہ حسنہ کے باب میں تھا من عند اللہ تسلیم لازم نہیں آتا کیونکہ ان کی مراد حمد نہ تھی بلکہ بطور محاورہ کے تھا جیسے خلاف توقع امور کو کبھی اللہ کی طرف کبھی تقدیر کی طرف نسبت کر دیتے ہیں اُن کا مقصود زیادہ اس سے یہ تھا کہ لیس من عندک و بر کنہ رائیک اور جاننا چاہیئے کہ بدحالی کو جو ثمرہ اعمال کا فرمایا یہ ہر ایک کے لئے نہیں بلکہ بدعمل آدمی کے لئے ہے ورنہ ابرار کے لئے حوادثات وبلیات خود رحمت و تزییت ہے خوب سمجھلو۔ اور جاننا چاہیئے کہ خوش حالی میں جو کہا گیا کہ کوئی نیک عمل اس درجہ کا نہ پاوے گا وجہ اس کی ظاہر ہے کیونکہ اول تو ان اعمال حسنہ سے پہلے خود بہت سی نعمتیں اتنی ہوں گی کہ ان اعمال کو ان کا مکافی نہیں کہہ سکتے تو ثمرہ جدید کا کیا حق ہے دوسرے خود ان اعمال میں پورے شرائط قبول کے نہیں پائے جاتے اور بعض جگہ جو اچھے ثمرات کو اعمالِ حسنہ کا عوض فرما دیا گیا تھا وہ محض صورۃً ہے ورنہ حقیقت اصلی سبب فضل ہے **ربط** اوپر منافقین کے اس قول سے جس میں بدحالی کو نعوذ باللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بزعم اعتراض وسوء ادب منسوب کرتے تھے انکار آپ کی رسالت کا بھی لازم آتا تھا آگے اس لازم کا بطلان ہے جس سے ملزوم کا ابطال دوسرے طرز پر بھی ہو گیا اور رسالت کا اثبات ہے مع اشارہ کے دلیل رسالت کی طرف۔

اثبات رسالت مع اشارہ بسوئے دلیل

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور (اگر کوئی منافق کافر انکار کرے تو اس کے انکار سے نفی نبوت کی کب ہو سکتی ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ (آپ کی رسالت کے) گواہ کافی ہیں (جنھوں نے قولی وفعلی شہادت دی ہے قولی تو مثلاً یہی جملہ وارسلناک اور فعلی یہ کہ معجزات جو دلیل اثباتِ نبوت ہیں آپ کو عطا فرمائے)

ف تمام لوگوں میں جن اور انسان دونوں آگئے جیسا من الجنۃ والناس کو بیان کہا گیا ہے۔ الناس کا جو صدور الناس میں ہے پس اس میں بیان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ کا جو قرآن و حدیث میں اور جگہ بھی مذکور و منصوص اور عقیدہ قطعی ہے۔

ربط اوپر اثبات تمام رسالت کا آگے رسالت کے حق کا کہ وجوب اطاعت ہے بیان فرماتے ہیں اور مخالفین کی عدم اطاعت پر آپ کی تسلی بھی فرماتے ہیں۔

حفات الترجمہ ۱ قولہ فی التمہید جس سے ملزوم کا ابطال الزوم الملزوم کون السیئۃ منسوبا الیہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد ابطل

۲ قولہ فمن نفسک تمام فالکلام للاستغراق

۳ قولہ لا تعلم ان الواو ہو الواو ان تکون مبارکا وانت رسول فلا یعلم کونک مسئولا فہم کاذبون و علی ہذا یکون رسالتہ ملزوما والبطالی لوازمہ لازما ۱۲

۴ قولہ وکفی باللہ شہیدا مع اشارہ الخ ۱۲

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اور جو شخص روگردانی کرے سو ہم نے آپ کو ان کا نگراں کر کے

عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۭ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ

نہیں بھیجا۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا کام اطاعت کرنا ہے۔ پھر جب آپ کے پاس سے باہر جاتے ہیں تو شب کو فتنہ اٹھ

بَيَّتَ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ

کرلی ہے ان میں کی ایک جماعت برخلاف اس کے جو کچھ کہ زبان سے کہہ چکے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ لکھے جاتے ہیں جو کچھ وہ راتوں کو مشورے

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

سو آپ ان کی طرف التفات نہ کیجئے اور اللہ تعالیٰ کے حوالے کیجئے۔ اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں

ایجاب اطاعت مع تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ جس شخص نے رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی (اور جس نے آپ کی نافرمانی کی خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت عقلاً بھی واجب ہے پس آپ کی اطاعت بھی واجب ہوئی) اور جو شخص (آپ کی اطاعت سے) روگردانی کرے سو (آپ کچھ غم نہ کیجئے کیونکہ) ہم نے آپ کو (بطور ذمہ داری کے) ان کا نگراں کر کے نہیں بھیجا (کہ آپ ان کو کفر نہ کرنے دیں جس سے احتمال آپ پر بار ہونے کا ہو بلکہ محض پیغام پہنچا کر آپ سبکدوش ہو جایئے اس میں تسلی فرما دی گئی کیونکہ آپ کو بہت غم ہوا کرتا تھا) **ف** بطور ذمہ داری کے قید اس لئے لگائی کہ شفقتاً تو آپ خدام کی نگرانی رکھتے تھے اور ان کے معاش و معاد کی اصلاح فرماتے رہتے تھے **ربط** اوپر اطاعت رسول کا وجوب مذکور تھا آگے بعض منافقین کا معاملہ مذکور ہے جو اس واجب کے تارک تھے

ذکر معاملہ منافقین در باب اطاعت رسول مع تسلیہ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ (الی قولہ) وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اور یہ (منافق) لوگ (آپ کے احکام سنکر آپ کے سامنے زبان سے تو) کہتے ہیں کہ ہمارا کام (آپکی) اطاعت کرنا ہے پھر جب آپ کے پاس سے (اٹھکر) باہر جاتے ہیں تو شب کے وقت (پوشیدہ) مشورہ کرتی ہے ان میں کی ایک جماعت (یعنی اُن کے سرداروں کی جماعت) برخلاف اس کے جو کچھ کہ زبان سے کہہ چکے تھے (اور چونکہ وہ سردار ہی اصل مشورہ دہ ہوتے ہیں باقی اُن کے تابع رہتے ہیں تو اس خلاف میں سب کی ایک حالت ہے) اور اللہ تعالیٰ (سرکاری) روزنامچہ میں) لکھتے جاتے ہیں جو کچھ وہ راتوں کو مشورے کیا کرتے ہیں (موقع پر سزا دیدیں گے) سو آپ ان کی (بے ہودگی کی) طرف التفات (اور خیال) نہ کیجئے اور نہ کچھ فکر کیجئے بلکہ سارا قصہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کیجئے اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں (وہ خود مناسب طور پر اس کا دفعیہ فرما دیں گے چنانچہ کبھی ان کی شرارت سے کوئی ضرر نہیں پہنچا) **ربط** اوپر اثبات نفس رسالت کا جس کے منکر آگے ایک خاص اور عجیب طرز پر جو کہ مقام کے نہایت مناسب ہے اثبات ہے قرآن کی حقانیت کا جو اعظم دلائل رسالت ہے کہ انکار رسالت میں اس کا بھی انکار لازم آتا تھا نیز وہ بالذات بھی اس کے منکر تھے۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ
من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
ومن تولی فما ارسلناک علیھم
حفیظا جملہ اولیٰ علی
ان الاطاعۃ مع الرسول
المفروض کالتی مع اللہ
والتولی عن الرسول علی
ان من تولی عن الرسول
فکانما تولی عن اللہ

ترجمہ
قولہ تعالیٰ من یطع
الرسول فقد اطاع اللہ
ومن تولی فما ارسلناک علیھم
حفیظا جملہ اولیٰ اس پر
دال ہے کہ مقبول مقرر کے
ساتھ کوئی معاملہ کرنا ایسا
ہے جیسا حق تعالیٰ کے ساتھ
معاملہ کرنا اور جملہ ثانیہ
پر دال ہے کہ جس کی
کی توقع نہ ہو اس کے درپے ہونا

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی من یطع الرسول
اور جس نے آپ کی نافرمانی کی الخ
دل علیہ لزوم من تولی وہذا
ثبت الرجوب فیہ لرسالۃ
ومن یطع الرسول فانہ یکون طاعۃ
اللہ لانہ لا امر الرسول الا بامر اللہ
فیلزوم الابدال علی نفی الملزوم
۲ قولہ حفیظا نگراں
وفسر فیہ معنی علی لسانہ
فسر حفیظا ہہنا فی الکبیر ۱۲
۳ قولہ یقولون منافق کذا
روی عن ابن عباس والحسن و
ھو الکائن فی الروح ۱۲
۴ قولہ طاعۃ ہمارا کام فی قبول
امر طاعت ہے ۱۲ ۵ قولہ قول
قبول کر چکے تھے الخ

۶ قولہ بعد تقول باقی ان کے تابع الخ وہذا ہو الوجہ للتخصیص لانہم یبیتون علی الطاعۃ ۱۲

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ

کیا پھر قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے

لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ○

ہوتا تو اس میں بکثرت تفاوت پاتے۔

اثبات حقانیت قرآن

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ○ کیا (قرآن کا اعجاز فصاحت و بلاغت میں اور اخبار عن الغیب میں دیکھ رہے ہیں اور) پھر قرآن میں غور نہیں کرتے (تاکہ اس کا کلام الٰہی ہونا واضح ہو جائے) اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس کے مضامین میں (بوجہ ان کے کثیر تعداد کے واقعیات سے اور حد اعجاز سے) بکثرت تفاوت پاتے (کیونکہ ہر مضمون میں ایک ایک اختلاف واقع ہوتا تو مضامین کثیرہ میں اختلافات کثیرہ ہوتے حالانکہ ایک مضمون میں بھی اختلاف نہیں پس لامحالہ یہ غیر اللہ کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے) ف حاصل مقام یہ ہے کہ کلام اللہ کے وجوہ اعجاز میں سے اس کی فصاحت و بلاغت کا بے مثل ہونا اور اس کے اخبارات کا جن پر مطلع ہونے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ذریعہ نہ تھا بالکل صحیح و مطابق واقع کے ہونا ہے مثلاً اسی جگہ جس مشورہ کا بیان ہے کہ رؤساء منافقین کس طرح اخفاء راز کرتے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی خبر دیتے تھے اور یہی جزو ہے جس کی وجہ سے تمہید میں اس اثبات و استدلال کو مقام کے مناسب کہا گیا ہے اور بھی بہت سے اخبار ماضیہ و مستقبلہ کی حکایت و پیشین گوئی باوجود عدم اقتباس کے کسی کتاب یا اہل کتاب سے صحیح اور واقع کے موافق نکلتی تھیں نہ آپ نے کسی اور ایسے فن کی مشق کی تھی جس سے کشف وغیرہ ہو جائے نہ کوئی مخالف معاصر اس کا دعویٰ کر کے ثابت کر سکا۔ دوسرے حسب سنت الٰہیہ جہاں احتمال تلبیس کا ہو مدعی نبوت کا ذہبے ایسے خوارق باوجود حذاقت ایسے فنون کے بھی واقع نہیں ہوتے اور فصاحت و بلاغت کا اعجاز تمام فصحاء و بلغاء کے عاجز ہو جانے سے ثابت ہو چکا تھا پس معلوم ہوا کہ یہ کلام خالق تعالیٰ کا ہے منکرین میں جو مشرک تھے ان کے اعتبار سے فصاحت و بلاغت سے استدلال اور صحیح ہے اور جو اہل کتاب تھے جن میں منافق بھی تھے ان کے اعتبار سے اخبار عن المغیبات سے استدلال اظہر ہے ہر ہر مضمون میں یہ استدلال جاری ہو سکے گا جب ہر مضمون منجانب اللہ ہوا تو مجموعہ قرآن بھی کلام اللہ ہو گیا اور اختلاف سے مراد اختلاف نسخوں کا بھی ہو سکتا ہے کہ مؤلفات بشر کے لئے لوازم عادیہ سے ہے اس کی زیادہ تفصیل سورہ حجر کی آیت انا نحن نزلنا الذکر میں آوے گی ربط اوپر منافقین کی بدعنوانی مذہبی مذکور تھی آگے بدعنوانی انتظامی مذکور ہے جس سے اہل اسلام پر اثر ضرر پہنچتا تھا۔

ملخصات الترجمہ ف قولہ فائدۃ اھم الخ لما فسرتہا المقام بیح فی اشکال عویص وہو ان المفہوم من الآیۃ ان الاختلاف الکثیر

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى

اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں۔ اور اگر یہ لوگ اس کو رسول کے

الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا

اور جو ان میں اہل ہیں ان کے پاس پہنچاتے تو اس کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان میں اس کی تحقیق کر لیا کرتے ہیں اور اگر

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

تم لوگوں پر خدا تعالیٰ کا فضل اور رحمت نہ ہوتا تو تم سب کے سب شیطان کے پیرو ہو جاتے بجز تھوڑے سے آدمیوں کے

جنایت انتظامیہ منافقین وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ (الیٰ قولہ) لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اور جب ان لوگوں کو کسی امر (جدید) کی خبر پہنچتی ہے خواہ وہ امر موجب[1] امن ہو یا (موجب) خوف (مثلاً کوئی لشکر مسلمانوں کا کسی جگہ جہاد کے لئے گیا اور ان کے غالب ہونے کی خبر آئی یا امن کی خبر ہوئی یا ان کے مغلوب ہونے کی خبر آئی یہ خوف کی خبر ہے) تو اس (خبر کو (فوراً)) مشہور کر دیتے ہیں (حالانکہ بعض اوقات وہ غلط نکلتی ہے اور اگر صحیح بھی ہوئی تب بھی بعض اوقات اس کا مشہور کرنا خلافِ مصلحتِ انتظامیہ ہوتا ہے) اور اگر (بجائے خود مشہور کرنے کے) یہ لوگ اس (خبر) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے اور جو (حضرات اکابر صحابہ) ان میں ایسے[2] امور کو سمجھتے ہیں ان کی (رائے کے) اوپر حوالہ رکھتے (اور خود کچھ دخل نہ دیتے) تو اس (خبر کی صحت[3] و غلط اور قابل تشہیر ہونے نہ ہونے) کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان میں اس کی تحقیق کر لیا کرتے ہیں (جیسا ہمیشہ پہچان ہی لیتے ہیں پھر جیسا یہ حضرات عمل درآمد کرتے ویسا ہی ان خبر اڑانے والوں کو کرنا چاہیئے تھا ان کو دخل دینے کی کیا ضرورت ہوئی اور نہ دخل دیتے تو کہ نسا کام اٹک رہا تھا اگے احکامِ مذکورہ سننے کے بعد جو سرتاسر متضمن مصالح دینویہ و اخرویہ ہیں بطور منت کے مسلمانوں کو ارشاد ہے) اور اگر تم لوگوں پر خدا تعالیٰ کا (یہ خاص[4]) فضل اور رحمت (کہ تم کو قرآن دیا اپنا پیغمبر بھیجا یہ اگر) نہ ہوتا تو تم سب کے سب (ضرور دنیوی و اُخروی اختیار کر کے) شیطان کے پیرو ہو جاتے بجز تھوڑے سے آدمیوں کے (جو بدولت عقل سلیم خداداد کے کہ وہ بھی ایک خاص فضل و رحمت ہے اس سے محفوظ رہتے ورنہ زیادہ تباہی میں پڑتے پس تم کو ایسے پیغمبر اور ایسے قرآن کو جن کی معرفت ایسے مصالح کلمے آتے ہیں برخلاف مناقضین مذکورین کے غنیمت سمجھنا چاہیئے اور پوری اطاعت کرنا چاہیئے) ف اس سے کوئی یوں شبہ کرے کہ جب قلیل معتنی ہیں تو ان پر اس رحمت خاصہ بعثت و قرآن سے کوئی منت نہ ہوئی کیونکہ وہ تو بدون اس کے بھی اتباع شیطان سے محفوظ رہتے جواب یہ ہے کہ عقل سے بعض احکام مجملاً مدرک ہو سکتے ہیں اس قدر تفصیل الوہ سعادت کی کب

اللغات فی البیضاوی اصل الاستنباط اخراج الماء بعد الحفر وهو المراد یخرج ما لیس اولا یعرف وفی الروح ثم تجوز به فاطلق علی کل خذ وتبع قلت فی الصلاح الخیر من عالم واخذ المصالح ای اباوها هنا هو التحقیق وبهذا المعنی یطلق علی اخذ الحکم کما مرّ وهو اذا جاءهم ایضا ومزید ۱۲ بیضاوی ملخصاً ترجمہ

[1] قولہ فی الامن موجب اشار الی ان فی المضاف ای جاءهم امر من موجبات الامن او الخوف وهم فی مسلم من نزل الآیۃ فی قصۃ خبر الفتح فهو حذف من اول

[2] قولہ فی اولی الامر ایسے امور کو سمجھتے ہیں فاللام للعهد والضمیر للامر المضاف محذوف ای الی اولی البصیرۃ بامثال هذه الامور

[3] قولہ فی علمہ خبر کی صحت (الی) پہچان ہی لیتے اشار الی ان العلم بمعنی المعرفۃ والمضاف محذوف ای لعرفوا کون هذا الخبر کذا وکذا ۱۲ ویقال العلم تعلق المعلوم الثانی بل بحکمۃ او کون ما فی زیادۃ کلمۃ لو وکلمۃ ما اشارۃ الی وضع ایاه وهو بحمد الله ۱۲ منه

[4] قولہ خاص (الی) یہ اگر نہ ہوتا تو تم سب کے سب ضرور دنیوی و

---

[1] جو امن یا خوف کا موجب ہو مقصد رکھنا ای ضرر کان علیهم وجود لعلم الرسول علیه السلام لا لعلمه ردّه واعلم یرد وه واعلم یردوه والی ما تعین الکتمان وقولہ تحقیق کر لیا کرتے ہیں وقولہ

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ عَسَى

پس آپ اللہ کی راہ میں قتال کیجیے۔ آپ پر بجز آپ کے ذاتی فعل کے کوئی حکم نہیں اور مسلمانوں کو ترغیب دیتے رہیے اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۗ وَاللّٰهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا ۝

سے امید ہے کہ کافروں کے زور جنگ کو روک دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ زور جنگ میں زیادہ شدید ہیں اور سخت سزا دینے والے ہیں

عقل سے معلوم ہو سکتی ہے تو اول تو بعض امور نظریہ و فقیہ مشتبہ عند العقل میں خود بہ اتباع بھی محتمل تھا دوسرے اگر ضرر سے بچے بھی رہتے تب بھی منافع و سعادات سے جن کا ادراک وحی پر موقوف ہے تو ضرور محروم رہتے تو ان پر کیا منت تھوڑی ہے جس کو دوسری آیت میں صاف فرما دیا ہو لقد من اللہ علی المؤمنین الآیۃ جاننا چاہیے کہ اولی الامر اور مستنبطین کو جو منہم فرمایا حالانکہ مؤمنین و منافقین مغایر ہیں یہ بحسب بعض امور منافقین کے ہے کہ وہ مؤمنین میں اپنے کو داخل و شامل کیا کرتے تھے ہکذا فی الکبیر۔ **ربط** اوپر سے مضمون جہاد کا شروع ہوا تھا بیچ میں اس کی مناسبت سے اور اور مضامین آ گئے تھے آگے پھر خود ہے خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر اسی مضمون کی طرف ایک خاص عنوان سے جس میں ان بیچ کے مضامین کے بڑے حصوں سے بھی گو نہ تعرض ہے چنانچہ لا تکلف متنبہ ہوتا ہے کہ بعضوں سستی کی تھی جس کی وجہ منافقین میں بدا عتقادی تھی اور بعض مؤمنین میں خوف اور ضعف ہمت جو کہ اوپر مذکور ہو چکے ہیں **خطاب خاص برائے جہاد** فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ (الی قولہ) وَاللّٰهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا ۝ (جب جہاد کی ضرورت معلوم ہو گئی) پس آپ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کی راہ میں (کفار سے) قتال کیجیے (اور اگر فرحنا کوئی آپ کے ساتھ نہ ہو تو کچھ فکر نہ کیجیے کیونکہ) آپ کو بجز آپ کے ذاتی فعل کے (دوسرے شخص کے فعل کا) کوئی حکم نہیں اور (اس کے ساتھ) مسلمانوں کو (صرف) ترغیب دیتے رہیے (پھر اگر کوئی ساتھ نہ دے تو آپ بری الذمہ ہیں نہ تو بازپرس کی فکر کیجیے جس کی وجہ مذکور ہو چکی اور نہ تنہا رہ جانے کا غم کیجیے جس کی وجہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ سے امید ہے (اور یہ امید دلانا وعدہ ہے) کہ کافروں کے زور جنگ کو روک دیں گے (اور ان کو مغلوب کر دیں گے اور گو یہ بڑے زوردار نظر آتے ہیں لیکن) اللہ تعالیٰ زور جنگ میں (ان سے بمدارج بے شمار) زیادہ شدید (اور قوی ہیں اور (مخالف کو) سخت سزا دینے والے ہیں ۞ ممکن ہے کہ اشد باسا باعتبار دنیا کے ہو اور اشد تنکیلا باعتبار آخرت کے اور اللہ تعالیٰ کے زور جنگ سے مراد کفار کو مغلوب کرنے کا سامان فرما دینا ہے جو نتیجہ ہوتا ہے زور جنگ کا یا مراد باس سے مطلق زور لیا جاوے اور ثبوت کے معنی صادق آنے میں کوئی خفا ہی نہیں اطلاقاً للمقید علی المطلق۔ اور اس پیشین گوئی کا وقوع ظاہر ہے اگر خاص کفار قریش مراد ہوں جب بھی اور اگر ساری دنیا کے کفار مراد ہوں جب بھی۔ کیونکہ چند ہی روز میں تمام سلطنتیں مسلمانوں نے فتح کر لیں اور بعض نے ان آیات کو خاص ایک قصہ پر محمول کیا ہے جس کا خلاصہ لباب سے تخریج ابن جریر و بروایت ابن عباسؓ یہ ہے کہ جب غزوۂ احد شوال میں ہو چکا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قعدہ میں کفار کے وعدہ کے موافق بدر میں مقابلہ کیلئے جانا چاہا اس وقت بعض لوگوں نے زخمی ہونے کی وجہ سے اور بعض نے خوف کی وجہ سے قدرے تامل کیا چنانچہ اس روایت میں یہ لفظ ہیں فابی علیہ الناس ان یتبعوہ آپ نے فرمایا انی ذاہب وان لم یتبعنی احد یعنی گو میرے ساتھ کوئی نہ چلے مگر میں ضرور جاؤں گا چنانچہ آپ ستر آدمیوں کو لیکر چل کھڑے ہوئے مگر کفار قریش کے نہ آنے کی

اللغات

الضیف بالکفل مترادفان والتخصیص للتقن من روح المعانی

قولہ حقیقۃ فی البیعۃ مقتدمن اقامت علی الشیء اذا قدر (۲)

تحقیقات الترجمہ

قولہ فی وعد دوسرے شخص کے فعل کا اخذ ان المکلف بہ ہو الفعل لا الاثر الخ و اما ما یقولون المقصود الحصر فی کونہ صلی اللہ علیہ وسلم مکلفا بفعل غیرہ فلا یلزم نفی التحریض لانہ امر بفعل صلی اللہ علیہ وسلم فالحصر اضافی لا حقیقی لیلزم نفی کل فعل سوی القتال ۱۲

قولہ فی عسی اللہ یہ امید دلانا کما فی کلمۃ عسی ھاھنا والطمع الکائن کما یجب

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ

جو شخص بھی سفارش کرے اس کو اس کی وجہ سے حصہ ملیگا اور جو شخص بری سفارش

شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝

کرے اس کو اس کی وجہ سے حصہ ملیگا ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں ۔

وجہ سے اس موقع پر قتال نہیں ہوا اھ مختصراً روح المعانی میں اس آیت کے متعلق ابن عباسؓ سے اس قصہ میں نقل کیا ہے فنزلت اس وقت اس پیشین گوئی کا وقوع اظہر ہے کہ کفار مرعوب ہو گئے اور مقابلہ میں نہ آئے چنانچہ آیت الذین استجابوا (قوآل عمران کی تفسیر میں بھی اس کا کچھ بیان آچکا ہے پس کفار خاص مراد ہوں گے اور میرے نزدیک تقریر آیت میں یہ اولیٰ ہے کہ یہ وعدہ عسی اللہ درصورت تنہا قتال فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا چونکہ یہ صورت واقع نہیں ہوئی اس لئے اس پیشین گوئی کے وقوع کی تحقیق اس مقام پر بالکل ضرور ہی نہیں **ربط** اوپر کی آیت میں جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا کہ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دیں آگے بضمن حکم بستم امر مشروع میں شفاعت کرنے کی جس کو شفاعت حسنہ کہا ہے فضیلت اس مناسبت سے فرماتے ہیں کہ اس میں بھی ترغیب ہے ایک کو کہ دوسرے کے ساتھ احسان کرے پس دونوں میں ترغیب خیر ہوئی اور اگر ان ترغیبوں پر اثر رغبت بھی مرتب ہو گیا تو دونوں عمل تسبیب للخیر میں بھی شریک ہیں اور اس شفاعت حسنہ کے مقابلہ کے لئے شفاعت سیئہ کا بیان بھی فرما دیا مقابلہ خود ایک مناسبت ہے ، اور اگر یوں کہا جاوے کہ اوپر منافقین کے اقوال و احوال مذکور تھے جو اوروں کے لئے بھی سبب ضرر ہو سکتے تھے اور شفاعت سیئہ بھی سبب ضرر ہے تو اس تقریر سے اوپر کے مضمون کے ساتھ ایک مستقل مناسبت نکل آوے گی **حکم بستم ترغیب شفاعت حسنہ وتحذیر از شفاعت سیئہ** مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً (الی قولہ) وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝ جو شخص اچھی سفارش کرے (یعنی جس کا طریق و مقصود دونوں مشروع ہوں) اس کو اس (سفارش) کی وجہ سے (ثواب کا) حصہ ملے گا اور جو شخص بری سفارش کرے (یعنی جس کا طریق یا غرض غیر مشروع ہو) اس کو اس (سفارش) کی وجہ سے (گناہ کا) حصہ ملے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں (وہ اپنی قدرت سے نیکی پر ثواب اور بدی پر عذاب دے سکتے ہیں) **ف** طریق کا غیر مشروع ہونا اس طرح کہ مثلاً کسی غریب کی امداد کے لئے کسی امیر سے کہا مگر اس طرح کہ اس کو مجبور کیا اور اس پر گراں ہوا گو غرض بری نہیں مگر طریقہ برا ہے کہ ابذاء مسلم معصیت ہے اور مقصود غیر مشروع یہ کہ کسی ظالم کی اعانت کے لئے کہا کہ غرض ہی حرام ہے جو سفارش دونوں سے منزہ ہو وہ عبادت ہے کہیں اجر کہیں مسئلہ ۔ اور بوجہ عبادت ہونے کے اس پر عوض لینا حرام ہے کہ عبادت محل اجرت نہیں اور شفاعت سیئہ پر بوجہ معصیت ہونے کے اجرت لینا حرام ہے اور اگر بمقابلہ کوشش کے اجرت بھی جاوے تو غلط ہے کیونکہ اگر کوئی غیر ذی اثر آدمی اس سے زیادہ کوشش کرے اس کو اجرت نہیں دی جاتی اس سے معلوم ہوا کہ وہ بمقابلہ جاہ کے ہے اور جاہ غیر متقوم ہے اس لئے وہ بھی حرام ہے **ربط** اوپر شفاعت حسنہ کا بیان تھا آگے سلام کے جواب دینے کا طریق اس مناسبت سے بیان فرماتے ہیں کہ دونوں میں دوسرے کی تطییب قلب ہے اور احکام جہاد کے اثنا میں اس کا آنا اس وجہ سے لطیف ہو گیا کہ مجاہدین جیسے تلفظ بکلمۃ الاسلام کو شمشیر سے حفاظت کرنے والا سمجھتے ہیں اسی طرح تکلم بلفظ سلام کو بھی علامت

ملحقات النترجمہ

سفارش کی وجہ
حملت من علی الثقیل وحملت النصیب علی الثواب وکذا الکفل علی العذاب فدل علی الاجر والوزر ولوم ترتب علی الشفاعۃ الثمرۃ من ایصال النفع او الضرر ۱۲

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

اور جب تم کو کوئی سلام کرے تو تم اس سے اچھے الفاظ میں سلام کرو یا وہی الفاظ کہدو بلاشبہ اللہ تعالیٰ

عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا ۝

ہر چیز پر حساب لیں گے

سلام کی سمجھ کر ایسے شخص سے ہاتھ روک لیا کریں جہاں کہیں شعار خاص اہل اسلام کا ہو دوسرے اقوام میں مستعمل نہ ہو جیسا عنقریب ایک قصہ بھی آوے گا اس آیت کی تفسیر میں ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا **حکم** **جواب سلام** وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا

اور جب تم کو کوئی (مشروع طور پر) سلام کرے تو تم اس (سلام) سے اچھے الفاظ میں سلام کرو (یعنی جواب دو) یا (جواب میں) ویسے ہی الفاظ کہدو (تم کو دونوں اختیار دیئے جاتے ہیں) بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر (یعنی ہر عمل پر) حساب لیں گے (یعنی ان کا قانون یہی ہے اور یوں اپنے فضل سے معاف کردیں وہ اور بات ہے) **ف** **مسئلہ** امر کے صیغہ سے اور حسیب سے اس حکم کا ظاہراً وجوب معلوم ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے فقہا کا۔ **مسئلہ** یہ جو قید لگائی کہ مشروع طور پر اس سے وہ سلام نکل گئے جو مکروہ ہیں مثلاً بالخانہ پھرنے والے کو سلام کرے یا اور کسی گناہ میں مبتلا ہونے کی حالت میں یا جو کسی طاعت میں مثلاً نماز و تلاوت میں مشغول ہو اور زیادہ تفصیل درمختار میں مذکور ہے ایسی حالت میں جواب دینا اس کے ذمہ نہیں بلکہ بعض حالات میں جواب مکروہ ہے۔ **مسئلہ** یہ وجوب جواب سلام کا علی الکفایہ ہے اگر جماعت میں ایک نے بھی جواب دے دیا تو سب کے ذمہ سے اتر جاوے گا۔ **مسئلہ** نفس جواب واجب ہے باقی ویسے ہی الفاظ یا ان سے احسن اور بعض صورتوں میں ان سے کم یہ سب اختیار میں ہے آیت میں جو لفظ او تخییر کے لئے ہے وہ اسی کے اعتبار سے ہے اور صیغہ امر سے جو وجوب مستفاد ہوتا ہے وہ باعتبار نفس تحیۃ کے ہے پس مفید واجب ہے اور قید مخیر فیہ مثلاً ایک صیغہ یہ۔ السلام علیکم۔ دوسرا جس میں ورحمۃ اللہ زیادہ ہو۔ تیسرا جس میں وبرکاتہ بھی ہو۔ اسی طرح جواب میں سمجھ لینا چاہیئے۔ ان سب صیغوں میں اختیار ہے چنانچہ بمثلہ اور احسن میں اختیار ہونا تو منصوص ہے رہا کم کا اختیار ہونا اجماعی ہے کما فی الکبیر مثلاً کسی نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور جواب میں کہدیا گیا وعلیکم السلام تو یہ اتفاقاً کافی ہے اور آیت میں بھی اگر ردوہا کو بقرینہ مقابلہ اس طرح مفسر کیا جاوے کہ اولا تحیوا باحسن اور تخصیص رد تمثیلاً کہی جاوے تو معارضہ کی صورت بھی نہ رہے **مسئلہ** حییتم فعل مجہول ہے مگر اجماعاً اس کا فاعل مسلم ہے قطعاً یا احتمالاً پس اگر یقینی کافر سلام کرے تو جواب دینا واجب نہیں گو جائز ہے اور حدیث میں جو اس کے جواب کا خاص صیغہ آیا ہے کہ صرف علیکم کہے تو وہ جب ہے جب احتمال ہو کہ اس نے شرارت سے سلام کیا ہے ورنہ جائز ہے بلکہ حاجت کے وقت ابتدا بھی درست ہے نقلہ فی الروح عن الحسن عن الشعبی و قتادۃ و ابن عباس رضی اللہ عنہم۔ **ربط** اوپر بہت سے احکام مذکور ہوئے ہیں آگے ان کی تاکید اہتمام کے لئے اپنی عظمت اور قیامت کا ذکر فرماتے ہیں تاکہ حکم کی عظمت سے اور ان کے دربار میں حاضری و حساب سے احکام پر عمل کرنے میں اہتمام بڑھ جاوے۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوہا

تلخیص

فی ارشادہ تعالیٰ تعلیم نوع من مکارم الاخلاق ومحاسن الاعمال

ترجمہ

قولہ تعالیٰ

واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوہا۔ اس میں مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی تعلیم ہے۔

اللغات فی

البیضاوی

التحیۃ فی الاصل مصدر حیاک اللہ تعالیٰ بمعنی الاخبار من الحیوۃ ثم استعمل للدعاء والدعا بذلک ثم قیل لکل دعاء غلب فی السلام فلتستفاد من العطاء ۱۲

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ

اللہ ایسے ہیں کہ ان کے سوا کوئی معبود ہونے کے قابل نہیں۔ وہ ضرور تم سب کو جمع کریں گے قیامت کے دن میں اس میں کوئی شبہ نہیں

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝ ع ۱۱/۸

اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کی بات سچی ہو گی

توحید و معاد اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (الی قولہ) وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝ ع اللہ ایسے ہیں کہ ان کے سوا کوئی معبود ہونے کے قابل نہیں وہ ضرور تم سب کو جمع کریں گے قیامت کے دن اس میں کوئی شبہ نہیں اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کی بات سچی ہو گی (جب وہ خبر دے رہے ہیں تو بالکل ٹھیک ہی ہے) **فائدہ** ترکیب جیسے اصدق ہونے کی نافی ہے ایسے ہی محاورہ کے اعتبار سے مساوی فی الصدق ہونے کو بھی نافی ہے پس اصدقیت کلام اللہ تعالیٰ کے لئے مفید ہے اور یہ اصدقیت باعتبار کمیت کے بھی ہے اور باعتبار کیفیت کے بھی۔ اوّل بایں معنی کہ مخلوق اخبار میں بوجہ عدم علم غیب کے محکی عنہ کی مطابقت و عدم مطابقت پر مطلع نہیں ہوتا اور مدار صدق مطابقت محکی عنہ پر ہے اور معاد میں بوجہ عدم قدرت کاملہ کے ایفاء سے عاجز ہوتا ہے الا بتعلیم اللہ تعالیٰ و تمکینہ اور حق تعالیٰ کا علم و قدرت دونوں کامل ہیں اس لئے ہر خبر بھی صادق ہے اور ہر وعدہ بھی صادق ہے اور ثانی بایں معنی کہ دوسروں کا صدق لوازم کلام سے نہیں کہ عقلاً انفکاک ممتنع ہو کلام اللہ میں لوازم سے ہے کہ انفکاک ممتنع ہے گو یہ لازم بوجہ اس کے کہ خود مع مذوم مقدور ہے داخل تحت القدرت ہو اور اس کی مقدوریت سے اس کی ضد کی مقدوریت بھی ضرور ہے لان القدرۃ تتعلق بالضدین جیسے ضاحک بالقوۃ باوجود اس کے لوازم الانسان میں سے ہونے کے بوجہ اس کے کہ انسان مقدور ہے نیز داخل تحت القدرۃ ہے اسی طرح صدق کو سمجھنا چاہیے لیکن مراد اس کلام کا صدق ہے جو کہ افعال میں سے ہے یعنی کلام لفظی بخلاف اس کلام کے جو صفات ذاتیہ سے ہے یعنی کلام نفسی کہ وہ صدق لوازم ذات واجبہ سے ہے اور وہ اور اس کی ضد مقدوریت سے منزہ ہے بوجہ وجوب و امتناع عقلی کے **ربط** اوپر احکام جہاد و قتال مذکور تھے اگلے رکوع میں بھی کفار کے بعض خاص خاص احوال کے اعتبار سے قتال و عدم قتال کے بعض خاص خاص احکام مذکور ہیں مگر اس رکوع کی تفسیر کا سمجھنا موقوف ہے بعض روایات کے نقل کرنے پر اس لئے ان کو نقل کرتا ہوں **پہلی روایت** عبد بن حمید نے مجاہد سے روایت کیا کہ بعض مشرکین مکہ سے مدینہ آئے اور ظاہر کیا کہ ہم مسلمان اور مہاجر ہو کر آئے ہیں پھر مرتد ہو گئے اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے اسباب تجارت لانے کا بہانہ کر کے پھر مکہ چلدیئے اور پھر نہ آئے ان کے بارہ میں مسلمانوں کی رائے مختلف ہوئی بعض نے کہا کہ یہ کافر ہیں بعض نے کہا کہ یہ مومن ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا کافر ہونا آیت فما لکم فی المنفقین میں بیان فرما دیا اور ان کے قتل کا حکم دیا اھ احقر کہتا ہے ان کا منافق کہنا بایں معنی ہے کہ جب اسلام کا دعویٰ کیا تھا جب بھی منافق تھے دل سے ایمان نہ لائے تھے اور منافقین کو قتل نہ کئے جاتے تھے لیکن جب ہی تک کہ اپنا کفر چھپاتے تھے اور ان لوگوں کا ارتداد ظاہر ہو گیا تھا اور جنھوں نے مسلمان کہا شاید بنا علی حسن الظن ان کے دلائل ارتداد میں کچھ تاویل کر لی ہو گی اور اس تاویل کا مستند رائے محض ہو گا مؤید بدلیل شرعی نہ ہو گی اس لئے

النحو (اھ ریب صیغۃ فی البیضاوی حال من یوم ۱۲ **فائدۃ** وہا تقرر فائدۃ المنفی من الاصدقیۃ فی الکیف ارتفع النزاع فی المسئلۃ التی افترق فیہا علماء عصرنا المعتزلۃ باتناع الکذب فان الکلام کلا بان نفسی من الافعال و نفسی من الصفات فی الاول الحق الاتناع العادی ای الانتفاع مع دخول المنفی تحت القدرۃ و لو اصطلح احد تسمیۃ انتفاعا عقلیا یا غیر لا تنازعہ بعد وضوح المراد و فی الثانی الحق الامتناع العقلی ای الانتفاء مع عدم دخول المنفی تحت القدرۃ لانفصال القدرۃ بل لعدم صلاحیۃ المحل لتعلقہا فافہم فانہ من المواہب اللدنیۃ ۱۲

معتبر نہیں رکھی گئی **دوسری روایت** ابن ابی شیبہ نے حسن سے روایت کیا ہے کہ سراقہ بن مالک مدلجی نے بعد واقعہ بدر و احد کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آکر درخواست کی کہ ہماری قوم بنی مدلج سے صلح کر لیجئے آپ نے حضرت خالد کو تکمیل صلح کے لئے وہاں بھیجا یا مضمون صلح یہ تھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کی مدد نہ کریں گے اور قریش مسلمان ہو جاویں گے تو ہم مسلمان ہو جاویں گے اور جو قومیں ہم سے متحد ہوں گی وہ بھی اس معاہدہ میں ہمارے شریک ہیں اس پر آیت وددوا الی قولہ الا الذین یصلون الخ نازل ہوئی **تیسری روایت** کلبی نے بطریق ابی صالح حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ آیۃ ستجدون آخرین الخ میں جن کا ذکر ہے مراد ان سے اسد اور غطفان ہیں کہ مدینے میں آتے اور ظاہراً اسلام کا دعویٰ کرتے اور اپنی قوم سے کہتے کہ ہم تو بنو اسد اور غطفان پر ایمان لائے ہیں اور مسلمانوں سے کہتے کہ ہم تمہارے دین پر ہیں اور ضحاک نے ابن عباس سے یہی حالت بنی عبدالدار کی نقل کی ہے اصح پہلی اور دوسری روایت روح المعانی میں اور تیسری معالم میں ہے احقر کہتا ہے کہ اس تیسری روایت والوں کی حالت مثل پہلی روایت والوں کے ہوئی کہ دلیل سوان کا پہلے ہی سے مسلمان نہ ہونا ثابت ہوگیا اسی لئے ان کا حکم مثل عام کفار کے ہے یعنی مصالحت کی حالت میں ان سے قتال نہ کیا جائے اور عدم مصالحت میں قتال کیا جاوے چنانچہ پہلی روایت والوں کے باب میں آیت ثانیہ میں اخذ و قتل کا حکم اور آیت ثالثہ میں مصالحت کی حالت میں ان کا استثناء موجود ہے جن کی مصالحت کا ذکر روایات ثانیہ میں ہے اور تاکید استثناء کے لئے فان اعتزلوکم کی تصریح ہے اور یہ استثناء بوجہ اس کے کہ یہ مرتدین بسبب لحوق بدار الحرب کے مثل دیگر کفار کے ہوگئے استثناء متصل ہے گو مستثنیٰ ان مرتدین کا غیر کیوں نہ ہو۔ اور تیسری روایت والوں کے باب میں آیت رابعہ میں عدم اعتزال و عدم الکف عن القتال کی حالت میں ان کے اخذ و قتل کا حکم مصرح ہے اور قرینہ مقابلہ سے صلح کی حالت میں عدم قتال مفہوم ہوتا ہے پس کل فرقے جو یہاں مذکور ہیں تین ہیں ایک ایک روایت والے۔ ایک کا ذکر پہلی دوسری آیت میں ایک کا تیسری میں ایک کا چوتھی میں۔ اور حکم کل دو ہیں عدم صلح میں قتال اور صلح میں عدم قتال۔ رہی یہ بات کہ جو منافقین مدینہ میں رہتے تھے باوجود یکہ دلائل سے ان کا کفر بھی ثابت تھا پھر ان کے لئے ان کا حکم کیوں تھا اس کے دو جواب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ ان کی حالت بھی عام کفار کی سی تھی چونکہ وہ صلح سے رہتے تھے اس لئے مثل کفار مصالحین کے ان سے جنگ نہ کیجاتی تھی البتہ روح المعانی میں تحت آیۃ فان اعتزلوکم ابن عباسؓ سے ان آیات کا منسوخ ہونا آیۃ براءۃ فاذا انسلخ الاشہر الحرم سے نقل کیا ہے حالانکہ مصالحین سے جنگ کرنے کا حکم اب بھی باقی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات کے نزول کے وقت خواہان صلح کی درخواست کا منظور کرنا واجب ہوگا اس اعتبار سے نسخ ہو سکتا ہے چنانچہ اب امام کا مخیر ہونا شرعی مسئلہ ہے یا اعلان نقض صلح ایک معین میعاد کے بعد کو صورۃً نسخ کہدیا پس تخییر امام جب بھی تھی گو بنا علی الظہور مذکور نہیں دوسرا جواب یہ کہ اس وقت اسلام کے لئے مثل اقرار کے بشرط قدرت و تمکن ہجرت بھی فرض اور مدار قبول اسلام و اجراء احکام کا تھا جیسا اب یہی حالت اقرار کی ہے چنانچہ روح المعانی میں میسّر اس کے فرضیت کی تصریح کی ہے پس جو منافقین مدینہ میں رہتے تھے جو کہ دار الاسلام تھا وہ ظاہراً اس فرض کے عامل تھے اس لئے مثل مقر کے ان سے تعرض نہ ہوتا تھا بخلاف روایت اولیٰ و ثالثہ والوں کے کہ تارک ہجرت و قیام دار الاسلام تھے اس لئے ان کا حکم عام کفار کا سا ہوا اسی لئے آیت ثانیہ میں عدم اتخاذ اولیاء کے لئے جو کہ مرادف عدم قبول ایمان ہے کیونکہ ایمان بغیر شرائط جواز ولایت ہے حتی یہاجروا کو غایت فرمایا ہے اور معالم سے معلوم ہوتا ہے کہ روایت اولیٰ والوں کو جنھوں نے مسلمان کہا تھا اس کی وجہ یہ بیان کی تھی کہ کیا صرف اپنا وطن نہ چھوڑنے سے ان کو کافر کہا جاوے گا اھ لیکن جب اس وقت ہجرت کی حالت مثل اقرار باللسان کے تھی تو اس کا جواب ظاہر ہے کہ ہاں مثل تارک اقرار کے اس کو کافر کہا جاوے گا۔ احقر نے جو

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ

پھر تم کو کیا ہوا کہ ان منافقین کے باب میں تم دو گروہ ہو گئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو الٹا پھیر دیا ان کے عمل کے سبب کیا تم لوگ اس کا ارادہ

اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝

رکھتے ہو کہ ایسوں کو ہدایت کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے گمراہی میں ڈال رکھا ہے جس کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دیں اس کے لئے کوئی سبیل نہ پاؤ گے

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاۗءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ

وہ اس تمنا میں ہیں کہ جیسے وہ کافر ہیں تم بھی کافر بن جاؤ جس میں تم اور وہ سب ایک طرح کے ہو جاؤ سو ان میں سے کسی کو دوست

اَوْلِيَاۗءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ

مت بنانا جب تک کہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں

روایت اولیٰ کے ذیل میں تاویل کو اور اس کے غیر معتبر ہونے کو مجملاً لکھا تھا اس سے دونوں کی تبیین و تبیین ہو سکتی ہے اور یہ تمہید بوجہ موقوف علیہ ہونے کے گو آیتوں سے پہلے لکھدی گئی لیکن بعد مطالعہ تفسیر آیات بھی اس کو مکرر دیکھ لینا مفید ہے بعض احکام خاصہ جہاد و بعضے احوال خاصہ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا (الیٰ قولہ) حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ پہلے فرقہ کا بیان (جب تم ان مرتدین کی حالت دیکھ چکے) پھر تم کو کیا ہوا کہ ان منافقین کے باب میں تم (اختلاف رائے کر کے) دو گروہ ہو گئے (کہ ایک گروہ ان کو اب بھی مسلمان کہتا ہے) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو (ان کے علانیہ کفر کی طرف) الٹا پھیر دیا ان کے (بد) عمل کے سبب (وہ بدعمل اندراج دار السلام کو باوجود قدرت کے چھوڑ دینا ہے جو کہ مثل ترک اقرار بالاسلام کے علامت کفر کی تھی اور واقع میں تو وہ پہلے بھی مسلمان نہ ہوئے تھے اور اسی وجہ سے ان کو منافق کہا) کیا تم لوگ (ملے وہ گروہ جن کو اس ترک دار الاسلام کا علامت کفر ہونا معلوم نہیں) اس کا ارادہ رکھتے ہو کہ ایسے لوگوں کو ہدایت کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے (جب کہ ان لوگوں نے گمراہی اختیار کی) گمراہی میں ڈال رکھا ہے (جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ عزم فعل کے وقت اس فعل کو پیدا کر دیتے ہیں مطلب یہ کہ گمراہ کو جو مؤمن کہتے ہو اور مؤمن وہ ہے جس میں ایمان ہو اور اس وقت تک ایمان ہے نہیں تو کیا اب ایمان پیدا کرو گے جو اس کو مؤمن کہہ سکو اور یہ محال ہے پس ان کا مؤمن و مہتدی ہونا مطلق بالمحال ہے اس لئے ان کو مؤمن کہنا مثل حکم بالمحال کے ہے) اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دیں اس کے (مؤمن ہونے کے) لئے کوئی سبیل (یعنی راہ) نہ پاؤ گے (پس ان لوگوں کو مؤمن نہ کہنا چاہیئے اور بھلا وہ خود تو کیا مؤمن ہوں گے ان کے غلو فی الکفر کی تو یہ حالت ہے کہ) وہ اس تمنا میں ہیں کہ جیسے وہ کافر ہیں تم بھی (خدا نہ کرے) کافر بن جاؤ جس میں تم اور وہ سب ایک طرح کے ہو جاؤ سو (ان کی جب یہ حالت ہے) ان میں سے کسی کو دوست مت بنانا (یعنی کسی کے ساتھ مسلمانہ برتاؤ مت کرنا کیونکہ دوستی کے جمانے کے لئے اسلام شرط ہے) جب تک اللہ کی راہ میں (یعنی تکمیل اسلام کے لئے) ہجرت نہ کریں (کیونکہ اس وقت ہجرت کا وہ حکم تھا جو اب اقرار بالشہادتین کا ہے اور تکمیل اسلام کی قید اس لئے ہے کہ

الروایات ذکرت فی المتن و اخری مافی الصحاح فی نزول الآیۃ فی من رجع من المدینۃ من احد لکنہا لایساعد ہا لفظ الآیۃ ومن اختار ہا حمل قولہ ﷺ یہاجروا علی ہجرۃ خاصۃ دون الحرۃ الی ہا جوا خان صح الروح نقل ان ہذا مثل استعمالات المنہیات فی المنہیات کذا فی الروح للقتال ۱۲

ملحقات الترجمہ

قولہ فی اخر الآیۃ ہیہ ہو سکتی ہے لم یکن ہ لانی ما ظفرت بالمصرح بان فرض الہجرۃ کان بمنزلۃ فرض الاقرار وانما فہمتہ من لزوم الحرج بتعطیل الحفظ واللہ اعلم ۱۲ **قولہ** فی فما لکم وجہ تفریع فما لہا یصح کونہا فصیحۃ وقولہ کیف ہو انشائی ای تقدیر ای شئی کائن لکم ۱۲ **قولہ** فی فئتین اختلاف رائے کر کے اشارۃ الی ان التفتہ یر نظر تم ففئتین فالتفرق فی الرائے لانی المسلک الدینی ۱۲ **قولہ** فی ارکسہم علانیۃ الشاشارہا الاول الی انہم لم یؤمنوا بقلوبہم فقط ومن ثم سموا منافقین وبانی فی الی معنی ارکس ای ردہم مقلوبین کمافی القاموس ۱۲ **قولہ** بما کسبوا ارتدادا حترز عن الانتقال من دار الاسلام للسفر ضروری ۱۲ **قولہ** بما کسبوا مع وجود قدرت علیہ حال المستضعفین فانکالک انما اقرار یقینا بالجبر ۱۲ **قولہ** فلا تتخذوا منہم اولیاء بسبب ہذا نہم فلم یشترط

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْا

اور اگر وہ اعراض کریں تو ان کو پکڑو اور قتل کرو جس جگہ ان کو پاؤ اور نہ ان میں کسی کو

مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ

دوست بناؤ اور نہ مددگار بناؤ۔ مگر جو لوگ ایسے ہیں جو کہ ایسے لوگوں سے جا ملتے ہیں کہ تمہارے اور ان کے درمیان

مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا

عہد ہے یا خود تمہارے پاس اس حالت سے آویں کہ ان کا دل تمہارے ساتھ اور نیز اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے منقبض ہو

قَوْمَهُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ

اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کر دیتا پھر وہ تم سے لڑنے لگتے۔ پھر اگر وہ تم سے کنارہ کش

فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝

رہیں یعنی تم سے نہ لڑیں۔ اور تم سے سلامت روی رکھیں تو اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر کوئی راہ نہیں دی۔

خالی دارالاسلام میں آنا کافی نہیں یوں تو کفار اہل تجارت بھی آجاتے ہیں بلکہ اسلامی حیثیت سے آویں یعنی اسلام بھی ظاہر کریں تاکہ جامع اقرار و ہجرت کے ہو جاویں۔ اور رہی تصدیق وہ صرف عند اللہ شرط ہے اس کی تفتیش ضرور نہیں) فَاِنْ تَوَلَّوْا خُذُوْهُمْ وَ اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (الی قولہ) فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ○ اور اگر وہ (اسلام سے) اعراض کریں (اور کافر ہی رہیں) تو ان کو پکڑو اور قتل کرو جس جگہ ان کو پاؤ (یہ پکڑنا تو قتل کے لئے اغلام بنانے کے لئے) اور نہ ان میں کسی کو دوست بناؤ اور نہ مددگار بناؤ (مطلب یہ کہ کسی حالت میں ان سے کوئی تعلق نہ رکھو نہ امن میں دوستی نہ خوف میں استعانت بلکہ بالکل الگ تھلگ رہو۔ دوسرے فرقہ کا بیان) مگر (ان کفار میں) جو لوگ ایسے ہیں جو کہ (تمہارے ساتھ مصالحت سے رہنا چاہتے ہیں جس کے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ) بواسطہ صلح ہو (یعنی) ایسے لوگوں سے جا ملتے ہیں (یعنی ہم عہد ہو جاتے ہیں) کہ تمہارے اور ان کے درمیان عہد (صلح) ہے (جیسے بنو مدلج کہ ان سے صلح ہوئی تو ان کے ہم عہد بھی اس استثناء میں آگئے تو بنی مدلج بدرجۂ اولیٰ مستثنیٰ ہوئے) یا (دوسرا طریق یہ ہے کہ) بلاواسطہ صلح ہو اس طرح سے کہ (خود تمہارے پاس اس حالت سے آویں کہ ان کا دل تمہارے ساتھ اور نیز اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے منقبض ہو (اس لئے نہ تو اپنی قوم کے ساتھ ہو کر تم سے لڑیں اور نہ تمہارے ساتھ ہو کر اپنی قوم سے لڑیں بلکہ ان سے بھی صلح رکھیں اور تم سے بھی پس دونوں طریقوں میں جس طریق سے کوئی مصالحت رکھے وہ حکم مذکور احداً و قتلاً سے مستثنیٰ ہے) اور (تم ان لوگوں کی درخواست صلح میں اللہ تعالیٰ کا احسان مانو کہ ان کے دل میں تمہاری ہیبت ڈالدی ورنہ) اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط (اور دلیر) کر دیتا پھر وہ تم سے لڑنے لگتے (مگر خدا تعالیٰ نے تم کو اس پریشانی سے بچالیا) پھر اگر (صلح کر کے) وہ تم سے کنارہ کش رہیں یعنی تم سے نہ لڑیں اور تم سے سلامت روی رکھیں (ان سب الفاظ کا مطلب یہ کہ صلح سے رہیں کئی لفظ تاکید کے لئے فرما دیئے) تو (اس حالت صلح میں) اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر (قتل یا قید وغیرہ کی) کوئی راہ نہیں دی (یعنی اجازت نہیں دی تیسرے فرقہ کا

اللغات الحصر الضیق ۱۲ **البلاغۃ** قولہ الی قوم عدی بالی لتضمن یصلون لمعنی الانتہاء ۱۲ قولہ یلقوا الیکم السلم فی الروح خبر مبالغۃ فی عدم التعرض لہم ان لا یحرکنی کیف یتعرض لہ ۱۲ **فائدۃ بدیعیۃ** من ارجاع فی الاولیین الاخیرین مضمونات متقابلات۔ قولہ اعتزلوکم ای لم یقاتلوکم و قولہ لم یقاتلوکم ای لم یکفوا۔ و قولہ القوا الیکم ای یلقوا الیکم السلم و قولہ ما جعل اللہ لکم علیہم سبیلا ای لتکم جعلنا کم۔ قلت فیہ صنعۃ التقابل من انواع البدیع ۱۲

لمحقات الترجمہ ۱ قولہ من وھو یرجع کذا فی روح المعانی ۱۲ ۲ قولہ فی بنکم بدرجۃ اولی فلا یرد ان العرفۃ الثانیۃ لم یدخل فیہ بنو مدلج واولیت دخولہم فیہا ۱۲ ۳ قولہ فی او یقاتلوا و نیز اشار الی ان او بمعنی الواو بقرینۃ المقام ۴ قولہ الی قولہ فما اخذ او قتل سے مستثنیٰ اشار الی ان الاستثناء لیس من تحاذم او فیلزم ان حرام ما یومن ۱۲ ۵ فی عدم بعثکم یعنی اشار الی ان الفاء للتفصیل و التفسیر ۱۲

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا

بعضے ایسے بھی تم کو ضرور ملیں گے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں اور اپنی قوم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں۔ جب کبھی

رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ

ان کو خرابی کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے تو وہ اس میں جا گرتے ہیں۔ سو اگر یہ لوگ تم سے کنارہ کش نہ ہوں اور نہ تم سے

السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ

سلامت روی رکھیں اور اپنے ہاتھوں کو روکیں تو تم ان کو پکڑو اور قتل کرو جہاں کہیں ان کو پاؤ

وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝

اور ہم نے تم کو ان پر صاف حجت دی ہے

بیان) سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ (الی قولہ) وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ یعنے ایسے بھی تم کو ضرور ملیں گے (یعنی ان کی یہ حالت معلوم ہوگی) کہ (براہ خداع) وہ یہ (بھی) چاہتے ہیں کہ تم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں اور اپنی قوم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں (اور ساتھ ہی اس کے جب کبھی ان کو (صریح مخالفین کی طرف سے) شرارت (و فساد) کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے (یعنی ان سے مسلمانوں سے لڑنے کے لئے کہا جاتا ہے) تو وہ (فوراً) اس (شرارت) میں جا گرتے ہیں (یعنی مسلمانوں سے لڑنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور وہ خداع کی صلح توڑ دیتے ہیں) سو یہ لوگ اگر (صلح توڑ دیں اور) تم سے (یعنی تمہاری لڑائی سے) کنارہ کش نہ ہوں اور نہ تم سے سلامت روی رکھیں اور نہ اپنے ہاتھوں کو (تمہارے مقابلہ سے) روکیں (سب کا مطلب مثل سابق کے ایک ہی ہے کہ صلح توڑ دیں) تو تم (بھی) ان کو پکڑو اور قتل کرو جہاں کہیں ان کو پاؤ اور ہم نے تم کو ان پر صاف حجت دی ہے (جس سے ان کا مباح الدم ہونا ظاہر ہے اور وہ حجت ان کا نقض عہد ہے) **ربط** اوپر سے قتل و قتال کا ذکر چلا آرہا ہے اور کل صورتیں ابتداءً قتل کی آٹھ ہیں کیونکہ مقتول چار حال سے خالی نہیں یا مؤمن ہے، یا ذمی ہے، یا مصالح و مستامن ہے، یا حربی ہے۔ اور قتل دو طرح کا ہے یا عمداً یا خطأً۔ پس اس اعتبار سے کل صورتیں قتل کی آٹھ ہیں۔ اوّل مؤمن کا قتل عمد۔ دوم مؤمن کا قتل خطاء، سوم ذمی کا قتل عمد۔ چہارم ذمی کا قتل خطاء۔ پنجم مصالح کا قتل عمد۔ ششم مصالح کا قتل خطاء۔ ہفتم حربی کا قتل عمد۔ ہشتم حربی کا قتل خطاء۔ ان صورتوں میں بعض کا حکم تو اوپر معلوم ہو چکا۔ بعض کا آگے مذکور ہے اور بعض کا حدیث میں موجود ہے چنانچہ صورت اولی کا حکم دنیوی یعنی وجوب قصاص سورہ بقرہ میں مذکور ہے اور حکم اخروی آگے آیت ومن یقتل میں آتا ہے اور صورت دوم کا بیان قول اللہ تعالیٰ وما کان لمومن الی قولہ ومؤمنۃ تحریر رقبۃ میں آتا ہے صورت سوم کا حکم حدیث دارقطنی میں ہے کہ ذمی کے عوض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان سے قصاص لیا اخرجہ البزلعی فی تخریج الہدایۃ۔ صورت چہارم کا ذکر قول اللہ تعالیٰ وان کان من قوم بینکم وبینہم میثاق میں آتا ہے صورت پنجم کا ذکر اوپر کے رکوع قول اللہ تعالیٰ فما جعل اللہ لکم علیہم سبیلا میں آچکا ہے صورت ششم کا حکم

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی ستجدون ضرر معلوم اشارۃ الی ان التاکید والاستقبال باعتبار العلم بحالتہم والا فحالہم قد وجد من قبل ۱۲

سلہ قولہ ہنا ک براء الجمع

۱۲ ع ۹

یدل علیہ المقابلۃ بین حرمت صدر رحمہم الخ

لم یحصر صدورہم عن القتال بل کان فیما بسطہ لہ فصل معنی الخداع ۱۲

سکہ قولہ فی کلما اور ساتھ ہی اس کے اشارۃ الی ان کل صفۃ ثابتۃ لکثرین و بالجموع تمیز واحد من قبیلہم والا فتخصیص صورۃ الامن مشترک صورۃ وان لم یبق مشترکا بعد اعتبار مفہوم الخداع فیہ کما بینا من قبل ۱۲

سلہ قولہ فی ویلقوا الیکم سے اشارۃ الی ان العطف علی المنفی لا علی النفی ۱۲

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا

اور کسی مؤمن کی شان نہیں کہ وہ کسی مؤمن کو قتل کرے لیکن غلطی سے اور جو شخص کسی مؤمن کو غلطی سے قتل کر دے

فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۚ فَاِنْ

تو اس پر ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا اور خونبہا جو اس کے خاندان والوں کو حوالہ کر دی جاوے مگر یہ کہ وہ لوگ معاف کر دیں اور اگر

كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ

وہ ایسی قوم سے ہو جو تمہارے مخالف ہیں اور وہ شخص خود مؤمن ہو۔ تو ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا اور اگر وہ ایسی قوم

قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ

سے ہو کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہو تو خونبہا ہی جو اس کے خاندان والوں کو حوالہ کر دی جاوے اور ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا

پھر جس شخص کو یہ میسر نہ ہو تو دو مہینے کے لگاتار روزے ہیں طریق توبہ کا جو اللہ کی طرف سے مقرر ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے حکمت والے ہیں

صورت چہارم کہ مسلمان ہی مذکور ہے کیونکہ میثاق عام ہے معاہد اور موقت کو بھی ذمی و مستامن دونوں آگئے درمختار کی کتاب الدیات کے شروع میں مستامن کی دیت کے وجوب کی تصحیح کی ہے صورت ہفتم و ہشتم کا حکم خود جہاد کی مشروعیت سے اوپر معلوم ہو چکا کیونکہ جہاد میں اہل حرب قصداً مقتول ہوتے ہیں اور خطأً کا جواز بالاولیٰ ثابت ہوگا۔ **حکم بست و دوم تفصیل احکام بعض صور قتل** وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا (الی قولہ) وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ اور کسی مؤمن کی شان نہیں کہ وہ کسی مؤمن کو (ابتداءً) قتل کرے لیکن غلطی سے (ہو جائے تو اور بات ہے) اور جو شخص کسی مؤمن کو غلطی سے قتل کر دے تو اس پر (شرعاً) ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا واجب ہے اور خونبہا بھی واجب ہے جو اس (مقتول) کے خاندان والوں کو (یعنی ان میں جو وارث ہیں بقدر حصص میراث) حوالہ کر دی جاوے (اور جس کے کوئی وارث نہ ہو بیت المال قائم مقام ورثہ کے ہے) مگر یہ کہ وہ لوگ (اس خونبہا کو) معاف کر دیں (خواہ کل یا بعض اتنی ہی معاف ہو جاوے گی) اور اگر وہ (مقتول خطأً) ایسی قوم سے ہو جو تمہارے مخالف ہیں (یعنی حربی ہیں اور ان ہی میں کسی وجہ سے رہتا تھا) اور وہ شخص خود مؤمن ہے تو (صرف) ایک غلام یا لونڈی مسلمان آزاد کرنا (پڑے گا اور دیت اس لئے نہیں کہ اگر ورثہ

اللغات الرقبۃ النسمۃ مجازاً اطلاقاً للجزء علی الکل لکنہ متعارف فی المملوک خلصۃ ۱۲ **النحو** قولہ الا (ان یصدقوا منصوب علی الاستثناء ای فی جمیع الاحیان الا حین ان یتصدق ۱۲ **الروایات** فی الروح اخرج ابن جریر و ابن المنذر عن السدی ان عیاش بن ربیعۃ المخزومی اسلم و ہاجر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث وفیہ فزیع فلقی الکنانی و قد اسلم وعیاش لا یعلم باسلامہ فعز حتی قتلہ فاخبر بعد ذلک فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ الخبر فنزلت الا الذین یصلون الخ وعن ابن زید انہا نزلت فی رجل قتل ابا الدرداء وقال لا الٰہ الا اللہ فہدر دمہ ای فلا تقتلوہ بذلک لیس معناہ قریبا منہ اخرج فی اللباب عن ابن جریر عن عکرمۃ وعبد الرحمٰن السدی وعن ابن اسحٰق وابی یحیی والحرث بن اسامۃ وابی مسلم عن القاسم وعن ابن ابی حاتم عن ابن عباس فی الروح فی قولہ تعالیٰ فان کان من قوم عدو لکم والآیۃ کما قال ابن جبیر نزلت فی مرداس بن عمرو قاتلہ خطأ اسامۃ بن زید ۱۲

لطائف الترجمہ

۱ قولہ فی التمہید میثاق عام ہے صریح ہے فی روح المعانی

۲ قولہ فی ماکان شان نہیں کما فی التفاسیر ماکان ما صح ۱۲ ۳ قولہ ہنا اک ابتداءً احتراز عن التفاصیل وغیرہ ۱۲ ۴ قولہ فی خطأ غلطی سے اشارۃ الی ما فی الروح انہ حال ای فی حال ما فی الخطأ و یجوز ان یکون مفعولاً مطلقاً ای قتلاً خطأ والمعنی علی کل ترجیحی علیہ فعلی ہذا التقدیر لا یلزم جواز قتل الخطأ لان ما کان لیس انہ لا یجوز لمؤمن الخ منہ قولہ فی تحریر وما اس پر ای علیہ تحریر فالواجب ۱۲ ۵ قولہ فی یصدقوا اس میں ہا کو اشارۃ الی انصراف الی الاستثناء الی الدیۃ خاصۃ لا التحریر رقبۃ فانہ واجب بکل حال ۱۲ ۶ قولہ فی فان کان من قوم عدو الخ اشارۃ الی کون الضمیر للتفصیل لا للتعقیب ۱۲ ۷ قولہ ہنا کسی وجہ سے لان القیاس ہہنا اظہرہم لا یجوز لا کہن الظاہر ان حکمہ سواء وما ورد من تضعیف وتہم فی الحدیث فلعلہ زجر لہم وان ثبت کون الہجرۃ بمنزلۃ الاقرار کان قولہ ہذا احتراز لان التارک للہجرۃ بلا عذر لا یستحق الترحم ولکنہ تضعیف اتہم کان فیہ مصلحۃ والا فہم لا یستحقون شیئا فافہم وکان امر بعضہم من الہجرۃ مشتبہا او عمدا فکان لاستحقاقہم الذم منہ مساغ واللہ اعلم ۱۲ ۸ قولہ فی د ہر مؤمن تحریر صرف لان الظہور من السکوت عن الدیۃ عدم وجوبہا ۱۲

اس مقتول کے مسلمان ہیں تب تو وہ بحق ولایت حاکم مسلم نہ ہونے کے باعث مستحق نہیں لا یقضی لہم ولا یقضی علیہم اور اگر کافر ہیں تو اس صورت میں دیت بیت المال کا حق ہوتی اور دار الحرب سے بیت المال میں ترکہ لایا نہیں جاتا) اور اگر وہ (مقتول خطأً) ایسی قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں معاہدہ (صلح یا ذمہ کا) ہو (یعنی ذمی یا مصالح و مستامن ہو) تو خونبہا (بھی واجب) ہے جو اس (مقتول) کے خاندان والوں کو (یعنی ان میں جو وارث ہیں) حوالہ کر کی جاوے (کیونکہ کافر کا فر کا وارث ہوتا ہے) اور ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا (پڑے گا) پھر (جن صورتوں میں غلام لونڈی کا آزاد کرنا واجب ہے) جس شخص کو (غلام لونڈی) نہ ملے (اور نہ اتنے دام ہوں کہ خرید سکے) تو (اس کے ذمہ بجائے اس آزاد کرنے کے) متواتر (یعنی لگاتار) دو ماہ کے روزے ہیں (یہ آزاد کرنا اور وہ نہ ہو سکے تو روزے رکھنا) بطریق توبہ کے (ہے) جو کہ اللہ کیطرف سے مقرر ہوئی ہے (یعنی اس کا یہ طریقہ مشروع ہوا ہے) اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے حکمت والے ہیں (اپنے علم و حکمت سے مصلحت کے مناسب احکام مقرر فرمائے ہیں گو ہر جگہ حکمت بندہ کو معلوم نہ ہو) ف یہاں چند مسائل لکھنا ضرور ہیں مسئلہ قتل کی تین قسمیں ہیں عمد جو ظاہراً قصد سے ایسے آلہ کے ذریعہ سے واقع ہو جو آہنی یا تفریق اجزاء میں بجائے آہنی کے ہو جیسے دھار والا بانس یا دھار والا پتھر یا آگ - دوسرے شبہ عمد جو قصداً تو ہو مگر ایسے آلہ سے نہ ہو - تیسرے خطأً یا تو قصد و ظن میں کہ دور سے آدمی کو شکاری جانور یا کافر حربی سمجھ کر نشانہ لگایا یا فعل میں کہ نشانہ تو جانور ہی کو لگایا مگر آدمی کے جا لگا - اس آیت میں خطاء سے مراد غیر عمد ہے پس دوسری تیسری دونوں قسمیں اس میں آگئیں دونوں میں دیت بھی ہے اور گناہ بھی مگر ان دونوں امر میں دونوں قسمیں متفاوت ہیں دیت دوسری قسم کی سو اونٹ ہیں چار قسم کے یعنی ایک ایک قسم کے پچیس پچیس اور دیت تیسری قسم کی سو اونٹ ہیں پانچ قسم کے یعنی ایک ایک قسم کے بیس بیس البتہ اگر دیت میں نقد دیا جاوے تو دونوں قسموں میں ایک ہزار دینار شرعی یا دس ہزار درم شرعی ہیں اور گناہ دوسری قسم میں زیادہ ہے بوجہ قصد کے اور تیسری قسم میں کم صرف ہے، حنفیہ کا کذا فی الہدایہ - چنانچہ تحریر رقبہ کا وجوب و نیز لفظ توبہ بھی اس پر دال ہے - اور یہ حقیقت ان تینوں قسموں کی باعتبار وجوب احکام شرعیہ فی الدنیا کے ہے اور گناہ کے اعتبار سے عمد و غیرہ کا ہونا اس کا مدار عند اللہ قصد پر ہے جس پر عمد آئندہ کا مدار ہے وہ خدا کو معلوم ہے - ممکن ہے کہ اس اعتبار سے قسم اولیٰ غیر عمد ہو جاوے اور قسم ثانی عمد ہو جاوے اسی لئے صاحب تنویر نے تحریفات میں ظاہراً کی قید لگائی کذا یفہم من الہدایہ و الظاہر ہو ظاہر مسئلہ یہ مقدار کفارہ کی جہت سے کہ مقتول مرد ہو اور اگر عورت ہو تو اس کی نصف ہے کذا فی الہدایہ دلیل اس کی حدیث ہے قال علیہ السلام دیۃ کل ذی عہد فی عہدہ الف دینار کذا فی الہدایہ اخرجہ ابو داؤد فی مراسیلہ عن سعید بن المسیب کذا فی شرح النقایۃ اور ظاہراً قرآن مجید میں دیت مجمل ہے پس حدیث سے بتفصیل و تفاوت مذکور مفسر ہو گئی مجمل اور مفصل یا مبہم و مفسر میں تعارض لازم نہیں آتا مسئلہ دیت مسلم اور ذمی کی برابر ہے دلیل اس کی حدیث ہے قال علیہ السلام دیۃ کل ذی عہد فی عہدہ الف دینار کذا فی الہدایہ اخرجہ ابو داؤد فی مراسیلہ عن سعید بن المسیب کذا فی شرح النقایۃ اور ظاہراً قرآن مجید میں بھی اسی کی تائید ہوتی ہے کیونکہ دونوں جگہ دیت کو ایک ہی عنوان سے ذکر فرمایا ہے اور ظاہراً کی قید اس لئے لگائی کہ

ان من ابتدائیۃ صفۃ الموصوف فالتقدیر توبۃ مشروعۃ من جانب اللہ تعالیٰ ۱۲

ملحقات الترجمہ

س۱ قولہ ف وان کان من قوم بینکم وہ مقتول اشارہ الی ان العائد الی المقتول خطأً لا المقتول المؤمن الا مدراجرفی حکم یاسبق من قولہ تعالیٰ ومن قتل مؤمنا خطأً الواو الفوقیۃ علی ما اخترتہ ان قیدا لایمان ذکر فی قید قبلہ لم یصح بہ بناک فاظہران ہذا لیس بمؤمن تم لو عاد الی المقتول المؤمن خاصۃ المذکور فی صدر الایۃ کان ینبغی الا تفاوت فیما قبل ہذا و التصریح فی احد الموضعین عذر فی الآخر لیدل ظاہر علی ما اخترت ومن اختار عودہ الی المؤمن ذکر النکتۃ فی افراد مع اندراجہ فیما سبق انہ لیبان ان کونہ فی بابین المعاہدین لا یمنع وجوب الدیۃ لما منعہ کونہ بین فی المحاربین ثم تکلف فی توجیہ تخصیصا تارۃ انہ مقید بما اذا کانوا مسلمین وتارۃ بانہ لیس بطریق المیراث بل لعصبہم واللہ اعلم ۱۲ س۲ قولہ فی کان من قوم بینکم یعنی ذمی لان ظاہر من سلم زیادۃ قولہ تعالیٰ وہو مؤمن ای لیبین المؤمن بل کالقوم الذی ہو منہم ۱۲ س۳ قولہ فی فصیام یجب علیہ اعتاق الرقبۃ بخلاف الدیۃ بخلاف ما فی قولہ فی قولہ بما اذا کان القاتل ہو الذی شرع حقاللہ تعالیٰ وہو الدیۃ فلیس من الدیۃ فی شیٔ لا حق لصہا ولا وجد یسقط باسقاطہا ۱۲ س۴ قولہ بینکم مشروع ہوا ہے اشارۃ الی

قائلین بالتفاوت کہہ سکتے ہیں کہ دوسرے دلائل سے ہم کو معلوم ہوا کہ دونوں عنوانوں کا معنون مختلف ہے **مسئلہ** کفارہ یعنی تو یا صیام خود قاتل کو ادا کرنا پڑتا ہے اور دیت قاتل کے اہل نصرت پر ہے جن کو شرع کی اصطلاح میں عاقلہ کہتے ہیں تفصیل اس فقہ میں ہے دلیل اس کی یہ حدیث ہے قال علیہ السلام لاولیاء المجانی قوموا فدوہ کذا فی الہدایۃ رواہ الطبرانی فی معجمہ کذا قال علی ا اور قرآن مجید سے بہ معارض نہیں کیونکہ اصل وجوب قاتل ہی پر ہے لیکن بوجہ اس کے کہ اس قاتل کا جرم خطا میں باعتبار خطا ہونے شبہ عمد میں بنظر آلہ کے کہ موضوع قتل کے لئے نہیں خفیف ہے اس لئے اتنی بڑی رقم اس کے ذمہ ڈالنا مناسب نہیں اور عاقلہ اس لئے ہے کہ آدمی اپنے انصار کے زور پر ایسی بے احتیاطی کیا کرتا ہے آئندہ کو وہ لوگ بھی اس کا انسداد رکھیں گے اور اس کی حف میں کوتاہی نہ کریں گے پس یہ انصار وجوب میں اس کے قائم مقام ہیں اور یہ نہیں کہ اس پر وجوب نہیں چنانچہ قاتل بھی اس چندہ ہوتا ہے کذا فی الہدایۃ۔ اور اگر آیت میں علیہ مقدر نہ کریں صرف فالواجب مقدر ہو تو علیہ وعلیہم دونوں کو شامل ہو جاوے گا۔ پس کا شبہ بھی نہ رہے گا۔ رہا آیت لا تزر وازرۃ وزر اخری سے تعارض کا شبہ وہ اس تقریر سے رفع ہو گیا کہ ان کی جانب سے ایک گو میں تقصیر رہی۔ یا لا تزر کو گناہ کے ساتھ خاص کہا جاوے تو سرے سے شبہ ہی نہ پڑے گا **مسئلہ** کفارہ میں لونڈی غلام برابر رقبہ عام ہے البتہ صحیح الاعضاء ہو کیونکہ مطلق سے مراد کامل ہوتا ہے کذا فی الکتب الفقہیہ **مسئلہ** دیت مقتول کی شرعی ور ہوگی اور جو اپنا حصہ معاف کر دے گا اس قدر معاف ہو جاوے گی اگر سب نے معاف کر دیا سب معاف ہو جاوے گی کذا فی الکتب الفقہ جس مقتول کا کوئی وارث شرعی نہ ہو اس کی دیت بیت المال میں داخل ہو گی کیونکہ دیت ترکہ ہے اور ترکہ کا یہی حکم ہے **مسئلہ** ا من قوم عدو لکم کے ترجمہ میں صرف کہنے کی وجہ اسی جگہ مذکور ہے کہ اس صورت میں دیت نہیں اس کی دلیل بھی وہاں مذکور ہے ایسے شخص کا بیت المال میں لانا کہیں نظر سے نہیں گذرا اور ظاہر امنفی ہے لانقطاع الولایۃ اور اسی میں یہ قید کہ وہاں رہتا تھا اس لئے لگائی کہ اگر یہ شخص دار الاسلام میں ہو تو اس کا ترکہ چونکہ بیت المال کا حق ہے لہذا اس کی دیت واجب ہو گی کذا یفہم من الدر المختار اسی طرح اگر ایسے مقتول کا کوئی وارث دار الحرب میں مسلمان ہو تو ظاہر یہ ہے کہ اس وقت بھی دیت واجب ہو گی۔ کذا یفہم من الدر کیونکہ یہ مسلمین اُن اہل میثاق کفار سے جو مذکور ہیں کم نہیں اور وہاں دیت تھی لیکن اس کے بعد روح المعانی سورۂ فتح آیہ ہم الذین کفروا الخ کے ذیل میں یہ مسئلہ کافی سے منقول نظر سے گذرا کہ جو مسلمان دار الحرب میں رہتا ہو اور اس کو کوئی قتل کر دے اور اس کے وارث مسلمان بھی ہوں تو عمد میں صرف گناہ ہے اور خطا میں گناہ کفارہ ہے دیت نہیں پھر در مختار فصل استیمان میں بھی یہ مسئلہ دیکھا گیا **مسئلہ** اہل میثاق کے باب میں دیت واجب کے ظاہر ہے کہ اہل کے وجود کے وقت ہو اور اگر اہل نہ ہوں یا وہ اہل مسلمان ہوں کہ بجائے نہ ہونے کے ہو تو اگر وہ ذمی ہو تو دیت ہو گی اور بیت المال میں آوے گی کیونکہ ذمی ترکہ جس میں دیت داخل ہے بیت المال میں آتا ہے کما فی الدر المختار فتدبر فی ذلک واجب ہو گی لعدم صدق مسئلہ **مسئلہ** ہندوستان میں رقبہ نہیں ملتا ظاہر یہ ہے کہ لم یجد صادق آوے گا عرب میں دام بھیجنا واجب نہیں لما فیہ من الحرج ومثلہ کفارات اخری حنث الیمین وافطار رمضان صیام جائز ہے **مسئلہ** صیام میں اگر مرض ذمہ کی وجہ سے تتابع نہ رہا از سر نو رکھنے پڑیں گے۔ البتہ عورت کا حیض قاطع تتابع نہیں کذا فی الکتب الفقہیہ **مسئلہ** اگر کسی عذر سے صیام پر قدرت نہ ہو تو قدرت تک توبہ کیا کرے **مسئلہ** قتل عمد میں یہ کفارہ نہیں تو بہ کرنا چاہیئے کذا فی الکتب الفقہیہ **تنبیہ** یہاں جن مسائل میں عموماً یا خصوصاً حوالہ مذکور نہیں ہے وہ بوجہ اس کے کہ میرے پاس کتابیں کم ہیں میری نظر سے نہیں گذرے محض قواعد کی بنا پر لکھا ہے اگر اگر کسی کو غلطی پر اطلاع ہو درست فرمایا جاوے اور لکھنے کی ضرورت کو مقام مقتضی تھا کہ تکمیل شوق اس پر موقوف تھی واللہ اعلم۔ **ربط** اوپر کی آیت کی

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ

اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہا اور اس پر اللہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝

تعالیٰ غضبناک ہونگے اور اس کو اپنی رحمت سے دور کریں گے اور اس کے لئے بڑی سزا کا سامان کریں گے

تمہید میں جو آٹھ صورتیں مذکور ہیں ان میں کی پہلی صورت کا آگے بیان ہوتا ہے پس یہ تتمہ ماقبل کا ہے **تتمہ سابق** وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا (الی قولہ) وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝ اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اس کی (القتلی) سزا (تو) جہنم (میں اس طرح رہنا ہے) کہ ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہتا (لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ اصلی سزا جاری نہ ہوگی بلکہ ایمان کی برکت سے آخر نجات ہوجاوے گی) اور اس پر (ایک میعاد معین تک کے واسطے) اللہ تعالیٰ غضبناک ہوں گے اور اس کو اپنی رحمت (خاصہ سے) سے دور کریں گے اور اس کے لئے بڑی سزا (یعنی سزائے دوزخ) کا سامان کریں گے۔ **ف** تمام اہل حق متفق ہیں کہ بجز کفر و شرک کے کوئی امر موجب خلود فی النار نہیں ہے اس دعوی پر بے شمار آیات و حدیث دال ہیں اس آیت کے بعض ظاہری لفظوں سے اس کے خلاف کا شبہ ہوتا تھا لیکن اس کا صحیح مطلب ترجمہ سے ظاہر ہونے کے بعد وہ شبہ رفع ہو گیا البتہ صرف حضرت ابن عباسؓ کا مذہب ان ظاہری الفاظ کے موافق مشہور ہے اور ان کا قول سورہ فرقان کی آیت میں جو بعد ذکر قتل کے الا من تاب آیا ہے اس کے تعارض کے جواب میں یہ منقول ہے کہ سورۂ فرقان مکیہ ہے اور سورۂ نساء مدنیہ ہے پس وہ استثناء اس طرح متاخر سے مرتفع ہو گیا اور دوسرا جواب یہ منقول ہے کہ وہ قبول توبہ مشرکین کے لئے ہے جو بعد میں مسلمان ہو جاویں لیکن روح المعانی میں بروایت ابن حمید اور نحاس کے سعید بن عبیدہ سے منقول ہے کہ حضرت ابن عباس قاتل مومن کے قبول توبہ کے قائل تھے ایک بار ایک شخص نے آکر ان سے پوچھا کہ کیا اس کی توبہ مقبول ہو جاتی ہے آپ نے فرمایا نہیں پس اس کے لئے دوزخ ہی ہے جب وہ شخص اٹھکر چلا گیا تو حاضرین اس جواب پر جو ان کے پہلے فتوی کے خلاف تھا تعجب ظاہر کیا کہ کس سبب سے پہلا آپ نے فرمایا کہ مجھکو لیس گمان ہوا کہ وہ غصہ میں کسی مومن کو قتل کرنا چاہتا ہے چنانچہ کسی کو تحقیق کے لئے اس کے پیچھے دوڑایا تو یہی بات نکلی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباسؓ کا قول مشہور بنا بر مصلحت تھا اصل مذہب جمہور کے موافق تھا چنانچہ روح میں سفیان سے بھی نقل کیا ہے کہ اہل علم سے اس کو جب کوئی ابتداءً پوچھتا تو جواب میں یہی کہتے کہ اسکی توبہ مقبول نہیں لیکن جب کوئی مبتلا ہو جاتا تو اس کو توبہ کا حکم فرماتے، اس سے معلوم ہوا کہ ابن عباس کے سوا اور بزرگوں کی بھی یہ عادت تھی۔ یہ تو تحقیق تھی ان کے مذہب کی۔ رہ گیا سورۂ فرقان کے استثناء کا تقدم سو نسائی میں حضرت زیدؓ سے دو روایتیں پاس پاس منقول ہیں ایک کا مضمون یہ ہے کہ یہ آیت سورۂ فرقان کی آیت سے آٹھ مہینے پیچھے

الروایات فی اللباب اخرج ابن جریر من طریق ابن جریج ان رجلا من الانصار قتل رجلا مقیس بن ضبابۃ فاعطاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الایۃ فقبلہا ثم وثب علی قاتل اخیہ فقتلہ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا اومنک فی جل ولا حرم فقتل یوم الفتح قال ابن جریج وفیہ نزلت ہذہ الآیۃ ومن یقتل مؤمنا متعمدا وفی الروح اخرج ابن ابی حاتم عن ابن جبیر نحوہ وزاد فیہ ان ہذا الفعل ارتد عن الاسلام اھ وروایۃ مفسرۃ الآیۃ ناصرۃ للاول لمن فی الروح اخرج ابن المنذر عن اسمٰعیل بن ابان قال بالست الناس قبل الدار الاعظم فی المجمع الاکبر فسمعتہم یقولون لما نزلت ومن یقتل مؤمنا الآیۃ قال المہاجرون الانصار وجبت من قتل ہذا النار حتی نزلت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الخ فقال المہاجرون الانصار بصبح اللہ تعالیٰ ما شاء اھ

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ اس کی اصلی سزا اخ رت الجواب بقولہ جزاؤہ اجاب بعضہم بان الخلود ہہنا لمکث الطویل ویحتمل ان فتح باب ۱۲

اے الی شخص بالخفائر بین المقربین الذین لم یباشروہ ہذا القتل ۱۲

۲ ہذا التاویل یرفع الامن عن آیات اخر وعد فیہا الخلود من الخلود فی الجنۃ والکافر الخلود فی النار ان امکن الجواب بان الخلود ثم تاکہ بالتابید فلا یرتفع الامن والتعمیم بان المسلمان یقتل مؤمنا من حیث الایمان حاصلہ الاستحلال لکن علی ہذا یفوت التقابل بین ہذا القتل المذکور فی ہذہ الآیۃ الخ

وہو الخطاء والصرف واجاب بعضہم بان نزولہا فی الکافر الذی قتل المؤمن لکن قد تقرر فی محلہ ان العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب فالاحسن ان یقال عن الکشف ما لا یقال فعلی ہذا لا فرق بین قولہ جزاؤہ جہنم وقولہ تعالیٰ من قبل سوء بجزہ برفع فتح منا لامان لانی القول فرق بینہما غان قولہ بجزہ بمعناہ اثبات وقوع ہذا الجزاء وہو معنی قولہ جزاؤہ اثبات کون ہذا جزاء الاشتمال الوقوع ای لو وقع لم یستبعد کما فی قولہ تعالیٰ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ای ہی مقتضیۃ لذلک کذا ہہنا وفرق بین کون الجزاء وبین وقوع الجزاء فافہم ۱۲ منہ

۳ قولہ کی غضب الخ ایک میعاد لما ثبت من عدم الخلود

۴ قولہ فی لعنہ رحمت خاص

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوۃ الدنیا. الخ

حال ہو جس میں القوا حاصل ہے پس آیت دال ہوئی اخلاص فی الدین پر خصوص کفر کا فتوی دینے پر جس کا غرض نفسانی اس کی باعث ہو

ترجمہ

ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوۃ الدنیا. الخ

حال ہو جس میں القوا حاصل ہے پس آیت دال ہوئی اخلاص فی الدین پر خصوص کفر کا فتوی دینے پر جس کا غرض نفسانی اس کی باعث ہو

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَبَیَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى

اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ سفر کیا کرو تو ہر کام کو تحقیق کر کے کیا کرو اور ایسے شخص کو جو کہ تمہارے

اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِیْرَةٌ

سامنے اطاعت ظاہر کرے (یوں مت کہدیا کرو کہ تو مسلمان نہیں ہے) اس طور پر کہ تم دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش کرتے ہو کیونکہ خدا کے پاس (یعنی اس کے علم و قدرت میں) بہت غنیمت کے مال ہیں

نازل ہوئی اور دوسری کا مضمون یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم بہت ڈرے اس کے بعد سورۂ فرقان کی آیت نازل ہوئی چونکہ رواۃ دونوں حدیثوں کے ثقہ ہیں تو صحیح حدیثوں میں تعارض ہو نہیں سکتا اس لیے تطبیق میں کہا جاوے کہ سورۂ فرقان کی آیت کا جو حصہ استثناء سے پہلے ہے وہ تو پہلے نازل ہوا اور اسی کی تائید کے لئے یہ آیت نازل ہوئی چونکہ اس آیت میں صرف قتل پر وعید ہے بخلاف آیت فرقان کے کہ اس میں قتل کے ساتھ شرک بھی مذکور ہے کہ خلود اس مجموعہ پر محتمل ہے اس لئے اس آیت سے زیادہ خوف ہوا اس وقت سورۂ فرقان کا حصہ استثناء نازل ہوا جس میں وعدہ قبول توبہ کا ہے مگر چونکہ استثناء عائد ہے مستثنیٰ منہ اور عامل کا اس لئے شاید پہلا حصہ مکرر نازل ہوا ہو پس سورۂ فرقان کی آیت کا تقدم و تاخر نزول میں ہر دو حکم صحیح ہو گئے اور استثناء کا تاخر قائم رہا البتہ ہر عاص کے توبہ کے شرائط جداگانہ ہیں بہر حال عدم خلود جو اصل مقصود ہے ثابت ہو گیا رہا مشرکین کے باب میں نازل ہونا سو چونکہ عنایۃ عموم الفاظ کا ہے اس لئے خصوص مورد مضر نہیں رہا اور پر قتل مؤمن پر سخت وعید فرمائی ہے آگے یہ فرماتے ہیں کہ احکام شرعیہ کے جاری ہونے میں مؤمن ہونے کے لئے صرف ظاہر اسلام کافی ہے جو شخص اسلام کا اظہار کرے اس کے قتل سے دست کش ہو جانا واجب ہے قرائن سے باطن کی تفتیش کرنا اور احکام اسلامیہ کے جاری کرنے میں اس کے ثبوت کا منتظر رہنا جائز نہیں جیسا بعض صحابہ سے بعض غزوات میں براہ غلطی واقع ہوا کہ بعضے لوگوں کے اظہار علامات اسلام کو تقیہ و کذب پر محمول کر کے قتل کر ڈالا اور مقتول کا مال غنیمت میں لے لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا انسداد فرمایا اور چونکہ اس وقت تک صحابہ کو یہ مسئلہ مصرحاً معلوم نہ تھا اس لئے صرف فہمائش پر اکتفا کیا

حکم بست و سوم وجوب اکتفا بر اظہار اسلام یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ (الی قولہ) فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِیْرَةٌ ط اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد کے لئے) سفر کیا کرو تو ہر کام کو (قتل ہو یا اور کچھ ہو) تحقیق کر کے کیا کرو اور ایسے شخص کو جو کہ تمہارے سامنے (علامات) اطاعت (کی) ظاہر کرے (جیسے کلمہ پڑھنا یا مسلمانوں کے طرز پر سلام کرنا) یوں مت کہدیا کرو کہ تو (دل سے) مسلمان نہیں (محض اپنی جان بچانے کو جھوٹ موٹ) اظہار اسلام کر رہا ہے) اس طور پر کہ تم دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش کرتے ہو کیونکہ خدا کے پاس (یعنی اس کے علم و قدرت میں تمہارے لئے) بہت غنیمت کے مال ہیں (جو تم کو بطریق مرضی حق ملیں گے)

اللغات فتبینوا ای فاطلبوا بیان الامر فی کل ما تأتون وتذرون من لا تعملوا من غیر روية وتدبر وشبتوا ای فاطلبوا اثبات الامر ولا تعجلوا الرمي بما تعتقدون

النحو والبلاغة فی الروح وقولہ ولا تقولوا والمراد النہی عما ہو سبب لہ کما فی الامور بالتبیین ہذہ مجملۃ من المواد التی یجب فیہا التبیین والتثبیت قولہ تبتغون فی موضع الحال من فاعل تقولوا المستفہر بہا الحال ای ہم الجملۃ والنہی راجع الی القید المفید فلا فضاد اللہ تعلیل لمحذوف ای فلا تبتغوا عرض الحیوۃ الدنیا فعند اللہ مغانم کثیرۃ فلا تقتلوہ طمعا فی الغنیمۃ

قولہ کذلک الخ تعلیل للنہی عن المقید ای قلت والیزم ابتغاء الصحابۃ انما کان النہی راجع الی المجموع فکان المعنی لا تقولوا ولا تبتغوا الا فضا ولا یدل علی الجواز لان قید الحرف لا ستثناء قبل تبتغون کان الظرفی ہذا المعنی بطریق استنتاج الانکار ای عدم الوقوع ای لستم تبتغون لانکم تعلمون ان اللہ عندہ مغانم الخ والعالم لا یبتغی احد من المفسرین ہہنا قولہ تعالیٰ فی الترجمۃ اختلاف القراءۃ فی قراءۃ السلم بالفتح ومعناہ الصلح فی مقابلۃ الحرب والسلام بالکسر ومعناہ الانقیاد والاستسلام وقیل ای الاستسلام ہذا لا یخرج

الروح الروایۃ التی ہی ہذا کان المؤمن من قبل فی الدرۃ ۱۲ قلت وکذا تلقی بین الجبہ قلت وبدرہ فی بعض الروایات ان بعض القاتلین من حیث ذکرہ الجبہ

الدیۃ للمقتول نسائی

الروایات اور دی فی الباب عن البخاری الترمذی والحاکم وغیرہم عن ابن عباس قصۃ رجل سلم علی نفر من اصحابہ فقالوا ما سلم الا لیتعوذ فقتلوہ فاتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبروہ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہلا شققت عن قلبہ وعن ابن عباس رجل لقی رجلا فی غنیمۃ لہ فقال لا الہ الا اللہ فقتلہ فاتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہلا شققت عن قلبہ وعن اسامۃ بن زید عند الطبرانی عن عبدہ بن ابی حدرد نحوہ وعن عمر عند ابن ابی حاتم نحوہ وعن المقداد عند ابن جریر نحوہ وعن ابن عباس عند ابن ابی حاتم والمقتول ہو مرداس وعن ابن عباس عند ابن ابی حاتم والطبرانی قال لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فقتلہ اسامۃ فنزلت الآیۃ وعن ابن ابی لیلی

كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

پہلے تم بھی ایسے ہی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا سو غور کرو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری

خَبِيْرًا ۝ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَ

خبر رکھنے ہیں۔ برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں اور

الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ اللّٰهُ

راہ کرکے ہو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ

الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ

بہت زیادہ بنایا ہے۔ جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر بیٹھنے والوں کے اور سب سے اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر

كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ (اور یاد تو کرو کہ) پہلے (ایک زمانہ میں) تم بھی ایسے ہی تھے (کہ تمہارے اسلام کے قبول کا مدار صرف تمہارا دعویٰ و اظہار تھا) پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا (کہ اس ظاہری اسلام پر اکتفا کیا گیا اور تفتیش باطن پر موقوف نہ رکھا) سو (ذرا) غور (تو) کرو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں (کہ بعد اس حکم کے کون اس پر عمل کرتا ہے کون نہیں کرتا) ف یہ حکم سفر کے ساتھ خاص نہیں لیکن چونکہ یہ غالبی اتفاق سے سفر میں ہوئی تھی اس لئے ذکر میں تخصیص سفر کی ہو گئی اور اسلام میں مسلمانوں کے طرز کی قید اس لئے ہے کہ اس وقت میں کفار کا سلام اور طور پر تھا جیسے انعم صباحا اور حیاک اللہ اور منجملہ ان علامات کے اذان اور نماز بھی ہے جو اس میں مشغول ہو اس کو مسلمان سمجھنا چاہیئے اور ایک معنی احسان کرنے کے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ تمہارا اسلام اب مشہور و معلوم عند الناس ہو گیا مگر اول سے تو ایسے نہ تھے کذا فی الکشاف اور دوسرے فتبینوا کے ایک معنی وہ بھی ہو سکتے ہیں جو پہلے فتبینوا کے تھے پس اس صورت میں اسی کا اعادہ ہو گا پہلے بطور دعویٰ کے تھا دوسری جگہ بطور نتیجہ کے ہو گا ربط اوپر جہاد کی فرضیت مذکور تھی آگے یہ فرماتے ہیں کہ گو بوجہ اس کے کہ فی نفسہ فرض عین نہیں ہے اور اس لئے اگر بعضے نہ جاویں تو گناہ نہیں جیسے وکلا وعد اللہ الحسنیٰ سے معلوم ہو گا ونیز ما کان المؤمنون لینفروا کا قرینہ بھی مصرح ہے لیکن پھر بھی اس کے جو فضائل مخصوصہ ہیں وہ کہنے ہی پر موقوف ہیں **تفضیل مجاہدین بر قاعدین** لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الی قولہ) وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (ثواب میں) برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں (یعنی جہاد میں نہ جاویں) اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے (یعنی مالوں کو خرچ کرکے اور جانوں کو حاضر کرکے) جہاد کریں (بلکہ) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے میں بہ نسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے اور (یوں بوجہ فرض عین نہ ہونے کے گناہ ان بیٹھنے والوں پر نہیں بلکہ بوجہ ایمان اور دوسرے فرائض عین کے بجا لانے کے) سب سے (یعنی مجاہدین سے بھی قاعدین سے بھی) اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا (یعنی جنت کا آخرت میں) وعدہ کر رکھا ہے

الروایات فی البخاری عن البراء قال لما نزلت لا یستوی القاعدون وخلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابن ام مکتوم فقال یا رسول اللہ وانا ضریر فنزلت غیر اولی الضرر اھ مختصرا ظنہ انما کان تفسیرا لغیر فضلا لان اولی الضرر معذورون قاعدون وبقال ان حکمہ کان ظاہرا بالحبا بالکلیات الشرعیۃ والروایات من قولہ علیہ السلام

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاہدون فی سبیل اللہ الخ قاعدین میں غیر اولی الضرر کی قید لگانا اس پر دال ہے کہ ضعیف کا مجاہد اور درجہ کا ہے اور قوی کا اور درجہ کا اور یہ کہ ضعیف کو جہاد ضعیف ہی نفع دیتا ہے جو قوی کو جہاد قوی نفع بخشتا ہے۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاہدون فی سبیل اللہ الخ قاعدین میں غیر اولی الضرر کی قید لگانا اس پر دال ہے کہ ضعیف کا مجاہد اور درجہ کا ہے اور قوی کا اور درجہ کا اور یہ کہ ضعیف کو جہاد ضعیف ہی نفع دیتا ہے جو قوی کو جہاد قوی نفع بخشتا ہے۔

ملحقات الترجمہ

قولہ فی التمہید فی نفسہ افادہ (یکون فرض عین عند عارض النفیر العام ۱۲ قولہ فی الصاوی عذر کذا فی روح المعانی اعم من المرض وغیرہ ۱۲ قولہ فی درجۃ ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ اشارۃ الی ان تمییز المحذوف والمقصود ہو الاصل فی قولہ تعالیٰ المجاہدین بقولہ بہت وزیادۃ احد بالمادۃ افضل فی درجۃ ۱۲ قولہ فی الحسنیٰ جنت کذا فی الروح عن قتادہ صلاۃ وری نہ ہو علی ان حیاط وقت نزول الوحی الذی یتوقع فیہ النفی فافہم ۱۲

وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَ

اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے بڑا اجر عظیم دیا ہے یعنی بہت سے درجے جو خدا کی طرف

مَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ

سے ملیں گے اور مغفرت اور رحمت اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے بڑے رحمت والے ہیں بے شک جب ایسے لوگوں کی جان فرشتے قبض کرتے

الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ

ہیں جنہوں نے اپنے کو گنہگار کر رکھا تھا تو وہ ان سے کہتے ہیں کہ تم کس کام میں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم سرزمین میں محض مغلوب تھے۔

وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (الی قولہ) وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ۱۲ منہ

بڑا اجر عظیم دیا ہے وہ درجہ یہی اجر عظیم ہے اس اجر عظیم اجمالی کی تفصیل فرماتے ہیں یعنی (بوجہ اعمال متعددہ کے جو مجاہد سے صادر ہوتے ہیں ثواب کے) بہت سے درجے جو خدا کی طرف سے ملیں گے اور (گناہوں کی) مغفرت اور رحمت (یہ سب اجر عظیم کی تفصیل ہوئی اور اجمالی تفسیر سب ملکر اس ابہام کی تفسیر ہے) اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے بڑے رحمت والے ہیں۔ ف وہ اعمال متعددہ سورہ برأۃ کے انیسویں رکوع میں مذکور ہیں اس آیت میں ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ الی یعملون اور مغفرت کی وجہ اس آیت میں ہے ان الحسنات یذھبن السیات چونکہ اس سے اعمال عظیمہ صادر ہوئے سیئات بھی زیادہ اور کیا عجب کہ کل سیئات بجز دین کے معاف ہوئے اور رحمت کا سبب اس آیت میں ہے ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین غرض تفضیل کی دلیل عقلی مذکور ہے کہ چونکہ اس سے اعمال عظیمہ صادر ہوئے اور ہر عمل موجب درجہ ثواب موجب مغفرت و موجب رحمت ہے اس لئے تفضیل ثابت ہے اور بلا عذر کی قید اس لئے کہ حدیثوں میں مصرح ہے کہ اگر نیک کام کا ملزم ہو اور کسی عذر سے نہ کر سکے تو اس کام کا اجر ملتا ہے پس فاعل اور عازم کیلئے ثواب میں مساوی ہیں جو یہاں زیادہ مقصود بالذکر ہے اور کیفیت میں تفاوت بعید نہیں بل عسی ان یکون ربط اوپر وجوب جہاد کا ذکر تھا آگے وجوب ہجرت کا ذکر ہے مناسبت دونوں میں ظاہر ہے کہ دونوں سے غرض اقامت دین ہے البتہ ایک میں شر کفار کا دفع عام ہے یعنی سب اہل دین سے دوسرے میں شر کفار کا دفع خاص ہے یعنی اپنی ذات سے حکم بست و چہارم وجوب ہجرت

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ بے شک جب

ایسے لوگوں کی جان فرشتے قبض کرتے ہیں جنہوں نے (باوجود قدرت ہجرت کے پھر ہجرت کے تارک ہو کر) اپنے کو گنہگار کر رکھا تھا تو (اس وقت) وہ (فرشتے) ان سے کہتے ہیں کہ تم (دین کے) کس (کس) کام میں تھے (یعنی دین کے کیا ضروری کام کیا کرتے تھے) وہ (جواب میں) کہتے ہیں کہ ہم (اپنی بود و باش کی) سرزمین میں محض مغلوب تھے (اس لئے ہجرت سے

الروایات فی الباب

اخرج الطبرانی عن ابن عباس قال کان قوم یکثرون قد اسلموا فیما اجبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرہوا ان یہاجروا فاخذوا فانزل اللہ تعالیٰ ان الذین توفیہم الملٰئکۃ الخ وروی البخاری عن ابن عباس ان ناسا من المسلمین کانوا مع المشرکین یکثرون سواد المشرکین علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیاتی السہم یرمی بہ فیصیب احدہم فیقتلہ او یرمی فیقتل فانزل اللہ تعالیٰ ان الذین توفیہم الملٰئکۃ الخ وقال ابن عباس کنت انا وامی من المستضعفین الذین عذر اللہ تعالیٰ وما کنت استطیع حیلۃ ولا اہتدی سبیلا الی المدینۃ وروی ابن جریر عن ابن عباس کان ناس بمکۃ قد اسلموا فلما رأوا المشرکین یعذبون من عصی منہم ویقتلہ فتنوا فاعطوہم ما سألوہم من الکفر

قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ۭ فَاُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ

وہ کہتے ہیں کیا خدا تعالیٰ کی زمین وسیع نہ تھی تم کو ترک وطن کرکے اس میں چلا جانا چاہئے تھا۔ سو ان لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔

وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ

اور جانے کے لئے وہ بری جگہ ہے۔ لیکن جو مرد اور عورتیں اور بچے

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۝ فَاُولٰۗىِٕكَ

قادر نہ ہوں کہ نہ کوئی تدبیر کرسکتے ہیں اور نہ رستہ سے واقف ہیں سو ان کے لئے امید ہے

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝

کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیں اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے مغفرت کرنے والے ہیں

ضروریات دین پر عمل اگر کرسکتے تھے یعنی ان فرائض کے ترک میں معذور رکھتے) قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا (الی قولہ تعالیٰ) وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ وہ (فرشتے) کہتے ہیں (اگر اس جگہ نہ کرسکتے تھے تو) کیا خدا تعالیٰ کی زمین وسیع نہ تھی تم کو ترک وطن کرکے اس سے کسی دوسرے حصہ میں چلا جانا چاہئے تھا اور وہاں جاکر فرائض کو ادا کرسکتے تھے اس سے وہ لاجواب ہوجاویں گے اور جرم ان کا ثابت ہوجاوے گا) سو ان لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور جانے کے لئے وہ بری جگہ ہے لیکن جو مرد اور عورتیں اور بچے (دافع میں ہجرت پر بھی قادر نہ ہوں کہ نہ کوئی تدبیر کرسکتے ہیں نہ رستہ سے واقف ہیں سو ان کے لئے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کردیں اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے مغفرت کرنے والے ہیں۔ **ف** ابتدائے اسلام میں ہجرت کی فرضیت کا بیان تمہید رکوع فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ میں گذر چکا یہ بکیت وتعذیب اسی فرض کے ترک پر مذکور ہے اور یہاں جان قبض کرنے کو فرشتوں کی طرف منسوب فرمایا جیسا ایک اور آیت میں بھی ہے تو فتہ رسلنا اور ایک آیت میں ملک الموت کی طرف یتوفکم ملک الموت۔ اور ایک آیت میں اپنی طرف اللہ یتوفی الانفس سو وجہ جمع یہ ہے کہ قابض حقیقی اللہ تعالیٰ اور ظاہری ملک الموت اور دوسرے ملائکہ اُن کے معین و شریک اور یہاں دو شبہے ہوا کرتے ہیں ایک یہ کہ جب یہ مستثنیٰ لوگ گنہگار ہی نہیں تو معافی کے کیا معنی دوسرے معافی میں ایسی کیسی جس سے تردد منزح ہے پہلے شبہ کا جواب یہ ہے کہ معافی اس لئے کہا کہ فی نفسہ تو وہ فعل قبیح اور گناہ ہے گو کسی خاص شخص کے حق میں گناہ نہ لکھا جاوے کسی جگہ اس نہ لکھنے کو گناہ نہ ہونا قرار دیدیا اور کہیں معافی کے لفظ سے اس کے فی نفسہ گناہ ہونے کو بتلا دیا۔ اسی تقریر سے یہ شبہ بھی رفع ہوگیا کہ بچہ کو تو بالکل گناہ ہی نہیں ہوتا وجہ رفع ظاہر ہے کہ گو اس کو گناہ نہ ہو لیکن وہ فعل تو حدِّ ذات میں قبیح ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ولدان اس لئے ملا دیا تاکہ اشارہ اس طرف ہو کہ مثل ولدان کے عجز ہونا چاہیئے تب مستثنیٰ ہوں گے دوسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ کریم کا اطماع یعنی امید دلانا وعدہ ہے جیسے آیت فقاتل فی سبیل اللہ میں عسی کے ترجمہ کے ساتھ اسکا بیان آچکا ہے۔ باقی اس عنوان میں اشارہ اس طرف ہے کہ یہ گناہ اس درجہ سخت ہے کہ باوجود عذر ہونے کے اور گناہ نہ ہونے کے مشابہ اسی کے ہے کہ جیسا گناہ ہوا ہو گو معاف ہوگیا ہو **ربط** اوپر ترک ہجرت پر وعید تھی آگے ہجرت کی ترغیب اور اس پر سعادتِ دارین کا وعدہ ہے۔

البلاغۃ لایھتدون سبیلا تاکید لا لکفی لا یستطیعون فلا تتوھم اشتراط العجز عن الشروع ایضا والاول و یدخل فیہ الثانی ۱۲

لطائف الترجمہ

۱ قولہ ہناک لکن لا اشارۃ الی ان الاستثناء منقطع فی قوۃ المبتدا، وخبرہ فاولئک عسی الخ لانہم غیر طالبین لکن لوامید بقولہ تعالیٰ ظالمی انفسہم تارکو الہجرۃ وقیل ان تسمیۃ الترک ظلما باعتبار خصوص عالم فیہم الاستشہاد متصلا بالتکلیف وہو ما حکی اللہ تعالیٰ بقولہ ان الذین توفاہم الملئکۃ ظالمی انفسہم الخ

۲ قولہ فی المستضعفین الثانی الہجرۃ بدلیل وبقولہ فی الاستضعفتم فیم کنتم الاول عن العمل لا عن الایمان ایضا ۱۲ **۳** قولہ فی لا یستطیعون کر الخ اشارۃ الی کون الجملۃ صفۃ للمستضعفین لا فی معنی النکرۃ لان المراد الجنس

۱۲

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرے گا تو اس کو اسے زمین پر جانے کی بہت جگہ ملے گی اور بہت گنجائش

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ

اور جو شخص اپنے گھر سے اس نیت سے نکل کھڑا ہو کہ اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کروں گا پھر اس کو موت آپکڑے تب بھی اسکا

فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

ثواب ثابت ہو گیا اللہ تعالیٰ کے ذمہ اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں بڑے رحمت والے ہیں

ترغیب و فضیلت ہجرت وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ (الی قولہ) وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

(اور جن لوگوں کے لئے ہجرت مشروع ہے ان میں سے) جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی دین کے لئے) ہجرت کرے گا تو اس کو روئے زمین پر جانے کی بہت جگہ ملے گی اور (اظہار دین کی) بہت گنجائش (ملے گی پس اگر ایسی جگہ پہنچ گیا تب تو دنیا میں بھی اس سفر اور اظہار سے کامیابی ظاہر ہے) اور (اگر اتفاق سے یہ مذکور کامیابی نہ ہوئی تب بھی آخرت کی کامیابی میں تو کوئی شک نہیں کیونکہ ہمارا قانون یہ ہے کہ) جو شخص اپنے گھر سے اس نیت سے نکل کھڑا ہو کہ اللہ و رسول (کے دین) کے ظاہر کرنے کے موقع کی طرف ہجرت کروں گا پھر (وصول الی المقصد سے پہلے) اس کو موت آپکڑے تب بھی اس کا ثواب (جو ہجرت پر موعود ہے) ثابت ہو گیا (جو بوجہ وعدہ کے ایسا ہے جیسے) اللہ کے ذمہ دَین ہو گیا بھی اس سفر کو ہجرت نہیں کہہ سکتے لیکن صرف اچھی نیت سے اس کے شروع کر دینے پر ہجرت کا حصہ عطا ہو گیا) اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں (اس ہجرت کی برکت سے گو وہ ناتمام رہے بہت سے گناہ معاف فرما دیں گے جیسا حدیث میں ہجرت کا مکفر ذنوب سابقہ ہونا آیا ہے اور) بڑے رحمت والے ہیں (کہ شروع فی العمل کو حسن نیت کی وجہ سے کمال عمل کے برابر ثواب میں فرما دیا) **ف** روح المعانی میں ہجرت کی فرضیت کا منسوخ ہونا نقل کیا ہے البتہ مستحب ہے بھی ہے اور مسلم کی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اعرابی کو جس نے اجازت ہجرت کی چاہی یہ فرمانے سے ان شان الہجرۃ لشدید اور وطن میں رہنے کے لئے ارشاد فرمانے سے نیز اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ اس کے عدم ہجرت سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دار اسلام میں نہ تھا۔ **ف۲** ان تین رکوع گزشتہ میں ہجرت کی بحث چند مواقع میں آئی ہے اس لئے اس کے متعلق ایک جامع و مختصر تقریر جس سے سب مواقع کی زیادہ تر توضیح ہو جاوے لکھی جاتی ہے جس کا ماخذ روایات و قواعد اقوال علماء و اشارات نصوص ہیں ان دلائل کے مجموع سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ ہجرت ابتداء اسلام میں فرض تھی اور فرضیت کے ساتھ وہ ظاہراً شعار لازم و موقوف علیہ ثبوت اسلام کی بھی تھی لیکن حالت عذر میں اس کی فرضیت اور شعاریت ساقط ہو جاتی تھی جیسا کہ لفظ بالشہادتین کی اب بھی یہی شان ہے اور عہد نبوی میں صحابہ کے اقوال سے نماز کی یہی شان معلوم ہوتی ہے اور اس شعار ہونے کی وجہ سے اس سے بلا عذر رجوع کرنا علامت ارتداد کی تھی اسی بناء پر رکوع اول کے شروع میں ان راجعین عن الہجرۃ کے مسلمان سمجھنے سے صحابہ کو منع فرمایا گو وہ راجعین واقع میں بھی مرتد ہوگئے

اللغات فی القاموس ھذا ملخصہ ھاجر الیہ ہجرا و ہجرۃ و فسرت بالاول ۱۲

الروایات فی الطبرانی و ابن ابی حاتم و ابو یعلی بسند جید عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن ضمرۃ بن جندب من بیتہ مہاجرا فقال اللہم ھذہ لضمرۃ و فی روایۃ فمات بالتنعیم فضرب احد یدیہ علی الاخری ثم قال اللہم ھذہ لک و ھذہ لرسولک علی ما بایعک علیہ رسولک فمات قبل ان یصل الیہم فانزل اللہ تعالیٰ الآیۃ و فی روایۃ فمات بین مکۃ و المدینۃ فانزل اللہ تعالیٰ الآیۃ و فی روایۃ فمات بالشعب شعب ضمرۃ فانزل اللہ تعالیٰ الآیۃ و فی روایۃ فمات بالحدیبیۃ فانزل اللہ تعالیٰ الآیۃ و فی روایۃ فمات بالجحفۃ فانزل اللہ تعالیٰ الآیۃ و فی روایۃ فمات بالابواء فانزل اللہ تعالیٰ الآیۃ و فی روایۃ فمات بالروحاء فانزل اللہ تعالیٰ الآیۃ و فی روایۃ فمات بالتنعیم

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ

اور جب تم زمین میں سفر کرو سو تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا کہ تم نماز کو کم کر دو

اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا

اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر لوگ پریشان کریں گے۔ بلاشبہ کافر لوگ تمہارے صریح دشمن ہیں

تھے لیکن صحابہ سے تو اسی بنا رمذکور پر کلام ہے اور دل کی تحقیق کا حکم نہیں ہے اور عذر میں بلکہ احتمال عذر میں بھی شعاریت ساقط ہونے کی بنا پر مؤمن مقتول فی دارالحرب کی دیت کے وجوب کا اور من القی الیکم السلام کے قتل کی حرمت کا حکم رکوع ثانی میں فرمایا اور صرف دوسرے علامات پر مثل اقرار وغیرہ اکتفا واجب کیا گیا اور بنا بر فرضیت تارکین ہجرت پر رکوع ثالث میں وعید فرمائی اور عذر میں فرضیت کے سقوط پر اسی رکوع میں مستضعفین کو مستثنے کیا گیا پس رکوع اول کا مضمون بنا بر رجوع ہے اور رکوع ثانی کے مضمون بنا بر شعاریت وعدم شعاریت ہیں اور رکوع ثالث کے مضمون بنا بر فرضیت و عدم فرضیت ہیں اور چونکہ یہ شعاریت محتاج تدبر ہے اس لئے بعض صحابہ کو اشتباہ ہو گیا تھا اور چونکہ تدبر سے خود دفع ہو سکتا تھا اس لئے تنبیہ کر دی گئی جیسا مانعین زکوٰۃ کے باب میں شیخین کا مناظرہ حدیثوں میں وارد ہے اور شعاریت کے لزوم میں تبدل ہو سکتا ہے اسی بنا پر فقہاء نے بعض اوضاع لباسیہ کو کفر فرمایا ہے فقط **ربط** اوپر جہاد اور ہجرت کا ذکر تھا چونکہ غالب احوال میں جہاد اور ہجرت کے لئے سفر کرنا پڑتا ہے اور نیز ایسے سفر میں مخالف کی طرف سے اندیشہ بھی اکثر ہوتا ہے اس لئے سفر اور خوف کی رعایت سے جو نماز میں بعض خاص سہولتیں اور تخفیفیں کی گئی ہیں آگے ان کا ذکر فرماتے ہیں **حکم بست** وچہارم **صلوٰۃ السفر** وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ الخ (الی قولہ) اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ○ اور جب تم زمین میں سفر کرو (جس کی مقدار تین منزل ہو) سو تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا بلکہ ضروری ہے (کہ تم ظہر و عصر و عشاء کے فرض) نماز (کی رکعات) کو کم کر دو (یعنی چار کی جگہ دو پڑھا کرو) اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر لوگ پریشان کریں گے۔ (اور اس اندیشہ کی وجہ سے ایک جگہ زیادہ دیر تک ٹھیرنا خلاف مصلحت سمجھا جاوے کیونکہ) بلاشبہ کافر لوگ تمہارے صریح دشمن ہیں **ف** مسئلہ جو سفر تین منزل سے کم ہو اس سفر میں نماز پوری پڑھی جاتی ہے یہ آیت مجمل ہے حدیث سے مفسر ہو گئی مسئلہ اور جب سفر ختم کر کے منزل پر جا پہنچے تو اگر وہاں پندرہ روز سے کم ٹھیرنے کا ارادہ ہو تب تو وہ حکم سفر میں ہے فرض نماز چار کی آدھی پڑھی جاوے گی اور اس کو قصر کہتے ہیں اور اگر پندرہ روز یا زیادہ کا قصد قیام ہو تو وہ وطن اقامت ہو جاوے گا وہاں اور نیز وطن اصلی میں قصر نہیں ہوگا مسئلہ قصر صرف تین وقت کے فرض میں ہے اور مغرب اور فجر میں اور سنن و وتر میں نہیں یہ مسئلہ اگر سفر میں خوف نہ ہو تب بھی قصر مشروع ہے بالاجماع اور خوف کی قید جو آیت میں ہے وہ باعتبار حالت زمانہ نزول آیت کے ہے کہ وہ زمانہ خوف کا تھا پھر حدیثوں سے عموم ثابت ہو گیا مسئلہ قصر واجب ہے اور قرآن میں جو اس طرح فرمایا گیا کہ تم کو گناہ نہ ہوگا جس سے شبہ ہوتا ہے کہ نہ کرنا بھی جائز ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پوری نماز کی جگہ نصف پڑھنے میں ظاہراً دو سو سہ گناہ کا ہونا تھا اس لئے اس کی نفی فرما دی سو یہ منافی وجوب کے نہیں جو دوسری دلیل سے ثابت ہے مسئلہ دریا کا سفر بھی زمین ہی کا سفر ہے اس میں بھی قصر ہوتا ہے اگر خدانخواستہ ہوا کی حالت میں تین دن میں کشتی جتنا سفر کر سکے اس کا اعتبار ہے **ربط** اوپر

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ

واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ۔ دل علی کون السفر عذرا فی التقصیر فی الاولی بالاولی وکان الاذن تعالیٰ فی صلوٰۃ الخوف علی التخفیف فی الالتزامات الوجوبیۃ

ترجمہ قولہ تعالیٰ واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ

آیت سے سفر کا تقصیر فی الادا وکے باب میں عذر ہونا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوا اسی طرح صلوٰۃ الخوف کے مشروع ہونے سے عذر کا التزامات وجوبیہ کے باب میں موجب تخفیف ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اللغات قولہ من الصلوٰۃ

من زائدۃ والصلوٰۃ واللام فیہ للجنس او العہد کما فی القاموس

الروایات للمتعلق بہذہ

(الی قولہ) ان کنت انت وا السابقۃ فی اللباب الخ (۱) ابن جریر عن علی قال سال قوم من بنی ابی سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا رسول اللہ انا نضرب فی الارض فکیف نصلی فانزل اللہ واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ ثم انقطع الوحی فلما کان بعد ذلک بحول (۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال فصلی الظہر بعقل المشرکون لعنہم اللہ لقد اصبتم محمدا واصحابہ حتی اذا کنا ہم بلا خذ ہم علیہ فقال قائل منہم ان لہم اخری مثلہا فی اثرہا فانزل اللہ تعالیٰ بین الصلوٰتین ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا الی قولہ عذابا مہینا واخرج احمد الحاکم فنزل جبرئیل بہذہ الآیات واذا کانت فیہم الخ قلت واظاہر ہذا الروایۃ الثانیۃ (۳) ملاورد فی الصحاح من حدیث عمر رضی اللہ عنہ عن المغضر مع ان الخوف ثبت بہذا ان قولہ ان خفتم متصل مع قولہ واذا ضربتم

(بجواب جبرئیل کر تلاوت قید دال علی اجتماع امرین ح السفر والخوف فیشرع القصر الیہ وفی الروح علی الروایۃ الاولی ان الجزاء محذوف ای ان خفتم فصلوا کما سیاتی کما انہ علی الروایۃ الثانیۃ

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَ

اور جب آپ اُن میں تشریف رکھتے ہوں پھر آپ ان کو نماز پڑھانا چاہیں تو ہلوں چاہیئے کہ ان میں سے ایک گروہ تو آپ کے ساتھ کھڑے ہو جاوے

لْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۪ وَلْتَاْتِ

اور وہ لوگ ہتھیار لے لیں پھر جب یہ لوگ سجدہ کر چکیں تو یہ لوگ تمہارے پیچھے جاویں اور دوسرا گروہ

طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ

جنھوں نے نماز نہیں پڑھی آجاوے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھ لیں اور یہ لوگ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور

اَسْلِحَتَهُمْ ۭ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ

اپنے ہتھیار لے لیں کافر لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیاروں اور سامانوں سے غافل ہو جاؤ تو تم پر ایک بار گی

فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى

حملہ کر بیٹھیں اور اگر تم کو بارش کی وجہ سے تکلیف ہو

مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ

یا تم بیمار ہو تو تم کو اس میں کچھ گناہ نہیں کہ ہتھیار اتار رکھو اور (اپنا) بچاؤ لے لو

اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے سزا ذلت آمیز مہیا کر رکھی ہے۔

والی آیت کی تمہید میں وجہ مناسبت مذکور ہو چکی **حکم بست و پنجم صلوٰۃ الخوف** وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ (الی قولہ) اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ○ اور جب آپ ان میں تشریف رکھتے ہوں (اور اسی طرح آپ کے بعد اور جو امام ہو) پھر آپ ان کو نماز پڑھانا چاہیں (اور اندیشہ ہو کہ اگر سب نماز میں لگ جاویں گے تو کوئی دشمن موقع پا کر حملہ کر بیٹھے گا) تو (ایسی حالت میں) یوں چاہیئے کہ (جماعت کے دو گروہ ہو جاویں پھر) ان میں سے ایک گروہ تو آپ کے ساتھ (نماز میں) کھڑے ہو جاویں (اور دوسرا گروہ نگہبانی کے لئے دشمن کے مقابل کھڑے ہو جاویں تاکہ دشمن کو دیکھتے رہیں) اور وہ لوگ (جو آپ کے ساتھ نماز میں شامل ہیں وہ بھی مختصر مختصر) ہتھیار لے لیں (یعنی نماز سے پہلے لے کر ہمراہ رکھیں شاید مقابلہ کی ضرورت پڑ جاوے تو ہتھیار لینے میں دیر نہ لگے فوراً قتال کرنے لگیں کو نماز قتال سے ٹوٹ جاوے گی لیکن گناہ نہیں) پھر جب یہ لوگ (آپ کے ساتھ) سجدہ کر چکیں (یعنی ایک رکعت پوری کر لیں) تو یہ لوگ (نگہبانی کے لئے) تمہارے پیچھے ہو جاویں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دوسرے گروہ کے جو کہ اب نماز میں شامل ہوں گے جن کا بیان آگے آتا ہے یہ پہلا گروہ ان سب کے پیچھے جاوے) اور دوسرا گروہ جنھوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی (یعنی شروع بھی نہیں کی وہ بجائے اس پہلے گروہ کے امام کے قریب) آجاوے اور آپ کے ساتھ نماز (کی ایک رکعت جو باقی رہی ہے اس کو) پڑھ لیں

البلاغۃ قولہ وليأت طائفة فی الزیع تکریرا لما تقدم قولہ ولیاخذوا حذرھم واسلحتھم فی الزجر ولعل زیادۃ الامر بالحذر بکا قال شیخ الاسلام فی ہذہ المرۃ لکونہا مظنۃ لوقوف الطمرۃ علی کون الطائفۃ الاخری مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شغل شاغل وانما فہما فرصۃ یغتنمونہا قائمین للوثوب قولہ حذرھم ای حذرہم من شانہ بما یتحصن بہ من الآلات وانبت لام الاخذ تنبیلا ۱۲

الروایات اخرج البخاری عن ابن عباس قال نزلت ان کان بکم اذی من مطر او کنتم مرضی فی عبد الرحمن بن عوف کان جریحا ۱۲

تحقیقات الترجمہ ۱ قولہ فی خاصۃ پڑھنا چاہیں فالمعنی ذروت ان تقیم الصلوٰۃ بہم ۱۲ ۲ قولہ ہتاک اور اندیشہ لم یقدیہ لدلالۃ المقام علیہ مما یاتی فیسیون المخ ۱۲ ۳ قولہ بعد فلتقم طائفۃ اور دوسرا گروہ ترکہ للظہور ۱۲ ۴ قولہ فی لیاخذوا وہو بھی مختصر اشارۃ بکلمۃ بنی الی ان الطائفۃ الاخری یاخذون بالادنی دائما ذکرنی المصلیۃ لکون الصلوٰۃ مظنۃ عدم الاخذ وقیدہا بالمختصر ان القلیل لا یمنع من الصلوٰۃ ۱۲ ۵ قولہ ہناک نماز سے پہلے لان یاخذوہ الی حال الصلوٰۃ فانہ عمل کثیر ۱۲ ۶ قولہ ہناک گو قتال سے لانہ عمل کثیر و للحذر لا یاتم ۱۲ ۷ قولہ فی دوسرا یعنی ان سب کے پیچھے ای الکلام تغلیب کذا فی البیضاوی ۱۲

اور یہ لوگ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار لے لیں (اور سامان اور ہتھیار ہمراہ لینے کا اس لئے سب کو حکم کیا ہے کہ) کافر لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیاروں اور سامانوں سے (ذرا) غافل ہو جاؤ تو تم پر ایکبارگی حملہ کر بیٹھیں (سو ایسی حالت میں احتیاط اور ہوشیاری ضروری ہے) اور اگر تم کو بارش (وغیرہ) کی وجہ سے ہتھیار لے کر چلنے میں) تکلیف ہو یا تم بیمار ہو (اور اس وجہ سے ہتھیار باندھ نہیں سکتے) تو تم کو اس میں (بھی) کچھ گناہ نہیں کہ ہتھیار اتار رکھو اور (پھر بھی) اپنا بچاؤ ضرور لے لو (اور یہ خیال نہ کرو کہ کفار کی عداوت کا صرف دنیا ہی میں علاج کیا گیا ہے بلکہ آخرت میں اس سے بڑھ کر ان کا علاج ہوگا کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے سزائے اہانت آمیز تیار کر رکھی ہے۔ **ف مسئلہ** صلوٰۃ الخوف باجماع الائمۃ اربعہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی مشروع ہے اور یہ جو ارشاد فرمایا ہے کہ جب آپ ان میں ہوں یہ باعتبار اس وقت کی حالت کے فرمایا کہ آپ تشریف رکھتے تھے اب جو امام ہو وہ اس میں آپ کا قائم مقام ہے جیسا اس آیت میں خذ من اموالھم صدقۃ حالانکہ جمیع ائمہ وخلفاء کے لئے بھی یہی حکم ہے مسئلہ جیسے آدمی سے خوف کے وقت یہ نماز مشروع ہے ایسے ہی اگر کسی شیر یا اژدہا وغیرہ کا خوف ہو اور نماز کا وقت تنگ ہو اس وقت بھی جائز ہے کذا فی الدر المختار مسئلہ یہ جب ہے کہ ایک ہی امام کے ساتھ سب نماز پڑھنا چاہیں ورنہ دونوں گروہ دو اماموں کے ساتھ پڑھ لیں کذا فی الدر المختار اور عجب نہیں کہ اذا کنت فیھم کی تقیید میں یہی نکتہ ہو کیونکہ آپ کے ساتھ سب کو نماز پڑھنا محبوب تھا تو یہ کلام کنایہ اس سے ہوگا اذا کان فیھم من تنازعونہ الصلوٰۃ خلفہ وحدہ۔

مسئلہ یہ نماز صرف اتنے خوف کے وقت ہے کہ اس کا انتظام ممکن ہو اور اگر انتظام نہ ہو سکے تو اس کا حکم سورۂ بقرہ کے حکم سی وچہارم میں مذکور ہو چکا اور حین قتال کے وقت نماز کو قضا کر دیا جاوے۔ مسئلہ آیت میں دونو گروہ کے ایک ایک رکعت پڑھنے کا تو ذکر فرمایا دوسری رکعت کا طریقہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو دونوں گروہ نے اپنی ایک ایک رکعت بطور خود پڑھ لی اخرجہ الشیخان وابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ وغیرہم عن سالم عن ابیہ کذا فی الروح اور ابو داؤد میں یہ بھی زائد ہے کہ آگے پیچھے دونوں گروہ نے یہ باقی رکعت پڑھی اور یہ سب حنفیہ کا مذہب ہے مسئلہ یہ صورت جب ہے کہ امام مسافر ہو جیسا کہ غزوات میں غالب ہے ورنہ ہر گروہ کو دو دو رکعت پڑھا دے اور بعد فراغ امام دو دو اپنے طور پر پڑھیں کذا فی الہدایہ ورواہ ابو داؤد مرفوعاً کذا فی الفتح مسئلہ اور مغرب میں ایک گروہ امام کے ساتھ دو رکعت پڑھے اور دوسرا گروہ ایک رکعت مسئلہ احادیث میں اور طریقے بھی آئے ہیں جس طرح ممکن ہو پڑھ لے سب جائز ہے کذا فی ردالمحتار مسئلہ ہتھیار وغیرہ ہمراہ رکھنے کا استحباب حنفیہ کے نزدیک تفسیر احمدی وشامی میں ہے پس یہ لاجناح ایسا ہوگا جیسا سورۂ بقرہ کے تین پاؤ پر ہے لا جناح علیکم ان طلقتموا النسآء مالم تمسوھن او تفرضوا لھن فریضۃ اسی طرح یہاں عدم احذ سلاح میں مؤنث وخطر جان کا ہے اور حمل میں اتنا نہیں فقط **ربط** اوپر صلوٰۃ السفر وصلوٰۃ الخوف کا بیان تھا جن میں من وجہ نماز

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ قبل وذالک بین اس لئے سب کو فالتطافی تفضلون للفریقین ۱۲

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ

پھر جب تم اس نماز کو ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگ جاؤ کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے بھی

فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى

پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ تو نماز کو قاعدے کے موافق پڑھنے لگو یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے

الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝

اور وقت کے ساتھ محدود ہے

کی اصلی ہیئت سے تغیر ہو گیا ہے آگے ذکر میں گلے سے تغیر نہ ہونا اور سفر و خوف کے انقطاع و زوال کے بعد اس تغیر صلوٰۃ کا بھی زائل ہو جانا اور خاص احوال میں اس تغیر کی گوارائی کا سبب بیان فرماتے ہیں۔

ذکر ورود امر اداء صلوٰۃ و توقیت آں فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ (الی قولہ) كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا پھر جب تم اس نماز (خاص) کو ادا کر چکو تو (بدستور) اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگ جاؤ کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے بھی (یعنی ہر حالت میں) کہ عین قتال کے وقت بھی دل سے بھی اور احکام کے اتباع سے بھی کہ وہ بھی ذکر ہے چنانچہ قتال میں خلاف مشروع کوئی کارروائی کرنا ناجائز ہے غرض نماز تو ختم ہوئی ذکر ختم نہیں ہوتا نماز میں تو تخفیف ہو گئی تھی لیکن یہ بحال رہے پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ (یعنی سفر ختم کر کے مقیم ہو جاؤ اور اسی طرح زوالِ خوف کے بعد مامون ہو جاؤ) تو نماز کو (بتمامہا) قاعدے کے موافق پڑھنے لگو (یعنی قصر اور نماز میں مشی وغیرہ چھوڑ دو کیونکہ وہ بوجہ عارض کے اس لئے جائز رکھا گیا تھا کہ) یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے (پس فرض ہونے کی وجہ سے ادا کرنا ضرور اور وقت ہونے کی وجہ سے وقت ہی پر ادا کرنا ضرور۔ اس لئے کچھ کچھ اس کی ہیئت تبدیل کر دی گئی تھی ورنہ ہیئت مقصودہ وہی اصلی ہیئت ہے پس زوالِ عارض کے بعد وہ ہیئت اصلی واجب الحفظ ہو گی) ف اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس تعلیل کا مقتضا یہ ہے کہ عین قتال کے وقت بھی مؤخر نہ کی جاتی کوئی اور آسان طریقہ مقرر ہو جاتا جو اس وقت ممکن ہوتا۔ جواب یہ ہے کہ تمام احکام مشروط ہوتے ہیں امکان عادی کیساتھ اور وہ عین قتال کے وقت مفقود ہے کہ اتنا نماز کی ہیئت جو اس کا اولیٰ مقتضا ہے ترک کا وہی معتبر ہے جو سورہ بقرہ کے حکم سی و چہارم میں مذکور ہو چکا جب اتنا بھی نہ ہو سکے تو اس سے کم صلوٰۃ ہی نہیں اس لئے مؤخر کی گئی۔ **ربط** اوپر اصل مقصود ذکر جہاد کا تھا اور دوسرے مضامین اس کی مناسبت سے مذکور ہو گئے تھے آگے پھر جہاد ہی کے متعلق مضمون ارشاد ہے کہ جہاد میں سستی ناجائز ہے۔ روح میں عکرمہ سے اور معالم میں اس کا نزول غزوۂ حمراء الاسد کے بارہ میں نقل کیا ہے جس کا قصہ آل عمران آیت الذین استجابوا میں مذکور ہوا ہے اس وقت کی حالت آیت

ملحقات الترجمہ ۱؎ قولہ فی قضیتم الخ ای فرغتم من الصلوٰۃ قاموا للصلوٰۃ ۲؎ قولہ فی اذکروا بدستور لگے رہو ارشاد ہوا ان الی دوامہ فی المآلی والمستقبل ۳؎ قولہ فی جنوبکم یہ تشریح ارشاد الی ذکر کرنا بحالتہ

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

فاذا اطمانتم فاقیموا الصلوٰۃ

اطمینان کی تفسیر جواہ امنا من عن السفر کے ساتھ کی جاوے خواہ امن من الخوف کے ساتھ کی جاوے دونوں تقدیر پر اس پر دال ہے کہ بعد زوال عذر کے اوراد کا اکمال کرنا چاہیئے۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ

فاذا اطمانتم فاقیموا الصلوٰۃ

۱۲ اذا قضیتم منہ فاذکروا واذکروا ۲؎ قولہ فی اطمانتم یعنی سفر الخ اشار الی ان الاطمینان ہو السکون سواء کان للجسم کما فی القیام او للقلب کما فی الاخیر اشار الی ان ہذا ایتاق بطلا آیتے القصر والخوف ۱۲

وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۖ إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ

اور سست مت پڑو اس مخالف قوم کے تعاقب کرنے میں۔ اگر تم الم رسیدہ ہو تو وہ بھی تو الم رسیدہ ہیں

كَمَا تَأْلَمُونَ ۚ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ

جیسے تم الم رسیدہ ہو اور تم اللہ تعالیٰ سے ایسی ایسی چیزوں کی امید رکھتے ہو کہ وہ لوگ امید نہیں رکھتے۔ اور اللہ تعالیٰ

عَلِيمًا حَكِيمًا ع

بڑے علم والے ہیں بڑے حکمت والے ہیں

ع ۱۵ ۱۲

ملخص الترجمہ

ف۱ قولہ فی الحکم اس مخالف قوم اشارۃ الی ان اللام للعہد ۱۲ ف۲ قولہ جب کہ اس کی اشارۃ الی ان الآیۃ فی الواقعۃ الخاصۃ فلا یلزم صحۃ فی کل قتال لان التعاقب یحتاج الیہ مرۃ ولا یحتاج الیہ اخری وکذا فیما بعدہ من قولہ یالمون الخ ۱۲

یہ مذکورہ ہے منع ازکم بہتی و دوہا و وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ (الی قولہ) وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا

اور سست مت پڑو اس مخالف قوم کے تعاقب کرنے میں (جب کہ اس کی ضرورت ہے) اگر تم (زخموں سے) الم رسیدہ ہو تو (کیا ہوا) وہ بھی تو الم رسیدہ ہیں جیسے تم الم رسیدہ ہو (تو وہ تم سے زیادہ قوت نہیں رکھتے پھر کاہے کو ڈرتے ہو) اور (تم میں ایک بیشی ان سے یہ ہے کہ) تم اللہ تعالیٰ سے ایسی ایسی چیزوں کی (جیسے ثواب وغیرہ) امید رکھتے ہو کہ وہ لوگ (ان کی) امید نہیں رکھتے (تو دل کی قوت میں تم زیادہ ہوئے اور ضعف بدن مشترک تو تم کو زیادہ مستعد ہونا چاہیئے) اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں (ان کو کفار کا ضعف بدن اور ضعف قلب معلوم ہے) بڑے حکمت والے ہیں (تمہارے تحمل سے زیادہ حکم نہیں فرمایا) ربط اوپر کفار مجاہرین کے معاملات کے ضمن میں چند جگہ منافقین کا ذکر آیا ہے کہ کفر دونوں میں مشترک ہے آگے بھی بعض منافقین کے ایک خاص قصہ کے متعلق مضمون چلا رہتا ہے جس کا خلاصہ حسب روایت ترمذی وحاکم یہ ہے کہ بنو ابیرق ایک خاندان تھا اس میں ایک شخص بشیر نام منافق تھا اس نے حضرت رفاعہ کی بخاری میں نقب دیکر کچھ آٹا اور کچھ ہتھیار جو اس میں رکھے تھے چرا لئے۔ صبح کو پاس پڑوس میں تلاش کیا اور بعض قرائن قویہ سے بشیر پر شبہ ہوا۔ بنو ابیرق نے جو کہ بشیر کے شریک حال تھے اپنی برأت کے لئے حضرت لبید کا نام لے دیا۔ غرض حضرت رفاعہ نے اپنے برادر زادہ حضرت قتادہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجکر اس واقعہ کی اطلاع دی آپ نے وعدہ تحقیق کا فرمایا۔ بنو ابیرق کو جو یہ خبر ہوئی ایک شخص جو اسی خاندان کا تھا اسیر ثاقب اس کے پاس آئے اور سب نے مشورہ کرکے جمع ہوکر مع بعض اہل محلہ کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت قتادہ اور حضرت رفاعہ کی شکایت کی کہ بیدون گواہوں کے ایک مسلمان اور دیندار گھرانے پر چوری کی تہمت لگاتے ہیں اور مقصود ان کا یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقدمہ میں ان کی طرف داری کریں۔ آپ نے یہ تو نہیں کیا لیکن اتنا ہوا کہ حضرت قتادہ جو حضور میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم ایسے لوگوں پر بے سند کیوں تہمت لگاتے ہو انھوں نے آکر اپنے چچا حضرت رفاعہ سے کہا وہ اللہ پر بھروسہ کرکے خاموش ہو گئے اس پر یہ اگلی آیتیں دو رکوع کے قریب تک نازل ہوئیں۔ غرض چوری ثابت ہوئی اور مال برآمد ہوا اور مالک کو دلایا گیا تو بشیر ناخوش ہوکر مرتد ہو گیا اور مکہ جاکر مشرکوں میں جا ملا اس پر خدا

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن

بے شک ہم نے آپ کے پاس یہ نوشتہ بھیجا ہے واقع کے موافق تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے موافق فیصلہ کریں جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دیا ہے

لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا ۝ وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا

خائنوں کی طرف داری کی بات نہ کیجئے ۔ اور آپ استغفار فرمایئے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے

رَّحِيمًا ۝ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا

بڑے رحمت والے ہیں ۔ اور آپ لوگوں کی طرف سے کوئی جواب دہی کی بات نہ کیجئے جو کہ اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص

يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ۝

کو نہیں چاہتے جو بڑا خیانت کرنے والا بڑا گناہ کرنے والا ہو ۔

آیتیں نازل ہوئیں ومن یشاقق الرسول الخ **قصہ بعض منافقین مع احکام متعلقہ آن** إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ (الی قولہ) إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ۝ بے شک ہم نے آپ کے پاس یہ نوشتہ بھیجا ہے (جس سے واقع کے موافق (حال معلوم ہوگا) تاکہ آپ (اس واقعہ میں) ان لوگوں کے درمیان اس کے موافق فیصلہ کریں جو کہ اللہ تعالیٰ نے (وحی کے ذریعہ سے) آپ کو (اصل حال) بتلا دیا ہے (وہ وحی یہ ہے کہ واقع میں بشیر سارق ہے اور بنو ابیرق جو اس کے حامی ہیں کاذب ہیں) اور (جب اصل حال معلوم ہو گیا تو) آپ ان خائنوں کی طرف داری کی بات نہ کیجئے (جیسا بنو ابیرق کی اصل خواہش یہی تھی چنانچہ دوسرے رکوع میں آتا ہے لہمت طائفۃ منہم ان یضلوک مگر آپ نے ایسا کیا نہ تھا چنانچہ خود اسی جملہ سے نہ کرنا بھی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کا حاصل یہ ہے کہ فضل الٰہی نے غلطی سے بچا لیا جس میں ہر غلطی کی نفی ہو گئی اور نہیں فرمانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ فعل ماضی میں واقع ہوا ہو بلکہ اصل فائدہ نہی کا یہ ہے کہ آئندہ کے لئے حقیقت حال سے آگاہ کر کے اس کے ارتکاب کا انسداد کرتے ہیں پس آپ کی حالت بوجہ نہی کے مجموع کا حاصل یہ ہوگا کہ جیسے اب تک طرف داری نہیں کی آئندہ بھی نہ کیجئے اور یہ انتظامات بھی مکمل عصمت نبویہ کے ہیں اور ایک خائن کے ساتھ کو خائن اس لئے فرمایا کہ خائن کی شرکت اعانت بلکہ اخفا باوجود علم کے نیز خیانت ہے پس شرعاً سب خائن ہوئے) اور (لوگوں کے کہنے سے بناء علی حسن الظن جو بنی ابیرق کو آپ نے دیندار سمجھ لیا گو بلا دلیل صحیح و سند معتبر کسی کو دیندار سمجھنا گناہ نہیں بلکہ عجب نہیں کہ فی نفسہ بوجہ حسن ظن کے حسنہ ہو لیکن چونکہ اس موقعہ پر اتنا فرما دینے سے اہل حق کا اپنے حق کو چھوڑ بیٹھنا محتمل تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت رفاعہؓ خاموش ہو کر بیٹھ رہے پس لغیرہ و بواسطہ یہ امر نامناسب اس سے) آپ استغفار فرمایئے (کہ آپ کی شان عظیم ہو اتنا امر بھی آپ کے لئے قابل استغفار رہے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے بڑے رحمت والے ہیں اور آپ ان لوگوں کی طرف سے کوئی جواب دہی کی بات نہ کیجئے (جیسا وہ لوگ آپ سے چاہتے تھے) جو کہ (لوگوں کی خیانت اور نقصان کر کر کے باعتبار وبال و ضرر کے درحقیقت) اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو نہیں چاہتے بلکہ اس کو مبغوض رکھتے ہیں جو بڑا خیانت کرنے والا بڑا گناہ کرنے والا ہو (جیسا کہ تھوڑے خیانت کرنے والے کو بھی محبوب نہیں رکھتے لیکن چونکہ تشہیر کا

متعلقات الترجمہ ۱؎ قولہ فی انزلنا الیک الکتاب یہ نوشتہ جملہ علی التخصیص مناسبۃ المقام وبجواز العموم وکذا القول فی ترجمۃ الملائکۃ

۲؎ قولہ فی توضیح لانکن لازم نہیں آتا ۱۲ مرتع ۔ فی الرفع تحت تو (تعالیٰ) وہ الذی دل علیہ النہی عن الشیٔ لا یقتضی کون المنہی مرتکبا لہ حتی ان ۱۲ منہ

استغفر اللہ ۔ مع النظر الی قولہ تعالیٰ ولولا فضل اللہ علیک ورحمتہ لہمت طائفۃ الخ وما دل علیہ من عصمۃ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم وجوب الاستغفار لہ صلی اللہ علیہ وسلم ولعموم صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ لعموم حسنات الابرار سیئات المقربین وایضا وان علی ان التکالیف الالہیۃ لا یسقط فی حال من احوال الکمال

ترجمہ قولہ تعالیٰ واستغفر اللہ مع قولہ تعالیٰ ولولا فضل اللہ علیک ورحمتہ لہمت طائفۃ الخ باوجود اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی موجب استغفار کا صدور نہیں ہوا جیسا جملہ ماننیہ سے دال ہے پھر استغفار کا حکم ہونا جیسا جملہ اولیٰ اس پر دال ہے اصل ہے اس قول کی حسنات الابرار سیئات المقربین اور نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواہ کیسا ہی گمان حاصل ہو جاوے مگر دلیل شرعی کسی حال میں ساقط نہیں ہوتیں ۔

ص ورد فی الاحادیث وان نصیر الایۃ ہکذا ولا تکن لبنی خصیما فی ابیرق واستغفر اللہ مما قلت لقتادۃ لم یبق مشکلا بعد ما قررت ۔ وما ورد فی بعضہا ہم صلی اللہ علیہ وسلم ان یفعل فہو فوق من الرؤی لا یقتضی جنۃ علی غیرہا سیما وقد علی اللہ تعالیٰ نبیہ بغیر الہمت المنصوص منہ البتۃ فی نفی ہمہ بحیث لم یبق بہم شیٔ وقد علم عدم ترتب ہم علیہ ۱۲ قولہ فی استغفر اللہ ۔ اس سے آخر ۔ یعنی جبکہ ۱۲ منہ

بالاستغفار فی المستقبل لا یلزم منہ اشارۃ ما منہ الاستغفار کما قال ولکن لان الامر بالاستغفار ونہی المستقبل یقتضی محاذرۃ الباقی خائفا عن معناہ فلذا قررہ بطریق آخر ۱۲ منہ

يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا

جن لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ آدمیوں سے تو چھپاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتے حالانکہ وہ اس وقت اُن کے پاس ہوتا ہے جب کہ وہ خلاف مرضی

لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۝ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ

الٰہی گفتگو کے متعلق تدبیریں کرتے ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے سب اعمال کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہیں ۔ ہاں تم ایسے ہو کہ تم نے دنیوی

جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۣ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

زندگی میں تو ان کی طرف سے جواب دہی کی باتیں کرلیں ۔ سو خدا تعالیٰ کے روبرو قیامت کے روز ان کی طرف سے کون جواب

اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ

کرے گا یا وہ کون شخص ہوگا جو ان کا کام بنانے والا ہوگا ۔ اور جو شخص کوئی بُرائی کرے یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی

اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰي نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ

چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پائیگا ۔ اور جو شخص کچھ گناہ کا کام کرتا ہے تو وہ فقط اپنی ذات پر اس کا اثر پہنچاتا ہے ۔ اور

اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں بڑے حکمت والے ہیں ۔

بڑا خائن ہونا بتلانا مقصود ہے اس لئے یہ صیغہ لایا گیا) يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ (الیٰ قولہ) وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ جن لوگوں کی یہ کیفیت[۱] ہے کہ (اپنی خیانت کو) آدمیوں سے تو (شرما کر) چھپاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتے[۲] حالانکہ وہ (مثل چور کے[۳]) اس وقت (بھی) ان کے پاس ہے جبکہ وہ خلاف مرضی الٰہی گفتگو کے متعلق تدبیریں کیا کرتے ہیں (جیسا اسیر کے پاس جمع ہو کر مشورہ کیا گیا تھا کہ حضور سے یوں گفتگو کریں گے) اور اللہ تعالیٰ ان کے سب اعمال کو اپنے (علمی) احاطہ میں لئے ہوئے ہیں ہاں[۴] (جو بشیر وغیرہ کی حمایت میں بعض اہل محلہ جمع ہو کر آئے تھے وہ سُن لیں کہ) تم ایسے ہو کہ تم نے دنیوی زندگی میں تو ان کی طرف سے جوابدہی کی باتیں کرلیں سو (یہ تو بتلاؤ کہ) خدا تعالیٰ کے روبرو قیامت کے روز ان کی طرف سے کون جواب دہی کرے گا یا وہ کون شخص ہوگا جو ان کا کام بنانے والا ہوگا (یعنی نہ کوئی زبانی جواب دہی کرسکے گا نہ کوئی عملی درستی مقدمہ کی کرسکے گا) اور (یہ خائنین اگر اب بھی توبہ موافق قاعدہ شرعیہ کے کرلیتے تو معافی ہو جاتی کیونکہ ہمارا قانون یہ ہے کہ) جو شخص کوئی (متعدی) بُرائی کرے یا (صرف) اپنی جان کا ضرر کرے (یعنی غیر متعدی گناہ کرے اور) پھر اللہ تعالیٰ سے (حسب قاعدہ[۵] شرعیہ) معافی چاہے (مثلاً حقوق العباد میں ادا یا ابرا بھی ضرور ہے) تو وہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پاوے گا اور (ضرور گنہگاروں کو اس کی کوشش کرنا چاہیئے کیونکہ) جو شخص کچھ گناہ کا کام کرتا ہے تو وہ فقط اپنی ذات پر اس کا اثر پہنچاتا ہے (وہ اثر گناہ اور سزا ہے جب انجام گناہ کے کام کا یہ ہے تو توبہ کرلینا بہت ضرور ہے) اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں (سب کے گناہوں کی ان کو خبر ہے) بڑے حکمت والے ہیں (مناسب مناسب سزا تجویز فرماتے ہیں)

ملخص التراجم

[۱] قولہ لایستخفون یہ کیفیت اشارۃ الی ان الجملۃ صفۃ لخائنا او خائنین والافرد فی محل وجمع فی آخر رعایۃ للفظ من و معناہ ۱۲

[۲] قولہ لایستخفون نہیں شرماتے ماخذہ الروح حیث قال الی انما فسر الاستخفاء بعدم الحیاء لان الاستخفاء عن عرشانہ محال فلا فائدۃ فی نفیہ لا بمعنی اللزوم فی عدم ذکر بعض محققین التغییر بذلک من باب اشمالکنہ ۱۲

[۳] قولہ فی وھو معھم مثل وقت کے اشارۃ الی ان التخصیص انما ھو اہتماما للمقصود بالذکر کما ھو ظاہر ۱۲

[۴] قولہ فی ھا انتم ہاں تم ایسے ہو اشارۃ الی ان ھا تنبیہ و انتم مبتدا و اولاء موصول بمعنی الذین مع صلۃ خبر ۱۲

[۵] قولہ فی یستغفر اللہ حسب قاعدہ لان حقوق العباد لابد منہا بخلاف الاستغفار العقبی ۱۲

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ

اور جو شخص کوئی چھوٹا گناہ کرے یا بڑا گناہ پھر اس کی تہمت کسی بے گناہ پر لگادے سو اس نے تو بڑا بھاری بہتان اور

اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ

صریح گناہ اپنے اوپر لادا ۝ اور اگر آپ پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہو تو ان لوگوں میں سے ایک گروہ نے

مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۭ

تو آپ کو غلطی ہی میں ڈال دینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اور غلطی میں نہیں سکتے لیکن اپنی جانوں کو اور آپ کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہنچا سکتے

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ

اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور علم کی باتیں نازل فرمائیں اور آپ کو وہ باتیں بتلائی ہیں جو آپ نہ جانتے تھے۔

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝

اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ (الی قولہ) وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ اور (یہ تو خود گناہ کرنے کا انجام ہوا اور جو کر کے دوسروں پر لگائے اس کا حال سنو کہ) جو شخص کوئی چھوٹا گناہ کرے، یا بڑا گناہ پھر (بجائے اس کے کہ خود ہی توبہ کرنا چاہئے تھا اس نے یہ طرہ کیا کہ) اس (گناہ) کی تہمت کسی بے گناہ پر لگادی سو اس نے تو بڑا بھاری بہتان اور صریح گناہ اپنے سر کے اوپر لادا (جیسا بشیر نے کیا کہ خود تو چوری کی اور ایک نیک بخت بزرگ آدمی لبید کے ذمہ رکھدی) اور اگر (اس مقدمہ میں) آپ پر (ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہو (جو کہ ہمیشہ آپ پر رہتا ہے) تو ان (چالاک) لوگوں میں سے ایک گروہ نے تو آپ کو غلطی ہی میں ڈالدینے کا ارادہ کر لیا تھا (لیکن خدا کے فضل سے ان کی رنگ آمیز باتوں کا آپ پر کوئی اثر نہیں ہوا اور آئندہ بھی نہ ہوگا چنانچہ فرماتے ہیں) اور کبھی آپ کو) غلطی میں نہیں ڈال سکتے لیکن (اس ارادہ سے) اپنی جانوں کو (بتلائے گناہ و مستحق عقوبت بنا رہے ہیں) اور آپ کو ذرہ برابر (اس قسم کا) ضرر نہیں پہنچا سکتے اور (آپ کو غلطی کا ضرر پہنچانا کیسے ممکن ہے جبکہ) اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور علم کی باتیں نازل فرمائیں (جس کے ایک حصہ میں اس قصہ کی حقیقت کی اطلاع بھی دے دی) اور آپ کو وہ (مفید اور عالی) باتیں بتلائی ہیں جو آپ (پہلے سے) نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے (پھر اللہ کے فضل کے ساتھ کس کا قابو چل سکتا ہے)

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولولا فضل اللہ علیک ورحمتہ لھمت طائفۃ منھم ان یضلوک ۱۲ ع ۸ ۱۳

علی عدم جواز الاجتہاد عند وجود النص ۱۲ منہ

تکبیر متقوی ہوا نش مرد نظر کافری ست
ناہ در گرمند دارد تو کل باید ش

ترجمہ قولہ تعالیٰ الثلثۃ

ولولا فضل اللہ علیک و رحمتہ لھمت طائفۃ منھم ان یضلوک

اس پر دال ہے کہ کسی کو اپنے علم یا عمل پر اعتماد جائز نہیں۔

ملحقات الترجمہ

قولہ فی خطیئۃ چھوٹا گناہ اخذہ الروح قلت وانما الاثم فی الاول والخطیئۃ والاثم فی الثانی کما فی الخطیئۃ من غیر رمی بغیرہ بصغیرۃ وبرمی عفوا فانتفی بالاثم وما الرمی صغیرۃ فیہ الرمی بالصغیرۃ او بالکبیرۃ فکلاھما کبیرۃ والرمی یکتسب علیہ اثم ومن

ثم اکد امرہ بقولہ ثم رمی بہ بریئا واثما مبینا واعلم ان وصف الاثم بما ذکر یمنع وصف البہتان بما ذکر لانہ عبارۃ عن اخراج احد مومنا بغیر حق وعبارۃ عنہ بما تحویلا لامرہ وکونہ بہتانا ظاہرا وکونہ اثما لانہ کذب ۱۲

قولہ فی لھمت اثر ہیں ہوا اشارالی ان المقصود بالنفی ۱۲

۵ ہوا الخائر ان ای ہم منھم قد وقع وانما تعلق النفی بہم ایذانا بانتفاء تاثیرہ بالکلیۃ حتی کانہ مع وقوعہ لم یقع فی الحال جواب لولا وجواز ابقائہا ان یکون الجواب محذوفا والتقدیر لاضلوک ثم استانفای لقد ہمت اخذتہ من الروح والفتح حمل قولی ارادۃ کریا تھا علی ہذا التجویز فافہم ۱۲

قولہ فی ما یضرونک

اس قسم کا اشارالی ان المنفی لیس ہو نفی الضرر مطلقا لوقوعہ بعضہ یقینا کما یدل علیہ الواقع لن یضروکم الا اذی ۱۲

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝

عام لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں خیر نہیں ہوتی ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں (کہ خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کرو دینے کی ترغیب دیتے ہیں ۔ اور جو شخص یہ کام کرے گا حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے واسطے تو ہم اس کو عنقریب بڑا عظیم عطا فرماویں گے ۔ اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ ہو لیا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور اسکو جہنم میں داخل کریں گے ۔ اور وہ بری جگہ ہے جانے کی

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ (الی قولہ) وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۔ عام لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں خیر (یعنی ثواب اور برکت) نہیں ہوتی (جیسا اسیر کے پاس جمع ہو کر خفیہ مشورہ کیا گیا تھا) ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ (خیر) خیرات کی اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کرو دینے کی ترغیب دیتے ہیں (اور اس تعلیم و ترغیب کی تکمیل و انتظام کے لئے خفیہ تدبیریں اور مشورے کرتے ہیں یا خود ہی صدقہ وغیرہ کی دوسروں کو خفیہ ترغیب دیتے ہیں کیونکہ بعض اوقات خفیہ ہی کہنا مصلحت ہوتا ہے اُن کے مشوروں میں البتہ خیر یعنی ثواب اور برکت ہے) اور جو شخص یہ کام کرے گا (یعنی ان اعمال کی ترغیب دیگا) حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے واسطے (نہ کہ ریاست و شہرت کی غرض سے) سو ہم اس کو عنقریب بڑا اجر عظیم عطا فرماویں گے (یعنی آخرت میں) لیکن ان خائنوں کے تو ایسے مشورے میں نہیں اس لئے ناپسندیدہ ہیں) اور جو شخص رسول (مقبول صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا (دینی) رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ ہو لیا (جیسا بشیر مرتد ہو گیا حالانکہ اسلام کا حق ہونا اور نیز اس خاص واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کا خود اس کے حق میں بھی حق ہونا معلوم تھا پھر بھی بدبختی نے گھیرا) تو ہم اس کو (دنیا میں) جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور (آخرت میں) اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے جانے کی ۔

ترجمہ

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝

ترجمہ تمام وہ امور آگئے جو نافع ہوں خواہ دینی ہوں یا دنیوی ہوں مگر منہی عنہ ہوں اور گو اس میں صدقہ بھی داخل تھا لیکن نفس پر شاق ہونے کی وجہ سے اس کا زیادہ اہتمام فرمایا اور خاص اس مقام میں اس لئے بہت ہی مناسب ہوا کہ بشیر نے چور بن کر کے غیر کا مال لیا تھا اس نے مقابلہ میں اپنا مال غیر کو دینے کی فضیلت بیان فرما دی اور اسی طرح لوگوں میں صلح کرا دینا بھی معروف میں داخل ہے لیکن چونکہ نا اتفاقی سبب ہے مضرات عظیمہ کثیرہ کا اور اصلاح میں اس کا انسداد ہے اس لئے اس کو بھی تصریحاً ذکر فرمایا پس صدقہ جانب نفع عظیمہ تھا اور اصلاح دافع مضار عظیمہ ان دونوں کو باوجود عموم معروف کے مصرح فرما دیا پس اصلاح کا فاصل اور الناس کا مصداق ایک ہی ہے جیسے اصلحوا ذات بینکم میں اور معنی یہ ہیں کہ او امر الناس باصلاح بینہم بطریق وضع مظہر موضع مضمر کے اور یشاقق الرسول باوجود یکہ دلالت علی المقصود میں کافی ہے مگر تبع

فائدہ قولہ ومن یفعل ذلک ابتغاء الخ قال البیضاوی الآیۃ تدل علی تحریم مخالفۃ الاجماع لان توعد علی الشدید علی المشاقۃ واتباع غیر سبیل المؤمنین وذلک یوجب کون کل منہما محرما اذ لو کان احدہما واجبا فقط لم یکن فی الاخر وعید لانہ یجوز ترکہ للواجب الثانی والثالث ویمکن الاول بان یقال ترک الاجماع حرام لکن فرق بین الاجماع الحاصل بالاتفاق وبین الاجماع الحاصل بالاستنباط بل ینبغی ان یکون الاجماع الثابت بالاتفاق اقوی من الاجماع الثابت بالاستنباط ولا یخفی ان ہذا الکلام لا یتم الا اذا کان کل واحد من الامرین بالاتباع فی سبیل المؤمنین واجبا علی حدۃ فلم یلزم من ترک احدہما ترک الآخر لکن لیس کذلک فان الآیۃ تدل علی ان الوعید انما ہو علی الجمع بین

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ

بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جاوے اور اس کے سوا اور جتنے گناہ ہیں جس کے لئے منظور ہوگا وہ گناہ بخش دیں گے

يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھیرائے وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا ۝ یہ لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف چند زنانی چیزوں

إِنَاثًا ۖ وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا ۝ لَعَنَهُ اللَّهُ ۘ

کی عبادت کرتے ہیں۔ اور صرف شیطان کی عبادت کرتے ہیں جو کہ حکم سے باہر ہے۔ جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور ڈال رکھا ہے

غیر سبیل المؤمنین کے زائد کرنے میں یہ فائدہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت جس کو دلیل کی سمجھتے ہیں بتلادی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کا علم مشاہدۃً تو ہر وقت متعذر ہے اس وقت بھی بوجہ اکثروں کے غائب ہونے کے اور بعد میں بوجہ وفات کے رہا روایۃً منصوص میں اور درایۃً یعنی اجتہاداً غیر منصوص میں سو وہ محتاج توسط رواۃ و ہداۃ مسلمین سے پس زیادہ معروف معاندت و مخالفت طریقہ رسولی کا اتباع و عدم اتباع سبیل مؤمنین کا ہوا فافہم فانہ من المواہب لامن المکاسب واللہ اعلم **ربط** اوپر ذکر جہاد میں گو سب مخالفین داخل ہیں لیکن بیان احوال میں یہود اور منافقین کے احوال کا بیان ہوا ہے مخالفین میں ایک جماعت بلکہ اور سب سے بڑی مشرکین کی تھی آگے کچھ اُن کے عقائد کی حالت اور طریقہ مذمت اور اس کی سزا کا مذکور ہے اور اس مقام پر یہ اس لئے اور زیادہ مناسب ہوگیا کہ دربارہ اس سارق کے مرتد ہونے کا ذکر ہے پس اس سے اس کی دائمی سزا کا حال معلوم ہوگیا و نیز اوپر ترغیب تھی توبہ کی یہاں شرک و کفر کے سوا اور ذنوب کا مغفور ہونے کے بیان سے توبہ کی اور ترغیب ہوگئی **عقوبت ۱۲ دوم طریقہ مشرکین** إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ (الی قولہ) إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا ۝ لَعَنَهُ اللَّهُ ۘ بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاوے (بلکہ سزائے ابدی میں مبتلا رکھیں گے) اور اس کے سوا اور جتنے گناہ ہیں (خواہ صغیرہ یا کبیرہ) جس کے لئے منظور ہوگا (بلا سزا) وہ گناہ بخش دیں گے (البتہ اگر وہ مشرک مسلمان ہوجاوے تو پھر مشرک ہی نہ رہا اب وہ سزائے دائمی بھی نہ رہے گی) اور (وجہ اس شرک کے نہ بخشنے کی یہ ہے کہ) جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ (کسی کو) شریک ٹھیراتا ہے وہ (امر حق سے) بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا (وہ امر حق توحید ہے جو عقلاً بھی واجب اور تعظیم صانع کے حقوق سے ہے۔ پس مشرک نے حضرت صانع کی اہانت کی اس لئے ایسی سزا کا مستحق ہوگا بخلاف دوسرے گناہوں کے کہ کچھ تو ضلال ہے مگر توحید کے خلاف اور اس سے بعید نہیں اس لئے قابلِ مغفرت قرار دیا گیا اور شرک کے غیر مغفور ہونے کی علت کفر میں بھی مشترک ہے کیونکہ اس میں بھی انکار ہوتا ہے صانع کی کسی بتلائی ہوئی بات کا پس وہ اس کی صفت صدق کی نفی کرتا ہے اور کوئی کافر خود ذات کا بھی منکر ہے اور صفت اور ذات دونوں میں سے جس کی نفی ہو توحید کا انکار اور اس سے بعید ہے پس کفر و شرک دونوں غیر مغفور ہیں گے مشرکین کی تحمیق ان کے مذہبی طریقہ میں بیان فرماتے ہیں کہ یہ (مشرک) لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر (ایک تو) صرف چند زنانی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں اور (ایک) صرف شیطان کی عبادت کرتے ہیں جو کہ (خدا تعالیٰ کے حکم سے باہر ہے (اور) جس کو (اس کے ظلم کی وجہ سے) خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت (خاصہ) سے دور ڈال رکھا ہے

الروایات فی الروح اخرج الثعلبی عن ابن عباس رضی ان شیخا من العرب جاء الی الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال فی شیخ منهمک فی الذنوب الا انی لم اشرک باللہ تعالیٰ منذ عرفته و آمنت به وعلم اتخذ من دونه ولیا ولم اوقع الفحشاء جرأت وما توهمت طرفة عین انی اعجز اللہ تعالیٰ هربا وانی لادوم تائبا فما ترى حالی عند اللہ تعالیٰ فنزلت ان اللہ لا یغفر

اللغات المرید من مرد وهو الخروج والتجرد ومنه الصعید للتراب المجرد الهرب الدوام البلا شق الروح انما جعل الجزاء ههنا فعلا مضارعا لقصد التجدد فتدبر اثما عظیما الملان تلک فی اهل الکتاب ثم مطلقا علی ما لا یشکون فی صحته ومعنی اشرکوا اکفروا فصار ذلک قرأ وجرأة علی اللہ تعالیٰ وبهته فی الناس لم یبلغوا کفاحا فاشرکوا وضلوا ضلالا بعیدا ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱؎ قولہ فی سورۃ الانعام جو کہ اور جس کو اور جس نے اشارۃ الی ان هذه صفات للشیطان وقال بعضهم ان جملة اللعن اعتراضیة وقال مستانفة ۱۲

وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ

اور جس نے یوں کہا تھا کہ میں ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ اطاعت کا لوں گا اور میں ان کو گمراہ کروں گا اور میں ان کو ہوسیں

وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ

اور میں ان کو تعلیم دوں گا۔ جس سے وہ چار پاؤں کے کانوں کو قطع کریں گے اور شیطان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑ کریں گے

يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝ يَعِدُهُمْ

خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنائے گا وہ صریح نقصان میں واقع ہوگا۔ شیطان ان لوگوں سے

وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ

وعدے کیا کرتا ہے۔ اور ان کو ہوسیں دلاتا ہے اور شیطان ان سے صرف جھوٹے وعدے کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے

جَهَنَّمُ ۭ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۝

اور اس سے کہیں بچنے کی جگہ نہ پاویں گے

وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ الی قولہ وَيَعِدُهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اور جس نے (جس وقت کہ وہ) خاصہ سے دور اور ملعون ہونے لگا یوں کہا تھا (جس سے اس کی عداوت صاف مترشح ہے) کہ میں (اپنی) کوشش سے ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ اطاعت کا لوں گا اور (اس حصہ کی تعیین یہ ہے کہ میں تو بعض لوگوں کو) گمراہ کروں گا اور میں ان کو (خیالات میں) ہوسیں دلاؤں گا جس سے معاصی کی طرف میلان ہو اور ان کی مضرت انظار میں نہ رہے۔ اور میں ان کو (اعمال بدکفریہ) فسقیہ کرنے کی تعلیم دوں گا جس سے وہ (بتوں کے نام پر) چار پاؤں کے کانوں کو ترشا کریں گے (اور یہ اعمال کفریہ سے ہے) اور میں ان کو (اور بھی) تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑ کریں گے (اور یہ اعمال فسقیہ سے ہے جیسے ڈاڑھی منڈانا بدن گدانا وغیرہ) اور جو شخص خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنا دے گا (یعنی خدا تعالیٰ کی اطاعت نہ کرے اور شیطان کی اطاعت کرے) وہ (شخص) صریح نقصان (وزیان) میں واقع ہوگا وہ (آخر) جہنم میں جانا ہے) شیطان ان لوگوں سے (عقائد کے متعلق جھوٹے) وعدے کیا کرتا ہے (کہ تم نے فکر رہنا کہیں حساب ہے نہ کتاب ہے) اور (خیالات میں) انکو ہوسیں دلاتا ہے (کہ اس گناہ میں ایسی لذت ہے اس حرام ذریعہ میں ایسی آمدنی ہے) اور اعمال شیطانیہ کا وجود اور لغویت اور مضرت خود ظاہر ہے) اور شیطان ان سے صرف جھوٹے (فریب آمیز) وعدے کرتا ہے (کیونکہ واقع میں حساب کتاب حق ہے اور اس کی ہوسوں کا فریب ہونا) لو بہت جلدی کھل جاتا ہے) ایسے لوگوں کا (جو شیطان کی راہ پر چلتے ہیں) ٹھکانا جہنم ہے (اور وہ خسران مبین یہی ہے) اور اس (جہنم) سے کہیں بچنے کی جگہ نہ پاویں گے (کہ وہاں جاکر پناہ لیں) ف شرک کے متعلق ایک مفید بحث اس پارہ کے ربع کے ایک رکوع قبل اس آیت کے ذیل میں جس کے الفاظ اس مقام کی آیت کے مثل ہیں گذر چکی ہے دیکھ لی جاوے اور زنانی چیزوں سے مراد بعضے بت ہیں جن کے نام اور صورتیں عورتوں کی سی تھیں اور ان کو زیور وغیرہ بھی پہناتے تھے جیسا کہ روح میں حسن سے منقول ہے کہ

بہنا علی الاضلال (التنبیہ وعدم الاعادۃ) لظاہر اعمال اشارۃ بما بعدہا (ای قولہ ما یعدہم) اور اس کی ہوسوں الآیۃ وجہ الاقتصار علی الجزء الاضلال وعدم الاعادۃ (التنبیہ حاصل فی الاقتصار الاول ان

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ
ولامرنھم فلیغیرن خلق اللہ
دخل فیہ خلق الخصی عدیل
علی کون طرد خلق اللہ
شیطانی ان سیاہ
الجہلۃ ملعون ۱۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ
ولامرنھم فلیغیرن
خلق اللہ۔ اس میں ڈاڑھی
منڈانا بھی داخل ہے پس
یہ قول اس پر کہ جس طریق
میں ڈاڑھی منڈانا شعار ہو
وہ طریق شیطانی ہے اگرچہ
اس کا جہلائے طریقہ
قلندریہ نام رکھا ہے۔

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی (الاضلال) اور
کوشش (کی) یوجہ (لطیف علم
ان (کا) لسان یلوم (کہ) اولا الی
لطف فی الحساب تعالیٰ الجزاء
ان ... بغوا المعنی
ولامرنھم فی ذلک لامرنھم تعلیم
الخ ۱۲ ۲ قولہ فی نفسہا
الطاعات، خذہ الخازن حیث
قال لکل ما ضیع فیہ ابلیس فہو نصیبہ
مفروضا ۳ قولہ (اضلنہم)
تفصیل اشارۃ الی کون من عطف
الخاص علی العموم او مغایرۃ تعمیم
فی التفصیل مذکور فی الخازن فوجہ
التقصیل لامور الثلثۃ الاول
العقائد والثانی حدیث النفس
من لذات المعاصی وترجیۃ الاد
الجنۃ مع المعاصی لسنہ رحمۃ
ووعد التوبۃ ونسویفہا والثالث
الاعمال ۴ قولہ (ولاٰمرنھم)
عطف تاکید او تفاوت اعمال اشارۃ بما بعدہا (ای قولہ ما یعدہم
مؤدی الاضلال، ہذا ما یقول
اور اعمال الخ الی وجہ الاقتصار علی الجزء الاضلال وعدم الاعادۃ (التنبیہ حاصل فی الاقتصار الاول ان ۱۲

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم ان کو عنقریب ایسے باغوں میں داخل کریں گے کہ ان کے نیچے نہریں جاری

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝

ہوں گی وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے خدا تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے اور سچا وعدہ فرمایا اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کا کہنا صحیح ہوگا

قبیلہ میں ایسے بت تھے اور ان کو انہی بنی فلاں کے نقب سے مشہور کرتے تھے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے سوا اور کی عبادت نہیں کرتے چنانچہ بعضے بت نام اور شکل میں مردوں کی طرح بھی تھے بلکہ یہاں مستثنیٰ دو چیزیں ہیں اور حصر مجموعہ کے اعتبار سے ہے جس کا دوسرا جزو یعنی شیطان سب معبودات غیر اللہ کو بایں معنی شامل ہے کہ شیطان کے کہنے سے عبادت کرنا گویا شیطان کی عبادت کرنا ہے جیسے محاورات میں کہتے ہیں کہ میں نے زید کے کہنے سے فلاں شخص کو روپیہ دیا ہے تو میں نے تو زید ہی کو دیا ہے اس عام میں سے اناث کو منفرد کرکے لے آنا ان کی زیادت تحقیق کے لئے ہے کہ ایسے ناقص الاوصاف کی بھی عبادت کرتے ہیں پس کوئی معبود باطل ایسا نہیں جو اس حصر فی المجموع سے خارج ہو بلکہ جزو ثانی میں تو سب داخل ہیں اور بعضے جزو اول میں بھی پس نہ حصر پر شبہ ہے اور نہ دونوں حصروں میں تنافی ہے کیونکہ مقصود حصر احد ہے گو یدعون عامل مکرر ہے پس تقدیر کلام اس طرح ہے ان یدعون الا اناثا وان یدعون الا شیطانا جیسے جاءنی الازید والا عمرو اور شیطان کی چند صفتیں تاکید مقصود کے لئے لائے یعنی ایسے شیطان کی اطاعت کرتے ہیں جو اولاً ملعون ہے ثانیاً مردود ہے ثالثاً ملعون ہے رابعاً انسان کا عدو ہے جیسا اس کے اقوال سے مترشح ہے آگے وہ اقوال اس کی عداوت پر دلالت کرنے کے لئے نقل فرمائے پس یہ لازم نہیں کہ یہاں جتنے امور مذکور ہیں وہ سب کفر و شرک ہی ہوں چنانچہ بعض امور صرف فسق ہیں اور یہاں جو تغییر کی مذمت مذکور ہے وہ ہر تغییر نہیں بلکہ جس میں افساد ہو اور جس میں افساد نہ ہو وہ مذموم نہیں بلکہ عدم افساد کے ساتھ اگر اصلاح بھی ہو جیسے ختان و تعلیم اظفار وہ مؤکد ہے اور جس میں دونوں نہوں جیسے خضاب بہائم اور مقدار مسنون سے زائد ریش کا تراشنا یہ جائز ہے اور افساد کے وجود و عدم کا مدار اعتبار شریعت ہے نہ کہ عرف جس میں علاوہ اس کے کہ شارع کے برابر اس کی نظر نہیں خود باہم عرف عرف میں تعارض بھی ہوا کرتا ہے خوب سمجھ لو اور خلق اللہ کی تفسیر یہ بھی ہو سکتی ہے الخلق الذی امر اللہ ان یکون الانسان علیہ یعنی حق تعالیٰ کی پسندیدہ وضع پس تغییر متن میں خلق تکوینی ہے اور اس تفسیر پر خلق تبدیلی۔ **ربط** اوپر کفار و مشرکین کے لئے وعید تھی آگے مؤمنین کے لئے وعدہ اور بشارت ہے جیسا اکثر قرآن مجید کا طرز ہے **ثواب مومنین** وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا (الی قولہ) وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ○ اور جو لوگ ایمان لائے اور (انھوں نے) اچھے کام کئے ہم ان کو عنقریب ایسے باغوں میں داخل کریں گے کہ ان کے (محلات کے) نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے خدا تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے اور سچا وعدہ فرمایا ہے اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کا کہنا صحیح ہوگا **ف** نصف پارہ پر من اصدق من اللہ حدیثا میں جو کچھ لکھا گیا ہے یہاں بھی ملاحظہ کرلیا جاوے **ربط** اوپر ہوسنا کی خیالات کا شیطانی دھوکا اور غیر معتبر ہونا بیدہم ویمنیہم الخ میں اور ایمان و اعمال کا قابل اعتبار ہونا والذین امنوا میں مذکور تھا آگے بھی یہی دو مضمون ہیں پہلی آیت میں پہلا مضمون اور بعد کی آیتوں میں دوسرا مضمون

النحو فی روح المعانی وسلم وعداوا حقا حقاقہ واشرت الی الترکیب فی الرحمتہ ۱۲ البلاغۃ فی تحلیلھا فی معاضتہ سبطان الکفر ۱۲ وعد اللہ الاولیاء ۱۲ ۵ بلکہ زائد ریش زائد سنت ہے اور مؤکد یا غیر مؤکد ہونا کس نظر سے نہیں گذرا ۱۲

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ

نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلتا ہے اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے جو شخص کوئی برا کام کرے گا وہ اس کے عوض میں سزا دیا جاوے گا

لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ

اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملے گا نہ مددگار ملے گا اور جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو

اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝

یا عورت بشرطیکہ مؤمن ہو سو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔

اہل کتاب کا ذکر اس مضمون میں اس لئے آیا کہ ان میں اور مسلمانوں میں ایک باردین کے باب میں تفاخر ہوا تھا کذا فی اللباب **الغاء طمع خام واغتباء اعمال واسلام** لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ (الی قولہ) وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝ نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلتا ہے اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے (کہ خالی خولی زبان سے اپنے فضائل بیان کیا کریں بلکہ مدار کار اطاعت پر ہے پس) جو شخص (اطاعت میں کمی کرے گا اور) کوئی برا کام کرے گا خواہ از قسم عقائد ہو یا از قسم اعمال وہ اس کے عوض میں سزا دیا جاوے گا (اگر وہ برائی عقیدہ کفر تک ہے تو سزائے دائمی اور حتمی اور اگر اس سے کم ہے تو سزائے غیر دائمی اور مقید بعدم توبہ وعدم عفو) اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملے گا نہ مددگار ملے گا (کہ خدا تعالیٰ سے اسے چھڑا لے) اور جو شخص کوئی نیک کام کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مؤمن ہو سو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا (کہ ان کی کوئی نیکی ضائع کر دی جاوے)

النحو قولہ فی الروح الباء فی باما نیکم مثلہا فی زید بالباب و لیست زائدۃ واسم لیس مستتر فیہا عائد علی الامر المتحاور فیہ بقرینۃ سبب النزول و فی الجلالین او منع من ہذا حیث قال لیس الامر منوطا بالامانۃ فی الروح قولہ وہو مؤمن فیہ رفع توہم ان العمل الصالح ینفع الکافر حیث قرن بذکر العمل السوء المضر للمؤمن الکافر۔ قولہ لا یظلمون فیہ وعلم من نفی تنقیص ثواب المطیع نفی زیادۃ عقاب العاصی من باب الاولی لان دفع الاذی فی زیادۃ العقاب اشد منہ فی تنقیص الثواب فاذا لم یرض بالاول وہو احقر احرص فکیف یرضی بالثانی۔ ۱۲

الروایات ۔ فی اللباب اخرج ابن جریر عن مسروق قال تفاخر النصاری واہل الاسلام فقال ہؤلاء نحن افضل منکم فانزل اللہ لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب الآیۃ وفی لفظ عن مسروق قال لما نزلت لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب قال اہل الکتاب نحن وانتم سواء فنزلت ہذہ الآیۃ ومن یعمل من الصالحات من ذکر او انثی وہو مؤمن الآیۃ قلت وقد اعترت ہذا فی تقریر آیۃ ومن احسن دینا فتوضح تعیین المصداق المؤمن فافہم ۱۲

لا یدخل الجنۃ غیرنا وقالت قریش انا لا نبعث فانزل اللہ تعالی لیس بامانیکم الآیۃ قلت ومن ثم قال بعض المفسرین ان الخطاب فی الآیۃ للمشرکین وایدوہ بانہ لم یجر للمسلمین ذکر فی الامانی لکن الذی رواہ الترمذی ومسلم من کون الآیۃ شاقۃ علی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ والمسلمین وجواب صلی اللہ علیہ وسلم لہم یکون المصائب کفارۃ لہم فی الدنیا اصرح دلیل علی کون الخطاب للمسلمین فالتوجیہ ان یقال ان المقصود ہو الخطاب للمسلمین تدل الآیۃ بطلان امانی المشرکین بالاولی لان الامانی اذا لم یعتد بہا وقد کانت اہل العلم کما بلہا اذا کانت اہل الجہل فکان الخطاب للمشرکین بہذا النمط واما ایدوہ بہ فان الامانی بالتفسیر الذی اخترتہ تکون ہی امانی المشرکین غیرہم عالجہم وفی اللباب ج ۱ ص ۲۰۳ عن ابن جریر عن مسروق قال لما نزلت لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب قال اہل الکتاب نحن وانتم سواء فنزلت ہذہ الآیۃ ومن یعمل من الصالحات من ذکر او انثی وہو مؤمن الآیۃ قلت وقد اعترت ہذا فی تقریر آیۃ ومن احسن دینا فتوضح تعیین المصداق المؤمن فافہم ۱۲

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ

لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب دل بعمومہ علی بطلان امتال ادعاء عدم المواخذۃ بالاعمال لکونہم اصحاب حال او منتسبین الی اہل الکمال فانہا امانی و اکاذیب تردہ الشریعۃ

ترجمہ قولہ تعالیٰ

لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب ۔ اپنے عموم مضمون سے اس پر دال ہے کہ بعضے لوگ جو دعوی کیا کرتے ہیں کہ چونکہ ہم اصحاب حال یا منسوب الی اہل الکمال ہیں ہم پر اعمال بد سے مواخذہ نہ ہوگا یہ دعوی باطل محض ہے کیونکہ ایسے دعاوی اکاذیب مردودہ عند الشریعۃ ہیں

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی یعمل سوء از قسم عقائد او عمم لیعم اہل الکتاب فان سوء ہم الاصلی عقائدہم الزائغۃ ۱۲

۲ قولہ فی الصالحات کوئی نیک او افادۃ من التبعیضیۃ ۱۲

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ

اور ایسے شخص سے زیادہ اچھا کس کا دین ہوگا جو کہ اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو اور وہ ملت ابراہیم کا اتباع

حَنِيْفًا ۭ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

کرے جس میں کجی کا نام نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا خاص دوست بنایا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور

الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝

جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو احاطہ فرمائے ہوئے ہیں۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ (الیٰ قولہ) وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ع اور (اوپر جو مومن کی قید لگائی) اس کا مصداق ہر فرقہ نہیں بلکہ صرف وہ فرقہ جس کا دین خدا تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہونے میں سب سے اچھا ہو اور ایسا فرقہ صرف اہل اسلام ہیں جس کی دلیل یہ ہے کہ اُن میں یہ صفات ہیں اطاعت تامہ۔ اخلاص اتباع ملت ابراہیم اور ایسے شخص (کے دین) سے زیادہ اچھا کس کا دین ہوگا جو کہ اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دے (یعنی فرمانبرداری اختیار کرے عقائد میں بھی اعمال میں بھی) اور (اس کے ساتھ) وہ مخلص بھی ہو (کہ دل سے فرماں برداری اختیار کی ہو خالی مصلحت سے ظاہرداری نہ ہو) اور وہ ملت ابراہیم (یعنی اسلام) کا اتباع کرے جس میں کجی کا نام نہیں اور (ملت ابراہیمی ضرور قابل اتباع ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا خالص دوست بنایا تھا (تو ظاہر ہے کہ دوست کے طریقہ پر چلنے والا بھی محبوب و مقبول ہوگا۔ پس طریقہ اسلام مقبول ہوا پس اہل اسلام ہی مصداق ٹھیرے لقب مومن کے اور دوسرے فرقوں نے اتباع ابراہیمی چھوڑ دیا کہ اسلام نہ لائے اس لئے صرف مسلمان ہی ایسے ثابت ہوئے کہ محض امانی پر انکا استناد نہیں بلکہ اطاعت گذار ہیں۔ پس کام انھیں کا چلے گا) اور (اللہ تعالیٰ کی اطاعت تامہ کرنا ضروری ہے کیونکہ ان کی سلطنت انکی اطلاع دونوں تام ہیں اور یہی مدار ہیں وجوب اطاعت کے چنانچہ) اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (یہ تو کمال سلطنت ہوا) اور اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو (اپنے علم میں) احاطہ فرمائے ہوئے ہیں (یہ کمال علمی ہوا) ف خلاصہ یہ کہ نری تمناؤں سے کام نہیں چلتا مگر مسلمان نری تمناؤں پر نہیں ہیں بلکہ کام کرتے ہیں اور دوسرے فرقے جب ایمان نہ لائے جس پر سارا کام موقوف ہے تو بس نری تمناؤں پر ہوئے اور ملت ابراہیمی کی تحقیق اور اس کا مصداق اسلام ہونا اور اتباع کے معنی یہ سب پارہ آنحضرت کے آخر میں مذکور ہیں ف خلیل ہونا اعلیٰ درجہ کا تقرب و مقبولیت ہے اور روح میں بسند صحیح حاکم حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو بھی خلیل بنایا ہے جیسا ابراہیم علیہ السلام کو بنایا تھا اور مسلم میں ہے ولقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا اور حبیب اللہ ہونا مزید برآں ہے رواہ الترمذی۔ ربط شروع سورت میں احکام یتامیٰ و نساء میں ان کے ادائے حقوق کا وجوب مذکور تھا کیونکہ جاہلیت میں بعضے ان کو میراث ہی نہ دیتے تھے بعضے جو مال میراث میں یا اور کسی طور سے ان کو ملتا اس کو کھا جاتے بعضے ان سے نکاح کرکے ان کو مہر پورا نہ دیتے اور پر ان سب کی ممانعت کی گئی تھی اس پر مختلف واقعات پیش آئے بعض کو تو یہ خیال ہوا کہ عورتیں اور بچے فی نفسہ قابل میراث کے نہیں کسی مصلحت سے یہ حکم ہے

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ

ومن احسن دینا ممن اسلم وجھہ للہ وھو محسن واتبع ملۃ ابراھیم حنیفا لما کان حاصل طریق الصوفیۃ الاعتقاد ظاھرا وباطنا وکمال الاحسان المعرف بالحدیث بان تعبد اللہ کانک تراہ والحنفیۃ ای المیل عن غیر اللہ تعالیٰ الیہ وحمل بعضھم الآیۃ علی طریقھم احسن طرق کلھا۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ

ومن احسن دینا ممن اسلم وجھہ للہ وھو محسن واتبع ملۃ ابراھیم حنیفا۔

حاصل طریق صوفیہ کا یہ امور ہیں اعتقاد ظاہری و باطنی جو تفسیر ہے اسلام کی اور احسان جس کی تفسیر حدیث میں ہے ان تعبد اللہ کانک تراہ اور حنفیت یعنی غیر اللہ سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا اور آیت میں اس مجموعہ کو احسن طرق کہا گیا ہے تو آیت اس پر دال ہوئی کہ صوفیہ کا طریق احسن طرق ہے

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ

اور لوگ آپ سے عورتوں کے باب میں حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارہ میں حکم دیتے ہیں اور وہ آیات بھی جو کہ قرآن

فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ

کے اندر تم کو پڑھ کر سنائی جایا کرتی ہیں جو کہ ان یتیم عورتوں کے باب میں ہیں جو ان کا حق مقرر ہے نہیں دیتے ہو - اور ان کے ساتھ

اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ

کرنے سے نفرت کرتے ہو

چندے ہو گیا ہے امید ہے کہ منسوخ ہو جاوے گا چندے اس کے منتظر رہے جب نسخ نہ ہوا تو یہ مشورہ ٹھہرا کہ خود پوچھنا چاہیے اور حاضر ہو کر پوچھا ابن جریر اور ابن المنذر نے ابن جبیر سے آیت آئندہ کا سبب نزول اسی سوال کو نقل کیا ہے اور بعض کو یہ اتفاق ہوا کہ ان کی پرورش میں بدصورتی یا دختر تھی بدصورتی کی وجہ سے تو خود نکاح نہیں کیا اور دوسرے سے اس لئے نکاح کرنا نہ چاہا کہ مال بھی اس کے ساتھ جاوے گا اور اس باب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کذا فی اللباب ، روایۃ ابن ابی حاتم عن السدی فی قصۃ جابر - غالباً - غالباً غرض سوال کی یہ ہوگی کہ کوئی حکم آسان آجاوے مثلاً یہی کہ حق پرورش میں اتنا حصہ مال کا سائل کو مل سکتا ہے اور بعض نے جب یہ حکم سنا کہ یتامیٰ سے نکاح کرنے میں مہر کم کرنا درست نہیں تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس سے مقصود یہ ہے کہ جیسے ان کی بدصورتی میں اپنی غرض فاسد کے لئے ان سے نکاح نہیں کرتے ان کے مرغوب و زیبا ہونے کی صورت میں بھی کیوں نکاح کرتے ہو ہاں مہر پورا دو معاملہ نہیں روا ہ البخاری عن عائشہ - غالباً مقصود اس سوال سے یہ ہوگا کہ شاید اکمال مہر اس صورت میں معاف ہو جاوے جبکہ وہ عورت خود کمی پر رضامند ہو جاوے لیکن چونکہ اپنے ہاتھ نے دبے ہوئے شخص کی ایسی زبانی رضامندی معتبر نہیں اس لئے حکم نہیں بدلا بس اس آیت کا ربط شروع سورت کی آیتوں کے ساتھ ہوا اور درمیان میں اور مضامین مختلفہ آتے گئے - کبیر میں ہے کہ یہ طرز کہ ایک حکم ذکر کر دیا پھر وعدہ وعید آگیا پھر عظمت الٰہیہ کا بیان ہونے لگا نہایت دقت اور تاثیر قلوب میں رکھتا ہے کہ حکم کے ساتھ ساتھ ترغیب ترہیب بھی ہوتی رہے حاکم حقیقی کا مراقبہ بھی ہوتا رہے قرآن مجید کا یہی طرز ہے واللہ اعلم - خود لپٹے بعضے احکام نساء و یتامیٰ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ۭ (الیٰ قولہ) وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ - اور لوگ آپ سے عورتوں (کی میراث اور مہر) کے باب میں حکم دریافت کرتے ہیں - آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارہ میں تم کو (وہی سابق) حکم دیتے ہیں اور وہ آیات بھی (تم کو حکم دیتی ہیں) جو کہ (اس کے قبل نازل ہو چکی ہیں اور) قرآن کے اندر تم کو پڑھ کر سنائی جایا کرتی ہیں (کیونکہ قرآن کی تلاوت میں ان کی تلاوت بھی ظاہر ہے کہ ہوا ہی کرتی تھی) جو کہ ان یتیم عورتوں کے باب میں (نازل ہو چکی ہیں جن) کے ساتھ تمہارا یہ معاملہ ہے کہ اگر وہ صاحب مال و صاحب جمال ہوئیں تو ان سے نکاح کرتے ہو مگر ان کو جو (شرع سے) ان کا حق (میراث و مہر کا) مقرر ہے نہیں دیتے ہو اور اگر صاحب جمال نہ ہوئیں صرف صاحب مال ہوئیں تو) ان کے ساتھ (بوجہ خوش جمال نہ ہونے کے) نکاح کرنے سے نفرت کرتے ہو (لیکن بوجہ صاحب مال ہونے کے اس خوف سے کہ یہ مال کہیں اور نہ چلا جاوے اور کسی سے بھی نکاح

اللغات فی الرجع یفتیکم ای یبین لکم حکمہ والافتاء الیا بالمشکل من المسائل ۱۲ المنخ و ما یتلی علیکم معطوف علی اللہ ولا یرد الجمع بین الحقیقۃ والمجاز فی معنی الافتاء لجواز فی المجاز المتقلی کزانی الرجع فی یتلی النساء متعلق بقولہ یتلی - **قولہ** ان تنکحوھن عن ان کراھۃ عن عائشۃ رضہ ۱۲ **البلاغۃ** وتوتی النساء و لعل تخصیص النساء مع ان السوال کما یورد فی سبب طرزہ فی قطع عرق الوالد ان ایاہ لان السوال عن النساء کان اہم للجھلہ ہن مقصودہ المال والجمال - **قولہ** فینکم لم یذکر معمول لاعطاء مال من الآیات السابقۃ عند ۱۲ **الروایات** ذکرت فی المتن ۱۲ **تحقیقات الترجمہ** ۱ قولہ فی ما یتلی وہ آیات و ما ورد من تخصیص آیۃ وان خفتم عن عائشۃ رضہ فلا ینفی عمرا لانہ للاضافۃ بین قصد و اسباب النزول

۱۲

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا

اور کمزور بچوں کے باب میں اور اس باب میں کہ یتیموں کی کارگذاری انصاف کے ساتھ کرو اور جو

تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ۝ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا

نیک کام کروگے سو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں۔ اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے غالب احتمال بدسلوکی

نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ

یا بے پروائی کا ہو سو دونوں کو اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ دونوں باہم ایک خاص طور پر صلح کر لیں

نہیں کرلے دیتے، وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ الی قولہ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ۝ اور (جو آیات کمزور بچوں کے باب میں ہیں اور (جو آیات کہ اس باب میں ہیں کہ یتیموں کی تمام کارگذاری عام اس کو کہ مہر و میراث کے متعلق ہو یا اور کچھ ہو انصاف کے ساتھ کرو یہ مضمون ہے ان آیات سابقہ کا پس وہ آئیں اپنا مضمون اب بھی تمہارے ذمہ واجب ہو رہی ہیں اور ان کا حکم بعینہ باقی ہے ہم ان ہی کے موافق عمل رکھو) اور جو نیک کام کروگے (نساء و یتامیٰ کے بارہ میں یا اور امور میں بھی) سو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں (تم کو اس کی جزائے خیر دیں گے اور جانتے تو ہیں غیر خیر کو بھی لیکن یہاں ترغیب خیر کی مقصود ہے اس لئے تخصیص کی گئی) **ف** خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ جو آیتیں اس بارہ میں پہلے آچکی ہیں جن کو تم وقتاً فوقتاً سنتے رہتے ہو وہ ان احکام کے باب میں اب بھی واجب العمل ہیں کوئی حکم جدید نہیں دیا جاتا چنانچہ یتامیٰ نساء کے باب میں یہ آیت ہے وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامیٰ الآیۃ جس کی وجہ نزول یہی ہے انصافی مہر کی تھی جس کو لاتو تو نہیں فرمایا اور اسی کے مقابلہ سے غیر مرغوبہ کے ساتھ نکاح نہ کرنا بھی مفہوم ہو سکتا ہے جس کو یہاں ترغیبوں میں فرمایا پس دونوں کا حوالہ اس آیت پر صحیح ہوا اور مستضعفین کے باب میں وہ آیت ہے واتوا الیتامیٰ اموالہم الخ اور قیام بالقسط اس سے بھی مفہوم ہوا اور آگے اور بھی تصریح ہے ولا تاکلوا اموالہم الخ اور ان سب کی میراث بھلاً للرجال نصیب الخ میں اور مفصلاً اس کے بعد یوصیکم اللہ میں مذکور ہے اور اس کے بعد نکاح سے روکنے کے لئے آیت ولا تعضلوہن میں مصرح ہے جس کے عموم میں صورت مسئول عنہا بھی آگئی اور اسباب نزول کے سب سوالات کا جواب اس تقریر سے مفہوم ہو گیا

ربط اوپر کی آیت میں عود تھا سابق کی طرف جس میں احکام نسوانی تھے آگے بھی بعض احکام متعلق خاص نساء یعنی ازواج کی طرف عود ہے جس کا بیان حکم پانزدہم میں بعنوان اصلاح ہو چکا ہے پس گویا یہ اس کا تتمہ ہے اور اصلاح کے بعض طرق کی تعیین ہے اور بینہما میں اشارہ ہے کہ حکمین کا ہونا فرائط میں سے نہیں جواز صلح بین الزوجین وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ اور اگر کسی عورت کو (قرائن سے) اپنے شوہر سے غالب احتمال بدسلوکی (اور ترک اولیٰ) یا بے پروائی (اور بے رغبتی) کا ہو سو (ایسی حالت میں) دونوں کو اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ دونوں باہم ایک خاص طور پر صلح کر لیں (یعنی عورت اگر ایسے شوہر کے پاس رہنا چاہے جو اس کے پورے حقوق ادا کرنا نہیں چاہتا اور اس لئے اس کو چھوڑنا چاہتا ہے تو عورت کو جائز ہے کہ اپنے کچھ حقوق چھوڑ دے مثلاً نان و نفقہ معاف کر دے یا مقدار کم کر دے اور اپنی باری معاف کر دے تاکہ وہ چھوڑے نہیں اور شوہر کو جائز ہے کہ اس معافی کو قبول کر لے

النحو قولہ والمستضعفین عطف کلی تمامی و کذا ان تقوموا فالمعنی ویتلی فی شان المستضعفین ویتلی فی قیامکم للیتامیٰ فافہم۔

الروایات فی الباب روی ابو داؤد والحاکم عن عائشۃ والترمذی والنسائی عن ابن عباس قال لما فرقت سودۃ ان یفارقہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین کبرت سنہا قالت یوما لعائشۃ قولی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد نزل اللہ تعالیٰ وان امرأۃ خافت الخ وفی تفسیر سعید بن منصور عن سعید بن المسیب ان ابنۃ محمد بن مسلمۃ کانت عند رافع بن خدیج فکرہ منہا امرا او کبرا وغیرہ فاراد طلاقہا فطلبت الیہ ان لا یطلقہا وقسم لہا ما بدا لہ فانزل اللہ تعالیٰ وان امرأۃ

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی نشوزہا او اعراضا ای ترکا للواجب او بے رغبتی عطف تفسیری لبیان المراد من النشوز ۱۲ منہ

۲ قولہ فی صلحا خاص طلاقہا ای صلحا مفعول مطلق من غیر لفظ الفعل لتضمنہ معنی التخصیص والتقریر الصلح المشروع ۱۲ منہ

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ۭ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا

اور یہ صلح بہتر ہے اور نفوس کو حرص کے ساتھ اقتران ہوتا ہے اور اگر تم اچھا برتاؤ رکھو اور احتیاط رکھو

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

تو بلاشبہ حق تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں۔

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ (الیٰ قولہ) فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ اور نزاع یا فراق سے تو یہ صلح (ہی بہتر ہے اور ایسی صلح ہو جانا کچھ بعید نہیں کیونکہ) نفوس کو (طبعاً) حرص کے ساتھ اقتران (وانضمام) ہوتا ہے (جب اس کی حرص پوری ہو جاتی ہے راضی ہو جاتا ہے پس شوہر جب دیکھے گا کہ میری مالی اور جانی آزادی میں جس کی طبعی حرص ہے کچھ خلل نہیں آتا اور مفت میں عورت ملتی ہے تو وہ غالباً نکاح میں رکھنے پر راضی ہو جائے گا اور عورت کی حرص نکاح میں رہنے پر خواہ کسی وجہ سے ہو ظاہر ہے کہ سبب اصلی ہے صلح کا پس جانبین کی خاص خاص حرص نے اس صلح کی تکمیل کر دی) اور (اے مردو) اگر تم (خود عورتوں کے ساتھ) اچھا برتاؤ رکھو (اور ان سے حقوق معاف کرانے کے لئے ناروا) اور (ان کے ساتھ کج ادائی اور بے رخی کرنے سے) احتیاط رکھو تو (تم کو بڑا ثواب ملے گا کیونکہ) بلاشبہ حق تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں (اور اعمال نیک پر ثواب دیا کرتے ہیں) **ف** اور احضرت الانفس کی تفسیر اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ اور (گو یہ صلح تو ہو گئی لیکن اکثر ایسی صلح کا بقا کم ہوتا ہے کیونکہ) نفوس کو حرص کے ساتھ اقتران ہے (اس لئے بعد چندے پھر عجب نہیں کہ عورت کو اپنے حقوق کی حرص کا جوش اٹھے اور ادھر مرد کو اپنی آزادی کی حرص ہے ہی اس لئے عورت پھر اپنے حقوق کا مطالبہ کرے جیسا کہ اس کو شرعاً اجازت بھی ہے۔ اور مرد ادا کرنا نہ چاہے اور نزاع پیدا ہو جس کا انجام وہی مفارقت) اور یہ فرمانا کہ گناہ نہیں اس لئے ہے کہ ظاہر نظر میں اس صلح میں شبہ ہوتا تھا کہ شاید یہ رشوت کے ہے جس میں دونوں شخص گناہ گار ہوتے ہیں اس لئے دونوں سے نفی گناہ کی کر دی **مسئلہ** اگر صلح میں کوئی ایسا امر شرط ٹھہرایا جو شرعاً ناجائز ہے تو صلح بھی ناجائز ہو گی مثلاً عورت سے کہا کہ اس شرط پر تجھکو نکاح میں رکھتا ہوں کہ تیری بہن میرے نکاح میں رہے گی یہ حرام اور باطل ہے اسی لئے احضرت نے صلح کے ترجمہ میں خاص طور کی قید لگا دی ہے۔ **مسئلہ** نان ونفقہ اور باری کے قبیل سے جو حقوق عورت نے معاف کئے ہیں عورت کو ہر وقت اختیار ہے کہ آئندہ کے لئے ان

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

واحضرت الانفس الشح (دل بضموم الانفس علی ان الطبعیات لا تزول علی الکاملین وانما تضعف ملکوبہ وارشد بعض اشارۃ لطیفۃ الی بناء الکمال اذ المراد بعض طبیعۃ)

ترجمہ

قولہ تعالیٰ

واحضرت الانفس الشح (الانفس کے عموم سے آیت اس پر دال ہے کہ امور طبعیہ کاملین سے بھی زائل نہیں ہوتے سو کسی کامل میں ان کے کچھ آثار دیکھو تو یہ منافی کمال نہیں جبکہ اس پر اصرار نہ ہو)

النشر قولہ احضرت فی الروح متعدیا لاثنین الاول ہو الانفس القائم مقام الفاعل والثانی الشح والمعنی احضرہ اللہ تعالیٰ الانفس الشح اھ قلت وعلیہ ترتیبت وفیہ یحقق العکس ۱۲

الروایات ن واخرج الحاکم عن عائشۃ قالت نزلت ہذہ الآیۃ والصلح خیر فی رجل کانت تحتہ امراۃ قد ولدت منہ اولادا فاراد ان یستبدل بہا فراضتہ علی ان تفر عندہ ولا یقسم لہا واخرج ابن جریر عن سعید ابن جبیر قال جاءت امراۃ حسین نزلت ہذہ الآیۃ وان امراۃ خافت الآیۃ الی اربد ان تقسم لی من نفقتک وقد کانت رضیت ان یدعہا فلا یطلقہا ولا یاتیہا فانزل اللہ واحضرت الانفس الشح قلت وعلی الروایۃ الاخیرۃ فالظاہر ان یحمل قولہ تعالیٰ واحضرت علی تمہید العذر فی المماکسۃ والمشاقۃ کما فسرہ بعضہم لکن یجوز ان یحمل علی التنبیہ للمراۃ وتذکیرہا ان الانفس قد حضرہا الشح فلا جلہ کان یملک فدرضی ملوعدت لہا وفقنی حملہ علی تقریر الصلح علی حالہ ولو حمل الآیۃ علی المماکسۃ دون التقریر لم یخرج الی ہذا التوجیہ الذی رکب تطبیقا للآیۃ علی الروایۃ بل یترک علی ہذا الظاہر ولم توجب حمل الآیۃ علی التقریر روایۃ ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ قبل احضرت بعید نہیں نفی ہذہ الجملۃ تقریر حادی للصلح کما ان فی السابقۃ تقریر اشر عیا لہ ۱۲ ۵

۲ قولہ فی احضرت طبعا ولا یبانی کونہ مفعولا بامر غالب علیہ کما فی المزاج صحیح ۱۲

۳ قولہ فی تحسنوا ای مردو فلیس فیہ تغلیب خصم بالخطاب لان المذکور فیما قبل نشوزہم واعراضہم ۱۲

۴ قولہ لیس ان اللہ ثواب اشارۃ الی حذف الجزاء واقامۃ سببہ مقامہ ۱۲

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوٓا اَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ

اور تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ سب بیبیوں میں برابری رکھو تو ہمارا کھٹا ہی چاہے تو تم بالکل تو ایک ہی طرف نہ ڈھل

الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ

جاؤ جس سے اس کو ایسا کر دو جیسے کوئی ادھر میں لٹکی ہو اور اگر اصلاح کر لو اور اختیار رکھو تو بخشنے والا اللہ تعالیٰ بڑے

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○

مغفرت والے بڑے رحمت والے ہیں

ان حقوق کا پھر مطالبہ کرنے لگے اگر شوہر نکاح میں رکھنا چاہے گا تو ان حقوق کا ادا کرنا واجب ہوگا حق ماضی کے سقوط سے مستقبل میں سقوط لازم نہیں **ربط** اوپر نشوز و اعراض زوج کے متعلق مضمون مذکور تھا اور اس کے بعد چند صورتیں محتمل ہیں۔ ایک یہ کہ تصالح ہو جاوے۔ جو آیت بالا کا اصل مقصود تھا، دوسرے یہ کہ مرد اپنے نشوز و اعراض سے باز آجاوے تیسری کی ترغیب ان لفظوں میں تھی۔ تیسرے یہ کہ نہ تصالح ہو اور نہ مرد باز آوے بلکہ تفریق ہو جاوے پس آگے ان بقیہ امور کے دونوں احتمالوں کے متعلق مضمون ہے۔ احتمال ثانی کے متعلق تو آیۂ ولن تستطیعوا الخ میں اگر رغبت قلبی پر اختیار نہیں تو حقوق اختیاریہ تو ادا کرنا ضرور ہے اور چونکہ اکثر بے رغبتی کا سبب دوسری بی بی کا غلبۂ محبت ہوتا ہے اس لئے آیت میں اس کا ذکر ہوا ہے ورنہ حکم مذکور عام ہے اور احتمال ثالث کے متعلق آیۂ وان یتفرقا الخ میں **ایجاب حقوق سر غیر** روحہ وَلَنْ تَسْتَطِيعُوٓا اَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَآءِ (الی قولہ) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ (اور (عادۃً) تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ سب بیبیوں میں (ہر طرح سے) برابری رکھو (حتیٰ کہ رغبت قلب میں بھی) گو (اس برابری کو) تمہارا کھٹا ہی جی چاہے (اور تم کتنی ہی اس میں کوشش کرو لیکن چونکہ قلب کا میلان غیر اختیاری ہے اس لئے اس پر قدرت نہیں کو اتفاقاً بلا اختیار کہیں برابری ہو جاوے تو اس کی نفی اثبت مقصود نہیں غرض جب یہ اختیاری نہیں تو تم اس کے مکلف نہیں لیکن اس کے غیر اختیاری ہونے سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ ظاہری حقوق بھی اختیاری نہ رہیں بلکہ وہ تو اختیاری ہیں) تو (تم پر واجب ہے کہ) تم بالکل تو ایک ہی طرف نہ ڈھل جاؤ (بالکل کا مطلب یہ کہ باطن سے بھی جس میں معذور تھے اور ظاہر سے بھی جس میں مختار ہو یعنی حقوق شرعیہ میں اس سے نشوز و اعراض نہ کرو) جس سے اس (مظلومہ) کو ایسا کر دو جیسے کوئی ادھر (یعنی بیچ) میں لٹکی ہو (یعنی نہ تو اس کے حقوق ادا کئے جاویں کہ خاوند والی بھی جاوے اور نہ اس کو طلاق دی جاوے کہ بے خاوند والی بھی ہو جاوے بلکہ رکھو تو اچھی طرح رکھو) اور (رکھنے کی صورت میں جو زمانہ ماضی میں کچھ ناگوار معاملات ان سے کئے گئے) اگر (ان معاملات کی فی الحال) اصلاح کر لو اور (آئندہ زمانہ میں ایسے معاملات سے) احتیاط رکھو تو (وہ امور گذشتہ معاف کر دیئے جاویں گے کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے بڑے رحمت والے ہیں (چونکہ اصلاح ذنوب متعلقہ بحقوق العباد کی ان کی معاف کرنے سے ہوتی ہے پس اصلاح میں یہ معافی بھی آگئی تو اس کے وقوع کے بعد تو بدرجۂ اولیٰ صحیح ہوگی) **ربط** اس آیت کے متعلق سورۂ نساء کے شروع میں زیر آیت فان طبن ان لاتعدلوا الخ کچھ بحث گذر چکی ہے اس کو ملاحظہ فرما لیا جاوے **ربط** آیت

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل الآیۃ دل علی انہ لا یترک العمل بالادنیٰ اذا لم یقدر علی الاعلیٰ کما ھو دأب بعضھم من انتظارھم ھدأۃ القدرۃ فربما یفنی عمرھم ولا یعملون۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ

ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل الخ آیت سے معلوم ہوا کہ اگر عمل کے اعلیٰ درجہ پر قدرت نہ ہو اس کے ادنیٰ ہی درجہ پر عمل کرے اعلیٰ پر قادر ہونے کے انتظار میں نہ رہے بعض لوگوں کی عمر اس انتظار میں فنا ہو جاتی ہے اور ادنیٰ بھی محروم رہتے ہیں۔

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی العنوان ایجاب لم یعنوں بعد الحکم المذکور فی قولہ ختم ان اللہ کان غفورا رحیما بعد قولہ لیس بانشاء بل اخبار عن الواقع ۱۲ سہ قولہ فی حرصتم حقوق نہیں ۱۲ یرد المساواۃ فی المحبۃ لوجد ۱۲ سہ قولہ فی المیل ایک طرف ای الی المرغوب عنہا من الخ ای میل عن المرغوب عنہا ویکفی الاشارۃ فی ترجمتی ان المیل یستلزم الاخر ۱۲ سہ قولہ فتذروھا جس سے چھوڑ دیوں الخ ۱۲ سہ قولہ سابق مظلومہ اشارۃ الی ان العادۃ جری المال عنہا ۱۲

وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۝ وَلِلّٰهِ

اور اگر دونوں میاں بی بی جدا جدا ہو جاویں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے احتیاج کر دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے وسعت والے اور بڑے حکمت والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

کی ملکیت ہے جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں۔ اور واقعی ہم نے ان لوگوں کو بھی حکم دیا تھا جن کو تم سے پہلے کتاب ملی تھی

مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ

اور تم کو بھی کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو

بالا کی قید میں مذکور ہو چکا۔ (۱۲ منہ) حکم تفریق وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۝ اور اگر دونوں میاں بی بی میں کسی طرح بھی موافقت نہ ہو لیں اور دونوں جدا ہو جاویں یعنی طلاق ہو جاوے تو کوئی ان میں سے خواہ مرد اگر اس کی زیادتی ہے یا عورت اگر اس کی کوتاہی ہے یوں نہ سمجھے کہ بدون دوسرے کے کام نہ چلے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی وسعت (قدرت سے موجود ہیں) ہر ایک کو دوسرے سے بے احتیاج کر دے گا (بھی ہر ایک کا بدون دوسرے کے چل جاوے گا) اور اللہ تعالیٰ بڑے وسعت والے اور بڑے حکمت والے ہیں (ہر ایک کے لئے مناسب سبیل نکال دیتے ہیں) اور یہاں تک احکام متعلقہ کا بیان فرما کر آگے ان احکام کی بجا آوری کی تاکید خاص اہتمام سے فرماتے ہیں کہ اول موافقت کا حکم فرمایا اتقوا اللہ میں اور اس کی تسہیل کے لئے من قبلکم کو بڑھا دیا پھر مخالفت سے روکا۔ ان تکفروا بحذف جزا ہے۔ پھر عزاسہ کا اندیشہ کہ بعض دفعات احکام میں کوتاہی کا وہم بھی سبب ہے تارک ہونے کا دل سے دور کیا کہ اللہ کو کچھ ان کی اور تمہاری بندگی سے نفع نہیں فرمایا اپنے مالک سموات و ارض ہونے سے کیونکہ جب مالک ہے سب کا تو سب امور میں موافقت بھی ہوگی محروم المخالفت بھی ہوگا۔ اور واجب التوکل بھی ہوگا اور ان تکفروا کا مضمون جزا محذوف پر فحسبہ جہنم سے دلالت فرمائی گئی پھر دین کی خدمت کو عبادت سمجھنا بصورت استغناء ارشاد فرمایا ان یشا یذہبکم تا اخر۔ خوف ہے کہ دین دوسرے سے کام نہ لیا جاوے دوڑیں گے دین کا اصلی ثمرہ آخرت میں عطا فرمانا اس کا ان پر ہے کیونکہ بعض اوقات دنیا میں ثمرہ نہ ملنے سے بھی احکام رہ سکتی ہو جاتی ہے پھر کل مرجع مضمون ثم رکوع تک بڑے جستہ نہایت اہتمام کے ساتھ بجا آوری احکام کی تاکید ہو گئی۔ اہتمام بلیغ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اور اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں (تو ایسے مالک کے احکام کا ماننا بہت ہی ضروری ہے) اور (بجا آوری احکام کا خطاب خاص تم ہی کو نہیں ہوا بلکہ) واقعی ہم نے ان لوگوں کو بھی حکم دیا تھا جن کو تم سے پہلے کتاب (آسمانی یعنی توراۃ و انجیل) ملی تھی اور تم کو بھی (حکم دیا ہے) کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو (جس کو تقویٰ کہتے ہیں جس میں تمام احکام کی موافقت داخل ہے اسی لئے اس سورت کو تقویٰ سے شروع کر کے اسکی تفصیل میں مختلف احکام لائے ہیں)

صاحبوں نہ سمجھے جملہ علی ما ذکر من المغایرۃ دخل بعضہم علی التسلیۃ لیکون تقریرا لترجمۃ یعنی یوں نہ سمجھے کہ بدون اس کے میرا کام نہ چلے گا والاول کما ترکی اولی بالنظم ۱۲ منہ

قولہ فی بعض دفعات احکام کذا فی الموضح ۱۲ منہ

قولہ بعضوہا اللہ ہر ایک کا دوسرا بدولت الساعی ومن لم یسر لغیرہ بالزوجۃ لم یوازہ بہا قید بالمشیۃ ۱۲

طحقات الترجمہ قولہ فی بعض دفعات علی باطلاق والاصل فی الفراۃ وان فی فصل الرجل ومن ثم اختص الاستعداد بالنساء قولہ بعضوہا اللہ

وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا

اور اگر تم ناسپاسی کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی کے حاجت مند نہیں خود

حَمِيْدًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اِنْ

اپنی ذات میں محمود ہیں اور اللہ ہی کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں اگر

يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝

ان کو منظور ہو تو اے لوگو تم سب کو فنا کر دیں اور دوسروں کو موجود کر دیں اور اللہ تعالیٰ اس پر پوری قدرت رکھتے ہیں

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَ

جو شخص دنیا کا معاوضہ چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس تو دنیا اور آخرت دونوں کا معاوضہ ہے اور

كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝

اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں

وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (الی قولہ) وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝ اور ہم نے تم کو اور تم سے اگلی امتوں کو سنایا کہ اگر تم ناسپاسی کرو گے (یعنی مخالفت احکام کی کرو گے) تو (خدا تعالیٰ کا کوئی ضرر نہیں، ہاں تمہارا ہی ضرر ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ کی (ہی) ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں (ایسے بڑے سلطان کا کیا ضرر ہو گا بلکہ ایسے بڑے سلطان کی مخالفت بلاشک مضر ہے) اور اللہ تعالیٰ کسی (کی اطاعت) کے حاجت مند نہیں (اور) خود اپنی ذات میں محمود (کامل الصفات) ہیں (پس کسی کی مخالفت سے ان کی صفات میں کوئی نقص لازم نہیں آتا) اور اللہ ہی کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور (جب ایسی قادر و غنی ہیں تو اپنے احکام گزار بندوں کیلئے وہ) اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں (پس ان کی کارسازی کے ہوتے ہوئے ان کے مطیعوں کو کون ضرر پہنچا سکتا ہے پس کسی سے ڈرنا نہ چاہیئے اور اللہ تعالیٰ جو تم کو دین کے کام بتلا رہے ہیں تو تمہاری ہی سعادت کے لئے ورنہ وہ پھروں سے بھی کام لے سکتے ہیں کیونکہ ان کی ایسی قدرت ہے کہ) اگر ان کو منظور ہو تو اے لوگو تم سب کو فنا کر دیں اور دوسروں کو موجود کر دیں (اور ان سے کام لیں جیسا دوسری آیت میں ہے ان تتولوا یستبدل الخ) اور اللہ تعالیٰ اس پر پوری قدرت رکھتے ہیں (پھر ایسا حمید نہیں کیا تو ان کی عنایت ہے اقتضاء اس امر کو غنیمت سمجھکر سعادت حاصل کرو اور دیکھو کہ دین کے کام کا اصلی ثمرہ آخرت میں ہے دنیا میں نہ ملنے سے بد دل ہونا بلکہ) جو شخص (دین کے کام میں) دنیا کا معاوضہ چاہتا ہو تو (وہ بڑی غلطی میں ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ کے پاس (یعنی ان کی قدرت میں) تو دنیا اور آخرت دونوں کا معاوضہ (موجود) ہے (جب ادنیٰ اعلیٰ دونوں پر ان کی قدرت ہے تو اعلیٰ ہی چیز کیوں نہ مانگی جاوے) اور اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں (سب کے اقوال اور درخواستوں کو دنیا کی ہوں یا دین کی سنتے ہیں اور سب کی نیتوں کو دیکھتے ہیں پس طالبان آخرت کو ثواب دیں گے اور طالبان دنیا کو آخرت میں محروم رکھیں گے پس آخرت ہی کی نیت اور درخواست کرنا چاہیئے البتہ دنیا کی حاجت مستقل طور پر مانگنا مضائقہ نہیں لیکن عبادت میں یہ قصد نہ کرے) ربط

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ من کان یرید ثواب الدنیا فعند اللہ ثواب الدنیا والاخرۃ۔ لما کان معنی الدنیا یعم کل عاجل ودخل ذالک التمرات الباطنۃ دل علی فہم ارادۃ السالک بعمل ھذہ الثمرات۔

ترجمہ
قولہ تعالیٰ من کان یرید ثواب الدنیا فعند اللہ ثواب الدنیا والاخرۃ۔ دنیا اپنے عموم مفہوم کو ہر عاجل غیر مأمور بہ کو بالحصول کو شامل ہو اور اس عموم میں ثمرات باطنیہ عاجلہ بھی داخل ہو گئے اور ان ثمرات کے مقصود و مراد بالعمل ہونے پر انکار کرنی ہے

ع ۱۹ ۸ ۱۶

البلاغۃ قولہ للہ ما فی السمٰوٰت فیہ تکرار لفظ اللہ معنی دون لفظی کل محل فائدۃ خاصۃ بینہا بما حسن تفصیل ۱۲

اللغات الترجمہ ۱ قولہ ان تکفروا ۱۲ اور یہ بھی ان کو اور تم کو امر باشارۃ الی ان المعطوف علی وصینا مقدر یعطف علی وصینا مقدر یعطف علی وصینا الخ کذا قالہ الزجاج ۳ قولہ ان یشا یذہبکم ۱۲ قولہ ان شرطیہ ۱۲ قولہ فعند اللہ ثواب الدنیا والاخرۃ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ

اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم رہنے والے اللہ کے لئے گواہی دینے والے رہو اگرچہ اپنی ہی ذات پر ہو یا کر

الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى

والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو وہ شخص اگر امیر ہے تو اور غریب ہے تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے سو تم خواہش نفس کا اتباع مت کرو

اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ اور اگر تم کج بیانی کرو گے یا پہلو ہی کرو گے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں۔

اوپر احکام محفظ کا بیان ہوا ہے جن میں بعض معاملات بھی تھے جس میں صاحب معاملہ کو بھی اور اگر کبھی اختلاف پڑے تو فیصل کنندہ کو بھی عدل کی رعایت کی اور دوسرے جو اس کی حقیقت پر مطلع ہیں ان کو شہادت میں اظہار حق کے لحاظ کی ضرورت ہے اس لئے آگے قیام بالعدل اور شہادت بالحق کو واجب فرماتے ہیں پس گویا یہ مضمون تمام احکام سابقہ کا مؤکد اور مکمل ہے و نیز یتامیٰ کے باب میں قسط اور حکم بین الناس کے وقت عدل اور یتامیٰ کے اموال پیش کرنے کے وقت اشہاد اور قصہ بنی ابیرق میں بعض لوگوں کی ناحق کی طرف داری کے مضامین مذکور ہو چکے ہیں ان مضامین کے ساتھ اس آیت کو خاص مناسبت ہے۔

ایجاب عدل و اظہار حق يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ (الی قولہ) فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ اے ایمان والو (تمام معاملات میں ادا کے وقت بھی[۱] اور فیصلہ کے وقت بھی) انصاف پر خوب قائم رہنے والے (اور[۲] اقرار یا شہادت کی نوبت آوے تو) اللہ کی خوشنودی کے لئے (سچی[۳] گواہی (اور اظہار[۴]) دینے والے رہو اگرچہ (وہ گواہی اور اظہار) اپنی ہی ذات پر ہو (جس کو اقرار کہتے ہیں) یا کر والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو (اور گواہی کے وقت یہ خیال نہ کرو کہ جس کے مقابلہ میں ہم گواہی دے رہے ہیں یہ امیر ہے اس کو نفع[۵] پہنچانا چاہیئے تاکہ اس سے مروتی ہو یا یہ کہ یہ غریب ہے ہم کیسے نقصان کر دیں تم کسی کی امیری غریبی کو نہ دیکھو کیونکہ) وہ شخص (جس کے خلاف[۶] گواہی دینی پڑے گی اگر امیر ہے تو اور غریب ہے تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے (اتنا تعلق تم کو نہیں کیونکہ تمہارا تعلق جیسا قریبی ہے وہ بھی ان ہی کا دیا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کا جو تعلق ہے وہ تمہارا دیا ہوا نہیں پھر جب باوجود تعلق قوی کے اللہ تعالیٰ نے ان کی مصلحت اسی میں رکھی کہ اظہار حق کیا جاوے تو تم تعلق ضعیف پر ان کی ایک عارضی مصلحت کا کیوں خیال کرتے ہو سو تم اس شہادت میں خواہش نفس کا اتباع مت کرنا کبھی[۷] تم حق سے ہٹ جاؤ اور اگر تم کج بیانی کرو گے (یعنی غلط اظہار دو گے یا پہلو تہی کرو گے (یعنی شہادت کو ٹالو گے) تو (یاد رکھنا کہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں۔ **ربط** اوپر زیادہ حصہ احکام فرعیہ کا مذکور ہوا ہے اور ایمان و کفر کے مباحث کہیں کہیں معاملات مع المخالفین کے ضمن میں آگئے ہیں

البراءۃ الی قولہ الا الذین تابوا الخ والوالدین والاقربین والاخوین المتعلقۃ بالمال دون ما فی الآیۃ الثانیۃ۔ الروایۃ فی الروح اخرج ابن جریر عن السدی نزلت (ای آیۃ) یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین (الی) ولو علی انفسکم فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتہم الیہ رجلان غنی وفقیر فکان علیہ مع الفقیر رحمۃ ورقۃ علیہ فکان فی نفسہ ان الحق لہ فنزل اللہ تعالیٰ (الآیۃ) قولہ تعالیٰ ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولی بہما (الی) تلووا (الی) تعرضوا (الی) خبیرا۔ حکایۃ الروایۃ تعلم من غیر مستند ان سلم فلیس فی نزول الآیۃ لہذا السبب ما یدل علی عدم جواز الشہادۃ علی الغنی والفقیر لجواز ان یکون لنزولہا سبب آخر فائدۃ النزول قد تتحقق

فی التفسیر الجلالین تنبیہ لعل یکون ان لتاکید التنبیہ فافہم ۱۲

ملحقات الترجمہ [۱] قولہ قوامین اور قیام۔ لازم صاحب المعاملۃ والحاکم کما اشار الیہ فی التفسیر ۱۲ [۲] قولہ شہداء آ اور اشارۃ الی کونہ جزء الامر۔ [۳] قولہ سچی آ یعنی یدل علیہ لفظ للہ۔ [۴] قولہ اظہار یعنی اگر زیادہ توضیح و ہو اظہر لدورۃ الزمان ۱۲ [۵] قولہ نفع ان یکن آ اس کو نفع پہنچانا چاہیئے الزام آ اشہادۃ ہو ایصال الشخ الی الغنی بالذات

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم۔ دل لعمومہ علی عدم الاستثناء عن قبول الحق و لزوم من عواد فی منہ وعن الاحوال بحظاوہ الاکحلما الاکثر و کمشائخ الوسوم بوھون اباطیلھم و یارلون اقاویلھم وحمایۃ دلک کبرھم۔

قولہ تعالیٰ ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولی بہما مرجع طوی من بغفر یترجیح الفقیر علی الغنی مطلقا لکم من غنی متواضع تابع للحق وکم من فقیر متکبر ظالم فاللہ تعالیٰ الاعلم بالقسط فی الغنی والفقیر کما قال تعالیٰ فلا تتبعوا الہوی ان تعدلوا

ترجمہ

قولہ تعالیٰ کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم (تم اپنے اللہ کے لئے انصاف پر خوب قائم رہنے والے گواہی دینے والے رہو اگرچہ اپنی ہی ذات پر ہو یا کر) اس پر دال ہے کہ قبول حق کو (دوسرا) کوئی امر مانع نہ ہونا چاہیئے سو (دوسرا) کوئی علمی کا اعزاز کرنا ہو سو اسکا خلاف کرنے اگر اپنے ہی کو نقصان پہنچانا ہو سو کم رہنے حق کے متعلق کرنے سو ہو طبعا قشر و مشائخ رسم کی طرح تو یہ اقوال ذکر کرکے مٹا اس کا کبر ہے

قولہ تعالیٰ ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولی بہما آیت اس شخص کے لئے ہے جو مطلقا فقیر کو غنی پر ترجیح دیتا ہے جو مطلقا غنی کو فقیر پر ترجیح دیتا ہے ہر فقیر کو غنی پر ترجیح نہیں ہے حالانکہ بہت سے غنی متواضع اور تابع حق ہوتے ہیں اور بہت سے فقیر ظالم متکبر ہوتے ہیں سو حق تعالیٰ دونوں کے بارہ میں عدل ہی کو پسند کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے فلا تتبعوا الہوی ان تعدلوا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ

اے ایمان والو تم اعتقاد رکھو اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور

الْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ

ان کتابوں کے ساتھ جو کہ پہلے نازل ہو چکی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا

اور روز قیامت کا تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا پڑا بلاشبہ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے

ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝

پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ ان کو رستہ دکھائیں گے

ملحقات الترجمہ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذی نزل علی رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر فقد ضل ضلٰلا بعیدا ۝ ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم اٰمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم سبیلا ۝

اے ایمان والو تم اعتقاد رکھو اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور ان کتابوں کے ساتھ جو کہ پہلے نازل ہو چکی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور روز قیامت کا تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا پڑا بلاشبہ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ ان کو رستہ دکھائیں گے

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۙ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ

منافقین کو خوشخبری سنا دیجئے اس امر کی کہ ان کے واسطے بڑی دردناک سزا ہے جن کی یہ حالت ہے کہ کافروں کو

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ

دوست بناتے ہیں مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا ان کے پاس عزت رہنا چاہتے ہیں سو

الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝

اعزاز تو سارا خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہے

علی الایمان شرط ہے) ف۱ جو ایک بار مرتد ہوا اس کو بھی یہی حکم ہے کہ اس پر قائم رہنے سے مغفرت وجنت سے محروم ہے یہاں ارتداد ثانی کا ذکر کرنا بوجہ رفیق کے ہوں یا کہ بعض لوگوں نے نزول آیت کے زمانہ میں ایسا کیا تھا اس لئے اس عنوان سے ذکر کیا گیا۔ ربط اوپر مرتدین کا ذکر تھا ایک فرقہ اہل کفر میں منافقین کا تھا اب ان کا ذکر ہے ذم منافقین بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۙ (الی قولہ) فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝

منافقین کو خوشخبری سنا دیجئے اس امر کی کہ ان کے واسطے (آخرت میں) بڑی دردناک سزا (تجویز کی گئی ہے جس کی یہ حالت ہے کہ دلی عقائد تو اہل کفر کے ساتھ رکھتے ہیں مگر دفع ضرر اہل ایمان کو زبان سے چنانچہ کافروں کو دوست بناتے ہیں مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا ان کے پاس (جا کر) عزت رہنا چاہتے ہیں سو (خوب سمجھ لو کہ) اعزاز تو سارا خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہے (وہ جس کو چاہے دیوے اگر خدا تعالیٰ ان کو دیا چاہے تو ان سے جا کر دوستی کرنے میں ان کو اعزاز نہ دیں تو کہاں سے عزت رہ جاویں گے) فحصل بذالک اللہ تعالیٰ نے جملہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے بحمدہ تعالیٰ وتوفیقہ ان کا خیال اور خوف دلا دیا منافقین کا ملنا کفار سے اس طرح غالب آنے کی اُن کو توقع نہ تھی یہ سوچتے تھے کہ ہمیشہ تو رہنا ہوگا ان یہود یا مشرکین کے ساتھ ان سے کیوں بگاڑ لیا۔

ربط اوپر کی آیت میں منافقین کا کفار سے دوستی کرنا مذکور تھا آگے مسلمانوں کو کفار کے ساتھ دوستی رکھنے سے علی الاطلاق آیت لا تتخذوا الکافرین اولیاء میں اور ان کے کفریات کے مشغلہ کے وقت ظاہری مجالست سے بھی جو کہ زیادہ موجب معصیت ہے آیت فلا تقعدوا معہم میں ممانعت فرماتے ہیں اور مجاہرین کے ساتھ منافقین کو بھی مخاطب فرمائے آیت ان اللہ جامع المنافقین والکافرین سے شامل فرماتے ہیں اور ساتھ ساتھ منافقین کے قبائح کا اظہار بھی فرماتے جاتے ہیں جس سے مقصود مقام اور حق کو ہو جاوے۔

ملخصات الترجمہ ۱ف قولہ فی الدین بعد ما خلصوا من جملۃ حالت الوفاق فافہم ۲ بایلوہم ظاہرہ ان ہذا العذاب الالیم لا یتحقق بہم فلکشف القناع بہذا التقریر عن وجہ فائدۃ الوصف فافہم ۱۲ ۳ف قولہ قبضتہ میں فالام للملک فمعنی ان ہذہ العزۃ فیما فی قولہ تعالیٰ وللہ العزۃ ولرسولہ الخ لا ذاتیۃ کون جمیعا للہ تعالیٰ المستلزم نفی کونہا لغیرہ والتفرد انما ہو للعزۃ التی تتصف بہا غیرہ ولیس ہو الا ہذا المعنی بالعزۃ التی یتصف بہا غیرہ ۱۲ ۴ف قولہ فی التہدید جو کہ زیادہ موجب معصیت اشارۃ الی

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ
ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا۔ فیہ ذم لطلب الجاہ وہم ظاہر

ترجمہ قولہ تعالیٰ
ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا اس میں طلب جاہ کی مذمت ہونے پر صریح دلالت ہے ۱۲

۱۲ النہی عن القصود مہم لیس مخصوصا بوقت الخصوص بل ہو مستمر وہو مطلق فافہم لا بضرورۃ واللہ اعلم ہذا زاد وقبل تر جمتہ تو فیق سکرہ ۱۲

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ

اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس یہ فرمان بھیج چکا ہے کہ جب احکام الٰہیہ کے ساتھ استہزاء اور کفر ہوتا ہوا سنو

بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ

تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کردیں

غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ

کہ اس حالت میں تم بھی ان ہی جیسے ہو جاؤ گے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ منافقوں کو اور کافروں کو

فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ۙ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ

سب کو دوزخ میں جمع کردیں گے وہ ایسے ہیں کہ تم پر افتاد پڑنے کے منتظر رہتے ہیں پھر اگر

لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۚ

تمہاری فتح منجانب اللہ ہوئی تو باتیں بناتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے

نہی از مجالستِ کفار ہنگامِ تذکرہ کفریات

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ (الیٰ قولہ) فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ اور اے مسلمانو تو دیکھو تم منافقین کی طرح کفار کے ساتھ خصوصیت مت رکھنا حکم جس وقت وہ کفریات کا تذکرہ کرتے ہوں چنانچہ اس سورۃ مدنیہ کے قبل بھی) اللہ تعالیٰ تمہارے پاس یہ فرمان (سورۂ انعام میں) بھیج چکا ہے (جس کا حاصل یہ ہے) کہ جب (کسی مجمع میں) احکام الٰہیہ کے ساتھ استہزاء اور کفر ہوتا ہوا سنو تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کریں (اور یہ مضمون اس آیت کا حاصل ہے اور اذا سمعتم ایٰت اللہ یکفر بھا ویستھزأ بھا الخ سو یہ استہزاء کرنے والے مکہ میں مشرکین تھے اور مدینہ میں یہود تو علانیہ اور منافقین مخفی طور پر و ضعفاء مسلمین کے روبرو جس طرح وہاں مشرکین کی مجالست سے ممانعت تھی یہاں یہود اور منافقین کی مجالست سے ہی ہے اور یہ ممانعت ہم اس لئے کرتے ہیں کہ اس حالت میں تم بھی (گناہ میں) ان ہی جیسے ہو جاؤ گے تو دونوں کی خصوصیت میں فرق ہو کہ ایک گناہ کفر کا ہے دوسرا فسق کا اور اس ممانعت مجالست میں مجاہر کفار اور منافقین سب برابر ہیں کیونکہ علت اس کی خوض فی الکفر ہے اور اس خوض کا منشا کفر ہے اور اس میں دونوں برابر ہیں چنانچہ سزائے کفر یعنی کندہ دوزخ ہونے میں بھی دونوں برابر ہوں گے کیونکہ یقیناً اللہ تعالیٰ منافقوں کو اور کافروں کو سب کو دوزخ میں جمع کردیں گے (اور) وہ (منافقین) ایسے ہیں کہ تم پر افتاد پڑنے کے منتظر (اور آرزومند) رہتے ہیں پھر (ان کے اس انتظار کے بعد) اگر تمہاری فتح منجانب اللہ ہوگئی تو (تم سے آکر) باتیں بناتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ (جہاد میں) شریک نہ تھے (کیونکہ نام چارہ کو تو مسلمانوں میں گھسے ہی رہتے تھے

مسائل السلوک و آدابہ

فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ ۔ دل علی قبح مجالسۃ المخالف للطریق لا سیما فی عین وقت اظھارہ الخلاف

ترجمہ قولہ تعالیٰ

فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ اس سے دلالت ہے کہ یہ مخالف طریق کے ساتھ مجالست کرنا قبیح ہے خصوصاً جس وقت میں وہ خلاف کا اظہار بھی کرے ۔

اللغات مستفادہ ہو

الاستہزاء ہو وصف من غیر تفضیل الجلالۃ یکفر بھا یستھزأ بھا فعل ایراد بھا مبنیین للمفعول اسم الفاعل من المنافقین و الجبرین و فی الخلاف کلتی الفتح و الضم یقال لم ان المؤمنین و تحیر الکافرین و من ظاھر المؤمنین بمعنی ان کبی تحوذ خوض الکافرین فاریزول عن قریب ۱۲

لطیفات الترجمہ

قولہ فی نزل علیکم الخ اشارۃ الی ان الخطاب للمؤمنین و یؤیدہ بقراءۃ نزل الاول فعلا و قولہ تعالیٰ نزل علیکم ھذا انہا انزل علی المؤمنین و الباء فیقولہم لھم فی مکۃ ان فی قولہ تعالیٰ لکم فی الخلاف الخ اشارۃ الیہم و مرتبا الخطاب علی القول و الظاھر ان مخاطبۃ الخ فیقین لا یناسب علی الوجہ الاول بل یہم مشترکۃ بین الفریقین اھ منہ عفا اللہ عنہ

قولہ ان المحرم من الکفر الخ اشارۃ الی ان الخطاب فی قولہ تعالیٰ انکم اذا مثلھم جواب شرط مقدر ای ان فعلتم ذلک فانکم مثلھم

حاصل

کہ ان آیات کا حاصل یہ ہے کہ جب تم کسی مجلس میں سنو کہ آیات الٰہیہ کا استہزاء کیا جاتا ہے اور ان پر کفر کیا جاتا ہے تو ایسی مجلس میں مت بیٹھو جب تک کہ وہ اس بات کو چھوڑ کر دوسری بات نہ کرنے لگیں ورنہ تم بھی ان ہی جیسے ہو جاؤ گے ۔

قولہ فی ھذا السیاق الخ یعنی الخطاب فی قولہ تعالیٰ انکم اذا مثلھم جواب شرط مقدر ای ان فعلتم ذلک فانکم مثلھم

قولہ فی الکفر ای فی الخوض فی الکفر

قولہ ان المحرم من الکفر الخ اشارۃ الی ان الخطاب فی قولہ تعالیٰ انکم اذا مثلھم جواب شرط مقدر ای ان فعلتم ذلک فانکم مثلھم

قولہ فی الکفر ای فی الخوض فی الکفر

وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ

اور اگر کافروں کو کچھ حصہ مل گیا تو باتیں بناتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہ آنے لگے تھے

وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

اور کیا ہم نے تم کو مسلمانوں سے بچا نہ لیا سو اللہ تعالیٰ تمہارا اور ان کا قیامت میں فیصلہ فرماویں گے

وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝ ع ۱۲

اور ہرگز اللہ تعالیٰ کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں غالب نہ فرماویں گے۔

مطلب یہ کہ ہم کو بھی غنیمت کا حصہ دو) وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ (الی قولہ تعالیٰ) وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝ ع اور اگر کافروں کو (غلبہ کا) کچھ حصہ مل گیا (یعنی وہ اتفاق سے غالب آئے) تو (ان سے جا کر باتیں بناتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہ آنے لگے تھے (مگر ہم نے قصداً تمہارے غالب کرنے کے لئے مسلمانوں کی مدد نہ کی اور ایسی تدبیر کی کہ لڑائی بگڑ گئی) اور کیا ہم نے (جب تم مغلوب ہونے لگے تھے تو) تم کو مسلمانوں سے بچا نہیں لیا (اس طرح کہ ان کی مدد نہ کی اور تدبیر سے لڑائی بگاڑ دی مطالب یہ کہ ہمارا احسان مانو اور جو کچھ تمہارے ہاتھ آیا ہے ہم کو بھی کچھ دلواؤ عمداً دونوں طرف ہاتھ مارتے ہیں) سو (دنیا میں گو اظہار اسلام کی برکت سے مسلمانوں کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن) اللہ تعالیٰ تمہارا اور ان کا قیامت میں (عملی) فیصلہ فرماویں گے اور (اس فیصلہ میں) ہرگز اللہ تعالیٰ کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں غالب نہ فرماویں گے (بلکہ کفار مجرم قرار پا کر دوزخ میں جاویں گے اور مسلمان اہل حق ثابت ہو کر جنت میں جاویں گے اور فیصلہ عملی یہی ہے)

ف۱ اس کو فیصلہ فرمایا حالانکہ فیصلہ اختلاف کی صورت میں ہوتا ہے سو وہ اختلاف گو بوجہ نفاق کے گفتگو میں کم آتا تھا لیکن عقائد و مسلک تو مختلف تھے ہی، اس مسلک پر اس لئے نازاں تھے کہ دنیا میں بھی امن اور آخرت میں بھی نجات اگلی فیصلہ وہاں ہو جاوے گا اور عملی کی قید اس لئے ہے کہ دلائل حق و باطل کے تو یہاں بھی واضح ہیں اور لن یجعل اللہ میں یہ قید ظاہر کر دی کہ اس فیصلہ میں۔ اس سے یہ شبہ دفع ہو گیا کہ دنیا میں تو کفار گاہے مسلمانوں پر غالب ہو جاتے ہیں۔ ف۲ مسئلہ اہل باطل کے ساتھ مجالست کی چند صورتیں ہیں۔ اوّل ان کے کفریات پر رضا کے ساتھ یہ کفر ہے۔ دوم اظہار کفریات کے وقت کراہت کے ساتھ مگر بلا عذر یہ فسق ہے۔ سوم کسی ضرورت دنیوی کے واسطے یہ مباح ہے چہارم تبلیغ احکام کے لئے یہ عبادت ہے۔ پنجم اضطرار و بے اختیاری کے ساتھ اس میں معذور ہے۔

ربط آگے بھی تتمہ ہے قبائح منافقین کا۔

اللغات مستحوذ ہوا استیلاء وہو قریب من خیر تسہیل ۱۲

ملخص الترجمہ ف۱ قولہ فی یحکم تمہارا اور ان کا علی بینکم تقابلہ اور تصدیر بینہم ۱۲

إِنَّ الْمُنٰفِقِينَ يُخٰدِعُونَ اللّٰهَ وَهُوَ خٰدِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوٓا إِلَى الصَّلٰوةِ

بلاشبہ منافق لوگ چالبازی کرتے ہیں اللہ سے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس چال کی سزا ان کو دینے والے ہیں اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی

قَامُوا كُسَالٰى يُرَآءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں صرف آدمیوں کو دکھلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی نہیں کرتے مگر بہت ہی مختصر۔

مُّذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ إِلَىٰ هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ إِلَىٰ هٰٓؤُلَآءِ وَمَن

معلق ہو رہے ہیں دونوں کے درمیان میں نہ ادھر نہ ادھر اور جس کو

يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَن تَجِدَ لَهُۥ سَبِيلًا ۝

خدا تعالیٰ گمراہی میں ڈالدیں ایسے شخص کے لئے کوئی سبیل نہ پائے گے۔

تتمہ قبائح منافقین إِنَّ الْمُنٰفِقِينَ يُخٰدِعُونَ اللّٰهَ وَهُوَ خٰدِعُهُمْ (الی قولہ) وَمَن يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَن تَجِدَ لَهُۥ سَبِيلًا ۝ بلاشبہ منافق لوگ (اظہار ایمان میں) چالبازی کرتے ہیں اللہ سے (گو ان کی چال اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی اور گو ان کا یہ اعتقاد نہ ہو مگر ان کی یہ کارروائی مشابہ اس کے ہے کہ جیسا ایسا اعتقاد ہو) حالانکہ اللہ تعالیٰ اس چال کی سزا ان کو دینے والے ہیں اور (چونکہ دل میں ایمان تو ہے نہیں اور اس لئے نماز کو نہ فرض سمجھیں نہ اس میں ثواب کا اعتقاد رکھیں اس لئے) جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں (کیونکہ نشاط اعتقاد اور نیت پیدا ہو ہی نہیں) صرف آدمیوں کو (اپنا نمازی ہونا) دکھلانے ہیں (تاکہ مسلمان سمجھیں) اور (جو کہ نماز ہی کا نام کرنا ہے اس لئے نماز میں) اللہ تعالیٰ کا ذکر (زبانی) بھی نہیں کرتے مگر بہت ہی مختصر (جس سے صورت کا نماز بنا لیتے ہیں جس میں محض نماز کا نام ہو جاوے اور عجب نہیں کہ صرف اٹھا بیٹھا ہی ہوتا ہو کیونکہ ہیئت کی ضرورت تو بعض نمازوں میں امام کو ہوتی ہے یا مموم تو ان کو کہاں نصیب ہوتی منفردی ہونے کی حالت میں اگر کوئی بالکل نہ پڑھے فقط لیٹا رہے تو کسی کو کیا خبر ہو) (الغرض یہ اعتقاد و عمل کی بدحالی ہے کہ زبان بھی نہ ہلتی ہو) متحقق ہو رہے ہیں (دونوں کے (یعنی کفار و مؤمنین کے) درمیان میں نہ (پورے) ادھر نہ (پورے) ادھر (کیونکہ ظاہر میں مؤمن تو کفار سے الگ اور باطن میں کافر تو مؤمنین سے الگ) اور جس کو خدا تعالیٰ گمراہی میں ڈالدیں (جیسا ان کی عادت ہے کہ عزم فعل کے وقت اس فعل کو پیدا کر دیتے ہیں) ایسے شخص کو (مومن ہونے کے لئے کوئی سبیل (یعنی راہ) نہ پاؤ گے (مطلب یہ کہ ان منافقین کے راہ پر آنے کی امید مت رکھو۔ اس میں منافقین کی تشنیع ہے اور مؤمنین کی تسلی کہ ان کی شرارتوں سے رنج نہ کریں) **فائدہ** جس کسل کی یہاں مذمت ہے وہ اعتقادی کسل ہے اور جو باوجود اعتقاد صحیح کے کسل

اللغات قولہ مذبذبین بین الخ فی القاموس ذبذب مذبذب و بفتح متردد بین امرین ۱۲ النحو قولہ لا الی ھؤلاء الخ العامل فیہ صائرون او مقدر من ذلک ما اشیر بہ الی متعدد کان فی حکم المتعدد الذی یقتضی بینا مضافۃ بین ۱۲ البلاغۃ قولہ فاذا قاموا ذکر امرا متصلا قا بعد ذکر نفاقھم الذی کان کافیا فی تشنیعھم تغریبا و ترتیبا للآثار علی الموثر ۱۲

ملحقات الترجمہ لہ قولہ فی خداعھم سزا اشارہ الی تسمیۃ جزاء الخدع خداعا کقولہ تعالیٰ وجزاء سیئۃ سیئۃ ۱۲ لہ قولہ فی قلیلا یعنی محض صورت الخ وھذا التفسیر من اھل التفسیر بدلیلہ ولم ارہ منقولا ۱۲

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ
واذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ یراءون الناس۔ کسل کا ریا کے ساتھ مقید کرنا اس پر دال ہے کہ کسل سے مراد کسل اعتقادی ہے نہ کہ کسل طبعی سو طبعی پر ملامت نہیں اور جس کو اس کی تحقیق نہیں وہ تشویش کو بڑھا لیتا ہے جس سے اس کے باطن کو ضرر پہنچتا ہے۔

قولہ لے بین ذلک یعنی کلا فریقی المؤمنین والکافرین علیہ ھو لاء الذین اشیر بھما الی المؤمنین والکافرین المذکورین فیما قبل ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

اے ایمان والو تم مؤمنین کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بناؤ

اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي

کیا تم یوں چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی حجت صریح قائم کر لو بلاشبہ منافقین دوزخ کے

الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ

سب سے نیچے کے طبقے میں جاویں گے اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پاویگا۔ لیکن جو لوگ توبہ کرلیں اور

اَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

اصلاح کرلیں اور اللہ تعالیٰ پر وثوق رکھیں اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لئے کیا کریں تو یہ لوگ مؤمنین کے ساتھ ہوں گے

ہو وہ اس سے خارج ہے پھر اگر کسی عذر سے ہو جیسے مرض و تعب و غلبہ نوم تب تو قابل ملامت بھی نہیں اور اگر بلا عذر ہو تو قابل ملامت ہے۔ **ربط** آگے تتمہ ہے مضمون ممانعت خصوصیت و تعلق رکھنے کا کفار سے جو کہ آیت قد نزل علیکم کا مدلول تھا۔ **حکم بست و ششم نہی از موالات کفار** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اے ایمان والو تم مؤمنین کو چھوڑ کر کافروں کو (خواہ منافق ہوں خواہ مجاہر ہوں) دوست مت بناؤ (جیسا منافقین کا شیوہ ہے کیونکہ تم کو ان کی حالت کفر و عداوت کی معلوم ہو چکی) کیا تم (ان سے دوستی کر کے) یوں چاہتے ہو کہ اپنے اوپر (یعنی اپنے مجرم و مستحق عذاب ہونے پر) اللہ تعالیٰ کی حجت صریح قائم کر لو (جحت صریح یہی ہے کہ ہم نے جب منع کر دیا تھا پھر کیوں کیا) **ف تحقیق** احکام موالاۃ و مداراۃ کی آل عمران کے رکوع سوم کے آخر میں گذر چکی **ربط** اور پر منافقین کے قبائح و شنائع کا بیان مقصود تھا گو ایک مضمون کے ضمن میں ان کی سزائے جہنمیت کا بھی مذکور آگیا تھا آگے ان کی سزا کا بیان مقصود ہے اور چونکہ بیان سزا کا اثر فی نفسہ یہ ہے کہ سلیم المزاج آدمی کو خوف پیدا ہو جاتا ہے جو سبب ہو جاتا ہے توبہ کا اس لئے سزا سے تائبین کا استثناء اور ان کی جزائے نیک کا بیان بھی فرمایا **سزائے منافقین و جزائے تائبین** اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَ اعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ بلاشبہ منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں جاویں گے اور (اے مخاطب) تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پاوے گا (جو انکو اس سزا سے بچا سکے) لیکن (ان میں سے) جو لوگ (نفاق سے) توبہ کرلیں اور (مسلمانوں کے ساتھ جو ان کے ایذا رساں معاملات تھے ان کی) اصلاح کرلیں (یعنی پھر ایسی باتیں نہ کریں) اور (کفار سے جو بغرض ان کی پناہ میں رہنے کے دوستی کرتے ہیں اس کو چھوڑ کر) اللہ تعالیٰ پر وثوق (اور توکل) رکھیں اور (ریا کو چھوڑ کر) اپنے دین (کے اعمال) کو خالص اللہ ہی (کی رضا) کے لئے کیا کریں (غرض اپنے عقائد کی معاملات کی اخلاق باطنی کی اعمال کی سب کی درستی کرلیں) تو یہ (تائب) لوگ (ان مؤمنین کے ساتھ درجات جنت میں) ہوں گے (جو کہ پہلے سے کامل الایمان

اللغات - الدرک کا در ج لکن الاول ہو طاء والثانی صفۃ او خبر لاٰخر حملا علی الحقیقۃ والاستبعادی کو نہاخات طبقات ۱۲ **الخ** الا الذین تابوا استثناء من منصوب لیتاء ورفع لانہ تکتب ایا استقر تہا الفاء لسکون فکان رسم الخط تابعا للتلفظ **البلاغۃ** قولہ تعالیٰ الا الذین تابوا الخ فیہ صنعۃ المقابلۃ فالتوبۃ مقابل لایمان والاصلاح مقابل لما ستتم مع المسلمین والاعتصام بمعنی الوثوق کما فی الروح مقابل لاتخاذہم الکفار اولیاء۔ والاخلاص مقابل لریاء ہم المذکور فی بیاوون و کونہم مع المؤمنین فی الجنۃ مقابل لکونہم فی الدرک الاسفل **فائدتان** الاولی حکم بکون المنافقین فی الدرک الاسفل بعد کونہم الجمیع مجتمعین فی النار والجوان النار اسم مجموع صیغ الحکمان۔ الثانیۃ ما معنی کون التائبین مع المؤمنین مع کونہم مؤمنین۔ والجواب ان المعیۃ فی الدرجات لا فی نفس الایمان وبفہم ہذا من نظر حقی ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی یا ایہا الذین اٰمنوا اے ایمان والو فالکلام علی الحقیقۃ وصنف ما فسر بعضہم من کون الخطاب بالمنافقین ۱۲ ۲ قولہ لا تتخذوا جیسا منافقین کا۔ اشارۃ الی نکتۃ خطاب المؤمنین اثر ذکر المنافقین من نہیہم عن التشبہ بالمنافقین ۱۲ ۳ قولہ فی التہدید ضمن ہیں فی قولہ تعالیٰ جامع المنافقین والکافرین المخصوص اثبات المماثلۃ بینہم ۱۲

وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ

اور مؤمنین کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائیں گے اللہ تعالیٰ تم کو سزا دے کر

بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا

کیا کریں گے اگر تم سپاس گذاری کرو اور ایمان لے آؤ اور اللہ تعالیٰ بڑے قدر کرنے والے

عَلِيْمًا ○

خوب جاننے والے ہیں۔

رکھتے ہیں) وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ○ اور ان مؤمنین کو اللہ تعالیٰ (آخرت میں) اجر عظیم عطا فرمائیں گے (پس جب یہ مؤمنین کے ساتھ ہوں گے تو اُن کو بھی اجر عظیم ملیگا اور اے[1] منافقو) اللہ تعالیٰ تم کو سزا دے کر کیا کریں گے اگر تم (ان کی نعمتوں کی جو تم پر ہیں) سپاس گذاری کرو اور (اس[2] سپاس گذاری کا طریقہ ہمارا پسندیدہ یہ ہے کہ تم) ایمان لے آؤ (یعنی خدا تعالیٰ کا کوئی کام اٹکا نہیں پڑا جو تم کو سزا دینے سے چل جاوے صرف تمہارا کفر جو اشد درجہ کا کفران نعمت ہے سبب ہے تمہارے عقوبت کا اگر اس کو چھوڑ دو تو پھر رحمت ہی رحمت ہے) اور اللہ تعالیٰ (تو خدمت کی) بڑی قدر کرنے والے (اور خدمت گذار کے خلوص وغیرہ کو) خوب جاننے والے ہیں (پس جو شخص اطاعت و اخلاص سے رہے اس کو بہت کچھ دیتے ہیں) **ف** توبہ کے ساتھ جو اصلاح و اعتصام و اخلاص کو اضافہ فرمایا۔ جو تفسیر حقر نے اختیار کی ہے اُس کے اعتبار سے یہ قیدیں معیت تامہ مؤمنین کے لئے ہیں کیونکہ اخلال گناہ ہے جس میں معیت ناقص ہو جاتی ہے اور اگر ایسی تفسیر کی جاوے کہ ان سب کا حاصل مفہوم ایمان ہی ہو تو یہ قیدیں نفس معیت یعنی نجات کی قید موقوف علیہ ہوگی۔ فقط **ربط** اوپر منافقین و کفار کے احوال میں ان کا مسلمانوں کے ساتھ عداوت کا مذکور تھا چونکہ عداوت میں اکثر ایذا رسانی کی نوبت بھی آتی رہتی ہے اور جس کو ایذا پہنچتی ہے اکثر اس کی زبان سے شکایت بھی نکل جاتی ہے اس مناسبت سے آگے اس کے جواز و ناجواز کی تحقیق مع فضیلت عفو کے فرماتے ہیں۔

اللغو قولہ بعذابکم الباء سببیۃ ای ما یفعل اللّٰہ من التشفی لنفسہ واستجلاب نفع او استدفاع ضر بسبب عذابکم حاشا عن ذلک ۱۲

البلاغۃ قولہ شکرتم وامنتم زاد الشکر مع کون الایمان کافیا لان کون الشکر حسنا عقلیا اظہر ففیہ تقریب الایمان الی ذہنہم ۱۲

الحمد للّٰہ والمنۃ کہ تفسیر پارہ والمحصنٰت ختم ہوگئی۔ آگے لا یحب اللّٰہ کی تفسیر آتی ہے انشاء اللّٰہ تعالیٰ۔

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی بعذابکم ای بکم منافقو بقرینۃ المقام ۱۲

[2] قولہ فی امنتم سپاس گذاری کا طریقہ اشارۃ الی کون العطف تفسیریا ۱۲

وجوہ المثانی متعلقہ بپارۂ پنجم والمحصنٰت الجزء الخامس تفسیر بیان القرآن

قولہ تعالیٰ - والمحصنٰت - قراء الکسائی جمیع مافی القرآن من لفظ المحصنٰت ومحصنٰت بکسر الصاد الا ھذا الحرف فانہ فتح الصاد موافقا للجمیع - **قولہ تعالیٰ** - واحل لکم - فیہ قراءتان الاولیٰ بضم الھمزۃ وکسر الحاء لحفص وحمزۃ والکسائی علی البناء للمفعول والثانیۃ بفتحھما للباقین علی البناء للفاعل **قولہ تعالیٰ** فاذا احصن - فیہ قرأتان الاولیٰ بفتح الھمزۃ والصاد لشعبۃ وحمزۃ والکسائی علی البناء للفاعل والثانیۃ بضم الھمزۃ وکسر الصاد علی البناء للمفعول - **قولہ تعالیٰ** تجارۃ - فیہ قراءتان الاولیٰ بالنصب لعاصم وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالرفع للباقین والوجہ ظاھر **قولہ تعالیٰ** مدخلا - فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح المیم لنافع والثانیۃ بالضم للباقین ویحتملان المصدر والظرف **قولہ تعالیٰ** عقدت - فیہ قراءتان الاولیٰ بغیر الف بین العین والقاف لعاصم وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالالف للباقین - **قولہ تعالیٰ** بالبخل - فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح الباء والخاء لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بضم الباء وسکون الخاء للباقین ھما لغتان - **قولہ تعالیٰ** ان تک حسنۃ - فیہ قراءتان الاولیٰ برفع التاء لنافع وابن کثیر والثانیۃ بالنصب للباقین والکون علی الاولیٰ تامۃ وعلی الثانیۃ ناقصۃ **قولہ تعالیٰ** یضاعفھا - فیہ قراءتان الاولیٰ بتشدید العین والالف قبلھا من التضعیف لابن کثیر وابن عامر والثانیۃ بتخفیف العین والف قبلھا من المضاعفۃ للباقین - **قولہ تعالیٰ** - لو تسوی - فیہ ثلث قراءات الاولیٰ بضم المثناۃ فوق من التفعیل لابن کثیر وابی عمرو وعاصم والثانیۃ بفتح المثناۃ وتشدید السین من التفعل وادغام المثناۃ فی السین لنافع وابن عامر والثالثۃ بالفتح بلا ادغام علی حذف احدی التائین لحمزۃ والکسائی **قولہ تعالیٰ** او لمستم - فیہ قراءتان الاولیٰ بغیر الف بین اللام والمیم من اللمس لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالف من الملامسۃ للباقین **قولہ تعالیٰ** نعما یعظکم بہ - فیہ ماذکر فی قولہ تعالیٰ فنعما ھی فی سورۃ البقرۃ جزء تلک الرسل **قولہ تعالیٰ** الا قلیل منھم - فیہ قراءتان الاولیٰ قلیلا بالنصب لابن عامر والثانیۃ بالرفع للباقین والنصب علی الاستثناء والرفع علی البدلیۃ من الضمیر المرفوع فی فعلوہ **قولہ تعالیٰ** کان لم تکن - فیہ قراءتان الاولیٰ بالتاء فی تکن علی التانیث لابن کثیر وحفص والثانیۃ بالیاء علی التذکیر للباقین - **قولہ تعالیٰ** ولا تظلمون فتیلا - فیہ قراءتان الاولیٰ بالغیبۃ لابن کثیر وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالخطاب للباقین **قولہ تعالیٰ** فتبینوا فی الموضعین فیھما قراءتان الاولیٰ بالتاء المثلثۃ والباء الموحدۃ والتاء المثناۃ من فوق لحمزۃ والکسائی من التثبت والثانیۃ بالباء الموحدۃ والیاء المثناۃ من تحت والنون من البیان للباقین **قولہ تعالیٰ** القی الیکم السلم - فیہ قراءتان الاولیٰ بغیر الف بعد اللام من السلم بمعنی الانقیاد لنافع وابن عامر وحمزۃ والثانیۃ بالالف للباقین **قولہ تعالیٰ** خیرا ولی الضرر - فیہ قراءتان الاولیٰ بنصب الراء من غیر لنافع وابن عامر والکسائی علی الحالیۃ او الاستثناء والثانیۃ بالرفع للباقین علی انہ صفۃ للقاعدون **قولہ تعالیٰ** فسوف نؤتیہ - فیہ قراءتان الاولیٰ بالیاء لابی عمرو والثانیۃ بالنون

للباقين **قولہ تعالیٰ** یدخلون الجنۃ - فیہ قراءتان الاولیٰ بضم الیاء وفتح الخاء لابن کثیر وابی عمرو وشعبۃ علی البناء للمفعول والثانیۃ بفتح الیاء وضم الخاء للباقین علی البناء للفاعل **قولہ تعالیٰ** ان یصلحا - فی قراءتان الاولیٰ بضم الیاء وسکون الصاد ولا الف بعدھا وکسر اللام من الاصلاح لعاصم وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بفتح الیاء وفتح الصاد مع التشدید والف بعدھا وفتح اللام من الاصالح الذی اصلہ تصالح **قولہ تعالیٰ** والکتب الذی نزل علی رسولہ والکتب الذی انزل من قبل فیہ قرأتان بضم النون من نزل والھمزۃ من انزل وکسر الزای فیھما لابن کثیر وابی عمرو وابن عامر والثانیۃ بفتح النون والھمزۃ وفتح الزاء فیھما للباقین - **قولہ تعالیٰ** وقد نزل - فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح النون والزای لعاصم والثانیۃ بضم النون وکسر الزای للباقین **قولہ تعالیٰ** فی الدرک - فیہ قراءتان الاولیٰ بسکون الراء لعاصم وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بفتحھا للباقین وھما لغتان -

الحمد للہ والمنۃ کہ اس جگہ پارۂ والمحصنٰت مع وجوہ المثانی ختم ہوا - آگے پارۂ لایحب اللہ آتا ہے انشاء اللہ

تفسیر بیان القرآن کے پارے اور دیگر ہر قسم کے قاعدے و پارے اور قرآن مجید وحمائلیں معریٰ و مترجم اور ہر قسم کی کتب دینیہ درسی وغیر درسی اردو، فارسی عربی، وجملہ تصانیف علمائے دیوبند وتصانیف حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب چرتھاولیؒ عمدہ اور ارزاں ملنے کا پتہ

شعبہ اشرف العلوم ادارہ ہادی دیوبند

(یو-پی)

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ ۔ فَاِذَا قَرَاْنٰہُ
فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ

مکمل بیان القرآن

سنہ ۱۳۷۴ھ

مطابق اصل بیان القرآن تھانہ بھون

مع

مسائل السلوک
بربان
کلام ملک الملوک
(فی العربیۃ)

و

رفع الشکوک
ترجمہ
مسایل السلوک
(فی الھندیۃ)

و

وجوہ المثانی
مع
توجیہ الکلمات والمعانی
(فی العربیۃ)

پارہ ۶ از لا یحب اللہ

حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر:- شعبہ اشرف العلوم ادارۂ ھادی دیوبند یوپی

(وسیم پرنٹنگ پریس دیوبند)

تفسیر پاک کی ممبر سازی بدستور ہو رہی ہے

وہ حضرات کس قدر خوش نصیب ہیں جو باقاعدہ "فارم اطلاع ممبری" پُر کرکے اس شعبہ سے وابستہ ہوگئے ہیں اور جو اس مبارک سلسلہ کو پروان چڑھانے میں ہماری معاونت فرما رہے ہیں خدام ادارہ ان کے بدل مشکور ہیں۔ حق تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں۔

کلام پاک کی تلاوت کرنا، اس کے معانی سمجھنا، تفصیلات پر غور کرکے اس کے احکام پر خود چلنا، اوروں کو چلانا کتنی مقدس اور کتنی مخلصانہ عبادت ہے، یہی وہ خاص الخاص عبادت ہے جو سرور کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت حاصل کرنے کے لئے کافی ہے۔

اگر آپ اب تک اس مقدس سلسلہ میں شامل نہیں ہوئے تو آج ہی اس کار خیر میں ضرور شرکت کیجیے، خود ممبری قبول فرمایئے، دوستوں کو ممبر بنایئے، **تفسیر کلام پاک کو مسلمانوں کے گھر گھر پہنچانے میں ہماری معاونت کیجیے۔**

تفسیر بیان القرآن کا آخری یعنی تیسواں اور پہلا، دوسرا، تیسرا، چھوٹھا، پانچواں پارہ پیش کیا جا چکا ہے، چھٹا پارہ رونق چشم بنا ہوا ہے، گویا کہ اب تک سات پارے بھیجے جا چکے ہیں اور آٹھویں پارہ کی تیاری ہے۔

لیکن

اب تک آپ نے کسی جدید ممبر کا اضافہ نہیں فرمایا۔ یہ قرآن پاک کی اشاعت کا معاملہ ہے، اس میں جتنا وقت بھی صرف ہو جائے وہ بہتر ہے، امید ہے کہ اس مبارک حلقہ کو زیادہ وسیع بنانے میں اب آپ زریں تاخیر نہ فرمائیں گے اور آج سے ہی امکانی تعاون شروع فرما دیں گے، حق تعالیٰ آپ کی معاونت فرمائیں۔ آمین

فیس ممبری آٹھ آنے ہے جو ایک مرتبہ ادا کرنی ہے اور ہر ماہ ۱/۴ کے بجائے ۱/۲ ہدیہ سے علاوہ محصول ڈاک ایک پارہ حاصل کر لینا ہے۔ اپنے آٹھ آنے کیساتھ اگر آپ چاہیں اپنے دوستوں کی فیس ممبری بھی یک جائی بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں اور اپنا پتہ خوشخط انگریزی اور اردو میں تحریر کریں۔

یہ تفسیر مقدس تھانہ بھون کے اصل نسخہ بیان القرآن سے جو کہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے مع اضافوں کے بعد میں طبع کرایا تھا اس کی حرف بحرف نقل ہے، وہ نسخہ آج کل کمیاب ہے اور یک صد روپے سے ڈیڑھ سو روپے تک اس کا ہدیہ پہنچ چکا ہے۔

مفصل معلومات کے لئے لکھیئے

مسعود احمد قاسمی ناظم شعبہ اشرف العلوم دیوبند (یو۔پی)

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ

اللہ تعالیٰ بُری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں کرتے بجز

ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ

مظلوم کے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب جانتے ہیں اگر نیک کام علانیہ کرو یا اس کو خفیہ کرو یا

تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝

کسی برائی کو معاف کرو تو اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے ہیں پوری قدرت والے ہیں

حکم بست وہفتم تحقیق جواز ونا جواز شکایت وفضل عفو۔ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ (الیٰ قولہ) فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝ اللہ تعالیٰ بُری بات زبان پر لانے کو (کسی کے لئے) پسند نہیں کرتے بجز مظلوم کے (کہ اپنے ظالم کی نسبت کچھ حکایت شکایت کرنے لگے تو وہ گناہ نہیں) اور اللہ تعالیٰ (مظلوم کی) بات خوب سنتے ہیں (اور ظالم کے ظلم کی حالت) خوب جانتے ہیں (اسمیں اشارہ ہے کہ مظلوم کو خلاف واقع کہنے کی اجازت نہیں اور ہر چند کہ ایسی شکایت جائز تو ہے لیکن) اگر نیک کام علانیہ کردیا اسکو خفیہ کرو (جس میں معاف کرنا بھی آگیا) یا (بالخصوص) کسی (کی) برائی کو معاف کردو تو (زیادہ افضل ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ (بھی) بڑے معاف کرنے والے ہیں (باوجود یکہ) پوری قدرت والے ہیں (کہ اپنے مجرموں سے ہر طرح انتقام لے سکتے ہیں مگر پھر بھی اکثر معاف ہی کردیتے ہیں پس اگر تم ایسا کرو تو اول تو تخلق باخلاق الٰہیہ ہے پھر تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کرنے کی امید ہوگی) ف۔ نفی واستثناء سے جو حصر ہوا ہے یہ حصر اضافی ہے اس شخص کے اعتبار سے جو بلا کسی مصلحت معتبرہ شرعیہ کے دوسرے کی شکایت کرے حصر حقیقی نہیں کیونکہ سوائے ظالم کے اور بھی بعض کی برائی کا اظہار جائز ہے مثلاً وہ شخص جس سے کوئی دینی یا دنیوی مضرت پہونچنے کا اندیشہ ہو اس کے حال سے لوگوں کو مطلع کردینا درست بلکہ واجب ہے خلاصہ مسئلہ کا یہ ہے کہ بلا مصلحت وضرورت کے کسی کی عیب گوئی جائز نہیں ربط۔ یہاں تک منافقین کا بیان ہو چکا کفار میں ایک فرقہ یہود کا ہے آگے ان کا بیان ہوتا ہے اس تقسیم کا بیان آیت لبشر المنافقین اور اس سے پہلے دو

الروایات ۔ فی الروح اخرج ابن جریر عن ابن زید ان رجلا ضاف قوما فلم یحسنوا قراہ فلما ارتحل قال لو نزلنا بقوم فاحسنوا قرانا لکان ینبغی فنزلت اھ وعلی ہذہ الضیافۃ ملامت واجبۃ المقتضی وذات تعظم ان العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب ای فالآیۃ تعم کل من ظلم وفی الخازن عن مقاتل نزلت فی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال رجل منہ وللنبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر فسکت عنہ ابو بکر مرارا ثم رد علیہ فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر یا رسول اللہ شتمنی فلم تقل لہ شیئا حتی اذا رددت علیہ بعضت فقال ان ملکا کان یجیب عنک فلما رددت علیہ ذہب الملک وجاء الشیطان فلست اقعد فی مجلس فیہ الشیطان فلست وانزلت ہذہ الآیۃ اھ قلت اما الفقرۃ فذکورۃ فی الصحاح دانما کو نہا سبب للنزول فلم اظفر بسندہ ولو ثبت لکان الحق بقولہ تعالیٰ ان تبدوا خیرا او تخفوہ او تعفوا عن سوء فیکون المقصود بالنزول تقریر ما قالہ صلی اللہ علیہ وسلم من ایثار العفو واللہ اعلم ۱۲ منہ

لمحات الترجمہ ۱ قولہ فی الجہر زیادتے پر لانے کے اشارۃ الی ان المراد ہہنا الاظہار وان لم یکن برفع صوت کذا فی الروح ۔ ۲ قولہ فی اللام من ظلم حکایت شکایت اشارۃ الی حذف المضاف ای جہر من ظلم بالسوء ۱۲ ۳ قولہ بہتاں گناہ نہیں اشارۃ الی ان عدم الحب کنایۃ عن البغض ۱۲ ۴ قولہ فی سمیعا مظلوم کی بات اشارۃ الی نکتۃ التخصیص لان القول نسب الی المظلوم وفعل المظلوم الی الظالم ۱۲ ۵ قولہ فی تبدوا معاف کرنا بھی اشارۃ الی ان المقصود ہو العفو الذکور فیما بعد وانما ذکر الابداء والاخفاء توطئۃ کما مر فی قولہ تعالیٰ عفا اللہ عنہ فاذن یرد النقوضی معرض جواب الشرط بدل علی ان العمدۃ ہو العفو مع القدرۃ ولو کان الابداء والاخفاء ہو المقصود لما الشرط لم یحسن الانقصاری الجزاء علی کونہ تعالیٰ عفوا قدیرا کذا فی الروح ۱۲ ۶ قولہ فی توضیح عفوا اکثر الا ترا نہ قد یوقع الانتقام ایضا ۱۲

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ لایحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم مع قولہ تعالیٰ ان تبدوا خیرا او تخفوہ او تعفوا عن سوء فان اللہ کان عفوا قدیرا دل الاول علی جواز الانتصار بالشکایۃ والثانی علی احبیۃ الصبر والعفو والاول شان الضعفاء والثانی شان اہل العزم والحکمۃ فی الاول طہارۃ القلب من الغل فی الثانی عروج الروح الی اللہ ۱۲ منہ

ترجمہ۔ قولہ تعالیٰ لایحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم مع قولہ تعالیٰ ان تبدوا خیرا او تخفوہ او تعفوا عن سوء فان اللہ کان عفوا قدیرا پہلا جواز انتقام پر دال ہے کہ شکایت بھی اس کی ایک فرد ہے اور دوسری آیت صبر اور عفو کے محبوب ہونے پر دال ہے اور اول ضعفاء کی شان ہے اور اس میں یہ مصلحت ہے کہ قلب کینہ سے صاف ہوجاتا ہے اور دوسری شان ہے اہل ہمت کی اور اس میں مصلحت عروج الی المحبوب ہے ۔

۷ ای ظل الوحشۃ الخاصۃ اراد بہا القرب الخاص منہ ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُوا بَيْنَ

جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ۔ اور یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے اور اس کے رسولوں کے

اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ

درمیان میں فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں پر تو ایمان لاتے ہیں۔ اور بعضوں کے منکر ہیں اور یوں چاہتے ہیں

أَن يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۚ

کہ بین بین ایک راہ تجویز کریں۔ ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں

وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ

اور کافروں کے لئے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے سب

وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ

اور ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ ضرور ان کے ثواب دیں گے۔

وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے ہیں بڑے رحمت والے ہیں

آیتوں کی تمہید میں دیکھ لیا جاوے سو یہود کے چند قبائح کا اس جگہ ذکر ہوتا ہے ذم اول یہود إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ (الی قولہ) وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کیساتھ، جیسا انکے عقیدہ وقول آئندہ سے صاف لازم آتا ہے) اور (کفر کرتے ہیں) اسکے رسول کیساتھ (یعنی بعض کے ساتھ تو صراحۃً کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر تھے اور کل کیساتھ لزوماً جیسا آگے آتا ہے) اور یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے اور اسکے رسولوں کے درمیان میں (باعتبار ایمان لانیکے) فرق رکھیں اور (اپنے اس عقیدہ کو زبان سے بھی) کہتے ہیں کہ ہم (پیغمبروں میں سے) بعضوں پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں (اس قول اور اس عقیدہ سے اللہ تعالیٰ کیساتھ بھی کفر لازم آگیا اور سب رسولوں کے ساتھ بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اور ہر رسول نے سب رسولوں کو رسول کہا ہے جب بعض کا انکار ہوا تو اللہ تعالیٰ کی اور بقیہ رسولوں کی تکذیب ہوگئی جو کہ ضد ہے تصدیق اور ایمان کی اور یوں چاہتے ہیں کہ بین بین ایک راہ تجویز کریں (کہ نہ سب پر ایمان ہو جیسے مسلمان سب پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ سب کا انکار ہے جیسا مشرکین کرتے تھے سو) ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں (کیونکہ کفر بالبعض بھی کفر ہے اور ایمان اور کفر کے درمیان کوئی واسطہ نہیں جب ایمان بالجمیع نہ ہوا تو کفر ہی ہوا) اور کافروں کیلئے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے (وہی ان کیلئے بھی ہوگی) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اسکے سب رسولوں پر بھی اور انمیں سے کسی میں (ایمان لانیکے اعتبار سے) فرق نہیں کرتے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ ضرور انکے ثواب دیں گے اور (چونکہ) اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے ہیں (اسلئے ایمان لانیسے پہلے جتنے گناہ ہو چکے ہیں سب بخشدینگے اور چونکہ وہ) بڑے رحمت والے ہیں (اس لئے ایمان کی برکت سے انکے حسنات کو مضاعف کرکے خوب ثواب دینگے

البلاغۃ - یتبہم فیہ التفات عن التکلم فی عندنا ۱۲

فائدۃ - ذم الیہود علی ما صدر عن اسلافہم لان المقصود ذم ہذا النوع علاتخاذہم فی التوراۃ و السیرۃ وقد سبق ہذا مع اشارۃ الی المتن ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی یکفرون جیسا ان کے عقیدہ الخ افاد بہ اصولا الاول ان المقصود فی الکلام ہو ما صرحوا بہ من قولہم نؤمن ببعض ونکفر ببعض والرسل مکونہ لازما من قولہم وذکر الارادۃ للاولی لکونہ منشأ لہذہ

۲ ۱ ع ۱۱ ۱

العقول خان المعتقد اصل والعقول فرع والارادۃ الثانیۃ تفریع علی العقول وہذا ہو وجہ الارتباط

بہی ہذا الجزاء والثانی ما افادہ بلفظ لازم انہم لم یتفوہوا بالکفر باللہ والثالث ما افادہ بلفظ صاف ان ہذا اللازم بین کالملزوم فلا یرد ان اللازم غیر الملتزم کما اذا قلت زید قائم ویقول مخاطبک لیس زید قائم ویصر علی ذلک لانک ان ہذا کقولہ لک انک کاذب فیہ تعب فیہ احمد ۱۲ ۳ قولہ فی بین ذلک بین بین حذف المضاف لیصح اتباعہ ما بعدہ وہو دلالۃ للتعریضیۃ والمشار الیہ بذلک ہو الکفر والایمان بتاویل ما ذکر ۱۲ ۴ قولہ فی اولئک ہم سوا اشارۃ الی کونہ خبر ان ۱۲ ۵ قولہ فی سوف عرفہ کمالی الروح ان الاتیان بسوف مما یکاد یعد الموعود دلالۃ علی انہ کائن لا محالۃ وان تاخر لان الاخبار بانہ سیاتی متاخرا فی حین ایہام بکلام منتشر ۱۲

يَسْئَلُكَ أَهْلُ الْكِتٰبِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسٰٓى

آپ سے اہل کتاب یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ ان کے پاس ایک خاص نوشتہ آسمان سے منگوا دیں۔ سو انھوں نے موسیٰ علیہ السلام

أَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوٓا أَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ

سے اس سے بھی بڑی درخواست کی تھی۔ اور یوں کہا تھا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا دکھلا دو۔ جس پر ان کی اس گستاخی کے سبب اوپر کڑک بجلی آ پڑی

ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ

پھر انھوں نے تو سالہ کو تجویز کیا تھا بعد اس کے کہ بہت سے دلائل ان کو پہنچ چکے تھے پھر ہم نے اس سے درگذر کر دیا تھا۔

وَاٰتَيْنَا مُوسٰى سُلْطٰنًا مُّبِينًا ۝

اور موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے بڑا رعب دیا تھا۔

ف ۔ بعض مفسرین نے اس آیت کو یہود و نصاریٰ دونوں کی شان میں کہا ہے کیونکہ نصاریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے اخرجہ عبد بن حمید و ابن جریر عن قتادۃ۔ لیکن سیاق و سباق میں یہود کا ذکر مقتضی اسکو ہے کہ آیت کا شان نزول یہود میں ہونا زیادہ مہتم بالشان ہو گو تبعاً نصاریٰ بھی عموم لفظ میں داخل ہو جاویں ربطاً اوپر یہود کی مذمت تھی آگے اور مذمت ہے دم دیگر یہود۔ يَسْئَلُكَ أَهْلُ الْكِتٰبِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ (الی قولہ) وَاٰتَيْنَا مُوسٰى سُلْطٰنًا مُّبِينًا ۝ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سے اہل کتاب (یہود) یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ انکے پاس ایک خاص نوشتہ آسمان سے منگوا دیں سو آپ ان لوگوں سے (اسکو عجیب نہ سمجھئے کیونکہ یہ فرقہ ایسا معاند ہے کہ) انہوں نے (یعنی اس فرقہ میں جو اس وقت تھے) موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی بڑی بات کی درخواست کی تھی اور یوں کہا تھا کہ ہمکو اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا (بلا حجاب) دکھلا دو جس پر ان کی اس گستاخی کے سبب اوپر کڑک بجلی آ پڑی (پھر اس سے بڑھکر انکی یہ حرکت ہو چکی ہے کہ) انہوں نے تو سالہ کو پرستش کیلئے تجویز کیا تھا بعد اس کے کہ بہت سے دلائل (تعیین حق و ابطال کے) انکو پہونچ چکے تھے (مراد ان دلائل سے معجزات ہیں موسیٰ علیہ السلام کے جن میں سے غرق فرعون تک ہمتوں کا مشاہدہ ہو چکا تھا) پھر ہمنے اس سے درگذر کر دیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کو ہمنے بڑا رعب دیا تھا (اس رعب پر اور ہمارے درگذر اور عنایت پر ان لوگوں کی یہ کیفیت تھی کہ نہ عنایت سے متاثر ہوتے تھے نہ رعب سے) **ف** ۔ روح المعانی میں ہے ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ عناد یہ درخواست کی کہ ہم آپ سے جب بیعت کریں کہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی نوشتہ اس مضمون کا آوے کہ از جانب خدا تعالیٰ بنام فلاں یہودی آنکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اسیطرح ہر ہر یہودی کے نام یہ خطوط ہوں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرمائی ہو کہ یہ لوگ ہمیشہ سے ایسی ہی حماقتیں کرتے آئے ہیں آپ دل شکستہ نہ ہوں اور رویت آلہیہ کی درخواست اس سے بڑھکر اس لئے ہے کہ کتب آلہیہ تو دنیا میں نازل ہوتی آئیں ہیں گو غیر انبیاء علیہم السلام کے پاس نہیں آئیں جیسا وہ چاہتے تھے مگر رویت آلہیہ تو دنیا میں کبھی واقع ہی نہیں ہوئی اور عجلت عجل اس سے بڑھ کر اسلئے ہے کہ رویت آلہیہ گو دنیا میں نہیں ہوئی مگر آخرت میں تو بعض کو ہو گی لیکن غیر اللہ کا معبود ہونیکے قابل ہونا محالات عقلیہ سے ہے کہ کسی مکان و زمان میں وقوع ہی نہیں ہو سکتا اور یہ قصہ عبادت عجل کا مشہور روایات میں اس سوال رویت سے

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ یسئلک اھل الکتاب ان تنزل علیھم کتابا من السماء۔ یدل علی الانکار علی من یعتقد فی الشیخ ان اناضۃ البرکات السماویۃ فی اختیارہ ویطلبھا منہ قولہ تعالیٰ۔ فقالوا ارنا اللہ جھرۃ الخ یدل علی الانکار علی من یعتقد وقوع الرؤیۃ فی النشأۃ الدنیویۃ۔

ترجمہ۔ قولہ تعالیٰ یسئلک اھل الکتاب ان تنزل علیھم کتابا من السماء اس میں قیاس اس شخص کی مذمت پر دلالت ہے جو افاضہ برکات سماویہ کو شیخ کے اختیار میں سمجھکر اس سے درخواست کرے قولہ تعالیٰ۔ فقالوا ارنا اللہ جھرۃ۔ اس میں اس شخص پر انکار ہے جو نشأۃ دنیویہ میں وقوع رویت کا اعتقاد رکھے

النحو۔ جھرۃ۔ صفت المصدر محذوف ہو الرویۃ بالارادۃ فیقال ارنا اللہ حتی نراہ رویۃ جھرۃ ۱۲

لطائف الترجمہ

لہ قولہ فی کتابا خاص فائدہ تنوین لتنویع ۱۲ لہ قولہ فی تنزل منکو ادیں اشارۃ الی ان السؤال فی السبب ۱۲ لہ قولہ فی فقد عجیب نہ سمجھئے اشارۃ الی وجہ تقدیر الکلام ہکذا تو تسکرہ عنہم لانہم من عنادھم علی وجہ تصونی حیث سالوا الخ فانہ مسببیۃ لنہی عن الاستکبار والعناد ۱۲ لہ قولہ فی اکبر بڑی بات اشارۃ الی تقدیر موصوف ای ۱۲

۱۲ شیئا او سوالا ۱۲ لہ قولہ فی جھرۃ اس سے پیشتر فلما ترائی للاستبعاد لان المشہود والمتراءی ہو القدر المشترک بین الرؤیۃ واللہ اعلم ۱۲ لہ قولہ فی سلطانا مبینا عجب کما فی قولہ نجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما ۱۲

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا

اور ہم نے ان لوگوں سے قول و قرار لینے کے واسطے کوہ طور کو اٹھا کر ان کے اوپر معلق کر دیا تھا اور ہم نے انکو یہ حکم دیا تھا کہ دروازہ میں عاجزی سے داخل ہونا

وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ فَبِمَا

اور ہم نے انکو یہ حکم دیا تھا کہ یوم ہفتہ کے بارہ میں تجاوز مت کرنا اور ہم نے ان سے قول و قرار نہایت شدید لئے۔ سو ہم نے

نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ

سزا میں مبتلا کیا ان کی عہد شکنی کی وجہ سے اور ان کے کفر کی وجہ سے احکام الٰہیہ کے ساتھ۔ اور ان کے قتل کرنے کی وجہ سے انبیاء کو

حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ

ناحق۔ اور ان کے اس مقولہ کی وجہ سے کہ ہمارے قلوب محفوظ ہیں۔ بلکہ ان کے کفر کے سبب ان قلوب پر اللہ تعالیٰ نے بند لگا دیا ہے

فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

سو ان میں ایمان نہیں مگر قدرے قلیل۔

پہلے ہو چکا تھا لیکن یہاں لفظ پھر کہا جو کہ ترجمہ ثم کا تاخر زمانی کیلئے نہیں بلکہ استبعاد کیلئے ہے جیسا لفظ بڑھکر سے ظاہر ہے اور ان قصوں کی تفصیل یعنی سوال رویت اور اخذ صاعقہ اور اتخاذ عجل اور عفو کی اور اسی طرح بعض قصص مذکورہ فیما بعد کی جیسے رفع طور اور دخول باب اور اعتداء فی السبت اور قتل انبیاء علیہم السلام اور انکے میثاق اور انکے مقولہ قلوبنا غلف کی تفسیر و تفصیل سورۂ بقرہ پارہ الم کے ربع ثانی فثالث میں مذکور ہو چکی ہے اسلئے یہاں اعادہ نہیں کیا گیا اور بعض اقوال متعلقہ عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کا ذکر مجملاً سورہ آل عمران پارہ تلک الرسل کے ربع رابع پر آچکا ہے اور کچھ تفصیل آگے آجاویگی ربط۔ اوپر یہود کے بعض جہالات و عناد کا بیان تھا آگے بعض دیگر جہالات کا بیان ہے جس سے انکی تشنیع بھی مقصود ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور زیادہ تسلی بھی مقصود ہے اور اس مزید فائدے کے ان قصص میں تکرار نہ رہا بعض اقوال جہالت یہود۔ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ (الی قولہ) فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اور ہم نے ان لوگوں سے (توراۃ پر عمل کرنیکے) قول و قرار لینے کیواسطے کوہ طور کو اٹھا کر انکے اوپر (معاذات میں) معلق کر دیا تھا اور ہم نے انکو یہ حکم دیا تھا کہ دروازے میں عاجزی سے داخل ہونا اور ہم نے انکو یہ حکم دیا تھا کہ یوم ہفتہ کے بارہ میں (جو حکم تم کو ملا ہے کہ اسمیں شکار نہ کریں اس میں حد شرع سے) تجاوز مت کرنا اور (اسکے علاوہ اور بھی) ہم نے ان سے قول و قرار نہایت شدید لئے (جسکا بیان واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل میں مذکور ہے لیکن ان لوگوں نے باوجود اس قدر اہتمام کے پھر اپنے عہد کو توڑ ڈالا) سو ہم نے (انکی ان حرکتوں کی وجہ سے ہر طرح لعنت و غضب ذلت و مسخ وغیرہ) میں مبتلا کیا (یعنی) انکی عہد شکنی کیوجہ سے اور ان کے کفر و انکا کیوجہ سے احکام الٰہیہ کیساتھ اور انکے قتل کرنیکی وجہ سے انبیاء (علیہم السلام) کو (جو کہ انکے نزدیک بھی) ناحق (تھا) اور ان کے اس مقولہ کیوجہ سے کہ ہمارے قلوب (ایسے) محفوظ ہیں (کہ انمیں مخالف مذہب کا کہ اسلام ہے اثر نہیں ہوتا تو مذہب ہمیں خوب پختہ ہیں حق تعالیٰ اس پر رد فرماتے ہیں کہ یہ مضبوطی اور پختگی نہیں ہے بلکہ انکے کفر کے سبب ان قلوب پر اللہ تعالیٰ نے بند لگا دیا ہے کہ حق بات کی انمیں تاثیر نہیں ہوتی) سو انمیں (ایمان نہیں مگر قدرے قلیل اور قدر قلیل ایمان مقبول نہیں پس کافر ہی ٹھہرے) ف نقض میثاق میں سب مابعد

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی میثاقہم لینے کے واسطے فالباء افادت معنے اللام کما فی الکبیر لاجل ان یعطوا المیثاق ۱۲ ۲ قولہ فی میثاقا غلیظا اس کے علاوہ اور بھی افادہ التغایر بین المیثاقین یا خصوص والعموم ۱۲ ۳ قولہ فی فبما نقضہم سو ہم نے سزا میں الی الاشارۃ الی محذوف العامل المذکور فی آیۃ اخری فبما نقضہم میثاقہم لعناہم او نحوہ من اللعنۃ والخذلۃ والمسخ ای جعلہم العزۃ والاحتقار مذکور فی آیات من القرآن واللعن یشمل الجمیع فللایراد ان العامل معناہم وانت ذکرت معہ غیرہ ۱۲ ۴ قولہ فی لایؤمنون مقبول نہیں لانہ ایمان لغوی لاشرعی ۱۲ ۵ انظر ما مر فی الحاشیۃ علی نظیرہ فی سورۃ البقرۃ ۱۲

وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ

اور ان کے کفر کی وجہ سو اور حضرت مریم علیہا السلام پر اُن کے بڑا بھاری بہتان دھرنے کی وجہ سو اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح

عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ

عیسیٰ بن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا۔ حالانکہ انھوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا۔ لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ

اور جو لوگ ان کے بارہ میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَاِنْ مِّنْ

اور انھوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا۔ بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست حکمت والے ہیں۔ اور کوئی شخص

اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ

اہل کتاب سے نہ رہے گا۔ مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کرے گا۔ اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دیں گے۔

کا مضمون داخل ہے لیکن زیادہ تشنیع کیلئے سب معاملات کو الگ الگ بھی بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا یہ معاملہ ہے کہ انکے احکام کے منکر ہیں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ برتاؤ ہے کہ انکو تکذیب سے گذر کر قتل کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ آپکے سامنے اپنے حق پر ہونیکے مدعی ہیں اور یہ سب اقسام کفر کے ہیں ربط اوپر یہود کے لعن وغیرہ کے کچھ وجوہ بیان فرمائے ہیں بعض وجوہ جو آگے مذکور ہیں **تتمہ سابق** وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا (الی قولہ) وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝ اور ہمنے ان کو سزائے لعنت وغیرہ میں ان وجوہ کی وجہ سے بھی مبتلا کیا یعنی) انکے ایک[۱] خاص) کفر کی وجہ سے اور تفصیل[۲] اسکی یہ ہے کہ) حضرت مریم علیہا السلام پر انکے بڑا بھاری) بہتان دھرنیکی وجہ سو (جس سے تکذیب عیسیٰ علیہ السلام کی بھی لازم آتی ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے معجزہ سے انکی بڑوۃ ظاہر فرما چکے ہیں) اور (نیز[۳] بطور تفاخر کے) انکے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہمنے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا (یہ کہنا دلیل ہے عداوت کی اور عداوت انبیاء کے ساتھ کفر ہے نیز[۴] یہ دعویٰ ہے قتل کا اور قتل نبی کفر ہے اور دعویٰ کفر کا بھی کفر ہے) حالانکہ (علاوہ کفر ہونیکے خود دعویٰ بھی غلط ہے کیونکہ) انہوں نے (یعنی یہود نے) نہ انکو (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو) قتل کیا اور نہ انکو سولی پر چڑھا[۵] یا لیکن انکو (یعنی یہود کو) اشتباہ[۶] ہو گیا اور جو لوگ (اہل کتاب ہیں[۷]) انکے (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے) بارہ[۸] میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط[۹] خیال میں (مبتلا) ہیں ان کے پاس اس پر کوئی (صحیح) دلیل (مروجہ) نہیں بجز[۱۰] تخمینی باتوں پر عمل کرنیکے اور انہوں نے (یعنی یہود نے) ان کو (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو) یقینی[۱۱] بات ہے کہ قتل نہیں کیا جس کا وہ دعویٰ کرتے ہیں بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف (یعنی آسمان[۱۲] پر) اٹھا لیا اور ایک شخص کو ان کا ہمشکل بنا دیا اور وہ مصلوب و مقتول ہوا اور وہی سبب ہوا یہود کے اشتباہ کا اور اس[۱۳] اشتباہ سے اہل کتاب میں اختلاف پیدا ہو گیا) اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست (یعنی قدرت والے) حکمت والے ہیں (کہ اپنی قدرت و حکمت سے عیسیٰ علیہ السلام کو بچا لیا اور اٹھا لیا اور یہود کو بوجہ تشبیہ کے پتہ بھی نہ لگا) اور (یہود کو اپنا کذب و بطلان انکا نبوت عیسویہ میں بہت جلد (دنیا ہی) میں ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ وقت نزول آیت سے لے کر کسی زمانہ میں کوئی شخص اہل کتاب (یعنی یہود[۱۴] میں) سے (باقی نہ رہے گا مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت) کی اپنے مرنے[۱۵] سے (ذرا) پہلے (جبکہ عالم برزخ نظر آنے لگتا ہے) ضرور تصدیق کرے گا (کو اس وقت کی تصدیق نافع نہیں مگر بطلان کیلئے تو

النحو ۱ بہا: المفعول بہ للاول، وما تقدمہ حال، ۲ الملتقات للترجیح ۳ قولہ فی وبکفرھم اور یہنے الخ اشارۃ الی عطفہ علی فبظلم تقسیم ۴ قولہ ہناک خاص کفر لیحصل التغایر بینہ وبین السابق کالخاص مع العام ۵ قولہ ہنا ک تفصیل استدلالی کون العطف تفسیریا ۶ قولہ قولہم انا اور تیر اشارۃ الی عطفہ علی قولہم لاعلی کفرہم لانہ ایۃ تفسیر للکفر بقولہم الاول ۷ قولہ قولہ ما قتلوہ وما صلبوہ یعم الاول دلالۃ علی الصورۃ فیہ مبالغۃ اقتضاہا المقام والا فالکفی نفی القتل الذی ادعوہ ۸ قولہ فی شبہ اشتباہ فالسببیۃ ہو الحدث ای وقع التشبیہ لہم کذا فی الکشاف ۹ قولہ فی فیہ بارد ہیں اشتباہ فی حذف المضاف ای شانہ وہو الشک ۱۰ قولہ فی شک غلط خیال کما فسرہ البیضاوی باجمال شاۃ ای عدم ارادۃ المعنی الاصطلاحی فانہ کالظن مستعمل فی ہذا المعنی ای قول بلا دلیل تقویہ تعالیٰ ان تظن الا الظن وما لہم بہ من علم ۱۱ قولہ یقینا ای ظنا یقینیا لم یکونوا ظانین اصلا اخذا من ہذا لایجزہ ان کیف یصح الحکم بالظن بعد الحکم بالشک وردوی ہذا فی ترجمۃ الظن الیقینی ۱۲ قولہ فی الا اتباع مجرد تخمینی الاستثناء منقطع لان الظن غیر العلم ۱۳ قولہ قولہ یقینا یقینی بات ہے فالمنصوب تاکید مقول محذوف کما تو قیل ما قتلوہ حقا کذا فی الکشاف ۱۴ قولہ فی الیہ الی السماء اشارۃ الی حذف المضاف ای الی سمائہ ۱۵ قولہ اس اشتباہ سے اختلاف ان احد اجزاء المقول الیہود وہو الذی نشأ من الاشتباہ فضح جہنم الاختلاف سبب الاختلاف لا بقول الصحابی ۱۶ قولہ لیس فیہ دخل لبعد التشبیہ وانما ہو دعوی مستقلۃ غیر صحیحۃ ۱۷ قولہ قولہ فی ان من اہل الکتاب یہود اخرجہ ابن جریر عن ابن عباس کذا فی الروح

الروح ۱۸ قولہ قولہ اولہ اپنے فاسد رجح احد المقدر فی قولہ وان من اہل الکتاب ای وان احد من اہل الکتاب اخرجہ ابن المنذر عن ابن عباس کذا فی الروح

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ

سو یہود کے ان ہی بڑے بڑے جرائم کے سبب ہم نے بہت سی پاکیزہ چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں ان پر حرام کر دیں۔

وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۝ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا

اور بسبب اس کے کہ وہ بہت آدمیوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے مانع بنتے تھے۔ اور بسبب اس کے کہ وہ سود لیا کرتے تھے حالانکہ ان کو اس سے

عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا

ممانعت کی گئی تھی۔ اور بسبب اس کے کہ لوگوں کے مال ناحق طریقہ سے کھا جاتے تھے۔ اور ہم نے ان لوگوں کے لئے جو ان میں سے کافر ہیں دردناک سزا کا سامان کر رکھا

کافی ہے تو اس سے اگر اب ہی ایمان لے آویں تو نافع ہو جاوے) اور (بعد دنیا اور برزخ دونوں ختم ہو چکیں گی یعنی) قیامت کو (یعنی عیسیٰ علیہ السلام ان (منکرین کے انکار) پر گواہی دیں گے ف عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے متعلق بحث اور اہل کتاب کے اقوال مختلفہ کا بیان پارہ ملک الرسل کے تین پاؤ پر اور انبیاء کا گواہی دینا پارہ والمحصنٰت کے اول سے ذرا آگے آیت فکیف اذا جئنا میں اور قرب موت میں ایمان نافع ہونا پارہ لن تنالوا کے اخیر کے قریب مذکور ہو چکا ہے ضرور ملاحظہ کر لیا جاوے اور حیات و موت عیسوی کی بحث میں کتاب سیف چشتیائی قابل مطالعہ ہے اور عیسیٰ کے نام کے ساتھ جو رسول اللہ آیا ہے یہ یہود کا قول نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے بڑھا دیا ہے کہ دیکھو ایسے کی نسبت ایسا کہتے ہیں فہو من الحکایۃ لا الحکی عنہ

ف۲ لیو من میں جو حکم مستقبل لیا گیا ہے وہ وقوع کے وقت حال ہو جاتا ہے پس دونوں تو بدلوں آیت کے ہو گئے اور ماضی اس میں سکوت عنہ ہیں مگر باوجود عدم فارق اسمیں بھی یہی حکم ایمان عیسیٰ کا ثابت ہو گا ربط اوپر یہود کی بعض شرارتیں اور کچھ سزائیں وغیرہ جو کہ از قسم امور تکوینیہ اور واقع فی الدنیا میں بیان فرمائی ہیں آگے بھی انکی بعض شرارتوں کا مع ذکر بعض عقوبات واقعہ فی الدنیا از قبیل امور تشریعیہ کہ تحریم طیبات ہے اور مع ذکر عقوبت اخرویہ کہ عذاب الیم ہے بیان ہے اور چونکہ اصل سزا یہی ہے اس لئے ذکر یہود کے شروع ہی میں عذاب مہین کے عنوان سے اس کو فرمایا تھا پس طرفین میں ہونے سے زیادہ تاکید ہو گئی ایضاً تتمہ سابق فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ (الی قولہ) وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○ سو یہود کے ان ہی بڑے بڑے جرائم کے سبب (جن میں سے بہت سے امور سورہ بقرہ میں مذکور ہیں) ہمنے بہت سی پاکیزہ (یعنی حلال و نافع و لذیذ چیزیں جو پہلے سے) ان کے لئے (بھی) حلال تھیں (جیسا آیۃ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل میں ہے) ان پر (شریعت موسوی میں) حرام کر دیں (جن کا بیان سورۃ انعام کی آیت وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ الخ میں ہے اور تحریم کا مسبب یا معصیت ہونا وہاں بھی مذکور ہے ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ الخ) اور (انبیاء شریعت موسویہ میں بھی وہ سب حرام ہی رہیں کوئی حلال نہ ہوئی) بسبب اس کے کہ (وہ آئندہ بھی ایسی حرکتوں سے باز نہ آئے مثلاً یہی ہے کہ) وہ (احکام میں تحریف و کتمان کر کے) بہت آدمیوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ (یعنی دین حق کے قبول کرنے سے مانع بن جاتے تھے (کیونکہ انکی اس کارروائی سے عوام کو خواہ مخواہ التباس ہو جاتا تھا گو طالب صادق سے وہ التباس نہ رہ سکتا) اور بسبب اس کے کہ سود لیا کرتے تھے حالانکہ ان کو (توریت میں) اس سے ممانعت کی گئی تھی اور بسبب اس کے کہ وہ لوگوں کے مال ناحق طریقہ (یعنی غیر مشروع ذریعہ) سے کھا جاتے تھے (پس اس ممانعت اور اخذ و اکل کی وجہ سے اس شریعت کے بقا تک تخفیف ہونی البتہ شریعت جدید عیسویہ میں کچھ احکام بدلے تھے جیسا وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ سے معلوم ہوتا ہے اور شریعت محمدیہ میں بہت تخفیف ہو گئی جیسا يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ الخ سے ثابت ہے یہ تو دنیوی سزا تھی) اور (آخرت میں) ہم ان لوگوں کے لئے جو ان میں سے کافر ہیں دردناک سزا کا سامان کر رکھا ہے البتہ جو موافق قاعدہ شرعیہ کے ایمان لے آوے اس کی پہلی جنایتیں سب معاف ہو جاویں گی) ف۳ جو جرائم سے جو تحریم ہوئی وہ تحریم عام تھی گو جرائم سے بعض صلحا

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ فبظلم من الذین ھادوا حرمنا علیھم طیبٰت احلت لھم ہدیت ای قبض الواردات عن السالک ببعض المعاصی۔ ترجمہ قولہ تعالیٰ۔ فبظلم من الذین ھادوا حرمنا علیھم طیبات احلت لھم۔ اس کے مشابہ ہے معاصی کے سبب سالک سے واردات کا قبض

تحقیقات الترجمہ

ف۱ قولہ فی قبل موتہ نافع ہو جاوے فالمقصود بہذا الاخبار وعید ہم و تحریض علی الایمان وتحصیل علی بطلانہ ف۲ قولہ فی یوم القیمۃ جب دنیا الخ فاعوام الثلثۃ اشیر الیہا فی الآیۃ فتامل فی التفسیر ف۳ قولہ فبظلم ان ہی افادا الحصر تقدیم الجار والمجرور وفائدۃ الحصر مذکور فی المتن ف۴ قولہ بہتاں بڑے افادہ التنوین التفخیمی ف۵ قولہ بہتاں جرائم لان الظلم برادبہ الجنس ف۶ قولہ قیل بعضہم حرام ہی رہیں المقصود بہ دفع ایراد تقرر عدم التحریم فی استمرار کیف یصح کونہ مسببا عما تاخر من التحریف والاخذ والاکل وجواب الدفع ان التحریم عام للموروث والاکتساب بطریق عموم المجاز فالموروث مسبب عن بعض ما ہم علیہ والاکتساب عن بعضہ ف۷ قولہ فی تکثیر الآدمیون اشارۃ الی کون کثیر اصفۃ لمقدر ای ناسا او قبیل عدد کثیر ا ف۸ قولہ بہتاں گو طالب صادق ظاہر کون ہوؤلا الناس معذورین ا

البلاغۃ۔ فی اورد ع المحسنات الباء فی الصدر لم تعد فی المعطوف فصل بین المعطوف والمعطوف علیہ ما لیس محمولا للمعطوف علیہ وحیث فصل لم تعد ۱۲

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ

لیکن اُن میں جو لوگ علم میں پختہ ہیں ۔ اور جو ایمان لے آنے والے ہیں کہ اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں

اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ

جو آپ کے پاس بھیجی گئی ۔ اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے بھیجی گئی ۔ اور جو نماز کی پابندی کرنے والے ہیں ۔ اور جو زکوٰۃ دینے

الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

والے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر اعتقاد رکھنے والے ہیں ۔ ایسے لوگوں کو ہم ضرور ثواب عظیم عطا فرماویں گے ۔

ع ۲۲ ۱۰ ۲

محفوظ بھی تھے کیونکہ بہت سی مکتوں کے اقتضاء سے عادۃ اللہ یوں ہی جاری رہی ہے جیسا قرآن میں اس کی طرف اشارہ بھی ہے واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ اور حدیث میں بھی ہے کہ بڑا جرم وہ ہے جس کے بے ضرورت سوال کرنے سے کوئی شی سب کے لئے حرام ہو جاوے یعنی زمانہ وحی میں رواہ فی المشکوٰۃ عن الشیخین ف۲ اور شریعت محمدیہ میں جو چیزیں حرام ہیں وہ کسی مضرت جسمانی یا روحانی کی وجہ سے حرام ہیں کہ اس حیثیت سے غیر طیب ہیں پس تحریم طیبات نافیہ عقوبت وسیاست ہے اور تحریم غیر طیبات ضارہ رحمت وحفاظت ہے ربط اوپر کفار یہود کا ذکر تھا آگے ان میں سے جو ایمان لے آئے تھے ان کا بیان ہے اور گو یہ سلک سے پہلے بھی اس کا ذکر آچکا ہے لیکن یہاں دوسرے عنوان اور کسی قدر مفصل ہے مدح وجزاء مومنین لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ (الی قولہ) اُولٰۗىِٕكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ع لیکن ان (یہود) میں جو لوگ علم (دین) میں پختہ (یعنی اس کے موافق عمل کرنے پر مضبوط) ہیں (اور اسی آمادگی نے ان پر حق کو واضح اور قبول حق کو سہل کر دیا جو آگے اصلاً وفرعاً مذکور ہے) اور جو (ان میں) ایمان لے آنے والے ہیں کہ اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ کے پاس بھیجی گئی اور اس کتاب پر بھی (ایمان رکھتے ہیں) جو آپ سے پہلے (نبیوں کے پاس) بھیجی گئی (جیسے توریت وانجیل) اور جو (ان میں) نماز کی پابندی کرنے والے ہیں اور جو (ان میں) زکوٰۃ دینے والے ہیں اور جو (ان میں) اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر اعتقاد رکھنے والے ہیں (سو) ایسے لوگوں کو ہم ضرور (آخرت میں) ثواب عظیم عطا فرماویں گے ف مراد ان سے یہ حضرات اور ان کے امثال ہیں عبداللہ بن سلام رض واسید وثعلبہ رضی اللہ عنہم اور آیت کا یہی شان نزول ہے (اخرجہ البیہقی فی الدلائل عن ابن عباس کذا فی الروح) اور آیت میں اجر کا مل کی تعلیق ان امور مذکورہ پر مقصود ہے اور نفس اجر ومطلق نجات صرف عقائد ضروریہ کی تصحیح سے وابستہ ہے ربط اوپر یہود کے اس سوال کے جو کہ یسلک اہل الکتاب میں منقول ہے فقال کہ جہل وعناد ہے مذکور تھا اور اسی کے اثبات کے لئے بعد کے مضامین تھے آگے اس سوال کا جواب ارشاد ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اثبات نبوت کے لئے یہ درخواست محض لغو ہے ان نبی سے پہلے اور بھی اہل وحی یعنی انبیاء علیہم السلام گذرے ہیں جن کی نبوت تمہارے نزدیک بھی مسلم ہے اگر اثبات نبوت اسی پر موقوف ہے تو سب انبیاء میں اس کا اثبات لازم آوے گا اور لازم منتفی ہے پس توقف بھی باطل ہے سو جیسے دلیل سے اوروں کی نبوت ثابت ہے ویسی ہی دلیل یہاں بھی موجود ہے یعنی معجزات پھر ایسی فرمائش اگر عناد نہیں تو اور کیا ہے اس جواب کے لئے بہت سے انبیاء علیہم السلام کی نبوت کی خبر دیتے ہیں اور اس کے ضمن میں حکمت بعثت رسل کی للناس میں ورختم پر تصریح مقصود یعنی نبوت محمدیہ کی جو کہ نتیجہ مقام ہے لکن اللہ میں اور اس کے بعد باوجود قیام دلائل ووضوح حق کے بھی انکار کرنے والوں کی بدحالی ان الذین کفروا الی یسیرا میں مذکور ہے ؛

النحو ۔ قولہ مقیمین فی الکتاب نصب علی المدح لبیان فضل الصلوٰۃ وہو باب واسع قد کسرہ سیبویہ علی المشلۃ وشواہد یومنون حال من المومنون بمنزلۃ الکیفیۃ ایمانہم ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

تحقیق الترجمہ ۔ لہ قولہ فی والمومنون کہذا لما بعدہ اور جو ان میں سے اشارۃ الی ان کل منہما معطوف علی الراسخون عطف صفۃ علی صفۃ والموصوف واحد ہم مومنون اہل الکتاب فیقدر فی کل موضع منہم والکل مبتدا وخبرہ جملۃ اولئک الخ ۱۲ **البلاغۃ** ۔ قولہ الراسخون فی العلم الخ فی الآیۃ صنعۃ التقابل مع ما قبلہا الرسوخ فی العلم مع اسلاک الغوی والایمان مع الکفر والمخذوع المدلول علیہ بالصلوٰۃ مع الاستکبار المدلول علیہ بسوالہم کتابا وایتاء الزکوٰۃ مع اخذہم واکلہم والاجر العظیم مع العذاب الالیم ۱۲ ؛

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ۚ

ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی ہے جیسی نوح کے پاس بھیجی تھی اور ان کے بعد اور پیغمبروں کے پاس اور

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ

(ہم نے) ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب

وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَآتَيْنَا

اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کے پاس وحی بھیجی تھی ۔ اور ہم نے

دَاوُودَ زَبُورًا ۝ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ

داؤد کو زبور دی تھی اور ایسے پیغمبروں کو صاحب وحی بنایا جن کا حال اس کے قبل ہم آپ سے بیان کر چکے ہیں

وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ۝

اور ایسے پیغمبروں کو جن کا حال ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا ۔ اور موسیٰ سے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر کلام فرمایا ۔

رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ

ان سب کو خوشخبری دینے والے اور خوف سنانے والے پیغمبر بنا کر اس لئے بھیجا تاکہ لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے سامنے ان پیغمبروں کے بعد کوئی عذر باقی نہ رہے

اخبار از نبوت کثیر از انبیاء علیہم السلام واثبات نبوت محمدیہ و وعید منکر إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ۚ (الی قولہ) عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ط ہم نے کچھ آپ کو انوکھا رسول نہیں بنایا جو ایسی وحی نیا ہی فرمائیشیں کرتے ہیں بلکہ آپ کے پاس (بھی ایسی ہی) وحی بھیجی ہے جیسی (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس بھیجی تھی اور اس کے بعد اور پیغمبروں کے پاس (بھی بھیجی تھی) اور (ان میں سے بعضوں کے نام بھی بتلا دیئے ہیں کہ) ہم نے (حضرات) ابراہیم اور اسمٰعیل و یعقوب اور اولاد یعقوب (یعنی جو نبی گذرے ہیں) اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس و ہارون اور سلیمان (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے پاس وحی بھیجی تھی اور (اسی طرح) ہم نے داؤد (علیہ السلام) کے پاس بھی وحی بھیجی تھی چنانچہ ان کو (کتاب) زبور دی تھی اور (ان کے علاوہ) اور (بعضے ایسے پیغمبروں کو (بھی) صاحب وحی بنایا جن کا حال اس کے قبل (سورہ انعام وغیرہ مکی سورتوں میں) ہم آپ سے بیان کر چکے ہیں اور (بعضے) ایسے پیغمبروں کو (صاحب وحی بنایا) جن کا حال (ابھی تک) ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا اور (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو بھی صاحب وحی بنایا چنانچہ ان) سے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر کلام فرمایا (اور) ان سب کو (ایمان پر) خوشخبری (نجات کی) دینے والے اور (کفر پر) عذاب کا) خوف سنانے والے پیغمبر بنا کر اس لئے بھیجا تھا کہ لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے سامنے ان پیغمبروں کے آنے کے بعد کوئی عذر (اب ابھی) باقی نہ رہے (ورنہ قیامت میں یوں کہنے کہ بہت سی باتیں کا حسن و قبح عقل سے معلوم نہ ہو سکتا تھا پھر ہماری خطا

الروایات ۔ فی الدر وخرج ابن اسحٰق وغیرہ وابن عباس قال قال سکین وعدی ابن زید یا محمد ما نعلم اللہ تعالیٰ انزل علی بشر من شیٔ بعد موسیٰ فانزل اللہ تعالیٰ ہذہ الآیۃ الخ قلت) کان اصل مقصودہ انکار نبوۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم احسن فقصدہ تعالیٰ بانیا بقولہ انا اوحینا الیک وفی الدر اخرج البیہقی فی الدلائل وغیرہ عن ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال دخل جماعۃ من الیہود علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام واللہ انکم لتعلمون انی رسول اللہ فقالوا ما نعلم ذلک فنزلت لکن اللہ یشہد فی روایۃ ابن جریر عنہ انہا نزلت انا اوحینا الیک قالوا ما نشہد لک فنزل لکن اللہ یشہد ۱۲ **الکمالات التراجم** ۱ قولہ فی ابراہیم الخ بعضوں

۱ کے نام اشارۃ الی ان بذا المقدار تخصیص بعد تعمیم للتنویع کما ان ہذا تخصیص لنوح قبل النبیین لکونہ ابا لہم فکانہ آدم الثانی ۱۲ ۲ قولہ فی آتینا وکلم اللہ ورسلا الاول وحی بمعنی اوحی وصاحب وحی بنایا اشارۃ ان المقصود بالتعمیم واحد ہو الاولی والیق بالتناسب وبما یاتی الاطراف ، علیہ فیفید قبل رسلا ارسلنا الذی بدل فی الاولین او ۱۲ ۳ قولہ فی تکلیما خاص طور پر شافۃ فان المصدر قد یؤتی للنوع لان نوع عجیب لا یدرک کنہہ ۴ قولہ فی رسلا الخ فی ان سب کو الخ اشارۃ الی نفی ما یتوہم بدلا من رسلا الاول لان التبشیر والانذار لا یختصان بالبعض الذی ولی علیہ بل رسلا الاول بل ہو حال عندی من الموصول لیعم فانہ وان کان مجرورا لکنہ فی حکم المنصوب لان حاصلہ ان جعلنا ہم ای کل من ذکر رسلا کما سیاتی فی اولی المائدۃ من کون غیر حالا من الضمیر فی لکم وانما ترجمتی فاخذ بالمآل فتامل ۱۲ ۵ قولہ وبقایا سنۃ مائۃ وعشرین الخ رسلا ای ارسلنا رسلا من جمیع من ذکر وانما قلت ذکر لان من لم یذکر کما لم یطلق علیہ لفظ الرسل فکذا لم یطلق علیہ لفظ النبی علیہم السلام ۱۲ ۶ قولہ بعضوں کیوں کی گئی اور مراد اس خاص سے کلام کی وہ قسم ہے جس کو سورہ شوریٰ کے خمس میں تحلہ انعام کلام کے من وراء حجاب فرمایا ہے مفصل بحث اس کے متعلق وہاں آوے گی ۱۲ منہ

وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ

اور اللہ تعالیٰ پورے زور والے ہیں اور بڑی حکمت والے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ بذریعہ اس کتاب کے جسکو آپ کے پاس بھیجا ہے اور بھیجا بھی اپنے علمی کمال کیساتھ

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ

شہادت دے رہے ہیں اور فرشتے تصدیق کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کی شہادت کافی ہے جو لوگ منکر ہیں اور

صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

خدائی دین سے مانع ہوتے ہیں بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑے ہیں بلاشبہ جو لوگ منکر ہیں

كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝

اور دوسروں کا بھی نقصان کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو کبھی نہ بخشیں گے اور نہ ان کو سوا جہنم کی راہ کے

اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝

اور کوئی راہ دکھلاویں گے اسی طرح پر کہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہا کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ سزا معمولی بات ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ (الی قولہ) وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ اور (یوں) اللہ تعالیٰ پورے زور اور اختیار والے ہیں (اسلئے) حکمت ہی ارسال رسل کی سزا دینے تو یہ وجہ اسکے کہ مالک حقیقی ہونے میں متفرد ہیں ظلم نہ ہوتا اور حقیقت عذر کا حق کسی کو نہ تھا لیکن چونکہ بڑے حکمت والے بھی ہیں (اسلئے) حکمت ہی ارسال رسل کو مقتضی ہوئی تاکہ ظاہری عذر بھی نہ رہے یہ بیان حکمت درمیان تبعاً آگیا تھا اگے اثبات نبوت محمدیہ کرکے جواب کی تکمیل فرماتے ہیں کہ گو وہ اپنے اس شبہ کی رفع ہونے پر بھی نبوت کو تسلیم نہ کریں (لیکن واقع میں تو ثابت ہے اور اس کے) نبوت پر دلیل صحیح قائم ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ بذریعہ اس کتاب کے جس کو آپ کے پاس بھیجا ہے اور بھیجا بھی (کس طرح) اپنے علمی کمال کے ساتھ (جس سے وہ کتاب معجزہ عظیمہ ہوگئی جو کہ نبوت کی دلیل قاطع ہے ایسی کتاب معجز کے ذریعہ سے آپ کی نبوت کی) شہادت دے رہے ہیں (یعنی دلیل قائم کر رہے ہیں جیسا کہ ابھی معلوم ہوا کہ کتاب معجز نازل فرمائی اور اعجاز دلیل نبوت ہے پس دلیل سے تو واقع میں نبوت ثابت ہے رہا کسی کا ماننا نہ ماننا تو اول (اس کا خیال ہی کیا) اور اگر طبعاً اس کو جی ہی چاہتا ہو تو ان سے افضل مخلوق یعنی فرشتے آپ کی نبوت کی تصدیق کر رہے ہیں اور مومنین کی تصدیق مشاہد ہی تھی پس اگر چند کفار نے نہ مانا نہ ہی اور (اصل بات تو وہی ہے کہ) اللہ تعالیٰ ہی کی شہادت (یعنی اقامت دلیل فی الواقع) کافی ہے کسی کی تصدیق و تسلیم کی آپ کو حاجت ہی نہیں) جو لوگ (ان حجج قاطعہ کے بعد بھی) منکر ہیں اور (طرہ یہ کہ اوروں کو بھی) خدائی دین سے مانع ہوتے ہیں (حق سے) بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑے ہیں (یہ تو دنیا میں ان کے مذہب کا حاصل ہے اور اس کا ثمرہ آخرت میں آگے سنو کہ) بلاشبہ جو لوگ (حق کے) منکر ہیں اور (حق سے مانع بن کر) دوسروں کا بھی نقصان کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو کبھی نہ بخشیں گے اور نہ ان کو سوا جہنم کی راہ کے اور کوئی راہ (یعنی جنت کی راہ) دکھلاویں گے اس طرح پر کہ اس (جہنم) میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہا کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ سزا معمولی بات ہے (کچھ سامان نہیں کرنا پڑتا) ربط اوپر یہود کے شبہ کا جو کہ نبوت محمدیہ کا متعلق تھا جواب اور نبوت کا اثبات مع وعید منکرین نہایت بلاغت اور وضوح سے مذکور ہو چکا آگے عام خطاب سے تصدیق نبوت کا وجوب فرماتے ہیں

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی بما انزل بذریعہ ماخذہ ہذا المعنی مافی الروح من قولہ ای تشہد بسبب ما انزل الیک الخ ۱۲ ۲ قولہ فی انزلہ الثانی بھیجا بھی کس طرح اشارۃ الی کون الثانیۃ تفسیر للاولی کما فی البیضاوی ۱۲ ۳ قولہ فی بعلمہ علمی کمال اشارۃ الی ماقیل الروح ان یکون المعنی انزلہ ملتبسا بعلمہ الخاص بالذی لایسعہ غیرہ سبحانہ وہو تنبیہ علی نظم ہذا الاسلوب المعجز عند کل بلیغ صاحب بیان واحتارہ جماعۃ من المفسرین وفیہ بعد اسطرد جعل علمیۃ العلم معناہ المصدری والباء للآلۃ کما یقال فعلہ بعلمہ او کان متنقدا علی ما ینبغی فیکون وصفا للقرآن بکمال الحسن والبلاغۃ ۱۲ ۴ قولہ یشہد وفی اس کا خیال ہی کیا ۱۲ ۵ قولہ اگر چند حقا الخ کل ہذا مبنی علی قلۃ عد علی التنزیہ ۱۲ ۶ قولہ فی ظلموا انفسہم ترجمہ یہ لیکون کالعادۃ صدد المتعدد للفعلان کلاہما فی الواضعین بیان مشرب ہم وبیان ستو: تہم ۱۲

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ

اے تمام لوگو تمہارے پاس یہ رسول سچی بات لیکر تمہارے پروردگار کی طرف سے تشریف لائے ہیں سو تم یقین رکھو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا

وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

اور اگر تم منکر رہے تو خدا تعالیٰ کی ملک ہے یہ سب جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ پوری اطلاع رکھنے والے

حَكِيْمًا ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ

کامل حکمت والے ہیں ۔ اے اہل کتاب تم اپنے دین میں حد سے مت نکلو ۔ اور خدا تعالیٰ کی شان میں غلط بات مت کہو ۔

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ؕ

مسیح عیسیٰ بن مریم تو اور کچھ بھی نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ ہیں ۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے مریم تک پہنچایا تھا اور اللہ

خطاب عام بوجوب تصدیق رسالت محمدیہ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ (الی قولہ) وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ اے تمام (جہان کے) لوگو تمہارے پاس یہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سچی بات (یعنی سچا دعویٰ سچی دلیل) لے کر تمہارے پروردگار (جل شانہ) کی طرف سے تشریف لائے ہیں سو (مقتضائے اثبات دعویٰ بالدلیل الصحیح کا یہ ہے کہ) تم (ان پر اور جو چیز یہ فرماویں سب پر) یقین رکھو (جو پہلے سے یقین لائے ہوئے ہیں وہ اس پر قائم رہیں اور جو نہیں لائے اب اختیار کرلیں) یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا (کیونکہ نجات ہوگی) اور اگر تم منکر رہے تو (تمہارا ہی نقصان ہے خدائے تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ خدائے تعالیٰ کی (ہر) ملک ہے یہ سب جو کچھ (بھی) آسمانوں میں ہے اور زمین میں (موجود) ہے (تو ایسے بڑے عظیم الشان مالک قادر کو کیا نقصان پہونچا سکتے ہو مگر اپنی خیر منالو) اور اللہ تعالیٰ (سب کے ایمان و کفر کی) پوری اطلاع رکھتے ہیں (اور دنیا میں جو پوری سزا نہیں دیتے تو اس لئے کہ کامل حکمت والے (بھی) ہیں (وہ حکمت اسی کو مقتضی ہے ربط اور پہ یہود کو خطاب تھا آگے نصاریٰ کو ہے **خطاب بہ نصاریٰ** يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ (الی قولہ) اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۫ اے اہل کتاب (یعنی انجیل والو) تم اپنے دین (کے بارہ) میں (عقیدہ حقہ کی) حد سے مت نکلو اور خدائے تعالیٰ کی شان میں غلط بات مت کہو (کہ نعوذ باللہ وہ صاحب اولاد ہے جیسا بعض کہتے تھے المسیح بن اللہ یا وہ مجموعہ آلہہ کا ایک جزو ہے جیسا بعض کہتے تھے ان اللہ ثالث ثلثہ اور بقیہ دو جزو ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہتے تھے اور ایک حضرت جبرائیل علیہ السلام کو جیسا آیت آئندہ میں ولا الملئکۃ المقربون کے بڑھانے سے معلوم ہوتا ہے اور بعضے حضرت مریم کو جیسا اتخذونی وامی سے معلوم ہوتا ہے یا وہ عین مسیح ہے جیسا بعض کہتے تھے ان اللہ ھو المسیح بن مریم غرض یہ سب عقیدے باطل ہیں) مسیح عیسیٰ بن مریم تو اور کچھ بھی نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ (کن کی پیدائش) ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے (حضرت مریم تک (حضرت جبریل علیہ السلام کے واسطہ سے پہونچایا تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک جان (دار چیز) ہیں (کہ اس جان کو حضرت مریم کے جسم میں بواسطہ نفخ حضرت جبریل علیہ السلام کے پہونچا دیا تھا باقی نہ وہ ابن اللہ ہیں نہ اللہ ہیں نہ تین میں کے ایک ہیں جیسا عقاید مذکورہ میں لازم آتا ہے ؛

(۱۲) عن الکسائی و ابی عبیدان کان مقدرۃ ومارودہ یہ اجاب عنہ فی الروح ۱۲ ۱۲

۲ قولہ فی ان تکفروا فانہ یتضرر اللہ تعالیٰ بہ ۱۲ ۳ قولہ ای الجیل والتوراۃ فی الروح عن کثیرین المفسرین ۱۲ ۴ قولہ فی کلمۃ وروح منہ کلمکی پیدائش (جاندار کما فی روح المعانی معنی کونہ کلمۃ انہ حصل بکلمۃ کن من غیر مادۃ معتادۃ والی ذلک ذہب الحسن و قتادۃ ونقل عن الغزالی ان الکلمۃ سبب بعید ولما کان القریب یعنی النطفۃ منتفیا اضافہ الی البعید وفیہ ذہب روح علی حذف المضاف او استعمال الروح فی معنی ذی الروح و الاضافۃ الی اللہ تعالیٰ للتشریف ۱۲

لغات الترجمہ ۱ قولہ فی الرسول ہ الرسول ذا اللام للعہد ۱۲ ۲ قولہ فی بالحق ے کر ذالباء للتلبیس ای متلبسا علی انہ حال ۱۲ ۳ قولہ فی انصبوا مقتضاہ الاقرار بسببیۃ ماقبلہا لما بعدہا ۱۲ ۴ قولہ ہناک رکھو ہو شامل فی سائنا للحدوث والاستمرار ۱۲ ۵ قولہ فی خیرا ہوگا فی الروح (۱۲)

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ اِنَّمَا اللّٰهُ

سو اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ - اور یوں مت کہو کہ تین ہیں - باز آجاؤ تمہارے لئے بہتر ہوگا - معبود حقیقی تو ایک

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

ہی معبود ہے - وہ صاحب اولاد ہونے سے منزہ ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجود ہے سب اس

الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ

کی ملک ہیں - اور اللہ تعالیٰ کارساز ہونے میں کافی ہیں - مسیح ہرگز خدا کے بندے بننے سے عار

عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰۗىِٕكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ

نہیں کریں گے - اور نہ مقرب فرشتے -

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ الخ قولہ وکفی باللہ وکیلا ○ سو جب یہ سب باتیں غلط ہیں تو سب کو توبہ کرو اور اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر (حسب ان کی تعلیم کے) ایمان لاؤ اور وہ موقوف ہے توحید پر پس توحید کا عقیدہ رکھو اور یوں مت کہو کہ خدا تین ہیں (مقصود منع کرنا ہے شرک سے اور وہ سب اقوال مذکورہ میں مشترک ہے اس شرک سے) باز آجاؤ تمہارے لئے بہتر ہوگا (اور توحید کے قائل ہو جاؤ کیونکہ) معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے (اور) وہ صاحب اولاد ہونے سے منزہ ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجودات ہیں سب اس کی ملک ہیں (اور ان کا منزہ اور مالک علی الاطلاق ہونا دلیل ہے توحید کی جس کی تقریر سورۂ بقرہ کے معاملہ سی ونہم میں گذر چکی) اور (ایک دلیل یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کارساز ہونے میں کافی ہیں (اور ان کے سوا سب کارسازی میں ناکافی و محتاج الی الغیر اور ایک حد پر جا کر عاجز ہیں اور یہ کفایت صفات کمال سے ہے اور صفات کا کمال لوازم الوہیت سے ہے جب وہ غیر اللہ میں منتفی ہے پس الوہیت بھی منتفی ہے پس توحید ثابت ہے ف - روح المعانی میں نصاریٰ کے اقوال مع رد خوب بسط سے لکھے ہیں اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ان اقوال میں سے بعض کا اس وقت نصاریٰ کو انکار ہے سو یا تو وہ قائلین اس وقت ہوں گے آگے سلسلہ منقطع ہو گیا اور یا ان کے اقوال سے یہ عقاید لازم آتے ہیں اور لازم بین مستلزم کے ہوتا ہے - ربط - اوپر حق تعالیٰ کی تنزیہ کا اثبات اور الوہیت عیسیٰ علیہ السلام کا ابطال کیا ہے آگے اسی مضمون کی تقریر و تاکید کے لئے عیسیٰ علیہ السلام و ملائکہ کا خود عبدیت کا اقرار کرنا مع وعید منکرین و وعدہ مقربین بیان فرماتے ہیں کہ جن کو شریک الوہیت کہا جاتا ہے وہ خود عبدیت کے مقر ہیں اقرار عیسیٰ علیہ السلام و ملائکہ بعبدیت وجزاء اقرار و انکار لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ (الیٰ قولہ) وَلَا الْمَلٰۗىِٕكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ط (نصاریٰ خواہ مخواہ حضرت مسیح علیہ السلام کو آلہ یا جزو آلہ بنا رہے ہیں خود حضرت مسیح کی یہ کیفیت ہے کہ سکونت ارض کی حالت میں تو ان کا اقرار عبدیت جو کہ مبطل الوہیت ہے مشہور اور سب کو معلوم ہی ہے لیکن اب بھی سکونت سماء کی حالت میں کہ سکونت ارض سے ارفع و اعظم تعالیٰ کا ہے یا قیامت تک وہ جس حالت میں ہوں ان سے کوئی پوچھ دیکھے اس حالت میں بھی) ہرگز خدا کے بندے بننے سے عار (اور انکار) نہیں کریں گے اور نہ مقرب فرشتے (کبھی عار کریں گے جن میں حضرت جبریل علیہ السلام بھی ہیں جن کو آلہ کا ایک جزو ملتے ہیں خود ان سے کوئی پوچھ دیکھے)

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وتقولوا ثلثۃ دل علی بطلان الحلول والاتحاد کما یعتقد بعض جہلۃ الصوفیۃ قولہ تعالیٰ ان یستنکف المسیح ان یکون عبداً للہ کما قال فی مریم قال انی عبد اللہ میاہاۃ بالعبودیۃ دل علی کون ذلک اعلی مراتب الشرف وفی الزرقانی وقد اشار القاضی عیاض الی شرف العبودیۃ بقولہ ہ وما زادنی تیہا وتیہا ولکنت یا نفسی اطأ الثریا وحق فی تحت قولک یا عبادی یہ وجعلک خیر خلقہ فی نبیاہ ثم ذکرہ بقولہ تعالیٰ وتقولوا ثلثۃ ۔ حلول و اتحاد کے بطلان پر صریح دال ہے جیسا بعض جہلاء صوفیہ معتقد ہیں قولہ تعالیٰ لن یستنکف المسیح ان یکون عبداً للہ جیسا سورہ حرم میں مباہاۃ عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہوا انی عبد اللہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عبدیت مراتب شریفہ میں اعلیٰ مرتبہ ہے

ملحقات الترجمہ

قولہ لن یستنکف الخ ۔ یہ کہنے حملتہ علی المعنی الحقیقی وشرحتہ بما لا یحتاج الی المزید منہ واقرارہ بالعبودیۃ مذکور ایضاً فی القرآن قال انی عبد اللہ الخ ولما کان علیہ السلام حیاتی ہو قائمین فی السماء وینزل حیاتی فی آخر الدنیا ثم یتوفی الموت موصوفا بالعبودیۃ لعبرۃ خفیۃ بعدہ وفاتہ صح کونہ علیہ السلام اہلا للسوال فی کل حالۃ وبذا من المواہب الاہیۃ ۱۲ قولہ فی الملائکۃ ہو من حضرت جبریل الخ ۱۲ منہ ارشد الی ہذہ زیادۃ المعطوف من الہم یعلمون بروح القدس احد الافانیم فتفاد ہذہ الزیادۃ تعلی ہذا الرتبۃ علی تفضیل الملائکۃ علی الانبیاء علیہم السلام وہذا حاجز الی جواب عمہ ہو کونوا ملائکۃ اولی نعبدہم ۱۲ لکونہ لا یرضی عنی غیر

ع ۱۹ ۳ آیت ۱۷۲

والاسلطان فافہم ۱۲ اللغات فی القاموس علی الاساس استنکف وتکف امتنع وانقبض انفة وحمیۃ ونقل عن الزجاج کونہ فوق الاستنکار ۱۲

وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا

اور جو شخص خدا تعالیٰ کی بندگی سے عار کرے گا اور تکبر کرے گا تو خدا تعالیٰ ضرور سب لوگوں کو اپنے پاس جمع کریں گے

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ

پھر جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور انھوں نے اچھے کام کئے ہوں گے تو ان کو تو ان کا پورا ثواب دیں گے اور ان کو اپنے فضل

مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

سے اور زیادہ دیں گے ۔ اور جن لوگوں نے عار کیا ہوگا اور تکبر کیا ہوگا تو ان کو سخت دردناک سزا

اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا

دیں گے اور وہ لوگ کسی غیر اللہ کو اپنا یار اور مددگار نہ پاویں گے اے لوگو

النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝

یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے

وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ (الی قولہ) وَلَا يَجِدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ اور وہ عار کریں گے کیسے اس سے عار کرنے کا تو یہ سابقہ انجام ہے کہ) جو شخص خدا تعالیٰ کی بندگی سے عار کرے گا اور تکبر کرے گا تو (اس کا انجام مثلو) خدا تعالیٰ سب لوگوں کو ضرور اپنے (یعنی حساب کے موقعہ پر) جمع کریں گے پھر جو لوگ (دنیا میں) ایمان لائے ہوں گے اور انہوں نے اچھے کام کئے ہوں گے (یعنی عبد بنے رہے ہوں گے کیونکہ حاصل عبدیت کا بھی ایمان اور اعمال ہیں) تو ان کو تو ان کا پورا ثواب (بھی) دیں گے (جو کہ ایمان اور اعمال پر منصوص ہے) اور (اس کے علاوہ) ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ (بھی) دیں گے (جس کی تفصیل منصوص نہیں) اور جن لوگوں نے (عبد بننے سے عار کیا ہوگا اور تکبر کیا ہوگا تو ان کو سخت دردناک سزا دیں گے اور وہ لوگ کسی غیر اللہ کو اپنا یار اور مددگار نہ پاویں گے ف ظاہراً ایک شبہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ کی عبادت سے نہ عار تھا نہ استکبار بلکہ خود اس مضمون مذکور کے جزو عبادت اور من اللہ ہونے میں کلام تھا جواب یہ ہے کہ ان کے مجموعہ احوال سے یہ امر ثابت ہے کہ ان پر حق واضح ہو گیا تھا یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ناگوار تھا اور آپ کا اتباع مامور بہ ہے اور ہر مامور بہ عبادت ہے پس آپ کے اتباع سے عار ہونا یقیناً عبادت آپ سے عار ہے ف لَنْ يَّسْتَنْكِفَ کا ترجمہ جو استقبال سے کیا گیا ہے یہ باعتبار معنی حقیقی کے ہے اگر یہ کہا جاوے کہ مقصود ماضی ہے جس کو مجازاً استقبال سے تعبیر کر دیا گیا تو بھی گنجائش ہے اور نکتہ اس میں مبالغہ ہوگا یعنی ان کو اس استنکاف سے اس قدر بعد ہے کہ جس زمانہ میں عدم وقوع متحقق ہو چکا ہے یعنی ماضی اس میں تو وقوع کا کیا احتمال ہوتا جس میں عدم وقوع کا بھی متحقق نہیں ہوا اس میں بھی احتمال نہیں ہے فافہم ربط اوپر عقاید نصاریٰ کا بطلان مع جزا و سزا مقرین و منکرین مذکور ہو چکا آگے خطاب عام سے ان مضامین کا اور ان مضامین کی تعلیم فرمانے والے رسول اور قرآن کا صدق اور مصدقین کی فضیلت بیان فرماتے ہیں جس طرح مجاہدہ بہود کے ختم ہونے پر اسی طور پر خطاب عام فرمایا تھا یا ایھا الناس قد جاءکم الرسول الخ خطاب عام بتصدیق رسول و قرآن یٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ الی قولہ) نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ نے (تمام) لوگو یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک (کافی) دلیل آچکی ہے وہ ذات مبارک ہے

البلاغۃ ۔ زیادۃ الاستکبار الذی ہو دون الاستنکاف لعلہ للبالغۃ فالواو مفیدۃ لمعنی او وصل عدم زیادۃ مع لن یستنکف للذی وقع من النصاریٰ لعیسیٰ علیہ السلام ہو الاستکاف المعلوم شانہ بخلاف غیرہ من الامم فانہ یتحقق فیہ الاستنکاف تارۃً والاستکبار تارۃً واللہ اعلم

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی یخصوھم انجام تلو اشارۃ الی ان المحشر لیس مقصوراً بالجزاء فانہ وان کان متاخراً لکنہ لیس ببرتب علی الشرط ۲ قولہ فی بعثات سبعۃ لوگوں کو فلم یجمع الناس والی لم یصرح بذکرہ لکن قرینۃ الحشر المتعلق بجمیع الناس کاف فسقط سوال ان المفصل فیہ شیئان واحد والتفصیل فیہ شیئان فلم یطابق ۳ قولہ فی برھان کافی فانوّن التنوین ۱۲

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَیُدْخِلُهُمْ فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ

سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور انھوں نے اللہ کو مضبوط پکڑا سو ایسوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کریں گے

وَفَضْلٍ وَّیَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ○ یَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ

اور اپنے فضل میں۔ اور اپنے تک ان کو سیدھا رستہ بتلا دیں گے لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ اللہ

یُفْتِیْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَیْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ

تعالیٰ تم کو کلالہ کے باب میں حکم دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص مر جاوے جس کے اولاد نہ ہو۔ اور اس کے ایک بہن ہو تو اس کو اس کے تمام ترکہ کا

مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ یَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَیْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ

نصف ملیگا۔ اور وہ شخص اس کا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہ ہو اور اگر بہنیں دو ہوں تو ان کو اس کے کل ترکہ میں سے دو تہائی ملیگا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) اور ہم نے تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے (وہ قرآن مجید ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے ذریعہ سے جو کچھ تم کو بتلایا جاوے وہ سب حق ہے جس میں مضامین مذکورہ بھی داخل ہیں) فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ (الی قولہ) صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ○ سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے (جس کے لئے توحید و تنزیہ کا اعتقاد لازم ہے) اور انہوں نے اللہ (کے دین) کو (یعنی اسلام کو) مضبوط پکڑا (جس کے لئے رسول اور قرآن کی تصدیق لازم ہے) سو ایسوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں (یعنی جنت میں) داخل کریں گے اور اپنے فضل میں لے لینگے (یعنی دخول جنت کے علاوہ اور بھی نعمائے عظمیٰ دیں گے جن میں دیدار الٰہی بھی داخل ہے) اور اپنے تک پہنچنے کا (ان کو سیدھا رستہ بتلا دیں گے (یعنی دنیا میں ان کو طریق رضا پر قائم و ثابت رکھیں گے اور اسی سے تارکین ایمان و اعمال صالحہ کی حالت معلوم ہوگئی کہ ان کو یہ ثمرات نہ ملیں گے) ف۔ اگر کسی کو شبہہ ہو کہ وہ طریق رضا عین ایمان و اعمال ہیں پھر اسی کو ثمرہ کہنا تحصیل حاصل ہے جواب یہ ہے کہ ایمان و عمل ماضی سبب ہے اور ایمان و عمل مستقبل مسبب ہے پس تحصیل حاصل لازم نہ آیا حاصل یہ ہے کہ اطاعت کی برکت سے ثبات علی الاطاعت کی توفیق عطا ہوتی ہے ربط شروع سورت کے ذرا بعد میراث کے احکام مذکور تھے پھر وہاں سے تقریباً ایک پارہ کے بعد دوسرے احکام کے ساتھ حکم میراث کی طرف پھر عود ہوا تھا اب ختم سورت پر پھر عود ہے اسی کی طرف شاید تین جگہ اس کے متفرق کر دینے میں یہ حکمت ہو کہ اسلام سے پہلے میراث کے باب میں بہت جور ہوتا تھا پس سورت کے اول میں وسط میں آخر میں اس کے ذکر فرمانے سے مخاطبین کو اہتمام بلیغ و اعتناء مزید اس باب میں مفہوم ہوگا جس سے وہ بھی اس کا زیادہ اہتمام کریں واللہ اعلم اور سبب اس کے نزول کا استفتاء حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اس وقت صرف ان کی بہنیں وارث تھیں رواہ النسائی اور ابن مردویہ سے حضرت عمرؓ کا سوال کرنا بھی سبب نزول میں نقل کیا ہے عود بسوئے میراث یَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ (الی قولہ) فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ لوگ آپ سے (میراث کلالہ کے باب میں یعنی جس کے نہ اولاد ہو نہ ماں باپ ہوں) حکم دریافت کرتے ہیں آپ جواب میں فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے باب میں حکم دیتا ہے (وہ یہ ہے کہ) اگر کوئی شخص مر جاوے جس کے اولاد نہ ہو (یعنی نہ مذکر نہ مؤنث اور نہ ماں باپ ہوں) اور اس کے ایک (یعنی یا علاتی) بہن ہو تو اس (بہن) کو اسکے تمام ترکہ کا نصف ملے گا (یعنی بعد حقوق متقدمہ اور بقیہ نصف اگر کوئی عصبہ ہو اس کو دیا جاویگا ورنہ پھر اسی پر رد ہو جاویگا) اور وہ شخص اس اپنی بہن (کل ترکہ کا) وارث ہوگا اگر وہ بہن مر جاوے اور اس کے اولاد نہ ہو اور والدین بھی

البلاغۃ۔ فی الروح و تقدم ذکر الوعد بالجنۃ علی الاصل بالہدایۃ (الی قولہ) فی الدنیا) المسارعۃ الی التبشیر بما ہو المقصد الاصلی ۱۲ **الروایات**۔ فی الاتقان قال الواحدی انزل اللہ تعالیٰ فی الکلالۃ آیتین احدہما فی الشتاء وہی التی فی اول النساء والاخری فی الصیف وہی التی فی آخرہا ۱۲ **لطائف الترجمہ**

۱ قولہ فی اخر الترجمہ اور اسی سے تارکین فلا یرد ان التفصیل فیہ شئی واحد والمفصل کان عاما شتملا علی شیئین عموم الناس المعدلین والملکذبین علی عکس ما مر فی نظیرہ ۱۲ ۲ قولہ فی یَسْتَفْتُوْنَكَ کلالہ کے باب میں استغنی عن ذکرہ اور وہ فیما بعد ۱۲ ۳ قولہ فی لیس لہ ولد نہ ماں باپ اور وہ فی الکلالین بروایۃ ابن ابی شیبۃ عن ابی بکر بن الصدیق و حکاہ عن جمہور الصحابۃ والتابعین ولم یذکر فی القرآن اقرب بظہور الامر ۱۲ ۴ قولہ فی اخت عینی یا علاتی لان اولاد الام قد حکمہم فی اول السورۃ و علیہ وقع الاجماع ۱۲ ۱۲

وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ يُبَيِّنُ

اور اگر وارث چند بھائی بہن ہوں مرد اور عورت۔ تو ایک مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے برابر اللہ تعالیٰ

ع ۲۴ ۶ ۴ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

تم سے اس لئے بیان کرتے ہیں کہ تم گمراہی میں نہ پڑو۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔

سورۃ المآئدۃ مدنیۃ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ | وھی مائۃ وعشرون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ڛ

اے ایمان والو عہدوں کو پورا کرو

تحقیقات الترجمہ

لقولہ فی ان تضلوا اس لئے کہ تم الی قولہ نہ پڑو اشارۃ الی وجہ التقدیر ہکذا لئلا تضلوا کما نقلہ فی الدر وروح عن الکسائی والفراء وقال البصریون کراہۃ ان تضلوا او بحرف البرد آہ ۱۲ منہ قولہ فی الذین اٰمنوا متعلقا یہ ہے کما ینبیہ علیہ عنقریب وفیہ الاشارۃ الی وجہ الخطاب بہذا العنوان ۱۲ منہ ۵ وہو قولہ ما بین القوسین فی توضیح ترجمۃ اوفوا کیونکہ ایمان لانے سے الخ ۱۲ منہ بیان

نہ ہوں) اور اگر (ایسی) بہنیں دو یا زیادہ ہوں تو ان کو اس کے کل ترکہ میں سے دو تہائی ملیں گے اور ایک تہائی عصبہ کو ورنہ بطور رد کے ان ہی کو مل جاوے گا، وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ اور اگر (ایسی میت کے جس کے نہ والد ہے نہ اولاد ہے نہ والدین خواہ وہ میت مذکر ہو یا مؤنث) وارث چند یعنی ایک سے زیادہ ایسے ہی بھائی بہن ہوں مرد اور عورت تو ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ ایک مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے برابر یعنی بھائی کو دو بہن اور بہن کو اکہرا لیکن عینی بھائی سے علاتی بھائی بہن سب ساقط ہو جاتے ہیں اور عینی بہن سے کبھی وہ ساقط ہو جاتے ہیں کبھی حصہ گھٹ جاتا ہے جس کی تفصیل کتب فرائض میں ہے، ربط چونکہ سورت ہذا میں یہاں تک اصول و فروع کثیرہ کی تفصیل ہے اس لئے آخر میں ایک مجمل عنوان سے تمامتر تفصیل کو مکرر یاد دلا کر اپنی منت اور احسان بیان شرائع میں اور رعایت حکمت ان شرائع میں ذکر فرما کر سورت کو ختم فرماتے ہیں اظہار منت وحکمت در شرائع يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اللہ تعالیٰ تم سے (دین کی باتیں) اس لئے بیان کرتے ہیں کہ تم (ناواقفی سے) گمراہی میں نہ پڑو یہ تو تذکیر و احسان ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں (پس احکام کی مصلحتوں سے بھی مطلع ہیں اور احکام میں ان کی رعایت کی جاتی ہے یہ حکمت کا بیان ہے) الحمد للہ والمنۃ وہو العلیم ذو الحکمۃ کہ تفسیر سورہ نساء کی بیندرھویں ذی الحجہ الحرام روز شنبہ وقت چاشت مقام تھانہ بھون میں اتمام و اختتام کو پہونچی آگے انشاء اللہ تعالیٰ سورہ مائدہ کی تفسیر آتی ہے۔ اللّٰھم فکما اتممت تفسیر ھذہ الاجزاء من قرآنک علی ید ھذا العبد الضعیف الفقیر الی رضوانک ؛ کذلک اتمم تفسیر کلہ علی ید من یفضلک واحسانک ؛ وافض علیہ من شآبیب فیضانک ؛ اللّٰھم آمین ببرکۃ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ابد الآبدین ودھر الداھرین۔ فقط۔ سورۃ المائدۃ مدنیۃ وھی مائۃ وعشرون اٰیۃ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اوپر کی سورت کے ختم پر فرمایا تھا کہ شرائع کو تم سے بیان کرتے ہیں اس سورت کے شروع پر اس کا امر ہے کہ تم ہمارے ان بیان کئے ہوئے شرائع کی پوری پوری بجاآوری کرو یہ مناسبت تو دونوں سورتوں کے انجام اور آغاز میں ہے باقی پوری پوری سورتوں میں بھی دونوں کے اشتمال علی الشرائع سے ربط ظاہر ہے اور خود اس سورت کی اجزاء میں ایک ارتباط بدیع ہے کہ اس کے اول کی آیت بمنزلہ متن کے ہے اور تمام سورت بمنزلہ اس کی شرح کے کیونکہ لفظ عقود بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ جو کہ رءوس میں منقول اور قاموس کے قول العقد العہد سے موید ہے تمام شرائع کو عام اور شامل ہے اور سورت میں ان ہی شرائع کی تفصیل ہے پس اوفوا اجمالی اور کلی عنوان سے امتثال شرائع کا حکم فرماتے ہیں ایجاب امتثال شرائع۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ڛ اے ایمان والو تمہارے ایمان کا مقتضا یہ ہے کہ اپنے عہدوں کو (جو کہ ایمان کے ضمن میں تم نے خدا تعالیٰ سے کئے ہیں) پورا کرو (یعنی احکام شرعیہ کو بجا لاؤ کیونکہ ایمان لانے سے سب کا التزام ہو گیا اور التزام کا مقتضا ایفاء ہے) ربط اوپر اجمالی اور کلی عنوان سے امتثال شرائع کا امر

أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي

تمہارے لئے تمام چوپائے جو مشابہ انعام کے ہوں حلال کئے گئے ہیں۔ مگر جنکا ذکر آگے آتا ہے لیکن شکار کو حلال مت سمجھنا جس حالت میں

الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ ۗ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ۝

کہ تم احرام میں ہو بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہیں حکم کریں

تھا آگے مامور بہ کی جزئیات کی تفصیل ہے جس میں بعض احکام فرعیہ ہیں اور بعض مضامین مشتمل حوال مخاطبین ہیں اور بعض ان کے مقدمات و متممات ہیں حکم اول تحلیل و تحریم بہائم أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ الی قولہ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ○ تمہارے لئے تمام چوپائے جو مشابہ (ان) انعام (یعنی) اونٹ بکری گائے (کے ہوں جن کی حلت اس کے قبل سورہ انعام میں جو کہ مکیہ ہے معلوم ہو چکی ہے پس ان کے مشابہ جتنے چوپائے ہیں سب) حلال کئے گئے ہیں (جیسے ہرن نیل گائے وغیرہ کہ اونٹ بکری گائے کے مشابہ ہیں اس بات میں کہ درندے اور شکاری نہیں بخلاف بہائم کے جو کہ دوسرے دلائل شرعیہ حدیث وغیرہ سے مخصوص و مستثنیٰ ہو چکے ہیں جیسے گدھا خچر وغیرہ ان مستثنیات کے سوا اور سب بہائم اہلی و وحشی حلال ہیں) مگر جن کا ذکر آگے (آیۃ حرمت علیکم المیتۃ الخ میں) آتا ہے (کہ وہ باوجود بہیمۃ الانعام ہونے داخل ہونے کے اور مخصوص بالحدیث وغیرہ سے خارج ہونے کے بھی حرام ہیں اور باقی تم کو حلال ہیں) لیکن (ان میں بھی شکار رہیں ان کو حلال مت سمجھنا جس حالت میں کہ تم احرام (یا حرم) میں ہو (مثلاً حج و عمرہ کا احرام باندھے ہو گو حرم سے خارج ہو یا یہ کہ حرم کے اندر ہو غالباً شکار بھی حرم کے اندر ہوگا کیونکہ اصل مدار حکم کا شکار کا حرم کے اندر ہونا ہے گو احرام نہ باندھے ہو دونوں حالتوں میں شکار یعنی بری وحشی کا حرم ہے بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہیں حکم کریں (یعنی وہی مصلحت ہوتا ہے پس جس جانور کو چاہا ہمیشہ کے لئے فی نفسہ غیر اوقات اضطرار میں حرام کر دیا جس کو چاہا ہمیشہ کے لئے حلال کر دیا جس کو چاہا کسی حالت میں حلال کر دیا کسی حالت میں حرام کر دیا غرض کو ہر حالت میں امتثال واجب ہے

ف۔ اور حلال طیور کا یہاں ذکر نہیں ان کی حلت دوسری دلیل شرعی سے مثل انعام کے ثابت ہے پس خلاصہ آیت اور اس کی تفسیر کا یہ مسائل ہیں مسئلہ اونٹ گائے بھیڑ بکری بھیڑ فی نفسہ حلال ہیں البتہ موت طبعی و اختناق وغیرہ کی حالت میں حرام ہیں جیسا آگے آویگا مسئلہ خنزیر حرام ہے جیسا آگے آویگا مسئلہ گدھا خچر وغیرہ حرام ہے حدیث میں آیا ہے مسئلہ ہرن۔ نیل گائے گھوڑا وغیرہ جو انعام کے مشابہ ہیں حلال ہیں مسئلہ لیکن ہرن وغیرہ جو وحشی جانور ہیں حرم اور احرام ان کا شکار کرنا اسی طرح ان کا ذبح کرنا حرام ہے یعنی جبکہ وہ جانور حرم کے اندر ہو اگرچہ شکاری خارج ہو یہی حکم ہے طیور وحشیہ کا مسئلہ دریائی شکار یعنی مچھلی حرم و احرام میں بھی حلال ہے مسئلہ درندہ حرام ہے ربط اوپر غیر محلی الصید کی قید میں ایک امر کو جو کہ محل تعظیم الحرام و حرم ہے حرام فرمایا ہے آگے اور چند امور کی جو کہ محل تعظیم شعائر یعنی

(۴) شامل للصید و فرجت بالتقیید بہ علیہ یقول ان من یصید شکارہ من ظہور ان بہیمۃ الانعام حلال وان اصل الصید و ھو ما نعنی بہذا التقیید وحاصلہا مع قولہ انہا حلال الا ما سیجیء لیس بحلال فخرج الصید وھو حرام علی المتاسع وانتم حرم حال متا المسکن فی محل شاہدہ بقولہ حرمت الخ الشامل قولہ وانتم حرم عام للاحرام والکون فی الحرم حرج بدی فی حاشیۃ بیضاوی عن التبیسیر فی سورۃ الانعام وانما توجہت باحد بہما لانہ کالمشترک دلا یجوز فیہ العموم والجمع قولہ حلت لکم بعد لم یثبت لی عموم بدلی انہ مخصوص بمقابل الاحرام فترجح ما ترجحت بہ بہذا الوجہ نعم حرمۃ الحرم ثابتۃ بالاحادیث الصحیحۃ فائدۃ ذکر فی القاموس المنقول انفا فی البہیمۃ کل ذی اربع خلقہ علیہ اھ الی ما قال فی ف حلال طیور کا یہاں ذکر نہیں فانہا تدخل فی البہیمۃ لکن یخص منہ بقیۃ المحرمات الحیوانیۃ بدلیل آخر نحو الفسر المشابہ بہ مفہوم

(۴) فی التفسیر قال المفسر فی المتن یعنی بذلک الدلیل اھ تجیان

مسائل السلوک

سورۃ المائدۃ ۵ - قولہ - اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ۝ فیہ اشارۃ الی الرد عمن یعتقد الاسوار فی الاحکام الالٰہیۃ حیث تقف دونہا الافہام

ترجمہ - قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ الخ اس میں اسرار احکام کی تفتیش کی ممانعت کی طرف اشارہ ہے ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱۰ قولہ فی بہیمۃ الانعام تمام چوپائے اھ اشار الی فوائد الاول معنی البہیمۃ کل ذات اربع کما فی القاموس اقول الذی فی الانعام کما فی البیضاوی سورۃ النحل الابل والبقر والغنم فی المائدۃ منہ ثمانیۃ ازواج قلت لعل ص معناہ الابل وھو والشاۃ کما فی القاموس وتعرف فی الازواج الثمانیۃ ویکون المراد فی الآیۃ المعرف اثنان الاضافۃ الی بہیمۃ الانعام کشبل الاسد بہ رواہ وفی الروح عن الکلبی اظہر الوجوہ فائدۃ الاضافۃ الاشعار بعلۃ الحکم المشترک بین المضافین کانہ قیل احلت لکم البہیمۃ المشتبۃ بالانعام التی بین احلالہا فیما سبق کذا فی المروح الخامس ان الآیۃ مخصوصۃ بعلم البہائم التی تشابہ الانعام لکنہا لکثرتہ کالمعدوم والمحل نبہ علیہ یقول ۶ بجزان بہائم کے الخ السادس ان الاستثناء بالاستثنی منہ علیہ یقول یا وجود بہیمۃ الانعام من داخل ہونے الخ السابع غیر حال من الضمیر فی لکم عربیۃ بقلہ لکن بتاویلہا بالحرمۃ او ذات حاصلۃ الی ۱۲ الحال من تقیید الحکم بہا وتخصیص طلاء وتقیدکن بذا المعنی فی لسانہا الثامن فائدۃ التقیید بالحال ان بہیمۃ الانعام

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ

اے ایمان والو بے حرمتی نہ کرو خدا تعالیٰ کی نشانیوں کی اور نہ حرمت والے مہینہ کی اور نہ حرم میں قربانی ہونے والے جانور

وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ

اور نہ ان جانوروں کی جن کے گلے میں پٹے پڑے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو کہ بیت الحرام کے قصد سے جا رہے ہوں اپنے رب کے فضل اور رضامندی کے طالب

رِضْوَانًا ۭ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ۭ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ

ہوں اور جس وقت تم احرام سے باہر آجاؤ تو شکار کیا کرو اور ایسا نہ ہو کہ تم کو کسی قوم سے جو اس سبب سے کہ بعض ہو کہ انہوں

صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ

نے تم کو مسجد حرام سے روک دیا تھا وہ تمہارے لئے اس کا باعث ہو جاوے کہ تم حد سے نکل جاؤ۔

اشیائے معظمہ فی الدین میں تحریر فرماتے ہیں حکم دوم تحریم ترک تعظیم شعائر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (الی قولہ) عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا اے ایمان والو بے حرمتی نہ کرو خدا تعالیٰ (کے دین) کی نشانیوں کی (یعنی جن چیزوں کے ادب کی حفاظت کے واسطے خدا تعالیٰ نے کچھ احکام مقرر کئے ہیں ان احکام کے خلاف کر کے ان کی بے ادبی نہ کرو مثلاً حرم اور احرام کا یہ ادب مقرر کیا ہے کہ اس میں شکار نہ کرو تو شکار کرنا بے ادبی اور حرام ہوگا) اور نہ حرمت والے مہینے کی بے ادبی کرو کہ اس میں کافروں سے لڑنے لگو) اور نہ حرم میں قربانی ہونے والے جانور کی بے ادبی کرو کہ اس سے تعرض کرنے لگو اور نہ ان جانوروں کی (بے ادبی کرو) جن کے گلے میں (اس نشانی کے لئے) پٹے پڑے ہوں (کہ یہ اللہ کی نیاز ہیں حرم میں ذبح ہوں گی) اور نہ ان لوگوں کی (بے حرمتی کرو) جو کہ بیت الحرام (یعنی بیت اللہ) کے قصد سے جا رہے ہوں (اور) اپنے رب کے فضل اور رضامندی کے طالب ہوں (یعنی ان چیزوں کے ادب سے کافروں کے ساتھ بھی تعرض مت کرو) اور (اوپر کی آیت میں جو احرام کے ادب سے شکار کو حرام فرمایا گیا ہے وہ احرام ہی تک ہے ورنہ) جس وقت تم احرام سے باہر آجاؤ تو اجازت ہے کہ (شکار کیا کرو بشرطیکہ وہ شکار حرم میں نہ ہو) اور (اوپر جن چیزوں کے تعرض سے منع کیا گیا ہے اس میں ایسا نہ ہو کہ تم کو کسی قوم سے جو اس سبب سے بغض ہے کہ انہوں نے (تم کو سال حدیبیہ میں) مسجد حرام (میں جانے) سے روک دیا تھا (مراد کفار قریش ہیں) وہ (بغض) تمہارے لئے اس کا باعث ہو جاوے کہ تم (شرع کی) حد سے نکل جاؤ (یعنی احکام مذکورہ کے خلاف کر بیٹھو ایسا

اللغات قولہ لا یجرمنکم قال الکسائی ای لا یکسبنکم وقال غیرہ یستعمل فی کسب الشر کذا فی الروح (۱۲ منہ) مع مصدر مضاف الی البغض ای النحو الشنان مضاف الی المفعول کذا فی الروح آجرہ ترجمہ سے **مثنات** الترجمہ قولہ فی لا تحلوا ان احکام کے خلاف کر کے مشارٌ الی المراد بالادب والہیبۃ ونحوہما مما یتعلق بتعظیم الشعائر فانہ یحتاج الی اثبات الی

دلیل مستقل ۱۲ قولہ فی توضیح ضوانا کا فرد کے ساتھ بھی دل ملی نزد یہاں التنکیر یعنی ایات اسباب النزول وقولہ تعالیٰ فیما بعد شنان قوم الخ منہ قولہ فی حلتم احرام سے فی القاموس حل من احرامہ وما حکم غیر المحرم بغیر المحرم فقد ذکرہ فی آخر بعنوان المسئلۃ تتمیما لمقابلۃ وہی قولہ ثم حرم ۱۲ منہ قولہ فی اصطادوا اجازت اشارۃ الی کون الامر للاباحۃ ۱۲

ہ طریق میں اس نے خطا بھی کی ہو اور جن (بقیہ) میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے نہ کہ صرف رب المسلمین ہے پس اس میں وسعت رحمۃ اللہ کا بیان ہے قولہ تعالیٰ واذا حللتم الخ باوجود اصطیاد کے مباح ہونے کے اس میں صیغہ امر کا وارد ہونا دال ہے اس پر کہ جس مباح کے ترک سے اس کے ممنوع ہونے کا شبہ ہونے لگے اس مباح کا کرنا مطلوب ہے اس سے سمجھ لیا جاوے کہ بعض متشددین جو بعض مباحات کے ترک میں مثل حرام کے مبالغہ وتشدد کرتے ہیں اس میں کیا طرز عمل ہونا چاہئے۔

قولہ تعالیٰ لا یجرمنکم الخ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی سے بغض فی اللہ بھی ہو تاہم اس کے معاملات میں حدود شرعیہ سے تجاوز جائز نہیں۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ - یا ایھا الذین اٰمنوا لا تحلوا شعائر اللہ الخ یؤخذ منہ تعظیم التبرکات ولا یستبعد من محب تعظیمہ قولہ تعالیٰ ولا آمین البیت الحرام یبتغون الخ فی الروح المحسن وغیرہ المراد بالآمین ھھنا المشرکون خاصۃ المراد من الفضل الذی ینبغی ان یبتغوہ والرضوان ما یعمھم الکفر فیہ رعایۃ من یرید رضاء اللہ تعالیٰ ولو اخطأ فی طریقہ و فی قولہ تعالیٰ من ربھم وصفۃ الرب الی ضمیرھم اشارۃ الی ان اللہ تعالیٰ رب الظالمین لا المسلمین فقط ففیہ وسعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ قولہ تعالیٰ واذا حللتم فاصطادوا فی الروح صیغۃ الامر الذی ھو حقیقۃ الایجاب مع کون الاصطیاد مباحًا لا علی ان مباشرۃ المباح الذی یتوھم حظرہ مطلوب کما توھب ولقد علمت بھذا النبذ من الایاۃ فی مباحات ترکھا المتشددون فی الزھد اعتقادا او عملا کانھا حرام کبعض لا طعمۃ والا ۱۲ منہ قولہ تعالیٰ ولا یجرمنکم شنآن قوم الخ دلالۃ علی ان البغض فی اللہ وھو الاعتداء عن الحد فی الشرع غیر مانع عن المعاملات مع المبغضین ثم ترجمہ قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تحلوا الخ اس سے برکات کی تعظیم بوجہ تعلق ذات واجب التعظیم کے مفہوم ہوتی ہے قولہ تعالیٰ ولا آمین الخ یعنی فرمایا کہ مراد اس سے خاص مشرکین ہیں اور فضل سے مراد تجارت کا نفع اور رضوان سے مراد ان کا زعم کے موافق رضوان تھا پس اس سے معلوم ہوا کہ طالب رضائے حق قابل رعایت ہے اگرچہ اس کی یہ

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ

اور نیکی اور تقوی میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو۔ اور گناہ و زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں

الربع

نہ کرنا) وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ اور نیکی اور تقوی (کی باتوں) میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو مثلاً یہ احکام ہیں ان میں دوسروں کو بھی عمل کرنے کی ترغیب دیتے رہو اور گناہ اور زیادتی (کی باتوں) میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو مثلاً یہ احکام ہیں اگر کوئی ان کے خلاف کرنے لگے تم اس کی اعانت مت کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو کہ اس سے سب احکام کی پابندی سہل ہو جاتی ہے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ (احکام کی مخالفت کرنے والے کو سخت سزا دینے والے ہیں ف۔ حدیبیہ کا قصہ اور اشہر حرم کا منسوخ ہونا سورۂ بقر کے حکم نہم کے مسائل میں گذر چکا اور حکم یازدہم میں ہدی کے معنی گذر چکے اور قلائد کے معنی یہاں ترجمہ سے واضح ہو گئے اور ولا الھدی سے آمین البیت الحرام تک یہ احکام اس وقت تھے جب کفار حج و عمرہ کے لئے جاتے پاتے تھے اب خود ان کا حج و عمرہ کے لئے جانے دینا منسوخ ہے نقلہ البیضاوی عن ابی حنیفۃ رح تحت قولہ تعالیٰ فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا اور شعائر اللہ گو عام ہے مگر اس کے بعض خاص افراد کا ذکر اہتمام کے لئے ہے جیسا کہ ہدی کے بعد قلائد کا ذکر بھی اسی غرض سے ہے کیونکہ ہدی کبھی ذی قلادہ ہوتی ہے کبھی نہیں اور آمین کا عطف تغایر کے لئے ہے کیونکہ بعض قاصدین حرم ہدی نہیں لے جاتے اور کفار کو جو طالب فضل و رضوان فرمایا یہ بنا بر ان کے زعم کے کنایہ ہے حج و عمرہ سے جو سبب ہے فضل و رضوان کا اور شروع آیت لا تحلوا شعائر اللہ الخ سے شروع ہوا ہے بعض مسلمانوں کے باب میں نازل ہوا کہ اسلام کے بعد مرتد ہو گیا اور ذیقعدہ میں مکہ کو اس کا جانا سنکر مسلمانوں نے ارادہ اس سے تعرض کا کیا اور آخر آیت کا لا یجرمنکم بعض مشرکین کے باب میں نازل ہوا کہ بعد واقعہ حدیبیہ کے ان کا مکہ کو بقصد عمرہ جانا مسلمانوں کو معلوم ہوا اور ان کو روکنا چاہا۔ اخرج الاول ابن جریر عن عکرمۃ والثانی ابن ابی حاتم عن زید بن اسلم کذا فی اللباب۔ **مسئلہ**۔ اور جس طرح احرام سے خارج ہو کر شکار کرنا درست ہے جس کا بیان واذا حللتم فاصطادوا میں گذر چکا ہے اسی طرح حرم سے باہر کا شکار غیر محرم کو حلال ہے۔ **ربط**۔ اوپر تحلیل بہیمۃ الانعام میں اجمالاً بعض کا استثنا فرمایا آگے ان بعض کی تفصیل ہے

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وتعاونوا علی البر الخ فیہ ان المقدمات لھا حکم المقاصد حسنا وقبحا وھو من اکثر ما یستدل بہ اھل النظر من المشائخ فی تقدیم الامر علی النھی تقدیم التخلیۃ علی التحلیۃ۔

ترجمہ۔ قولہ تعالیٰ وتعاونوا الخ اس میں دلالت ہے اس پر کہ مقدمات کو حسن و قبح میں مقاصد کا حکم دیا جاتا ہے اور قاعدہ کو مشائخ اہل تربیت بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں اوامر کو نہی پر مقدم کرنے میں تحلیہ کی تقدیم ہے تخلیہ پر ۱۲

ملتقات الترجمہ۔

لہ قولہ تعاونوا مشارٌ بقولہ یہ احکام اے وجہ ایراد ہذا الامر ہہنا واشار بقولہ مستلا اے کون المراد عاما ۱۲

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ

تم پر حرام کئے گئے ہیں مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جو جانور کہ غیر اللہ کے نام زد کر دیا گیا ہو۔

وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا

اور جو گلا گھٹنے سے مرجاوے۔ اور جو کسی ضرب سے مرجاوے اور جو اونچے سے گر کر مرجاوے اور جسکو کسی کی ٹکر نے مرجاوے اور جسکو کوئی درندہ کھانے لگا ہو مگر

ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ

جس کو ذبح کر ڈالو اور جو جانور پرستش گاہوں پر ذبح کیا جاوے اور یہ کہ تقسیم کرو بذریعہ قرعہ کے تیروں کے یہ سب گناہ ہیں

حکم سوم اسباب تحریم حیوانات حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ (الی قولہ) ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ تم پر یہ جانور وغیرہ حرام کئے گئے ہیں مردار جانور (جو کہ باوجود واجب الذبح ہونے کے بلا ذبح شرعی مرجاوے) اور خون (جو بہتا ہو) اور خنزیر کا گوشت (اسی طرح اس کے سب اجزاء) اور وہ جانور کہ (بقصد تقرب) غیر اللہ کے نام زد کر دیا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مرجاوے اور جو کسی ضرب سے مرجاوے اور جو اونچے سے گر کر مرجاوے (مثلاً پہاڑ سے یا کنویں میں) اور جو کسی کی ٹکر سے مرجاوے اور جس کو کوئی درندہ (پکڑ کر) کھانے لگے (اور اس کے صدمہ سے مرجاوے) لیکن (مختنقہ سے ما اکل السبع تک جن کا ذکر ہے ان میں سے جس کو دم نکلنے سے پہلے قاعدۂ شرعیہ کے مطابق) ذبح کر ڈالو وہ اس حرمت سے مستثنیٰ ہے) اور (نیز جو جانور (غیر اللہ کی) پرستش گاہوں پر ذبح کیا جاوے (حرام ہے گو زبان سے غیر اللہ کے نام زد نہ کرے کیونکہ مدار حرمت کا نیت خبیثہ پر ہے اس کا ظہور کبھی قول سے ہوتا ہے کہ نام زد کر دے کبھی فعل سے ہوتا ہے کہ ایسے مقامات پر ذبح کرے اور) یہ (بھی حرام ہے) کہ (گوشت وغیرہ) تقسیم کرو بذریعہ قرعہ کے تیروں کے یہ سب گناہ (اور حرام) ہیں ف۔ میتہ اور دم اور لحم خنزیر اور ما اھل لغیر اللہ بہ کے متعلق مسائل پارۂ سیقول کے رابع کے قریب مذکور ہو چکے ہیں ملاحظہ فرمالیا جاوے اور زمانہ جاہلیت میں ان چیزوں کی اور منخنقہ وغیرہ کی بھی کھانیکی عادت تھی اسلئے ان کی تصریح فرمائی اور زیادہ تفصیل بھی اسی لئے فرمائی ورنہ بہت سی چیزیں خود میتہ کے عموم میں داخل ہیں اور شرعی قاعدے کے موافق ذبح کرنے کی تفصیل کتب فقہ میں ہے اور بعد ان صدمات کے دم نکلنے سے پہلے ذبح کرنے سے اس وقت حلت ہوتی ہے جب علامات سے اس کی حیات ثابت ہو جاوے تفصیل ان علامات کی کتب فقہ میں ہے اور احکام متردیہ کی تفصیل بھی کتب فقہ میں ہے اور یہ بھی اس وقت ایک رسم تھی کہ شرکت میں مثلاً ایک اونٹ خرید کر ذبح کیا لیکن اس کے گوشت کو جو کہ داموں کی نسبت سے شرکاء کا مملوک ہوتا تھا اس نسبت سے تقسیم نہ کرتے تھے بلکہ دس عدد تیر اسی غرض سے مقرر تھے کہ ان میں سات پر کچھ لکیریں بنی تھیں بعضے سادہ تھے اور اس کے متعلق کچھ اصطلاح مشہور

اللغات ۔ وقد ضرب قولہ النصب جمع نصب بمعنی منصب گھاڑ وھو وقد کانت الاصنام والاحجار تنصب فتقصد ویدخل فیہ الاشجار بالہندو ما تعبد من دون اللہ فھو اخذ بالمحاصل دعی اما بمعناہ او بمعنی اللام ۱۲ الاستقسام طلب معرفۃ ما قسم لہم ودون مالم یقسم وہو عام لما فسرہ بہ وبغیرہ من التفاؤل بالقداح فالقسمۃ فی الاول حسی حقیقی وفی الثانی خفی فیبی وانما آثر الاول لکونہ انسب للمقام والحرمۃ شامل لکلیھما وھو التفاؤل غیر التفاؤل المثابت بالسنۃ فان ھذا انما ھو رجاء من اللہ تعالیٰ لا اعتقاد حکم او خبر بخلاف ذلک فانہ کان فیہ ذلک ۱۲ قولہ الازلام جمع زلم کجبل القداح۔

تحقیقات التراجم ۱ قولہ فی حرمت جانور وغیرہ لذکر الدم والاستقسام فی ما بعد وان کانا من متعلقات الحیوانات ومن ثم ذکرا معھا ۱۲ ۲ قولہ فی الاماذکیتم ان میں سے اشارۃ الی ان الاستثناء راجع الی الکل لا الی خصوص ما اکل السبع فتفطن للروح عن علی وابن عباس رضہ ۳ قولہ فی النصب نامزد نہ کرے فلا تکرار فیہ مع ما اہل الخ ۱۲ ۴ قولہ فی ذلکم یہ سب کذا فی الروح عن ابن عباس ۱۲

اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ

آج کے دن ناامید ہو گئے کافر لوگ تمہارے دین سے سو ان سے مت ڈرنا اور مجھ سے ڈرتے رہنا۔ آج کے دن

اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ

تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا۔ اور میں نے اسلام کو تمہارے دین بننے کے لئے پسند

دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

کر لیا۔ پھر جو شخص شدت کی بھوک میں بے تاب ہو جاوے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے ہیں

رکھی تھی پھر مثلاً ایک کے نام پر اول ایک تیر تھیلی میں سے نکالا اور اس اصطلاح کے موافق اس کا جس قدر حصہ ہوا اتنا گوشت اس کو دیدیا اور اگر اس اصطلاح کے موافق کچھ حصہ نہ ہوا محروم کر دیا اسی طرح سب شرکاء کے واسطے یہی عمل کرتے تھے پس یہ ایک صورت قمار کی تھی جس کی حرمت حکم پانزدہم سورہ بقرہ میں گذر چکی ہے جیسے آجکل چٹھی ڈالنے کی رسم ہے اور قرعہ جو شریعت میں ثابت ہے وہ اس صورت میں ہے کہ جہاں بلا قرعہ بھی اس پر باہم اتفاق جائز ہو جیسے مکان تقسیم کر کے یہ جائز ہے کہ دونوں اپنی رضامندی سے ایک شریک ایک طرف کا لے لے دوسرا دوسری طرف کا لے لے تو اس میں قرعہ بھی جائز ہے اور کئی شخص گوشت کے خرید کرنے کو برابر روپیہ دیں پھر اتفاق کر لیں کہ ایک کو ایک ثلث گوشت دیا جاوے دوسرے کو دو ثلث یہ حرام اور ربوا ہے پس یہ عمل اس صورت میں قرعہ سے بھی حرام ہے خوب سمجھ لو۔ تنبیہ۔ ہر چند کہ اوپر ذکر بہائم کا ہے لیکن یہ استثناء باعتبار خصوصیت بہیمیت کے نہیں بلکہ یہ علت موت وانخناق وغیرہ کے ہے جو کہ بہائم وغیر بہائم سب کو شامل ہے اور استثناء کی صحت کے لئے یہ عموم مضر نہیں کیونکہ استثناء بعنوان عام بھی جائز ہے جیسے جاء نی القوم الا العمیان اگرچہ عمیان قوم کے عمیان سے عام ہے پس طیور منخنقہ بھی حرام قطعی ہیں لا کما زعم بعض المحرفین **ربط** جن چیزوں کو اوپر حرام فرمایا ہے حالت اضطرار میں ان کا حلال ہونا آگے فمن اضطر میں مذکور ہوگا درمیان میں بطور جملہ معترضہ کے اکمال دین کی بشارت دینے میں اہتمام ہے امتثال جمیع اوامر و نواہی کا جن میں یہ محرمات ومحللات بھی داخل ہیں **بشارت اکمال دین**۔ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (الی قولہ) وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ **تتمہ حکم سوم** فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ آج کے دن (یعنی اب) ناامید ہو گئے کافر لوگ تمہارے دین (کے مغلوب وگم ہو جانے) سے

اللغات ۔ الاضطرار الوقوع فی الضرورۃ من تناول ہذا المحرمات ۱۲ قولہ مخمصۃ مجاعۃ تخمص لہا البطون ای تضمر خلاف معہا اللوت او مبادیہ ۱۲

تحقیقات الترجمہ ۱ قولہ فی اخوف سب کو شامل ہے دلالۃ النص البہائم کا نقل فی الغالب کما من الآیۃ المتعلقۃ بایۃ احلت لکم بہیمۃ الانعام تو نص شاملہ الخ (کان شاملا للطیور لفظا فلم یکن مساغ لقول بعض المحرفین اصلاء

مسائل السلوک ۔ قولہ تعالیٰ۔ الیوم اکملت لکم دینکم فیہ دلالۃ علی ان ما استنبطہ الائمۃ الفقہاء والصوفیۃ من نصوص الدین ہو من الدین فانہ لو کان غیر دین لم یوذن فی الاستنباط بعد الحکم علی الدین بالاکمال فانہ یستلزم الاذن فی غیر الدین وہو المراد بقولہم القیاس مظہر لا مثبت فدل علی وجوب اتباع المجتہدین والمشائخ۔ قولہ تعالیٰ فمن اضطر فی مخمصۃ غیر متجانف الخ تفسیر وما فی الآیات الاخر من قولہ تعالیٰ غیر باغ ولا عاد وفی الروح سورۃ الانعام قال الحسن فی تفسیر غیر باغ ای غیر متناول للذۃ اھ فدل علی ان ما اذن فیہ للضرورۃ لا یجوز فیہ قصد اللذۃ کما اذا نظر الطبیب او الشاہد الی العورۃ او المرأۃ یحرم فیہ قصد الشہوۃ وفیہ من الاحکام

؎ فی صیون القلب مالا یخفی۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ الیوم اکملت الخ اس میں دلالت ہے اس پر کہ جتنا ظاہر و باطن نے نصوص سے جو استنباط کیا ہے سب دین ہے ورنہ بعد اکمال دین اس کی اجازت نہ ہوتی کہ اس سے غیر دین کی اجازت ہو یا دین کا غیر مکمل ہونا لازم آتا ہو پس آیت دال ہوئی مجتہدین و مشائخ کے اتباع کے وجوب پر قولہ تعالیٰ فمن اضطر الخ اس کی تفسیر دوسری آیتوں میں جو ہے غیر باغ ولا عاد اور غیر باغی کی تفسیر حسن سے آئی غیر متناول للذۃ اھ اس سے معلوم ہو کہ جس چیز کی بضرورت اجازت دی جاوے اس سے خاص کا قصد جائز نہیں جیسے طبیب یا گواہ عورت کو یا اس کے بدن کو بضرورت دیکھے تو بقصد شہوت حرام ہے اور اس سے قلب کی حفاظت کا خاص اہتمام معلوم ہوتا ہے ۱۲

(کیونکہ ماشاء اللہ اسلام کا خوب شیوع ہوگیا) سو ان (کفار) سے مت ڈرنا کہ تمہارے دین کو گم کر سکیں[۱] اور مجھ سے ڈرتے رہنا (یعنی میرے احکام کی مخالفت مت کرنا) آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے (ہر طرح) کامل کر دیا (قوت میں بھی جس سے کفار کو مایوسی ہوئی اور احکام و قواعد میں بھی) اور (اس اکمال سے) میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا (دینی انعام بھی کہ احکام کی تکمیل ہوئی اور دنیوی انعام بھی کہ قوت حاصل ہوئی اور اکمال دین میں دونوں آگئے) اور میں نے اسلام کو تمہارا دین[۲] بننے کے لئے (ہمیشہ کو) پسند کر لیا (یعنی قیامت[۳] تک تمہارا یہی دین رہے گا اس کو منسوخ کر کے دوسرا دین بجویز نہ کیا جاوے گا پس تم کو چاہیئے[۴] کہ میری نعمت کا شکر کر کے اس دین پر پورے پورے قائم رہو) پھر (اشیاء مذکورہ بالا کی حرمت دریافت کر لینے[۵] کے بعد یہ بھی معلوم کر لو کہ) جو شخص شدت کی بھوک میں بیتاب ہو جاوے (اور اس وجہ سے اشیاء بالا کو کھالے) بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو (یعنی نہ قدر ضرورت سے زیادہ کھاوے اور نہ لذت مقصود ہو جس کو سورۂ بقرہ میں غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ سے تعبیر فرمایا ہے) تو یقیناً اللہ تعالےٰ معاف کرنے والے ہیں (اگر قدر ضرورت کا پورا اندازہ نہ ہوا اور ایک آدھ لقمہ زیادہ بھی کھا گیا اور) رحمت والے ہیں (کہ ایسی حالت میں اجازت دیدی) **فائدہ** یہ آیت جیسا کہ شیخین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا عصر کے وقت جمعہ کے روز ذی الحجہ کی نویں تاریخ حجۃ الوداع میں جو کہ سنہ دسویں ہجری میں تھا نازل ہوئی ہے اور اس کے نزول کے بعد قریب تین ماہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہے اور آج کے دن سے مراد خاص وہی دن نہیں بلکہ وہ زمانہ متصل ماقبل و مابعد کے مراد ہے پس اگر اس کے بعد بھی کسی حکم کا نازل ہونا ثابت ہو تو اکمال بمعنی تکمیل احکام پر اعتراض لازم نہیں آتا اور جو رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا کی تفسیر میں جو نسخ نہ ہونا کہا گیا ہے یہ عام ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں بھی اس طرح کہ کوئی دین جو اس کا ناسخ ہو وحی نہ کریں گے اور بعد وفات اس طرح کہ کوئی نبی من حیث النبوۃ نہ آوے گا کوئی شبہ نہ کرے کہ بہت سے احکام دوسرے دلائل سے بھی ثابت ہیں تو اکمال کہاں رہا جواب یہ ہے کہ حدیث تو مابہ الاکمال میں داخل ہی ہے اور احکام قیاسیہ اجماعیہ یا غیر اجماعیہ ان کے ماخذ استنباط بھی قرآن و حدیث ہیں پس اکمال کے معارض نہ ہوا اسی لئے احقر نے ترجمہ میں احکام کے ساتھ لفظ قواعد بھی توضیحاً کہدیا اور حکم اضطرار کا سورۂ بقر کے ربع کے قریب بھی مفصل گذر چکا ہے دیکھ لیا جاوے ربط اوپر بعض محرمات فی غیر الاضطرار کا ذکر تھا آگے بعض محللات کا ذکر ہے جو من وجہ تحلیل مذکور فی الحکم الاول کی تفصیل ہے اور سبب نزول اس کا یہ ہے کہ بعض صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم شکاری کتے اور باز کے شکار کا دریافت کیا تھا اس کا جواب اس آیت میں مذکور ہے

والیہ اشیر فی تقریر التمہید بقولہ اہتمام ہر استقبال تھا الخ قولہ فی فمن اضطر دریافت کر لینے کے بعد فالفاء للتعقیب الذکری ۱۲

ملحقات الترجمہ [۱] قولہ فی فلا تخشوھم کر سکیں فہو بشارۃ لکل مسلم الی قرب یوم القیامۃ لان الاسلام لا ینا قصل ابدا وان صار اہلہ مغلوبین حینا ۱۲ [۲] قولہ فی ترجمہ رضیت تمہارا دین بننے کے لئے فیہ اشارۃ الی توجیہ تکمیلہ بان الجار صفۃ لدین قدم علیہ فانتصب والاسلام دینا مفعولا رضیت ان ضمن اصیر دینا منصوبا علی الحالیۃ من الاسلام کذا فی الروح ۱۲ [۳] قولہ فی تفسیر رضیت یعنی قیامت تک وبہ ظہر وجہ صحۃ التقیید بقولہ الیوم فان کون التقیید مشکلا لان الاسلام کان مرضیا قبل الیوم ایضا تقریر الصحۃ ان الرضا بمعنی عدم النسخ لم یخبر عنہ قبل ذلک فہذا ہو وجہ التقیید واجاب بعضہم انہ مستانف لیس معطوفا علی ماقبلہ لیلزم التقیید ۱۲ [۴] قولہ هناك، ثم کو چاہیئے ہذا ہو الفائدۃ فی ہذہ الجملۃ المعترضۃ بین الاحکام ؛

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ

لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا کیا جانور ان کے لئے حلال کئے گئے ہیں آپ فرما دیجئے کہ تمہارے لئے کل حلال چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جن شکاری جانوروں کو تم نے

مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ

اذنِ خدا کو چھوڑو بھی اور ان کو اس طریقہ سے تعلیم دو جو تم کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دیا ہے تو ایسے شکاری جانور جس شکار کو تمہارے لئے پکڑ رکھیں تو کھا لو

وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

اور اس پر اللہ کا نام بھی لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو بے شک اللہ تعالیٰ جلدی حساب لینے والے ہیں۔

حکم چہارم اسباب حلت بعضے حیوانات۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ط (الی قولہ) اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ (کتے اور باز کے شکار کئے ہوئے جانوروں میں سے) کیا کیا جانور ان کے لئے (یعنی ہمارے لئے) حلال کئے گئے ہیں (یعنی جتنے حلال شکار ذبح سے حلال ہو جاتے ہیں کیا کتے اور باز کے ذریعہ سے شکار کرنے سے بھی سب حلال رہتے ہیں یا ان میں کچھ خصوص جانور حلال ہوتے ہیں یا مطلقاً حلال نہیں ہوتے اور جو حلال ہوتے ہیں ان کی کچھ شرط بھی ہے) آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ تمہارے لئے کل حلال جانور (بجز تین قسم شکار پہلے سے حلال ہیں وہ سب کتے اور باز کے ذریعہ سے شکار کرنے سے بھی حلال رکھے گئے ہیں (یہ تو جواب ہو گیا غرض سوال کے ایک جزو کا آگے دوسرے جزو کا جواب ہے وہ یہ کہ شرط حلت کی یہ ہے کہ) جن شکاری جانوروں کو (جس میں کتا اور باز وغیرہ بھی آ گئے تم (خاص طور پر جس کا بیان آگے آتا ہے) تعلیم دو (یہ ایک شرط ہے) اور تم ان کو (شکار پر) چھوڑو بھی (یہ دوسری شرط ہے) اور ان کو (جو تعلیم دو جس کا اوپر ذکر آیا ہے تو) اس طریقہ سے منعم دو جو تم کو اللہ تعالیٰ نے (شریعت میں) تعلیم دیا ہے (وہ طریقہ یہ ہے کہ کھانا تعلیم ہی جاوے کہ شکار کو پکڑ کر کھا دے نہیں بلکہ بار بار کو یہ تعلیم دی جاوے کہ جب اس کو بلاؤ تو شکار کے پیچھے جا رہا ہو فوراً چلا آوے یہ شرط اول کا بیان ہے) تو ایسے شکاری جانور جس شکار کو تمہارے لئے پکڑیں اس کو کھاؤ (یہ تیسری شرط ہے جس کی علامت طریقہ تعلیم میں بیان ہو چکی سو اگر کتا اس شکار کو کھانے لگے یا باز بلانے سے نہ آوے تو سمجھا جاوے گا کہ جب اس کے کہنے میں نہیں تو اس نے شکار بھی اس کے لئے نہیں پکڑا بلکہ اپنے لئے پکڑا ہے) اور (جب شکار پر جانور چھوڑنے لگو تو اس (جانور) پر (یعنی اس کے چھوڑنے کے وقت) اللہ کا نام بھی لیا کرو (یعنی بسم اللہ کہکر چھوڑو یہ چوتھی شرط ہے) اور (تمام امور میں) اللہ سے ڈرتے رہا کرو (مثلاً شکار میں ایسے منہمک نہ ہو کہ نماز وغیرہ سے غافل ہو جاؤ یا اتنی حرص مت کرو کہ شرائط حلت کی نہ پائی جاویں جب بھی شکار کو کھا جاؤ) بیشک اللہ تعالیٰ جلدی حساب لینے والے ہیں (جس کے بعد سب کو جزا و سزا مل جاوے گی اس لئے ڈرنا چاہئے) **فائدہ۔** ایک پانچویں شرط امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک یہ بھی ہے کہ وہ جانور اس شکار کو زخمی بھی کر دے جوارح کا مادہ جرح اس کا مشعر ہے **مسئلہ** ایک طریق شکار کا تیر یا بھالہ وغیرہ بھی ہے یہ بھی بشرائط حلال ہے **مسئلہ** جو حلال جانور وحشی نہیں ہیں وہ بدون ذبح حلال نہیں ہوتے یہاں صرف وحشی جانور کا ذکر ہے اسیطرح اگر شکاری جانور پکڑنے کے بعد مہلت ذبح کی ملے وہ بھی بدون ذبح حلال نہ ہوگا باقی تفصیل شکار کے احکام و مسائل کی کتب فقہ میں ہے ربط اوپر شکاری جانوروں کے شکار کا حلال ہونا مذکور تھا آگے ذبائح اہل کتاب کے حلال ہونے کا بیان ہے اور ساتھ میں ایک اور حکم بھی اہل کتاب کے متعلق یعنی کتابیات سے نکاح کرنے کا جواز ارشاد ہے کہ اہل کتاب سے منتفع ہونا ہر دو حکم میں مشترک فیہ ہے گو ایک متعلق

اللغات۔ الکلیب تعلیم الکلاب فی الاصل ثم تناول الکل کما فی الہدایۃ لکن لما کان التادیب غالبا فی الکلاب اشتق منہ کذا فی حاشیتہا دمن اہل عدم کون التکلیب خاصا بالکلاب فسر فی الجلالین بالارسال الذی ہو عام للکلب وغیرہ وعلیہ نبہ تحت ۱۲ القرینۃ علیہ السوال عن الاصل من الحیوانات الکواسب من سباع البہائم والطیر ۱۲ الروایات فی الباب فی ہدایۃ عدیدۃ اخرج ابن ابی حاتم عن سعید ابن جبیر وعدی بن ابی حاتم وزید ابن المہلہل الطائیین سألوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہذا فما تصید بالکلاب والبزاۃ وہی الکواب آل فی ج تصید البقر والحمیر وانظباء وہو حرام ۱۲ المیتۃ فاذا یحل لنا فنزلت یسئلونک ماذا احل الایۃ قلت وفی ہذہ الروایۃ تائید صریح لما قررت فی تفسیر جملۃ احل لکم الطیبات الذی حاصلہ السوال عن الامرین ما ہو الحلال وما یہ الحل فافہم فائدۃ۔ فی الروح صریح الحساب اے صریح انہا حسابہ او سریع اتیانہ اذا شرع فیہ وفیہ ما علمتم مبتدأ و قولہ فکلوا الخ خبرہ فیہ مما علمکم اللہ من الجملیۃ ای للتفصیل وفیہ ما معناہ ان قولہ یسئلونک فی معنی یقولون لک فصح وقوع الجملۃ بعدہ وعدم تقدیرہ یعنی ۱۲ محققات الترجمہ

۱ قولہ فی (لہم یعنی تمہارے) منہ اقسم بعد الیمین ۱۲ ۲ قولہ فی احل لہم یعنی جنسے حلال شکار دہندہ متعلق ظہر فائدۃ قولہ احل لکم الطیبات فافہم فانہ من المواہب الخ عتیہ ۱۲ ۳ قولہ فی احل لکم ارجع شکلہ قریبا تخصیص سو افہم ۱۲ ۴ قولہ حلالت حلال رکھے گئے فیہ لف و نشر مرتب یعنی تفصیلی اجمالی ۱۲ ۵ قولہ فی مکلبین اور تم بصیغہ جمع یا بالعطف فی لسانا اذ الکلام الی المنعدۃ کما فی قولہ فلا دل بین الجوارح من ضمیر المفعول المتعدی بعلتم والثانی بمکلبین من فاعل علمتم والثالث تعلمونہن ۱۲ ۶ قولہ فی علمکم اللہ شریعت میں بلیہ مارد ۱۲ محمد فی کتاب الآثار عن ابن عباس بہذا التفصیل ۱۲

۷ علیہ اس جانور پر المرجع مدلول بما علمتم وارجاع ضمیر المسکن الیہ رعایۃ للمعنی ۸ قولہ فی فاخرف حلال نہ ہوگا لانہ مما اکل السبع الذی من شرط حلہ ما فی قولہ تعالیٰ الا ما ذکیتم ۱۲

۹ کذا فی حاشیۃ الہدایۃ ورد وی مرفوعا فی الکلب عن عدی بن حاتم فی السنن ۱۲ ۱۰ قولہ فی امسکن علیکم تمہارے لئے فعلی بمعنی اللام ۱۲ ۱۱ قولہ فی اذکروا اسم اللہ ۱۲

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۖ

آج تمہارے لئے حلال چیزیں حلال رکھی گئیں اور جو لوگ کتاب دیئے گئے ہیں ان کا ذبیحہ تم کو حلال ہے

وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ

اور تمہارا ذبیحہ ان کو حلال ہے اور پارسا عورتیں بھی جو مسلمان ہوں اور پارسا عورتیں

مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

ان لوگوں میں سے بھی جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں جب کہ تم ان کو ان کا معاوضہ دیدو اس طرح سے

مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ

کہ تم اپنی بیوی بناؤ نہ تو علانیہ بدکاری کرو اور نہ خفیہ آشنائی کرو اور جو شخص ایمان کے

بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۖ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ ع

ساتھ کفر کرے گا تو اس شخص کا عمل غارت ہو جاوے گا اور وہ شخص آخرت میں بالکل زیاں کار رہے گا۔

النحو قولہ والمحصنات عطف علی الطیبات کذا فی الروح قلت فہو ایضا مقید بالیوم ومن ثم ذکرت الکلام مع الطیبات فی السوال الرابع من العوائد الآتیۃ قولہ اذا آتیتموہن ظرف لاحد البلاغۃ فی قولہ اذا آتیتموہن اہتمام بامر البطال ما کان علیہ اہل الجاہلیۃ من اضاعۃ حقوق النسوۃ وقولہ محصنین الخ جوز ابن ابی الکتابیات خاصۃ کان نکتۃ تنبیہ علی انہا وان کانت کافرۃ لکنہا لیست کاربۃ جنسہا من المہرۃ

الروایات فی البخاری عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قولہ طعام الذین اوتوا الکتاب الذبائح اہل الکتاب غیر انا لم نجد فی غیرہ ما یخالفہ فی حلہ وعلیہ اکثر المفسرین کذا فی الروح

فوائد فقہیہ ہہنا سوالات الاول معنی قولہ الیوم مع ان التحلیل قد وقع قبل ذلک الجواب ان المراد الاخبار عن ابقاء الحل وعدم نسخہ وہذا لم یقع قبل ذلک الثانی ما فائدۃ تکرار الاخبار عن الحل فی قولہ وطعامکم حل لہم الخ الجواب ان الذی قبلہ لم یکن اخبارا عن عدم النسخ وہذا بخلافہ کما مر فلا تکرار الثالث ما المناسبۃ بین الاخبار عن الاکمال وعن الاتمام والجواب ان الکمال باتمام النعمۃ احدہما باللہ تعالیٰ والآخر للدین الرابع ما وجہ تخصیص حل الطعام بالذکر دون سائر النعم والجواب ان التخصیص لکونہ مبتدا بہ من جہۃ ان اہل الجاہلیۃ قوام الدین والنکاح سبب لبقاء النوع ولہذا قیل ای نعمۃ فی القیام بفاتحۃ الدین کہذا بہ اشکنہ فی تقدیم ہذہ الامور کما ہو حکم الطبائع الخامس ما فائدۃ قولہ طعامکم حل لہم لانہ لم یکن فیہ شبہۃ والجواب ان عطیۃ التخییر ملکوہن حل ذبائح الکتابی بالتخییر المقرر بما مر معلوم مما قبل ہذا ہو العائدۃ فی قولہ والمحصنات من المومنات وبیان ما قررت من نکتۃ علی کون ہذا ہو العائدۃ

بنفس ہے ایک متعلق بحال حکم پنجم تحلیل ذبائح کتابی وحکم ششم حلت نکاح کتابیہ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ (الی قولہ) وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ آج (تم پر جیسے دینی ابدی انعام ہوا کہ اکمال دین سے مشرف کئے گئے اسی طرح ایک معتد بہ دنیوی ابدی انعام بھی ہوا بلکہ) تمہارے لئے حلال چیزیں (کہ اس سے پہلے حلال کر دیگئی ہیں ہمیشہ کے لئے) حلال رکھی گئیں (کہ کبھی منسوخ نہ ہوں گی) اور جو لوگ (تم سے پہلے آسمانی) کتاب دیئے گئے ہیں (یعنی یہود و نصاریٰ) ان کا ذبیحہ (بھی) تم کو حلال ہے اور (اس کا حلال ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسا) تمہارا ذبیحہ ان کو حلال ہے اور پارسا عورتیں بھی جو مسلمان ہوں (تم کو حلال ہیں) اور (جیسا مسلمان عورتوں کا حلال ہونا یقینی ہے اسی طرح) پارسا عورتیں ان لوگوں میں سے بھی جو تم سے پہلے کتاب (آسمانی) دیئے گئے ہیں (تم کو حلال ہیں) جبکہ تم ان کو ان کا معاوضہ دیدو (یعنی مہر دینا گو شرط نہیں مگر واجب ہے) اور یہ عورتیں مذکورہ جو حلال کی گئیں ہیں تو) اس طرح سے کہ تم (ان کو) بیوی بناؤ (یعنی نکاح میں لاؤ جس کی شرطیں شرع میں معلوم ہیں) نہ تو علانیہ بدکاری کرو اور نہ خفیہ آشنائی کرو (یہ عورتیں سب احکام شرعیہ ہیں جن پر ایمان لانا فرض ہے) اور جو شخص ایمان (لانے کی چیزوں) کے ساتھ کفر کرے گا (مثلاً حلال قطعی کی حلت کا یا حرام قطعی کی حرمت کا انکار کرے گا) تو اس شخص کا (ہر نیک) عمل غارت (اور اکارت) جاوے گا اور وہ شخص آخرت میں بالکل زیاں کار ہوگا (پس حلال کو حلال سمجھو حرام کو حرام سمجھو ف۔ حبط عمل کی تحقیق سورہ بقر حکم پانزدہم کے قبل گذر چکی ہے اور اختر کے نزدیک ومن یکفر بالایمان کا اس مقام پر ایک اور فائدہ بھی ہو سکتا ہے وہ یہ کہ اوپر مرد یا عورت کتابی کے ذبائح اور عورت کتابیہ کے نکاح کا حلال ہونا مذکور ہے چونکہ بعضے مسلمان نصرانی یا یہودی ہو جاتے ہیں تو شبہہ ہو سکتا تھا کہ ان کا حکم بھی اہل کتاب کا سا ہوگا اس لئے اس جملہ میں اس شبہہ کے رفع کی طرف اشارہ کر دیا کہ جو شخص اپنے ایمان سابق کی حقیقت کا انکار کرے یعنی اسلام حق نہ سمجھکر مرتد ہو جاوے اس کا عمل مثلاً نکاح یا ذبح بے اثر ہو جاوے گا یعنی اس پر حلت مرتب نہ ہوگی اور آخرت کا خسارہ تو ظاہر ہی ہے اور بعض نے یہ فائدہ فرمایا ہے کہ اتنی سی بات عزت کی اہل کتاب کو دنیا میں دیدی ہے آخرت میں کفر سے خراب ہوں گے **مسئلہ** کتابی کا ذبیحہ حلال ہے دو شرط سے ایک یہ کہ اصلی کتابی ہو یعنی مرتد نہ ہو اور اگر کوئی غیر مسلم نصرانی ہو جاوے تو اس کا حکم نصرانی کا سا ہوگا اور دوسری شرط یہ کہ ذبح کے وقت اللہ کے سوا اور کا نام نہ لے ورنہ حرام ہوگا۔ درمختار۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارے زمانہ میں اکثر نصاریٰ برائے نام ہیں ایسوں کا حکم نصاریٰ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ

اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھنے لگو تو اپنے چہروں کو دھوؤ اور اپنے ہاتھوں کو

إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ط

بھی کہنیوں سمیت اور اپنے سروں پر ہاتھ پھیرو اور اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت۔

کا سا نہیں ہے اور یہی سب تقریر نکاح میں بھی سمجھو مسئلہ کتابیہ مسلمہ اگر پارسانہ ہو جب بھی نکاح حلال ہے لیکن مناسب نہیں پس آیت میں جو پارسا کی تخصیص ہے بیان اولویت کے لئے ہے اور سورۂ بقر کے حکم مشرکہ ہم میں گذر چکا کہ مسلمان عورت کا نکاح کتابی مرد سے اسی طرح غیر کتابی سے بھی درست نہیں مسئلہ نکاح میں مہر اگر مذکور نہ ہو یا ادا نہ ہو نکاح ہو جاوے گا آیت میں وجوب کا بیان فرمانا مقصود ہے اشتراط مقصود نہیں تنبیہ۔ بعضے لوگ شبہہ کرتے ہیں کہ جب اہل کتاب کا ذبیحہ تک درست ہے اور دوسرا طعام مطلق کفار کا بھی درست ہے تو کفار کے ساتھ موا کلت سے کیوں منع کیا جاتا ہے جواب یہ ہے کہ موا کلت فی نفسہ کو ممنوع نہیں کہا جاتا بلکہ بوجہ دوسرے مفاسد کے مثلاً مخالطت بلا ضرورت و موالات یا شبہہ قوی خلط نجاسات و محرمات کے ممنوع کیا جاتا ہے اور کیا ضرورت ہے کہ اگر منع کی ایک دلیل مرتفع ہو جاوے تو دوسری ادلہ بھی مرتفع ہو جاویں خوب سمجھ لو ربط اوپر بعض شرائع متعلقہ بالدنیا کا ذکر تھا آگے بعض شرائع متعلقہ بالدین کا ذکر ہے حکم مقتم فرضیت وضو يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا (الی قولہ) وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھنے لگو[1] یعنی نماز پڑھنے کا ارادہ کرو اور تم کو اس[2] وقت وضو نہ ہو تو (وضو کر لو یعنی) اپنے چہروں کو دھوؤ اور اپنے ہاتھوں کو بھی کہنیوں سمیت[3] (دھوؤ) اور اپنے سروں پر (رکھیگا) ہاتھ پھیرو اور اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت (دھوؤ) ف۔ یہ چار چیزیں فرض ہیں وضو میں باقی مؤکد و مستحب ہیں جن کی تفصیل کتب فقہ میں ہے اور ایک قرأت میں اَرْجُلِكُمْ مجرور ہے جس سے بعضوں کو شبہہ ہو گیا ہے کہ پاؤں کا بھی مثل سر کے مسح ہے لیکن چونکہ دو قرأتوں کا مثل دو آیتوں کے متوافق ہونا بلکہ اس سے بھی زیادہ متحد المعنی ہونا ضرور ہے اور ان میں تعارض محال ہے اس لئے لامحالہ غسل ارجل اور مسح ارجل سے ایک ہی معنی مراد ہوں گے اور ابو زید[4] انصاری وغیرہ اہل لغت نے تصریح کی ہے کہ مسح بمعنی غسل آتا ہے چنانچہ متوضی کو متمسح کہتے ہیں اور مسح الارض بالمطر بولتے ہیں جبکہ بارش سے زمین دھل جائے پھر احادیث صحیحہ غسل ارجل پر متفق ہیں اور حدیث شیخین میں ایڑیاں خشک رہ جانے پر ویل للاعقاب سے نار کی وعید فرمانا مصرح ہے جس سے عدم جواز مسح کا شمس فی النہار واضح ہے پھر اہل حق کا اس پر اجماع بھی ہے اس لئے مسح ارجل کو غسل پر محمول کیا جاوے گا اور ایک امسحوا مقدر کر لیا جاوے گا تاکہ امسحوا ملفوظ میں جمع بین الحقیقۃ والمجاز لازم نہ آوے اور اس صورت میں نکتہ لفظ مسح لانے میں یہ اشارہ ہوگا کہ پاؤں دھونے میں جیسا عادت ہے اسراف پانی کا نہ کریں یا جبر[5] بجوار کہا جاوے اور یہ کہنا کہ عطف میں جر جواز نہیں ہوتا غیر مسلم ہے چنانچہ نابغہ کے شعر میں موثق اسیر پر معطوف ہے اور پھر بھی مجرور ہے

اختلاف القراءۃ ۱۲ اَرْجُلِكُمْ بالجر قرأہ ابن کثیر و حمزہ وغیرہما ۱۲ ملحقات المترجم [1] قولہ فی قمتم اور قم کو اس وقت وضونہ ہو دفع الاجماع علیہ و قرینۃ اشتراط الحدث فی البدل ای تیمم ۱۲ [2] قولہ فی الی تمیمت للاجماع علیہ ۱۲ [3] قولہ فی ف ابو زید نقلہ فی العروج ۱۲ [4] مفسر ہری نے آیت میں قیام سے قیام فی الصلوٰۃ مراد لیا ہے اور جب اس پر شبہہ ہوا کہ وضو اس قیام سے مؤخر نہیں تو اردتم القیام کے ساتھ تاویل کی مولوی نانے اٹھنے لگو کے لفظ سے یہ بتلایا کہ یہاں قیام صلوٰۃ مراد ہی نہیں بلکہ وہ قیام مراد ہے جو تہیۂ صلوٰۃ کے لئے ہوتا ہے پس اب قیام اپنے معنی پر ہے اور اس میں تاویل کی ضرورت نہیں رہی نیز آیت میں لفظ الی اس کا قرینہ ہے کہ قیام سے تہیۂ صلوٰۃ ہی کا قیام مراد ہے ورنہ قیام فی الصلوٰۃ و نحوہ فرمایا جاتا ۱۲ [5] تبیانا عہ اور جر بجوار کے لئے یہ جو عرب کے ہاں مشہور ہے کہ جہاں التباس سے امن ہو وہ یہاں متحقق ہے کیونکہ

ادجلکم کے بعد الی الکعبین فرمانا اس کا قرینہ ہے اس لئے کہ تحدید غسل ہی میں ضروری ہے اور شریعت میں دوسری جگہ اس کا وقوع بھی ہوا ہے چنانچہ ایدیکم الی المرافق اس پر شاہد ہے اور مسح میں قائلین بالمسح کے نزدیک اس کی ضرورت نہیں دوسرے مسح بالاجماع فضول ہو جاتا ہے تو اس کی تحدید میں الی الساق ہو سکتا تھا نہ کہ الی الکعبین اور ممکن ہے کہ یوں کہا جاوے کہ ادجلکم لفظ دو سکم پر معطوف ہے مگر اس کا حکم مختلف ہے کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک لفظ کو دوسرے پر عطف کر دیا جاتا ہے اور حکم ہر دو کا مختلف ہوتا ہے۔ جیسے عربی کا یہ شعر ؎ بایلیت یعلک قد علا منقدا سیفا و راسھا: لفظ راسھا سیفا پر معطوف ہے حالانکہ حکم منقدا اس پر صحیح نہیں بلکہ حاملا رمحی بولا جاتا ہے ۱۲ تبیان

لہ غالباً یہ توجیہ جامع کی بڑھائی ہوئی ہے ۱۲ منہ

وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ

اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو سارا بدن پاک کرو اور اگر تم بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو یا تم میں سے

اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا

کوئی شخص استنجے سے آیا ہو یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو۔ پھر تم کو پانی نہ ملے۔ تو تم پاک زمین

صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ

سے تیمم کر لیا کرو۔ یعنے اپنے چہروں اور ہاتھوں کو پھیر لیا کرو اس زمین پر سے

ے لم یسبق الا اسیر غلبہ صنفلت: وموثق فی حبال القد مجذوب: خوب سمجھ لو اور پوری بحث اس کی روح المعانی میں ہے لیکن منصف کو اس قدر بھی بس ہے ربط اوپر فرضیت وضو کا بیان تھا آگے فرضیت غسل کا بیان ہے حکم ہشتم فرضیت غسل وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو نماز سے پہلے سارا بدن پاک کرو ف اس کے مسائل بھی کتب فقہ میں ہیں ربط اوپر وضو و غسل کا ذکر ہو چکا آگے تیمم کا بیان ہے حکم نہم مشروعیت تیمم وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى والی قولہ فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ اور اگر تم بیمار ہو اور پانی کا استعمال مضر ہو) یا حالت سفر میں ہو اور پانی نہیں ملتا جیسا آگے آتا ہے یہ تو عذر کی حالت ہوئی) یا اگر مرض و سفر کا عذر بھی نہ ہو بلکہ ویسے ہی وضو یا غسل ٹوٹ جاوے اس طرح سے کہ مثلاً تم میں سے کوئی شخص پیشاب یا پاخانے کے) استنجے سے فارغ ہو کر آیا ہو جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو جس سے غسل ٹوٹ گیا ہو اور) پھر (ان ساری صورتوں میں) تم کو پانی (کے استعمال کا موقع) نہ ملے (خواہ بوجہ ضرر کے یا پانی نہ ملنے کے) تو (ان سب حالتوں میں) تم پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لیا کرو اس زمین (کی جنس) پر سے (ہاتھ مار کر) ف اس کی تفسیر اور مسائل سورۂ نساء کے حکم ہفدہم میں گذر چکے ہیں یہاں مکرر شاید اس لئے آیا ہو کہ سب انواع طہارت کے یعنی وضو و غسل و تیمم سب ایک جگہ جمع ہو جاویں تاکہ آئندہ جو سنت کا مضمون ہے وہ اوقع فی النفس ہو کہ سنت بقدر نعمت ہے ربط اوپر احکام طہارت کے مذکور ہیں جن میں رعایت سہولت و مصلحت عباد کی ملحوظ ہے آگے اس طہارت اور رعایت پر منت ظاہر فرماتے ہیں اور تحریک شکر کی دیتے ہیں ،،

فائدہ - وان کنتم مرضی الخ سبق ما یتعلق بہ فی سورۃ النساء ثم بقی امر وہو انہ قد استدل بقولہ منہ الراجع الی الصعید اشتراط الغبار جلا المن علی التبعیض والجواب نحمل من علی الابتدائیۃ ویکون الصعید موسوعا کما نقلہ فی الانتصاف عن الزجاج لوجہ الارض ترابا کان او حجرا او یکون الضمیر راجعا الی الحدث المدلول علیہ بذکر اسبابہ فیما سبق یقال تیمم من الجنابۃ فافہم ۱۲ **ملتقطات الترجمہ** ۱

قولہ سد ابدن دلیلہ ما فی روح المعانی لانہ اضاف التطہیر الی مسمی الوادو ہو جملۃ بدن کل مکلف فیدخل کل ما یمکن الایصال الماء الیہ حرج اھ قلت وقد وقع الاستناد الی استثنائہ بقولہ فیما بعد ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج فافہم فانہ مہم ۱۲ ۲ یہ لفظ بڑھا کر اس بات کو متفقا مقصود ہے کہ یہ آیت بھی آیت سابقہ اذا قمتم الی الصلوٰۃ کے ساتھ مرتبط ہے کہ اس میں نماز کے لئے وضو کا حکم تھا اور یہاں نماز کے لئے غسل کا حکم ہے اور دونوں نماز سے قبل ہیں ۱۲ تبیان ۳ یہ عبارت اس لئے بڑھا دی کہ مطلق مرض سے اجازت تیمم نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ استعمال پانی سے ضرر کا اندیشہ ہو ۱۲ تبیان ۴ لم تجدوا ماء کی یہ تفسیر اس لئے کی گئی تاکہ حالت مرض کا عذر بھی اس میں شامل ہو جائے کیونکہ ظاہر لم تجدوا اتمام متاطفات کی قید ہے اس صورت میں اگر لم تجدوا کا ترجمہ پانی نہ پاؤ کیا جاتا تو حالت مرض میں جواز تیمم مفہوم نہ ہوتا کیونکہ مرض میں پانی تو ہوتا ہے البتہ استعمال نہیں ہو سکتا ۱۲ تبیان ۵ اس آیت میں غسل اور تیمم کا ذکر تھا وضو کا ذکر نہ تھا یہاں سب کو جمع کر دیا گیا یہ فرق ہے دونوں مقام میں پس تکرار محض نہ ہوا ۱۲ تبیان ۶ ہذا متعلق بقولہ موضوعا وقولہ کما نقلہ فی الانتصاف عن الزجاج الاعتراض فتنبہ لہ ۱۲

مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ

اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم کو پاک صاف رکھے

وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اور یہ کہ تم پر اپنا انعام تمام فرما دے تاکہ تم شکر ادا کرو اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کے انعام کو جو تم پر ہوا ہے

وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اور اس کے اس عہد کو بھی جس کا تم سے معاہدہ کیا ہے۔ جب کہ تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

دلوں تک کی باتوں کی پوری خبر رکھتے ہیں

منت بر تشریع حکم سابق - مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ (الی قولہ) لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اللہ تعالیٰ کو ان احکام کے مقرر فرمانے سے یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں (یعنی یہ منظور ہے کہ تم پر کوئی تنگی نہ ہے چنانچہ احکام مذکورہ میں خصوصاً اور جمیع احکام شرعیہ میں عموماً رعایت سہولت و مصلحت کی ظاہر ہے) لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم کو پاک صاف رکھے (اس لئے طہارت کے قواعد اور طریق مشروع کئے اور کسی ایک طریق پر بس نہیں کیا کہ اگر وہ نہ ہو تو طہارت ممکن ہی نہ ہو مثلاً صرف پانی کو مطہر رکھا جاتا تو پانی نہ ہونے کے وقت طہارت حاصل نہ ہو سکتی یہ طہارت ابدان تو خاص احکام طہارت ہی ہیں ہے اور طہارت قلوب تمام طاعات میں عام ہے پس تطہیر دونوں کو شامل ہے اور اگر یہ احکام نہ ہوتے تو کوئی طہارت حاصل نہ ہوتی) اور یہ (منظور ہے) کہ تم پر اپنا انعام تام کر دے (اس لئے احکام کی تکمیل فرمائی تاکہ ہر حال میں طہارت بدنی و قلبی کو جس کا نمو رضا و قرب ہے جو اعظم نعم ہے حاصل کر سکو) تاکہ تم (اس عنایت کا) شکر ادا کرو (شکر میں امتثال بھی داخل ہے) ربط اوپر احکام متعددہ کا مشروع ہونا اور ان کا نعمت ہونا بیان فرمایا ہے آگے ان کے امتثال کی تاکید چند طرق ہے ہے تذکیر نعمت مخاطبین کا عہد و التزام یاد دلانا مخالفت سے ڈرانا تاکید امتثال احکام شرعیہ - وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (الی قولہ) اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کے انعام کو جو تم پر ہوا ہے یاد کرو (جس میں بڑا انعام یہ ہے کہ تمہاری فلاح کے طریقے تمہارے لئے مشروع کر دیئے) اور اس کے اس عہد کو بھی (یاد کرو) جس کا تم سے معاہدہ کیا ہے جبکہ تم نے (اس کا التزام بھی کر لیا تھا کہ عہد لینے کے وقت تم نے) کہا تھا کہ ہم نے (ان احکام کو) سنا اور مان لیا (کیوں اسلام لانے کے وقت ہر شخص اسی مضمون کا عہد کرتا ہے) اور اللہ تعالیٰ (کی مخالفت) سے ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ دلوں تک کی باتوں کی پوری خبر رکھتے ہیں (اس لئے جو کام کرو اس میں اخلاص و اعتقاد بھی ہونا چاہیئے صرف منافقانہ امتثال کافی نہیں مطلب یہ

النحو قولہ لیجعل الخ واللام زائدۃ لتاکید المنفی وان مقدرۃ قال فی الروح ہو الاسہل ۱۲ قولہ اذ قلتم ظرف نعمتہ او ثقکم بہ کذا فی الروح ۱۲ تنبیہان متعلقان بالروایات عن لباب النقول للسیوطی فی قصۃ سقوط القلادۃ عن عائشۃ قصرت یا ایہا الذین اٰمنوا اذا قمتم الخ وہذا بعد ما نزل فی ان الوضوء کان واجبا علیہم قبل نزول الآیۃ لا بہذہ الآیۃ وبالصلوٰۃ فرضت بمکۃ وہم بصلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالوضوء والحکمۃ فی نزول الوضوء لیکون فرضہ متلوا بالتنزیل وذلہ استعمل ای استعملوا ای نزوہ لہم علی غیرہا کما فی الکشاف ملخصات الترجمہ ۱۲ قولہ فی مبدء بیان اللہ یعنی یہ منظور ہے ۱۲ اشارۃ الی ان المقصود ارادۃ عدم الحرج الذی یستلزمہ ارادۃ الحرج لانہ لا یکون بعدم وقوع شیء عدم ارادۃ قبل ارادۃ من تعلق الارادۃ بعدمہ کما ہو ظاہر عند الناس ۱۲ قولہ فی توضیح لیطہرکم وہذا بطریق التمثیل ۱۲ قولہ ہذا الخ اور اگر یہ احکام نہ ہوتے الخ اشارۃ الی توجیہ الا سنا یک بلکہ تقریر اخر اذا قال مبدء بیان اللہ الخ اشارۃ الی ان الاحکام لو لم تشرع اصلا لکان فی انتفاء الحرج بالکلیۃ وجہ فخذ فرضہ ہما حاصلہ ان السہولۃ مقصودۃ لکن الطہارۃ مقصودۃ ایضا فمقتضی ہذا المجموع ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ - ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطہرکم ولیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون فیہا ان الرخصۃ الشرعیۃ لا تنافی فیہا وجد ان الضیق فیہا ما ذا تعنی کما علیہ الغالون فی العمل ترجمہ - قولہ تعالیٰ - ما یرید اللہ لیجعل علیکم الخ اس سے معلوم ہوا کہ رخص شرعیہ میں تنگی کے شبہ سے تعمق دل ناجیسا کہ بعض متنطعین میں ظاہر ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ کم رخصت ہے ۱۲

تشریح الاحکام مع السہولۃ مطلقا اولیٰ بہ کان الخ اشارۃ الی ما ذکرنا قولہ فی توضیح معنا اسی مضمون کا اشارۃ الی ما مر آنفا من ان یکون بدلا للفظ بعینہ منصوبا لان ہو الواقع بالحاصل ۱۲ ع مطلب یہ کہ آیت میں لیطہرکم سے بطور عموم مجاز تمام طہارت بدنی و قلبی دونوں مراد ہیں کیونکہ اتمام نعمت کو تطہیر پر مرتب فرمایا ہے اور یہ اتمام نعمت اس وقت ہے کہ ظاہری بدن کے ساتھ قلب بھی پاک ہو ورنہ نعمت تام نہ ہوگی کیونکہ نعمت بقدر تطہیر کے ساتھ رضا کا حصول ممکن نہیں اور بڑی نعمت نہ ہی ہے اور جب یہ نہیں تو نعمت تام کہاں ۱۲ تبیان ع مطلب یہ کہ لعلکم تشکرون سے یہی مراد نہیں کہ زبان سے الحمد للہ الشکر للہ کہا کرو بلکہ احکام پر عمل کرنا بھی شکر میں داخل ہے ۱۲ تبیان ع مطلب یہ کہ ختم سمعنا الخ التزام عہد ہی کا بیان ہے اس میں اس کا جواب دینا منظور ہے کہ بیان التزام تو بدون التزام کے متحقق نہیں ہوتا اور اس کی کوئی دلیل نہیں ہے ۱۲ تبیان ع مطلب یہ کہ ضروری نہیں ہے کہ لفظ سمعنا ہی کہا جاوے بلکہ اسلام لانا یہ خود سمعنا کہنے کے اور ہونا بلکہ کسی اس طریقہ کے بعد اب کوئی ضرورت نہیں ہے کہ اس سمعنا سے یوم میثاق کا سمعنا مراد لیا جاوے جیسا کہ بعض متنطعین نے کہا ہے اگر یہ نزول کتاب کے معنا کئے پر دلیل تام کی ضرورت ہوتی ہے ۱۲ تبیان ع اس لفظ کے پڑھنے سے یہ مقصود ہے کہ تقوائے شکر و قبول کیا جاوے کہ یہ استثناء کا امر حقیقی ہے ۱۲ تبیان ع یہاں خلاف ہے نہیں ہے ۱۲ تبیان ع اس عبارت سے عن اللہ علیہ الخ کے ربط کو ظاہر فرمایا ہے ماقبل سے ۱۲ تبیان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۠ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے لئے پوری پابندی کرنے والے انصاف کے ساتھ شہادت ادا کرنے والے رہو۔ اور کسی خاص گروہ کی

شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۠ وَ

عداوت تم کو اس پر باعث نہ ہو جاوے کہ تم عدل نہ کرو عدل کیا کرو کہ وہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور

اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری اطلاع ہے۔

کہ ان احکام میں اوّل تو تمہارا ہی نفع پھر تم نے اپنے سر بھی رکھ لیا ہے پھر مخالفت میں ضرران وجوہ سے امتثال ہی ضروری ہوا اور وہ بھی دل سے ہونا چاہیئے ورنہ مثل عدم امتثال ہی کے ہے) ربط یہاں تک وہ احکام مذکور ہوئے ہیں جو مکلف کی ذات خاص کے متعلق ہیں آگے ایسا حکم مذکور ہوتا ہے جس میں غیر سے بھی تعلق ہے کیونکہ شہادت اور عدل کا تعلق غیر سے ظاہر ہے پس عبادات و معاملات دونوں جمع کر دیئے گئے حکم دہم ایجاب عدل و اظہار حق يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (الی قولہ) اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ (کی خوشنودی) کے لئے (احکام کی پوری پابندی کرنے والے (اور شہادت کی نوبت آوے تو) انصاف کی شہادت ادا کرنے والے رہو اور کسی خاص گروہ کی عادت تم کو اس پر باعث نہ ہو جاوے کہ تم (ان کے معاملات میں) عدل نہ کرو (ضرور ہر معاملہ میں عدل کیا کرو کہ وہ (یعنی عدل کرنا) تقویٰ سے زیادہ قریب ہے (یعنی اس سے تقویٰ کے ساتھ موصوف کہلاتا ہے) اور تقویٰ اختیار کرنا تم پر فرض ہے چنانچہ حکم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ (کی مخالفت سے) ڈرو (یہی حقیقت ہے تقویٰ کی پس عدل جو کہ اس فرض تقویٰ کا موقوف علیہ ہے نیز فرض ہوگا) بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری اطلاع ہے (پس مخالفین احکام کو سزا ہو جاوے تو بعید نہیں)

ف ایسی آیت ختم پارہ والمحصنٰت کے قریب بھی آچکی ہے اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ بے انصافی کی وجہ دو چیزیں ہوتی ہیں یا تو ایک فریق کی رعایت یا کسی فریق کی عداوت وہاں اوّل سبب مذکور ہے یہاں دوسرا سبب چنانچہ وہاں یہ الفاظ ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولی بہما اور یہاں لفظ شنآن اس کی صاف دلیل ہے پس اس فرق کے بعد تکرار نہ رہا ربط اوپر احکام مذکورہ تھے آگے امتثال کرنے والوں کو وعدہ اور خلاف کرنے والوں کو وعید سناتے ہیں

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولا یجرمنکم شنآن قوم الخ اس میں معاملات میں طبعیات پر عمل کرنے کی ممانعت ہے اور یہ منجملہ مجاہدات ہے

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ولا یجرمنکم الخ اس میں معاملات میں طبعیات پر عمل کرنے کی ممانعت ہے اور یہ منجملہ مجاہدات ہے

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی توضیح اقرب کہلاتا ہے یعنی ان العدل سبب للحکم بالتقوی علی العادل لان العدل من جملۃ التقوی فمن اعدل فقد اتقی و السبب الحقیقی قریب من المسبب او مراتب القرب متفاوتۃ لکن الجزء الاخیر من العلۃ اقرب والعدل وکذا کل ما ہو فرد للتقوی کذلک فصح الحکم بکونہ اقرب للتقوی فلذا عدے باللام کما فی قولہ ہو قریب لزید والا فالظاہر تعدیتہ بالی او من فالحاصل ان العدل مفض الی التقوی کافضاء السبب الی المسبب المتعلقۃ من الروح ۱۲ ۲ قولہ فی توضیح خبیر بعید نہیں اشارۃ الی جواز العفو کما یقولہ اہل السنۃ اما بنفسہ وما بعد ارشاد صاحب الحق فی حقوق العباد ۱۲ ۳ اس لفظ کے بڑھانے سے یہ بتلانا ہے کہ مصنف رح کے نزدیک لشہ قوم میں کے متعلق ہے ۱۲ تبیان ۴ یہ عبارت بڑھا کر بتلا دیا کہ لفظ شہداء خبر بعد خبر ہے حال وغیرہ نہیں نیز یہ بھی بتلا دیا کہ قرآن کا مطلب یہ نہیں کہ خواہ مخواہ شہادت دیتے پھرو بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر تم کو ایسا موقع پیش آجاوے تو اس میں عدل سے کام لو ۱۲ تبیان ۵ کیونکہ کسی قوم سے عداوت کا اثر اگر عدل پر پڑے گا تو انہیں کے معاملات میں پڑے گا کہ مطلق عدل پر اگرچہ دوسروں کے معاملوں میں ہو ۱۲ تبیان ۶ اس عبارت سے ایک تو اعدلوا کا انتباہ ظاہر کرنا ہو دوسرے یہ بتلانا ہے کہ یہ حکم عام ہے خواہ دشمن کا معاملہ ہو جس کا اوپر ذکر تھا یا دوست کا ۱۲ تبیان ۷ اس عبارت کو بڑھا کر یہ بتلا دیا کہ اتقوا اللہ کا ماقبل سے کیا ربط ہے مطلب یہ ہے کہ اعدلوا ہو اقرب للتقوی سے یہ شبہ ہوتا تھا کہ عدل کا شرط ہونا اس کے وجوب اور ہر فرد کے افضل ہونے کو کیسے مستلزم ہوا جو کہ مقتضاء تفضیل کا ہے جو کہ اعدلوا ہو اقرب سے مفہوم ہوتا ہے واتقوا اللہ میں اس کا جواب ہے مگر چونکہ تم پر تقویٰ واجب ہے اور وہ موقوف ہے عدل پر اس لئے وہ بھی واجب ہوگا ۱۲ تبیان

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَ

اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں سے جو ایمان لے آئے اور اچھے کام کئے وعدہ کیا ہے ۔ کہ ان کے لئے مغفرت اور ثواب عظیم ہے ۔ اور

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ

جن لوگوں نے کفر کیا اور ہمارے احکام کو جھوٹا بتلایا ایسے لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں اے ایمان والو

اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ

اللہ تعالیٰ کے انعام کو یاد کرو جو تم پر ہوا ہے ۔ جبکہ ایک قوم اس فکر میں تھی کہ تم پر دست درازی کریں

فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ ع

سو اللہ تعالیٰ نے ان کا قابو تم پر نہ چلنے دیا ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اہل ایمان کو حق تعالیٰ ہی پر اعتماد رکھنا چاہیئے ۔

وعدہ و وعید بر اطاعت و مخالفت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (الی قولہ) اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں سے جو ایمان لے آئے اور انہوں نے اچھے کام کئے وعدہ کیا ہے کہ ان کے لئے مغفرت اور ثواب عظیم ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہمارے احکام کو جھوٹا بتلایا ایسے لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں ف اس آیت میں تو پوری مخالفت کرنے والوں کا حال ہے اور جو تصور اخلاف کرنے والے ہیں یعنی آمنوا کے تو مصداق ہیں مگر عملوا الصلحٰت کے مصداق نہیں ان کا حال دوسری نصوص میں ہے ربط تین چار آیتیں اوپر احکام شرعیہ کا نعمت ہونا بیان کر کے تاکید امتثال کے لئے اس نعمت کی یاد دہانی فرمائی تھی جو کہ نعمت دینیہ تھی اب آگے ایک نعمت دنیویہ کی یاد دہانی فرماتے ہیں اور مقصود اس سے بھی وہی تاکید امتثال ہے کیونکہ نعمت کا خیال کرنا منعم کی اطاعت کا محرک ہوتا ہے تذکیر بعض نعم يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (الی قولہ) وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے انعام کو یاد کرو جو تم پر ہوا ہے جبکہ ایک قوم (یعنی کفار قریش ابتدائے اسلام میں جبکہ مسلمان ضعیف تھے) اس فکر میں تھے کہ تم پر اس طرح) دست درازی کریں (کہ تمہارا خاتمہ ہی کر دیں) سو اللہ تعالیٰ نے ان کا قابو تم پر اس قدر) نہ چلنے دیا اور آخرتیں تم کو غالب کر دیا پس اس نعمت کو یاد کرو) اور احکام کے امتثال میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرو (کہ اس نعمت کا یہ شکر ہے) اور (آئندہ بھی) اہل ایمان کو حق تعالیٰ ہی پر اعتماد رکھنا چاہیئے جس نے پہلے بھی تمہارے سب کام بنائے ہیں آئندہ بھی آخرت تک امید رکھو اتقوا اللہ میں خوف دلایا اور امر بالتوکل میں امید اور یہی دو عمل معین امتثال ہیں) ف اور قابو میں جو اس قدر کی قید لگائی وجہ یہ کہ کچھ کچھ مضرتیں تو کفار سے پہونچ ہی جاتی تھیں ف شروع سورت سے یہاں تک اکثر آیتوں میں حق تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم فرمایا ہے ایک جگہ لفظ خشیت سے باقی جگہ لفظ تقویٰ سے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو امتثال میں بہت دخل ہے چنانچہ ظاہر بھی ہے ربط اوپر آیت واذکروا نعمت اللہ علیکم و میثاقہ میں تصریحاً اور مابعد کی آیتوں میں دلالۃً احکام شرعیہ کے جو کہ معاہدۂ آلہیہ ہے امتثال و ایفاء کا امر فرمایا ہے آگے زیادہ اہتمام کے لئے بنی اسرائیل سے معاہدہ لینے کی اور ان کے نقض

البلاغۃ فی الروح وکم یوت بالجملۃ فی سیاق الوعید کما فی بالجملۃ قبلہا فی سیاق الوعد ۱۲ قولہ یبسطوا فی الروح ہو کنایۃ یقال بسط الیہ یدہ اذا بطش بہ ولسانہ اذا شتمہ ۱۲ قولہ فکف ای من المد لا بعدان مدوا من الروح الخ قولہ علیکم متعلق بنعمۃ وکذا الظرف ۱۲ من الروح ۔

ملحقات الترجمہ ف قولہ فی توضیح قوم قریش ابتدائے اسلام الخ ہو الوجہ من الوجہین المذکورین فی الکبیر اخترتہ لکونہ اوفق بحال الفریقین وبعضہم اختار ما ہو وجہ الثانی من الوجوہ الخ الخاصۃ التی بعضہا فی بنی النضیر وبعضہا فی بنی ثعلبۃ وبنی محارب اور جل نہم یقال لہ غورث اراد وا الفتک بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دہانی للنصاب ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ۔ یا ایہا الذین اٰمنوا اذکروا الخ ۔ فیہ رد علی من یحقر نعم اللہ تعالیٰ الدنیویۃ فان ما من العظیم لیس بحقیر والکثیر الجاہلین ۔ باللہ قولہ تعالیٰ یفرطون فیہ ترجمہ قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین اٰمنوا اذکروا الخ

ع ۲ ۶ ۶ اس میں اس شخص پر رد ہے جو خدا تعالیٰ کی دنیوی نعمتوں کو حقیر سمجھتا ہے جیسا اکثر جاہل افراط کرتے ہیں ۱۲

ف لکن قولہ الکریم یرجع ما اختارہ قال فی ہذہ الحوادث اراد من الحوادث ارادہ بسط البدالی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما اختارہ بعضہم من نزولہا فی الغزوات التی فیہا صلوٰۃ الخوف فلیس علی کونہا اسباب النزول دین یعرج بالنسبیۃ فلذا رایت ما اخترتہ اولی ولا یعارض لروایات لا تافی ذہبا بان معنی قولہم نزلت فی کذا ای نزلت فی ضمن کذا ۱۲ ع قولہ فی یبسطوا وکف حاتمہ و اس قدر اندفع بہ ما یتوہم من تکمن الکفار من المسلمین غیر مرۃ فی معنی الہم وما بمعنی الکف ۱۲

ع یعنی بھی بھی نعم مقصودہ ہے بلکہ مذکور فی المقام سے اکمل ہو مگر اس کو بوجہ ظہور کے نہیں فرمایا ۱۲ تبیان عہ اس سے اتقوا اللہ کا انتہا ظاہر ہو گیا ما بقی ۱۲ تبیان

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۚ

اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار مقرر کئے۔

وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ

اور اللہ تعالیٰ نے یوں فرما دیا کہ میں تمہارے پاس ہوں۔ اگر تم نماز کی پابندی رکھو گے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو گے اور میرے

بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ

سب رسولوں پر ایمان لاتے رہو گے اور ان کی مدد کرتے رہو گے۔ اور اللہ تعالیٰ کو اچھے طور پر قرض دیتے رہو گے تو میں ضرور تمہارے

سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ

گناہ تم سے دور کر دونگا۔ اور ضرور تم کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے کو نہریں جاری ہوں گی اور جو شخص اسکے بعد بھی کفر

بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝

کرے گا تو وہ بے شک راہ راست سے دور جا پڑا

عہد سے جو ان کو وبال اور ضرر پہونچا اس کی حکایت فرماتے ہیں تاکہ اطاعت کی ترغیب اور معصیت سے ترہیب زیادہ ہو حکایت

اخذ میثاق از بنی اسرائیل وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ (الی قولہ) فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ اور اللہ تعالیٰ نے (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واسطے سے) بنی اسرائیل سے (بھی) عہد لیا تھا (جس کا بیان عنقریب آتا ہے) اور (ان عہود کی تاکید کے لئے) ہم نے ان میں سے (موافق عدد ان کے قبائل کے) بارہ سردار مقرر کئے (کہ ہر ہر قبیلہ پر ایک ایک سردار رہے جو اپنے ماتحتوں پر ہمیشہ ایفاء عہود کی تاکید رکھے) اور (مزید تاکید عہد کے لئے ان سے) اللہ تعالیٰ نے یوں (بھی) فرما دیا کہ میں تمہارے پاس ہوں (تمہارے سب بھلے بُرے کی مجھ کو خبر رہے گی مطلب یہ کہ عہد لیا پھر اس کی تاکید در تاکید فرمائی اور اس عہد کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ) اگر تم نمازکی پابندی رکھو گے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو گے اور میرے سب رسولوں پر (جو آئندہ بھی نئے نئے آتے رہیں گے) ایمان لاتے رہو گے اور (دشمنوں کے مقابلہ میں) ان کی مدد کرتے رہو گے اور (علاوہ زکوٰۃ کے اور مصارف خیر میں بھی صرف کرکے) اللہ تعالیٰ کو اچھے طور پر (یعنی اخلاص کے ساتھ) قرض دیتے رہو گے تو میں ضرور تمہارے گناہ تم سے دور کر دوں گا اور ضرور تم کو (بہشت کے) ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے (محلات کے) نیچے کو نہریں جاری ہوں گی اور جو شخص اس (عہد و پیمان لینے) کے بعد بھی کفر کرے گا تو وہ بیشک راہ راست سے دور جا پڑا (اس میں صرف خیر میں صرف کرنے کو مجازاً اس لئے قرض فرمایا کہ جس طرح قرض لازم الادا ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ ضرور دیں گے اور یہاں اس شخص کا حال بیان نہیں فرمایا جو کفر تو نہ کرے لیکن اعمال کی پوری پابندی بھی نہ کرے اور اکثر جگہ قرآن مجید

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ وبعثنا منھم الخ فیہ اصل لتسلیط الشیوخ خلفاءھم علی عوامہ المریدین لتعھدھم وھو تصویح احوالھم للنسبۃ فیکون کالی من ینتھم مناسبۃ تہ تحکم قولہ تعالیٰ وبعثنا منھم الخ اس میں اصل ہے مشائخ اہل تربیت کی اس عادت کی کہ مریدین پر اپنے نائبوں کو اس غرض سے مسلط کر دیتے ہیں کہ وہ ان کی اصلاح و تعلیم کی نگرانی کریں اور ان کو ایسوں کے سپرد کرتے ہیں جن میں باہم مناسبت ہو۔

اللغات فی الروح العزر کالازر التقویۃ والمنع حقیقۃ والنصرۃ مجازا التنقیب فی الروح من النقب بمعنی التفتیش یقال نقبت عن حال فلان تنقیبا عن حالہ الخفی واسرارہم۔ **الروایات فی الروح** قولہ علیہ السلام من کفر بعد ایمانہ الخ قال فی الروح ای بعد الایمان بما یعم الاستمرار علیہ ایضا کما قیل فی قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا بعد ایمانھم ثم ازدادوا کفرا ان المراد بالکفر بعد ذلک الاستمرار علیہ بعد الایمان بل ما یعم الاستمرار علیہ ایضا وان کان استمرارا علی الکفر فان الاستمرار علی الکفر کفر بعد کفر بشھادۃ النقد بالبراھین علی المدعوی بیان وتقسیم فی مراتب الکفر فان الاقلاع عنہ بعد ورود ما یوجب الاقلاع عنہ وان کان استمرارا علی الکفر بحسب العنوان فھو تجدید وصنع حادث اھ **الروایات فی الروح** اخرج ابن حمید وابن جریر عن ابی العالیۃ انہ قال فی الآیۃ حذف اللہ تعالیٰ میثاق بنی اسرائیل ان یعبدوہ ولا یشرکوا بہ شیئا وان یؤمنوا برسلہ وان یعزروھم ای ینصروھم وان ینفقوا فی سبیلہ فیما امرھم وانھاھم علیہ فیما احبوا من ذلک وکرھوا وان یقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ ویقرضوا اللہ قرضا حسنا وان یؤمنوا برسلہ کلھم وما جاءھم بہ من امر ونھی فان کفروا بآیۃ واحدۃ مما امر اللہ بہ ونھی عنہ فقد کفروا بکل ما امر اللہ بہ ونھی عنہ وھذا ھو الکفر البواح الذی لا شک فیہ اھ

ملحقات الترجمہ

(۱) قولہ فی میثاقی خلافا لصلۃ بنا المیثاق وذکر فی السورۃ بعنوان آخر فلا تقوم المخالفۃ (۲) قولہ فی وسیلۃ آیندہ وھو الملکۃ فی تاخیر الایمان عن الصلوٰۃ فان الصلوٰۃ یجب اقامتھا فی الحال والایمان بہ ولا یرسل یکون واجبا فی المآل (۳) قولہ فی فرد تعمیم بالیاء ای الصغائر لانہا تکفر بالکبائر بالفضل والتوبۃ او العقاب فافہم (۴) قولہ فی فمن کفر بعد ذلک عہدکم الخ کذا فی الخازن (۵) قولہ فی دشمنوں کے الخ وھو من الواجبات ان لا یسلم النبی ای ابدی العدو (۶) قولہ نے لاکفرن دورکردونگا ان الحسنات یذھبن السیات وتکفیر للعقاب لذی کبیرۃ واستظہر کون شاملا للجمیع ای لجمیع الذنوب کبیرۃ کانت وصغیرۃ بخلاف للعض فالتکفیر فیہ مخصوص بالبعض ای الصغائر لانہا تکفر بالکبائر بالفضل والتوبۃ او العقاب فافہم (۷) قولہ فی فمن کفر بعد ذلک منکم الخ ای بعد ھذا العہد المؤکد بما ذکر وبعثنا کا ربط اخذ اللہ سے ظاہر ہو جاوے (۸) تبیین

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ

تو صرف عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ہم نے ان کے قلوب کو سخت کر دیا وہ لوگ کلام کو اس کے مواقع

عَن مَّوَاضِعِهٖ وَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ

سے بدلتے ہیں اور وہ لوگ جو کچھ ان کو نصیحت کی گئی تھی اس میں سے ایک بڑا حصہ فوت کر بیٹھے۔ اور آپ کو آئے دن کسی نہ کسی

مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۚ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

ان سے خیانت ہوتی رہتی ہے بجز ان میں کے معدودے چند شخصوں کے سو آپ ان کو معاف کیجئے اور ان سے درگذر کیجئے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوش معاملہ لوگوں سے محبت کرتا ہے

میں یہی عادت ہے کہ اطاعت میں جو کاہل ہو اور مخالفت میں جو کامل ہو زیادہ ذکر ان ہی کا ہوتا ہے وجہ یہ کہ طرفین کے حال سے بین بین کا حال عقلاء کو خود مقابلہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ نہ ان کی ایسی سزا ہوگی نہ ایسی سزا ہوگی پھر حدیثوں میں پوری تفصیل معلوم ہوگئی اور چونکہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بہت انبیاء ہونے والے تھے اس لئے آنمنم برسبیل خصوصیت کے ساتھ عہد میں ذکر کیا گیا ربط اوپر میثاق بنی اسرائیل کا بیان تھا آگے ان کے نقض میثاق کا اور اس کے وبال کا بیان ہے حکایت وبال نقض بنی اسرائیل میثاق رابِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ اِلٰی قولہ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○ لیکن بنی اسرائیل نے عہد مذکور کو توڑ ڈالا اور توڑنے کے بعد طرح طرح کے عقوبات میں جیسے مسخ اور ذلت وغیرہ میں گرفتار ہوئے پس یہ جو ان کو عنایت و الطاف آلہیہ سے بُعد ہوا) تو صرف ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان کو اپنی رحمت (یعنی اس کے آثار) سے دور کر دیا (اور یہی حقیقت ہے لعنت کی) اور (اسی لعنت کے آثار سے یہ ہے کہ) ہم نے ان کے قلوب کو سخت کر دیا (کہ حق بات کا ان پر اثر ہی نہیں ہوتا اور اس سخت دلی کے آثار سے یہ ہے کہ) وہ لوگ (یعنی ان میں کے علماء) کلام (الٰہی یعنی توریت) کو اس کے (الفاظ یا مطالب کے) مواقع سے بدلتے ہیں (یعنی تحریف لفظی یا تحریف معنوی کرتے ہیں) اور (اس تحریف کا اثر یہ ہوا کہ) وہ لوگ جو کچھ ان کو (توریت میں) نصیحت کی گئی تھی اس میں سے اپنا ایک بڑا حصہ (نفع کا جو کہ ان کو عمل کرنے سے نصیب ہوتا) فوت کر بیٹھے (کیونکہ زیادہ مشق ان کی اس تحریف کے مضامین متعلقہ بتصدیق رسالت محمدیہ میں ہوتی تھی اور ظاہر ہے کہ ایمان سے زیادہ بڑا حصہ کیا ہوگا غرض نقض میثاق پر لعنت مرتب ہوئی اور لعنت پر قساوت وغیرہ اور قساوت پر تحریف اور تحریف پر فوت حظ عظیم اور یہ جو ترتیب ظاہر ہے) اور (پھر یہ بھی تو نہیں کہ جتنا کر چکے اسی پر بس کریں بلکہ حالت یہ ہے کہ) آپ کو آئے دن (یعنی ہمیشہ دین کے باب میں) کسی نہ کسی (نئی) خیانت کی اطلاع ہوتی رہتی ہے جو ان سے صادر ہوتی رہتی ہے بجز ان کے معدودے چند شخصوں کے (جو کہ مسلمان ہوگئے تھے) سو آپ ان کو معاف کیجئے اور ان سے درگذر کیجئے (یعنی جب تک شرعی ضرورت نہ ہو ان کی خیانتوں کا اظہار اور ان کو فضیحت نہ کیجئے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوش معاملہ لوگوں سے محبت کرتا ہے (اور بلا ضرورت فضیحت نہ کرنا خوش معاملگی ہے) ف۔ نئی خیانت یہ کہ ایک بار مسئلۂ رجم کے حکم چھپا لیا ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت فرمانے پر توراۃ کا ایک مضمون غلط بیان کر دیا جس پر آیت لا تحسبن الذین یفرحون نازل ہوئی تھی اور جیسے تحریم

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ فبما نقضھم میثاقھم الزمناھم ان ھذا القبض اقتضی القسوۃ علی القساوۃ دل علی تسبب عن المعاصی المسئلۃ مصرحۃ وقولہ تعالیٰ یحرفون الکلم عن مواضعہ الدال علی الاجتراء علی التحریف وقولہ تعالیٰ ونسوا حظا مما ذکروا بہ المشعر عند بعضھم بسقوط اشیاء من التوراۃ من حفظھم لشوم ذلک کما فی الروح المعانی دل علی سببیۃ ھذا القبض مثل ھذا المعاصی فھذا القبض کما ینشأ عن المعاصی کذلک ینشأ عنہ المعاصی ترجمہ قولہ تعالیٰ فبما الخ چونکہ بعض اقسام قبض سے یہ قساوت بھی ہے آیت سے معلوم ہوا کہ معاصی سے بھی قبض ہوتا ہے اور محرفون الکلم سے جو جرأت علی التحریف پر دال ہے) اور نسوا حظا مما ذکروا بہ سے (جس کی تعبیر بعض نے یہ کی ہے کہ اس معصیت کی نحوست سے بہت سے مضامین توریت کے ان کے حافظہ سے ساقط ہو گئے تھے) یہ معلوم ہوا کہ ایسے قبض سے معاصی بھی ہوتے ہیں جس سے قبض معاصی کا منشاء بھی ہے اور معاصی اس سے ناشی بھی ہیں ۱۲

اللغات۔ الخائنۃ مصدر علی وزن فاعلۃ الخ قولہ الا قلیلا استثناء من الجر ورد فی خائنۃ منھم اختلاف القراءۃ فقرأ حمزۃ والکسائی قسیۃ علی وزن فعیلۃ مبالغۃ فی القاسیۃ

تحقیقات الترجمہ قولہ قبل الترجمۃ لیکن الی قولہ ہوتی رہتی ہے کمی بیشی کرنی القرآن اشارۃ الی انہ مجلی عن المبیان وانی ما احتاج الیہ ما بینہا من السببیۃ والمسببیۃ ۱۲ قولہ فی

فبما نقضھم میثاقھم صرف افادہ تقدیم الجار وذکرہ ما فصار المعنی ان الموثق اللعن لیس غیر المنقض لا استقلالا ولا انضماما ۱۲ قولہ قبل جعلنا قلوبھم اسی لعنت کے آثار سے وضع ہے العنوان ما یتوھم من ان المفہوم مما قبل الترجمۃ ان فرد اللعنی ہو السخ ونحوہ والمفہوم منحلا فھو ھم

ظلمت نہ کھلے القرینۃ علی ہذا التفسیر ایسا فی من قولہ یعفوا مقابلا لقولہ یعیبن ویقرر جینک مشیرا الی ان التبین حیث یعین ولا یقرر جینک لانتفاء المصلحۃ الدینیۃ لانتفائھم کما یؤذن بہ الرحم وتخریبا فانہا کانت من الاحکام الشرعیۃ واما کان من خیانتہم

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا

اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے بھی ان کا عہد لیا تھا سو وہ بھی جو کچھ ان کو نصیحت کی گئی تھی

ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ

اس میں سے اپنا ایک بڑا حصہ نوٹ کر بیٹھے۔ تو ہم نے ان میں باہم قیامت تک کے لئے بغض و عداوت ڈال دیا

وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ○

اور عنقریب ان کو اللہ تعالیٰ ان کا کیا ہوا جتلا دیں گے

طینت کے قدیم ہونے کا ایک بار غلط دعویٰ کیا تھا جس پر شروع لن تمسنا میں قل فلو ایا التوراۃ نازل ہوئی اور تمام تر وہ غلط بیانیاں جس کی حکایت مع ان کے ابطال کے قرآن مجید میں جا بجا مذکور ہے اس میں داخل ہیں جیسے لن تمسنا النار اور لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاریٰ اور نحن ابناء اللہ واحباؤہ وامثال ذلک ربط اوپر یہود کا حال تھا آگے کچھ نصاریٰ کا حال بیان فرماتے ہیں

ذکر بعض دیگر نصاریٰ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى (الی قولہ) وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ○ اور جو لوگ (نفرت دین کے دعوی سے) کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے بھی ان کا عہد (مثل عہد یہود کے) لیا تھا سو وہ بھی جو کچھ ان کو (انجیل وغیرہ میں) نصیحت کی گئی تھی اس میں سے اپنا ایک بڑا حصہ (نفع کا جو ان کو عمل کرنے سے نصیب ہوتا) فوت کر بیٹھے (کیونکہ وہ امر جس کو فوت کر بیٹھے توحید ہے اور ایمان ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جس کا حکم ان کو بھی ہوا تھا اور اس کا حظ عظیم ہونا ظاہر ہے جب توحید کو چھوڑ بیٹھے) تو ہم نے ان میں باہم قیامت تک کے لئے بغض و عداوت ڈال دیا یہ تو دنیوی عقوبت ہوئی اور عنقریب (آخرت میں کہ وہ بھی قریب ہی ہے) ان کو اللہ تعالیٰ ان کا کیا ہوا جتلا دیں گے (پھر سزا دیں گے) ف حاشیہ بیضاوی میں تیسیر سے نقل کیا ہے کہ نصاریٰ میں اصل تین فرقے تھے ایک نسطوریہ جو عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے تھے دوسرا یعقوبیہ جو عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ متحد مانتے تھے تیسرا ملکائیہ جو عیسیٰ علیہ السلام کو تین آلہ میں کا ایک جزو مانتے تھے آہ اور یہ افتراق ترک توحید سے ہوا تھا اور ظاہر ہے کہ اتنے بڑے اختلاف عقاید کے ساتھ باہم عداوت ضروری ہے البتہ جو شخص ان میں ان عقاید ہی کا پابند نہ ہو وہ بحث ہی سے خارج ہے پس اگر ان میں اتفاق ہو جاوے تو محل اعتراض نہیں پس آج کل کے عیسائیوں کے جو واقع میں عیسائی ہی نہیں اتفاق پر شبہ نہیں ہو سکتا البتہ مذہبی لوگوں میں مذہبی عداوت اب بھی ہے اور ہمیشہ رہے گی اور دنیوی سلطنتوں میں بھی اکثر تو اختلاف و نزاع ہی سنا جاتا ہے لیکن قرآن میں اس کا ذکر ہی نہیں نہ اثباتاً نہ نفیاً ربط اوپر یہود و نصاریٰ کا الگ الگ ذکر تھا آگے دونوں کو جمع کر کے نصیحت کا خطاب فرماتے ہیں:

سائل السلوک

قولہ تعالیٰ فنسوا حظا مما ذکروا بہ فاغرینا بینھم العداوۃ الخ دل علی ان المعاصی کما ھی سبب لبنکال الاخرۃ کذلک ھی سبب لنکال الاولیٰ ترجمہ۔ قولہ تعالیٰ فنسوا الخ دال ہے اس پر کہ معاصی جیسا عقاب آخرت کا سبب ہے اسی طرح عقاب دنیا کا بھی۔ کیونکہ خانہ جنگی یقیناً دنیا میں عقاب ہے ۱۲

اللغات - فی القاموس غری لزق اغریٰ بینھم العداوۃ القاھا کانہ اغرقاھا بھم ۱۲ **النحو** - من متعلق باخذنا ۱۲ **البلاغۃ** قولہ فاغرینا الفاء للترتیب علی نسیانھم حظا کما قررتہ فی الترجمۃ وھرجت بہ فی البعد تقریر التیسیر فافھم ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ - فی قالوا انفرت دین الخ وھو النکتۃ کما قال المفسرون فی ھذا عنوان اشارۃ الی ان فعلھم دون قولھم وھو النکتۃ فی تخصیص ھذا الموضع بہ لان المقام ذکر المیثاق ولم یعمل بہ او اخلوا علیہ من دعوی النصرۃ ۱۲

۲ قولہ فی ذکروا بالانجیل وغیرہ لانھم ما کانوا ینکرون التوراۃ ایضا ۱۲

۳ قولہ فی ف اصل تین الخ ظاھر دانہ ورد فی الحدیث ان فرقھم ثنتان وسبعون ۱۲

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول آئے ہیں۔ کتاب میں سے جن امور کا تم اخفا کرتے ہو ان میں سے بہت سی باتوں

مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۭ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ

کو تمہارے سامنے صاف صاف کھول دیتے ہیں۔ اور بہت سے امور کو اگذاشت کر دیتے ہیں۔ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی ہے اور ایک کتاب واضح کہ

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ

اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو جو کہ رضائے حق کے طالب ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتے ہیں اور ان کو اپنی توفیق سے تاریکیوں

الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

سے نکالکر نور کی طرف لے آتے ہیں اور ان کو راہ راست پر قائم رکھتے ہیں۔

خطاب بجمیع اہل کتاب ترغیب تصدیق رسالت محمدیہ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ الی قولہ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ اے اہل کتاب (یعنی یہود و نصاریٰ) تمہارے پاس ہمارے عبد رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آئے ہیں جن کے علم کی تو یہ شان ہے کہ کتاب (کے مضامین) میں سے جن امور (علمیہ) کا تم اخفا کرتے ہو ان میں سے بہت سی باتوں کو (جن کے اظہار میں کوئی مصلحت شرعی بھی ہوتی ہے باوجود ظاہر التحصیل علوم نہ فرمانے کے محض وحی سے مطلع ہو کر) تمہارے سامنے صاف صاف کھول دیتے ہیں اور (خوش اخلاقی کی جو کہ شعبہ ہے لطافت قوت علمیہ کا یہ حالت ہے کہ جن امور کا تم اخفا کرتے ہو ان میں سے بہت سے امور کو (بلا حاجت اطلاع کے اظہار سے) واگذاشت کر دیتے ہیں (جن کے اظہار میں بجز تمہاری تفضیح کے کوئی شرعی ضرورت نہیں ہوتی اور ایسا علم دلیل نبوت ہے اور ایسا عمل موکد اس دلیل کا ہے غرض تمہاری دینی خیانت ہی کے متعلق جو آپ کا بیان ہوا وہ بھی دلالت علی النبوۃ کے لئے بس ہے پھر ضرور تصدیق کرنا چاہیئے اور ان رسولؐ کے ذریعہ سے) تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی ہے اور (وہ) ایک کتاب واضح ہے (یعنی قرآن مجید جو کہ علاوہ دلیل نبوت ہونے کے خود ان اوصاف ذاتی سے موصوف ہے) کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو جو کہ رضائے حق کے طالب ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتے ہیں (یعنی جنت میں جانے کے طریقہ کہ عقاید و اعمال خاصہ ہیں تعلیم فرماتا ہے کیونکہ پوری سلامتی بدنی و روحانی جنت ہی میں نصیب ہوگی) اور ان کو اپنی توفیق (اور فضل) سے (کفر و معصیت کی) تاریکیوں سے نکالکر (ایمان و طاعت کے) نور کی طرف لے آتے ہیں اور ان کو (ہمیشہ) راہ راست پر قائم رکھتے ہیں ف۔ سلامتی کی راہیں بتلانا قرآن کے ذریعہ سے عام ہے لیکن یہاں تخصیص طالبان رضائے حق کی اس وجہ سے کی گئی کہ اس سے منتفع وہی لوگ ہوتے ہیں (بلکہ اوپر

النحو قولہ یبین حال یہدی عدۃ الکتاب ۱۲ **الروایات** فی الشعب اخرج ابن جریر عن عکرمۃ قال ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتاہا الیہود و یسئلونہ عن الرجم فقال ایکم اعلم فاشار الی ابن صوریہ فناشدہ بالذی انزل التوراۃ علی موسیٰ والذی رفع الطور والمواثیق التی اخذت علیہم حتی اخذہ الکل اذا وتعدر فقال لہ لما اکثر فینا جعلنا نتناشدہ ونخافہ الوضع فاخبرنی اعلم فقال علیہم بالرجم فانزل اللہ یا اہل الکتاب الی قولہ صراط مستقیم ۱۲ **تتمات الترجمہ** ف۱ قولہ فی اہل الکتاب (یعنی یہود و نصاریٰ) فالکتاب للجنس ف۲ قولہ فی رسولنا یہ اشارۃ الی کون الاضافۃ للعہد ۱۲

ف۳ قولہ شرعی بھی زاد بھی لان حکمۃ الدلالۃ علی النبوۃ حاصل مع قطع النظر عن مصلحۃ اخری فی التبیین ۱۲ ف۴ قولہ فی بیانہ باوجود الخ اشار بہذا الی فائدۃ الجملۃ من قصد الدلالۃ علی النبوۃ التی یکون انکارہم بعد ہا شنیع ۱۲ ف۵ قولہ بعد یعفوا فی العلم انہ دلیل وفی العمل انہ موکد لان الدلیل الصریح اما ہو المعجزۃ وحسن الخلق یہدو الشاہ لیس بمعجز صرح فہو موکد ۱۲ ف۶ قولہ فی کتب اورد ہ اشارۃ الی کون عطف الکتاب للتفسیر فہما متغایران بالصفۃ متحدان بالذات والمراد الحسن او ارادا التغایر فی بدیہۃ التفسیر حسن اسناد الہدایۃ ہہنا الی اللہ تعالیٰ جعل الکتب والنور سببا واستدل التبیین فیما یتبین

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ویعفوا عن کثیر فی روح المعانی ای ولا یظہر کثیرا مما تخفونہ اذا لم تدع الیہ داعیۃ دینیۃ صیانۃ لکم عن زیادۃ الافتضاح اھ فیہ ان اہل التاثیر لا یقصدون بعد اونہ ہم محض شفاء الغیظ انتقامی اذا لم یترتب علیہ الغرض الدینی

قولہ تعالیٰ یہدی بہ اللہ الخ دل علی ان اصل المقصود ہو ابتغاء الرضوان والوصول الی الجنۃ فالبعولۃ ترجمہ قولہ تعالیٰ ویعفوا الخ روح میں اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ تمہارے بہت سے مخفی کئے ہوئے مضامین کو ظاہر نہیں فرماتے جس کا کوئی دینی فوائد داعی نہ ہو تاکہ تمہاری زیادہ فضیحت نہ ہو آہ اس سے معلوم ہوا کہ اہل اللہ عداوت میں بھی محض شفاء غیظ انتقامی کا قصد نہیں کرتے یعنی جب اس میں مصلحت دینی نہ ہو تو غیظ پر عمل نہیں کرتے۔

قولہ تعالیٰ یہدی بہ اللہ من اتبع الخ اس پر دال ہے کہ اصل مقصود طلب رضا ہے اور دخول جنت اس کے تابع ہے۔

قولہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما ازاد فسر النور بالرسول لان الحصر ہذا المضمون موہذی تفسیری بذا قولہ نعم انزلنا الیکم نورا مبینا وایدہ بالکتب قطعا ۱۲ ف۵ قولہ فی اتباع طالب فتقدیر الکلام من اراد ان یتبع رضوانہ کما فی الروح اویراد بالاتباع الارادۃ مجازا ۱۲ منہ عفی عنہ قولہ الطبع بعد موضع الفضیحۃ فیما بعد من قولہ یعلم جہرکم ۱۲ ف۶ قولہ فی السلام یعنی جنت فی الخازن یجوز فی العباد ای دار السلام ۱۲ ف۷ قولہ فی باذنہ توفیقہ کذا فی الروح ف۸ قولہ فی ایدی یعنی قائم فاہدیۃ مجازیۃ التثبیت علیہا کما تنبا فی ہدانا الصراط المستقیم وہو خبیر استطاعات ۱۲

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ

بلاشبہ وہ لوگ کافر ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح ابن مریم ہیں ۔ آپ یوں پوچھیے کہ اگر ایسا ہے تو بتلاؤ

مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي

کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم کو اور ان کی والدہ کو اور جتنے زمین میں ہیں ان سب کو ہلاک کرنا چاہیں تو کوئی شخص

الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ

ایسا ہے جو خدا تعالیٰ سے ان کو ذرا بھی بچا سکے ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خاص ہے حکومت آسمانوں پر اور زمین پر اور جتنی چیزیں ان دونوں کے درمیان ہیں

يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اور وہ جس چیز کو چاہیں پیدا کردیں ۔ اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے

آیۃ ومن الذین قالوا انا نصاریٰ میں نصاریٰ کے نقض میثاق کا اجمالاً بیان تھا آگے ان کے بعض عقاید کی تعیین ہے کہ وہ اخلال بالتوحید ہے ابطال عقیدۂ الوہیت مسیح علیہ السلام لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ الی قولہ اللہ علی کل شیء قدیر بلاشبہہ وہ لوگ کافر ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح ابن مریم ہے یعنی دونوں میں اتحاد کے قائل ہیں وجہ کفر ظاہر ہے کہ توحید کا انکار ہے، آپ اس قول کے ابطال کے لئے (ان سے) یوں پوچھیے کہ اگر ایسا ہے تو یہ بتلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم (جن کو تم اللہ تعالیٰ کا عین کہتے ہو) اور ان کی والدہ (حضرت مریم) کو اور (بلکہ) جتنے زمین میں (آباد) ہیں ان سب کو (موت سے) ہلاک کرنا چاہیں تو (کیا) کوئی شخص ایسا ہے جو خدا تعالیٰ سے ان کو ذرا بھی بچا سکے (یعنی اس کو تم بھی مانتے ہو کہ ایسا کوئی نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ خدائی کے لوازم سے ہے کہ اس کے ساتھ دوسرے کی قدرت کا تعلق پھر وہ بھی اقتدار و اہلاک کے ساتھ محال ہوا اور یہ لازم) یہاں مقصود ہے پس الوہیت مسیح کی بھی باطل ہے یہ شان تو حضرت مسیح کی ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ ان (ہی) کے لئے خاص ہے حکومت آسمانوں پر اور زمین پر اور جتنی چیزیں ان دونوں کے درمیان (موجود) ہیں ان پر اور وہ جس چیز کو (جس طرح) چاہیں پیدا کردیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے (اور یہ صفات کمال خواص الوہیت سے ہیں پس حق تعالیٰ کی الوہیت ثابت ہے اور مسیح کی الوہیت منفی ہو چکی تھی اس مجموعے سے توحید ثابت ہوگئی) ف ۔ یہاں گو ظاہراً نصاریٰ کے ایک ہی قول کا ابطال ہے لیکن جو دلیل قائم کی گئی ہے وہ ہر منکر توحید کے مقابلہ میں چل سکتی ہے اس لئے معنیً تمام منکرین توحید کا جواب اور ان کے مسلک کا ابطال ہے اور حضرت مریم کے ذکر کے متعلق دو امر قابل تحقیق ہیں ایک یہ کہ ان کا ذکر کیوں کیا گیا اس کی وجہ دو ہو سکتی ہیں یا تو تاکید ہے بجز مسیح علیہ السلام کی کہ وہ نہ اپنے کو بچا سکتے ہیں اور نہ اپنی ماں کو جنکی ہر طرح خدمت اور حفاظت کرتے تھے اور ماں کی حمایت طبعی امر بھی ہے دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ بعضے ان کو بھی الوہیت کے اجزاء ثلثہ کا ایک جزو جانتے تھے اس کے بڑھانے سے ان کے قول کی بھی نفی ہوگئی دوسرا امر یہ کہ حضرت مریم کی موت تو متحقق ہو چکی پھر اس کے فرض کرنے کے کیا معنی اس کی دو وجہ ہو سکتی ہیں یا تو مبنی تغلیب پر ہے یا مضمون کا اس طرح موکد کرنا ہے کہ دیکھو اس مضمون کا ایک نمونہ ہم تم کو دکھلاتے ہیں کہ حضرت مریم پر موت کو ہم مسلط کر چکے ہیں اسی طرح بقایا پر مسلط کر سکتے ہیں اور معنی الارض کا جو ذکر آیا ہے اس کی بھی دو وجہ ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ تمام آلہ باطلہ کی الوہیت کا ابطال تصریحاً ہو جاوے دوسری وجہ یہ کہ حضرت

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح بن مریم رد ہے غلو فی الدین پر اللہ تعالیٰ کا بالاتحاد بین الخلق والحق

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ الخ ان لوگوں پر صریح رد ہے جو حق اور خلق میں اتحاد کے قائل ہیں ۱۲

اللغات

الملک ۔ الضبط والحفظ والمراد ہہنا الحفظ السبق لنح ۱۲ النحو قولہ من اللہ متعلق بیملک ۱۲ قولہ شیئا مفعول مطلق

ملحقات الترجمہ

ف قولہ فی قل پوچھیے کہ اگر ایسا ہے ترجمہ بمنزلہ المادۃ بقرینۃ ۱۲ استفہام فیما بعدہ وقدرت الشرط المتعلق بہ الفاء اخذا من الروح ۱۲

ف قولہ فی یھلک موت سے اشارۃ الی ان ہذا الاہلاک من انتہ عن بخط وغضب ۱۲

ف قولہ فی توضیح الجواب اس کو الخ یہ مقدمہ مقدرہ و قولہ ظاہر ہے مقدمۃ اخری ۱۲

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ۭ قُلْ

اور یہود و نصاریٰ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں آپ یہ

فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ۭ

پوچھیے کہ اچھا تو پھر ہم کو تمہارے گناہوں کے عوض عذاب کیوں دیں گے

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وقالت الیھود والنصاریٰ نحن ابناء اللہ واحباءہ الخ فیہ الرد علی من یدعی العرب الذی لا یواخذ کاحد علیٰ المعصیۃ وکان مراد اللہ منہ انہ علیہم بقولہ تعالیٰ قل فلم یعذبکم بذنوبکم بل انتم بشر ممن خلق یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء

قولہ تعالیٰ وقالت الیھود والنصاریٰ الخ اس شخص پر رد ہے جو خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے قرب کا دعویٰ کرتا ہو کہ اس میں معصیت پر بھی مواخذہ نہ ہو اور ان کی یہی مراد تھی قل فلم یعذبکم بذنوبکم سے رد کرنا اس پر دلالت کر رہا ہے ۱۲

سیح کے عجز کی اور تاکید ہو جاوے کہ وہ اور تمام اہل عالم صفت عجز میں برابر ہیں کچھ تفاوت نہیں اور مخلوق حاجت روا میں ایک فائدہ تو وہی ہے جو اشارۃ ترجمہ میں بیان کیا گیا کہ مقصود استدلال ہے توحید پر دوسرا فائدہ جیسا روح المعانی میں ہے ایک یہ بھی ہے کہ اس میں اشارہ ہے ان عقیدہ والوں کی منشاء اشتباہ کے رفع کی طرف جیسا آیۃ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم میں مصرح ہے یعنی اگر کسی کو ان کے بے باپ پیدا ہونے سے یا ان کے احیاء موتیٰ و نفخ فی الطیر سے شبہہ ہو تو یہ سمجھ لو کہ یہ سب صورتیں اللہ تعالیٰ ہی کے پیدا کرنے کی ہیں کہ وہ جس طرح چاہیں پیدا کر سکتے ہیں مثلاً کبھی وہ بلا مادہ پیدا کرتے ہیں جیسے زمین و آسمان بنائے اور کبھی مادہ غیر جنس سے جیسے حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے بنے یا اکثر مرکبات جمادیہ و نباتیہ بسائط غیر مجانس سے بنتے ہیں اور کبھی مادہ ہم جنس سے پھر اس میں کبھی صرف مذکر سے جیسے حضرت آدم سے حوا پیدا ہوئیں کبھی صرف مؤنث سے جیسے حضرت مریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے کبھی دونوں سے جیسے اکثر حیوانات پھر کبھی بلا توسط کسی مخلوق کے تصرف کے جیسے اکثر مخلوقات اور کبھی بتوسط کسی مخلوق کے تصرف کے جیسے احیاء موتیٰ و نفخ فی الطیر کہ عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ہونا تھا غرض ان صورتوں میں کوئی صورت منشاء اشتباہ کسی غیر کی الوہیت کا نہ ہونا چاہیئے ربط اوپر یہود و نصاریٰ کے بعض بعض قبائح مذکور تھے ان میں سے ایک امر مشترک کا مع اس کے ابطال کے آگے بیان ہے یعنی دونوں فریق باوجود کفر و معصیت کے اپنے مقرب اور مقبول عند اللہ ہونے کے مدعی تھے **ابطال دعویٰ اہل کتاب مقرب خود** وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ۭ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ۭ یہود اور نصاریٰ دونوں فریق دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں (یعنی مثل اولاد اور معشوقوں کے مقبول ہیں) مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم کو بوجہ اس کے کہ انبیاء کی اولاد و اشیاع ہیں بہ نسبت دوسرے لوگوں کے گو کہ وہ ہمارے ہی مذہب کے کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ زیادہ خصوصیت ہے کہ ہم سے باوجود عصیان کے بھی اوروں کے برابر ناخوش نہیں ہوتے جیسے باپ کے ساتھ اولاد کو خصوصیت ہوتی ہے کہ اگر وہ نافرمانی بھی کرے تب بھی اس کے قلب پر وہ اثر نہیں ہوتا جیسا کوئی غیر آدمی اسی باپ کی نافرمانی کرے اور اس کا اثر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا رد فرماتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ (ان سے) یہ پوچھئے کہ اچھا تو پھر ہم کو تمہارے گناہوں کے عوض (آخرت میں) عذاب کیوں دیں گے (جس کے تم بھی قائل ہو جیسا یہود کا قول تھا۔ لن

الروایات۔ فی اللباب روی ابن اسحٰق عن ابن عباس قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعمان بن آصا وبحر بن عمرو وشاس بن عدی فکلموہ وکلمہم ودعاہم الی اللہ وحذرہم نقمتہ فقالوا ما تخوفنا یا محمد نحن واللہ ابناء اللہ واحباءہ کقول النصاریٰ فانزل اللہ فیہم وقالت الیہود والنصاریٰ الخ واورد باقی الروح عن جریر وابن ابی حاتم والبیہقی عن ابن عباس نحوہ وفیہا وقالت النصاریٰ ذلک فیہم اھ ۱۲

ع۵ فی بعض الاسماء اختلاف ۱۲ منہ عفر لہ۔

ملحقات الترجمہ ع۱ قولہ فی قالت دعویٰ ترجمتہ بالحاصل ودعویٰ ان یکون فی ذلک الوقت من یقول کذا کما ورد فی بعض الروایات ویمکن ان یکون ہذا من اللوازم البینۃ لبعض اقوالہم لن یدخل الجنۃ الخ ۱۲ ع۲ قولہ فی توضیح ابناء اللہ انبیاء کی اولاد و اشیاع ہیں اشارۃ الی ما فسر بہ بعضہم ابناء اللہ من اشیاع انبیائہ ۱۲ ع۳ قولہ فی فلم اچھا اشارۃ باعتبار محاورۃ تعالیٰ محذوف ای ان کان الامر کذا فلم ۱۲

بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ

بلکہ تم بھی مجملہ اور مخلوقات کے ایک معمولی آدمی ہو اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گے بخشیں گے اور جس کو چاہیں گے سزا

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۫

دیں گے اور اللہ ہی کی ہے سب حکومت آسمانوں میں بھی - اور زمین میں بھی - اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے

وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝

اور اللہ ہی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے -

تمسنا النار الا ایاما معدودۃ اور حضرت مسیح کا ارشاد اس آیت میں منقول ہے وقال المسیح انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماواہ النار جو بوجہ التزام کے مثل اقرار نصاریٰ کے ہے غرض یہ کہ پھر تم دونوں فرقوں کو تعذیب کیوں ہوگی کیونکہ باپ بیٹے کو اور محب اپنے محبوب کو تعذیب نہیں کرتا گو تادیب کرتا ہے لیکن آخرت میں تادیب کا احتمال ہی نہیں کیونکہ تادیب میں یہ فائدہ ہوتا ہے کہ پھر نہ کرے آخرت میں جب پھر کرنے کا احتمال ہی نہیں پھر تادیب کی کیا گنجائش ہے پس وہاں جو سزا ہوگی لامحالہ تعذیب ہی ہے جس سے جرم پر تکلیف پہونچانا ہی مقصود ہوتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ تمہارا یہ دعویٰ محض بیہودہ ہے تم کو دوسرے لوگوں کی نسبت کوئی امتیاز اور خصوصیت نہیں) بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۫ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ بلکہ تم بھی مجملہ اور مخلوقات کے ایک معمولی آدمی ہو جیسے اور ہیں اور بلا امتیاز تم سب اس ایک قاعدہ میں داخل ہو کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گے بخشیں گے جس کو چاہیں گے سزا دیں گے اور کتب آلہیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ مغفرت کی شرط ایمان ہے اور کافر کو ابدی عذاب ہے اور تم تکذیب نبوت محمدیہ کر کے کافر بن چکے تو ہمیشہ معذب رہو گے اور جب مطلق تعذیب تمہارے دعوے کی مبطل ہے پس تعذیب ابدی تو بدرجہ اولیٰ مبطل ہے پس خصوصیت تو گئی گذری معمولی مومنین کے برابر بھی نہ رہے) اور اللہ ہی کی ہے سب حکومت آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے ان میں بھی تو ان کو تعذیب سے کون روک سکتا ہے جس کے لئے سزا تجویز کر لی ہے ضرور سزا دیدیں گے پھر ایسی حالت میں ایسے بیہودہ دعوے عبث ہیں) اور اللہ ہی کی طرف کو لوٹ کر جانا ہے (کسی سفارشی وغیرہ کی وغیرہ کی کوئی پناہ بھی نہیں جو بچ سکیں) فـ یہ دعوے مذکور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا ہمارے زمانے کے جاہل پیرزادوں کا انتساب تولدیا اتصال سلسلہ کی بنا پر گھمنڈ ہے کہ ہمارے ساتھ حق تعالیٰ کو ایک گونہ ذاتی خصوصیت اور نسبت ہے جو معاصی وغیرہ سے قطع نہیں ہوتی اور ہم کیسے ہی ہوں مگر اس انتساب یا اتصال کے زور سے مکڑے جنت میں جاویں گے ربط اوپر یہود و نصاریٰ کے طریقہ کا اصلاً و فرعاً بطلان کر دیا آگے اتمام حجت و قطع عذر کے لئے دونوں فرقوں کو مخاطب بنا کر رسالت محمدیہ کا اظہار فرماتے ہیں جیسا اس سے پہلے دو آیت اوپر بھی ایسا ہی خطاب عام تھا اس دوسرے خطاب میں علاوہ تاکید کے جو تکریر سے مستفاد ہے عنوان قطع عذر کا زیادہ ہے -

خصوصیت نہیں اشارۃ الی مقدر مفہوم من السابق ای لستم ابناؤہ ولیس الامر کذلک الخ

۱۲ ۳ قولہ فی شیء ایک معمولی اشارۃ الی محط الفائدۃ ہو التقریر وفی جعل لا شیء ۱۲ ۵ ۔۔۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول آپہنچے جو کہ تم کو صاف صاف بتلاتے ہیں ایسے وقت میں کہ رسولوں کا سلسلہ موقوف

الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ

تھا تاکہ تم یوں نہ کہنے لگو کہ ہمارے پاس کوئی بشیر اور نذیر نہیں آیا سو تمہارے پاس

بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

بشیر اور نذیر آچکے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔

خطاب عام با اہل کتاب باتمام حجت در باب رسالت محمدیہ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا الخ قولہ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ اے اہل کتاب تمہارے پاس یہ ہمارے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپہنچے ہیں کہ تم کو (شریعت کی) باتیں صاف صاف بتلاتے ہیں ایسے وقت میں کہ رسولوں (کے آنے) کا سلسلہ (مدت سے) موقوف تھا اور بوجہ حوادث کے شرائع سابقہ مفقود ہوگئیں تھیں اور فترت رسل سے ان کے علم کا کوئی ذریعہ نہ تھا اور اس لئے کسی رسول کے آنے کی بہت ضرورت تھی تو ایسے وقت آپ کی تشریف آوری کو نعمت عظمیٰ وغنیمت کبریٰ سمجھنا چاہیئے تاکہ تم (قیامت میں) یوں نہ کہنے لگو کہ (ہم دین کے باب میں کوتاہی کرنے میں اس لئے معذور ہیں کہ) ہمارے پاس کوئی (رسول جو کہ) بشیر اور نذیر (ہو جس سے ہم کو دین کے باب میں صحیح علم تفصیلی کے ہوتا) نہیں آیا اور (پہلی شرائع ضائع ہو چکیں تھیں اس لئے ہم سے گویا یہاں ہوگئیں) سو (اب) کچھ کھواب عذر کی گنجائش نہیں رہی کیونکہ) تمہارے پاس بشیر اور نذیر (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آچکے ہیں (اب) مانو یا نہ مانو اس کو تم دیکھ لو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں (پس مدت تک رسولوں کا سلسلہ موقوف رہا اس پر بھی قادر تھے اور اب نیا رسول بھیجا یا اس پر بھی قادر ہیں کسی کا یہ شبہہ کہ جب سلسلہ موقوف ہوگیا اب کیا پیغمبر آتے اور اس بنا پر آپ کی رسالت کا انکار جہل محض ہے اس لئے کہ انبیاء ماضیین میں سے کسی پر نبوت کا ختم ہونا تو ثابت نہیں ہوا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیشین گوئیاں فرماتے رہے پھر آپ کی رسالت میں کون چیز مانع ہے)

ف عیسیٰ علیہ السلام کے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں جو زمانہ ہے وہ زمانہ فترت کا کہلاتا ہے امام بخاری نے حضرت سلمان فارسی سے روایت کیا ہے کہ یہ زمانہ چھ سو سال کا ہے اور اس درمیان میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوئے جیسا حدیث مشکوٰۃ میں ہے انا اولی الناس بعیسیٰ الی قولہ (لیس بینی وبینہ نبی متفق علیہ اور سورۂ یٰسین میں (جن رسولوں کا ذکر ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام کے فرستادہ تھے جن کو آپ نے اس قریہ میں بھیجا تھا اور حضرت خالد بن سنان عبسی کو جو بعض نے اس زمانہ میں کہا ہے تو روح میں شہاب کی تصحیح نقل کی ہے کہ وہ نبی تھے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قبل تھے اور بعض تواریخ میں جو مذکور ہے کہ ان کی صاحبزادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تھیں مراد اس سے بنت صلبی نہیں بلکہ بنت بواسطہ اور اس زمانہ مذکور کے قبل کبھی اتنا بڑا زمانہ انبیاء

النحو قولہ۔ علی فترۃ متعلق بجاء وکذا قولہ ان تقولوا اقولہ من الرسل صفتہ ای کائنۃ من الرسل ۱۲ الروایات فی الباب ورد وی (ای ابن اسحٰق) عنہ (ای عن ابن عباس) قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیہود الی الاسلام وحذرہم فیہ فابوا علیہ فقال لہم معاذ بن جبل وسعد بن عبادۃ یا معشر الیہود اتقوا اللہ فانکم لتعلمون انہ رسول اللہ لحقیقۃ الترجمہ لہ

اللہ لقد کنتم تذکرونہ لنا قبل مبعثہ وتصفونہ لنا بصفتہ فقال رافع بن حریملۃ ووہب بن یہود وما نعلم ہذا ما انزل اللہ من کتاب بعد موسیٰ ولا ارسل بشیرا ولا نذیرا بعدہ فانزل اللہ یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم الآیۃ ۱۲ قولہ فی قد جاءکم اشارۃ الی تقدیر المتوقع فی قدہ ۵ قولہ علی فترۃ ای بعد

یہ وقت یعنی اشارۃ الی تقدیر المتوقع فی قدہ ۵ قولہ علی فترۃ ای بعد الارسال والانقطاع ۱۲ ۳ قولہ فی ما جاءنا فاعلم مع التنبیہ والعلم مرتب علی مجیئی الرسول والتنبیہ علی صفتہ کونہ بشیرا و نذیرا ۱۲ ۴ قولہ فی فقد جاءکم عذرکم الخ اشارۃ الی تقدیر لام الکلام ہکذا علی حین فترۃ کقولہ علی ملک سلیمان ۱۲ ۵ قولہ فالاسناد فی ارسلنا مجازی ۱۲ ۱۲ ۶ یہ عبارت اس لئے بڑھائی کہ مقصود آیت سے احتمال ہے کہ سوء کا آنا تمہارے لئے نعمت ہے اور یہ دوسرا نعمت اس وقت ہو سکتا ہے کہ جب ان کو ضرورت تسلیم نہ ہو نبی کی جس کو علی فترۃ میں ظاہر کیا گیا ہے اور صرف فترۃ سے یہ ضرورت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ احتمال یہ ہے کہ اگرچہ انقطاع سلسلہ کا ہو جاوے، لیکن ممکن ہے کہ شرائع ان کے باقی رہے پھر کیا ضرورت ہوگی تو اس عبارت سے علی فترۃ کا مقصود ظاہر ہوگیا ۱۲ تنبیہ ۷ اس کو بڑھا کر یہ بتلا دیا کہ ما جاءنا من بشیر ولا نذیر کہنا عذر کے لئے کافی نہیں کیونکہ اگر شرائع باقی ہوں تو عدم مجیٔ کی مضر ہے بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ پہلی شرائع محفوظ ہوں ۱۲ تنبیہ ۸ اس آیت کے بڑھانے سے الخ علی کل شیٔ کا ربط اور مقصود ظاہر ہوگیا کہ قدرت علی ارسال الرسل والانقطاع ۱۲

سے خالی نہیں ہوا کذا نقلوا واللہ اعلم فقط اور یہاں ایک سوال ہے وہ یہ کہ اہل کتاب کے پاس تو اس زمانہ فترت میں بھی توریت وانجیل موجود تھی اور وہی ان کی شریعت تھی پھر اہل کتاب کے اس قول کی نوبت آنے کا کیونکر احتمال ہے مَاجَآءَنَا مِنْ بَشِیْرٍ وَّلَا نَذِیْرٍ جواب یہ ہے کہ حسب تحریر اظہار الحق مولانا رحمۃ اللہ صاحب ومقدمہ صاحب تفسیر حقانی علماء محققین کی نقل سے یہ بات ثابت ہے کہ اصلی توریت وانجیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے قبل گم ہو چکی تھیں اور اس وقت جس کا نام توریت وانجیل تھا وہ مجموعہ تھا روایات صحیحہ اور کاذبہ کا اور ظاہر ہے کہ غیر شریعت پر عمل کرنے سے شریعت کے اصلی احکام ادا نہیں ہوتے اور خواہ علماء اہل کتاب اس امر کو مانتے ہوں یا نہ مانتے ہوں لیکن آخرت میں تو بلاشبہہ عام طور پر ظاہر ہو جاتا کہ ہم اصلی شریعت کے عامل نہ تھے اس وقت اپنی اس غلط کاری اور اس ترک عمل کا ثمرہ کہ مراتب کمال سے حرمان ہے معائنہ کر کے عذر میں یہ قول پیش کر سکتے تھے گو قواعد شرعیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے امور میں دار وگیر نہ ہوتی کہ جس کے علم پر انسان قادر نہ ہو اور اسی لئے امید ہے کہ قبل بعثت محمدیہ جو اہل کتاب اپنی شریعت موجودہ پر بہ گمان صحت عامل تھے ان کو نجات ہو جاوے اور مضامین شرکیہ وکفریہ اس سے اس لئے خارج ہیں کہ ان پر گمان صحت کی گنجائش نہیں مگر جب آپ مبعوث ہو چکے اور احکام دوسری شریعت کے واجب ہو گئے اب ترک کرنا شریعت کا باوجود قدرت کے ہوا اس لئے عذر کی گنجائش نہ رہی اور اس شریعت کی حفاظت کا وعدہ خود قرآن وحدیث میں منصوص ہے حوادث سے کبھی اس میں اختلال نہ آوے گا اس لئے اب جدید نبی کی ضرورت نہیں اور اگر شبہہ ہو کہ جو لوگ زمانہ فترت میں مر گئے گو ان کو نجات ہو مگر وہ یہ قول کہہ سکتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ اصل میں اس مضمون سے مقصود امتنان ہے جیسا کہ احقر کے اس جملہ میں اس کو ظاہر بھی کر دیا گیا ہے کہ آپ کی تشریف آوری کو الخ اور اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ نعمت عظمیٰ جس کو چاہیں دیں البتہ عذاب بدون ارسال رُسل نہیں ہوتا۔ ربط۔ اوپر یہود ونصاریٰ کی عہد شکنی کا بیان تھا آگے خاص یہود کی ایک عہد شکنی کا قصہ مذکور ہے کہ انہوں نے جہاد سے کہ فرض تھا انکار کیا اور فرض کے ترک یا انکار میں ظاہر ہے کہ عہد ملتزم کا نقض ہے اور یہ قصہ اس طرح ہوا کہ جب فرعون کے غرق ہونے کے بعد بنی اسرائیل اس کی سلطنت اور املاک پر بفراغ خاطر قابض ہو گئے تو اللہ کو منظور ہوا کہ ان کا آبائی وطن ملک شام جہاں ابراہیم علیہ السلام اوّل ہجرت فرما کر آ رہے تھے ان کو دیں اور وہاں قوم عمالقہ کی حکومت تھی اس لئے ان سے جہاد کرنے کا ان کو حکم ہوا اور یہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ بارادۂ جہاد شام کی طرف چلے جب قریب پہونچے ان ہی بارہ سرداروں کو جن کا ذکر اوپر کے رکوع کے شروع میں آیا ہے تحقیق حال کے لئے جاسوسی کے طور پر وہاں بھیجا عمالقہ نہایت تنومند اور زور آور دکھائی دیئے سب نے باہم عہد کیا کہ اس کا اظہار لشکر میں چل کر نہ کرنا چاہیئے مگر بجز دو شخصوں کے جن میں ایک کا نام یوشع بن نون اور دوسرے کا کالب بن یوفنا تھا کہ وہ تو اس عہد پر ثابت رہے باقی سب نے یہاں واپس آ کر ان کو ڈرا دیا ان کی ہمتیں ہار گئیں اور مصر کو واپس جانے کا ارادہ کیا اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا اور جو کچھ انہوں نے جواب دیا اور جو نتیجہ ہوا اس کا تذکرہ ان آیات میں ہے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ

اور وہ وقت بھی ذکر کے قابل ہے جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کے انعام کو جو کہ تم پر ہوا ہے یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ نے تم میں

فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ

بہت سے پیغمبر بنائے اور تم کو صاحب ملک بنایا اور تم کو وہ چیزیں دیں جو دنیا جہان والوں میں سے کسی کو

الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ

نہیں دیں ۔ اے میری قوم اس متبرک ملک میں داخل ہو کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حصہ میں لکھدیا ہے

لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝

اور پیچھے واپس مت چلو کہ پھر بالکل خسارے میں پڑ جاؤ گے ۔

قصہ مکالمت موسیٰ علیہ السلام وبنی اسرائیل درباب جہاد وباعما القصہ۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ الٰی قولہ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ اور وہ وقت بھی ذکر کے قابل ہے جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم (یعنی بنی اسرائیل) سے

(اول ترغیب[ع] جہاد کی تمہید میں یہ) فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کے انعام کو جو کہ تم پر ہوا ہے یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ نے تم میں بہت سے پیغمبر بنائے (جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام اور خود حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام وغیرہم اور کسی قوم میں پیغمبروں کا ہونا ان کا دنیوی اور دینی شرف ہے یہ تو نعمت معنوی دی) اور (جسی) نعمت یہ دی کہ تم کو صاحب[ف۱] ملک بنایا (چنانچہ فرعون کے ملک پر ابھی قابض ہو چکے ہو) اور تم کو (بعض[ف۲] بعض) وہ چیزیں دیں جو دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیں (جیسا دریا میں رستہ دینا دشمن کو عجیب طور پر غرق کرنا جس کے بعد دفعۃً غایت ذلت وزحمت سے نہایت رفعت وراحت پر پہونچ گئے) یعنی اس میں تم کو خاص امتیاز[ف۳] دیا پھر اس تمہید کے بعد اصلی مقصود کے ساتھ خطاب فرمایا کہ (اے میری قوم (ان نعمتوں اور احسانوں کا مقتضا یہ ہے کہ تم کو جو اس جہاد کے متعلق حکم خداوندی ہوا ہے اس پر آمادہ رہو اور) اس متبرک ملک[ف۴] (یعنی شام کے دار الحکومت) میں (جہاں یہ عمالقہ حکمراں ہیں جہاد[ف۵] کے ارادہ سے) داخل ہو کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حصہ[ف۶] میں لکھدیا ہے (اس[ف۷] لئے قصد کرنے ہی فتح ہوگی) اور پیچھے[ف۸] (وطن کی طرف) واپس مت چلو کہ پھر بالکل خسارے میں پڑ جاؤ گے (دنیا میں بھی کہ تو سیع ملک سے محروم رہو گے اور آخرت میں کہ ترک فریضہ جہاد سے گنہگار

اللغات قولہ۔ جبارین فی الکبیر فعال من جبرہ علی الامر یعنی اجبرہ علیہ وھو العاتی الذی یجبر الناس علی ما یرید وھذا اختیار الفراء والزجاج ۱۲ منہ قولہ ابدا تفسیر لما وما بعدھا ۱۲ منہ **ملحقات الترجمہ** ف۱ قولہ فی ملوکا ای صاحب ملک لان اہل العرف یسمون الملک الی القوم جمیعا بخلاف النبوۃ فانہم یکونون واحدا من القوم الا بعد ان القوم انبیاء فلذا غایروا بین العنوانین حیث قال فی الانبیاء فیکم وفی الملوک یجعلکم بذا من افادات استاذی مولانا محمد یعقوب النانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ ف۲ قولہ توضیح انکم خاص انبیاء فلا یلزم الفضل الکلی ولا الافضل الدینی ۱۲ منہ ف۳ قولہ فی المقدسۃ متبرک وجود اکثر الانبیاء فیہا ولذا سمیت مقدسۃ وعلم بیان کون ارض سکنا للعصاۃ لایزیل تقدسہا السابق ۱۲ منہ ف۴ قولہ فی کتب حصۃ فالکتب الکونی ۱۲ منہ ف۵ قولہ فی فتنقلبوا الی من الی طرف ہوا سہل التفاسیر اقرب من حالہم ۱۲ منہ ع۵ یعنی لفظ اذکروا مقدر کے متعلق ہے ۱۲ منہ ع۶ یہ ایک شبہہ کا جواب ہے شبہہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو جہاد کے لئے چلے تھے چاہیئے تھا کہ اول اس کا حکم فرماتے مگر اس کو چھوڑ کر دوسری باتیں فرمانے لگے مصنف سلمہ کی اس تقریر سے یہ شبہہ زائل ہو گیا کیونکہ یہ باتیں بھی جہاد کے متعلقات سے ہیں ۱۲ منہ ع۷ حضرت مولانا نے عالم یوت میں ماکو عام مخصوص البعض لیا ہے اور عالمین کو عام لیا ہے سارے جہان کو اور اس تقریر سے فضیلت دینی کا شبہہ جاتا رہا ۱۲ تبیان للعبد یہ عبارت ہے

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ یٰقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم الخ فیہ ان کون شخص من بیت اھل اللہ من النعم التی یجب الشکر علیہا لما فیہ عن تسمیۃ الدین علیہ نعما لا یجوز الفاخر علیہ والعجب بہ قولہ تعالیٰ ولا ترتدوا الخ فیہ ان المعصیۃ قد تفضی الی الخسارۃ العاجلۃ۔ ترجمہ قولہ تعالیٰ۔ یٰقوم اذکروا الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کا اہل اللہ کے خاندان سے ہونا بھی ایک نعمت ہے جس پر شکر واجب ہے کیونکہ اس تعلق سے اس پر دین سہل ہو جاتا ہے البتہ اس پر فخر وعجب جائز نہیں قولہ تعالیٰ ولا ترتدوا الخ اس سے معلوم ہوا کہ معصیت سے کبھی دنیوی مضرتیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں پڑھکر بتلا دیا کہ جہاد سے مراد مطلق دخول نہیں ہے بلکہ جہاد کرنے کی غرض سے داخل ہونا مراد ہے ۱۲ تبیان ف۵ کیونکہ جب تکوینی طور پر وہ تمہارے ہی لئے ہے تو صرف تمہارے ہاتھ پاؤں ہلانے کی دیر ہے نیز یہ بھی بتلا دیا کہ کتب اللہ لکم فرمانے سے بنی اسرائیل کی ہمت بڑھانا ہے کہ دشمن ہے بلا دیں وہ مقام تم کو ضرور ملے گا اور تم بہت جلد غالب آؤ گے ۱۲ تبیان

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۚ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا

کہنے لگے اے موسیٰ وہاں تو بڑے بڑے زبردست آدمی ہیں۔ اور ہم تو وہاں ہرگز قدم نہ رکھیں گے جب تک کہ وہ وہاں سے نہ نکل

مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ

جائیں۔ ہاں اگر وہ وہاں سے کہیں اور چلے جاویں تو ہم بے شک جانے کو تیار ہیں۔ ان دو شخصوں نے جو کہ ڈرنے والوں میں

يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ

سے تھے۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا تھا کہا کہ تم ان پر دروازہ تک تو چلو سو جس وقت تم دروازہ میں

فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا

رکھو گے اسی وقت غالب آجاؤ گے۔ اور اللہ پر نظر رکھو اگر تم ایمان رکھتے ہو کہنے لگے

يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ

موسیٰ ہم تو ہرگز کبھی بھی وہاں قدم نہ رکھیں گے جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں۔ تو آپ اور

رَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝

آپ کے اللہ میاں چلے جائیے اور دونوں لڑ بھڑ لیجئے۔ ہم تو یہاں سے سرکتے نہیں۔

ہو گے قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ الی قولہ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ کہنے لگے اے موسیٰ وہاں تو بڑے بڑے زبردست آدمی (رہتے) ہیں اور ہم تو وہاں ہرگز قدم نہ رکھیں گے جب تک کہ وہ (کسی طرح) وہاں سے نہ نکل جائیں ہاں اگر وہ وہاں سے کہیں اور چلے جاویں تو ہم بے شک جانے کو تیار ہیں (موسیٰ علیہ السلام کی تائید قول کے لئے) ان دو شخصوں نے (بھی) جو کہ (اللہ سے) ڈرنے والوں (یعنی متقیوں) میں سے تھے (اور) جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا تھا (کہ اپنے عہد پر ثابت رہے تھے ان کم ہمتوں کو سمجھانے کے طور پر) کہا کہ تم ان پر (چڑھائی کر کے اس شہر کے) دروازے تک تو چلو سو جس وقت تم دروازے میں قدم رکھو گے اسی وقت غالب آجاؤ گے (مطلب یہ کہ جلدی فتح ہو جاوے گا خواہ تو رعب سے بھاگ جائیں یا تھوڑی ہی مقابلہ کرنا پڑے) اور اللہ پر نظر رکھو اگر تم ایمان رکھتے ہو (یعنی ان کی تنومندی پر نظر مت کرو مگر ان لوگوں پر فہمائش کا اصلاً اثر نہ ہوا بلکہ ان دو بزرگوں کو تو انہوں نے قابل خطاب بھی نہ سمجھا بلکہ موسیٰ علیہ السلام سے نہایت لاابالی پن اور گستاخی کے ساتھ) کہنے لگے کہ اے موسیٰ ہم تو ایک بات کہہ چکے کہ ہم ہرگز کبھی بھی وہاں قدم نہ رکھیں گے جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں (اگر ایسا ہی لڑنا ضرور ہے) تو آپ اور آپ کے اللہ میاں چلے جائیے اور دونوں (جا کر) لڑ بھڑ لیجئے ہم تو یہاں سے سرکتے نہیں

ف سے خطاب کرنے سے اس کی کیا وجہ پس وجہ بتلا دی کہ ان کو قابل خطاب نہ سمجھ کر ادھر متوجہ ہوئے ۱۲ ف یہ عبارت اس لئے بڑھائی گئی ہے کہ اس کو ذہب کہنے سے حضرت موسیٰ کو ذہاب کی فرمائش کرنا مستقلاً مقصود نہ تھا بلکہ ذہب کا ایک شرط کے ساتھ تعلق ہے کہ اگر آپ کے قول کے موافق لڑنا ضرور ہی ہے تو اس کی یہ صورت ہے ۱۲ تبیان

ملحقات الترجمہ

لے قولہ فی افادۃ الخلود تیار اشارۃ الی ان النہی فانما ترید بعدہ ذلک الدخول لان الدخول لایداں یکون مسبوقا بالارادۃ ۱۲ ۲ قولہ فی انکم غالبون مطلب الخ فنفیہ مجاز ومبالغۃ قالوہ نظرا الی قولہ کتب اللہ لکم وقولہ فتغلبوا خاسرین لامرتب علی الاخذ والمستلزم لنفی الخسران بوجاہد واو القتل الفاشی فی قوم نوع من خسرانہم فاذا انتفی ثبت ضدہ المغرید وہو القتل الفاشی سواء لم یقع القتل او وقع لکن قلیلا فافہم ۱۲ ۳ قولہ فی قاعدون سرکے تنبیل اشارۃ الی ان ہذا القعود من الجبناء لا القعود اللغوی ۱۲ ۴ اس سے فان رجعلا کا ربط قبل سے ظاہر ہو گیا ۱۲ تبیان ۵ انعام و فضل کا بیان کر دیا کہ وہ انعام یہ تھا ۱۲ تبیان ۶ اس عبارت سے ایک شبہہ بجانا رہا شبہہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو بنی اسرائیل کو شہر میں داخل ہونے کا حکم کیا تھا اور ان دونوں حضرات نے دروازہ تک جانے کا حکم کیا تو اس سے حضرت موسیٰ کی تائید کہاں ہوئی مولانا کی اس تقریر سے اس شبہہ کا ازالہ ہو گیا یعنی مقصود ان حضرات کا وہی تھا جو موسیٰ علیہ السلام کا تھا مگر فہم الباب اس لئے فرمایا کہ یہ لوگ کچھ تو ہمت کریں ۱۲ تبیان ۷ یہ عبارت اس لئے اس پر بڑھائی گئی ہے کہ اس موقعہ پر خطاب تو ان دو مخصوص نے کیا تھا اور بنی اسرائیل ان کو چھوڑ کر حضرت موسیٰ

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ

موسیٰ دعا کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار اپنی جان اور اپنے بھائی پر البتہ اختیار رکھتا ہوں سو آپ ہم دونوں کے اور اس بے حکم قوم کے

الْفٰسِقِیْنَ ○ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۚ یَتِیْهُوْنَ

درمیان فیصلہ فرما دیجئے۔ ارشاد ہوا تو یہ ملک ان کے ہاتھ چالیس برس تک نہ لگے گا یوں ہی زمین میں

فِی الْاَرْضِ ؕ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ○ ع ۸

سرمارتے پھرتے رہیں گے سو آپ اس بے حکم قوم پر غم نہ کیجئے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ الی قولہ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ○ موسیٰ (علیہ السلام نہایت زچ اور پریشان ہوئے اور تنگ آکر) دعا کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار (میں کیا کرلوں ان پر کچھ بس نہیں چلتا ہاں) اپنی جان پر اور اپنے بھائی پر البتہ (ہاں) اختیار رکھتا ہوں سو آپ ہم دونوں (بھائیوں) کے اور اس بے حکم قوم کے درمیان (مناسب ع) فیصلہ فرما دیجئے (یعنی جس کی حالت کا جو مقتضا ہو ہر ایک کے لئے تجویز فرما دیجئے) ارشاد ہوا (بہتر) تو (ہم فیصلہ یہ کرتے ہیں کہ) یہ ملک ان کے ہاتھ چالیس برس تک نہ لگنے پائے گا اور گھر جانا بھی نصیب نہ ہوگا رستہ ہی نہ ملے گا یوں ہی (چالیس برس تک) زمین میں سرمارتے پھرتے رہیں گے (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو یہ فیصلہ سنا جس کا گمان نہ تھا خیال یہ تھا کہ کوئی معمولی تنبیہ ہو جاوے گی تو طبعاً متعجب ہونے لگے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ جب ان سرکشوں کے لئے ہم نے یہ تجویز کیا تو یہی مناسب ہے) سو آپ اس بے حکم قوم (کی اس حالت زار) پر (ذرا) غم نہ کیجئے ف۔ چنانچہ چالیس برس تک ایک محدود حصہ زمین میں حیران پریشان پھرا کئے حتیٰ کہ سب وہاں ہی ختم ہو چکے اس مدت میں جوان کے اولاد پیدا ہوئی ان کو رہائی حاصل ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان سے ذرا مدت پہلے حضرت ہارون علیہ السلام بھی اسی وادی میں جسے وادی تیہ کہتے ہیں انتقال فرما گئے اور حضرت یوشع جن کا ذکر اوپر آچکا پیغمبر ہوئے اور پھر ان کی معرفت اس نئی نسل بنی اسرائیل کو اس ملک کے فتح کا حکم ہوا چنانچہ سب نے ان کے ہمراہ ہو کر جہاد کیا اور فتح ہوئی اب یہاں چند سوال ہیں اوّل جب اس وادی تیہ میں رہنا سزا تھا تو موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام اس میں کیوں رکھے گئے خصوصاً دعائے فافرق کے بعد جواب یہ ہے کہ اصل عقوبت قلب کی تنگی اور پریشانی تھی اور یہ خاص بنی اسرائیل کے ساتھ تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام اس سے محفوظ تھے ان حضرات کا وہاں تشریف رکھنا قوم کی اصلاح و ہدایت کے لئے تھا جو کہ ان کا منصبی کام اور عین سرمایۂ راحت تھا جیسے دوزخ کے اندر دوزخیوں کا ہونا اور طور پر ہے اور ملائکہ عذاب کا ہونا اور طور پر دوسرا سوال یہ بات قیاس سے بعید ہے کہ دن میں سورج اور رات کو ستارے یہ علامات تو علوی ہیں اور خود زمین پر درخت اور پہاڑ وغیرہ علامات سفلی یہ علامات موجود ہوں اور پھر بنی اسرائیل ان نشانوں سے نکلنے کی راہ نہ پا سکیں اگر کسی ستارہ ہی کی سیدھ باندھ کر چلتے کبھی نہ کبھی نکل ہی جاتے جواب یہ ہے کہ کسی علامت کا علامت ہونا یہ موقوف ہے قوئ مدرکہ کے سلامت اور صحت پر جس میں امراض سے گاہ گاہ فتور آجانا شاہد ہے سو اگر قہر خداوندی سے یہ قوائے مدرکہ ماؤف ہو جائیں تو محل تعجب کیا ہے تیسرا سوال حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا میں اپنے اور اپنے بھائی کو مستثنیٰ فرمایا حالانکہ ان دونوں

لو شئتما لوجدتما کا جب کہنا بھی ثابت ہو تو اس کی یا ہیئت یہ کہا جاوے گا کہ ان حضرات کا رہنا بھی بطور معین اصلاح و ہدایت موسوی کے تھا نہ کہ اپنے مذاب کرنے کے لئے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قال رب انی لا املک الا نفسی و اخی الخ فیہ ان الشیخ تجوز لہ التصوف بالحکمۃ فی التعالیم لہ فی الدین کالتصوف فی نفسہ ھذا اکالعادۃ فی اھل الطریق ترجمہ قولہ تعالیٰ رب انی الخ کے بڑھانے سے معلوم ہوا کہ شیخ اپنے مخلص تابع میں وہی حاکمانہ تصرف کر سکتا ہے جو اپنے نفس میں کر سکتا ہے اور اہل طریق کی یہ عادت شائع ہے۔

تحقیقات الترجمہ

ف۱ قولہ فی عدم ہتہ تک نہ لگے گا فاخر القوم بکونہ الخ ف۲ قولہ قیل لا تاس مفہوم ہونے لگے دلیلہ مافی الدر المنثور اخرج ابن جریر عن السدی قال ان موسیٰ علیہ السلام غضب حین قال لہ القوم ما قالوا فدعا وکان ذلک مجلۃ منہ علیہ السلام مما ظہر لہم علیہم السلام فندم فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ فلا تاس علی القوم الفاسقین ع۸ اس سے معلوم ہوا یہ شبہ بعد ہائل ہو گیا کہ حضرت موسیٰ نے تو فافرق یعنی جدائی کی دعا کی تھی اور خدا تعالیٰ نے اجابت میں فرمایا انہا محرمۃ علیہم اور اس کا اجابت ہونا فانہا کی ف سے ظاہر ہے وجہ زوال شبہہ کی ظاہر ہے کہ امر فی کے معنی حکم جدائی کے ہیں نہ کہ جدائی کے جس کی تقریح مولانا سلمہ نے اس عبارت میں فرمائی کہ جس کی حالت کا جو مقتضا ہو الخ اب حکم پر انہا محرمۃ کا چسپاں ہونا ظاہر ہے ۱۲ مافیہ عبارت اس لئے بڑھائی گئی کہ ظاہراً انہا محرمۃ پر یتیہون کا مترتب نہیں ہوتا کیونکہ محرمۃ کا تحقق اس طرح بھی ممکن تھا کہ وہ لوگ اپنے گھروں کو واپس چلے جاتے مگر وہ ملک نصیب نہ ہوتا سو اس مقصد کے ملانے سے اب یہ شبہہ نہ رہا ۱۲ منہ عفی عنہ ع۸ اور اگر کسی ہدایت سے حضرت

دبزرگوں پر بھی بوجہان کے مطیع ہونے کے آپ کو اختیار حاصل تھا جواب یہ ہے کہ یہ کلام آپ نے تنگدلی میں فرمایا اور تنگدلی کے وقت کلام بھی لفظاً تنگ اور مختصر ہوتا ہے گو دلالۃ اس میں عموم اور توسیع ہو پس چونکہ وہ دونوں بزرگ بھی تابع تھے اس لئے معنی استثناء میں ان کو تبعاً داخل سمجھ لینا کافی ہے یا یوں کہا جاوے کہ چونکہ ان بارہ میں سے دس کی حالت خلاف توقع نامحمود پائی غایت رنج میں یہ احتمال ہوا گو بعید ہی سہی کہ گویہ اس وقت تو تابع مگر آیندہ عین وقت پر کیا بھروسہ اور یہ احتمال ہارون علیہ السلام میں اس لئے نہیں ہوسکتا کہ نبی کے لئے عصمت لازم ہے چوتھا سوال کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ کے جو لوگ مخاطب تھے ان کو تو وہ ملک نہیں بلا جو کہ تخلف وعدہ کو موہم ہے جواب یہ ہے کہ اگر لکم میں مخاطب خاص اشخاص کو کہا جاوے تو کتب اللہ مشروط تھا جہاد کے ساتھ فاذا فات الشرط فات المشروط اور اگر قوم کو مخاطب کہا جاوے تو ان کی اولاد بھی قوم میں داخل ہے اور ان کو وہ ملک عنایت ہوگیا پس تخلف وعدہ کسی صورت میں لازم نہیں آیا پانچواں سوال کہ وہ اشکال نہیں بلکہ تحقیق ہے یعنی بنی اسرائیل کا یہ قول فاذھب انت وربک الخ کفر ہے یا نہیں جواب یہ ہے کہ اگر تاویل نہ کی جاوے تو کفر ہے اور اگر تاویل سے کہا ہو کہ آپ لڑیے اور اللہ تعالیٰ مدد کریں اور مجازاً اس کو بھی ذہاب کہدیا تو کفر نہیں البتہ معصیت مخالفت امر کی ظاہر ہے اور ہر حال میں غالباً ان سے توبہ بھی کرائی ہوگی گو مذکور نہیں باقی اس شریعت کے قواعد و فروع جزئیہ کا پورا احاطہ نہیں کہ اس کے موافق کیا حکم ہوگا ربط اوپر منجملہ شنائع اہل کتاب کے ان کا یہ قول نقل فرمایا تھا نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ جن کا مقتدا انبیاء علیہم السلام کی اولاد میں ہونے پر فخر تھا اللہ تعالیٰ اس گھمنڈ کے توڑنے کے لئے آگے ہابیل وقابیل کا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کے صلبی بیٹے ہونے میں ان مدعیوں سے بڑھ کر تھے اور باہم دونوں برابر تھے مگر ان میں بھی مقبول وہی ہوا جو مطیع حکم رہا یعنی ہابیل اور دوسرے نے عدول حکمی کی مردود ہوگیا اور آدم کا بیٹا ہونا کچھ کام نہ آیا خلاصہ قصہ کا یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے جو لڑکا پیدا ہوتا اس کے ساتھ ایک لڑکی بھی پیدا ہوتی اسی طرح دوسرے بطن میں بھی ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوتی اور ایک بطن کا لڑکا دوسرے بطن کی لڑکی سے اور دوسرے بطن کا لڑکا پہلے بطن کی لڑکی سے بیاہ دیا جاتا آدم علیہ السلام کی شریعت میں حسب ضرورت وقت یہ افتراق بطون بمنزلہ افتراق نسب کے قرار دیا گیا تھا) اسی سلسلہ میں دو لڑکے پیدا ہوئے ایک کا نام ہابیل رکھا دوسرے کا نام قابیل اور دونوں کے ساتھ ایک ایک لڑکی پیدا ہوئی اور حسب معمول ہابیل کا نکاح قابیل کی بہن سے اور قابیل کا نکاح ہابیل کی بہن سے تجویز ہوا قابیل کی بہن زیادہ حسین تھی قابیل اس کا خواستگار ہوا حضرت آدم علیہ السلام نے سمجھایا مگر اس نے نہ مانا آخر آدم علیہ السلام نے قطع حجت کے لئے یہ فیصلہ فرمایا کہ دونوں اللہ کی نام کی کچھ نیاز کرو جس کی قبول ہو جاوے وہ اس اس کی رہی حضرت آدم علیہ السلام کو وحی سے کامل یقین تھا کہ ہابیل حق پر ہے اسی کی نیاز قبول ہوگی اس لئے یہ فیصلہ فرمایا تاکہ قابیل کو پھر بحث وتکرار کی گنجائش نہ رہے اور یہ مطلب نہ تھا کہ قابیل کے لئے اس عورت کے حلال ہونے کا احتمال تھا غرض دونوں نے اپنی اپنی نیاز حاضر کی ہابیل تو ایک عمدہ دنبہ لایا اور قابیل چند خوشے کسی غلہ کے لایا اور لاکر کہیں رکھدیا آسمان سے ایک آگ آئی اور ہابیل کی نیاز کو کھا گئی اس وقت یہی علامت قبولیت کی تھی جب قابیل اس فیصلہ میں بھی ہارا تو بقول ؎ چو حجت نہ ماند جفا جوئے را ؛ بپرخاش دریم کشد روئے را ؛ بے چارے ہابیل کی جان کا لاگو ہوا یہاں تک کہ اس کو قتل کر ڈالا لیکن یہ نہ سمجھ میں آیا کہ اس کی لاش کو کیونکر چھپاؤں کہ آدم علیہ السلام کو اطلاع نہ ہو یہاں تک کہ کوے کے ذریعہ سے اس کو دفن کا طریقہ بتلایا گیا اور اس وقت ہابیل کی عمر بیس سال تھی اخرجہ ابن جریر عن ابن مسعود وناس من الصحابۃ

؎ اس تقریر کے بعد علی الاطلاق ہر کافر ہونا بلا دلیل ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں بہن سے نکاح ہونا جائز تھا بلکہ بہن سے نکاح میں یہ بھی قید تھی کہ دوسرے بطن سے ہو پس یہ اخراج ایسا تھا جیسا آجکل خالہ کی لڑکی سے نکاح جائز ہے حالانکہ ماں کی لڑکی اور خالہ کی لڑکی میں چنداں فرق نہیں کیونکہ ثانی میں یہ دونوں ایک ہی ہو جاتی ہیں کہ دونوں کی ماں اس ایک ہی سے پیدا ہوئی ہیں ؛ تبیان

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ

اور آپ ان اہل کتاب کو آدم کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھکر سنایئے جبکہ دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی اور

مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ

ان میں سے ایک کی تو مقبول ہوگئی اور دوسرے کی مقبول نہ ہوئی وہ دوسرا کہنے لگا میں تجھکو ضرور قتل کروں گا

قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ

اس ایک نے جواب دیا کہ خدا تعالیٰ متقیوں ہی کا عمل قبول کرتے ہیں ۔ اگر تو مجھ پر میرے قتل کرنے کے لئے

يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ

دست درازی کرے گا تب بھی میں تجھ پر تیرے قتل کرنے کیلئے ہرگز دست درازی کرنے والا نہیں ۔

اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

میں تو خدائے پروردگار عالم سے ڈرتا ہوں ۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ کذا فی روح المعانی اگلی آیتوں میں اسی کا ذکر ہے قصہ ہابیل و قابیل وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ مدرا ای قولہ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان اہل کتاب کو حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا (یعنی ہابیل و قابیل کا) قصہ صحیح طور پر پڑھکر سنایئے (تاکہ ان کو انتساب بالصالحین کا گھمنڈ جاتا رہے جس کا یہ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ میں اظہار ہو رہا ہے اور وہ قصہ اس وقت ہوا تھا) جبکہ دونوں (اللہ تعالیٰ کے نام کی) ایک ایک نیاز پیش کی اور ان میں سے ایک کی (یعنی ہابیل کی) تو مقبول ہوگئی اور دوسرے کی (یعنی قابیل کی) مقبول نہ ہوئی (کیونکہ جس معاملہ کے فیصلہ کے لئے یہ نیاز چڑھائی گئی تھی اس میں ہابیل حق پر تھا اس کی نیاز قبول ہوگئی اور قابیل حق پر نہ تھا اس کی قبول نہ ہوئی ورنہ پھر فیصلہ نہ ہوتا بلکہ اور خلط و اشتباہ ہو جاتا جب) وہ دوسرا (یعنی قابیل اس میں بھی ہار اتو جھلا کر) کہنے لگا کہ میں تجھکو ضرور قتل کروں گا اس ایک نے (یعنی ہابیل نے) جواب دیا (کہ تیرا ہارنا تو تیری ہی ناحق پرستی کی وجہ سے ہے میری کیا خطا کیونکہ خدا تعالیٰ متقیوں ہی کا عمل قبول کرتے ہیں (میں نے تو تقویٰ اختیار کیا اور خدا کے حکم پر رہا خدائے تعالیٰ نے میری نیاز قبول کی تو نے تقویٰ کو چھوڑ دیا اور خدا کے حکم سے منہ موڑا تیری نیاز قبول نہیں کی سو اس میں تیری خطا ہے یا میری انصاف تو کر لیکن اگر پھر بھی تیرا یہی ارادہ ہے تو تو جان میں نے تو پختہ قصد کر لیا ہے کہ) اگر تو مجھ پر میرے قتل کرنے کے لئے دست درازی کرے گا تب بھی میں تجھ پر تیرے قتل کرنے کے لئے ہرگز دست درازی کرنے والا نہیں (کیونکہ) میں تو خدائے پروردگار عالم سے ڈرتا ہوں (کہ باوجود تیرے جواز قتل کا ظاہر ایک سبب موجود ہے یعنی یہ کہ تو مجھکو قتل کرنا چاہتا ہے مگر اس وجہ سے کہ یہ جواز اب تک کسی نص جزئی سے

اللغات قولہ قربانا وزنہ مع تعدیہ لما ذکر فی الاصل مصدر قولہ

تحقیقات الترجمہ ۱ قولہ فی اُتْلُ عَلَيْهِمْ اہل کتاب بکذا فی الدارک ۱۲ ۲ قولہ فی بالحق یعنی صحیح طور پر تقدیرہ متلبسا بالحق ۱۲ ۳ قولہ فی اذ اس وقت اشارہ الی کون اذ معمولا لنبا لکونہ مصدرا فی الاصل ۱۲ ۴ قولہ فی انی اخاف

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ انما یتقبل اللہ الخ فیہ اظہار کمالہ الدینی شکوا لانعمۃ۔ قولہ تعالیٰ۔ لئن بسطت الی یدک الخ لعل وجہ ترک قتل علی جواز القتل مدافعۃ کان ھذا الجواز مشتبھا فاحتاط ھابیل عن ارتکابہ بدل علی کون الحق (عن الشبہات حطلو ۱۲ ترجمہ قولہ تعالیٰ انما یقبل الخ اس میں دلالت ہے کہ اپنا کمال دینی ظاہر کرنا شکراً جائز ہے نہ فخراً ۱۲ قولہ تعالیٰ لئن بسطت الخ چونکہ اس وقت تک کوئی ایسی نص نہ تھی جس سے قتل مدافعۃ کی اجازت ہو اس لئے ہابیل نے اس کے ارتکاب سے احتیاط کی پس اس سے شبہات سے بچنے کا مطلوب ہونا ثابت ہوا ۱۲

لیکن کل واحد کے اعتبار سے ہے یہ نہیں کہ دونوں کی نیاز صرف ایک ہی چیز تھی ۱۲ تبیان ۵ اس لفظ کو بڑھا کر اس شبہہ کا جواب دیا ہے کہ خدا ہی نے نیاز قبول نہ کر کے قابیل کو ہرا دیا تو قابیل کا نذر قبول نہ ہونے میں کیا قصور و جرم ظاہر ہے کہ عدم قبول بوجہ ناحق پر ہونے کے ہوا پس اب وہ معذور نہیں سمجھا جا سکتا ۱۲ للعہ ۵ قولہ قال لاقتلنک کا ترتب ماقبل پر ظاہر فرمایا ہے ۱۲ تبیان ۵ قولہ مقصود یہ ہے کہ انما یتقبل اللہ سے مقصد جواب ہے اصل جواب یہ ہے کہ تیرا ہارنا از خود مقصود اس سے اپنا بے قصور ہونا ظاہر کرنا ہے جس کی

کیونکہ اشارۃ الی کون الجملۃ تعلیلا لما قبلہ وہذا التقریر احسن من کل ما یوجد فی التفاسیر ولا فخر ونقل الفخر عن مجاہد ان المدافعۃ لم تکن جائزۃ فی تلک الشریعۃ واللہ اعلم ۱۲ ۵ اس سے آیت کا ربط نجن ابناء اللہ سے ظاہر کرنا مقصود ہے کما مر ع الصنف ۱۲ تبیان ۵ لفظ لیک کو مکرر اس لئے کیا کہ یہ معلوم ہو جاوے کہ قربانا میں تنکیر افرادی

لو علت یہ بیان کی کہ انما یتقبل اللہ الخ ۱۲ تبیان ۵ یہ ظہار ربط لئن بسطت بما قبلہ ۱۲ تبیان

اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓءَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ

میں یوں چاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ اور اپنے گناہ سب اپنے سر پر رکھ لے پھر تو دوزخیوں میں شامل ہو جاوے۔ اور یہی سزا

جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ۝ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِیْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ

ہوتی ہے ظلم کرنے والوں کی سو اس کے جی نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا۔ پھر اسکو قتل کر ہی ڈالا۔ جس سے بڑا نقصان

الْخٰسِرِیْنَ ۝ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا یَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِیُرِیَهٗ كَیْفَ

اٹھانے والوں میں شامل ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کوّا بھیجا کہ وہ زمین کو کھود تا تھا تاکہ وہ اس کو تعلیم کر دے کہ

یُوَارِیْ سَوْاَةَ اَخِیْهِ ؕ

اپنے بھائی کی لاش کو کس طریقہ سے چھپا دے۔

مجھکو محقق نہیں ہوا اس لئے اس کے ارتکاب کو احتیاط کے خلاف سمجھتا ہوں اور اس شبہہ کی وجہ سے خدا سے ڈرتا ہوں اور یہ ہمت تجھ ہی کو ہے کہ باوجودیکہ میرے جواز قتل کا کوئی امر مقتضی نہیں بلکہ مانع موجود ہے لیکن پھر بھی خدا سے نہیں ڈرتا) اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓءَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِكَ (الی قولہ) كَیْفَ یُوَارِیْ سَوْاَةَ اَخِیْهِ میں یوں چاہتا ہوں کہ مجھ سے کوئی گناہ کا کام نہ ہو گو تو مجھ پر کتنا ہی ظلم کیوں نہ کرے جس سے کہ (تو میرے گناہ اور اپنے گناہ سب اپنے سر رکھ لے پھر تو دوزخیوں میں شامل ہو جاوے اور یہی سزا ہوتی ہے ظلم کرنے والوں کی سو (یہ باتیں تو پہلے ہی سے قتل کا ارادہ کر چکا تھا یہ جو سناکہ مدافعت بھی نہ کرے گا چاہیئے تو تھا کہ گداختہ ہو جاتا مگر بے فکر ہو کر (اور بھی) اس کے جی نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا (پھر) آخر اس کو قتل کر ہی ڈالا جس سے (کمبخت) بڑے نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو گیا دنیا میں تو یہ نقصان کہ اپنا قوت بازو و راحت روح گم کر بیٹھا اور آخرت میں یہ نقصان کہ سخت عذاب میں مبتلا ہو گا اب جب قتل سے فارغ ہوا تو اب حیران ہے کہ لاش کو کیا کروں جس سے یہ راز پوشیدہ رہے جب کچھ سمجھ میں نہ آیا تو (پھر آخر) اللہ تعالیٰ نے ایک کوّا (وہاں) بھیجا کہ وہ (چونچ اور پنجوں سے) زمین کو کھودتا تھا اور کھود کر ایک دوسرے کوّے کو کہ وہ مرا ہوا تھا اس گڈھے میں دھکیل کر اس پر مٹی ڈالتا تھا تاکہ وہ (کوّا) اس (قابیل) کو تعلیم کر دے کہ اپنے بھائی (ہابیل) کی لاش کو کس طریقے سے چھپا دے (قابیل یہ واقعہ

اللغات قولہ فطوعت فی الروح سہلت لہ ذو وسعۃ من طاع لہ المرفق اذا اتسع ۱۲ قولہ سوأۃ جسد المیت ۱۲

النحو قولہ سوء ۃ اخیہ الضمیر راجع الی القاتل لا الی الباحث کذا فی الروح و سرحت بہ فی الترجمۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ فطوعت لہ الام للتاکید والتبیین کما فی المنشرح لک ۱۲ قولہ من الخسرین لم یقل خاسر للمبالغۃ ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ هناك نہیں ڈرتا اشارۃ الی ان فی الجملۃ تقریضا باخیہ انہ لا یخاف ۱۲ ۲ قولہ فی انی ارید مجھ سے گناہ کا کام نہ ہو اشارۃ الی ان متعلق الارادۃ بالذات انما ہو عدم مفارقۃ اخیہ الذنب فلا یشکل ان ارادۃ کفر غیرہ او معصیتہ کیف تجاز و قریب منہ ما فی الخازن عن الزمخشری انہ لیس ذلک بحقیقۃ الارادۃ لکنہ لما علم انہ یقتلہ لا محالۃ و وطن نفسہ علی الاستسلام للقتل طلبا للثواب فکانہ صار مریدا مجازا وان لم یکن مریدا حقیقۃ ۱۲ ۳ قولہ فی تبوء سر رکھ لے فیہ مراعاۃ للغۃ فان معنی تلزم و ترجع و فی المدارک تحمل ۱۲ ۴ قولہ فی فطوعت مگر بے فکر ہو کر و بہذا المعنی صح ترتب التطوع علی مقالۃ ہابیل والا فارادۃ محقق من قبل ۱۲ ۵ یہاں یہ شبہہ ہوتا ہے کہ تطویع نفس تو قابیل میں پہلے سے تھی پھر ہابیل کے اس جواب پر طوعت کو بذریعہ فا کیسے مرتب فرمایا حاصل جواب یہ ہے کہ اس جواب سے بالکل بے دھڑک ہو گیا لہذا التفریع بہت صحیح ہے ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ فاصبح من الندمین لما ورد فی الحدیث کتب کل نفس علی قابیل الدال علی عدم نفع الندم ثبت بہ ان کل ندامۃ لا یکون توبۃ وانما التوبۃ ندم یکون بعدہ لعدم الاصرار والانکسار واھتمام التدارک۔ ترجمہ قولہ تعالیٰ فاصبح من الندمین بحدیث سے ہر خون ناحق کا قابیل پر بھی لکھا جانا معلوم ہوتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ ندامت نافع نہیں ہوئی تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر ندامت توبہ نہیں بلکہ وہی ندامت توبہ ہے جس کے بعد عذر نہ کیا اور تدارک کا اہتمام ہو

قَالَ يٰوَيْلَتٰى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ

کہنے لگا افسوس میری حالت پر کیا میں اس سے بھی گیا گذرا کہ اس کوّے ہی کے برابر ہونا اور اپنے بھائی کی

سَوْاٰةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝ ۳۱

لاش کو چھپا دیتا ۔ سو بڑا شرمندہ ہوا

دیکھکر اپنے جی میں بڑا ذلیل ہوا کہ مجھکو کوّے کے برابر بھی فہم نہیں اور غایت حسرت سے) قَالَ يٰوَيْلَتٰى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْاٰةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝ کہنے لگا کہ افسوس میری حالت پر کیا میں اس سے بھی گیا گذرا کہ اس کوّے ہی کے برابر ہوتا اور اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا سو اس بدحالی پر بڑا شرمندہ ہوا **اف** شروع قصہ کی سند تو تمہید میں مذکور ہے اور کوّے کے کھودنے کی حکایت بطریق مذکور عبد بن حمید اور ابن جریر نے عطیہ سے نقل کی ہے ہکذا فی الروح اور تتمہ قصہ کا نعیم بن حماد نے عبدالرحمن بن فضالہ سے نقل کیا ہے کہ اس کے بعد قابیل کی عقل مسخ ہوگئی اور دل اس کا قابو میں نہ رہا مغبوط الحواس ہوگیا اسی بدحواسی اور پریشانی میں مرگیا ہکذا فی الروح یہ حالت بھی خسران دنیا میں داخل ہوسکتی ہے اور خسران آخرت کا ذکر حدیث صحیحین میں ابن مسعودؓ سے اس طرح آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت تک جتنے خون ناحق ہوتے ہیں قاتل کے برابر اس کا گناہ اس (قابیل) کے نامۂ اعمال میں بھی بوجہ اس کے بانی قتل ہونے کے لکھا جاتا ہے آھ پس یہ آخرت کا خسران بھی مضاعف ہوا اور اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ میں جس مسئلہ کی تقریر کی گئی اس کے متعلق اس شریعت میں حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس کو قتل کرنا چاہے اور یہ شخص قرائن قویہ سے سمجھے کہ میں بدون اس کے کہ اس کو قتل کردوں بچ نہیں سکتا تو اس کو قتل کردینا جائز ہے اور اگر اس حبیس بیس میں یہ مارا گیا تو شہید ہوگا اور اگر یہ مدافعت نہ کرے بلکہ بے ہاتھ پاؤں ہلائے مارا جاوے تب بھی جائز ہے بلکہ بعض احادیث سے کہ ابوداؤد و ترمذی میں مروی ہیں اس کا افضل ہونا ثابت ہوتا ہے یہ سب مضامین احادیث میں ہیں البتہ جہاں انتقام و مدافعت میں اسلامی ضرورت و مصلحت ہو وہاں مدافعت و انتقام واجب ہے جیسے کافروں اور باغیوں سے قتال کرنا حدود و قصاص جاری کرنا اور اس تقریر سے تمام نصوص و دلائل جمع ہوجاتے ہیں اور بابیل نے جو اپنے کو متقیوں میں داخل کہا تفاخراً نہیں بلکہ بطور تحدث بالنعمۃ کے بضرورت سبب قبول بتلانے کے اور یہ جو کہا کہ میرا گناہ بھی تیرے ہی اوپر رہے سو وجہ اس کی وہ ہے کہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ قیامت کے روز مظلوم کے گناہ ظالم پر ڈالے جاویں گے کہ اس کا عذاب شدید اور مظلوم کا ہلکا ہوجاوے اور کسی روایت میں قابیل کے کفر و ایمان کے متعلق مصرحاً نظر سے نہیں گذرا لیکن روح المعانی تفسیر سورۂ حٰمٓ السجدۃ تحت آیت رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنِا الخ کے لکھا ہے کہ قابیل مومن عاصی ہے واللہ اعلم اور آخرت میں جو اس کی ندامت مذکور ہے یہ ندامت بقول مفسرین قتل پر نہیں تاکہ توبہ کا شبہہ ہو بلکہ قتل پر جو مضرتیں مرتب نظر آئیں جیسے نعش کے دفن میں حیران رہنا اور کوّے کی تعلیم کا محتاج ہونا اور بدحواس ہوجانا یا بعض مفسرین نے لکھا ہے بدن سیاہ ہوجانا اور آدم علیہ السلام کا ناراض ہوجانا اس پر نادم ہوا حقر کہتا ہے کہ اگر قتل ہی پر ندامت ہو تب بھی شبہہ توبہ کا نہیں ہوسکتا کیونکہ ہر ندامت توبہ نہیں بلکہ جس ندامت کے بعد معذرت و انکسار و فکر

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

البلاغۃ قولہ یٰوَيْلَتٰى وہ بلیۃ کا اویل الہلکۃ کان المتحسر ینادی ہلاکہ ویطلب حضورہ والالف بدل من یاء المتکلم کذا فی الروح و فی ترجمۃ اشرت الی ہذا الایدال یعنی میری

ملحقات الترجمہ

۱؎ قولہ فی ف للتعقیب انتہی قیامت کے روز ہذا احسن التفاسیر و ابعد ہا من التکلف و ما رأیتہ منقولا ۱۲

۲؎ یہ اس لئے بڑھایا کہ اظہار ندامت جو مدلول قال یویلتی کا موقوف ہے اول دل میں ندامت پیدا ہونے پر اس لئے اس کو کالمقدر مانا جاویگا ۱۲ تبیان

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا

اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھدیا کہ جو شخص کسی شخص کو بلا معاوضہ دوسرے

بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ

شخص کے یا بدون کسی فساد کے جو زمین میں اس سے پھیلا ہو قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔

وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ

اور جو شخص کسی شخص کو بچا لیوے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو بچا لیا۔

تدارک بھی ہو اور یہ ندامت طبعی تھی جو محض عقل کے اقتضاء سے پیدا ہو جاتی ہے اس میں شرع اور تقویٰ کا کچھ دخل نہیں ربط قصہ مذکور کا ایک جزو تو وہ تھا جس کے اعتبار سے وہ ماقبل کی دلیل ہے جس کی تقریر تمہید قصہ میں مذکور ہو چکی ہے کہ انتساب پر قناعت کر لینا بے ہودہ بات ہے قابیل کو اس کا انتساب کچھ کام نہ آیا اور ایک جزو اس کا یہ بھی ہے کہ بے خطا قتل کرنا نہایت امر شنیع ہے جس سے قابیل کیسے خسران در خسران میں پڑ گیا اس جزو کے اعتبار سے اس پر مابعد کے ایک مضمون کو متفرع فرماتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ چونکہ ناحق قتل کرنا نہایت مضر چیز ہے اس لئے ہم نے اس کی ممانعت شرائع میں جس میں بنی اسرائیل کی شریعت بھی داخل ہے جن کا اوپر سے ذکر چلا آرہا ہے اور آگے بھی عنقریب وہ عود کرے گا بہت اہتمام سے فرمائی اخبار از تشدید قتل حرام مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ الی قولہ فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا اسی (واقعہ کی) وجہ سے (جس سے قتل ناحق کے مفاسد ثابت ہوتے ہیں) ہم نے (تمام مکلفین پر عموماً اور) بنی اسرائیل پر (خصوصاً) یہ (حکم) لکھدیا (یعنی مقرر کر دیا) کہ (قتل ناحق اشد کبائر گناہ ہے کہ) جو شخص کسی شخص کو بلا معاوضہ دوسرے شخص کے (جو ناحق مقتول ہوا ہو) یا بدون کسی (شرعی) فساد کے جو زمین میں اس سے پھیلا ہو (خواہ مخواہ) قتل کر ڈالے تو (اس کو بعض اعتبار سے ایسا گناہ ہوگا کہ) گویا اس نے تمام آدمیوں کو قتل کر ڈالا (وہ بعض اعتبار یہ ہے کہ اس نے گناہ پر جرأت کی خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی خدائے تعالیٰ اس سے ناراض ہوئے دنیا میں مستحق قصاص ہوا آخرت میں مستحق دوزخ ہوا یہ امور ایک کے اور ہزار کے قتل کرنے میں مشترک ہیں گو شدت و اشدیت کا تفاوت ہو اور یہ دو قیدیں اس لئے لگائیں کہ قصاص میں قتل کرنا جائز ہے اسی طرح دوسرے اسباب جواز قتل سے بھی جس میں قطع طریق جو آگے مذکور ہے اور کفر حربی جس کا ذکر احکام جہاد میں آچکا ہے سب داخل ہے قتل کرنا جائز بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے) اور یہ بھی لکھدیا تھا کہ جیسا ناحق قتل کرنا گناہ عظیم ہے اسی طرح کسی کو غیر واجب سے بچا لینا اس میں ثواب بھی ایسا ہی عظیم ہے کہ) جو شخص کسی کو بچا لیوے تو اس کو ایسا ثواب ملے گا کہ) گویا اس نے تمام آدمیوں کو بچا لیا (غیر واجب کی قید اس لئے لگائی کہ جس شخص کا قتل شرعاً واجب ہو اس کی امداد یا شفاعت حرام ہے اور

اللغات فی الامر وجع الاجل فی الاصل الجنایۃ یقال جل علیہم شرا اذا جنی علیہم ثم استعمل فی تعلیل الجنایات ثم اتسع فیہ فاستعمل لکل سبب آہ **فائدۃ بدیعۃ** وعلی ھذا اللام فی الناس علی العہد ویرادبہ الناس الذین صار قتل ہذہ النفس المقتولۃ او البقاء سببا لتعلیمہم والبقاء ہم خاصۃ کان توجیہ الکلام اظہر لان من سن سنۃ حسنۃ فعلیہ وزرہا ومثل اوزار من عمل بہا وکذلک من سن سنۃ سیئۃ فلہ وزرہ ووزر من عمل بہا کما فی الحدیث ۱۲ **تحقیقات الترجمۃ** ۱؎ قولہ فی اجل اسی وجہ سے جملہ متعلقا بکتبنا

؎ وبعضہم جعلہ معمولا لما قبلہ ویکون کتبنا استینافا ولکن التعلیل یکون مقصودا اھ منہ ۱۲

۲؎ قولہ فی بنی اسرائیل خصوصا اشارۃ الی ان تخصیصہم باعتبار کرامہم فی المقام وکونہم اکثر جرأۃ علی القتل حتی قتلوا الانبیاء ۱۲

۳؎ قولہ فی نفسا شخصا اشارۃ الی ان المراد بالنفس الانسانیۃ لا غیر ۱۲

۴؎ قولہ فی بغیر بلا معاوضہ اشارۃ الی ان المقابلۃ ۱۲

۵؎ قولہ فی احیاھا بچا لیا اشارۃ الی ان الاحیاء مجازی واللہ احیا بارادۃ بقاء الحیوۃ ۱۲

۶؎ اس سے من احیاہا کا عطف من قتل پر ظاہر کر کے یہ بتلا دیا کہ یہ بھی کتبنا کا معمول اور من اجل ذلک کی علت سے معلل ہے اور چونکہ من اجل ذلک کو ظاہر اس قتل نفسا میں تو دخل ہے لیکن من احیاہا میں نہیں اس لئے مقدر تعلیل کو اس عبارت سے ظاہر کیا کہ اور اس مضمون احیاء کے کہنے سے بھی ۱۲ تبیان

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ

اور بنی اسرائیل کے پاس ہمارے بہت سے پیغمبر بھی دلائل واضحہ لے کر آئے پھر اس کے بعد بھی بہتیرے ان میں سے دنیا میں

ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ○

زیادتی کرنے والے ہی رہے۔

اور اس مضمون اخبار کے لکھنے سے بھی تشدید قتل کی ظاہر ہوگئی کہ جب احیاء ایسا محمود ہے تو ضرور قتل مذموم ہوگا اس لئے اس کا ترتب وتسبب بھی بواسطہ عطف کے مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ پر صحیح ہوگیا) وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ○ اور بنی اسرائیل کے پاس (اس مضمون کے لکھدینے کے بعد) ہمارے بہت سے پیغمبر بھی دلائل واضحہ (نبوۃ کے) لے کر آئے (اور وقتاً فوقتاً اس مضمون کی تاکید کرتے رہے) مگر پھر اس (تاکید واہتمام) کے بعد بھی بہتیرے ان میں سے دنیا میں زیاتی کرنے والے ہی رہے (اور اُن پر کچھ اثر نہ ہوا حتیٰ کہ بعض نے خود ان انبیاء ہی کو قتل کردیا) ف اور بہتیرے اس لئے فرمایا کہ بعضے مطیع وفرمانبردار بھی تھے اور احیاء میں تشبیہ کو بعض وجوہ کے ساتھ مقید نہیں کیا گیا کیونکہ تضاعف حسنہ سے کوئی دلیل مانع نہیں اور تضاعف سیئہ کا شرعاً منفی ہے اور اگر یہ شبہہ ہو کہ پھر ایک کا بچانے والا اور ہزار کا بچانے والا چاہیئے برابر رہیں جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ دوسرے شخص کو جمیع ناس کے مضاعف عدد کا ثواب مل جاوے یا عمل حقیقی وعمل حکمی میں باوجود مساوات فی الکم کے کیفاً تفاوت ہو اوّل شخص کا عمل حقیقی ایک ہے دوسرے کے عمل حقیقی دو ہیں بہرحال برابری لازم نہیں آئی خوب سمجھ لو ربط اوپر قتل ناحق کی جو بلا معاوضہ کسی شخص کے قتل یا فساد فی الارض کے ہو شناعت وقباحت بیان فرمائی تھی آگے قتل اور اس کے توابع مثل قطع اطراف اور تعزیر کا جو کہ بالحق ہو یعنی بسبب فساد فی الارض وجنایت کے ہو مشروع اور مطلوب فی الشرع ہونا بیان فرماتے ہیں اس لئے اوّل قطاع الطریق کا حکم پھر سارق کا حکم مذکور ہوتا ہے اور اس کے درمیان اور مضمون بوجہ خاص مناسبت کے جس کی تقریر اس کی تمہید میں ہوگی لایا گیا ہے۔

بدء الآیۃ بلفظ الجزاء ۱۲ تبیان

البلاغۃ ۔ ولقد جآءتهم الخ فی الروح ولم یقل ارسلنا الیهم للتصریح بوصول الرسالۃ الیهم فلۃ اول علی تناهیهم فی العتو ثم للتراخی فی الرتبۃ والاستبعاد ولما کان اسرافهم فی اثر القتل مستزناً لتفریطهم فی شان الاحیاء وجوداً وعدماً وکان هذا قبیح الامرین واقطعهما اکتفی بذکره فی مقام التفنیح المسوق له الآتی و ذکر الارض مع ان الاسراف لایکون الا فیها للایذان بان اسرافهم لیس امراً مختصاً بهم بل انتشر شره فی الارض وسری الی غیرهم

ملحقات الترجمہ

عـ۵ اس عبارت سے لقد جآءتهم کا ربط ماقبل سے ظاہر ہوگیا۔ کما مر مع بقیۃ قولہ اور وقتاً فوقتاً اس کی تاکید الخ بیان

عـ۶ مفسرین نے اس موقعہ پر دو ربط لکھے ہیں ایک تو یہ کہ اوپر قتل ناحق کو بیان کیا تھا اس کی مناسبت سے یہاں بھی ایک قتل ناحق کو بیان کرتے ہیں جو قطاع طریق سے سرزد ہوا اور دوسرا وہ ربط ہے جو مولانا نے بیان کیا ہے وھو احسن کما یدل علیہ

إِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا

جو لوگ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے ہیں

أَنْ يُقَتَّلُوٓا أَوْ يُصَلَّبُوٓا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ

ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف جانب کے کاٹ دیئے جائیں یا

يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ

زمین پر سے نکال دیئے جائیں۔ یہ ان کے لئے دنیا میں سخت رسوائی ہے اور ان کو آخرت میں

عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

عذاب عظیم ہوگا۔

حکم یازدہم حد قطع طریق إِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّٰهَ الی قولہ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لڑتے ہیں اور (اس لڑنے کا مطلب[1] یہ ہے کہ) ملک میں فساد (یعنی بدامنی) پھیلاتے پھرتے ہیں (مراد اس[2] سے رہزنی یعنی ڈکیتی ہے ایسے شخص پر جس کو اللہ نے قانون شرعی سے جس کا اظہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہوا ہے امن دیا ہو یعنی مسلمان پر اور ذمی پر اور اسی لئے اس کو اللہ اور رسول سے لڑنا کہا گیا ہے کہ اس نے اللہ کے دیئے ہوئے امن کو توڑا اور چونکہ رسول کے ذریعہ سے اس کا ظہور ہوا اس لئے رسول کا تعلق بھی بڑھا دیا غرض جو لوگ ایسی حرکت کرتے ہیں) ان کی یہی سزا ہے کہ (ایک حالت میں تو) قتل کئے جاویں وہ حالت یہ ہے کہ ان رہزنوں نے کسی کو صرف قتل کیا ہو اور مال لینے کی نوبت نہ آئی ہو) یا اگر دوسری[3] حالت ہوئی ہو تو) سولی دیئے جاویں (یہ وہ حالت ہے کہ انہوں نے مال بھی لیا ہو اور قتل بھی کیا ہو) یا اگر تیسری حالت ہوئی ہو تو) ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے (یعنی داہنا ہاتھ[4] بایاں پاؤں) کاٹ دیئے جائیں (یہ وہ حالت ہے کہ صرف مال لیا قتل نہ کیا ہو) یا اگر چوتھی حالت ہوئی ہو تو) زمین پر (آزادانہ آباد رہنے) سے نکال کر (جیل[5] خانہ میں بھیج) دیئے جاویں (یہ وہ حالت ہے کہ نہ مال لیا ہو نہ قتل کیا ہو قصد کرنے کے بعد ہی گرفتار ہو گئے ہوں) یہ (سزائے مذکور تو) ان کے لئے دنیا میں سخت رسوائی اور ذلت ہے اور (رہا) آخرت میں (ان کو) عذاب عظیم ہوگا (سو الگ

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ انما جزاء الذین الخ سمی محاربۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ومحاربۃ اھل الشریعۃ وسالکی طریقۃ من المسلمین محاربۃ اللہ تعالیٰ فدل علی ان المعاملۃ مع اھل اللہ کالمعاملۃ مع اللہ تم ترجمہ قولہ تعالیٰ۔ انما جزاء الذین الخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور مسلمین کے ساتھ محاربہ کرنے کو محاربہ مع اللہ تعالیٰ فرمانے سے اس پر دلالت ہوئی کہ اہل اللہ کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرنا ہے۔

[1] فائدہ۔ اللہ تعالیٰ انما جزاء الذین الخ وجہ السقوط کونہ مخالفا للاجماع من یعتد بہ من السلف والخلف ودعوی ان المحاربۃ الجریدۃ باطلۃ علی المعاصی فی الحدیث وسبب النزول لا یصلح مخصصا خصوصا ویدل علی ان المراد قطاع الطریق قولہ تعالیٰ الا الذی تابوا الخ وہو معلوم ان المرتدین واختلف حکمہم فی زوال العقوبۃ عنہم بالتوبۃ بعد القدرۃ او قبل القدرۃ وقد فرق اللہ تعالیٰ بینہما وایضا ان الاسلام لا یسقط الحدود عن وجب علیہ وایضا لیست عقوبۃ المرتدین کذلک وایضا یحتمل ان یکون نزول ہذہ الآیۃ فی المرتدین ایضا فیما یستقبل عن عوتہم بعض ہذا بیان المحصار ہذا الجزاء فی المقطوع قالہم کذا فی الروح الا بعضافانہ تمایح بہ الناظر بفضل اللہ تعالیٰ۔

[2] قولہ او یصلبوا یا اگر دوسری الخ اشارۃ الی ان او للتنویع لا التخییر ولیلہ ما سیاتی فی مسند الشافعی رح۔

[3] قولہ فی ینفوا حبس خانہ لانہ نفی من عمارۃ الارض تسلیطا واشرت الیہ فی تقریر الترجمۃ وہذا مستوجبین بقرائن المقوبات رح۔

[4] یہی حدیث شروع میں عمر رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف جائز نہیں کہ بایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں کاٹ دیا جائے۔

[5] پس ان خلاف کا ابطال مفسر ہے حدیث سے ۱۲ تبیان

البلاغۃ۔ فی الروح یقتلوا الاتیان بصیغۃ التفعیل لما فیہ من الزیادۃ علی القصاص من انہ لکونہ حتی الشرع لا یسقط بعفو الولی وکذا التصلیب آہ قلت وکذا یتقطع وفیہ قولہ ذلک لہم خزی الخ تنصر فی الدنیا علی الخزی مع ان لہم فیہا عذابا ایضا وفی الآخرۃ علی العذاب مع ان لہم فیہا خزیا ایضا لان الخزی فی الدنیا اعظم من عذابہا والعذاب فی الآخرۃ اشد من خزیہا اللہ الفقہ ودلت الآیۃ علی ان الحدود لیست بکفارات والیہ ذہب ابو حنیفۃ رح واما حدیث من عزیہا اللہ الفقہ فالوجہ عندی واللہ اعلم ان یقال ان الجنایۃ تسقط بالعقوبۃ والحد لکن الجبارۃ لا یسقط بالحد کما تری ابن السبیل یقتل فی الدنیا اذا عزم وقطع الطریق وہو مع ہذا یعذب یوم القیامۃ علی ان فی التعزیر قائلین انک بحری لا تاثم ولا تفعل بہذہ العقوبۃ والسیاسۃ فعلی ہذا یتطبق الآیۃ والحدیث وہو ملخص قول ابی حنیفۃ رح علیہ کان اولی واللہ اعلم۔ الروایات نقل الفتح عبد الرزاق رحمۃ اللہ فی ناصیتہ البدایۃ ہکذا اخرج الشافعی فی مسندہ والامام وحمد وغیرہما عن ابن عباس رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال واخ ابی یعلی بسند ضعیف عن انس رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما حارب قوم فی بر ولا بحر فقدروا علیہم الا کان حکمہم الحرابۃ یقتلوا الا ان یتوبوا قبل ان یقدر علیہم الصحاب ابی بردۃ وتقطوا الوعد۔ قال جبرئیل رض یا محمد فہم ان من قتل فاخذ المال صلب ومن قتل ولم یاخذ المال قتل ومن اخذ المال ولم یقتل قطعت یدہ ورجلہ من خلاف الطریق ولم یاخذ ولم یقتل نفی اہ قال فی نور الانوار لکن ابا حنیفۃ رح عمل قولہ من قتل واخذ صلب علی اختصاص الصلب بہذہ الحالۃ لاعلی اختصاص ہذہ الحالۃ بالصلب بل اثبت الامام الخیار فی الاربعۃ لان الجنایۃ یحتمل الاتحاد والتعدد فیراعی کلتا الجہتین فیہ آہ ۱۲ ملحقات الترجمہ قولہ فی یسعون مطلب یہ ہے اشارۃ الی ان العطف تفسیری فائدۃ التعلیل یعنی ان اللہ ورسولہ لا یقہران بہذا الفعل وانما حکم بہذا الجزاء لکونہ ضرارا بالارض ۱۲ قولہ فی توضیح یسعون مراد رہزنی اشارۃ الی سقوط قول من قال ان الآیۃ فی المرتدین الخ بخلاف من محاربۃ اللہ ورسولہ انما تستعمل فی الکفار وما اخرج الشیخان فی قصۃ نفر من عکل عوقبوا بالقتل والصلب حق سالتوا وغیرہ

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن قَبْلِ أَن تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَاعْلَمُوا أَنَّ

ہاں مگر جو لوگ قبل اس کے کہ تم ان کو گرفتار کرلو تو بہ کر لیں تو جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ

اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

بخش دیں گے مہربانی فرمائیں گے

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن قَبْلِ أَن تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ ہاں مگر جو لوگ قبل اس کے کہ تم ان کو گرفتار کرو توبہ کرلیں تو اس حالت میں جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ اپنے حقوق بخشدیں گے اور توبہ قبول کرنے میں مہربانی فرماویں گے (مطلب یہ کہ اوپر جو سزا مذکور ہوئی ہے وہ حد اور حق اللہ کے طور پر ہے جو کہ بندہ کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہوتی قصاص وحق العبد کے طور پر نہیں جو کہ بندہ کے معاف کرنے سے معاف ہو جاتا ہے پس جب قبل گرفتاری کے ان لوگوں کا تائب ہو جانا ثابت ہو جاوے تو حد ساقط ہو جاوے گی جو کہ حق اللہ تھا البتہ حق العبد باقی رہے گا پس اگر مال لیا ہوگا اس کا ضمان دینا پڑے گا اور اگر قتل کیا ہوگا تو اس کا قصاص لیا جاوے گا لیکن عفو اس ضمان وقصاص کے معاف کرنے کا حق صاحب مال اور ولی مقتول کو حاصل ہوگا) ف۔ اس آیت میں سزا یابی کی جو چار حالتیں بیان کی گئی ہیں مقسم ان کا اخذ مال اور قتل نفس کا وجود یا عدم مع عدم توبہ ہے سو اس مقسم کا انحصار ان اقسام میں عقلی ہے کیونکہ عقلاً یہی چار احتمال ہیں کہ یا دونوں موجود ہوں یا دونوں معدوم یا قتل موجود اور اخذ مال معدوم یا اس کا عکس اور حد اسی ہی مقسم کے ساتھ خاص ہے اور استثناء کی حالت اس مقسم کا مقابل ہے اب چند مسائل متعلقہ مقام لکھے جاتے ہیں مسئلہ پہلی حالت میں اور اسی طرح دوسری میں بھی جنایت قتل سے مراد عام ہے خواہ آلہ جارحہ سے یا غیر جارحہ سے مسئلہ دوسری حالت میں حاکم اسلام کو چار اختیار ہیں یا تو صرف سولی دینا دوسرے صرف قتل کرنا تیسرے ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی دینا چوتھے ہاتھ پاؤں کو کاٹ کر قتل کرنا پہلا ایک تو قرآن شریف میں منصوص ہے اور پچھلے تین اور دلائل سے ثابت ہیں مسئلہ اس حالت میں اگر سولی دیجاوے تو اس کا طریق یہ ہے کہ زندہ دار پر کھینچا جاوے پھر برچھی سے اس کا پیٹ چاک کر دیا جاوے یہاں تک کہ مر جاوے مسئلہ تیسری حالت میں ہاتھ گٹے پر سے اور پاؤں ٹخنے پر سے کاٹا جاوے پھر اس کو داغ دیدیا جاوے تاکہ سارا خون بدن کا نہ نکل جاوے مسئلہ چوتھی حالت میں حبس سے پہلے تعزیر بھی ہے اور حد حبس کی وہ توبہ ہے جس کا صادق ہونا قرائن سے معلوم ہو مسئلہ جان والی حالتوں میں وہ مال یا وہ جان جس پر جنایت واقع ہوئی ہے محترم ومامون عند الشرع ہو یعنی مسلم یا ذمی کا مال وجان ہو اور مُحَارِبُوْنَ کی تفسیر میں اس طرف اشارہ بھی کر دیا گیا ہے مسئلہ ان چاروں حالتوں کی سزائیں حق اللہ اور حدود ہیں اگر مالک مال یا ولی مقتول معاف کرے معاف نہیں ہو سکتا اور اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا میں اس طرف اشارہ بھی کر دیا گیا ہے مسئلہ یہ سزا جو ہر نوں پر جاری ہوگی اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان میں سے ہر ہر شخص کی تعیین جرم کا جدا جدا ثبوت لیا جاوے بلکہ اگر ان چاروں حالتوں کی جنایت کا ان میں ایک بھی مرتکب ہوا تو سب کی وہی سزا ہوگی غرض اس گروہ میں اس جنایت کا پایا جانا

النحو قولہ الا الذین تابوا استثناء راجع الی الخزی الدال علی احد المذکور والی العفو الاخروی فالتوبۃ لیسقط الحد والعذاب جمیعا فیرد ان ارجاعہ الی اقرب اجزاء الذین ارجاع الی البعید لانا لانسلم رجحانہ الی البعید ولا یتوقف علیہ الحکم بسقوط الحد عن التائب فانہ سقوط الخزی یستلزم سقوط الحد لانحاد ہما ۱۲

ملحقات الترجمہ

عہ یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب حق العبد ان سے ساقط ہوا کہ قتل فی القصاص اور ضمان ہے تو قبل القدرۃ توبہ کرنے سے مطلق معافی نہ ہوئی کیونکہ مقتضا مقتضا استثناء کا پس اس سے ان کو کیا نفع ہوا اس کا جواب دیا ہے کہ نفع یہ ہوا کہ اگر صاحب حق معاف کردیں تو معاف ہو جاوے گا برخلاف توبہ بعد القدرۃ نہ کرنے کی صورت کے کہ معاف کرنے سے معاف نہ ہوگا نیز یہ بھی نفع ہوا کہ شاید دوسری صورت میں جبکہ صرف مال ہو اگر قبل القدرۃ توبہ نہ کرتے تو قطع یدی و ارجل ہوتا اور اس توبہ کے بعد صرف ضمان لیا جاوے گا پس استثناء مطلق عقوبت کے اعتبار سے نہیں بلکہ صرف عقوبت حق اللہ کے اعتبار سے ہے ۱۲ تبیان عہ اسی طرح اگر جنایتیں مختلف صادر ہوئی ہوں مثلاً بعض شدید بعض خفیف تو سارے گروہ کو مرتکب جنایت شدیدہ سمجھا جاوے گا اور اس کے موافق سزا ہوگی ۱۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور خدا تعالیٰ کا قرب ڈھونڈو اور

جَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○

اللہ کی راہ میں جہاد کیا کرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

کافی ہے کیونکہ ایک شخص نے بھی جو کچھ کیا ہے سب کی قوت پر کیا ہے **مسئلہ** اگر اخذ مال یا قتل نہیں پایا گیا لیکن زخمی کر دیا تو حد کی چاروں حالتوں سے خارج ہونے کی وجہ سے اس کا حکم مثل عام زخموں کے ہے جس میں قصاص یا ارش یعنی ضمان لازم ہوگا اور حق العبد ہونے کی وجہ سے عفو کا بھی اختیار ہوگا **مسئلہ** اگر حق اللہ و حق العبد دونوں جمع ہو جاویں مثلاً اخذ مال بھی ہوا جو کہ موجب حد ہے اور جرح بھی ہوا جو کہ موجب قصاص ہے تو صرف موجب حد پر حکم جاری کیا جاوے گا **مسئلہ** ڈکیتی شہر یا قرب شہر میں معتبر نہیں اس میں صرف تعزیر اور قصاص ہوگا حد نہ ہوگی اور بعض مسائل ضمن ترجمہ میں آگئے جیسے کاٹنے میں داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں یہ سب مسائل ہدایہ میں ہیں صرف ایک مسئلہ کہ ایک کا فعل سب کا فعل سمجھا جاوے گا درمختار سے لکھا ہے **مسئلہ** اس حد کے سوا اور باقی حدود جیسے حد شرب حد قذف حد زنا حد سرقہ توبہ سے ساقط نہیں ہوتے کذا فی البنایہ **ربط** اوپر اس مقام میں بعض معاصی سے نہی کی گئی تھی جیسے قتل اور فساد فی الارض اور اس پر جو عقوبت مرتب ہوتی ہے اس کے بیان سے نہیں اور مؤکد ہو گئی اور بعض طاعات کا امر تھا جیسے احیاء نفس مَنْ أَحْيَاهَا میں اور دفع فساد إِنَّمَا جَزَاءُ میں اور توبہ استغفار إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا میں آگے عام عنوان سے جملہ اتَّقُوا اللَّهَ میں تمام معاصی سے اجتناب اور ابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ میں تمام ضروری طاعات کے ارتکاب کا حکم فرماتے ہیں اور طاعات میں جہاد کی تصریح فرماتے ہیں تاکہ کوئی شخص جہاد کو فساد میں داخل گمان نہ کرے **امر بطاعات و نہی از معاصی عموماً** يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الخ قولہ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت سے ڈرو (یعنی معاصی چھوڑ دو) اور (طاعات کے ذریعہ سے) خدا تعالیٰ کا قرب ڈھونڈو (یعنی طاعات ضروریہ کے پابند رہو) اور (طاعات میں سے بالخصوص) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا کرو امید ہے کہ (اس طریق سے) تم (پورے) کامیاب ہو جاؤ گے (اور کامیابی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا حاصل ہونا اور دوزخ سے نجات ہے) **ربط** اوپر طاعات کا امر اور معاصی سے نہی ہے طاعات میں سب سے بڑا عمل ایمان اور معاصی میں سب سے بدتر عمل کفر ہے سو گویا اوپر عام عنوان میں ان کا امر و نہی بھی آگیا لیکن اہتمام شان کے لئے آگے بالتخصیص کفر کا ضرر بتلاتے ہیں جس سے ایمان کا نفع بھی خود معلوم ہو جاوے گا اور اہتمام شان کی وجہ ظاہر ہے کہ سب سے اعظم ہے اور تبلیغ انبیاء میں سب سے مقدم و نیز مجموعہ آیتین سے یہ ثابت کرنا ہے کہ اصل وسیلہ طاعات ہیں بلا طاعات تمام دنیا بھر کے خزائن بھی وسیلہ نہیں بن سکتے۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ وابتغوا الیہ الوسیلۃ الخ فی تفسیر البیضاوی وسل الی کذا اذا تقرب الیہ من فعل الطاعات وترک المعاصی فالوسیلۃ ھی الطاعات و فی روح المعانی استدل بعض الناس بھذہ الآیۃ علی مشروعیۃ الاستعانۃ بالصلحین وجعلھم وسیلۃ بین اللہ تعالیٰ وبین العباد الی قولہ وکل ذلک بعید عن الحق بمراحل والحال فی ذلک فراجعہ ینفعک ونبھت علی ذلک لدفع الغلط فی تفسیر الوسیلۃ

ترجمہ مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وابتغوا الخ وسل یعنی تقرب ہے جس کا ذریعہ طاعات کرنا اور معاصی کا چھوڑنا ہے اور توسل بالصلحین کے مسئلہ کو اس آیت سے کوئی سس نہیں (من روح المعانی)

اللغات ۔ فی تفسیر البیضاوی وسل الی کذا اذا تقرب الیہ من فعل الطاعات وترک المعاصی ۱۲

ملحقات الترجمہ ۔ عہ مطلب یہ کہ نرا خوف مقصود نہیں بلکہ اس کا اثر کہ ترک معاصی ہے) مقصود ہے عہ اتخاذ وسیلہ کی صورت بیان فرمائی ۱۲ تبیان عہ مطلب یہ ہے کہ جاہدوا تخصیص بعد تعمیم ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ

یقیناً جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس تمام دنیا بھر کی چیزیں ہو اور ان چیزوں کے ساتھ اتنی چیزیں اور بھی ہوں تاکہ وہ اس کو دیکر

لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ

روز قیامت کے عذاب سے چھوٹ جاویں تب بھی وہ چیزیں ہرگز ان سے قبول نہ کی جاویں گی اور ان کو دردناک

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ يُرِيدُونَ أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ

عذاب ہوگا اس بات کی خواہش کریں گے کہ دوزخ سے نکل آویں اور وہ اس سے

بِخَارِجِينَ مِنْهَا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيمٌ ۝ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ

کبھی نہ نکلیں گے اور ان کو عذاب دائمی ہوگا۔ اور جو مرد چوری کرے اور جو عورت چوری

فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

کرے سو ان دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو ان کے کردار کے عوض میں بطور سزا کے اللہ کی طرف سے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والے ہیں بڑی حکمت والے ہیں

ضرر کفر إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا الی قولہ) وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيمٌ ۝ یقیناً جو لوگ کافر ہیں اگر (بالفرض[1] ان (دنیا) سے ہر ایک[2] کے پاس دنیا بھر کی تمام چیزیں ہوں (جس میں تمام[3] دفائن و خزائن بھی آگئے) اور (اُن ہی چیزوں پر کیا منحصر ہے بلکہ) ان چیزوں کے ساتھ اتنی چیزیں اور بھی ہوں تاکہ وہ اس کو دے کر روز قیامت کے عذاب سے چھوٹ جاویں تب بھی وہ چیزیں ہرگز ان سے قبول نہ کی جاویں گی اور عذاب[4] سے نہ بچیں گے بلکہ (ان کو دردناک عذاب ہوگا پھر بعد عذاب میں داخل ہو جانے کے) اس بات کی خواہش (و تمنا[5]) کریں گے کہ دوزخ سے (کسی طرح) نکل آویں اور (یہ خواہش کبھی پوری نہ ہوگی اور) وہ اس سے کبھی نہ نکلیں گے اور ان کو عذاب دائمی ہوگا (یعنی کسی تدبیر سے نہ سزا ٹلے گی نہ دوام سزا ٹلے گا) ربط دو آیت اوپر قطع طریق کا بیان تھا جو کہ سرقہ کبریٰ کہلاتا ہے آگے سرقہ صغریٰ یعنی چھپکر چوری کرنے کا اور اس کی سزا کا بیان ہے حکم دوازدہم حد سرقہ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ الی قولہ) وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ اور جو مرد چوری کرے اور (اسی طرح) جو عورت چوری کرے سو ان کا حکم یہ[6] ہے کہ اے حکام[7] ان دونوں کے (داہنے) ہاتھ (گٹے پر سے) کاٹ ڈالو ان کے (اس) کردار کے عوض میں (اور یہ عوض) بطور سزا کے (ہے) اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والے ہیں (جو سزا[8] چاہیں مقرر فرمائیں اور) بڑی حکمت والے ہیں (کہ مناسب ہی سزا مقرر فرماتے ہیں) ف اب چند مسائل لکھے جاتے ہیں مسئلہ اقل مقدار مال کی جس میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے دس درہم ہیں اخرجہ عبد الرزاق فی مصنفہ عن ابن مسعود مرفوعاً لا تقطع الید الا فی دینار او عشرۃ دراھم ومثلہ روی الطبرانی وابن احمد فی مسندہ واسحٰق بن راھویہ

---

۱ مایاما قطعت فی ربع دینار فحکم مالنا الا السکوت لہ وان نعوذ مولانا من النار۔ فاجابہ وھشدورہ علم الدین السخاوی بقولہ عزالامانۃ اخلاھا وارخصھا زلۃ خانیۃ فانظر حکمۃ الباری ۱۲ بقلت عدم سقوط النون فی مثنین واشباعھا العزیزی الشعر ۱۲ ملخصات الترجمہ [1] قولہ فی لو بالفرض لانہ نوع لایکون لھم مال فی الواقع ۱۲ [2] قولہ فی لھم ہر ایک کذا فی الروح ۱۲ [3] قولہ فی فادفائن لکون المقصود ھذہ ۱۲ [4] قولہ فی یریدون وتسنا اشارۃ الی تغیر الارادۃ

بالتمنی کذا فی الروح ۱۲ [5] قولہ فی فاقطعوا حکم یہ ہے اشارۃ الی تقدیر الکلام ہکذا السارق والسارقۃ حکمھما فیما یتلی علیکم وہو مشہور ۱۲ [6] قولہ ھذا ای حکام اشارۃ الی ان الخطاب لولاۃ الامر فان امر الحدود والقصاص الیھم ۱۲ [7] یہ عبارت اس لئے بڑھائی کہ فدیہ دینے کا مقصود یہی ہوگا کہ عذاب سے نجات پاویں پس مقصود نفی تکلیں سے نفی نجات ہے ۱۲ [8] یہ عبارت بڑھا کر عزیز حکیم کی مناسبت اس موقع کے ساتھ ظاہر کر دی نیز عزیز سے اس طرف

النحو لو ان لھم ما الخ الموصول اسم ان والظرف خبرہا بعد تعلقہ باستقر وجمیعاً حال من الموصول و مثلہ معطوف علی الموصول والضمیر فی معہ متعلق باستقر المذکور ۱۲ قولہ جزاء مفعول لہ او مطلق من معنی فاقطعوا او فعل مقدر من لفظہ ونکالا مفعول لہ علی انہ بدل من جزاء او فالعلتان لامر واحد او یکون الجزاء علۃ للقطع والنکال علۃ للجزاء فیکون مفعولا مبتدا خلافا کما لحال المتداخلۃ ۱۲

البلاغۃ۔ معہ فی الموضعین فائدۃ التصریح بعرض کینونتھم بطریق المعیۃ لا بطریق التحاقب تحقیقا لکمال فظاعۃ الامر وفی قولہ تعالیٰ ما تقبل وترتیب علی کون ذلک لھم لا لعدم فقدانھم من غیر ذکر الافتداء بان یقال وافتدوا بہ مع ان المردود والمقبول انما ہو ترتب علیہ ولعلی سبادیہ للتبیین بانہ امر محقق الوقوع غنی عن الذکر وانما الحاجۃ الی الغرض قدمہم علی ما ذکروا للمبالغۃ فی تحقیق المرید وتخییل انہ وقع قبل الافتداء ۱۲ قولہ فی الروح لھذہ السارقۃ فی الحال۔ ارق تغلیبا کما ہو المعروف فی امثالہ لمزید الاعتناء بالبیان والمبالغۃ فی الزجر قال مولانا واستاذی الشیخ یعقوب النانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ان التکلۃ فی تقدیم السارق ہہنا وتقدیم الزانیۃ فی النور ان السرقۃ من الرجل اقبح لانہ ینال فی علو الھمۃ الذی للابدان تتصف بالرجال ما ان الزنا من المرأۃ اشنع لکونہ منافیا للحیاء الذی یجب ان تتحلی بہ النساء والفاھم مقام التفہیم فافہم فانہ نفیس لا یوجد الا فی ہذا الموضع بنسبۃ العقد ۔ الآیۃ کالمعرض فیما ذہب الیہ امامنا ابو حنیفۃ رحمہ من ان الحد وولیست بکفارات واللہ اعلم حکایت الطیبی فی الروح واعترض المحیی الصرکی علی وجوب قطع الید الیسری الخ اقول فظاہر ۱۲ [9] یزید بخمس مئین حسو ۱۲ منہ

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ

پھر جو شخص توبہ کرلے اپنی اس زیادتی کرنے کے بعد اور اعمال کی درستی رکھے تو بے شک اللہ تعالیٰ اس پر توجہ فرماویں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

بے شک خدا تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں

واخرج ابی شیبۃ کذا فی حاشیۃ الہدایۃ ۱۲ **مسئلہ** چور کا داہنا ہاتھ (کذا اخرجہ ابو نعیم فی معرفۃ الصحابۃ عن الحرث بن ابی عبد بن ابی ربیعۃ من فعلہ علیہ السلام کما فی الروح) گٹے پر سے (کذا نقل العینی عن کامل بن عدی) کاٹا جاتا ہے پھر اسی کو داغ دیتے ہیں تاکہ سارے بدن کا خون نہ نکل جاوے (کذا نقلہ العینی عن مستدرک الحاکم) **مسئلہ** یہ نزاحمہ ہے اسمیں معافی نہیں ہوسکتی اور مِنَ اللّٰہِ میں بھی اس طرف اشارہ ہے **مسئلہ** اگر دوبارہ چوری کرے بایاں پاؤں ٹخنے پر سے قطع کیا جاوے گا حدیث دار قطنی وطبرانی میں آیا ہے کذا فی تخریج الزیلعی **مسئلہ** اگر پھر چوری کرے اب بقیہ ہاتھ پاؤں قطع نہ کریں گے (رواہ محمد بن الحسن فی کتاب الآثار وابن ابی شیبۃ عن علی رضہ بلکہ جب تک توبہ نہ کرے جس کا صادق ہونا قرائن سے معلوم ہوجاوے قید خانہ میں رکھیں گے یہ سب مسائل ہدایہ میں ہیں باقی اور مسائل اس باب کے متعلق کتب فقہ میں ملیں گے

ربط اوپر چوری کی سزا کا دنیا میں بیان تھا آگے توبہ سے سزائے آخرت سے بچ جانے کا ذکر فرماتے ہیں جیسے قطع طریق میں بھی بعد بیان سزا کے توبہ کا ذکر آیا تھا **حکم توبۂ سارق** فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ الی قولہ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ پھر جو شخص (موافق قاعدہ شریعت کے) توبہ کرلے اپنی اس زیادتی (یعنی چوری) کرنے کے بعد اور (آیندہ کے لئے) اعمال کی درستی رکھے (یعنی چوری وغیرہ نہ کرے اپنی توبہ پر قائم رہے) تو بیشک اللہ تعالیٰ اس (کے حال) پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرماویں گے (کہ توبہ سے پچھلا گناہ معاف فرماویں گے اور استقامت علی التوبہ سے مزید عنایت فرماویں گے) بے شک خدا تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں (کہ اس کا گناہ معاف کردیا) بڑی رحمت والے ہیں (کہ آیندہ بھی مزید عنایت کی) **ف** توبہ میں جو قید لگائی گئی کہ موافق قاعدۂ شریعت کے اس میں یہ امر بھی آگیا کہ جو چیز چرائی ہے مالک کو واپس کرے اور اگر تلف ہوگئی ہو ضمان دے اگر ضمان نہ دے سکے معاف کرالے کہ یہ شرائط تکمیل توبہ سے ہے ربط اوپر حکم یازدہم ودوازدہم میں چونکہ سزا میں قتل وقطع اطراف انسانی تجویز فرمایا ہے جو کہ قبل اس کی حکمت میں نظر کرنے کے نوع انسانی کی شرافت سے گو نہ مستبعد معلوم ہوسکتا تھا اس لئے آگے حق تعالیٰ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ میں اپنا مالک حقیقی اور قَدِيْرٌ ○ میں اپنا قادر حقیقی ہونا بیان فرماتے ہیں اور درمیان میں یعذب کے ساتھ یغفر کو اور دونوں کے ساتھ ان کے معمول اور مفعول کو جن کا ذکر اوپر ضمن عقوبت وتوبہ میں آچکا ہے ذکر فرما کر مالک اور قادر ہونے کے ساتھ اپنے حکیم ہونے کی طرف بھی اشارہ فرماتے ہیں کہ ہم صرف تعذیب ہی نہیں کرتے بلکہ معافی بھی کرتے ہیں مگر جو جس کے لائق ہو جس کی لیاقت کا حال اوپر ان لوگوں کی حالت میں غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے۔

البلاغۃ قولہ من بعد ظلمہ فی الروح والتعریج بذکر ای ظلم لبیان عظم نعمۃ اللہ تعالیٰ بتذکیر عظم جنایۃ ۱۲ **الروایات** فی اللباب اخرج احمد وغیرہ عن عبد اللہ ابن عمرو ان امرأۃ سرقت علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقطعت یدہا الیمنی فقالت ہل لی من توبۃ یا رسول اللہ فانزل اللہ تعالیٰ فی سورۃ المائدۃ

ملتقطات الترجمہ ۱۲ قولہ فی ظلمہ اس زیادتی اشارۃ الی کون الاضافۃ للعہد ۱۲ قولہ فی یتوب علیہ توبہ سے اسی مزید عنایت کا امید وار ہوگا بقول التوبۃ بل باعم منہ لان قبول التوبۃ لایتوقف علی الاصلاح بالمعنی الذی فسرہ من الاستقامۃ فانہ لو عاد الی الذنب ؛

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فمن تاب الخ دل علی توقف اعتبار التوبۃ علی الاصلاح کردما قالی السرقۃ ان امکن الی استحلالہ لنفسہ من مالکہ او الغائبہ فی سبیل اللہ ان جہلہ فی ہذا المقام ترجمہ قولہ تعالیٰ فمن تاب الخ اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کا معتبر ہونا اصلاح پر موقوف ہے مثلاً بشرط امکان سرقہ وغیرہ کا مال واپس کردینا ورنہ مالک سے معاف کرانا یا مالک معلوم نہ ہو تو ایسے موقع پر فی سبیل اللہ تصدق کرنا ۱۲

انوی الم بہما بہ التوبۃ الاولی کما ہو مقرر ۱۲ قولہ فی التمہید حکیم ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے کیونکہ ان یکون الحکمۃ فی اثبات الملک والقدرۃ صراحۃ واثبات الحکمۃ اشارۃ او الحکمۃ قد سبق اثباتہا بحانی ذکر العقوبات بدل علیہا عنوانات احوال المعاقبین وانما القاطع لعرق الاستبعاد الذی قصدنا ہنا قطعہ ہو اثبات الملک والقدرۃ فناسب ان یوتی بہما صریحا واللہ اعلم ۱۲ ع آیت سے شبہ ہوتا ہے کہ جب توبہ کرنے سے گناہ معاف ہوجاوے گا تو اس کو تلف کردہ مال کے ضمان دینے کی بھی ضرورت نہ ہو حالانکہ وہ حق العبد ہے تقریر ازالہ یہ ہے کہ توبہ سے بیشک گناہ معاف ہوجاوے گا اور اس پر جو کوئی مطالبہ نہ رہے گا لیکن یہ اس وقت ہوگا جبکہ توبہ لقاعدۂ شریعت ہو اور توبہ لقاعدۂ شریعت میں ضمان دینا بھی داخل ہے کما صرح بہ فی ف ۱۲

تمت

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ

کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہی کے لئے ثابت ہے حکومت سب آسمانوں کی اور زمین کی وہ جس کو چاہیں سزا دیں

يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اور جس کو چاہیں معاف کردیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔

اثبات ملک ومشیت وقدرت برائے حق تعالیٰ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ (الی قولہ) وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

(اے مخاطب) کیا تم نہیں جانتے (یعنی سب جانتے ہیں) کہ اللہ ہی کے لئے ثابت ہے حکومت سب آسمانوں کی اور زمین کی وہ جس کو چاہیں سزا دیں اور جس کو چاہیں معاف کردیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے ف چنانچہ سرقہ کبریٰ اور صغریٰ کی سزا دنیا میں بھی دی اور اس پر اصرار رہا تو آخرت میں بھی ہوگی جیسا کہ کبریٰ میں لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ کی تصریح ہے اور صغریٰ میں فَمَنْ تَابَ پر مغفرت کو مرتب کرنے میں اس طرف اشارہ قریب بصراحت ہے اور توبہ کرنے سے آخرت میں دونوں جگہ معافی ہوئی اور کبریٰ میں توبہ قبل القید سے دنیا میں بھی معافی ہوگئی **ربط** سورت کے تیسرے رکوع میں اہل کتاب کا ذکر چلا آرہا ہے درمیان میں قدر قلیل اور بعض مضامین خاص خاص مناسبات سے آگئے تھے اب آگے پھر اسی ذکر اہل کتاب کی طرف عود ہوتا ہے جن میں یہود اور ان یہود میں جو منافق تھے اور نصاریٰ سب داخل ہیں اہل کتاب کے ان ہی تینوں فرقوں کا ذکر مختلط طور پر یہاں سے دور تک یعنی ختم پارہ تک چلا گیا ہے پھر ختم سورت کے قریب خاص نصاریٰ کے متعلق کچھ بیان آوے گا آیات آیندہ کے سبب نزول کا ملخص یہ ہے کہ یہود مدینہ کی ایک جماعت والے کے ہاتھ سے دوسری جماعت کا ایک آدمی قتل ہوگیا انہوں نے حسب معاہدۂ زمانۂ قدیم خون بہا کم دینا چاہا دوسری جماعت نے اس معاہدہ کے مبنی پر مجبوری ہونے سے اور اب بوجہ سلطنت اسلام کے اس مجبوری کے رفع ہوجانے سے پورا خون بہا لینا چاہا آخر مقتول کے فریق نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرانے کی درخواست کی چونکہ قاتل کا فریق جانتا تھا کہ آپ حق کریں گے اس لئے اس درخواست کے منظور کرنے سے پہلے چند آدمیوں کو جو کہ منافق تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس امر کے تجسس کے لئے بھیجا کہ اول کسی طور پر تذکرہ کرکے آپ کی رائے اور مسلک کی تحقیق کرنا چاہیئے اگر شاید ہمارے موافق ہوا تو آپ سے فیصلہ کرانے کی درخواست منظور کرلیں گے ورنہ منظور نہ کریں گے غرض وہ منافقین اس غرض سے یہاں حاضر ہوئے تھے اور دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ یہود فدک میں ایک مرد وعورت نے زنا کیا شریعت موسویہ میں اگر دونوں کنوارے نہ ہوں تو رجم کا حکم تھا مگر یہود نے اس حد کو چھوڑ کر اس کی جگہ اور خفیف تعزیر مقرر کرلی تھی ان لوگوں نے یہود مدینہ کے پاس لکھ بھیجا اور بعض الفاظ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مجرم کو بھی ساتھ بھیجا کہ اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفتاء کرو اگر رجم کا حکم دیں تو عمل نہ کرنا اور اگر ہماری رسم کے موافق کچھ تعزیر بتلاویں تو عمل کرلینا غرض وہ یہود اس غرض سے یہاں حاضر ہوئے تھے ان واقعات کی اطلاع کی واسطے یہ اگلی آیتیں نازل ہوئیں جن میں منافقین اور حاضر وغیر حاضر یہودی مذمت ہے اخرج الاول کما فی الروح احمد وابو داؤد وابن جریر عن ابن عباس واورده فی اللباب باخصر مما فی الروح واخرج الثانی کما فی الروح الحمیدی فی مسنده وابو داؤد وابن ماجه عن جابر بن عبد اللہ اور چونکہ یہ حرکتیں موجب رنج تھیں

البداغتہ فی الروح وکان الظاہر لحدیث سبقت رحمتی علی غضبی تقدیم المغفرۃ علی التعذیب وانما عکس ہہنا لان التعذیب للمصر علی السرقۃ والمغفرۃ للتائب منہا وقد قدمت السرقۃ فی الآیۃ اولا ثم ذکرت التوبۃ بعد بالحاق ہذا اللاحق علی ترتیب السابق اولان المراد بالتعذیب القطع وبالمغفرۃ النجاۃ وزعن حق اللہ تعالیٰ والاول فی الدنیا والثانی فی الآخرۃ مجیٔ بہ علی ترتیب الوجود اولان المقام مقام الوعید اولان المقصود صفۃ تعالیٰ بالقدرۃ والقدرۃ فی تعذیب من یشاء اظہر من القدرۃ فی مغفرتہ لانہ لا اباء فی المغفرۃ من المغفور وفی التعذیب اباء ہین اھ قلت وہذہ الوجوہ کلہا حلوۃ بعضہا اعلی من بعض فللہ درہ وعلیہ اجرہ وبرہ وذکر البیضاوی وجہا آخر عسی ان استحقاق التعذیب مقدم علی المغفرۃ آہ ۱۲ **ملحقات الترجمہ** ۱ قولہ فی اَلَمْ تَعْلَمْ اے مخاطب اشارۃ الی عدم خصوصیۃ المخاطب فلا یرد خطاب المعصوم اشکالا ۱۲ ۲ قولہ فی ف اصرار ای فی ہذا اللفظ مذہب من یقول بکون الحدود کفارات فلا اصرار عندنا ہو عدم التوبۃ وعندہ ہو العود مرۃ اخری ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ

اے رسول جو لوگ کفر میں دوڑ دوڑ گرتے ہیں آپ کو مغموم نہ کریں خواہ وہ ان لوگوں میں سے ہوں جو اپنے منہ سے

قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ

تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور ان کے دل یقین لائے نہیں اور خواہ وہ ان لوگوں میں سے ہوں جو کہ یہودی ہیں۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ۭ

یہ لوگ غلط باتوں کے سننے کے عادی ہیں آپ کی باتیں دوسری قوم کی خاطر سے کان دھر دھر سنتے ہیں جس قوم کے یہ حالات ہیں کہ وہ آپکے پاس نہیں آئے

اس لئے وحی کے شروع میں تسلی بھی فرمادی اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود نے ایک زانی پر وہی تعزیر جاری کی تھی اور آپ کو اطلاع ہوئی تو بعد مناظرہ واثبات رجم کے آپ نے رجم کا حکم دیا اخرجہ مسلم۔ اگر یہ وہی زانی تھا تو ممکن ہے کہ یہود نے اول خود ہی قصہ ختم کر دینا چاہا ہو پھر اطلاع ہو جانے پر سوال وجواب ہوا ہو اور بعض روایات میں ہے کہ آپ نے ان کو بلایا اور بعض میں ہے کہ آپ ان کے مدرسہ میں تشریف لے گئے لیکن ہو سکتا ہے کہ اول ان کو بلایا ہو چونکہ یہاں بعض بعض آئے تھے اس لئے پھر آپ مدرسہ میں تشریف لے گئے ہوں تاکہ خوب متحقق ہو جاوے کہ سارا مجمع بھی عہدہ برآنہ ہو سکا اور اس سے حق خوب واضح ہو جاوے اور باقی یہ کہ وہ یہود آپ کی خدمت میں کیوں آئے تھے وجہ یہ ہوئی کہ انہوں نے شریعت محمدیہ کے اکثر احکام کو دیکھا کہ بہت آسان ہیں ان کو توقع ہوئی کہ شاید اس میں بھی کوئی خفیف حکم ہو تو کام بنجاوے رجم سے بھی بچ جاویں اور ایک آڑ بھی بلجاوے قائلین نبوت کے سامنے تو یہ کہ یہ بھی ایک نبی کا فتویٰ ہے اور منکرین کے سامنے یہ کہ سلطان کا حکم ہے کیونکہ آپ صاحب سلطنت بھی تھے۔

تسلیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم در معاملات یہود و منافقین و ذم شاں يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ (الی قولہ) لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ ط اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو لوگ کفر کی باتوں میں دوڑ دوڑ گرتے ہیں (یعنی بے تکلف رغبت سے ان باتوں کو کرتے ہیں) آپ کو وہ مغموم نہ کریں (یعنی آپ ان کے کفریات سے مغموم و متاسف نہ ہوں) خواہ وہ ان لوگوں میں سے ہوں جو اپنے منہ سے تو رجھوٹ موٹ) کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور ان کے دل یقین (یعنی ایمان) لائے نہیں (مراد منافقین ہیں جو کہ ایک واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے) اور خواہ وہ ان لوگوں میں سے ہوں جو کہ یہودی ہیں (جیسا دوسرے واقعہ میں یہ لوگ حاضر ہوئے تھے) یہ دونوں قسم کے لوگ (پہلے سے دین کے باب میں اپنے علماء محرفین سے) غلط باتوں کے سننے کے عادی ہیں (اور ان ہی غلط باتوں کی تائید کی جستجو میں یہاں آکر آپکی باتیں دوسری قوم کی خاطر سے کان دھر دھر سنتے ہیں جس قوم کے یہ حالات ہیں کہ (ایک تو) وہ آپکے پاس (فرط تکبر و عداوت سے خود) نہیں آئے (بلکہ دوسروں کو بھیجا دوسرے بھی انہی

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ یا ایھا الرسول لا یحزنک الخ فیہ ما علیہ اھل اللہ من عدم المبالغۃ فی الاھتمام بامور و حال المعرضین عنہم ۱۲ منہ

ترجمہ قولہ تعالیٰ یا ایھا الرسول الخ اس میں اہل طریق کی اس عادت کی اصل ہے کہ اہل اعراض کی بد حالی کا زیادہ اہتمام نہیں کرتے ۱۲ منہ

البلاغۃ قولہ سمّٰعون للکذب اللام للتقویۃ والتاکید کما فی قولہ تعالیٰ فعال لما یرید فی قولہ سماعون لقوم آخرین ۱۲ فائدۃ ذکرہ فی التمہید من المناظرۃ فی الرجم اور دہ فی الروح عن ابن حمید و ابن المنذر و البیہقی فی سننہ عن ابی ہریرۃ فی قصۃ اتیانہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت المدارس وجمعہ علماءہم فناشدہ قالوا العبد الاسود بن صوریا ہذا اعلم من بقی بالتوراۃ فخلا بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی امانۃ قال اللھم نعم اما واللہ یا ابا القاسم انہم لیعرفون انک نبی مرسل ولکنہم یحسدونک الخ قلت ویدل علی ان المناظرۃ قد یکون فی الحلوۃ الخ والقمع فکن علی ذکر منہ کے تحفظ الی ما ہو الانفع فالاصلح ۱۲ الروایات اخرج ابن حمید بسندہ وفیہ فلما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالوا اسئلوہ لعلکم تجدون عندہ رخصۃ الحدیث ۱۲ منہ **ملخصات الترجمہ** قولہ فی الکفر کفر کی باتوں الخ فاندفع بہ ما یتوہم انہم کانوا کافرین من قبل فما معنی مسارعتہم فی الکفر وجہ الدفع ظاہر بعد ارادۃ احتمال الکفر ۱۲ قولہ یسارعون بے تکلف رغبت سے ہکذا فی الروح قولہ فی لا یحزنک مغموم نہ ہوں اشار الی ان المقصود للاخر نہ

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ

کلام کو بعد اس کے کہ وہ اپنے موقع پر ہوتا ہے بدلتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہ حکم ملے تب تو اس کو قبول کر لینا

وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ

اور اگر تم کو یہ حکم نہ ملے تو احتیاط رکھنا اور جس کا خراب ہونا خدا ہی کو منظور ہو تو اس کے لئے اللہ سے

لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ

تیرا کچھ زور نہیں چل سکتا۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو ان کے دلوں کا پاک کرنا منظور نہیں ہوا۔

تو طلب حق کے لئے نہیں بلکہ شاید اپنے احکام محرفہ کے موافق کوئی بات ملجاوے کیونکہ پہلے سے) يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ (الی قولہ) لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ کلام (الٰہی) کو بعد اس کے کہ وہ (کلام) اپنے (صحیح) موقع پر (قائم) ہوتا ہے (لفظاً یا معنیً یا دونوں طرح) بدلتے رہتے ہیں (چنانچہ اسی عادت کے موافق خون بہا[1] اور رجم کے حکم کو بھی اپنے رسم مخترع سے بدلدیا پھر اس احتمال سے کہ شاید شریعت محمدیہ سے کچھ اس رسم کو سہارا لگ جاوے یہاں اپنے جاسوسوں کو بھیجا تیسرے صرف یہی نہیں کہ اپنی رسم محرف کے موافق بات کی تلاش ہی تک رہتے بلکہ مزید یہ ہے کہ جانیوالوں سے) کہتے ہیں کہ اگر تم کو (وہاں جاکر) یہ حکم (محرف) ملے تب تو اس کو قبول کر لینا (یعنی اس کے موافق عملدرآمد کرنے کا[2] اقرار کر لینا) اور اگر تم کو یہ حکم (محرف) نہ ملے تو (اس کے قبول کرنے سے) احتیاط رکھنا پس اس بھیجنے والی قوم میں جن کی جاسوسی کرنے یہ لوگ آئے ہیں چند خرابیاں ہوئیں اول تکبر و عداوت جو سبب ہے خود حاضر نہ ہونے کا دوسرے طلب حق نہ ہونا بلکہ حق کو طرف کرکے اس کی تائید کی فکر ہونا تیسرے اوروں کو بھی قبول حق سے روکنا یہاں تک کہ انے والوں کی اور بھیجنے والوں کی الگ الگ مذمت تھی آگے ان سب کی مذمت[3] ہے) اور (اصل یہ ہے کہ) جس کا خراب (اور گمراہ[4]) ہونا خدا ہی کو منظور ہو (گو یہ[5] تخلیقی منظوری اس گمراہ کے عزم گمراہی کے بعد ہوتی ہے) تو اس کے لئے اللہ سے (اے[6] عام مخاطب) تیرا کچھ زور نہیں چل سکتا (کہ اس گمراہی کو نہ پیدا ہونے دے یہ تو ایک عام قاعدہ ہوا اب یہ سمجھو کہ) یہ لوگ ایسے (ہی) ہیں کہ خدا تعالیٰ کو ان کے دلوں کا (کفریات سے) پاک کرنا منظور نہیں ہوا (کیونکہ یہ عزم ہی نہیں کرتے اس لئے اللہ تعالیٰ تطہیر تخلیقی نہیں فرماتے بلکہ[7] ان کے عزم گمراہی کی وجہ سے تخلیقاً ان کا خراب ہی ہونا منظور ہے پس قاعدۂ مذکور کے موافق کوئی شخص ان کو ہدایت نہیں کر سکتا مطلب یہ کہ جب یہ خود خراب رہنے کا عزم رکھتے ہیں اور عزم کے بعد اس فعل کی تخلیق عادت الٰہیہ ہے اور تخلیق الٰہی کو کوئی روک نہیں سکتا پھر ان کے راہ پر آنے کی توقع کیا کی جاوے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ تسلی ہو سکتی ہے جس سے کلام شروع بھی ہوا تھا پس آغاز و انجام

البلاغۃ قولہ من بعد مواضعہ فیہ مبالغۃ فوق ما فی قولہ عن مواضعہ فانہ یدل صریحا علی ان الکلم قد وضع قبل تحریفہ فی مواضع بخلاف قولہ عن مواضعہ فانہ لیس صریحا فی ذلک الجائز ان یصدق وان لم یکن مرادا علی ما اذا قارب وضعہ فی مواضعہ او لم یوضع فیہ بعد وہذا التقریر مروی منہ وانی وقد قرر غیری تقریرات اخر وللناس فیما یعشقون مذاہب۔

تحقیق الترجمہ [1] قولہ بعد یحرفون خون بہا الی قولہ رسم مخترع اندفع بہ ما اورد فی فتح المعانی انہ کیف یکون القصۃ الاولی مسببا لقولہ الآتیۃ یقول الخ یعنی ہذا یکون امرا مخترعا غیر ظاہر الدخول فی المقصۃ اصلا وجہ الاندفاع ظاہر فان ترک حکم من الشرع او احداث حکم مخترع عکما نحن بصدد ذلک لا شک فی کونہ داخلا من التحریف والتغییر فی الشرع [2] قولہ فی فتنہ گمراہ کنانی القاموس الفتنۃ الضلال [3] قولہ ہناک گو یہ تخلیقی اور اشارہ فیہ الی تحقیق مسئلۃ الکسب والخلق والی رد ما یتراءی انہ اذا راد اللہ تعالیٰ شیئا مما فیہ تسلیم من المتبعۃ بل ہم محذورون المتبعۃ [4] قولہ لہ من اللہ شیئا فی دفعہ کما قال البیضاوی [5] قولہ ای یرید بل کفرہ ان کے عزم گمراہی الخ اشارۃ الی ان فی الکلام کنایۃ امید بعدم ارادۃ التطہیر ارادۃ عدم

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ یحرفون الکلم الخ فی الروح یغیرون قوانین الفطرۃ بتمویہات الطبیعۃ کمن یاول القرآن والاحادیث علی وفق ہواہ ولیس ما نحن فیہ من ہذا القبیل لان ذلک انما یکون بانکار ان یکون الظاہر مرادا لہ تعالیٰ فانہ کفر صریح وانما نحن فیہ تاویل المراد ہو الدلیل لکن فیہ اشارۃ الی انسیاق اخر ایکاد یحیط بہا لطاق الحصر یوشک ان یکون ماذکر بعضا منہا اھ

قولہ تعالیٰ۔ یقولون ان اوتیتم الخ الایۃ ناعیۃ علی من راجع العلماء لا للعمل بقولہم بل لرجاء موافقتہم لغرضہ فیجیبہم قولہم حجۃ من الملامۃ علی سوء حالہ وہو ظاہر۔ قولہ تعالیٰ ومن یرد اللہ الخ فیہ دلالۃ علی ان ارادۃ الغیر شفقۃ لا یبقی لہا بدون فضل اللہ وتوفیقہ سرا مہما۔ قولہ تعالیٰ یحرفون الخ روح میں ہے یعنی قوانین شریعت کو تمویہات طبیعت سے متغیر کرتے ہیں جیسے کوئی قرآن وحدیث کو اپنی ہوائے نفسانی کے موافق ماؤل کرے اور صوفیہ محققین کی تاویل اس قبیل سے نہیں کیونکہ وہ ظاہر معنی کے مراد ہونے سے انکار نہیں کرتے کہ وہ کفر صریح ہے بلکہ ظاہر کے مراد ہوتے ہوئے اس میں اور اشارات بھی مانتے ہیں اھ ملخصا۔ قولہ تعالیٰ یقولون الخ اس میں اس شخص کی مذمت ہے جو علماء کی طرف عمل کرنے کے لئے رجوع نہ کرے بلکہ اس امید سے رجوع کرے کہ شاید اسکے غرض کے موافق کوئی بات نکل آوے تو ان کے قول کو بدنامی کی سپر بنالے۔ قولہ تعالیٰ ومن یرد اللہ الخ اس میں دلالت ہے کہ تحریج کی شفقت اور توجہ دادن نفس و توفیق الٰہی کے کچھ نفع نہیں دیتی اھ

قولہ تعالیٰ لن تملک لہم الخ دلیل ظاہر ہے ضلالت ثابت العموم فی انتفاء الملک اھ

لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ سَمّٰعُوْنَ

ان لوگوں کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے سزائے عظیم ہے۔ یہ لوگ

لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ فَاِنْ جَاۗءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ

غلط باتوں کے سننے کے عادی ہیں بڑے حرام کے کھانے والے ہیں تو اگر یہ لوگ آپ کے پاس آویں تو خواہ آپ ان میں فیصلہ کر دیجئے یا انکو ٹال دیجئے

کلام کا مضمون تسلی سے ہوا آگے ان اعمال کا ثمرہ فرماتے ہیں کہ (لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ ان (سب) لوگوں کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان (سب) کے لئے سزائے عظیم ہے یعنی دوزخ چنانچہ منافقین کی یہ رسوائی ہوئی کہ مسلمانوں کو ان کا نفاق معلوم ہوگیا اور سب نظر ذلت سے دیکھتے تھے اور یہود کے قتل وقید وجلاء وطنی کا ذکر روایات میں مشہور ہے اور عذاب آخرت ظاہر ہی ہے ف۔ تمہید میں مذکور ہوا ہے کہ آپ نے اس دوسرے واقعہ میں رجم کا حکم دیا چنانچہ اس حکم کے بعد رجم کیا گیا اس میں حنفیہ یوں کہتے ہیں کہ یہ حکم یعنی کفار کو زنا سے رجم کرنا منسوخ ہے کیونکہ رجم کے لئے احصان اجماعاً شرط ہے اور حدیث میں ہے من اشرك باللہ فلیس بمحصن رواہ اسحٰق بن راھویہ عن ابن عمرؓ کذا قال العینی اور یہود کے افعال شنیعہ قرآن میں منقول ہیں پس وہ بھی من اشرك میں داخل ہیں اور اگر مشرک متعارف کے ساتھ من اشرك کو خاص کیا جاوے تب بھی رجم میں مشرک وغیر مشرک سب کفار کا ایک حکم ہونا خواہ رجم اور عدم رجم اجماع مرکب سے ثابت ہے پس بنائے علیہ احصان کے لئے اسلام کا شرط ہونا ثابت ہوگیا اور یہ رجم مذکور اس بنا پر ہوا تھا کہ ان کا فیصلہ ان ہی کی مسلمہ شریعت کے موافق کیا گیا یا تو اس وقت آپ اسی طرح فیصلہ کرنے کے مامور ہوں یا اس واقعہ کی خصوصیت ہو کیونکہ بہت سے واقعات اور ان کے احکام میں خصوصیت منقول ہے ربط اوپر مجموعہ قوم کے اوصاف ذمیمہ کا حاصل دو وصف تھے ایک آنے والوں کا سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ جو کہ عوام پر غالب تھا یعنی غلط مسئلے خوشی سے سُن لینا اور ایک نہ آنے والوں کا یحرفون الکلم جو ان کے علماء میں پایا جاتا تھا یعنی غلط مسئلے بتلا دینا اور باقی اوصاف انہی دو وصفوں کے تابع تھے اور ان دو وصفوں میں اوّل وصف تو عوام سے کچھ مستبعد نہیں اس کی علت کی جستجو سامع کو نہیں ہوتی دوسرا وصف البتہ علماء سے ظاہراً مستبعد ہے طبیعت اس کی علت کی جویاں ہوتی ہے اس لئے آگے وصف اوّل کا تو بعینہٖ تاکید کے لئے اعادہ اور تکرار اور وصف ثانی کی علت کی تحقیق فرماتے ہیں جس کا حاصل کمائی کی حرص ہے گو حرام ہو چونکہ اس تحریف سے ان کو دُنیا داروں سے کچھ وصول ہوتا تھا اس لئے یہ عادت پڑ گئی اور اس اعادہ اور تعلیل پر ایک مضمون کو متفرع فرماتے ہیں تاکید و تعلیل ذم سابق مع تفریع سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ (الی قولہ) اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ یہ لوگ (دین کے باب میں) غلط باتوں کے سننے کے عادی ہیں (جیسا پہلے آچکا) بڑے حرام (مال) کے کھانے والے ہیں (اسی حرص نے ان کو احکام میں غلط بیانی کا جس کے عوض کچھ نذرانہ وغیرہ ملتا ہے خوگر کر دیا جب ان لوگوں کی یہ حالت ہے) تو اگر یہ لوگ (اپنا کوئی مقدمہ لے کر) آپ کے پاس (فیصلہ کرانے) آویں تو (آپ مختار ہیں) خواہ آپ ان (کے معاملہ) میں فیصلہ کر دیجئے یا ان کو ٹال دیجئے۔

مسائل السلوک سمّٰعون للکذب الخ فیہ تنبیہ علی رحمۃ اللہ تعالیٰ بالعباد حیث علق الذم علی الاکثار والاصرار لمن یذم مالا یخلو عنہ احد عادۃ وکذلک داب الشیوخ المربین یسامحون عن امثال ھذہ مالم یکن مع الجراءۃ والاستخفاف **تنبیہ** قولہ تعالیٰ سمّٰعون للکذب الخ اس میں خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت پر دلیل ہے کہ مذمت کو اکثار و اصرار پر مرتب فرمایا سرسری خطا پر مذمت نہیں فرمائی جس سے عادۃً کوئی خالی نہیں ہوتا اور یہی شان ہوتی ہے مشائخ اہل تربیت کی کہ خفیف امور سے تسامح کرتے ہیں جب تک کہ جرات اور استخفاف نہ ہو ۱۲ الروح وفی الغرر یعتہ الی اذا الکان حالہم کما شرح فان جاؤک ۲ قولہ فی جاؤک اپنا مقدمہ لانہ اذا تحاکم الیناصح غیر الحربی یجب الحکم کما فی ف ۱۲

اللغات السحت من سحتہ اذا استاصلہ لان الحرام یعقب عذاب الاستیصال او لکونہ لا یرکو خیرہ یہلک بلاک الاستیصال او لانہ فی طریق کسبہ عار او فی سبحت مروۃ فالانسان کذا فی الروح ۱۲ **البلاغۃ** فی الروح تقدیم حال الاعراض للمسارعۃ الی بیان غایۃ الضرر فیہ حیث کان مظنۃ لترتب العداوۃ المقتضیۃ للتصدی للضرر ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی الدنیا سب اشارہ الی ان الجمیع جمیع من ذکر من الآتین الیہود والمنافقین ومن غیر الآتین ۲ قولہ فی التمہید تاکید وتعلیل وبہ علم فائدۃ الجملتین ۳ قولہ فی ممنوعون جیسا پہلے اشارہ کیا کو تنکیہ لانہ یکون فیہا عادۃ ماسبق ۴ قولہ قبل فان جاؤک جب ان لوگوں الخ

وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ

اور اگر آپ ان کو ٹال ہی دیں تو ان کی مجال نہیں کہ آپ کو ذرا بھی ضرر پہنچا سکیں اور اگر آپ فیصلہ کریں تو ان میں

بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ○

عدل کے موافق فیصلہ کیجئے بے شک حق تعالیٰ عدل کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔

وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ○ اور اگر آپ (کی یہی رائے قرار پاوے کہ آپ) ان کو ٹال ہی دیں تو یہ اندیشہ نہ کیجئے کہ شاید ناخوش ہو کر عداوت نکالیں کیونکہ ان کی مجال نہیں کہ آپ کو ذرا بھی ضرر پہونچا سکیں (کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کے نگہبان ہیں) اور اگر فیصلہ کرنے پر رائے قرار پاوے اور) آپ فیصلہ کریں تو ان میں عدل (یعنی قانون اسلام) کے موافق فیصلہ کیجئے بیشک حق تعالیٰ عدل کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں (اور وہ عدل اب منحصر ہو گیا ہے قانون اسلام میں پس وہی لوگ محبوب ہوں گے جو اس قانون کے موافق فیصلہ کریں) ف ابن حزم کی کتاب ناسخ و منسوخ میں ہے کہ یہ تخییر یعنی فیصلہ کرنے نہ کرنے کا اختیار ہونا منسوخ ہے ناسخ اس کا رکوع آیندہ میں آتا ہے وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ الخ علامہ بیضاوی نے امام ابوحنیفہ کا یہی مذہب نقل کیا ہے کہ اگر دو حربی بھی شریعت کے فیصلہ پر رضامند ہوں تو حاکم اسلام کو اس مقدمہ کی سماعت اور فیصلہ واجب ہے اور اگر ایک یا دونوں فریق ذمی یا مسلمان ہوں تب تو وجوب فیصلہ پر اجماع ہے اور اگر وہ یہودی اس وقت قاعدۂ شرعی سے ذمی ہو چکے تھے تو پھر سب علماء اس تخییر کو منسوخ کہیں گے اور تخییر کو بدلالت حرف فا جو اس پر مرتب فرمایا کہ جب ان لوگوں کی یہ حالت ہے الخ جس سے مراد سماع کذب و اکل سحت مع توابع ان کے کا تحریف و عدم قصد حق وغیرہ اوصاف مذکورۂ آیت سابقہ ہیں سو وجہ اس مرتب فرمانے کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان اوصاف و احوال سے یہ معلوم ہوا کہ ان کو واقع میں فیصلہ کرانا مقصود نہ ہوگا بلکہ محض امتحان رائے اور آپ کا عندیہ لینا ایسی حالت میں اہل معاملہ غالباً فیصلہ پر عمل نہ کریں گے اور اس سے فیصل کنندہ کو بہت کوفت ہوتی ہے پس حاصل یہ ہوا کہ آپ کیوں کوفت اٹھاویں پھر منسوخ ہونے کے وقت غالب ہے کہ اسلام کا تسلط زیادہ ہو گیا ہو کہ فیصلہ کے امضاء پر جبر ہو سکتا تھا اس لئے علت تخییر کی مرتفع ہو گئی اور تخییر منسوخ ہو گئی واللہ اعلم ربط اوپر مذکور ہوا کہ آپ کے پاس ان کا کوئی مسئلہ یا فیصلہ لے کر آنا معرفت حق کی غرض سے نہیں بلکہ کوئی آسان بات اپنے مطلب کے موافق تلاش کرنا مقصود ہے آگے اس پر استدلال ہے صیغۂ تعجب سے کہ ظاہر ہے کہ کسی شخص کا اپنی ایسی کتاب کو جس پر وہ ایمان رکھنے کا اقرار رکھتا ہو چھوڑ کر ایسے شخص کے پاس جس پر ایمان لانے سے اس کو انکار ہو کوئی مسئلہ و فیصلہ لانا نہایت عجیب و بعید ہے کہ کوئی شخص بے مطلب سچے دل سے ایسا نہیں کر سکتا اس سے وہی بات ثابت ہو گئی کہ تحقیق حق کے لئے نہیں آتے بلکہ اپنا مطلب نکالنے کو پھرتے ہیں جس کا کھلا قرینہ مطلب نہ نکلنے کی صورت میں اس شخص کے فتوے پر عمل نہ کرنا ہے۔

زعما ان المتحاکمین من اہل تلک الشرائع ۱۲ ۵۴ قولہ فی اخر فی مرتفع ہو گئی فلا یرد ان التخییر مرتب علی ما شرع من حالہم و حالہم باقیۃ کذلک فمع بقاء العلۃ کیف ارتفع التخییر ویمکن ان یقال ان العلۃ کان سببا محضا لا علۃ حقیقۃ ولا تلازم بینہما وجودا وعدما ۱۲ ۵۵ قولہ فی اخوا التمہید عمل نہ کرنا ہے دل علیہ ثم یتولون ۱۲ ۵۶ وکیف یحکمونک پر بظاہر یہ شبہ ہوتا تھا کہ دین اسلام تو ناسخ ادیان ہے اس کے آنے کے بعد توریت و انجیل وغیرہ سب منسوخ ہو چکی ہیں پس اس بنا پر ان لوگوں نے یہ تحکیم کی یہ تو ان پر لازم ہی تھی یعنی یہ کہ وہ آپ سے فیصلہ کرتے پھر اس پر تعجب کیوں فرمایا گیا لیکن تقریر بسط اور تفسیر پیش سے بالکل زائل ہو گیا فافہم واشکر المفسر ۱۲ تبیان

ملحقات الترجمہ ۵۱ قولہ فی قولہ یعقوبک یہ لغت ہے ماخذہ الروح ۱۲ ۵۲ قولہ ہناک مجال نہیں افادہ تاکید الفعل بمن اتباعا للعادۃ ۱۲ ۵۳ قولہ فی القسط قانون اسلام اندفع بہ ما عسی ان یتوہم انہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحکم ان یحکم بغیر القسط وجہ الاندفاع ظاہر فانہ احترز بہ عن الحکم بالشرائع السابقۃ

وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ

اور وہ آپ سے کیسے فیصلہ کراتے ہیں حالانکہ ان کے پاس توراۃ ہے جس میں اللہ کا حکم ہے پھر

يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اس کے بعد ہٹ جاتے ہیں اور یہ لوگ ہرگز اعتقاد والے نہیں۔

ع ۶ ۹ ۱۰

تقریر و تاکید مضمون سابق وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ (الی قولہ) وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اور (تعجب[1] کی بات ہے کہ وہ دین[2] کے معاملہ میں) آپ سے کیسے فیصلہ کراتے ہیں حالانکہ ان کے پاس توراۃ (موجود) ہے جس میں اللہ کا حکم (لکھا) ہے (جس کے ماننے کا ان کو دعویٰ ہے اول تو یہی بات بعید ہے) پھر (یہ تعجب اس سے اور[3] پختہ ہوگیا کہ) اس (فیصلہ لانے) کے بعد (جب آپ کا فیصلہ سنتے ہیں تو اس فیصلہ سے بھی) ہٹ جاتے ہیں (یعنی اول تو اس حالت میں فیصلہ لانے ہی سے تعجب ہوتا تھا لیکن اس احتمال سے رفع ہو سکتا تھا کہ شاید آپ کا حق پر ہونا ان پر واضح ہوگیا ہو اس لئے آگئے ہوں لیکن جب اس فیصلہ کو نہ مانا تو وہ تعجب پھر تازہ ہوگیا کہ اب تو وہ احتمال بھی نہ رہا پھر کیا بات ہوگی جس کے واسطے یہ فیصلہ لائے ہیں) اور (اسی سے ہر عاقل کو اندازہ ہوگیا کہ) یہ لوگ ہرگز اعتقاد والے نہیں (یہاں اعتقاد سے نہیں آئے اپنے مطلب کے واسطے آئے تھے اور جب نہ ماننا عدم اعتقاد کی دلیل ہے تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کو اعتقاد نہیں اسی طرح اپنی کتاب کے ساتھ بھی پورا[4] اعتقاد نہیں ورنہ اس کو چھوڑ کر کیوں آتے غرض دونوں طرف سے گئے کہ جس سے انکار ہے اس سے بھی اعتقاد نہیں اور جس سے دعویٰ اعتقاد ہے اس سے بھی نہیں) ف حُكْمُ اللّٰهِ کی توضیح میں جو یہ کہا گیا کہ جس کے ماننے کا ان کو دعویٰ ہے اس سے یہ شبہ جاتا رہا کہ توراۃ محرف نہ ہوئی تھی کیونکہ بنا بر ان کے زعم کے یہ گفتگو ہے یا یہ کہ ان واقعات خاصہ مذکورہ کے احکام توراۃ میں محفوظ ہوں ربط اوپر بہت سی آیتوں میں یہود کی نسبت اور بعض آیتوں میں نصاریٰ کی نسبت ان کا احکام و مواثیق الٰہیہ کو چھوڑ دینا اور توڑ دینا اور اس کی مذمت مذکور ہے آگے پورے رکوع میں ان احکام الٰہیہ کا ہر زمانہ میں واجب العمل رہنا اور اس کے ترک کا حرام اور مورد وعید ہونا جن کا ظہور کبھی توراۃ کے واسطے سے ہوا اور کبھی انجیل کے واسطہ سے اور اب قرآن مجید کے واسطہ سے ہے بیان فرماتے ہیں جس سے ان ناقضین کی مذمت زیادہ ظاہر ہو و نیز عمل بالتوراۃ والانجیل سبب ہو جاوے تصدیق رسالت محمدیہ کا جو کہ دونوں کتابوں میں مبشر بہ ہے چنانچہ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ میں اس کی تصریح بھی ہے اور بعض قرائت و تفاسیر پر دَ اَنَّهُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ میں بھی یہ مضمون ہے و نیز ذکر انجیل میں یہود پر تعریض ہے کہ وہ اس کی تکذیب کرتے تھے اور ذکر قرآن میں یہود و نصاریٰ دونوں پر تعریض ہے کہ دونوں اس کی تکذیب کرتے تھے اور ذکر توراۃ کے ضمن میں بعض احکام قصاص کے شاید اس لئے فرما دیئے ہوں کہ آیت سابقہ یٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ کا ایک سبب نزول واقعہ قصاص بھی تھا جس کو یہود نے ایک رسم مخترع سے بدل لیا تھا اور گو رجم کو بھی بدلا تھا لیکن شاید اس کی تخصیص ذکر میں اس لئے ہو کہ اس کے اخلال میں عباد پر ظلم ہوتا تھا اور وہ اخلال فی الرجم سے جو کہ حق اللہ ہے اشد تھا واللہ اعلم "

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی کیف تعجب کی بات اشارۃ الی ان الکلام لیس للتعجب التحقیق علی اللہ تعالیٰ بل لاظہار کون ما الامر عجیبا و ہو الذی یعبر عنہ بالتعجب ۱۲

[2] قولہ فی یحکمون دین کے معاملہ فالحکم علی بابہ التفسیر بعد الاستفتاء ۱۲ [3] قولہ فی ثم اس سے اور پختہ اشارۃ الی ان ثم للتراخی فی الرتبۃ و التراخی الاستبعاد ۱۲ [4] قولہ تمہید ف پورا اعتقاد اشارۃ الی ان النفی فی الآیۃ یعم الایمان بالکتاب و بالرسول و اشار ایضا الی ان نبی الایمان بالکتاب بالمعنی الذی یعم الایمان بہ و بما فیہ من الاحکام ۱۲

إِنَّآ أَنزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيهَا هُدًى وَّنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ

ہم نے توریت نازل فرمائی تھی جس میں ہدایت تھی اور روشنی تھا انبیاء جو کہ اللہ تعالیٰ کے مطیع تھے

الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا

اس کے موافق حکم دیا کرتے تھے اور اہل اللہ اور علماء بھی بوجہ اس کے

اسْتُحْفِظُوا مِن كِتٰبِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ

کہ ان کو اس کتاب اللہ کی نگہداشت کا حکم دیا گیا تھا۔ اور وہ اس کے اقراری ہو گئے تھے سو تم بھی لوگوں سے اندیشہ مت کرو

وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِاٰيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ

اور مجھ سے ڈرو اور میرے احکام کے بدلہ میں متاع قلیل مت لو

ذکر وجوب عمل بتوریت در زمان او اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ (الی قولہ) وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيَاتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۚ ہم نے (موسیٰ علیہ السلام پر) توریت نازل فرمائی تھی جس میں (عقاید صحیحہ کی بھی) ہدایت تھی اور (احکام عملیہ کی بھی) روشنی تھا انبیاء (بنی اسرائیل) جو کہ (باوجود لاکھوں آدمیوں کے مقتدر و مطاع ہونے کے) اللہ تعالیٰ کے مطیع تھے اس (توراۃ کے موافق یہود کو حکم دیا کرتے تھے اور (اسی طرح ان میں کے) اہل اللہ اور علماء بھی (اسی کے موافق کہ وہی اس وقت کی شریعت تھی حکم دیتے تھے) بوجہ اس کے کہ ان (اہل اللہ و علماء) کو اس کتاب اللہ (پر عمل کرنے اور کرانے) کی نگہداشت کا حکم (حضرات انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے) دیا گیا تھا اور وہ اس کے (یعنی اس پر عمل کرنے کے) اقراری ہو گئے تھے (یعنی چونکہ ان کو اس کا حکم ہوا تھا اور انہوں نے اس حکم کو قبول کر لیا تھا اس لئے ہمیشہ اس کے پابند رہے) سو (اے اس زمانہ کے رؤسا و علماء یہود جب ہمیشہ سے تمہارے سب معتقد توراۃ کو مانتے آئے ہیں تو) تم بھی (تصدیق رسالت محمدیہ کے باب میں جس کا حکم توریت میں ہے) لوگوں سے (یہ) اندیشہ مت کرو (کہ ہم تصدیق کریں گے تو عام لوگوں کی نظر میں ہماری جاہ میں فرق آوے گا) اور (صرف) مجھ سے ڈرو (کہ تصدیق نہ کرنے پر سزا دوں گا) اور میرے احکام کے بدلہ میں (دنیا کی) متاع قلیل (جو کہ تم کو اپنے عوام سے وصول ہوتی ہے) مت لو (کہ یہی حب جاہ و حب مال تم کو باعث ہوتی ہیں تصدیق نہ کرنے پر)

اللغات قولہ للذین ھادوا اللام بمعنی لاجل ظاہرہ ان الحکم کما کان لہم کذلک کان علیہم الربانی منسوب الی الرب والالف والنون للمبالغۃ ولذا ترجمتہ باہل اللہ الذین یقال لہم فی عرفنا مشائخ وورویش لانہم یعلمون ایضا الاحکام الشرعیۃ فان اصلاح الباطن وطرقہا جائز من الشریعۃ وفیہ دلالۃ علی ان الذی یحفظ الشریع لابکون ربانیا وفیہ ۱۲ **البلاغۃ** فی الروح قولہ والربانیون الخ توسیط الحکوم لہم ای للذین ہادوا بین المتعاطفین ای النبیون والربانیون للایذان بان الاصل فی الحکم بہما وصل الناس علی ما بنیاہم النبیون والربانیون والاحبار خلفاء ونوائب لہم فی ذلک کما ینبئ عنہ قولہ بما استحفظوا ای من جہۃ النبیین ۱۲ **العربیۃ** فی الروح انث التوراۃ معاملۃ معہا بعد التعریب معاملۃ الاسماء العربیۃ الموازنۃ لہا کموات ودودات ۱۲ **ملحقات الترجمۃ**

قولہ فی فیہا ھدی ونور حقاید واحکام الفریقۃ علیہ کون الاصل فی العطف ہو التغایر وکون العقاید ہم مستحفا للتقدیم فافہم ۱۲ قولہ فی النبیون بنی اسرائیل اشار الی ان اللام للعہد والفریقۃ اللفظیۃ علی التخصیص قولہ للذین ہادوا والفریقۃ الشرعیۃ مشہورۃ وعدم الاتیان بالراجلی ترجمتہ حکم بہا اشارۃ الی کون الجملۃ استینافا ۱۲ قولہ فی اسلموا یاباوجود اشارالی دفع سوال وہو ان الاسلام لو کان من الامور العظام لکنہ مشترک بین احاد المسلمین فما فائدۃ ہذا الوصف فی مدح النبیین فاشار الی الفائدۃ التی تقریرہا ظاہر وکان فیہ تعریضا بالیہود والمتکبرین المجاہدین وہ

قال بعضہم کما انہ قد یقصد بالمدح الموصوف کذلک قد یقصد مدح الوصف فیقال ہہنا ان المقصود تنویہ الاسلام بانہ شئ یتصف بہ ہؤلاء الاکابر کما وصف الملائکۃ بالایمان فی آیۃ ۱۱ ۵۵ قولہ فی بما استحفظوا بوجہ اس کے اشارالی کون الباء سببیۃ وکون ما مصدریۃ وکون من مادۃ ۱۲ ۵۶ قولہ ھناک انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ اشارالی ان الضمیر فی استحفظوا علیہ الی الاقرب من الربانیین والاحبار ۱۲ ۵۷ قولہ فی شہداء اقراری حملہ علی ما حملہ بعض المفسرین کما فی البیضاوی وغیرہ فی قولہ تعالیٰ فی البقرۃ ثم اقررتم وانتم تشہدون من باب توکید الاقرار فانہ یدل علی ان الشہادۃ قد تکون بمعنی الاقرار وہما کما یستعملان للاخبار عن الماضی کذلک تستعملان فی الالتزام فی المستقبل وعلی ہذا صار تقریر سببیۃ الاستحفاظ والشہادۃ ایہس وکان وصل معناہ العہد والالتزام قلت ولقد یقال یعلی ۱۲ منہ معنی الحفظ والمراقبۃ ۱۲ ۵۸ قولہ فی فلا تخشوا جب ہمیشہ سے اشارالی کون الفاء فصیحۃ ولو عطف علی الحکیم کما ذکرتہ فی ف کا الشہادۃ علی معناہا المتبادر من الاخبار عن اعتقادہ ای التصدیق کما فی قولہ تعالیٰ الست بربکم قالوا بلی شہدنا قائم ۱۲ ۵۹ قولہ فی واخشون صرف دل علیہ لاتخشوا الناس

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَ

اور جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے سو ایسے لوگ بالکل کافر ہیں اور

كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ

ہم نے ان پر اس میں یہ بات فرض کی تھی کہ جان بدلے جان کے اور آنکھ بدلے آنکھ کے اور ناک

بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ

بدلے ناک کے اور کان بدلے کان کے اور دانت بدلے دانت کے اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے

فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۭ

پھر جو شخص اس کو معاف کردے تو وہ اس کے لئے کفارہ ہو جاویگا۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ اور (یاد رکھو کہ) جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے (بلکہ غیر حکم شرعی کو قصداً حکم شرعی بتلا کر اس کے موافق حکم کرے) سو ایسے لوگ بالکل کافر ہیں (جیسا اے یہود تم کر رہے ہو کہ عقاید میں بھی مثل عقیدۂ رسالت محمدیہ اور اعمال میں بھی جیسے حکم رجم وغیرہ اپنے مخترعات کو حکم الٰہی بتلا کر ضلال و اضلال میں مبتلا ہو رہے ہو) ف کَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ کی تفسیر مذکور باعتبار اس کے استحفظوا پر معطوف ہونے کے ہے اور اگر يَحْكُمُ پر عطف کیا جاوے تو كَانُوْا کی ضمیر کا مرجع سب مذکورین ہوں اور تفسیر بہت سہل ہو جاوے حاصل معنی یہ ہوں کہ اس توراۃ کے موافق انبیاؤ احبار و ربانیین بوجہ استحفاظ کے حکم کرتے تھے اور یہ سب حضرات اس حکم یا اس توراۃ ماول بعنوان الکتاب المذکور فی الآیۃ پر یا اس کتاب مذکور متحد مع التوراۃ پر اس کے حق اور صدق ہونے کے گواہ اور مصدق تھے یا كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ کو حال اور اسْتُحْفِظُوْا کو عامل کہا جاوے تو كَانُوْا الخ کا دخل سیب میں ہونا ضرور نہ ہوگا ربط آیت اولیٰ کی تمہید میں مذکور ہو چکا اور چونکہ اصول فقہ میں مقرر ہو چکا ہے کہ شرائع سابقہ جب قرآن و حدیث میں بلا نکیر مذکور ہوں تو وہ ہمارے لئے بھی حجت ہوتا ہے اس لئے یہ مضمون آیندہ ہماری شریعت کا بھی حکم ہے **حکایت مسئلہ قصاص از توریت کہ حکم سیزدہم باشد از سورت** وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ (الی قولہ) فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ اور ہم نے ان (یہود) پر اس (توراۃ) میں یہ بات فرض کی تھی کہ (اگر کوئی کسی کو ناحق عمداً قتل یا زخمی کرکے اور صاحب حق دعویٰ کرے تو) جان بدلے جان کے آنکھ بدلے آنکھ کے اور ناک بدلے ناک کے اور کان بدلے کان کے اور دانت بدلے دانت کے اور (اسی طرح دوسرے) خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے پھر جو شخص (اس قصاص یعنی بدلہ لینے کا مستحق ہو کر بھی) اس (قصاص) کو معاف کردے تو وہ (معاف کرنا) اس (معاف کرنے والے) کے لئے (اس کے گناہوں کا) کفارہ (یعنی گناہوں کے دور ہونے کا سبب) ہو جاوے گا یعنی معاف کرنا موجب ثواب ہے)

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ فمن تصدق بہ الخ الروح بتخریج الدیلمی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قراء الآیۃ فقال ھو الرجل یکسر سنہ او یجرح من جسدہ فیعفو فیحط عنہ من خطایا بقدر ما عفا عنہ من جسدہ الحدیث الی قولہ وفیہ ترغیب فی العفو اھ قلت ومثل ھذا العفو من اخلاق اھل اللہ تعالیٰ **ترجمہ** قولہ تعالیٰ فمن تصدق الخ حدیث شروع میں یہ تفسیر ہے کہ کسی کا دانت توڑ دیا جاوے یا بدن میں زخم کر دیا جاوے اور وہ معاف کر دے تو بقدر اس کے عفو کے اس کی خطائیں معفو کر دی جاتی ہیں سو اس میں ترغیب ہے عفو کی کذا فی الروح اور اس قسم کا عفو اہل اللہ کے اخلاق میں سے ہے ۱۲

۱ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرا الآیۃ فقال ھو الرجل یکسر سنا او یجرح من جسدہ فیعفو فیحط عنہ من خطایاہ بقدر ما عفا عنہ من جسدہ ان کان نصف الدیۃ فنصف خطایاہ الی قولہ وان کان الدیۃ کلھا فخطایاہ کلھا آھ قلت ھو نص فی ما اخترتہ من التفسیر وقال فی الروح اخرج ابن ابی شیبۃ عن الشعبی وھلیہ اکثر المفسرین آھ قلت ولعل معنی کونہ کفارۃ قولہ تعالیٰ ان الحسنات یذھبن السیات فتفطن ۲ **لطیفہ** الترجمہ ۱ قولہ فی کتبنا فرض کردانی ۱۲ روح ۱۲ ۲ قولہ بعد ۱۲ اگر کوئی آجکل ان شرائط کا بھا معلوم نہ ہو لائل اخر ۱۲ ۳ قولہ فی النفس بالنفس بدلے بشارۃ الی تعلق الجار بمحذوف ویجوز تعلقہ بکتبنا ۱۲ ۴ قولہ فی الجروح خاص فالارام للعہد ۱۲

الفقہ استشکل علی بعضھم الآیۃ الدالۃ علی کون من لم یحکم بما انزل اللہ کافرا فی الحال انہ معصیۃ دون الکفر علی اصول اھل السنۃ لکن الذی صرت بہ علماء الکلام التقیح وجہ الآیۃ واندفع الاشکال فان انکار کون المشرع شرعا ولو بالنسان کفر قولا او رد یکفر بقول الکفر البتۃ واذا وجد قولہ فقصدا الی وضع الخطاء والجہل فی غیر ضروریات الدین والقرینۃ علی ھذا التفسیر کون سیاق الیھود کذلک واما الامر فی قولہ الظالمون والفاسقون فسھل لانہا لیس نصا فی الکفر ولو حملتہا علی الکفر فقد علمت توجیہہ ۱۲ **النحو** قولہ قصاص خبر تقدیرہ ذات ۱۲ **البلاغۃ** فمن تصدق فی التعبیر بالتصدق ترغیب فی العفو ۱۲ **الروایات** فی الروح عن الضحاک یجعل فی التوراۃ دیۃ فی النفس والاجر واذا کان العفو والقصاص وھو الذی یقتضیہ الظاھر الآیۃ آہ قلت ولما قام الدلیل علیہ فی شرعنا خص ھذا القدر من الجملۃ فی الروح اخرج الدلمی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَفَّيْنَا

اور جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے سو ایسے لوگ بالکل ستم ڈھا رہے ہیں اور ہم نے ان کے پیچھے

عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ

عیسیٰ ابن مریم کو اس حالت میں بھیجا کہ وہ اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق فرماتے

التَّوْرٰىةِ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا

تھے اور ہم نے ان کو انجیل دی جس میں ہدایت تھی اور وضوح تھا - اور وہ اپنے سے قبل کی کتاب

بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

یعنی توریت کی تصدیق کرتی تھی اور وہ سراسر ہدایت اور نصیحت تھی خدا سے ڈرنے والوں کے لئے

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اور چونکہ یہود نے ان احکام کو چھوڑ رکھا تھا اس لئے مکرر وعید سناتے ہیں کہ (جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے (جس کے معنی اوپر گذر چکے) سو ایسے لوگ بالکل ستم ڈھا رہے ہیں (یعنی بہت برا کام کر رہے ہیں) **ف** چند مسائل ضروری **مسئلہ** قصاص اس قتل یا جرم میں ہے جب ناحق ہو ورنہ بحق قتل کرنا درست ہے اور عمداً ہو کیونکہ خطا میں دیت ہے جس کے مسائل سورہ نساء کے رکوع وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ میں گذر چکے **مسئلہ** النفس بالنفس میں آزاد اور غلام اور مسلمان اور کافر ذمی اور مرد اور عورت اور کبیر اور صغیر اور شریف اور رذیل اور بادشاہ اور رعیت سب داخل ہیں البتہ خود اپنے مملوک غلام اور اپنی اولاد کے قصاص میں نہ مارا جانا اجماع و حدیث سے ثابت ہے **مسئلہ** قطع اعضاء و جراحات میں باہم مرد و عورت میں اور اسی طرح باہم آزاد اور غلام میں قصاص نہیں البتہ مسلمان اور ذمی کافر میں ان صورتوں میں بھی ہے لیکن درمختار میں آزاد و غلام اور مرد و عورت کے مسئلہ میں ہے کہ ناقص سے کامل کا قصاص لیا جاویگا **مسئلہ** خاص زخموں سے مراد وہ ہیں جن میں مساوات کے ساتھ بدلہ لینا ممکن ہو ورنہ حکومت عدل ہے جس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے اسی طرح قطع اعضاء میں بھی جیسے آدھا کان کاٹ لیا مثلاً **مسئلہ** قتل میں ولی مقتول اور باقی صورتوں میں خود مقطوع و مجروح کو معاف کرنے کا حق حاصل ہے **مسئلہ** اگر ولی مقتول کئی شخص ہوں اور ایک معاف کر دے تو قصاص ساقط ہو کر بقیہ اولیاء اگرچاہیں دیت لے سکتے ہیں یہ سب مسائل ہدایہ میں ہیں **ربط** اوپر توراۃ کا اپنے زمانہ میں حجت ہونا مذکور تھا آگے انجیل کی یہی صفت مذکور ہے جیسا تمہید آیت اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ میں مفصل تقریر اس کی گذر چکی ہے ذکر وجوب عمل بانجیل در زمان او وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ (الی قولہ) وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ

اور ہم نے ان (نبیوں) کے پیچھے (جن کا ذکر مِنْكُمْ مِّمَّا النَّبِيُّوْنَ میں آیا ہے) عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کو اس حالت میں (یعنی خبر بنا کر) بھیجا کہ وہ اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق فرماتے تھے (جو کہ لوازم رسالت سے ہے کہ تمام کتب آلہیہ کی تصدیق کرے) اور ہم نے ان کو انجیل دی جس میں (توریت ہی کی طرح عقاید صحیحہ کی بھی) ہدایت تھی اور (احکام عملیہ کا بھی) وضوح تھا اور وہ (انجیل) اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق (بھی) کرتی تھی (کہ یہ بھی لوازم کتاب آلہی سے ہے) اور وہ سراسر ہدایت اور نصیحت تھی خدا سے ڈرنے والوں کے لئے "

النحو مصدقا الاول من عیسیٰ او جملۃ فیہ ہدی و نور حال من الانجیل وکذا مصدقا الثانی حال منہ وصرح فی الروح بجواز عطف الحال المفردۃ علی الحال الجملۃ وکذا ہدی وموعظۃ ۱۲ **البلاغۃ** تخصیص المتقین مع عموم کون الکتاب الالٰہی موعظۃ باعتبار الانتفاع ۱۲ **لمحات الترجمہ** ۱ قولہ فی من لم یحکم کمر راشارۃ الی انہ تاکید للاولی فعلی ہذا لایکون المقصود کون الجملۃ فی التوراۃ ۱۲ ۲ قولہ فی مصدقا فی الموضعین لوازم الخ اشارۃ الی کون الحال موکدۃ اما فائدۃ ہہنا فالذی ہندی ان الیہود کانوا ینکذبون الانجیل وصاحبہ علیہ السلام فنوہ بہذا التاکید شاہدا ومعرضا بالیہود انکم تکذبون ما یصدق کتابکم واما النصاری فانہم لا یکذبون التوراۃ فلم یؤت ہہنا بالواو فافہم ۱۲ ۳ قولہ فی ہذہ ہدی توریت کی طرح استیناف الی ان المراد التماثل بین الکتابین ۱۲ ۴ قولہ فی ہدی و موعظۃ ہدی ہونا اور زیادۃ موعظۃ واللہ اعلم ۱۲ ۵ قولہ فی ہذہ کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ ولیحکم کما استدل بہ المفسرون ۱۲

وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنجِيلِ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فِيهِ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ

اور انجیل والوں کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس میں نازل فرمایا ہے اس کے موافق حکم کیا کریں اور جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے

اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ

ہوئے کے موافق حکم نہ کرے۔ تو ایسے لوگ بالکل بے حکمی کرنے والے ہیں۔ اور ہم نے یہ کتاب آپ کے پاس بھیجی ہے جو خود بھی صدق

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُم

کے ساتھ موصوف ہے اور اس پہلے جو کتابیں ہیں ان کی بھی تصدیق کرتی ہے اور ان کی کتابوں کی محافظ ہے تو ان کے باہمی

بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۚ

معاملات میں اپنی بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجئے۔ اور یہ جو سچی کتاب آپ کو ملی ہے اس سے دور ہو کر ان کی خواہشوں پر عمل درآمد نہ کیجئے

وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنجِيلِ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فِيهِ ۚ (الی قولہ) فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ اور ہم نے انجیل دے کر حکم کیا تھا کہ

انجیل والوں کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس میں نازل فرمایا ہے اس کے موافق عمل کیا کریں اور (اے اس زمانہ کے نصاریٰ

سن رکھو کہ) جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے (اور اس کے معنی اوپر گذر چکے ہیں) تو ایسے لوگ بالکل بے

حکمی کرنے والے ہیں۔ اور انجیل رسالت محمدیہ کی خبر دے رہی ہے تم اس کے خلاف کیوں چل رہے ہو۔ ربط: پر توریت وانجیل

کا اپنے اپنے دورہ میں واجب العمل ہونا بیان فرمایا تھا آگے قرآن مجید کا اپنے دورہ میں جو کہ زمان نزول سے قیام قیامت تک

واجب العمل ہونا بیان فرماتے ہیں اور ان آیات کے ضمن میں اشارۃً ایک قصہ سے بھی تعرض ہے جس کو ابن اسحٰق نے حضرت ابن

عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ چند علماء ورؤسا یہود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر ملتمس ہوئے کہ ہماری قوم سے ہمارا کچھ مقدمہ

ہے اگر آپ ہمارے موافق فیصلہ فرما دیں تو ہم آپ کا اتباع اختیار کر لیں جس سے بقیہ یہود بھی متبع ہو جاویں گے اور آپ نے صاف انکار

کر دیا جس پر آپ کی تصویب کے لئے وَاَنِ احْكُمْ الخ نازل ہوا کذا فی اللباب واخرج نحوہ کما فی الروح ابن ابی حاتم والبیہقی فی

الدلائل **ذکر وجوب عمل بالقرآن علی التابید** وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ (الی قولہ) عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ اور

(توراۃ وانجیل کے بعد) ہم نے یہ کتاب (یعنی قرآن) آپ کے پاس بھیجی ہے جو خود بھی صدق (وراستی) کے ساتھ موصوف ہے اور اس سے

پہلے جو (آسمانی) کتابیں (آچکی) ہیں (جیسے توراۃ وانجیل وزبور) ان کی بھی تصدیق کرتی ہے (کہ وہ نازل من اللہ ہیں) اور چونکہ وہ کتابیں

بلفرآن قیامت تک محفوظ ومعمول بہ ہے اور اس میں ان کتب سماویہ کی تصدیق موجود ہے اس لئے وہ کتاب ان کتابوں کے صادق ہونے

کے مضمون کی (ہمیشہ کے لئے) محافظ ہے (کیونکہ قرآن میں ہمیشہ یہ محفوظ رہے گا کہ وہ کتب نازل من اللہ ہیں جب قرآن ایسی کتاب ہے

تو ان (اہل کتاب) کے باہمی معاملات میں (جبکہ آپ کے اجلاس میں پیش ہوں) اسی بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجئے اور یہ جو

سچی کتاب آپ کو ملی ہے اس سے دور ہو کر ان کی (خلاف شرع) خواہشوں اور (فرمایشوں) پر (آئندہ بھی) عملدرآمد نہ کیجئے (جیسا اب تک

باوجود ان کی درخواست والتماس کے آپ نے صاف انکار فرما دیا یعنی یہ آپ کی رائے نہایت ہی) درست ہے (اسی پر ہمیشہ قائم رہیئے

اور اے اہل کتاب تم کو اس قرآن کے حق جاننے سے اور اسکے فیصلہ ماننے سے کیون انکار ہے کیا دین جدید کا آنا کچھ تعجب کی بات ہے

البلاغۃ عمّا جاءک ان عدی الاتباع لمن تضمنہ معنی العدول ۱۲ قولہ الکتب ای القرآن لم یسم بہ کالتوراۃ والانجیل اشارۃ الی فخامۃ شانہ بانہ حقیق بانہ یعلم من لفظ الکتاب لا غیرہ ۱۲ **ملتقات الترجمہ** ۱ قولہ فی ولیحکم یحکم کیا فیہ رعایۃ لمعنی قد قلنا انی سنراعی تحقیقہ عند القرینۃ ۱۲ کمافی قولہ والملائکۃ یدخلون علیہم من کل باب سلام علیکم وامن قرأ لام کے وقد آمنا ۱۲ ۲ قولہ ومن لم یحکم اس زمانہ قرینۃ تدلیل نظیرہ لقولہ فلا تخشوا الناس الذی خوطب بہ الیہود والمعاصرون والتحسان التناسب فی النظائر وانما خوطب النصاریٰ بہ مرۃ والیہود مرتین کما قدرت قبل من کون الثانیۃ تاکیدا للاولیٰ ولان الیہود کانوا الاظلم وبلغنی فعلی ہذا لا یکون الحکم بکونہ جزء من الانجیل مقصودا ۱۲ ۳ قولہ بالکل افاد ضمیر الفصل و تعریف الجزئین ۱۲ ۴ قولہ فی بالحق موصوف مشارا الی کونہ حالا من الکتب ای متلبسا بالحق ۱۲ ۵ قولہ فی مصدقا اور اوضح بحرف العطف کونہ حالا ثانیۃ ۱۲ ۶ قولہ فی من الکتب کتابین فللجنس ۱۲ ۷ قولہ فی هناك نازل فللزم نفی التحریف عنہ ولا یلزم وجوب العمل بہ ۱۲ ۸ قولہ فی مهیمنا چونکہ اہ کذا فی الفوز الکبیر وقولہ ہمیشہ ما خوذ من عدم اعتبار زمان خاص فی الصفۃ مبنا نعم الاولیۃ کلمۃ ۱۲ ۹ قولہ قبل فاحکم حیث اشارۃ الی کون الفاء فصیحۃ ۱۲ ۱۰ قولہ فی بینہم اہل الکتاب لکون الکلام السابق فیہم ۱۲ ۱۱ قولہ هناك پیش ہوں باختیارہم ان کا نوا میزین وبلا اختیارہم فی بعض الامور لو کانوا میزین ۱۲ ۱۲ قولہ فی لا تتبع آیندہ ما فی المقصود وتصویب رایہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا اشکال ۱۲ ۱۳ ۱۳ قولہ فی ما انزل اللہ الخ اشارۃ الی ان فیہ وضع الظہر موضع المضمر ۱۲

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

تم میں سے ہر ایک کے لئے خاص شریعت اور خاص طریقت تجویز کی تھی اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا

لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ

تو تم سب کو ایک ہی امت میں کر دیتے لیکن ایسا نہیں کیا تاکہ جو جو دین تم کو دیا ہے اس میں تم سب کا امتحان فرماویں

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ

تو مفید باتوں کی طرف دوڑو تم سب کو خدا ہی کے پاس جانا ہے پھر وہ تم سب کو

بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝

جتلاوے گا جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا (الی قولہ) بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ تم میں سے ہر ایک (امت[1]) کے لئے (اس سے قبل) ہم نے خاص شریعت[2] اور خاص طریقت تجویز کی تھی (مثلاً یہود کی شریعت و طریقت توراۃ تھی اور نصاریٰ کی شریعت اور طریقت انجیل تھی پھر اگر امت محمدیہ کے لئے شریعت و طریقت قرآن مقرر کیا گیا جس کا حق ہونا بھی دلائل سے ثابت ہے تو وجہ انکار کیا) اور اگر اللہ تعالیٰ کو (سب[3] کا ایک ہی طریقہ رکھنا منظور ہوتا تو وہ اس پر بھی قدرت رکھتے تھے کہ) تم سب (یہود و نصاریٰ و اہل[4] اسلام) کو ایک ہی شریعت دے کر) ایک ہی امت میں کر دیتے (اور شرع جدید نہ آتا جس سے تم کو توحش ہوتا ہے) لیکن (اپنی حکمت سے) ایسا[5] نہیں کیا (بلکہ ہر امت کو جدا جدا طریقہ دیا) تاکہ جو جو دین تم کو (ہر زمانہ میں نیا نیا) دیا ہے اس میں تم سب کا (تمہارے اظہار[6] اطاعت کے لئے) امتحان فرماویں (کیونکہ اکثر طبعی امر ہے کہ نئے طریقے سے وحشت اور مخالفت کی طرف حرکت ہوتی ہے لیکن جو شخص عقل صحیح و انصاف سے کام لیتا ہے تو اس کی تہ حقیقت کے بعد اپنی طبیعت کو موافقت پر مجبور کر دیتا ہے اور یہ ایک امتحان عظیم ہے پس اگر سب کی ایک ہی شریعت ہوتی تو اس شریعت کے ابتدا کے وقت جو لوگ ہوتے ان کا امتحان تو ہو جاتا لیکن دوسرے جو ان کے مقلد اور اس طریق سے مالوف ہوتے ان کا امتحان نہ ہوتا اور اب ہر امت کا امتحان ہو گیا اور امتحان کی ایک یہ صورت ہوتی ہے کہ انسان کو جس چیز سے روکا جاوے خواہ معمول ہو یا متروک اس پر حرص ہوتی ہے اور یہ امتحان شرائع کے تعدد میں اقویٰ ہے کہ منسوخ سے روکا جاتا ہے اور شریعت کے اتحاد میں گو معاصی سے روکتے لیکن ان میں حقیقت کا تو شبہ نہیں ہوتا اس لئے امتحان اس درجہ کا نہیں ان دونوں امتحانوں کا مجموعہ ہر امت کے سلف اور خلف سب کو عام ہو گیا جیسا کہ صورت اولیٰ کو صرف سلف سے خصوصیت ہے پس[9] جب شرع جدید میں یہ حکمت ہے) تو (تعصب کو چھوڑ کر مفید باتوں کی طرف (یعنی ان عقاید و اعمال و احکام کی طرف جن پر قرآن مشتمل ہے) دوڑو (یعنی قرآن پر ایمان لا کر اس پر چلو) ایک روز (تم سب کو خدا ہی کے پاس جانا ہے پھر وہ تم سب کو جتلا دے گا جس میں تم زیادہ وجود وضوح حق کے دنیا میں خواہ مخواہ) اختلاف کیا کرتے تھے (اس لئے اس اختلاف بیجا کو چھوڑ کر حق کو جو کہ اب منحصر ہے قرآن میں قبول کر لو) اور (چونکہ[10] ان اہل کتاب نے ایسی بلند پروازی کی کہ آپ سے درخواست اپنے موافق مقدمے کر دینے کی کرتے ہیں جہاں کہ اس کا احتمال ہی نہیں اس لئے ان کے حوصلے پست کرنے کو اور اس کو سنا کر ہمیشہ ہمیشہ ان کے نامید کر دینے کو)

اللغات فی الکبیر الشریعۃ الشرعۃ التی یشرعھا الناس فیشرعوا مبداء والمنہاج ھو الطریق الواضح وفیہ قال الخلیل وابو عبیدۃ یقال قد امعن الرجل یمعن اذا کان :

الوضعان مشہور بالزیادۃ والنقصان ۱۲

ترقیبا علی الشیٔ وشاہد علیہ جانا فلا

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی لکل امت لان عدم کون شرع جدید لکل فرد مشاہد ۱۲

[2] قولہ فی شرعۃ و منہاجا شریعت طریقت تفسیر فی الکبیر عن المبرد وایضا یساعدہ اللغۃ وہلما اصل الطریقۃ تدبیر سوح الملکات التی تقصد رسمہا الا ۱۲ ان فلا حرج مختلف التدبیر باختلاف الاعمال فلا یرد ان الاعمال تجری فیہ النسخ لا الاخلاق التی ہی الطریقۃ ثم ان الشریعۃ والطریقۃ متحدان ذاتا مختلفان اعتبارا فعلی ہذا یکون متلازمین نسخا وبقاء ۱۲

[3] قولہ فی جعلنا تجویز کی تھی اشارۃ الی قولہ یا ایہا الذین امنوا ۱۲

[4] قولہ فی فوتشاء سب کا الخ اشارۃ الی حذف مفعول شاء وہو الاکثر الشائع فیہ ۱۲ [5] قولہ فی جعلکم واہل اسلام اور خلوانی الخطاب مع اہل الکتاب تغلیبا ۱۲ [6] قولہ فی لکن لیسا نہیں کیا جملہ حرف للترجمہ الی ان المقدر کالملفوظ ۱۲ [7] قولہ فی لیبلوکم اظہار اشارۃ الی تجوز فی معنی الابتداء ۱۲ [8] قولہ بمناسک کیونکہ ہذا من المواہب الخفیۃ وللہ الحمد ۱۲ [9] قولہ فاستبقوا پس جب اشارۃ الی کون الغایۃ ۱۲ [10] قولہ فی خیانۃ مفید کما فی قولہ تعالیٰ ذکم خیر لکم عند بارئکم ۱۲ [11] قولہ فی وان احکم چونکہ الی قولہ لکم رحکم افادہ فی امور احدہا انہ معطوف علی انزلنا بتقدیر ارشاک تنبیہ الثانی تاکید ما انتہا بیان فائدۃ التکرر والتاکید وہی مفہومۃ من المدارک و راجع الی ان کان بمعنی الفتنۃ والصدود المعبر فی کما بک واحد اتاتل

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ

اور ہم حکم دیتے ہیں کہ ان کے باہمی معاملات میں اس بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجیے اور انکی خواہشوں پر عملدرآمد نہ کیجیے۔ اور ان سے یعنی انکی

يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا

اس بات سے احتیاط رکھیے کہ وہ آپ کو خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کسی حکم سے بھی بچلا دیں۔ پھر اگر یہ لوگ اعراض کریں تو یہ یقین کر لیجیے کہ

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝

بس خدا ہی کو منظور ہے کہ ان کے بعضے جرموں پر ان کو سزا دیدیں اور زیادہ آدمی تو بے حکم ہی ہوتے ہیں

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۭ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ ع

یہ لوگ کیا پھر زمانۂ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں اور فیصلہ کرنے میں اللہ سے کون اچھا ہوگا یقین رکھنے والوں کے نزدیک

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ (الی قولہ) وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ ع (یکرر) حکم دیتے ہیں کہ آپ ان (اہل کتاب) کے باہمی معاملات میں (جبکہ آپ کے اجلاس میں پیش ہوں) اس بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجیے اور ان کی (خلاف شرع) خواہشوں (اور فرمائشوں) پر (آئندہ بھی) عملدرآمد نہ کیجیے (جیسا اب تک بھی نہیں کیا) اور ان سے یعنی ان کی اس بات سے (آئندہ بھی مثل سابق) احتیاط رکھیے کہ وہ آپ کو خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کسی حکم سے بھی بچلا دیں (یعنی گو اس کا احتمال نہیں لیکن اس کا قصد بھی رہے تو موجب ثواب بھی ہے) پھر باوجود وضوح قرآن اور اس کے فیصلہ کے حق ہونے کے بھی) اگر یہ لوگ (قرآن سے اور آپ کے فیصلہ سے جو موافق قرآن کے ہوگا) اعراض کریں تو یہ یقین کر لیجیے کہ بس خدا ہی کو منظور ہے کہ ان کے بعضے جرموں پر (دنیا ہی میں) ان کو سزا دیدیں (اور وہ بعضا جرم فیصلہ کو نہ ماننا ہے اور حقانیت قرآن کے نہ ماننے کی سزا بوری آخرت میں ملے گی کیونکہ پہلا جرم ذمی ہونے کے خلاف ہے اور دوسرا جرم ایمان کے خلاف ہے حربیت کی سزا دنیا ہی میں ہوتی ہے اور کفر کی سزا آخرت میں چنانچہ یہود کی سرکشی اور عہد شکنی جب حد تسامح سے متجاوز ہوئی تو ان کو سزائے قتل اور قید اور اخراج وطن کی دی گئی) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہ حالات سن کر آپ کو رنج ضرور ہوگا لیکن آپ زیادہ غم نہ کیجیے کیونکہ) زیادہ آدمی تو (دنیا میں ہمیشہ سے) بے حکم ہی ہوتے (آئے) ہیں (کہ لوگ کیا فیصلہ قرآنی سے جو کہ عین عدل ہے اعراض کرکے) پھر (زمانۂ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں (جس کو انہوں نے برخلاف شرائع سماویہ کے خود مخترع کر لیا تھا جس کا ذکر دو واقعوں کے ضمن میں اس رکوع سے پہلے رکوع آیت یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ کی تمہید میں گذر چکا ہے حالانکہ وہ سراسر عدل اور دلیل کے خلاف ہے یعنی اہل علم ہو کر علم سے اعراض کرنا اور جہل کا طالب ہونا عجب در عجب ہے) اور (فیصلہ کرنے میں اللہ سے کون اچھا (فیصلہ کرنے والا) ہوگا (بلکہ کوئی مساوی بھی نہیں بس خدائی فیصلہ کو چھوڑ کر دوسرے کے فیصلہ کا طالب ہونا عین جہل نہیں تو کیا ہے لیکن یہ بات بھی یقین (وایمان) رکھنے والوں (ہی) کے نزدیک (ہے کیونکہ اس کا سمجھنا موقوف ہے قوت عقلیہ کی) صحت پر اور وہ کفار اس سے بے نصیب ہیں) ف اگر کسی کو یہ شبہہ ہو کہ یہاں سے مفہوم ہوتا ہے کہ ہر اُمّت کا طریقہ دین جدا ہے اور دوسری آیات سے واحد ہونا معلوم ہوتا ہے جیسے شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ الخ جواب یہ ہے کہ جدا ہونا باعتبار فروع و اعمال کے ہے اور واحد ہونا باعتبار اصول و عقاید کے ربط اوپر یہود و نصاریٰ کے قبائح مذکور ہوئے ہیں اور بعض منافقین جو کہ ظاہراً اسلام کے مدعی تھے ان سے بعض

ملحقات الترجمہ

قولہ فی ان یفتنوک یعنی اشارۃ الی کونہ بدلا ۱۲ قولہ فی عن بعض کسی حکم سے بھی اشارۃ بکلمۃ بھی الی فائدۃ کلمۃ بعض وہی المبالغۃ ۱۲ قولہ بعد یفتنوک موجب ثواب بھی ہے اشارۃ الی فائدۃ الامر بالحذر لمن لا یحصل عنہ صدہ تقریرہا ان الثواب لا یکون لمحض الحذر بل بتوقف علی قصدہ فلذا امر صلی اللہ علیہ وسلم بہ واشار بکلمۃ بھی الی عدم الحصر فی الفائدۃ المذکورۃ بل فیہ قطع لاطماعہم کما ذکروہ فتنبہ للولاۃ والعلماء من الامۃ علی وجوب ہذا الحذر و فیہ نعی علی الکفار بانہم فاتنون ۱۲ قولہ فی انما یریدون بس لافادۃ ما افادہ انما ۱۲ قولہ قبل ان کثیرا عم نہ کیجیے صرح بکونہ تسلیۃ فی الروح ۱۲ قولہ فی الجاہلیۃ اہل علم ہو کر کذا فی الکبیر ۱۲ قولہ اعنی یبغون عجب در عجب الاول التولی والثانی البغی وافاد التعجب مع التوبیخ کلمۃ الاستفہام الی قدر بعد ہا التولی وذکر صریحا البغی ۱۲ قولہ فی من احسن مساوی افاد الاستغراق والمجاوزۃ ۱۲ قولہ فی لقوم تریدیک فلام یعنی عند کذا فی الروح و حقیقۃ ان اللام للبیان کما فی ہیت لک ای ہی تبین مضمون ہذا الاستفہام الانکاری تفہم کذا فی الروح وہذا الاستفہام لقوم یوقنون کذا فی الکبیر ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ

اے ایمان والو تم یہود و نصاریٰ کو دوست مت بنانا وہ ایک دوسرے

اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي

کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا بے شک وہ ان ہی میں سے ہوگا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سمجھ نہیں

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

دیتے ان لوگوں کو جو اپنا نقصان کر رہے ہیں اسی لئے تم ایسے لوگوں کو کہ جن کے دل میں مرض ہے دیکھتے ہو کہ

يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَاۗىِٕرَةٌ ۭ

دوڑ دوڑ کر ان میں گھستے ہیں کہتے ہیں کہ ہم کو اندیشہ ہے کہ ہم پر کوئی حادثہ پڑ جاوے۔

وقف لازم وقف منزل وقف لازم

وہی مصلحتوں کی بنا پر دوستی رکھتے تھے اس لئے آگے اہل ایمان کو ان کے ساتھ دوستی کرنے سے بطور تفریع مضمون مذکور کے منع فرماتے ہیں کہ جب ان لوگوں کے یہ حالات ہیں تو ان کا مقتضا تو یہی ہے کہ ان سے منافقوں کی طرح ہرگز دوستی مت کرو پھر اہل ایمان کے منع کرنے کے بعد ان منافقین کی مذمت اور ان مصلحتوں کا ابطال اور انجام کار ان کا ندامت اٹھانا بطور پیشین گوئی کے مذکور ہے اور قصہ اس دوستی کا یہ ہوا تھا کہ جب غزوہ اُحد میں اہل اسلام کو ظاہراً شکست ہوئی تو منافقین سخت اندیشہ میں پڑے اور باہم مشورہ کرنے لگے کہ مسلمانوں کے غالب آنے کی تو کچھ اُمید نہیں رہی اپنی کہیں پناہ لگائے رکھنا چاہیئے کہ وقت پر کام دے کسی نے کہا کہ میں فلانے یہودی سے امان لئے لیتا ہوں اور ایسے وقت پر یہودی بچاؤں گا کسی نے کہا کہ میں فلانے نصرانی سے پناہ لئے لیتا ہوں اور ایسے وقت پر نصرانی بچاؤں گا اخرجہ کما فی الروح ابن جریر وابن ابی حاتم عن السدی اور نیز جب یہود بنی قینقاع مسلمانوں سے محاربہ پر آمادہ ہوئے تو عبداللہ بن اُبی منافق نے ان سے ساز کر لیا اور ان کی حمایت میں کھڑا ہوا اور حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی مثل عبداللہ کے اس قوم کے حلیف تھے لیکن انہوں نے صاف طور پر ان سے علاقہ منقطع کر دیا اخرجہ کما فی اللباب ابن اسحٰق وابن جریر وابن ابی حاتم والبیہقی عن عُبادۃ اور عبداللہ بن اُبی نے یہ بھی کہا کہ انی رجل احاف الدوائر یعنی مجھ کو تو حوادث دہر کا اندیشہ ہے میں اُن سے علاقہ قطع نہیں کرتا اخرجہ کما فی الروح ابن ابی شیبۃ عن عطیۃ ان واقعات میں یہ آیت آئندہ نازل ہوئی حکم چہارم منع مومنین از موالاۃ کفار و ذم منافقین بسبب موالاۃ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الی قولہ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَاۗىِٕرَةٌ ۭ اے ایمان والو (منافقوں کی طرح) یہود و نصاریٰ کو (اپنا) دوست مت بنانا وہ (فی الواقع) ایک دوسرے کے دوست ہیں (یعنی یہودی یہودی باہم اور نصرانی نصرانی باہم مطلب یہ کہ دوستی ہوتی ہے مناسبت سے سو ان میں باہم تو تناسب ہے تم تو میں اور ان میں کیا مناسبت) اور (رجب جملہ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ دوستی ہوتی ہے تناسب سے تو) جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کریگا بیشک وہ (کسی خاص مناسبت کے اعتبار سے) ان ہی میں سے ہوگا (اور گو یہ امر بہت ہی ظاہر ہے لیکن یقیناً اللہ تعالیٰ (اس امر کی) سمجھ (ہی) نہیں دیتا ان لوگوں کو جو (کفار سے دوستی کر کے) اپنا نقصان کر رہے ہیں (یعنی دوستی میں منہمک ہونے کی وجہ سے یہ بات نہیں آتی اور چونکہ ایسے لوگ اس امر کو نہیں سمجھتے اسی لئے دیکھتے ہو تم ایسے لوگوں کو کہ مرض (نفاق) کا مرض ہے دل میں (یعنی منافق ہیں) کہ دوڑ دوڑ کر ان (کفار) میں گھستے ہیں اور کوئی ملامت کرے تو حیلہ بازی اور سخن سازی کیلئے یوں کہتے ہیں کہ ہمارا ان سے ساتھ دینا نہیں بلکہ ڈر سے تو ان کے ساتھ ہیں صرف ایک مصلحت سے ان کے ساتھ بنتے ہیں وہ یہ کہ ہم کو اندیشہ ہے کہ (شاید انقلاب زمانہ سے) پھر کوئی حادثہ پڑ جاوے (جس سے ہمارا مطلب ہے تنگی ہے اور

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی بعضھم یعنی یہودی یہودی الخ فلا ینافی الآیات التی یفہم منہا التعادی بین الفریقین وما اُرید بالموالاۃ التناسب اللذی فی الآیات الدالۃ علی تعادی الیہود فیما بینہم وکذا النصاریٰ فیما بینہم وبہذہ الارادۃ اتضح معنی قولہ فانہ منہم والا لم یکفر المسلم بہذا التفسیر من المواجب افادہ ولہ الحمد والفخر ۱۲ سے قولہ فی قلوبہم مرض یعنی ضعف الایمان فلا یہتدی بسببہ الی المطلوب و بقولہ فیما یعد بسببہ میں نہیں آتی اشارۃ الی ان محط الفائدۃ نفی ہدایتہم لا اسناد ہذا النفی الی اللہ تعالیٰ فلا مس ہہنا مسئلۃ القدر ۱۲ سے قولہ فی فتریٰ اسی لئے تا افادۃ الترتیب علی عدم الہدایۃ ۱۲ ہے قولہ ھنالک آئے دیکھئے والے اشارہ کی کون المخاطب بغیر معین ۱۲ ہے قولہ فی یسارعون گھستے اشارۃ الی تضمین معنی یسارعون الدخول کذا فی الروح ۱۲ ہے قولہ فی یقولون دل سے تمہارے ساتھ دل علیہ قولہ فیما سیاتی انہم معکم وہو مذکور ایضاً فی الآیات الاخر کقولہ تعالیٰ فی الضراء المکن معکم وقولہ تعالیٰ فی العنکبوت انا کنا معکم ۱۲

فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ

سو قریب امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کامل فتح کا ظہور فرما دے یا کسی اور بات کا خاص اپنی طرف سے پھر اپنے پوشیدہ

اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ

دلی خیالات پر نادم ہوں گے اور مسلمان لوگ کہیں گے اے کیا یہ وہی لوگ ہیں کہ

اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۭ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۝

بڑے مبالغہ سے قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں - ان لوگوں کی ساری کارروائیاں غارت گئیں جس سے نامراد

یہ یہودی تمامے ساہوکار ہیں ان سے قرض اُدھار چاہتا ہے اگر ظاہری میل جول قطع کر دیں گے تو وقت پر ہم کو تکلیف ہوگی ظاہراً اَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَاۗىِٕرَةٌ کہ یہ طلب لیتے تھے لیکن دل میں اور مطلب لیتے کہ شاید آخر میں مسلمانوں پر کفار کے غالب آجانے سے پھر ہم کو ان کی احتیاج پڑے اس لئے ان سے دوستی رکھنا چاہیئے) فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ (الی قولہ) فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ○ سو قریب امید (یعنی وعدہ) ہے کہ اللہ تعالیٰ (مسلمانوں کی) کامل فتح کا (دین ان کفار کے مقابلہ میں جن سے یہ دوستی کر رہے ہیں) ظہور فرما دے جس میں مسلمانوں کی کوشش کا بھی دخل ہوگا یا کسی اور بات کا خاص اپنی طرف سے (ظہور فرما دے یعنی ان کے نفاق کا علی التعیین بذریعہ وحی کے عام اظہار فرما دیں جس میں مسلمانوں کی تدبیر کا اصلاً دخل نہیں مطلب یہ کہ مسلمانوں کی فتح اور ان کی پردہ دری دونوں امر قریب ہونے والے ہیں) پھر (اس وقت) اپنے (سابق) پوشیدہ دلی خیالات پر نادم ہوں گے (کہ ہم کیا سمجھتے تھے کہ کفار غالب آویں گے اور یہ کیا برعکس ہو گیا ایک ندامت تو اپنے خیال کی غلطی پر کہ امر طبعی ہے دوسری ندامت اپنے نفاق پر جس کی بدولت آج جدا سوا ہوئے ما اَسَرُّوْا میں یہ دونوں داخل ہیں اور یہ تیسری ندامت کفار کے ساتھ دوستی کرنے پر کہ رائگاں ہی گئی اور مسلمانوں سے بھی بُرے بنے چونکہ یہ دوستی مَا اَسَرُّوْا پر مبنی تھی لہٰذا ان دو مذامتوں کے ذکر سے یہ تیسری بلا ذکر ضمناً خود مفہوم ہو گئی) اور (جب اس ندامۃ فتح میں ان لوگوں کا نفاق بھی کھل جائے گا تو آپس میں) مسلمان لوگ (تعجب سے) کہیں گے کیا یہ وہی لوگ ہیں کہ بڑے مبالغہ سے (ہمارے سامنے) قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ہم (دل سے) تمہارے ساتھ ہیں (یہ تو کچھ اور ہی) ثابت ہوا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کی ساری کارروائیاں (کہ دونوں فریق سے بھلا رہنا چاہتے تھے سب) غارت گئیں جس سے (دونوں طرف سے) ناکام رہے (کیونکہ کفار تو خود مغلوب ہو گئے ان کا ساتھ دینا محض بیکار ہے اور مسلمانوں کے سامنے قلعی کھل گئی ان سے اب بھلا بننا دشوار دوہی شکل ہو گئی انہیں سورامدہ ازاں سُومانندہ) ف چنانچہ یہ پیشین گوئی صادق ہوئی ان منافقوں کی زیادہ دوستی مدینہ کے یہود اور مکہ کے مشرکین سے تھی کہ مکہ فتح ہو گیا اور یہود خستہ و خراب ہوئے جس کا ذکر کئی بار آچکا ہے اور قرائن اور واقعات سے تو اکثر اوقات منافقین کا نفاق کھلتا رہتا تھا مگر عموم فتوحات کے بعد تصریحاً اور تعیناً معلوم کرا دیا گیا اور یہ جو فرمایا کہ یہ نادم ہوں گے اگر کسی کو شبہ ہو کہ ندامت تو توبہ ہے تو اس سے تو ان کا تائب ہونا لازم آتا ہے اور اس کے بعد متصل ہی ان کے حبط اعمال اور خسران کے ذکر سے ان پر ملامت مفہوم ہوتی ہے اور تائب پر ملامت نہیں ہوتی اس سے لازم آتا ہے کہ وہ تائب نہیں قرار دیئے گئے جواب یہ ہے کہ ہر ندامت توبہ نہیں بلکہ وہ ندامت جس کے ساتھ معذرت اور اعتراف اپنی خطا کا اور کوشش تلافی و تدارک کی بھی ہو ان لوگوں نے ایسا نہیں کیا دل سے مسلمان ہو جاتے اس لئے

ف قولہ - فی توضیح ندامتین چونکہ یہ دونوں الخ اشارۃ الی نکتۃ تخصیص الندامۃ علی ما اسروا والمقام مقتض الیضاح ذکر الندامۃ علی ما اظہروا من الموالاۃ ۱۲ ف قولہ فی جہد ایمانہم لان اجہد ہو المبالغۃ ۱۲

ف قولہ قد حبطت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہو احد القولین المفسرین والآخر قولہ تتمۃ تقول المومنین لکن ما اخترتہ ہو اظہر ۱۲ ف قولہ فاصبحوا جس سے اشارہ الی کون الفاء للترتیب ۱۲

ملحقات الترجمہ

ف قولہ فی توضیح مکنتی ظاہر الی قولہ لیکن دل میں دل ملیں چوں قطع نفاقہم و اصرارہم الدلیل یقوی علی ما اسروا الا انہم لو لم یظہر علیہ لکن ظہر نفاقہم و لو لم یستحقوا ہذا المانہ ہوا و لما وقع علیہم کثیر ملامۃ و ہذا جمع کما ذہب الیہ صاحب الروح ہیں عسی کجاہد و قتادۃ والسدی بفتح الکفار و تفسیر الکلبی بالجدب ۱۲

ف قولہ فی عہ ما السید یعنی عہدہ ملخذہ الروح حیث قال فان فاعلی مستعمل وجد وعد محتوم لان الکریم اذا اطمع اتم فانک بالکریم واثق ۱۲

ف قولہ لعلی العلم قال ابن حیان فیہ جمیع الاقوال فی الفتح و تخصیصہ بالیہود و المشرکین لان موالاتہم اکثر ما کانت مع ہؤلاء ۱۲ ف قولہ ہناک کوشش دل علیہ مقابلۃ قولہ و امر من عندہ ۱۲

ف قولہ فی امر من عندہ ای عام الظہار اور دہ فی الروح علی الحسن والزجاج: وفی الکبیر ویدل علی ہذا الظہور یقینا قولہ تعالیٰ فی سورۃ محمد ولنبلونکم حتی نعلم المجاہدین منکم والصابرین ونبلوا اخبارکم فلو فتہم بسیماہم ولتعرفنہم فی لحن القول فانما نبہ علی الطریق کما فی الاتقان و نقل فی ذلک بعض عوام الناس ما حاصلہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ترول الآیۃ علم بہا سائر المنافقین کعلم بعضہم بسیماہم ۱۲

ف قولہ ہناک دونوں امر قریب اولا لقولہ المعلوم علیہ وقوع کلا الامرین و روایات الفتح شہیرۃ و اورد ہ فی النحانی یوم المسلمین للمنافقین بعد غزوۃ الاحزاب واللہ اعلم بمسندہ و ذکر قولہ تعالیٰ ام حسب الذین فی قلوبہم مرض ان لن یخرج اللہ اضغانہم کالمتوسع فی وقوع الامر انما فہم بہ ترتب قولہ بعض التغییر بادنی مراعاۃ بمعنی فان کلیہما فیہ ایہام والسکتۃ فی الایہام ان احتمال الفتح او امر من اللہ کالامتناع عن الخاہم الشنیعۃ ۱۲ منہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ

اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کر دے گا جن سے اللہ تعالیٰ

يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ

محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر تیز ہوں گے کافروں پر جہاد کرتے ہوں گے اللہ کی راہ

فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ

میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو

يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

چاہیں عطا فرما دیں اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں بڑے علم والے ہیں۔

شرعاً تائب نہیں ہوئے ربط اوپر کفار کے ساتھ دوستی کرنے سے خود دوستی کرنے والوں کے ضرر کا بیان تھا آگے مرتدین کے ذکر سے اس دوستی مذکورہ کا اسلام کو ضرر نہ پہنچنا بالفحوٰی کے ساتھ مذکور ہے کہ جب ارتداد سے جو کہ بالکل کافر ہی بنجاتا ہے اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا تو کفار کے ساتھ کسی کے دوستی کرنے سے تو اسلام کا کیا ضرر ہوگا خود دوستی کرنے والے ہی کا ضرر ہے) **عدم تضرر اسلام از مرتدین** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ الی قولہ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ اے ایمان والو (یعنی جو لوگ وقت[1] نزول اس آیت کے ایمان والے ہیں) جو شخص تم میں سے اپنے (اس) دین سے پھر جاوے تو (اسلام کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ اسلامی خدمات انجام دینے کے لئے اللہ تعالیٰ بہت جلد (ان کی جگہ[2]) ایسی قوم کو پیدا کر دے گا جس سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی مہربان[3] ہوں گے وہ مسلمانوں پر تیز ہوں گے کافروں (پر کہ ان سے) جہاد کرتے ہوں گے اللہ کی راہ میں اور (دین اور جہاد کے مقدمہ میں) وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے (جیسا منافقین[4] کا حال ہے کہ دبے دبائے جہاد میں جاتے تھے مگر اندیشہ لگا رہتا تھا کہ کفار جن سے دل میں دوستی ہے ملامت کریں گے یا اتفاق سے جن کے مقابلہ میں جہاد ہے وہی اپنے دوست یا عزیز ہوں تو سب دیکھتے سنتے طعن کریں گے کہ ایسوں کو مارنے گئے تھے) یہ (صفات مذکورہ) اللہ (تعالیٰ) کا فضل ہے جس کو چاہتا[5] عطا فرما دیں اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں (کہ اگرچہ ایسی سب کو یہ صفات دے سکتے ہیں لیکن بڑے علم والے (بھی) ہیں (ان کے علم میں جس کو دینا مصلحت ہوتا ہے اس کو دیتے ہیں) **ف** چنانچہ بعضے لوگ مرتد ہو گئے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی پیشین گوئی کے موافق مومنین مخلصین کے ہاتھوں عہد صدیقی میں ان کا استیصال فرما دیا بعض نے توبہ کر لی تھی بہرحال اسلام کو کوئی ضعف یا ضرر نہیں پہنچا اور اگر کسی کو شبہہ ہو کہ ارتداد سے اسلام کو ضرر نہ پہنچنے کی جو علت بیان کی گئی ہے وہ اس صورت میں جاری نہیں ہوتی جب خدانخواستہ سب مرتد ہو جاویں تو یہ حکم عام نہ رہا جواب یہ ہے کہ اوّل تو دوسرے نصوص سے معلوم ہوا ہے کہ یہ تقدیر ممتنع ہے دوسرے اگر اس سے قطع نظر کی جاوے تو مقصود اصلی اسلام کو حقیقی ضرر نہ پہنچنا ہے اور جو علت مذکور ہے وہ بھی اس کا ایک طریق ہے اور حقیقی ضرر نہ پہنچنا دونوں صورتوں میں امر مشترک ہے کیونکہ اسلام کی مثال فن طب کی سی ہے اگر تمام مریض متفق ہو کر دوا چھوڑ دیں تو دوا کا یا فن طب کا کیا ضرر ہے دوا اور طب کا جو کمال ہے کہ جو شخص اس کو استعمال کرے اس کو شفا اور نفع ہو یہ کمال اس کا اب بھی باقی ہے اسی طرح اسلام کا کمال فی نفسہ یہ ہے کہ جو اس پر عمل کرے اس کو نجات ہو پس بعض کے یا کل کے چھوڑ دینے سے خود اسی تارک کی نجات میں خلل پڑے گا اسلام کا کیا بگڑا ربط اوپر کفار سے دوستی کرنے کی ممانعت پھر ذکر مرتدین سے اس کی تاکید

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ فسوف یاتی اللّٰہ الخ فیہ تقدیم بما علیہ اھل اللغۃ ترجمہ قولہ تعالیٰ۔ فسوف الخ اس میں اہل اللہ کے طریق کی تصریح ہے ۱۲

البلاغۃ

ترک العطف بین اذلۃ واعزۃ للایذان بکون کل من الوصفین مستقلا بالمدح ۱۲ قولہ لومۃ لائم التنکیر للوحدۃ فی الاصل لکنہا لیست بمرادۃ والالفات البلاغۃ لانہ یوہم انہم الا یخافون لومۃ واحدۃ والحال ان المقصد انتفاء خوفہم من مطلق اللوم فعلم ان المراد ہو الجنس لکن لا بیان بالتاء للاشارۃ الی ان جنس اللوم عندہم بمنزلۃ لومۃ واحدۃ والتعریف علی ہذا التجوز کون المقام للمدح ۱۲

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی اٰمنوا وقت نزول فلا یتوہم التنافی بین الایمان والارتداد ۱۲ [2] قولہ فی یاتی ان کی جگہ اشارۃ الی العائد فی الجزائی المبتدا ۱۲ [3] قولہ فی اذلۃ مہربان اشارۃ الی ان تعدیۃ اذلۃ بعلی لتضمنہ معنی العطف والحنو ۱۲ [4] قولہ فی لا یخافون جیسا سا منافقین اشارۃ الی ان فی الکلام تعریضا بالمنافقین المذکورین سابقا ۱۲ [5] قولہ فی فاذا دوسرے نصوص کقولہ تعالیٰ لیظہرہ علی الدین کلہ وقولہ علیہ السلام لا یزال طائفۃ من امتی الحدیث ۱۲

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ

تمہارے دوست تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور ایمان دار لوگ ہیں جو کہ اس حالت سے نماز کی پابندی

الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ وَمَن يَتَوَلَّ اللَّهَ

رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں کہ ان میں خشوع ہوتا ہے۔ اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھے گا

ع ۱۲ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝

اور اس کے رسول سے اور ایمان دار لوگوں سے سو اللہ کا گروہ بلاشک غالب ہے۔

ارشاد فرمائی تھی آگے اللہ و رسول و مومنین سے دوستی کا علاقہ رکھنے کا حکم اور اس کی فضیلت و برکت فرماتے ہیں **امر بولایت اللہ و رسول و مومنین** إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ الخ قولہ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝ تمہارے دوست تو جن سے تم کو دوستی رکھنا چاہئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول رضی اللہ علیہ وسلم اور ایماندار لوگ ہیں جو کہ اس حالت سے نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں کہ ان کے دلوں میں خشوع ہوتا ہے یعنی عقاید اخلاق و اعمال بدنی و مالی سب کے جامع ہیں، اور جو شخص موافق مضمون مذکور اللہ سے دوستی رکھے گا اور اس کے رسول سے اور ایماندار لوگوں سے سو وہ اللہ کے گروہ میں داخل ہو گیا اور اللہ کا گروہ بیشک غالب ہے اور کفار مغلوب ہیں اور غالب کو مغلوب سے سازگاری اور دوستی کی فکر کرنا محض نازیبا ہے **ف** اگر کسی کو شبہہ ہو کہ ہم تو بعض اوقات مسلمانوں کو جو کہ حزب اللہ ہیں کفار سے مغلوب پاتے ہیں جواب یہ ہے کہ مراد اس حکم کا اللہ اور رسول اور مومنین کاملین کے ساتھ تعلق ولایت کا ہے سو اگر کہیں اسی میں کمی ہو مثلاً اللہ و رسول کی کوئی معصیت سرزد ہوئی ہو یا امام کی مخالفت کی ہو اور اکثر یہی ہوتا ہے وہ صورت تو مقصود بالحکم ہی نہیں اس لئے اس میں تو شبہہ ہی کی گنجائش نہیں اور جہاں یہ بات نہ ہو اس کا جواب احقر کی تقریر ترجمہ سے ظاہر ہے یعنی بعنوان دیگر یہ لوگ واقع میں ارفع اور کفار واقع میں ادون ہیں گو کسی وقت مثلاً دنیا میں وہ بھی کسی خاص وقت تک ارفعیت کے آثار کسی خاص وجہ سے مثل حکمت ابتلاء وغیرہ کے ظاہر نہ ہوں لیکن ارفعیت باقی ہے اور اس کے آثار دوسرے وقت پر جو کہ ان کے ظہور کا اصلی و مقدر وقت ہے یعنی آخرت میں اور بعد چند سے دنیا میں بھی ظاہر ہوں گے جیسے کوئی ذلیل رہزن کسی بڑے حاکم افسر کو کہیں سفر کی حالت میں لوٹ مار کرنے لگے مگر وہ اپنی خداداد علمی دماغی کی وجہ سے ہرگز اس ذلیل رہزن کی خوشامد نہ کرے گا حتیٰ کہ جب وہ افسر اپنے خاص دار الحکومت میں پہونچے گا اس رہزن کو گرفتار کر کے سزا دے گا پس اس حالت غلبہ سے نہ اس رہزن کو حاکم کہہ سکتے ہیں اور نہ اس افسر کو محکوم بلکہ اصلی حالت کے اعتبار سے وہ رہزن اس غلبہ میں بھی محکوم ہے اور وہ افسر اس مغلوبیت میں بھی حاکم ہے اسی معنی کو حضرت ابن عباسؓ نے ایک مختصر اور سلیس عنوان سے تعبیر فرمایا ہے ان لہ یصدوا فی الدنیا یصدوا فی الاخرۃ

البلاغۃ قولہ انما علیکم الخ فی الروح کانہ قیل لا تتخذوا الولیک الولیاء الذین یضیعون الولیاء بعضہم اولیاء بعض ولیسوا اولیاء کما انہم لیسوا اولیاء للہ الخ وفی الروح وعلی ما تقدم یفید ان الولی اللہ تعالیٰ بالاصالۃ ولمن بعدہ بالتبع الکلام استدل الشیعۃ بالآیۃ باعتبار بعض اسباب النزول علی الولایۃ العامۃ متعلقۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبالجواب ظاہر فان الولایۃ ہہنا المحبۃ بقرینۃ السیاق لا الولایۃ بالتصرف و لو سلم فلا دلیل علی العموم و لو سلم فلا دلیل علی الاتصال و بسط القول فیہ فی الروح و الروایات فی المروج و فرح العالم و ابن مردویہ وغیرہما عن ابن عباس قال قبل ابن سلام و نفر من قومہ آمنا بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا رسول اللہ ان قومنا لما رأونا آمنا رفضونا و آلوا ان لا یجالسونا

الی قولہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما ولیکم اللہ وقد سبق عن اللباب فی تنبیہ قولہ تعالیٰ اول المرکوع یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الخ فقتہ عبادہ بن الصامت و برأتہ من موالاۃ حلفائہ الی اللہ و رسولہ و لہم ہہنا ان ہذا معارضہ و الاستدلالہ فاہم و لا یعارض کونہا فی علی رضی اللہ عنہ کما فی اللباب فان اولیا فی عبادۃ جلت قدرتہ و تقدست فی علی رضی اللہ عنہ تحقیقات الشریعۃ قولہ فی ذلیکم بین سے کم کو دونی اشارۃ ان اولی معناہ من یجب تولیہ فالفظ احب و معناہ و اشار فی نبذہ من یتول اللہ الخ قولہ و من یتول اللہ الخ اس حالت سے فی خشوعہم الی قولہ من احد بہا کونہ حالا من الجملتین و فی قولہ کون الرکوع بمعنی التخشع کما فی قول الشاعر لا تہین الفقیر علک ان تر کبہ یوما الدہر فہو راکب و یحتمل فیہ الرکوع الشرعی و خلوا الایا فلانہا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا

اے ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے جو ایسے ہیں کہ انھوں نے تمھارے دین کو ہنسی اور کھیل

مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

بنا رکھا ہے ان کو اور دوسرے کفار کو دوست مت بناؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا

ڈرو اگر تم ایمان دار ہو اور جب تم نماز کے لئے اعلان کرتے ہو تو وہ لوگ اس کے ساتھ

هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝

ہنسی اور کھیل کرتے ہیں۔ یہ اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ بالکل عقل نہیں رکھتے۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ لا تتخذوا الذین الخ فیہ التنبیہ عن عدم اتخاذ الموحدین واھل السنۃ ۱۲ ترجمہ قولہ تعالیٰ لا تتخذوا الذین الخ اس میں ایسے شخص سے علیحدگی لکھنے پر دلالت ہے جو اہل البدعۃ کے اور ان کے طریق کے ساتھ تمسک کرے البلاغۃ قولہ الذین اتخذوا فی الدروج رتب بحسابہ ایھی عاد وصف یعمھا وغیرھا وتنبیہ علی الواجب والمباح وبیان من ۱۲ وذا شانہ جدیر بالاحتراز قلیف بالولایۃ ۱۲ قولہ فاکتفا ارید بہ بعینہا غیر اھل الکتب واخصوا بہ مع عمومہ لوصف اھل الکتب ایضا تقاعف کفرھم ۱۲ قولہ اتخذوہ ھاھنا للاستہزاء ھم حکم خاص من الدین بعد استہزاء ھم بالدین علی الاطلاق باظہار الکمال فتفاوتھم من الدرج ۱۲ قولہ ھزوا ولعبا من الظہیر ان الاستہزاء باعتبار تعلیم الظاہری والتعب باعتبار اعتقادھم الباطنی حیث یعتقدونہ خلیا عن الفائدۃ ۱۲ اختلاف القراۃ قراء الکسائی والکفار بالرفع عطفا علی الموصول الاخیر فہم ایضا یستہزئون والباقون قرأ النصب علی صرح بکونہم مستہزئین ہہنا کما صرح بہ فی قولہ تعالیٰ کفیناک المستہزئین وغیرہ ولشکتہ ۱۲ الفیہ اہل الکتاب لاستبعاد منہم الاستہزاء عن عجیب العجب من اہل العلم ۱۲ ملحقات الترجمہ ۱۵ قولہ فی من الذین اوتوا الخ ایسے من لم یرد قبلہ ان من للتبعیض الا للتبعیض فانہم کلہم کانوا کذلک فما اشار الیہ بقولہ بعضہم علامۃ ہے تکذیب کی وقولہ تکذیب کی وجہ کیونکہ اصل علت الخ فافہم فالمراد بقولنا ان حجۃ التوبی مخصوصۃ بالمستہزئین وتجویز مع غیرہ فافہم ۱۲ ۱۵ قولہ فی الکفار ای الکافرین وغیرہ ولیس فی الغیر المنافقون المذکورون فی الروایۃ المتاخرۃ فی الذکر ۴

ہ النداء والصلوٰۃ کلاھما کما یشیر الیہ الروایات المذکورۃ ۱۲ ای وحدۃ الضمیر بتاویل العبادات ۱۲ ۱۵ قولہ فظہر خبر ۱۲

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ

آپ کہیئے کہ اے اہل کتاب تم ہم میں کونسی بات معیوب پاتے ہو مگر اس کے کہ ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اس کتاب پر جو

اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ

ہمارے پاس بھیجی گئی اور اس کتاب پر جو پہلے بھیجی جا چکی ہے باوجود اس کے کہ تم میں اکثر لوگ (ایمان سے) خارج ہیں۔ آپ کہیئے کہ کیا میں تم کو

اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ

الباطل بتلاؤں جو اس سے بھی خدا کے یہاں پاداش ملنے میں زیادہ برا ہو۔

دیکھے جو چھپتے اور فخر کرتے اخرجہ البیہقی فی الدلائل من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس دوسرا قصہ یہ کہ مدینہ میں ایک نصرانی تھا جب اذان میں سنتا اشہد ان محمدا رسول اللہ تو کہتا قد حرق الکاذب یعنی جھوٹا جل جاوے ایک شب ایسا اتفاق ہوا کہ وہ اور اس کے اہل و عیال سب سو رہے تھے کوئی خادم گھر میں آگ لے کر گیا ایک چنگاری گر پڑی وہ اور اس کا گھر اور گھر والے سب جل گئے اخرجہ ابن جریر وغیرہ عن السدی یہ قولہ الذین اوتوا الکتب کے مصداق تھے اور الکفار کے مصداق کا ایک قصہ ہوا تھا کہ رفاعہ بن زید بن تابوت اور سوید بن الحارث نے منافقانہ اظہار اسلام کیا تھا بعضے مسلمان ان سے اختلاط رکھتے تھے اخرجہ ابن اسحٰق وجماعۃ عن ابن عباسؓ ان سب واقعات پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ والروایات کلھا فی الروح ربط اوپر کفار اہل کتاب کا اسلامی طریقہ کے ساتھ خاص طور پر استہزا و تکذیب کرنا مذکور تھا آگے اسلامی طریقہ میں جس پر مومنین قائم تھے اور ان کے مخترع طریقہ میں موازنہ کر کے تنبیہ فرمانا مقصود ہے کہ استہزار و تکذیب کے لائق کونسا طریقہ ہے جواب استہزار مذکور بہ بیان موازنہ بین الطریقین قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ (الی قولہ) مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ط آپ (ان سے) کہئے کہ اے اہل کتاب تم (رد دین کے باب میں) ہم میں کونسی بات معیوب پاتے ہو (جس پر مبنی کرتے ہو) بجز اس کے کہ ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اس کتاب پر جو ہمارے پاس بھیجی گئی ہے (یعنی قرآن) اور اس کتاب پر بھی (جو ہم سے) پہلے بھی جا چکی ہے (یعنی تمہاری کتاب توریت و انجیل) باوجود اس کے کہ تم میں اکثر لوگ (ان کتب مذکورہ پر اور نہ) ایمان سے خارج ہیں (نہ قرآن پر تمہارا ایمان ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور نہ توریت و انجیل پر کیونکہ ان میں خود تصدیق ہے قرآن کی پس قرآن کی تکذیب ان کے اس جزو کی تکذیب ہے اور جزو کی اور کل کی تکذیب برابر ہے مطلب یہ ہے کہ باوجود تمہارے کسی کتاب پر ایمان نہ رکھنے کے ہم جو سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں جو کہ واقع میں ہماری خوبی اور تمہارا عیب ہے کیا اپنے عیب کو خوبی اور ہماری خوبی کو عیب سمجھتا ہوا اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ (ان سے) کہئے کہ (اگر اس پر بھی ہمارے طریقہ کو برا سمجھتے ہو تو) کیا میں (موازنہ کے لئے) تم کو ایسا طریقہ بتلاؤں جو (ہمارے) اس (طریقہ) سے بھی بدتر ہے جس کو تم برا سمجھ رہے ہو خدا کے یہاں پاداش ملنے میں زیادہ برا ہو

لغات قولہ ھل تنقمون ہل تنکرون وتعیبون مناقمۃ ومنقم منکر کذا فی الروح ۱۲ الخ قولہ الا ان والمستثنی منہ محذوف ای شیئا فی الروح ۱۲ الروایات فی الباب روی ابو الشیخ وابن حبان عن ابن عباس قال کان رفاعۃ بن زید بن التابوت وسوید بن الحارث قد اظہروا الاسلام ونافقا وکان رجل من المسلمین یوادہما فانزل اللہ یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا

دینکم الی قولہ بما کانوا یکتمون وبہ قال ابن اسحٰق وغیرہ وقال ابن ابی حاتم عن عمرو بن میمون بن مہران رجلا من الیہود یقال لہ ابو یاسر بن اخطب ورافع بن ابی رافع وعازر بن عمرو قالوا لہ عن یومن بہ من الرسل قال ومن یاتہ وما انزل الی ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسٰی وعیسٰی وما اوتی النبیون من ربہم لا نفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون فلما ذکر عیسٰی جحدوا بنبوتہ وقالوا لا نومن بعیسٰی ولا بمن آمن بہ فانزل اللہ فیہم قل یا اہل الکتاب ہل تنقمون منا الا ان

ت فی الروح عن الطبرانی قولہ الا ان ہو ما شرطیہ وجملۃ فاعترف اللہ تعالیٰ الآیۃ آھ قلت وبقرینۃ من تقریر الربط یتعین علی الروایۃ الاولی ان الدالۃ علی کون ہذہ الآیات مع السابقۃ علیہا نصرانیۃ فی وقت واحد ولیکن ان تکون لفظۃ نصرانیۃ قد وقعت ایضا فی تلک الآیات بعد الاسباب جمیعا ثم ہو بالروایۃ الثانیۃ اقنع ۱۲ منہ ۲ قولہ ان یتقصی خاص جور ۱۲ ۳ قولہ ولا یطلق الا علی الکفار ۱۲ ۴ قولہ فی یتقمون من کے باب میں یلقون الکلام فیہ ولم یقصد الی ترکیبہ المفہم مطلقا ۵ قولہ فی الدین اوتوا الکتب کے باوجود اس کے اختلاف من وجوہ اثر کبیر فیہ ما فی الروح قبل ہو بتقدیر الخ محذوف والضمائر الثلثۃ لحضرۃ الرسولہ (المعنی علیہ ۱۲ منہ) ۶ قولہ بقراءۃ نعیم بسکونہ و ان لکثرتہم بکسر الہمزۃ ۱۲ ۷ قولہ فی شر من ذلک جس کو تم برا سمجھ رہے ہو اخذتہ مما فی الروح والاشارۃ الی الدین المنقوم ہم اعتبرت الشریعۃ بالنسبۃ الیہود مع ان خیرہا محض منزہ عن الشائبۃ الشریعۃ بالکلیۃ مجازاۃ معتبم علی زعمہم الباطل

مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ

وہ ان اشخاص کا طریقہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا ہو اور ان پر غضب فرمایا ہو۔ اور ان کو بندر اور سور بنا دیئے ہوں

وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ ۚ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ

اور انھوں نے شیطان کی پرستش کی ہو۔ ایسے اشخاص مکان کے اعتبار سے بھی بہت بُرے ہیں اور راہ راست سے بھی بہت دور ہیں

وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَقَد دَّخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا

اور جب یہ لوگ تم لوگوں کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ حالانکہ وہ کفر ہی کو لے کر آئے تھے اور کفر ہی کو لے کر چلے گئے۔

بِهِ ۗ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ ۝

اور اللہ تعالیٰ تو خوب جانتے ہیں جس کو یہ پوشیدہ رکھتے ہیں۔

مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ (الی قولہ) أَضَلُّ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ۝ وہ ان اشخاص کا طریقہ ہے جن کو (اس طریقہ کی بدولت اللہ تعالیٰ نے (اپنی رحمت سے) دور کر دیا ہو اور ان پر غضب فرمایا ہو ان کو بندر اور سور بنا دیئے ہوں اور انہوں نے شیطان کی پرستش کی ہو (ایسے لوگ کو نسا طریقہ بُرا ہے آیا وہ طریقہ جس میں غیر اللہ کی عبادت ہو اور اس پر یہ وبال نازل ہوں یا وہ طریقہ جو سرتا سر توحید اور نبوۃ انبیاء کی تصدیق ہو یقیناً موازنہ کا نتیجہ یہی ہے کہ ایسے اشخاص جن کا طریقہ ابھی مذکور ہوا آخرت میں (مکان کے اعتبار سے بھی (جو ان کو پیش آئے گا) بہت بُرے ہیں کیونکہ یہ مکان دوزخ ہے) اور دُنیا میں) راہ راست (توحید و تصدیق رسالت) سے بھی بہت دُور ہیں (پس ایسے اشخاص کا طریقہ جو کہ سبب ہے جہنم میں جانے اور دوری از حق کا لامحالہ بہت بُرا ہوا اور تم بھی اسی طریقہ پر ہو پھر کیا منہ لے کر ہنستے ہو) ف یہ حالت یہود و نصاریٰ میں پائی جاتی تھیں چنانچہ گوسالہ پرستی کا وقوع یہود میں اور اتخاذ احبار و رہبان و مسیح کا وقوع جو کہ شرک بالمعنی شیطانی ہے نصاریٰ میں اور امت موسویہ میں اصحاب سبت کا بندر ہو جانا اور امت عیسویہ میں اہل مائدہ کا کفر ان مائدہ سے بندر اور خنزیر ہو جانا اور نقض میثاق و تکذیب نبوات سے ملعون و مغضوب ہونا مشہور اور آیات و احادیث میں جا بجا مذکور ہے اور یہ جو فرمایا کہ تم میں اکثر لوگ ایمان سے خارج ہیں اکثر اس لئے فرمایا کہ بعض بعض ہر زمانہ میں ایمان کے ساتھ متصف رہے ربط جن سے دوستی کرنے کی اوپر ممانعت فرمائی ان میں بعضے منافق تھے جو اوپر بھی لفظ الکفار میں یا ضمیر لفظ یہود میں داخل ہو کر مذکور ہیں آگے ان کی ایک خاص حالت بیان فرماتے ہیں بعض حال منافقین وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا (الی قولہ) بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ ۝ اور جب یہ (منافق) لوگ تم لوگوں کے پاس (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں جہاں مسلمانوں کا مجمع ہوتا ہے) آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے حالانکہ وہ بالکل جھوٹے ہیں کیونکہ (وہ) کفر کو لے کر (مجلس میں) آئے تھے اور (اسی طرح (کفر ہی کو لے کر باہر چلے گئے اور اللہ تعالیٰ ان مکاروں سے کذب و نفاق پر خوب سزا دیں گے کیونکہ وہ تو خوب جانتے ہیں جس (عقیدہ) کو یہ اپنے دل میں (پوشیدہ رکھتے ہیں (کہ وہ عقیدہ کفر ہے) ربط یہود کے کچھ حالات اوپر اور دوسرے فرق کفار کے ساتھ مذکور ہوئے ہیں کچھ حالات آگے بیان فرماتے ہیں

النحو قولہ عبد الطاغوت معطوف علی لعنہ ای ومن عبد الطاغوت **البلاغۃ** لعل الترتیب فی اوصافہم من اللعن والغضب وما بعدہما من باب الترقی المدرج

الآن الغضب اشد من اللعن من المسخ او مفہ وہو کذلک وعبادۃ الطاغوت التی ہی شرک اشد مما قبلہ الذی ہو مجرد ترتیبہ احیانا علی مطلق المعصیۃ والترتب فی کون الاتخاذ شرکا مضی کون

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ من لعنہ اللہ الخ ہذہ الجملۃ اعتراضیۃ المقصود منہا اظہار مخالفۃ الکفار فی کل ما کانت غیر مصلحۃ دینیۃ دھو لا یمانی الصلیب ترجمہ قولہ تعالیٰ من لعنہ اللہ الخ اس میں ہدایت ہے کہ مذہب مصلحت ضعیفہ ہو تو مخالف کی ہم کو خوب ظاہر کرنا چاہیئے اور یہ تعلیم کے منافی نہیں ۱۲

الفریقین عابدین للطاغوت فی اشرکہم ۱۲ **اختلاف القراۃ** قرا حمزہ وعبد بفتح العین وضم الباء وفتح الدال وخفض الطاغوت علی ان عبد واحد ذرادیہ الجنس والنصب بالعطف علی القردۃ والخنازیر ۱۲ **مخففات الترجمہ** ۱؎ قولہ فی من لعنہ ان اشخاص کا طریقہ لما فی الروح ۱۲ ۲؎ قولہ مکانا بہت بُرے ہیں بہت دور ہیں اشارۃ الی توجیہ آخر فی شر ہوان المقصود من صیغۃ التفضیل الزیادۃ مطلقا من غیر نظر الی شارکۃ غیرہا فی ذلک وتغییر المکان لتہم من الروح ۱۲ ۳؎ قولہ فی توضیح اذ کتنے ایسے اشخاص کا طریقہ الخ زادہ فی المقام لبیان قربۃ الطریق لاہل الطریق لکنہ الی بطریق البرہان و الاستدلال من المذروم علی اللازم بقتضاہ الروح حیث قال فاذا کانوا اضل کان حالہم ضلالا بینا الخ ۱۲ وبالہ ۴؎ قولہ فی ان بامر شیطانی فالعبادۃ کما فی الروح تجاوز عن الاطاعۃ ۵؎ قولہ فی الکفر تنکیر اشارۃ الی ان البا بالحالیۃ کما فی الروح ۱۲ ۶؎ قولہ فی دخلوا مجلس لما فی الروح نزلت کما قال السدی وقتادۃ فی ناس من الیہود کانوا یجالسون النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیظہرون لہ الرضا وہ

وَتَرٰی كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ

اور آپ ان میں بہت آدمی ایسے دیکھتے ہیں جو دوڑ دوڑ کر گناہ اور ظلم اور حرام کھانے پر

السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ

گرتے ہیں واقعی ان کے یہ کام برے ہیں ان کو مشائخ

وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ

اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام مال کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝

واقعی ان کی یہ عادت بری ہے۔

بعض حالات یہود وَتَرٰی كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۭ (الی قولہ) لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ اور آپ ان (یہودیوں) میں بہت آدمی ایسے[1] دیکھتے ہیں جو دوڑ دوڑ کر گناہ (یعنی جھوٹ) اور ظلم اور حرام (مال) کھانے پر گرتے ہیں واقعی ان کے یہ کام برے ہیں[2] (یہ تو عوام کا حال تھا آگے خواص کا حال ہے کہ) ان کو مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے سے (یعنی جھوٹ بولنے سے) اور حرام مال کھانے سے ربانیون و احبار[3] جو علم مسئلہ و اطلاع واقعہ کے کیوں نہیں منع کرتے واقعی ان کی یہ عادت بری ہے ربط آگے بھی مثل سابق کے یہود کے بعض حالات خاص مذکور ہیں جس کا قصہ یہ ہوا تھا کہ بعض یہود نے یعنی نباش بن قیس اور فنحاص رئیس یہود قینقاع نے حق تعالیٰ کی جناب میں گستاخانہ الفاظ بخل وغیرہ کے کہے اس پر اگلی آیت نازل ہوئی کذا فی اللباب برواية الطبرانی عن ابن عباس و برواية ابی الشیخ عنه اور وجہ اس گستاخی کی یہ ہوئی تھی کہ پہلے یہود پر رزق کی فراغت تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور وہ آپ کے ساتھ عداوت و مخالفت سے پیش آئے تو رزق کی تنگی ہو گئی اس پر یہ یہود وہ باتیں کہنے لگے اورده فی المعالم عن ابن عباس و عکرمة و الضحاك و قتادة اور معالم[4] میں وہ قول انہی الفاظ سے نقل کیا ہے يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ اور ہر چند کے کہنے والے دو ہی شخص تھے لیکن چونکہ اور یہود بھی اس سے مانع نہیں ہوئے بلکہ راضی رہے اس لئے اوروں کو بھی اس نسبت میں شریک فرمایا گیا

اللغات - فی الروح عن البحر ان ہذا التخصیص المدلول بلولا یقتضی التوبیخ علی البلاغة تخصیص ہذہ الاعمال بالذکر لکون الکذب معصیتہ لسانیة والظلم جارحیة والاکل مالیة فشمل الاقسام کلہا ثم عدم ذکر الظلم فی الآیة الثانیة لعل النکتة فیہ ان الظلم لتوقعہ علی اسباب کثیرة اقل مایقع بخلاف غیرہ فظالم نہبو عما یکثر وقوعہ فالذی یظہر فوقوعہ کیف یتوقع منہم ان ینہوا عنہ وہذا یفہم من المواہب ۱۲ **لکحات الترجمہ** [1] قولہ فی یسارعون ایسے مشارٌ الیہ کونہ صفة لکثیرا او ترٰی بصریة ۱۲ [2] قولہ فی الاثم یعنی جھوٹ بقرینة علیہ ماسیاتی من قولہم الاثم کذا فی الجلالین والمکاسین ۱۲ [3] قولہ فی یصنعون عادت ماخوذہ مافی الروح عن ابن العبد

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ وتری کثیرا الخ ای یقدمون بسرعة علی جمیع الرذائل لاعتیادهم لها وتدربهم فیها وکونها ملکات نفوسهم فالاثم رذیلة القوة الظنیة والعدوان رذیلة القوة الغضبیة واکل السحت رذیلة القوة الشهویة اھ قولہ تعالیٰ لولا ینهاهم الخ فی الروح فان کان الفعل عن قصد سمی عملا وان حصل بمزاولة وتکرر سمی کسبا وصار ملکة له سمی صنعا اھ حق الآیتین اوردت فی حق یصنعون دون یعملون تنبیہ علی ان التوبیخ الذی یؤثر فیہ یکف المنہی عن فعل المنہی عنہ اقبح حالا من المرتکب فان الداعی له الی عدم الانتہاء اما الشہوة والالم اعم لهذا والتشهی لعدم النهی هو حب الدنیا وحبها الذی ہو اشد من الشہوة ۱۲ منہ جمہ قولہ تعالیٰ وتری کثیرا الخ اثم ایک رذیلہ ہے جو قوت ظنیہ سے پیدا ہوتا ہے اور عدوان ایک رذیلہ ہے جو قوت غضبیہ سے ناشی ہے اور اکل سحت ایک رذیلہ ہے جو قوت شہویہ پر مرتب ہوتا ہے تو اس میں دلالت ہے کہ افعال کے مصادر ملکات ہیں) قولہ تعالیٰ لولا ینہاہم الخ روح میں ہے کہ جو فعل بعض قصد سے صادر ہو وہ عمل ہے اور جو مزاولہ اور اعتیاد سے صادر ہو وہ صنع ہے تو صنع میں زیادتی ہر عمل سے پس اس میں تنبیہ ہے کہ جو شخص اور معتقد ہو جو ملید اثر کے منع نہ کرے وہ زیادہ بعد ہے اصل رتبہ سے کیونکہ ترتب کے لئے داعی شہوت عارضی ہے اور اس ترتیب کے لئے حب دنیا ہے جو ملکہ ہو گئی ہے اور حب دنیا شہوت سے اشد ہے۔

ابلغ من الفعل لانه رسوخ فیه فلذا ترجمت الصنع بالعادة التی ہی موضوعة للتکرار المستلزم للرسوخ غالبا وانما کان عدم النہی اشد من الفعل باعتبار ذاته بل لان المعصیة من الخواص البعد واعجب فافہم فانه من المواہب ۱۲

[4] قولہ فی بینہا ہم باوجود الخ فان الذم یتوقف علی ہذین ۱۲ [5] قولہ فی المتهید معالم میں وظاہر القرآن یؤیدہ وما ذکرہ فی اللباب من قول النباش ابن ربک بخیل لعله روایة بالمعنی ویمکن ان یکون الآیة روایة باللفظ والامر فیه بین ۱۲

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ

اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہوگیا ہے ان ہی کے ہاتھ بند ہیں اور اپنے اس کہنے سے یہ رحمت سے دور کر دیئے گئے

بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ

بلکہ ان کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں اور جو مضمون آپ کے پاس آپ کے پروردگار

مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ

کی طرف سے بھیجا جاتا ہے وہ ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کے ترقی کا سبب ہو جاتا ہے اور ہم نے ان میں باہم قیامت تک

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ

عداوت اور بغض ڈال دیا جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں تو

اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

حق تعالیٰ اسکو فرو کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتے

نقل قول یہود و تقبیح شان وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ (الی قولہ) وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے (یعنی[1] نعوذ باللہ بخل کرنے لگا ہے درحقیقت) انہی کے ہاتھ بند ہیں (یعنی واقع میں خود عیب بخل[2] میں مبتلا ہیں اور خدا پر عیب دھرتے ہیں) اور اپنے اس کہنے سے یہ رحمت (الٰہی) سے دور کر دیئے گئے جس کا اثر دنیا میں ذلت اور قتید اور قتل و غیرہ ہے اور آخرت میں عذاب جہنم اور حاشا[3] و کلا کہ خدا تعالیٰ میں اس کا احتمال بھی ہو) بلکہ اُن کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں (یعنی بڑے جواد و کریم ہیں لیکن چونکہ حکیم بھی ہیں اس لئے جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں (پس یہود پر جو تنگی ہوئی اس کی علت حکمت ہے کہ ان کے کفر کا وبال ان کو چکھانا اور دکھانا ہے نہ یہ کہ بخل اس کی علت ہو) اور (یہود کے کفر اور سرکشی کی یہ حالت ہے کہ ان کو یہ توفیق نہ ہوگی کہ مثلاً اپنے قول کا بطلان بدلیل سُن لیا تو اس سے توبہ کر لیں نہیں بلکہ) جو مضمون آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی طرف سے بھیجا جاتا ہے وہ ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کی ترقی کا سبب[5] ہو جاتا ہے (اس طرح سے کہ وہ اس کا بھی انکار کر دیتے ہیں تو کچھ تو پہلا طغیان اور کفر تھا پھر اور بڑھ گیا) اور (ان کے کفر سے جو ان پر لعنت یعنی رحمت سے دوری واقع کی گئی ہے اس کے آثار دنیویہ میں سے ایک یہ ہے کہ) ہم نے ان میں باہم (دین کے باب میں) قیامت تک عداوت اور بغض ڈال دیا (چنانچہ ان میں مختلف فرقے ہیں اور ہر فرقہ دوسرے کا دشمن چنانچہ باہمی عداوت و بغض کی وجہ سے جب کبھی (مسلمانوں کے ساتھ) لڑائی کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں (یعنی لڑنے کا ارادہ[5] کرتے ہیں) حق تعالیٰ اس کو فرو کر دیتے ہیں (اور بجھا دیتے ہیں یعنی مرعوب ہو جاتے ہیں یا لڑ کر مغلوب ہو جاتے ہیں یا آپس کے اختلافات کی وجہ سے اتفاق کی نوبت نہیں آتی، اور جب لڑائی سے رہ جاتے ہیں تو اپنی عداوت دوسری طرح نکالتے ہیں کہ ملک میں خفیہ فساد کرتے پھرتے ہیں (جیسے نومسلموں کو بہکانا لگائی بجھائی کرنا عوام کو توریت کے محرف مضامین سُنا کر اسلام سے روکنا) اور اللہ تعالیٰ (چونکہ) فساد کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتے (یعنی مبغوض رکھتے ہیں اس لئے اس فساد کی ان کو خوب سزا ہوگی خواہ دنیا میں بھی وہ[6] آخرت میں تو ضرور ہے کفر و طغیان کے جو آثار دنیویہ اس مقام پر بطور واقعات کے مذکور ہیں کہ دنیا میں ذلیل اور خوار اور قتل و قید ہوئے اور ان میں مختلف فرقے ہو گئے اور لڑائی میں ناکام رہے آیت میں نہ اُن

---

[1] النحو فی الروح فساد اما مغول لہ او فی موضع المصدر او حال من ضمیر یسعون ای یفسدون العلماء او سعی فساد او مفسدین

[2] البلاغۃ فی الروح قولہ ینفق کیف یشاء ترک بخلہ و ذکر ما ینفقہ لعظم کرمہ ۱۲

[3] ملخصات الترجمہ

[4] قولہ فی مغلولۃ ای بخل کما قولہ مبسوطتان یعنی جوادا اشارۃ الی ان غل الید و بسطہا کنایۃ عن بخل والجود وقولہ بڑے اشارۃ الی النکتۃ فی التثنیۃ فان اقصی ما تنتہی الیہ ہمم الاسخیاء لان یعطوا بکلتا یدیہم ہذا ملخص من الروح ۱۲

[5] قولہ فی علماء ایدہم اللہ ہیں مبتلا ہیں (نقلہ فی الخازن عن الزجاج فہی ہی جملۃ اخباریۃ و یلزمہ کون ما بعدہ کذلک ۱۲

[6] قولہ قبل بل حاشا وکلا اشارۃ الی انہ ملحوظ علی مقدر یقتضیہ المقام ای لیس الامر کما زعموا بل الخ ۱۲

[7] قولہ قبل ینفق حکیم ہذا محاذ لقولی انہ روعی اولا ثم رأیتہ فی الروح وللہ الحمد ۱۲

[8] قولہ فی یزید دن سبب اشارۃ الی ان الباء داخلۃ علی السبب ۱۲

[9] قولہ فی او قاربوا ای ارادوہ اشارۃ الی ان کونہا فی الوقوع وقد کانت الحرب اذا توا عدت للقتال جعلوا علیہم ایقادا فی جبل او ربوۃ ویسمونہا نار الحرب فہی احدی نیران مشہورۃ عندہم

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ

اور اگر یہ اہل کتاب ایمان لے آتے اور تقوی اختیار کرتے تو ہم ضرور ان کی برائیاں معاف کر دیتے اور ضرور ان کو

جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ

جنتوں کے باغوں میں داخل کرتے۔ اور اگر یہ لوگ توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب

اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ

ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے پاس بھیجی گئی اس کی پوری پابندی کرتے تو یہ لوگ اوپر سے اور نیچے سے خوب فراغت سے کھاتے

مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَاۗءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝ ع ۹ ۱۰ ۱۳

ان میں ایک جماعت راہ راست پر چلنے والی ہے اور زیادہ ان میں ایسے ہی ہیں کہ ان کے کردار بہت برے ہیں۔

کے لزوم کا دعویٰ ہے نہ ان کے خصوص کا پس یہ امر اعراض عامہ مفارقہ ہیں پس اگر یہ آثار کبھی مرتب نہ ہوں یا غیر کفار میں بھی پائے جاویں تو کوئی اشکال لازم نہیں آتا غرض ان اعمال اور آثار میں سبب مسبب کا علاقہ ہے علت و معلول کا نہیں اور یہود کا یہ قول گو اعتقادی نہ ہو جیسا ان کا اہل علم ہونا بظاہر اسی کو مقتضی ہے لیکن کلمہ کفر بھر بھی کفر ہے اسی لئے لَعِنُوْا کی علت بِمَا قَالُوْا فرمائی گئی بِمَا اعتقدوا نہیں فرمایا اور یہود کا بخل جو اس جگہ مذکور ہے سو یہ بخل تمام عالم میں مشہور ہے اور کثیر اس لئے فرمایا کہ بعضے ان میں اس سے بچ جاتے اور ایمان لے آتے تھے ربط اوپر بعض آیات میں یہود کی اور بعض میں نصاریٰ کی اور بعض میں دونوں کی تقبیح اور ان کے احوال و اقوال کفریہ مذکور ہیں آگے فریقین کو ایمان کے برکات اخرویہ و دنیویہ سنا کر ایمان کی ترغیب دیتے ہیں اور برکات اخرویہ کے ضمن میں ایمان لانے پر ان سب جنایات و کفریات کے عفو کا باوجود ان کی غایت قباحت و شناعت کے وعدہ اور برکات دنیویہ کے ضمن میں ان پر بعض رزق کے جس سے يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ کہنے کی نوبت آئی سبب پر تنبیہ کہ وہ ترک احکام الٰہی ہے نیز ارشاد ہے نیز ترغیب ایمان اہل کتاب را بہ ذکر برکات اخروی و دارین وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا (الی قولہ) وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَاۗءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝ اور اگر یہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ جن امور حقہ کے منکر ہیں جیسے رسالت محمدیہ و حقیقت قرآن ان سب پر) ایمان لے آتے اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے جن امور کا کفر و معصیت ہونا بتلایا گیا ہے ان سب سے) تقویٰ (یعنی پرہیز) اختیار کرتے تو ہم ضرور ان کے تمام دگذشتہ برائیاں (کفر اور شرک اور معاصی جن میں سب اقوال و احوال آگئے) معاف کر دیتے اور (معاف کر کے) ضرور ان کو جنتوں اور آرام کے باغوں میں (یعنی بہشت میں) داخل کرتے (یہ تو برکات اخرویہ ہوئیں) اور اگر یہ لوگ (ایمان اور تقویٰ مذکور اختیار کرتے جس کو بعنوان دیگر یوں کہا جاتا ہے کہ) توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب ان کے پروردگار کی طرف سے (اب) ان کے پاس (بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) بھیجی گئی (یعنی قرآن) اس کی پوری پابندی کرتے (یعنی ان میں جن جن باتوں پر عمل کرنے کو لکھا ہے سب پر پورا عمل کرتے اس میں تصدیق رسالت بھی آگئی اور اس سے احکام طرفہ و منسوخہ نکل گئے کیونکہ ان کتب کا مجموعہ ان پر عمل کرنے کو نہیں بتلاتا بلکہ منع کرتا ہے) تو یہ لوگ (بوجہ اس کے کہ اوپر سے (یعنی آسمان سے) پانی برستا) اور نیچے سے (یعنی زمین سے) پیداوار ہوتی) خوب فراغت سے کھاتے (رہتے یہ ایمان کی برکات دنیویہ کا ذکر ہوا لیکن یہ کفر پر مصر ہے اس لئے تنگی میں پکڑے گئے جس پر بعض نے حق تعالیٰ کی شان میں بخل کی نسبت کر کے گستاخی کی مگر پھر بھی سب یہود و نصاریٰ برابر نہیں چنانچہ) ان (دو) میں ایک جماعت راہ راست پر چلنے والی (بھی) ہے (جیسے یہود میں حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے ہمراہی اور نصاریٰ میں حضرت نجاشی اور ان کے ہمراہی لیکن ایسے قلیل ہی ہیں) اور (باقی) زیادہ ان میں ایسے ہی ہیں کہ ان کے کردار بہت برے ہیں (کیونکہ کفر و عناد سے بدتر کیا کردار ہوگا) فما یہاں بھی مثل آیت

البلاغۃ قولہ لکفرنا و لادخلنا تاکید لوعد وفیہ تنبیہ علی کمال عظم ذنوبہم وکثرۃ معاصیہم وان الاسلام یجب ما قبلہ وان جل وعاد ۱۲ قولہ جنت النعیم فی الاضافۃ تنبیہ علی ما یستحقونہ من العذاب لو لم یؤمنوا ویتقوا ۱۲ قولہ انزل الیہم والتعبیر بذلک العنوان والتعمیم للیہم علی من رہبہم للایذان بوجوب اقامۃ علیہم لمنزلہ الیہم وللتعریض ببطلان ما کانوا یدعونہ من عدم نزولہ الی بنی اسرائیل ومعنی منزل الکتاب الی احد مجرد وصولہ الیہ وایجاب العمل بہ وان لم یکن الوحی نازلا علیہ ۱۲ قولہ لاکلوا تقدیم الترہیب بالامر الاخروی لانہ اہم ازید النجاۃ السرمدیۃ والنعیم المقیم ۱۲ بالحقائق الترجمہ ۵ قولہ فی امنوا جن امور حقہ ہی الخ ذکرت قبل فی قولہ آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل من قبل الخ ۱۲ ۵ قولہ قبل اقاموا التقوی مذکورا فی ولکم اشارۃ الی اتحاد المعبر عنہما وانما خولف کما فی الروح بین العبارتین نقیل اولا امنوا واتقوا وثانیا اقاموا اذ ہو اسلوب کالطریق البلاغۃ اھ قلت یعنی انہ اذا امر بہ جوامع نوصف کونہ اعما وتقوی وکونہ اقامۃ صحیح الکتب الالٰہیۃ فافہم ۱۲ ۵ قولہ فی الحوا یعنی آسمان الی قولہ فراغت رادۃ للمعنی الحقیقی ورعایۃ للمعنی المجازی فافہم من کما فی الروح عن ابن عباس وقتادہ یعنی یاتیہم السماء مطرا وتخرج الارض نباتہا ۱۲ ۵ قولہ منہا ای بعضہا ۱۲ ۵ قولہ ساء ما یعملون ای جہۃ سیئۃ منہم ۱۲

ف ۱ فما ہنا وقیل الراء السابقۃ فی شرع اسعۃ والخصب الاثنین الجنتین کانہ قیل لاکلوا من کل جہۃ ہو نظیر قولک فلان فی الخیر من طرقہ ای مقدمہ ای یاتیہ الخیر من کل جہۃ یلیقہ ہنا ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا

اے رسول جو کچھ آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے آپ سب پہنچا دیجئے اور اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو آپ نے اللہ

بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

تعالیٰ کا ایک پیغام بھی نہیں پہنچایا۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھیگا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ان کافر لوگوں کو راہ نہ دیں گے۔

سابقہ کے دنیوی برکات بصورت واقعہ بیان کئے گئے ہیں جس کے عموم اشتراک واحوال پر اسی طرح اختصاص بایمان واعمال پر کوئی دلیل نہیں پس اگر کوئی مسلم تنگی میں ہو یا کوئی کافر وسعت میں ہو کوئی اشکال لازم نہیں جیسا پہلی آیت کے فائدے کے تحت میں بھی اس کی تقریر آچکی ہے اور احقر نے اَنَّا صُوْا التَّوْرَاةَ الخ کی جو تقریر کی ہے اس سے یہ شبہہ کہ اب بھی پوری توریت وانجیل پر عمل کرنا چاہیئے دفع ہوگیا اور ان کے بڑھانے کی وجہ یا وجود کفایت ذکر قرآن کے یہ ہے کہ اہل کتاب کو یہ بتلانا ہے کہ تمسک بہ محمدی سے توریت وانجیل پر بھی عمل فوت ہوتا ہے اور تمسک محمدی عمل توریت وانجیل کے خلاف نہیں ربط اوپر کفار کی مذمت دور سے چلی آرہی ہے چونکہ کفار کی کثرت تھی جو کہ مشاہدہ ہونے کے علاوہ بعض جگہ قرآن میں بھی منصوص ہے جیسے اَكْثَرُكُمْ فٰسِقُوْنَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ الخ اور مخالفین کی کثرت میں ان کی مذمت علی الاعلان کرنا اور بالخصوص ان سے مشافہت کرنا جیسا بعض آیات میں لفظ قل کا مدلول ہے بعض اوقات موجب خطر ومحل ضرر ہو سکتا ہے اس لئے آگے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امر بالتبلیغ کے ساتھ اس ضرر سے بے خطر کرتے ہیں **ازالۂ خوف در تبلیغ** يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ (الی قولہ) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے آپ (لوگوں کو) سب پہونچا دیجئے اور اگر (بفرض محال) آپ ایسا نہ کریں گے تو (ایسا سمجھا جاوے گا جیسے) آپ نے اللہ تعالیٰ کا ایک پیغام بھی نہیں پہونچایا (کیونکہ یہ مجموعہ فرض ہے تو جیسا کل کے اخفار سے یہ فرض فوت ہوتا ہے اسی طرح بعض کے اخفار سے بھی وہ فرض فوت ہوتا ہے) اور (تبلیغ کے باب میں کفار کا کچھ خوف نہ کیجئے کیونکہ) اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں کے (یعنی اس سے کہ آپ کو مقابل ہو کر قتل وہلاک کر ڈالیں) محفوظ رکھے گا (اور) یقیناً اللہ تعالیٰ ان کافر لوگوں کو (اس طرح قتل وہلاک کر ڈالنے کیواسطے آپ تک) راہ نہ دیں گے **ف** چنانچہ یہ وعدہ اسی طرح صادق ہوا گو بعض غزوات میں آپ زخمی ہوئے اور یہود نے ساحروں کی طرح آپ کو زہر دیا مگر مجتمع ومقابل ہو کر کوئی قتل وہلاک نہ کر سکا اور اس پیشین گوئی کا واقع ہونا آپ کا معجزہ ودلیل نبوت ہے اور ترمذی میں ہے کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا جاتا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی آپ نے فرمایا سب چلے جاؤ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کرلی یہ بھی دلیل نبوت ہے کیونکہ ایسا اعتماد بدون وحی کے نہیں ہو سکتا **ربط** آیت مذکورہ سے اوپر اہل کتاب کو اسلام کی ترغیب تھی آگے ان کے طریقہ موجودہ کا جس کے حق ہونے کے وہ مدعی تھے عند اللہ ناکارہ اور نجات میں ناکافی ہونا اور نجات کا اسلام پر موقوف ہونا اور اس کے بعد بھی ان کے اصرار علی الکفر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی کا مضمون ارشاد فرماتے ہیں اور درمیان میں ایک خاص مناسبت وضرورت سے تبلیغ کا مضمون آگیا تھا

السلاغۃ قولہ وان لم تفعل اختلاف العنوان بین الشرط والجزاء لتغایر المفاد کما تغایرا لفظا بجواز ان یقول والم تبلغ حیث کان فیہ تغایر معنوی فقط ۱۲ الروایات فی الباب اخرج ابو الشیخ عن المحسن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یعصمنی بثلاث بہما اور عاہ حرفت ان الناس مکذبی فوعدنی لابلغن او لیعذبنی فانزلت یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک واخرج ابن ابی حاتم عن مجاہد قال ما نزلت یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فاربک کیف اصنع وانا وحدی یجتمعون علی فنزلت وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ آخذ قلت وکان ہذا الضیق والتردد طبعیا فلا ینافی شان النبوۃ وما ورد فی بعض الضعاف نزولہا فی علی رض فان صح فلا یلزم منہ الافضلیۃ رض

لاخلافتہ بلا فصل وبسط القول فی ہذا الباب صاحبہ روح المعانی فان شئت فانظر فیہ فی الباب روی ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال جاء رافع وسلام بن مشکم ومالک ابن الصیف فقالوا یا محمد الست تزعم انک علی ملۃ ابراہیم ودینہ وتؤمن بما عندنا من التوراۃ فقال بلی ولکنکم احدثتم وجحدتم بما فیہا وکتمتم ما امرتم ان تبینوہ للناس قالوا فانا ناخذ بما فی ایدینا فانا علی الہدی والحق فانزل اللہ تعالیٰ قل یا اہل الکتاب لستم علی شیء الآیۃ ۱۲

اختلاف القراءۃ

قرا نافع وابن عامر رسالاتہ بالجمع لکون المراد بہ الجنس لیتوافق القراءتان

دلائل الاشکال ۲ ملحقات

الترجمہ ۱ قولہ فی ما انزل جو جو کچھ الی قولہ سب وقولہ فی رسالتہ ایک پیغام الخ وجہ حصل التغایر بین الشرط والجزاء فلا اشکال فیہ ۲ قولہ فی ان لم تفعل فرض محال فلا یلزم وقوع العدم لاستحالۃ شیء ۱۲ قولہ فی فوجہ ما ذکر مجموعہ فرض کا جزا الصلوٰۃ دلالۃ یقرع فی فرض ہذا الثبوت کون بعض الاحکام فرضا وبعضہ مستحبا الان التبلیغ غیر المبلغ بنیا فالاصول فلا یلزم انحباب المبلغ انحباب التبلیغ من الرسول ۲ قولہ فی لا یہدی آپ تک ہکذا فی البیضاوی ۲ قولہ فی المعہد مدعی کما سنظہر من مدعویۃ ابن جریر الآتیۃ عند قریب ۲ قولہ ایضا قولہ تسلی فیہ اشارۃ الی فائدۃ تکرار ذکر بعضہا بہم من ان

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ

آپ کہیے کہ اے اہل کتاب تم کسی راہ پر بھی نہیں جب تک کہ توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب تمہارے

اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

پاس تمہارے رب کی طرف سے بھیجی گئی ہے اس کی بھی پوری پابندی نہ کرو گے۔ اور ضرور جو مضمون آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے بھیجا جاتا ہے وہ

طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

ان میں سے بہتوں کی سرکشی و کفر کی ترقی کا سبب ہوجاتا ہے۔ تو آپ ان کافر لوگوں پر غم نہ کیا کیجیے یہ تحقیقی بات ہے کہ مسلمان اور یہودی

الَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اور فرقہ صابئین اور نصاریٰ جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر

وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

اور کارگذاری اچھی کرے۔ ایسوں پر نہ کسی طرح کا اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے

نامقبول بودن طریقہ موجودہ اہل کتاب وتسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ (الی قولہ) فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ آپ (ان یہود و نصاریٰ سے) کہئے کہ اے اہل کتاب تم کسی راہ پر بھی نہیں (کیونکہ غیر مقبول راہ پر ہونا مثل بے راہی کے ہے) جب تک کہ توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب (باب) تمہارے پاس (بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) تمہارے رب کی طرف سے بھیجی گئی ہے (یعنی قرآن) اس کی بھی پوری پابندی نہ کرو گے (جس کے معنی اور ترغیب اور برکات اوپر مذکور ہوئے ہیں) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ان میں اکثر لوگ تعصب نامحمود میں مبتلا ہیں اس لئے یہ) ضرور (رہے کہ) جو مضمون آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے بھیجا جاتا ہے وہ ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کی ترقی کا سبب ہوجاتا ہے (اور اس سے ممکن ہے کہ آپ کو رنج و غم ہو لیکن) جب یہ معلوم ہوگیا یہ لوگ متعصب ہیں) تو آپ ان کافر لوگوں کی اس حالت پر غم نہ کیا کیجیے ربط اوپر اہل کتاب کو اسلام کی ترغیب تھی آگے بھی ایک قانون عام سے جو کہ اہل کتاب وغیر اہل کتاب سب کو شامل ہے اسی کی ترغیب ہے **قانون نجات** اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (الی قولہ) فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ یہ تحقیقی بات ہے کہ مسلمان اور یہودی اور فرقہ صابئین اور نصاریٰ (ان سب میں) جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ تعالیٰ (کی ذات و صفات) پر اور روز قیامت پر اور کارگذاری اچھی کرے (یعنی موافق قانون شریعت کے) ایسوں پر (آخرت میں) نہ کسی طرح کا اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے ف ایک ایسی ہی آیت سورہ بقرہ کے معاملہ سیزدہم کے بعد مع اس کے ضروری مضامین متعلقہ کے گذر چکی ہے وہاں دیکھ لی جاوے ربط اوپر سے قبائح اہل کتاب کا ذکر چلا آرہا تھا آگے پھر اس کی طرف عود ہے اول یہود کا ذکر ہے جس میں مضمون تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کہ لَيَزِيْدَنَّ الخ میں مذکور تھا تاکید ہے کہ اس قوم کی تو عادت سے ایسی ہی عادت چلی آتی ہے پھر نصاریٰ کا ذکر ہے

النحو۔ فی الکشاف الصابئون رفع علی الابتداء وخبرہ محذوف والنیۃ بہ التاخیر عما فی حیز ان من اسمہا وخبرہا کانہ قیل ان الذین آمنوا والذین ہادوا والنصاری کذلک والصابئون کذلک والشد سیبویہ شاہدا لہ ۵ والا فاعلموا انا وانتم بغاۃ ما بقینا فی شقاق وعلی فاعلموا انا بغاۃ وانتم کذلک فان قلت ما التقدیم والتاخیر الا فائدۃ:

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ قل یا اہل الکتاب الخ دلت الآیۃ علی انہ لا یعتد بشیء من الکمالات دون اتباع الشریعۃ ۱۲ قولہ تعالیٰ فلا تاس دل علی عدم القلق علی المعرض کما ہو شان المبالغین ۱۲ منہ قولہ تعالیٰ قل یا اہل الکتاب الخ اس سے معلوم ہوا کہ بدون اتباع شریعت کے کوئی کمال معتبر نہیں قولہ تعالیٰ فلا تاس الخ اس میں دلالت ہے کہ اعراض کرنے والے پر زیادہ قلق نہ کرے جیسا بعض مبالغین فی الشفقۃ کرتے ہیں ۱۲ منہ فائدۃ بدا التقدیم والتاخیر قلت فائدۃ التنبیہ علی ان الصابئین کتاب علیہم ان صح منہم الایمان والعمل الصالح فما الظن بغیرہم وذلک انہم بین ہؤلاء ضلالا واشدہم عتیا ۱۲ منہ

تشریحات الترجمہ

لے قولہ فی قل یہود ونصاری جرد الظاہر من ہذا اللفظ العام الخ ۱۲ منہ ذکر التوراۃ والانجیل دون ذکر القرآن مادا والنصاری وغیرہ بخصوصہ مع ان الکل مدلول علیہ بالدلالۃ الالتزامیۃ لان العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب ۱۲ منہ قولہ فی قولہ وہم یحسبون الخ ۱۲ منہ قولہ فی التمہید الخ اس سے معلوم ہوا کہ افادۃ التوراۃ والانجیل والقرآن دخلی فیہا الایمان والعمل الصالح المذکورین ہہنا ۱۲ منہ قولہ فی التمہید تاکید الخ اشکال اولی کون المذکورین قبل کلا امر یقین وکون المذکور ہہنا بعد ۱۲ منہ (او) کشر (من) الیہود وقد من یشیر من الیہود ۱۲

لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رُسُلًا ۖ كُلَّمَا جَاءَهُمْ

اور ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے ان کے پاس بہت سے پیغمبر بھیجے ۔ جب کبھی ان کے پاس کوئی

رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ○ وَحَسِبُوا

پیغمبر ایسا حکم لایا جس کو ان کا جی نہ چاہتا تھا سو بعضوں کو جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو قتل ہی کر ڈالتے تھے اور یہی گمان کیا کہ کچھ

أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا وَصَمُّوا ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ

سزا نہ ہوگی اس سے اور بھی اندھے اور بہرے بن گئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی پھر بھی اندھے اور بہرے بنے رہے یعنی ان

مِنْهُمْ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ○ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ

میں سے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والے ہیں ۔ بے شک وہ لوگ کافر ہو چکے جنھوں نے یہ کہا کہ اللہ عین مسیح

ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ

ابن مریم ہے حالانکہ مسیح نے خود فرمایا تھا کہ اے بنی اسرائیل تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمھارا بھی رب ہے

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ۔ کلما جاءھم رسول الخ دل علی ان اصل جمیع الکبائر ھو اتباع الھوی ودل الاولی الصوفیۃ یکدحون فی استیصالھا قولہ تعالیٰ ۔ وحسبوا ان لا تکون فتنۃ الخ دل علی بطلان الاستعداد بمعنی اضمحلالہ لکل الاضمحلال بالاضرار علی المعاصی قولہ تعالیٰ لقد کفر الذین قالوا الخ دال علی بطلان الحلول والاتحاد الذی یزعمہ جھلۃ الصوفیۃ ۔ ترجمہ قولہ تعالیٰ کلما جاءھم الخ اس پر دال ہے کہ تمام کبائر کی اصل اتباع ہوا ہے اس لئے صوفیہ اس کے استیصال میں سخت کوشش کرتے ہیں قولہ تعالیٰ حسبوا ان لا تکون الخ اس دلالت سے کہ ہر امر علی الماضی سے استعداد بالکل محو ہو جاتی ہے اسی کو بطلان استعداد کہدیتے ہیں ۔ قولہ تعالیٰ لقد کفر الذین قالوا الخ اس میں بطلان حلول واتحاد پر جس کے قائل جاہل صوفی ہیں دلالت ہے ۔

تحقیقات التراجم

ع۲ قولہ فی میثاق تمام پیغمبروں الخ کما ھو مذکور صریحا فی قولہ آمنتم برسلی وعزرتموہم ۱۲ ع۲ قولہ فی فریقا کذبوا الخ التفات اشارۃ الی حذف الجواب ای ناصبوہ او استکبروا الذی مذکور صریحا فی نظیرہ الآتی المذکور لا یصلح ان یکون جوابا لان الرسول الواحد لا یکون فریقین آھ من الکبیر وغیرہ او یقال ان الرسول الواحد وان لم یکن فریقین لکن قولہ کلما یدل علی کثرۃ الرسل وبعضھم کونھم فریقین ۱۲ ع۳ قولہ فی حسبوا بمنزلۃ یدل علیہ القرینۃ المقامیۃ الدالۃ علی ذکر امۃ مختلفۃ متعددۃ بکذا بعضھم من المدارک والاوجہ ما روی عن الکبیر ۱۲ ع۴ قولہ فی فتنۃ منزلا فی القاموس الفتنۃ العذاب ع۵ قولہ فی اخوا التوجۃ یعنی ثم اشارۃ الی ان ذکر المرتین لیس للتعدد ۱۲ ع۶ قولہ فی قال المسیح وما من اللہ اللہ غفور رحیم حالانکہ صرح یکون ھذا الیوم حالیۃ فی الروح ۱۲

النحو قولہ کثیر بدل من ضمیر الفاعل لا فاعل ۱۲ البلاغۃ تقدیم فریقا للاھتمام والتشویق ۱۲ ولکن لم یبصروا ولا عموا وکان حقھم ان یسمعوا الدلائل ولکن لم یسمعوا ایضا وصموا ۱۲ منہ ولا یخفی ما فی تصدیر من اللطف بعد ذکر العمی ۱۲ اختلاف القراءۃ ۔ قرا ابو عمرو وحمزہ واللسائی لا تکون بالرفع علی ان ان ھی المخففۃ من الثقیلۃ واصلہ انہ لا تکون ۱۲

إِنَّهُ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ط

بے شک جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک قرار دے گا سو اس پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے

وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ

اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا بلاشبہ وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین میں کا ایک ہے

ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ط وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا

حالانکہ بجز ایک معبود کے اور کوئی معبود نہیں اور اگر یہ لوگ اپنے اقوال سے

عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

باز نہ آئے تو جو لوگ ان میں کافر رہیں گے ان پر دردناک عذاب ہوگا

اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

کیا پھر بھی خدا تعالیٰ کے سامنے توبہ نہیں کرتے اور اس سے معافی نہیں چاہتے حالانکہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والے ہیں بڑی رحمت

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط

مسیح ابن مریم کچھ بھی نہیں صرف ایک پیغمبر ہیں جن سے پہلے اور بھی پیغمبر گذر چکے ہیں

کہنا وہی بات ہے مدعی سست اور گواہ چست) اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ (الی قولہ) وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ بیشک جو شخص اللہ تعالیٰ کیساتھ (کسی اُلوہیۃ وخواص اُلوہیۃ میں) شریک قرار دے گا سو اس پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانا ہمیشہ کے لئے دوزخ ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا کہ دوزخ سے بچا کر جنت میں پہونچا سکے اور جیسے عقیدہ اتحاد کفر ہے اسی طرح عقیدہ تثلیث بھی کفر ہے پس) بلاشبہ وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین (معبودوں) میں کا ایک ہے حالانکہ بجز ایک معبود (حق) کے اور کوئی معبود (حق) نہیں (نہ دو اور نہ تین جب یہ عقیدہ بھی کفر و شرک ہے تو اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ الخ میں جو سزا مذکور ہے وہ اس پر بھی مرتب ہوگی) اور اگر یہ (دونوں عقیدہ کے) لوگ اپنے اقوال (کفریہ) سے باز نہ آئے تو (سمجھ رکھیں کہ) جو لوگ ان میں کافر رہیں گے ان پر (آخرت میں) دردناک عذاب واقع ہوگا کیا ان مضامین توحید و وعید کو سنکر پھر بھی (اپنے ان عقاید و اقوال سے) خدا تعالیٰ کے سامنے توبہ نہیں کرتے اور اس سے معافی نہیں چاہتے حالانکہ اللہ تعالیٰ جب کوئی توبہ کرتا ہے تو بڑی مغفرت کرنے والے اور بڑی رحمت فرمانے والے ہیں ف اوپر اس سورت کے تیسرے رکوع آیت وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى کی تفسیر میں ان عقیدہ والے فرقوں کی تعیین گذر چکی ہے اور جملہ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ اور مَا لِلظّٰلِمِيْنَ میں دو احتمال ہیں یا تو کلام عیسوی کا تتمہ ہو اور اناجیل موجودہ میں منقول نہ ہو یا بقول حقانی محفوظ نہ رہا ہو یا اللہ تعالیٰ کا کلام ہو جو بقول حقانی انجیل کے بھی دوسرے مواضع سے ثابت ہے ربط اوپر اُلوہیۃ مسیحیہ کا ابطال مضمون عام سے بیان فرمایا تھا آگے ایک خاص دلیل سے فرماتے ہیں **دلیل ابطال الوہیت** مَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط (حضرت) مسیح ابن مریم (علیہ السلام) خدا (کچھ بھی) نہیں صرف ایک پیغمبر ہیں جن سے پہلے اور بھی پیغمبر (اہل معجزات) گذر چکے ہیں (جن کو عیسائی اِلٰہ نہیں مانتے پس اگر یہ پیغمبری یا حق

اللغات التوبۃ من اتعال القلب فی الاصل والاستغفار من اتعال اللسان وبہذا الاخیر وجد الجمع بینہما فنسبۃ الاستغفار الی التوبۃ نسبۃ الاقرار الی المقصد یق فکلاہما واجب ۱۲ السلامۃ قولہ حرم اللہ علیہ الجنۃ التحریم مجاز من امنع ہو تحریم تکوینی لا تشریعی ۱۲ قولہ ما المسیح ابن مریم الخ فی المروج قیل وتقدیم ما لہما من صفات الکمال وتاخیر ما للاوراد جنسہما من نقائص البشریۃ اتلا توہم الخ حاجات یدرک فحی استدلال بہم بطریق التدریج عن رتبۃ الاقرار الی التوبۃ والاستغفار ثم لاظہار مابین المجیئین من التفاوت ای ان بیانا للآیات امر بدیع بالغ واعراضہم عنہا مع انتفاء ما یصحح اعجب وابدع وبحوز ان یکون علی حقیقتہا والمراد بہا بیان استمرار زمان بیان الآیات وامتدادہ ای انہم مع طول زمان ذلک لا یتاثرون ویوفکون ۱۲ **ملحقات** التتمۃ جملہ ۵ قولہ فی ثالث ایک کما فی روح المعانی وفی ذلک احد ذلک الاعداد للثالث لا الرابع خاصۃ ۱۲ ۵ قولہ بعد الہ واحد جب یہ عقیدہ بھی قولہ دونوں عقیدوں کے لگ اشارۃ الی ان قولہ وان لم ینتہوا الخ راجع الی الفریقین لکونہ افید و الجار متعلق علی ہذا بالتقدیر یکون الوعید سابق مغیا عن ذکرہ مع احتمال الآخر لاشتراک العلۃ ۱۲ ۵ قولہ فی کفروا کافر ہیں گے نقلہ فی الکبیر عن الزجاج فمن تبعیضیۃ للاخراج من تاب ومن لم یتب ۱۲ ۵ قولہ افلا یتوبون کیا الی قولہ شکر اشارۃ الی کون الفا للعطف علی مقدر یقتضیہ المقام ای یسمعون ہذہ الشہادات المکررۃ والتشدیدات المقررۃ فلا یتوبون عقیب ذلک کذا فی الروح ۱۲ ۵ قولہ ما المسیح ابن مریم الخ اشارۃ الی کون القصر اضافیا ۱۲ ۵ قولہ فی قد نت جزء بیہ اشارۃ ۱۲

۱۲ الی کون الجملۃ صفۃ رسول ۱۲ ۵ قولہ فی الوسط اور بھی اشارۃ الی کون اللام للجنس وکذا فی قولہ تعالیٰ ما محمد الا رسول ط الخ لکونہ کذا فی المقصود ای

وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ

اور ان کی والدہ ایک ولی بی بی ہیں ۔ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے دیکھئے تو ہم کیونکر دلائل ان سے بیان کر رہے ہیں

ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ

پھر دیکھئے وہ الٹے کدھر جا رہے ہیں آپ فرمائیے کیا خدا کے سوا ایسے کی عبادت کرتے ہو نہ تم کو کوئی ضرر پہنچانے کا

لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

اختیار رکھتا ہو اور نہ نفع پہنچانے کا حالانکہ اللہ تعالیٰ سب سنتے ہیں سب جانتے ہیں ۔

عادت دلیل الوہیت ہے تو سب کو الٰہ ماننا چاہیئے اور اگر دلیل الوہیت نہیں تو حضرت مسیح کو کیوں الٰہ کہا جاوے غرض جب اوروں کو الٰہ نہیں کہتے تو عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مت کہو) وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ (الی قولہ) ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ (اور اسی طرح) ان کی والدہ (بھی الٰہ یا بزرگ والہ نہیں بلکہ وہ) ایک ولی بی بی ہیں (جیسی اور بیبیاں بھی ولی ہو چکی ہیں اور دونوں حضرات کے الٰہ نہونے کے دلائل میں سے ایک سہل دلیل یہ ہے کہ) دونوں (حضرات) کھانا کھایا کرتے تھے (اور جو شخص کھانا کھاتا ہے وہ اس کا محتاج ہوتا ہے خواہ تغذی میں یا تلذذ میں نیز کھانا کھانا خواص مادیات سے ہے اور احتیاج اور مادیت خواص امکان سے ہے اور امکان منافی وجوب ہے اور وجوب لوازم الوہیت سے ہے جب وجوب منتفی ہوگا الوہیت باطل ہو جاوے گی) دیکھئے تو (ہم) کیونکر (صاف صاف) دلائل ان سے بیان کر رہے ہیں پھر دیکھئے وہ الٹے کدھر جا رہے ہیں ف یہ دلیل باعتبار استدلال بالمادیات کے روح القدس کے ابطال الوہیت کے لئے بھی کافی ہے کیونکہ ان کا آنا جانا چلنا پھرنا یہ سب امور کہ خواص مادہ سے ہیں مسلم ہیں اور مادیت سے امکان اور اس سے بطلان الوہیت ظاہر ہے اس لئے بالاستقلال اس کا ذکر ضروری نہ ہوا اور چونکہ ان لوگوں سے ان ہی میں کلام تھا اس لئے غیر مادیات کے متعلق استدلال کا ذکر بھی یہاں ضروری نہ تھا بط اوپر الوہیت مسیح کا ابطال فرمایا تھا آگے قائلین الوہیت کو توبیخ فرماتے ہیں قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (الی قولہ) وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ آپ (ان سے) فرمائیے کیا خدا کے سوا ایسی (مخلوق) کی عبادت کرتے ہو جو نہ تم کو کوئی ضرر پہنچا سکے کا اختیار رکھتا ہو اور نہ نفع پہنچانے کا (اختیار رکھتا ہو اور عجز خود منافی الوہیت ہے) حالانکہ اللہ تعالیٰ سب سنتے ہیں سب جانتے ہیں (پھر بھی خدا سے نہیں ڈرتے اور اپنے کفر و شرک سے باز نہیں آتے) ف یا تو یہ نصاریٰ مذکورین عیسیٰ علیہ السلام کی پرستش بھی کرتے ہوں یا یہ کہ عبادت میں سب سے بڑا درجہ اعتقاد الوہیت کا ہے جب وہ معتقد الوہیت علیسویہ ہوئے تو یقیناً ان کی عبادت کی ربط اوپر نصاریٰ کے عقاید باطلہ کا ابطال تھا چونکہ ایسے عقاید میں اکثر لوگوں کی عادت ہے کہ اپنے اسلاف کے طریقہ سے تمسک کیا کرتے ہیں اس لئے آگے ان لوگوں کو اس سے منع فرماتے ہیں

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ قل اتعبدون من دون اللہ الخ فیہ ابطال لما یزعمہ الجہلۃ من کون المشائخ متصرفین مستقلین ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ اتعبدون من دون اللہ الخ اس میں ابطال ہے مشائخ کو متصرف مستقل سمجھنے کا جیسا جاہلوں کا زعم ہے ۱۲

ملتقطات الترجمہ

ف قولہ قبل انظر دلائل میں سے یعنی ان الدلیل الاخیر فیہ فلا یضر عدم تشبثہ فی الجزاءات وکذا لا یضر عدم تشبثہ فی بعض الاحوال کما اختیر بہ دعوی موت عیسیٰ فی زماننا من انہ لو کان حیا وما اکل الطعام لبطل الاستدلال علی ابطال الالوہیۃ اھ فان عدم دلیل لا یستلزم عدم المدلول ۱۲ ف قولہ فی یاکلان تغذیہ بسیم الدلیل ہن الجنۃ ولو لم یعم لم یضر ایضا ۱۲ ف قولہ فی الآیات دلائل اللام للجنس ۱۲ ایضا الدلیل المذکور واحد واستدل فی الکبیر بکونہ صاحب اللام ایضا وفی الروح بقولہ قد خلت من قبلہ الرسل فیکون الدلائل المذکورۃ ہہنا ثلثۃ ۱۲ ف قولہ فی یؤفکون جار رہے ہیں ترجمہ بالحاصل والافالصیغۃ مبنیۃ للمفعول ولعل النکتۃ فی ہذہ الصیغۃ المبالغۃ لان الذی مد قعہ آخر اذا فاعا شد ما یکون وہذا لآخر ہو الشیطان باعتبار کسب الاضلال ۱۲ ف قولہ فی ف ضروری نہ ہو الخ الشرک باعتبار ان منشاء استغنائہم کانت ای الخوارق وہو جہا فیہا بما لشر ان اعجب من وجود ہا فی مدعی القدس وہو ملک فلما بطل الوہیتہ ففیہ المنشاء اقوی بطلا بالاولی فی غیرہ ۱۲ ف قولہ یہ

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ

آپ فرمایئے کہ اے اہل کتاب تم اپنے دین میں ناحق کا غلو مت کرو اور ان لوگوں کے خیالات پر مت چلو جو پہلے

ع ۱۲ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝

خود بھی غلطی میں پڑ چکے ہیں اور اور بھی بہتوں کو غلطی میں ڈال چکے ہیں اور وہ لوگ راہِ راست سے دور ہو گئے تھے

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ

بنی اسرائیل میں جو لوگ کافر تھے ان پر لعنت کی گئی تھی ۔ داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے یہ لعنت اس سبب

مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ

سے ہوئی کہ انھوں نے حکم کی مخالفت کی اور حد سے نکل گئے ۔ جو بُرا کام انھوں نے کر رکھا تھا

عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

اس سے باز نہ آتے تھے واقعی ان کا فعل بے شک بُرا تھا

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ۔ ولا تتبعوا اھواء قوم الخ فیہ الطال الرسوم المواظبۃ للشریعۃ ولو مستولیۃ الی المشائخ ویجاب عنھم بتکذیب النسبۃ او کونھم داخلۃ فی عذر صحیح ثم قولہ تعالیٰ ولا تتبعوا اھواء قوم الخ اس میں ان رسوم کا ابطال ہے جو شریعت کے خلاف ہیں کو مشائخ کی طرف منسوب ہوں اور اگر وہ مشائخ محققین ہیں تو ان کی طرف منسوب کرنے کی تکذیب کریں گے یا کسی عذر صحیح پر محمول کریں گے

یا ان الیہود کان منھم تفریط فی شان عیسیٰ علیہ السلام ۱۲ منہ قولہ فی اھواء خیالات بکذا تم الشاہد عبد القادر والمراد بہ البدعات التی لم یدرج الیھا سوی الشہوۃ ولم تقم علیھا بینۃ قولہ فی ضلوا عن سواء مفقود ہو گیا ہو وبہذا ظہر وجہ الفائدۃ فی زیادۃ ضلوا وہو بین المواہب وفی علم التقیید لکمال شناعتھم لا الاحتراز فان اتباع الضال لا یجوز بحال سواء اضل عن جہل او عن علم قولہ فی اخر الترجمۃ وجہ ان کی غلطی اشارہ ای وجہ الجواب لمن تمسک بالآیۃ فی ابطال التقلید الشائع بین اہل الحق حاصلہ الفرق بین التقلید بین فانہم یقلدون بعد ثبوت بطلان ما ہم علیہ وانا لا التقلد کذلک فافہم قولہ فی لعن تحت لان المطلق یراد بہ الکامل عند القراس والفرقۃ تہنا بیان شناعتہم وتبایدہ بوفی الفروع وبناء الفعل بالم یسم فاعلہ للجری علی سنن الکبریاء ۱۲ منہ قولہ فی لسان یعنی زبور کذا فی روح المعانی وتبایدہ ایضا بما یلیہ فانہ یدل علی ان سبب اللعن کفرہم الصریح لا فرعہم الماعلی الذی صار سببا للمسخ الذی فسرہ بہ آخرون وقلت سوا رکان بعین بہ اللفظ او بما یفیدہ معناہ لان الکلف الا یسیر لا یحلو الشی سببا عن ذم الکفار عموما وخصوصا ولو کان المذکور علما تخصیص بنی اسرائیل بالذکر فی القرآن کون الکلام فیہم باعتبار کونہم فردا من العام الشقی باء ایہم ۱۲ منہ قولہ فی عصوا اعتقادی وہو الکفر فلا یرد ان قولہ الذین کفروا منہم یسبب الکفر وہو السببیۃ العصیان وقرینہ ولعل العائدۃ فی اختلاف العنوان الکشف عن وجہ کفرہم للذکور

لمحات الترجمہ

قولہ فی قل ان نصاری لان الکلام معہم ونقلہ فی المروح عن الطبری قلت والتعبیر بہذا العنوان یبدان بکمال شناعتہم حیث قلد وا فی الباطل مع کونہم اہل العلم بالکتاب ۱۲ منہ قولہ فی غیر الحق ناحق کما شاراشارۃ الی انہ صفۃ مصدر محذوف ای غلوا غیر الحق ای باطلا وتوصیفہ بہ للتوکید فان الغلو لا یکون الا غیر الحق کذا فی المروح قلت وفیہ کما فی الترجمۃ اتباع الہوی وہو کذلک باطل ظاہرا غیر حق قولہ فی لا تغلوا افراط الغلو اکثر ما یستعمل فی الافراط وہو ایضا قریبۃ ہنا کون الخطاب للنصاری

تَرٰی كَثِیْرًا مِّنْهُمْ یَتَوَلَّوْنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ

آپ ان میں بہت آدمی دیکھیں گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں جو کام انھوں نے آگے کے لئے کیا ہے

لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَفِی الْعَذَابِ هُمْ

وہ بے شک بُرا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر ناخوش ہوا اور یہ لوگ عذاب میں دائم

خٰلِدُوْنَ ○ وَلَوْ كَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِیِّ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ

رہیں گے اور اگر یہ لوگ اللہ پر ایمان رکھتے اور پیغمبر پر اور اس کتاب پر جو ان کے

مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِیَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ○

پاس بھیجی گئی تھی تو ان کو کبھی دوست نہ بناتے لیکن ان میں زیادہ لوگ ایمان سے خارج ہیں۔

کے یہ بھی فائدہ ہے کہ اس میں تسلی دینا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ ان لوگوں کی مخالفت کا غم نہ کیجئے اس قوم کا شیوہ مدت سے ایسا ہی چلا آتا ہے ذکرہ یہود حاضرین تَرٰی كَثِیْرًا مِّنْهُمْ (الی قولہ) وَلٰكِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ○ آپ ان (یہود) میں بہت سے آدمی دیکھیں گے کہ (مشرکین[1]) کافروں سے دوستی کرتے ہیں (چنانچہ یہود مدینہ اور مشرکین مکہ میں مسلمانوں[2] کی عداوت کے علاقہ سے جس کا منشا تقاضائے[3] فی الکفر تھا باہم خوب سازگاری تھی) جو کام انہوں نے آگے (بھیجنے[4]) کے لئے کیا ہے (یعنی کفر جو سبب تھا دوستی کفار اور عداوت مومنین کا) وہ بیشک برا ہے کہ اس کے سبب[5] اللہ تعالیٰ ان پر دوام کے لئے ناخوش ہوا اور اس ناخوشی دائمی کا ثمرہ[6] یہ ہوگا کہ یہ لوگ عذاب میں دائم رہیں گے اور اگر یہ (یہودی) لوگ اللہ پر ایمان رکھتے اور پیغمبر (یعنی موسیٰ علیہ السلام[7]) پر (ایمان رکھتے جس کا ان کو دعویٰ ہے) اور اس کتاب پر ایمان رکھتے) جو ان پیغمبر کے پاس بھیجی گئی تھی (یعنی توریت) تو ان (مشرکین) کو (اس طرح) کبھی دوست نہ بناتے (کہ ایک نبی ثابت النبوۃ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کرکے اس کفر اور اس کے آثار یعنی عداوت اہل اسلام کی مناسبت سے مشرکین سے تعلق رکھیں کیونکہ ظاہر ہے کہ جب ایک نبی کا بھی انکار کیا تو اللہ تعالیٰ اور سب انبیاء اور کتب الٰہیہ کے ساتھ کفر ہوگیا) لیکن ان میں زیادہ لوگ (دائرۂ[8]) ایمان سے خارج ہی ہیں (اس لئے اتخاذ ولایت بالمعنی المذکور ان سے سرزد ہو رہا ہے) ف کثیرا دونوں جگہ مصداق ایک ہی ہے یعنی غیر مومن اور یہ قید[9] اخراج مومنین کے لئے جیسا کئی بار گذر چکا ربط اوپر یہود کا مشرکین سے دوستی رکھنا مذکور ہوا آگے ان کا مع مشرکین کے مسلمانوں سے عداوت رکھنا کہ وہی اصل میں سب ہے اس دوستی کا اور سبب ہے کفر کا مذکور ہے اور جیسا ہر مضمون میں انصاف و عدل رکھنا قرآن مجید کے لوازم ذات سے ہے اسی بناء پر ایک خاص جماعت نصاریٰ میں بہ نسبت ان یہود کے تعصب کا کم ہونا اور ان نصاریٰ میں جنھوں نے حق قبول کر لیا تھا ان کا مستحق حسن ثنا و حسن جزا ہونا مذکور ہے اور یہ خاص جماعت حبشہ کے نصاریٰ ہیں جنھوں نے مسلمانوں کو جبکہ ہجرت مدینہ کے قبل وہ اپنا وطن مکہ چھوڑ کر حبشہ چلے گئے تھے تکلیف نہیں دی اور جو اور نصرانی ایسا ہی ہو وہ بھی حکماً انہی میں داخل ہے اور ان میں سے جنھوں نے حق قبول کر لیا تھا وہ نجاشی بادشاہ اور ان کے مصاحب ہیں کہ حبشہ میں بھی قرآن سنکر روئے اور مسلمان ہوگئے پھر تیس آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور قرآن سنکر روئے اور اسلام قبول کیا اس موقعہ پر آیت کا نزول

تلخیصات الترجمہ [1] قولہ ای کفرہ اشترک الکل بنفس الکفر مشترکین بینہم جمیعا ۱۲ [2] قولہ بعد یعنی مسلمانوں کی عداوت کا سیاتی من قولہ لتجدن وبہذا حصل تناسب بین طرفی الکلام ۱۲ [3] قولہ حسنا تناسب فالکفر علۃ ولہ دخل فی تلک العداوۃ کما یشیر الیہ ترتیبہا علیہ بترتیب الحکم علی وصفہ المناسب لہ وقد تقدم فی ذمت ۱۲ [4] قولہ قدموہ جاء مضمنا معنی

[5] قولہ فی ذمت یمکنتے اوپنے یہ مفہوم التقدیم کما فی عروج فعلوہ فی الدنیا یا یراد معنی جزائہ فی العقبیٰ ۱۲ [6] قولہ فی ان سخط اس کے سبب ارادہ دفع اشکال وہو ان المخصوص بالذم ہو ان سخط وظاہر ان سخط اللہ لیس مذموما فتم ہو یس من اعلامہم حاصل الدفع ان المضاف محذوف ای موجب سخط اللہ حل علیہ لفظ سبب واقیم المضاف الیہ مقامہ تنبیہا علی کمال التعلق والارتباط بینہما کما نبہنا علیہ واحد ۱۲ [7] قولہ قبل فی العذاب ثمرہ اشارۃ الی انہ لیس معطوفا لعدم صحۃ دخولہ فی حیز الظرف المصدری بل فی متعلق الحال المسببۃ عما قبلہا ۱۲ [8] قولہ فی النبی موسیٰ علیہ السلام کذا فی الروح و ہو کما تری العطف ولدفع [9] قولہ فی ف یہ قید الخ دلالۃ علیک ان التولی کما ہو متحقق لکون الامر من بعض ذاک الامر صار بمنزلۃ البعض و کان کلہم راضیا بالکفر ۱۲ [10] قولہ ای کما کان الیہود ایضا کفارا فما معنی لومہم علی توہیم الذین کفروا فاعلم منشان المراد بالذین کفروا المشرکون الذین شان کفرہم غیر شان کفرہم ۱۲ منہ

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَ

تمام آدمیوں سے زیادہ مسلمانوں سے عداوت رکھنے والے آپ ان یہود اور مشرکین کو

الَّذِينَ أَشْرَكُوا ۖ وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُم مَّوَدَّةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ

پاویں گے اور ان یہ مسلمانوں کے ساتھ دوستی رکھنے کے قریب تر ان لوگوں کو پاویں گا

قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا

جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں یہ اس سبب سے ہے کہ ان میں بہت سے علم دوست عالم ہیں اور بہت سے تارک

وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ○

دنیا درویش ہیں اور اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ متکبر نہیں ہیں۔

ہوا لحاذ کر شدت تعصب در یہود و مشرکین و قلت او در بعض نصاریٰ لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ (الی قولہ) وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ○ (غیر مومنین میں) تمام آدمیوں سے زیادہ مسلمانوں سے عداوت رکھنے والے آپ ان یہود اور مشرکین کو پاویں گے اور ان (غیر مومن آدمیوں) میں مسلمانوں کے ساتھ دوستی رکھنے کے قریب تر بہ نسبت اوروں کے ان لوگوں کو پاویں گا جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں (قریب تر کا یہ مطلب کہ دوست تو وہ بھی نہیں مگر دوسرے مذکورین سے غنیمت ہیں) یہ (دوستی سے قریب تر ہونا اور عداوت میں کم ہونا) اس سبب سے ہے کہ ان (نصاریٰ) میں بہت سے علم دوست عالم ہیں اور بہت سے تارک دنیا درویش ہیں (اور جب کسی قوم میں ایسے لوگ بکثرت ہوتے ہیں تو عوام میں بھی حق کے ساتھ زیادہ عناد نہیں رہتا اگرچہ خواص و عوام حق کو قبول نہ بھی کریں) اور اس سبب سے ہے کہ یہ (نصاریٰ) لوگ متکبر نہیں ہیں (قسیسین و

البلاغۃ - فی الروح والعدول عن جعل مافیہ التفاوت بین الفریقین شیئا واحدا اتفاقا وتفاوتا بالشدۃ والضعف او بالقرب والبعد بان یقال اولا لتجدن اقربہم عداوۃ اوبان یقال اولا لتجدن البعد الناس مودۃ للایذان بکمال تباین بین الفریقین من التفاوت ببیان احد ہما فی اقصی مراتب احد المتضیفین والآخر فی اقرب مراتب النقیض الآخر اھ **الروایات** فی الاباب اخرج ابن ابی حاتم عن سعید بن المسیب وابی بکر بن عبید الرحمن و عروۃ بن الزبیر قالوا لما بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن امیۃ الضمری و کتب معہ کتابا الی النجاشی فقدم علی النجاشی فقرأ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم دعا جعفر بن ابی طالب والمہاجرین معہ وارسل الی الرہبان و القسیسین ثم ارسل جعفر بن ابی طالب فقرء علیہم سورۃ مریم فآمنوا بالقرآن و فاضت اعینہم من الدمع فہم الذین انزل اللہ فیہم ولتجدنہم اقربہم مودۃ الی قولہ فاکتبنا مع الشہدین وردی ابن ابی حاتم عن سعید بن ابی جبیر قال بعث النجاشی ثلاثین رجلا من خیار اصحابہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقرء علیہم سورۃ یٰسین فبکوا فانزلت فیہم الآیۃ واخرج النسائی عن عبد اللہ بن الزبیر قال انزلت

هذه الآية في النجاشي واصحابه واخرج سعيد بن منصور وابن ابي شيبة وعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر والطبراني عن ابن عباس نحوه ابسط منه اھ **تحقیقات الترجمہ** ۱؎ قولہ فی قسیسین علم دوست وفی رہبانا تارک دنیا ماخوذ مافی الروح مالفظہ وفی مجمع البیان نقلا عن بعضہم ان النصاری ضیعت الانجیل وادخلوا فیہ مالیس منہ ومابقی من علمائہم واحد علی الحق والاستقامۃ یقال لہ قسیس ممن کان علی ہدیہ ودینہ فہو قسیس وہو لغۃ رومیۃ وقد تکلمت بہ العرب واجروہ مجری سائر کلامہم والرہبان اصلہ من الرہبۃ الخوف کالفویتر مبون بالتخلی من اشغال الدنیا وترک ملاذہا والزہد فیہا والعزلۃ عن اہلہا اھ قلت واخذت فی معنی القسیس یا لحاصل لان صح کان کذا فہو لابد ان یحب العلم ولو لم یکن علی الحق بخلاف الکثر ہم کذلک فاتسع فی اطلاق القسیس ۱۲ ۲؎ قولہ ہناک بہت سے فی الروح والتنکیر فی رہبانا للافادۃ الکثرۃ ولابد من اعتبارہا فی القسیسین ایضا التی تدل علی مودۃ جنس النصاری للمومنین فان انصاف افراد کثیرۃ لجنس یحصلہ منفیۃ لانصاف الجنس بہا والا لتمن الیہود ایضا قولہم ونحن ابناء اللہ واحباؤہ وفی الکثرۃ کالذین من النصاری لم یتعد حکمہم الی جنس الیہود انتہی وفی حدیث

مسائل السلوک

قولہ تعالی - ذلک بان منہم قسیسین الخ فیہ ان العلم والاخلاق لہما محل عظیم فی الاعمال ولذا تری المشائخ المحققین لا یہتمون بالاعمال اہتمامہم بالعلوم والاخلاق ۱۲ ترجمہ قولہ تعالی ذلک بان منہم الخ اس وجہ سے معلوم ہوا کہ علم و اخلاق کو عمل میں دخل عظیم ہے اسی لئے مشائخ کو اخلاق و علوم کا اہتمام اعمال سے زیادہ ہوتا ہے ۱۲

قولہ او آمن فی العشرۃ من الیہود اشارۃ الیہ ۱۲ ۷ لفظ علم دوست کا اس لئے بڑھایا کہ یہ شبہہ جاتا رہے کہ یہود میں بھی بہت سے عالم تھے پھر نصاریٰ کی کیا تخصیص وجہ اندفاع ہے کہ اگرچہ یہود میں عالم تھے لیکن وہ لوگ علم دوست نہ تھے اسی لئے ان کو مسلمانوں سے بغض ہوا اور نصاریٰ کو نہ ہوا کہ وہ علم دوست تھے اور مسلمان بھی علم میں اسی لئے وہ ان سے مودت رکھتے تھے ۱۲ تبیان

رہبان سے جلدی متاثر ہو جاتے ہیں اور نیز تواضع کا خاصہ ہے امرحق کے سامنے نرم ہو جانا اس لئے ان کو عداوت زیادہ نہیں پس وجود قسیسین و رہبان اشارہ ہے علت فاعلہ کی طرف اور عدم استکبار قابلیت کی طرف بخلاف یہود و مشرکین کے کہ محب دنیا اور متکبر ہیں اور گو یہود میں بھی بعض علماء اتقیا تھے جو مسلمان ہو گئے تھے لیکن بوجہ ان کی قلت کے عوام میں اثر نہیں پہونچا اس لئے ان میں عناد ہے جو سبب ہو جاتا ہے شدت عداوت کا اسی لئے یہود تو مومن ہی کم ہوئے اور مشرکین میں سے جب عناد نکل گیا تب مومن ہونا شروع ہوئے ف آیت کی تقریر تفسیر سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ یہ تمام ازمنہ و امکنہ کے نصاریٰ کے باب میں نہیں ہے اور اس پر بعض دلائل اور بعض قرائن ہیں **دلیل اوّل** اس قرب مودّت کا سبب ایک یہ فرمایا کہ ان میں پائے جاتے اوصاف کے عالم اور درویش ہیں اور ہم اس سبب کو عام نہیں پاتے **دلیل دوم** اس کا دوسرا سبب یہ فرمایا کہ ان میں تکبر نہیں ہم اس کو بھی عام نہیں پاتے **دلیل سوم** یہاں قرب مودّت للمومنین کی خبر دی ہے خود اس کا وقوع بھی عام نہیں پایا جاتا اور صدق لوازم کلام الٰہی سے ہے معلوم ہوا کہ جو نصاریٰ ان اوصاف سے جو کہ سبب اور مسبب میں مذکور ہیں موصوف ہوں وہی مراد ہیں اس بعض اہل نطق کا دعویٰ عرض سے اس میں عموم مطلق کا دعویٰ کرنا غرض ہوا پرستی ہے **قرینہ اوّل** سبب نزول خاص ہے جیسا شہید میں مذکور ہوا **قرینہ ثانی** قالوا ماضی کا صیغہ ہے پس جو لوگ اِنَّا نَصٰرٰی کہنے والے پائے جاویں وہ آیت میں مذکور و داخل نہیں بلکہ وہ مسکوت عنہ ہیں دوسرے دلائل سے ان کا حکم ڈھونڈا جاوے گا ان خیرا فخیرا ان شاء اللہ **قرینہ ثالث** لَتَجِدَنَّ میں اصل یہی ہے کہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو پس دوسرے اعصار کو شامل نہیں اب ہم کو جواب میں اس کے قائل ہونے کی ضرورت نہیں رہی کہ آیت کو خاص نو مسلم نصاریٰ کے ساتھ مخصوص کہا جاوے گو بہت مفسرین اس کے قائل ہیں اور ورود و شاہد اس کی تائید بھی کرتے ہیں **شاہد اول** سبب نزول **شاہد دوم** وَاِذَا سَمِعُوْا کا یقینا خاص اسلام لانیوالوں کی شان میں ہونا اور اس میں ضمیر کا ماقبل کی طرف راجع ہونا اور راجع اور مرجع متحد ہونا لیکن ظاہر قرآن سے اتنا خصوص بھی معلوم نہیں ہوتا اور صاحب روح المعانی نے بھی خصوص نہیں لیا **قرینہ اول** ان کو مودت میں اقرب فرمایا ہے اور جو مسلمان ہو گئے تھے وہ تو قرب مودت سے متجاوز ہو کر خود مودت بلکہ شدت مودت کے ساتھ موصوف ہو گئے تھے **قرینہ دوم** ان نو مسلموں کی دوستی کی اصل علت ایمان ہے نہ کہ اخلاق ترک دنیا و حب متعلم و تواضع پھر ترک دنیا کو عنوان رہبانیت سے تعبیر فرمایا جو کہ شریعت محمدیہ میں غیر محمود ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم بقا نصرانیت ہی کی حالت میں فرمایا گیا ہے پس آیت میں نہ مطلقاً عموم ہے اور نہ مطلقاً خصوص اور شان نزول عموم من وجہ کو مضر نہیں کیونکہ ایک جزو اس کا یعنی ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ الخ باعتبار حالت نصرانیت کے ہو سکتا ہے اور دوسرا جزو یعنی وَاِذَا سَمِعُوْا الخ باعتبار حالت اسلام کے اور وَاِذَا سَمِعُوْا کی ضمیر ماقبل کی طرف باعتبار بعض کے راجع ہو سکتی ہے جیسا کبیر میں ہے پس اس سے شاہدین مذکورین کا جواب ہو گیا اور یہاں مفسرین نے دو فائدے لکھے ہیں **فائدہ اوّل** اخلاق حمیدہ کسی قوم میں ہوں حمید ہیں **فائدہ دوم** نصاریٰ کا کفر ذات و صفات میں ہے کہ تثلیث کے قائل ہیں اور اکثر یہود کا بنبوت کے ساتھ صرف بعض نے البتہ عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہا تھا اور یہ پہلا کفر اشد ہے دوسرے کفر سے لیکن اخلاق کے تفاوت سے ثانی پر زیادہ ملامت کی گئی یہاں سے فرق مبتدعہ اہل اسلام میں اس تفاوت کا حال سمجھنا چاہیئے اور یہاں دو تنبیہ ہیں **تنبیہ اول** یہاں کفار نصاریٰ کی مدح نہیں بلکہ انصاف ہے اور اخلاق کی فی نفسہا مدح **تنبیہ دوم** اخلاق میں رہبانیت کی مدح باعتبار اس کی جمیع خصوصیات کے نہیں بلکہ صرف اس کے ایک جزو یعنی ترک حب دنیا کے اعتبار سے ہے اور اختر نے جو آیت کی تقریر ربط میں لفظ عدل و انصاف اور اقرب کے ترجمہ میں لفظ نسبت ظاہر کر دیا ہے اس سے دو امر رافع اشکال حاصل ہو گئے **امر اول** مقصود آیت میں مدح نصاریٰ کی نہیں بلکہ تقریر میں انصاف ہے جیسا ابھی تنبیہ اول میں ذکر کیا گیا **امر دوم** مقصود آیت میں مودت کا قرب کامل نہیں بلکہ قرب اضافی ہے اور یہاں دو نکتے دو تحقیقوں کو مفید ہیں **نکتہ اول** اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کو ماضی لائے اس سے یہ فائدہ ہے کہ تمام ازمنہ و امکنہ کے مشرکین پر یہ حکم جاری ہونا ضرور نہیں **نکتہ دوم** اَلَّذِيْنَ قَالُوْا کو ماضی لائے قرینہ ثانیہ میں اس کا بھی یہی فائدہ گذر چکا پس اگر کسی جگہ پر ان طرف کے ہندو بہ نسبت متعصب عیسائیوں کے مسلمانوں سے زیادہ الفت رکھنے والے پائے جاویں تو قرآن اس کی نفی نہیں کرتا اور یہود اول تو اب تک الفت کرنیوالے ہوئے نہیں گئے لیکن اگر کہیں پائے جاویں تو الیہود میں الف لام عہد کا ہو سکتا ہے چنانچہ ترجمہ میں لفظ ان اسطرف شیر ہے اور یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ کسی قوم پر کوئی حکم باعتبار اکثر کے ہوتا ہے معدودے چند کا اس حکم سے خارج ہونا موجب تخلف حکم نہیں اور دو تحقیقیں قرب مودت کے متعلق اور ہیں تحقیق اول

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی آخر الترجمۃ محب دنیا اول علیہ قولہ تعالیٰ ولتجدنہم احرص الناس علی حیوٰۃ وتکبرہم مشہور ۱۲

قولہ فی فائدہ اول اخلاق حمیدہ الخ وہذا القول ایضا فرینۃ لارادۃ العموم من وجہ فی الآیۃ وعدم ارادۃ خصوص المسلمین منہم ۱۲

یہ حکم مذکور قرب مودت کا نصاریٰ کے حق میں ہے اور جو قوم واقع میں نصاریٰ نہ ہو گو تمام لوگ بعض اوضاع و شباہات کی وجہ سے اس کو نصاریٰ کہتے ہیں آیت ہیں ان کے لئے یہ حکم مذکور نہیں تحقیق دوم یہاں نصاریٰ کیلئے مسلمانوں سے قرب مودت کی خبر دی ہے یہ نہیں کہ مسلمانوں کے لئے نصاریٰ سے مودت کی اجازت دی ہو۔ وقد نظم ھھنا بحمد اللہ تعالیٰ تفسیر ھذہ الآیۃ مع فوائد تتعلق بھا تبلغ عشرین باجمع تقریر و امنعہ و احسن بیان و اتقن تبیین و سمیتہ بخیر المسورۃ فی تفسیر آیۃ المودۃ "۔۔۔۔"

وجوہ المثانی متعلقہ جلد ششم لایحب اللہ الجزء السادس بیان القرآن

قولہ تعالیٰ اولئک سوف یؤتیھم۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بالیاء التحتیۃ و الثانیۃ بالنون للباقین **قولہ تعالیٰ** ان تنزل۔ فیہ قراءتان الاولیٰ من الانزال لابن کثیر و ابی عمرو و الثانیۃ من التنزیل للباقین **قولہ تعالیٰ** نزبوا۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بضم الزای للحمزۃ و الثانیۃ بالکسر للباقین و المفتوح فعول بمعنی مفعول کالحلوب و الرکوب المضموم جمع کقلس و فلوس او مصدر کالقعود و الجلوس سمیت سکرۃ النساء

سورۃ المائدۃ

قولہ تعالیٰ شنان قوم۔ فی الموضعین فیہ قراءتان الاولیٰ بسکون النون بعد الشین لابن عامر و شعبۃ و الثانیۃ بفتحھا للباقین۔ **قولہ تعالیٰ** ان صدوکم۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بکسر الھمزۃ لابن کثیر و ابی عمرو و الثانیۃ بالفتح للباقین **قولہ تعالیٰ** والمحصنٰت۔ فیہ ساذکرنی النساء **قولہ تعالیٰ** وارجلکم۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بنصب اللام لنافع و ابن عامر و حفص الکسائی و الثانیۃ بالخفض للباقین۔ **قولہ تعالیٰ** اولمستم۔ فیہ ما مر فی النساء **قولہ تعالیٰ** قسیۃ۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بغیر الف بعد القاف و تشدید الیاء علی وزن فعیۃ لحمزۃ و الکسائی و الثانیۃ بالف بعد القاف و تخفیف الیاء علی وزن فاعلۃ للباقین **قولہ تعالیٰ** رسلنا۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بسکون السین لابی عمرو و الثانیۃ بالضم للباقین **قولہ تعالیٰ** ولایجرمنک فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح الیاء و کسر الزای لنافع من الاحزان و الثانیۃ بفتح الیاء و ضم الزای للباقین **قولہ تعالیٰ** للسحت۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بضم الحاء لابن کثیر و ابی عمرو و الکسائی و الثانیۃ بالسکون للباقین و ھما لغتان **قولہ تعالیٰ** والعین والجروح۔ فیھا ثلث قراءات الاولیٰ برفع الخمسۃ للکسائی و الثانیۃ برفع الجروح فقط لابن کثیر و ابی عمرو و ابن عامر و الثالثۃ بالنصب فی الجمیع للباقین و الرفع علی الابتداء و النصب علی العطف علی المنصوب فی ذالک الاذن قراءتان الاولیٰ سکونھا للنافع و الثانیۃ ضمھا للباقین و ھما لغتان **قولہ تعالیٰ** ولیحکم۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بکسر اللام و نصب المیم لحمزۃ و الثانیۃ بسکون اللام و جزم المیم و اللام علی الاولیٰ لام کی و ھو معطوف علی ھدی و موعظۃ ای للھدیٰ و الموعظۃ و الحکم و علی الثانیۃ لام الامر و ھو ظاھر **قولہ تعالیٰ** یبغون۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بتاء الخطاب لابن کثیر و الثانیۃ بیاء الغیبۃ للباقین **قولہ تعالیٰ** ویقول۔ فیہ ثلث قراءات الاولیٰ بغیر واو قبل یقول لنافع و ابن کثیر و ابن عامر و الثانیۃ بواو و نصب اللام لابی عمرو عطفا علی فیصبحوا و الثالثۃ بواو و رفع اللام للباقین۔ **قولہ تعالیٰ** وعبد الطاغوت۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بضم باء عبد و خفض تاء الطاغوت لحمزۃ و الثانیۃ بفتح الباء و نصب التاء للباقین و الاول اسم بمعنی عابد منصوب بالعطف علی القردۃ و الخنازیر و الثانی فعل ماض

قولہ تعالیٰ رسالتہ۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بالالف بعد اللام و کسر التاء لنافع و ابن عامر و شعبۃ جمع رسالۃ و الثانیۃ بغیر الف و نصب التاء للباقین **قولہ تعالیٰ** ان لاتکون۔ فیہ قراءتان الاولیٰ برفع النون لابی عمرو و حمزۃ و الکسائی و الثانیۃ بالنصب للباقین و ان علی الاولیٰ مخففۃ من الثقیلۃ و اصلہ انہ لاتکون فخففت ان و حذف ضمیر الشان و علی الثانیۃ مصدریۃ۔

الحمد للہ کہ پارۂ لایحب اللہ مع وجوہ المثانی ختم ہوا۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ کارکنان شعبہ اشرف العلوم اور مصنف رح کو ایصال ثواب میں اور دعا میں یاد رکھیں۔ (منیجر)

تفسیر ۱۱ اور جملہ کتب درسی و غیر درسی اور قرآن مجید و حمائلیں اور تصانیف علمائے دیوبند عمدہ و ارزاں ملنے کا پتہ {شعبہ اشرف العلوم دارہ ہادی دیوبند۔ یو۔ پی}

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ ۔ فَاِذَا قَرَاْنٰہُ
فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ

مکمل بیان القرآن

سنہ ۱۳۷۴ھ

مطابق اصل بیان القرآن تھانہ بھون

مسائل السلوک
من
کلام ملک الملوک
(فی العربیۃ)

و

رفع السلوک
ترجمہ
مسائل السلوک
(فی الہندیۃ)

و

وجوہ المثانی
مع
توجیہ الکلمات والمعانی
(فی العربیۃ)

پارۂ
از
وَاِذَا سَمِعُوْا

حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر:- شعبہ اشرف العلوم ادارۂ ہادی دیوبند یوپی

تفسیر پاک کی ممبر سازی بدستور بڑھ رہی ہے

وہ حضرات کس قدر خوش نصیب ہیں جو باقاعدہ "فارم اطلاع ممبری" پُر کرکے اس شعبہ سے وابستہ ہوگئے ہیں۔ اور جو اس مبارک سلسلہ کو پروان چڑھانے میں ہماری معاونت فرما رہے ہیں خدام ادارہ ان کے بدل مشکور رہیں۔ حق تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں۔

کلام پاک کی تلاوت کرنا، اس کے معانی سمجھنا، تفصیلات پر غور کرکے اس کے احکام پر خود چلنا، اوروں کو چلانا کتنی مقدس اور کتنی مخلصانہ عبادت ہے۔ یہی وہ خاص الخاص عبادت ہے، جو سرور کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت حاصل کرنے کے لئے کافی ہے۔

اگر آپ اب تک اس مقدس سلسلہ میں شامل نہیں ہوئے تو آج ہی اس کارِ خیر میں ضرور شرکت فرمائیے، خود ممبری قبول کیجیے، دوستوں کو ممبر بنائیے۔ مسلمانوں کے گھر، گھر پہنچانے میں ہماری معاونت کیجیے۔

تفسیر بیان القرآن کا آخری یعنی تیسواں، پہلا، دوسرا، تیسرا، چوتھا، پانچواں، چھٹا پارہ پیش کیا جاچکا ہے، ساتواں پارہ رونقِ چشم بنا ہوا ہے، گویا اب تک آٹھ پارے بھیجے جاچکے ہیں اور نویں پارہ کی تیاری ہورہی ہے۔

لیکن

آپ نے اب تک کسی جدید ممبر کا اضافہ نہیں فرمایا۔ یہ قرآن پاک کی اشاعت کا معاملہ ہے اس میں جتنا وقت بھی صرف ہوجائے وہ بہتر ہے، امید ہے کہ اس مبارک حلقہ کو زیادہ وسیع بنانے میں اب زیادہ تاخیر نہ فرمائیں گے اور آج ہی سے امکانی تعاون شروع فرمادیں گے، حق تعالیٰ آپ کی معاونت فرمائیں۔ آمین

فیس ممبری آٹھ آنے ہے جو ایک مرتبہ ادا کرنی ہے اور ہر ماہ پیر کے بجائے ہر ہدیہ سے علاوہ محصول ڈاک ایک پارہ حاصل کرلینا ہے۔ اپنے آٹھ آنے کے ساتھ اگر آپ چاہیں اپنے دوستوں کی فیس ممبری بھی یکجائی بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں اور اپنا پتہ خوشخط انگریزی اور اردو میں تحریر کریں۔

یہ **تفسیر مقدس** تھانہ بھون کے اصل نسخہ سے جو حضرت حکیم الامتؒ نے مع اضافوں کے بعد میں طبع کرایا تھا اس کی حرف بحرف نقل ہے، وہ نسخہ آج کل کم یاب ہے اور یکصد روپے سے ڈیڑھ سو روپے تک اس کا ہدیہ پہنچ چکا ہے۔

مفصل معلومات کے لئے لکھئے

مسعود احمد قاسمی ناظم شعبہ اشرف العلوم دیوبند (یو۔پی)

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى

اور جب وہ اس کو سنتے ہیں جو کہ رسول کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپ اُن کی آنکھیں

اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا

آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں اس سبب سے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا - یوں کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم مسلمان

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ

ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لیجیے جو تصدیق کرتے ہیں - اور ہمارے پاس کونسا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو حق ہم کو پہنچا ہے

وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ○

اس پر ایمان نہ لاویں اور اس بات کی امید رکھیں کہ ہمارا رب ہم کو نیک لوگوں کی معیت میں داخل کر دے گا -

مدح نومسلمان نصاریٰ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ (الیٰ قولہ) وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ○ اور (بعضے ان میں جو کہ آخر میں مسلمان ہوگئے تھے ایسے ہیں کہ) جب اس (کلام) کو سنتے ہیں جو کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف بھیجا گیا ہے (یعنی قرآن) تو آپ اُن کی آنکھیں آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں اس سبب سے کہ انھوں نے (دین) حق (یعنی اسلام) کو پہچان لیا (مطلب یہ کہ حق کو سُنکر متاثر ہوتے ہیں اور) یوں کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم مسلمان ہوگئے تو ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لیجیے (یعنی ان میں شمار کر لیجیے) جو (محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے حق ہونے کی) تصدیق کرتے ہیں اور ہمارے پاس کونسا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر (حسب تعلیم شریعت محمدیہ) اور جو (دین) حق ہم کو (اب) پہنچا ہے اس پر ایمان نہ لاویں اور (پھر) اس بات کی امید (بھی) رکھیں کہ ہمارا رب ہم کو نیک (مقبول) لوگوں کی معیت میں داخل کر دے گا بلکہ یہ امید موقوف اسلام پر ہے اس لئے

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ترى اعينهم تفيض الخ فيه اثبات للوجد فانه حالة محمودة غريزية فيما اختيارية -

قولہ تعالیٰ وما لنا لا نؤمن الخ فيه ان محض الطمع لا يعتد به بدون العمل ۱۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ترى اعينهم تفيض الخ اس میں وجد کا اثبات ہے کیونکہ وجد کی یہ حالت محمودہ غریزیہ ہے خلیا اختیاریہ -

قولہ تعالیٰ وما لنا لا نؤمن الخ اس میں دلالت ہے کہ محض طمع بدون عمل کے معتد بہ نہیں ۱۲

البلاغۃ قولہ تفيض فى الروح عن الانصاف ان هذه العبارة ابلغ العبارات وهى ثلث مراتب فالاولى فاض ومع عينه وهذا هو الاصل والثانية محولة من هذه وهى فاضت عينه ومعافانه قد حول فيها الفعل الى العين مجازا ومبالغة ثم نبه على الاصل الحقيقة بنصب ما كان فاعلا على التمييز والثالثة ما فى النظم الكريم وفيها التحويل لذكورا لا انها ابلغ مع الثانية باطراح التنبيه على الاصل وعدم نصب التمييز وابرازه فى صورة التعليل ۱۲ قولہ ما لنا لا نؤمن فى الروح بعد ما نقلته عنه من تركيبه بكذا والانكار منوجه الى السبب المسبب جميعا كما فى قوله تعالىٰ وما لى لا اعبد الذى فطرنى ونظائره لا الى السبب فقط مع تحقق المسبب كما فى قوله تعالىٰ فما لهم لا يؤمنون واشباهه ۱۲

لطائف الترجمہ قولہ ۱ فی سمعوا یعنے کذا فی الکبیر ۱۲

۱ اور پھر اشارۃ الی ما فی الکشاف ویجوز ان یکون وضع حالا من لا نؤمن علی انهم انکروا علی نفوسهم انهم لا یؤمنون و یطمعون مع ذلک ان یصحبوا الصلحین ۱۲ قلت وفی هذه العبارة بقوله یصحبوا تغییر ایضا لقوله تعالىٰ مع حیث لم یقل من الصلحین و بشرته انه بقبول معیت و بدء المعیة فی الدنیا و فی الآخرة نعیما ۱۲

۲ قولہ فی مما سبب اشارۃ الی کون من تعلیلیة ویجوز ان تکون مصدریة ومن الحق تبعیض او زائدة وان تکون موصولة و من الحق بیان ۱۲ ۳ قولہ فی توضیح تفیض متاثرو هو المقصود سواء کان تفیض الدمع او بدونه بان یؤمنوا او لا یبکوا ۱۲ ۴ قولہ فی یقولون اور اشارۃ الی کونہ استینافا ویجوز ان یکون حالا من ضمیر عرفوا ۱۲ ۵ قولہ فی اکتبنا شمار الخ اشارۃ الی ان المعنی اجعلنا کما فی الروح ۱۲ ۶ قولہ فی مالنا عذر ہے تفصیلان لا نؤمن حال من الضمیر فی لنا والعامل ما فیه من معنی الاستقرار ای ای شی حصل لنا غیر مؤمنین کذا فی الروح وانا حیث ذکر الشیء وجود العذر الذی یکون سببا لعدم الایمان ۱۲ ۷ قولہ فی لا نؤمن حسب تعلیم لان القوم کانوا مصدقین باللہ من قبل لکن لا موافقا لشرعنا ۱۲ ۸ قولہ فی ونطمع

فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ

سو ان کو اللہ تعالیٰ ان کے قول کی پاداش میں ایسے باغ دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ۔ یہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے

فِیْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

اور نکوکاروں کی یہی پاداش ہے اور جو لوگ کافر رہے اور ہماری آیات کو جھوٹا

بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ۝ ع

کہتے رہے وہ لوگ دوزخ والے ہیں ۔

۱۱ ع ۹

مسلمان ہونا ضرور ہے) فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا (الی قولہ) بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ۝ ع سو ان (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ اُن کے (اس) قول (مع الاعتقاد) کی پاداش میں ایسے باغ (بہشت کے) دیں گے جن کے محلات کے) نیچے نہریں جاری ہوں گی (اور) یہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور نکوکاروں کی یہی پاداش ہے اور (برخلاف ان کے) جو لوگ کافر رہے اور ہماری آیات (واحکام) کو جھوٹا کہتے رہے وہ لوگ دوزخ (میں رہنے) والے ہیں **ربط** یہاں تک اہل کتاب کے متعلق گفتگو تھی آگے پھر عود ہے احکام فرعیہ کی طرف جن کا کچھ شروع سورت میں اور کچھ درمیان میں بھی بیان ہوا ہے اور باعتبار خصوصیت مقام کے ایک ربط خاص بھی منقول ہے وہ یہ کہ اوپر مقام مدح میں رہبانیت کا ذکر آیا ہے گو وہ باعتبار اس کے ایک جزو خاص یعنی ترک حب دنیا کے ہے لیکن منظنہا اس کی خصوصیات کے قابل مدح سمجھ جانے کا اس لئے اس مقام پر اس تحریم حلال کی ممانعت زیادہ مناسب ہوئی اسی طرح حکم شانزدہم کو سورت کی اول آیت اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ سے خاص مناسبت ہے کہ ان عقود سے مراد عقود مطلوبہ ہیں اور جو عقد شرعاً مطلوب نہ ہو مثلاً وہ یمین کہ جس کا توڑنا مناسب ہو اس کا ظاہری ایفاء نہ چاہیئے بلکہ اس کا حقیقی ایفاء یہی ہے کہ عدم ایفاء کرکے کفارہ دے اور حکم ہفدہم کو سورت کے حکم سوم سے خاص تعلق ہے کہ دونوں میں کچھ ماکولات ومشروبات اور قمار اور انصاب کا ذکر ہے اور حکم ہشدہم کو حکم اول ودوم سے خاص ارتباط ہے کہ تینوں میں حرم کا احترام مضمون مشترک ہے اور احکام میں بھی تأمل سے خاص تناسب معلوم ومفہوم ہو سکتا ہے واللہ اعلم ۔

۳ ۵۲ قولہ فی اثاب دیں گے اشارۃ الی ان الماضی بمعنی المستقبل ۱۲

۳ ۵۳ فی کفروا رہے یعنی الی الموت ۱۲

۴ ۵۴ قولہ فی التعبیر عود فی بناء النہج اشارۃ لطیفۃ الی ان الطالب للحق لا ینبغی لہ الاشتغال بالحاجۃ حتی یکون بحیث یذہل عن الاحکام المتعلقۃ بنفسہ ۱۲

البلاغۃ قولہ قالوا فی الروح ان القول اذا لم یقید بالخلو عن الاعتقاد یکون المراد بہ المقارن لہ کما اذا قیل ہذا قول فلان لان القول انما یصدر عن صاحبہ لافادۃ الاعتقاد وقیل ان القول ہہنا مجاز عن الرای و الاعتقاد کما یقال ہذا قول الامام الاعظم رض ۔ ہذا منہ ۔

واعتقادہ ۱۲ قولہ کذبوا فی الروح عطف الکذب علی الکفر مع انہ منہ لما ان المقصد ہنا بیان حال المکذبین وذکرہم بمقابلۃ المصدقین ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی قالوا ای الاعتقاد لان القول المحض لا یجدی نفعاً ۱۲ ۵

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تمہارے واسطے حلال کی ہیں ان میں سے پاکیزہ چیزوں کو حرام مت کرو۔ اور حدود سے آگے مت نکلو بیشک

اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ

اللہ تعالیٰ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ اور خدا تعالیٰ نے جو چیزیں تم کو دی ہیں اُن میں سے حلال مرغوب چیزیں کھاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو

الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝

جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

حکم پانزدہم نہی از تحریم حلال يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ (الی قولہ) وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تمہارے واسطے حلال کی ہیں (خواہ[۱] از قسم مطعومات ہوں یا ملبوسات یا منکوحات کی قسم سے ہوں) ان میں لذیذ (اور مرغوب[۲]) چیزوں کو (قسم وعہد کرکے اپنے نفس پر) حرام مت کرو اور حدود (شرعیہ) سے (جو کہ تحلیل وتحریم کے باب میں مقرر ہیں) آگے مت نکلو بیشک اللہ تعالیٰ حد (شرعی) سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ نے جو چیزیں تم کو دی ہیں ان میں سے حلال مرغوب چیزیں کھاؤ (برتو) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو (یعنی تحریم حلال خلاف رضائے حق ہے۔ ڈرو اور اس کا ارتکاب مت کرو) **ف** تحریم حلال بتین[۳] قسم ہے ایک[۴] اعتقاداً، دوسرا[۵] قولاً، تیسرا[۶] فعلاً۔ یعنی دوام علی الترک باعتقاد قربت۔ قسم اوّل کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ حلال قطعی ہے تو اس تحریم سے کافر ہو جاوے گا۔ قسم دوم کا حکم یہ ہے کہ اگر الفاظ یمین سے ہے تو قسم ہو جاوے گی جس کا حکم یہ ہے کہ بلا حاجت[۷] یہ معصیت ہے اس کو توڑ کر کفارہ دے اور اگر الفاظ یمین سے نہیں تو لغو ہے اس کا کچھ اثر نہیں اور الفاظ یمین کے کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہیں جن میں دو صیغے جن کا حکم مشہور کم ہے اور الفاظ آیت سے ان کو زیادہ مناسبت ہے، اس جگہ لکھتا ہوں، ایک یہ کہ فلاں چیز مجھ پر حرام ہے یا میں اس کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں اس کا حکم یہ ہے کہ یہ قسم ہو جاوے گی۔ دوسرا یہ کہ اگر فلاں چیز کھاؤں یا فلاں کام کروں تو سور کھاؤں حرام کھاؤں اس کا حکم یہ ہے کہ جہاں اس طرح قسم کھلنے کا رواج نہ ہو وہاں تو قسم نہ ہوگی اور جہاں رواج ہو وہاں فقہاء کا اختلاف ہے ہکذا فی الدر المختار۔ اور قسم سوم کا حکم یہ ہے کہ یہ بدعت اور رہبانیت ہے، خلاف کرنا واجب ہے اور اس سے کفارہ نہیں آتا اور باعتقاد قربت کی قید اس لئے لگائی کہ اگر وہ کسی مصلحت جسمی یا نفسی سے بطور علاج اس عارض کے بقاء تک ترک کر دیا ہے تو وہ تحریم نہیں ہے اور جائز ہے اور بزرگوں سے جو مجاہدات منقول ہیں وہ اسی قبیل سے ہیں اس لئے ان پر اعتراض ناجائز ہے اور ایک تقریر واتقوا اللہ الخ کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ضروری امر یہ ہے کہ حرام اور معصیت سے بچو کہ تقویٰ یہ ہے

الروایات اورد فی اللباب تخریج الترمذی وابن جریر وابن عساکر وابن ابی حاتم عن ابن عباس ومرسل عکرمۃ وابی قلابۃ ومجاہد وابی مالک الغفاری السدی وعن زید بن اسلم تحریم اللحم والدسم والنساء ولبس غیر المسوح عن رجل ورجال من الصحابۃ کلہم عثمان بن مظعون وعلی وابن مسعود والمقداد بن الاسود وسالم مولی ابی حذیفۃ وعبداللہ بن عمر وابو بکرۃ وعمرو عن عبداللہ بن رواحۃ واضیافہ فی قصۃ الضیافۃ بالفاظ مختلفۃ قلت ولا تزاحم فی الاسباب ۱۲

ملحقات الترجمہ [۱] قولہ فی ساحل خواہ از قسم الخ

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ فیہ ابطال لما علیہ بعض المدعین للطریق من ترک الطیبات

[۱] لان سبب النزول کان فی تحریم الاقسام المختلفۃ واما قولہ کلوا فلیس للتخصیص بل لکونہ اعظم المنافع و اشرت الی عدم التخصیص بقولی فی ترجمۃ (برتو) ۱۲

[۲] قولہ فی طیبات اور مرغوب عطف تفسیری وہذا التخصیص لکون التحریم فی سبب النزول متعلقا بلا لان غیر الطیبات یجوز تحریمہ ۱۲

[۳] قولہ فی اول ف یمین قسم والآیۃ عامۃ للجمیع ۱۲

[۴] قولہ فی قسم دوم من ف بلا حاجت زید لتخریج تحریمہ صلی اللہ علیہ وسلم العسل وماریۃ لحاجۃ ابتغاء مرضات ازواجہ الذی کان جائزا لہ فی اجتہادہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

تم پر ایمان رکھتے ہو

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ

اللہ تعالیٰ تم سے مواخذہ نہیں فرماتے تمہاری قسموں میں لغو قسم پر۔ لیکن مواخذہ اس پر فرماتے ہیں کہ تم قسموں کو مستحکم کردو

الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ

سو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا دینا اوسط درجہ کا جو اپنے گھر والوں کو

اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ

کھانے کو دیا کرتے ہو یا ان کو کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا۔ اور جس کو مقدور نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں۔ یہ کفارہ

كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ

ہے تمہاری قسموں کا جب کہ تم قسم کھالو۔ اور اپنی قسموں کا خیال رکھا کرو اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے

لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

اپنے احکام بیان فرماتے ہیں تاکہ تم شکر کرو

اور حلال اشیاء سے بچنے پر تقویٰ موقوف نہیں اس کی ضرورت نہیں دونوں تقریروں میں فرق یہ ہے کہ پہلی تقریر کا حاصل توقف التقویٰ علی عدم التحریم ہے اور دوسری تقریر کا حاصل عدم توقف التقویٰ علی التحریم ہے ربط اور بہ تحریم طیبات کا ذکر تھا چونکہ بعض اوقات بذریعہ یمین یعنی قسم کے ہوتی ہے اس لئے آگے یمین کا حکم مذکور ہے حکم شانزدہم متعلق سوگند لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ (الی قولہ) لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اللہ تعالیٰ تم سے (دنیوی) مواخذہ نہیں فرماتے (یعنی کفارہ واجب نہیں کرتے) تمہاری قسموں میں لغو قسم (توڑنے) پر لیکن (ایسا) مواخذہ اس پر فرماتے ہیں کہ تم قسموں کو (آئندہ کی بات پر) مستحکم کردو اور پھر اس کو توڑ دو) سو اس (قسم کے توڑنے) کا کفارہ (یہ ہے کہ) دس محتاجوں کو کھانا دینا اوسط درجہ کا جو اپنے گھر والوں کو (معمولی طور پر) کھانے کو دیا کرتے ہو یا ان (دس محتاجوں) کو کپڑا دینا (اوسط درجہ کا) یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا (یعنی تینوں میں جس کو چاہے اختیار کرلے) اور جس کو (ان تینوں میں سے ایک کا بھی) مقدور نہ ہو تو (اس کا کفارہ) تین دن کے (متواتر) روزے ہیں یہ (مذکور ہوا) کفارہ ہے تمہاری (ایسی) قسموں کا جب کہ تم قسم کھالو (اور پھر اس کو توڑ دو) اور چونکہ یہ کفارہ واجب ہے اس لئے) اپنی قسموں کا خیال رکھا کرو (کبھی ایسا نہ ہو کہ قسم کو توڑ دو اور کفارہ نہ دو اور اللہ تعالیٰ نے جس طرح یہ حکم برعایت تمہارے دنیوی و دینی مصالح کے بیان فرمایا ہے) اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے اپنے (دوسرے) احکام (بھی) بیان فرماتے ہیں تاکہ تم (اس نعمت رعایت مصالح کا) شکر کرو۔ ف لغو کہتے ہیں بے اثر کو اس کے دو معنے ہیں ایک وہ جس پر گناہ کا

اللغات التعقید التوثیق والابرام جمع اہل علی خلاف القیاس والکفارۃ بالجر المصدری وہی الفعلۃ التی من شانہا ان تکفر الخطیئۃ وتستر او المراد بالستر المحو لان المحو لا یکاد یستتب والا فالمنقل او للمبالغۃ کل ہذا فی الروح ۱۲ **النحو قولہ** فی ایمانکم متعلق بالمنفی قبلہ فی یلغو او بمقدر ای کائنا فی ایمانکم کذا فی الروح ۱۲ **قولہ** بما عقدتم نحو معصیۃ ای بتعقیدکم الایمان وتوثیقکم کذا فی الروح ۱۲ اختلاف القراءۃ فی قراءۃ عقدتم بالتخفیف وفی قراءۃ عاقدتم والمفاعلۃ فیہا لاصل الفعل وکذا قراءۃ عقدتم التشدید یدل قبل ان لک للمبالغۃ باعتبار ان العقد باللسان و القلب کذا فی الروح قلت وانظر ما یاتی فی الحاشیۃ المتعلقۃ بتحقیقۃ المنعقدۃ تجد ما نقلت عن الروح آنفا مؤیدا لذلک وجہ التاکید کون اشتراط المقصد مصرحا فی منطوق وہو فعل القلب لذی سماہ فی الروح العقد بالقلب فافہم ۱۲ **الفقہ** استدل الشافعیۃ بقولہ اذا حلفتم ان الکفارۃ یجوز ادائہا بعد الحلف قبل الحنث والجواب ان ہذہ الکفارۃ ہی المذکورۃ فی ما قبل بعنوان المواخذۃ المراد نفی الوجوب لا وجوب جاز بعد الحنث فثبت انہ لا بد من التقیید بالحنث کما اشرت الیہ فی الترجمۃ **الروایات** - فی الروح اخرج ابن جریر عن ابن عباسؓ نزلت حین نہی ۱۲

ہو القوم عاصنوا فقالوا یا رسول اللہ کیف نصنع بایماننا التی حلفنا علیہا فی الروح ایضا عن ابن مردویۃ عن ابن عباسؓ مرفوعا تتمۃ ایام متتابعات فی سوال حذیفۃ وعن ابن ابی شیبۃ وابن حمید وابن جریر وابن ابی داؤد فی المصاحف وابن المنذر والحاکم وصححوا والبیہقی عن ابی بن کعب اذا کان یقرأ فصیام ثلثۃ ایام متتابعات واخرج غالب ہؤلاء وعبد بن مسعودؓ انہ کان یقرأ کذلک ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی التہجیر اس لئے آئے وایضا لسوال بعض الی الذین المذکورین آنفا کما سیاتی فی المرفوعا ۱۲ **۲ قولہ** فی لا یؤاخذکم دنیوی قرینۃ ذکر الکفارۃ فیما یلیہ ۱۲ **۳ قولہ** فی اللغو توڑنے پر لانہ لا کفارۃ قبل الحنث وجوبا اجماعا ۱۲ **۴ قولہ** ہو المراد بالمواخذۃ ۱۲ **۵ قولہ** فی کفارتہ ای قسم المنعقدۃ او المطلق الیمین فالمرجع ہو الحالف المدلول علیہ بلفظ عقدتم الایمان ای بشرط الحنث ۱۲ **۶ قولہ** فی اطعام دینا ہو عام فی الاباحۃ والتملیک کالاطعام فی لسان العرب کما فی الروح بالتملیک من المنعام احد وعموم التعیین ظاہر ۱۲ **۷ قولہ** فی کسوۃ کپڑا دینا فالجزء الاول ترجمۃ الکسوۃ لا ہو المکتوب والجزء الثانی ترجمۃ للقدر ای بالالباس بقرینۃ العطف علی المصدر ۱۲ **۸ قولہ** ہناک وسط قرینۃ تقییدہ ہہنا العتید فلم یصر اعتمادا علی المنظور ۱۲ **۹ قولہ** فی کذلک جس طرح اشار الی المشبہ بہ ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ

اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں

عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

شیطانی کام ہیں سو اس سے بالکل الگ رہو تاکہ تم کو فلاح ہو

اثر مرتب نہ ہو اس کا حکم اور تفسیر اور اقسام سورۂ بقرہ کے حکم بست ویکم میں بیان ہو چکا ہے دوسرے وہ جس پر اثر کفارہ کا مرتب نہ ہو اس آیت میں بقرینۂ مقابلہ یمین موجب کفارہ کے اسی کا ذکر ہے اور اس کا مقابل جس میں کفارہ واجب ہو منعقدہ کہلاتی ہے حقیقت اس کی یہ ہے کہ آئندہ کسی امر کے وقوع یا عدم وقوع پر قسم[1] کھائی اور اسی سے لغو کی حقیقت بھی معلوم ہو گئی جو ایسی نہ ہو۔ زیادہ تفصیل اس کی سورۂ بقرہ کے موقع مذکور پر گذر چکی ہے جملہ احکام کے قابل ہے۔ اب جو مسائل یمین منعقدہ کے متعلق لکھے جاتے ہیں مسئلہ قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا نہیں ہو سکتا[2] مسئلہ کھانا دینے میں اختیار ہے خواہ دس آدمیوں کو دونوں وقت گھر بٹھلا کر کھلا دے لیکن ان سب میں ایسا شخص نہ ہو جو قریب بلوغ بھی نہ ہو یا شکم سیر ہو یا صدقۂ فطر کے برابر ہر مسکین کو غلہ یا اس کی قیمت دیدے کذا فی رد المحتار عن البدائع اور یہ مساکین ایسے ہوں جن کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ مسئلہ اگر کپڑا دے تو اس قدر ہو جس سے بدن کا اکثر حصہ ڈھک جاوے مثلاً ایک کرتہ ایک پاجامہ یا ایک لنگی اور چادر۔ مسئلہ غلام لونڈی کے مسائل پارۂ والمحصنٰت کے نصف کے بعد رکوع وما کان لمؤمن میں گذر چکے ہیں مگر یہاں اس کا مؤمن ہونا شرط نہیں۔ مسئلہ اگر روزہ رکھے تو متواتر رکھنے چاہئیں۔ مسئلہ قسم خواہ جانکر توڑے یا بھول کر ٹوٹ جاوے دونوں میں کفارہ واجب ہے۔ مسئلہ اگر دو روزے رکھے تھے پھر طعام یا کسوۃ کا مقدور ہو گیا تو روزے سے کفارہ نہیں ہوا مسئلہ مقدور سے مراد صاحب نصاب ہونا نہیں بلکہ جس سے کفارہ ادا کر سکے۔ المسائل کلہا من الدر المختار والہدایۃ البحر۔ ربط اوپر حلال چیزوں کے ترک خاص کی ممانعت تھی آگے بعض حرام چیزوں کے استعمال کی ممانعت ہے حکم ہفدہم تحریم خمر وقمار وغیرہما يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ[3] اور قرعہ کے تیر یہ سب[4] گندی باتیں[5] شیطانی[6] کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم کو (بوجہ ان کی مضرتوں سے بچنے کے جو آگے مذکور ہیں) فلاح ہو۔

اللغات الخمر فی القاموس ما اسکر من عصیر العنب او عام اھ قلت والاول قول ابی حنیفۃ والثانی قول غیرہ ۱۲ الرجس فی القاموس القذر المائم فی الروح ہو مصدر فی الاصل اھ فلہذا صح توحیدہ فی خبر المتعدد علی قول واما علی قول تقدیر المضاف فلا حاجۃ الیہ ۱۲

الروایات مرت فی البقرۃ وبقی منہا شئ یتعلق بہذا المقام خاصۃ وہو ما فی الباب بروایۃ النسائی والبیہقی عن ابن عباس رض قال انما نزل تحریم الخمر فی قبیلتین من قبائل الانصار شربوا فلما ان ثمل القوم عبث بعضہم فلما صحوا جعل الرجل یری الاثر فی وجہہ ورأسہ ویحیتہ فیقول صنع بی ہذا اخی فلان وکانوا اخوۃ لیس فی قلوبہم ضغائن فیقول واللہ لو کان بی رؤفا رحیما ما صنع بی ہذا حتی وقعت الضغائن فی قلوبہم فانزل اللہ تعالیٰ ہذہ الآیۃ انما الخمر والمیسر اھ

ملحقات المترجمہ

[1] قولہ فی ف حقیقۃ المنعقدۃ قسم کھائی اشارۃ الی ان العقد کما فی فتح القدیر یعتمد وجہ الاشارۃ التعبیر بقولہ قسم کھائی الذی ہو فعل اختیاری لان الذی لا یکون بالاختیار یقال لہ قسم نکل گئی فافہم ۱۲

[2] قولہ فی انما یہی ہے لو ضمہا للحصر ۱۲

[3] قولہ فی الانصاب وغیرہ اشارۃ الی ان الانصاب لا یختص بالاصنام بل ہو کل ما یعبد من دون اللہ ولو غیر مصور ۱۲

[4] قولہ رجس یہ سب یعنی حکم ملے المذکور باعتبار کل واحد ومن ثم صح توحید الضمیر فی اجتنبوہ ۱۲

[5] قولہ ہناک باتیں اشارۃ الی تقدیر المضاف فی قولہ من عمل الشیطان وعلیہ فیجوز ارجاع الضمیر فی اجتنبوہ الی المتعاطی ۱۲

[6] قولہ فی عمل شیطانی المنسبۃ للبیعۃ المدلولۃ بمن ۱۲

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ

شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض

وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ○

واقع کردے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے۔ سو اب بھی باز آؤ گے

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ج فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ○ (اور وہ مضرتیں دنیوی بھی ہیں اور دینی بھی جن کا بیان یہ ہے کہ) شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ[1] سے تمہارے آپس میں (برتاؤ میں) عداوت اور (دلوں میں) بغض واقع کردے (چنانچہ ظاہر ہے کہ شراب میں تو عقل بہتیری کالی گلوچ دنگا فساد ہو جاتا ہے جس سے بعد میں بھی طبعاً کدورت باقی رہتی ہے اور جوے میں جو شخص مغلوب ہوتا ہے اس کو غالب پر غیظ ہوتا ہے اور جب اس کو رنج ہوگا دوسرے پر بھی اس کا اثر پہنچے گا یہ تو دنیوی مضرت ہوئی) اور (شیطان یوں چاہتا ہے کہ اسی شراب اور جوے کے ذریعہ سے) اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے (جو کہ اللہ کی یاد کا سب سے افضل[2] طریقہ ہے) تم کو باز رکھے (چنانچہ یہ بھی ظاہر ہے کیونکہ شراب میں تو اس کے ہوش ہی بجا نہیں ہوتے اور قمار میں غالب کو تو سرور و نشاط اس درجہ ہوتا ہے کہ وہ اس میں غرق ہوتا ہے اور مغلوب کو مغلوب ہونے کا رنج و اضمحلال اور پھر غالب آنے کی کوشش اس درجہ ہوتی ہے کہ اس سے فراغ نہیں ہوتا یہ دینی مضرت ہوئی جب ایسی بری چیزیں ہیں) سو (بتلاؤ[3] اب بھی باز آؤ گے۔ **ف** خمر و میسر کے متعلق سورۂ بقرہ کے حکم پانزدہم میں اور از لام کے متعلق اسی سورۂ مائدہ کے حکم سوم میں ضروری بیان گذر چکا ہے وہاں دیکھ لیا جاوے اور اس مقام پر شان نزول سے جس کو لباب میں مسند احمد سے نقل کیا ہے کہ لوگ خمر و میسر کے عادی تھے الخ اور نیز حکمت تحریم کے بیان میں خمر و میسر کے بیان پر اکتفا کرنے سے اعمال مقصود ان ہی کا ذکر کرنا ہے اور از لام بھی میسر میں داخل ہے اور انصاب کا جو ساتھ میں ذکر کیا گیا اس سے مقصود خمر و میسر کی مذمت کی تاکید ہے کہ یہ اس قابل ہیں کہ بت پرستی کے ساتھ ان کا ذکر کیا جاوے اور اسی اشارہ کی توضیح کے لئے آگے بیان حکمت میں صلوٰۃ کے باوجود اس کے ذکر اللہ میں داخل ہونے کی تصریح فرمائی گویا حاصل یہ ہوا کہ یہ خمر و میسر بت پرستی اور کفر کے قریب قریب اس لئے ہیں کہ نماز سے جو کہ ایمان کے اعظم شعائر اور علامات ایمان سے ہے مانع ہیں جب اس طور پر ایمان سے بعد ہوا تو کفر سے قرب ہوا

فائدہ - خمر و میسر کی حرمت کی جو حکمت بیان فرمائی گئی ہے وہ شطرنج وغیرہ میں بھی مشاہد ہے اس سے سمجھ لینا چاہیئے کہ جائز کس طرح ہو سکتی ہے حدیث میں ہے کہ اس آیت کو سن کر صحابہ نے کہا انتهینا یعنی ہم باز آئے رواہ الترمذی اور یہ بھی آیا ہے کہ جو شرابیں اس وقت موجود تھیں سب پھینک دیں رواہ البخاری **ربط** اوپر ایک حکم خاص کے امتثال کا امر فرمایا ہے آگے مطلقاً تمام احکام میں اطاعت کرنے کا امر ہے۔

اللغات العداوۃ فی القاموس ضد الصداقۃ والبغضاء محمد الحب قلت وبہ علم الفرق بینہما فان الاول فی الظاہر والثانی فی الباطن

وقد اشرت الی ہذا الفرق فی اثناء الترجمۃ واللہ اعلم ۱۲ الروایات قلت ولا دلیل فیہ علی التفصیل لعداوۃ یا محمد ولسلم فلا باس بان نقول ص

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ انما یرید الشیطان الخ فیہ بیان المعاصی تتقسم المضار الدنیویۃ کتقسمہا المضار الاخرویۃ ۱۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ انما یرید الشیطان الخ اس میں دلالت ہے کہ معاصی میں جیسے اخروی مضرتیں ہیں اسی طرح دنیوی مضرتیں بھی ہیں

ملحقات الترجمہ

[1] **قولہ** فی فی الخمر ذریعہ نکلنی للسببیۃ کما فی قولہ علیہ السلام فی ہرۃ ۱۲

[2] **قولہ** فی عن الصلوٰۃ افضل اشارۃ الی نکتۃ التخصیص بعد التعمیم ۱۲

[3] **قولہ** فی فہل بتلاؤ دل علی معنی الاستفہام ۱۲

[1] ان ما فی قولہ تعالیٰ انما یرید الشیطان یکون مجموعہ مسببا لتحریم المجموع من الخمر والمیسر فافہم ۱۲

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا

اور تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور رسول کی اطاعت کرتے رہو اور احتیاط رکھو اور اگر اعراض کروگے تو یہ جان رکھو کہ ہمارے رسول کے ذمہ

عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ

صرف صاف صاف پہنچا دینا تھا ایسے لوگوں پر جو کہ ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو

فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا

وہ کھاتے پیتے ہوں جب کہ وہ لوگ پرہیز رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں

ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور خوب نیک عمل کرتے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں سے محبت رکھتے ہیں۔

امر بامتثال جمیع احکام وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (الی قولہ) الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ اور تم جمیع احکام میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرتے رہو اور (مخالفت حکم سے) احتیاط رکھو اور اگر (اطاعت سے) اعراض کروگے تو یہ جان رکھو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف صاف صاف (حکم کا) پہنچا دینا تھا اور وہ اس کو بخوبی انجام دے چکے اور تم کو احکام پہنچا چکے اب تمہارے پاس کسی عذر کی گنجائش نہیں رہی۔ **ربط** لباب میں مسند احمد سے بروایت ابی ہریرہؓ منقول ہے کہ جب اوپر کی آیت میں تحریم خمر و میسر نازل ہو چکی تو بعض لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بہت سے آدمی جو کہ شراب پیتے تھے اور قمار کا مال کھاتے تھے تحریم سے پہلے مرگئے اور اب معلوم ہوا کہ وہ حرام ہے ان کا کیا حال ہوگا اور لباب میں بروایت نسائی سوال کے قصہ میں یہ لفظ ہے فقال ناس من المتکلمین ھی رجس وھی فی بطن فلان وقد قتل یوم احد اس پر آیت آئندہ نازل ہوئی جس میں اس گناہ نہ ہونا مذکور ہے **عدم تاثیم بخمر وبمیسر قبل تحریم** لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (الی قولہ) وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ایسے لوگوں پر

فائدہ موہوۃ من اللہ تعالیٰ ہہنا امور الاول ان المقصود ہہنا نفی الجناح بطریق الاستدلال علیہ بوجود المانع عن الجناح لا بعدم المقتضی للجناح فقط فظہر بہ وجہ تعلیق نفی الجناح بالتقویٰ والایمان والعمل الصالح وسقط ما یتوہم من ان نفی الجناح غیر مشروط بالتقویٰ والایمان لان الکافر لا یکون علیہ جناح فی تناول الحلال وجہ السقوط ظاہر فان انتفاء الجناح فی الکافر لعدم المقتضی فقط لا للمانع بخلاف المؤمن فان فیہ ما نعا وہو المحبوبیۃ الحاصلۃ بالتقویٰ الذی اعتبر فی مفہومہ الخوف من اللہ تعالیٰ فان ترک الحرام ولو لم یترتب علیہ عقاب لکن اذا کان عن خوف فہو موجب للثواب المحبوبیۃ وبالایمان والعمل الصالح الموجبین لہما ایضا کما یشیر الیہ قولہ تعالیٰ واللہ یحب المحسنین فالکافر لا یعذب فی تناول الحلال لانہ لم یرتکب شیئا مقتضیا للتعذیب والمؤمن لا یعذب ایضا لذلک فقط بل لکونہ محبوبا والمجتنب لا یعذب المجتنب من حیث کونہ اجتنابا وبقید الخشیۃ خرج الجواب عن تعذیب المؤمن بالمعصیۃ فافہم، الثانی ہہنا انا الحکم علی التقویٰ فقط وانما ذکر الایمان فلکونہ دلیلا بینا للتقویٰ وذکر العمل لکونہ دلیلا ایضا للتقویٰ الثالث ان المقصود ذکر الثلاثۃ جمیعا فی المواضع الثلاثۃ لکن اکتفی فی الثانی بذکر الایمان صریحا ودل علی العمل بالتضمن وہذا کما اکتفی فی الثالث بذکر الاحسان ای العمل ودل علی الایمان لتوقفہ علیہ فکان فی الاکتفاء اشارۃ الی کونہما کالمتلازمین یعنی کلا منہما عن ذکر الآخر الرابع ان النکتۃ فی تغییر عنوان العمل بالاحسان ان الذی یقدر الانسان علی ان یترقی فیہ ہو العمل غیر للابدان ہہنا عن الابتداء بالعمل وعن الکمال بالاحسان المفسر فی الحدیث بان تعبد اللہ کانک تراہ والایمان کلہ موہوب بعض من اللہ تعالیٰ (بقیہ صفحہ پر)

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ

لیس علی الذین امنوا وعملوا الصلحت جناح۔ فی تکریر التقوی والایمان اشارۃ الی ان فیہما درجات بعضہا فوق بعض متفاوتۃ فی الکمال کما ورد فی الحدیث عن سلام علیہ السلام فی الوصیۃ عن الاحسان وفی الآیۃ انہ لیس المطلوب من المؤمنین

ع ۱۲ ۳

الوقوف ۱۲ عن المستحلات ومحرمات الطیبات وانما المطلوب منہم التقوی فی مدارج التقوی والایمان الی مراتب الاحلال الیقین ومعارج القدس الکمال وفی ہذہ النظم نتیجۃ مما رواہ الترمذی ابن ماجہ عن قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس الزہادۃ فی الدنیا بتحریم الحلال والاضاعۃ المال لکن الزہد ان تکون بما عند اللہ اوثق منک بما فی یدک انتہی ملخصا وروایۃ بالمعنی

ترجمہ

قولہ تعالیٰ لیس علی الذین امنوا وعملوا الصلحت الخ تقویٰ ایمان کو مکرر لانے میں اشارہ اس طرف ہے کہ ان دونوں میں بہت سے درجات ہیں کہ ایک دوسرے سے فوق ہے جن میں سالک ترقی کرتا ہے

ملحقات الترجمہ

قولہ اطیعوا الخ اوجز الاول علیہ التحقیقی الکلام ۱۲ **قولہ** بعد الیمین وہو اسکوا لہذا قرر فی

جو کہ ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اُس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو وہ کھاتے پیتے ہوں (اور اس وقت وہ حلال ہو گو بعد میں حرام ہو جاوے اور ان کو گناہ کیسے ہوتا جبکہ (گناہ کا کوئی امر مقتضی نہ ہو بلکہ ایک امر مانع موجود ہو وہ یہ کہ) وہ لوگ (خدا کے خوف سے اس وقت کی ناجائز چیزوں سے) پرہیز رکھتے ہوں اور (دلیل اس خوف کی یہ ہو کہ وہ لوگ) ایمان رکھتے ہوں (جو کہ خدا سے ڈرنے کا سبب ہے) اور نیک کام کرتے ہوں (جو کہ خوفِ خدا کی علامت ہے اور اسی حالت پر وہ عمر بھر رہیں چنانچہ اگر وہ حلال چیز جس کو پہلے کھاتے پیتے تھے آگے کبھی چلکر حرام ہو جاوے تو) پھر (اس سے بھی اسی خوف خدا کے سبب) پرہیز کرنے لگتے ہوں اور (اس خوف کی بھی دلیل مثل سابق یہی ہو کہ وہ لوگ) ایمان رکھتے ہوں (جو کہ فی نفسہٖ مقتضی اعمال صالحہ کو ہوتا ہے پس یہاں بھی سبب اور علامت خوف خدا کے مجتمع ہیں اور اگر پھر کوئی اور حلال چیز حرام ہو جاوے تو) پھر (اس سے بھی اسی خوف خدا کے سبب) پرہیز کرنے لگتے ہوں اور (اس خوف کی دلیل بھی وہی مثل سابق یہ ہو کہ وہ لوگ) خوب نیک عمل کرتے ہوں (جو کہ موقوف ہیں ایمان پر پس یہاں بھی سبب اور علامت خوف خدا کے مجتمع ہیں مطلب یہ کہ ہر بار کی مکرر سہ کرر تحریم میں ان کا یہی حکم رہا ہو کچھ دو تین بار کی خصوصیت نہیں پس باوجود مانع اور استمرار مانع کے ہمارے فضل سے بعید ہے کہ وہ گنہگار ہوں) اور (ان کی یہ خاص طریقہ مذکورہ کی نکوکاری صرف لزوم گناہ سے مانع ہی نہیں بلکہ وجود ثواب و محبوبیت کو مقتضی بھی ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ ایسے نکوکاروں سے محبت رکھتے ہیں (پس ان میں مبغوض ہونے کا احتمالی تو کب ہو سکتا ہے یہ تو غیر مبغوض ہونے سے گذر کر محبوب ہونے کا درجہ رکھتے ہیں) **ربط** شروع سورت حکم اول میں احرام کی حالت میں شکار کی ممانعت اجمالاً فرمائی تھی اب آگے اس کی قدرے تفصیل ہے اور اس کے علاوہ ایک خاص ربط بھی ہے کہ اوپر تحریم طیبات کا ذکر تھا۔ یہاں فرماتے ہیں کہ ہم اس کے مختار ہیں کہ بعض احوال میں ان کی تحریم کر دیں۔

ص فی اثناء الترجمۃ تا قبل تفصل اثنا، اللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم واحکم ۱۲

(بقیہ صفحہ گذشتہ ۹) ھو اعتبار الاسناد الی العدد مساویا لہ ذا وانتہاء فعبر عنہ للایذان بہذا بلفظ واحد وغیر العنوان فی الحمل فی الموضعین الخامس وھو ماخوذ من الروح انہ لیس المقصود تخصیص المرات باثنانیۃ فی التقوی بل المقصود الاستمرار والدوام علی ذلک التقوی ولو وقع مثل ذلک الشخ حائۃ مرۃ اھ قلت واذا کان التکریر مرتین یفید فی اکثر الاستعمالات ہذا المعنی فالتکریر بثلاث مرات لابد ان یکون ابلغ فیہ السعد ولم یذکر التقوی فی عنوان الموضوع لانہ ینا سب ان یعبر عن الموضوع بما کان معلوما عند السامع وہذا المعنی لم یکن فی ذہن السائل فانہ لو کان لکان فیہ الجواب بعدم المقتضی ولم یحتج الی السوال لانہ لما فرض ان فلانا اتقی الحرام فکیف یکون مساغ لاحتمال الجناح علیہ فلذا لم یورد ثم نبہ علیہ بالتفریع بہ وقت ایقاع الحکم علیہ بخلاف الایمان والعمل فانہما کانا فی ذہنہ ولم یکونا فی ذاتہما مانعین الجناح فافہم السابع ان المقصود باذا مالفس التعلیق من غیر نظر الی زمان الاستقبال لیصح جوابا عمن سئل عنہم ممن مات ویشمل غیرہم کما یدل علیہ قولہ علیہ السلام لابن مسعود لما نزلت انت منہم رواہ مسلم والترمذی والنسائی وغیرہم الثامن ان ہذا الاقتضاء والمانعیۃ لیس بالتاثیر بالذات بل بفضل اللہ تعالیٰ وجعلہ التاسع ان مثل ہذا السوال غیر ظاہر فی الظاہر لکن تکلف السائل اوشدۃ خشیتہ وشفقتہ علی من سأل عنہم حملتہ علیہ العاشر ان الطعام کما فی الروح یعم الاکل والشرب فقط ولعونہ تعالیٰ اشیر الی جمیع ہذہ الفوائد ص

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ قدرے شکار سے تمہارا امتحان کرے گا جن تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکیں گے

لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

تاکہ اللہ تعالیٰ معلوم کرے کہ کون شخص اس سے بن دیکھے ڈرتا ہے۔ سو جو شخص اس کے بعد حد سے نکلے گا اس کے واسطے دردناک سزا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا

اے ایمان والو وحشی شکار کو قتل مت کرو جبکہ تم حالت احرام میں ہو۔ اور جو شخص تم میں اس کو جان بوجھکر قتل کرے گا

فَجَزَاۗءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ

تو اس پر پاداش واجب ہو گی جو کہ مساوی ہو گی اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں خواہ وہ پاداش خاص چوپاؤں

اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ۭ

اور خواہ کفارہ مساکین کو دیدیا جاوے اور خواہ اس کے برابر روزے رکھ لیے جاویں تاکہ اپنے کئے کی شامت کا مزہ چکھو

عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ۭ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

اللہ تعالیٰ نے گذشتہ کو معاف فرمادیا۔ اور جو شخص پھر ایسی ہی حرکت کرے گا تو اللہ تعالیٰ انتقام لیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست ہیں انتقام لے سکتے ہیں۔

حکم ہشتم متعلق بصید در احرام يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ (الی قولہ) وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ قدرے شکار سے تمہارا امتحان کرے گا جن تک (بوجہ تم سے دور دور بھاگنے کے) تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکیں گے (مطلب امتحان کا یہ کہ حالت احرام میں وحوش کے شکار کرنے کو تم پر حرام کر کے جیسا آگے تصریحاً آتا ہے ان وحوش کو تمہارے آس پاس پھراتے رہیں گے) تاکہ اللہ تعالیٰ (ظاہر طور پر بھی) معلوم کرلے کہ کون شخص اس سے (یعنی اس کے عذاب سے) بن دیکھے ڈرتا ہے (اور ارتکاب محرم سے جو کہ موجب عذاب ہے بچتا ہے اور دلالت التزامی سے اس جزا بتلاہی سے حرمت مفہوم ہو گئی) سو جو شخص اس (حرمت) کے بعد (جس پر ابتلاء بھی دلالت کر رہا ہے) حد (شرعی) سے نکلے گا (یعنی شکار ممنوع کا مرتکب ہو گا) اس کے واسطے (باقتضاء اس فعل کے آخرت میں) دردناک سزا (مقرر) ہے (چنانچہ وحوش اسی طرح آس پاس لگے پھرتے تھے چونکہ صحابہ میں بہت سے شکار کے عادی تھے اس میں ان کی اطاعت کا امتحان ہو رہا تھا جس میں وہ پورے اترے آگے مبالغت کی زیادہ تصریح ہے کہ) اے ایمان والو

اللغات الانتقام شدۃ العقوبۃ ۱۲ خازن **البلاغۃ** فی الروح عن ابن عطیۃ ان اظہر انہ یجعل خطی الایدی بالذکر لانہا اعظم تصرفا فی الاصطیاد وفیہا یحصل الجوارح والحبالات وما عمل بالایدی من فخاخ واشباکہ کخص الرماح بالذکر لانہا اعظم ما یجرح بالصید ویدخل فیہا السہم ونحوہ وفیہ تنویہ فنی للتحقیر لیکون باعثا لہم علی الصبر حالا علی الامتحان الذی یرشد الی ہذا سیاق الاخبار بذلک لتوطین الانفس اہ **اختلاف القراءۃ** فی قراءۃ لجزاء مثل باضافۃ الجزاء الی مثل والاضافۃ بیانیۃ کذا فی الروح لحصول القراءتین واحد ۱۲ **الفقہ** وما قررنا من التفسیر ہو الحق واشکال علی ما قالت الحنفیۃ من تفسیر المثل بالقیمۃ وما اجاب الصحابۃ المثل الصوری فیمکن الجواب عنہ کما فی الہدایۃ ان المراد بالمثل المقدر بہ دون المماثلۃ الصوریۃ ۱۲ **الروایات** فی الروح اخرج ابن ابی حاتم عن مقاتل نزلت فی عمرۃ الحدیبیۃ حیث ابتلاہم اللہ تعالیٰ بالصید تمر بہم وحوش فکانت الوحوش تغشاہم فی رحالہم وکانوا متمکنین من صیدہا فاخذہا بایدیہم ورماحہم فنہوا باخذ ہا فنزلت ۱۲ **ملحقات الترجمہ** سلہ قولہ لیعلم ظاہر مر مرارا وحاصلہ لیتعلق علمہ سبحانہ بمن یخافہ بالفعل انہ یخافہ بالفعل فان علمہ تعالیٰ بانہ یخافہ دوام کان متعلقا بہ لکن تعلق بانہ خائف بالفعل اتم یکون عندہ ۱۲

تحقیق الخوف بالفعل ۱۲

قولہ من یخافہ کون لیس المقصود کون من استغفائہ ولکن لاتباع المحاورۃ عبرت بہ عن الموصولۃ ۱۲ سلہ قولہ فی بالغیب عذاب سے حاصل ان المضاف الی الضمیر مقدر وبالغیب حال عنہ ۱۲ اس بیضاوی ۱۲ سلہ قولہ فی عذاب باقتضاء اخلاف العصیان کذا ۱۲ سلہ قولہ بعد پھرتے تھے کما مر فی الروایات

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ الخ المشائخ من امتحانہم صدق المریدین۔

قولہ تعالیٰ ومن قتلہ منکم متعمدا الخ

اجزاء ما علیہ لعلاج الریاضۃ من سباستہم انفسہم اذا جنت بما یسہل تحملہ او لانہ بما یصعب علیہا اذا عادت ثانیا ۱۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا لیبلونکم اللہ الخ

اس میں اصل ہے بعض مشائخ کی اس عادت کی کہ مرید کے صدق کا امتحان کرتے ہیں۔ **قولہ تعالیٰ** ومن قتلہ منکم متعمدا الخ اس میں اصل ہے اہل ریاضت کے اس طریق کی کہ اول خطاء پر اپنے نفس کو ایسی سزا دیتے ہیں جس کا تحمل اس کو آسان ہوتا ہے اور اگر وہ پھر عود کرے تو ایسی سزا دیتے ہیں جو اس پر قدرے دشوار ہو ۱۲

وحشی شکار کو (باستثنا ان کے کہ جن کو شرع نے مستثنیٰ کر دیا) قتل مت کرو جب کہ تم حالت احرام میں ہو (اسی طرح جب کہ وہ شکار حرم میں ہو گو شکاری احرام میں نہ ہو اس کا بھی یہی حکم ہے) اور جو شخص تم میں اس کو جان بوجھکر قتل کرے گا تو اُس پر (اس کے فعل کی) پاداش واجب ہو گی جو کہ (باعتبار قیمت کے) مساوی ہو گی اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے جس (کے تخمینہ) کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں دکہ دین داری میں بھی قابل اعتبار ہوں اور تجربۂ بصیرت میں بھی قابل اعتبار ہوں پھر اس قاتل کو تخمینہ قیمت کے بعد اختیار ہے) خواہ (اس قیمت کا کوئی ایسا جانور خرید لے کر) وہ پاداش (کا جانور) خاص چوپاؤں میں سے ہو (یعنی اونٹ گائے بھینس بھیڑ بکری نر ہو یا مادہ) بشرطیکہ نیاز کے طور پر کعبہ (کے پاس تک (یعنی حرم کے اندر) پہنچائی جاوے اور خواہ (اس قیمت کے برابر غلہ بطور) کفارہ (کے) مساکین کو دیدیا جاوے (اقل درجہ فی مسکین جس قدر کہ صدقۂ فطر دیا جاتا ہے) اور خواہ اس (غلہ) کے برابر روزے رکھ لئے جاویں (برابری کی صورت یہ ہے کہ فی حصۂ مسکین ایک روزہ اور یہ پاداش اس لئے مقرر کی ہے) تاکہ اپنے کئے کی شامت کا مزہ چکھے (بخلاف غیر معتمد کے کہ گو اس پر بھی یہی جزا واجب ہے مگر وہ فضل کی پاداش نہیں بلکہ محل محترم یعنی صید کی جو کہ حرم کی وجہ سے محترم یا احرام کی وجہ سے کا لمحترم ہو گیا ہے اس کا ضمان اور جزا ہے اور اس جزا کے ادا کر دینے سے) اللہ تعالیٰ نے گذشتہ کو معاف فرما دیا اور جو شخص پھر ایسی ہی حرکت کرے گا (چونکہ اکثر عود میں ایک گونہ پہلی بار سے زیادہ جرأت ہوتی ہے) تو اس وجہ سے علاوہ جزائے مذکور کے جو کہ اصل فعل یا محل کا عوض ہوتا ہے آخرت میں) اللہ تعالیٰ اُس سے (اس جرأت کا) انتقام لیں گے (البتہ اگر توبہ کرے تو علت انتقام کی منتفی ہو جاوے گی) اور اللہ تعالیٰ زبردست ہیں انتقام لے سکتے ہیں۔ ف۱ اور عَفَا اللّٰهُ الخ ایک تفسیر قریب یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جو کچھ قبل اسلام یا قبل نزول آیت ہو گیا گو بوجہ اس کے کہ حرم کی اور احرام کی حرمت پہلے سے معلوم اور ملتزم تھی موجب گناہ تھا لیکن بوجہ عدم التزام اسلامی کے یا بوجہ عدم نص اسلامی کے عفو فرما دیا لیکن جو بعد اعلام و نص نہی کے عود یعنی ارتکاب کرے گا جو کہ فعل گذشتہ کے اعتبار سے عود ہے تو اب مستحق انتقام ہو گا۔ ف۲ چند مسائل لکھے جاتے ہیں جانتے ہیں مسئلہ حرم کے جانور کے بھی یہی احکام ہیں للاحادیث۔ البتہ اگر یہ قاتل محرم نہ ہو تو اگے جو روزے کا حکم آتا ہے وہ اس کے لئے کافی نہیں۔ مسئلہ صید جو کہ حرم اور احرام میں حرام ہے عام ہے خواہ ماکول ہو یا غیر ماکول لاطلاق الآیۃ۔

مسئلہ صید وحوش ہی کو کہتے ہیں پس جو خلقۃً اہلی ہوں جیسے بھیڑ، بکری، گائے، اونٹ ان کا ذبح کرنا اور کھانا

ملحقات الترجمہ ۱؎ قولہ فی فجزاء اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ قول فی صیلمار کھ لئے جاویں اشارۃ الی مجموع ہذا الی امور یدرک ایہا تعبیری عن ترکیب لآیۃ وہو ہذا فالواجب علیہ جزاء مثل ما قتل، وہو صفۃ اولی للجزاء لازمۃ صادقۃ علی الاحوال الثلث لآیۃ تصح کون المثل قیمۃ فانہا ہی المماثلۃ للمتلف فی کل حال وہو من النعم ای من النعم خبر لمبتدأ مقدر والجملۃ صفۃ ثانیۃ لہ مفارقۃ لا منتصبا بمعنی الواجب ای اؤ ہو اختار المنعم یحکم بہ ذوا عدل منکم صفۃ ثالثۃ لہ لازمۃ فان الطعام والصیام کلاہما یحتاجان الی ہذا حکم حال کون ذلک النعم ہدیا فہو حال من نعم فکان حق قولہ من النعم ظہر اجعل آخر عن کلا الصفتین اللازمتین للجزاء المشترک بین الجمیع لیس لنکتۃ فی توسیط مع دلالۃ علی صفۃ مفارقۃ بین اللازمتین تعمیل ذکرہ لیدل علی کون النعم افضل اما لکونہ خاصا بالحرم نافعا للفقراء الحرم بخلاف الطعام فانہ لا یخص بالحرم وبخلاف الصیام فانہ لیس فیہ نفع للفقراء اصلا واما لکونہ قربۃ من وجہین اراقۃ الدم والتصدق بالکعبۃ صفۃ ہدیا وہو ظاہر او ہو کفارۃ نہی مرفوعۃ علی انہا خبر لمبتدأ، والجملۃ معطوفۃ علی ہو من النعم طعام مساکین بدل او ہو عدل ذلک ای الطعام صیاما تمیز من عدل والمیز مع التمیز خبر لمقدر والجملۃ معطوف علی ما عطف علیہ وکفارۃ وعلی ہذا ترکیب اکثل کثیر من الاشکالات اللفظیۃ والمعنویۃ والمذہبیہ اعنیہ فافہم واشکر وللہ الحمد والی ہذا کلہا اشرت فی اثناء الترجمۃ وقال صاحب ہدیہ فجزاء مثل ما قتل ای قیمۃ ما قتل من ۱۲

لغۃ النعم الوحش وہم النعم یطلق علی الوحشی والاہلی کذا قالہ ابو عبیدہ قلت فیکون مثل ایضا صفۃ لازمۃ للجزاء وکذا یحکم صفۃ لازمۃ لہ وہذا حال من جزاء لان النکرۃ اذا خصصت یصح کونہا ذا حال وعدل ما وقال لکفارۃ عطف علی الجزاء وکذا قولہ او عدل ذلک قلت لکن ہذا یعطف یکون علی جزاء فقط لا علیہ مع صفتہ فیکون الصفۃ معتبرۃ ماخوذۃ فی جمیع المتعلقات ویکون التقدیر کہذا فجزاء ہو مثل ما قتل من النعم یحکم بہ ذوا عدل منکم ہدیا بالغ الکعبۃ او کفارۃ ہو مثل ما قتل من النعم یحکم بہ ذوا عدل منکم او عدل ذلک صیاما ہو مثل قتل لہ خالصا او بالجزاء یکون ہدیا خاصۃ کافسر لوجہ حالا محققۃ بہ لم یعتبر فی الہدیۃ طفتین المتاخرتین کما ان بذین المتاخرین اعتبر فیہما مکانی لذلک الحال المقید بقولہ طعام مساکین او بقولہ صیاما فقولہ مثل ما قتل من النعم یحکم بہ ذوا عدل منکم صفۃ مشترکۃ فی الثلثۃ وقولہ ہدیا او قولہ طعام مساکین او قولہ صیاما قید لواحد واحد منہا فافہم ۱۲

۲؎ قولہ فی امرہ کے کما فی الروح ثقل ضلہ ۱۲ ۳؎ قولہ بعد ہذا فعل کی پاداش کما یدل علیہ قولہ وبال امرہ ای ضلہ ہدیا اقبح فائدۃ قولہ تعالیٰ منتقم ۱۲ ۴؎ قولہ فی عفا جزاء کے ادا کرنے سے نقلہ محمود فی الکبیر ۱۲

درست ہے **مسئلہ** البتہ جو دلیل سے مستثنیٰ ہو گئے ہیں ان کو پکڑنا قتل کرنا حلال ہے جیسے دریائی جانور کا شکار لقولہ تعالیٰ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ اور بعضے خشکی کے خاص خاص جانور جیسے کوّا اور چیل اور بھیڑیا اور سانپ اور بچھو اور کاٹنے والا کتا للاحادیث اسی طرح جو درندہ خود حملہ کرے اس کا قتل بھی جائز ہے پس الصّید میں الف لام عہد کا ہوگا۔ **مسئلہ** جو حلال شکار غیر احرام اور غیر حرم میں کیا جاوے اس کا کھانا محرم کو جائز ہے جب کہ یہ اس کے قتل وغیرہ میں معین یا مشیر یا بتلانے والا نہ ہو للحدیث ولیشیر الیہ قولہ تعالیٰ لَا تَقْتُلُوا حَيْثُ لَمْ يَقُلْ لَا تَاكُلُوا۔ **مسئلہ** جیسے تعمد میں جزا واجب ہے اسی طرح خطا و نسیان میں بھی اخرجہ فی الروح بروایۃ ابن جریر عن الزہری وبروایۃ الشافعی وابن المنذر عن عمرو بن دینار ما یشعر الاجماع علیہ اتفاق ہے کہ تعمد میں جزائے فضل ہے اور غیر تعمد میں جزائے محل معتمداً کی قید کا یہ فائدہ ہے جیسا اثنا ء ترجمہ میں اشارہ بھی کر دیا گیا ہے۔ **مسئلہ** جیسا پہلی بار میں جزا واجب ہے اسی طرح دوسری تیسری بار میں بھی اور عود میں ذکر انتقام کا فائدہ ضمن ترجمہ میں ظاہر کر دیا ہے۔ **مسئلہ** حاصل جزا کا یہ ہے کہ جس زمان اور جس مکان میں یہ جانور قتل ہوا ہے بہتر تو یہ ہے کہ دو عادل شخص سے اور جائز یہ بھی ہے کہ ایک ہی عادل سے اس جانور کی قیمت کا تخمینہ کرائے پھر اس میں یہ تفصیل ہے کہ وہ مقتول جانور اگر غیر ماکول ہے تب تو یہ قیمت ایک بکری کی قیمت سے زیادہ واجب نہ ہوگی اور اگر وہ جانور ماکول تھا تو جس قدر تخمینہ ہوگا وہ سب واجب ہوگا اور دونوں حال میں آگے اس کو تین صورتوں میں اختیار ہے خواہ تو اس قیمت کا کوئی جانور حسب شرائط قربانی کے خرید لے اور حدود حرم کے اندر ذبح کر کے فقراء کو بانٹ دے اور یا اس قیمت کے برابر غلہ حسب شرائط صدقۂ فطر کے فی مسکین نصف صاع فقراء کو دیدے اور یا بحساب فی مسکین نصف صاع جتنے مساکین کو وہ غلہ پہنچ سکتا اتنے شمار سے روزے رکھ لے اور تقسیم غلہ اور روزوں میں حرم کی قید نہیں اور اگر قیمت نصف صاع سے بھی کم واجب ہوئی ہے تو اختیار ہے خواہ ایک مسکین کو دے دے یا ایک روزہ رکھ لے اسی طرح اگر فی مسکین نصف صاع دے کر نصف صاع سے کم بچ گیا تو بھی یہی اختیار ہے کہ خواہ وہ بقیہ ایک مسکین کو دیدے یا ایک روزہ رکھ لے **مسئلہ** تخمینہ مذکورہ میں جتنے مساکین کا حصّہ قرار پاوے اگر ان کو دو وقت کھانا شکم سیر کھلاوے تب بھی جائز ہے۔ **مسئلہ** اگر اس قیمت کے برابر ذبح کے لئے جانور تجویز کیا مگر کچھ قیمت بچ گئی تو اس بقیہ میں اختیار ہے خواہ دوسرا جانور خرید لے یا اس کا غلّہ دیدے یا غلّہ کے حساب سے روزے رکھ لے۔ **مسئلہ** جس طرح قتل میں جزا واجب ہے اسی طرح ایسے جانور کو زخمی کرنے سے بھی تخمینہ کرایا جاوے گا کہ اس سے اس جانور کی کس قدر قیمت کم ہوگئی اس مقدار قیمت میں پھر وہی تین مذکورہ صورتیں جائز ہوں گی۔ **مسئلہ** محرم کو جس جانور کا شکار کرنا حرام ہے اس کا ذبح کرنا بھی حرام ہے اگر وہ اس کو ذبح کرے گا تو اس کا حکم مردار کا سا ہوگا وفی لَا تَقْتُلُوا اشارۃ الی ان ذبحہ کالقتل **مسئلہ** اگر جانور کے قتل ہونے کی جگہ جنگل ہے تو جو آبادی اس سے قریب ہو وہاں کے اعتبار سے تخمینہ کیا جاوے گا **مسئلہ** اشارہ و دلالت و اعانت شکار میں مثل شکار کے حرام ہے پس لَا تَقْتُلُوا بطور عموم مجاز کے قتل حقیقی اور تسبب قتل دونوں کو شامل ہے یہ سب مسائل ہدایہ و ردالمحتار سے منقول ہیں **ربط** اوپر حالت احرام میں صید کی حرمت مذکور تھی آگے اس کی تبیین اور تخصیص فرماتے ہیں۔

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ

تمہارے لئے شکار پکڑنا اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے۔ تمہارے انتفاع کے واسطے اور مسافروں کے واسطے۔ اور خشکی کا

عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝

شکار پکڑنا تمہارے لئے حرام کیا گیا ہے جب تک تم حالت احرام میں رہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے پاس جمع کئے جاؤ گے۔

تتمہ حکم ہشتم أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ (الی قولہ) وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ تمہارے لئے (حالت احرام میں) دریا یعنی پانی کا شکار پکڑنا اور اس کا کھانا (سب) حلال کیا گیا ہے تمہارے انتفاع کے واسطے (اور تمہارے) مسافروں کے (انتفاع کے) واسطے (کہ سفر میں اسی کو توشہ بنا دیں) اور خشکی کا شکار (گو بعض صورتوں میں کھانا حلال ہو مگر) پکڑنا (یا اس میں معین ہونا) تمہارے لئے حرام کیا گیا ہے جب تک تم حالتِ احرام میں رہو اور اللہ تعالیٰ (کی مخالفت) سے ڈرو جسکے پاس جمع (کر کے حاضر) کئے جاؤ گے۔ **ف** تفسیر مذکور پر یہ آیت میں بقرینہ ضمیر طعامہ کی صید کی طرف راجع ہونے کے صرف صید مطعوم یعنی ماہی مذکور ہے اور اکثر فقہا کے قول میں غیر مطعوم بھی اسی حکم میں ہے کہ اس کو پکڑنا اور قتل کرنا درست ہے گو کھانا درست نہ ہو نیز قیاس علی صید البر بھی اس کو مقتضی ہے کہ وہاں ماکول اور غیر ماکول حرمت اصطیاد میں برابر ہیں یہاں دونوں حلت اصطیاد میں مساوی ہوں گے اور دریائی جانور وہ ہے کہ جس طرح پانی اس کا مسکن ہے اسی طرح پانی ہی اس کا مَوْلِد ہو پس بَطّ و مُرْغابی وغیرہ اس سے خارج اور صید بر میں داخل ہے **ربط** اور بحالت احرام میں خشکی کے شکار کو حرام فرمایا ہے چونکہ تحریم اکثر نفس پر گراں ہوتی ہے اس لئے چند محرم چیزوں کے منافع و مصالح جو مشاہدہ میں آرہے ہیں بیان فرماتے ہیں تاکہ اس کو اور اسی قیاس پر دوسری اشیاء کی تحریم کو بھی جن میں سے بعض اس حکم اصطیاد کے قبل مذکور بھی ہوئے ہیں مشتمل حکمت پر سمجھکر (گو اس کی حکمت کی تعیین نہ کر سکیں) گراں نہ سمجھیں اور جن محرمات کی منافع و مصالح یہاں مذکور ہوں گے ان میں ایک زمان ہے یعنی شہر حرام اور ایک مکان ہے یعنی خانہ کعبہ اور دو چیزیں متعلق اس مکان کے ہیں یعنی ہدی اور قلائد کہ ان کو مکان حرم سے جو کہ متعلق کعبہ کے ہے تعلق ہے اور ان تینوں کی تحریم کو تحریم اصطیاد فی الاحرام سے علاوہ مطلق اشتراک فی التحریم کے جس میں سب اشیاء محرمہ مساوی ہیں اور اس مساوات کی وجہ سے بعض کی حکمت معلوم ہونا دوسرے ہر بعض کے قرین حکمت ہونے کے لئے کافی ہے ایک خاص تحریم میں بھی اشتراک ہے وہ یہ کہ ان تینوں میں بلا واسطہ یا بواسطہ تعظیم کعبہ معتبر ہے اور یہی مبنی ہے اس حرمت اصطیاد فی الاحرام کا بھی کیونکہ احرام کا تعلق حج و عمرہ سے ہے اور ان دونوں کا تعلق خانہ کعبہ سے ظاہر ہے پس ان چاروں میں یہ ایک مناسبت ہوئی اور شہر حرام کی تفسیر اگر ذیحجہ سے کیجاوے جیسا بیضاوی نے اس کو ترجیح دی ہے تو پھر ان پانچوں میں جن میں ایک اصطیاد ہے اور چار اس آیت آئندہ میں مذکور ہیں وہی مناسبت خاصہ حاصل ہے واللہ اعلم۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ الخ فیہ التعدیل فی الرکن والنھی عن الغلو فیہ

ترجمہ قولہ تعالیٰ احل لکم صید البحر الخ اس میں زہد کی تعدیل اور اس میں غلو کرنے سے نہی ہے۔ ۱۲

۱؎ ترجیح حل اکلہ بقرینۃ الاکتفاء علی ذکر الصید فی تحریمہ حیث لم یقل حرم علیکم صید البر وطعامہ کما فی قرینۃ وفیہ اشارۃ الی فائدۃ زیادۃ قولہ طعامہ فیما قبل۔ تقریرہ ان المقصود من الزیادۃ المبالغۃ فی بیان حکم صید البحر وانبیازہ عن صید البر فی حکمہ بان صید البحر یحل اصطیادہ واکلہ لاکصید البر حیث لایحل اصطیادہ حقیقۃ ولا تسببا وان حل اکلہ فی بعض الاحوال لاجلہ ہذہ الفائدۃ زید قولہ وللسیارۃ یعنی انہ حلال من کل وجہ اخذاً واکلاً وحالاً ومآلاً وتفصیل ہذا کلہ المبالغۃ فی حکم صید البحر ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱؎ قولہ فی البحر یعنی پانی تو قرع الاجماع علی کون العذیر ونحوہ فی حکم البحر وبقرینۃ مقابلتہ للبر ۱۲ ۲؎ قولہ فی صید شکار پکڑنا اشارۃ الی ان الصید فی القرآن بمعنی الصید والمضاف محذوف ای الاصطیاد وانما حمل علی المصید لا المصدر بوجوہ فی ہذا المعنی فیما قیل من قولہ تعالیٰ لاتقتلوا الصید ۱۲ ۳؎ قولہ فی طعامہ اشارۃ الی اخذہ مصدر الانہ یستعمل فیہ کما یستعمل فی المطعوم ۱۲ ۴؎ قولہ فی صید البر کو بعض الخ عبر بہذا العنوان ایذانا بالجازم لاختلاف الفقہاء والمجتہدین فیہ وفی تفاصیلہ ولیکن ۱۲

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ

خدا تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دیدیا۔ اور عزت والے مہینہ کو بھی اور حرم میں

وَالْقَلَآئِدَ ۚ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

قربانی ہونے والے جانور کو بھی۔ اور ان جانوروں کو بھی جن کے گلے میں پٹے ہوں۔ یہ اس لئے تاکہ تم اس بات کا یقین کرلو کہ بیشک اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں اور

الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

زمین کے اندر کی چیزوں کا علم رکھتے ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو خوب جانتے ہیں۔

بیان مصالح تحریم بعض اشیاء معظمہ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ (الی قولہ) وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ خدا تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں (کی مصلحتوں) کے قائم رہنے کا سبب قرار دے دیا اور (اسی طرح) عزت والے مہینہ کو بھی اور (اسی طرح) حرم میں قربانی ہونے والے جانور کو بھی اور (اسی طرح) ان جانوروں کو بھی جن کے گلے میں (اس نشانی کے لئے) پٹے ہوں (کہ یہ اللہ کی نیاز ہیں حرم میں ذبح ہوں گے) یہ (قرار دادیں) علاوہ اور دنیوی مصلحتوں کے (اس (دینی مصلحت کے) لئے (بھی) ہے تاکہ (تمہارا اعتقاد درست اور پختہ ہو اس طرح سے کہ) تم (ان مصالح سے استدلال کرکے) اس بات کا یقین (ابتداءً یا کمالاً) کرلو کہ بے شک اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں اور زمین کے اندر کی چیزوں کا علم (کامل) رکھتے ہیں (کیونکہ ایسا حکم مقرر کرنا جس میں آئندہ کے ایسے مصالح مرعی ہوں کہ عقول بشریہ ان کو نہ سوچ سکیں دلیل ہے کمال صفت علمیہ کی) اور (ان معلومات مذکورہ کے ساتھ تعلق علم کامل سے استدلال کرکے یقین کرلو کہ) بے شک اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو خوب جانتے ہیں (کیونکہ ان معلومات کے علم پر کسی چیز نے مطلع نہیں کیا معلوم ہوا کہ علم ذاتی کی نسبت جمیع معلومات کے ساتھ یکساں ہوتی ہے) ف کعبہ کے مصالح و برکات دنیویہ میں بعض یہ ہیں اس کا جائے امن ہونا جس کا ذکر پارہ الم کے آخر میں اور پارہ لَن تنالوا کے شروع میں آچکا ہے اور وہاں ہر سال مجمع ہونا جس میں مالی ترقی اور قومی اتحاد بہت سہولت سے میسر ہوسکتی ہے یہ تو مشاہدہ میں آچکا ہے اور اس کے بقاء تک عالم کا باقی رہنا حتیٰ کہ جب کفار اس کو منہدم کردیں گے قریب ہی قیامت آجاوے گی جیسا احادیث سے معلوم ہوتا ہے اس کا مشاہدہ اس وقت ہوگا۔ اور شہر حرام کی منفعت امن عام ہے اور ہدی و قلائد کی منفعت ان کے لانے والے سے تعرض نہ کرنا اور کعبہ اور ہدی اور قلائد کے احکام متعلقہ کی منفعت مشترکہ یہ کہ ان احکام سے خانہ کعبہ کی تعظیم کا اعتقاد ہونا اور اس تعظیم کے سبب وہاں کے رہنے والوں یا جانے والوں یا ہو آنے والوں یا ارادہ رکھنے والوں پر ہر قسم کی تعدی و ظلم سے باز رہنا کہ یہ امور عادۃً بھی واقع ہیں اور شرعاً بھی مطلوب ہیں اور دینی برکات میں بعض تو اس آیت میں مذکور ہیں یعنی درستی اعتقاد خاص اور بعض اور بھی ہیں مثلاً کعبہ کا حج و عمرہ موجب ثواب ہونا اسی طرح ہدی و قلائد کی قربانی کا ثواب ہونا ذٰلك قياما للناس سے علیحدہ کرکے دینی نفع کی طرف اشارہ کرنا شاید اس لئے ہو کہ یہ مقام منافع مشاہدہ کے بیان کا ہے اور اعتقاد کا نافع ہونا اسی طرح حج و عمرہ کا نافع و موجب ثواب ہونا امر غیبی ہے

ملخصات الترجمہ

ل قولہ فی البیت جو کہ اشارۃ الی کونہ عطف بیان للمدح او بدلا عن الکعبۃ وھو مع ما عطف علیہ مفعول اول لجعل والثانی قیاما بمعنی ما یقوم بہ امر مہم کذا فی الجلالین کالامام بمعنی من یوتم بہ کذا فی الکمالین ۱۲ ل قولہ فی لتعلموا ابتداء یا کمالا۔ الاول لمن آمن حالا والثانی لمن کان موقنا من قبل ۱۲ ل قولہ بعد بعلم نسوج سکیں کما یشاہدہ من یتامل بالنظر الصحیح فی تفصیل لمصالح الواقعۃ کل یوم فی امتثال الاوامر المضاۃ الواقعۃ فی مخالفتہا مما لا یخطر قبل علی قلب بشر ولو کان عاقلا ای عاقل والاستدلال بعلم تعالیٰ بما فی الارض ظاہرا اما علی علمہ بما فی السموات فبان اکثر الحوادث ینزل من السماء ویشاہد تارۃ الاخبار فی اسباب لم ندر فاعلمہا ایضا نہون وتخف علی المطیع لا شک فی ذلک ۱۲ ل قولہ فی ف اس کا مشاہدہ ہوگا فمجموع المشاہدتین لمجموع المکلفین ۱۲ ل قولہ بعیدہ امن عام اما للاحرام ان فسر بذی الحجۃ واما لحرمۃ ان فسر بالاشہر الاربعۃ ولکن قبل وقوع النسخ ۱۲

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ مَا عَلَى

تم یقین جان لو کہ اللہ تعالیٰ سزا بھی سخت دینے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور رحمت والے بھی ہیں رسول کے ذمہ

الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝ قُلْ لَّا يَسْتَوِي

تو صرف پہنچا نا ہے اور اللہ تعالیٰ سب جانتے ہیں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہو۔ آپ فرما دیجئے کہ

الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ

ناپاک اور پاک برابر نہیں گو تجھ کو ناپاک کی کثرت تعجب میں ڈالتی ہو تو خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

تم کامیاب ہو

مگر تیسرا دوسرے عنوان سے بیان کر دیا اور اگر مخبر صادق کی خبر کو مثل مشاہدہ کے کہا جاوے تو دونوں قسم کے منافع مشاہد ہو جاویں گے اور ہدی و قلائد اور سہر حرام کے متعلق سورۂ مائدہ کے شروع میں بھی کچھ بیان ہوا ہے ملاحظہ کر لیا جاوے **ربط** اوپر احکام مختلفہ ارشاد ہوئے ہیں آگے ترغیب و ترہیب سے اُن کے امتثال کی تاکید فرماتے ہیں۔

تاکید امتثال احکام اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (الیٰ قولہ) فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ تم یقین جان لو کہ اللہ تعالیٰ سزا بھی سخت دینے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور رحمت والے بھی ہیں (تو ان کے احکام کے خلاف مت کیا کرو اور جو احیاناً ہو گیا ہو موافق قواعد شرعیہ کے توبہ کر لو) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذمہ تو صرف پہنچا نا ہے (سو وہ خوب پہنچا چکے اب تمہارے پاس کوئی عذر و حیلہ باقی نہیں رہا) اور اللہ تعالیٰ سب جانتے ہیں جو کچھ تم (زبان یا جوارح سے) ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ (دل میں) پوشیدہ رکھتے ہو (سو تم کو چاہیئے کہ اطاعت ظاہر اور باطن دونوں سے کرو) آپ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے یہ بھی) فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک (یعنی گناہ اور طاعت یا گناہ کرنے والا اور طاعت کرنے والا) برابر نہیں (بلکہ خبیث مبغوض ہے اور طیب مقبول ہے پس اطاعت کر کے مقبول بننا چاہیئے معصیت سے مبغوض نہ ہونا چاہیئے) گو (اے دیکھنے والے) تجھکو ناپاک کی کثرت (جیسا اکثر دنیا میں بھی واقع ہوتا ہے) تعجب میں ڈالتی ہو (کہ باوجود ناپسندیدہ ہونے کے کثیر کیوں ہے مگر یہ سمجھ لو کہ کثرت جو کسی حکمت سے ہے دلیل محمود ہونے کی نہیں جب کثرت پر مدار نہیں یا یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کے علم و عقاب پر بھی اطلاع ہو گئی) تو (اس کو مدنظر رکھو جلد) خدا تعالیٰ (کے خلاف حکم کرنے) سے ڈرتے رہو تاکہ (پورے طور سے) کامیاب ہو (کہ وہ جنت اور رضائے حق ہے) **ربط** اوپر احکام نازلہ میں مخالفت اور تساہل کی ممانعت تھی آگے غیر ضروری امور

اللغات قولہ۔ (اعجبک فی القاموس اعجبہ حملہ علی التعجب منہ والعجب بضمتین ویسکن ثانیہ ویحرک ما لا یعجب لہ وصیان المحمل علی البعیر للسرور۔ وترجمت بالاول لان الاستفہام یخرجہ من العاقل وما یتوہم فی التعجب فلا ختفاء الحکمۃ لا للغیبۃ فی حقہ قطعا وما طلا ۱۲

النحو قولہ لو اعجبک فی الروح الواو لعطف الشرطیۃ علی مثلہا وصیل للتالی ای لو لم یعجبک لو اعجبک قد حذفت الاولی لدلالۃ الثانیۃ علیہا فان الشیٔ اذا تحقق مع المعارض فلان یتحقق بدونہ اولی وجواب لو محذوف لدلالۃ ما قبلہا علیہ ۱۲

البلاغۃ تقدیم الخبیث للایذان بان عدم الاستواء منشاہ انعدام فی الخبیث الطیب ۱۲

الروایات فی الباب اخرج الواحدی والاصبہانی فی الترغیب عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر تحریم الخمر فقام اعرابی فقال انی کنت جلا کانت ہذہ تجارتی فاکتسبت منہا مالا فہل ینفع ذلک مالی ان عملت بطاعۃ اللہ تعالیٰ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یقبل الا الطیب فانزل اللہ تعالیٰ تصدیقا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قل لا یستوی الخبیث والطیب الایۃ اقول لعل الروایۃ بعد ضمہا محمولۃ علی تجارۃ بعد التحریم وسیاتی فیہ بعد بسط الکلام الذی ہو مختار محبوب المفسرین الاول ولو ثبت الروایۃ فلعلہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأہا استئناسا واللہ اعلم ۱۲

ملحق التراجم ۱۔ قولہ فی اعجبک اے دیکھنے والے لانہ مخاطب۔ قل یکون خطابا بالخاطب فاعل فعل لا خطابا بالفاعل فعل فاعلہ یحتاج الی التکلف ۱۲ ۵۲ قولہ قبل فاتقوا یا یہ کہ جب فالفاء للترتیب علی جمیع ما قبلہا ان لم یکن الآیۃ منفصلۃ عما قبلہا فی النزول ۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ج

اے ایمان والو ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم سے ظاہر کردی جاویں تو تمھاری ناگواری کا سبب ہو۔

کی جن میں احکام غیر نازلہ بھی داخل ہیں بلا ضرورت تفتیش اور کھود کرید کرنے سے ممانعت ہے پس مجموعہ سے اطاعت کی تعدیل کا حکم نکل آیا کہ نہ اس قدر تفریط کرو کہ جن امور کا حکم ہوا ہے اس سے بے پروائی کرنے لگو اور نہ اس قدر افراط کرو کہ جن امور کا حکم نہیں ہوا اور کوئی معتد بہ وجہ شبہ کی بھی نہ ہو اس کے پیچھے پڑو جیسے بعض کی اب بھی عادت ہوتی ہے کہ سوالات دور از کار تراش کر کر اور تلاش کر کر اور فرض کر کر علماء سے پوچھا کرتے ہیں عدم ضرورت کے اشتراک سے اس کا مذموم ہونا بھی معلوم ہوگیا اور سبب نزول اس کا صحیحین میں بڑے واقعات ہیں کہ بعضے آپ سے پوچھتے کہ میرا باپ کون ہے چنانچہ ایک شخص کے نسب میں لوگوں کو شبہ تھا انھوں نے بھی یہ سوال کیا تھا کوئی پوچھتا میری ناقہ گم ہوگئی کہاں ہے اور جب حج کی فرضیت آپ نے بیان فرمائی تو ایک شخص نے پوچھا کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے آپ نے تین بار تک سکوت فرمایا پھر ارشاد کیا کہ میں ہاں کہدیتا تو ہر سال فرض ہوجاتا اور پھر ہو نہ سکتا پہلے لوگ بھی یوں ہی ہلاک ہوئے کہ اپنے پیغمبروں سے پوچھ پاچھ زیادہ کی پھر ان کے خلاف کیا میں جو بتلادوں عمل کرلیا کرو اور جس چیز سے منع کردیا کروں باز رہا کرو یعنی جس امر میں کوئی وجہ شبہ کی نہ ہو اس کو مت پوچھا کرو کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ بڑا مجرم وہ شخص ہے کہ ایسی چیز کے متعلق سوال کیا جو حرام نہ تھی پھر اس کے پوچھنے سے حرام ہوگئی رواہ البخاری ان میں جو امور متعلق حلال وحرام کے ہیں ان میں تو مطابق اس حدیث کے ان کے جواب میں تحریم کا احتمال ہے اور جو امور از قبیل واقعات ہیں ان میں سے بعض احتمال خلاف مرضی جواب آنے کا ہے جیسے سوال نسب میں اور بعض میں احتمال ناگوار زجر و توبیخ کا ہے جیسے سوال ناقہ میں اور تَسُؤْكُمْ جو آگے آتا ہے ان سب کو شامل ہے اور یہ شبہ نہ ہو کہ زجر و توبیخ کی صورت میں اِنْ تُبْدَ لَكُمْ صادق آوے گا کیونکہ اس صورت میں تو ان اشیاء کا اظہار ہی نہیں ہوا۔ کیونکہ اظہار سے منبادر جواب ہے اصل یہ ہے کہ اظہار سے مراد جواب ہونا غیر مسلم ہے بلکہ ان اشیاء کے متعلق کسی امر کا اظہار ہو اظہار اس کو بھی عام ہے گو وہ زجری کیوں نہ ہو اور احکام میں جیسا یہ سوال بوجہ افراط کے ممنوع ہے واقعات میں یہ سوال موجب تفریط فی الاطاعت والادب بھی ہے چنانچہ بخاری میں یہ بھی ہے کہ استہزاءً پوچھتے تھے پس آیت سب اقسام سوال کو اور سب اقسام جواب کو شامل ہے گو ملت نہی کی کہیں افراط ہوگی کہیں تفریط ہوگی اور ناگواری جواب کا احتمال کہیں تحریم سے ہوگا کہیں رسوائی سے کہیں زجر سے اور بعد زمانۂ نزول وحی کے ایسے سوالات سے نہی کی علت اضاعت وقت اور مجیب کو ضیق میں ڈالنا ہے نہی از سوال امور واحکام غیر ضروریہ حالاً و مآلاً يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ اے ایمان والو ایسی (فضول) باتیں مت پوچھو (جن میں یہ احتمال ہو) کہ اگر تم سے ظاہر کردی جاویں تو تمھاری ناگواری کا سبب ہو (یعنی ان کے جواب میں ناگوار گذرنے کا احتمال ہو)

العربیۃ قولہ اشیاء فی المدارک قال الخلیل وسیبویہ وجمہور البصریین اصلہ شیئاء بہمزتین بینہما الف وہی فعلاء من لفظ شیء وہمزتہا الثانیۃ للتانیث ولذا لم تنصرف کحمراء وہی مفردۃ لفظاً جمع معنی ولما استثقلت الہمزتان المجتمعتان

قدمت الاولی التی ہی لام الکلمۃ فجعلت قبل الشین فصار وزنہا لفعاء ۱۲ منہ

ملخصات الترجمہ ۱؎ قولہ فی اشیاء فضول دلیلہ کون الکلام فیہ ۱۲ ۲؎ قولہ فی ان تبدلکم ان تسئلوا جن میں احتمال ہو ۱۲

۱؎ اشارۃ الی امرین الاول کون الشرطیتین المتنافیتین صفۃ لاشیاء والثانی الفصل الی النحو اشکال ہو ان الشرطیتین قد دلتا علی ترتب الثانیۃ علی المقدمۃ وقد تخلفا لان السوال عن الشیء قد یتخلف عنہ الابداء والسوال عن الشیء قد یتخلف عنہ المساءۃ تقریر الجواب ان التالی ہو المساءۃ والابداء الموجب للمساءۃ لبعض احتمال المساءۃ والابداء مجازا بعلاقۃ القوۃ والفعل فالمعنی ان تبد لکم تحتمل المساءۃ فتسؤکم وان تسئلوا تحتمل الابداء ولا تسؤکم فی ترتب ہذا التالی علی المقدم وکفی بہ زاجرا وہذا من المواہب واللہ اعلم وبتاید بما فی الخازن فان من سأل عن الشیء لم یأمن ان یومر بہ فلا یقدر علیہ فیسوءہ ذلک ومن سأل عن نسبہ لم یأمن ان یلحقہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بغیر ابیہ فیفتضح ویسوءہ ذلک ۱۲ منہ

ع متعلق ست بہ غیر ضروریہ اے الخ نہ حالاً ضروری باشد نہ مآلاً ۲ منہ

وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ

اور اگر تم زمانۂ نزول قرآن میں ان باتوں کو پوچھو تو تم سے ظاہر کردی جاویں ۔ سوالات گذشتہ اللہ تعالیٰ نے معاف کردیئے اور اللہ

غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ۝

تعالیٰ بڑے مغفرت والے ہیں بڑے حلم والے ہیں ۔ ایسی باتیں تم سے پہلے اور لوگوں نے بھی پوچھی تھیں پھر ان باتوں کا حق نہ بجا لائے

وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ (الی قولہ) ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ۝ اور (جن میں یہ احتمال ہو کہ) اگر تم زمانہ نزولِ قرآن (اور وحی) میں ان باتوں کو پوچھو تو تم سے ظاہر کردی جاویں (یعنی سوال کرنے میں تو یہ دوسرا احتمال ہو کہ جواب ملجاوے اور جواب ملنے میں وہ پہلا احتمال ہو کہ ناگوار گذرے اور یہ دونوں احتمال جو کہ مجموعی طور پر علت نہی سوال کی ہیں واقعی ہیں پس ایسا سوال ممنوع ہے غیر) سوالات گذشتہ (جو اس وقت تک کر چکے ہو وہ تو) اللہ تعالیٰ نے معاف کردیئے (مگر آئندہ مت کرنا) اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں (اس لئے گذشتہ سوالات معاف کردیئے اور) بڑے حلم والے ہیں (اس لئے اگر آئندہ کے خلاف ورزی پر دنیا میں سزا نہ دیں تو دھوکہ میں مت پڑ جانا اس کی علت حلم ہوگی) ایسی باتیں تم سے پہلے (زمانہ میں) اور (امتوں کے) لوگوں نے بھی (اپنے پیغمبروں سے) پوچھی تھیں پھر (ان کو جواب ملا تو) ان باتوں کا حق بجا لائے (یعنی ان جوابوں میں جو متعلق احکام کے تھے ان کے موافق عمل نہ کیا اور جو متعلق واقعات کے تھے ان سے متأثر نہ ہوئے پس کہیں تم کو بھی ایسی ہی نوبت نہ پیش آوے اس لئے بہتری اسی میں ہے کہ ایسے سوالات چھوڑ دو) ف جیسا مقاتل سے روح میں نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل انبیاء علیہم السلام سے بہت باتیں پوچھتے اور جب وہ بتلاتے تو ان کی تکذیب کرتے اور جیسا تمہید آیت میں حدیث کا مضمون آیا ہے کہ انبیاء سے بکثرت پوچھتے پھر جواب ملنے پر خلاف کرتے اور جیسا بنی اسرائیل میں ایک شخص مقتول ہوگیا تھا اور انھوں نے موسیٰ علیہ السلام سے قاتل کی تعیین پوچھی اور خدا تعالیٰ نے اس کو زندہ کرکے اس کا پتہ بتلا دیا پھر اس سے متأثر نہ ہوئے جیسا سورۂ بقرہ میں جہاں یہ قصہ آیا ہے وہاں ارشاد ہے ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ یہ قصہ قتیل متعلق واقعات کے ہے اور حدیث کا مضمون متعلق احکام کے ہے اور مقاتل کا قول دونوں کو محتمل ہے اور اکثر اجزاء آیت کی تفسیر تقریر تمہید سے واضح ہوگئی ہے اور یہ جو فرمایا گذشتہ معاف کیا اس پر اگر شبہ ہو کہ جب ایسے سوالات کی ممانعت کی یہ آیت ہی نازل نہ ہوئی تھی تو ممنوع کیوں تھا جواب یہ ہے کہ دوسرے قواعد کلیہ شرعیہ سے یہ ممانعت ثابت تھی مثلاً وجوب ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا سورہ حجرات میں ہے اور خود واجب عقلی بھی ہے اور ان سوالات ممنوعہ میں قید فضول کی اس لئے لگائی کہ ضرورت کی بات پوچھنے کا مضائقہ نہیں مثلاً جب بعض عورتوں کی عدت کا حکم نازل ہوا اور بعض کا نہیں ہوا اور ضرورت سب کی پڑتی ہے اس کو صحابہ نے پوچھا تو بلا عتاب اس آیت میں جواب نازل ہوا وَاللّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ الآیۃ **ربط** اوپر حکم ہدہم وہشدہم میں بعض اعمال کا معصیت ہونا مذکور تھا آگے بعض اعمال کا کفر اور شرک ہونا مذکور ہے ۔

العربیۃ قولہ قد سألها فی البیضاوی ای الضمیر لاشیاء بحذف الجار وایصاله وعلیه فسرت وقال بعضهم الضمیر للمسئلة فی موضع المصدر ای سأل مسئلة والحاصل واحد واللہ اعلم واعلم ان المراد من سألها سأل مثلها لان السؤالین لم یکونا واحدا لکن لم یصرح به للمبالغة فی التحذیر ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی القرآن اور وحی اشارۃ الی انہ لایلزم ان ینزل جوابہ فی القرآن لان نزول القرآن قید لوقت السوال للابداء، فافہم ۱۲ **۲ قولہ فی تبد** مجموعی اشارۃ الی ان النتیجۃ یتوقف علی مجموع المتقدمین بل ہذا ان تسئلوا تبد لکم تسؤکم فیتبع ان تسئلوا تسؤکم فالمساءۃ ہی العلۃ للنہی بواسطۃ الابداء الذی ہو الحد الاوسط انما قدم الاخری وأخر الاولی حتی صار اعلی صورۃ الشکل الراجح وکان الظاہر بالشکل الاول لان اصل العلۃ المساءۃ عجل بالحکم بوقوعہ من اول الامر واللہ اعلم ۱۲ **۳ قولہ فی عفا** سوالات گذشتہ اشار الی ان الضمیر الی المسئلۃ عن الاشیاء المدلول علیہا بقولہ لا تسئلوا عن اشیاء ۱۲ **۴ قولہ فی کفرین** حق نہ بجا لائے من الکفران العام للمعصیۃ والکفر ۱۲ **۵ قولہ فی ف** اور مقاتل کا قول محتمل ولاری ان یفسر بکفرا اہل المائدۃ لانہم لم تکن مسئولا عنہا والکلام فی السوال عن الشیٔ بل کانت مسئولۃ ۱۲

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ

اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حامی کو لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ

كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہیں اور اکثر کافر عقل نہیں رکھتے اور جب ان سے

لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا

کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو۔ تو کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـــًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝

بڑوں کو دیکھا ہے کیا اگرچہ ان کے بڑے نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں۔

حکم نوزدہم ابطال بعض رسوم کفر مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ (الی قولہ) اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـــًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝ اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حامی کو لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ (ان رسوم کے باب میں) اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہیں (کہ خدا تعالیٰ ان اعمال سے خوش ہیں) اور اکثر کافر (دین کی) عقل نہیں رکھتے اور (اس سے کام نہیں لیتے بلکہ محض اپنے بڑوں کی دیکھا دیکھی ایسی جہالتیں کرتے ہیں چنانچہ) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کی طرف اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف (جن پر وہ احکام نازل ہوئے ہیں) رجوع کرو (جو امر اس سے حق ثابت ہو حق سمجھو اور جو باطل ثابت ہو باطل سمجھو) تو کہتے ہیں کہ ہم کو (ان احکام اور رسول کی ضرورت نہیں ہم کو) وہی (طریقہ) کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو دیکھا ہے (حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) کیا (وہ طریقہ ان کے لئے ہر حال میں کافی ہے) اگرچہ ان کے بڑے (دین کی) نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ (کسی آسمانی کتاب کی) ہدایت رکھتے ہوں **ف** دوسری آیت وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ کے مثل ایک آیت ربع سیقول کے قریب آچکی ہے وہاں اس کے متعلق کچھ توضیح اور کچھ تحقیق جس میں مسئلہ تقلید

فائدہ - عن الروح واستدل بالآیتان الاقتداء انما یصح بمن علم انہ عالم مهتد وذلک لا یعرف الا بالحجۃ فلا یکفی التقلید من غیر ان یعلم ان لمن قلدہ حجۃ صحیحۃ علی ما قلدہ فیہ حتی قالوا ان المقلد لیلا اجمالیا وھو دلیل من قلد فقد برء ۱۲ **فائدۃ اخری** عنہ جعل بعض العلماء من صور السائبۃ ارسال الطیر نحو ہ وصرح بعض علمائنا بانہ لا ثواب فی ذلک اھ من خطہ فی التعجیب للکتبی ہذا القدر ربما یدعی فیہ الائم ابعد والناس عن ذلک فاعلموا،

تحفات الترجمہ قولہ فی جعل مشروع کما فی العروۃ معنی ما جعل اللہ مشروعا ولذلک عدی الی مفعول واحد ومن لتاکید النفی وانکر بعضہم مجی ہذا المعنی من ابنی اللغۃ وجعل للتبعیض المفعول الثانی محذوف ای ما جعل بحیرۃ ولا وللاولاد ای ولا ابنۃ ولا الوصیلۃ ولا الحامی (مسند رخۃ ولیس کما قال فان الراغب نقل ذلک عن اہل اللغۃ وھو ثقۃ لا یعزی علیہم اھ وکذا فسرہ فی الجلالین والبیضاوی ولو ثبت عن احد الثقات تفسیرہ بما حرم فحایۃ معنی التحریم ولا یضر من یحرمہا لان التحریم تحریمان للکرامۃ وھو المعنی وللنجاسۃ وھو الخبث وھو المشبہ کما مر تحقیقہ فی سورۃ البقرۃ فی قولہ تعالیٰ یا ایہا الناس کلوا مما فی الارض وللبعض الاماکل لما

والموجود فی الباب تحقیق آخر وھو ان الحرمۃ محققۃ بالحیوان الذی قصد ذبحہ للتقرب الی غیر اللہ فغیر الحیوان وکذا الحیوان الذی لم یقصد ذبحہ دان سیب لغیر اللہ لا یحرم فعلی ہذا الایحرم السوائب البحائر وغیرہما وفسر قولہ تعالیٰ ما اہل لغیر اللہ بما اہل لیقصد ذبحہ وقولہ تعالیٰ ما جعل اللہ من بحیرۃ الخ بما حرم اللہ وقولہ وکلوا مما فی الارض حلالا طیبا بالاذن فی اکل السوائب اذ الم یوجد مانع آخر اھ واعلم ان ہذا القول غیر الذی اشتہر من بعض اہل التفریط ان الحرمۃ تحقق بما ذکر اسم اللہ علیہ فی عین وقت الذبح فکانت فی مسلۃ الحرمۃ تثلیثہ اقوال الاول اشتراط ذکر اسم غیر اللہ فی عین وقت الذبح الثانی اشتراط نیۃ الذبح علی اسم غیر اللہ مع عدم اشتراط ذکر اسم غیر اللہ وقت الذبح الثالث عدم اشتراط الامر ای الاقتصار علی النیۃ الفاسدۃ فی ای الحل کان حیوان او غیر حیوان متصود ا ذبحہ او غیر متصود فالمقام صار محتاجا الی المراجعۃ فراجع والراجح عندی ہو القول الثانی والدلیل علی عدم اشتراط اسم غیر اللہ فی عین وقت الذبح قولہ تعالیٰ وما ذبح علی النصب ویدل علی القول الثالث قولہ تعالیٰ لکن یناسب علیہ کل ما یتقرب بہ الی غیر اللہ کما یہدی الی المقابر المشاہد للمزارع

مسائل السلوک فی قولہ تعالیٰ

ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ الخ ای ما شرع فیہ ردہ ابطال لما ابتدعہ اہل الجاہلیۃ وہو من مخاطحوہ من التعبد بتخصیص بعض الاشیاء ببعض غیر اللہ وشاع فی جہلۃ زماننا ظانین التقرب الی اللہ الی اخر الطیبۃ قولہ تعالیٰ واذا قیل لہم تعالوا الخ فیہ رد علی الجہلۃ من المتصوفۃ من تمسکہم بطریقۃ مشائخہم واذا عرضت علیہم الشریعۃ ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ

ما جعل اللہ من بحیرۃ الخ یعنی ان چیزوں کو مشروع نہیں کیا اس میں ابطال ہے اہل جاہلیت کی اس بدعت کا کہ بعض چیزوں کو غیر اللہ کے نام نذر دیتے ہیں جیسا اب بھی بعض جہلاء ارواح طیبہ کے ساتھ تقرب حاصل کرنے کی نیت سے ایسا کرتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ واذا قیل لہم تعالوا الخ اس میں جاہل صوفیہ کے اس طریق کا ابطال ہے کہ جب ان کے سامنے شریعت پیش کی جاتی ہے تو وہ اپنے مشائخ کے طریق سے تمسک کرتے ہیں ۱۲

ص واذا لہا ۱۲ ۵۲ قولہ فی یفترون خوش ہیں کما فی الجلالین عنہم اللہ عزنا ہا ۱۲ ۵۳ قولہ فی لا یعقلون اس سے کام لیتے الی ان المراد نفی استعمالہم لیکون ردا لا نفی عقلہم لیکون عذرا ۱۲ ۵۴ قولہ ولو اذا قیل چنانچہ اشارۃ الی کونہ کالدلیل علی عدم عقلہم فان اتباع الضلال بعد وضوح الحق دلیل ظاہر علی عدم التعقل بالمعنی المذکور آنفا ۱۲ ۵۵ قولہ ولو کان اٰباؤہم الخ واو الحالیۃ اشارۃ الی تقیید المعطوف علیہ ای بتقدیر ہذا ولو کان اٰباؤہم ۱۲ ۵۶ قولہ فی لا یعلمون شیئا اشارۃ الی ان المراد بالعلم ہو المفید أ ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ

اے ایمان والو اپنی فکر کرو جب تم راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اللہ ہی کے پاس تم سب کو جانا ہے وہ تم سب کو جتلا دیں گے جو جو کچھ تم سب کیا کرتے تھے۔

مجتہد بن سے بھی تعرض ہے گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے اور پہلی آیت کے لغات کی تفسیر بخاری میں سعید بن المسیب سے اس طرح آئی ہے کہ بحیرہ وہ جانور جس کا دودھ بتوں کے نام کر دیتے ہیں کوئی اپنے کام میں نہ لاتا اور سائبہ وہ جانور جس کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اس سے کوئی کام نہ لیتے جیسے اس ملک میں بعضے لوگ سانڈ چھوڑتے ہیں اور وصیلہ وہ ناقہ جو پہلی بار مادہ بچہ جنے پھر دوسری بار بھی مادہ بچہ دے درمیان میں نر بچہ نہ پیدا ہو اس کو بھی بتوں کے نام چھوڑ دیتے تھے اور حامی تر اونٹ جو ایک خاص شمار سے جفتی کر چکا ہو اس کو بھی بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اھ یہ سب باطل اور کفر اور شرک ہیں یہ تو حکم ہے خود اس فعل کا۔ باقی ان جانوروں کا حلال یا حرام ہونا اس کی تحقیق مع رفع شبہات رابع سیقول کے قریب آیت يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا اور آیت اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ کے ذیل میں گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے اور اکثر اس لئے فرمایا کہ بعضے مشرک مسلمان بھی ہو جاتے تھے۔ **ربط** اوپر رسم پرست کفار کی ایک جہالت کا ذکر تھا اور ایسی ایسی جہالتیں ان کی بکثرت تھیں جن کو سنکر مومنین کو رنج اور افسوس ہو سکتا ہے اس لئے آگے مومنین کو اس کے متعلق ارشاد ہے کہ تم کیوں اس غم میں پڑے تم کو اپنی اصلاح کا اور دوسرے کی اصلاح میں بقدر وسع کوشش کرنے کا حکم ہے باقی کوشش پر ثمرہ مرتب ہونا اختیار سے خارج ہے اس لئے کار خود کن کار بے گانہ مکن

تعدیل و اصلاح غیر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ (الی قولہ) فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اے ایمان والو اپنی (اصلاح کی) فکر کرو (اصل کام تمہارے ذمہ یہ ہے باقی دوسروں کی اصلاح کے متعلق یہ ہے کہ جب تم اپنی طرف سے بتوقع نفع بقدر وسع سعی کر رہے ہو مگر دوسرے پر اثر نہیں ہوتا تو تم اثر مرتب نہ ہونے کی فکر میں پڑو کیونکہ جب تم (دین کی) راہ پر چل رہے ہو (اور واجبات دین کو ادا کر رہے ہو اس طرح کہ اپنی بھی اصلاح کر رہے ہو اور دوسروں کی اصلاح میں بھی کوشش کر رہے ہو) تو جو شخص (باوجود تمہاری سعی اصلاح کے بھی) گمراہ رہے تو اس (کے گمراہ رہنے) سے تمہارا کوئی نقصان نہیں (اور جیسا اصلاح غیر میں حد سے زیادہ فکر و غم سے منع کیا جاتا ہے ایسا ہی ناامیدی ہدایت کے وقت غصہ میں آکر دنیا ہی میں اُن پر سزا نازل ہونے سے حق و باطل کا اخیر فیصلہ ہو جانے کی بھی تمنا مت کرنا کیونکہ یہ آخرت میں ہوگا چنانچہ) اللہ ہی کے پاس تم سب کو جانا ہے پھر وہ تم سب کو جتلا دیں گے جو جو کچھ تم سب کیا کرتے تھے (اور جتلا کر حق پر ثواب اور باطل پر عذاب کا حکم نافذ فرما دیں گے)

ف اس آیت کا صرف ترجمہ دیکھنے سے وسوسہ ہوتا تھا کہ جو شخص خود دین پر عامل رہے اس کے ذمہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب نہیں ہے لیکن تفسیر کی جو تقریر کی گئی ہے اس سے آیت کا مطلب واضح ہو گیا جس کا حاصل یہ ہے کہ عدم ضرر مشروط بالہتداء ہے اور اہتداء میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر داخل ہے چنانچہ ابوداؤد اور ترمذی اور

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ فیہ علی بعض التفاسیر کما فی روح المعانی عن علی الخ اَنْفُسَكُمْ حسنۃ و اسفل ما فیہا الکفر و الفسقۃ فقد کان المؤمنون یتحسرون علی الکفرۃ و یتمنون ایمانھم فنزلت و ھذا ما ھو علیہ العارفون ان عدم نفع بعض ھو لاجل عدم امرھم بالمعروف و نھیھم عن المنکر ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ

بعض تفاسیر پر جیسا روح میں ہے اس میں کفار و فساق کی حالت پر زیادہ افسوس اور حسرت کرنے سے مومنین کو منع کیا گیا ہے اور یہی طریق ہے عارفین کا کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کر چکنے کے بعد کسی کے زیادہ درپے نہیں ہوتے ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱؎ قولہ فی ف اگر اس لئے الخ و ہذا من المواہب ۱۲

نسائی اور ابن ماجہ نے اور بنقل روح المعانی کے ابن جریر اور ابن مردویہ نے اور بنقل فتح کے دارقطنی نے حضرت صدیقؓ کا خطبہ بایں مضمون نقل کیا ہے کہ تم لوگ اس آیت کے معنے کچھ اور سمجھتے ہو حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تاکید اور اس کے ترک پر وعید سنی ہے اور جلالین میں جو حاکم کی روایت سے حدیث ہے کہ تم امر ونہی کرتے رہو حتیٰ کہ جب حرص و خود رائی وغیرہ کو غلبہ ہو جاوے تو عوام کو چھوڑ کر اپنے شغل اصلاح میں لگ جاؤ۔ یا بنقل روح عبد الرزاق وابو الشیخ وطبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یا ابن جریر نے ابن عمرؓ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ یہ آیت اس زمانہ کے لئے نہیں بلکہ زمانۂ آئندہ کے لئے ہے جب کہ امر ونہی نافع نہ ہوگا تو ان روایات کا ظاہری مطلب مراد نہیں، کیونکہ یقیناً آیت کے خطاب میں صحابہ بھی داخل ہیں۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اس آیت کے مضمون مجموعی کا ایک خاص جزو کہ جب امر ونہی سے نفع نہ ہو تو اس کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے گو یہ بھی ہر زمانہ کے لئے عام ہے مگر خیر القرون میں چونکہ عدم نفع مغلوب تھا اس لئے سقوط وجوب کا تحقق بھی قلیل مثل معدوم کے ہے اور قرون شر میں چونکہ عدم نفع غالب ہوگا۔ اس لئے اس سقوط کا تحقق بھی کثیر مثل امور مختصہ اس زمانہ کے ہوگا خوب سمجھ لو۔ اور یہ جو فرمایا لا یضرکم اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ صحابہ کو احتمال اس ضرر کا تھا کیونکہ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی کا مضمون صاف اور عقلی بھی ہے بلکہ ان کے تخفیف غم کے لئے اس مضمون میں تامل اور اس سے استدلال کرنے کا حکم فرمانا مقصود ہے کہ جب یہ امر متیقن ہے تو تم کو چاہیئے اس پر نظر کرکے بے غم رہو واللہ اعلم۔ اور گو ایسی حالت میں کسی کے غم میں پڑنا غیر نافع ہے لیکن ممانعت کیوں فرمائی جیسا ظاہراً سیاق آیت سے معلوم ہوتا ہے سو اس کی وجہ واللہ اعلم اول تو یہی کافی ہے کہ جب غیر نافع ہے تو لایعنی ہوا اور لایعنی کا ترک مطلوب ہے دوسرے تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ ایسی فکروں میں پڑنے سے بعض اوقات اپنے ضروری ومطلوب عند الشرع مقاصد میں خلل آجاتا ہے واللہ اعلم **ربط** اوپر مصالح دینیہ کے متعلق احکام تھے آگے مصالح دنیویہ کے متعلق بعض احکام ہیں اور اس کو ان کی ساتھ لانے میں دو امر کی طرف اشارہ ہو گیا ایک یہ کہ یہ حکم اور احکام متعلقہ بالدین وجوب عمل میں برابر ہیں دوسرے یہ کہ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے مثل اصلاح معاد کے اپنے بندوں کی معاش کی اصلاح بھی فرماتے ہیں چونکہ تفسیر آیت آئندہ کی دو امر پر موقوف ہے ایک قصہ جو کہ سبب نزول ہے دوسرے بعض مسائل جو اس آیت مدلول پر مبنی ہیں اس لئے ان کو اوّلاً لکھا جاتا ہے۔

قصہ شان نزول - ایک شخص سہمی یعنی قبیلہ بنی سہم کا تمیم داری اور عدی بن بدّاء کے ساتھ کہ اُسوقت یہ دونوں نصرانی تھے مال تجارت لے کر چلا اور وہ سہمی بیمار ہو کر ایسی جگہ جہاں کوئی مسلمان نہ تھا مر گیا اور مرنے کے وقت ان دونوں شخصوں کو یعنی تمیم اور عدی کو وصیت کی میرا ترکہ میرے ورثہ کو پہنچا دینا جب یہ دونوں وہ ترکہ لائے تو اس میں ایک جام چاندی کا جس پر نقش ونگار سونے کا بنا تھا اور بڑا مال وہی تھا اور اسباباً اس کے ہونے کا ورثہ کو علم نہ تھا نہ نکلا اور بذریعہ علم مدارک میں یہ ذکر کیا ہے کہ میت نے

اپنے اسباب فہرست بھی اسباب ہیں بلا اطلاع ان دونوں کے رکھدی تھی میلان کے وقت اسباب پورا نہ ہوا۔ مدارک کا مضمون ختم ہوا۔ ورثہ کو ان دونوں پر شبہ ہوا اور ان سے پوچھا۔ انھوں نے کہا کہ بس اس نے ہم کو یہی اسباب سپرد کیا تھا آخر مقدمہ سرکار نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں پیش ہوا اور پہلی آیت یعنی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَھَادَۃُ بَیْنِکُمْ (الی قولہ) اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِیْنَ نازل ہوئی آپ نے ورثہ سے ان کے اس دعوے پر کہ ان دونوں نے خیانت کی ہوگی گواہ طلب کئے، گواہ کوئی تھا نہیں آخر آپ نے ان دونوں سے عدم خیانت و عدم کتمان پر قسم لی اور دعویٰ خارج ہوا پھر ان ورثہ نے وہ جام مکہ میں کسی کے پاس دیکھا۔ پوچھا تمھارے پاس کہاں سے آیا۔ اس شخص نے کہا میں نے تمیم اور عدی سے خرید ا ہے۔ معالم میں اتنا اور ہے کہ پھر بنی سہم نے تمیم اور عدی سے اس کے متعلق گفتگو کی، دونوں نے جواب دیا کہ ہم نے میّت سے خرید لیا تھا انھوں نے کہا کہ اس وقت تو تم کہتے تھے کہ ہم کو جام کی خبر ہی نہیں۔ کہنے لگے کہ چونکہ ہماری خرید پر کوئی گواہ نہ تھا اس لئے ہم نے یہ قصہ چھپا لیا تھا آخر یہ مقدمہ دوبارہ پھر سرکار نبوی میں پیش ہوا اور بعد والی آیت فَاِنْ عُثِرَ الخ نازل ہوئی مضمون معالم کا تمام ہوا چونکہ تمیم و عدی کے پاس کوئی گواہ نہ تھا اس لئے آپ نے بنی سہم کے دو شخصوں سے کہ وہ وارث ہونے میں سبھی سے زیادہ نزدیک کے رشتہ دار تھے قسم لی اور قسم کے موافق مقدمہ ختم ہوگیا۔ رواہ البخاری والترمذی ودخل حدیث احدہما فی الآخر۔

مسائل۔ مسئلہ اول میت جس شخص کو مال سپرد کرکے اس کے متعلق کسی کے دینے دلانے کو کہہ جاوے وہ وصی ہے اور وصی ایک شخص بھی ہو سکتا ہے اور زیادہ بھی۔ **مسئلہ دوم** اور اس کا مسلمان اور عادل ہونا خواہ حالت سفر ہو یا حضر۔ افضل ہے لازم نہیں۔ **مسئلہ سوم**۔ نزاع میں جو امر زائد کا مثبت ہو وہ مدعی اور دوسرا مدعی علیہ کہلاتا ہے۔ **مسئلہ چہارم**۔ اول مدعی سے گواہ لئے جاتے ہیں اگر موافق ضابطۂ شرعی کے پیش کردے مقدمہ وہ پاتا ہے اور اگر پیش نہ کرسکے تو مدعی علیہ سے قسم لی جاتی ہے اور مقدمہ وہ پاتا ہے البتہ اگر قسم سے انکار کرجاوے تو پھر مدعی مقدمہ پالیتا ہے۔ **مسئلہ پنجم**۔ اور قسم کی تغلیظ زمان یا مکان کے ساتھ حاکم کی رائے پر ہے لازم نہیں۔ **مسئلہ ششم**۔ اگر مدعی علیہ کسی اپنے فعل کے متعلق قسم کھاوے تو صیغہ قسم کا یہ ہے کہ میں نے یہ فعل نہیں کیا اور جو دوسرے کے فعل کے متعلق قسم کھاوے تو صیغہ یہ ہوتا ہے کہ مجھکو اس فعل کی اطلاع نہیں۔ **مسئلہ ہفتم**۔ اگر کسی میراث کے مقدمہ میں وارث مدعا علیہ ہوں تو جن کو شرعاً میراث پہنچتی ہے ان پر قسم آوے گی خواہ وہ واحد ہو یا متعدد اور جو وارث نہیں ان پر قسم نہ ہوگی۔ کذا فی الہدایۃ وغیرہا۔ اب بعونہ تفسیر لکھی جاتی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ

اے ایمان والو تمہارے آپس میں دو شخص وصی ہونا مناسب ہے جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے جب وصیت کرنے کا وقت ہو وہ

اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ

دو شخص ایسے ہوں کہ دیندار ہوں اور تم میں سے ہوں یا غیر قوم کے دو شخص ہوں اور اگر تم کہیں سفر میں گئے ہو

فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ۭ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ

پھر تم پر واقعہ موت کا پڑ جاوے اگر تم کو شبہ ہو تو ان دونوں کو بعد نماز روک لو۔ پھر دونوں خدا کی قسم

بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ

کھاویں کہ ہم اس قسم کے عوض کوئی نفع لینا نہیں چاہتے اگرچہ کوئی قرابت دار بھی ہوتا اور اللہ کی بات کو ہم پوشیدہ نہ کریں گے

اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ○ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ

ہم اس حالت میں سخت گنہگار ہوں گے۔ پھر اگر اس کی اطلاع ہو کہ وہ دونوں وصی کسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں تو ان لوگوں میں سے جن کے

مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتُحِقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ

مقابلہ میں گناہ کا ارتکاب ہوا تھا اور دو شخص جو سب میں قریب تر ہیں جہاں وہ دونوں کھڑے ہوئے تھے یہ دونوں کھڑے ہوں۔ پھر دونوں خدا کی قسم کھاویں کہ بالیقین

شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰي

ان دونوں کی قسم سے زیادہ راست ہے۔ اور ہم نے زیادتی نہیں کی ہم اس حالت میں سخت ظالم ہونگے یہ بہت قریب ذریعہ ہے اس امر کا کہ وہ لوگ واقعہ کو ٹھیک

وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۭ

طور پر ظاہر کریں یا اس بات سے ڈر جائیں کہ ان سے قسمیں لینے کے بعد قسمیں متوجہ کی جاویں گی۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سنو

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

اور اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو رہنمائی نہ کریں گے۔

حکم بستم سوگند بر مدعی علیہ وصی باشد یا وارث يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ (الی قولہ) وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○ اے ایمان والو تمہارے آپس (کے معاملات) میں (مثلاً ورثہ کو

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

یاایھا الذین اٰمنوا الخ فیہ مراعاۃ الانتظام فی کل امر ولو کان دنیویا فان الاخلال فیہ یفضی الی تعطیل مصالح الخلق من ذوی الحقوق ۔ ۱۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ یاایھا الذین اٰمنوا الخ اس سے ثابت ہوا ہے کہ انتظام کی رعایت ہر امر میں ضروری ہے گو وہ امر دنیوی ہی کیوں نہ ہو کیونکہ بدانتظامی سے اہل حقوق کے مصالح میں خلل پڑتا ہے (چونکہ معصیت ہے)

ع ۱۴ ۱۵ ۱۶

اعلم ان فی الآیات تنبیہات وفوائد من انحاء شتی الاول ان الشہادۃ فی شہادۃ بینکم یعنی الایصاء کما فی الروح فانہ مشترک لمعان عدیدۃ والثانی ان ذو منکم فاعل لشہادۃ کے صحیح عمل لاثنان علیہ الثالث ان قولہ شہادۃ بتقدیر ذو مبتدء واثنان خبرہ الرابع اضافۃ شہادۃ الی بین لاقتضاء الخامس ان الجملۃ خبر صورۃ انشاء معنی ای لیکن ذوا الایصاء ای الوصی اثنین السادس ھو العدد وکذا باقی قیودہ بل لامر بنفس الوصایۃ للاستحباب السابع ان حین بدل من اذا الثامن ان قولہ ان انتم ضربتم فیہ لکون الوصی من غیرکم جریا علی الواقع ج وانتہاء خطاب الی التاسع ان قولہ تحبسونھما للاستیناف العاشر ان الخطاب فیہ للحکام الحادی عشر ان ۵ الصلوۃ ای العصر عند الاکثر بدلالۃ الواقعۃ الثانی عشر ان قولہ لانشتری مفعول لیقولان المقدر المدلول علیہ بقولہ فیقسمان الثالث عشر انہ یقدر المضاف ای بدلے بصحۃ الرابع عشر ان زیادۃ قولہ ولو کان ذا قربی للمبالغۃ فی التحریض عن الکذب کما انہا قالا لا ناخذ لانفسنا بدلا من ذلک ولو انضم الیہ رعایۃ جانب الاقربا کما یکشف اذا لم یکن کذلک لو قیل ان وصیانہ انفسہا تکون اہم من رعایۃ جانب الاقربا وقلت صنوع بل لحال مختلفۃ کما یشاہد ولو کان المشہود لہ مع انضمام قربی الید (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مال سپرد کرنے کے لئے، دو شخص وصی ہونا مناسب ہے (گو بالکل وصی نہ بنانا بھی جائز ہے) جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے (یعنی) جب وصیت کرنے کا وقت ہو (اور) وہ دو شخص ایسے ہوں کہ دیندار ہوں اور تم میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے) ہوں یا غیر قوم کے دو شخص ہوں۔ اگر مسلمان نہ ہیں مثلاً تم کہیں سفر میں گئے ہو پھر تم پر واقعہ موت کا پڑ جاوے (اور یہ شب امور مناسب ہیں ورنہ جس طرح بالکل نہ وصی بنانا جائز ہے اسی طرح اگر ایک وصی ہو یا عادل نہ ہو یا حضر میں غیر مسلم کو بنادے سب جائز ہے پھر ان اوصیاء کا حکم یہ ہے کہ) اگر (کسی وجہ سے ان پر) تم کو (اے ورثہ) شبہ ہو (جیسا قصہ مذکورہ میں ہوا کہ میت کے ترکہ میں جام نہیں ملا) تو (اے حکام مقدمہ اس طرح فیصل کرو کہ اول ورثہ سے چونکہ وہ مدعی ہیں اس امر پر گواہ طلب کرلو کہ انھوں نے فلاں چیز مثلاً جام لے لیا ہے اور اگر وہ گواہ نہ لاسکیں تو ان اوصیاء سے چونکہ وہ مدعی علیہ ہیں اس طرح قسم لو کہ) ان دونوں (وصیوں) کو بعد نماز (عصر مثلاً) روک لو (کیونکہ اکثر اس وقت مجمع زیادہ ہوتا ہے تو جھوٹی قسم کھانے والا ایک گونہ شرماتا ہے۔ نیز وقت بھی معظم ہے کچھ اس کا بھی خیال ہوتا ہے اور مقصود اس سے تغلیظ یمین کی ہے زمان متبرک و مکان اجتماع خلق کے ساتھ) پھر دونوں (اس طرح) خدا کی قسم کھاویں کہ (صیغۂ حلف کے ساتھ یہ کہیں کہ) ہم اس قسم کے عوض کوئی (دنیا کا) نفع نہیں لینا چاہتے (کہ نفع دنیا کا لیلیں اور راستی سوگند کو چھوڑ دیں) اگرچہ (اس واقعہ میں ہمارا) کوئی قرابت دار بھی (کیوں نہ) ہوتا (جس کی مصلحت اپنی مصلحت کے ساتھ مجتمع خیال کرکے ہم جھوٹی قسم کھاتے اور اب تو کوئی ایسا بھی نہیں جب دو مصلحتوں کی وجہ سے بھی ہم جھوٹ نہ بولتے تو ایک مصلحت

(بقیہ صفحہ گذشتہ ۲۳) الخامس عشر ان الضمیر فی کان للقسم المدلول علیہ بالفحوی الکلام السادس عشر ان ارتبتم جوابہ محذوف ای حلفتم بما دل علیہ ما قبلہ السابع عشر ان الشہادۃ فی شہادۃ اللہ معناہ الجزالقاطع کما فی القاموس بمعنی الجزء منہ ای الواقعۃ راضافتہا الی اللہ بمعنی کون اظہارہا مامورا بہا من اللہ۔ الثامن عشر فی القاموس العثور الاطلاع کالعثر التاسع عشر ان ہذا الاطلاع باعتبار الظاہر لانہ یمکن فی مثل ہذہ الواقعۃ حلف الوصیین علی التوہم لئلا یظلمہما احدہما ان اشتریا حقیقۃ ولم یکن لہما بینۃ ان لم یقع ہذہ الواقعۃ کما روی الترمذی اقرار تمیم باخذ الجام فیما نہ ثم تاب فما اسلم الی اللہ تعالی العشرون ان فاعثر ان بہتدا، ویقوم من خبرہ فالفا جزائیۃ وہی احدی مسوغات الابتداء بالنکرۃ الحادی والعشرون المراد بالقیام قیامہما فی مقام المجلس التحلیف لا القیام فی توجیہ الیمین الثانی والعشرون المراد بالذین استحق علیہم الورثۃ الثالث والعشرون ان الضمیر فی استحق مبنیا للفاعل الی لائم واسناداً لاستحقاق الیہ مع کونہ مبنیا للمفعول مجازی للمبالغۃ ای انہما استحقا اثما بحیث کانہ استحق الاثم نفسہ کما فی عیشۃ راضیۃ ویقال فی توجیہہ انہ مسند الی الحدث ای وقع الاستحقاق المذکور علیہم کما نقل فی الکمالین فی قولہ لقد تقطع بینکم ای وقع التقطع وکما فی الزمخ وقد قدروا فی قولہ تعالی ثم بدا لہم من بعد ما راوا الآیات بداء الرابع والعشرون استحقا فی الاثم علیہم کنایۃ عن الجنایۃ علیہم

ذلک ان معنی استحق لاق بہ ان ینسب الیہ الحالی للائم المرتکب لیلیق ان ینسب الیہ الاثم ۱۲ الخامس والعشرون ان الاولیین بدل من اخوان لان الاولیین لما کان غیر معین لکون اللام للجنس کان فی حکم النکرۃ فی قولہ ع ولقد امر علی اللئیم یسبنی۔ السادس والعشرون الشہادۃ فی قولہ لشہادتنا بمعنی الحلف کما فی القاموس السابع والعشرون قولہ احق یشیر الی ان الیمین الاولی الحق کانت من الوصیین فتحمل کونہا نفاقا کرووا احق بصیغۃ التفضیل کما قررتہ فی التاسع عشر من قولہ لانہ یمکن الخ فیکون یمین الوصیین حقا فاخلہم وہذا اعلم لکمال التورع والتحفظ لدقائق الکلام۔ الثامن والعشرون من الکتمۃ فی ایراد اللائمین فی موضع والظالمین فی آخر وکذا التاسع والعشرون من کون الاشارۃ فی قولہ ذلک الی مجموع التحلیفین وکذا الثلثون من تقریر کون التحلیفین سببا للاتیان بالشہادۃ علی وجہہا والخوف وکذا اثبت ہہنا۔ الثلثۃ فی المتن باوضح الوجوہ واکملہا واشرحہا فی اثناء الترجمۃ فافلہ واشکر الحادی والثلثون فی قراءت الاولیین جمع اول بدل من الذین والاولیۃ باعتبار الذکر ان والورثۃ ذکروا فی قولہ یا ایہا الذین امنوا شہادۃ بینکم الثانی والثلثون فی قراءۃ استحق علیہم مبنیا للمفعول بالضم للائم والمعنی ظاہر الثالث والثلثون ان کون الوصی اثنین وکذا الورثۃ لخصوص الواقعۃ لخصوص الحکم الرابع والثلثون ان الآیۃ علی ما فسرت غیر منسوخۃ الخامس والثلثون ان التغلیظ فی الایمان مرجوح السادس والثلثون ان الشہادۃ فی قولہ یا توا بالشہادۃ معناہا مامر فی ۴

ف۱ ترجمہ میں لفظ یعنی بڑھانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ قرآن میں حضور موت کی تفسیر حین الوصیۃ کو اس لئے کی گئی کہ اکثر وصیت عادۃً اسی وقت کرتے ہیں پس یہ مقصود نہیں کہ موت سے پہلے وصیت نہ کرے اور خاص موت ہی کے قرب واجب ہوا (بیان القرآن)

ف۲ مطلب یہ ہے کہ ایسے امور میں امر ارشادی ہے امر وجوب نہیں (بیان القرآن)

ف۳ ارتبتم کی ضمیر ورثہ کی طرف اور تحبسونہما کی ضمیر حکام کی طرف ہے اور اشتار ضمائر نہیں کہلائیگا کیونکہ مخاطب جو مسلمان ہیں ان میں جس کے لئے جو وصف ثابت ہو وہ اس کا مخاطب بنایا جاوے گا (بیان القرآن)

ف۴ آیت کے لفظ ارتبتم سے ثابت ہوتا ہے کہ جس فی الریب حکام کو جائز ہے مگر تحقیق میں دیر نہ کریں جیسا کہ بعض متاخرین فقہاء نے ارشاد فرمایا ہو نیز تحبسونہما سے امام ابوحنیفہؒ کے اس قول کی تائید بالقیاس علی الحبس ہوتی ہے اگرچہ غیر حکام کسی کا حبس ہو غیر ملوث ہو تو ضمان لازم آوے گا کیونکہ ورثہ کو یہ حقوق حاصل نہیں (بیان القرآن)

ف۵ یہ تبلیغاً مقصود ہے کہ آیت میں صیغہ حلف کو ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ یقسمان سے معلوم ہے بلکہ اس حلف کے ساتھ اس عبارت کے بھی انتفاءً کا ارشاد ہے (للشتری)

ف۶ یہاں شبہ ہوتا ہے کہ کسی کے ذی قرابت ہونے کو قسم کے کاذب نہ ہونے میں کیا دخل ہے جیسا کہ دوسرا کاذب ہونے میں ہے (بیان القرآن)

ف۷ جواب بھی موجود ہے جو قسم کے کاذب ہونے کے احتمال میں کافی ہے لیکن تقریر یہ ہے کہ اگر کوئی ذی قرابت ہو تو مصلحت ہوتا ہے مصلحت کی وجہ سے جھوٹ نہ بولنے کی وجہ سے بھی ہم جھوٹی قسم کھاتے تو ایک مصلحت

کے لئے تو ہم کیوں ہی جھوٹ بولیں گے) اور اللہ کی (طرف سے جس) بات (کے نہ رکھنے کا حکم ہے اس کو) ہم پوشیدہ نہ کریں گے (ورنہ) ہم (ایسا کریں تو) اس حالت میں سخت گنہگار ہوں گے (یہ تغلیظ قولی ہے جس سے مقصود احتضار ہے وجوب صدق وحرمت کذب وعظمت الٰہیہ کا جو مانع ہو دروغ حلفی سے اب ان دونوں تغلیظ کے بعد اور اگر حاکم کی رائے ہو تو بلا تغلیظ اصل مضمون کی قسم کھاویں مثلاً ہم کو میت نے جام نہیں دیا اور اس پر مقدمہ فیصل کر دینا چاہیئے چنانچہ قصہ مذکورہ میں ایسا ہی ہوا) پھر (اس کے بعد) اگر (کسی طریق سے ظاہر ہوا) اس کی اطلاع ہو کہ وہ دونوں وصی کسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں (مثلاً واقعہ مذکورہ بیچنے جام مکہ میں ملا اور دونوں وصیوں نے دریافت کرنے پر دعوی اشتراء من المیت کا کیا جس سے اخذ من المیت کا اقرار لازم آتا ہے اور وہ معارض ہوا اخذ کے انکار سابق کا چونکہ اقرار بالمضر حجت ہے اس لئے ظاہراً ان کا خائن اور کاذب ہونا معلوم ہوا) تو (ایسی صورت میں مقدمہ کا رُخ بدل جاوے گا وصی جو کہ پہلے مدعی علیہ تھا اب مدعی اشتراء کے ہو گئے اور ورثہ جو کہ پہلے مدعی خیانت کے تھے مدعی علیہ ہو گئے اس لئے اب فیصلہ کی یہ صورت ہو گی کہ اول وصیوں سے گواہ اشتراء کے طلب کئے جاویں اور جب وہ گواہ پیش نہ کر سکیں تو (ان (وارث) لوگوں میں جن کے مقابلہ میں (ان اوصیاء کی جانب سے) گناہ مذکور کا ارتکاب ہوا تھا اور (جو کہ شرعاً مستحق میراث ہوں مثلاً صورت مذکورہ میں) دو شخص (تھے) جو سب اور ورثہ میں (باعتبار استحقاق میراث بقریب تر ہیں جہاں حلف لے لئے) وہ دونوں (وصی) کھڑے ہوئے تھے (اب) یہ دونوں (حلف کے لئے) کھڑے ہوں پھر دونوں (اس طرح) خدا کی قسم کھاویں کہ (صیغہ حلف کے ساتھ یہ کہیں کہ) بالیقین ہماری یہ قسم (بوجہ اس کے کہ بالکل اشتباہ سے ظاہراً و حقیقۃً منزہ ہے) ان دونوں (اوصیاء) کی اس قسم سے زیادہ راست ہے (کیونکہ اس کی حقیقت کا گو ہم کو علم نہیں لیکن ظاہراً تو وہ مشتبہ ہو گئی) اور ہم نے (حق سے) ذرا تجاوز نہیں کیا (ورنہ) ہم (اگر ایسا کریں تو) اس حالت میں سخت ظالم ہوں گے (کیونکہ بڑا بھاری مال جان بوجھکر بلا اجازت لے لینا ظلم ہے یہ بھی تغلیظ ہے جو حاکم کی رائے پر ہے پھر اصل مضمون پر قسم لی جاوے جس کا صیغہ بوجہ اس کے فعل غیر پر ہے یہ ہو گا کہ خدا کی قسم ہمارے علم میں میت نے ان مدعیوں کے ہاتھ جام فروخت نہیں کیا اور چونکہ علم کی واقعیت و عدم واقعیت کی اطلاع کی کوئی ظاہری سبیل نہیں ہو سکتی اس لئے اس کی واقعیت پر زیادہ مؤکد قسم لی گئی جیسا لفظ احق دال ہے جس کا حاصل یہ ہوا کہ اس کا مدار چونکہ میرے ہی اوپر ہے اس لئے قسم کھاتا ہوں کہ جیسا اس میں کذب ظاہری کا ثبوت نہیں ہو سکتا اسی طرح حقیقت میں بھی کذب منتفی ہے اور یہ قرینہ مفیدہ ہے کہ یہاں حلف علی العلم ہے اور چونکہ اس کا کذب بلا اقرار کبھی ثابت نہیں ہو سکتا اس لئے اس میں جو حق تلفی ہو گی وہ اشد درجہ کا ظلم ہو گا عجب نہیں کہ یہاں کو ظالمین اس لئے کہا گیا ہو) یہ (قانون جو مجموعہ آیتین میں مذکور ہوا) بہت قریب ذریعہ ہے اس امر کا کہ وہ (اوصیاء) لوگ واقعہ کو ٹھیک طور پر ظاہر کریں (اگر سپردگی مال زائد کی نہیں ہوئی قسم کھالیں اور اگر ہوئی ہے تو گناہ سے ڈر کر انکار کر دیں یہ حکمت تو تحلیف اوصیاء میں ہے) یا اس بات سے ڈر کر قسم کھانے سے رک جائیں کہ ان سے قسمیں لینے کے بعد (ورثہ پر) قسمیں متوجہ کی جائیں گی پھر ہم کو خفیف

ملخصات الترجمہ

۱ قولہ فی ترجمۃ علیہم مقابلہ میں فصلی للمقابلۃ ۱۲

۲ لفظ ظاہراً بڑھا کر تنبیہ کر دیا کہ آخر ان یقومان کا حکم اس وقت ہے جبکہ ان پر دو وصی کے ارتکاب جرم کا پورا اطمینان نہ ہوا ہو بلکہ کچھ شبہ ان پر کسی چیز سے ہو گیا ہو تو مقدمہ اسی سمت سے چلیگا اور اگر پورا یقین ہو گیا کسی ذریعہ سے تو پھر ورثہ کو حلف دینے کی ضرورت نہیں ہے اور مقدمہ اس صورت سے خارج ہو گا کہ مدعی ہی بینہ اور مدعی علیہ سے حلف لیا جاوے ۱۲ تبیان

۳ لفظ مثلاً بڑھا کر یہ بتلا دیا کہ دو کا عدد مقصود بالذات نہیں مگر چونکہ اس وقت اس واقعہ میں دو ہی شخص ایسے تھے اس لئے تثنیہ کا ذکر فرمایا گیا ۱۲ تبیان۔

۴ اسی موقع پر آیت میں شبہ ہوتا ہے کہ حلف کیساتھ لشہادتنا احق من شہادتہما کہنے کا حکم دیا گیا حالانکہ کسی کو کیا خبر ہے کہ دوسرے کے حلف سے میرا حلف افضل اور احق ہے، لیکن تقریر مذکور سے یہ شبہ جاتا رہا۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ وصی کا حلف بوجہ اس کے کہ ایک معارض اس کا پایا جا چکا ہے معرض اشتباہ میں آ گیا ہے اور ہمارا حلف جیسے حقیقۃً منزہ ہے اسی طرح ظاہراً بھی اشتباہ سے منزہ ہے لہٰذا وصی کے حلف سے احق ہوا ۱۲ تبیان

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۭ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۭ اِنَّكَ

جس روز اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو جمع کریں گے پھر ارشاد فرماویں گے کہ تم کو کیا جواب ملا تھا۔ وہ عرض کریں گے کہ ہم کو کچھ خبر نہیں آپ بیشک

اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○

پوشیدہ باتوں کے پورے جاننے والے ہیں۔

ہونا پڑے گا یہ حکمت تکلیف ورثہ میں ہے اور ان سب شقوق میں ایصال حق الی اہل حق ہے جو کہ مشروع ومطلوب ہے کیونکہ اگر تکلیف اوصیاء مشروع نہ ہوتا اور اوصیاء عدم سپرگی مال زائد میں سچے ہوتے تو ان کی بوجہ تہمت کا کوئی طریقہ نہ ہوتا اور اگر وہ جھوٹے ہوتے تو ورثہ کے اثبات حق کا کوئی طریقہ نہ ہوتا اور اب سچے ہونے کے وقت برادۃ اور جھوٹے ہونے کے وقت شاید جھوٹی قسم سے ڈر کر نکول وانکار کر جاویں تو ورثہ کا حق ثابت ہو جاتا ہے اور اگر تکلیف ورثہ مشروع نہ ہوتا اور فرضاً انکار حق ہوتا تو اثبات حق ہو سکتا ہے اور حق نہ ہونے کے وقت نکول عن الیمین سے اوصیاء کا حق ثابت ہو جاتا ہے۔ پس دو شقیں تکلیف اوصیاء کی حکمت میں ہیں اور یَاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ دونوں کو شامل ہے۔ اور دو شقیں تکلیف ورثہ کی حکمت میں ہیں جن میں کی دوسری شق تو تکلیف اوصیاء کی پہلی شق میں متداخل ہے اور پہلی شق اَوْ يَخَافُوْٓا کی مدلول ہے پس مجموعہ ہر دو تکلیف میں سب شقوں کی رعایت ہو گئی) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو (اور معاملات وحقوق میں جھوٹ مت بولو) اور (ان کے احکام کو) سنو (یعنی مانو) اور (اگر خلاف کرو گے تو فاسق ہو جاؤ گے اور) اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو (قیامت کے روز درجات مطیعین کی طرف) رہنمائی نہ کریں گے (بلکہ نجات پانے کے وقت بھی ان سے کم رہیں گے تو ایسا خسارہ کیوں گوارہ کرتے ہو) ربط اوپر احکام مختلفہ کا ذکر ہوا ہے اور درمیان میں ترغیب ان کے امتثال کی اور ترہیب ان کی مخالفت پر فرمائی گئی ہے اسی کی تاکید کے لئے آیت آئندہ میں قیامت کے ہول وہیبت یاد دلاتے ہیں تاکہ اطاعت کا زیادہ باعث اور مخالفت سے زیادہ مانع ہو اور اکثر طرز قرآن مجید کا یہی ہے تذکیر ہول قیامت يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ (الی قولہ) اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○ (وہ دن بھی کیسا ہولناک ہوگا) جس روز اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو (مع ان کی امتوں کے) جمع کریں گے پھر (ان امتوں میں جو عاصی ہوں گے بعرض توبیخ ان کے سنانے کو ان پیغمبروں سے) ارشاد فرماویں گے کہ تم کو (ان امتوں کی طرف سے) کیا جواب ملا تھا وہ عرض کریں گے کہ (ظاہری جواب تو ہم کو معلوم ہے اور اس کو بیان بھی کر دیں گے لیکن ان کے دل میں جو کچھ ہو اس کی) ہم کو کچھ خبر نہیں (اس کو آپ ہی جانتے ہیں کیونکہ) آپ بے شک پوشیدہ باتوں کے پورے جاننے والے ہیں (مطلب یہ کہ ایک ایسا دن ہوگا اور اعمال واحوال کی تفتیش ہوگی اس لئے تم کو مخالفت ومعصیت سے ڈرتے رہنا چاہیئے) ف جن آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام احوال امم پر شہادت دیں گے تفسیر مذکور کی بنا پر دونوں مضمونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے اور جو امم بعد زمانہ انبیاء علیہم السلام کے ہوئے ہیں گو وہ انبیاء ان کی شہادت نہ دیں۔ لیکن اور شہادتیں

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قالوا لا علم لنا انک الخ روح میں ہے کہ بعض نے اس ذہول کی وجہ تجلی جلال کے آثار کا ظہور بتلایا ہے تو اس میں ایسی حالتوں کا اثبات ہے استغراق وسکر وفناء ومحو وغیبت ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ قالوا لا علم لنا الخ روح میں ہے کہ بعض نے اس ذہول کی وجہ تجلی جلال کے آثار کا ظہور بتلایا ہے تو اس میں ایسی حالتوں کا اثبات ہے استغراق وسکر وفناء ومحو وغیبت ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی یوم وہو ان اشارۃ الی عامل یوم من نحو ما ذا یقع یوم الخ ۲ قولہ فی یجمع مع ان کی امتوں دل علیہ الآیات الاخر وہو ل علیہ ایضا مقصود السوال من التوبیخ لہم فانہ لا یکون بدون الاسماع والاحضار ۱۲ ۳ قولہ قبل

۵ یقول جو عاصی ہے بحسل مقصود ملائم من التحذیر علی المعصیۃ ۱۲ ۴ مطلب یہ کہ ورثہ کی قسم کا جو قانون مقرر فرمایا گیا اس قانون میں یہ حکمت ۱۲ تبیان ۴ قرآن کی آیت ذلک ادنی الخ میں حکمت مشروعیت قوانین مذکورہ میں صرف قسم یقین کے حلف کے صحیح وصادق ہونے کا ذکر ہے وبس اور ظاہر تو کہ محض حلف کا صادق وصحیح ہونا نفی نقصود ہے نہ مفید اس لئے یہ عبارت بڑھا کر بتلا دیا کہ مقصود اصلی تو یہ ہے یعنی ایصال حق الی اہل الخ اور اس کے طریق حلف کے یہ طرق خاصہ ہیں اس لئے ان طرق کا ذکر اس مقصود کے ذکر کو مستلزم ہوگا لہٰذا قرآن میں بیان حکمت میں اس پر اکتفا کیا گیا ۱۲ تبیان اس کے بعد تبیان کا سلسلہ جاری رہے گا۔

إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ م

جب کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماویں گے اے عیسیٰ ابن مریم میرا انعام یاد کرو جو تم پر اور تمھاری والدہ پر ہوا ہے

إِذْ أَيَّدْتُّكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ج وَإِذْ

جب کہ میں نے تم کو روح القدس سے تائید دی۔ تم آدمیوں سے کلام کرتے تھے گود میں بھی اور بڑی عمر میں بھی اور

عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْإِنْجِيلَ ج وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ

جبکہ میں نے تم کو کتاب اور سمجھ کی باتیں اور توریت اور انجیل تعلیم کیں۔ اور جبکہ تم گارے سے ایک

الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا

شکل بناتے تھے جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے میرے حکم سے۔ پھر تم اس کے اندر پھونک مار دیتے تھے جس سے

بِإِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِيْ ج

میرے حکم سے اور تم اچھا کر دیتے تھے مادرزاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو میرے حکم سے۔

دوسرے نصوص سے ثابت ہیں ملائکہ کی اور نامۂ اعمال کی اور کفار کے ہاتھ پاؤں کی بھی **ربط** اوپر متعدد آیات میں اہل کتاب سے مکالمہ ہوا ہے اب ختم سورت پر اسی مضمون کی طرف عود کرکے خالص نصاریٰ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بعض مضامین گو ان کی مخاطبت قیامت میں ہوگی سناتے ہیں جن سے ان کی عبدیت کا اثبات اور الوہیت کی نفی ہوتی ہے اور مخاطبت یوم قیامت سے بھی یہی مقصود ہوگا تاکہ اہل کتاب کی غلطی افراط و تفریط میں ثابت ہو جاوے کیونکہ حق تعالیٰ کی طرف سے انعامات مختلفہ کا ہونا جن کا ذکر اذکر نعمتی میں کرے اور تصرفات میں تصرف حق کا محتاج ہونا جن کا اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ الخ میں بیان ہے اور حفاظت میں حق تعالیٰ کا محتاج ہونا جس کا وَإِذْ كَفَفْتُ الخ میں ذکر ہے اور توحید کی طرف دعوت کرنا اور رسول ہونا جس کا وَإِذْ أَوْحَيْتُ الخ میں ذکر ہے اور اسی طرح معجزہ مائدہ جس میں اثبات اعجاز کے ساتھ جو کہ یہود پر حجت ہے اور اس اعتبار سے یہ محاجہ یہود کے ساتھ بھی ہو گیا ان کا البتہ اور سوال کرنا بھی آیت قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ الخ میں مثل معجزات احیاء و ابراء وغیرہ مذکور ہے اور خود اپنی الوہیت سے بری کرنا جس کا وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ میں ذکر ہے یہ سب دلائل قاطعہ ہیں اثبات عبدیت و نفی الوہیت پر۔ **عود بمحاجہ نصاریٰ بذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام و مخاطبت قیامت** إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ (الی قولہ) وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ

(اور اسی روز عیسیٰ علیہ السلام سے ایک خاص گفتگو ہوگی) جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ اے عیسیٰ ابن مریم میرا انعام یاد کرو (تاکہ لذت[۱] تازہ ہو) جو تم پر اور تمھاری والدہ پر (بانواع و اوقات متعددہ ہوا ہے مثلاً جبکہ میں نے تم کو روح القدس یعنی جبرئیل علیہ السلام سے تائید دی (اور[۲]) تم آدمیوں سے (دونوں حالت میں یکساں) کلام کرتے تھے (ماں کی[۳]) گود میں بھی اور بڑی عمر میں بھی (دونوں کلاموں میں کچھ تفاوت نہ تھا) اور جبکہ میں نے تم کو (آسمانی) کتاب اور سمجھ کی باتیں اور (بالخصوص) توریت و انجیل تعلیم کیں اور جبکہ تم گارے سے ایک شکل بناتے تھے جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے میرے حکم سے پھر تم اس (مصنوعی ہیئت) کے اندر

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

اذ قال اللہ یعیسی ابن مریم الخ دل علی ان کون المؤمن اولاد اہل اللہ نعمۃ وشرف ایضا۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ اذ قال اللہ یعیسی ابن مریم الخ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی کا اہل اللہ کی اولاد میں ہونا بھی ایک نعمت اور شرف ہے۔

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ لذتی اذا اور اسی روز اشارا الی کونہ بدلا من یوم ۲ قولہ فی اذکر لذت کذا فی الروح ۳ قولہ فی تکلم اور اشارا الی کونہ استیفافا ۴ قولہ فی المھد ماں کی گود نقلہ فی الروح عن الحسن ودل علی کون الخطاب یوم القیامۃ قولہ ایدتک۔ وکففت وتکلم مع اعتبار قولہ کھلا

وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِیْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَنْكَ اِذْ

اور جبکہ تم مُردوں کو نکال کر کھڑا کر لیتے تھے میرے حکم سے۔ اور جبکہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے باز رکھا جب تم ان کے پاس دلیلیں لے کر آئے تھے

جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ

پھر ان میں جو کافر تھے انھوں نے کہا تھا کہ یہ بجز کھلے جادو کے اور کچھ

مُّبِیْنٌ ۝ وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَى الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَبِرَسُوْلِیْ ۚ

بھی نہیں اور جبکہ میں نے حواریین کو حکم دیا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ

قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝

انھوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور آپ شاہد رہیے کہ ہم پورے فرمانبردار ہیں۔

پھونک مار دیتے تھے جس سے وہ (سچ مچ کا جاندار) پرندہ بن جاتا تھا میرے حکم سے اور تم اچھا کر دیتے تھے مادر زاد اندھے کو اور برص (جذام) کے بیمار کو میرے حکم سے وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِیْ ۚ (الی قولہ) قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝ اور جبکہ تم مُردوں کو (قبروں سے) نکال (اور چلا کر کھڑا کر لیتے تھے میرے حکم سے اور جبکہ میں نے بنی اسرائیل (میں سے جو آپ کے مخالف تھے اُن) کو تم سے (یعنی تمھارے قتل و اہلاک سے) باز رکھا جب (انھوں نے تم کو ضرر پہنچانا چاہا جبکہ تم ان کے پاس (اپنی نبوت کی) دلیلیں (معجزات[1] لے کر آئے تھے پھر ان میں جو کافر تھے انھوں نے کہا تھا کہ یہ (معجزات) بجز کھلے جادو کے اور کچھ بھی نہیں اور جبکہ میں نے حواریین کو (انجیل میں تمھاری[2] زبانی) حکم دیا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول (عیسیٰ علیہ السلام) پر ایمان لاؤ انھوں نے (جواب میں تم سے) کہا کہ ہم (خدا اور رسول یعنی آپ پر) ایمان لائے اور آپ شاہد رہیے کہ ہم (خدا کے اور آپ کے) پورے فرماں بردار ہیں۔ ف ان سب امور کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے انعام ہونا تو ظاہر ہے لیکن حضرت مریم علیہا السلام کے حق میں انعام ہونا اس طور پر ہے کہ ان سب امور سے آپ کا نبی ہونا ثابت ہے اور آپ نے ان کی نزاہت کی خبر دی اور نبی کے اخبار سب صادق ہوتے ہیں پس ان کی نزاہت ثابت ہو گئی اور یہ بڑا انعام ہے اور والدہ پر جو انعام ہوا وہ عیسیٰ علیہ السلام کو اس لئے یاد دلایا گیا کہ اصول پر انعام ہونا من وجہ فروع پر بھی ہے کہ ایسے اصول کے فروع ہیں اور تائید بروح القدس کی تفسیر سورۂ بقرہ کے معاملہ بست و سوم میں اور کف بنی اسرائیل کی تفسیر آخر سورۂ نساء آیت وما قتلوہ الخ میں اور باقی اجزاء کی تحقیق مع ایک بحث متعلق حواریین کے سورۂ آل عمران آیت یُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ و آیت فَلَمَّاۤ اَحَسَّ الخ کے ذیل میں گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے **ربط** آیت بالا کی تمہید میں قصۂ مائدہ کا جو کہ آگے آتا ہے ارتباط مذکور ہو چکا ہے۔

البلاغۃ فی الروح واذ تخریج عطف علی اذ تخلق او ظرف لنعمتی او کلیهما قیل لکون اخراج الموتی من قبورهم لا یسما بعد ما صار رمیما مجوفۃ باهرۃ حیۃ تذکیر وقتها صریحا وما فی النظم الکریم الیع من تحیی الموتی فلتا عدل عنه الیه کرر باذنی تنبیها ای ربع مرات وثم زمن قالوا اللهم تنبیها الاذعان وهناک للاخبار فناسب هذا التکرار هنا اهـ قلت وکل الاذن فی تصویر الطیر اذن کلی تشریعی ای الاذن فی الاخبار بهذه المعجزۃ فتصویر الطیر وفی غیره اذن تکوینی فافهم ۱۲

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی جئتهم وفی فقالوا آئے تھے دکھا تھا اشار الی ان المجئی ظرف لکففت لا وحده بل مع اعتبار قوله فقال لان المجموع یدل علی قصدهم الاعتیالی المحوج الی الکف ۱۲ [2] قولہ فی اوحیت تمھاری زبانی اشارۃ الی کونه من مخاطبة یوم القیامة صرح به فی الروح وفی الکبیر ولذلک اعید العامل فی اذ بخلاف ما بعده من قوله اذ قال الحواریون حیث ترک العاطف لکونه منفطعا عما قبله کما قالوا بوالسعود ولیشیر الی الروح للاظهار مقام الاضمار ۱۲

اللغات الوحی الامر قاله الزجاج واشد کما فی الروح ۔ الحمد لله انتقلت ۔ باذنه السماء والطمانت ۔ واوحی لها القرار فاستقرت ۔ منهم من بیانیة وقیل ابتدائیة وضع الظاهر موضع المضمر کما فی المغنی قلت لا بعد ان تکون تبعیضیة کما ارید بنی اسرائیل الکافرون منهم بقوله تعالی فامنت طائفة من بنی اسرائیل ثم یکون فی ضمیر منهم استخدام لان المجئی الی الکل یکون ان یعاد الی البعض خاصة فکون الکلام فیهم لا یکون المجئی الیهم

إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَنْ يُنَزِّلَ

وہ وقت قابل یاد ہے جبکہ حواریین نے عرض کیا کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا آپ کے رب ایسا کر سکتے ہیں کہ ہم پر آسمان سے کچھ

عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ ۖ قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ○

کھانا نازل فرما دیں آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو

قَالُوا نُرِيدُ أَنْ نَأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ أَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا

وہ بولے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دلوں کو پورا اطمینان ہو جاوے اور ہمارا یقین اور بڑھ جاوے

وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ ○ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا

اور ہم گواہی دینے والوں میں سے ہو جاویں عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی کہ اے اللہ اے ہمارے پروردگار

أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ

ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرمایئے کہ وہ ہمارے لئے یعنی ہم میں جو اول ہیں اور جو بعد میں سب کیلئے ایک خوشی کی بات ہو جاوے اور آپ کی طرف سے

قصہ نزول مائدہ

إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ (الی قولہ) وَآيَةً مِنْكَ

وہ وقت قابل یاد ہے جبکہ حواریین نے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے) عرض کیا کہ اے عیسیٰ ابن مریم (علیک السلام) کیا آپ کے رب ایسا کر سکتے ہیں[۱] (یعنی کوئی امر مثل خلاف حکمت ہونے وغیرہ کے اس سے مانع تو نہیں) کہ ہم پر آسمان سے کچھ کھانا[۲] (پکا پکایا) نازل فرما دیں آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو (مطلب[۳] یہ کہ تم تو ایمان دار ہو اس لئے خدا سے ڈرو اور معجزات کی فرمائش سے کہ بے ضرورت[۴] ہونے کی وجہ سے خلاف ادب ہے بچو) وہ بولے کہ (ہمارا مقصود بے ضرورت فرمائش کرنا نہیں ہے جو کہ خلاف ادب ہو بلکہ ایک مصلحت سے اس کی درخواست کرتے ہیں وہ یہ کہ) ہم (ایک تو) یہ چاہتے ہیں کہ برکت حاصل کرنے کو) اس میں سے کھائیں اور (دوسرے یہ چاہتے ہیں کہ) ہمارے دلوں کو (ایمان پر) پورا اطمینان ہو جاوے اور (مطلب[۵] اطمینان کا یہ ہے کہ) ہمارا یقین اور بڑھ جاوے کہ آپ نے (دعوی رسالت میں) ہم سے سچ بولا ہے (کیونکہ جس قدر دلائل بڑھتے جاتے ہیں دعوی کا یقین بڑھتا جاتا ہے) اور (تیسرے یہ چاہتے ہیں کہ) ہم (اور لوگوں کے سامنے جنھوں نے یہ معجزہ نہیں دیکھا) گواہی دینے والوں میں سے ہو جاویں (کہ ہم نے ایسا معجزہ دیکھا ہے تاکہ ان کے سامنے اثبات رسالت کر سکیں اور ان کی ہدایت کا یہ ذریعہ بن جاوے) عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) نے جب دیکھا کہ اس درخواست میں ان کی غرض صحیح ہے تو حق تعالیٰ سے) دعا کی کہ اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرمایئے کہ وہ (مائدہ) ہمارے لئے یعنی ہم میں جو اول (یعنی موجودہ زمانہ میں) ہیں اور جو بعد (کے زمانہ میں آنے والے) ہیں سب کے لئے ایک خوشی کی بات ہو جاوے حاضرین کی خوشی تو کھانے[۶] سے اور معروضہ قبول ہونے سے اور بعد والوں کی خوشی اپنے سلف پر انعام ہونے سے اور یہ غایت تو خاص ہے مؤمنین کے ساتھ) اور (میری پیغمبری پر) آپ کی طرف سے ایک نشان ہو جاوے (کہ مؤمنین کا یقین بڑھ جاوے

اللغات قولہ اللھم کان اصلہ یا اللہ حذف حرف النداء وعوض عنہ المیم ۱۲ البلاغۃ فی الروح فی اللھم ربنا اذا دکسجانہ مرتین اتبارا لغایۃ التضرع ومبالغۃ فی الاستدعاء ۱۲ قولہ یعیسی بن مریم لعل نداءہم باسمہ علیہ السلام لکمال التعین ان کان کلیہما یسمی او لقلۃ الادب ان کانوا یعلمونہم ۱۲ اختلاف القراءۃ فی قراءۃ ہل تستطیع بالخطاب ربک بالنصب ومعناہ ہل تستطیع ان تسأل ربک ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ

قال اتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین الخ فی الروح عن الزجاج اتقوا اللہ من امثال ھذا السوال و اقتراح الایات اھ وفیہ روی عن تتبع الخوارق فی اھل اللہ تعالیٰ ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ

قال اتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین الخ یعنی ایسے معجزات کی درخواستوں سے بچو اس میں اس سے بھی زجر ہے کہ اہل اللہ میں خوارق کو تلاش کیا جاوے ۱۲

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ فی یستطیع یہ کہ میں یہی کوئی الخ اشارۃ الی ان المراد ہہنا بالفعل کما فی الروح تبعا للسہیلی بالسبب یکسبانی اذا فہم یعنی اردتم فان الاستطاعۃ والارادۃ سببان والفعل والقیام مسببان اتا جر ۱۲ اشارۃ الی السؤال عن المانع لکون الجزم خلافا للحکمۃ مثلا ۱۲ [۲] قولہ فی مائدۃ کھانا کما فی الروح وتطلق المائدۃ علی نفس الطعام ایضا ۱۲ [۳] قولہ فی ان کنتم مؤمنین مطلب الخ اشارۃ الی انہم کانوا مؤمنین ویدل علیہ قولہ فمن یکفر بعد بلوہ ولقلۃ الکتاب والسنۃ بہذا المعنی حینئذ لم یفہم کثیر منہم بقولہ تعالیٰ فمما یعلم من تفسیرہ ۱۲ [۴] قولہ بے ضرورت الخ یہ کہ الایمان فان لہ ضرورۃ الی المعجزات ایضا ۱۲ [۵] قولہ اور مطلب الخ اشارۃ الی کون العطف تفسیریا وتفسیر العلم حصولا بالجواب عما یتوہم من انہم کیف لم یکتفوا فی العلم بکونہم شاہدین علی المعجزات السابقۃ کما تقدم فی الاجابۃ ۱۲ [۶] قولہ کھانے الخ یہ کہ ہم ان کی درخواست کو اس لئے قبول کرتے ہیں کہ ان کی غرض صحیح ہے اور وہ غرض صحیح ہونا ان کے اس قول سے معلوم ہوا کہ ہم چاہتے ہیں کہ برکت حاصل کرنے کو اس میں سے کھائیں ۱۲

وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ○ قَالَ اللَّهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ

اور آپ ہم کو عطا فرمایئے اور آپ سب عطا کرنے والوں سے اچھے ہیں۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ کھانا تم لوگوں پر نازل کرنے والا ہوں

فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ ○

پھر جو شخص تم میں سے اس کے بعد ناحق شناسی کرے گا تو میں اس کو ایسی سزا دوں گا کہ وہ سزا دینا جہان والوں میں سے کسی کو نہ دوں گا

ع ۱۵ ۷ ۵

اور منکرین حاضرین یا غائبین پر حجت ہو جاوے اور یہ غایت مؤمنین و غیر مؤمنین سب کے لئے عام ہے) وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ○ (الیٰ قولہ) فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ ○ اور آپ ہم کو (وہ مائدہ) عطا فرمایئے اور آپ سب عطا کرنے والوں سے اچھے ہیں (کیونکہ سب کا دینا اپنے نفع کے لئے ہے اس لئے ہم اپنے منافع پیش کر کے آپ سے مائدہ کی درخواست کرتے ہیں) حق تعالیٰ نے (جواب میں) ارشاد فرمایا کہ (آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ) میں وہ کھانا (آسمان سے) تم لوگوں پر نازل کرنے والا ہوں پھر جو شخص تم میں سے اس کے بعد (اس کی) ناحق شناسی کرے گا (یعنی اس کے حقوق واجبہ عقلاً و نقلاً ادا نہ کرے گا) تو میں اس کو ایسی سزا دوں گا کہ وہ سزا (اس وقت کے) دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہ دوں گا۔ ف مجموعہ ان حقوق کا یہ تھا کہ اس پر شکر کیا جاوے کہ عقلاً بھی واجب ہے اور اس میں خیانت نکریں اور اگلے دن کے لئے نہ اٹھا کر رکھیں چنانچہ اس کا حکم ہونا ترمذی کی حدیث میں عمار بن یاسر سے منقول ہے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ مائدہ آسمان سے نازل ہوا اس میں روٹی اور گوشت تھا اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ ان لوگوں نے (یعنی بعض نے) خیانت کی اور اگلے دن کے لئے اٹھا کر رکھا پس بندر اور خنزیر کی صورت میں مسخ ہوئے نعوذ باللہ من غضب اللہ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس میں سے کھاتے بھی تھے جیسا ناکل میں ان کی یہ غرض بھی مذکور ہے البتہ رکھکر کھانا ممنوع تھا اور باوجود معجزات نفع و ابراء واحیاء کے اس کا طلب کرنا شاید زیادہ برکت و قوت ایمان کے و تکثیر معجزات کے لئے ہو جیسا ناکل ونعلم کے ترجمہ میں اشارہ بھی ہو گیا ہے اور حواریین کے متعلق ایک ضروری بحث سورۂ آل عمران کی آیت قال الحواریون نحن انصار اللہ کے ذیل میں گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے ربط ابھی آیت اذ قال اللہ یعیسیٰ بن مریم اذکر نعمتی کی تمہید میں آیت آئندہ کا ارتباط بھی مفصل بیان ہو چکا ہے اور جیسے آیت مذکور بالا میں مخاطبت قیامت کا ذکر ہے ایسے ہی آیت آئندہ میں بھی اور درمیان میں قصہ نزول مائدہ کا جو کہ دنیا میں واقع ہوا ہے آ گیا تھا اور اس کا درمیان میں لانا شائد اس لئے ہو کہ ان مخاطبات یوم قیامت سے جیسا کہ آیت بالا کی تمہید میں احقر نے لکھا ہے مقصود یہ ہو گا کہ اہل کتاب کی غلطی افراط و تفریط میں ثابت ہو جاوے اور قصہ نزول مائدہ سے اس مقصود کے مقاصد میں سے جو یہ امر ہے کہ ان کو افراط و تفریط پر تعذیب کی اطلاع دیں اس کی تاکید اس طرح ہوتی ہے کہ

ملحقات الترجمہ

ل قولہ فی خیر الرازقین اس لئے اشارۃ الی وجہ زیادۃ وارزقنا من التعلیل لما سألوہ من قبل واشارۃ ایضاً الی کون المغفول ارزقنا ہو المائدۃ ۱۲

م قولہ فی قال اللہ ان لوگوں سے کہہ دیجئے اشارۃ الی ان الخطاب فی علیکم الی السائلین لا الی السائل فلا اشکال فی قولہ یکفر واعذاب

ن قولہ فی العالمین اس وقت فان ہذہ المسخ فی ذاک الوقت کان محققاً ۱۲ س قولہ فی ف یعنی بعض لان الحواریین مدحوا فی الکتاب والسنۃ فلا یحتمل کون کلہم کافرین خائنین ۱۲

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماویں گے کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے ان لوگوں سے کہدیا تھا کہ مجھکو اور

اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ

میری ماں کو بھی علاوہ خدا کے معبود قرار دے لو۔ عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ میں تو آپ کو منزہ سمجھتا ہوں مجھکو کسی طرح زیبا نہ تھا

لِيْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ

مجھکو کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے کہا ہوگا تو آپ کو اس کا علم ہوگا آپ تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتے ہیں اور

مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○

جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا تمام غیبوں کے جاننے والے آپ ہیں

دیکھو جس طرح اصحاب مائدہ کو کفر بآیت الٰہیہ سے دنیا میں سزا دی گئی اسی طرح ان افراط و تفریط کرنے والوں کو کفر بالآیات الالٰہیہ سے عقبیٰ میں سزا دی جاوے گی واللہ اعلم۔ تتمہ مخاطبت یوم قیامت عیسیٰ علیہ السلام وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ (الیٰ قولہ) اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○ اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جبکہ اللہ تعالیٰ (قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کفار نصاریٰ کے سنانے کے لئے) فرماویگا کہ اے عیسیٰ بن مریم (ان لوگوں میں جو عقیدہ تثلیث کا تھا مثلاً بعضے اللہ تعالیٰ کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کو شریک الوہیت مانتے تھے تو) کیا تم نے ان لوگوں سے کہدیا تھا کہ مجھکو (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو) اور میری ماں (حضرت مریم) کو بھی علاوہ خدا کے معبود قرار دے لو عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ (توبہ توبہ) میں تو (خود اپنے عقیدہ میں) آپ کو (شریک سے) منزہ سمجھتا ہوں (جیسا کہ آپ واقع میں بھی منزہ ہیں تو ایسی حالت میں) مجھکو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں (نہ باعتبار اپنے عقیدہ کے کہ میں موحد ہوں اور نہ باعتبار واقع کے کہ آپ واحد ہیں اور دلیل میرے اس کہنے کی یہ ہے کہ) اگر میں نے (واقع میں) کہا ہوگا تو آپ کا اس کا (یقیناً) علم ہوگا (مگر جب آپ کے علم میں بھی میں نے نہیں کہا تو واقع میں بھی نہیں کہا اور کہنے کی صورت میں آپ کو اس کا علم ہونا اس لئے ضروری ہے کہ) آپ کو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتے ہیں (تو جو زبان سے کہتا اس کا علم تو کیوں نہ ہوتا) اور میں (تو مثل دیگر مخلوقات کے اتنا عاجز ہوں کہ) آپ کے علم میں جو کچھ ہے اس کو (بدون آپ کے بتلائے ہوئے) نہیں جانتا (جیسے دیگر مخلوقات کا بھی یہی حال ہے پس) تمام غیبوں کے جاننے والے آپ ہی ہیں (سو جب اپنا اس قدر عجز اور آپ کا کمال مجھکو معلوم ہے تو شرکت فی الالوہیت کا دعویٰ کیسے کرتا۔ یہاں تک تو اس بات کے کہنے کی نفی ہوئی آگے اس کی نقیض کے

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ من دون اللہ بھی علاوہ خدا کے حاصل معناہ مع اے من دون اللہ منفرداً او مجتمعاً و بما فی

لان احد النقیضین ہو نفی نقیض الآخر ۱۲

۱ روح المعانی وجیئہ یکون من دون اللہ مجازا عن مع اللہ ۲ قولہ فی ما یکون زیبا لمعناہ لا یلیق ۱۲ ۳ قولہ فی ان کنت دلیل حاصلہ الاستدلال بنفی اللازم علی نفی الملزوم ۱۲ ۴ قولہ فی تعلم اس لئے ضروری ہوا تعلیل لقولہ علمتہ ۱۲ ۵ قولہ فی نفسی نفسک دل وعلم اشائ کما فی الروح الی کون النفس الاول یعنی القلب والثانی یعنی الذات لکن مع اعتبار المشاکلۃ فان النفس بمعنی الذات وان صح اطلاقہ علی اللہ تعالیٰ لکن لا اعلم ما فی ذاتک لیس بکلام مرضی یحتاج الی ان یکون المراد لا اعلم معلومک فجرعنہ بلا اعلم ما فی نفسک لوقوع التعبیہ عن تعلم معلومی تعلم ما فی نفسی ۱۲ ۶ قولہ فی توضیح تعلم حوزبان سے اشارۃ الی وجہ تخصیص ما فی النفس ۱۲ ۷ قولہ فی لا اعلم ہو دلیل ہو المعلوم لنفسہ الدال علی نفی القول بلا واسطۃ کما ان تعلم دال علیہ ایضا بواسطۃ دلیل آخر لان الدلیل القریب علیہ ان کنت قلتہ فقد علمتہ وہذا دلیل علی قولہ فقد علمتہ فالجملتان تعلم ولا اعلم کلاہما دلیل ۱۲ ۸ قولہ قبل ما قلت نقیض فہو استدلال ثالث

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ

میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر وہی جو آپ نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی

عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ

مطلع رہا جب تک ان میں رہا پھر جب آپ نے مجھکو اٹھالیا تو آپ ان پر مطلع رہے۔

عَلَیْهِمْ ۭ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ○ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ

اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں

وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○

اور اگر آپ ان کو معاف فرمادیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔

کہنے کا اثبات ہے کہ) مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ (الیٰ قولہ) فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○ میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا صرف وہی (بات) جو آپ نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور (یہاں تک تو عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی حالت کے متعلق عرض کیا آگے ان لوگوں کی حالت کے متعلق عرض کرتے ہیں کیونکہ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ میں گو تصریحاً تو سوال صدور قول سے ہے لیکن اشارۃً اس تثلیث کے سبب صدور کا سوال بھی مترشح ہو سکتا ہے پس اس باب میں یوں عرض کریں گے کہ) میں ان (کی حالت) پر مطلع رہا جب تک ان میں (موجود) رہا (سو اس وقت تک کا حال تو میں نے مشاہدہ کیا ہے اس کے متعلق بیان کر سکتا ہوں) پھر جب آپ نے مجھکو اٹھالیا (یعنی اول بار میں تو زندہ آسمان کی طرف اور دوسری بار میں وفات کے طور پر) تو (اس وقت صرف) آپ ان (کے احوال) پر مطلع رہے (اس وقت کی مجھکو کچھ خبر نہیں کہ ان کی گمراہی کا سبب کیا ہوا اور کیوں کر ہوا) اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں (یہاں تک تو اپنا اور ان کا معاملہ عرض کیا آگے ان کے اور حق تعالیٰ کے معاملات کے متعلق عرض کرتے ہیں کیونکہ انت قلت للناس اتخذونی میں گو وضعاً تو سوال صدور قول سے ہے مگر طبعاً باعتبار انتقال ذہن سامعین کے احیاناً ایسا استفہام اس امر کو متضمن معلوم ہونے لگتا ہے کہ چونکہ نبی سے ایسے قول کا صدور برائے امت کا سبب ہو سکتا ہے پس سوال عن الصدور سے اشارۃً براءۃ کا سوال مترشح ہو سکتا ہے کہ کیا آپ کے نزدیک یہ لوگ رہائی کے قابل ہیں پس اس باب میں یوں عرض کریں گے کہ) اگر آپ ان کو (اس عقیدہ پر) سزا دیں تو (جب بھی آپ مختار ہیں کیونکہ) یہ آپ کے بندے ہیں (اور آپ ان کے مالک اور مالک کو حق ہے کہ بندوں کو ان کے جرائم پر سزا دے) اور اگر آپ ان کو معاف فرمائیں تو (جب بھی آپ مختار ہیں کیونکہ) آپ زبردست (قدرت والے) ہیں (تو معافی پر بھی قادر ہیں اور) حکمت والے (بھی) ہیں (تو آپ کی معافی بھی حکمت کے موافق ہوگی اس لئے اس میں بھی کوئی قبح نہیں ہو سکتا مطلب یہ کہ دونوں حال میں آپ مختار ہیں میں کچھ دخل نہیں دیتا۔ غرض عیسیٰ

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی امرتنی بہ مجھ سے کہنے کو اشارۃ الی التقدیر

۲ فی توفیتنی یعنی الی المرۃ الثانی قولہ دوسری بار دو من ہنا لم یقل رفعتنی ولا انتنی والتوفی عام ہہنا کما فی قولہ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فافہم

۳ قولہ فی شہیدا یقیب مطلع اشارۃ الی التفنن فی العبارۃ کما فی الروح یعبر بہ الشہید بن والرقیبین لان کونہ علیہ السلام رقیبا لیس کالرقیب الذی یمنع ویلزم بل کاشف ہد علی المشہود علیہ ومنعہ بمجرد القول وانہ تعالیٰ شانہ ہو الذی یمنع ان اشار ۱۲ بھم

۴ قولہ قبل ان تعذ رہائی کے لئے المراد مطلق النجاۃ من غیر خصوصیۃ ترتبہا علی صدور ہذا القول منہ علیہ السلام ۱۲

علیہ السلام نے معروض اول سبحنك الخ میں اپنی تبری ان اہل تثلیث کے عقیدہ سے اور اس کی تعلیم سے معروض دوم وکنت علیهم الخ میں اپنی تبری ان کے اس عقیدہ کے مفصل سبب جاننے تک سے اور معروض سوم ان تعذبهم میں اپنی تبری ان کے باب میں کوئی تحریک کرنے تک سے ظاہر کردی اور یہی مقصود تھا حق تعالیٰ کا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان مخاطبات سے پس اس میں ان کفار کو پوری توبیخ اپنی نادانی پر اور حسرت اپنی ناکامی پر ہوگی ف۱ صاحب فتح نے اپنی نہیات میں سہیل کے مقدمہ ترجمہ قرآن سے ایک فرقہ نصاریٰ عرب کا تثلیث میں بجائے روح القدس کے حضرت مریم کو داخل کرنا نقل کیا ہے اور مقصود اس آیت میں نفس تثلیث بلکہ مطلق شرک فی الالوہیت کو باطل کرنا ہے جیسا کہ لفظ مثلاً ترجمہ میں لانے سے اس طرف اشارہ کردیا گیا اور یہ تخصیص یا تو باعتبار اس فرقہ کے اس وقت کثیر ہونے کے ہے یا اس اعتبار سے کہ اس سے اس کا ابطال بدرجہ اولیٰ ہوگیا کیونکہ منشاء اس عقیدۂ فاسدہ کا خوارق ہیں اور خوارق میں ان کا حال روح القدس سے زیادہ عجیب ہے کیونکہ بہتر سے ایسے عجائب کا ظہور مثل تولد و تولید بلا توسط مرد کے اور دوسرے معجزات و کرامات کے جس قدر عجیب و بعید ہے ملائکہ سے عجائب کا صدور اتنا عجیب و بعید نہیں کیونکہ خود نوع ملائکہ عادۃً بہ نسبت نوع بشر کے زیادہ محل صدور عجائب ہے جیسا کہ ظاہر ہے جب زیادہ عجیب خوارق میں احتمال الوہیت باطل ہے تو کم عجیب میں بدرجۂ اولیٰ۔ ف۲ بعض لوگوں کو بعض اوقات میں حماقت سوجھی تھی کہ کہتے تھے کہ یہاں عَزِيزٌ حَكِيمٌ کی جگہ غَفُورٌ رَّحِيمٌ مناسب تھا لیکن احقر نے ترجمہ کی جو تقریر کی ہے اس سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ مقصود سفارش اور تقریب مغفرت نہیں کیونکہ قیامت میں کفار و مشرکین کی سفارش نہ ہوگی کیونکہ اس کا مبنیٰ اذن ہے جس کا عدم یقینی ہے بلکہ مقصود تبریٰ و تفویض ہے اور کفر اس سے مانع نہیں کیونکہ اس کا مبنیٰ قدرت ہے جس کا وجود یقینی ہے اور غَفُورٌ رَّحِيمٌ میں یہ بات حاصل نہ ہوتی بلکہ مقصود کے خلاف لازم آتا پس اصل جواب اِنْ تُعَذِّبْهُمْ کا مثل اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ کے فانت تملك ذلك من غير قبح ہے اور انك انت العزيز الحكيم اس کی دلیل ہے اور اس دلیل کی ضرورت یہ ہے کہ مخلوق سے جو عفو صادر ہوتا ہے گاہے بوجہ عدم قدرت کے ہوتا ہے اور گاہے کسی مضرت کو متضمن ہونے سے خلاف حکمت ہوتا ہے پس ایک جگہ تو اختیار ہی نہیں ہوا اور دوسری جگہ اختیار قبیح ہوا پس مغفرت الٰہیہ میں اس دلیل کے لانے سے شبہ عدم قدرت اور عدم حکمت کا جاتا رہا اور اور مدلول مقدر کی تعیین ہوگئی یعنی تملك ذلك من غير قبح اس کو فن بلاغت میں احتراس کہتے ہیں بلکہ اگر آیت مؤمنین کی شان میں بھی ہوتی تب بھی گو غفور رحیم بھی صحیح ہوتا لیکن عزیز حکیم پھر بھی غیر صحیح نہ ہوتا کیونکہ تقدیر مذکور گو شفاعت میں نص نہیں لیکن شفاعت کے منافی نہیں اور اگر اس سے دلالت علی الشفاعت مقصود ہوتی

ف۱ مقدر منوی بدل دیا جاتا اس طرح ان تغفر لهم فلا تضرك المغفرة بان تنسب الى العجز او السفه سبحانك فانك انت العزيز الحكيم ربط اوپر ان دونوں رکوع میں قیامت کے دن اعمال و احوال کا تفتیش کیا جانا مذکور و مقصود ہے اور نزول مائدہ کا قصہ بھی اسی مقصود کی تاکید کے لئے تھا جیسا اوپر آیت یوم یجمع اللہ اور آیت واذ

ملتقطات الترجمہ

ف۱ قولہ فی ف

مقدر منوی بدل دیا جاتا وعلیہ یحمل ما فی الاحادیث من ارادۃ صلی اللہ علیہ وسلم ہذہ الآیۃ الشفاعۃ لامتہ فافہم فانہ من المواہب ۱۲

اختلاف القراءۃ

فی قراءۃ یوم بالرفع خبر لہذا وفی قراءۃ یوم بالنصب ظرف لقال وخبر ہذا محذوف ای حق او ظرف مستقر وقع خبرا لہذا لے قال اللہ تعالیٰ ہذا القول واقع فی یوم ینفع ۱۲

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماویں گے کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آوے گا۔ ان کو باغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا

جاری ہوں گی۔ جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے ۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش اور یہ اللہ تعالیٰ سے

عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

راضی اور خوش ہیں یہ بڑی بھاری کامیابی ہے ۔

قال اللہ کی تمہیدات میں مفصل اس کی تقریر گذر چکی اب آگے اس تفتیش و محاسبہ کا نتیجہ مذکور ہوتا ہے ۔

نتیجہ مخاطبات و محاسبات مذکورہ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ (الی قولہ) ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (ان تمام مکالمات مذکورہ کے بعد) اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ یہ (قیامت کا دن) وہ دن ہے کہ جو لوگ (دنیا میں باعتبار عقائد اور اعمال اور اقوال کے) سچے تھے (کہ وہ سچا ہونا اب ظاہر ہو رہا ہے جن میں انبیاء جن سے خطاب ہو رہا ہے اور مؤمنین جن کے ایمان کی انبیاء و ملائکہ سب شہادت دیں گے سب داخل ہیں اور اس میں اشارہ تصدیق رسل و تصدیق عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھی ان مخاطبات میں ہو گیا ۔ غرض یہ سب حضرات جو دنیا میں سچے تھے) ان کا سچا ہونا (آج) ان کے کام آوے گا (اور وہ کام آنا یہ ہے) کہ ان کو (جنت کے) باغ (رہنے کو) ملیں گے جن کے (محلات کے) نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے (اور یہ نعمتیں ان کو کیوں نہ ملیں کیونکہ) اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور خوش ہیں (اور جو شخص راضی و مرضی ہو اس کو ایسی ہی نعمتیں ملتی ہیں) یہ (جو کچھ مذکور ہوا) بڑی بھاری کامیابی ہے (کہ دنیا کی کوئی کامیابی اس کے برابر نہیں ہو سکتی) ف اور اسی سے حال اہل صدق کے اضداد کا یعنی کفار وغیرہ کا معلوم ہو گیا کہ مستحق سزا ہوں گے چونکہ آگے عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کے عموم میں یہ سزا بھی داخل ہے شاید یہاں اس لئے تصریحاً و تخصیصاً اس کا بیان نہ فرمایا ہو واللہ اعلم ۔

ربط اب سورت ختم ہونے کو ہے تمام سورت میں کچھ اصول کچھ فروع مذکور فرمائے گئے ہیں آگے خاتمہ میں لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ الخ میں ان احکام کے مشروع فرمانے کا اللہ تعالیٰ کو حق ہونا اور اسی میں ان احکام کی مخالفت کا بندوں کے لئے قبیح ہونا کہ وہ مخالفت ایسے مالک اور ملک عظیم کی ہے اور وہو علی کل شیٔ قدیر میں اطاعت پر جزاء اور مخالفت پر سزا کا صحیح الوقوع ہونا اشارۃً مذکور ہے ۔

ملخص الترجمہ

۱ قولہ فی صدقہم ان کا سچا ہونا آج ظرف بہذا الصدق صدقہم فی الدنیا المرتب علیہ صدقہم فی الآخرۃ اذا سئلوا فلا یلزم ان یوارید الصدق فی الدنیا لم یکن فیہ تصدیق عیسیٰ علیہ السلام ولو ارید فی المتفق لزم کون ما المجراۃ دار العمل فافہم ۱۲

اختلاف القراءۃ ۔ فی قراءۃ یوم بالرفع خبر لہذا وفی قراءۃ یوم بالنصب ظرف یقال وخبرہذا محذوف ای حق وظرف مستقر وقع خبرا لہذے دال اللہ تعالیٰ ہذا القول واقع فی نفع ۱۲

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ع ۱۶/۵/۶

اللہ ہی کی سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور ان چیزوں کی جو ان میں موجود ہیں اور وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتے ہیں

سورۃ الانعام مکیۃ وھی مائۃ وخمس وستون آیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو کہ نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اثبات ملک و قدرت حق تعالیٰ

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور ان چیزوں کی جو (ان آسمانوں اور زمین) میں موجود ہیں اور وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔ ف پس باعتبار تقریر تمہید کے خاتمہ کو پوری سورت سے تلاصق ہے جیسا کہ فاتحہ یعنی شروع کی آیت کو بھی اسی طرح پوری سورت سے تعلق تھا جیسا اس جگہ مذکور ہوا ہے کہ اوفوا بالعقود بوجہ عموم معنی کے بمنزلہ تتمہ کے ہے اور پوری سورت اس کی شرح پس سورت امر بالایفاء عہود سے شروع ہوئی اور ایفاء اور اس کے ضد کے حسن و قبح و غرہ کے بیان پر ختم ہوئی اور درمیان میں محل ایفاء کی تفصیل ہوگئی۔ فسبحان اللہ ما الطف کلامہ وادق مرامہ واحسن بدوہ وختامہ وقد تم تفسیر سورۃ المائدۃ بحمد اللہ تعالیٰ وعونہ وتوفیقہ وفضلہ علی ید من ھو الفقیر الحقیر الذلیل الکسیر الغریق فی بحار السیئات الحریق بنار الخطیئات عفا اللہ عنہ من الظلمات وانقذہ من الموبقات ووفقہ لختم تفسیر کلامہ المجید فانہ فعال لما یرید ھذا وکان الیوم یوم الاحد الثانی والعشرین من شھر اللہ المحرم سنۃ الف وثلثمائۃ واربعۃ وعشرین من ھجرۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ وعترتہ الطیبین الطاھرین ابد الآبدین ودھر الداھرین آمین یا رب العلمین

فائدہ من الرجع الاخبار بنزول ہذہ السورۃ جملۃ ضعیفۃ لے الروایات التی وردت فی ان ہذہ السورۃ نزلت جملۃ واحدۃ لے صحتہ کلہا ضعیفۃ ویؤیدہ ما قالہ ابن الصلاح فی فتاوی الحدیث لو اردنا انہا نزلت جملۃ بناء علی طریق ابی بن کعب لم تزل سندا صحیحا وقد روی ما یخالفہ ومن ہنا یعلم ما فی دعوی الامام اتفاق الناس علی القول بنزولہا جملۃ فتدبر آہ ۱۲

سورۃ الانعام مکیۃ الا ست ایات او ثلث من قولہ تعالیٰ قل تعالوا وھی مائۃ وخمس وستون آیۃ کذا فی المیضاوی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ سورت سابقہ کے اتمام اور اس کے آغاز میں تو مناسبت یہ ہے کہ دونوں مشتمل ہیں ابطال شرک اور اثبات توحید اور اس کے دلائل پر اور دونوں سورتوں کے مجموعہ میں مناسبت یہ ہے کہ دونوں مشتمل ہیں شرائع پر گو سورت سابقہ میں شرائع میں سے فروع بھی مثل اصول کے کثیر ہیں چنانچہ بیس تک ان کا شمار پہنچا ہے اور اس میں تقریباً تمام سورت میں اصول ہی زیادہ ہیں اور فروع بہت کم ہیں کہ عدد مذکور کے ثلث یا ربع سے متجاوز نہیں اور خود اس سورت کے باہم اجزاء میں مناسبت و ارتباط یہ ہے کہ حاصل سورت کا چند امور ہیں اثبات، توحید، اثبات رسالت، توحید و رسالت کی تائید کے لئے بعض قصص انبیاء علیہم السلام کے اثبات قرآن۔ اثبات بعثت ان کے منکرین کا عناد قولی وفعلی۔ ان منکرین پر وعیدیں۔ ان وعیدوں کی تائید کے لئے بعض امم مکذبین کا حال ہلاکت۔ ان منکرین سے مکالمت ومحاجہ۔ خود ان کے رسوم وعادات کی تقبیح۔ ان کے ساتھ معاملہ رکھنے میں اعتدال کی تعلیم کہ تبلیغ میں کمی نہ ہو تشدد میں حد شرعی سے زیادتی نہ ہو مخالطت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۚ

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے لائق ہیں۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیوں کو اور نور کو بنایا

ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ

پھر بھی کافر لوگ اپنے رب کے برابر قرار دیتے ہیں وہ ایسا ہے جس نے تم کو مٹی سے بنایا پھر

قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ

ایک وقت معین کیا۔ اور دوسرا معین وقت خاص اللہ ہی کے نزدیک ہے پھر بھی تم لوگ شک کرتے ہو۔ اور وہی ہے

فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ ؕ یَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَیَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝

معبود برحق آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی وہ تمہارے پوشیدہ احوال کو بھی اور تمہارے ظاہر احوال کو بھی جانتے ہیں اور تم جو عمل کرتے ہو اسکو

میں مداہنت نہ ہو۔ دل جوئی یا فکر ہدایت میں مبالغہ نہ ہو۔ ان کے رسوم جہالت کے مقابلہ میں بعض مکارم اخلاق اسلامیکا بیان اور یہ تمام تر گفتگو مشرکین سے ہے صرف دو تین جگہ مسئلہ نبوت و قرآن یا حلت و حرمت اشیاء کی بحث کی مناسبت سے ضمناً اہل کتاب خصوصاً یہود کی تقبیح آگئی ہے بہرحال ہے سورت کا اور ان سب مضامین میں وجہ تعلق و ربط مخفی نہیں پس سب سے اول توحید کی آیتیں ہیں **اخفاف توحید ابطال اشراک مع اشارۂ بجزاء** اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (الی قولہ) وَیَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے لائق ہیں جس نے آسمانو کو اور زمین کو پیدا کیا (جو کہ جواہر میں سے ہے) اور تاریکیوں کو اور نور کو بنایا (جو کہ اعراض میں سے ہے) پھر بھی کافر لوگ (عبادت میں دوسروں کو) اپنے رب کے برابر قرار دیتے ہیں وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تم (سب) کو بواسطۂ آدم علیہ السلام کے مٹی سے بنایا پھر (تمہارے مرنے کا) ایک وقت معین کیا اور دوسرا معین وقت (دوبارہ زندہ ہوکر اٹھنے کا) خاص اللہ ہی کے نزدیک (معلوم) ہے پھر بھی تم (میں سے بعض) شک رکھتے ہو (کہ بعث کو ممتنع سمجھتے ہو حالانکہ جس نے حیات اول دی دوبارہ دینا کیا مشکل ہے) اور وہی ہے معبود برحق آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی (یعنی اور سب معبود باطل ہیں) وہ تمہارے پوشیدہ احوال کو بھی اور تمہارے ظاہر احوال کو بھی جانتے ہیں اور (بالخصوص) تم جو کچھ (ظاہراً یا باطناً) عمل کرتے ہو (جس پر مدار جزا ہے) اس کو جانتے ہیں **ف** توحید تینوں آیتوں کا مقصود مشترک ہے یعنی عبادت کے لائق وہ ہے جس میں یہ صفات ہوں کہ وہ خالق انفس و آفاق کا ہو۔ اور عالم غیب و شہادت کا ہو اور آخر کی دو آیتوں میں بعث کی خبر اور اس کے امتناع کا دفع اور محاسبہ علی الکسب پر تنبیہ بھی ہے جس سے شرک پر وعید ثابت ہو گئی۔ اور دوسرے اجل کے علم کو اپنے ساتھ مخصوص فرمایا کیونکہ پہلے اجل کا گو قطعی علم نہ سہی مگر ظنی طور پر علامات سے معلوم ہو جاتا ہے **ربط** اور پر آیات دلائل توحید کا بیان تھا آگے کفار کا مطلقاً آیات

اللغات یعدلون من العدل بمعنی التسویۃ ۱۲

النحو ثم الاولی للاستبعاد وکذا الثانیۃ واما الثالثۃ فلترتب الذکری واللہ فی ہو اللہ معناہ المعبود لہ یحق یصح تعلق الظرف بہ واجل مبہمی بتدا صح کونہ بتدا التخصیص بالصفۃ ۱۲

ملحقات الترجمہ لہ قولہ فی خلقکم سب کو و فی تمغرون بعض لان الخلق عام والامتزاء غیر عام و قولہ فی خلقکم بواسطۃ لان ذریۃ خلقت من نطفۃ فالمذکور رہنما۔ انہم الاولیۃ ۱۲ ۲ قولہ فی یعلم ما تکسبون جس پر مدار اشارۃ الی وجہ التخصیص بعد التعمیم ۱۲

مسائل السلوک سورۃ الانعام قولہ تعالیٰ الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰت والارض فی تعلیق الحمد ولا باسم الذات ووصفہ تعالیٰ ثانیا بما وصف بہ سبحانہ تنبیہ علی تحقیق الاستحقاق فان تحقق استحقاقہ عزوجل الحمد باعتبار انہ جل شانہ و تحقق استحقاقہ سبحانہ وتعالیٰ باعتبار الانعام المؤذن بہ ما فی حیز الموصول لواقع صفۃ ومعنی استحقاقہ سبحانہ وتعالیٰ الذاتی عند بعض استحقاقہ جل وعلا الحمد بجمیع اوصافہ و افعالہ وھو معنی قولھم انہ تعالیٰ مستحق العبادۃ لذاتہ وانکرھذا بعض محققی الحنفیۃ وجعلوا استحقاق العبادۃ الی الذات من حیث ھی فی قد صرح الامام فی شرح الاشارۃ عند ذکر مقامات العارفین ان الناس فی العبادۃ ثلث طبقات فالاولی فی الکمال والشرف الذین یعبدونہ سبحانہ وتعالیٰ لانہ لا یستحق شیئا اخر و الثانیۃ وھی التی تلی الاولی فی الکمال الذین یعبدونہ لصفۃ من صفاتہ وھی کونہ تعالیٰ مستحقا للعبادۃ والثالثۃ وھی اخری حجاب المحققین الذین یعبدون وتتکمل نفوسھم فی الانتساب الیہ اھ۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰت والارض لا حمد کو اللہ اسم ذات کے متعلق کرنا پھر اس کو صفات خاصہ کیساتھ موصوف کرنا اشارہ اس طرف ہے کہ حق تعالیٰ کو حمد کا استحقاق دو وجہ سے ہے من حیث الذات بھی من حیث بعض صفات بھی اور من حیث الذات کے معنی نفی صفات کے نہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ اس وقت صفات کی طرف نظر نہیں ۱۲

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ

اور ان کے پاس کوئی نشانی بھی ان کے رب کی نشانیوں میں سے نہیں آتی مگر وہ اس سے اعراض ہی کیا کرتے ہیں سو انھوں نے

كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۭ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

اس سچی کتاب کو بھی جھوٹا بتلایا جبکہ وہ ان کے پاس پہنچی - سو جلد ہی ان کو خبر مل جاوے گی اس چیز کی جس کے ساتھ یہ لوگ استہزاء کیا کرتے تھے

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ

کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ ہم ان سے پہلے کتنی جماعتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جنکو ہم نے دنیا میں ایسی قوت دی تھی کہ تم کو وہ قوت نہیں دی

لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ

اور ہم نے ان پر خوب بارشیں برسائیں اور ہم نے ان کے نیچے سے نہریں جاری کیں

تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝

پھر ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر ڈالا - اور ان کے بعد دوسری جماعتوں کو پیدا کر دیا -

الٰہیہ سے اعراض کرنا مع وعید مذکور ہے **بیان اعراض تکذیب کفار و وعید بر آں** وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ (۱) الی قولہ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ اور ان (کفار) کے پاس کوئی نشانی بھی ان کے رب کی نشانیوں میں سے نہیں آئی مگر وہ اس سے اعراض ہی کیا کرتے ہیں سو (چونکہ یہ ان کا شیوہ ہو گیا ہے) انھوں نے اس سچی کتاب (یعنی قرآن) کو بھی جھوٹا بتلایا جبکہ وہ ان کے پاس پہنچی سو (ان کی یہ تکذیب خالی نہ جائے گی بلکہ) جلد ہی ان کو خبر مل جاوے گی اس چیز کی جس کے ساتھ یہ لوگ استہزا کیا کرتے تھے (مراد اس سے عذاب ہے جس کی خبر قرآن میں سنکر ہنستے تھے جس سے قرآن کی تکذیب لازم آتی تھی اس کی خبر ملنے کا مطلب یہ ہے کہ جب عذاب نازل ہوگا اس کی خبر آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور اگر عذاب کو بعید سمجھتے ہیں تو ان کی غلطی ہے) کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ ہم ان سے پہلے کتنی جماعتوں کو (عذاب سے) ہلاک کر چکے ہیں جن کو ہم نے دنیا میں ایسی قوت (جسمانی اور مالی) دی تھی کہ تم کو وہ قوت نہیں دی اور ہم نے ان پر خوب بارشیں برسائیں اور ہم نے ان کے (کھیت اور باغوں کے) نیچے سے نہریں جاری کیں (جس سے زراعت اور پھل کی خوب ترقی ہوئی اور ثروت سے گذر کرتے تھے) پھر (باوجود اس قدر قوت و سامان کے) ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے (یعنی کفر و اعراض کے) سبب (انواع عذاب سے) ہلاک کر ڈالا اور ان کے بعد دوسری جماعتوں کو پیدا کر دیا (اسی طرح اگر تم پر عذاب نازل کر دیں تو تعجب کیا ہے) ف مراد ان ہلاک شدہ جماعتوں سے عاد و ثمود وغیرہ ہیں کہ انواع عذاب سے ہلاک کئے گئے ان کے آثار نمایاں تھے ان کے دیکھنے کو ہلاکت کا دیکھنا فرما دیا اور جس عذاب سے کفار موجودین کو ڈرایا مراد اس سے یا تو دنیوی عذاب ہو چنانچہ قتل اور قید کئے گئے اور یا عذاب آخرت ہو کہ وہ بھی قریب ہے کیونکہ موت کے ساتھ ہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور انشانا الخ اس لئے فرمایا کہ ان کے ہلاک کرنے سے حقیقت میں تو ہمارا

البلاغۃ قولہ لعکن لکم فیہ التفات ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی یستھزؤن تکذیب لازم الخ لیصح ترتب الاتیان علی التکذیب للقرآن ۱۲ ۲ قولہ فی انبؤا ما کانوا مطلب الخ فما کانوا ہھنا العذاب ای اتیان انباء حضور مصداق انباء والمصداق للخبر ہو الخبر عنہ ای العذاب فحضوہ حضوا العذاب فاتیان الانباء حضور العذاب ۱۲ ۳ قولہ فی قرن جماعتوں بحذف المضاف ای اہل قرن ۱۲ ۴ قولہ فی ای سلنا خوب بارشیں فالسماء معناہ بارشیں و مدرارا معناہ خوب وارسلنا معناہ برسائیں لان مدرارا مفعال من الدور ای کثیر الدرور ۱۲

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ

اور اگر ہم کاغذ پر لکھا ہوا کوئی نوشتہ آپ پر نازل فرماتے پھر اس کو یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے تب بھی یہ کافر لوگ

كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ

یہی کہتے کہ یہ کچھ بھی نہیں مگر صریح جادو ہے اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا

وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا

سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا پھر ان کو ذرا مہلت نہ دی جاتی اور اگر ہم اس کو فرشتہ

لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝

بنا کر بھیجتے تو ہم اس کو آدمی ہی بناتے اور ہمارے اس فعل سے پھر ان پر وہی اشکال ہوتا جو اب اشکال کر رہے ہیں۔

کیا ضرر ہوتا، ظاہراً بھی تو ہمارے ملک میں کوئی کمی نہیں آئی کہ دنیا ویسی ہی بسی رہی ورنہ اگر دوسرے کے نقصان پہنچانے سے اپنا بھی کچھ نقصان محتمل ہوتا ہے تو بعض اوقات یہ مانع ہو جاتا ہے رہا قیامت تو وہ خود آبادی دنیا کی میعاد ہی ہے میعاد پر ختم ہو جانا ضرر صوری بھی نہیں کہا جا سکتا اور وہ بھی ارادہ سے اور ضرر حقیقی جو اصل مقصود بالنفی ہے وہ تو ہر حال میں منتفی ہے **ربط** اوپر کفار کی تکذیب اور اعراض کا بیان تھا جو کہ توحید و آیات کے بارہ میں تھا آگے ان کے اصرار علی التکذیب و عناد کا بیان ہے جو توحید و آیات کے ساتھ رسالت کے باب میں بھی تھا اور یہ تینوں مفہوم جو مرتب طور پر مذکور ہوئے واقع میں بھی باہم مندرج ہیں کیونکہ تکذیب تو اعراض سے اشد ہے اور عناد تکذیب سے اشد ہے

بیان عناد کفار عموماً و در رسالت خصوصاً وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ (الیٰ قولہ) وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝ اور ان لوگوں کے عناد کی یہ حالت ہے کہ اگر ہم کاغذ پر لکھا ہوا کوئی نوشتہ آپ پر نازل فرماتے (جیسا یہ لوگ کہا کرتے ہیں نُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ) پھر اس کو یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے (جس میں احتمال نظر بندی کا بھی نہیں ہو سکتا) تب بھی یہ کافر لوگ یہی کہتے کہ یہ کچھ بھی نہیں مگر صریح جادو ہے (کیونکہ جب دل میں ارادہ ماننے کا نہیں ہوتا تو ہر دلیل میں کوئی نہ کوئی بات نکال لیتا ہے) اور یہ لوگ یوں (بھی) کہتے ہیں کہ ان (پیغمبر) کے پاس کوئی فرشتہ (جس کو ہم دیکھیں اور اس کی باتیں سنیں) کیوں نہیں بھیجا گیا (جیسا ان آیتوں میں منقول ہے اوتأتی باللہ والملائکۃ قبیلا اور لولا انزل الیہ ملک فیکون معہ نذیرا۔ اور لولا انزل علینا الملائکۃ۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں) اور اگر ہم کوئی فرشتہ (اس طرح بھیجنے) تو سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا پھر (نزول فرشتہ کے بعد) ان کو ذرا مہلت نہ دی جاتی (بلکہ جب اس کو نہ مانتے جس کا وقوع ان سے یقینی ہے جیسا آگے آتا ہے تو فوراً عذاب نازل ہو جاتا کیونکہ آیت[1] قاہر اور پھر وہ بھی فرمائشی نازل ہونے کے وقت نہ ماننا حسب عادت الٰہیہ موجب اہلاک فوری ہے اور اب گو عذاب ہو گا مگر چندے مہلت تو ہے جس میں اگر توبہ کرنا چاہیں ممکن ہے) اور اگر کسی کو یہ احتمال ہو کہ شاید نزول فرشتہ کے وقت یہ مان ہی لیتے تو یہ احتمال محض غیر واقعی ہے کیونکہ ہم اس (بھیجے ہوئے) کو فرشتہ بجز نہ کرتے تو (چونکہ فرشتہ کی شکل میں بھیجنا اس لئے ہوتا کہ

[1] اور اگر ہم کوئی فرشتہ بھیجتے

مسائل السلوک ولو نزلنا علیک کتبا الخ فیہ بیان حال الملائکۃ حیث لا ینتظم بشتی وان ابتغی لھم الطریق

قولہ تعالیٰ ولو انزلنا ملکا الخ فی الروح قبل فی سبب ھلاکھم علی تقدیر انزال الملک جیما اقترحوہ انھم اذا ما یئسوہ قد نزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صورۃ الاصلیۃ وھی آیۃ لا تفنی ایمن منھا فلو لم یسلموا لکن بین من اھلاکھم فان سنۃ اللہ تعالیٰ قد جرت بذلک من تسلم ممن کفر بعد نزول ما اقترحوہ وردی ھذا عن قتادۃ اھ قلت علم ذلک بالاسلوب عدم ظھور الخوارق:۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ولو نزلنا علیک الخ اس میں معاند کے حال کا بیان ہے کہ وہ کسی طریق سے منقطع نہیں ہوتا اسلئے اسکے لئے طریق ہدایت کے دروازے نہیں ہوتے ۱۲

قولہ تعالیٰ ولو انزلنا ملکا الخ اس صورت میں ان کے ہلاک ہونے کی وجہ یہ ہوتی کہ ایسے خوارق کے ظہور سے ان پر حجت اتم تمام ہو جاتی اس سے معلوم ہوا کہ طریق اسلم خوارق کا ظاہر نہ ہونا ہی ہے ۱۲

النحو ما یلبسون۔ ما مصدریۃ وھو الظاہر لاستمرار حذف المشترک نحو ضربت فرعلا بامر متعلق یلبسون علی انفسھم کذا فی الفتوح ۱۲

ملحقات الترجمہ قولہ فی قضی الامر۔ آمنتہ یا

[1] اور اگر ہم کوئی فرشتہ بھیجتے

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا

اور (واقعی آپ سے پہلے جو پیغمبر ہوئے ہیں ان کے ساتھ بھی استہزا کیا گیا ہے۔ پھر جن لوگوں نے ان سے تمسخر کیا تھا ان کو اس عذاب نے

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ع قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

آگھیرا جس کا تمسخر اڑاتے تھے آپ فرما دیجئے کہ ذرا زمین میں چلو پھرو۔ پھر دیکھو کہ تکذیب کرنے والوں کا کیا

عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝

انجام ہوا

آدمی ان حواس متعارفہ میں فرشتہ کو اس کی اصلی صورت میں دیکھنے پر قادر نہیں اس لئے، ہم اس (فرشتہ) کو (باعتبار شکل کے) آدمی ہی بناتے اور (جب آدمی کی شکل پر وہ ہوتا تو) ہمارے اس فعل سے (اسوقت) پھر ان پر وہی اشکال (واشتباہ) ہوتا جو اب اشکال (واشتباہ) کر رہے ہیں (یعنی اس فرشتہ کو بشر سمجھکر پھر یہی اعتراض کرتے غرض نزول ملک سے ان کا نفع تو کچھ نہ ہوتا کیونکہ ان کا اشتباہ بحالہ باقی رہتا اور ان کا ضرر یہ ہوتا کہ ہلاک کر دیئے جاتے اس لئے ہم نے اس طرح نازل نہیں کیا خلاصہ یہ کہ غایت عناد سے ایسی باتیں نکالتے ہیں جو ہدایت و وضوح حق کا طریق نہیں اور جو اس کا طریق ہے کہ آیات و معجزات موجودہ میں غور کرنا اس سے کام نہیں لیتے) **ربط** اوپر کفار کے اعراض و تکذیب مع الاستہزاء و عناد کا ذکر تھا چونکہ ان واقعات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمہ پہنچتا تھا اس لئے آگے تسلی کا مضمون فرماتے ہیں **تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ (الی قولہ) ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اور (آپ ان کی بیہودگیوں سے صدمہ زدہ نہ ہوجیئے کیونکہ) (واقعی آپ سے پہلے جو پیغمبر ہوئے ہیں ان کے ساتھ بھی (ان کے مخالفین کی طرف سے) استہزا کیا گیا ہے (جو مستلزم ہے تکذیب کو پس یہ کوئی نئی بات نہیں) پھر (آخر استہزاء سے پیغمبروں کا کوئی نقصان نہ ہوا بلکہ ان کفار ہی کو اس کا انجام بھگتنا پڑا چنانچہ) جن لوگوں نے ان (پیغمبروں) سے (سزائے تکذیب کی وعید سنانے پر) تمسخر کیا تھا ان کو اس عذاب نے آگھیرا (جس کا تمسخر اڑاتے تھے (اسی طرح آپ کی جو یہ تکذیب کرتے ہیں آپ کا کیا ضرر ہے آپ کیوں مغموم ہوتے ہیں یہ خود ہی مستحق عذاب دنیوی یا اخروی ہو رہے ہیں اور اگر یہ عذاب ان پر سابقہ کا انکار کرنے لگیں تو) آپ (ان سے) فرما دیجئے کہ ذرا زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا (آثار کے ہوتے ہوئے کسی شے کا انکار مشکل ہے) **ربط** اوپر جو توحید کا مضمون تھا آگے پھر عود ہے اسی کی طرف اور اس کے ضمن میں معاد کا مضمون ہے تاکہ اعتقاد توحید کی رغبت اور اشراک سے رہبت ہو۔

اللغات فی القاموس حاق بہ احاطہ بہ ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱؎ قولہ قبل للبسنا جاز کما قال البیضاوی جواب محذوف ای لو جعلناہ رجلا للبسنا

وفی الروح یجوز ان یکون عطفا علی جواب لو المذکور او لاخیر فی عطف لازم الجواب علیہ قلت لان لازم اللازم لازم ۲ ۱۲ ۲؎ قولہ فی للبسنا ہمارے اس فعل سے اشارہ الی ان مطلب الآیۃ ہ

۱؎ قولہ صلصالا الیس ہو الاسم بل المسند واذا اسند الی اللہ تعالیٰ کما فی الروح لانہ بخلقہ تعالیٰ اولا وامرہ بحملہ رجلا ۱۲

ع ۱۶ ۷ ۲؎ قولہ لنہلک اس وقت وفی یلبسون اب کما فی الروح للبسنا علیہم حینئذ ما یلبسون علی انفسہم السابقۃ ۱۲ ۳؎ قولہ فی استہزئ کوئی نئی بات اشارۃ الی ان التسلیۃ قد تم بہ کما فی الروح قلت فلا یلزم ان یکون الاخبار عن الخلاف وخل فی التسلیۃ لان المعلوم من حالہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا یرید العذاب ۱۲ فاخبر عن العذاب علیہم بل من حیث تفی الضرر عن الرسل کما اخبر ایضا فی الآیۃ الآتیۃ لامن حیث اثبات الضرر ۱۲

۴؎ قولہ فی منعہ پیغمبروں سے فلا ضرر ان ہ و ہم متعلق بتکذبوا ایقال حزہ منہ ویہ ۱۲

۵؎ قولہ فی ما کانوا بہ من العذاب ۱۲ الی فی الروح ای العذاب الذی کانوا یستہزؤن بہ وہو العذاب فی الآخرۃ ۱۲ منہ بیان السبب دلیل علی ان المستہزا بہم الرسل علیہم السلام بدخولہ ان الاستہزاء بالرسل مستلزم لاستہزاء بما جاؤا بہ وتواعدوہم بنزولہ وان مثلہ بظہورہ لا یحتاج الی قرینۃ ۱۲

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ

آپ کہیئے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجود ہے سب کسی کی ملک ہے۔ آپ کہہ دیجیے کہ سب اللہ ہی کی ملک ہے اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمانا اپنے اوپر لازم فرمالیا ہے

لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

تم کو خدا تعالیٰ قیامت کے روز جمع کریں گے اس میں کوئی شک نہیں جن لوگوں نے اپنے کو ضائع کر لیا ہے سو وہ

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

ایمان لاویں گے۔ اللہ ہی کی ملک ہے سب جو کچھ رات میں اور دن میں ہے۔ اور وہی ہے بڑا سننے والا جاننے والا

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ

آپ کہیئے کہ کیا اللہ کے سوا جو کہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ہیں اور جو کہ کھانے کو دیتے ہیں اور ان کو کوئی کھانا نہیں دیتا کسی کو معبود قرار دوں

توحید و معاد۔ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الی قولہ) وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ آپ (ان منکرین سے بطور الزام حجت کے) کہیئے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجود ہے سب کس کی ملک ہے (اول تو وہ بھی جواب دیں گے جس سے توحید ثابت ہوگی جیسا دوسری آیت میں ہے قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ لیکن اگر کسی جہ سے مثل خوف مغلوبیت کے جواب نہ دیں تو) آپ کہہ دیجیے کہ سب اللہ ہی کی ملک ہے (اور ان سے یہ بھی کہہ دیجیے کہ) اللہ تعالیٰ نے (اپنے فضل و وعدہ سے تائبین عن الشرک کے ساتھ) مہربانی فرمانا اپنے اوپر لازم فرمالیا ہے (پس جب توحید واقع میں بھی حق ہے اور موجب رحمت بھی ہے تو اس کو اختیار کر لو اور یہ بھی کہہ دیجیے کہ اگر تم نے توحید کو قبول نہ کیا تو پھر سزا بھی بھگتنا ہوگی کیونکہ) تم کو خدا تعالیٰ قیامت کے روز (قبروں سے زندہ کر کے میدان حشر میں) جمع کریں گے (اور سب کا حساب لیں گے پھر جیسا جیسا عمل ہوگا ویسا برتاؤ فرماویں گے اور روز قیامت کی حالت یہ ہے کہ) اس (کے آنے) میں کوئی شک (وشبہ نہیں) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ گو آپ توحید کا اثبات اور رحمت اور عذاب کا وعدہ و وعید کتنا ہی فرماویں مگر) جن لوگوں نے اپنے کو (یعنی اپنی عقل و نظر صحیح کو) ضائع (یعنی معطل) کر لیا ہے سو وہ ایمان نہ لاویں گے (کیونکہ کسی مطلوب کے حاصل کرنے کے لئے استعمال قوت فکر یہ کا ضروری ہے اور یہ اس سے کام نہیں لینا چاہتے پھر ایمان کیونکر لاویں گے) اور (ان سے اثبات توحید کے لئے مکرر تاکہ شاید ہدایت ہو جاوے ورنہ حجت اچھی طرح قائم ہو جائے یوں بھی کہیئے کہ) اللہ ہی کی ملک ہے سب جو کچھ رات میں اور دن میں رہتے ہیں (اس کے اور قل لمن ما فی السمٰوٰت کے مجموعہ کا حاصل یہ نکلا کہ جتنی چیزیں کسی مکان میں ہیں یا کسی زمان میں ہیں سب اللہ کی مملوک ہیں) اور وہی ہے بڑا سننے والا بڑا جاننے والا (پھر اثبات توحید کے بعد ان سے) آپ کہیئے کہ اللہ کے سوا جو کہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ہیں (جیسا اوپر مذکور ہوا) اور جو کہ (اوروں کو) کھانے کو دیتے ہیں اور ان کو کوئی (بوجہ عدم احتیاج کے) کھانے کو نہیں دیتا (جیسا کہ اوپر ان کے مالک الکل ہونے سے ثابت ہوا کیونکہ اس کل میں طاعم اور مطعوم سب داخل ہیں اس سے معلوم ہوا کہ وہی رزاق ہیں اور اثبات صفات کمال سے نفی نقص کی بھی ہوئی اور مطعومیت احتیاج نقص ہے پس صفات مذکورہ سے اس کی بھی نفی ہو گئی تو کیا ایسے اللہ کے سوا کسی کو (اپنا) معبود قرار دوں

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ

کتب علی نفسہ الرحمۃ فی اللوح جملۃ صادحۃ تشمل رحمۃ عن وجل بجمیع الخلق مستوٰۃ للبیان انہ تعالیٰ رؤف بالعباد وما سبق وما لحق من احکام الغضب لیس الا من سوء اختیار العباد اسوء استعمال ادلا لازم لی لامن مقتضیات ذاتہ جل وعلا فہو بعد ورائی وانت اذا التفت تعلم انہ ما من الرحمن اثار الیشتی لا وھو مطر برحمۃ اللہ تعالیٰ نعم تنقسم الرحمۃ من بعض الوجوہ الی قسمین رحمۃ محضۃ لا یشوبھا شئ من النقمۃ کنعیم الجنۃ ورحمۃ تشوبھا نقمۃ کاذیب الولد بالضرب رحمۃ بہ وکشف الدار واطراف البشم وفی کل غضب رحمۃ ولیس فی کل رحمۃ غضب اھ ملخصا

ترجمہ قولہ تعالیٰ کتب علی نفسہ الرحمۃ

الرحمۃ الخ (اپنے اطلاق سے ہر رحیم والی ہے کہ حق تعالیٰ کی رحمت سب کے عام اور شامل ہے جیسا کہ ذیل کی تامل کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کوئی غضب ایسا نہیں جس میں کچھ رحمت نہ ملی ہو اور رحمت بہت سی ایسی ہیں جن میں ذرا غضب نہیں اور مؤمنین متقین میں پر رحمت ہونا تو ظاہر ہے عین تعذیب میں بھی کہ وہ تہذیب ہے اور بعد تعذیب بھی کہ مغفرت ہو جاوے گی اور کفار معذبین پر اسطرح کہ حق تعالیٰ نے اس عذاب سے اللہ جو عذاب تھا اس سے محفوظ رکھا ۱۲

ملحقات الترجمہ

قولہ ف کتب پھر کہہ دیجیے کہ تو داخل تحت الامر قل وکذا اذکر فیما بعدہ کما فی الروح ۱۲ قولہ ہاں کہ تا تبین کذا فی الروح ۱۲ قولہ فی لا ریب فیہ حالت ہے اشارۃ الی کون الجملۃ حالا من ہٗ قولہ الذین خسروا الخ اشارۃ الی ان الموصول مبتدا وما بعدہ فہم لا یؤمنون خبرہ قولہ فی قولہ تعالیٰ ولہ ما سکن الخ اشارۃ الی ان ما سکن الخ عام لجمیع ما یتعلق بہ الحاصل ان من الکائنات الخ قولہ ہو السمیع العلیم اشارۃ الی ان ہذا الوصف الخ

ف لان الخسران لازم وانتفہم محل للخسران وحاصل الخسران انتفہم ان فی عقولہم تقصیرا وعلی ہذا التقصیر فالمعنی علیہ بیان الخسران لا رجوعہ الی عدم الایمان لان الخسران قد حصل بہما فلا حاجۃ لجعل الاول سببا للثانی من تکرار الشئ مرتین ۱۲ ف (معطل) شارۃ الی انہ لیس بمفقود ولیلزم تکلیف ما لا یطاق ۱۲ ف قولہ فی ولہ تا اشارۃ الی نکتۃ التکریر فلا دلیل ۱۲ ف قولہ فی ما سکن الخ اشارۃ الی ان ما سکن الخ ف قولہ فی ولیا الخ اعلم ان الکلام فیہ قلت وفی نسبۃ الی البیضاوی لان الکلام فیہ تلطیف فی الدعوت حیث جاء بہ بانکار الاتخاذ ۱۲

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ قُلْ

آپ فرما دیجئے کہ مجھکو یہ حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے میں اسلام قبول کروں اور تم مشرکین میں سے ہرگز نہ ہونا آپ کہہ دیجئے

اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّیْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ

کہ میں اگر اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں جس شخص سے اس روز وہ عذاب

يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ○ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ

ہٹا دیا جاوے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے بڑا رحم کیا اور یہ صریح کامیابی ہے اور اگر تجھکو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچاویں تو

فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ○

اس کا دور کرنے والا سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔ اور اگر تجھکو کوئی نفع پہنچاویں تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ○

اور وہی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اوپر غالب ہیں برتر ہیں اور وہی بڑی حکمت والے اور پوری خبر رکھنے والے ہیں۔

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ (الی قولہ) وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ○ آپ پس (استفہام انکاری قل غیر اللہ کی شرح میں ان سے) فرما دیجئے کہ (میں غیر اللہ کو معبود کیسے قرار دیتا کہ اول تو مقتضائے ادلہ عقلیہ مذکورہ کے خلاف دوسرے دلیل نقلی کے خلاف چنانچہ) مجھکو یہ حکم ہوا ہے کہ (جتنے لوگوں کو قرآن کے ذریعہ سے توحید پہنچے گی ان میں) سب سے پہلے میں اسلام (باصول و فروعہ کہ ان میں توحید بھی آگئی) قبول کروں اور (مجھکو یہ کہا گیا ہے کہ) تم مشرکین میں سے ہرگز نہ ہونا (جیسا کہ وقوعاً و احتمالاً ہمیشہ اشراک منفی رہا مگر اوروں کے سنانے کو یہ کہا گیا تاکہ تنبیہ ہو کہ جب معصوم کو یہ حکم ہے تو غیر معصوم کو تو کیوں نہ ہوگا جہاں کہ وقوع و احتمال سب موجود ہے) آپ (اپنے اوپر رکھکر ان کو شرک کا عذاب بھی جس کا اشارہ لیجھنکو میں تھا سنانے کے لیے) کہہ دیجئے کہ میں اگر اپنے رب کا کہنا (امر بالاسلام اور نہی عن الاشراک میں جو اوپر مذکور ہوئے ہیں) نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن (یعنی قیامت) کے عذاب سے (جو کہ کہنا نہ ماننے والوں کو ہوگا) ڈرتا ہوں (اور اس عذاب کی یہ کیفیت ہے کہ) جس شخص سے اس روز وہ عذاب ہٹا دیا جاوے گا (اور وہ وہ شخص ہوگا جو امر بالاسلام و نہی عن الاشراک میں کہنا مانے) تو اس پر اللہ تعالیٰ نے بڑا رحم کیا اور یہ (عذاب کا ہٹ جانا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا متوجہ ہو جانا) صریح کامیابی ہے (عذاب کی اس کیفیت سے اس رحمت کی تفصیل ہو گئی جو کتب علی نفسہ الرحمۃ میں مطیعین کے لئے اجمالاً موعود تھا) اور (آپ اوپر کے عذاب و رحمت کے اختصاص قدرت کے لئے تاکہ وعدہ رحمت میں یا وعید عذاب میں احتمال کسی مزاحم و مانع کا نہ رہے یہ بھی سنا دیجئے کہ) اگر (اے انسان) تجھکو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف (دنیا یا آخرت میں) پہنچاویں تو اس کا دور کرنے والا سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں (وہ چاہیں دور کریں یا نہ کریں خواہ دیر میں کریں یا جلدی کریں) اور اگر تجھکو (اسی طرح) کوئی نفع پہنچاویں تو (اسکا بھی کوئی ہٹانے والا نہیں جیسا دوسری جگہ ہے لا راد لفضلہ کیونکہ) وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں (ان کے مقابلہ میں کسی کو قدرت نہیں اسلئے (ان کے چاہے ہوئے کو کوئی نہیں ہٹا سکتا اور مضمون مذکور کی تاکید کے لئے بھی فرما دیجئے کہ) وہی اللہ تعالیٰ (قدرت سے) اپنے بندوں کے

۱۲ امرت بالاسلام و نہیت عن الاشراک ۱۲ ۵ قولہ فی من یصرف کیفیت اشارۃ الی ان جملۃ من یصرف صفۃ لعذاب ۱۲ ۵ قولہ ھنا ای حین کشف عنہ العذاب ۱۲ ۵ قولہ فی یصرف الی العذاب فی عذاب الیم (مبین) اجمالاً فالمعنی العذاب کما فی کتب التفسیر ۱۲ ۵ قولہ فی لا کاشف ای بغیر ۱۲ ۵ قولہ فی ان یمسسک ای الانسان لانہ داخل فی خبر کل فی الخطاب غیرہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ۵ قولہ فی لا کاشف ای بغیر ۱۲ ۵ قولہ فی یمسسک بحذف احدی التاءین ۱۲

دور کریں یا عطاء المؤمنین و الکافرین فی الدنیا کذا قولہ دیر یا جلدی دعا فی الاخرۃ فائدۃ الاعلام بعدم الزوال یا عدم العمارۃ من المؤمنین و عدم الزوال یا عدم الکافرین ۱۲ (واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ راقم الحروف فی آیۃ اخری فلیراجع ۱۲ منہ عفی عنہ)

قولہ تعالیٰ قل انی امرت ان اکون الخ فیہ عدم سقوط التکلیف حتی عن الانبیاء علیہم السلام

قولہ تعالیٰ وان یمسسک اللہ بضر الخ فی التصرف المستقل حتی عن المقبولین فی الرد و فی ھذہ الآیۃ الکریمۃ رد علی من ادعی کشف الضر من غیرہ سبحانہ و تعالیٰ و امل احدا سواہ فی فوح الذیب للمحمدی قدس سرہ ان من ارادہ السلامۃ فی الدنیا والاخرۃ علیہ بالصبر و الرضاء و ترک الشکوی الی الخلق و ان توابع ہو ہو مع جمیل لزوم طاعۃ انظار الفرج من سبحانہ و تعالیٰ و الانقطاع الیہ فحرم عطاء و عقوبۃ فعماء و بلاء و دواء و وعلۃ حال و قولہ فعل کل ما ھو حسنہ و حکمۃ مطلقۃ غیر انہ عز و جل طوی علوما لم یطلع علیہا احدا من عبادہ و تفرد بہ فلیلزم الاشتغال بالعبودیۃ من دعاء الامر امرا بقضاء انواعہا و التسلیم فی الفقد و ترک اوشغال بما لربوبیۃ و السکون عن ادہ فکیف وصی۔

ترجمہ قولہ تعالیٰ قل انی امرت ان اکون الخ اس سے دلالت کرنا تکالیف شرعیہ کا کسی حق کہ انبیاء پر بھی ساقط نہیں ہوتیں ۱۲

قولہ تعالیٰ وان یمسسک اللہ بضر الخ اس میں غیر اللہ سے تصرف مستقل کی نفی ہے حق رسولوں کی بھی اور نیز اس میں نفی ہے اس پر جو غیر اللہ سے امید اضرار کی توقع رکھے ۔ ۱۲

اختلاف القراءۃ فی قراءۃ بعضہم بنیا الفاعل فالتغییر فی بصرف اللہ تعالیٰ و المفعول محذوف ای من یصرف اللہ عنہ ۱۲

لمحقات الترجمہ ۱ قولہ فی اکون اول یہ کی فا اول علی معنا الحقیقی ۱۲ ۲ قولہ فی لا تکونن بھکو یہ کہا گیا اشارۃ الی العطف علیہ بالمقدر ای قیل لی لا تکونن فالحاصل انی ۱۲

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ

آپ کہیے کہ سب سے بڑھکر چیز گواہی دینے کے لئے کون ہے۔ آپ کہیے کہ میرا اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے

لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰی ؕ قُلْ لَّاۤ

تاکہ میں اس قرآن کے ذریعہ سے تم کو اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے سب کو ڈراؤں۔ کیا تم سچ مچ یہی گواہی دوگے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ اور معبود بھی ہیں۔ آپ

اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝

گواہی نہیں دیتا۔ آپ کہدیجئے کہ بس وہ تو ایک ہی معبود ہے اور بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔

اوپر غالب[1] ہیں برتر ہیں اور (علم کے اعتبار سے) وہی بڑی حکمت والے اور پوری خبر رکھنے والے ہیں (پس علم سے سب کا حال جانتے ہیں اور قدرت سے سب کو جمع کرلیں گے اور حکمت سے مناسب جزا و سزا دیں گے اس لئے اسلام قبول کرلینا ضروری ہی)

ربط اوپر توحید و رسالت کے باب میں جدا جدا کلام ہوا ہے آگے دونوں میں مجتمعاً کلام ہے چنانچہ اثنکم لتشهدون میں توحید کی بحث ہے اور قل اللہ شهید بینی الخ میں رسالت کی بحث ہے اور شان نزول بھی اس کا دو واقعہ دونوں مسئلوں کے متعلق ہیں چنانچہ کلبی نے روایت کیا ہے کہ کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہا کہ کیا خدا تعالیٰ کو آپ کے سوا کوئی رسول نہیں ملا ہم تو نہیں سمجھتے کہ آپ کے دعوی کی کوئی تصدیق کرسکتا ہے اور ہم نے تو یہود و نصاریٰ سے پوچھکر دیکھ لیا وہ تو یوں کہتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں آپ کا ذکر ہی نہیں سو ہم کو کوئی بتلائے کہ جو اس بات کی گواہی دے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ابن جریر وغیرہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ نحام بن زید اور قردم بن کعب اور بحری بن عمرو آپؐ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ کیا آپ کے علم میں سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی معبود نہیں آپنے فرمایا کہ واقع میں بھی سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں میں تو یہی دے کر بھیجا گیا ہوں اور اسی کی دعوت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کذا فی روح المعانی۔ **عود بمسئلہ توحید رسالت** قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً ؕ (الی قولہ) وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ آپ (ان منکرین توحید رسالت سے) کہیئے کہ (اچھا یہ بتلاؤ کہ) سب سے بڑھکر چیز گواہی دینے کیلئے کون ہے (جس کی گواہی پر کسی مختلف فیہ مسئلہ کا فیصلہ ہوجاوے اس کا جواب ظاہر ہے کہ یہی ہوگا کہ اللہ[2] سب سے بڑھکر ہے پھر) آپ کہیئے کہ (بس) میرے اور تمہارے درمیان (جو مسئلہ مختلف فیہ ہو رہا ہے اس میں وہی) اللہ تعالیٰ گواہ[3] ہے (جس کی گواہی سب سے بڑھکر ہے) اور (ان کی گواہی یہ ہے کہ) میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے (منجانب اللہ) بھیجا گیا ہے (جس کی صفت اعجاز جو دلیل ہے مبعوث و مصدق من اللہ ہونے کی ظاہر ہے) تاکہ میں اس قرآن کے ذریعہ سے تمکو اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے ان سب کو (ان وعیدوں سے) ڈراؤں (جو توحید و رسالت کے انکار پر اس میں مذکور ہیں پس اس کے اعجاز سے اللہ کی گواہی تکوینی اور اس کے مضمون سے اللہ کی گواہی تشریعی ثابت ہوگئی) کیا تم (اس شہادت کبریٰ کے بعد بھی جو کہ توحید کو شامل ہے توحید کے باب میں) سچ مچ یہی گواہی دوگے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ (استحقاق عبادت میں) کچھ اور معبود بھی (شریک) ہیں (اور اگر وہ بھی اس سے اس پر بھی کہدیں کہ ہاں ہم تو یہی گواہی دیں گے تو اس[4] وقت ان سے بحث کرنا لاحاصل ہے بلکہ صرف) آپ (اپنے عقیدہ کو ظاہر کردیجئے اور) کہدیجئے کہ میں تو (اس کی گواہی نہیں دیتا (کیونکہ یہ امر باطل ہے اور) آپ (باطل کی نفی کرکے حق کے اثبات کیلئے) کہدیجئے کہ بس وہ تو ایک ہی معبود ہے اور بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار (اور نفور) ہوں

لمحقات الترجمہ

[1] قولہ فی القاہر فوق غالب ہیں راجع الی القاہر برتر راجع الی فوق وفیہ اشارۃ الی ان فوق فوق خبر بعد خبر اے قاہر حال علیہم بالقدرۃ وقیل ذکر فوق تاکید بغلبۃ کذا فی الوجیز للبیضاوی ۱۲

[2] قولہ قبل قل اللہ سب سے بڑھکر اشارہ الی صحۃ اطلاق الشیئ علی اللہ لان معناہ الموجود کما علیہ الجمہور ۱۲

[3] قولہ فی اللہ شہید گواہ ہے اشارۃ الی ترکیبہ بان اللہ مبتدا و شہید خبرہ ویلزم منہ ان اکبر شئ شہادۃ شہید ۱۲

[4] قولہ قبل لا اشہد اس وقت بحث کرنا قید بہ لان البحث عسی ان ینفع فی وقت آخر ۱۲

الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ لوگ رسول کو پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں ۔ جن لوگوں نے اپنے کو ضائع

اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ

کر لیا ہے سو وہ ایمان نہ لاویں گے اور اس سے زیادہ اور کون بے انصاف ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان

كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

باندھے یا اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھوٹا بتلاوے ۔ ایسے بے انصافوں کو رستگاری نہ ہوگی

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ (الی قولہ) اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (اور رسالت کے باب میں جو کہا جاتا ہے کہ ہم نے یہود و نصاریٰ سے پوچھکر دیکھ لیا الخ تو اس باب میں تحقیق یہ ہے کہ) جن لوگوں کو ہم نے کتاب (تورات و انجیل) دی ہے وہ لوگ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو (اول سے بلا شک و شبہ ایسا پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو (ان کی صورت سے) پہچانتے ہیں (کہ بیٹے کی صورت دیکھکر عادۃً کبھی شبہ نہیں ہوتا کہ یہ کون شخص ہے گو زبان سے انکار اور اخفاء کریں لیکن شہادت کبریٰ ہوتے ہوئے اہل کتاب کی شہادت پر مدار ہی نہیں پھر اس کے عدم سے کیوں تمسک کیا جاوے اور ایسی شہادت کبریٰ کے ہوتے ہوئے بھی کو ضائع کر لیا ہے (یعنی اپنی عقل کو وجوہ دلالت شہادت مذکورہ میں نظر صحیح کرنے سے معطل کر لیا یا غیر اہل کتاب ہوں) سو وہ ایمان نہ لاویں گے (اور رسالت کو نہ مانیں گے) اور (یہ منکر ۲ عقلاً بھی نہایت بے انصاف ہیں کیونکہ) اس سے زیادہ اور کون

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ الظلمون الخ فاللام للعہد

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ

اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم ان تمام خلائق کو جمع کریں گے پھر ہم مشرکین سے کہیں گے کہ تمہارے وہ شرکا جن کے معبود

تَزْعُمُونَ ○ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ○

ہونے کا تم دعویٰ کرتے تھے کہاں گئے۔ پھر ان کو شرک کا انجام اس کے سوا اور کچھ بھی نہ ہوگا کہ وہ یوں کہیں گے کہ قسم اللہ کی اپنے پروردگار کی

انْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ○

ذرا دیکھو تو کس طرح جھوٹ بولا اپنی جانوں پر اور جن چیزوں کو وہ جھوٹ موٹ تراشا کرتے تھے وہ سب غائب ہوگئے۔

کیفیت عدم فلاح مشرکین وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا (الی قولہ) وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا

يَفْتَرُونَ ○ اور وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم ان تمام خلائق (کو میدان حشر میں) جمع کریں گے پھر ہم مشرکین سے (بواسطہ یا بلاواسطہ توبیخ کے طور پر) کہیں گے کہ (بتلاؤ) تمہارے وہ (فرار دیئے ہوئے) شرکاء جن کے معبود ہونے کا تم دعویٰ کرتے تھے کہاں (غائب ہو) گئے (کہ تمہاری سفارش نہیں کرتے جس پر تم کو بھروسہ تھا) پھر (اس سوال کے بعد) ان کے شرک کا انجام اس کے سوا اور کچھ بھی (ثابت) نہ ہوگا کہ وہ (اس شرک سے خود بیزاری ظاہر کرنے لگیں گے اور غایت بدحواسی سے) یوں کہیں گے کہ قسم اللہ کی اپنے پروردگار کی ہم مشرک ہونے کا آج دعویٰ ہے اس کا یہ انجام ہوگا کہ خود ہی اس کو باطل سمجھنے لگیں گے بقول [illegible] یا بیں بے نمکی" حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تعجب کی نظر سے) ذرا دیکھو تو کس طرح [illegible] پر (کہ جو شرک ان سے صا[illegible] نفی کر دی) اور جن چیزوں [illegible] کاء) وہ سب غائ[illegible]

اختلاف القراءۃ

فی البیضاوی قراء ابن کثیر و ابن عامر و حفص لم تکن بالتاء ورفع فتنتہم علی انہا اسم ونافع وابو بکر بالتاء والنصب علی ان الاسم ان قالوا والتانیث علی الخبر و الباقون بالیاء والنصب علی تقدیر ابن جریر نضف رہنا قراءۃ عامۃ قراء المدینۃ وبعض الکوفیین و البصریین وقراءۃ جماعۃ من التابعین ہذہ بیننا وہی قراءۃ عامۃ اہل الکوفۃ ۱۲

ملحقات الترجمہ

لے قولہ فی محشرہم [illegible] ۔ کذا فی الروح ۱۲ منہ غفرلہ

[illegible] ل یہاں معلوم [illegible] ظلموا وان وا [illegible] مقصود ان کا [illegible] گا اور دوسری [illegible] اب دیا ہے کہ

[illegible] اہر ہا و ہوا نظاہر [illegible] شوا فلم یستطیعوا [illegible] کذبوا و ضلوا [illegible] ف یوم القیامۃ [illegible] بہ و نعبک ہم [illegible] المعانی ۱۲

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ

اور ان میں بعضے ایسے ہیں کہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر حجاب ڈال رکھے ہیں اس سے کہ وہ اسکو سمجھیں

وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ط

اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے ۔

حاضر ہو جانے کے بعد باہم تفریق مکانی کر دیئے جانے کے بعد یہ گفتگو ہوگی اور فزیلنا بینھم کے بھی یہی معنی کہے ہیں۔ **سوال دوم** یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کفار سے بولیں گے اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ بولیں گے (لا یکلمھم اللہ) **جواب** جو کلام بطور تشریف واکرام کے ہو اس کی نفی کی گئی ہے اور یہاں اثبات ہے کلام توبیخی کا پس کوئی تعارض نہیں یا نفی بلا واسطہ کی ہے اور اثبات بواسطہ کا۔ **سوال سوم** ۔ قیامت میں حقائق منکشف ہو جائیں گے وہاں جھوٹ کیسے بولیں گے ؟ **جواب** ۔ غایت حیرت و دہشت سے اور کچھ بن نہ پڑے گا۔ اور احقر نے تقریر ترجمہ میں ان سب جوابات کی طرف اشارہ کر دیا ہے ۔ **سوال چہارم** مشرکین تو معاد ہی کے قائل نہ تھے پھر وہ اصنام کو شفیع یوم قیامت کیسے سمجھتے تھے ۔ **جواب** مطلق شفاعت عند اشدۃ کے تو قائل تھے اور اس شدت سے زیادہ کون شدت ہوگی، یا یوں کہا جاوے کہ وہ بطور فرض کے یہ بھی کہتے تھے کہ اگر قیامت ہوئی تو ایسا ہوگا والئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنیٰ **سوال پنجم** یہاں انجام شرک کا یہ قول بطور حصر کے فرمایا حالانکہ انجام میں دوزخ بھی داخل ہے ۔ **جواب** حصر اضافی ہے جس سے بقاء علی الاعتقاد کی نفی مقصود ہے ۔ **ربط** اوپر توحید و رسالت کے انکار کی مذمت اور جزاء کا بیان تھا آگے انکار قرآن کی شناعت مذکور ہے ۔ **تشنیع بر انکار قرآن** وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ط اور ان (مشرکین) میں بعضے ایسے ہیں کہ (آپ[1] کے قرآن پڑھنے کے وقت اس کے سننے کو آپ کی طرف کان لگاتے ہیں اور چونکہ وہ سننا طلب[2] حق کے لئے نہیں ہوتا اس لئے منتفع نہیں ہوتے چنانچہ) ہم نے ان کے دلوں پر حجاب[3] ڈال رکھے ہیں اس سے کہ وہ اس (قرآن[4] کے مقصود) کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں (اس کے بغرض ہدایت سننے سے) ڈاٹ دے رکھی ہے (یہ تو حالت ان کے قلوب اور اسماع کی ہے)۔

اللغات فی القاموس الوقر الثقل ۱۲

ملحقات الترجمہ [1] قولہ فی منھم مشرکین کذا فی الروح ۱۲ [2] قولہ فی یستمعون آپ کے قرآن لدلالۃ المقام وتائید الروایۃ الآتیۃ ۱۲ [3] قولہ بعد یستمعون

[2] طلب حق کے لئے نہیں ۔ بل لاجل الاعتراض وھو الغرض ھم ۱۲

[3] قولہ فی جعلنا ڈال کذا فی الروح قلت فالجعل بمعنی الالقاء والتصییر علی طریق عموم المجاز فصح تعلقہ بالاکنۃ والوقر ۱۲

[4] قولہ فی یفقھوہ قرآن دل علیہ یستمعون والمراد بالمقصود الھدایۃ فلا یرد نفقۃ اللغات ۱۲

وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

اور اگر وہ لوگ تمام دلائل کو دیکھ لیں ان پر بھی ایمان نہ لاویں۔ یہاں تک کہ جب یہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ سے خواہ مخواہ جھگڑتے ہیں

اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْــَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ

یہ تو کچھ بھی نہیں صرف بے سند باتیں ہیں جو پہلوں سے چلی آرہی ہیں۔ اور یہ لوگ اس سے اوروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہتے ہیں اور

يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

اپنے ہی کو تباہ کر رہے ہیں اور کچھ خبر نہیں رکھتے۔

وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا (الیٰ قولہ) وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ اور (ابصار کی یہ حالت ہے کہ) اگر وہ لوگ (آپ کے صدق نبوت کے) تمام دلائل کو (بھی) دیکھ لیں ان (تمام دلائل پر بھی ایمان نہ لاویں (یعنی غایت درجہ کے معاند ہیں اور اس عناد کی نوبت) یہاں تک پہنچی ہے) کہ جب یہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ سے خواہ مخواہ جھگڑتے ہیں (اس طور پر کہ) یہ لوگ جو کافر ہیں یوں کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) تو کچھ بھی نہیں صرف بے سند باتیں ہیں جو پہلوں سے منقول چلی آرہی ہیں (یعنی اہل ملل پہلے سے ایسی باتیں کرتے چلے آئے ہیں کہ معبود ایک ہے بشر نبی بھی ہو سکتا ہے قیامت میں پھر زندہ ہونا ہے مطلب یہ کہ عناد کی وجہ سے تکذیب سے گذر کر جدال تک ترقی ہوئی ہے) اور (پھر جدال سے گذر کر دوسروں کو گمراہ کرنے کی فکر میں لگے ہیں چنانچہ) یہ لوگ اس (قرآن) سے اوروں کو بھی روکتے ہیں اور (اس روکنے کی تکمیل کے واسطے) خود بھی اس سے (نفرت ظاہر کرنے کو ظاہر میں بھی) دور رہتے ہیں (تاکہ دوسروں پر زیادہ اثر ہو) اور (ان حرکتوں سے) یہ لوگ اپنے ہی کو تباہ (و برباد) کر رہے ہیں (نہ رسول کا کوئی نقصان ہے نہ قرآن کا رسول کو رسالت کا ثواب ہر حال میں ملے گا قرآن کا نور ہدایت کامل ہو کر رہے گا لیظهره على الدين كله) اور (غایت حماقت سے) کچھ خبر نہیں رکھتے (کہ ہم کس کا نقصان کر رہے ہیں) ف یہ جو فرمایا کہ ہم نے حجاب ڈال رکھے ہیں الخ یہ تمثیل ہے گو متعارف حجاب وغیرہ نہ ہوں اور خدا تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت ہونے سے نہ یہ معذور ہو سکتے ہیں نہ اللہ تعالیٰ پر کوئی الزام آسکتا ہے کیونکہ اس حجاب وغیرہ کا سبب ان کا اعراض اختیاری ہے اور نسبت باعتبار تخلیق کے ہے جو مبنی ہے حکمت پر

اللغات الاساطير فی الروح عن القاموس انه جمع اسطار واسطير بكسرهما واسطور وبالهاء فی الكل واصل سطر يعبئ الخطاه قلت وهو مستعمل فی مطلق المنقول وان لم يكن مكتوبا والتالی لبعد لزم كذا فی الروح **البلاغة** فی قول يقول الذين كفروا وضع المظهر موضع المضمر ۱۲ **الروايات** فی روح المعانی عن ابن عباس فی روایة ابی صالح ان ابا سفيان بن حرب والوليد بن المغيرة والنضر بن الحرث وعقبة وشيبة ابنی ربيعة وامية ابی بن خلف استمعوا الی رسول الله صلی الله عليه وسلم وهو يقرأ القرآن فقالوا للنضر يا ابا قتيلة (يقول محمد فقال الذی جعلها بينه وبينی ما ادری

يا يقول الا الی اری تحرک شفتيه يتكلم بشیء فما يقول الا اساطير الاولين مثل ما كنت احدثكم عن القرون الماضية وكان النضر كثير الحديث عن القرون الاولی كان يحدث قريشا فيستمعون حديثه فانزل الله تعالیٰ هذه الآية قلت فلم عدم الايمان فی الآية فی حق النضر الذی قال هذا او فی كل من لم يؤمن من المذكورين فمعنى منهم المؤمنون من بعد كابی سفيان رض فافهم ۱۲ **المحققات الترجمة** فی لا يؤمنوا بها تمام دلائل فی الروح المراد عموم النفی قلت وكيف نفی العموم بجعل لما يسبقه لا صلة وكون المؤمن به هو الرسالة ۱۲ **قولہ** فی حتی یہاں تک کہ حتی ابتدائیہ الترقی فان المجادلة اعظم من مطلق التكذيب ۱۲ **قولہ**

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وھم ینھون عنہ وینئون عنہ قال بعض المفسرين ان الضمير المرفوع لابی طالب واتباعه او اصحابه الجهرة المجتنبين عن ايذاء النبی صلی الله عليه وسلم بنهيهم عن ايذيته عليه الصلوٰة والسلام ولا يؤمنون به كان ابی الروح قلت ويدل على هذا التفسير على ان الحب الطبعی الصرفة القوية لا على الله لا يجتمعان فی قلب عبد الحب العقلی

ترجمہ قولہ تعالیٰ وھم ینھون عنہ وینئون عنہ بعض مفسرین کے نزدیک مراد ان لوگوں سے ابوطالب اور ان کے اتباع جو کفار و روساء قوم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روکتے تھے مگر خود آپ پر ایمان لانے سے دور رہتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ اہل اللہ کے ساتھ حب طبعی و نفرت فی نفسہ بدون حب عقلی کے نافع نہیں ۱۲

م فی یجادلونک تو آپ سے اشارۃ الی انہ بجاب ذاکر الی حاشیۃ البیضاوی ۱۲ **قولہ** فی یقول اس طور اشارۃ الی ان یقول بیان و تفسیر للجدال الخ **قولہ** فی اساطیر یہاں سے یعنی ان الاضافۃ الی الاولین باعتبار کونہ قالہم لا کونہ حالہم فافہم دل علیہ آیۃ سورۃ المؤمنین لقد وعدنا نحن وآباءنا ہذا من قبل ان ہذا الا اساطیر الاولین و نقل فی حاشیۃ البیضاوی عن الجمع اسطورۃ الاولون سمی الاکاذیب بذلک **قولہ** فی ینھون عنہ قرآن ہذا التفسیر فی الروح الی مجاہد بروایۃ ابن ابی شیبۃ وابن حمید وابن جریر وابن المنذر وغیرہم وہو الذی صححہ الحاکم وصححہ ہو والذہبی عن ابن عباس ان الآیۃ نزلت فی ابی طالب

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ

اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جبکہ یہ دوزخ کے پاس کھڑے کئے جاویں گے تو کہیں گے ہائے کیا اچھی بات ہو کہ ہم پھر واپس بھیجے جاویں اور

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ

ہم ایمان والوں سے ہو جاویں بلکہ جس چیز کو اس کے قبل دبا دیا کرتے تھے وہ ان کے سامنے آ گئی ہے۔

واقع قبیح ہے البتہ کسب القبیح بوجہ خلو عن الحکمت کے قبیح ہوتا ہے اس کی تحقیق شروع سورۂ بقرہ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَخَتَمَ اللّٰهُ میں گذر چکی ہے اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ ان پر دلیل آیۃ لا یؤمنوا بھا سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی دلیل پر ایمان نہ لاویں اور سورۂ شعراء کی آیت اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض آیات پر ضرور ایمان لانا پڑے، جواب یہ ہے کہ منفی ایمان اختیاری ہے جو کہ شرع میں مطلوب ہے اور مثبت ایمان اضطراری ہے جو شرع میں مقبول نہیں اور عدم ایمان کی خبر اس آیت میں ان ہی کے حق میں ہے جن کا خاتمہ علم الٰہی میں کفر پر ہونے والا تھا **ربط** جیسا اوپر توحید و رسالت کے انکار کا ذکر کر کے یوم یحشرھم میں اس کی جزاء کا بیان فرمایا تھا اسی طرح انکار قرآن کا آیت ومنہم الخ میں ذکر کر کے آگے اس کی جزاء کا بیان فرماتے ہیں۔ **جزائے انکار قرآن** وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ (الیٰ قولہ) بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ اور اگر آپ (ان کو اس وقت دیکھیں (تو بڑا ہولناک واقعہ نظر آوے جبکہ یہ (منکرین) دوزخ کے پاس کھڑے کئے جاویں گے (تاکان سے کچھ پوچھ پاچھ کر کے ان کو دوزخ میں داخل کر دیا جاوے) تو (اس کی ہول وہیبت کو دیکھکر اور یہ معلوم کر کے کہ یہ کفر وانکار کی سزا ہے ہزاروں تمناؤں کے ساتھ) کہیں گے ہائے کیا اچھی بات ہو کہ ہم (دنیا میں) پھر واپس بھیجدیئے جاویں اور اگر ایسا ہو جاوے تو ہم (پھر) اپنے رب کی آیات (مثل قرآن وغیرہ) کو (کبھی جھوٹا نہ بتادیں) اور ہم (ضرور) ایمان والوں سے ہو جاویں (حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کی یہ تمنا اور وعدہ صدق رغبت اور صدق اطاعت سے نہیں) بلکہ (اس وقت ایک مصیبت میں پھنس رہے ہیں کہ) جس چیز کو اس کے قبل (یعنی دنیا میں) دبا یا (اور مٹایا) کرتے تھے (اور اس کا اقرار نہ کرتے تھے) وہ (آج اس وقت) ان کے سامنے آ گئی ہے (مراد[۳] اس چیز سے عذاب ہے جس کی وعید کفر و تکذیب پر ان کو کی جاتی تھی اور دبانے سے مراد انکار ہے۔ مطلب یہ کہ اس وقت جان کو بن رہی ہے اس لئے جان بچانے کو یہ سارے وعدے ہو رہے ہیں)

اللغات فی الروح وقفوا من الوقوف المتعرف او من الوقوف بمعنی الحبس ۱۲ النحو قولہ یٰلیتنا المنادی محذوف کیا قوم مثلاً ۱۲ قولہ ولا نکذب فی الروح نصب الفعلین باضمار ان علی جواب التمنی والمعنی ان ردونا لم نکذب ونکن من المؤمنین ولو جعلت الاول من الواو والواقع فی جواب الشرط واجیب بان الواو اجریت ہہنا مجری الفاء ویؤید ذلک قراءۃ ابن مسعود وابن اسحاق فلا نکذب الخ

والثانی ان ردہم لا یکون سببا لعدم تکذیبہم کما دل علیہ ۔ اختلاف القراءۃ قرا نافع وابن کثیر وابو بکر والکسائی برفع الفعلین بان یکون داخلا فی حکم التمنی علی انہ عطف علی نردو قرأ ابن عامر برفع الاول علی العطف ولنصب الثانی علی کونہ جوابا من الروح ۱۲

تحقیقات الترجمہ سلہ قولہ بعد تو نوی پر ہو لناک کا

۱ اشارۃ الی ان حذف الجواب اے لرأیت امرا عظیما ۱۲

۲ قولہ فی ولا نکذب اور اگر اشارۃ الی ان الواو بمنزلۃ الفاء والجملۃ کالجواب للتمنی کما فصلتہ فی النحو المتعلق بالآیۃ فلذا اظہرت ترجمۃ الشرط لان المقدر کالملفوظ ۱۲

۳ قولہ فی یخفون مراد چیز سے عذاب لدلالۃ قولہ تعالیٰ وبدا لہم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون وبدا لہم سیئات ما کسبوا الآیۃ المراد بالسیئات بالاجماع عذابہا وقولہ نہاک دبانے سے مراد انکار وہو یطلق علیہ فی الحاورنا واخذ ذلک الراغب فانہ قال المراد من الموصول النار علی یقتضیہ السوق ومن اخفاء ہنا ستر امر ما وذلک بانکار محققا او عدم الایمان بثبوتہا اصلا فکانہ قیل بدا لہم ما کانوا یکذبون بہ فی الدنیا وینکرون تحققہ او قلت انا عبر بالاخفاء اشارۃ الی ان قلوبہم کانت تصدق الحق اضطرارا لکنہم کانوا یخفون ہذا التصدیق بتکذیبہم الاختیاری کما ہو حال کثیر من الکفرۃ الذین جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا فافہم فانہ من المواہب ۱۲

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا

اور اگر یہ لوگ پھر واپس بھیجدیئے جاویں تب بھی یہ وہی کام کریں جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور یقیناً یہ بالکل جھوٹے ہیں۔ اور یہ کہتے

اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝

ہیں کہ جینا اور کہیں نہیں صرف یہی فی الحال کا جینا ہے اور ہم زندہ نہ کئے جاویں گے۔

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اور دل سے ہرگز ارادہ ایفاء وعدہ کا نہیں ہے حتی کہ (بالفرض) اگر یہ لوگ (حسب ان کی تمنا کے دنیا میں) پھر واپس بھی بھیجدیئے جاویں تب بھی یہ وہی کام کریں جس سے ان کو منع کیا گیا تھا (یعنی کفر اور تکذیب) اور یقیناً یہ (ان وعدوں میں) بالکل جھوٹے ہیں (یعنی نہ اس وقت ایفاء کا قصد ہے اور نہ دنیا میں جاکر ایفاء کرتے یہ ایسے سرکش اور معاند ہیں اس کے بعد دوزخ میں بھیجدیئے جاویں گے) **ف** تقریر ترجمہ کے اعتبار سے آیت کے دو مقصود ہوئے، اول ان کی سزا کا بیان، دوسرے ان کے عناد کا بیان اور اس مقام پر ایک سوال ہے وہ یہ کہ جب قیامت میں اپنی آنکھوں سے امور واقعیہ کا معائنہ کرلیا، پھر دنیا میں آنے کے بعد کفر اور تکذیب کا احتمال کیونکر ہو سکتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ تکذیب تو فعل لسان کا ہے یقین قلب کے ساتھ تکذیب لسانی کا مجتمع ہونا ممکن ہے اور تکذیب لسانی بھی کفر ہے رہا دل سے یقین ہونا وہ بوجہ معائنہ کے اضطراراً ہوگا جو شرع میں معتبر نہیں اور جو شرعاً مطلوب ہے اس کا حاصل تسلیم وانقیاد اختیاری ہے پس تصدیق اضطراری کے ساتھ عدم تصدیق اختیاری کا جمع ہونا بھی ممکن ہے جیسے بعض ضدی لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ دل میں جانتے ہیں مگر مانتے نہیں۔ پس بحمداللہ تعالیٰ اشکال بالکل رفع ہوگیا وھذا من المواھب الالٰھیہ۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ تمنا ہوتی ہے غیر حاصل کی اور ایمان اور عدم تکذیب تمنا کے وقت ان کو حاصل ہے پھر تمنا کے کیا معنیٰ۔ جواب یہ ہے کہ تمنا ہے ایمان و عدم تکذیب فی الدنیا کی کیونکہ نافع نجات ہیں یہی ہے اور یہ بالفعل حاصل نہ ہوگی اور جو حاصل ہے وہ بوجہ غیر مفید ہونے کے محل تمنا نہیں۔ **ربط** اوپر توحید و رسالت و قرآن کے انکار پر سزاؤں کا بیان تھا آگے انکار بعث اور اس کی سزا کا بیان ہے۔ **نقل انکار بعث و وعید پر آں**۔ وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ اور یہ (منکرین) کہتے ہیں کہ جینا اور کہیں نہیں صرف یہی فی الحال کا جینا ہے اور ہم (اس زندگی کے ختم ہونے کے بعد پھر) زندہ نہ کئے جاویں گے (جیسا انبیاء علیہم السلام خبر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں)

النحو قولہ تعالیٰ ولو ردوا العادوا واجیب بان السببیۃ یکفی فیھا کونھا فی زعمھم من الروح ۱۲

لطائف الترجمہ

۱ قولہ فی کاذبون الیفاء اشارۃ الی ان المراد بالکذب المتوجہ الی الوعد عدم الوفاء بہ لا عدم مطابقۃ للواقع کذا فی الروح فاندفع ما یتوھم ان التمنی انشاء فکذا الوعد الناشی منہ و الکذب یختص بالخبر وجہ الاندفاع ظاہر بمنع اختصاصہ بالخبر فی المحاورات نعم ہو فی اصطلاح الصناعیۃ مسلم ولا یقتضی الاصطلاح علی اللغۃ فافہم ۱۲ **۲ قولہ** فی قالوا کتبھم اشارۃ الی کونہ استینافا لا عطفا ۱۲ **۳ قولہ** فی ان ھی حیاتنا اعاد الضمیر الی الحیوۃ وقد نصوا کما فی الروح علی صحتہ عود الضمیر علی متاخر لفظا ورتبۃ فی مواضع منھا ما اذا کان خبر الضمیر مفسرا لہ کما ھنا ۱۲ **۴ قولہ** فی الدنیا فی الحال کا اشارۃ الی ان المراد بالدنیا التی نحن فیھا لا المقابل للآخرۃ لانھم لا یقرون بالآخرۃ کذا فی الروح قلت یمکن ان یراد الاخیر بناء علی زعم المدعی وکلمۃ کا التی من علامات الاضافۃ اتباع للحاوی وقد فھما قد تجعلان بین الصفۃ والموصوف ۱۲

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۭ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ

اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جبکہ یہ لوگ اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جاویں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماوے گا کہ کیا یہ امر واقعی نہیں ہے۔ وہ کہیں گے بے شک قسم اپنے رب کی

قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ

اللہ تعالیٰ فرماوے گا تو اب اپنے کفر کے عوض عذاب چکھو بے شک خسارہ میں پڑے وہ لوگ جنھوں نے اللہ سے ملنے کی

اللّٰهِ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰي مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ

تکذیب کی یہاں تک کہ جب معین وقت ان پر دفعتاً آپہنچے گا کہنے لگیں گے کہ ہائے افسوس ہماری کوتاہی پر جو اس کے بارہ میں ہوئی

وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰي ظُهُوْرِهِمْ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝

اور حالت ان کی یہ ہوگی کہ وہ اپنے بار اپنی کمر پر لادے ہوں گے۔ خوب سن لو کہ بری ہوگی وہ چیز جس کو لادیں گے

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰي رَبِّهِمْ (الی قولہ) قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ اور اگر آپ (انکو) اسوقت

دیکھیں (تو بڑا عجیب منظر آوے) جب کہ یہ اپنے رب کے سامنے (حساب کے لئے) کھڑے کئے جاویں گے (اور) اللہ تعالیٰ (ان سے توبیخاً) فرماوے گا کہ (کہو) کیا یہ (قیامت کے دن زندہ ہونا) امر واقعی نہیں ہے (جیسے دنیا میں ہمیشہ اس کو غیر واقعی کہتے رہے) وہ کہیں گے بے شک (واقعی ہے) قسم اپنے رب کی اللہ تعالیٰ فرماویگا تو اب اپنے کفر (و انکار) کے عوض عذاب (کا مزہ) چکھو (اس کے بعد دوزخ میں بھیجدیئے جاویں گے)، **ف** پہلی آیت میں جو وقت مذکور ہوا ہے اور جو اس میں مذکور ہے دونوں متغائر نہیں یہ حساب کے لئے کھڑا کیا جانا دوزخ ہی کے قریب ہوگا اور نہ دونوں واقعوں میں تعارض ہے اس موقع پر دونوں قصے ہوں بلکہ اور بھی جتنے احوال ثابت ہیں سب کا وقوع ہوگا **ربط** اوپر منکرین بعث کی وعید مذکور ہے آگے بھی سب کا تتمہ ہے **تتمہ سابق** قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ (الی قولہ) اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ بے شک (سخت) خسارہ میں پڑے وہ لوگ جنھوں نے اللہ سے ملنے کی (یعنی قیامت میں زندہ ہو کر خدا کے روبرو پیش ہونے کی) تکذیب کی (خسارہ کا بیان اوپر بھی آچکا ہے اور آگے بھی آتا ہے اور یہ تکذیب تھوڑے ہی دنوں رہے گی) یہاں تک کہ جب وہ معین وقت (یعنی قیامت کا دن مع مقدمات) ان پر دفعۃً (بلا اطلاع) آپہنچیگا (اس وقت سارے دعوے تکذیب کے ختم ہوجائیں گے اور) کہنے لگیں گے کہ ہائے افسوس ہماری کوتاہی (اور فروگذاشت پر جو اس (قیامت) کے بارہ میں (ہم سے) ہوئی (وہ فروگذاشت یہ ہے کہ قیامت کی تکذیب کی جو کہ اس کے حق کا ضائع کرنا ہے)، اور (حالت ان کی یہ ہوگی کہ وہ اپنے (گناہ و کفر کا) بار اپنی کمر پر لادے ہوں گے (یعنی ان کے وبال و عذاب میں زیر بار ہوں گے) خوب سن لو کہ بری ہوگی وہ چیز جس کو (اپنے اوپر) لادیں گے (کیونکہ اس کا انجام برا ہوگا کہ عذاب ہے) **ف** اگرچہ تکذیب ان کے مرنے ہی کے وقت ختم ہوجاوے گی لیکن قیامت کو اس لئے غایت قرار دیا کہ اس روز پورا انکشاف ہوجاوے گا اور صاحب

النحو بغتۃ مفعول مطلق ۱۲ **البلاغۃ** قولہ یحسرتنا نداء مجازی ومعناہ تنبیہ انفسہم لتذکیر اسباب الحسرۃ اللام للعہد سمیت بالساعۃ لقلتہ بالنسبۃ لما بعدہ من الخلود او لشدۃ الحاجۃ الیہ لقاء اللہ کنایۃ عن البعث ۱۲ فی الروح ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی علی ساعتہ فی بمعنی عند ۱۲ ۲ قولہ فی حتی ختم ہوجائیں کے اشارۃ الی کون حتی للغایۃ للتکذیب لا للتحذیر ۱۲ ۳ قولہ فی یحملون حالت اشارۃ الی کون الجملۃ حالا عاملہ فاولوا ۱۲ ۴ قولہ فی علی ظہورہم یعنی ان کے

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وھو یحملون اوزارھم علی ظھورھم الی قولہ الا ساء ما یزرون

حملھا علی الظہر حقیقۃ انما الجسم الی قولہ لانہ لا مانع من الحمل علی الحقیقۃ و اجراء الکلام علی ظاہرہ وقد قال کثیر من اھل السنۃ بتجسم الاعمال فی ملک البار وھو الذی یقتضیہ ظاھر ھذہ الآیۃ وسیاق فی ذلک احادیث قلت و وھو مسئلۃ النقل ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ وھو یحملون اوزارھم علی ظھورھم الی قولہ الا ساء ما یزرون

اور یہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر لادے ہوں گے، اس کے یہی معنی ہیں کہ خود اعمال کو اپنی کمر پر لادیں گے اور یہ اسطرح ہوسکتا ہے کہ اعمال بشکل اجسام متمثل ہوجاویں پس جب عمل علی الحقیقۃ تمکن ہے تو اسکو ترک نہ کریں گے اور بہت اہل سنت تجسم اعمال کے قائل ہیں پس اس تقریر پر آیت مسئلہ نقل پر دال ہوگی ۱۲

۱ اشارۃ کما فی الروح الی کونہا استعارۃ تمثیلیۃ المراد بیان سوء حالہم وشدۃ ما یحیق بہم من المستتبعۃ للآلام والعقوبات العظیمۃ وذکر الظہور لان المقر والغالب الحمل علیہا کما فی کلمۃ ایدیکم وفی ذلک ایضا اشارۃ الی مزید ثقل المحمول ولیس المقصود نفی الحقیقۃ کما یظہر من بعض الروایات فانہ لا تعارض فی اثبات المجاز بالقرآن والحقیقۃ بالروایۃ ۱۲

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ

اور دنیوی زندگانی تو کچھ بھی نہیں بجز لعب و لہو کے اور پچھلا گھر متقیوں کے لئے بہتر ہے

يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

کیا تم سوچتے سمجھتے نہیں ہو

کشاف نے کہا ہے کہ وقت موت کا بھی مقدمات قیامت میں سے ہے اس لئے وہ بھی حکماً داخل ساعت ہے احقر نے اثنا ترجمہ میں اس طرف بھی اشارہ کر دیا ہے **ربط** اوپر کفار کا جو قول تھا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا اس کا جواب اس طرح دیا تھا کہ بعث یعنی حیات اخروی ثابت ہے آگے اس سے ترقی فرماتے ہیں کہ ثابت بھی ایسی ہے کہ اس کے سامنے حیات دنیوی مثل غیر ثابت کے ہے

عدم اعتداد حیات دنیویہ بمقابلہ حیات اخرویہ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ اور دنیوی زندگانی (جس میں کفار نے حیات کو منحصر سمجھ رکھا ہے اس کے اشغال) تو کچھ بھی نہیں بجز لعب اور لہو کے (بوجہ غیر نافع و غیر باقی ہونے کے) اور (بھر) پچھلا گھر (یعنی آخرت جس کا کفار انکار کر رہے ہیں باقی اور) متقیوں کے لئے بہتر (یعنی نافع تو وہی) ہے کیا (اے منکرین باوجود قیام دلائل کے) تم سوچتے سمجھتے نہیں ہو (کہ اس کو مان کر اس کے لئے سامان کرو کہ وہ ایمان اور اعمال ہیں۔ **ف** خود حیات دنیویہ کو لہو و لعب فرمانا مقصود نہیں بلکہ اس کے ان اشغال و اعمال کو کہ آخرت کے لئے نہ موضوع ہیں نہ معین ہیں تو اس قید سے طاعات اور مباحات معین طاعات سب نکل گئے اور مباحات لایعنی اور معاصی سب داخل رہ گئے، گو ایسے مباحات میں گناہ نہ ہو لیکن بے سود اور فانی الاثر تو ہیں اور لہو و لعب کے معنی اہل لغت نے متقارب جیسا کہ تقریر ترجمہ میں اس طرف اشارہ بھی کر دیا ہے بلکہ متحد ہی لکھے ہیں صرف فرق اعتباری ہو سکتا ہے وہ یہ کہ غیر نافع امر میں مشغول ہونے کے دو اثر ہیں ایک خود اس کی طرف متوجہ ہونا دوسرے اس توجہ کی وجہ سے نفع امور سے بے توجہی ہو جانا، وہ امر اول اعتبار سے لعب کہلاتا ہے اور دوسرے اعتبار سے لہو۔ کذا فی الروح۔ **ربط** اوپر کی آیات میں کفار کے بعض اقوال کفریہ مذکور ہیں جیسے اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اور اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا اور جیسے ابوجہل کا یہ کہنا جو کہ سبب نزول آیت کا ہے کہ ہم آپ کو جھوٹا نہیں سمجھتے لیکن آپ جو دین اور کتاب لائے ہیں اس کو جھوٹا سمجھتے ہیں رواہ الترمذی۔ پس ان اقوال سے آپ کو صدمہ اور رنج پہنچتا تھا اللہ تعالیٰ آگے آپ کی تسلی فرماتے ہیں۔

البلاغۃ قولہ الا لعب و لھو الکلام من التشبیہ البلیغ ای کالعب او قلت و اذا قدر المضاف فلا حاجۃ الی القول بالتشبیہ ۱۲

ع ان ھذا الا عمال لاشک فی صدق لھو اللعب علیھا قولہ لھی الدار الاخرۃ خیر فی الروح وکان الظاھر ولدار الاخرۃ الاجد وحق الاقامۃ حق الاقیم المسبب مقام السبب قلت ولما کان للعب واللھو یلزم من ان عدم الثبات وعدم النفع وکان الثبات والنفع فی الآخرۃ مخصوصا بالمتقین عدم الثبات عاما للجمیع اشرت الی ھذا المعنی بقولی باقی فضل ترجمۃ خیر ۱۲

اختلاف القراءۃ فی قراءۃ لدار الآخرۃ بالاضافۃ من اضافۃ الموصوف الی الصفۃ عند من جوزہا او بتقدیر الموصوف ای ولدار الساعۃ او الآخرۃ عند من لم یجوزہا ۱۲

ملحقات الترجمہ

ل قولہ فی الجملۃ اشغال اشارۃ الی تقدیر المضاف ای اعمال الحیوۃ الدنیا لخصوصیۃ بہا وذکر وجہہ فی ف ۱۲

ل قولہ فی افلا تعقلون سوچتے سمجھتے اشار الی تقدیر المعطوف علیہ ای الا تتفکرون فلا تعقلون ۱۲

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ

ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کو ان کے اقوال مغموم کرتے ہیں سو یہ لوگ آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن یہ

الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ○ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا

ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور بہت سے پیغمبر جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں ان کی بھی تکذیب کی جا چکی ہے

عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ

ان کی تکذیب کی گئی اور ان کو ایذائیں پہنچائی گئیں یہاں تک کہ ہماری امداد ان کو پہنچی - اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں

اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ○

اور آپ کے پاس بعض پیغمبروں کے بعض قصص پہنچ چکے ہیں -

تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ (الی قولہ) وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ○ ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کو ان (کفار) کے اقوال مغموم کرتے ہیں سو آپ غم میں نہ پڑیے بلکہ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کیجیے کیونکہ یہ لوگ (براہ راست) آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا عمداً انکار کرتے ہیں (دگو اس سے آپ کی تکذیب بھی لازم آتی ہے لیکن ان کا اصل مقصود آیات اللہ کی تکذیب ہے، جیسا ان میں بعضے اس کا اقراری بھی ہیں پس جب اصل تکذیب ان کی آیات اللہ سے متعلق ہے تو ان کا یہ معاملہ خدا کے ساتھ ہوا سو ہم خود ہی ان کو سمجھ لیں گے آپ اس غم میں کیوں پڑیے) اور (وہ جو آپ کی تکذیب بواسطہ تکذیب آیات اللہ کے لازم آگئی سو یہ کوئی نئی بات آپ کے ساتھ نہیں ہوئی بلکہ) بہت سے پیغمبر جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں ان کی بھی تکذیب کیجا چکی ہے سو انھوں نے (بھی) اس پر صبر ہی کیا کہ ان کی تکذیب کی گئی اور (علاوہ تکذیب کے اور انواع انواع طریق سے) ان کو ایذائیں پہنچائی گئیں یہاں تک کہ ہماری امداد ان کو پہنچی (جس سے وہ غالب اور ان کے مخالفین مغلوب یا ہلاک ہو گئے اس وقت تک صبر ہی کرتے رہے اسی طرح آپ بھی صبر کیجیے) اور (اسی طرح صبر کرنے کے بعد آپ کو امداد الٰہی پہنچے گی کیونکہ) اللہ تعالیٰ کی باتوں (یعنی وعدوں) کا کوئی بدلنے والا نہیں (اور امداد کا وعدہ ہو چکا ہے جیسا فرمایا ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی) اور آپ کے پاس پیغمبروں کے بعض قصص (قرآن میں) پہونچ چکے ہیں (جنسے انھم لھم نصرنا کی تصدیق و تحقیق ہو چکی ہے - پس اخباراً ابھی وقوعاً بھی ہر طرح یہ مضمون محقق ہے) ف حاصل مضمون تسلی دہی کا یہ ہوا کہ یہ جو آپ کی تکذیب کر رہے ہیں یہ واقع میں بوجہ اس کے کہ آپ مبلغ عن اللہ ہیں اللہ تعالیٰ کی اور اس کی آیات کی تکذیب کر رہے ہیں - پس ظاہراً تو آپ کی تکذیب ہے اور حقیقۃً و قصداً اللہ تعالیٰ کی تکذیب ہے پس آیت اولیٰ کا مضمون تو تکذیب ثانی کے اعتبار سے ہے کہ اپنے معاملہ میں خدا تعالیٰ خود ہی سمجھ لے گا اور آیت ثانیہ کا مضمون تکذیب اول کے اعتبار سے ہے کہ رسل کے معاملہ میں ہماری یہ عادت ہے

البلاغۃ قولہ ولکن الظلمین فیہ وضع الظاہر موضع المضمر ۱۲ **العربیۃ** یحدثنی بفتحۃ الباء ۱۲ **فائدۃ** عجیبۃ من الروح قولہ لا مبدل لکلمات اللہ ظاہر الآیۃ ان احدا یغیر قضاء اللہ تعالیٰ لا یتبدل فلا تدل علیہ الآیۃ آہ قلت وقد فرحت لما ظفرت بہ فانی قد کنت من قبل فسرتہ بما یدل کلمات اللہ عز وجل یعنی ان احدا لا یفعل خلاف ما دلت علیہ ویحول بین اللہ عز اسمہ وبین تحقیق ذلک واما ان اللہ تعالیٰ لا یبدل فلا تدل علیہ الآیۃ آہ فتدبر ۱۲

ص قولہ تعالیٰ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا فی جواب سیأتیہم واعلم ان قول الروح فی ہذہ الآیۃ انہ تعالیٰ لا یبدل فلا تدل علیہ الآیۃ لا یستلزم القول بالتخلف فی الکلام علی المراد حتی الآیۃ ساکتۃ عن ذلک انما یفصح عن ذلک الآیات الاخری ۱۲

ملحقات الترجمہ

قولہ فی قد خوب اشارہ الی ما فی الکشاف انہ یعنی ربما لکتکثیر وفی الانتصاف کما فی قولہ تعالیٰ قد نعلم آہ قلت ویراد بالتکثیر الکمال لاستحالۃ التعلیل والکثرۃ فی علمہ تعالیٰ ۱۲ ص۲

قولہ فی فانھم سپرد کیجیے کیونکہ اشارۃ الی ان التعلیل بقولہ فانہم لیس لتعلم لا یجترئ لاستحالۃ الاول واستبعاد الثانی عن السیاق بل لما یشعر بہ الکلام السابق ای فکلا مرہم الی اللہ لانہم الخ من الروح ۱۲ ص۳

قولہ فی لا یکذبونک براہ راست لے فصد انہم فانہ دفع بما اورد من انہ کیف یصح وقوع احد التکذیبین وعدم الآخر مع التلازم بینہما وجودا وعدما ۱۲ ص۴

قولہ فی یجحدون محمدا فی الروح الجحود کالجحد نفی ما فی القلب ثباتۃ او اثباتا فی القلب نفیہ وایراد للاذان الایات من الوضوح بحیث یشاہد بہا کل احد وان من ینکر یا فما ینکر باقلبہ المجحود ۱۲ ص۵

ص۵ قولہ فی توضیح آیتہم اس وقت اشارۃ الی ان معنی غایۃ النصر ۱۲

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي

اور اگر آپ کو ان کا اعراض گراں گذرتا ہے تو اگر آپ کو یہ قدرت ہے کہ زمین میں کوئی سرنگ

الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ

یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈھ لو پھر کوئی معجزہ لے آؤ تو کرو۔ اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ان سب کو راہ پر

عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝

جمع کر دیتا۔ سو آپ ان نادانوں میں سے نہ ہوجیئے

النصف

چلی آتی ہے اور اب بھی اس کا وعدہ ہے اور دونوں تسلیوں میں مضمون مشترک کا غلبہ اور باطل کا مغلوب ہونا ہی دنیا میں بھی آخرت میں بھی اور چونکہ یہی اصل مقصود تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس لئے اصل مایہ تسلی یہی مضمون مشترک ہے پس اس سے یہ لازم نہیں آیا کہ خبر ہلاک سے تسلی دینا مشعر اس امر کا ہے کہ آپ ان کا ہلاک چاہتے ہوں گے اور گو اس کا بھی مضائقہ نہیں مگر پھر بھی آپ کی شفقت ہی غالب تھی **ربط** اوپر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے معاملات پر صبر کا امر فرمایا ہے چونکہ آپ کو کمال شفقت سے ان لوگوں کے ایمان لانے کی غایت درجہ کی حرص تھی اس لئے آپ چاہتے تھے کہ اگر معجزات واقعہ پر باوجود ان کے کافی ہونے کے یہ لوگ ایمان نہیں لاتے تو ان کے فرمائشی معجزات ہی واقع ہوجاویں شاید ایمان لے آویں اور اس اعتبار سے ان کا کفر دیکھ دیکھ کر صبر نہ آتا تھا اس لئے حق تعالیٰ آگے ان فرمائشوں کا عدم وقوع سنا کر صبر مذکور کی تاکید فرماتے ہیں اور رسالت کا ان فرمائشوں کے وقوع پر موقوف نہ ہونا جیسا کہ قادحین نبوت کا مقصود تھا مضمون صبر کے ذیل میں وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ الخ سے ظاہر فرماتے ہیں پس اس میں تحقیق مسئلۂ رسالت بھی ہے **تاکید صبر مامور بضمن تسلیہ سابق** وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ (**الی قولہ**) فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ اور اگر آپ کو ان (منکرین) کا اعراض (اور انکار جو اوپر بھی مذکور ہوا ہے اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ عنہ) گراں گذرتا ہے (اور اس لئے جی چاہتا ہے کہ ان کے فرمائشی معجزات ہی واقع ہوجاویں) تو اگر آپ کو یہ قدرت ہے کہ زمین میں (جانے کو) کوئی سرنگ یا آسمان میں (جانے کو) کوئی سیڑھی ڈھونڈ لو پھر (ان کے ذریعہ سے زمین یا آسمان میں جاکر وہاں سے[1]) کوئی معجزہ (فرمائشی مجوزوں میں سے) لے آؤ تو (بہتر ہے[2]) کرو (یعنی ہم تو ان کی یہ فرمائشیں بوجہ عدم ضرورت اور بوجہ لزوم ضرر کے جو ابھی مذکور ہوگا پوری نہیں کرتے اگر آپ یہی چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح سے یہ مسلمان ہی ہوجاویں تو آپ اس کا انتظام کیجئے) اور اگر اللہ کو (تکوینی[3]) منظور ہوتا تو ان سب کو راہ (راست) پر جمع کر دیتا (اور لگا دیتا لیکن چونکہ یہ خود ہی اپنا بھلا نہیں چاہتے اللہ تعالیٰ کو تکوینًا یہ منظور نہیں ہوا کہ پھر آپ کے چاہنے سے کیا ہوتا ہے) سو آپ (اس فکر کو چھوڑیئے اور) نادانوں میں سے نہ ہوجیئے۔

اللغات النفق ہو السرب المخلص الی مکان السکنی مرقاۃ اخذا من السلامۃ لانہ الذی یسلک الی المصعد ۱۲

قولہ تعالیٰ وان کان کبر علیک اعراضھم الخ نفی فحوا نہ تخلف المراد عن ارادۃ العبد حتی عن ارادۃ سید الخلق فکیف یعتقد فی احاد الامۃ استجابۃ دعاءہ کزعم القائلین ۔۔۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ وان کان کبر علیک الخ اس میں نفی ہے کہ ارادۂ عبد سے مراد کا تخلف ہو سکتا ہے حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ سے بھی پھر کسی شخص کے متعلق یہ عقیدہ اہل علم کا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ اس کی دعا کا قبول ہونا لازم ہے ۱۲

البلاغۃ فی الروح قولہ اعراضھم لعل التعبیر بالاعراض دون التکذیب مع قولہ تعالیٰ ولقد کذبت لتہویل امر التکذیب

قولہ تبتغی فی الروح اشارۃ الابتناء علی الاکتفاء ونحوہ للایذان بان ما ذکر من النفق والسلم مما لا یتوجہ ابتغاءہ فکیف بالتخاذہ ۱۲ منہ

لطیفۃ الشرجمیہ

قولہ قبل فتاتیھم بآیۃ یاں سے اتنا رہا الی ان تقدیر الکلام ھکذا فتاتیھم بھا کذا فی الروح ۱۲

[1] قولہ فی بآیۃ بہتر ہے کہ واشارۃ الی حذف الجواب ۱۲ فاضل

[2] قولہ لو شاء تکوینا لان الارادۃ تشریعیۃ التی من لوازمھا

وقف غفران
وقف منزل

إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ط وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ○

وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں اور مردوں کو اللہ تعالیٰ زندہ کرکے اٹھاویں گے پھر سب اسی کی طرف لائے جاویں گے

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ط قُلْ إِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَن يُنَزِّلَ آيَةً

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان پر کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا آپ فرما دیجئے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کو پوری قدرت ہے اس پر کہ وہ

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○

لیکن ان میں اکثر بے خبر ہیں

إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ط (الیٰ قولہ) وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○ (امر حق و ہدایت کو تو) وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو (حق بات کو بقصد طلب حق) سنتے ہیں (سو ان کو حق تعالیٰ بھی ہدایت کی توفیق دیتے ہیں اور انھوں نے ایسا کیا نہیں پھر ہدایت کہاں ہو) اور (اگر اس اعراض و انکار کی پوری سزا ان کو دنیا میں نہ ملی تو کیا ہوا آخر ایک دن) مُردوں کو اللہ تعالیٰ (قبروں سے) زندہ کرکے اٹھاویں گے پھر وہ سب اللہ ہی کی طرف (حساب کے لئے لائے جاویں گے (اس وقت سب حقیقت کھل جاوے گی اور پوری سزا تجویز ہو جاوے گی) اور یہ (منکر) لوگ (براہ عناد) کہتے ہیں کہ (اگر یہ نبی ہیں تو) ان پر (ہمارے فرمائشی معجزات سے) کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا۔ آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کو بے شک پوری قدرت ہے اس پر کہ وہ (ایسا ہی) معجزہ نازل فرما دیں لیکن ان میں اکثر (اس کے انجام سے) بے خبر ہیں (اس لئے درخواست کر رہے ہیں۔ وہ انجام یہ ہے کہ اگر پھر بھی ایمان نہ لاویں گے تو سب ہلاک کر دیئے جاویں گے لقولہ تعالیٰ ولو انزلنا ملکا لقضی الامر حاصل یہ کہ ضرورت تو اس لئے نہیں کہ پہلے معجزات کافی ہیں لقولہ تعالیٰ اولم یکفھم اور ہم جانتے ہیں کہ جیسے ان پر ایمان نہیں لائے ان پر بھی ایمان نہ لاویں گے لقولہ تعالیٰ وما یشعرکم اور مزید برآں یہ ضرر ہے جو کہ مذکور ہوا اس لئے حکمت عدم نزول ان فرمائشی آیات کا ہے ف لا تکونن من الجٰھلین فرمانا وعظ و محبت کے طور پر ہے چنانچہ ترجمہ سے ظاہر ہے اور لفظ جہل یا جہالت سے ترجمہ کرنا بوجہ اس کے کہ ہمارے محاورے میں یہ الفاظ تحقیر و توبیخ کے لئے مستعمل ہیں موہم بے ادبی ہے اور اخیر آیت میں چونکہ دفع اعتراض ہے اس لئے اس کو بھی تسلیہ معترض علیہ میں دخل ہے و نیز اس میں تحقیق مسئلہ رسالت بھی ہے جیسا تمہید میں مذکور ہوا اور اکثر کا لفظ اس لئے کہا کہ بعضے مسلمان ہونے والے تھے **ربط** اوپر تاکید صبر و تسلیہ کے ضمن میں اشارہ سزائے کفر کے لئے اموات کا قیامت میں مبعوث ہونا جملہ وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ میں ذکر فرمایا تھا آگے اسی بعث کی تاکید و تقریر کے لئے دواب و طیور کا محشور ہونا بیان فرماتے ہیں اور افادہ تاکید ظاہر ہے کہ تم تو مکلف اور مورد جزا و سزا ہو کیوں نہ محشور ہوتے امر حشر تو ایسا عام ہے کہ غیر مکلف بھی بمقتضا بعض حکمتوں کے اس سے مستثنیٰ نہ رہیں گے۔

اللغات

الاستجابۃ بمعنی الاجابۃ کذا فی الروح ۱۲

البلاغۃ قولہ

یرجعون فی ایرادہ مبنیا للمفعول اشعار باہنم یحضرون قہرا وان لم یشاؤا ۱۲

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ

اور جتنے قسم کے جاندار زمین پر چلنے والے ہیں اور جتنے قسم کے پرند جانور ہیں کہ اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتے ہیں ان میں کوئی قسم ایسی نہیں

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ○

ہم نے دفتر میں کوئی چیز نہیں چھوڑی پھر سب اپنے پروردگار کے پاس جمع کئے جاویں گے۔

تعمیم حشر کل خلایق وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ○ اور جتنے قسم کے جاندار زمین پر (خواہ خشک[1] یا تر پر) چلنے والے ہیں اور جتنے قسم[2] کے پرند جانور ہیں کہ اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتے ہیں ان میں کوئی قسم ایسی نہیں جو کہ (قیامت کے دن محشور[3] ہونے کی صفت میں) تمہاری طرح کے گروہ نہ ہوں (اور گو یہ سب اپنی کثرت کی وجہ سے عرفاً بے انتہا ہوں لیکن ہمارے حساب میں سب منضبط ہیں کیونکہ) ہم نے (اپنے[4]) دفتر (یعنی لوح محفوظ) میں کوئی چیز (کہ قیامت[5] تک ہونے والی ہے بے لکھے) نہیں چھوڑی (سب کو لکھ لیا ہے گو اس کی بھی حاجت نہ تھی علم قدیم ہی کافی ہے، لیکن لکھنے سے سب اشیاء کا منضبط ہو جانا عامۂ افہام کے زیادہ قریب ہے جب سب منضبط ہیں پھر سب کو قیامت میں جمع کر لینا کیا مستبعد ہے غرض اول سب کو حساب میں منضبط کر لیا گیا ہے) پھر (اس کے بعد[6] اپنے وقت معین پر) سب (مذکورین انسان و دواب وطیور) اپنے پروردگار کے پاس جمع کئے جاویں گے۔

ف اور حدیث شیخین میں ہے کہ اگر دنیا میں شاخدار بکری نے بے شاخ والی کو مارا ہوگا تو قیامت میں اس سے بدلا لیا جاوے گا۔ اور کمالین میں بروایت ابن جریر و ابن المنذر حضرت ابو ہریرہؓ سے مذکور ہے کہ اس کے بعد ان جانوروں کو حکم ہوگا کہ خاک ہو جاؤ اس وقت کافر تمنا کرے گا یالیتنی کنت ترابا آہ آیت چونکہ اجمالاً یحشرون سے اس حدیث کے مضمون کی طرف مشیر ہے اس اشارہ کے اعتبار سے افادہ تاکید مذکور فی التمہید میں اور فوت ہوگئی کہ جب غیر مکلفین بھی ایک گونہ جزا سے مستثنیٰ نہیں تو تم مکلفین کو تو کون چھوڑ دے گا۔ پس منکرین بعث پر پورا احتجاج ہوگیا اور جاننا چاہیئے کہ اس حدیث کے مضمون سے دواب وطیور کا مکلف ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ یہ بدلا بوجہ ناراضی اللہ تعالیٰ کے نہ ہوگا بلکہ عدل خداوندی کے لئے ان کے اعمال میں تساوی و تماثل کا محفوظ رہنا دکھلا دیا جاوے گا اور تمہید میں جو بعض حکمتوں کا لفظ مبہم ہے اس کی تفسیر اس اظہار تماثل سے کرنا ممکن ہے۔ **ربط** اوپر لو شاء اللہ لجمعھم اور انما یستجیب میں صبر و تسلیہ فرمایا گیا ہے۔ آگے بھی اسی کی تاکید اسی غرض سے ہے چنانچہ جملہ اولیٰ والذین کذبوا میں انما یستجیب کی اور جملہ ثانیہ و ثالثہ مَنْ يَّشَاءِ اللّٰهُ و من یشا میں لو شاء کی تاکید ہے۔

البلاغۃ قولہ الی ... فی الروح استشعار الامم وصیغۃ جمع العقلاء للاجراء مجراہم والتعبیر عنہا بما لا تعقل فی الارض ویطیر ہذان الوصفان لزیادۃ التفصیل لا یغیر خصوصیۃ ما یفہما فاغنیٰ عن ذکر دابۃ وطائر ولم یقل فی طائر یطیر فی اسماء کما ہو مقتضی المقابلۃ لانہ لا یفید العموم فان بعض الطیور لا یطیر فی السماء لخصیۃ من الروح ۱۲

لطائف الترجمہ

[1] قولہ فی الارض خشکی یا تر فش الجیلان واشالہا ۱۲ [2] قولہ فی دابۃ وطائر قسم اشارۃ الی ان النکرۃ العامۃ لیس عمومہا فرد یا بل جنسیا او نوعیا یصح حمل الام علیہا ۱۲ [3] قولہ فی امثالکم محشور ہونے میں اور وہ فی الکبیر تو لا خاصا وہو الراجح عندی بقرینۃ المقام وتائید الحدیث ۱۲ [4] قولہ فی الکتاب اپنے دفتر فاللام للعہد ۱۲ [5] قولہ حتی قیامت تک کما روی فی الدر المنثور عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اول شیء خلق اللہ القلم ثم النون وہی الدواۃ ثم قال لہ اکتب قال ما اکتب قال اکتب ما ہو کائن الی یوم القیامۃ کذا فی المرقاۃ فما وجد الی الابد امر ادالی یوم القیامۃ فلا یرد ان الخلق ابدی فکیف یحیط الکتاب المتناہی بالاشیاء الغیر المتناہیۃ والا یلزم من عدم امتثال الوصف ۱۲ [6] قولہ ثم الی ربہم یحشرون ای بعد الحشر الاحالۃ متاخر عن الاحیاء الکتبی ۱۲

[1] قولہ فی الارض خشکی یا تر فش الجیلان واشالہا ۱۲ [2] قولہ فی دابۃ وطائر قسم اشارۃ الی ان النکرۃ العامۃ لیس عمومہا فرد یا بل جنسیا او نوعیا یصح حمل الام علیہا ۱۲ [3] قولہ فی امثالکم محشور ہونے میں اور وہ فی الکبیر تو لا خاصا وہو الراجح عندی بقرینۃ المقام وتائید الحدیث ۱۲ [4] قولہ فی الکتاب اپنے دفتر فاللام للعہد ۱۲ [5] قولہ حتی قیامت تک کما روی فی الدر المنثور عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اول شیء خلق اللہ القلم ثم النون وہی الدواۃ ثم قال لہ اکتب قال ما اکتب قال اکتب ما ہو کائن الی یوم القیامۃ کذا فی المرقاۃ فما وجد الی الابد امر ادالی یوم القیامۃ فلا یرد ان الخلق ابدی فکیف یحیط الکتاب المتناہی بالاشیاء الغیر المتناہیۃ والا یلزم من عدم امتثال الوصف ۱۲ [6] قولہ ثم الی ربہم یحشرون ای بعد الحشر الاحالۃ متاخر عن الاحیاء الکتبی ۱۲

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ

اور جو لوگ ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں وہ تو بہرے اور گونگے ہو رہے ہیں طرح طرح کی ظلمتوں میں۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں بے راہ کر دیں

وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ

اور وہ جس کو چاہیں سیدھی راہ پر لگا دیں آپ کہیئے کہ اپنا حال تو بتلاؤ کہ اگر تم پر

عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ

خدا کا کوئی عذاب آپڑے یا تم پر قیامت ہی آ پہنچے تو کیا خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے اگر تم

صٰدِقِيْنَ ۝

سچے ہو

تاکید مضمون صبر و تسلیہ سابق وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ (الی قولہ) عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اور جو لوگ ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں وہ تو (حق سننے سے) بہرے (جیسے[1]) اور (حق کہنے سے) گونگے (جیسے) ہو رہے ہیں (اور اس بہرے[2] گونگے ہونے سے) طرح طرح کی ظلمتوں میں (گرفتار) ہیں (کیونکہ ہر کفر ایک ظلمت ہے انکا اعراض جو کہ صمم و عدم استماع کا حاصل ہے ایک کفر ہے ان کا کفریات بکنا جو کہ بکم سے مقصود ہے ایک کفر ہے اور یہ خود متعدد مرتبے ہوتا ہے اس لئے بہت سی ظلمتیں ہوگئیں مطلب یہ کہ استجابت کے لئے تو استماع کی حاجت ہے جیسا اوپر کہا گیا انما یستجیب الخ اور ان کا یہ حال ہے پھر ان سے استجابت کی کب توقع ہے بلکہ لامحالہ ظلمات ہی میں مبتلا ہوں گے پھر یہ کہ) اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں (بوجہ اعراض عن الحق کے) بے راہ کر دیں اور وہ جس کو چاہیں (اپنے فضل سے) سیدھی راہ (دین حق) پر لگا دیں (جیسا اوپر بھی کہا گیا ہے لو شاء اللہ لجمعھم پس ایسی حالت میں ان کی فکر میں پڑنا بے سود ہے سپرد بخدا کرنا چاہیئے) **ربط** اوپر شروع سورت میں توحید کا اثبات اور شرک کا ابطال تھا آگے پھر اسی طرف ایک خاص طور پر عود ہے کہ خود مشرکین سے بعض سوالات کئے جاتے ہیں جن کے جواب سے شرک کا ابطال ہو جاوے گا جس میں اول سوال یہی اگلی آیت ہے اور دوسرا قل ارایتکم الخ آگے آتا ہے اور درمیان میں مقصود سوال اول کی تاکید و تقریب کا مضمون ہے جیسا ربط آئندہ میں اس کی تقریر آوے گی **عود بتوحید و ابطال شرک بعنوان سوال** قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ آپ (ان مشرکین سے) کہیئے کہ (اچھا) اپنا (یہ) حال تو بتلاؤ کہ اگر تم پر خدا کا کوئی (ایسا) عذاب آپڑے (جیسا پہلی امتوں پر آب یا باد یا آتش یا خسف خاک وغیرہ سے آیا تھا) یا تم پر قیامت ہی آ پہنچے (جس میں انواع انواع ہولیں ہوں گی) تو کیا (اس عذاب و ہول کے ہٹانے کے واسطے) خدا کے سوا کسی کو (اس وقت) پکارو گے اگر تم (دعوے اشراک میں) سچے ہو (تو چاہیئے تو اس وقت بھی غیر اللہ ہی کو پکارنا لیکن ایسا ہرگز نہ ہو)

النحو قولہ (ارءیتکم) فی حاشیۃ البیضاوی للصبان عن التفتازانی انما وضع لاستفہام عن العلم وضع الانکار لانہ لایخبر عن الشئ الا العالم به فوضع السبب موضع المسبب واستعمل الرایت فی معنی اخبرونی وجعل کون الرایت بمعنی اخبرونی مع افراد الفاعل الخطاب عام لشمول المخاطب والمتعدد قال البیضاوی الکاف حرف خطاب لاکد به الضمیر لامحل له من الاعراب والفصل معلق وقیل فاعل وقیل تاکید للهمزة الثانیة وهو الکسائی بخ فیہا ۱۲

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی صم جیسے اشارۃ الی التنبیہ البلیغ فی الکلام ۱۲

[2] قولہ فی الظلمت اس بہرے گونگے ہونے سے اشارہ بہ الی وجہ ترک العاطف فی قولہ فی الظلمت حاصلہ ان کونہم فی الظلمت مسبب عن الصمم والبکم فلا یذکر العاطف بین السبب والمسبب ۱۲

[3] قولہ فی صدقین تو چاہیئے الخ اشارۃ الی کون الجواب محذوفا ان کنتم صادقین فی دعوکم فمقتضاہ ان تدعوہم دون غیرہم لکنکم لاتدعونہم فتبطل ایاہ الخ ۱۲

بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ

بلکہ خاص اسی کو پکارنے لگو پھر جس کے لئے تم پکارو اگر وہ چاہے تو اس کو ہٹا بھی دے اور جن جن کو

وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝

تم شریک ٹھیراتے ہو ان سب کو بھول بھال جاؤ ۔

ع ۱۱ ۱۰

بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝ بلکہ (اس وقت تو) خاص اسی کو پکارنے لگو (جیسا کہ اس سے کم مصیبت میں روزانہ ہوتا ہے) پھر جس (آفت) کے (ہٹانے کے) لئے تم (اس کو) پکارو اگر وہ چاہے تو اس کو ہٹا بھی دے (اور نہ چاہے تو نہ بھی ہٹاوے) اور جن جن کو تم (اب) شریک (الوہیت) ٹھیراتے ہو (اس وقت) ان سب کو بھول بھال جاؤ (پس اسی سے سمجھ لو کہ خدا کے سوا جب کوئی قادر مختار نہیں تو مستحق عبادت بھی اس کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا) **ف** یہ جو فرمایا کہ اگر چاہے ہٹا دے تو دوسرے دلائل سے معلوم ہو گیا ہے کہ عذاب دنیوی میں تو دونوں احتمال ہیں اور احوال قیامت میں سے طول موقف شفاعت کبریٰ سے موقوف ہو جاوے گا اور یہ شفاعت کبریٰ اہل موقف کی درخواست پر ہوگی اور کسی سے یہ کہنا کہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو یہ بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کا ایک طریق ہے پس اس طول کا موقوف ہونا اس طرح سے دعاء الناس کا اثر ہوا اب یہ شبہ نہ رہا کہ کشف قرب قیامت میں ان لوگوں کی دعاء کا کیا دخل ہوا اور دوسرے عذاب آخرت کے کفار سے نہ ٹلیں گے اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ احتجاج میں مقدمات کا مسلمہ ہونا چاہیئے یہ مشرکین قیامت کے کب قائل تھے جواب یہ ہے کہ احتجاج وقوع قیامت سے نہیں کیا گیا بلکہ اس کے فرض وقوع سے کیا گیا اور فرض ہر ممکن کا ممکن ہے اور ان کے ابطال دعویٰ کے لئے یہ فرض بھی کافی ہے، کیونکہ خفیف آفات میں ان کا مخلص ہو جانا ان کو اس جواب کی گنجائش نہیں دیتا کہ ہاں ہم اس وقت اپنے الٰہہ کو پکاریں جیسا کہ ظاہر ہے ۔ **ربط** اوپر مشرکین پر وقوع عذاب فرض کر کے اس بناء پر ان کے دعوی شرک کو باطل کیا گیا تھا آگے اس فرض کا غیر مستبعد ہونا ثابت کرنے کے لئے بعض امم سابقہ کا معذب و ہالک ہونا بیان فرماتے ہیں تاکہ مخاطبین کو اس فرض کے غلط کہنے کی گنجائش نہ ہو اور اس ہلاکت کا ذکر بھی ایک خاص طور سے فرمایا ہے جس سے کفار موجودین کے منشاء انکار کا جواب بھی ساتھ ساتھ ہو جاوے کیونکہ بڑا منشاء انکار کا یہ ہوتا ہے کہ بعض مصائب آ آ کر ٹل جاتے ہیں تو نادان کو دھوکہ ہوتا ہے کہ یہ سزائے اعمال نہ تھی ورنہ ٹلتی نہیں اس لئے سنا دیا کہ ان مالکین کی دارو گیر کی ترتیب بھی یہی ہوئی تھی کہ اول نزول بلیات ہوا کہ تضرع کریں پھر استئصالاً نزول نعم فرمایا گیا، جب خوب کفر بڑھ گیا پھر ہلاک کر دیئے گئے تو تم بعض بلیات کے ٹلنے سے دھوکا مت کھانا ۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ

اور ہم نے اور امتوں کی طرف بھی جو کہ آپ سے پہلے ہو چکی ہیں پیغمبر بھیجے تھے سو ہم نے ان کو تنگدستی اور بیماری سے پکڑا

لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ○ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ

تاکہ وہ ڈھیلے پڑ جاویں سو جب ان کو ہماری سزا پہنچی تھی وہ ڈھیلے کیوں نہ پڑے لیکن ان کے

قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ فَلَمَّا

قلوب تو سخت رہے اور شیطان ان کے اعمال کو ان کے خیال میں آراستہ کر کے دکھلاتا رہا پھر جب

نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا

وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیئے یہاں تک کہ جب ان چیزوں

بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ○ فَقُطِعَ دَابِرُ

پر جو کہ ان کو ملی تھیں وہ خوب اترا گئے ہم نے ان کو دفعۃً پکڑ لیا پھر تو وہ بالکل حیرت زدہ رہ گئے پھر ظالم لوگوں کی جڑ کٹ گئی

الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اور اللہ کا شکر ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے

ذکر ہلاکت بعض کفار سابقین بنرتیب عجیب وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ (الی قولہ) وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اور ہم نے اور امتوں کی طرف بھی جو کہ آپ سے پہلے (زمانہ میں) ہو چکی ہیں پیغمبر بھیجے تھے (مگر انہوں نے ان پیغمبروں کو نہ مانا) سو ہم نے ان کو (اس تکذیب پر) تنگدستی اور بیماری سے پکڑا تاکہ وہ ڈھیلے پڑ جاویں (اور اپنے کفر و تکذیب سے توبہ کر لیں) سو جب ان کو ہماری (طرف سے) سزا ہو ہی چکی تھی وہ ڈھیلے کیوں نہ پڑے (کہ ان کا جرم معاف ہو جاتا) لیکن ان کے قلوب تو ویسے ہی (سخت رکے سخت ہی) رہے اور شیطان ان کے اعمال (کفریہ سابقہ) کو ان کے خیال میں (بدستور) آراستہ (و مستحسن) کر کے دکھلاتا رہا پھر جب وہ لوگ (بدستور) ان چیزوں کو بھولے (اور چھوڑتے) رہے جن کی ان کو پیغمبروں کی جانب سے (نصیحت کی جاتی تھی (یعنی ایمان و اطاعت) تو ہم نے ان پر (ہر قسم اسباب عیش و عشرت) ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیئے (یعنی خوب نعمت و ثروت دی) یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو (اسباب نعمت میں سے) ملی تھیں وہ خوب اترا گئے (اور غفلت اور سستی میں ان کا کفر خوب بڑھ گیا اس وقت) ہم نے ان کو دفعۃً (کہ ان کو گمان بھی نہ تھا) پکڑ لیا (اور عذاب شدید نازل کیا جیسا کہ قرآن کے اور مواقع میں ان قصوں کی تفصیل ہے) پھر تو وہ بالکل حیرت زدہ رہ گئے (کہ کیا ہوگا) پھر (اس عذاب سے) ظالم (کافر) لوگوں کی جڑ (تک) کٹ گئی (یعنی بالکل ہلاک ہو گئے) اور اللہ کا شکر ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے کہ (ایسے ظالموں کا بیخ و بن کاٹا جن کے ہونے سے نحوست ہی پھیلتی) **ف** مطلب یہ کہ اسی طرح یہ مشرکین اپنی حالت پر مغرور ہو کر بیفکر نہ رہیں **ربط** اوپر جو آیت قل ارایتکم الخ آئی ہے جواز ارتباط اسکا ہے وہی آیت آیندہ قل ارایتم الخ کا ہے جس کی تقریر آیت موصوفہ کی

اللغات ۔ فی القاموس ابلیس تحیر یئس والدابر آخر کل شی وللاصل **قولہ** لولا فی الروح الجہور حملوہ علی التوبیخ والتقدیم وہو یفید الترک وعدم

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فلما نسوا ما ذکروا بہ الخ فی الروح من النعم الکثیرۃ کالرخاء و سعۃ الرزق مکروا بھم و استدراجا لھم اھ فقد ظہر وکذلک حال من بقی حالہ وذوقہ مع عصیانہ وطردہ فھو استدراج۔ توجمہ قولہ تعالیٰ۔ فلما نسوا ما ذکروا بہ الخ یعنی ان کو استدراجاً نعمتیں عطا فرمائیں اور اسی کی نظیر اس شخص کا حال ہے جس کا باوجود معصیت کے حال اور ذوق باقی رہے یہ اس کے لئے استدراج ہوتا ہے جس پر بعض جہال فخر کرتے ہیں کہ ہماری نسبت کیسی قوی ہے ۱۲

۶ الوقوع والظاہر للاستدراک والعطف فی قولہ تعالیٰ ولکن قست ولما کان المتفرع ناشیا من لین القلب کان نفی فیہ فکانہ قیل فما لانت ولکن قست ۱۲ **قولہ** فلما نسوا الخ فی الروح استشکل ذلک بانہ لا یطہر وجہ سببیۃ النسیان بفتح ابواب الخیر واجیب بان النسیان سبب الاستدراج المتوقف علی فتح ابواب الخیر سببیۃ ما الاخیر لمستلزم سببیتہا یتوقف علیہ وقیل انہ مسبب عنہ باعتبار غایتہ وہو اخذھم بغتۃ ۱۲ تلخیصات الترجمہ

قولہ فتبین فاخذناھم نہ مانا اشارۃ الی تقدیر فکذبوا ففی الکلام ایجاز ۱۲ **قولہ** فی اخذنا ھم اس تکذیب نہی العلۃ والتفرع ہی الحکمۃ فلا منافاۃ ۱۲ **قولہ** فی نسوا چھوڑے اشارۃ الی التفسیر ۱۲

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ

آپ کہیئے کہ یہ بتلاؤ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری شنوائی اور بینائی بالکل لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر ڈالے تو

مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ

اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود ہے کہ یہ تم کو پھر دیدے - آپ دیکھئے تو ہم کس طرح دلائل کو مختلف پہلوؤں سے پیش کر رہے ہیں

يَصْدِفُوْنَ ○ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ

پھر یہ اعراض کرتے ہیں آپ کہیئے کہ یہ بتلاؤ کہ اگر تم پر اللہ کا عذاب آپڑے خواہ بے خبری میں یا

جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

خبرداری میں تو کیا بجز ظالم لوگوں کے اور کوئی بھی ہلاک کیا جاوے گا -

تمہید میں گذر چکی ابطال شرک بعنوان سوال دیگر قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ الی قولہ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ○ آپ (ان سے یہ بھی) کہیئے کہ بتلاؤ اگر اللہ تعالیٰ (عذاب نہ نازل فرماوے نہ سہی لیکن) تمہاری شنوائی اور بینائی بالکل لے لے (کہ نہ تم کو سنائی دے اور نہ دکھائی دے) اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے (کہ تم دل سے کسی چیز سے نہ سمجھ سکو) تو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود ہے کہ یہ (چیزیں) تم کو پھر دیدے (جب تمہارے اقرار سے بھی کوئی ایسا نہیں پھر کیسے کسی کو مستحق عبادت سمجھتے ہو) آپ دیکھئے تو ہم کس (کس) طرح دلائل (توحید) کو مختلف پہلوؤں سے پیش کر رہے ہیں پھر (بھی) ان کا یہ حال ہے کہ (ان دلائل میں فکر کرنے اور اُن کے نتیجے کے تسلیم کرنے سے) اعراض (اور بے رخی) کرتے ہیں ربط اوپر آیات ولقد ارسلنا الخ میں جو کہ آیت سابقہ اذا اتیتکم اور آیت لاحقہ اذا تم کی تاکید و تقریب کے لئے ہیں امم سابقہ کا ہلاک ہونا بقصد ان کی تنبیہ کے بیان فرمایا آگے علت ہلاک یعنی ظلم کے اشتراک سے بعنوان سوال اس تنبیہ کی مع تنبیہ اختصاص اس عذاب کے ان کے ساتھ تصریح ہے تنبیہ مشرکین بر عذاب و اختصاص آں قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ آپ (ان سے) کہیئے کہ یہ بتلاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب آپڑے خواہ بے خبری میں یا خبرداری میں تو کیا بجز ظالم (اور کافر) لوگوں کے (اس عذاب و غضب سے) اور کوئی بھی ہلاک کیا جاوے گا یعنی وہ عذاب ہوگا بوجہ ظلم کے جیسا امم سابقہ پر بھی اسی وجہ سے ہوا ہے لقولہ تعالیٰ فقطع دابر القوم الذین ظلموا سو لامحالہ ظالموں ہی کے ساتھ خاص ہوگا اور ظالم تم ہو پس خاص تم ہی پر پڑے گا اور مومنین بچے رہیں گے لقولہ تعالیٰ حقا علینا ننجی المومنین سو تم کو مژدہ ہونا چاہیئے اور مرگ انبوہ جشنے دارد کا سہارا بھی چھوڑ دینا چاہیئے ربط اوپر آیت وقالوا لولا نزل علیہ الخ میں کفار کے فرمائشی معجزات کی عدم ضرورت وقوع کے ضمن میں تحقیق مسئلہ رسالت کی تھی جیسا وہاں مذکور ہوا آگے منصب رسالت کے لوازم کے بعد مطلق ثبوت کی تبلیغ ہے اور غیر لوازم کہ تمام فرمائشوں کا پورا کرنا ہے بیان کرنے سے اسی مجموعی مضمون کی قدرے تفصیل مقصود ہے

اللغات - صدف اعرض کذا فی القاموس ۱۲ **البلاغۃ** ھل یھلک قال البیضاوی ای ما یھلک و لذلک صح الاستثناء ۱۲ **ملحقات الترجمہ** ۱؎ قولہ فاختم کسی چیز کو اشارۃ الی ان ھذا الختم لیس بالختم الحسی عن اشباہ فی الآیۃ الاخری فان ذلک عن الایمان و ھذا عن مطلق التعقل ۱۲ ۲؎ قولہ فی بہ یہ چیزیں والضمیر بتاویل الماخوذ و المختوم والمذکور ۱۲ ۳؎ قولہ فی بغتۃ بے خبری اخترت بذین العنوانین بنظیر المقابلۃ بینھما لفظا و اتمام یقال فی النظم الکریم خفیۃ لان الاخفاء لا یناسب شانہ تعالیٰ والمقابلۃ ح ش والقریب من مقابلۃ کثیرۃ ۱۲ الفصیح ومنہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر او لا تنفرا ۱۲ ۴؎ قولہ فی یھلک اس عذاب و غضب اشارہ فی الی ان مطلق الاھلاک لا یکفی فی الایمان بل بنافیہ الاھلاک بذلک العذاب الغضبی المختص بالکفار و یعلم کون العذاب کذلک بالقرائن العقلیۃ النقلیۃ والسمعیۃ ۱۲

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ

اور ہم پیغمبروں کو صرف اس واسطے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈراویں پھر جو شخص ایمان لے آوے اور درستی

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

کرلے سو ان لوگوں پر کوئی اندیشہ نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے ۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلاویں ان کو عذاب

يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ

لگتا ہے بوجہ اس کے کہ وہ دائرہ سے نکلتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ

خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ

میرے پاس خدا تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں

لوازم و غیر لوازم رسالت وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ (الی قولہ) وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اور ہم پیغمبروں کو (جن کی پیغمبری دلائل قاطعہ سے ثابت کرچکے ہیں) صرف اس واسطے (انام کی طرف) بھیجا کرتے ہیں کہ وہ (ایمان اور اطاعت کرنے والوں کو رضائے الٰہی کی) بشارت دیں اور (کفر و معصیت کرنے والوں کو ناخوشی خداوندی سے جس پر کبھی دنیا میں بھی اور آخرت میں ہمیشہ عذاب کا استحقاق مرتب ہوتا ہے) ڈراویں اور (اس لئے نہیں بھیجتے ہیں کہ جو کچھ بھی اُن سے واہی تباہی فرمائشیں کی جاویں وہ سب کو پورا کریں جیسا منکرین محض براہ عناد و درخواست کرتے ہیں) پھر (ان پیغمبروں کی تبشیر و انذار کے بعد) جو شخص ایمان لے آوے اور اپنی حالت کی اعتقاداً و اعملاً درستی کرلے سو ان لوگوں پر (دو آخرت میں) کوئی اندیشہ (کی بات واقع ہونے والی) نہیں (گو یہ لوگ باقتضاء ایمان خدا تعالیٰ سے خوف کیا کرتے ہیں) اور نہ وہ (وہاں) مغموم ہوں گے اور جو لوگ (اس تبشیر و انذار کے بعد بھی) ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلاویں ان کو (دنیا میں بھی کبھی اور آخرت میں تو ضرور ہی) عذاب لگتا ہے بوجہ اس کے کہ وہ دائرہ (ایمان) سے نکلتے ہیں (یعنی اصل کام پیغمبروں کا اور اس کام کا نتیجہ یہ ہے نہ کہ تمام فرمائشوں کا پورا کرنا پس اسی قاعدے کے موافق یہ رسول بھی ہیں) آپ (ان لوگوں سے یہ قاعدہ سنانے کے بعد) کہہ دیجئے کہ (میں جو دعوی رسالت کا کرتا ہوں تو اس کے ساتھ) نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس (یعنی میری قدرت میں) خدا تعالیٰ کے (تمام مقدورات کے) خزانے ہیں کہ (جب) مجھ سے کسی امر کی فرمائش کی جاوے اس کو اپنی قدرت سے ظاہر کردوں) اور نہ میں (یہ کہتا ہوں کہ میں) تمام غیبوں کو جو کہ معلومات الٰہیہ ہیں) جانتا ہوں (جیسا کبھی کبھی براہ عناد اس قسم کی باتیں پوچھتے ہو کہ قیامت کب آوے گی مثلاً) اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں (جیسا کبھی براہ عناد یہ کہتے ہو ما بعث اللہ بشراً رسولا یعنی کیا خدا تعالیٰ

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ۔ قل لا اقول لکم الخ فیہ نفی الخواص الوھیۃ من القدرۃ الکاملۃ والعلم المحیط عن العبد و نفی التنزہ عن اثار البشریۃ واثبات العبدیۃ التی من لوازمہا امتثال امر المولی واتباع ما یوحی و المبشریۃ التی من لوازمہا الاکل والشرب والغضب والرضاء ترجمہ قولہ تعالیٰ۔ قل لا اقول لکم الخ اس میں دو چیزوں کی نفی ہے ایک تو عبد سے خواص الوہیت قدرۃ کاملہ و علم محیط کی نفی اور دوسرے بشر سے تنزہ عن البشریۃ کی نفی اور دو چیزوں کا اثبات ہے ایک عبدیت کا جس کے لوازم میں سے امتثال امر اور اتباع وحی ہے اور دوسری بشریت کا جس کے لوازم میں سے اکل و شرب و غضب و رضا ہے

تحقیقات الترجمہ ۱؎ قولہ فی المرسلین ان کی پیغمبری دل علیہ عنوان الرسالۃ لانہا یتوقف علی الدلیل واثبات الشیٔ اثبات ما یتوقف علیہ فلیس المقصود بالآیۃ نفی لزوم الآیات علی الرسالۃ مطلقاً بل نفی لزوم الآیات المقترحۃ وھو مدار الحصر فافہم کما اشرت الیہ بقولی فیما بعد اس لئے نہیں بھیجا کرتے ۲؎ قولہ فی خزائن مقدورات اشارۃ الی حذف المضاف کما فی الروح ۳؎ قولہ فی لا اعلم کہتا ہوں اشارۃ الی انہ عطف علی لی عندی یا ضمار القول بین لا واعلم لابین الواو ولا لیکون المعنی واقول لا اعلم مع انہ غیر مقصود ۴؎ قولہ فی ادعی ملک

إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۚ أَفَلَا

میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اس کا اتباع کرلیتا ہوں۔ آپ کہیے کہ اندھا اور بینا کہیں برابر ہو سکتا ہے سو کیا

ع ۵ ۱۱ تَتَفَكَّرُونَ ○ وَأَنْذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْ يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ

تم غور نہیں کرتے اور ایسے لوگوں کو ڈرایئے جو اس بات سے اندیشہ رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے پاس ایسی

لَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ○

جتنے غیر اللہ ہیں نہ ان کا کوئی مددگار ہوگا اور نہ کوئی شفیع ہوگا اس امید پر کہ وہ ڈر جاویں۔

نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے رسول فرشتہ ہونا چاہیئے سو میں تو رسالت کے ساتھ ملکیت کا مدعی نہیں ہوں) إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ (الی قولہ) لَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ○ میں تو صرف رسول ثابت الرسالہ بالدلیل ہوں میرا کام تو اتنا ہے کہ جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے (جس میں خود عمل کرنا بھی آگیا اور دوسروں کو تبلیغ کرنا بھی) اس کا اتباع کرلیتا ہوں (جیسا اور پیغمبروں کا بھی یہی قاعدہ تھا پھر ثبوت رسالت کے بعد یہ مہملات میرے سامنے کیوں پیش کئے جاتے ہیں) آپ (یہ تقریر دلپذیر سا کر اُن سے) کہئے کہ (یہ تو ظاہر ہے کہ) اندھا اور بینا کہیں برابر ہو سکتا ہے (جب یہ بات ٹھیری ہوئی ہے) سو کیا تم (آنکھوں والا بننا نہیں چاہتے اور اس تقریر مذکور میں) غور (کا بل بقصد طلب حق) نہیں کرتے (کہ حق واضح ہو جاوے اور آنکھوں والوں میں داخل ہو جاؤ ورنہ یاد رکھو کہ اندھے ہی بنے رہو گے) اور (اگر اس پر بھی عناد سے باز نہ آویں تو ان سے مباحثہ موقوف کیجئے اور جو اصلی کام ہے رسالت کا یعنی تبلیغ اس میں مشغول ہو جئے اور) ایسے لوگوں کو (کفر و معصیت پر عذاب الٰہی سے خاص طور پر ڈرایئے جو اعتقاداً یا احتمالاً) اس بات سے اندیشہ رکھتے ہیں کہ (قیامت میں) اپنے رب کے پاس (قبروں سے زندہ کرنے کے بعد) ایسی حالت سے جمع کئے جاویں گے کہ جتنے غیر اللہ (کفار کے زعم میں مددگار اور مستقل شفیع سمجھے جاتے ہیں (اس وقت) نہ کوئی ان کا مددگار ہوگا اور نہ کوئی (مستقل) شفیع ہوگا اور ایسے لوگوں کو (اس اُمید پر ڈرایئے) کہ وہ (عذاب سے) ڈر جاویں (اور کفر و معصیت سے باز آجاویں کیونکہ نہ ڈرنا کسی ولی و شفیع کے بھروسے ہوتا ہے اور وہ معدوم ہے)

ف حشر کے متعلق کل تین طرح کے آدمی ہیں ایک وہ جو جزماً اس کے ثبوت کے معتقد ہیں دوسرے وہ جو متردد ہیں آیت میں ان ہی دونوں جماعتوں کا ذکر ہے جن کی طرف احقر نے تقریر ترجمہ میں اس عبارت سے اشارہ کیا ہے اعتقاداً یا احتمالاً الخ تیسرے وہ جو جزماً اس کے منکر ہیں اور انذار گو ان کو بھی عام ہے جیسا اور آیات میں مصرح ہے لیکن یہاں مطلق انذار مراد نہیں بلکہ وہ انذار جس میں خاص اہتمام ہو سو یہ وہاں ہی ہوگا جہاں نفع متیقن یا متوقع ہو جیسا قسم اول و قسم دوم کا حال ہے بخلاف اس قسم سوم کے کہ بوجہ عدم توقع نفع ان کو انذار محض اتمام حجت کے لئے ہوگا تو جو کی ان میں بوجہ عناد کے قابلیت ہی نہیں اس لئے یہاں قسمین اولین کی تخصیص کی گئی جیسا بعض آیات میں بنا بر تیقن نفع کے صرف قسم اول ہی کی تخصیص بھی ہے کقولہ تعالیٰ انما تنذر الذین یخشون ربھم بالغیب

البلاغۃ قولہ ان اتبع قال عصام لم یقل انی رسول تحاشیا عن دعوی الفضیلۃ حیث کان ھو دأب المتواضعین التی شین عن الاستکبار اھ قلت بخلاف الاخبار عن الاتباع فان الاتباع ھو العبدیۃ اھ

الفقہ استدل بعضھم بقولہ ان اتبع علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یجتھد والجواب ان الاجتہاد ما کان ماذونا فیہ بالوحی فاتباعہ اتباع للوحی فافہم اھ

لطائف الترجمہ

لہ قولہ فان جعلت یہ بات الخ اشارۃ الی ان الفاء لترتب وجوب الانکار علی کون البصیر اکمل فالفاء مقدم فی المرام وموخر فی الکلام عن ھمزۃ کما فی قولنا فاکل جاء کہ رسول بالا تنوی ام لا تقدیرہ فکلما جاءکم استکبرتم کما مر جوابہ اھ

لہ قولہ فی لیس ایسی حالت اشارۃ الی ان قولہ لیس لھم فی حیز النصب علی الحالیۃ من یحشروا والعامل فیہ فعلہ ومن دونہ متعلق بمحذوف وقع حالا من اسم لیس اللھم فی الاصل صفۃ لہ فلما قدم علیہ انتصب علی الحالیۃ والخوف منہ ھو الحال الاولی لان مطلق الحشر لا یخاف منہ انما الخوف منہ ھو فقدان الولی والشفیع بدون اذن اللہ واشرت الیہ بقولی فی آخر الترجمۃ کیونکہ نہ ڈرنا الخ وھو الحال الثانیۃ قیدا واقعیا کما یظھر من ترجمتی فالمقصود نفی ولیھم وشفاعتھم لا اختصاص الولایۃ والشفاعۃ باللہ تعالیٰ یعنی انہ لا یکون لھم ولی الا اللہ الخ فان الانذار بغیر مقصود وکما ھو ظاھر ان المقصود الانذار لفقدان ولی والشفیع المستعمل مطلقا فافہم وفھمتہ من الروح اھ

واقاموا الصلوٰۃ الخ اور احقر نے اثنار ترجمہ میں جو لفظ خاص طور کہا ہے وہ اشارہ اسی تقریر کی طرف ہے اور غیر اللہ کی ولایت و شفاعت کی نفی کا تحقق دو طور پر ہو سکتا ہے ایک یہ کہ ان کا کوئی ولی اور شفیع نہ ہو یہ تو کفار کے لئے ہوگا دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کا ولی اور رسول اور دیگر مقبولین ان کے شفیع ہوں مگر غیر اللہ نہ ہو یہ مسلمانوں کے لئے ہوگا اور ولی میں تو غیر اللہ نہ ہونا ظاہر ہے اور شفیع میں مراد یہ ہے کہ من غیر اذن اللہ نہ ہو چنانچہ شفاعت مومنین کے لئے بالاذن ہوگی پس من دونہ دونوں کو شامل ہے من دون ذالۃ کو بھی اور من دون اذنہ کو بھی غرض غیر اللہ کی ولایت اور غیر مومنین کے لئے شفاعت مطلقاً منفی ہے اور اللہ کی ولایت اور مقبولین کی شفاعت مومنین کے لئے ثابت ہے اور آیت میں تین امر کی نفی کی گئی قدرۃ علی الخزائن علم غیب۔ ملکیت اس کی ایک توجیہ کہ آیات مقترحہ کا جواب ہے تقریر ترجمہ میں مذکور ہے اور ایک سہل توجیہ یہ خیال میں آتی ہے کہ مقصود اس سے دفع استبعاد کفار کا ہو یعنی تم جو اقتراح آیات سے میری رسالت کی تکذیب کرتے ہو محض بے معنی ہے رسالت جس کا میں مع دلیل مدعی ہوں کوئی مستبعد امر نہیں ہے کسی امر عجیب و غریب مثل قدرۃ و علم و ملکیت مذکورہ کا تو میں مدعی نہیں جو اس کو مستبعد سمجھ کر انکار کرتے ہو جیسا سورۂ ہود میں نوح علیہ السلام کا قول ہے وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ الخ ربط اوپر کی آیات میں لوازم منصب رسالت کے ساتھ کہ تبلیغ ہے منجملہ تین قسم کے آدمیوں کے جو اوپر کے تحت میں مذکور ہیں معاندین کے لئے زیادہ فکر میں نہ پڑنا بلکہ انذار عام پر اکتفا کرنا اور متردین و طالبین کے لئے خاص توجہ فرمانا مذکور تھا آگے صرف طالبین کے حال پر اس توجہ مذکور مشترک سے بھی زیادہ خاص توجہ فرمانے کا ارشاد ہوتا ہے پس معاندین کے لئے تو تبلیغ عام ہوئی اور متردین کے لئے خاص اور طالبین کے لئے اخص سبحان اللہ کیا حکیمانہ عدل ہے آور سبب نزول ان آیات آیندہ کا یہ ہوا تھا کہ بعض رؤسار کفار قریش نے بعض غربار صحابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا دیکھکر تحقیراً کہا اھؤلاء من اللہ علیھم من بیننا جس کا ترجمہ آگے آوے گا اور آپ سے عرض کیا کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ ایک مجلس میں بیٹھنا گوارا نہیں کرتے اگر آپ ان کو ہٹا دیں تو ہم آپ کے پاس آیا کریں اور بعض روایات میں ہے کہ ان سب نے یہ درخواست بواسطہ آپ کے چچا ابو طالب کے بھی پیش کی حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسا بھی کر دکھلایئے دیکھیں ان کا کیا مقصود ہے یعنی یہ راہ پر آتے ہیں یا نہیں اور بعض روایات میں آیا ہے کہ انہوں نے یہ درخواست کی تھی کہ جس وقت ہم آیا کریں اس وقت یہ لوگ اٹھ جایا کریں جب ہم چلے جاویں اس وقت یہ آجایا کریں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ اگر آپ ان کو ہٹا دیں تو عجب نہیں ہم آپ کا اتباع کر لیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخواست کو منظور فرما لیا گو عمل نہیں ہونے پایا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں جن کی ابتدا و انتہا ایک روایت میں ولا تطرد سے شاکرین تک ہے اور ایک روایت میں انذر سے المجرمین تک ہے اور ایک روایت میں انذر سے شاکرین تک ہے اور ایک روایت میں وانذر سے بالظالمین تک ہے اور ان میں کچھ تعارض نہیں اجتہاد رواۃ کے اختلاف کا ایسا اختلاف سہل ہے اور مضر مقصود نہیں نیز ممکن ہے کہ بتدریج سب کا نزول ہوا ہو کسی نے بعض اجزار کو بیان کر دیا ہو کسی نے مجموعہ کو غرض جب آیتیں نازل ہوئیں تو حضرت عمرؓ نے حاضر ہو کر اپنی رائے سے معذرت کی اس پر واذا جاءک الذین الخ کا نزول ہوا جس میں بشارت ہے قبول توبہ کی لقولہ تعالیٰ من عمل منکم سوء بجھالۃ ثم تاب الخ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غربار کو بلایا جب حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا سلام علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ یہ روایات لباب اور روح المعانی میں ابن حبان اور حاکم اور احمد اور طبرانی اور ابن ابی حاتم اور ابن جریر اور ابو الشیخ اور بیہقی اور ابن المنذر سے بروایت رواۃ مختلفہ منقول ہیں اور لا تطرد الذین سے آخر تک کی مناسبت تو شان نزول سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے ہٹانے کی نہی اور ان کے ساتھ ملاطفت کا امر اور ان درخواست کرنے والوں کی مذمت ان آیات کے مضامین ہیں لیکن اگر آیت وانذر بہ

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح و شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں۔ جس سے خاص اس کی رضامندی کا قصد رکھتے ہیں

کا بھی اسی قصہ میں نزول ہو تو اس کی مناسبت قصہ سے اس طور پر ہے کہ آپ کو یہ بات بتلانا ہے کہ آپ کو جو اس درخواست کی منظوری کا خیال ہوا تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کو خاص اہتمام سے تبلیغ ہو جاوے گی سو ایسی خاص تبلیغ معاندین کے لئے بوجہ مفید نہ ہونے کے ضرور نہیں صرف تبلیغ عام کہ اتمام حجت کے لئے لازمہ نبوت ہے کافی ہے سو وہ بدون مجلس خاص کے بھی حاصل ہے اور تبلیغ خاص کا محل صرف خائفین ہیں خواہ اعتقاداً یا تردداً اس لئے کہ آپ اس درخواست کی طرف کچھ التفات نہ کیجئے اس تقریر سے وجہ مناسبت خوب ظاہر ہو گئی اسی طرح آیات قل انی نهیت الخ کی مناسبت بایں معنی ہو گی کہ جب انذر بہ الذین اور لا تطرد الذین سے معلوم ہو گیا کہ تبلیغ خاص اور اخص کے محل خائفین اور مومنین ہیں نہ کہ معاندین تو بس ان معاندین کی اتنی مراعات ضروری نہیں بلکہ اُن کے لئے تبلیغ عام کافی ہے جو کہ مدلول ہے قل انی نهیت الخ کی یعنی ان سے صرف ایسے مضامین توحید و رسالت کے متعلق جو انی نهیت اور انی علی بینة الخ کے مدلول میں بذریعہ کہدینا کہ مطلق مصداق قولی مصدر قل کا ہے کافی ہے اس تقریر پر انذر بہ سے بالظالمین تک ایک ہی مضمون متلاصق الاجزاء ہو گیا والحمد للہ علی ما علّم وافہم۔ اور جاننا چاہیئے کہ اس منظوری سے آپ کی شان عصمت پر کوئی حرف نہیں آتا کیونکہ آپ کی منظوری کی بناء ان غربا کی تحقیر نہ تھی بلکہ صرف ان رؤسا کی تالیف قلب بامید ہدایت تھی اور خود صحابہ کو بھی یہ بات معلوم تھی اس لئے اُن کی دل شکنی بھی نہیں ہوئی تھی غرض یہ آپ کا اجتہاد تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس اجتہاد پر عمل کرنے کی اجازت نہیں دی کیونکہ حق تعالیٰ کو علم غیب ہے کہ یہ تدبیر نافع نہ ہو گی اور لاتطرد سے شبہہ وقوع طرد یا ارادہ طرد کا نہ کرنا چاہیئے کیونکہ نہی قبل وقوع بھی ہوتی ہے رہا احتمال ارادہ کا تو تخصیص مجلس رؤساء کو مجازاً طرد سے تعبیر فرمایا ہے **تخصیص طالبین حق بمزید الطاف**

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ط اور ان لوگوں کو اپنی مجلس سے نہ نکالئے ریعنی گو آپ کی نیت نکالنے کی نہ ہو مگر ان رؤسا کی درخواست پر کسی خاص وقت پر ان کی علیحدگی تجویز فرمانا ایسا ہی ناپسند ہے جیسے نکال دینا پس ان لوگوں کو علیحدہ نہ کیجئے، جو صبح و شام (یعنی علی الدوام بدوام مناسب) اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں جس سے خاص اس کی رضامندی کا قصد رکھتے ہیں (اور کوئی غرض مال یا جاہ کی نہیں یعنی ان میں عبادت کے ساتھ اخلاص کی صفت بھی ہے اور یہ بھومہ مقتضی مزید الطاف کو ہے اور گو آپ کو ہر عبادت میں ان کے اخلاص باطنی کا جو کہ مقتضی اکرام کا جزو ہے علم ہر وقت نہ ہو مگر ان کا عبادت گذار ہونا تو امر ظاہر اور معلوم ہے اور

اللغات الوجه ارید به الذات و معنی ارادة الذات الاخلاص لما لا یستحیل ظاهر معنی ارادة الذات فانها لا تتعلق الا بالممکنات ۱۲ **البلاغة قوله یریدون** فائدة الجملة تاکید علة النهی ۱۲ **الروایات** فی الدر ج عن ابن عبید بن حمید و مسدد و ابن جریر عن ملیکان قال اتی قوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا لو اصبنا ذنوبا عظاما لما غفرها اللہ علیہ الصلوٰة والسلام

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ۔ ولا تطرد الذین یدعون الخ فیہ بعض حقوق المریدین من عدم طردهم وحبس نفسه معهم وتبشیرهم بالسلامة والرحمة وقبول التوبة ۱۲ منہ قولہ تعالیٰ ولا تطرد الذین الخ اس میں مریدین کے بعض حقوق کا بیان ہے کہ ان کو بلا مصلحت دینیہ اپنے سے مطرود نہ کرے اور ان کے پاس متعید ہو کر بیٹھے اور ان کو سلامت و رحمت و قبول توبہ کی بشارت دے

۲ ہو الجموع ولا یلزم به ادام الاخلاص مشکوک فیه دکونه مشکوکا غیر مشکوک فیه الا نادرا فی بعض الاوقات بالوحی او القرینة واشار الیه بقوله ہر وقت ولا یرد انه تعالیٰ لما اخبر عن اخلاصهم فلا معنی لکون الاخلاص غیر مقطوع به یحتاج الی نفی الحساب وجه عدم الورود ظاهر فان قوله یریدون لا یعم کل الاوقات وکل الاحوال وهو ظاهره ع یعنی نہی ہوتی ہے تحقق الوقوع سے پس اس سے اتفاق درجہ احتمال تو ثابت ہوا جواب یہ دیا کہ یہ حقیقی معنی پر محمول نہیں کہ اس کا احتمال ہو بلکہ لاتطرد مجاز ہے تخصیص مجلس رؤسا سے فافہم ۱۲ منہ

علیهم شیئا فانهر فوا فانزل اللہ تعالیٰ الآیة فدعاهم صلی اللہ علیه وسلم فقرأها علیهم اھ قلت ویمکن ان یکون القصص کلها قد وقعت واللہ اعلم

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی الغداة والعشی یدوام مناسب ۱۲ منہ والدوام الحقیقی لا یمکن ۲ قولہ قبل ما علیک گو آپ کو الاشارة الی فائدة جملة ما علیک الخ من الجواب بما مر ای ان یقبل ان مقتضی الاکرام

مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

ان کا حساب ذرا بھی آپ کے متعلق نہیں اور آپ کا حساب ذرا بھی ان کے متعلق نہیں کہ آپ ان کو

فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ

نکال دیں ورنہ آپ نامناسب کام کرنے والوں میں ہو جائیں گے ۔ اور اسی طور پر ہم نے ایک کو دوسروں کے ذریعہ سے

بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ

آزمائش میں ڈال رکھا تاکہ یہ لوگ کہا کریں کہ یہ لوگ ہیں کہ ہم سب میں سے ان پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے ۔ کیا یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ

بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ○

حق شناسوں کو خوب جانتا ہے ۔

اصل عبادت میں اخلاص ہے پس جب تک عدم اخلاص کی کوئی دلیل قائم نہ ہو اخلاص ہی کا گمان رکھنا چاہیے اور) مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ (الیٰ قولہ) اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ○ ان (کے باطن) کا حساب (اور تفتیش[1]) ذرا بھی آپ کے متعلق نہیں اور (یہ ان کی باطن کی تفتیش کا آپ سے متعلق نہ ہونا ایسا یقینی ہے جیسا کہ) آپ (کے باطن) کا حساب (اور تفتیش) ذرا بھی ان کے متعلق نہیں (غرض[2] ان کے باطن کی تفتیش قطعاً آپ کے متعلق نہیں) کہ آپ[3] ان کو نکالدیں (یعنی اگر ان کے باطن کی تفتیش آپ کے متعلق ہوتی تو تحقق اخلاص کے قبل یا تحقق عدم اخلاص کے بعد طرد کی گنجائش تھی یعنی مقتضی طرد صرف ایک یہ امر ہو سکتا تھا جو یقیناً منفی ہے اور فقر جو کہ درخواست کنندوں کے نزدیک موجب طرد ہے وہ واقعہ میں موجب ہی نہیں پھر طرد میں جواز کا احتمال ہی نہیں چونکہ آپ مربی ہیں اس لئے مربی کو اپنے ماتحتوں کی تفتیش کرنا فی نفسہ محتمل تھا اور اس کا عکس یقیناً منفی ہے اس لئے محتمل کو تیقن کے ساتھ مساوی قرار دے کر اس کی نفی کی گئی کہ وہ بھی یقیناً منفی ہو جاوے) ورنہ[4] (ایسی حالت میں ان کو علیحدہ کرنے سے) آپ نامناسب کام کرنے والوں میں ہو جاویں گے اور (ہم نے جو ان مومنین کو غریب اور ان کافروں کو رئیس بنا دیا ہے جو کہ ظاہر مقتضائے قیاس سے بعید ہے تو) اسی (عجیب) طور پر ہم نے (ان میں سے) ایک کو (یعنی کفار کو) دوسروں کے (یعنی مومنین کے) ذریعہ سے آزمائش میں ڈال رکھا ہے (یعنی حکمت اس میں امتحان ہے کفار کا) تاکہ یہ (کفار) لوگ (ان مومنین کی نسبت) کہا کریں (جو خوش کیا یہ لوگ ہیں کہ ہم سب میں سے (ان کو منتخب کر کے) ان پر اللہ تعالیٰ نے (اپنا) فضل کیا ہے (جیسا یہ کہتے ہیں مَنَّ اللّٰهُ عَلٰى الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی یہ جو اسلام کو فضل الٰہی سمجھکر اپنے کو اس کا مورد قرار دیتے ہیں فضل الٰہی بھی ایسے بے سروسامانوں پر کہ بے سروسامانی ظاہراً علامت غیر مقبول ہونے کی ہے ہوا کرتا ہوگا یعنی نہ اللہ نے ان پر فضل کیا اور نہ اسلام کوئی فضل ہے ورنہ ان پر کیوں[5] ہوتا اس کے مستحق ہم تھے کہ ہماری خوشحالی علامت ہے محبوب عند اللہ ہونے کی اور کفار کا یہ غلط خیال مومنین کے فقر و فاقہ اور اپنی ثروت و جاہ سے پیدا ہوا پس دونوں حالتوں کا کفار کے لئے موجب امتحان ہونا ظاہر ہو گیا اور چونکہ اللہ تعالیٰ کو تو علم ہے ہی اس کو امتحان دوسروں کے اعتبار سے کہدیا گیا آگے ان کے اس طعن کا جواب ہے کہ) کیا یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ حق شناسوں کو خوب جانتا ہے (ان طرح سے نعم حقیقی کا حق پہچاننا طالب حق میں لگ گئے دین حق و قبول عند اللہ سے مشرف کئے گئے

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی الحساب تفتیش اخذ الکمانی فی قولہ علیہ السلام حسابہم علی اللہ وقولہ تعالیٰ ان حسابہم الا علی ربی ۱۲

[2] قولہ غرض ان کے باطن الخ افادہ باعادۃ ان جملۃ منظر مرتب علی جملۃ یا علیک الخ وان الجملۃ کنایۃ لتقریر الاول کما قرر فی الترجمۃ وما کو ہما منصوبۃ فی جواب مجموع النفی فلا یضر ان المقصود من ہذا المجموع ہو الجملۃ الاولی فافہم

[3] قولہ فی فتطردہ کہ آپ ان کو ہم تیرہم بتقدیر الشرط کما ہو الشائع فی جواب النفی لانہ خلاف المقصود دبل المراد انتفاء الطرد لانتفاء حسابہم ضرورۃ انتفاء المسبب لانتفاء السبب کانہ قیل مایکون ذلک منک فکیف یقع منک طرد وہو احد مضمنین فی نمشل ہذا التراکیب اخذتہ من المدرج

[4] قولہ فی فتکون ورنہ ایسی حالت الخ اشار بہ الی کونہ جوابا للنہی ان تطردہم الخ وکلمۃ ورنہ لرعایۃ المجاورۃ الہندیۃ فی جواب النہی ۱۲

[5] قولہ فی توضیح اہولاء من اللہ کیوں ہوتا اشار بذلک الی مافی الروح ان غرضہم انکار المن راسا

[6] حد قولہم لو کان خیرا ما سبقونا الیہ لاحقیر المسلمین علیہم مع الاعتراف بوقوعہ بطریق الاقتراح علی سبیل التہکم

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ

اور یہ لوگ جب آپ کے پاس آویں جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو یوں کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے تمہارے رب نے

رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ

مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کر لیا ہے کہ جو شخص تم میں سے کوئی برا کام کر بیٹھے جہالت سے پھر وہ اس کے

مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

بعد توبہ کرے اور اصلاح رکھے تو اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ بڑی مغفرت کرنے والے ہیں اور اسی طرح ہم آیات کو تفصیل کرتے ہیں

وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ○ ع

اور تاکہ مجرمین کا طریقہ ظاہر ہو جاوے۔

اور ان رؤسا نے کفران کیا اس نعمت سے محروم رہے مدار کار اس پر ہے اس میں مسکنت و ریاست کو کیا دخل ہے وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا (الی قولہ) وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ○ ع اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ غربا ایسے ہیں کہ عابد بھی ہیں اور مخلص بھی ہیں تو) یہ لوگ جب آپ کے پاس آویں جو کہ (صفات مذکورہ بالا کے ساتھ یہ صفت بھی رکھتے ہیں کہ) ہماری آیتوں پر (پورا) ایمان (بھی) رکھتے ہیں تو (ان سے بشارت سنانے کے لئے) یوں کہہ دیجئے کہ (ایک تو) تم پر (اللہ کی طرف سے ہر طرح کی آفات سے جو کفار پر آخرت میں پڑیں گی) سلامتی (اور امن) ہے (اور دوسرے) تمہارے رب نے (اپنے فضل و وعدے سے تمہارے حال پر) مہربانی فرمانا (اور تم کو نعمتیں دینا) اپنے ذمہ مقرر کر لیا ہے (اور وہ[1] مہربانی یہ ہے کہ جو شخص پہلے سے فرمانبردار ہے وہ تو مصرح ہی ہے اللہ تعالیٰ کا یہاں تک فضل ہے) کہ جو شخص تم میں سے کوئی برا کام کر بیٹھے (جو کہ) جہالت سے (ہو جاتا ہے کیونکہ خلاف حکم امر کرنا عملی جہالت ہے مگر) پھر وہ اس کے بعد توبہ کرلے اور (آئندہ کو اپنے اعمال کی) اصلاح رکھے (اس[2] میں یہ بھی آگیا کہ اگر وہ توبہ ٹوٹ جاوے پھر توبہ کرے) تو اللہ تعالیٰ کی یہ شان[3] ہے کہ وہ (اس کے لئے بھی) بڑے مغفرت کرنے والے ہیں (کہ آفات و عقوبات معصیت سے بھی محفوظ رکھیں گے اور) بڑے رحمت کرنے والے ہیں (کہ نعمتیں طرح طرح کی دیں گے) اور (جس طرح ہم نے اس مقام پر مومنین[4] اور کفار کے حال اور مآل کی تفصیل کر دی) اسی طرح ہم آیات کی (جو کہ دونوں فریق کے حال و مآل پر مشتمل ہوں) تفصیل کرتے رہتے ہیں (تاکہ مومنین کا طریقہ بھی ظاہر ہو جاوے) اور (تاکہ مجرمین (یعنی کفار) کا طریقہ (بھی) ظاہر ہو جاوے (اور حق و باطل کے واضح ہونے سے طالب حق کو معرفت سہل ہو جاوے) ف آیت میں چند سوال ہیں ایک سوال یہ کہ جب آپ نے مومنین کا طرد نہیں فرمایا اور نہ ارادہ فرمایا جیسا تمہید میں مذکور ہوا تو آیت میں نہی کیوں فرمائی جواب علیحدگی مصلحت کو مجازاً طرد فرمایا جیسا اثنائے ترجمہ میں اس مجاز کی تقریر بھی کر دی بقولہ ایسا ہی ناپسند ہے الخ دوسرا سوال جب طرد سے یہ مراد ہے تو یہ تو ظلم نہ تھا پھر فتکون من الظالمین کیوں فرمایا جواب ظلم کے معنی لغوی یہ ہیں وضع الشی فی غیر محلہ پس یہ خلاف اولیٰ کو بھی شامل ہے اثنائے ترجمہ میں

البلاغۃ قولہ اذا جاءک الذین یومنون فیہ وضع المظہر موضع المضمر لدلالۃ علی کونہم جامعین للدعاء والارادۃ والایمان وانما اقر الایمان لما ان مدار الوعد لرحمۃ ہو الایمان مطلقا وان قصر فیما سبق وتقدیم خطابہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الموضعین للتشریف و تخصیص استبانۃ سبیل المجرمین بالذکر لکون رفع المضرۃ اہم۔

ع ۱۵ ۱۲

اختلاف القراءۃ قولہ انہ من عمل فی قراءۃ انہ بالکسر استیناف قولہ فانہ فی قراءۃ بالکسر وجہ ظاہر قولہ لتستبین فی قراءۃ بالتاء ونصب السبیل علی معنی ولتستوضح یا محمد سبیلہم وفی قراءۃ بالیاء والرفع علی تذکیر السبیل ۱۲

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ قبلہ انہ من عمل وہو بمعنی اشارۃ الی البدل وقولہ ہنا الخ فرمانبردار اشارۃ الی کونہ مدلولا بالالتزام ۱۲

[2] قولہ فی اصلح اس میں یہ بھی ظاہر دان من تاب ثم عاد فینبغی ان لا یغفر لہ ۱۲

[3] قولہ فی فانہ بہ شان اشارۃ الی انہ منصوب علی کونہ خبر لمبتدا ای فشانہ تعالیٰ انہ الخ ۱۲

[4] قولہ فی لتستبین تاکہ مومنین اشارۃ الی الجملۃ المقدرۃ المعطوف علیہ ۱۲

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ

آپ کہہ دیجئے کہ مجھکو اس سے ممانعت کی گئی ہے کہ انکی عبادت کروں جنکی تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو ۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے

اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ۝ قُلْ اِنِّیْ عَلٰی

خیالات کا اتباع نہ کروں گا ۔ کیونکہ اس حالت میں تو میں بیراہ ہو جاؤں گا اور راہ پر چلنے والوں میں نہ رہوں گا ۔ آپ کہہ دیجئے کہ میرے پاس

بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ

تو ایک دلیل ہے میرے رب کی طرف سے اور تم اسکی تکذیب کرتے ہو ۔ جس چیز کا تم تقاضا کر رہے ہو وہ میرے پاس نہیں ۔

اس طرف بھی اشارہ ہے بقولہ نامناسب کام **تیسرا سوال** فتنا کی علت یقولوا فرمائی تو کیا کفار کا ایسا کلمہ کہنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقصود ہے **جواب** ہاں مقصود تکوینی ہے کیونکہ خلق قبائح میں بیشمار حکمتیں ہیں چنانچہ اس مقام پر امتحان ہی ایک حکمت ہے **چوتھا سوال** آپ کو حکم ہوا ہے کہ جب اہل ایمان آویں تو یوں کہئے سلام علیکم الخ تو کیا آپ ہر حاضری پر ایسا فرماتے تھے **جواب** اذا عموم کے لئے نہیں اس لئے ہر بار فرمانا ضروری نہیں اور جب حاضری کے وقت آیت سنائی اس حکم کا امتثال ہو گیا اور آیت کا سنانا یقینی ہے **پانچواں سوال** کیا جو گناہ جہالت سے نہ ہو اس سے توبہ اور اس کی مغفرت نہیں ہوتی **جواب** یہ جہالت علی نہیں عملی ہے جو ہر گناہ کے لئے لازم ہے جیسا روح میں حسن سے نقل کیا ہے کل من عمل معصیۃ فھو جاھل پس یہ قید واقعی ہے احترازی نہیں **چھٹا سوال** ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ مغفرت کے لئے توبہ شرط ہے حالانکہ اہل حق کے نزدیک محض فضل سے بھی مغفرت محتمل ہے **جواب** اس کا مدلول تائب کی مغفرت ہے نہ کہ غیر تائب کی عدم مغفرت اور بلا توبہ مغفرت دوسرے نصوص مطلقہ سے ثابت ہے خوب سمجھ لو **ربط** اوپر وانذر بہ الذین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخالفین کے لئے تبلیغ خاص اور لاتطرد الذین میں مومنین کے لئے تبلیغ اخص کا حکم فرمایا ہے آگے معاندین کے لئے تبلیغ عام کا توحید و رسالت کے متعلق حکم ہوتا ہے جیسا و لاتطرد الذین کی تمہید میں بھی اس کی تقریر گذر چکی ہے **تبلیغ عام معاندین را متعلق توحید و رسالت** قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (الی قولہ) مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ (آپ (ان معاندین سے) کہدیجئے کہ مجکو حق تعالیٰ کی طرف سے) اس سے ممانعت کی گئی ہے کہ ان (معبودوں) کی عبادت کروں جن کی تم لوگ اللہ (کی توحید) کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو اور ان کے طریق شرک کے ضلال و اتباع ہوئی ہونے کے ظاہر کرنے کو آپ (یہ بھی) کہدیجئے کہ میں تمہارے (باطل) خیالات کا (جو در باب عقاید ہیں) اتباع نہ کروں گا کیونکہ (اگر نعوذ باللہ ایسا کروں تو) اس حالت میں تو میں بے راہ ہو جاؤں گا اور راہ (راست) پر چلنے والوں میں (داخل) نہ رہوں گا (اس مضمون کا تو زیادہ تعلق توحید سے تھا آگے کا مضمون زیادہ متعلق رسالت سے ہے یعنی) آپ (ان سے یہ بھی) کہدیجئے کہ میرے پاس تو (اس دین اسلام کے حق ہونے پر) ایک دلیل (کافی موجود) ہے (جو) میرے رب کی طرف سے (مجکو ملی ہے یعنی قرآن مجید جو کہ میرا معجزہ ہے جس سے میری تصدیق ہوتی ہے) اور تم (بلا وجہ) اس کی تکذیب کرتے ہو اور تم جو اس دلیل صحیح اور معجزہ پر التفات نہ کر کے اسکے حق ہونے پر دلالت کرنے کے لئے نزول عذاب فوری کی درخواست کرتے ہو جیسا دوسری جگہ مذکور ہے ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم سو اسکا جواب یہ ہے کہ (جس چیز کا تم تقاضا کر رہے ہو (یعنی عذاب) وہ میرے پاس (یعنی میری قدرت میں) نہیں

النحو کن بتصریہ راجع الی البینۃ بتاویل الدلیل و القرآن **لطیفات الترجمہ** لہ قولہ فی قل ۱۲ تنبیہ ضلال ظاہر کرنے کو اشارۃ الی فائدۃ ہذہ الجملۃ ۱۲ لہ قولہ فی علی بینۃ میرے پاس الخ ترجمہ بالحاصل کما ترجم ہذہ الشاہ عبدالقادر بالحاصل ایضا ۱۲

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ يَقُصُّ الْحَقَّ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ○ قُلْ لَّوْ اَنَّ

حکم کسی کا نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے اللہ تعالیٰ واقعی باتوں کو بتلا دیتا ہے اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا وہی ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر

عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۭ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کا تم تقاضا کر رہے ہو تو میرا اور تمہارا ابھی قصہ فیصل ہو چکا ہوتا اور ظالموں کو

اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اور اللہ ہی کے پاس ہیں خزانے تمام مخفی اشیاء کے ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ط (الی قولہ) وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ حکم کسی کا نہیں (چلتا) بجز اللہ تعالیٰ کے (اور ان کا حکم نزول عذاب کا ہوا نہیں پھر میں کس طرح عذاب دکھلا دوں بخلاف اس دلیل قرآنی کے کہ اس کے نزول کا حکم من جانب اللہ ہو گیا میں اس کو دکھلا سکتا ہوں) اللہ تعالیٰ واقعی بات کو (بدلیل) بتلا دیتا ہے (پس اتنا تو ضرور ہے چنانچہ دلیل قرآنی سے میری رسالت اور دیگر امور حقہ کو ثابت کر دیا) اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا وہی ہے (کہ حکمت کے موافق فیصلہ کرتا ہے چونکہ ابھی نزول عذاب میں حکمت نہیں دیکھی اور چونکہ دلیل صحیح ایک بھی کافی ہوتی ہے اس لئے بحیثیت دلالت اس کی حاجت نہ تھی ورنہ کبھی دلائل کا خاتمہ ہی نہ ہو اس لئے نزول عذاب سے ابھی فیصلہ نہیں فرمایا) آپ (اس مضمون کی زیادہ تفصیل و توضیح کے لئے یہ) کہہ دیجئے کہ اگر میرے پاس (یعنی میری قدرت میں) وہ چیز ہوتی (یعنی عذاب) جس کا تم تقاضا کر رہے ہو تو (اب تک) میرا اور تمہارا ابھی قصہ (کبھی) کا فیصل ہو چکا ہوتا (نہ اس لئے کہ ان کا ہلاک ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقصود بالذات تھا بلکہ اس لئے کہ اثبات رسالت و دین حق مقصود بالذات تھا اور یہ اس کا طریق بزعم معاندین متعین ہو چکا تھا اس لئے نزول عذاب کر دیا جاتا) اور (تم) ظالموں کو (کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ قرین حکمت ہے) اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے (ان کے علم میں جب مناسب ہو گا نزول عذاب ہو جاوے گا خواہ دنیا میں بھی جیسے بدر وغیرہ میں ہلاک کئے گئے اور خواہ آخرت میں کہ دوزخ میں جاویں گے غرض نہ مجھکو اس کی قدرت ہے نہ اس کے مناسب ہونے کا وقت مجھکو معلوم ہے اور نہ اس کی حاجت ہے **ربط** اوپر استعجال عذاب کے جواب میں خیر الفاصلین میں قدرت تامہ کا اور اعلم بالظالمین میں علم تام کا اختصاص باری تعالیٰ کے ساتھ احوال مخاطبین کے اعتبار سے مذکور تھا آگے اس اختصاص کا تعلق تمام مقدورات و معلومات کے ساتھ مذکور ہے جس میں تاکید مضمون سابق کے ساتھ اثبات توحید بھی ہے جو کہ مقاصد سورت سے ہے **اختصاص قدرت و علم تام و عام بہ باری تعالیٰ** وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ط وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ط اور اللہ کے پاس (یعنی اسی کی قدرت میں ہیں) خزانے تمام مخفی اشیاء (ممکنہ) کے (ان میں سے جس چیز کو جس وقت اور جس قدر چاہیں ظہور میں لے آتے ہیں (ان من شئ الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم ان اشیاء میں عذاب بھی آگیا مطلب یہ کہ اور کسی کو اپنی قدرت نہیں اور جس طرح قدرت تامہ ان کے ساتھ خاص ہے اسی طرح علم تام بھی چنانچہ (ان خزائن مخفیہ مقدورات) کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے اور اللہ تعالیٰ کا علم ایسا عام ہے کہ) وہ (ان) تمام چیزوں کو (بھی) جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریا میں ہیں۔

اختلاف القراءۃ قرأ الکسائی وغیرہ یقضی الحق بالضاد والجملۃ من الفعل والفاعل لم تثبت الیاء فی الخط تبعا للفظ ۱۲ النحو قولہ لا یعلمها فی الروح الجملۃ بعد الا فی موضع الحال من الفاعل او المفعول ورفعہ بزیادۃ من وجاءت الحال من النکرۃ لاعتماد ها علی النفی والتقریع فی الحال شائع سائغ ۱۲ **لطیفہ** التر جمیہ قولہ فی بالظالمین ثم اشارۃ الی دخولہ فی حیز قل فیکون وضع الظہر موضع المضمر ۱۲ قولہ فی الغیب ممکنۃ لان القدرۃ لا تتعلق الا بالممکن بخلاف العلم ۱۲

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا

اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے ۔ اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی

رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○

تر اور خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں ۔

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ اور کوئی پتہ (تک درخت سے) نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ (تک) زمین کے (اندرونی) تاریک حصوں میں نہیں پڑتا[1] اور نہ کوئی تر اور خشک چیز (مثل پھل وغیرہ کے) گرتی ہے مگر یہ سب (بوجہ احاطہ علم الٰہی کے) کتاب مبین (یعنی لوح محفوظ) میں (رقوم) ہیں ف یعنی اس میں ہر چیز جو قیامت تک ہونے والی ہے لکھی ہے اور ظاہر ہے کہ بدون علم کے لکھنا ممکن نہیں پس حاصل یہ ہوا کہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے احاطہ علمی میں ہیں اور یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کے تمام معلومات لوح محفوظ ہی میں منحصر ہیں بلکہ اس کی تو کہیں انتہا ہی نہیں اور مفاتح کا جو ترجمہ خزائن سے کیا گیا اس کا مفرد مفتح بفتح میم ہے اور اس کو مفتح بکسر میم یعنی مفتاح کے جمع کہا جاوے تو اس کا ترجمہ ہوگا کنجیاں اور حاصل یہ ہوگا کہ غیب کی کنجیاں یعنی وہ اسباب جن سے ان اشیاء مخفیہ کو جو مثل مقفل چیزوں کے ہیں کھولتے اور ظاہر کرتے ہیں وہ سب خدائے تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں جب اور جس طرح چاہیں ان اسباب میں تصرف فرماویں اور دونوں تفسیروں پر اس میں اختصاص قدرت مخصوص ہوگا اور مافی البر والبحر تمام عالم شہادۃ کو شامل ہے پس پہلا اور دوسرا جملہ ملکر عالم غیب و شہادت دونوں کے لئے یہ حکم عام ہوگیا اور عالم شہادت میں برگ و دانہ و رطب و یابس سب آگیا تھا مگر برگ و دانہ اشیاء صغیرہ و حقیرہ میں سے ہیں ان کے لانے سے مبالغہ ہوگیا کہ ایسی حقیر و صغیر چیز میں تک علم الٰہی سے غائب نہیں پھر دیگر اشیاء حقیرہ و عظیمہ سب کے مکرر تعمیم کے لئے رطب و یابس کو بڑھا دیا اور اسی طرح ان اشیاء کے احوال میں سے صرف گرنے کی حالت کو ذکر کے ساتھ خاص کیا اس میں یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ گرنے کی حالت اس شے کی انتہائی حالت ہے مطلب یہ ہوا کہ اخیر تک کا حال جانتے ہیں اور اگر کوئی شبہہ کرے کہ علم کا اشتمال غیب و شہادت کو تو مذکور ہوا لیکن قدرت کے ساتھ صرف غیب مذکور ہے جواب یہ ہے کہ مفاتح کی دلالت ظہور پر تقریر ترجمہ سے ظاہر ہے پس یہ بھی دونوں کو شامل ہوگیا ربط اوپر خیر الفاصلین اور اعلم بالظلمین میں اجمالاً کفار کو عذاب آخرت کی وعید ہے آگے آخرت اور بعث کا الیہ مرجع حکم میں اثبات ہے اور اس کے قبل نظیر بعث کے وقوع سے اثبات قدرت اور اعمال کے علم کا اثبات کہ بعث و جزائے آخرت کو دونوں امر سے تعلق ہے مذکور ہے و نیز اوپر مسئلہ توحید و رسالت کا ذکر تھا بعث کا مسئلہ اکثر قرآن میں اور خصوصاً اس سورت میں دونوں مسئلوں کے ساتھ مخلوط طور پر بیان کیا گیا ہے

تحقیق الترجمہ

[1] قولہ فی حبۃ پتہ تا لعظمہا علی ورقۃ موصوفۃ بالسقوط صرح بہ المفسرون ۱۲ منہ

قولہ فی ف ترجمہ خزائن سے کیا گیا انما اثرتہ لما فی الحدیث مفاتح الغیب خمس وتلا ان اللہ الخ اورد فی الروح عن ابن جریر وابن المنذر وظاہر ان ہذہ الاشیاء مفتوحات لافاتحات وقد فسر بالوجہین قولہ تعالیٰ مفاتحہ لتنوء

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ

اور وہ ایسا ہے کہ رات میں تمہاری روح کو ایک گونہ قبض کر دیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کو جانتا ہے پھر دن میں تم کو جگا اٹھاتا ہے تاکہ

لِیُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

میعاد معین پوری کر دی جاوے پھر اسی کی طرف تم کو جانا ہے پھر تم کو بتلاوے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَیُرْسِلُ عَلَیْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى

اور وہی اپنے بندوں کے اوپر غالب ہیں اور تم پر نگہداشت رکھنے والے بھیجتے ہیں یہاں تک کہ

اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ ۝

جب تم میں کسی کو موت آپہنچتی ہے اس کی روح ہمارے بھیجے ہوئے قبض کر لیتے ہیں اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے

امکان و وقوع بعث وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ (الی قولہ) ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اور وہ (اللہ تعالیٰ) ایسا ہے کہ (اکثر[1]) رات میں (سونے کے وقت) تمہاری روح (نفسانی) کو (جس سے احساس و ادراک متعلق ہے) ایک گونہ قبض (یعنی معطل) کر دیتا ہے اور (اکثر) جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کو (دوامًا) جانتا ہے پھر (اس[2] سونے کے بعد) تم کو دن میں جگا اٹھاتا ہے (جس سے بعث آخرت کا استبعاد بھی دفع ہو سکتا ہے) تاکہ (اسی سونے اور جاگنے کے دوروں سے) میعاد معین (زندگی دنیا کی) تمام کر دی جاوے پھر (اس میعاد کے ختم ہونے پر) اسی (اللہ) کی طرف (مر کر) تم کو جانا ہے پھر (کچھ برزخ میں اور پورا پورا قیامت میں) تم کو بتلا دے گا جو کچھ تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے (اور اس کے مناسب سزا و جزا جاری کرے گا) **فا** روح نفسانی منجملہ تین ارواح طبیعہ کے ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ یتوفی الانفس کی تفسیر میں اس کو نفس تمیز فرمایا ہے اور روح حیوانی کو جس کے نکلنے سے موت آجاتی ہے نفس حیوٰۃ فرمایا ہے قرآن میں لفظ دونوں کو شامل ہے مناسب ہر مقام کے تفسیر کی جاوے گی **ربط** اوپر امکان و وقوع بعث مذکور تھا آگے بھی اسی تفصیل کے لئے اوّل قدرت کا پھر موت کا پھر بعث کا پھر حساب کا ذکر فرماتے ہیں **تفصیل امکان و وقوع بعث** وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَیُرْسِلُ عَلَیْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ ۝ اور وہی (اللہ تعالیٰ قدرت سے) اپنے بندوں کے اوپر غالب ہیں برتر ہیں اور (اے بندو) تم پر (تمہارے اعمال اور جان کے) نگہداشت رکھنے والے (فرشتے) بھیجتے ہیں (کہ زندگی بھر تمہارے اعمال کو لکھتے رہیں اور تمہاری جان کی نگہبانی کریں) یہاں تک کہ جب تم میں کسی کو موت آپہونچتی ہے (تو اس وقت) اس کی روح ہمارے (دوسرے) بھیجے ہوئے (فرشتے جو اس کام کے لئے مقرر ہیں) قبض کر لیتے ہیں اور وہ (احکام کی بجاآوری میں) ذرا کوتاہی نہیں کرتے (بلکہ جس وقت اور جس طرح قبض روح کا حکم ہوتا ہے اسی طرح بجا لاتے ہیں غرض موت نہیں ٹلتی[3])

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ وھو الذی یتوفکم باللیل مع قولہ توفتہ رسلنا فی الروح وقد جاء اسناد الفعل الی ملک الموت فقط باعتبار انہ المباشر والی اللہ تعالیٰ باعتبار انہ سبحانہ الآمر الحقیقی وقد اشرنا فیما تقدم ان بعض الصوفیۃ قالوا ان المتوفی فی الحقیقۃ ھو اللہ تعالیٰ بلا واسطۃ وتارۃ الملک وتارۃ الرسل غیرہ وذلک حسب اختلاف احوال المتوفی۔ ع ۱۳

ترجمہ قولہ تعالیٰ وھو الذی یتوفکم باللیل الخ روح میں ہے کہ بعض صوفیہ قائل ہوئے ہیں کہ قبض ارواح کبھی حق تعالیٰ خود فرماتے ہیں اور کبھی ملک الموت اور کبھی دوسرے فرشتے جن کو رسل کہا گیا اور یہ متوفی کے احوال کے تفاوت پر ہے

النحو علیکم امامتعلق برسل بتضمین معنی یسلط اذ یحفظہ ملحقات الترجمہ [1] قولہ فی باللیل اکثر اشارۃ الی ان التقیید باللیل والنہار فی الموضعین جری علی السنن الغالب والا فقد یکس ۱۲ [2] قولہ فی ثم یبعثکم اس سونے کے بعد اشارۃ الی کونہا معطوفۃ علی یتوفاکم والتوسیط للعلم بانہا بتقدیرہ علی البعث مع ان ظاہر حقہ التاخیر عن بذا البعث للان الجزء والکل یکون بعد البعث لعلہ للتعجیل فی ذکر المقصود لان الکلام مسوق للبیان الجزاء والعلم ہو قطب رحاوہ کما یدل علیہ

ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ۝

پھر سب اپنے مالک حقیقی کے پاس لائے جاویں گے خوب سن لو فیصلہ اللہ ہی کا ہوگا اور وہ بہت جلد حساب لے لے گا

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ

آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو خشکی اور دریا کی ظلمات سے اس حالت میں نجات دیتا ہے کہ تم اس کو پکارتے ہو تذلل ظاہر کرکے اور چپکے چپکے۔ کہ اگر آپ ہم

اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ

کو ان سے نجات دے دیں تو ہم ضرور حق شناسی والوں سے ہو جاویں آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو ان سے

مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝

نجات دیتا ہے اور ہر غم سے۔ تم پھر بھی شرک کرنے لگتے ہو

ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ۝

پھر (مرنے کے بعد آخرت میں) سب (بندے) اپنے مالک حقیقی کے پاس لائے جاویں گے خوب سن لو (اس وقت) فیصلہ اللہ ہی کا (فیصلہ) ہوگا اور کوئی دخل نہ دے سکے گا اور وہ بہت جلد حساب لے لے گا (اور وہ حساب لے کر جزا و سزا واقع کر دیگا

ف ظاہر آیت سے اس مقام پر تین قسم کے فرشتوں کا ذکر ہے ایک اعمال لکھنے والے جن کا ذکر اس آیت میں ہے وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ دوسرے جان کے حفاظت کرنے والے جن مضرتوں سے حفاظت کرنے کا حکم ہوا اور جب تک حکم ہو جن کا ذکر اس آیت میں ہے لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ الخ تیسرے جان نکالنے والے اور ظاہر دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام ملک الموت کا ہے اس لئے علماء نے بنا بر بعض روایات مذکورہ روح المعانی کے کہا ہے کہ یہ اعوان ملک الموت کے ہیں ملابستہ کی وجہ سے ان کی طرف اسناد کر دی گئی واللہ اعلم اور دوسری آیت میں جو کفار کے لئے فرمایا ہے لَا مَوْلٰى لَهُمْ وہاں ناصر مراد ہے اور یہاں مالک پس کوئی اشکال نہیں ربط اوپر بعث کی بحث تھی آگے موافق طرز قرآن اور خصوص اس سورت کے پھر عود ہے توحید کی طرف استدلال بر توحید قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الی قولہ) ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ آپ (ان لوگوں سے) کہئے کہ وہ کون ہے جو تم کو خشکی اور دریا کی ظلمات (یعنی شدائد) سے اس حالت میں نجات دیدیتا ہے کہ تم اس کو (نجات دینے کے لئے) پکارتے ہو (کبھی) تذلل ظاہر کرکے اور (کبھی) چپکے چپکے (اور یوں کہتے ہو کہ (اے اللہ) اگر آپ ہم کو ان (ظلمات) سے (اب کے) نجات دیدیں تو پھر ہم ضرور حق شناسی (پر قائم رہنے) والوں سے ہو جاویں (یعنی آپ کی توحید کے کہ بڑی حق شناسی ہے قائل رہیں اور اس سوال کا جواب چونکہ متعین ہے اور وہ لوگ بھی کوئی دوسرا جواب نہ دیں گے اس لئے آپ (ہی) کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو ان سے نجات دیتا ہے (جب کبھی نجات ملتی ہے) اور (ان ظلمات مذکورہ کی کیا تخصیص ہے بلکہ) ہر غم سے (وہی) نجات دیتا ہے مگر تم (ایسے ہو کہ) پھر بھی (بعد نجات پانے کے بدستور) شرک کرنے لگتے ہو (جو کہ اعلیٰ درجہ کی ناحق شناسی ہے اور وعدہ کیا تھا حق شناسی کا غرض یہ کہ شدائد میں تمہارے اقرار سے توحید کا حق ہونا ثابت ہو جاتا ہے پھر انکار کب قابل التفات ہے)

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ تدعونہ تضرعا وخفیۃ فی الروح ای اعلانا واسرارا کما روی عن ابن عباس رض والحسن والاعلان والاسرار یحتمل ان یرادا بھما ما باللسان ویحتمل ان یرادا بھما ما باللسان والقلب اھ فیشمل الآیۃ بعمومھا مشروعیۃ اقسام الذکر الجلی والخفی باللسان او بالقلب ترجمہ قولہ تعالیٰ تدعونہ تضرعا وخفیۃ الخ یعنی اعلانا واسرارا اور اعلان واسرار یا باللسان ہے یا ایک باللسان دوسرا بالقلب کذا فی الروح پس آیت اپنے عموم سے تمام اقسام ذکر کی مشروعیت پر دال ہوئی جلی وخفی پھر خفی باللسان یا بالقلب ۱۲

تحقیقات الترجمہ

۱ قولہ فی الحق حقیقۃ ماخوذہ مافی الروح الحق ضد الباطل ہو الثابت الباقی الموجود بالحقیقی وفیہ تعریض ببطلان آلہتہم ۱۲ ۲ قولہ فی ظلمات شدائد کذا فی الروح لانہا تظلم العقول ۱۲ ۳ قولہ نے تدعونہ اس حالت الخ اشارۃ الی کون تدعون حالا من کم ۱۲ ۴ قولہ فی تضرعا تذلل ظاہر اشارۃ الی ان التضرع ہو التذلل وان کان مقابلا لخفیۃ اعتبر فیہ معنی الظہور کما فی المدارک معللین الظرفیۃ ۱۲ ۵ قولہ فی لئن انجٰنا کنہ ہو اشارۃ الی تقدیر قائلین حالا من فاعل تدعون ۱۲ ۶ قولہ فی قل اللہ متعین اشارۃ الی وجہ امرہ صلی اللہ علیہ وسلم بالجواب مع کونہ من وظائف المجیب ۱۲ ۷ قولہ فی ینجیکم تلقی ہے لان النجاۃ غیر دائمۃ ولا مستمرۃ ۱۲

۸ قولہ فی ثم انتم الخ اشارۃ الی کون ثم للاستبعاد ۱۲

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ

آپ کہیئے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیجے یا تمہارے پاؤں تلے سے

اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ

یا کہ تم کو گروہ گروہ کرکے سب کو بھڑا دے اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی چکھا دے آپ دیکھئے تو سہی

نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ

ہم کس طرح دلائل کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں شاید وہ سمجھ جاویں اور آپ کی قوم کے لوگ اس کی تکذیب کرتے ہیں حالانکہ وہ یقینی ہے۔

قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

آپ کہہ دیجئے کہ میں تم پر تعینات نہیں کیا گیا ہوں ہر خبر کے وقوع کا ایک وقت ہے اور جلدی ہی تم کو معلوم ہو جاوے گا۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا (الی قولہ) وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ آپ (یہ بھی) کہئے کہ (جس طرح وہ نجات دینے پر قادر ہے اسی طرح) اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر (باقتضاء تمہارے کفر و شرک کے) کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیجدے (جیسے پتھر یا ہوا یا بارش طوفانی) یا تمہارے پاؤں تلے (جو زمین ہے اس) سے ظاہر کردے جیسے زلزلہ یا غرق ہو جانا اور ان عذابوں کے اسباب قریبہ تو غیر اختیاری ہیں اور کبھی نہ کبھی ایسا ہوگا خواہ دنیا میں یا آخرت میں) یا کہ تم کو (اغراض کے اختلاف سے مختلف) گروہ گروہ کرکے سب کو (آپس میں) بھڑا دے (یعنی لڑوا دے) اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی (کا مزہ) چکھا دے (اور اس کا سبب قریب فعل اختیاری ہے اور یا سب آفتیں جمع کردے غرض انجاء اور ابلاء دونوں اسی کی قدرت میں ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ دیکھئے تو سہی ہم کس (کس) طرح دلائل (توحید) کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں شاید وہ (لوگ) سمجھ جاویں اور (باوجود اثبات قدرت علی العذاب اور اقتضائے کفر للعذاب) آپ کی قوم کے لوگ (قریش یا اور عرب بھی) اس (عذاب) کی تکذیب کرتے ہیں (اور اس کے واقع نہ ہونے کے معتقد ہیں) حالانکہ وہ یقینی (واقع ہونے والا) ہے (اور اس کو منکر وہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ کب ہوگا تو آپ (یوں) کہہ دیجئے کہ میں تم پر عذاب واقع کرنے کے لئے) تعینات نہیں کیا گیا ہوں (کہ مجھ کو مفصل اطلاع ہو یا میرے اختیار میں ہو البتہ) ہر خبر کے (رونما ہونے کے) وقوع کا (اللہ کے علم میں معین) ایک وقت ہے اور جلدی ہی تم کو معلوم ہو جاوے گا (کہ یہ عذاب آیا) فی عذاب شامل ہے اخروی اور دنیوی کو جس میں جہاد بھی داخل ہے چنانچہ دوسری آیت میں فرمایا ہے قاتلوھم یعذبھم اللہ

اللغات اللبس الخلط لکن الاخلاط الاتفاقی بل خلط الافتراق بالالتحام والاتصال والاشتراک فلا حاجۃ الی تقدیر المضاف الامر الشنیع جمع الشیعۃ واصلہ من الشیع وھو التبع ومعناہ الذین یتبع بعضھم بعضا ای کل فرقۃ منھم مشایعۃ لامام کذا فی مجموع الرویح والکبیر والخازن و المدارک ۱۲ **البلاغۃ** یذیق عطف تفسیری لیلبس ۱۲ **اکر روایات** روی البخاری عن جابر لما نزلت قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعوذ بوجھک او من تحت ارجلکم قال اعوذ بوجھک او یلبسکم شیعا ویذیق قال ھذا ایھون وروی مسلم عن جابر وقاص قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت ربی ثلاثا فاعطانی اثنتین ومنعنی واحدۃ سالت ربی ان لا یھلک امتی بالسنۃ فاعطانیھا وسالت ربی ان لا یھلک امتی بالغرق فاعطانیھا وسالت ربی ان لا یجعل بأسھم بینھم فمنعنیھا قلت وباللہ التوفیق ان قصدی من ذکر الروایات ھذان الاول التنبیہ علی ان الآیۃ لم تنزل فی المسلمین کما یشھد بذلک السیاق والثانی التعلیل للروایۃ بان الآیۃ لما نزلت استعذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدیمۃ تعالی ۱۲

۱ علی نزول العذاب علی غیر من اورد بالآیۃ ایضا و حملہ شفقۃ علی ان یدعوا لھم فاعلی الثنتین ومنع واحدۃ ھی مثل مدلول الآیۃ لا یضرنا فافھم ۱۲ **تحقیقات الترجمہ**

۲ قولہ فی توضیح من اٰیا ایسا ہوگا اشارۃ الی کون التوبیخ مقصودا مع التوحید ۱۲ ۳ قولہ بعد یذیق بعضکم جمع کردے اشارۃ الی ان او مانعۃ للخلو لا للجمع ۱۲ ۴ قولہ فی کذب معتقد ہیں اشارۃ الی دفع ایراد ہوان الآیۃ دالۃ علی احتمال العذاب لا علی وقوعہ فما معنی التکذیب تقریر الدفع ان التکذیب ہو باعتبار قطعھم بطلان ہذا احتمال فافھم ۱۲

۵ قولہ فی وکیل تعینات کیا گیا اللفظ الاول باتباع المحاورۃ والثانی اللغۃ فان الوکیل بمعنی الموکل ۱۲

۶ قولہ فی لکل نبا ہر خبر اشارۃ الی ان النبار ھو الخبر والمستقر ظرف زمان واثبات زمان الاستقرار والوقوع للنبار باعتبار مدلولہ والا فالخبر قد وقع فی الحال ۱۲

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا

اور جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں۔ تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جا، یہاں تک کہ وہ

فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ

کسی اور بات میں لگ جاویں۔ اور اگر تجھکو شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم

الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَمَا عَلَي الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ

لوگوں کے پاس مت بیٹھ۔ اور جو لوگ احتیاط رکھتے ہیں ان پر ان کی باز پرس کا کوئی

حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝

اثر نہ پہنچے گا۔ ولیکن ان کے ذمہ نصیحت کر دینا ہے شاید وہ بھی احتیاط کرنے لگیں۔

اللہ بایدیکم مگر اس سے قل لست علیکم بوکیل کا نسخ آیت قتال سے لازم نہیں آتا کیونکہ گو جہاد کفار کے حق میں تعذیب من اللہ ہو لیکن مومنین کو تو حیثیت تعذیب سے اس کا امر نہیں کیا گیا یہی وجہ ہے کہ جزیہ پر اس کا انتہا ہو جاتا ہے باوجودیکہ مقتضے تعذیب باقی ہے اور اسی لئے آیت قاتلوھم میں تعذیب کی اسناد اللہ کی طرف کی گئی ہے پس جہاد میں توکیل و تسلیط مامور بالجہاد کی بحالہ منفی ہے اور امر بالجہاد کے بعد بھی انتفاء علم و اختیار کا بایں معنی صادق ہے کہ اولاً اس کی غایت کہ جزیہ ہے علم و اختیار سے خارج ہے ثانیاً عذاب چونکہ مطلق ہے دوسرے طُرق کو بھی محتمل ہے جو معلوم و مقدور نہیں پس اس مجموعہ کو علم و اختیار سے خارج کہنا صحیح ہے خوب سمجھ لو اور اسباب عذاب میں قریب کی قید اس لئے لگائی کہ سبب اوّل دونوں جگہ ذنوب اختیاریہ ہیں ربط اوپر کفار کی تکذیب کا ذکر اور ان کو آیات کی تبلیغ کا امر تھا آگے بطور تفریع کے ان کی مجالس میں بدون ضرورت تبلیغ کے جانے اور بیٹھنے سے نہی ہے **نہی از مجالست طاعنین فی الدین بجز ضرورت تبلیغ** وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا (الی قولہ) وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○ اور (اے مخاطب[1]) جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات (اور احکام) میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں (کے پاس بیٹھنے) سے کنارہ کش ہو جا یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جاویں[2] اور اگر تجھکو شیطان بھلا دے (یعنی ایسی مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت یاد نہ رہے) تو (جب یاد آجاوے) یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ (بلکہ فوراً اٹھ کھڑا ہو) اور (اگر کوئی واقعی دنیوی یا دینی ضرورت ایسی مجلس میں جانے کی ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ) جو لوگ (منہیات شرعیہ سے جن میں بلا ضرورت ایسی مجالس میں جانا بھی ہے) احتیاط رکھتے ہیں ان پر ان (طاعنین و مکذبین) کی باز پرس[3] (اور گناہ طعن کا کوئی[4] اثر نہ پہونچے گا[5] (یعنی بضرورت وہاں جانے والے گنہگار نہ ہوں گے) ولیکن ان کے ذمہ[6] (بشرط قدرت) نصیحت کر دینا ہے شاید وہ (طاعنین) بھی (ان خرافات سے) احتیاط کرنے لگیں (خواہ قبول اسلام سے خواہ انکے حالت[7] اذکار

اللغات ۔ الخوض فی الروح اصلہ عبور الماء استعیر للتقاوض فی الامور واکثر ما ورد فی القرآن الذم ومن ثم ترجمتہ بعیب جوئی ۱۲

لحقات الترجمہ

[1] قولہ فی ایت مخاطب کرنا بقولہ تعالیٰ اذا سمعتم بالجمع ۱۲

[2] قولہ فی یخوضوا لگ جاویں بدل الترجمۃ للاشارۃ الی المشاکلۃ لان ہذا یختص بالباطل ۱۲

[3] قولہ فی حساب باز پرس افسرہ بگناہ طعن اشارۃ الی ان المراد بالحساب ما یحاسب المخالفون علیہ من جزائرہم ۱۲

[4] قولہ فی شیٔ اثر تعیین للمبہم ۱۲

[5] قولہ فی ذکریٰ ان کے ذمہ اشارۃ الی تقریر علیہم والتقیید بالقدرۃ معروف شرعاً ۱۲

[6] قولہ فی لعلھم یتقون لحاظ کذا فی الروح وغیرہ ۱۲

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ

اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہ جنھوں نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا رکھا ہے اور دنیوی زندگی نے ان کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے اور

ذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّ

اس قرآن کے ذریعہ سے نصیحت بھی کرتا رہ تاکہ کوئی شخص اپنے کردار کے سبب اس طرح نہ پھنس جاوے کہ کوئی غیر اللہ اس کا نہ مددگار رہا ہو اور

لَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا

نہ سفارشی ہو اور یہ کیفیت ہو کہ اگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے ڈالے تب بھی اس سے نہ لیا جاوے۔ یہ ایسے ہی ہیں کہ اپنے کردار کے سبب پھنس

كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝ ع

گئے ان کے لئے نہایت تیز پانی پینے کے لئے ہوگا اور دردناک سزا ہوگی اپنے کفر کے سبب۔

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا (الی قولہ) لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ

اور رکھ مجلس تکذیب کی تخصیص نہیں بلکہ ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہ جنھوں نے اپنے (اس) دین کو (جس کا ماننا ان کے ذمہ فرض تھا یعنی اسلام کو) لہو و لعب بنا رکھا ہے (کہ اس کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں) اور دنیوی زندگی نے ان کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے (کہ اس کی لذات میں مشغول ہیں اور آخرت کے منکر ہیں اس لئے تمسخر کا انجام نظر نہیں آتا) اور (کنارہ کشی و ترک تعلقات کے ساتھ ایسے لوگوں کو) اس قرآن کے ذریعہ سے (جس سے یہ تمسخر کر رہے ہیں) نصیحت بھی کرتا رہ تاکہ کوئی شخص اپنے کردار (بد) کے سبب (عذاب میں) اس طرح نہ پھنس جاوے کہ غیر اللہ اس کا نہ مددگار ہو اور نہ سفارشی ہو اور یہ کیفیت ہو کہ اگر (بالفرض) دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے ڈالے (کہ اس کو خرچ کر کے بچ جاوے) تب بھی اس سے نہ لیا جاوے (تو نصیحت سے یہ فائدہ ہے کہ اعمال بد کے انجام پر متنبہ ہو جاتا ہے آگے ماننا نہ ماننا دوسرا جانے چنانچہ یہ (تمسخر کرنے والے) ایسے ہی ہیں کہ (نصیحت نہ مانی اور) اپنے کردار (بد) کے سبب (عذاب میں) پھنس گئے (جس کا آخرت میں اس طرح ظہور ہوگا کہ) ان کے لئے نہایت تیز کھولتا ہوا پانی پینے کے لئے ہوگا اور (اس کے علاوہ اور طرح بھی) دردناک سزا ہوگی اپنے کفر کے سبب (کہ کردار بد یہی ہے جس کا ایک شعبہ تمسخر تھا) ف یہ ضرور تیں ان مجالس میں جانے کی اس قسم کی ہیں مثلاً مسجد حرام میں نماز و طواف کے لئے گئے اور وہ کفار وہاں بھی یہی شغل کر رہے ہیں یا ان کو وعظ سنانے گئے اور وہ اس میں مشغول ہیں چنانچہ معالم میں دونوں مضمون کی روایتیں بھی ہیں ربط اور مختلط طور پر توحید کا حق ہونا شرک کا باطل ہونا قیامت کا قائم ہونا مذکور ہوا ہے آگے پھر یہی مضمون ابطال شرک اور اثبات توحید کا استقلالاً اور بعث کا استطراداً بضمن وعید شرک کے مذکور ہے اور بعض روایات میں ہے کہ مشرکین نے مسلمانوں سے ترک اسلام کی درخواست بھی کی تھی آیت میں اس کا جواب بھی ہے اور اس روایت پر آیت کی مناسبت ماقبل سے

اللغات والبسل الحبس والبسلہ رہینہ کذا فی القاموس وذکری التذکیر والتذکیر کما فی الوضعین ۱۲ **تحقیقات** ترجمہ ۱ قولہ فی ذر کنارہ وبہ ترجمہ اعرض اخذ من تفسیر البیضاوی بالاعراض کما فی قولہ تعالیٰ ویذرون وراءہم یوماً ثقیلاً وعملی قولہ تعالیٰ وذر الذین علی المستہزئین فیہ من المعالم ۱۲ ۲ قولہ فی عزت لذات ومنکر اشارۃ الی ان المغرور بوجہین النفسانی والاعتقادی ۱۲ ۳ قولہ فی بہ جس سے تمسخر اشارہ الی کون المرجع

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ وذر الذین اتخذوا دینہم لعبا ولہوا الخ قیل المراد بالذین العید الذی یعاد الیہ فی حین معہود بالوجہ الذی شرعہ اللہ تعالیٰ کعید المسلمین او بالوجہ الذی لم یشرع من اللعب واللہو کاعیاد الکفار الان اصل معنی الدین العادۃ والعید معتاد کل عام ونسب ذلک لابن عباسؓ اھ قلت ودخل فیہ اکثر اعراس متصوفۃ فی سماعہا لاشتمالہا علی المنکرات من الملاہی اوالبدعات

ع ۸ ۱۰ ۱۴

ترجمہ قولہ تعالیٰ وذر الذین اتخذوا دینہم الخ بعض نے کہا جو کہ دین کے معنی عادۃ ہیں اس صورت میں عادۃ سے مراد عید معتاد اور روح میں اس قول کو ابن عباس کی طرف منسوب کیا ہے پس اس میں کفار کی بھی عید ہوئی جس میں لہو و لعب ہوتا تھا انکار ہے میں کہتا ہوں کہ اس میں اس زمانہ کے اکثر اعراس بوجہ اشتمال علی المنکرات و البدعات کے داخل ہیں یہ

۲ مدبولا بذکر الآیات ۱۲ ۳ قولہ فی ماکسبت کرد ار یطلق فی محاورۃ علی الشیٔ ومن ثم فسر بہ ۱۲ ۴ قولہ قبل تبسل اشارۃ الی ان جملۃ لیس لہا حال وقولہ فما بعد کیفیۃ اشارۃ الی کون وان تعدل حالا ایضا بالعطف ۱۲ ۵ قولہ فی من دون اللہ غیر اللہ فتفطن سبق وتذر بہ الذین ۱۲ ۶

قولہ بعد یوخذ فائدۃ اشارۃ الی ان معنی الغایۃ کون الشیٔ موضوعا للشیٔ لاترتبہ علیہ فافہم ۱۲ ۷ قولہ فی التجہیل مسلمانوں سے کہتا ہے الخ ۱۲

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ

آپ کہہ دیجئے کہ کیا ہم اللہ کے سوا ایسی چیز کی عبادت کریں کہ نہ وہ ہم کو نفع پہنچا دے اور نہ وہ ہم کو نقصان پہنچا دے اور کیا ہم الٹے پھر جاویں بعد اس کے کہ

هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۖ لَهٗٓ

ہم کو خدا تعالیٰ نے ہدایت کر دی ہے جیسے کوئی شخص کہ اس کو شیطانوں نے کہیں جنگل میں بے راہ کر دیا ہو اور وہ بھٹکتا پھرتا ہو۔ اس کے کچھ

اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ

ساتھی بھی تھے کہ وہ اس کو ٹھیک رستہ کی طرف بلا رہے ہیں کہ ہمارے پاس آ۔ آپ کہہ دیجئے کہ یقینی بات ہے کہ راہ راست وہ خاص اللہ ہی کی راہ ہے

اور قوی ہوگئی کہ اوپر ذکری اور ذکر میں حکم تھا کہ مشرکین کو اسلام کی طرف بلاویں یہاں ان کے شرک اسلام کی طرف بلانے کا جواب ہے **ابطال شرک واثبات توحید وبعث** قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا الی قولہ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى (آپ (سب مسلمانوں کی طرف سے ان مشرکوں سے) کہہ دیجئے کہ کیا ہم اللہ کے سوا (تمہاری مرضی کے موافق) ایسی چیز کی عبادت کریں کہ نہ وہ (اس کی عبادت کرنے کی صورت میں) ہم کو نفع پہنچانے پر قادر ہو دے اور نہ وہ (اس کی عبادت نہ کرنے کی صورت میں) ہم کو نقصان پہنچانے پر قادر ہو دے مراد اس سے آلہ باطلہ ہیں کہ بعض کو تو اصلا قدرت نہیں اور جن کو کچھ ہے بالذات نہیں اور معبودیں میں کم از کم اپنے موافق اور مخالف کو نفع وضرر پہنچانے کی تو قدرت ہونا چاہیئے تو کیا ہم ایسوں کی عبادت کریں اور کیا (معاذ اللہ ہم (اسلام سے) الٹے پھر جاویں بعد اس کے کہ ہم کو خدا تعالیٰ نے (طریق حق کی) ہدایت کر دی ہے (یعنی اول تو شرک خود ہی قبیح ہے پھر خصوصا بعد اختیار اسلام کے تو اور زیادہ شنیع ہے ورنہ ہماری تو وہ مثال ہو جاوے جیسے کوئی شخص ہو کہ اس کو شیطانوں نے انہیں جنگل میں (بہکا کر راہ سے) بے راہ کر دیا ہو اور وہ بھٹکتا پھرتا ہو (اور) اس کے کچھ ساتھی بھی تھے کہ وہ اس کو ٹھیک رستہ کی طرف (پکار پکار کر) بلا رہے ہیں کہ (ادھر) ہمارے پاس آ مگر وہ غایت حیرت سے نہ سمجھتا ہے نہ آتا ہے حاصل یہ کہ جیسا یہ شخص راہ پر تھا لیکن اپنے راہ داں رفقاء سے جدا ہو کر غولان بیابانی کے ہاتھ میں گرفتار ہو کر بے راہ ہو گیا اور وہ رفقاء اب بھی اس کو راہ پر لاتے ہیں مگر وہ نہیں آتا ایسی ہی ہماری حالت ہو جاوے کہ راہ اسلام پر ہو کر اپنے ہادی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوں اور مضلین کے پنجہ میں گرفتار ہو کر گمراہ ہو جاویں اور وہ ہادی پھر بھی خیر خواہی سے دعوت اسلام کرتے رہیں اور ہم گمراہی کو نہ چھوڑیں یعنی کیا ہماری مرضی پر عمل کر کے اپنی ایسی مثال بنالیں (آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ (جب اس مثال سے معلوم ہوا کہ راہ سے بے راہ ہونا برا ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ راہ راست وہ خاص اللہ ہی کا (بتلایا ہوا) راہ ہے اور وہ اسلام ہے پس یقینا اس کا ترک کرنا بے راہ ہونا ہے پھر ہم کب چھوڑ سکتے ہیں)۔

اللغات استهوته فی الروح استفعال من ہوی فی الارض یہوی اذا ذہب کما ہو المعروف فی اللغۃ کما نہا طلبت ہویہ وحرصت علیہ ۱۲ **ملحقات النزہ** ۱ قولہ فی اندعو اسب مسلمانوں اشارۃ الی ان فی الآیۃ تغلیبا اذ لا یتصور الرد علی العقب المراد بہ الرجوع الی الشرک منہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲ قولہ فی ینفعنا قادرلان النفع و الضر بالفعل لیس من لوازم الالہ الحق ۱۲ ۳ قولہ فی ونرد کیا اشارۃ الی کونہ معطوفا علی ندعو ۱۲ ۴ قولہ بعد اذ ہدانا ۱۲ زیادہ تشنیع اشارۃ الی وجہ زیادۃ قولہ بعد اذ ہدانا ۱۲ ۵ قولہ فی الارض کہیں جنگل اشارۃ الی مصداق الارض والی ارادۃ الجنس ۱۲ ۶ قولہ فی حیران اور ہذہ کواد الحال فی العزلی ۱۲ ۷ قولہ فی یدعونہ پکار پکار کر فی ہذہ العنوان

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ونرد علی اعقابنا الخ کذلک یبتلی فی الحیرۃ والذہشۃ من خرج عن طریق القوم بعد الدخول فیہ کما یشاہد ہو الحیرۃ المذمومۃ ودلیل الاشتمال عموم الہدایۃ کما فی الروح ای التوحید والاسلام او الی سائر ما یترتب علیہ الفوز فی الاخرۃ علی ما قیل اھ "

"ترجمہ قولہ تعالیٰ ونرد علی اعقابنا الخ اسی طرح کی حیرت میں وہ مبتلا ہو جاتا ہے جو طریق قوم میں داخل ہو کر پھر اس سے خارج ہو جاوے چنانچہ اس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور یہ حیرت مذمومہ ہے اور اس اشتمال کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ آگے جو الہدی واقع ہوا ہے اس سے مراد عام ہے جیسا کہ روح میں ہے کہ توحید واسلام یا دوسرے اسباب فوز آخرت ۱۲

وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ وَهُوَ الَّذِيْٓ

اور ہم کو یہ حکم ہوا ہے کہ ہم پورے مطیع ہو جاویں پروردگار عالم کے۔ اور یہ کہ نماز کی پابندی کرو اور اس سے ڈرو اور وہی ہے جس کی

اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ وَيَوْمَ

پاس تم سب جمع کئے جاؤ گے اور وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو بافائدہ پیدا کیا اور جس وقت (قیامت)

يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۭ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۭ عٰلِمُ

تعالیٰ اتنا کہدیگا کہ تو ہو جا بس وہ ہو پڑے گا۔ اس کا کہنا با اثر ہے اور جب کہ صور میں پھونک ماری جاوے گی ساری حکومت خاص اسی کی ہوگی

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝

اور وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا اور وہی ہے بڑی حکمت والا۔ پوری خبر رکھنے والا۔

وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (الی قولہ) وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ اور آپ کہدیجئے کہ ہم شرک کیسے کر سکتے ہیں، ہم کو (تو) یہ حکم ہوا ہے کہ ہم پورے مطیع ہو جاویں پروردگار عالم کے (جو منحصر ہے اسلام میں) اور یہ (حکم ہوا ہے) کہ نماز کی پابندی کرو (جو کہ فعلاً دلالت علی التوحید میں ظاہر تر ہے) اور یہ حکم ہوا ہے کہ (اس سے (یعنی اللہ سے) ڈرو (یعنی مخالفت نہ کرو جس میں سب سے بڑھ کر شرک ہے) اور وہی (اللہ) ہے جس کے پاس تم سب (قیامت کے روز قبروں سے نکل کر حساب کے لئے) جمع کئے جاؤ گے (وہاں مشرکین کو اپنے شرک کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا) اور وہی (اللہ) ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو بافائدہ پیدا کیا (جس میں بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے خالق کے وجود اور توحید پر استدلال کیا جاوے پس یہ بھی توحید کی ایک دلیل ہے) اور (اور یہ جو حشر وغیرہ میں حشر کی خبر دی ہے اس کو بھی کچھ مستبعد مت سمجھو کیونکہ وہ قدرت آلہیہ کے سامنے اس قدر آسان ہے کہ (جس وقت اللہ تعالیٰ اتنا کہدے گا کہ (حشر) تو ہو جا بس وہ (حشر فوراً) ہو پڑے گا اس کا (یہ) کہنا با اثر ہے (خالی نہیں جاتا) اور (حشر کے روز) جب کہ صور میں (بحکم الٰہی دوسری بار فرشتہ کی) پھونک ماری جاوے گی ساری حکومت (حقیقۃً بھی ظاہراً بھی) خاص اسی (اللہ) کی ہوگی (اور وہ اپنی حکومت سے موحدین و مشرکین کا فیصلہ کرے گا) وہ (اللہ) جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا (پس مشرکین کے اعمال و احوال کا بھی اس کو علم ہے) اور وہی ہے بڑی حکمت والا (اسی لئے مناسب مناسب جزا ہر ایک کو دے گا اور وہی ہے) پوری خبر رکھنے والا (اس لئے کسی امر کا اخفا اس سے ممکن نہیں ف تمثیل میں جو شیطانوں کا راہ بھلا دینا مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ شیاطین اور خبیث جن سے بعض اوقات اس قسم کے تصرفات و افعال سرزد ہو سکتے ہیں تحقیق اس کی سورۂ بقر کے اخیر رکوع کی و ششم کے ذیل میں گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے پس آیت میں تاویلات کی کوئی ضرورت نہیں ربط اوپر شرک کا ابطال اور توحید کا اثبات مذکور تھا آگے اسی مضمون کی تائید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصۂ دعوت الی التوحید کا بیان فرماتے ہیں اور بوجہ اس کے کہ اہل عرب ابراہیم علیہ السلام کو مانتے تھے مضمون مذکور کی تائید میں زیادہ قوت ہو گئی نیز اس قصہ میں مسئلہ رسالت کی بھی تائید ہے کہ نبوت کوئی امر مستغرب نہیں ہے پہلے سے بھی انبیاء ہوتے آئے ہیں

النحو قولہ امرنا لنسلم فی الروح ذہب الکسائی و الفراء الی ان اللام حرف مصدری یعنی ان بعد اردت و امرت خاصۃ ۱۲ قولہ وان اقیموا فی الروح عطف علی المجار والمجرور السابق وقد صرح سیبویہ بدخول ان المصدریۃ علی الامر وتجوز العطف ان اقیموا علی موضع لنسلم کانہ قیل امرنا ان نسلم وان اقیموا ۱۲ قولہ یوم یقول یوم ظرف لمضمون الجملۃ المدلول علیہ بقولہ تحشرون ای یقع الحشر یوم یقول للحشر کن فیکون دال علیہ وقیل غیر ذا وہذا اہمل ۱۲ قولہ الحق الخ مبتدا وخبر ۱۲ البلاغۃ فی الروح عن الامام فی قولہ امرنا و اقیموا انہ کان لقائل ان یقال لم عدل الی ما ذکر لفائدۃ ان بان الکافر ادام کافرا کان کالغائب الاجنبی فخوطب بما خوطب بہ الغیب واخلاسلم ودخل فی زمرۃ المؤمنین صار کالقریب الحاضر فخوطب بما یخاطب بہ الحاضرون اھ ۱۲ ملخصا التراجم ۱ قولہ فی امرنا ہم کو یہ حکم اشارۃ الی کونہ داخلا فی خبر قل ۱۲ ۲ قولہ فی اقیموا فعلا اشارۃ الی وجہ تخصیص الصلوٰۃ بالذکر ۱۲ ۳ قولہ فی یوم یقول الخ وقت اشارۃ الی استعمالہ المجازی الاشارۃ للتحقیق ۱۲ ۴ قولہ فی بغیر دوسری ان الحشر بعد الثانیۃ ۵ قولہ فی الملک ظاہرا اشارۃ الی وجہ التخصیص ہذا کما الیوم وللملک کل حین ۱۲

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَ

اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے فرمایا کیا تو بتوں کو معبود قرار دیتا ہے بے شک میں تجھکو اور تیری

قَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ

ساری قوم کو صریح غلطی میں دیکھ رہا ہوں اور ہم نے ایسے ہی طور پر ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی مخلوقات

وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝

دکھلائیں تاکہ وہ عارف ہو جائیں اور تاکہ کامل یقین کرنے والوں سے ہو جاویں۔

قصہ احتجاج ابراہیم علیہ السلام بر توحید وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ (الی قولہ) وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝

ف ان آیات کی تفسیر سے پہلے چند امور ضروریہ لکھتا ہوں جن کا لحاظ رکھنا تفسیر میں معین فہم ہوگا **امر اوّل** ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے احوال مذکورہ فی القرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بُت پرستی بھی کرتے تھے اور ستاروں کو بھی عالم میں متصرف جانتے تھے پس وہ دو طور پر مشرک تھے اعتقاد الوہیت اصنام و ربوبیت کواکب اس واسطے ابراہیم ؑ کے مناظرات میں دونوں پر کلام ہے **امر دوم** ابراہیم علیہ السلام ہوش سنبھالنے ہی کے وقت سے توحید کے عارف و محقق تھے ہاں ایک عرصہ تک مناظرہ کا اتفاق نہیں ہوا پھر یا خود قبل نبوت یا بوحی بعد نبوت قوم سے مناظرہ فرمایا اور اس سے یہ بھی مفہوم ہوا کہ جس رات کی آمد کا فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ میں ذکر ہے اس کی کوئی دلیل نہیں کہ اس کے قبل انہوں نے بوجہ غار میں پرورش پانے کے کوئی رات نہ دیکھی ہو بلکہ یہ قصہ مشہورہ غار کا خود ثابت نہیں **امر سوم** آپ کی قوم خدا کی بھی قائل تھی یا نہیں دونوں احتمال ہیں احتمال اوّل پر کہ آگے لَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖ سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے تفسیر آیات مناظرات کی زیادہ سہل ہے کیونکہ ان میں مضمون وجود آلہ حق کا ظاہراً بطور مقدمۂ دلیل کے ہے چنانچہ شاہ عبدالقادر بھی فطر السمٰوٰت والارض سے اسی کے قائل ہوئے ہیں اور احتمال ثانی پر اس مضمون مذکور وجود آلہ حق کو جزو دعویٰ کہدیا جاوے گا اور مقدمات دلیل کے صرف آثار و افعال مشاہدہ کو کہا جاوے گا البتہ نمرود کی طرز گفتگو سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود خالق ہی کا منکر تھا لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نے تمرد و عناداً ایسی گفتگو کی ہو اور واقع میں خالق کا قائل ہو چنانچہ جملہ حَآجَّهٗ اِبْرٰهِيْمُ رَبُّهٗ ان اتاہ اللہ الملک کو اس کی طرف ایک گونہ مشیر بھی کہہ سکتے ہیں اب تفسیر لکھتا ہوں **تفسیر آیات بالا** اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ آزر (نام) سے فرمایا کیا تو بتوں کو معبود قرار دیتا ہے بے شک میں تجھکو اور تیری ساری قوم کو (جو اس اعتقاد میں تیرے شریک ہیں) صریح غلطی میں دیکھ رہا ہوں (اور ستاروں کے متعلق آگے گفتگو آوے گی درمیان میں ابراہیم علیہ السلام کا صحت نظر کی ساتھ موصوف ہونا کہ ماقبل اور مابعد دونوں سے اس کا تعلق ہے فرماتے ہیں) اور ہم نے ایسی ہی (کامل) طور پر ابراہیم (علیہ السلام) کو آسمانوں اور زمین کی مخلوقات[۱] (بحکم[۲] معرفت) دکھلائیں تاکہ وہ خالق کی ذات و صفات کے (عارف[۳] ہو جاویں اور تاکہ (ازدیاد معرفت سے) کامل یقین کرنے والوں سے ہو جاویں (آگے ستاروں کے متعلق گفتگو کہ تمہ مناظرہ کا ہے مذکور ہے کہ اوپر کی گفتگو تو بتوں کے متعلق ہو چکی[۴])۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ واذ قال ابراہیم لابیہ آزر الخ فیہ ان الاشتغال باللہ تعالیٰ لا ینافی المناظرۃ مع اھل الباطل مالم یجاوز الحدود وفیہ ان المختلفۃ ربما ترجح علی الوفق فان المقامات متفاوتۃ ۱۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ واذ قال ابراہیم الخ اس میں دلالت ہے کہ مشغولی مع الحق و مناظرہ مع اہل باطل میں تنافی نہیں جب تک کہ حدود سے تجاوز نہ ہو اور اسی سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بعض مقامات پر نرمی پر خشونت کو ترجیح ہوتی ہے۔

البلاغۃ قولہ فی اصنما الٰہۃ وفی الکواکب ربی لعلہ بعبادتہم الاصنام واعتقادہم التصرف المستقل فی الکواکب والاول اعتقاد الالوہیۃ والثانی اعتقاد الربوبیۃ ۱۲ **التحقیق** ۱؎ قولہ فی ملکوت خلوقات کما فی القاموس الملکوت اسم وھو فی الاصل مصدر مستعمل فی المفعول ای الآیات کما عن مجاہد ۱۲ ۲؎ قولہ فی نوی بحکم معرفت اشارۃ الی ان الرویت قلبیۃ ان وقع الابصار بالابصار لکن بحیثیۃ الدلالۃ علی الصانع وہذہ الحیثیۃ غیر مدرکۃ بالابصار ۱۲ ۳؎ قولہ قبل ولیکون عارف ہو جاویں کم یقدر للعطف ای تستدل لان علوم الانبیاء فی الاصول ضروریۃ وانما الکلام فی الاستدلال علی الغیر ۱۲ منہ ۴؎ قولہ قبل فلما جن ہو چکی مشارۃ الی کون الفاء للعطف علی الطائفۃ السابقۃ وبالجموع

والامام الرازی وابی مسلم الی ان معارف الانبیاء استدلالیۃ لا ضروریۃ لکن لم یرتض بہ صاحب الروح کما تقدم فی ہذا المقام ۱۲ ۵؎ قولہ قبل فلما جن ہو چکی مشارۃ الی کون الفاء للعطف علی الطائفۃ السابقۃ وبالجموع

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ

پھر جب رات کی تاریکی ان پر چھا گئی تو انھوں نے ایک ستارہ دیکھا ۔ آپ نے فرمایا کہ یہ میرا رب ہے سو وہ جب غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ

الْاٰفِلِيْنَ ○ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ

میں غروب ہو جانے والوں سے محبت نہیں رکھتا ۔ پھر جب چاند کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے سو جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھکو میرا

يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ○ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ

رب ہدایت نہ کرتا رہے تو میں گمراہ لوگوں میں شامل ہو جاؤں پھر جب آفتاب کو دیکھا

بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ

چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے یہ تو سب میں بڑا ہے ۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ (الی قولہ) قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ پھر (خواہ اسی دن یا کسی اور دن) جب رات کی تاریکی ان پر اسی طرح اور سب پر) چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا (کہ چمک رہا ہے) آپنے (اپنی قوم سے مخاطب ہو کر) فرمایا کہ (تمہارے زعم کے موافق) یہ میرا (اور تمہارا) رب (اور میرے احوال میں متصرف) ہے (بہت اچھا اب تھوڑی دیر میں حقیقت معلوم ہو جاتی ہے چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد وہ افق میں جا چھپا) سو جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں غروب ہو جانے والوں سے (جو کہ ایسی حالت کے ساتھ موصوف ہوں کہ وہ حالت بوجہ حدوث کے خود دلالت کر رہی ہے کہ یہ خود بوجہ محل حوادث ہونے کے محدث کا محتاج ہے) محبت نہیں رکھتا اور محبت لوازم اعتقاد ربوبیت سے ہے پس حاصل یہ ہوا کہ میں رب نہیں سمجھتا) پھر (اسی شب میں یا کسی دوسری شب میں) جب چاند کو دیکھا کہ (چمکتا ہوا نکلا ہے) تو (پہلی ہی کی طرح) فرمایا کہ (تمہارے زعم کے موافق) یہ میرا (اور تمہارا) رب (اور متصرف فی الاحوال) ہے (بہتر اب تھوڑی دیر میں اس کی کیفیت بھی دیکھ لیتے چنانچہ وہ بھی غروب ہو گیا) سو جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھکو میرا رب (حقیقی) ہدایت نہ کرتا رہے (جیسا ابتک ہدایت کرتا رہتا ہے) تو میں بھی (تمہاری طرح) گمراہ لوگوں میں شامل ہو جاؤں پھر (یعنی اگر چاند کا قصہ اسی قصہ کوکب کی شب کا تھا تب تو کس اور شب کی صبح کو اور اگر چاند کا قصہ اس قصہ کوکب کی شب کا نہ تھا تو قصہ قمر کی شب کی صبح کو یا اس کے علاوہ کسی اور شب کی صبح کو جب آفتاب کو دیکھا (کہ بڑی آب و تاب سے) چمکتا ہوا نکلا ہے) تو (پہلی دو بار کی طرح پھر) فرمایا کہ (تمہارے زعم کے موافق) یہ میرا (اور تمہارا) رب (اور متصرف فی الاحوال) ہے (اور) یہ تو سب (مذکورہ ستاروں) میں بڑا ہے (اس پر خاتمہ کلام کا ہو جاوے گا اگر اس کی ربوبیت باطل

اللغات البزوغ الطلوع من البزغ ہو الشق کانہ بزوہ یشق الظلمۃ

البلاغۃ فی التسمیۃ ہذا فی الروح اشارۃ الی الجرم المشاہد من حیث ہو لا من حیث ہو مبنی بالاسامی فضلا عن حیثیۃ تسمیتہ بالشمس ولذا ذکر اسم الاشارۃ ای اورد ذکرا قولہ یہدنی فی ربی قلت ما حن موقعہ بعد قولہ فی الکواکب ہذا ربی قولہ (لا کونن من القوم الضالین فی الروح والتعریض ایضا ہنالک قال ابن المنیر صرح راقوی من تورا ولا لاحب الآفلین وانما ترقی علیہ السلام الی ذلک لان المخصوم قد قامت علیہم بالاستدلال الاول حجۃ فآنسوا بالاندراج فی معتقدہم ولو قیل ہذا فی الاول فلعلہم کانوا یعترفون ولا یصغون الی الاستدلال فما عرض لہم علیہ السلام بانہم علی ضلالۃ الابعد ان وثق باصغائہم الی تمام المقصود واستماعہم لہ الی آخرہ والدلیل علی ذلک انہ صلی اللہ علیہ وسلم ترقی فی النوبۃ الثالثۃ الی التصریح بالبرأۃ منہم والتصریح بانہم علی شرک حین تم قیام الحجۃ علیہم بتبلیغ الحق وبلغ من الظہور غایۃ ۱۲ **ملحقات الترجمہ** قولہ فی علیہ اسی طرح سب پر یعنی ان الظرف لیس للتخصیص بل بیان الواقع ۱۲ قولہ فی دبی زعم اشارۃ الی ان ہذا منہ علیہ السلام علی سبیل الفرض وہو

مسائل السلوک

قولہ تعالی ۔ فلما جن علیہ اللیل راکوکبا الخ فی الروح وہذا منہ علیہ السلام علی سبیل الفرض والمحال ۔ ۔ ۔ قولہ فان الاستدلال علی فساد قول محکی یرشد علیہ بالابطال وہذا ہو الحق بالتحقیق بالقبول کما فی روح المعانی وہو احسن ۔ ۔ ۔ قولہ ہذا ربی الخ ۔ ۔ ۔ قولہ ہذا ربی فالتخصیص

ترجمہ قولہ تعالی ۔ فلما جن علیہ الخ روح میں ہے کہ ابطال ربوبیۃ کوکب میں نرم عنوان مجاراۃ اختیار فرمایا اور ابطال ربوبیۃ اصنام میں سخت عنوان اختیار فرمایا وجہ یہ کہ ربوبیت کوکب کا بطلان بہ نسبت بطلان ربوبیۃ اصنام خفی تھا اس میں اگر اول سے ہی خشونت اختیار کی جاتی تو ان کا مکابرہ اور عناد بڑھ جاتا آہ تو اس سے معلوم ہوا کہ نطع وارشاد کے باب میں مخاطب کے حال کی رعایت اور اس کی مصلحت کا لحاظ مناسب ہے اور شیوخ حکماء و مصلحین کی یہی شان ہے ۔

سوا رجاء الحسان مجاراۃ مع ابیہ وقومہ الذین کانوا یعبدون الاصنام والکواکب فان الاستدلال علی فساد

فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ

سو جب وہ غروب ہو گیا آپ نے فرمایا اے میری قوم بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں ۔ میں یک سو ہو کر اپنا رُخ اس کی طرف کرتا ہوں

فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں سے نہیں ہوں

تو چھوٹوں کی بدرجۂ اولیٰ باطل ہو جاوے گی غرض شام ہوئی تو وہ بھی غروب ہو گیا) فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○ (الیٰ قولہ) وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ سو جب وہ غروب ہو گیا آپ نے فرمایا کہ بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار اور نفور ہوں (یعنی برات ظاہر کرتا ہوں اعتقاداً تو ہمیشہ سے بیزار ہی تھے میں (سب طریقوں سے) یک سُو ہو کر اپنا رخ (ظاہر کا اور دل کا) اس (ذات) کی طرف (کرنا تم سے ظاہر[1] کرتا ہوں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں (تمہاری طرح) شرک کرنے والوں سے نہیں ہوں (نہ اعتقاداً[2] نہ قولاً عملاً) ف چونکہ معظم معمورہ میں جس میں بابل و حلب بھی داخل ہے جو کہ بقول مورخین موقع تھا اس گفتگو کا ایک شب میں بروے رفتار معتاد کواکب کے ایسا نہیں ہو سکتا کہ ماہتاب کا طلوع اپنے افق سے کسی سیارہ کے غروب کے بعد ہو اور پھر طلوع شمس سے پہلے غروب ہو جاوے اس لئے یہ تینوں دافعہ ایک شب کے نہیں ہو سکتے یا تو دو شب کے ہیں یا تین شب کے جیسا ترجمہ میں اشارہ بھی کر دیا پس دونوں جگہ فلما رای میں جو فا رہے وہ تعقیب و اقتران عرفی کے لئے ہے نہ کہ حقیقی کے لئے کذا فی روح المعانی اور ہر چند کہ ان کواکب مذکورہ کی جمیعت و تمیز اور خود طلوع سے بھی کہ حالت حادثہ ہے ان کے ابطال ربوبیت پر استدلال ہو سکتا تھا لیکن مخاطبین چونکہ عوام زیادہ تھے اس لئے دلیل اوضح سے استدلال فرمایا کہ غروب کا موجب نقص ہونا اظہر ہے اور اگر کسی کو شبہہ ہو کہ احتجاب سے ابطال ربوبیت پر اگر استدلال صحیح ہے تو احتجاب بعد تجلی کے باری تعالےٰ کے لئے بھی ثابت ہے جواب یہ ہے کہ یہاں احتجاب تغیر فی الکواکب کی وجہ سے ہے اور وہاں تغیر فی الباری سے نہیں اور اصل دلیل تغیر ہے نقطہ ربط اوپر کے قصہ کا آگے تتمہ ہے ۔۔

اللغات قولہ وجهت وجهی للذی فی الروح عن الصحاح وجهت وجهی للہ ونوجهت نحوک والیک والظاہر ان اللام صلة ۱۲

البلاغة قولہ انی وجهت الخ وانما جزم علیہ السلام بالتوحید بعد نفی ربوبیۃ ما ذکر مع عدم انحصار الارباب الباطلة فیما ذکر ان القوم کانوا مساعدین علی نفی الربوبیۃ من غیر ما ذکر وانما کانوا یتنازعون فیہا فکفی ابطال ربوبیتہا فی اثبات التوحید من غیر الروح ۱۲

ملحقات الترجمہ [1] قولہ فی الشرکین اعتقاداً کما ہو المظنون من القوم من قبل ۱۲ [2] قولہ فی الشرکین اعتقاداً کما ہو المظنون من القوم

فی الکواکب حیث یعتقدون فیہا التصرف المستقل لا عملا من العباد والمانی الاصنام فکانوا یشرکون عملاً ۱۲ [3] تو صحیح اس کی یہ ہے کہ افول کوکب کی حقیقت یہ ہے کہ وہ بالائے افق سے زیر افق چلا جاوے اور ایک وقت میں بالائے افق ہونا اور دوسرے وقت تحت افق چلا جانا یہ ایک تغیر ہے اس لئے یہ تغیر خود کوکب میں ہے برخلاف احتجاب باری تعالیٰ کے کہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ ذات باری الآن لما کان رہتی ہے اور ناظرین کی قوت بینائی یا اس کے شرائط میں خلل ہوتا ہے اس لئے وہاں کو مرئی نہیں ہوتی لیکن جب موانع مرتفع ہو

ہو جاتے ہیں تو مرئی ہو جاتی ہے پس یہ تغیر خود ناظرین کے اندر ہے نہ کہ ذات باری تعالیٰ کے اندر کہ وہ الآن کما کان ہے اس تغیر ناظر کی مثال ایسی سمجھو کہ جیسے آنکھ بند کرے تو مبصرات اس کی نظر سے محجوب ہو جاویں اور آنکھ کھولدے تو دکھلائی دینے لگیں یا آنکھ میں پانی آجانے کے سبب مبصرات اُسے دکھائی نہ دیں اور آنکھ پونچھنے کے بعد وہ ان کو دیکھنے لگے یا ضعف بصر کے سبب وہ حروف کو نہ دیکھ سکے اور سُرمہ مجلی بصر استعمال کرنے کے بعد ان کو دیکھ لے پس یہ تغیرات خود رائی کی جانب ہیں نہ کہ مرئی کی جانب ۔۔

۱۲

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ

اور ان سے ان کی قوم نے حجت کرنا شروع کی۔ آپ نے فرمایا کیا تم اللہ کے معاملہ میں مجھ سے حجت کرتے ہو حالانکہ اس نے مجھکو طریقہ بتلادیا ہے اور میں ان چیزوں سے جن کو

مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ

تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بناتے ہو نہیں ڈرتا ہاں لیکن اگر میرا پروردگار ہی کوئی امر چاہے۔ میرا پروردگار ہر چیز کو اپنے علم میں گھیرے ہوئے ہے۔

اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَكَیْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ

کیا تم پھر خیال نہیں کرتے اور میں ان چیزوں سے کیسے ڈروں جن کو تم نے شریک بنایا ہے، حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے

اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ

کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھیرایا ہے جنکی اللہ تعالیٰ نے تم پر کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی

تتمہ قصہ مذکورہ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ (الی قولہ) مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ اور ان سے ان کی قوم نے (یہود) حجت کرنا شروع کی (روہ یہ کہ یہ رسم قدیم ہے وجدنا اٰباءنا لھا عابدین اور معبودان باطلہ کے انکار پر ڈرایا بھی کہ کبھی تم کو یہ کسی آفت میں نہ پھنسا دیں کما یدل علیہ الجواب بقولہ ولا اخاف الخ آپ نے (یہ پہلی بات کے جواب میں تو یہ) فرمایا کیا تم اللہ (کی توحید) کے معاملہ میں مجھ سے (باطل) حجت کرتے ہو حالانکہ اس نے مجکو (استدلال صحیح کا) طریقہ بتلا دیا ہے (جس کو میں تمہارے روبرو پیش کر چکا ہوں اور محض رسم قدیم ہونا اس استدلال کا جواب نہیں ہو سکتا پھر اس سے احتجاج تمہارے لئے بیکار اور میرے نزدیک غیر قابل التفات) اور (دوسری بات کے جواب میں یہ فرمایا کہ) میں ان چیزوں سے جن کو تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ (استحقاق عبادت میں) شریک بناتے ہو نہیں ڈرتا کہ وہ مجکو کوئی صدمہ پہونچا سکتے ہیں کیونکہ ان میں خود صفت قدرت ہی مفقود ہے اگر کسی چیز میں ہو بھی تو استقلال قدرت مفقود ہے) ہاں لیکن اگر میرا پروردگار ہی کوئی امر چاہے (تو وہ دوسری بات ہے وہ ہو جاوے گی لیکن اس سے آلہ وارباب باطلہ کی قدرت کا ثبوت یا ان سے خوف کی ضرورت کب لازم آئی اور) میرا پروردگار (جس طرح قادر مطلق ہے جیسا ان اشیاء سے معلوم ہوا اسی طرح وہ) ہر چیز کو اپنے (احاطہ) علم میں (بھی) گھیرے ہوئے ہے (غرض قدرت وعلم دونوں اسی کے ساتھ مختص ہیں اور تمہارے آلہہ کو نہ قدرت ہے نہ علم ہے) کیا تم (سنتے ہو اور) پھر (بھی) خیال نہیں کرتے اور (جس طرح میرے نہ ڈرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ تمہارے معبود علم وقدرت سے محض معرا ہیں اسی طرح یہ بات بھی تو ہے کہ میں نے کوئی کام ڈر کا کیا بھی نہیں تو پھر) میں ان چیزوں سے کیسے ڈروں جن کو تم نے اللہ (تعالیٰ) کے ساتھ استحقاق عبادت واعتقاد ربوبیت میں) شریک بنایا ہے حالانکہ (تم کو ڈرنا چاہیئے دو وجہ سے اول تم نے ڈر کا کام یعنی شرک کیا ہے جس پر عذاب مرتب ہوتا ہے دوسرے خدا کا عالم اور قادر ہونا معلوم ہو چکا ہے مگر) تم اس بات (کے وبال) سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھیرایا ہے جن (کے معبود ہونے پر) اللہ تعالیٰ نے تم پر کوئی دلیل (لفظاً یا معنیً) نازل نہیں فرمائی (مطلب یہ کہ ڈرنا چاہیئے تم کو پھر مجکو (الٹا) ڈراتے ہو)

النحو بالم ینزل بہ ای باشراکہ فی العبادۃ ۱۲ **اختلاف القرأۃ** اتحاجون فی قراءۃ نافع وابن عامر بتخفیف النون ففیہ حذف احدی النونین ۱۲

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی حاجہ بیہودہ فہمی حجۃ مجازاً وتفسیر الحجۃ بما فسرت بہ ذکر حزہ منہ فی الآیۃ المنقولۃ فی المقام وجزہ منہ مدلول علیہ بقولہ ولا اخاف الخ لہ قولہ فی بیتکون خیال بہذہ الترجمۃ علی مافی ایراد التکوین التفکر ونحوہ من الاشارۃ الی ان امر المتہم من البطلان بمکان فی العقول لا یتوقف الا علی التذکر واستعمال العقل لا علی دلیل زائد علیہ ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولا اخاف ما تشرکون الخ فیہ التجوز عن صورۃ الدعوی التی کانت فی الاکتفاء علی قولہ ولا اخاف فزاد التحوز منہا الا ان یشاء ربی ۱۲ **ترجمہ** قولہ تعالیٰ ولا اخاف ما تشرکون الخ اس میں صورۃ دعوی سے احتیاط ہے جو صرف لا اخاف پر اکتفا کرنے میں متوہم تھا اس لئے الا ان یشاء ربی بڑھا دیا ۱۲

فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ

سو ان دو جماعتوں میں سے امن کا زیادہ مستحق کون ہے اگر تم خبر رکھتے ہو جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے

یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ پر چل رہے ہیں

فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ (الی قولہ) وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ سو (بعد اس تقریر کے انصاف سے سوچ کر بتلاؤ کہ ان دو (مذکورہ) جماعتوں میں سے (یعنی مشرکین و موحدین میں سے) امن کا (یعنی اس کا کہ اس پر خوف واقع نہ ہو) زیادہ مستحق کون ہے (اور خوف بھی وہ جو واقع میں قابل اعتبار ہے یعنی آخرت کا) اگر تم (کچھ) خبر رکھتے ہو (تو بتلاؤ اور خیر تم کیا بتلاؤ گے میں ہی بتلاتا ہوں کہ) جو لوگ (اللہ پر) ایمان رکھتے ہیں اور اپنے (اس) ایمان کو شرک کی ساتھ مخلوط نہیں کرتے ایسوں ہی کے لئے (قیامت میں) امن ہے اور وہی (دنیا میں) راہ (راست) پر چل رہے ہیں (اور وہ صرف موحدین ہیں بخلاف مشرکین کے کہ گو بالمعنی اللغوی خدا پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ خدا کے قائل ہیں لیکن شرک بھی کرتے ہیں جس سے ایمان شرعی منتفی ہو جاتا ہے جب موحدین قابل امن ہیں سو اس صورت میں خود تم ڈرو نہ کہ مجکو ڈراتے ہو حالانکہ نہ تمہارے آپہ ڈرنے کے قابل نہ میں کوئی کام ڈر کا کیا اور نہ دنیا کا خوف قابل اعتبار اور تمہاری حالت تینوں اعتبار سے محل خوف ہے) ف الا ان یشاء اس لئے فرمادیا کہ آدمی ہے حوادث بھی آتے رہتے ہیں اس سے شاید وہ جہال اپنی تخویف پر استدلال کرتے اس لئے پیش بندی فرمادی کہ اس سے استدلال اس لئے فاسد ہے کہ وہ خدا کی طرف سے واقع ہوگا پس یہ استثناء منقطع ہے یعنی لکن ان یشاء ربی شیئا کان کذا فی الخازن حاصل ھذا التوجیہ ولکن الخاف ان یشاء ربی شیئا من اصابۃ المکروہ بی وذکر شیئا للتصریح بالتعمیم لفظا ومعنیً کی تعمیم کا فائدہ نصف پارہ لن تنالوا کے قریب آیۃ منلقی الخ کے ذیل میں ملاحظہ کیجئے ربط اوپر قصہ ابراہیم علیہ السلام سے توحید کا اثبات اور رسالت کی تائید تھی جیسا تمہید آیت وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ میں اس کی تقریر مذکور ہو چکی ہے آگے تصویب احتجاج ابراہیمی کی تقویت مسئلہ توحید کے لئے اور ایک مختصر تذکرہ انبیاء علیہم السلام کا جن کو ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ خاص خاص تعلقات بھی ہیں کسی کو ابوۃ کا کسی کو نبوۃ کا کسی کو صرف تبعیت کا ہر دو مسئلہ توحید و رسالت کی تائید کے لئے ذکر فرماتے ہیں اول مسئلہ کی تائید تو اس طرح کہ یہ سب حضرات موحد تھے اور دوسرے مسئلہ کی تائید اس طرح کہ نبوت پہلے سے چلی آرہی ہے پھر اب کیوں اس کو مستبعد سمجھا جاتا ہے اور اہل عرب کے لئے یہ تذکرہ زیادہ اس لئے مناسب ہے کہ وہ لوگ اپنے کو ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے تھے پس اس تذکرہ میں ان کو تنبیہ ہے کہ ان کے منتسبین تو موحد تھے اور شرک کو برا سمجھتے تھے پھر تم کیسے منتسب ہو کہ ان کے طریقے کے خلاف طریقہ اختیار کرتے ہو ،،

البلاغۃ قولہ فای الفریقین احق بالامن لم یقل ایناانشارۃ الی ان احقیۃ الامن لایخصہ علیہ السلام بل تشمل کل موحد تغلیبا لہم فی التوحید والامن بصیغۃ التفضیل المشعرۃ باتحادھم لہ وفی الجملۃ لاستنزالہم عن رتبۃ الکابرۃ والاعتساف یسوق الکلام علی سنن الانصاف کذا فی الروح

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فای الفریقین احق الخ لم یقل نحن احق بالامن مع کون الاحق بالامن متعینا لاجل استنزالھم عن مرتبۃ المکابرۃ والاعتساف الی سنن الانصاف وھذا ھو مسلک اھل الشفقۃ فی ارشاد مخالفی الحق الی الحق ،، ترجمہ قولہ تعالیٰ فای الفریقین احق الخ باوجودیکہ احق بالامن متعین ہے مگر یوں نہیں فرمایا نحن احق بالامن کیونکہ اس اخبار میں مخاطب سے اعتساف کرنا اور استغفال میں انصاف کی طرف اس کو مائل کرنا ہے اور اہل شفقت کا مخالفین کے ارشاد میں یہی مسلک ہے ،،

الکلام ادعی معتزلۃ بالبس علی تفسیر الظلم بالمعصیۃ للان الشرک لایجامع الایمان ثم استدلوا بہ علی عدم النجاۃ لعصاۃ والجواب ان الایمان اللغوی یجامع الشرک کما فی قولہ تعالیٰ وما یومن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون فانھدم بنا الاستدلال وقد ورد ھذا التفسیر مرفوعا فی الصحیحین وجامع الترمذی او یراد بالبس تغلیظ الایمان بالکفر وجعلہ معلوما مضمحلا الجمع بینھما بحیث یصدق علیہ مومن ومشرک کذا فی الروح ،،

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ

اور یہ ہماری حجت تھی وہ ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی ۔ ہم جس کو چاہتے ہیں مرتبوں میں بڑھا دیتے ہیں ۔ بے شک

رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ

آپ کا رب بڑا علم والا بڑا حکمت والا ہے اور ہم نے انکو اسحٰق دیا اور یعقوب ہر ایک کو ہم نے ہدایت کی

وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَ

اور پہلے زمانہ میں ہم نے نوح کو ہدایت کی اور ان کی اولاد میں سے داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور

يُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝

یوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو اور اسی طرح ہم نیکوکار کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں ۔

تقویت حجۃ ابراہیمیہ وتذکرہ انبیاء علیہم السلام وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ (الی قولہ) وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اور یہ (رجیح) حجت جو ابراہیم علیہ السلام نے توحید پر قائم کی تھی) ہماری (دی ہوئی) حجت تھی وہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی (جب ہماری دی ہوئی تھی تو یقیناً اعلیٰ درجہ کی تھی اور ابراہیم علیہ السلام کی کیا تخصیص ہے) ہم (تو) جس کو چاہتے ہیں (علمی و عملی) مرتبوں میں بڑھا دیتے ہیں (چنانچہ سب انبیاء کو یہ رفعت درجات عطا فرمائی) بے شک آپ کا رب بڑا علم والا بڑا حکمت والا ہے (کہ ہر ایک کا حال اور استعداد جانتا ہے اور ہر ایک کے مناسب اس کو کمال عطا فرماتا ہے) اور (ہم نے جیسا ابراہیم علیہ السلام کو فضل ذاتی علم و عمل دیا اسی طرح فضل اضافی بھی دیا کہ ان کے اصول و فروع میں سے بہتوں کو کمال دیا چنانچہ) ہم نے ان کو (ایک بیٹا) اسحٰق دیا اور (ایک پوتا) یعقوب (دیا اور اس سے دوسری اولاد کی نفی نہیں ہوتی اور دونوں صاحبوں میں سے) ہر ایک کو (طریق حق کی) ہم نے ہدایت کی اور (ابراہیم سے) پہلے زمانہ میں ہم نے نوح (علیہ السلام) کو (جن کا ابراہیم علیہ السلام کے اجداد میں ہونا مشہور ہے اور اصل کی فضیلت فرع میں بھی موثر ہوتی ہے طریق حق کی) ہدایت کی اور ان (ابراہیم علیہ السلام) کی اولاد (نسبی یا عرفی یا شرعی) میں سے (اخیر تک جتنے مذکور ہیں سب کو طریق حق کی ہدایت کی یعنی) داؤد (علیہ السلام) کو اور (ان کے صاحبزادہ) سلیمان (علیہ السلام) کو اور ایوب (علیہ السلام) کو اور یوسف (علیہ السلام) کو اور موسیٰ (علیہ السلام) کو اور ہارون (علیہ السلام) کو (طریق حق کی ہدایت کی) اور (جب یہ ہدایت پر چلے تو ہم نے ان کو جزائے خیر بھی دی مثل ثواب و زیادہ قرب کے اور جس طرح نیک کاموں پر ان کو جزا دی اسی طرح (ہماری عادت ہے کہ ہم نیک کام کرنے والوں کو (مناسب) جزا دیا کرتے ہیں

فوائد: (الاولیٰ) الخ ۔ (الثانیۃ) ای قومہ متعلق بحاجتنا (الثالثۃ) الخ ۔ (الرابعۃ) الخ ۔ (الخامسۃ) الخ ۔ (السادسۃ) الخ ۔ (السابعۃ) الخ ۔ (الثامنۃ) الخ ۔ (التاسعۃ) الخ ۔ (العاشرۃ) الخ ۔ (الحادیۃ عشرۃ) الخ ۔ (الثانیۃ عشرۃ) الخ ۔ (الثالثۃ عشرۃ) الخ ۔ (الرابعۃ عشرۃ) الخ ۔ (الخامسۃ عشرۃ) الخ ۔ (السادسۃ عشرۃ) الخ ۔ (السابعۃ عشرۃ) الخ ۔ (الثامنۃ عشرۃ) الخ ۔ (التاسعۃ عشرۃ) الخ ۔ (العشرون) الخ ۔ (الحادیۃ والعشرون) الخ ۔ (الثانیۃ والعشرون) الخ ۔ (الثالثۃ والعشرون) الخ ۔ (الرابعۃ والعشرون) الخ ۔ (الخامسۃ والعشرون) الخ ۔ (السادسۃ والعشرون) الخ ۔ (السابعۃ والعشرون) الخ ۔ (الثامنۃ والعشرون) الخ ۔ (التاسعۃ والعشرون) الخ ۔ (الثلاثون) الخ ۔ (الحادیۃ والثلاثون) الخ ۔ (الثانیۃ والثلاثون) الخ ۔ (الثالثۃ والثلاثون) الخ ۔ (الرابعۃ والثلاثون) الخ ۔ (الخامسۃ والثلاثون) الخ ۔ (السادسۃ والثلاثون) الخ ۔ (السابعۃ والثلاثون) الخ ۔ (الثامنۃ والثلاثون) الخ ۔ (التاسعۃ والثلاثون) الخ ۔ (الاربعون) الخ ۔ (الحادیۃ والاربعون) الخ ۔ (الثانیۃ والاربعون) الخ ۔ (الثالثۃ والاربعون) الخ ۔ (الرابعۃ والاربعون) الخ ۔ (الخامسۃ والاربعون) الخ ۔ (السادسۃ والاربعون) الخ ۔ (السابعۃ والاربعون) الخ ۔ (الثامنۃ والاربعون) الخ ۔ (التاسعۃ والاربعون) الخ ۔ (الخمسون) الخ ۔ (الحادیۃ والخمسون) الخ ۔ (الثانیۃ والخمسون) الخ ۔ (الثالثۃ والخمسون) الخ ۔ (الرابعۃ والخمسون) الخ ۔ (الخامسۃ والخمسون) الخ ۔ (السادسۃ والخمسون) الخ ۔ (السابعۃ والخمسون) الخ ۔ (الثامنۃ والخمسون) الخ ۔ (التاسعۃ والخمسون) الخ ۔ (الستون) الخ ۔ (الحادیۃ والستون) الخ ۔ (الثانیۃ والستون) الخ ۔ (الثالثۃ والستون) الخ ۔ (الرابعۃ والستون) الخ ۔ (الخامسۃ والستون) الخ ۔ (السادسۃ والستون) الخ ۔ (السابعۃ والستون) الخ ۔ (الثامنۃ والستون) الخ ۔ (التاسعۃ والستون) الخ ۔ (السبعون) الخ ۔ (الحادیۃ والسبعون) الخ ۔ (الثانیۃ والسبعون) الخ ۔ (الثالثۃ والسبعون) الخ ۔ (الرابعۃ والسبعون) الخ ۔ (الخامسۃ والسبعون) الخ ۔ (السادسۃ والسبعون) الخ ۔ (السابعۃ والسبعون) الخ ۔ (الثامنۃ والسبعون) الخ ۔ (التاسعۃ والسبعون) الخ ۔ (الثمانون) الخ ۔ (الحادیۃ والثمانون) الخ ۔ (الثانیۃ والثمانون) الخ ۔ (الثالثۃ والثمانون) الخ ۔ (الرابعۃ والثمانون) الخ ۔ (الخامسۃ والثمانون) الخ ۔ (السادسۃ والثمانون) الخ ۔ (السابعۃ والثمانون) الخ ۔ (الثامنۃ والثمانون) الخ ۔ (التاسعۃ والثمانون) الخ ۔ (التسعون) الخ ۔ (الحادیۃ والتسعون) الخ ۔ (الثانیۃ والتسعون) الخ ۔ (الثالثۃ والتسعون) الخ ۔ (الرابعۃ والتسعون) الخ ۔ (الخامسۃ والتسعون) الخ ۔ (السادسۃ والتسعون) الخ ۔ (السابعۃ والتسعون) الخ ۔ (الثامنۃ والتسعون) الخ ۔ (التاسعۃ والتسعون) الخ ۔ (المائۃ) الخ ۔ (الحادیۃ والمائۃ) الخ ۔ (الثانیۃ والمائۃ) الخ ۔ (الثالثۃ والمائۃ) الخ ۔ (الرابعۃ والمائۃ) الخ ۔ (الخامسۃ والمائۃ) الخ ۔ (السادسۃ والمائۃ) الخ ۔ (السابعۃ والمائۃ) الخ ۔ (الثامنۃ والمائۃ) الخ ۔ (التاسعۃ والمائۃ) الخ ۔ (المائتان) الخ ۔ (الحادیۃ والمائتان) الخ ۔ (الثانیۃ والمائتان) الخ ۔ (الثالثۃ والمائتان) الخ ۔ (الرابعۃ والمائتان) الخ ۔ (الخامسۃ والمائتان) الخ ۔ (السادسۃ والمائتان) الخ ۔ (السابعۃ والمائتان) الخ ۔ (الثامنۃ والمائتان) الخ ۔ (التاسعۃ والمائتان) الخ ۔ (الثلاثمائۃ) الخ ۔ (الحادیۃ والثلاثمائۃ) الخ ۔ (الثانیۃ والثلاثمائۃ) الخ ۔ (الثالثۃ والثلاثمائۃ) الخ ۔ (الرابعۃ والثلاثمائۃ) الخ ۔ (الخامسۃ والثلاثمائۃ) الخ ۔ (السادسۃ والثلاثمائۃ) الخ ۔ (السابعۃ والثلاثمائۃ) الخ ۔ (الثامنۃ والثلاثمائۃ) الخ ۔ (التاسعۃ والثلاثمائۃ) الخ ۔ (الاربعمائۃ) الخ ۔ (الحادیۃ والاربعمائۃ) الخ ۔ (الثانیۃ والاربعمائۃ) الخ ۔ (الثالثۃ والاربعمائۃ) الخ ۔ (الرابعۃ والاربعمائۃ) الخ ۔ (الخامسۃ والاربعمائۃ) الخ ۔ (السادسۃ والاربعمائۃ) الخ ۔ (السابعۃ والاربعمائۃ) الخ ۔ (الثامنۃ والاربعمائۃ) الخ ۔ (التاسعۃ والاربعمائۃ) الخ ۔ (الخمسمائۃ) الخ ۔ (الحادیۃ والخمسمائۃ) الخ ۔ (الثانیۃ والخمسمائۃ) الخ ۔ (الثالثۃ والخمسمائۃ) الخ ۔ (الرابعۃ والخمسمائۃ) الخ ۔ (الخامسۃ والخمسمائۃ) الخ ۔ (السادسۃ والخمسمائۃ) الخ ۔ (السابعۃ والخمسمائۃ) الخ ۔ (الثامنۃ والخمسمائۃ) الخ ۔ (التاسعۃ والخمسمائۃ) الخ ۔ (الستمائۃ) الخ ۔ (الحادیۃ والستمائۃ) الخ ۔ (الثانیۃ والستمائۃ) الخ ۔ (الثالثۃ والستمائۃ) الخ ۔ (الرابعۃ والستمائۃ) الخ ۔ (الخامسۃ والستمائۃ) الخ ۔ (السادسۃ والستمائۃ) الخ ۔ (السابعۃ والستمائۃ) الخ ۔ (الثامنۃ والستمائۃ) الخ ۔ (التاسعۃ والستمائۃ) الخ ۔ (السبعمائۃ) الخ ۔ (الحادیۃ والسبعمائۃ) الخ ۔ (الثانیۃ والسبعمائۃ) الخ ۔ (الثالثۃ والسبعمائۃ) الخ ۔ (الرابعۃ والسبعمائۃ) الخ ۔ (الخامسۃ والسبعمائۃ) الخ ۔ (السادسۃ والسبعمائۃ) الخ ۔ (السابعۃ والسبعمائۃ) الخ ۔ (الثامنۃ والسبعمائۃ) الخ ۔ (التاسعۃ والسبعمائۃ) الخ ۔ (الثمانمائۃ) الخ ۔ (الحادیۃ والثمانمائۃ) الخ ۔ (الثانیۃ والثمانمائۃ) الخ ۔ (الثالثۃ والثمانمائۃ) الخ ۔ (الرابعۃ والثمانمائۃ) الخ ۔ (الخامسۃ والثمانمائۃ) الخ ۔ (السادسۃ والثمانمائۃ) الخ ۔ (السابعۃ والثمانمائۃ) الخ ۔ (الثامنۃ والثمانمائۃ) الخ ۔ (التاسعۃ والثمانمائۃ) الخ ۔ (التسعمائۃ) الخ ۔ (الحادیۃ والتسعمائۃ) الخ ۔ (الثانیۃ والتسعمائۃ) الخ ۔ (الثالثۃ والتسعمائۃ) الخ ۔ (الرابعۃ والتسعمائۃ) الخ ۔ (الخامسۃ والتسعمائۃ) الخ ۔ (السادسۃ والتسعمائۃ) الخ ۔ (السابعۃ والتسعمائۃ) الخ ۔ (الثامنۃ والتسعمائۃ) الخ ۔ (التاسعۃ والتسعمائۃ) الخ ۔ (الالف) الخ ۔ (الحادیۃ والالف) الخ ۔ (الثانیۃ والالف) الخ ۔ (الثالثۃ والالف) الخ ۔ (الرابعۃ والالف) الخ ۔ (الخامسۃ والالف) الخ ۔ (السادسۃ والالف) الخ ۔ (السابعۃ والالف) الخ ۔ (الثامنۃ والالف) الخ ۔ (التاسعۃ والالف) الخ ۔ (الالفان) الخ ۔ (الحادیۃ والالفان) الخ ۔ (الثانیۃ والالفان) الخ ۔ (الثالثۃ والالفان) الخ ۔ (الرابعۃ والالفان) الخ ۔ (الخامسۃ والالفان) الخ ۔ (السادسۃ والالفان) الخ ۔ (السابعۃ والالفان) الخ ۔ (الثامنۃ والالفان) الخ ۔ (التاسعۃ والالفان) الخ ۔ (الثلاثۃ الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والثلاثۃ الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والثلاثۃ الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والثلاثۃ الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والثلاثۃ الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والثلاثۃ الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والثلاثۃ الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والثلاثۃ الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والثلاثۃ الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والثلاثۃ الالاف) الخ ۔ (الاربعۃ الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والاربعۃ الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والاربعۃ الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والاربعۃ الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والاربعۃ الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والاربعۃ الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والاربعۃ الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والاربعۃ الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والاربعۃ الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والاربعۃ الالاف) الخ ۔ (الخمسۃ الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والخمسۃ الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والخمسۃ الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والخمسۃ الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والخمسۃ الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والخمسۃ الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والخمسۃ الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والخمسۃ الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والخمسۃ الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والخمسۃ الالاف) الخ ۔ (الستۃ الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والستۃ الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والستۃ الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والستۃ الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والستۃ الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والستۃ الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والستۃ الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والستۃ الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والستۃ الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والستۃ الالاف) الخ ۔ (السبعۃ الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والسبعۃ الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والسبعۃ الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والسبعۃ الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والسبعۃ الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والسبعۃ الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والسبعۃ الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والسبعۃ الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والسبعۃ الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والسبعۃ الالاف) الخ ۔ (الثمانۃ الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والثمانۃ الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والثمانۃ الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والثمانۃ الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والثمانۃ الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والثمانۃ الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والثمانۃ الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والثمانۃ الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والثمانۃ الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والثمانۃ الالاف) الخ ۔ (التسعۃ الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والتسعۃ الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والتسعۃ الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والتسعۃ الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والتسعۃ الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والتسعۃ الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والتسعۃ الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والتسعۃ الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والتسعۃ الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والتسعۃ الالاف) الخ ۔ (العشرۃ الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والعشرۃ الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والعشرۃ الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والعشرۃ الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والعشرۃ الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والعشرۃ الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والعشرۃ الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والعشرۃ الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والعشرۃ الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والعشرۃ الالاف) الخ ۔ (الثلاثون الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والثلاثون الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والثلاثون الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والثلاثون الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والثلاثون الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والثلاثون الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والثلاثون الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والثلاثون الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والثلاثون الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والثلاثون الالاف) الخ ۔ (الاربعون الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والاربعون الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والاربعون الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والاربعون الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والاربعون الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والاربعون الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والاربعون الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والاربعون الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والاربعون الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والاربعون الالاف) الخ ۔ (الخمسون الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والخمسون الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والخمسون الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والخمسون الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والخمسون الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والخمسون الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والخمسون الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والخمسون الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والخمسون الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والخمسون الالاف) الخ ۔ (الستون الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والستون الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والستون الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والستون الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والستون الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والستون الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والستون الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والستون الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والستون الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والستون الالاف) الخ ۔ (السبعون الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والسبعون الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والسبعون الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والسبعون الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والسبعون الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والسبعون الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والسبعون الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والسبعون الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والسبعون الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والسبعون الالاف) الخ ۔ (الثمانون الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والثمانون الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والثمانون الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والثمانون الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والثمانون الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والثمانون الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والثمانون الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والثمانون الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والثمانون الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والثمانون الالاف) الخ ۔ (التسعون الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والتسعون الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والتسعون الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والتسعون الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والتسعون الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والتسعون الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والتسعون الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والتسعون الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والتسعون الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والتسعون الالاف) الخ ۔ (المائۃ الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والمائۃ الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والمائۃ الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والمائۃ الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والمائۃ الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والمائۃ الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والمائۃ الالاف) الخ ۔ (المائتان الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والمائتان الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والمائتان الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والمائتان الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والمائتان الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والمائتان الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والمائتان الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والمائتان الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والمائتان الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والمائتان الالاف) الخ ۔ (الثلاثمائۃ الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والثلاثمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والثلاثمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والثلاثمائۃ الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والثلاثمائۃ الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والثلاثمائۃ الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والثلاثمائۃ الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والثلاثمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والثلاثمائۃ الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والثلاثمائۃ الالاف) الخ ۔ (الاربعمائۃ الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والاربعمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والاربعمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والاربعمائۃ الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والاربعمائۃ الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والاربعمائۃ الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والاربعمائۃ الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والاربعمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والاربعمائۃ الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والاربعمائۃ الالاف) الخ ۔ (الخمسمائۃ الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والخمسمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والخمسمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والخمسمائۃ الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والخمسمائۃ الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والخمسمائۃ الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والخمسمائۃ الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والخمسمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والخمسمائۃ الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والخمسمائۃ الالاف) الخ ۔ (الستمائۃ الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والستمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والستمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والستمائۃ الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والستمائۃ الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والستمائۃ الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والستمائۃ الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والستمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والستمائۃ الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والستمائۃ الالاف) الخ ۔ (السبعمائۃ الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والسبعمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والسبعمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والسبعمائۃ الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والسبعمائۃ الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والسبعمائۃ الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والسبعمائۃ الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والسبعمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والسبعمائۃ الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والسبعمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثمانمائۃ الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والثمانمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والثمانمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والثمانمائۃ الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والثمانمائۃ الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والثمانمائۃ الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والثمانمائۃ الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والثمانمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والثمانمائۃ الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والثمانمائۃ الالاف) الخ ۔ (التسعمائۃ الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والتسعمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والتسعمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والتسعمائۃ الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والتسعمائۃ الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والتسعمائۃ الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والتسعمائۃ الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والتسعمائۃ الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والتسعمائۃ الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والتسعمائۃ الالاف) الخ ۔ (الالف الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والالف الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والالف الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والالف الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والالف الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والالف الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والالف الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والالف الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والالف الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والالف الالاف) الخ ۔ (الالفان الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والالفان الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والالفان الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والالفان الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والالفان الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والالفان الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والالفان الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والالفان الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والالفان الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والالفان الالاف) الخ ۔ (الثلاثۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والثلاثۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والثلاثۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والثلاثۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والثلاثۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والثلاثۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والثلاثۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والثلاثۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والثلاثۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والثلاثۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الاربعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والاربعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والاربعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والاربعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والاربعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والاربعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والاربعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والاربعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والاربعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والاربعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الخمسۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والخمسۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والخمسۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والخمسۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والخمسۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والخمسۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والخمسۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والخمسۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والخمسۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والخمسۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الستۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والستۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والستۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والستۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والستۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والستۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والستۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والستۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والستۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والستۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (السبعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والسبعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والسبعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والسبعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والسبعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والسبعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والسبعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والسبعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والسبعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والسبعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثمانۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والثمانۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والثمانۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والثمانۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والثمانۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والثمانۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والثمانۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والثمانۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والثمانۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والثمانۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (التسعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والتسعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والتسعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والتسعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والتسعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والتسعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والتسعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والتسعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والتسعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والتسعۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (العشرۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والعشرۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والعشرۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والعشرۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والعشرۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والعشرۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والعشرۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والعشرۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والعشرۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والعشرۃ الالاف الالاف) الخ ۔ (الثلاثون الالاف الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والثلاثون الالاف الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والثلاثون الالاف الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والثلاثون الالاف الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والثلاثون الالاف الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والثلاثون الالاف الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والثلاثون الالاف الالاف) الخ ۔ (السابعۃ والثلاثون الالاف الالاف) الخ ۔ (الثامنۃ والثلاثون الالاف الالاف) الخ ۔ (التاسعۃ والثلاثون الالاف الالاف) الخ ۔ (الاربعون الالاف الالاف) الخ ۔ (الحادیۃ والاربعون الالاف الالاف) الخ ۔ (الثانیۃ والاربعون الالاف الالاف) الخ ۔ (الثالثۃ والاربعون الالاف الالاف) الخ ۔ (الرابعۃ والاربعون الالاف الالاف) الخ ۔ (الخامسۃ والاربعون الالاف الالاف) الخ ۔ (السادسۃ والاربعون الال

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۙ وَ

اور نیز زکریا کو اور یحییٰ کو اور عیسیٰ کو اور الیاس کو سب پورے شائستہ لوگوں میں تھے اور نیز

اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۙ

اسمٰعیل کو اور یسع کو اور یونس کو اور لوط کو اور ہر ایک کو تمام جہان والوں پر ہم نے فضیلت دی

وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ

اور نیز ان کے کچھ باپ دادوں کو اور کچھ اولاد کو اور کچھ بھائیوں کو اور ہم نے ان کو منقبول بنایا اور ہم نے ان کو راہ

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۙ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

راست کی ہدایت کی اللہ کی ہدایت وہ یہی ہے اپنے بندوں میں سے جس کو

مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۙ

چاہا اسکی ہدایت کرتا ہے اور اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کیا کرتے ان سے سب اکارت ہو جاتے

وَذَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيسٰى وَاِلْيَاسَ ط (الی قولہ) وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۙ اور نیز ہم نے طریق حق کی ہدایت کی، زکریا (علیہ السلام) کو اور ان کے صاحبزادہ یحییٰ (علیہ السلام) کو اور عیسیٰ (علیہ السلام) کو اور الیاس (علیہ السلام) کو اور یہ (حضرات) پورے شائستہ لوگوں میں تھے اور نیز ہم نے طریق حق کی ہدایت کی، اسمٰعیل (علیہ السلام) کو اور یسع (علیہ السلام) کو اور یونس (علیہ السلام) کو اور لوط (علیہ السلام) کو اور ان میں سے ہر ایک کو ان زمانوں کے تمام جہان والوں پر (نبوت سے) ہم نے فضیلت دی اور نیز ان (حضرات مذکورین) کے کچھ باپ داداؤں کو اور کچھ اولاد کو اور کچھ بھائیوں کو (طریق حق کی) ہم نے ہدایت کی) اور ہم نے ان (سب) کو مقبول بنایا اور (جس ہدایت کا اوپر ذکر قرآن میں مجمل آیا ہے ھدینا اس کو سنو کہ وہ ہدایت کس چیز کی تھی وہ یہ کہ) ہم نے ان (سب) کو راہ راست (یعنی دین حق) کی ہدایت کی اور وہ دین جس کی ان سب کو ہدایت ہوئی تھی) اللہ کی (جانب سے جو) ہدایت (ہوتی ہے) وہ یہی (دین) ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کی ہدایت (بمعنی ایصال) کرتا ہے (چنانچہ اب جو لوگ موجود ہیں ان کو بھی اسی کی ہدایت بمعنی ارائۃ ہوئی ہے مگر ان میں سے بعض نے اس کو چھوڑ کر شرک اختیار کر لیا) اور (شرک اس قدر ناپسندیدہ چیز ہے کہ غیر انبیاء تو کس شمار میں ہیں اگر فرضاً للحال) یہ حضرات (انبیاء مذکورین) بھی (نعوذ باللہ) شرک کرتے تو جو کچھ یہ (نیک) اعمال کیا کرتے تھے ان سے سب اکارت ہو جاتے (آگے مسئلہ نبوت کی طرف اشارہ ہے کہ)

(الفیہ فوائد شتی) السابعۃ فی ذکر عیسیٰ علیہ السلام دلیل علی ان الذریۃ یتناول اولاد البنات الثامنۃ الیاس منہم من قال انہ من اولاد ہارون علیہ السلام ومنہم من قال انہ ادریس فیکون البیان مختصاً بمن فی الآیۃ الاولی ویکون ذکریا ویحیی وعیسیٰ مجموعۃ فاعلی مجموع الکلام السابق فالاعلی

داؤد وکذا فی الدروح. التاسعۃ علام فی المسیح زائدۃ العاشرۃ من فی آبائہم ومن بعدہم للتبعیض والضمیر الی المجموع فلا یقتضی ان یکون لکل منہم اب اوابن واخ وکذلک القول فی آبائہم فلکتب فان المحکوم علیہ ہو المجموع فلا یلزم ان یکون لکل کتب نعم الحکم والنبوۃ حتم کان بین المجمع الحادیۃ عشر

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ واجتبیناہم وھدیناہم الخ حاصل الاول الجذب فان الجبی فی اللغۃ الجلب و حاصل الثانی ھو السلوک فان الہدایۃ ھو ارائۃ الطریق مع الوصول او بدونہ۔ قولہ تعالیٰ۔ ولو اشرکوا الخ فیہ ان اللہ تعالیٰ لیس لہ محبوب بذاتہ بحیث الایجاز بہ بحال کما ھو زعم الجھلۃ فی حق سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام او بعض الاولیاء من امتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ترجمہ۔ قولہ تعالیٰ۔ و اجتبیناہم وھدیناہم الخ اول کا حاصل جذب ہے کیونکہ جبی کے معنی لغت میں جلب ہیں اور ثانی کا حاصل سلوک ہے کیونکہ ہدایت کے معنی ارائۃ طریق ہیں خواہ مع الوصول یا بدون الوصول قولہ تعالیٰ۔ ولو اشرکوا الخ اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کا کوئی ایسا محبوب بالذات نہیں کہ اس پر کسی حال میں مواخذہ نہ ہو جیسا جہلاء کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا بعض اولیاء امت کے حق میں (مثل حضرت غوث اعظم رح) خیال ہے کہ معشوق عرفی کہتے ہیں

۱۲ الہدایۃ فی نوحا ھدینا نجوا و فی ھدینا ہم تفصیل لہ و فی ہدی الشرباعتبار مکارم الاخلاق من الصبر الخ

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ

یہ ایسے تھے کہ ہم نے ان کو کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی تھی

فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا

سو اگر یہ لوگ نبوت کا انکار کریں تو ہم نے اس کے لئے ایسے بہت لوگ مقرر کر دیئے

لَّيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ ○ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ

ہیں جو اس کے منکر نہیں ہیں یہ حضرات ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے

فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ۗ قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ

سو آپ بھی ان ہی کے طریق پر چلیئے آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس پر کچھ معاوضہ

أَجْرًا ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ ○

نہیں چاہتا۔ یہ تو صرف تمام جہان والوں کے واسطے ایک نصیحت ہے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ (الی قولہ) إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ ○ ع یہ (جتنے مذکور ہوئے) ایسے تھے کہ ہم نے ان (کے مجموعہ) کو کتاب (آسمانی) اور حکمت (کے علوم) اور نبوت عطا کی تھی (تو نبوت امر عجیب نہیں جو یہ کافر لوگ آپ کے منکر ہو رہے ہیں کیونکہ نظائر موجود ہیں) سو اگر (نظیر موجود ہونے پر بھی) یہ لوگ (آپ کی نبوت کا انکار کریں تو آپ غم نہ کیجئے کیونکہ) ہم نے اس کے (ماننے کے) لئے ایسے بہت لوگ مقرر کر دیئے ہیں (یعنی مہاجرین و انصار جو اس کے منکر نہیں ہیں اور ہم جو غم نہ کرنے کو اور صبر کرنے کو کہتے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ سب انبیاء نے ایسا ہی کیا ہے چنانچہ یہ حضرات (مذکورین) ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے (اس صبر کی) ہدایت کی تھی سو (اس باب میں) آپ بھی ان ہی کے طریق (صبر) پر چلیئے (چونکہ آپ کو بھی اس کی ہدایت کی گئی ہے کیونکہ ان سے نہ آپ کو نفع نہ کوئی ضرر جس کی وجہ سے غم اور بے صبری ہو اور اس مضمون کے اظہار کے واسطے ان سے تبلیغ کے وقت) آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس (تبلیغ قرآن) پر کچھ معاوضہ نہیں چاہتا (جس کے ملنے سے نفع اور نہ ملنے سے ضرر ہو بے غرض نصیحت کرتا ہوں) یہ (قرآن) تو صرف تمام جہان والوں کے واسطے ایک نصیحت ہے (جس کو ماننے سے تمہارا ہی نفع اور نہ ماننے سے تمہارا ہی نقصان ہے) ربط اوپر توحید کا مضمون مقصود اً مذکور تھا گو ضمناً مسئلہ رسالت کی بھی تائید تھی آگے مسئلہ رسالت کا مقصوداً ذکر ہے اور سبب اس کے نزول کا یہ ہوا تھا کہ ایک یہودی جس کا نام مالک بن الصیف تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ مذہبی گفتگو ہونے لگی تو جوش میں آکر اس قدر مبالغہ کیا کہ کہنے لگا کہ کسی بشر پر اللہ تعالیٰ نے کوئی کتاب نازل نہیں کی اور ایک روایت میں ہے کہ یہود نے کہا کہ واللہ آسمان سے کوئی کتاب اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اورد کذا فی اللباب عن ابی حاتم و ابن جریر عن سعید بن جبیر و ابن عباس

(بقیہ فوائد شتی) الثانیۃ عشر الضمیر فی بہا الی النبوۃ بطریق الاستلزام لان الکلام مع ہولاء انما ہو فی نبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم الثالثۃ عشر امرہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاقتداء بہدیہم من حیث نسبتہا الیہم بل الی اللہ تعالیٰ والاضافۃ للحوافظۃ۔ الرابعۃ عشر۔ التشبیہ فی کذلک بحری انما ہو باعتبار مطلق الجزاء فلا یرد ان کل محسن لا یعطی ما اعطی النبیون ۱۲

الخامسۃ عشر۔ الضمیر فی علیہ ہو للقرآن والتبلیغ لدلالۃ الکلام علیہ وان لم یذکر مصرحا السادسۃ عشر فی الموضع لم یظہر لی السر فی ہود لا الانبیاء والعظام علیہم الصلوٰۃ والسلام علی ہذا الاسلوب المشتمل علی تقدیم فاضل علی افضل ومتاخر بالزمان علی متقدم وکذا السر فی المقرر اولا بقولہ وکذلک بحری الخ وثانیا بقولہ کل من الصالحین قلت وقد اشیر الی اکثرہ فی الفوائد فی اثناء الترجمۃ فافہم

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی التہیین جوش الی مبالغۃ فاندفع ما اورد من ان الیہود کیف انکروا التوراۃ لان کثیرا یقع مثلہ فی الناس وقت الاحتقام لا یقال فکیف ردعلیہم مع عدم قسمہم ذلک قلنا لانہم تکلموا بکلمۃ الکفر ولان الخصم یواخذ بمثلہ ۱۲

ع ۱۰ ۸ ۱۶

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ

اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسی قدر پہچاننا واجب تھی ویسی قدر نہ پہچانی جبکہ یوں کہدیا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز بھی نازل نہیں کی آپ

اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ

وہ کتاب کس نے نازل کی ہے جس کو موسیٰ لائے تھے جس کی یہ کیفیت ہے کہ وہ نور ہدایت ہے اور لوگوں کے لئے وہ ہدایت ہے جس کو تم نے

قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ

متفرق اوراق میں رکھ چھوڑا ہے جن کو ظاہر کر دیتے ہو اور بہت سی باتوں کو چھپاتے ہو۔ اور تم کو بہت سی ایسی باتیں تعلیم کی گئیں جن کو نہ تم جانتے تھے اور نہ

اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ

تمہارے بڑے، آپ کہدیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے پھر انکو ان کے مشغلہ میں بیہودگی کے ساتھ لگا رہنے دیجئے۔ اور یہ بھی ایسی کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے

مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ

جو بڑی برکت والی ہے اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور تاکہ آپ مکہ والوں کو اور آس پاس والوں کو ڈرا دیں۔ اور جو

يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝

لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں ایسے لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور وہ اپنی نماز پر مداومت رکھتے ہیں۔

بحث متعلق نبوت وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ (الی قولہ) وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اور ان (منکر) لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسی قدر پہچاننا واجب تھی ویسی قدر نہ پہچانی جبکہ (منہ بھر کر) یوں کہدیا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز (یعنی کوئی کتاب) بھی نازل نہیں کی (یہ کہنا ناقدر شناسی اس لئے ہے کہ اس سے مسئلہ نبوت کا انکار لازم آتا ہے اور نبوت کا منکر اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرتا ہے اور تصدیق حق واجب ہے پس اس میں قدر شناسی واجب میں اخلال ہوا یہ تو تحقیقی جواب تھا اور الزامی مسکت جواب دینے کے لئے) آپ (ان سے یہ کہیئے کہ یہ (تو بتلاؤ کہ) وہ کتاب کس نے نازل کی ہے جسکو موسیٰ (علیہ السلام) لائے تھے (یعنی توریت جسکو تم بھی مانتے ہو) جس کی یہ کیفیت ہے کہ وہ (خود مثل) نور (کے واضح) ہے اور (جن کی ہدایت کے لئے وہ آئی تھی ان) لوگوں کے لئے وہ (بوجہ بیان شرائع کے ذریعہ) ہدایت ہے جس کو تم نے (اپنی اغراض نفسانیہ کے لئے) متفرق اوراق میں رکھ چھوڑا ہے جن (میں سے چنندے اوراق کو چاہا ان) کو ظاہر کر دیتے ہو (جس میں تمہارے مطلب کے خلاف کوئی بات نہ ہوئی) اور بہت سی باتوں کو (جو اپنے مطلب کے خلاف ہیں یعنی جن اوراق میں وہ لکھی ہوئی ہیں انکو) چھپاتے ہو اور (اس کتاب کی بدولت تم کو بہت سی ایسی باتیں تعلیم کی گئیں جن کو (قبل کتاب ملنے کے) نہ تم (یعنی قوم بنی اسرائیل جو کہ وقت نزول آیت موجود تھی) جانتے تھے اور نہ تمہارے (قریب کے سلسلہ کی) بڑے جانتے تھے مطلب یہ کہ جس توریت

اللغات قولہ ام القریٰ۔ مکہ سمیت بہا لکونہا قبلۃ اہل القریٰ وجمعہم یجتمعون عندہا کالاولاد عند الام قولہ بین یدیہ معناہ المتقدم فان کل ما کان بین الیدین کذلک کذا فی الروح قولہ قدرا

فی الروح اصلہ معرفۃ المقدار بالسر ثم استعمل فی معرفۃ الشیٔ بالوجوہ حتی صار حقیقۃ فیہ۔ الخ نورا وھدی وتجعلونہ کلہا حال وتبدونہا صفۃ قراطیس فہی مداراللازم لا الاصل لبعض المشترک بین الکتب کلہا ۱۲

ف قولہ مصدق الذی لما کانت الاضافۃ لفظیۃ صح وصف النکرۃ بہ ۱۲

الروایات ذکرت فی المتن واستشکل بکون السورۃ مکیۃ والمغازی مع الیہود مدنیۃ واجیب باستثناء ہذہ الآیات من المکیۃ کما اخرجہ ابوالشیخ عن سفیان والکلبی ہکذا فی الروح واعلم انہ ورد فی بعض الروایات ان ذلک الیہودی کذبہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ اما تعلمان اللہ انزل فی التوراۃ انہ یبغض الولد السمین فقال ما انزل اللہ علی بشر من شیٔ ورد بقولہ ویرد علیہ انہ ما معنی تحقیق کون القرآن منزلا للرد مکذبہ قولہ علیہ السلام المذکور وجواب ان کون الرجل نبیا یستلزم صحۃ فی کل ما یقول انتفاء اللازم یستلزم انتفاء الملزوم فمقصودہ الاصلی کان ہو ذلک لانتفاء الآیۃ فاجیب بمنع تحقیق ہذا النزول فافہم واشرت الیہ فی ترجمۃ ہذا الکتاب بقولی الاصل مقصود ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی الکتوبۃ الخ اشارۃ الی الفرق بینہما ۱۲

۲ قولہ فی الناس۔ جن کی ہدایت فالام للعہد ۱۲

۳ قولہ فی علمتم بدولت کذا فی الروح ۱۲

۴ قولہ فی اٰباؤکم قریب سلسلہ لان ابائہم البعیدۃ انبیاء ۱۲

۵ قولہ بعد اٰباؤکم مطلب المقصود بہ بیان فوائد ہذہ الجمل ووجہ خلو فی الالتزام واشارۃ بقولہ الخ منہ الی ما فی الکشاف ۱۲

۱۲ ان اور ۵ الابعاد والاخطاء یفہمہم التوبیخ والمعنی علیہم سوء جہلہم کتابہم وتحریفہم والمعنی علیہ صاحب الانتصاف علی ہذا ۱۲

کی یہ حالت ہے کہ اس کو اولاً تو نہ مانتے ہو دوسرے بوجہ نور وہدیٰ ہونے کے ماننے کے قابل بھی ہے تیسرے ہر وقت تمہارے استعمال میں ہے گو وہ استعمال شرمناک ہے لیکن اس کی وجہ سے گنجائش انکار تو نہیں رہی۔ چوتھے تمہارے حق میں وہ بڑی نعمت اور منت کی چیز ہے اسی کی بدولت عالم بنے بیٹھے ہو اس حیثیت سے بھی اس میں گنجائش انکار نہیں یہ بتلاؤ کہ اس کو کس نے نازل کیا ہے اور چونکہ اس سوال کا جواب ایسا متعین ہے کہ وہ لوگ بھی اس کے سوا کوئی جواب نہ دیتے اس لئے خود ہی جواب دینے کے لئے حضور کو حکم ہے کہ) آپ (ہی) کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے (کتاب مذکور کو) نازل فرمایا ہے (اور اس سے ان کا دعویٰ عام باطل ہو گیا) پھر (یہ جواب سنا کر) ان کو ان کے مشغلہ میں بے ہودگی کے ساتھ لگا رہنے دیجئے (یعنی آپ کا منصبی کام ختم ہو گیا نہ مانیں تو آپ فکر میں نہ پڑیں ہم آپ ہی سمجھ لینگے اور (جس طرح توریت ہماری نازل کی ہوئی کتاب تھی اسی طرح) یہ (قرآن) بھی (جس کی تکذیب یہود کے قول مذکور سے اصل مقصود ہے) ایسی ہی کتاب ہے جس کو ہم نے (آپ پر) نازل کیا ہے جو بڑی (خیر و) برکت والی ہے (چنانچہ اس پر ایمان لانا اور عمل کرنا موجب فلاح و نفع دارین ہے اور) اپنے سے پہلے (نازل شدہ) کتابوں (کے منزل من اللہ ہونے) کی تصدیق کرنے والی ہے (سو ہم نے اس قرآن کو نفع خلائق و تصدیق کتب الٰہیہ کے لئے نازل فرمایا) اور (اس لئے نازل فرمایا کہ) تاکہ آپ (اس کے ذریعہ سے) مکہ والوں کو اور آس پاس والوں کو (خصوصیت کے ساتھ عذاب الٰہی سے جو کہ مخالفت پر ہوگا) ڈراویں (اور یوں انذار عام بھی کریں لیکون للعالمین نذیرا) اور (آپ کے انذار کے بعد گو سب ایمان لاویں لیکن) جو لوگ آخرت کا (پورا) یقین رکھتے ہیں (جس سے عذاب کا اندیشہ ہو جائے اور اس سے بچنے کی فکر پڑ جائے اور ہمیشہ طلب طریق نجات اور تعیین حق کی دھن لگ جائے خواہ کسی دلیل نقلی سے یا تجویز عقلی سے) ایسے لوگ (تو) اس (قرآن) پر ایمان لے (ہی) آتے ہیں اور (ایمان و اعتقاد کے ساتھ اس کے اعمال کے بھی پابند ہوتے ہیں کیونکہ عذاب سے نجات کامل مجموعہ پر موعود ہے چنانچہ) وہ اپنی نماز پر مداومت رکھتے ہیں (اور جب اس عبادت پر جو کہ ہر روز پانچ بار مکرر اور شاق ہے مداومت کرتے ہیں تو دوسری عبادات کے جو کہ گاہ گاہ اور سہل ہیں بدرجہ اولیٰ پابند ہوں گے حاصل یہ کہ کسی کے ماننے نہ ماننے کی فکر نہ کیجئے جو اپنا بھلا چاہیں گے مان لیں گے جو نہ چاہیں گے نہ مانیں گے آپ اپنا کام کیجئے) ف تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ سے ظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر مضمون کے اوراق جدا کر رکھے تھے اور بعض کا ایسا کر لینا عجب نہیں اور اگر قراطیس سے مراد مافی القراطیس مجازاً لیا جاوے تو معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ اپنے ذہن میں مضامین توراۃ کے مختلف حصے کر رکھے تھے جن میں بعض مضامین کو مثل نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح چھپاتے تھے کہ اس کی اور تاویلیں کر دیتے تھے چنانچہ دارمی میں حدیث عمرؓ کے یہ لفظ بنسخۃ من التوراۃ ای بشیٔ نسخ و نقل توجیہ اول میں اور در منثور میں بروایت ابن المنذر کے ابن جریج کے یہ لفظ فی یہود فیما اظہروا من التوراۃ واخفوا من محمد صلی اللہ علیہ وسلم توجیہ ثانی میں اظہر ہے واللہ اعلم۔ **ربط** اوپر منکرین نبوت کے اقسام میں سے بعض رد تھا آگے اور اقسام کی بھی مذمت ہے جن میں ایک وہ تھے کہ صرف آپ کی نبوت کے منکر تھے مگر اپنے لئے بھی کوئی دعویٰ نہ کرتے تھے جن میں سے بعض کا قول اوپر بھی آیا ہے ما انزل اللہ علی بشر۔ من افتری علی اللہ کذبا میں

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ نبی قل متعین کذا فی الروح مع ما فیہ ان فیہ ایذانا بانہم لم یقدروا علی انکار صلاۃ ۱۲ ۲ قولہ فی حق اللہ نازل اشارۃ الی تقدیر الفعل ۱۲ ۳ قولہ ھناک دعوی عام اشارۃ الی ان قولہم سالبۃ کلیۃ وجوابہ نقضہا بالموجبۃ الجزئیۃ ۱۲ ۴ فی ذمہم آپ اشارۃ الی ان المقصود النہی خلائق ۱۲ ۵ قولہ قبل لتعنتہم سوہم فی الوجہ الی ما فی الکشاف معطوف علی ما دل علیہ صفۃ الکتاب کانہ قیل انزلناہ للبرکات والتصدیق والانذار ۱۲ ۶ قولہ ھناک خصوصیت فلا یتوہم منہ التخصیص وہو کقولہ وانذر عشیرتک ۱۲ ۷ قولہ فی یؤمنون الاول پورا الی قولہ بتجویز عقلی قصد بہ نفع والجمع لاہل الکتاب وغیرہم تقریرہ ان بعض اہل الکتاب مع ایمانہم بالاخرۃ لم یؤمنوا بالقرآن وغیرہم مع عدم ایمانہم بالآخرۃ آمنوا بالقرآن فکیف وہو حاصل الجواب ان ایمانہم کلا ایمان لعدم ترتب الرہبۃ علیہ اشار الیہ بکلمۃ لو، او عدم ایمانہم ایمان لترتب الرہبۃ علیہ اشار الیہ بقولہ بتجویز عقلی فان العقل لا یکفی للحکم بوقوعہا ۱۲

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ

اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ

وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ

اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی اور جو شخص یوں کہے کہ جیسا کلام اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اسی طرح کا

اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ

میں بھی لاتا ہوں

تو ان کا ذکر ہے اور دوسرے وہ تھے جو خود اپنے لئے نبوت کے مدعی تھے جیسے مسیلمہ کذاب وغیرہ قال اوحی الی سے یہ مراد ہے جیسا کہ روح میں ابن جریج سے بروایت عبد بن حمید اور ابن المنذر سے منقول ہے اور تیسرے وہ تھے جو قرآن کے مثل تصنیف کر سکنے کا دعوی کرتے تھے جیسا نضر بن حارث جس کا یہ قول تھا لو نشاء لقلنا مثل هذا اور رده فی اللباب اور جیسا عبد اللہ ابن سعد بن ابی سرح کہ اول مسلمان ہوا ایک بار اس سے کوئی آیت لکھوائی گئی اتفاقاً اس کے منہ سے بعض کلمات موافق وحی کے نکل گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی لکھوایا اس پر یہ گمراہ ہو گیا کہنے لگا ان کان محمد یوحی الیه فقد اوحی الی وان کان الله ینزل فقد انزلت مثل ما انزل الله ۔ اور رده فی اللباب عن ابن جریر عن السدی ۔ وقال سانزل مثل ما انزل الله میں یہ مراد ہیں اور گو نضر نے یہ لفظ انزال نہ کہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ جو کہ منزل ہے اس کے فعل مخصوص تکلم بالقرآن کا دعوی کرنا اس کو مستلزم ہے اور عبد اللہ ایک قول کی روح سے اوحی الی کا مصداق بھی ہو سکتا ہے اور چونکہ ان میں بعض نے جیسا نضر بن الحارث یہ بھی کہا تھا کہ اگر مجھکو عذاب ہونے لگا تو لات وعزی شفاعت کر دیں گے اس لئے وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا میں اس کا جواب بھی ارشاد فرمایا اور رده فی اللباب عن ابن جریر عن عکرمة ذم منکرین نبوت وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگائے (اور مطلق نبوت یا خاص نبوت کا منکر ہو جیسا اوپر بعض کا قول آیا ہے ما انزل علی بشر اور بعض کا قول تھا ابعث الله بشرا رسولا) یا یوں کہے مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی (جیسے مسیلمہ وغیرہ) اور (اسی طرح اس سے بھی زیادہ ظالم کون ہوگا) جو شخص کہ یوں کہے کہ جیسا کلام اللہ تعالیٰ نے (حسب دعوئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نازل کیا ہے اسی طرح کا میں بھی لا (کر دکھا) تا ہوں (جیسا نضر یا عبد اللہ مذکور کہتا تھا غرض یہ سب لوگ بڑے ظالم ہیں)

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا الخ وفی حکمہ من اختلق سرا او بایکما فی الحدیث من الوعید علیہ ومن ادعی واری انی اوحی الیها ما کان وفی الروح ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا کمن ادعی الکمال او الوصول الی التوحید الخالص عن کثرة صفات البعض بل وزعم انه باللہ عزوجل وانه من اهل الارشاد وهو لیس کذلک او قال اوحی الی ولم یوح الیه شیء کمن سمی له مفتریات وهمیة وخیالیة ومخترعات عقلیة وفکریة وحیا وفیضا من الروح القدس اھ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا الخ اور اسی کے حکم میں ہے جو شخص کوئی خواب تراشے یا کسی پر دیا الہام کا دعوی کرے یا کسی کمال یا توحید حقیقی وفنا یا شیخت کا دعوی کرے یا اپنے اوہام وخیالات کو فیض غیبی کہے ۱۲ منہ البلاغۃ قولہ ومن قال فی الاتیان بالواو دون او ایذان بکونہ اصنع حیث غیر الاسلوب لکونہ موہما لمساواۃ اللہ تعالیٰ بخلاف ما قبلہ ۱۲

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا

اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جبکہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے - ہاں اپنی

اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ

جانیں نکالو - آج تم کو ذلت کی سزا دی جاوے گی اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی باتیں بکتے تھے

وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ

اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے - اور تم ہمارے پاس تنہا تنہا آگئے جس طرح ہم نے اول بار تم کو پیدا کیا تھا۔

اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَاۗءَكُمُ

اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا تھا اسکو اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے اور ہم تو تمہارے ہمراہ تمہارے ان شفاعت کرنیوالوں کو نہیں

الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰۗؤُا ۭ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝

جن کی نسبت تم دعویٰ رکھتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں شریک ہیں۔ واقعی تمہارے آپس میں تو قطع تعلق ہوگیا اور وہ تمہارا دعویٰ سب تم سو گیا گذرا ہوا

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ (الی قولہ) وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝ اور (ظالموں کا یہ حال ہے کہ) اگر آپ (ان کو) اس وقت دیکھیں (تو بڑا ہولناک منظر دکھلائی دے) جبکہ یہ ظالم لوگ (جن کا ذکر ہوا) موت کی (روحانی) سختیوں میں (گرفتار) ہوں گے اور (موت کے) فرشتے (جو ملک الموت کے اعوان ہیں ان کی روح نکالنے کے واسطے ان کی طرف) اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے (اور شدت ظاہر کرنے کو یوں کہتے جاتے ہوں گے کہ) ہاں (جلدی) اپنی جانیں نکالو (کہاں بچائے پھرتے تھے دیکھو) آج (مرنے کے ساتھ ہی) تم کو ذلت کی سزا دیجاوے گی (یعنی جسمانی تکلیف جسمانی بھی ہو اور ذلت روحانی بھی ہو) اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی (جھوٹی) باتیں بکتے تھے (جیسے ما انزل اللہ اور اوحی الی اور سانزل وغیرہا) اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات (کے قبول کرنے) سے (جو کہ ذریعہ ہدایت تھی) تکبر کرتے تھے (یہ کیفیت تو موت کے وقت ہوگی) اور (جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرماویں گے کہ) تم ہمارے پاس (یار و مددگار سے) تنہا تنہا (ہو کر) آگئے (اور اس حالت سے آئے) جس طرح ہم نے اول بار (دنیا میں) تم کو پیدا کیا تھا (کہ نہ بدن پر کپڑا نہ پاؤں میں جوتہ) اور جو کچھ ہم نے تم کو (دنیا میں ساز و سامان) دیا تھا (جس پر تم بھولے بیٹھے تھے) اس کو اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے (کچھ بھی نہ لا سکے مطلب یہ کہ مال و دولت کے بھروسہ نہ رہنا یہ سب یہاں ہی رہ جاوے گا) اور (تم میں جو بعض کو اپنے باطل معبودوں کی شفاعت کا بھروسہ تھا سو) ہم تو تمہارے ہمراہ (اس وقت) تمہارے ان شفاعت کرنے والوں کو نہیں دیکھتے (جس سے ثابت ہوا کہ واقع میں بھی تمہارے ساتھ نہیں ہیں، جن کی نسبت تم دعویٰ رکھتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں (ہمارے) شریک ہیں (کہ تمہارا جو معاملہ عبادت ہمارے ساتھ ہونا تھا وہی ان کے ساتھ ہوتا تھا) واقعی تمہارے (اور ان کے) آپس میں تو قطع تعلق ہوگیا (کہ آج تم ان سے بیزار اور وہ تم سے بیزار شفاعت کیا کریں گے) اور وہ تمہارا دعویٰ (جو مذکور ہوا) سب تم سے گیا گذرا ہوا (کچھ کام کا نہ نکلا تو اب پوری پوری مصیبت پڑے گی) ف عمرات میں روحانی کی قید اس لئے لگائی کہ نزع کی شدت جسمانی کفار کے نہ لوازم سے ہے نہ خواص میں سے

النحو ترى مفعول محذوف اى الظالمين ۱۲

اختلاف القراءة وفى قراءة بياءين بالرفع اما فاعل لكون المبين بمعنى الوصل او اسند اليه الفعل على الاتساع ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ باسطوا رفع لگانے کذا فی البیضاوی وبصیغۃ ان یراد البسط بالعذاب ۱۲

ع ۱۱ ۱۷

۲ قولہ فی اخرجوا کہتے فہو حال مقدرۃ یقولون ۱۲

۳ قولہ فی کما خلقناکم اور اس حالت اشارۃ الی کونہا حالا ثانیۃ کما صحح فی الروح ۱۲

۴ قولہ فی وراء ساتھ کذا فی البیضاوی ۱۲

۵ قولہ فی تقطع ہوگیا اشارۃ الی تقدیر بکذا لقد وقع التقطع بینکم ۱۲

إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ ۖ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ

بے شک اللہ تعالیٰ پھاڑنے والا ہے دانہ کو اور گٹھلیوں کو۔ وہ جاندار کو بے جان سے نکالنے والا ہے اور وہ بے جان کو جاندار سے

الْحَيِّ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ۝ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ اللَّيْلَ

نکالنے والا ہے۔ اللہ یہ ہے سو تم کہاں الٹے چلے جا رہے ہو وہ صبح کا نکالنے والا ہے اور اس نے رات کو راحت کی چیز

سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝

بنائی ہے۔ اور سورج اور چاند کو حساب سے رکھا ہے۔ یہ ٹھہرائی ہوئی بات ہے ایسی ذات کی جو کہ قادر ہے بڑے علم والا ہے

ہے اور ملائکہ کا اخرجوا کہنا حقیقت طلب کے لئے نہیں بلکہ ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص کسی کی چیز لیکر بھاگ جائے اور اس کو چھپائے پھرتا ہے اور مالک یا اس کا کوئی آدمی اس کو پکڑ کر جبراً اس کی بغل و جیب اور ہاتھ میں سے خود نکالتا جاتا ہے اور کہتا جاتا ہے کہ ہاں یہاں سے نکال وہاں سے نکال مقصود صرف اظہار شدت ہوتا ہے۔ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ پھر عبداللہ نے نادم ہو کر اسلام کی تجدید کر لی اس صورت میں وعید سے استثناء ہو جاوے گا کیونکہ جو علت وعید کی تھی جب وہ مرتفع ہو گئی وعید بھی مرتفع ہو گئی اور اہل محشر کا برہنہ پا برہنہ بدن ہونا صحاح میں آیا ہے اور روح میں بروایت ابن ابی حاتم و حاکم حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً اسی تفسیر کی تقریر منقول ہے اور بعض روایات میں جو مومنین کا کپڑا پہننا وارد ہے وہ اس کے معارض نہیں برہنگی حالت اصلی ہو اور لباس اس کے بعد ہو خواہ خروج عن القبر کے قبل یا اس کے بعد واللہ اعلم۔ اور قطع تعلق یا تو ظاہراً ابھی ہو گیا ہو گا جیسا فرمانے سے معلوم ہوتا ہے یا من حیث الشفاعت قطع کیا جاوے گو حقاً ایک جائی رہے **ربط** اوپر مسئلہ رسالت کی تحقیق مع اس کے متعلقات کے تھی اور اس سے اوپر مسئلہ توحید مذکور تھا آگے پھر توحید کی طرف عود ہے اور اس کے ساتھ چونکہ استدلال میں اپنی نعمتوں کا ذکر ہے اپنے منعم ہونے کا بھی بیان ہے تاکہ شرک کا قبح طبعی بھی ظاہر ہو جاوے **عود بسوئے اثبات توحید** إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ ۖ (الی قولہ) ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ بے شک اللہ تعالیٰ پھاڑنے والا ہے دانہ کو اور گٹھلیوں کو (یعنی زمین میں دبانے کے بعد جو دانہ یا گٹھلی پھوٹتی ہے یہ اللہ ہی کا کام ہے) وہ جاندار (چیز) کو بے جان (چیز) سے نکال لاتا ہے (جیسے نطفہ سے آدمی پیدا ہوتا ہے) اور وہ بے جان چیز) کو جان دار (چیز) سے نکالنے والا ہے (جیسے آدمی کے بدن سے نطفہ ظاہر ہوتا ہے) اللہ یہ ہے (جس کی ایسی قدرت ہے) سو تم (اس کی عبادت چھوڑ کر) کہاں (غیر اللہ کی عبادت کی طرف) اُلٹے چلے جا رہے ہو وہ (اللہ تعالیٰ) صبح (صادق) کا (رات میں سے) نکالنے والا ہے (یعنی رات ختم ہو جاتی ہے اور صبح صادق ظاہر ہوتی ہے) اور اس نے رات کو راحت کی چیز بنائی ہے (کہ سب تھکے تھکائے سو کر آرام پاتے ہیں) اور سورج چاند (کی رفتار) کو حساب سے رکھا ہے (یعنی ان کی رفتار منضبط ہے جس سے اوقات کے انضباط میں سہولت ہو) یہ (حساب سے ان کی رفتار رہو) ٹھہرائی ہوئی بات ہے ایسی ذات کی جو کہ قادر (مطلق) ہے (کہ اس طرح حرکت پیدا کرنے پر اس کو قدرت ہے اور) بڑے علم والا ہے (کہ اس رفتار کی

اللغات الاصباح مصدر اصبح اور داخل فی الصبح سمی الصبح السکن کل مایسکن الیہ الرجل ویطمئن من زوجۃ او حبیب یقال لہ سکن الحسبان المصدر منصوب اما بنزع الخافض او بکونہ مفعولا لجعل بتقدیر ذوا او یجعل بمعنی المحسوب ۱۲ البلاغۃ قولہ یخرج الخ فی الروح اختار ابن المنیر کون مخرج معطوفا علی یخرج قال وقد ورد جمیعا بصیغۃ المضارع کثیرا الا انہ عدل عن ذلک استحضارا لہ فی ذہن السامع لان العنایۃ فیہ اقوی لکون اخراج الحی من المیت اظہر فی القدرۃ من عکسہ وہو ایضا اول الخالقین و النظر اول ما یبدأ فیہ وہیل عطف الاسم علی الفعل لکون الاسم فی معنی الفعل اھ ۱۲

ملحقات الترجمہ

قولہ فی فالق۔ ذکائے والاشارۃ الی ان المخلق فی الاصل ظلمۃ التی رج منہا نورا الصبح لکن للحاورۃ عبہا اعتبر الانفلاق فی الصبح مبالغۃ کان الفجر کان مطویا فی اللیل کالثوب المطوی فی الصندوق فتح الصندوق اولم نشر الثواب ثانیا فکانہ انشق اللیل فانفرج منہ الفجر کالشی المشتمل المنفرج ثم انشق ہذا الفجر فخرج من داخلہ النور المنتشر ہذا التقریر من المواہب ۱۲

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا

اور وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے ستاروں کو پیدا کیا تاکہ تم ان کے ذریعہ سے اندھیروں میں خشکی میں بھی اور دریا میں بھی راستہ معلوم کرسکو ہے

الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ○ وَهُوَ الَّذِیْ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ

خوب کھول کھول کر بیان کردیئے ہیں ان لوگوں کیلئے جو خبر رکھتے ہیں - اور وہ ایسا ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا پھر ایک جگہ ٹھہرنے کی

وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّفْقَهُوْنَ ○ وَهُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ

اور ایک جگہ چند روز رہنے کی بے شک ہم نے دلائل خوب کھول کھول کر بیان کردیئے ہیں ان لوگوں کیلئے جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں - اور وہ ایسا ہے جس نے

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ

آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے ہر قسم کے نباتات کو نکالا پھر ہم نے اس سے سبز شاخ نکالی

خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ

کہ اس سے ہم اوپر تلے دانے چڑھے ہوئے نکالتے ہیں

مصلحتیں اور حکمتیں جانتا تھا اس لئے اس خاص طرح پر ٹھیرا دیا) وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ (الیٰ قولہ) حَبًّا مُّتَرَاكِبًا

اور وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تمہارے فائدہ کے لئے ستاروں کو پیدا کیا (اور وہ فائدہ یہ ہے) تاکہ تم ان کے ذریعہ سے رات کے اندھیروں میں خشکی میں بھی اور دریا میں بھی راستہ معلوم کرسکو بے شک ہم نے (یہ) دلائل (توحید وانعام کے) خوب کھول کھول کر بیان کردیئے ہیں (اور کوبھیجیں گے سب کو مگر نافع) ان (ہی) لوگوں کے لئے (ہونگے) جو (بھلے برے کی کچھ) خبر رکھتے ہیں (کیونکہ غور ایسے ہی لوگ کیا کرتے ہیں) اور وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تم (سب) کو (اصل میں) ایک شخص سے (کہ آدم علیہ السلام ہیں) پیدا کیا پھر (آگے کو توالد وتناسل کا اسطرح سلسلہ جاری چلا آرہا ہے کہ تم میں سے ہر شخص کے لئے مرنیہ مادہ میں) ایک جگہ زیادہ رہنے کی (یعنی ماں کا رحم) اور ایک جگہ چند روز رہنے کی (یعنی باپ کی پشت لقولہ تعالیٰ من بین الصلب) بے شک ہم نے (یہ) دلائل (بھی توحید وانعام کے) خوب کھول کھول کر بیان کردیئے (عام طور پر مگر ان کا نفع بھی مثل سابق، ان (ہی) لوگوں کے لئے ہوگا) جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں (یہ تفصیل ہوگئی یخرج الخ کی) اور وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے آسمان (کی طرف) سے پانی (بارش کا) برسایا پھر ہم نے اس (پانی) کے ذریعہ سے (باوجود اس کے واحد ہونے کے) ہر (مختلف) قسم کے نباتات کو (زمین سے) نکالا (اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ سبب واحد کے مسبب مختلف) پھر ہم نے اس (نبات کے اول نمودار ہونے والی چیز) سے (جو اول زمین سے نکلتی ہے جس کو بعض غلات میں سوئی یا کھونٹی کہتے ہیں اور رنگ میں زرد ہوتی ہے) سبز شاخ نکالی کہ اس (شاخ) سے ہم اوپر تلے دانے چڑھے ہوئے نکالتے ہیں (یہ تو غلوں کی کیفیت ہے جس کا ذکر اجمالاً فالق الحب میں آچکا ہے)

اللغات القنبات کا ثبت ما یخرج من الارض من النامیات علی ما قال الراغب فیعم النبوت وخص فی العرف بما لا ساق لہ فالاضافۃ للخصوص الی الموصوف **النحو** قولہ فمستقر خبرہ مقدر ای فلکم مستقر ۱۲ البلاغۃ قولہ الاقرب فی اختلاف الفواصل بقولہ یعلمون ویفقھون ویؤمنون ان یقال ہی بمعنی واحد الا انہ لما اردیفصل

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ لتھتدوا بھا فیہ اثبات الاسباب و مشروعیۃ الانتفاع بھا وانہ لاینافی التوکل مطلقا

ترجمہ قولہ تعالیٰ لتھتدوا بھا اس میں اسباب کا اثبات اور ان سے منتفع ہونے کی مشروعیت پر دلالت ہے اور یہ علی الاطلاق منافی توکل نہیں ۱۲

ص فی الاصل اللیل ۱۲ ص قولہ فی مستقر رحم لقولہ تعالیٰ ونقر فی الارحام مانشاء فمستقر والمستودع بقربۃ المقابلۃ ۱۲ ص قولہ فی مستودع پشت ومعنی الاستیداع فی الصلب ذکرہ البیضاوی فی الطارق ولو صح المقام ان الاصل لولد بوا المنی وقالوا بقرا وتتابعوہ ان الاصل مادۃ یزل من الدماغ الی الخارج من طرفی العرقین الواصلین الیہ من خلف الاذنین ویجتمع فیہا بہاک مادۃ اخری متولدۃ فی جمیع الاعضاء الرئیسۃ وغیرہا من طریق العروق الواصلۃ من تلک الاعضاء، وبین الخارج وتنزل تلک المادۃ المجتمعۃ من الخارج الی الکلیتین وبجری منہا الی العروق الواصل بینہما وبین الاثنین وتنفع بہاک فی الان تصرب الی البیاض ثم عنہ الی الاثنین وتنفع بہاک فی الاثنین فتصیر منیا بالفعل قال الرازی من جمیع البدن من ھذا ان یکون لہا اصل فی عضو بعینہ تقذف منہ اولا الی الکلیتین ثم تخرج منہا الی الکلیتین من طریق شعب لہا جوفی فینفصل بہاک عنہا بانیبہا ویبقی فیہا ثم منہا الی الاثنین فتنفع بہاک فتصیر منیا بالفعل فی الحال ما قال البقراط کمثل المنی فی الصلب لیس الان بقائہ فی الخارج والکلیتین وھو اقل قلیل بالنسبۃ الی الملک فی الرحم وما علی ما قالوا اخرون فالملک فیہ یسیر الا ان بقائہ فی الکلیتین فقط

وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ

اور کھجور کے درختوں سے یعنی ان کے گچھے میں سے خوشے ہیں جو نیچے کو لٹکے جاتے ہیں اور انگوروں کے باغ اور زیتون

وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۭ

اور انار جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہیں ہوتے ہر ایک کے پھل کو تو دیکھو جب وہ پھلتا ہے اور اس کے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

ان میں دلائل ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں

وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ اور کھجور کے درختوں سے یعنی ان کے گچھے میں خوشے (نکلتے) ہیں جو (مارے[1] بوجھ کے) نیچے کو لٹکے جاتے ہیں اور (اسی[2] پانی سے ہم نے) انگوروں کے باغ (پیدا کئے) اور زیتون وانار (کے درخت[3] پیدا کئے) جو کہ (بعضے[4] انار اور بعضے زیتون پھل کی صورت شکل ومقدار ورنگ ومزہ کے اعتبار سے) ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوتے ہیں اور (بعضے) ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہیں ہوتے (ذرا) ہر ایک کے پھل کو تو دیکھو جب وہ پھلتا ہے (کہ اس وقت بالکل کچا بدمزہ ناقابل انتفاع ہوتا ہے) اور (پھر) اس کے پکنے کو دیکھو (کہ اس وقت سب اوصاف میں کیسا کامل ہو گیا یہ بھی خدا کی قدرت کا ظہور ہے) ان (امور) میں (بھی) دلائل (توحید کے موجود) ہیں (اور گویا باعتبار تبلیغ کے سب کے لئے ہیں مگر انتفاع کے اعتبار سے) ان (ہی) لوگوں کے لئے (ہیں) جو ایمان (لانے کی فکر[5]) رکھتے ہیں (یہ میووں اور پھلوں کا بیان ہوا جن کا ذکر اجمالاً والنوای میں آچکا ہے) ف ان مضامین میں ایک عجیب ترتیب مرعی ہے وہ یہ کہ یہاں تین قسم کی کائنات مذکور ہیں۔ سفلیات، علویات، کائنات جوّ اور شروع کیا سفلیات سے کہ وہ ہم سے اقرب ہیں اور پھر اس کے دو حصے کئے ایک بیان نباتات، دوم بیان الفس اول کو مقدم کیا کہ بہ نسبت دوم کے اظہر ہے اور دوم ادق ہے۔ چنانچہ نقلیات نطفہ کا ادراک اطبا کے ساتھ مخصوص ہے بخلاف نقلیات نباتیہ کہ عام طور سے مشاہد ہے، پھر کائنات جوّ کو ذکر کیا صبح وظیل۔ پھر علویات کو ذکر کیا شمس وقمر ونجوم۔ پھر چونکہ سفلیات کا زیادہ مشاہدہ ہوتا ہے اس کو مکرر لاکر اس پر ختم فرمایا مگر پہلے وہ اجمالاً مذکور تھے اب تفصیل سے مذکور کئے گئے لیکن تفصیل کی ترتیب میں اجمال کی ترتیب کا عکس

البلاغۃ قولہ جنات فی الروح لعل زیادۃ الجنات ہنا کما قیل من غیر اکتفاء بذکر اسم الجنس کما فیما تقدم وما تاخر لما ان لا انتفاع بہذا الجنس لانسانی غالبًا الا حالۃ اجتماع طائفۃ من افرادہ

اللغات الطلع فی القاموس الطلع من النخل شیٔ یخرج کانہ نعلان مطبقان والحمل بینہما منضود والطرف محمد وایبد ومن ثمرتہ فی ذلک

النخل من طلعہا وہو خبر مقدم والمبتدا قنوان دانیۃ ۱۲ اختلاف القراءۃ فی قراءۃ جنات بالرفع علی الابتداء ای ولکم جنات

نخلہا وقشرہا یسمی الکفری مافی داخلہ لاعریض لہیاضہ القنوان جمع قنو بمعنے العذق وہو للتمر بمنزلۃ العنقود للعنب ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ انظروا الی ثمرہ فیہ ان النظر الی الخلق اذا کان للوصول الی الحق لیس بمذموم بل ہو مطلوب **اذا حقیقتہ** فی النقص فالخلق اذن یکون مرءاۃ للحق تعالیٰ ۱۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ انظروا الی ثمرہ اس میں دلالت ہے کہ خلق کی طرف نظر کرنا جبکہ للحق ہو مذموم نہیں بلکہ اگر مقصود میں اسکی طرف اضافت ہو تو مطلوب ہے پس خلق اس وقت حق تعالیٰ کی مرآۃ ہو جاتی ہے۔ ۱۲

ملحقات الترجمہ

[1] **قولہ** فی دانیۃ مارے بوجھ کے کما فی الروح ۱۲

[2] **قولہ** فی جنات اسی پانی سے اشارۃ الی کون معطوف علی نبات وہو الراجح علی عطفہ علی خضرا وجبالا بنہا لیستلزمان دخولہ فی النبات وہو مختص فی العرف بما لا ساق لہ لذا فی الروح کالخضر فلا یختص بما لا یساق لصرح بہ فلیحفظ

[3] **قولہ** فی الزیتون والرمان درخت اشارۃ الی ان المراد بالزیتون والرمان شجرتہما لیستقیم جامع المغایر فی ثمرہ ۱۲

[4] **قولہ** فی مشتبہا بعضہا انار الخ لعلم للنخل والزرع لقولہ تعالیٰ فی الآیۃ الاخری وہو الذی انشأ

[5] جنات معروشات وغیر معروشات والنخل والزرع مختلفا اکلہ والزیتون والرمان متشابہا وغیر متشابہ ۱۲ **قولہ** فی یؤمنون فکر کذا فی الروح ۱۲

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ

اور لوگوں نے شیاطین کو اللہ کا شریک قرار دے رکھا ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کو خدا نے پیدا کیا ہے اور ان لوگوں نے اللہ کے حق میں بیٹے اور بیٹیاں محض

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى

وہ پاک اور برتر ہے ان باتوں سے جن کو یہ لوگ بیان کرتے ہیں وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اللہ کے

يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ

اولاد کہاں ہو سکتی ہے حالانکہ اس کے کوئی بی بی تو ہے نہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا۔

کر دیا گیا کہ بیان انفس کو مقدم کیا اور بیان نباتات کو مؤخر۔ ممکن ہے کہ اس کا مبنی یہ ہو کہ اس مفصل بیان میں اظہار نعمت کا عنوان اختیار کیا گیا ہے تو اس حیثیت سے منعم علیہ بوجہ مقصود متبوع ہونے کے قابل تقدیم کے ہوا اور بیان نباتات میں ترتیب سابق باقی ہے کہ حبوب کی کیفیت نوعی پر مقدم رہی اور بارش کا درمیان میں ذکر آنا ہر چند کہ تبعاً للنبات ہے لیکن اس میں ایک اور لطیفہ بھی ہو سکتا ہے وہ یہ کہ بارش وجہات ہے مبدار کے اعتبار سے تو علوی اور منتہی کے اعتبار سے سفلی اور مسافت کے اعتبار سے کائن فی الجو۔ ربطاً اوپر دلائل توحید کا ذکر تھا آگے تصریحاً توحید کا اثبات اور شرک کا ابطال ہے۔ **ابطال شرک و اثبات توحید**

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ (الیٰ قولہ) وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ج اور (مشرک) لوگوں نے (اپنے اعتقاد میں) شیاطین[1] کو (ایسے) اللہ کا (جس کے صفات و افعال اوپر مذکور ہوئے) شریک قرار دے رکھا ہے (کہ ان کے اغوا سے شرک کرتے ہیں اور خدا کے مقابلہ میں ان کے کہنے پر چلتے ہیں) حالانکہ ان لوگوں کو (خود ان کے اقرار کے موافق بھی) خدا ہی نے پیدا کیا ہے (جب خالق کوئی اور نہیں تو معبود بھی کوئی اور نہ ہونا چاہیئے) اور ان (مشرکین میں سے بعض) لوگوں نے اللہ کے حق میں بیٹے اور بیٹیاں (اپنے اعتقاد میں) محض بلا سند تراش رکھی ہیں (جیسے نصاریٰ حضرت مسیح کو اور بعض یہود حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا اور مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے) وہ پاک اور برتر ہے ان باتوں سے جن کو یہ لوگ (خدا تعالیٰ کی جناب میں) بیان کرتے ہیں (یعنی یہ کہ اس کا کوئی شریک ہو یا اس کے کوئی اولاد ہو) وہ آسمانوں اور زمین کا موجد (یعنی نیست سے ہست کرنے والا) ہے (اور دوسرا کوئی موجد نہیں پس معبود بھی اور کوئی نہ ہوگا اس سے[2] تو شریک کی نفی ہوئی اور اولاد کی نفی کی دلیل یہ ہے کہ غیر[3] مؤنث کی اولاد کی حقیقت یہ ہے کہ اس کے بی بی ہو اور دونوں کی مفارقت سے بیسری جاندار چیز پیدا ہو تو) اللہ کے اولاد کہاں ہو سکتی ہے حالانکہ اس کے کوئی بی بی تو ہے نہیں (جو موقوف علیہ ہے اولاد کی اور جب موقوف علیہ منفی ہے تو موقوف بدرجہ اولیٰ منفی ہے) اور اللہ تعالیٰ نے (جیسا ان لوگوں کو پیدا کیا وخلقهم اور زمین و آسمان کو پیدا کیا بدیع السمٰوٰت الخ اسی طرح اسی نے) ہر چیز کو پیدا کیا (پس معبود وہی ہو سکتا ہے)

اللغات

ع ۱۲ ۶ ۱۸

فی الروح عن الراغب اصل الخرق قطع الشیء علی سبیل الفساد من غیر تفکر ولا تدبر وھو ضد الخلق فانہ فصل الشیء بعد تقدیر وروی والخرق بغیر تقدیر اھ

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی عطف کاء الجن شیاطین کو شریک۔ اشارۃ الی ان مفعولی جعلوا وفائدۃ التقدیم کما فی الکشاف استظام ان یتخذ اللہ شریکا من کان ملکا او جنیا او انسیا او غیر ذلک ورد لذلک قدم اسم اللہ علی الشرکاء اھ

[2] قولہ بعد یصفون اس سے تو شریک اشارۃ الی ان الدلائل بعضہا راجعۃ الی نفی الشریک وبعضہا الی نفی الولد لکن الاستدلال باحدی الآیتین فی الاخری کما یسہل طریق بملاحظۃ ما قرات فی تفسیرہ وقالوا اتخذ اللہ الخ وھو الآکم وفی تفسیرہ تعالیٰ فی خلق السمٰوٰت والارض فی اول جزء یقول ۱۲

[3] قولہ قبل ان یکون غیر مؤنث قصد بہ اخراج مریم علیہا السلام

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ

اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے یہ ہے اللہ تمہارا رب اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ہر چیز

كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ○ لَا تُدْرِكُهُ

کا پیدا کرنے والا تو تم لوگ اس کی عبادت کرو۔ اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے اس کو تو کسی کی نگاہ

الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ○

محیط نہیں ہو سکتی اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے اور وہی بڑا باریک بین باخبر ہے۔

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ (الیٰ قولہ) وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ○ اور (جس طرح وہ خالقیت میں یکتا ہے اسی طرح اس صفت میں بھی یکتا ہے کہ) وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے (از لاً بھی ابداً بھی اور اس وصف میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں اور خلق بدون علم کے ہو نہیں سکتا اس سے بھی ثابت ہوا کہ اور کوئی خالق نہیں) یہ (ذات جس کے صفات کمال بیان کئے گئے یہ) ہے اللہ تمہارا رب اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہر چیز کا پیدا کرنے والا (جیسا اوپر بیان ہوا جب یہ صفات اللہ ہی میں ہیں) تو تم لوگ اس (ہی) کی عبادت کرو اور (پھر یہ کہ) وہ (ہی) ہر چیز کا کارساز (حقیقی) ہے (دوسرا کوئی کارساز بھی نہیں پس اس کی عبادت کرو گے تو وہ تم کو نفع حقیقی پہنچا دے گا اور دوسرا کیا دیدے گا غرض خالق بھی وہی علیم بھی وہی وکیل بھی وہی اور یہ سب امور مقتضی ہیں کہ معبود بھی وہی ہو اور اس کے علیم ہونے کی اور اس میں منفرد ہونے کی یہ کیفیت ہے کہ) اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی (دنیا میں تو اس طرح کہ کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا جیسا دلائل شرعیہ سے ثابت ہے اور آخرت میں اس طرح کہ اہل جنت گو دیکھیں گے جیسا کہ نیز دلائل شرعیہ سے ثابت ہے لیکن احاطہ محال رہے گا اور جس محسوس بالبصر کے ظاہر کا احاطہ احساس بصری سے محال ہو تو اس کی حقیقت باطنی کا کہ ظاہر کے مقابلہ میں بدرجہا خفی تر ہے احاطہ کرنا عقل سے جو کہ احساس سے بدرجہا زیادہ مختل غلط ہے بدرجۂ اولیٰ محال ہوگا) اور وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) سب نگاہوں کو (جو کہ اس کے احاطہ سے عاجز تھیں و جوباً) محیط ہو جاتا ہے (اسی طرح اور چیزوں کو بھی علماً محیط ہے وہو بکل شیٔ علیم) اور (اس امر سے کہ وہ سب کو محیط ہے اور

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ

لا تدرکہ الابصار الخ فی الروح جمع بصر یطلق کما قال الراغب علی الجارحۃ الناظرۃ وعلی القوۃ التی فیہا وعلی البصیرۃ وھی قوۃ القلب المدرکۃ وادراکہ الشیٔ عبارۃ عن الوصول الی قاعہ والاحاطۃ بہ تام ففیہ دلالۃ علی نفی ادراکہ تعالیٰ بالکلیۃ مطلقا فی الدنیا و الاخرۃ ولو حمل البصر علی الجارحۃ کما ذھب الیہ اکثر المتکلمین فالمراد نفی الرویۃ فی الدنیا کما یروی تقییدہ بذلک عن الحسن وغیرہ نقلہ عنہ فی روح المعانی

۳

ملحقات الترجمہ ۱۲ قولہ فی خالق جیسا اوپر اشارۃ الی ان ذکرہ عادۃ ولعل النکتۃ فیہا ان الاستدلال بالخلق فی ہذا المطلب ہو اصرح الطرق واوضحہا ۱۲

۳ ترجمہ مسائل السلوک قولہ تعالیٰ لا تدرکہ الابصار الخ اگر بصر کو عام کہا جاوے بصر حسی اور بصیرۃ کو جیسا راغب نے کہا ہے تو ادراک کی تفسیر علم کہنے کے ساتھ ہوگی اور حکم عام ہوگا دنیا اور آخرت کو اور اگر بصر کو جارحہ کے ساتھ خاص کیا جاوے تو مراد نفی رویت کی ہوگی دنیا میں چنانچہ روح میں حسن سے یہی تقیید دنیا کی منقول ہے ۱۲

اس کو کوئی محیط نہیں لازم آگیا کہ) وہی بڑا باریک بین باخبر ہے (اور کوئی دوسرا نہیں اور یہی تھا تفرد فی کمال العلم جو ثابت ہوگیا) ف حاصل مقام کا یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے سوا کوئی مبصر و مرئی خواہ کیسا ہی اکبر و اعظم ہو ایسا نہیں کہ اس کا احاطہ کسی رائی کی بصر سے خواہ وہ کیسا ہی اصغر و احقر ہو محال ہو چنانچہ اس کا امکان باقتضائے عقل ظاہر ہے بخلاف حق تعالیٰ کے باوجودیکہ دنیا میں عقلاً مبصر ہونا فی حد ذاتہ ممکن ہے جیسا کہ رَبِّ اَرِنِیْ کی درخواست سے ظاہر ہے گو شرعاً ممتنع ہے جیسا لن ترانی سے یقینی ہے نیز احادیث میں علی الاطلاق اس کی تصریح ہے اور آخرت میں مبصر ہونا واقع ہے لیکن احاطہ ہر حالت میں محال ہے اور یہ امر خواص باری تعالیٰ سے ہے پس یہ شبہ دفع ہوگیا کہ بعض اجسام عظیمہ پر بھی یہ امر صادق آتا ہے کہ لا یدرکہ الابصار وجہ دفع ظاہر ہے کہ وہاں ادراک بمعنے الاحاطہ محال تو نہیں پس نفی ادراک مذکور فی الآیۃ مرتبۂ استحالہ میں خواص واجب سے ہوا اور احاطہ عقلیہ کا محال ہونا مستقلاً بھی کتب کلامیہ میں مذکور ہے اور لا یدرکہ الابصار بھی بالادلی اسپر دال ہے جس کی تقریر اثنا ترجمہ میں کردی گئی اور یدرک الابصار میں تخصیص ابصار کی باقتضائے خصوصیت مقام ہے کہ مقام بیان ابصار کا ہے خصوصیت حکم کی مقصود نہیں کیونکہ عموم دوسرے دلائل سے ثابت ہے اور اس کا مضمون خواص واجب سے اس طور پر ہے کہ ممکنات میں کوئی چیز ایسی نہیں کہ دوسری چیز کا اس کو محیط ہونا محال ہو اور اس کا احاطہ اس دوسری چیز کو واجب ہو پس لا تدرکہ الابصار میں نفی مرتبۂ استحالہ میں معتبر ہوگی اور یدرک الابصار میں اثبات مرتبۂ وجوب میں معتبر ہوگا اب دونوں حکموں کا خواص میں سے ہونا ظاہر و تیقن ہوگیا۔ اور ادراک کا جو ترجمہ کیا گیا اس سے معتزلہ کا استدلال در باب انکار رویت الٰہیہ کے اہل جنت کے واسطے ساقط ہوگیا اور ادراک کے یہ معنی ابن عباسؓ سے منقول ہیں چنانچہ در منثور میں ہے اخرج ابن جریر عن ابن عباس لا تدرکہ الابصار لا یحیط بصر احد باللہ تعالیٰ اھ اور روح میں ہے والیہ ذھب الکثیر من ائمۃ اللغۃ وغیرھم پس مطلق رویت ثابت اور احاطہ منفی اور حدیثوں میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سوال کے جواب میں ھل رأیت ربک دو جواب آئے ہیں ایک نورانی اراہ دوسرا رأیت نورا پہلے جواب میں احاطہ مراد ہے اور دوسرے میں مطلق رویت۔ اور جاننا چاہیئے کہ لیلۃ المعراج میں آپ کا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا

ف حاصل الزمخشری وغیرہ اللطیف بالذی یلطف عن ان تدرکہ الابصار لکن الصحیح ما ترجمت بہ لان الاولی تفسیر القرآن بالقرآن وقال عزوجل فی موضع آخر الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر فلا یخفی علی من لہ ذوق صحیح ان معناہ بناک ہوما ترجمتہ بہ فی ہذا المقام اظہر منہ ما قال جل مجدہ فی سورۃ لقمان اعنی قولہ یا بنی انہا ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السموات او فی الارض یات بہا اللہ ان اللہ لطیف خبیر لان ہذا المقام مقام احاطۃ علمہ بادق شیٔ واخفاہ ولا مناسبۃ لکونہ غیر مبصر بالمقام وھو اظہر من ان یخفی وایضا لو کان بمعنی الذی لا یدرک بالحاسۃ والذی یلطف عن ان تدرکہ الابصار للزم ان لا یری فی الآخرۃ ایضا لانہ تعالیٰ لطیف ازلا وابدا ولا یبعد ان یکون الباعث للزمخشری علی تفسیرہ بالذی یلطف عن ان تدرکہ الابصار تائیدہ لاحد الرأیین فی روح بالطف اشارۃ کما ہو عادتہ علان المقصود من قولہ تعالیٰ لا تدرکہ الابصار کما یظہر بالتامل فی المقام واوضحتہ باتم بیان فی التفسیر مران اھ منہ

ع امکان احاطۃ البصر اباہ وثانیہما اختصاص ہذا الوصف بہ اللطیف اذ رید بہ غیر مبصر بمعنی المحسوس بحاسۃ البصر لا یستلزم شیئا منہما اما عدم استلزامہ للاول فلان غیر المبصر عما لا یمکن احاطتہ بالبصر لصدق الاول بدون الثانی علی الجواہر اللطیفۃ کالروح وغیرہ والاعم لا یستلزم الاخص واما عدم استلزامہ للثانی فظاہر لعدم الطلاقہ ایضا کونہ مستعملا لاحاطۃ بالابصار وخصاصہ۔ المقصود بقولہ لا تدرکہ الابصار لا یحتاج الی دلیل لانہ لیس مقصودا بالذکر بالذات وبالاصالۃ بل ہو مذکور لردہ استتباعا فما قالہ من قولہ تعالیٰ ہو یدرک [illegible] انہ کیف یدرک الابصار من لا یدرک بہا ہو نفسہ انما المحتاج الیہ ہو قولہ جل مجدہ ہو یدرک الابصار لکونہ مقصودا اصلیا لبیان کمال عنہ کما لا یخفی علی من لہ ذوق سلیم فتفسیر اللطیف بلطیف الادراک للمدرکات الخ اولی لیکون ابلغ واکد فی اثبات ما ہو المقصود ولا یکون اشتغالا بما لیس بمقصود بشیٔ ما یشتبہ اصلا بما بسطناک بہ وجہ واللہ اعلم ۱۲ منہ

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ

اب بلا شبہ تمھارے پاس تمھارے رب کی جانب سے حق بینی کے ذرائع پہنچ چکے ہیں۔ سو جو شخص دیکھ لے گا وہ اپنا فائدہ کرے گا

وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ؕ وَمَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ۝ وَكَذٰلِكَ

اور جو شخص نہ دیکھ سکیگا وہ اپنا نقصان کریگا۔ اور میں تمھارا نگراں نہیں ہوں اور ہم اس طور پر دلائل

نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ وَلِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَیِّنَهٗ لِقَوْمٍ

کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں تاکہ آپ سب کو پہنچا دیں۔ اور تاکہ یہ لوگ کہیں کہ آپ نے کسی سے پڑھ لیا ہے اور تاکہ ہم اسکو

یَّعْلَمُوْنَ ۝ اِتَّبِعْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ

دانشمندوں کے لئے خوب ظاہر کر دیں۔ آپ خود اس طریقہ پر چلتے رہیے جس کی وحی آپ کے رب کی طرف سے آپ کے پاس آئی ہے۔

جیسا کہ جلالین میں تخریج مستدرک حاکم بروایت حضرت ابن عباسؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے (رایت ربی عزوجل الحدیث) وہ اس حکم امتناعی شرعی فی الدنیا سے مخصوص ہے اور شیخ اکبر رحمہ اللہ سماوات کو فوقہا کو دنیا سے خارج فرماتے ہیں اور آخرت میں داخل کرتے ہیں اس بناء پر کہ آخرت کا ایک زمانہ ہے جو قیامت میں آوے گا اور ایک مکان ہے جو اوپر مذکور ہوا پس یہ رویت آخرت میں ہوئی تھی فلا حاجۃ الی القول بالتخصیص۔

ربط اوپر دلائل اثبات توحید و ابطال شرک کے مذکور ہوئے ہیں آگے مسئلہ رسالت کے متعلق اس کا بیان ہے کہ آپ کے ذمہ رسالت کی حیثیت سے صرف ان مضامین کی تبلیغ اور عبدیت کے اعتبار سے خود عمل پر استقامت ہے نہ کہ ان کے فکر و غم میں پڑ جانا۔ **بیان وظیفہ رسالت و عبدیت** قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ (الی قولہ) اِتَّبِعْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ (آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ) اب بلا شبہ تمھارے پاس تمھارے رب کی جانب سے حق بینی کے ذرائع (کہ وہ توحید و رسالت کے حق ہونے کے دلائل عقلیہ و نقلیہ ہیں) پہنچ چکے ہیں سو جو شخص (ان کے ذریعہ سے حق کو) دیکھ لے گا وہ اپنا فائدہ کرے گا۔ اور جو شخص اندھا رہیگا وہ اپنا نقصان کرے گا اور میں تمھارا (یعنی تمھارے اعمال کا) نگراں نہیں ہوں (یعنی جیسا نگرانی کرنے والے کے ذمہ ہوتا ہے کہ نا شائستہ حرکت نہ کرنے دے یہ میرے ذمہ نہیں میرا کام صرف تبلیغ ہے) اور (دیکھیے) ہم اس (عمدہ) طور پر دلائل کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں تاکہ آپ سب کو پہنچا دیں اور تاکہ یہ (منکرین تعصب سے یوں کہیں کہ آپ نے کسی سے (ان مضامین کو) پڑھ لیا ہے (مطلب یہ کہ تاکہ ان پر اور زیادہ الزام ہو کہ ہم تو اس طرح حق کو ثابت کرتے تھے اور تم پھر ایسا کہتے تھے اور یہ کہنا محض براہ عناد تھا ورنہ بطلان اسکا ظاہر ہے) اور تاکہ ہم اس (قرآن کے مضامین) کو دانشمندوں کے لئے خوب ظاہر کر دیں (یعنی قرآن کے نازل کرنے کے تین فائدے ہیں ایک یہ کہ آپ کو اجر تبلیغ ملے دوسرے یہ کہ منکرین پر زیادہ جرم قائم ہو تیسرے یہ کہ دانشمند طالبان حق کو حق ظاہر ہو جاوے پس) آپ (یہ نہ دیکھیے کہ کون مانتا ہے کون نہیں مانتا) خود اس طریق پر چلتے رہیے جس (پر چلنے) کی وحی آپ کے رب کی طرف سے آپ کے پاس آئی ہے۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وما انا علیکم بحفیظ وکذا قولہ فی ما بعدہ وما انت علیہم بوکیل فیہ ما علیہ علی النظر من عوام الصوفیۃ لا یخفی ادا وحق الارشاد۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ وما انا علیکم بحفیظ اور اس کے بعد یہ قول وما انت علیہم بوکیل اس میں اہل طریق کے اس معمول پر دلالت ہے کہ حق ارشاد ادا کر کے پھر کسی کے درپے نہیں ہوتے۔ ۱۲

البلاغۃ

الاکتفاء فی الآیۃ علی نفی الحفیظ لاستلزامہ نفی الوکیل فان الوکالۃ بالمعنی الذی ذکر مرتب علی الحفیظ کما ہو ظاہر ۱۲

النحو ضمیر نبینہ الی بصائر بتاویل القرآن ۱۲ فی الروح

اختلاف القراۃ فی قراءۃ دارست علی وزن فاعلت ای دارست اہل الکتاب وفی قراءۃ درست بتانیث الغائب ای قصت ہذہ الآیات وعفت کقولہم ساطیر الاولین ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی قد جاءکم کہدیجئے اشارۃ الی تقدیر قل بقرینۃ ما علیکم وصرح بہ الروح

۲ قولہ فیضل ولیقولوا سب کو ایا اشارۃ الی تقدیر المعطوف علیہ ای لتبلیغ الی الحجج المستقیمین القائلین درست وقوم سیقولون ولما کان فی کون ہذا القول تعلیلا خفاء وجہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ○ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا

اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں - اور مشرکین کی طرف خیال نہ کیجئے اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو یہ شرک نہ کرتے

وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ○ وَلَا

اور ہم نے آپ کو ان کا نگراں نہیں بنایا اور نہ آپ مختار ہیں اور

تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا

دشنام مت دو ان کو جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں - کیونکہ پھر وہ براہ جہل حد سے گذر کر اللہ تعالیٰ

بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ

کی شان میں گستاخی کریں گے - ہم نے اسی طرح ہر طریقہ والوں کو ان کا عمل مرغوب بنا رکھا ہے پھر اپنے رب ہی کے پاس

مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

ان کو جانا ہے سو وہ ان کو جتلا دے گا جو کچھ بھی وہ کیا کرتے تھے -

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ (الی قولہ) وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ○ (اور اس طریق میں بڑی چیز اعتقاد ہے کہ) اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں (اور اس طریق میں تبلیغ کا حکم بھی داخل ہے) اور (اس پر قائم رہکر) مشرکین کی طرف خیال نہ کیجئے (کہ افسوس انھوں نے قبول نہ کیا) اور (وجہ خیال نہ کرنے کی یہ ہے کہ) اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو یہ شرک نہ کرتے (لیکن ان لوگوں کی بدعنوانیوں سے اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ ان کو سزا دیں اس لئے ویسا ہی سامان جمع کر دیا پھر ان کو آپ کب مسلمان بنا سکتے ہیں) اور (آپ اس فکر میں پڑیں ہی کیوں) ہم نے آپ کو ان (کے اعمال) کا نگراں نہیں بنایا اور نہ آپ (ان اعمال پر عذاب دینے کے ہماری طرف سے) مختار ہیں (پس جب آپ کے متعلق نہ ان کے جرائم کی تفتیش ہے اور نہ ان کی سزا کا حکم ہوا ہے پھر آپکے کیوں تشویش ہے) **ربط** اوپر کے مضامین میں طریق مشرکین کا ابطال اور نیز مضامین مذکورہ کے ساتھ اس کی تبلیغ کا امر بھی کیا گیا ہے آگے مشرکین کے معبودات باطلہ کو سب و شتم کرنے سے مسلمانوں کو ممانعت فرما کر تبلیغ دین کے حدود قائم کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ غیر قوم سے مناظرہ کرنا تو جزو تبلیغ ہے لیکن دشنامی اور دلخراش الفاظ ان کے معظمین کے حق میں کہنا ممنوع لغیرہ ہے کہ وہ ہمارے معبود یا رسل و معظمین کی شان میں گستاخی کریں گے تو گویا اس کے باعث ہم ہوئے **نہی از مشائمت باکفار** وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (الی قولہ) فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ اور دشنام مت دو ان (معبودان باطلہ) کو جن کی یہ (مشرک) لوگ خدا (کی توحید) کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ (تمہارے ایسا کرنے سے) پھر وہ براہ جہل حد سے گذر کر

النحو تسبوا منصوب علی جواب النہی وقیل مجزوم علی العطف علی قولہم لاتمدد فتشقق ۱۲ **الروایات** فی اللباب قال عبد الرزاق انبانا معمر عن قتادۃ قال کان المسلمون یسبوا اصنام الکفار فیسب الکفار اللہ فانزل اللہ ولاتسبوا ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولاتسبوا الذین یدعون الخ فیہ ان الطاعۃ اذا ادت الی معصیۃ راجحۃ وجب ترکھا ۱۲ الو تکن الطاعۃ واجبۃ ومن ثم تری اھل الارشاد ینھون عن کثیر مما یری طاعۃ واذا تکون مفضیۃ الی المفاسد فی نظر ھم الذی یرون بہ مالا یری غیرھم ۱۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ولاتسبوا الذین یدعون الخ اس میں دلالت ہے کہ اگر کوئی طاعت کسی معصیت کا سبب بن جائے اور طاعت واجب نہ ہو تو اس طاعت کو ترک کر دیا جائے اور اسی جگہ سواہل ارشاد کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے امور سے منع کر دیتے ہیں جو بظاہر اطاعت معلوم ہوتے ہیں مگر ان کی نظر میں وہ مفضی الی المفاسد ہوتے ہیں اور دوسرے نہیں سمجھتے ۱۲

ملحقات الترجمہ

قولہ فی اعرض خیال فلاں اعرض عنہا عدم الالتفات لا الکف افلانسخ ۱۲

(غصہ میں آکر) اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے اور اس کا تعجب نہ کیا جاوے کہ ایسی گستاخی کرنے والوں کو ساتھ کے ساتھ سزا کیوں نہیں ملجاتی کیونکہ ہم نے (دنیا میں تو) اسی طرح (جیسا ہو رہا ہے) ہر طریقہ والوں کا عمل (بھلا ہو یا برا ہو) مرغوب بنا رکھا ہے (یعنی ایسے اسباب جمع ہو جاتے ہیں کہ ہر ایک کو اپنا طریقہ پسند ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ عالم اصل میں ابتلاء کا ہے پس اس میں سزا ضرور نہیں) پھر (البتہ اپنے وقت پر) اپنے رب ہی کے پاس ان (سب) کو جانا ہے سو (اس وقت) وہ ان کو جتلا دے گا جو کچھ بھی وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے (اور مجرمین کو سزا دے دے گا) ف بتوں کو برا کہنا فی نفسہ امر مباح ہے مگر جب وہ ذریعہ بن جاوے ایک امر حرام یعنی گستاخی بجناب باری تعالیٰ کا وہ بھی منہی عنہ اور قبیح ہو جاوے گا۔ اس سے ایک قاعدہ شرعیہ ثابت ہوا کہ مباح جب حرام کا سبب بن جاوے وہ حرام ہو جاتا ہے اور ہر چند کہ اوپر یا دوسری آیات میں جو مضامین اثبات توحید و رسالت و ابطالِ شرک و کفر کے مذکور ہیں بعض اوقات ان پر بھی کفار گستاخی بجناب باری جل شانہ و تکذیب حضورِ پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات کہا کرتے تھے۔ چنانچہ مقامات متعددہ میں وہ منقول ہیں لیکن ان مضامین کا بیان کرنا ممنوع نہیں ہوا وجہ فرق یہ کہ ان مضامین کا ظاہر کرنا واجب اور مطلوب عند الشرع تھا ایسے امر پر اگر کچھ مفاسد مرتب ہو جاویں تو اس امر کو ترک نہ کیا جاوے گا۔ یہ دوسرا قاعدہ ثابت ہوا۔ اور دشنام بت امر مباح تھا واجب مطلوب عند الشرع نہ تھا ایسے امر پر جب مفاسد مرتب ہوں گے اس کو ترک کرنا واجب ہوگا یہی فرق ہے دونوں امر میں یہ دونوں فقہی قاعدے علم عظیم ہے بے شمار فروع کا حکم اور فیصلہ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ روح المعانی میں ابو المنصور سے یہی فرق ایک سوال کے جواب میں جو ان سے پوچھا گیا تھا نقل کیا ہے اور ابن سیرین سے بھی اس کی تائید نقل کی ہے۔ اور قرآن مجید کی بعض آیات میں جو معبودان باطلہ کی تحقیر مذکور ہے وہ بقصد سب و شتم نہیں بلکہ مناظرہ میں بطور تحقیق مطلوب و استدلال و الزام خصم کے ہے جو مناظرات میں مستعمل ہے اور قرائن سے مخاطب کو فرق معلوم ہو جاتا ہے کہ تحقیق مقصود ہے یا تحقیر۔ اول جائز دوسرا ناجائز فقط ربط اوپر آیات منذرہ سے مشرکین کا منتفع نہ ہونا مذکور تھا۔ چنانچہ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ میں ان آیات کا اور اس کے بعد ان کا اپنے شرک پر قائم رہنے کا بیان ہے آگے مشرکین کا براہِ عناد فرمائشی آیات کی درخواست کرنے کا مع جواب ذکر ہے جس کا قصہ ابن جریر نے محمد قرظی سے اس طرح نقل کیا ہے کہ قریش سے آپ نے دعوتِ اسلام کے متعلق گفتگو کی وہ بولے آپ انبیاء سابقین کے ایسے ایسے معجزات کا بیان کرتے ہیں ایسا ہی کوئی معجزہ آپ بھی ظاہر کیجئے۔ آپ نے تعیین معجزہ کی پوچھی انھوں نے کہا کہ کوہِ صفا کو سونا کر دیجئے، آپ نے پوچھا تم میرا اتباع کرو گے، وہ قسمیں کھانے لگے کہ ہاں کریں گے آپ دعا کرنے کے واسطے کھڑے ہو گئے۔ حضرت

ملخصات الترجمہ

۱ قولہ بعد ھن وا غضہ فلا یرد ان القوم کانوا معترفین باللہ فکیف یکفرون ۱۲ ۲ قولہ فی سر بینا اصل الی ضرور اشارہ الی دفع ما یرد من انہ کیف نزل العذاب باقوام سابقۃ علینا وجہ الدفع ظاہر ان عدم الضرورۃ لا یستلزم ضرورۃ العدم وکم من عارض یقع خلاف الاصل بسبب ما ۱۲

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ

اور ان لوگوں نے قسموں میں بڑا زور لگا کر اللہ کی قسم کھائی کہ ان کے پاس کوئی نشان آجاوے تو وہ ضرور ہی اس پر ایمان

بِهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ

لے آویں گے۔ آپ کہہ دیجئے کہ نشان سب خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں اور تم کو اس کی کیا خبر کہ وہ نشان جس وقت آجاویں گے یہ لوگ

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا

جب بھی ایمان لاویں گے اور ہم بھی ان کے دلوں کو اور ان کی نگاہوں کو پھیر دیں گے۔ جیسا یہ لوگ اس پہلی دفعہ

بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ ع

ایمان نہیں لائے اور ہم ان کو ان کی سرکشی میں حیران رہنے دیں گے

جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آئے کہ آپ چاہیں تو پہاڑ سونا ہو جاوے لیکن اگر یہ ایمان نہ لائے تو میں ان پر عذاب نازل کروں گا اب چاہے اس کو اختیار کیجئے اور چاہے یوں ہی رہنے دیجئے جس کی قسمت میں ایمان ہے وہ (بقیہ معجزات کو کافی سمجھ کر) ایمان لے آوے گا آپ نے فرمایا تو پھر یوں ہی رہنے دیا جاوے اس پر یہ آیت بجھلون تک نازل ہوئی کذا فی الروح **جواب اقتراح آیات** وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ (الی قول) وَنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ اور ان (منکر) لوگوں نے قسموں میں بڑا زور لگا کر اللہ کی قسم کھائی کہ اگر ان کے (یعنی ہمارے) پاس (ان کی یعنی فرمائشی نشان میں سے) کوئی نشان (ظہور

اللغات الجهد بالفتح والضم المشقة والطاقة فی موضع الحال ای جاهدین فی ایمانهم بان اتوا بالحلف علی ابلغ ما فی وسعهم ۱۲ **النحو** ما یشعرکم قال البیضاوی ما یشعرکم وما یدریکم کیف تستفهمون انکارا فی قولهم انها اذا جاءت لا تؤمنون انهم لا یؤمنون قال العصام خطاب للمؤمنین یمنعهم عن تمنی مجی الآیة المقترحة طمعا فی ایمانهم یقتضی بظاهره ان یقال لهم وما یدریکم انها اذا جاءت یؤمنون فذکر توجیهین احدهما ان لا استفهاما للانکار ای لا یشعرکم ای لا یخبرکم بحمل بهما والثانی ان مفعول الاشعار محذوف ای ما یشعرکم ما یکون منهم وان من نعات نعل ای لعلهم اذا جاءتهم لا یؤمنون وح تعمل للاشفاق یعنی ینبغی ان تجوزوا عدم ایمانهم بل یکون الغالب عندکم ذلک فلا تتمنوا ۱۲ کذا فی الروح والحاصل ان الاستفهام للانکار لا للنفی لانه معنیان لم ولا وبهذا الثانی ہو المراد لا الاول لان الامکان الظاہر لا یؤمنون ای لم تظنون انهم اذا جاءت یؤمنون وفیه اقامة العذر للمؤمنین فی رغبتهم فی ذلک آه بتغییر قول اذا جاءت راجع الی الآیات او الآیة وکل وجهه ۱۲ **البلاغة** قوله اذا جاءت استعمال اذا دون ان مع المستقبل لزیادة التشنیع علیهم کما فی الروح ۱۲

اختلاف القراءة - فی قراءة انها بالکسر کانه قال وما یشعرکم ما یکون منهم ثم اخبر بما علم منهم وفی قراءة لا تؤمنون بالتاء فرقع الهمزة خطاب للمشرکین علی طریقة الالتفات والمعنی ان عدم ایمانکم یقینی فعاداکم ولا یراد به نفی علمهم لانهم کانوا عالمین بعنادهم بل یراد به علی سبیل الکنایة کون عدم ایمانهم یقینیا بان یکون عدم اشعارهم کنایة عن عدم علم الله تعالی ویکون الشئ معلوما لله تعالی کنایة عن کونه یقینیا فحصل المعنی ان عدم ایمانکم یقینی فانهم وکیف ان یکون الخطاب علی هذه القراءة فی یشعرکم للمؤمنین وفی لا تؤمنون للمشرکین کما فی قوله تعالی وما یدریکم لعلها اذا جاءت لا یؤمنون وفی قراءة لعلهم اذا جاءتهم لا یؤمنون بالیاء فالالتفات من خطاب الی غیبة ۱۲

لان کلمة اذا یدل علی القطع والتحقیق فالمعنی انهم لا یؤمنون ولو کان مجئ الآیات مقطوعا به ۱۲

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ واقسموا باللہ جہد ایمانہم الآیۃ باب الاشارۃ ای انہم طلبوا خوارق العادات واعرضوا عن الحجج البینات واعتقادہم بالمحسوس قل انما الآیات عند اللہ فیاتی بہا حسبما تقتضیہ الحکمۃ الخ وفی قولہ تعالیٰ ولو اننا نزلنا الی قولہ ما کانوا لیومنوا دلالۃ علی عدم لزوم النفع لمتابعۃ الخوارق فطلبہا لیس طریقا للہدایۃ وانما طریقہا اتباع البینات ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ واقسموا باللہ مع قولہ ولو اننا الی قولہ ما کانوا لیومنوا مجموعہ میں دلالت ہے کہ خوارق کے معائنہ سے نفع لازم نہیں پس ان کا طلب کرنا ہدایت کا طریق نہیں بلکہ اس کا طریق بینات کا اتباع ہے پس طلب شیخ میں بھی کرامات کا تتبع نہ کرے اپنے کمال کا

میں) آجاوے تو وہ (یعنی ہم) ضرور ہی اس (نشان) پر ایمان لے آویں گے (یعنی نشان ظاہر کرنے والے کی نبوت کو مان لیں گے) آپ (جواب میں) کہہ دیجئے کہ نشان سب خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں (وہ ان میں جس طرح چاہے تصرف فرماوے دوسرے کو دخل دینا اور فرمائش کرنا بے جا ہے کیونکہ اللہ کے سوا معلوم نہیں کہ کس کا ظاہر ہونا حکمت ہے اور کس کا ظاہر نہ ہونا حکمت ہے البتہ بعثت رسل کے وقت مطلقاً کسی نشان کو ظاہر کر دینا اسمیں حکمت یقینی ہے سو اللہ تعالیٰ بہت سے نشان صدق دعوئ رسالت محمدیہ پر ظاہر فرما چکے ہیں جو کہ دلالت کے لئے کافی ہیں بس یہ ان کی فرمائش کا جواب ہوگیا) اور (چونکہ مسلمانوں کے دل میں خیال تھا کہ خوب ہو اگر یہ نشان ظاہر ہو جاویں شاید ایمان لے آویں ان کو خطاب فرماتے ہیں کہ) تمکو اس کی کیا خبر (بلکہ ہم کو خبر ہے) کہ وہ (فرمائشی) نشان جس وقت (ظہور میں) آجاویں گے یہ لوگ (غایت عناد سے) جب بھی ایمان نہ لاویں گے اور (ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے) ہم بھی ان کے دلوں کو (حق طلبی کے قصد سے) اور ان کی نگاہوں کو (حق بینی کی نظر سے) پھیر دیں گے (اور اس کا یہ ایمان نہ لانا ایسا ہے) جیسا یہ لوگ اس (قرآن) پر (کہ معجزہ عظیمہ ہے) پہلی دفعہ (جب کہ وہ آیا) ایمان نہیں لائے (تو اب ایمان نہ لانے کو بعید مت سمجھو) اور (تقلیب ابصار کا مطلب ظاہری تقلیب نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ) ہم ان کو ان کی سرکشی (وکفر) میں حیران (سرگردان) رہنے دیں گے (ایمان کی توفیق نہ ہوگی کہ یہ معنوی تقلیب ہے)

ان آیات کے متعلق ف ولو آنا کے شروع میں ملاحظہ فرما لیا جائے۔

وجوہ الثانی متعلقہ جلد ہفتم واذا سمعوا الجزء السابع بیان القرآن

قولہ تعالیٰ - عقدتم - فیہ ثلث قراءات الاولی بالف بعد العین وتخفیف القاف لابن ذکوان من المعاقدۃ والثانیۃ بغیر الف مع تخفیف القاف لشعبۃ وحمزۃ والکسائی من العقد والثالثۃ بغیر الف مع تشدید القاف للباقین من التعقید **قولہ تعالیٰ** فجزاء مثل - فیہ قراءتان الاولی بالتنوین فی فجزاء ورفع لام مثل لعاصم وحمزۃ والکسائی علی ان مثل بدل من جزاء والثانیۃ بغیر تنوین وخفض اللام للباقین علی کون الجزاء مضافا اضافۃ بیانیۃ - **قولہ تعالیٰ** او کفارۃ طعام - فیہ قراءتان الاولی کفارۃ بغیر تنوین وخفض میم طعام لنافع وابن عامر علی الاضافۃ البیانیۃ والثانیۃ بالتنوین ورفع المیم للباقین علی البدلیۃ

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی مایشعرکم مسلمانوں کے دل میں کما فی الدر المنثور اخرج ابو الشیخ عن ابن عباس مایشعرکم یا معشر المسلمین ۱۲

۲ قولہ فی تقلب اور ان کے اشارۃ الی کون تقلب معطوفا علی لایؤمنون وسیجیء ۱۲

۳ قولہ فی کما لم یؤمنوا اور ان کا لم اشارۃ الی ان الکاف فی موضع النعت مصدر منصوب بلایؤمنون ای لایؤمنون بل یکفرون کفرا کائنا کعدم ایمانہم ۱۲

۴ قولہ فی نذرھم مراد فہو معین لتقلب ومعطوف علی ماعطف تقلب علیہ ۱۲

قولہ تعالیٰ - فیھما - فیہ قراءتان الاولیٰ بغیر الف بعد الیاء لابن عامر مصدر کشیع و الثانیۃ بالف للباقین قولہ تعالیٰ حین ینزل - فیہ قراءتان الاولیٰ من الانزال لابن کثیر و ابی عمرو و الثانیۃ من التنزیل للباقین قولہ تعالیٰ - استحق - فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح التاء و الحاء لحفص مبنیا للفاعل و الثانیۃ بضم التاء و کسر الحاء للباقین مبنیا للمفعول - قولہ تعالیٰ الاولیٰن - فیہ قراءتان الاولیٰ بتشدید الواو و کسر اللام وسکون الیاء و فتح النون علی الجمع لحمزۃ و شعبۃ و الثانیۃ بسکون الواو و فتح اللام و الیاء و الف بعد الیاء و کسر النون علی التثنیۃ للباقین - قولہ تعالیٰ علام الغیوب - فیہ قرأتان الاولیٰ بکسر الغین لشعبۃ و حمزۃ و الثانیۃ بالضم للباقین - قولہ تعالیٰ - الاسم - فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح السین و الف بعدھا و کسر الحاء اسم فاعل لحمزۃ و الکسائی و الثانیۃ بکسر السین و سکون الحاء و لا الف بعدھا للباقین قولہ تعالیٰ - ھل یستطیع ربک - فیہ قراءتان الاولیٰ بالتاء علی الخطاب و فتح باء ربک للکسائی و التقدیر ھل تستطیع ان تسأل ربک و الثانیۃ بالیاء و ضم الباء - قولہ تعالیٰ - ینزل - فیہ قراءتان الاولیٰ من التنزیل لنافع و ابن عامر و عاصم و الثانیۃ من الانزال للباقین - قولہ تعالیٰ - یوم ینفع - فیہ قراءتان الاولیٰ فتح المیم لنافع و التقدیر ھذا الذی مر واقع یوم ینفع و الثانیۃ رفع المیم للباقین علی انہ خبر لیوم -

تمت سورۃ المائدۃ

سورۃ الانعام

قولہ تعالیٰ - من یصرف - فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح الیاء و کسر الراء مبنیا للفاعل لابی بکر و حمزۃ و الکسائی و الثانیۃ بضم الیاء و فتح الراء مبنیا للمفعول - قولہ تعالیٰ - ثم لم تکن - فیہ قراءتان الاولیٰ بالیاء علی التذکیر لحمزۃ و الکسائی و الثانیۃ بالتاء علی التانیث للباقین - قولہ تعالیٰ - فتنتھم - فیہ قراءتان الاولیٰ برفع التاء لابن کثیر و ابن عامر و حفص و الثانیۃ بالنصب للباقین - قولہ تعالیٰ واللہ ربنا - فیہ قراءتان الاولیٰ بنصب الباء لحمزۃ و الثانیۃ بالرفع للباقین - و النصب باضمار ان علی جواب التمنی و المعنی ان ردنا لم نکذب و الرفع بالابتداء او العطف علی نرد - قولہ تعالیٰ - ونکون - فیہ قراءتان الاولیٰ بنصب النون لابن عامر و حفص و حمزۃ و الثانیۃ برفعھا للباقین و التوجیہ الترجیہ - قولہ تعالیٰ ولدار الاخرۃ - فیہ قراءتان الاولیٰ بتخفیف الدال و جر التاء من الاخرۃ علی الاضافۃ لابن عامر و الثانیۃ بتشدید الدال و رفع التاء علی الصفۃ للباقین - قولہ تعالیٰ - افلا تعقلون - فیہ قراءتان الاولیٰ بالتاء علی الخطاب لنافع و ابن عامر و حفص و الثانیۃ بالیاء علی الغیبۃ للباقین - قولہ تعالیٰ لیحزنک - فیہ قراءتان الاولیٰ بضم الیاء و کسر الزائے لنافع و الثانیۃ بفتح الیاء و ضم الزای للباقین - قولہ تعالیٰ - لا یکذبونک - فیہ قراءتان الاولیٰ بسکون الکاف و تخفیف الذال من الکذب لنافع و الکسائی و الثانیۃ بفتح الکاف و تشدید الذال من التکذیب للباقین - قولہ تعالیٰ علی

ان ینزل اٰیة - فیہ قراءتان الاولیٰ من الافعال لابن کثیر والثانیة من التفعیل للباقین۔ قولہ تعالیٰ - فخفنا۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بتشدید التاء لابن عامر والثانیة بالتخفیف للباقین - قولہ تعالیٰ - بالغدوة - فیہ قراءتان الاولیٰ بضم الغین وسکون الدال وبواو مفتوحة لابن عامر والثانیة بفتح الغین والدال والف بعد الدال للباقین۔ قولہ تعالیٰ - انہ من عمل - فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح الھمزة لنافع وابن عامر وعاصم والثانیة بالکسر للباقین والفتح علی انہ بدل من الرحمة والکسر علی الاستیناف۔ قولہ تعالیٰ فانہ غفور رحیم - فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح الھمزة لابن عامر وعاصم والثانیة بالکسر للباقین و النصب علی معنی فشانہ انہ الخ۔ قولہ تعالیٰ ولتستبین - فیہ قراءتان الاولیٰ بالیاء بعد الامر علی التذکیر لابی بکر وشعبة وحمزة والکسائی والثانیة بالتاء علی التانیث للباقین۔ قولہ تعالیٰ - سبیل المجرمین - فیہ قراءتان الاولیٰ بنصب اللام لنافع والثانیة بالرفع للباقین والنصب علی انہ مفعول للفعل المتعدی و الرفع انہ فاعل للفعل اللازم۔ قولہ تعالیٰ - یقص الحق - فیہ قراءتان الاولیٰ بضم القاف وصاد مھملة مشددة مع الرفع لنافع وابن کثیر وعاصم من قص الخبر والثانیة بسکون القاف وضاد معجمة مخففة مع الکسر للباقین من القضاء وحذفت الیاء فی الخط تبعاً للحن فھا فی اللفظ لالتقاء الساکنین۔ قولہ تعالیٰ وخفیة - فیہ قراءتان الاولیٰ بکسر الخاء لشعبة والثانیة بالضم للباقین وھما لغتان کالاسوة والاسوة قولہ تعالیٰ - لئن انجیتنا - فیہ قراءتان الاولیٰ بحذف التاء والف بعد الجیم بدل الجیم علی الغیبة لعاصم وحمزة والکسائی والثانیة بالتاء بعد الیاء علی الخطاب للباقین - قولہ تعالیٰ قل اللہ ینجیکم - فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح النون وتشدید الجیم لھشام وعاصم وحمزة والکسائی والثانیة بسکون النون وتخفیف الجیم للباقین والاول من التفعیل والثانی من الافعال - قولہ تعالیٰ - ینسینک - فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح النون وتشدید السین لابن عامر والثانیة بسکون النون وتخفیف السین للباقین والاول من التفعیل والثانی من الافعال قولہ تعالیٰ استھوتہ - فیہ قراءتان الاولیٰ بالف بعد الواو علی التذکیر لحمزة والثانیة بالتاء علی التانیث للباقین - قولہ تعالیٰ - وجھی للذی - فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح الیاء لنافع وابن عامر وحفص والثانیة بالسکون للباقین - قولہ تعالیٰ اتحاجونی - فیہ قراءتان الاولیٰ بتخفیف النون لنافع وابن عامر بخلاف عن ھشام والثانیة بالتشدید للباقین وفی الاول حذف احدی النونین و فی الثانی ادغامھا فی الاخری - قولہ تعالیٰ مالم ینزل بہ علیکم سلطانا - فیہ قراءتان الاولیٰ بسکون النون وتخفیف الزای لابن کثیر وابی عمرو والثانیة بفتح النون وتشدید الزای - قولہ تعالیٰ درجات من نشاء - فیہ قراءتان الاولیٰ بتنوین التاء لعاصم وحمزة والکسائی والثانیة بغیر تنوین للباقین - قولہ تعالیٰ - وزکریا - فیہ قراءتان الاولیٰ بغیر ھمزة لحفص وحمزة والکسائی والثانیة بالھمزة للباقین - قولہ تعالیٰ - والیسع - فیہ قراءتان الاولیٰ بتشدید اللام وسکون الیاء لحمزة والکسائی

والثانیۃ بسکون اللام وفتح الیاء وھو علی الاول اعجمی دخل علیہ اللام علی الثانی ایضا اعجمی۔ قولہ تعالیٰ یجعلونہ قراطیس یبدونھا ویخفون کثیرا۔ فیھا قراءتان الاولی بالیاء فی الثلثۃ علی الغیبۃ لابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ بالتاء علی الخطاب للباقین۔ قولہ تعالیٰ ولینذر۔ فیہ قراءتان الاولی بالیاء علی الغیبۃ لشعبۃ والضمیر للکتاب والثانیۃ بالتاء علی الخطاب للباقین۔ قولہ تعالیٰ بینکم۔ فیہ قراءتان الاولی بفتح النون لنافع وحفص والکسائی والثانیۃ بالرفع للباقین وھو علی الاول ظرف والفاعل الامر او الوصل وعلی الثانی مصدر بمعنی الوصل والجمع مجاز او ظرف اسند الیہ الفعل علی سبیل الاتساع قولہ تعالیٰ من المیت ومخرج المیت۔ فیہ قراءتان الاولی بتشدید الیاء لنافع وحفص والکسائی والثانیۃ بالتخفیف للباقین۔ قولہ تعالیٰ وجاعل فیہ قراءتان الاولی بفتح العین واللام والف قبل العین علی صیغۃ الماضی لعاصم وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بکسر العین ورفع اللام والف قبل العین علی صیغۃ اسم الفاعل للباقین قولہ تعالیٰ۔ اللیل فیہ قراءتان من قراءۃ ما قبلہ بالمضی نصب اللیل ومن قراءتہ باسم الفاعل جرہ قولہ تعالیٰ مستقر۔ فیہ قراءتان الاولی بکسر القاف لابن کثیر وابی عمرو علی انہ اسم فاعل والثانیۃ بالفتح للباقین علی انہ مصدر او اسم مکان قولہ تعالیٰ الی ثمرۃ۔ فیہ قراءتان الاولی بضم الثاء والمیم لحمزۃ والکسائی علی انہ جمع ثمرۃ والثانیۃ بالفتح فیھما۔ قولہ تعالیٰ وخرقوا۔ فیہ قراءتان الاولی بتشدید الراء لنافع والثانیۃ بالتخفیف للباقین۔ قولہ تعالیٰ۔ درست۔ فیہ ثلث قراءات الاولی بالف بین الدال والراء لابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ بغیر الف لنافع وعاصم وحمزۃ والکسائی والکل بسکون السین وفتح التاء والثالثۃ بغیر الف وبفتح السین وسکون التاء علی الغیبۃ لابن عامر والضمیر للایات والمعنی محیت ھذہ الایات وعفت وھو کقولھم اساطیر الاولین۔ قولہ تعالیٰ انھا اذا جاءت۔ فیہ قراءتان الاولی بکسر الھمزۃ من انھا لابن کثیر وابی عمرو وشعبۃ بخلاف عنہ والثانیۃ بالفتح للباقین۔ قولہ تعالیٰ لا یؤمنون۔ فیہ قراءتان الاولی بالتاء علی الخطاب لابن عامر وحمزۃ والثانیۃ بالیاء علی الغیبۃ للباقین۔

الحمد للہ کہ پارہ واذا سمعوا مع وجوہ المثانی ختم ہوا۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کو ایصال ثواب اور کارکنان شعبہ اشرف العلوم کو دعاء خیر میں یاد رکھیں۔ (منجم)

نفیس ہذا اور جملہ کتب دینیہ، درسی وغیر درسی، عربی، فارسی، اردو، قرآن مجید وحمائلیں معربی ومترجم قاعدے، پارے، اور جملہ تصانیف علمائے دیوبند عمدہ اور ارزاں ملتے ہیں

شعبہ اشرف العلوم ادارہ ہادی دیوبند۔ یوپی